بیمن چمن آرائی گلشن سخن وکارفرمائی داستان کا

افسانہ دلپذیر و قصۂ بے نظیر طلسم کلام سحر تاثیر ہوشربا ہے
جادو تقریر نوعروس کلام زیبا و نو طرز تقریر مرصع و تحریر حیرت افزا ہے

جلد پنجم حصہ دوم

طلسم ہوشربا

زبدۂ داستان

امیر حمزہ صاحبقران

بار دوم

تصنیف ناظم وقتار زمان و داستان گوئے شیرین بیان سخن سنج مصاحب خوان
پسندیدہ و مجالس امیران درمیان سرآمد اہل فن رشک اہل ہنر جناب منشی احمد حسین متخلص بقمر

بمطبع نامی منشی نولکشور لکھنؤ بحلیۂ طبع محلی ہوئی

اطلاع ۔ اگرچہ اس مطبع مین ہر علم و فن کی کتب کا ذخیرہ سلسلہ وار فروخت کے لیے موجود ہی اور انکی فہرست مطول ہر ایک شائق کو چھاپہ خانہ سے مل سکتی ہی جسکے معائنہ و ملاحظہ سے شائقان اصلی حالات کتب کے معلوم کر سکتے مین قیمت بھی ارزان ہی لیکن خاص اس کتاب کے ٹائیٹل پیج کے دو صفحون مین بعض کتب قصہ جات نثر اردو کی درج کرتے ہین تاکہ جس فن کی یہ کتاب ہی اُس فن کی اور بھی کتب موجودہ کارخانہ سے قدردانون کو آگاہی کا ذریعہ حاصل ہو

اردو قصہ جات نثر

الف لیلہ باتصویر ۔ مشہور افسانہ ہزار و ایک رات کا عربی مین ہی اُسکا ترجمہ اُردو مین بعبارت دلچسپ مرغوب عالم سجانب مطبع اودھ اخبار منشی طوطا رام تخلص شایان مرحوم نے کیا ہی اس مرتبہ اسکا اختصار بعبارت دلچسپ مولوی حامد علی خان تخلص حامد نے کیا ہی لطف یہ کہ ہر رات کا ترجمہ علحدہ علحدہ ہی جس سے اور بھی لطف شائقین کو ملتا ہی و تصاویر بھی اسمین اپنے اپنے موقع کے ساتھ نہایت عمدہ لیتھو قابل دید ہین۔

الیضاً ۔ حسب مراتب بالا۔

الف لیلہ بغیر تصویر ۔ ترجمہ منشی طوطا رام شایان۔

مجموعۂ افسانہ دلپذیر ۔ جسمین بیس فسانہ دلچسپ ہین کہ جو کتاب انگریزی او سوم ٹیلس فرام شکسپیر موسومہ ٹیلس مصنفہ شکسپیر صاحب نامی شاعر جناب لالہ محمد حسن صاحب نے بعبارت سلیس عام فہم ترجمہ کیا جسکے نتائج سود مند مثل حکایات لقمان حکیم کے جلوہ نما ہین لطف یہ کہ ہر ایک قصہ کی لوح و ہند سہ و خاتمہ بھی جدا گانہ ہی

فسانہ عجائب جلی قلم ۔ باتصویر بعبارت رنگین و نمکین از مرزا رجب علی سرور۔

فسانۂ عجائب ۔ متوسط قلم۔

الیضاً ۔ باریک قلم باتصویر۔

قصۂ سونی مہینوال ۔ و غیرہ پند خردمندانہ۔

قصۂ گل صنوبر ۔ از منشی ہیم چند۔

سرورش سخن ۔ بجواب فسانۂ عجائب از سید فخر الدین حسین مودودی۔

الیضاً ۔ حسب مراتب بالا ۔ غیر مطبوع۔

طلسم حیرت ۔ افسانۂ دلچسپ از منشی جعفر علی تخلص شیون۔

قصۂ اگر گل۔

قصۂ گوپی چند و بھرتری۔

سنگاسن بتیسی نثر۔

قصۂ گل بکاولی ۔ از منشی نہال چند۔

بیتال پچیسی ۔ باتصویر قصہ مشہور۔

نوطرز مرصع ۔ قصۂ مشہور از محمد بخش صاحب مہجور۔

لطائف ہندی ۔ چٹکلے اور لطیفے مصنفہ لالہ بیبی پرشاد

قصۂ سورج پور حصہ اول از منشی جی لال۔

قصۂ ماہ رمضان ۔ از عبد اللہ خان۔

فسانۂ دلفریب ۔ از منشی فدا علی عرف اچھے صاحب

قصۂ چہار گلزار ۔ از منشی ہرگو پال صاحب۔

بیمن ہمت حامی کون و مکاں کارفرمای شان کا

افسانہ دلپذیر و قصہ بے نظیر طلسم کلام سحر تاثیر ہوش ربای جادو
نغمہ پر زور و سحر کلام زبان دو خطہ زنگ نغز مرصع و تحریر حیرت افزا اے

جلد پنجم حصہ دوم

طلسم ہوش ربا

ترجمہ داستان

امیر حمزہ صاحبقران

بار دوم

تصنیف ناظم دثنار زبان و داستان گوی شیرین بیان سخن سنج صاحب خوان
پسندیدہ مجالس امیران در میان سرآمد اہل فن رشک اہل ہنر جناب منشی احمد حسین متخلص

بمطبع نامی منشی نولکشور لکھنؤ بحلیہ طبع محلی ہوئی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ثنائے خالق اکرم بانی بنائے طلسم عالم منشی لوح و قلم صانع صنعت آدم حی قدیر سمیع و بصیر علیم و خبیر رزاق خلق شاہ و فقیر لنظم مصنف

فتاح و علیم و رب اکرم — از کن شدہ خلق جملہ عالم
افلاک و زمین و کوہ و دریا — اک حکم سے سب ہوئے پیدا
رزاق و رحیم ہے تری ذات — کیا غم اگر کریم ہے تری ذات
ای مدرک و حی ساز غیب — ای سالم خالق بلا ریب
ای خالق و قادر توانا — عالم مین نہین شریک تیرا
مجھ عاجز و خستہ کی مدد کر — عصیان کے حجاب سے ہون مضطر
عصیان کے حجاب سے مفر دے — دامن گل آرزو سے بھر دے
ای ذرہ نواز اس قمر پر — جلدی اب مہر کی نظر کر

نعت جناب اشرف انبیا محبوب خدا صاحب قاب قوسین او ادنی اعنی جناب محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لنظم مصنف

ای شاہد طبع ناز دکھلا — غمزے بڑھ بڑھ کے آج کرنا
لکھ نعت رسول باکرامت — نوبادۂ گلشن رسالت

روشن کن شمع خانۂ دین	مہر افلاک عزّ و تمکین
محبوب خدا لقب ہی تیرا	واجب سب پر ادب ہی تیرا
معراج ہوئی بزینت و زین	ادنیٰ رتبہ ہی قاب قوسین
پردے پردے کے وہ طالب	ظاہر کیے حق نے سب مراتب
روشن ہی یہ معجزہ جہان پر	دو ٹکڑے کیا قمر برابر
مجھ عاجز و خستہ کی زبان کیا	نکتہ جو تری صفت مین لکھتا
سن لے مری ای حبیب داور	ہی بار گنہ کا میرے سر پر
عصیان کے عذاب سے بچا لے	اس غم سے ہین میرے لب پہ نالے
پر دل نے کہا جو یا محمد	سب مشکلین ہو گئین وہین رد

منقبت جناب حیدر کرار وصی احمد مختار زوج زہرا نامدار باپ شبر و شبیر کنندۂ باب خیبر مظہر العجائب و مظہر الغرائب غالب کل غالب علی ابن ابی طالب نظم مصنف

ای ساقی آفتاب صورت	ہو شرب شراب مثل شربت
مینائے قلم ہی پر سر جوش	کر دے مجھے سرخوشی سے مدہوش
دل مین جب لطف می سمایا	ساقی کوثر کا یاد آیا
اس ساقی آفتاب ضو کا	ہون دل سے مین مبتلا و شیدا
حیدر صفدر لقب ہی تیرا	اعلیٰ سب سے نسب ہی تیرا
تجھ سا ہوا ہوگا نا ہی	معراج مین تھے نبی کے حامی
جلوہ ہر رنگ مین دکھایا	سلمان کو شیر سے بچایا
ظاہر مین ہوے بھی تھے نہ پیدا	جس وقت یہ معجزہ دکھایا
جب جمع ہوئے تھے جل کے ناری	آفت مین پھنسے خلیل باری
اس نام کا دھیان آ گیا جب	آتش گلزار ہو گئی سب
یوسف کا بھی تذکرہ ہی روشن	بھائی انکے ہوئے جو دشمن

دل مین اُنکے یہی سمایا ۔۔۔ اُس ماہ کو چاہ مین گرایا
نام آیا زبان پر علیؑ کا ۔۔۔ تاریک کنوان تھا قصر زیبا
اِس درجہ رجوع کی بعید جاہ ۔۔۔ آخر ہوے سحر کے شہنشاہ
کیا کوئی لکھیگا زور حیدر ۔۔۔ اس باب مین ہی گواہ خیبر
زورِ دستِ ید اللّٰہی پر ۔۔۔ آگہ جبریل کے ہین شہپر
مرحب سا دہ دیو خوک پیکر ۔۔۔ اِک حملہ مین دو ہوا برابر
شہرے ہین جہان مین طاقتون کے ۔۔۔ سکے ہین تری شجاعتون کے
پیدا ہوے کعبہ مین بعید جاہ ۔۔۔ یہ نور ہین کبریا کے واللّٰہ
دوش احمد پہ پاؤن رکھکر ۔۔۔ کعبہ سے کیا بتون کو باہر
کام آتے ہین یہ مصیبتون مین ۔۔۔ حیدر ہین شریک آفتون مین
اے چرخ نبی کے بدر کامل ۔۔۔ آسان ہو قمر کی جلد مشکل

التماس بخدمت ناظرین و مشتاقین والا تمکین حصہ اول جلد پنجم طلسم ہوش ربا اِس مقام پر ختم ہوا کہ صاحبقران زمان قلعہ آہن حصار کو فتح کرکے طرف کوہ عقیق گلزار سلیمانی کے روانہ ہوے ہین لقا بمقابلہ سعد بن قباد بمدد سلیمان عنبرین ہوے کوہی گردش ہی نامۂ افراسیاب جادو کو بہ طلب مدد بھیجا ہی اسد نامدار باغ سیماب سے آوارہ ہوکر ایک جانب جاتے ہین خواجہ عمرو ایک سمت بحواس پریشان چلے ہین برق و ضرغام آوارۂ دشت مصیبت و محنت افراسیاب خانہ خراب باغ سیماب سے لوح لیکر شدر و مضطر طرف کوہ بلور کے جاتا ہی ان سب کے حالات شباشب مقام پر تحریر ہونگے

آغاز داستان شوکت بیان اول بزبر دشت جرأت یلہ تاز میدان جلالت

برہم زن لشکر ساحران نبیرۂ زلزلۂ قاف ثانی سلیمان شہسوار عرصہ یکہ تازی اسد بن کرب غازی و حال خیریت مآل گوہر بے بہاے قلزم طراری نہنگ بحر زخار عیاری خنجر گزار خواجہ عمرو بن امیہ نامدار کا پہونچنا شہر داؤدیہ مین و عشق ملکہ لالہ خون قبا دختر خداوند داؤد سے و ذکر حصول لوح بہ عیاری خواجہ عمرو

ساقی نامہ مصنف

کدھر ہی تو ای ساقی لاجواب
شراب معانی کی خواہش ہوئی
شراب کہن میں نیا لطف ہی
نیا رنگ مضمون دکھا ساقیا
پلا دے جو اک جام ای گلعذار
ہر اک جا یہ ہوں چست فقرے تمام
وہ اس گلشن نظم میں گل کھلیں
کشش ہو ہر اک حرف کی زلف سے
تجلی طبیعت قمر دیکھ لیں
ہوں خوش مصفیران باغ جنان

قمر کو ہوئی خواہش آفتاب
مجھے جام صہبائے گلگوں پلا
بھلا میکدے میں یہ کیا لطف ہی
شراب معانی کی ہی جستجو
کھلے دفتر نظم باغ و بہار
ہر اک حرف ہو غنچۂ گلستان
کہ خار الم باغیوں کو ملیں
دکھاؤں وہ میں نظم کا بوستان
اب اس بے ہنر کا ہنر دیکھ لیں

ترے میکدے میں جو کاہش ہوئی
کھلے غنچۂ باغ حیرت فزا
مئے ارغوانی پلا ساقیا
پلا جلد ای ساقی ماہرو
عبارات رنگین کا ہو انتظام
ہر اک نقطۂ خال رخ مہوشان
چمن سے مشابہ ہو میں اسطور
جلیں سبز بختان باغ جہان
دکھائیں مضامین گلزاریان

چہرہ نوردان غریب الوطن و دل کنندگان صحرائے خارستان رنج و محن و صعوبت زدگان جادۂ مصیبت و گم کردگان راہ منازل محنت حال حیرت مآل مسافر شہر اندوہ و حرمان بے سر و سامان یوں تحریر فرماتے ہیں شہر مصنف متانت شعاران فرخندہ پی رہ عشق کرتے ہیں یوں سر سے پا اول دو کلمۂ افراسیاب بیان ہوتے ہیں جبکہ افراسیاب بیچ طلسم [illegible] لیسک پر سر کوہ ملیر پہونچا ملکہ حیرت و مصور و صورت نگار و ہڑپے برق نما و [illegible] ابر بلق کوہ شگاف وغیرہ چالیس سردار پاس افراسیاب کے پہونچے ملکہ حیرت نے دیکھا افراسیاب گھبرایا ہوا ماتھے پر پسینہ رو پارہ پارہ گریبان تا بدامن چاک چہرے پر خاک حیرت کمر سے لپٹ گئی کہا اے شہنشاہ جلد حال باغ سیماب بیان کیجیے کیا باغ سیماب میں اسد مکار کر پہونچ گیا افراسیاب نے کہا اے ملکہ عالم مخمور و بہار و باغبان مرے شکست کراتے ہوئے اس راہ [illegible] کے بند و بست کرتے ہوئے باغ سیماب میں پہونچے ذکر لڑائی کا بہت طول طویل ہے اسکے بیان کرنے کی کیا سبیل ہے سیماب خوب لڑا مخمور و بہار و باغبان و بران وغیرہ کو سحر سے بیہوش کیا کوکب نے آکر سیماب کو مارا طلسم کشا قریب گلدستوں کے پہونچ چکا تھا جا کر میں نے لوح کو لیا اس حال کو دیکھ کر میں ایسا گھبرایا طلسم کشا کو ایک ہاتھ تلوار کا مار سکتا بالتصریح پھر بیان کرونگا اب

سب صاحب یہ بتلائین کہ لوح طلسمی کو کسکے سپرد کرون سیماب الیسا خیر خواہ کہان سے لاؤن سیماب میری محبت مین کشتہ ہوا الیسا دوست صادق کیمیا ہی دنیا کی خاک چھانونگا الیسا حقوق محبت نباہ دیگا اپنی اپنی موافق عقل کے سب نے کہا مگر صورت نگار جادو زوجہ مصور نے جواب دیا اے شہنشاہ وہ صلاح بتلاؤن کہ اگر سامری و جمشید قصد کرین لوح نہ پاسکین دیوپیر اخداوندداو ساحر اتنا بڑا ہی کہ آپ کو کتاب سامری بنا کر دیتا ہی اگر وہ قبول کرے اور لوح اپنے پاس رکھ لے خداوند ہی تمھارا ابھار پیدا کرنے والا ہی اگر اسکے دل مین آجائیگا لوح طلسم کو عرش اعلی پر پہنچا دیگا فرشتون کے پاس رکھیگا سب کچھ اسکے اختیار مین ہی مسلمان دنیا کی خاک چھانینگے آسمان پر کیونکر جائینگے فرشتون کو کہان سے پائینگے تڑپ تڑپ کے مر جائینگے اس فصاحت و بلاغت سے ملکہ صورت نگار نے سامنے افراسیاب کے بیان کیا کہ افراسیاب نے کہا اے صورت نگار بات تو معقول کہی مگر اسکو امورات خدائی سے کب مہلت ہی صورت نگار نے کہا آپ اسی مقام پر تشریف رکھیے اول عرضی لکھیے اگر وہ قبول فرمائین تو ہم اور آپ لوح لیکر چلین زیارت سے بھی مشرف ہون لوح انکے سپرد کرین مدت سے آپ گئے بھی نہین ہین عمر بھی بڑھ جائیگی مسلمانون سے لڑائی ہی جان کا خوف بھی رہتا ہی جب خداوند عمر بڑھا کر لوح محفوظ پر وہ سن تحریر کر دینگے پھر کوئی مسلمان ہلونہ مار سکیگا افراسیاب کو یہ باتین بہت پسند آئین جواب دیا اے قدرت کی بجا و صحیح کیا معقول بات کہی ہی مگر احتیاط واجب و لازم ہی الیسا نہو کہ کسی طور سے سلیمان زادہ دربار مین خداوند کے پہونچ جائے عرضی لیکر عیار بچیان جائین یکے بعد دیگرے ایک کے بعد ایک دربار خداوندی کو اچھی طرح دیکھ آئین کہ اور اُس دربار مین کوئی عیار تو نہین پہونچا صورت نگار نے کہا کہ بہت مناسب ہی افراسیاب نے اپنے ہاتھ سے ایک عرضی لکھی اول القاب خداوندی لکھے بعد اسکے یہ تحریر تھا اشعار مصنف

کہ خداوند عرض ہو یہ قبول
بندۂ خاص سامری ہو ملول
ہو یہ مقبول عرض پردازی
اپنے بندے کی ہو سرافرازی
اہل اسلام سرکشی پر ہین
آپ ہی اب معین یاور ہین
وقت امداد دستگیری ہی
آپ کی دی ہوئی امیری ہی

یہ عرضی خدمت فیضدرجت مین پہونچتی ہی امیدوار ہون کہ لوح طلسمی قبول فرمایئے اپنی خدمت مین رکھیے مین خود لوح لیکر حاضر ہون زیارت سے مشرف ہون حال مصیبت اپنا بیان کرون آپکا بندۂ قدیم کوکب روشن ضمیر دشمن ہوگیا ہی لونڈیان غلام سب بگڑ گئے طلسم کشا کو تابع سیماب

پہونچایا مگر یہ بندۂ حقیر آپکا اثر سمجھکر لوح طلسمی لایا آج دو دن سے کوہ بلور پر حاضر ہون بخوف
عیاران لوح لیے بیٹھا ہون مشکل آسان کیجیے مجلس رنج والم سے نجات دیجیے یہ سب مضمون لکھکر
صرصر شمشیر زن کو عرضی دی کہا دربار خداوندی مین جاؤ اپنی آنکھ سے وہان کا حال دیکھو اور ایک
ایک امیر و وزیر مشیر و خدمتگار چوبدار وغیرہ کو دیکھنا عرض کی ایسا ہی ہوگا صرصر شمشیر زن بلباس
عیاری سے آراستہ ہوکر طرف ملک داؤدیہ کے روانہ ہوئی بعد جانے ملکہ صرصر شمشیر زن کے
افراسیاب نے برائے استحکام و احتیاط صبار رفتار کمند انداز کو بھی اسی مضمون کی عرضی دی اور بھی
سمجھا دیا کہ بخوبی وہان کا حال دیکھنا صبار رفتار بھی طرف ملک داؤدیہ کے چلی ان دونون کو راہ
مین چھوڑیے اب دو کلمہ داستان اسد عالی تبار و خواجہ عمرو نامدار ملحوظ خاطر ناظرین ہو کہ شہسوار
توسن یکہ تازی اسد بن کرب غازی کہ باغ سیماب سے طعن و تشنیع خواجہ عمرو بن اُمیہ ضمری سنکر
مضطر و پریشان آنکھون سے اشک حسرت جاری ایک جانب چل نکلا مگر دل سے کہتا ہے اے اسد
نامدار خواجہ عمرو نے بہت بجا ارشاد فرمایا مین بد اقبال ہون لوح کے سامنے پہونچا افسوس ہزیمت کے
افراسیاب کو ہاے مین کیون نہ لپٹ پڑا وہ ساحر تھا مجکو مار ڈالتا مجھ ایسے بدنصیب کا مر جانا بہتر تھا
اب چلکر کسی مقام پر جان دون اپنا خون اپنی گردن پر لون اب روے سیاہ خواجہ عمرو کو نہ دکھلاؤنگا
اے اسد انصاف شرط ہے خواجہ عمرو نے کیا کیا جانبازی کی مین فتاح طلسم نہین ہون فتح طلسم کی
تدبیر تو خواجہ عمرو کر رہے ہین ہر مقام پر جان دیدینے کا قصد کیا خدا نے اُنکو بچایا پروردگار ایسا
سامان کرے مجھ بدنصیب کا خاتمہ ہو وہ خدمت مین باباجان کی پہونچ جائین یقین ہے مادر مہربان
جناب ملکہ زبیدہ شیر گیر دختر بلند اختر آسیر یا تو فرح شیر بکل کرینگی دو چار دن رو دھوکے آخر دل
بہل جائیگا اے اسد بڑا افسوس یہ ہے کہ میرا لخت جگر نور نظر شاہزادہ غضنفر بھی اسی طلسم مین آگیا ہے
ہمارے انتقال کی خبر سنکر افراسیاب سے لڑیگا مگر وہ بیچارہ کم سن کیا کر سکیگا افراسیاب گرگ باران
دیدہ گرم و سرد عالم چشیدہ بادشاہ طلسم ہوش ربا سحر و ساحری مین یکتا فوج لشکر بے انتہا وزیر
مشیر سب صاحبان تدبیر خواجہ عمرو کا یہ طریقہ تھا سالہا سال اُس ملعون سے لڑے کیسے کیسے گھمسان
کے معرکے پڑے کسکی مجال ہے کہ افراسیاب سے لڑسکے کون ایسا ساحر ہے جو اُسکے سامنے ٹھہر سکے
پس وہ بیچارہ غضنفر کیا لڑیگا ہزار مکر و فریب سے افراسیاب ہرگز نہ بچیگا ان خیالات مین متفکر جبین کا

بھی خیال آیا بے اختیار یہ اشعار زبان پر لایا اشعار مصنف
اقبال نے جیب سے منہ کو پھیرا

ادبار نے سب طرف سے گھیرا
کب تک چشم فلک سے میں شکوہ
بتلاؤ کریں کہاں ہوں اے شوق
ذرے مرے سرچڑھے ہیں آکر
کانٹے تلووں کو چوستے ہیں
ہر گام پہ دیتے ہیں خلش خار
جنگل نے بنا ہے اپنا دامن
کیوں اتنا مجھے ستا رکھا ہے

تنہائی ہے میری حال پرسان
ہے خوف کہ رستہ میں بھٹکوں
گھیرا ہے حصار گرد غم سے
خوش ہیں مجھے خاک میں ملا کر
دشمن کی بھی دوستی ستم ہے
آنکھوں میں جہان ہے تیرہ و تار
کتنا کبھی اے فلک یہ کیا ہے
کیوں دل کو مرے دکھا رکھا ہے

ہیں صورت زلف ہم پریشان
پس ماندہ کارواں ہوں اے شوق
جنگل کو بھی ہے غبار جیسے
گرد اپنے بگولے گھومتے ہیں
یہ اور بھی میرے حق میں سم ہے
عریانی ہے بسکہ جامۂ تن
اپنا اسمیں کب تلک سلیا ہے
میں نے ترا کیا کیا ہے ظالم

کب کا یہ عوض لیا ہے ظالم
خار الم دل میں کھٹکتا ہوا اسد یکہ و تنہا ایک صحرائے سبزہ زار میں
پہونچا ایک جانب دریا بہتا تھا ایک سمت کوہ فلک شکوہ کنارے دریا کے یہ آوارۂ دشت
مصیبت و سرگشتۂ وادی بلا و محنت زیر سایہ نخل بیٹھا اس سوچ میں کہ پہاڑ پر چڑھ جاؤں سختی اٹھاؤں
اپنے کو دریا میں گرا دوں بحر زخار میں ڈوبوں جسکی آبرو ریزی ہو چکی ہو اُسکے واسطے یہی بہتر ہو نہنگان
دریا کا طعمہ ہوں اس خیال میں اسد غازی کی نظر طرف صحرائے سبزہ زار کے اٹھ گئی آفت دیدہ
ہجران کشیدہ جان سے بیزار مجبور و ناچار دل میں یادِ دلدار ملک الموت کا سامنا مونس و ہمدم
شباب میں جان دینے کا عزم دیکھا صنعت باغبان قضا و قدر سے وہ جنگل نمونۂ گلشن ہے کہیں لالہ
باطل داغدار کہیں کوثر بالا کھلا ہوا ہے ہوائے مسیح عیسیٰ سے کج نفس چلتا ہے نظم
زاہد کی جو وہ ہوا ہو قسمت

کاہے کو ہے یہ ہوائے جنت
ابر و گل و سبزۂ طرب ریز
سبزے کی ہے شوق گلشن دل
رخسار زمین پہ سبزہ ہر سو

اور اس پہ وفور ابر و باران
افلاک و زمین سرور انگیز
دل میں ہوئی اپنے جائے صحرا
ریحان خط عذار گلرو

سبکات عید بادہ خواران
کھینچا ہے ہوا نے وامن دل
زنجیری ہوا ہے صحرا
از بسکہ ہے سبزہ جلوہ آرا

ہے خاک طلسم جیسے رخ خضرا
ہر مرتبہ شاہزادہ قصد کرتا ہے پہاڑ پر چڑھ جاؤں گر موت بھی
محافظ و نگہبان ہے زندگی دامن تھامے ہے دام حسرت و یاس میں شاہزادہ مبتلا ہے کبھی روتا ہے

کبھی روتا ہی کبھی ہنستا ہی سراپا زخمی باغ سیاب مین انتہا کی تلوار چلی تھی طول رنج خانہ ہاے زرنظر آگے خون سے معمور مرنے کی خواہش فراق مہ جبین الماس پوش کی کاہش رنگ سہ زردش متفکر متحیر نالان بیقرار نہ دوست نہ مونس نہ غمگسار کبھی مادر و پدر کا ہے یہ خیال دلپر کا افسوس دریاے طلسم مین اگر گوہر مراد نہ پایا شاہزادہ بدیع الزمان اپنے ماموں جان کو نہ چھوڑا پایہ حسرت لیکر پردہ دنیا سے چلے شاہزادہ اس خیال محال مین سر ڈالے نظر پر جھکائے رو رہا ہی کہ دریا مین دور سے ایک مور پنکھی پیدا ہوئی کنارے کنارے آتی ہی ایک شامیانہ نہایت عمدہ آسپر استادہ مسند پر ایک پریزاد گرد چند نازنینان مہ جبین انجمن جمع کی بنگالنین زلف کے لیگے چندبان اوڑھے ہوے زیور عمدہ زیب جسم ڈانڈین سنہری روپہلی تال سم سے مور پنکھی کو کھینچتی ہوئی چلی آتی ہین صاحب خانہ کی نگاہ جمال خورشید مثال اس سعد نامدار پر پڑی دیکھا کہ ایک شیر دلیر دریاے خون مین نہایا ہوا زرہ پارہ پارہ جوشنون کے تار کٹے ہوے سپر کے پھول مرجھائے ہوے آئینہ عارض سے حیرانی رنگ زلف شبگون سے پریشانی مگر سطوت صولت رعب دبدبہ حضور شجاعت آشکار مثل جاگران کمترین طول غمگین ہر سمت نگران ایسا ست

بیٹھا تھا وہ جانشین مجنون
حیران و دل افگار و محزون
کیا تن تہ خاک البسد البسد

کیا صورت پاک اللہ اللہ
یہ جلوہ حسن ناتوانی
زیبا اُسے لاف لن ترانی

نشتر سے کا تنفس وہ تن زار
ہر ہر رگ و پے غرض نمود کا
لٹکے ہوے سر سے بال اُسکے

تھے ضعف سے کیا دبال اُسکے
وہ بال کہ زیب بخش سر تھے
آلودۂ خاک کسقدر تھے

بس اک سر سو کو جھاڑ دے کر
پیدا ہووے زمین دیگر
سر پہ گل داغ یون نمودار

جون لالہ ہو زیب بخش دستار
سب حال جبین کی جبین سے ظاہر
قسمت کا لکھا جبین سے ظاہر

حیران سا چہرہ آشفتہ وار
سنہ زرد برنگ زعفران زار
آنکھین سبب سرشک گلگون

جون جام سر شہید پر خون
مژگان ہوے سر شہیدان
یا خار کہ دل مین تھے وہ پنہان

اب آنکھون مین اشک جو بھر آئے
وہ گریہ کے ساتھ باہر آئے
ظاہر رخ مرد لب سے تبسم

ہر انکو مگر کسی کا ماتم
رہین در نہ سیاہ پیرہن کیون
بین دست خرد سے سینہ زن کیون

پر غم ہی تو انکو کس کا ہی غم
ماتم ہی تو ہی یہ کس کا ماتم
جاری ہی جو مشتعل سا خون

شاید دل زار کا ہوا خون

اُس شہنشاہ خوبی رنگ ہوے گل حدیقہ محبوبی کی نگاہ جو جمال

اسد نوجوان پر پڑی بیساختہ منہ سے آہ نکلگئی قلب تھرایا حال زار اسد دیکھکر پسینہ آگیا بہ مشکل
ضبط کیا ناگن جادو نامے وزیرزادی پہلو مین بیٹھی ہی ہمدم ہمراز ساتھ کھیل کر پرورش پائی ہی
اُسکی جانب دیکھکر کہا کیون وزیرزادی یہ جو بیچارہ غریب یکہ و تنہا اس صحراے پربلا مین بیٹھا ہی کسی کی

نظم

گلگشت مین گھر سے نکلا ہی
ہی کچھ تو کہ ہی کچھ اور ہی طور
دل خون کن آہ حسرت آلود
وہ کان کہ دو جلاجل غم
صد برگ عذار پارہ پارہ

پوچھ کہان یہ ماجرا ہی
کچھ تو ہی کہ ہو لطف ہی کچھ اور
انداز نگاہ چشم حیران
وہ کان کہ برگ نخل ماتم
دینی ہی کہ شمع بزم ماتم

یون بھی یہ قلق کہین ہوا ہی
اللہ ری نگاہ حسرت آلود
چون طرہ خم بخم پریشان
لخت دل چاک گوشوارہ
لب پاسبہ غنچۂ محرم

سینہ فگاری صاف ظاہر ہوتا ہی کہ دل بھی داغدار ہی نشۂ غربت سے مبہوت لبون پر مہر سکوت
ایسے کلمات حسرت دیکھکر وہ رشک قمر بیتاب ہوئی دیدرو سے محبوب جان کو عذاب ہوئی کھینے
والیون سے کہا جلد کشتی کنارے لیچلو جب تک ملا کشتی سے اُترے یہ حیرتی آئینہ رنج والم گرفتار
محبس اندوہ وغم شدت زخمداری سے اُٹھنے کا قصد تھا دل نے کہا بیٹھ بیہوش ہو کے زمین پر گرا
وہ نازنین سرجبین روتی ہوئی سرہالین اپنے مسیحا کے آئی ساتھ والیان ہان ہان کرتی رہین مگر یہ
گھبرا کر فرش خاک پر بیٹھ گئی کہا صاحب مجھے یہ خیال ہی اس امر کا بڑا ملال ہی یہ جوان رعنا کوئی امیر
جلیل ہی قزاقون کی تیغ بدعت کا قتیل ہی مال کی ہوس مین جادون نے گھیرا یہ شیر صولت خوب
لڑا اسباب جواہرات کو بچایا نقد جان کو ستایا یہ بڑی بدعت ہی ہماری عملداری مین ایک رئیس
اسقدر زخمی ہو ہم خبر لین اُٹھا کر باغ مین ہمارے لے چلو وہان علاج کرینگے جب اسکو ہوش
آئیگا حال پوچھینگے اُن ظالم جادون کو گرفتار کراکے جن ہاتھون سے بدعت کی ہی اُنکے قلم
کرنے کا حکم دینگے اس ظلم وستم کا بدلا لینگے بڑے غضب کا مقام ہی مسافرون پر یہ آفت [illegible]
کی یہ کیفیت کنیزون نے سر جھکایا جب ملکہ خود اُٹھانے پر آمادہ ہوئی کنیزون نے بھی ہاتھ لگایا
ہاتھون ہاتھ نہنگ بحر صاحبقرانی کو کشتی پر لائین اب ملکہ نے حکم دیا جلد کشتی پھیرو کھینے والیون
نے فوراً دریا سے ڈانڈا ٹینڈی شروع کی مثل ہلال شب اول صفحۂ آب پر چلی باغ اس رشک
چمن کا قریب تھا چند ساعت مین زیر دیوار باغ پہونچین اُسی طرح ہاتھون ہاتھ اسد نامدار

کو اُتارا تمام لباس ملکہ کا خون آلود ہو گیا کنیزون نے بہت کہا کہ حضور الگ رہیں ہم
لیے چلتے ہیں ملکہ نے جو دیکھا کہ نوجوانیں لپٹی جاتی ہیں مزے اُڑاتی ہیں ملکہ نے کہا حرامزادیو شفتلو اپنے
باپ سے لپٹی جاتی ہو دیکھو اسکے زخم نہ دکھ جائیں الگ رہو ہیں تو پاس آنے سے مانع ہو یہ کیا بیہودہ
بے ادبی ہے زخمدوزی کر کے ہیں لوگون نے اس بیچارے کو زخمی کیا مسافر کو لوٹ لینے کا قصد کیا
دریافت کر سکتے تھے اسکو رخصت کر دینگے اگر دو چار دن مہمان رہیگا تو کیا نقصان ہے ہمارا احسان ہے لیا ہے
میں خون بھر گیا بلا سے بدل ڈالینگے کنیزیں خاموش ملکہ کے دل میں محبت اسد کا جوش ہاتھ پاؤں میں
رعشہ چشم میں تر تھرتھری اسی حالت سے قصر عالی میں لا کر اسد نامدار کو پہونچایا چھپر کھٹ پر لٹایا اپنے
دست نازنین پنجۂ نگارین سے زخم دھوئے پٹیاں مرہم کی چڑھائیں کرسی بچھا کر سامنے بیٹھی گلچینی گلشن
جمال کی کر رہی ہے ٹھنڈی سانسیں بھر رہی ہے کبھی سینہ پر ہاتھ رکھ دیتی ہے کبھی تنہا پا کر تلوے سہلانے
لگتی ہے اشک آنکھوں سے ٹپک پڑتے ہیں پھر کنیزوں کے جو پاؤں کی آہٹ سنتی ہے الگ آ کر کھڑی
ہوتی ہے گھبرا کر کہتی ہے کیوں سمن دیا من ری ابھی لبِ غنچہ دہن ذرا منہ سے بولو میری بات کا جواب
دو تم نے ایسے زخمی کبھی دیکھے ہیں یہ زخم اچھے ہو جائینگے صحت پا کے اُٹھینگے چلینگے اس باغ میں مثل سرو
خرامان ہونگے زخم بھر آئینگے تم نے ایک دن ذکر کیا کہ ہمارے بھائی میدان میں لڑائی میں زخمی ہوئے
کیوں بوا اسقدر زخمی تھے یہ تو زخم بیشمار ہیں تیروں کے تلوار کے نیزوں کے صاف نشان ظاہر
ہیں بڑی بھی لڑائی لڑے بڑا کام کیا ہزاروں میں نام کیا کیونکر بچے اب منہ سے باتیں کریں تو میں جانوں
صحت پائیگا خوشی خوشی اپنے گھر جائیگا اپنے ماں باپ سے جا ملیگا قوم کا تو شریف و رئیس معلوم ہوتا ہے
ہمکو دعا دیگا عمر بھر احسان یاد رکھیگا اسکے جانے سے تو کچھ کام نہیں خط میں سوال جواب ہوا کریگا
جب ہم خط پڑھینگے تم لوگ پوچھو گے کیوں یہ کس کا خط ہے ہم نہ کہیں یاد دلا دینگے وہ جوان جسے جنگل سے اٹھا لائے
تھے صاحبو اسی نے خط لکھا ہے یہ جا بجا نہ بھیجیں ہم تو بھیجا کرینگے ہمیں کیا پروا ہے ایک پیسے میں خبر بھیجیگا ہم
ستاں کر دینگے یہ بھی اپنے ماں باپ سے کہیگا ایک ملکہ عالم ہماری جان بخش ہیں انھوں نے یہ تحفے بھیجے
اُسکے عزیز اقربا سب ممنون و مشکور ہونگے یوں اسی طرح امیروں رئیسوں سے ملاقات ٹھہرتی ہے غنچہ دہن
نے عرض کی حضور درست ہے یہ بہت جلد شفا پائینگے بہت جلد اچھے ہو جائینگے زخم اور تھے
ہیں ایسے زخمی بہت جلد اچھے ہوتے ہیں ملکہ کو دمبدم بیقراری دل سے مشتاق کہ یہ شخص آنکھیں کھولے

منھ سے بولے اسکا حسب و نسب پوچھیں کی جرات کو ہم اور یہ ساتھ کہتا کہ ایسی اس حیرانی میں کبھی کنیزون کو سنا دیتی ہی تنہائی مین جو رُتی ہی پھر ٹالتی ہی کسی پہلو دل کو آرام نہین آتا کچھ دن باقی تھا کہ اسد غازی نے آنکھ کھولی اُسوقت ملکہ سر جھکائے خاموش بیٹھی تھی اول اسد نے قصر کو دیکھا مکان عالیشان اسباب عیش و نشاط سے درست جا بجا نازنینان سیمین بر پھر رہی ہین مگر چالاک دوسری جانب جو نگاہ کی بے اختیار آہ کی ایک پری پیکر سمن بر گلعذار غنچہ دہن سہی قد خورشید خد طرۂ گیسو مشک آگین چہرۂ زیبا رشک ماہ مبین طرز جلالت آئین دریاے حسن کی گوہر یکتا بتمثیل و

بے نظیر سراپا اشعار مصنف

بیان کیا کرون ابروون کا خم
دکھاتی ہی ہر روز شب اپنا خم
دہن اور لبون پر ہو بلبل نثار
کہ بان راہ بھولا ہی خضر قلم
اگر وصف ناخن مین لکھون بیان
نراشندۂ ناخن پاے اوست
تماشاے قدرت یہ تھا خوب تر
نظر آتی تھی قدرت کردگار
محیط ایک یہ وصف ہی ناف کا
زبان قلم مین وا ہی شگاف
بلسان حباب اُسکی انگیا تھی لب

نہ تھا رخچہ کا کل کا سایہ پڑا
وہ تھے شاخ آہوے چشم صنم
نہین گل سے تشبیہ رخسار کی
کہ تھی غنچہ مین گل کی ساری بہار
وہ گردن نہ تھی شمع طور تھی
تو یاد آ گئے یہ شعر حسب الزمان
قیامت تھا اُسکی کچون کا ابھار
اگر سرو آزاد مین تھے ثمر
بیان کیا کرون مین کمر کی صفت
وہ پرکار قدرت کا تھا دایرا
دہان اُسکی تھی ہا نچے مین نہان
ابھارے تھی جسکو ہوا و ہوس

ہوئی تھی شب وصل و ہجر ایک جا
سفیدی چشم اور سیاہی چشم
یہ گل وا ہی وہ گل عارضی
زنخدان کی تعریف ہو کیا رقم
حقیقت مین تھی اک ڈری نور کی
بلا سے کہ بر آسمان جاے اوست
جوانی کی تھی اُسنے دونی بہار
شکم اُسکا شفاف آئینہ وار
سمجھ مین نہین آتا ہی یہ لغت
رقم کیا کرون نقطۂ زیر ناف
کہ تھی شمع فانوس کے درمیان
دریا سے جواہر مین غوطہ زن دو

آب رواں کا سرے ڈھلکا ہوا حسن مین نگینہ کی طرح صبح حسین جمیل اسد نامدار بیقرار ہو گیا ٹھنڈی سانس بھینچ کر یہ منھ سے نکل گیا شعر سبز رنگے بجند سبز مرا کرد اسیر ہو دام ہم رنگ زمین بود گرفتار شدیم جب اسد نے آہ کی اور یہ شعر پڑھا ملکہ نے سر اُٹھا کر دیکھا اس جوان نے آنکھ کھولی میری جانب دیکھ رہا ہی ملکہ نے شرما کے دوپٹہ سے منھ ڈھانپ لیا وزیرزادی کے چٹکی لی کہا تا کن مہمان بیدار ہوا مین تو نہ بات کرونگی تمہارا سند بیٹھی ہون تو حال پوچھ تو لے شتا انھون نے عاشق معشوقی

کا شعر پڑھا ان باتون کو سمجھا دے ذرا چرخ اپنی بند رکھین یہان کوئی کسبی بازاری نہین ہی کہدیا جو
سب کے خدا خداوند داؤد جادو مین یہ نور چکیدۂ خالص قدرت صمدیت خداوندی کی گوہر یکتا
موسوم بہ ملکہ لالان خون قبا جب میرے سامنے آئین تو سجدہ کرین اسکے خلاف ہوگا تو مین بہت
بُری طرح پیش آؤنگی یہ کہکر ملکہ ہنستی ہوئی مسکرا کر الٹ پلٹ کے دیکھتی ہوئی بارہ دری مین آئی
مسند پر بیٹھ کر ہنسنے لگی اور کنیزون سے کہا جاؤ مہمان کو ہوش آیا ہی مہمان کی خاطرداری کرو سب
ہمراز ین وہان آئین اسد غازی اٹھ بیٹھے زخمون کے اکثر ٹانکے بھی ٹوٹ گئے ناگن وزیرزادی قریب
آئی جھک کے سلام کیا عرض کی حضور مزاج کیسا ہی آپکا نام نامی اسم گرامی کیا ہی اسد غازی نے
جواب دیا کہ ہم نام و نسب کچھ نہ بتائینگے اب ہم رخصت ہوتے ہین یہ تو ہمپر ظاہر ہوا کہ جو صاحب
کرسی پر جلوہ فرما تھین یقین کامل ہی کہ وہی صاحب خانہ ہین ہمارے ہوشیار ہوتے ہی وہ تشریف
لیگئین پس ہم بار خاطر ہین بموجب مصرع طاقت مہمان نداشت خانہ بمہمان گذاشت؛ پس ہمارا
ٹھہرنا بیکار ہی یہ کہکر اسد نے خود اٹھا کر سر پر رکھا زرہ زیب جسم کی تلوار کے قبضہ پر ہاتھ ڈالا
چھپر کھٹ سے اُترے ناگن دوڑی ہوئی ملکہ کے پاس آئی عرض کی واری مہمان صاحب جاتے
ہین آپکا اٹھ آنا اُنکو بہت ناگوار ہوا کہتے ہین ہم صاحب خانہ کو بار ہین ملکہ گھبرائی کہا ناگن جاؤ
میرے سر کی قسم دلاؤ کہنا صاحب اگر آپ ہمکو بار ہوتے تو جنگل سے کیون اٹھا لاتے یہ بھی
سمجھا کے کہنا ملکہ نے تمہارے زخمون کو اپنے ہاتھ سے دھویا شب بھر یہین بیٹھی رہین تمنے وہ شعر
پڑھا اسوجہ سے چلی گئین سمجھا کے یہان بلالاؤ اپنی طرف سے کہنا ای جوان دختر خداوند کو چل کے
سجدہ کرو جن لوگون نے تمکو زخمی کیا اُنکا حال کہو اپنے حضور سب کو پکڑ بلائینگی ان سب کو دار پر
کھینچینگی مرکب مع ساز و یراق نقد و جنس تمکو دیکر رخصت کرینگی ناگن دوڑی ہوئی آئی اسد
نعلین پہن چلے تھے کہ ناگن نے آکر دامن تھام لیا کہا چلیے حضور آپ کو ملکہ عالم بلاتی ہین ابھی
جانے کا قصد نہ کیجیے ملکہ آزردہ ہونگی اُنکی خوشی بھی آپ پر واجب و لازم ہی انصاف کیجیے کہ ملکۂ عالم
دختر خداوند نے آپ کی جان بخشی کی آپ ذرا سی بات پر آزردہ ہوتے ہین چلیے میرے ہمراہ
تشریف لیچلیے اسد غازی خود عشق مین اُسکے بیقرار تھے بموجب مثل اوگھتے کو ٹھیلتے کا بہانہ ساتھ
چلنے پر ناگن کے آمادہ ہوگئے کہا وزیرزادی صاحب ہم تمہارے کہنے سے چلتے ہین اب تمنے

ملکہ عالم کا احسان بھی جتایا یہ بھی ثابت ہوا کہ دختر خداوند ہیں اپنا تو یہ قول ہے شعر
کافرِ عشقم مسلمانی مرا درکار نیست ٭ ہر رگ من تار گشتہ حاجت زنار نیست ٭ حکم ملکہ عالم کا جاری آنکھوں پر
محراب ابروے خمدار میں سجدہ بھی کرینگے انھیں کے نام کی تسبیح جپینگے یہ حقیر آپ کا رند عاشق مذہب
ہے خوشی سے مستغرق کی مطلب ہے سب طرح ملکہ عالم کا بیر احسان ہے معشوق خوش خود دین و ایمان ہے
یہ کہتے ہوئے اسد غازی چلے ناگن دوڑی ہوئی چلے ملکہ کے پاس آئی کھلکھلا کر ہنسی کہا واری آج
کے مہمان آئے ہیں سجدہ کرنے پر بھی راضی ہیں یہ تاب تو ملکہ خوشی میں پھول گئی دیکھا سامنے سے اسد
شیر دل جھمکتا ہوا قبضۂ شمشیر پہ ہاتھ رعب و جلالت ساتھ ساتھ ملکہ انکی چال دیکھ کر بیچین
ہو گئی اسد غازی آکر مسند پر بیٹھ گئے ملکہ نے چاہا ہٹ جاؤں اسد غازی نے دہن تھام کر کہا دیکھو
صاحب یہی کج ادائی طریقہ دلربائی ناگن اشارہ کرتی ہے سجدہ کرو اسد غازی نے کچھ جواب نہ دیا
اور چند کنیزیں بڑھیں چاؤں چاؤں کرنے لگیں کہ میاں سجدہ کرو یہ نور چکیدۂ خالص خداوند داود
ہیں جو افراسیاب جادو کو کتاب سامری بناکر دیتے ہیں ہفت اقلیم کے ساحر انھیں کے بندے
ہیں اسد نے انکو جھڑک دیا کہا کیا بیہودہ بکتی ہو اب ملکہ بھی بول اٹھی کہا صاحب چپ رہو کیا انکے سجدہ
کرنے سے بھی کچھ آبرو بڑھ جائیگی بی ناگن بیٹھ جاؤ نام و نسب وجہ زخمی ہونے کی پوچھو ناگن نے
دست بستہ عرض کی اے شہریار جن قزاقوں نے آپ کو زخمی کیا مال چھین لینے کا ارادہ ہوا جس دشت
میں تلوار چلی اس مقام کا نام اپنا حسب و نسب مفصل بیان فرمایئے اسد غازی نے درج
دہن کو کھولا کہا اے سب بہانے کلام اسطرح بہ تقریر مسلسل سامنے ملکہ کے پیش کیے کہ اے
شہنشاہ حسینان وائے سرتاج مہ جبینان ہمکو قزاق کیا لوٹینگے فلک کجرفتار گردون غدار نے
البتہ لوٹ لیا ساتھ تو خیر آیا یقین ہے تمنے بھی نام اس بدبخت کا سنا ہوگا ہر ایک سنگریزہ
طلسم ہوشربا کا ہمکو پہچانتا ہے افراسیاب جادو بخوبی جانتا ہے شہسوار عرصۂ یکتازی شاہزادہ
اسد غازی نبیرۂ صاحبقران عبد ذلیل رب دو جہان اس حقیر کا نام ہے فاتح طلسم ہوشربا
لقب اول گنبد نور پر قید رہا میرے ساتھ اور بھی کوئی ماہ پیکر زندان مصیبت میں تھا لیکن بعد
عرصۂ دراز گنبد نور سے رہائی پائی باغبان و بہار و ملک جران شمشیر زن وغیرہ و خواجہ عمرو
ہمکو ساتھ لیکر مرحلے مسافت کرتے ہوئے تا بہ باغ سیماب آئے انتہائی جنگ منظور ہوئی سیماب

جادو داخل جہنم ہوا مگر سبب ہجوم لشکر رنج والم ہوا افراسیاب جادو لوح طلسمی لیگیا ہم آوارہ ہوکر یہان
نکل آئے رب اکبر نے تمکو مہربان کیا ہمکو اتنا کہ بیان لائین ممنون و مشکور ہے یہ حال مصیبت جو اسد
نامدار نے بتصریح بیان کیا ملکہ لالان خون قبا کی آنکھون سے آنسو ٹپک پڑے سر اٹھا کر طرف وزیرزادی
کے دیکھا کان مین کہا ناگن یہ کیا غضب ہوا یہ شیر وہ شخص ہے جسکا تمام عالم دشمن افراسیاب رہزن ہے اب
کیا کرون ناگن نے کہا جو گذرا وہ گذرا آپ کے باغ مین انکا رہنا مناسب نہین فوراً مرکب وغیرہ دیکر
روانہ فرمائیے اگر خداوند داؤد و آپ کے والد نامدار کو خبر ہو گئی تو قیامت برپا ہوگی ہم سبھون کی ناک
چوٹیان کاٹی جائینگی حضور بھی سزا پائینگی سالہا سال سے یہ دلیر گنبد نور مین قید تھا عمرو عیار نے بڑے
زور شور سے رہا کیا اب لوح طلسمی کی فکر مین مصروف ہے قاتل کفاران اس شیر کا لقب ہے نبیرہ حمزہ ہے یہ
ہے ملکہ ہاتھ پکڑ کر وزیرزادی کا کنارے آئی گلے مین ہاتھ ڈالکر زار زار رونے لگی دریائے اشک چشم سے
موج زن ہوا کہا اے رفیق و شفیق اے ہمدم و ہمراز اے صاحب راز و نیاز اگر یہ جوان جائیگا روح قالب خاکی
سے تڑپ کر نکل جائیگی کسی طور سے بند و بست کرو اسد نامدار کو اسی باغ مین رکھو مجھپر احسان عظیم ہوگا
ناگن نے ہاتھ کوٹ دیا کہا واری انکے رہنے سے جان و آبرو کا ضرر ہے خیال فساد و شر ہے مین نے پرچہ
اخبار دیکھا تھا تمام مرحلجات شکست ہوئے عاقل و ہوشیار جادو مارے گئے بڑے بڑے ساحران نامدار
اسکے ساتھ سے خداوند داؤد نے بھی ایک نامہ برائے حفاظت لوح سیماب جادو کو لکھا نہین معلوم
اس نامہ دار پر کیا گذری سچ بہار و باغبان یہ شیر ژیان باغ سیماب مین پہونچ گیا سیماب ملکہ ثریا بجا
کوکب کے ہاتھ سے کشتہ ہوا رخصت کرنا کچھ مشکل نہین ہے یہ تو آنکو ثابت ہوا کہ آپ دختر خداوند ہین ہم
سمجھا دینگے کہ صاحب آپ یہان سے نکل جائیے یہ ہمارا احسان کیا کم ہے کہ اگر خداوند سے خبر کردین لاکھون
ساحر خداوند کی خدمت مین ہین ایک چھٹر لوا کر روانہ کردین آپکی مشکین باندھ کر لیجائینگا یہان تنہا آپکا
مناسب نہین ہے خوف جان سے خود بھاگینگے اس طرف کا کبھی رخ نہ کرینگے یہ سنکر روے رنگ ملکہ متغیر
غش آنے لگا بیٹھ گئی منہ سے بیساختہ نکلا سچ وائے برباد و گرفتاری ماہ یہ کہکر آہ کی حالت اپنی تباہ کی
غش آگیا دانت بیٹھ گئے دلی چہرہ سے ہاتھ پاؤن ٹھنڈے سے ساحر یہ حال زار دیکھ کر ناگن گھبرا گئی منہ
پیٹنے لگی سر اٹھا کر زانو پر رکھا گلاب کیوڑا بید مشک چھڑکا عرصہ مین ملکہ کو ہوش آیا ناگن نے کہا واری لئے
صبر کیجیے کہا ناگن میں ملکہ و دل کو سمجھاتی ہون غش قلب و سدم زیادہ پاتی ہون دامن صبر کا

دست استقلال سے چھوٹ گیا شیشۂ دل بدعت سنگ عشق سے ٹوٹ گیا لاکھ چاہتی ہوں صبر کروں مگر سوزش قلب سے مجبور و ناچار ہوں دمبدم آتش عشق شعلہ در ہے جلی جاتی ہوں دیکھ بیٹھا جیکا ہے کلیجہ جل رہا ہے تو نے کہ کلام کیا تیر دلدوز جگر کلیجہ پر پڑا تو وہ دل نشانہ ہوا الفت کا اس ظالم کی بہانہ ہوا میں تو اس رسم و راہ سے آگاہ نہ تھی اپنے حسن پر آپ فریفتہ رہی کسی کی چاہ نہ تھی اے وزیرزادی اب تو یہ حال ہے

دل پر غم و ملال ہے بموجب مضمون مسدس سنو

یہ رنگ زرد جو ہے اور اشک آتے ہیں لال
بیان کرتے ہوئے جی کٹے ہے یہ احوال
یہ سب ہے بال غرض جی کے لگنے کا وبال
خدا کے واسطے یارو نہ پوچھو انکا حال

دل فریفتہ ور وے قاتلے دارم
ز دست دل بعذابم عجب دلے دارم

تڑپتے لوٹتے ہی روز جاگتے ہر شب
کسی سے کہہ بھی تو سکتا نہیں یہ کیا ہے غضب
یہ کیسی نکلی مجھ پہ کیا ہوا یارب
کہ سب عذاب یہ دل کے سبب ہیں لگتے اب

دل فریفتہ ور وے قاتلے دارم
ز دست دل بعذابم عجب دلے دارم

نہ شکوہ ظالم بخت نارسا ہے مجھے
غرض کسی سے نہ شکوہ نہ کچھ گلا ہے مجھے
نہ کچھ شکایت دلدار بیوفا ہے مجھے
اگر گلا بھی ہے تو اپنے دل ہی کا ہے مجھے

دل فریفتہ ور وے قاتلے دارم
ز دست دل بعذابم عجب دلے دارم

کہاں تلک نفس سرد و آہ گرم بھروں
کہاں تلک تلخ اضطراب سے میں مروں
کہاں تلک پئے تسکین جگر پہ ہاتھ دھروں
نہیں ہے بس میں ذرا بسے دل کو صدقے کروں

دل فریفتہ ور وے قاتلے دارم
ز دست دل بعذابم عجب دلے دارم

یہ میرا حال جو اے یار دیکھتے ہو تباہ
ہیں اشک چشم میں اور لب پہ نالۂ جانکاہ
کہ رنگ منہ کا ہے فق اور پھری ہے نگاہ
یہ سب ہیں دل کے سبب مجھکو دل نے مارا آہ

دل فریفتہ در روئے قاتلے دارم
ز دست دل بہ عذابم عجب بلے دارم

تعلق میں رکھے ہے مجکو ہمیشہ میرا دل
اگر ہوا بھی تھا تو جیسے اور سب کا دل
مرے تو سینہ میں یاری کا شگفتہ ہوتا دل
تجھے بھی دینا تھا یارب مجھی کو ایسا دل

دل فریفتہ در روئے قاتلے دارم
ز دست دل بہ عذابم عجب دلے دارم

ملا جو ہوش غمگین بحال زار سحر
تو کچھ بھی منہ سے نہ وہ دل گرفتہ بولا مگر
کہا یہ میں نے کہ کیا حال ہے بیان تو کر
پڑھا یہ شعر عظیم اس نے ہاتھ دہر دل پر

دل فریفتہ در روئے قاتلے دارم
ز دست دل بہ عذابم عجب بلے دارم

ان اشعار عشق انگیز محبت خیز کو پڑھ کر ہلاک کر دی ناگن گھبرائی سوچی کہ اب تاب نصیحت سے یہ ناکش سرکش نہ سمجھے گی نا واقف مذہب عشق دام سلسل گیسو سے محبت میں پھنس گئی ہے بے اختیار ہوئی پنجہ عقاب محبت کی شکار ہوئی یہ باتیں سوچ کر چیں بجبیں چہرہ زیبا کی بلائیں لیں ترقی حسن و جمال کی دعائیں دیں عرض کی ولی ہم ہر حال میں آپ کے شریک ہیں مگر بقدر جانثاری ہے بسم اللہ میں در باغ کا بند و بست کرتی ہوں آمد و رفت میں اس کے بلانے کا خیال رہے جو گذری وہ سینے ترک محبت طلسم کشا کو اب دیکھیے ملکہ خود ناگن کی بلائیں لینے لگی کہا اے وزیر زادی میں تیری کنیز ہوں ایسا انتظام کر کہ کسی طرح اس کی جان بچ جائے جس طرح تم کہو گی وہی کرونگی ناگن نے ہاتھ تھام لیکہا واری میں گھڑی صدقے ہوئی اپنی کنیز خاص کی خوشامد نہ کیجیے میں اسی طرح حاضر ہوں آپ کے حال نیک و بد کی ناظر ہوں آنکھیں ملکہ کی سرخ ہوگئیں چہرہ تمتمایا ہوا پایا پہنچ سنبھال سکے اٹھی ناگن کا ہاتھ تھامے ہوئے مگر ناگن کو پیچ و تاب دل بیتاب لیکن ملکہ نے وہ زہرا گلا کچھ نہ پڑا ملکہ لالان خون قبا کو لا کر چلے اسد غازی تھے جگہ وہی اسد غازی نے جو دیکھا ملکہ کی آنکھیں سوجی ہوئی گل عارض کمہلائے ہوئے رونے سے آنکھیں لال اشک ٹپک پڑتے ہیں ضبط کرتی ہے خوف میں اپنے باپ کے ٹھنڈی سانسیں بھرتی ہے اسد نے فقا اپنے دامن سے اشک پاک کرکے کہا اے شہنشاہ خوبی و اے سرو باغ محبوبی میں تجھکو محبت

مشتعل ہوتا ہون سب مفصل حال بیان کرو ملکہ نے سر جھکا لیا وزیرزادی نے کہا کچھ آپس کی باتین تھین اُنکا
ذکر نہین آپ آرام سے بیٹھیے شراب نوش فرمایئے یہ کہکر چند گلابیان پیش کین ملکہ نے جام مے ارغوانی
بھر کر کہا صاحب آپ مہمان عزیز ہین خاطر مہمان واجب ہے دل آپکی خوشنودی کا طالب ہے اسد نے ہاتھ روک لیا
ملکہ کا غصہ سے چہرہ سرخ ہو گیا کہا صاحب مین بخوبی حال سے بی سرجبین صاحب کے ماہر ہون جو عرصۂ
دراز سے وہ آپ پر عاشق ہین اُنھون نے عہد و پیمان کرا لیا ہو گا قسم لی ہو گی کہ کسی کے ہاتھ سے شراب
نہ پینا مین نے مہمان سمجھ کے آپ کی خاطر کی ہے مین عشق عاشقی کا نام نہین جانتی یہ کہکر سر جھکا لیا دل بھرا
ہوا تھا آنسو ٹپک پڑے اسد غازی نے کہا ملکہ بخدا یہ بات نہین ہے جبتک کلمہ نہ پڑھو گی ہم کوئی چیز تمھارے
ہاتھ کی نہ کھائینگے ناگن نے کہا اے شہریار انکے مذہب کو آپ کیا پوچھتے ہین یہ خداوند کی دختر بلند اختر ہین
مرتبہ مین شاہان ہفت اقلیم سے بہتر ہین اسد نے کہا اے ملکہ عالم خدا کے بیٹی بیٹا جورو لڑکے بھی
ہوتے ہین باپ تمھارا ساحر زبردست ہے بادۂ کبر و نخوت سے مست ہے بندگان خدا کو بہکاتا ہے سجدہ کا
وحدہ لاشریک ہے اعتقاد وحدانیت کرو ایسے دغاباز پر لعنت کرو وہ معبود یکتا رب دوسرا ہے نظم

نہان گو کہ ہے پر وہ موجود ہے
سلیمان کا لشکر کرے سو بسیط
کیا خاک سے خلق انسان کو
دکھائے یہ وحدت مین کثرت کے رنگ

رگ جان سے نزدیک معبود ہے
یہ ہے اُسکی قدرت کی ادنی ہی بات
تو ناری بنایا ہے جان کو
مگر پھر وہ قادر ہے مختار ہے

اگر اُسکی قدرت کا ہو بند و بست
کہ اک کن سے پیدا ہوئی کائنات
بھرے لعل و یاقوت ہین سنگ
وہ دیتا ہے جو جلوہ درکار ہے

اس فصاحت و بلاغت سے ثنائے رب اکبر اسد نامور نے بیان کی کہ زنگ کفر آئینۂ قلب سے
سب کے دور ہوا دیدۂ باطن روشن ہوئے دل کو سرور ہوا ملکہ کلمۂ طیبہ پڑھکر مع کنیزون کے بصدق دل
سے مسلمان ہوئی مگر ناگن نے عرض کی حضور سوا میرے اُنمین کوئی ساحرہ نہین ہے مین دل سے
مطیع الاسلام ہوئی اگر کلمہ پڑھونگی تو سحر فراموش ہو جائیگا شاید کسی وقت حضور کے کام آؤن
دربار خداوندی مین صبح و شام جاؤنگی وہان کی خبر لاؤنگی یہ کہکر کنیزون سے اشارہ کیا صحبت عیش و نشاط
آراستہ ہوئی ساقیان گلرخسار جام بادۂ گلنار لیکر حاضر ہوئے گانے کو حکم ہوا رقاصۂ ماہ طلعت حور پیکر گلعذار
سیمین بر خوش نغمہ صاحب کرشمہ و ناز خوش آواز مصروف رقص ہوئی سازندے ہوئے شوخی آواز بتانے کا
نیا انداز بصد سوز و گداز یہ غزل عاشقانہ شروع کی غزل ساغر پلا کے مجھکو وہ جان بنا دے

او ہر سے فروغ حسن بھی جوان بنا
تھا کچھ تو جب ہی یہ لکھو تم کہ کچھ نہ تھا
ایسا ہوا بلند کہ اک آسمان بنا
سنبل و سنار گیسو و رخسار یار میں
جس جا کہیں کسی کے قدم سے نشان بنا
بیکار بھی نہ خاک نہ دود جگر نسیم

اللہ رے درازی آغاز مدعا
گر کچھ نہ تھا تو کاہے سے سارا جہان بنا
وہ بے نشان تھا میں کبھی بہانے پاسبان بنا
جی چاہتا ہے میرا بھی میں اک جہان بنا
عشاق جانفروش کے دیکھو تو حوصلے
اُس سے زمین اس سے ہر اک آسمان بنا

نکلا جو حرف منہ سے مرے داستان بنا
اُٹھا مرا غبار جو تعظیم یار کو
مجھ سے مکان یار بنا لامکان بنا
ہنسنے کا لطف ہے وہیں طلاق ہوگیا
عقل تمام سحر کہ امتحان بنا
ہنگامہ عیش و نشاط گرم ہوا دور جام

عاشق و معشوق نے یہ لال ڈورے نشیلی آنکھوں میں آئے خیال خیر و شر دل سے دفع ہوا اسد نے کہا
ای ملکہ عالم جو تمہارے نانا جان خواجہ عمرو نے لوح کی جستجو میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا میں بدنصیب تھا
کہ لوح دستیاب نہوئی اور غصہ میں خواجہ سلامت نے ایسے کلمات طعن و تشنیع کہے کہ میں آنکے سامنے سے چلا آیا جوش
میں جان دینے کے قریب دریا کے پہنچا تھا چاہتا تھا کہ دریا میں کود پڑوں ڈوب مروں مگر نہیں معلوم کہ خلق کردگار
کو کیا منظور ہے کہ تم تک پہونچا کشتہ تیغ ابرو اسیر طرہ گیسو ہوا مگر دل میں یہی خیال ہے کہ فضل سے پروردگار کے
ذلیل نہوں جستجو کر کے لوح طلسمی حاصل کروں انشاء اللہ بوقت سحر ملکہ ہیجگر دربار میں وارد جاودگر کے لوح جانونگا
اس مردود کا تخت خدائی الٹ دونگا اپنا تو سر ہتھیلی پر رکھ چکا ہوں موت کا مزہ چکھ چکا ہوں اب بے ثبات زندگی ہے
جان بچانے میں شرمندگی ہے بہ بخشوں سے کیونکر آنکھ ملاؤں کا لشکر میں بڑے نانا کے کیا دے سیاہ لیکر جاؤنگا یہ
سنکر ملکہ عالم بے اختیار رونے لگی کہا اے شہریار بڑے بڑے شاہان عالی وقار ساحران عدار اسکو سجدہ کرتے ہیں
کل اہالیان طلسم ہوشربا اسکی افسونگری سے ڈرتے ہیں آپ کا اسکے دربار میں جانیکا قصد ہے سحر و ساحری
میں آپکو دخل نہیں کوئی تحفہ طلسمی اب تک بہم نہیں پہونچا در دولت تک اسکے جانا محال ہے اسکا عجب
خیال ہے وہ بڑا صاحب جاہ و جلال ہے جسکا ہمسر نا ممکن ہے پڑھا ہوا جن ہے مگر اسکی تدبیر کیجائیگی لوتا کُن
دونوں وقت دربار خداوندی میں جائینگی کسی صورت سے لوح کا پتا لگائینگی جلدی نہ کیجیے دس پانچ دن یہاں
تشریف رکھیے اسد نے کہا ایک ایک دم یہ دم شمشیر ہے نصیحت کسی کی بیسود ہے تیر و تیر ہیں کنیزوں نے
دیکھا کہ عاشق و معشوق میں باتیں محبت کی گھاتیں ہورہی ہیں رات زیادہ ہو چلی ملکہ دلگر انیاں لے رہی ہیں
ہر کام سکے جلسے سے چمن محفل سے شمل ہالہ زرد چہرہ سرا اُڑی جاتی ہیں صحبت گل و بلبل تخلیہ شمع و پروانہ رہگیا دونو
شیدا یکدیگر مست مئے محبت بادہ خوار جام مودت جھومتے ہوئے پھر کھٹ پر آ کے گرے آپس کے ملاذ بنا

باہم کلام سوز و گداز اسکو جوش محبت اسکو شرم و حجاب اسکو ولولہ وصلت اسکی زلفین عنبرین کو خوف
سے پیچ و تاب شل وصلی چپان دل مین بھرے ہوے ارمان یہ ماہ طلعت وہ مہر صورت یہ شمع انجمن دلبری
وہ پروانہ جمال حور و پری تشنہ شباب خمار شراب لپٹ کر دونون نے آرام کیا بوقت سحر کنیزان نامور سوتے
سوتے اٹھین سب سے پہلے نرگس جاگی سنبل بل کرتی ہوئی اٹھی شمشاد بانکپن دکھاتی ہوئی آئی غنچہ دہن
آتے ہی مسکرائی سمن و یاسمن اٹھلاتی ہوئی پہونچین قریب حجرے کے آکر سب جمع ہوئین نرگس نے
اشارہ کیا بوا غنچہ دہن کچھ شب کی کیفیت نہ معلوم ہوئی شاید کما بدی آپس مین کھسر پھسر ہونے لگی
ایک کہتی ہے بوا وہ بات نہین ہوئی ورنہ آواز آہ و واہ ضرور آتی دوسری بولی تو بہن تمھی ہو ترتی ملکہ بھی
نادان ہماری اپنے دل کی محبت نہین سنا کرا لی ہین اب صورت ہی اور ہے ملولون سے آنکھ نہین
ملاتی یہ باتین کر رہی تھین کہ اسد کے نماز پڑھنے کی آواز آئی ایک نے کہا اری لو بوا یہ مسلمان بے نہائے
نماز بھی پڑھ لیتے ہین ایک نے کہا بوا کچھ غسل کام نہین کرتی سنا ہے مسلمانون مین طہارت کی بڑی احتیاط
ہے رعب و داب ملکہ سے مردوا ڈر گیا ایک نے کہا دیکھو ابھی دریافت ہوا جاتا ہے حاضر حاضر کہکے سب لوجوان
ہنستی مسکراتی اندر حجلہ زری کے آئین دیکھا اسد نمازی وظیفہ پڑھ رہے ہین ملکہ مسند پر مکر گڑتی
آب رواں کی مسلی ہوئی چہرے پر سرخی پاندان کھلا ہوا گلوریان بنا رہی ہین سبھون نے سلام کیا سوسن
بڑی زبان دراز ہے ہمدمۂ مصاحبت سے سرفراز ہے بڑھکر عرض کی واری حمام تیار ہے ملکہ نے مسکرا کر کہا
استاد ہو تم تمہارے اشارے کنائے خوب سمجھتی ہین ای سوسن یہ لوگ پابند شریعت ہین اسی سے
انکو انکے پروردگار نے سرفراز کیا ہے بدون عقد و نکاح امورات باطنی کی جانب توجہ نہین کرتے اپنے
پیدا کرنے والے سے ڈرتے ہین مجھے بھی اسکا خیال تھا ملکہ مہ جبین الماس پوش عرصۂ دراز سے
انپر مائل ہے سالہا سال انکے ساتھ بسر ہو رہین ہے اصل تو یہ ہے کہ بڑی بڑی جفا سہی اب بعد قید سے
چھوٹنے کے بھی ساتھ رہا وصل سے ابتک محروم ہو رہے ہین یا افراسیاب جادو مل جائے
یا مسلمان ہو قاضی نکاح پڑھے تب انکے یہان عورت مرد پر حلال ہوتی ہے ہر ایک کنیز نے اس مسئلہ کو
سنکر وجد کیا کہا واے ان معاملات مین ربط و ضبط انھین کا کام ہے اسی وجہ سے ہفت اقلیم مین
ان سب صاحبون کا نام ہے اسد نمازی بعد فراغ نماز مسند پر آکر جلوہ فرما ہوے ملکہ لالان خان قبا
نے ناگن وزیرزادی کو حکم دیا کہ آج شب کو روشنی دیکھنے کا سامان کرو ناگن نے کنیزون کو حکم دیا کنیزان

کارگذار صاحبان ماہ رخسار آراستگی میں مصروف ہوئیں اسد غازی ملکہ لالان خون قبا کے ساتھ عیش
مصروف عیش و نشاط میں انکو یہیں پر چھوڑو دو کلمہ داستان ہو پہنچا خواجہ عمرو کا ملک وادو دینے میں
اور عیاری کرنا بشکل افراسیاب اور پہچانے جانا انجم درخشان برج طراری آفتاب عالمتاب چرخ خنجر
گذاری نہنگ بحر مکاری نورد دشت عیاری مہتر مہتران و بہتر بہتران سرہنگ سرہنگان بلادینی آدم
سوزنامے معظم و مکرم جامع فضل و کرم درندہ بیدرنگ حلقو گیر پلنگ عیار ذوالفقار خواجہ عمرو بن امیہ
نامدار کے بیان ہوتے ہیں شعر عمرو تیز رو کا بتاؤں نشان بہ تراشندہ ریش جادوگران دباغ
سیماب سے جو اسد غازی کو طعن و تشنیع کر کے اپنے سے جدا کیا بعد چند ساعت کے غصہ اترا جیسے
کوئی سوتے سوتے اٹھتا ہی گھبرایا ہوا افسردہ و متوحش دل سے کہتا ہے ای عمرو یہ تو نے کیا کیا نادانی کی
اسد شیر دل صاحب غیرت شیر بیشہ جرأت پروردہ مہد ناز و نعم معزز و مکرم اسکو ایسے کلمات ملامت
کہے ایسا نہو غیرت میں اپنی جان دیدے لوح کے مقدمہ میں وہ بیچارہ کیا کرتا سحر سے افراسیاب
کے ناچار ہوا جہانتک مقام جرأت تھا ملازمان سیماب سے خوب لڑا میں نے یہ کیا غضب کیا اسکی
جان کا خواہان ہوا ہے وہ ماہ تابان صاحبقرانی میری آنکھوں سے پنہان ہوا اسقدر زخمی تھا کہ تمام بدن
پرزے پرزے اڑ گیا نیزہ و تیر و شمشیر کے زخم کھائے اے تیری عقل پر کیا پتھر پڑے کہ پارۂ جگر کے ساتھ
یہ سنگدلی کی چار جانب دوڑا اسد کو ڈھونڈھا اس خیال سے کہ اگر اس شیر کو پاؤں عذر کروں
جب اسد شیر دل نہ ملا مجبور و ناچار صورت ایک ساحر کی بنکر ایک جانب چلا دور سے ایک قریہ نظر آیا
سوچا کہ اس قریہ میں چلیں دو چار کوڑی کا روزگار کریں یہ بھی دریافت ہو کہ کس ملک کی یہ سرحد ہے
لشکر [illegible] کتنی دور ہے آخر رنگ روغن عیاری کا لگا کر اگھوری کی شکل بنکر تیار ہوئے ایک کھوپڑی گیلی
اٹھا لی اسمیں کھلی بھر لی ایک ہاتھ میں بوتل شراب کی دھونی لگی ہوئی اونگھتے ڈگمگتے بازار میں آئے
جسکی دوکان پر جاتے ہیں وہ رام رام کہکے پیسہ پھینک دیتا ہے خوب رقم تحصیلی ایک مقام پر بیٹھ گئے
لوگوں سے پوچھا یہ قریہ کس شہر سے متعلق ہے ایک نے جواب دیا یہاں سے بارہ کوس پر شہر داؤد ہے
خداوند داؤد کا تختگاہ سامری پرستوں کی پشت پناہ تخت خدائی پر جلوہ فرما ہیں اور بڑے بڑے
شاہان ذی وقار برائے زیارت کو گئے ہیں سجدہ کر کے شرف کورنش پاتے ہیں سال میں دو چار مرتبہ
افراسیاب جادو بادشاہ طلسم ہوش ربا بھی حاضر ہوتا ہے کتاب سامری کو قدرت درست

کر دیتے ہیں وہ کتاب مثل جام جہان نما ہے تمام عالم کا حال مجھے معلوم ہوتا ہے یہ سنکر عمرو بن امیہ
ضمری بیرون قریہ آیا در کوہ میں آکر شہر اغواص عقل کو بحر بے پایان فکر میں غوطہ زن کیا بعد حصول
در از گوہر مراد ہاتھ آیا لیکن اسد غازی کی غربت یاد کرکے وہ بہت رویا آخر دل میں ٹھانی کہ اے
عمرو چلکر اپنی جان دو یا خداوند داؤد کو گرفتار کرو اگر اثنائے راہ ساحر جلیل دام مکر میں پھنسے کیا عجب ہے
کہ اس ذریعے سے لوح طلسمی بھی ہاتھ آئے یہ سوچ کر جس عیاری کو پسند کیا اُس صورت بہ طرف
شہر داؤدیہ کے روانہ ہوا ناظرین پر ظاہر ہو جائیگا جس صورت سے عمرو اپنے کو پاس داؤد جادو
کے پہونچائیگا اب دو کلمہ داستان ذکر ملک داؤدیہ و کیفیت داؤد جادو بیان ہوتے ہیں داؤد ایسا
ساحر زبردست ہے کہ سامنے اُسکی افسونگری کے رتبہ سامری و جمشید پست ہے کیفیت تمام شہر
داؤدیہ میں خدائی کرتا ہے یکتائی کا دم بھرتا ہے شہر آباد رعایا دلشاد ملک زر ریز زمین حسن خیز آب و
ہوا معتدل جسوقت دار الامارۂ شاہی میں آکر تخت خدائی پر جلوہ افروز ہوتا ہے ساحران غدار و شاہان
عالی وقار حاضر ہو کر خدا اپنا جانکر سجدہ کرتے ہیں لاکھوں روپیہ بطور پیشکش لاتے ہیں فوج بے انتہا
سحر و ساحری میں یکتا اور ناف شہر میں ایک گنبد ہے اُسکا گنبد سامری نام رکھا ہے زیر گنبد
ایک حوض کلان آب صاف و شفاف سے معمور فوارے ہزار کے چڑھے ہوئے ہر وقت ساون
بھادون کی کیفیت معلوم ہوتی ہے دو دیواریں سیمین و نقرئی پہلوے گنبد سے تا لب حوض درست
کرائیں ہیں اُن دونوں دیواروں پر پتلیاں سونے چاندی کی ہزار در ہزار قطار باندھے باادب تمام
ایستادہ رہتی ہیں جسوقت سحر داؤد جادو بصورت اصلی گنبد سامری میں یکہ و تنہا آکر بیٹھتا ہے اُن سونے
چاندی کی پتلیوں سے باتیں کیا کرتا ہے وہ پتلیاں خبر آئندہ و گذشتہ داؤد جادو سے بیان کرتی ہیں
مخصوص صبح کو اُس گنبد میں بیٹھکر پتلیوں سے حالات طلسم و غیر طلسم پوچھا کرتا ہے تمام اہالیان شہر یہ بھی
جانتے ہیں کہ صبح کو خداوند گنبد سامری میں جلوہ فرماتے ہیں ہزار در ہزار لوگ برائے زیارت
زیر گنبد آتے ہیں گھنٹے و ناقوس بجنے کا شور برپا ہے برہمن و مجمری و صوتیان باندھے ہوئے
پوتھیان ہاتھ میں لیے پوجا پاٹ میں مصروف رہتے ہیں تا بر آمد ہونے خبر اعظم داؤد اسی گنبد میں
موجود رہتا ہے کبھی پتلیوں کو آواز دی کہ اے کنیزان سامری کچھ حال طلسم ہوش ربا بیان کرو ایک نے
مسکرائی دوسری ہنسی تیسری بول اُٹھی یا خداوند طلسم ہوش ربا میں بڑا غدر ہے آپ کے بیٹھے

لاکھون مارے گئے زوال دولت افراسیاب قریب ہی غرور اُسکا بڑھتا جاتا ہی عیش و عشرت کا پابند
حال دیکھا چاہتے بنیکر اتفاق سے اسوقت داؤد جادو اُن پتلیون سے حال باغ سیماب دریافت
کر رہا ہی پتلیان بفصاحت بیان کر رہی ہین داؤد دلجوش ہوش مین سنا ہی سر دھن رہا ہی زیر گنبد ہزار ہا آدمی
جمع ہی اس کرامت پر قدرت کی ہر ایک مبہوت دہن پر مہر سکوت لگائے بیٹھے ہین کہتے ہین قدرت خداوندی ظاہر
ہو سوا قدرت حق کے اس بعید سے کون ماہر ہو سونے چاندی کی پتلیان کیا باتین بناتی ہین ہزارون
کوس کا حال بتاتی ہین طرز کلام پتلیون کا یہ ہی جب داؤد کسی بات کو پوچھتا ہی یعنی ای کنیزان سامری
کچھ حال بیابان گرز بیان کرو ہمارا بندہ خاص ملک جہاندار شاہ عرصے سے خدمت اپنی دولت مین
نہین آیا صاف بتاؤ اسپر کیا گذری ایک نے کہا عرض کرون دوسری بولی صاحب صاف بتاؤن تیسری
بولی تو چپ تھی قصہ مدکر نہیں چوتھی نے بیان کرنا شروع کیا یا خداوند آج وہ بندہ خاص اپکا سلطان لشکرکشی مین
مصروف ہی جب سے اُسکا سپہ سالار صاحب جرات یعنی سمار قدرت شریک مسلمانان ہوا ملک جہاندار شاہ کو
بڑا قلق ہی اسیوجہ سے سلطان لشکرکشی کر رہا ہی قصد ہی جا کر مرغ و بہار کو مع سمار کو سزا دون ایک نے کہا
بندہ انجام کا تو حال کہو اب سمار قدرت مسلمانون سے جدا ہو کر آجکل قلعہ بے نظیر تیار کر رہا ہی اگر وہ قلعہ بن گیا
اُسکا فتح ہونا دشوار ہی قلعہ بنانے مین اُستاد ہی یہ سحر اُسکو مدت سے یاد ہی بڑا امر ولی ہی اسی وجہ سے نام اُسکا
سمار ہی داؤد گوش ہوش سے سن رہا ہی کبھی جاکر تخت پر بیٹھتا ہی کبھی کھڑا ہو کر زیر گنبد نگاہ ڈالتا ہی اہل
شہر اودین ماتم سے ہین کوئی کہتا ہی یا خداوند اولاد نہین ہوتی کوئی کہتا ہی حبشی باندی ہی ایک
کو داؤد تسکین دیتا جاتا ہی کبھی کمال خدائی دکھاتا ہی کچھ پڑھ کر سحر کر دیا ابر گرجا برق چمکی کبھی برف
کبھی آگ لگسکی کو توال شہر کسی دزد یا خونی کو گرفتار کر کے لایا حال بیان کیا داؤد نے سبا برق تڑپ کے
اُس گنہگار پر پڑی کشت حیات گنہگار جل کر خاک ہوئی عدل و انصاف کے شہرے خدائی کے غلغلے رہے
ہین بجانب ہجوم اغنواگری کے دکھا رہا ہی جنکو بندہ و قرار دیا ہی وہ وجد مین ہین پکار رہے مین یا خداوند
تیرے صدقے تیری عدالت و انصاف کے نثار تو خاصہ خلاصہ دودمان سامری ہی تیرے رگ و ریشہ
مین کرامت بھری ہی پہلے دو سو خداوند بھی تیرے بندے تھے تو نے انکو بنایا جب سرکشی کی سزا دیا
اب دنیا مین جا لگی ہوت سے دو خداوند ہین ایک زمرد شاہ باختری جو اپنے بندون کے ہاتھ سے
بھاگتا پھرتا ہی اُسکی خدائی کا بھی حال کھلگیا اگر خداوند ہوتا بندون کے ہاتھ سے شکست نہ کھاتا غصہ

کرکے اُنکو سناتا تیری کرامات ظاہر ہوی تیری بزرگی سے کون نہین ماہر ہو مشکل مین تو امداد کرتا ہی ہر بندہ
تیرا نام لیکر فریاد کرتا ہر دلون مین تیری یاد لب پر تیرا نام تو خداوند عالی مقام ہی بندے تیرے افراسیاب
و کوکب روشنضمیر و ملک جاہاندار شاہ و تزلزل بن ازلال مقبول تیری بارگاہ کے اُنسے
کون ہمسری کرے دل سے تیرے مطیع مرتبے اُنکے فیض طلسمات بنا کر ان سب کو ظلم کیا کسی کو وزیر کیا
ناظم کیا کس لطف سے دنیا کو آباد کیا ہر بندے کو اپنے شاد کیا اتنا بڑا ملک واؤد یہ گدا کی صدا کا یہان
نام نہین غربت و فاقہ کشی سے کسی کو کام نہین لہذا خاطر ناظرین ہوکہ داؤد یہ باتین سنکر مغرور تاج
خدائی سر پر لباس فاخرہ در بر ہنس ہنسکر سب کو جواب دے رہا ہی تمام اہالیان شہر کی نگاہین باشتیاق
گنبد سامری پر جال کو داؤد کے دیکھ رہے ہین یکایک آسمان پر سناٹا ہوا سب نے سر طرف آسمان
کے اُٹھاکر دیکھا شہنشاہ طلسم ہوشربا افراسیاب جادو ایک تخت پر سوار تاج شہنشاہی برسر
چارقبہ شہنشاہی در بر سونیون کے مالے کنٹھے یاقوت احمر کے گلے مین پڑے کروفر سے تخت اُڑا آتا ہی
آتے ہی سب کی نگاہ تخت افراسیاب پر پڑی داؤد جادو نے بھی دیکھا کہ افراسیاب جادو بڑے
کروفر سے تخت اُڑاتا ہوا آتا ہی یا شہنشاہ کا ہنگامہ ہوا داؤد جادو نے کہا ہمارا بندہ خاص الخاص
آتا ہی یا تو تخت مثل ستارہ سحری کے بلند تھا یا اب یہ پہنچا ہوا ناظرین پر یہ ضرور واضح رہے کہ حقیر نے
تحریر کیا کہ جس گنبد مین داؤد جادو کھڑا ہی وہ دیوارین سونے و چاندی کی گنبد کے پہلو مین آراستہ
ہین اُنپر سونے چاندی کی پتلیان کھڑی ہین مثل غلمان حسین داؤد سے باتین کر رہی ہین جیسے ہی
تخت افراسیاب جادو آسمان سے نمایان ہوا ایک پتلی مسکرائی دوسری ہنسی تیسری نے کہا
ہوا کیا نہین چوتھی نے کہا ہوا کیا بتاؤن پانچوین نے جواب دیا کسی کا حال کہین اپنے کو مت انداز
بتاؤن چھٹی بولی ہم قدرت کے نگہبان ہین ساتوین ٹھٹھا مار کر ہنسی اور کہا سامری جمشید کے
ہمپر احسان ہین آٹھوین نے کہا ہوا مین پہیلی کہتا نہین جاتی جو بات ہولی صاف کہدونگی میری پابوش
چھپائے نوین بولی کون باتین بنا سکتا اس عرصہ مین تخت افراسیاب جادو قریب دیوارون کے
آپہونچا داؤد سے آنکھ ملی افراسیاب نے سرواسطے سجدے کے جھکایا برائے تسلیم ہاتھ اُٹھایا
داؤد نے آواز دی ای بندہ خاص الخاص و ای طاعت گزار با اخلاص ای شہنشاہ باحیا ای آفتاب
عالمتاب طلسم ہوشربا ہم عرصہ دراز سے تمہارے مشتاق تھے تخت جیسے ہی سرحد مین دیوارون

کی آیا دسوین پتلی کہ جسپر اختتام کلام ہوا تھا مغرور خاموش کھڑی تھی ہنس کے قہقہہ مارا آواز دی اری
کنیزان سامری ہوشیار ہو جاؤ بڑا غضب ہوا ہماری روح پر صدمہ ہی کوئی بلا آتا ہی خود بخود دل گھبراتا ہی
سب پتلیان چاؤن چاؤن کرنے لگین غل مچایا خداوند داؤد رنج کیا ستم ہی دل پر ہم سب کے ہجوم لشکر
غم والم ہی اب وہ تخت درمیان مین دیوارون کے پہونچا جب پتلیون نے غل مچایا اور بلند ہو کر اپنا
عکس تخت اور صاحب تخت پر ڈالا اب جو داؤد نے نگاہ اٹھائی دیکھا افراسیاب کیسا ایک شخص
عجیب الخلقت ناریل سا سر کلہ سے گال مثل ہر ولیلہ دہان خوشنما زیرہ سی آنکھین مثل جگنو کے چمکتی ہوئی
طباق سا پیٹ ناکاسی گردن مثل رسی کے ہاتھ پاؤن چھ گز کا دھڑ تلے کا تین گز کا اوپر کا مسند اللہ کا
کا پیادہ قیامت کا پرکالا مگر پیادہ شطرنج کا جو بڑھ کر بادشاہ کو مارتا ہی داؤد کے ہوش اڑ گئے پتلیون
نے آواز دی یا خداوند عمرو آیا عمرو آیا ایک بولی نگوڑے نے غضب کیا سامنے حضرت کے گستاخی
واضح رائے ناظرین ہو کہ عمرو بن امیہ ضمری افراسیاب کی شکل بنا کر ہو کہ جان سے اپنی بیزار تھا تخت
زبرجدی پر سوار ہوا اڑتا ہوا آکر پہونچا یہ سمجھا کہ سایہ مین دیوارون کے رنگ روغن عیاری کا اڑ جائیگا
اب جو یہ کیفیت بہم پہونچی داؤد نے بھی دیکھا تخت پر سوار ہی سینہ سپر کیے ہوئے آتا ہی عمرو نے
جھک کر حوض مین دیکھا اپنے کو بصورت اصلی پایا داؤد نے ہاتھ اٹھایا کہ سحر کرون عمرو تخت اڑا کر
نہ بھاگ سکا تخت زبرجدی اسی مقام پر چھوڑا تخت سے کود پڑا گرتے گرتے ایک حقہ آتش بازی کا
داغ دیا کتنون کے منہ جلے کچھ منہ کے بل زمین پر گرے دامن و گریبان جلنے لگے ہواؤن کی چشم
سے شعلے نکلنے لگے لینا لینا کا غل ہوا داؤد گنبد سے دیکھ رہا ہی عمرو مثل برق جہندہ کے زمین پر گرا
غول مین جادوگرون کے قیامت برپا کرتا ہوا جاتا ہی کسی پر کمند لگائی کسی کے منہ پر جاب بیہوشی
مارا کبھی حقہ آتشبازی داغ دیا زبان ہلاتا ہاتھ اٹھاتا ساحرون کو مشکل ہوا ہر چند چاہتے ہین گرفتار
کرین مگر برق جہندہ پر کون ہاتھ ڈالے کبھی ظاہر کبھی غائب کبھی لوٹ مار کے الٹ کا ہاتھ مارا
چار چار کے پاؤن اڑا دیے پھر جست کر کے نکل گیا جس سے لڑے منہ موڑا عمرو نے تاک کے تیر مارا
گلے ہی کو توڑ کر پار گذر گیا ہزارہا جادوگر پامال ہوئے داؤد گنبد سے دیکھ رہا ہی ہوش اڑ گئے
خدائی کرنا بھول گیا لینا لینا کہ رہا ہی پتلیان چھپتے مار رہی ہین کہتی ہین کیون خداوند آپ نے کیسا بندہ
گستاخ پیدا کیا ہی آپ کے بندون کو مارے ڈالتا ہی جلد تدبیر کیجیے اس بندہ بے ادب کو سنگ سیاہ

بنا دیجیے داؤد غصہ مین جواب دیتا ہی تمھین ہماری مشیت مین کیا دخل ہی تم آگاہ ہو کہ کون کون
قتل ہو رہا ہی جو دل سے یاد نہین کرتے اعتقاد مین خام ہین بدانجام ہین یہ بندہ بے ادب ہمنے
بنایا ہی جلاد ساحران اسکو لقب دیا ہی اسکا آقا حمزہ صاحبقران سپہ سالار قدرت ہی لقا ہماری
ہمسری کرتا ہی اُسکی بربادی کے لیے اُس صاحب جاہ و جلال کو پیدا کیا ہی اس طرار مکار غدار کو
اُسکا عیار بنایا خبردار خاموش رہو بیہودہ وہ کیا اس عرصہ مین عمرو ڈپٹ کر نکلگیا گلیم عیاری اوڑھکر
مخفی ہوا رعایا مین شور گریہ و زاری بلند ہوا کوئی کہتا بیٹا مارا گیا کوئی کہتا ہی فرزند قتل ہوا کوئی کہتا ہی
ہائے وہ تو برابر کا بھائی چھوٹا یا خداوندان سب کو جلا دیجیے کرامت دکھلایے کبھی ملک داؤد مین
آفت برپا نہوئی تھی اپنے اپنے گھرون مین پانون پھیلا کر سوتے تھے یون نصیبون کو نہ روتے تھے
یہ غُل سنکر داؤد جادو چلایا حکم دیا یہ سب بے ادب ہین مورد قہر و غضب ہین سامنے سے ہٹاؤ ہرگز
مُردون کو زندہ نہ کرینگے اپنی اپنی جان کی خیر مناؤ سبکو سنگ سیاہ بنا دونگا ابھی سزا دونگا قہر و غضب
سے قدرت کے نہین ڈرتے ہو سب روتے پیٹتے اپنے اپنے گھرون کو آئے شہر داؤدیہ مین گھر گھر
یہی ہنگامہ عمرو کیا بلا کا عیار ہی قدرت کے سامنے آیا لاکھون کو مار کے نکل گیا کوئی کچھ نہ کر سکا اب
دیکھیے کیا ہوتا ہی اس ملک مین بھی اُس ظالم کا قدم آیا بعض کہتے ہین اب خرابی درپیش ہی لوگون
کو ہراس و تشویش ہی سامنے قدرت کے آیا قدرت نے کچھ نہ کیا اب کیا ہوتا ہی ساحرون کے واسطے
سراسر خرابی ہی تمام شہر مین یہی ذکر ہر ایک کو اپنی جان کی فکر ہی مگر داؤد جادو غصہ مین گنبد سے اُترا
تخت زبرجدی کو ہوا سے اُتارا اب جو اُس تخت کو دیکھا حکمایان اشراقین نے علوم حکمت سے
اُسکو بنایا ہی ایک تختی اُسمین نصب ہی اُسمین کل کیفیت مرقوم ہی جو اُسپر سوار ہو اگر بلند ہو تو یہ صورت ہی [illegible]
کی یہ کیفیت ہی داؤد جادو کے ہوش اُڑ گئے تخت کو اٹھوا کر ساتھ لیا دار الامارت شاہی مین آیا وزرا
امرا حاضر ہوے لب تخت سلطنت پر داؤد متمکن ہی مگر قلب پر صدمہ اعظم شہر داؤدیہ مین کبھی ایسا اتفاق
نہوا تھا خاموش بیٹھا ہی مگر خواجہ عمرو جو شہر داؤدیہ سے بھاگے جنگل مین آکر ایک مقام پر پہنچے دیکھا
آگے آگے ایک ساحر پشت پر چالیس ہزار ساحر توڑے روپیون کے کاندھون پر رکھے ہوے چلے
آتے ہین عمرو نے جو چالیس توڑے دیکھے منہ مین پانی بھر آیا بہ تعجیل تمام رنگ روغن عیاری کا نکالکر
ایک برہمن کی صورت بنے گاڑھے کی دھوتی دھوتر کا انگوچھا سر منڈا ہوا لنبی چوٹی ایک پختہ کنوین پر

ڈول لوہے کا برنجی لیٹا لیکر بیٹھا پکارنا شروع کیا جل ٹھنڈا چاہیے جاؤ اُس ساحر نے پلٹ کر دیکھا کہا
برہمن دیوتا جل پلاؤ مزدور بھی ٹھہر گئے توڑے سب کنوین پر رکھدیے خواجہ عمرو نے پہلے اُس ساحر
کو پانی پلایا اُسی سبح مین مزدوروں نے بھی پانی پیا آبرو ریزی کا خیال کیا پانی پیتے ہی پناہ پانی مشکل
ہوئی سوجھ آب سانپ کی لہر تھا پانی پیا تم تھا پانی پیتے ہی لڑکھڑا اے رام رام کہکے گرے بیہوش
ہوے خواجہ عمرو کنوین سے اُترے چالیسوں توڑے اُٹھا کر نذر زنبیل کیے کہا دادا جان پیچھے
اور مجھکو اس ساحر کے بھی توڑے اُتارے ہیں نوڑھی سوچھین مونڈین مونچھ مین ایک بال رہنے دیا ایک
کاغذ لکھا مضمون اُسکا یہ تھا کہ او داؤد جادو منظم سپہر عیاری و قطب فلک خنجر گذاری شاہ
عیاران عیار بیک طرار خواجہ عمرو بن امیہ ضمری نامدار آگاہ ہو کہ قدم ہمارا تیری سرحد مین آیا تخت
زبرجدی ہمارا بہت احتیاط سے رکھنا ایک نگینہ بھی اگر گم ہو گیا نقد جان پر تمھاری بنے گی بہتر یہ ہو کہ
غاشیہ حکم کو دوش ہوش پر رکھکر مانند غلامان حلقہ بگوش در دولت پر آ کر حاضر ہو مذہب اسلام قبول کرو
یکتائی کا دعوی مناسب نہین ہے پروردگار برحق کارساز مطلق رب اکبر بانی بنا سے زمین و آسمان
پیدا کنندۂ انس و جان رحیم و کریم سمیع و علیم ارحم الراحمین مالک یوم الدین ہمارا خدا ہے بے مثل و بکتا
اپنے کو خدا کہواتا ہے پیدا کرنے والے سے نہین شرماتا ہے بخدا اگر گمسکر نہ مارا تو نام اپنا خواجہ عمرو نہ کہا یہ
کام کرکے خواجہ عمرو نامدار اور صحرا مین جا چھپے لبعد صندوار اُس ساحر نے چشم بازی اپنے کو
ننگا پایا ساتھ والون کو بیہوش دیکھا روپیہ ندارد اُٹھتے ہی سر پیٹنے لگا مزدورون کو ساتھ لے کے
روتا پیٹتا شہر داؤد مین آیا یہان خداوند داؤد سنانے مین بیٹھے تھے کہ دوہائی کی آواز آئی داؤد
نے سر اُٹھایا پوچھا کیا ہے لوگون نے کہا ایک فریادی آیا ہے داؤد نے سامنے بلوایا دیکھا ایک ساحر
ملول رنجور موچھین ڈاڑھی منڈی ہوئین ایک سُرخی باندھے ہوے ہے پوچھا ارے کیا ہوا ساحر نے
تمام حال بیان کیا کہا حضور ایک برہمن سے پانی پیا ہم سب سو گئے پھر جو ہوشیار ہوے نہ روپیہ
پایا نہ پانی پلانے والا ہاتھ آیا یہ کاغذ ہماری موچھ کے بال مین بندھا تھا خداوند داؤد نے وزیرون
سے کہا پڑھو اب جو وہ پرچہ پڑھا گیا کمال برا اُس کے حرف آگیا گھبرا گیا کہا یہ کیا ماجرا ہے بلٹنا غلط
املا غلط یہ سوچ کے سر جھکا لیا اُس ساحر کو خزانہ سے چالیس ہزار روپئے دلوائے اس خیال سے
کہ خدائی مین فرق نہ آئے کہا سیٹھ جی روپیہ لیجاؤ مگر ہوشیار ہنا ظاہر مین اُس نے کہدیا یہ کار خانے

قدرت کے قدرت کی ذات پر موقوف ہین ہمین دخل دینے والے بیوقوف ہین جب وہ ساحر جہان جن
جا چکا خداوند داؤد نے پکار کر کہا ای یارو خواجہ عمرو نے اس مہاجن کو لوٹ لیا ہو اے داؤد یہین
موجود ہی جلد ساحران نمدار جائین ساربان زادے کو جلد گرفتار کر کے لائین ہزارہا ساحر برائے گرفتاری
خواجہ عمرو بن امیہ ضمری نامدار چلا شہر مین ہنگامہ ہوا لوٹ مچا جو آج ایک مہاجن لوٹا گیا خواجہ عمرو
نے داڑھی مونچھین مونڈ ڈالین روپیہ لے لیا کچھ خداوند کو لکھ کر بھیجا خداوند خاموش ہین قضائے کار
ناگن وزیرزادی ملکہ لالان خون قبا کی خیرخواہ عاشق زار دونون وقت واسطے خبر کے دربار مین آتی
ہی حالات جا کر ملکہ لالان خون قبا کو سناتی ہی یہان آج وقت شب ملکہ نے چاندنی دیکھنے کا سامان
کیا مسند پر اسد غازی نامدار کنیزین جوڑے بھاری پہنے ہوئے محفل مین گلدستے چو گھڑے چنگیر عطردان
پاندان گلابیان شراب کی کشتیان کباب کی طاق پیالہ تابان محفل مین ملکہ ایسی مہر درخشان مصاحبین

بجائے ثابت و سیارگان گل بوستان پر بھی جوبن تھا طلسم — گل بوستان پر تھے جوبن ہزار

وہ چوپڑ کی نہرین چمن کی بہار — جسے دیکھ کر گم ہو رنج و محن — وہ تختے سرو شمشاد زیب چمن
کسی جا ہوا سے شجر باردار — زمین بوس اٹھ اٹھ کے ہون بار بار — شگوفون کی بو سوسنون کی پھبن
پرندے پھرین ہر طرف بولتے — لگا ایک تختہ مین یون لالہ زار — دل عاشقان جیسے ہو داغدار
کہ غنچون کے منہ مین بکھرے وہ قہقہے — ہزارون کرین بلبلین چہچہے — ادھر کمسنین ہو رہین شل حور
پرے باندھے ہنستی پھرین دور دور — مصاحب کوئی ہین کوئی خواص — بگڑا پنے عالم مین سب خاص خاص
تکلف کی پہنے تھی پوشاک وہ — جگت باز چالاک بیباک وہ — ملکہ لالان خون قبا زیب جسم

گلنار چہرا سانچے مین ڈھلا ہوا سراپا دل مین جوش محبت اسد نامدار مختصر جلسہ پریون کا اکھاڑا
اسد شیر دل بصد صولت و شوکت پہلو مین ملکہ کے جلوہ فرما کہ ناگن وزیرزادی ہنستی ہوئی سامنے
ملکہ لالان خون قبا کے آئی واسطے تسلیم کے خم ہوئی ملکہ نے پوچھا کیون بوا ناگن خیر تو ہی آج کیا کچھ
پڑا پایا کچھ زہر اگلو پیچ و تاب نہ کرو ناگن وزیرزادی نے کہا ای شہریار آپ کے سننے کی بات ہی
جب سے حضور تشریف لائے آٹھ پہر یہی خیال ہو الیاس ہو کہ افشائے راز ہو جائے داؤد جادو
سن پائے خدانخواستہ کوئی بلا نازل ہو دونون وقت دربار خداوندی مین جاتی ہون اسی فکر
مین کوئی غازی نہ کرے آج نیا معرکہ درپیش ہوا صبح کو خداوند گنبد سامری مین بیٹھے تھے آپ سے

ناناجان خواجہ عمرو بن امیہ ضمری نامدار بعد کرو فر بصورت افراسیاب تخت پر سوار تخت ہوا پر
اُڑتا تھے جب آئے رانی سے یہاں کے واقف نہ تھے سونے چاندی کی پتلیاں اُنھیں عمرو آیا عمرو آیا
رنگ روغن بھی چہرے کا خواجہ عمرو کے اُڑگیا داؤد نے چاہا کہ یون تخت سے کود سے ہزارون
جادوگردوں کو مار کر نکل گئے تخت انکار کیا خدا وند داؤد مالا قہ میں جا کر بیٹھے وقت نزا ایک مہاجن کے
چالیس ہزار روپیہ خواجہ عمرو نامدار نے لوٹ لیے مہاجن کی ڈاڑھی مونچھیں مونڈ ڈالیں ایک کاغذ ملا ہے
خواجہ عمرو نامدار کے ہاتھ کا لیکر دربار خداوندی میں آیا اس کاغذ کو پڑھکر رنگ روے خداوند داؤد
متغیر ہو گیا مگر ہزارون ساحر برائے تلاش خواجہ گئے ہیں خدا انکی جان دشمنوں سے بچائے اے شہریار اگر
آپ حکم دیں تو میں خواجہ عمرو کو تلاش کروں یہاں باغ میں بلا لاؤں مگر اُنکا ملنا دشوار ہے آپ کچھ
شناخت بتائیں تو کنیز فوراً جائے اسد غازی یہ حال پر ملال سنکر بدحواس ہو گیا کہا تو ملا تجھے سنا خدا
انکو سلامت رکھے باغ سیاب میں مجھ پر غضب تو کیا مگر میری تلاش ہی لوح کی فکر میں یہاں آ ہو ئے اب میرا
چھپنا مناسب نہیں ہے بہتر ہے کہ میں نکلوں دربار میں داؤد کے جاؤں یا تو اس بدبخت کا کٹ کاٹ ڈالوں
یا اُسپر ٹوٹکر جاؤں خدا نخواستہ انکے دشمنوں پر زوال آیا گرفتار ہوئے ہیں میں تحفہ دکھانے کے لائق
نہ ہو نگا اب انکی محبت کیوں ملکہ عالم تیز ثابت ہوئی یہ لطف و کیفیت مجھکو بہ دش کیا غوث آپ بھا
فرمائی ہیں کیا سارے لشکر کے محسن ہیں ہمارے ناناجان صاحب زرزلہ آفات ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران
انکے ساتھ کیا کیا کام کیے ہر ملک میں نام ہے یہ تخت زبرجدی جسکو اُٹھائے ہوئے آئے تھے خوف
جان سے چھوڑ کر بھاگ گئے ملک زبرجد نگار میں اسکو پایا اسکا قصہ عجیب و غریب ہے عقل انسان دنگ
ہو اگر دیکھے تو افلاطون کا متغیر رنگ ہو و ماسہ جادو نے واسطے زبرجد شاہ کے ایک قصر معلق بنایا تھا
نہ زمین پر نہ آسمان پر گئی ہزار گز کی بلندی قرار دے کر اس صاحب سحر و افسوں نے قرار دیا تھا
زبرجد شاہ شب کو اسی قصر میں جا کر رہتا تھا ہمارے قبلہ و کعبہ خواجہ عمرو شب تیرہ و تار میں جنگ
زنار پر سر قصر معلق پہنچے تصرف کا اس داستان حیرت بیان کی ایرج نامہ میں موجود ہے اگر مفصل لکھوں
اصل مطلب کو طول ہو ناظر دمشتاق ملول ہو اسد غازی فرماتے ہیں کہ اے شہنشاہ خوبان افسر
محبوبان جب خواجہ عمرو نامدار قصر معلق پر پہنچے زبرجد شاہ کو گرفتار کیا اس تخت کے اوصاف
سے آگاہ ہوئے زبرجد شاہ کی شکل بنا کر اسی تخت پر سوار ہو کے خزانہ زبرجد شاہ کا لوٹ لیا ہم

چاہ الماس مین جاکر رامہ جادو کو مارا تمام لشکر اسلام کو بچایا اگر عیاری اسے خواجہ عمرو بیان کرے
سالہا سال گذر جائین عیاریان تمام ہنوز ہین اگر انکے لیے نوع دگر ہوا از ہوش ربا تا کوہ عقیق
شکست حاصل ہوئی مہرخ و بہار کا قدم نہ ٹھہر سکیگا ایک دن مین افراسیاب خاتمہ کر دیگا اب
سیر انکلنا ضرور ہی ملکہ لالان خون قبا بے اختیار رونے لگی کہا ای شہریار اس بات کو میرا دل کسی طرح
قبول نہین کرتا کہ آپ یکہ و تنہا دربار داؤد مین جائین دشمن جاکر ساحرون مین پھنس جائین مین بیٹھے
پا کیا تدبیر کر سکتی ہون اسد غازی نے کہا ملکہ بڑی مشکل ہی خواجہ عمرو کیا کیا کام کرینگے مین طلسم کشا قرار
پایا ہون کد و کوشش ضرور ہی یہ حال سنکر قلب ناصبور ہی زندگی میرے واسطے موت ہی لطف شادی عیش
دل سے فوت ہی آجتک جو کچھ کیا خواجہ عمرو نے کیا مجھ سے کیا ہوسکا مرجانے مین نام ہی در پے ایذا
طلسم خود کام ہی اس حسرت سے اسد غازی نے ان کلمات کو بیان کیا ملکہ کا کلیجہ پھٹ گیا کہا صاحب
ہمارے حال دل سے تم نہین آگاہ ہو صاف یہ کیفیت ہی شعر ہم نہین واقف کہ کیا الفت کی ہی راہ مگر
رحم لازم ہی کہ ظالم اپنی پہلی چاہ ہی یہ شعر پڑھکر ٹھنڈی سانس بھری آنکھون سے آنسو نکلنے لگے
چونکہ صاحب عفت و عصمت ہی اشعار بھی زیب الف تحتی کے یاد آئے رو رو کر پڑھنے لگی اسد کی

به گوشه رخسار قسم — بمهر آن مه دلدار قسم
بشهیدان محبت سوگند — به اسیران مودت سوگند

رحمی فرما قدمی شادم کن
از همه رنج و غم آزادم کن

بصفای بر و دوش تو قسم — بجهانگیری هوش تو قسم
به صفای گل نسرین سوگند — به سر ساق بلورین سوگند

سوی جانب ما گذر بکن
شاهبانه سر پرواز بکن

به اسیر لطف یار قسم — به ضیای مه رخسار قسم
بادای قد دلجو سوگند — به نسیم سر گیسو سوگند

گوئی از لطف که من یار توام

بخدا خستہ و بیمار توام

بہ شکنج شکن یار قسم
بہ دلآویزی گیسو سوگند

بسر تافتہ تا تار قسم
بہ کج اندازی ابرو سوگند

ہر دم از شوق وصالت مردم
بہ تمنائے دو لعلت مردم

بہ صفائے ملک العرش قسم
بخدا و بہ حقیقت سوگند

از سما تا بہ سر فرش قسم
بہ سر شمع نبوت سوگند

مدعا خاک رہ جانان است
نظر لطف سبب درمان است

یہ اشعار پڑھ کر بہت روئی کہا ای شہنشاہ اقلیم شجاعت ای ہژبر بیشۂ جرات اگر سایۂ دامن دولت آپ ہمارے سر سے اٹھاتے ہیں کیوں تنہا دربار میں ایسے بڑے جادوگر کے جاتے ہیں ہماری مشکل آسان کرنے جائیے خنجر ابرو سے خدار کو جنبش دیجیے یا دست زبردست سے اپنے تلوار لگائیے ہم کشاکش دیوی سے چھوٹ جائیں پھر آپکو اختیار ہے اسد غازی نے سر ملکہ لالان خون قبا کا سینہ سے لگایا ٹھنڈی سانس بھر کر فرمایا ای ملکہ لالان خون قبا ہمارا حال زار قابل بیان نہیں ہے ہمارے ماموں جان شاہزادۂ بدیع الزمان گرد لشکر شکن فرزند حمزۂ تیغ زن اس طلسم میں مدت سے قید میں افراسیاب کے ہیں ہم انکو چھڑانے کو آئے خود بلا میں پھنسے عرصۂ دراز تک قید رہے خدا خواجہ عمرو کو سلامت رکھے مجھ ایسے اسیر دام سحر و افسونگری کو کس زور شور سے رہا کیا کیا عیاری کیا کیا سکاریاں کیا کیا جرات دکھائی ساحروں سے لڑے جان پر کھیلے یہاں بھی اڑتے پھرتے آگئے مگر انکا غم سے یاس یاس ہے مجھ بدبخت کی تلاش ہے ای ملکہ عالم ای عاشق صادق وای یار وفی نظم

کیا کہوں جی پہ کیا گذرتی ہے
یار ہو بخت یا فلک یا در
نکلے ارمان کیا کہ نکلے ہیچ
کر سنو سوے التفات ادھر

ستم کسکو آنے کا یاور
ہم یقین یہ کہ خاک ہی میں ملے
نالہ ہائے شب فغان سحر
تاب رخسار عبر ہوزی ہے

پنی حسرت کا کچھ علاج نہیں
ارزوئے وصال سہیں بر
دکھیو انصاف سے کہ ظلم ہے ظلم
وہ اگر مہوی تو میں ہوں قمر

نہ کوئی مایہ دار حسن اتنا	نہ کوئی مجھسا عاشق بے بس	عجب بلا مین مبتلا ہون نہ رو سکے

رفتن نہ راہ ماندن کیونکر جان دینے پر آمادہ ہون خواجہ عمرو نے اپنے کو میرے واسطے یہان ملک پہونچایا ہزارہا جادوگر اُنکی تلاش مین گیا ہی ہر فرد بشر وصحبتہ تھا پھرتا ہی بس مین جاکر اُنکے شریک ہون یا اُنپر کرم جاؤن اب گوشہ نشینی میرے لیے بہتر نہین ہی ملکہ انصاف کو کام فرماؤ ایسے محسن کامل کے قدمون پر سر کاٹ کے رکھدینا مناسب ہی مجھپر اُنکی امداد واجب ہے واتنے بڑے ملک کے قریب آئے نہ دوست نہ آشنا نہ مونس نہ ہمدم نہ غمگسار برق وضرغام کو بیہوش کرکے زنبیل مین ڈالے اور لے اُنکو صحراے سیماب مین ایسا غصہ آیا اُنکو بھی اپنے ساتھ سے جدا کر دیا نہین معلوم اُن کمبختون پر کیا گذری سب طرح کے فکر وخیال قلب پر ہجوم غم وملال مین ہو حسب حالی مضمون زیب النسا مخفی رباعی

من نیز دل تنگ و دل من تنگ است	محبت ما چو شیشہ و سنگ است	مخفی بما کے رسی بمنزل دوست
راہ تاریک و مرکبم لنگ است	پروانہ نیستم کہ بیکدم عدم شوم	شمعم کہ جان گدازم و دم بر نیاورم

آجکی شب حکایت وشکایت مین بسر ہوئی ہی کلمات حسرت آمیز اسد پر ملکہ بابک یلک سے رہ رہی ناگن وزیرزادی ہر مرتبہ سمجھاتی ہی ملکہ عالم رنج وملال کو دفع کیجیے دل کو تسکین دیجیے کبھی اسد نامدار کو اشارہ کرتی ہی او شہریار جو حضور کو منظور ہو وہ کیجیے کا زبان سے نہ فرمائیے کلمات تسکین سے اس خستہ بخت کو سمجھائیے انہین باتون مین رات تھوڑی باقی رہی مگر ناگن وزیرزادی دیکھتی ہی آج خود بخود گلرخسار ملکہ عالم کے مرجھائے ہوے ہین آنکھون سے حسرت پیدا چہرے سے یاس ہویدا ہر چند کہ ناگن نے سمجھا کر عاشق ومعشوق کو ایک ایک جام پلایا آب نصیحت آتش شکایت وحکایت پر چھڑکا مگر ملکہ کی حسرت ویاس کو ترقی ہی بلا وجہ گھبرا رہی ہی کہ ناگن وزیرزادی نے عرض کی حضور پشت وپہلو سے ہوشیار رہیے گا دروازہ بلا سے ہے ایسا نہو کوئی در انداز گھرکسے میرے نزدیک تو بہتر یہ ہی کہ اب صحن ہی صحن باغ سے شہ نشین بارہ دری مین جا بیٹھیے شاید صبح کے وقت کوئی جادوگر اڑتا ہوا آسمان پر نکلے اس جلسۂ عیش ونشاط کو دیکھ کے فساد برپا ہو راز افشا ہو پھر حضور جان پر بنجلی ہروقت نیرنگ انقلاب در پیش ہی ہر طرح کا پس وپیش ہی باغ عالم ہر دم رنگ بدلتا ہی کبھی بہار کبھی خزان گل کے پہلو مین خار ہمراہ راحت رنج اور ایک نکتہ عرض کرون سماعت فرمائیے عشرت اور حسرت کی ایک صورت

ہی بقول زیب النسا مخفی غزل

ابر بر رونق چمن گرید
دیدہ بر حالِ خویشتن گرید
رفت حسن گُل و چمن برباد
شمع بر صبح انجمن گرید
بسکہ غفلت ربود مردم را
بر شگافت دل کفن گرید

گل بر ایام زیستن گرید
وصل شیرین نصیب خسرو شد
سرو بر باد یاسمن گرید
روز این عمر کوتہ آخر شد
چرخ بر حال مرد و زن گرید

دل ز دست فراق نالہ کند
غم ہجران کوہکن گرید
سوخت پروانہ بر ہواے وصال
شب ز تاریکی وطن گرید
بیوفائی عمر ای مخفی

حضور ہر وقت خیالِ انقلاب ہے دلکو لینز کے پیچ و تاب ہے خوب ملکہ
کو سمجھا کر ناگن وزیرزادی طرف دربار داؤد جادو کے بہرِ خبر روانہ ہوئی یہان ستارۂ سحری چمکا پو پھٹی
ہنگامۂ سحر برپا ہوا طائر آشیانون سے پر کھولکر نکلے شاخون پر جدائی مین کھولین چہچہے زن ہوے قمری نے صداے
حق سرہ گائی بلبل اڑکر پہلوے گل مین آئی ہر سمت آوازۂ عیش و نشاط و سرور جام لالہ صہباے شبنم
سے معمور نسیم سحر مستانہ وار لڑکھڑاتی ہے مینا شجر سے سر ٹکراتی ہے نرگس شہلا نے براے دیدار شاہدان
چمن آنکھین کھولین سنبل نے موے مشکین مین گرہ دی سوسن صفت باغبان تھا و قد مین پھول ہی
سرو لب جو کی آئینۂ آب روان مین خوشنمائی اپنے قد و لب کو دیکھکر اکڑ رہا ہے دونون عاشق و معشوق
مسند ناز پر جلوہ فرما شب کے جاگتے کا آنکھون مین خمار ملکہ نے کہا ای شہریار بارہ دری مین اٹھ چلیے
وہان چلکر بیٹھین ہماری وزیرزادی سمجھا گئی ہے ہماری خیرخواہ ہے کوئی بات اسکی نصیحت سے
خالی نہین ہے اسد غازی نے کہا ملکہ خلد و دشمنی ہو جاے تو اٹھ کر چلین قضاے کار بہ قول ناگن
وزیرزادی صبح کو اکثر ساحران غدار ملازمان داؤد جادو براے سیر نکلتے ہین ایک ساحر موسوم
افلاک جادو مصاحب داؤد جادو اڑا ہوا آسمان پر جاتا ہے طرف سے باغ ملکہ لالان خون قبا
کے گذرا کان مین گانے کی آواز آئی طرف باغ ملکہ لالان خون قبا کے متوجہ ہوا نگاہ پڑی اسد
نامدار و ملکہ لالان خون قبا کو ایک مسند پر دیکھا چونکہ اسد غازی مشہور طلسم کشا ہے تصویر اسکی
ہر ایک فرد بشر دیکھ چکا ہے نگاہ پڑتے ہی اسد نامدار کو پہچانا بیقرار ہوگیا جلسہ مین کنیزون کے دیکھا
فوراً بھاگا کہ جاکر خداوند داؤد سے کہون اس شوخ دیدہ کو سزا ملے طلسم کشا قتل کیا جاے ہمارا
نام ہو یہ خار طلسم سے نکلے افراسیاب ان جھگڑون سے چھوٹے سرداران افراسیاب سے
سلوک کرینگے یہ سوچتا ہوا دربار مین داؤد جادو کے آیا اسوقت داؤد جادو دارالامارۂ شاہی مین

تخت پر بیٹھا تھا تمام سردار جمع ہیں بڑے بڑے شاہان اولوالعزم سجدہ کر رہے ہیں مغرور شکر سجدہ
لے کر آواز دیتا ہی سر خود را از سجدہ بر دارید کہ لعنت بر شما نصیب کردیم خورشید جادو وزیر
پہلو میں ہر چند کہ بالکل جاہل ہی مگر لقب اُسکا پیغمبر نامرسل ہی اُس سے کہا ہی خواجہ عمرو کو کوئی
گرفتار کر کے نہ لایا خورشید جادو نے دست بستہ عرض کی میں نے خداوند سے عرض نہیں کیا
خواجہ عمرو نے حوالی ملک داؤدیہ میں غدر ڈالدیا صدہا مسافر مار ڈالے ہتہ بندھے مہاجن در وسند
صدہا مسافر کی خبر غلام نے پائی جو نکلا وہ لوٹا گیا صدہا مہاجنوں کو گھر پر جا جا کر خواجہ عمرو نے
لوٹ لیا کہیں چور بنکر گیا چاندی سونے کا مال بچا وہ تانبے پیتل کا مال سب خبریں غلام کو ملیں بحضور
حضور ذکر نہیں کیا جا بجا غدر پڑا ہی داؤد جادو نے کہا اے پیغمبر میں کیا کروں خود قدرت تلاش
میں اُسکی نکلیں ایمان سے بیٹھے بیٹھے تقدیر کریں خورشید جادو نے کہا خداوند قصد کریں غلام
خود جا پکڑا مشکیں باندھکر اُس ساربان زادے کی لائیگا میرے ہاتھ سے بچکر کہاں جائیگا داؤد نے
کہا تم ہمارے راز دار ہو جا بجا ملک داؤدیہ میں ذکر ہی بندوں کے دل میں فرق پڑگیا کہ
قدرت کے سامنے زیر گنبد سامری لاکھ ہزاروں کا کسب ہوا کیسے کیسے ساحر مرے جنکا شمار ممکن
خورشید جادو نے کہا حضور ایک دن کی جستجو کا کام ہی جسدن قصد کیا فوراً لایا کہاں جاسکتا ہی
اجل اُسکی دامنگیر ہی ایک پیادہ عیار ذلیل وحقیر ہی یہ باتیں ہو رہی تہیں کہ افلاک جادو پسینے
پسینے آیا گھبرایا ہوا سجدہ کر کے سامنے دست بستہ کھڑا ہوا داؤد نے کہا کیوں اے بندۂ خاص
مصاحب با اخلاص کچھ عرض کرنا منظور ہی افلاک جادو اسکا نام ہی ظلم بدعت کام ہی عاشق و معشوق
کو جو ایک مقام پہ دیکھا جلگیا ہمیشہ سے مردم آزار طالب و مطلوب کا دشمن راہ عیش و عشرت
کا راہزن کسیکی خوشی منظور نہیں رنج و غم دینے میں قصور نہیں ہر وقت اسی فکر میں پھرتا ہی کسکو ناشاد
کسکا گھر برباد کروں کس کو جلاؤں کسکو پھونکوں سامان غدر کا جو بظلم و بدعت میں فرد ہی مردان
عالم کا دشمن یہ نامرد ہی بیساختہ عرض پیرا ہوا یا خداوند مجھ غلام کو بڑا تعجب ہی زبان سے وہ حرف
نہیں نکلتا اس ذکر میں یہی مصرعہ کافی ہی مصرع چو کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی یہ حضور کی خدائی
نور چکیدۂ خالص کو آج ایسے رنگ میں دیکھا غلام کا دل ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا قصد ہوا کہ باغ جلادوں
ہمراہیان ملکہ کو خاک میں ملادوں مگر خلاف ہوا شاہ حضور کے خلاف ہو داؤد جادو نے

کہا صاف صاف کہ کیا پہیلیان کہتا ہی آخر لالان خون قبا نے کیا کیا اُس سے کون سا قصور
ہوا افلاک جادو نے کہا جان کی امان پاؤن تو مفصل کیفیت عرض کرون داؤد جادو نے کہا
بیان کر کہا حضور مین بوقت سحر آسمان سے سیر کرتا ہوا آتا تھا طرف سے باغ ملکہ لالان خون قبا
کے گذر ہوا طلسم کشا اسد غازی کو پہلو مین ملکہ لالان خون قبا کے بیٹھے دیکھا صحبت عیش و نشاط
آراستہ گانے والیان حاضر دور جام شراب دونون کا شباب غلام نے یہ انقلاب دیکھا قلب کانپا
غصہ آیا ضبط کیا کہ حضور خود انتظام کرین یہ سنکر داؤد جادو غصہ مین کانپ اٹھا ایک چیخ ماری
تمام قصر تھرایا حاضرین دربار کے رنگ رو متغیر ہر ایک وزیر امیر متحیر داؤد جادو نے افلاک جادو کو
حکم دیا کہ سو ملازمان نمک خوار ساحران غدار ہمراہ لیکر طلسم کشا کا سر لاؤ اُس گیسو بریدہ کو محافہ مین سوار
کر کے ہم تک پہونچاؤ قدرت سے سزا دونگا ہاے کوڑون سے کھال کھنچوا دونگا آتش قہر خداوندی مین
جلاؤنگا ایسی گیسو بریدہ کو خاک مین ملا دونگا اگر او افلاک جادو اگر خلاف نکلا سنگ سیاہ بنا دونگا
تیری قوم بھر کو مٹا دونگا افلاک جادو نے کہا حضور غلام نے اپنی آنکھون سے دیکھا اگر خلاف نکلے
گردن ازسو بار یک مجال ہو کہ خداوند کے سامنے بقدر سر مو چکیدہ خالص ایسے مہملات حالات فضیحت
آیات بیان کرین قدرت کے قہر و غضب سے ذرہ بھی ظاہر ہو جائیگا غلام سو ساحر لے کر جاتا ہی
طلسم کشا ملکہ کو با احتیاط لاتا ہی یہ کہکر یہ بچارا باہر نکلا ساحرون کو جمع کرنے لگا مگر قضاے کار ناگن وزیر ان
دونون وقت برابر سے دریافت خبر آتی ہی ایک گوشہ مین حاضر ہے جس قصر مین چند نازنینان مہ جبین حوران
قدرت کہلاتی ہین انسے ناگن بھی باتین کر رہی ہی مگر گوش بر آواز تھا ایک نازنین ہانپتی ہوئی آئی سبھون سے
کہنے لگی اے حوران قدرت خداوند داؤد نے کچھ سنا بڑا غضب ہوا ابھی مین دربار خداوندی مین حاضر
تھی نگوڑا افلاک جادو زشت خو سامنے قدرت کے آ کہتا ہی ملکہ لالان خون قبا ہمراہ طلسم کشا باغ
مین اپنے اُس ابی کو لیے بیٹھی ہین خداوند داؤد غصہ مین کانپ رہے ہین اُسی نگوڑے افلاک جادو
کو حکم ملا سو ساحر لیکر جاے گرفتاری ملکہ لالان خون قبا و طلسم کشا جاتا ہی بُوا ایسی خبرین سنکر کلیجہ
تھراتا ہی اُس قصر مین نازنینان مہ جبین کا جمگھٹا ہی ایک بولی بیچو سرا سر بہتان معلوم ہوتا ہی ملکہ
لالان خون قبا کو مرد کے نام سے نفرت ہی جو سکے باغ مین رہ نہ پھول بنین دوسری بولی بیٹھا لا
دنیا مین ایک جگہ مرد سے نفرت ہی ایک بی ملا صاحب کواری جوانی دیوانی ہوتی ہی شباب مین جو

نام پر سالی ٹپک پڑتی ہے ہم بھی ایسا ہی کہتے تھے اب یہی جی چاہتا ہے بازار مین نکلین چار کو دیکھین اپنے
کو دکھائین جوانی کے مزے اڑائین ہاں پوچھو عشق و محبت مین بڑے مزے ہین مردون کی بھولی بھولی
باتین وقت پر منتین کرتے ہین ذرا بگڑ کے اپنے کو کھینچا قدمون پر گرتے ہین تصدق نثار ہوتے ہین ذرا
منہ پھیر لیا زار زار روتے ہین جان تک ہلکو دیتے ہین کہ حاضر ہین لیکن نگوڑے نٹ کھٹ اپنے
مطلب کے عاشق یار ناموافق جہان مطلب نکل گیا پھر کون آتا ہے اگر کہین ملے ہم تو وہی اپنا عاشق
سمجھے وہی اگلی چکنی چپڑی باتین یاد ہین اُنھون نے منہ پھیر لیا گویا ان لوگون مین تیل ہی نہین بعض نازک
مزاج وفا بیوفائی کی گھبرا کے سنکھیا کھالی ہوا محبت پر تو گلی زہر کھا کھا کے مر گئے اب مجکو چاہت کی قدر ہوئی
ایک سے کر کے بیٹھ رہی ہمارے ناز اُٹھاتا ہوا اُسنے اپنے جورو بچے چھوڑ دیے پھر اکڑتا غلام ہے اسیطرح
جوش جوانی مین ملکہ نے بھی طلسم کشا کو بلا لیا ہو گا نہایت خوبصورت جوان ہے جری بہادر صاحب حسب
و نسب ہے ملکہ حسین دختر افراسیاب کا معشوق سنا ہے بڑا خوش مزاج ہے معشوقان جہان کے سر کا
تاج ہے جب تو بی بی حسین طلسم ہوش ربا کی سلطنت چھوڑ کر صحرائے حیرت سے اُسکو لے بھاگین قید بھی ہین
گر محبت سے اُسکی ہاتھ نہین اُٹھایا اب اُسکے لشکر مین چین کرتی ہین اُسنے تخت سلطنت پر بٹھایا ہے
شاہان عالم کو اُسکے نصیبے پر رشک ہے یہ باتین جو ناگن وزیرزادی نے سنین گھبرا کے اُس قصر سے
باہر نکلی جی مین کہتی ہے یا ستار غضب ہوا جس بات کا مجکو خیال تھا بخت سیاہ نے وہی روز دکھایا
مگر پرواز پیدا کر کے طرف باغ کے چلی ساحرہ زبردست ہے یک چشم زدن کنج باغ مین آکر اتری
دیکھا ملکہ لالان خون قبا اُسی طرح صحن باغ مین مشغول عیش ہین سامنے آکر سلام کیا عرض کی
ذرا الگ تو چلیے مجھے کچھ کہنا ہے ملکہ لالان خون قبا رنگ روئے ناگن متغیر دیکھکر گھبرا اُٹھی ناگن
ہاتھ تھام کر کنج باغ مین لائی چونکہ ملکہ سے محبت دلی ہے بچپن سے ساتھ کھیلکر پرورش پائی ہے
قدمون سے لپٹ کر رونے لگی ہچکی لگ گئی ملکہ گھبرائی بولی ناگن جلد بیان کر خیر تو ہے ناگن وزیرزادی
نے کہا واری خبر کیسی سراسر شر ہے حضور کو کیا خبر ہے ہم جسوقت کہ گئے تھے کہ اب صبح ہو چلی ہے
اندر بارہ دری کے جا کر سوئیے آپ نے ہمارا کہنا نہ مانا افلاک جادو گزرا ہوا جاتا تھا آپ کو پہلو مین
طلسم کشا کے دیکھ گیا جا کر خداوند داؤد سے سر دربار اُس بیحیا نے کہا قدرت نے حکم دیا ہے فوج
براے گرفتاری طلسم کشا آتا ہے یہ حال مصیبت مآل سنکر ملکہ لالان خون قبا کا چہرہ زرد ہو گیا ہاتھ

پانون مین رعشہ پیشانی پر قطرے ٹھنڈا ٹھنڈا پسینہ بے اختیار رونے لگی کہا ای وزیرزادی اب کیا کرون مین کنوین مین پھاند پڑون ہیرے کی انگوٹھی چباؤن انکو کسی طرح بچا لے مجھے اپنی جان کا خیال نہین ہی وہ بیچارے غریب الوطن انکے بزرگ ہزارہا کوس پر ہین ان بیچارے کو کون بچائیگا اس آفتاب عالمتاب حسن پر زوال آجائیگا آتش شعلہ فراق مین تلوار کھینچکر لڑائی پر آمادہ ہونگے سحر ساحری کچھ جانتے نہین ہاے کیا کرون کہان انکو لیکر چھپاؤن مین کیا جانتی تھی آج آفت آسمانی نے کوہ ظلم گردش دکھلائیگا افلاک جادو یون دیکھ جائیگا ناگن نے کہا اب حضور گھبرائین نہین آئی ہوئی ٹل جاتی رہیگی سوچینگے کچھ تہ سے بات بگڑا اور نکلیگی بگڑی ہوئی بات بناو شوا ہی ابھی تک خیر ہی آپ گھبرا کے آنے مین عرصہ ہی اتنی دیر مین کچھ فکر کیجیے مرنے جینے کا نہ ذکر کیجیے ملکہ لالان خون قبا نے کہا ہوا ناگن تم جو کہو وہ کرون ناگن نے کہا ای ملکہ عالم یہ کوے محبت ہی اسمین ہزار طرح کی آفت ہی کیسے کیسے جوان اس ظالم نے فنا کیے اہل محبت سے کسکو یہ بلا کا غنچہ آرزو کھلا مجنون دشت نجد مین برباد رہا فرہاد ناشاد رہا لیلی کو کب شب وصل حاصل ہوئی ہمیشہ جفاے فرقت سہی شیرین نے اپنی جان شیرین دی حضرت یوسف اسی چاہ کی بدعت سے قید ہوے دام الفت زلیخا کے صید ہوے مگر لونڈی اپنی جان نثار کریگی جہان تک ہوسکیگا آپکی اور طلسم کشا کی جان بچائیگی مگر انشا اللہ دیکھیے خداوند لقا آپ پر رحمت کرین سواے نہین منہ سے ان نکلے سرکٹ جانے بات مین فرق مین نہ آنے اللہ بڑی چیز ہی افلاک جادو حرامزادہ بڑا بے تمیز ہی اگر میرا فقرہ چل گیا تو انکو بچایا اسکو قتل کرایا ورنہ مین بھی جان حضور کے قدمون پر نثار کرونگی مین اس گل سے چہرے کی بلبل شمع رخ کی پروانہ ہون کیونکر حضور کو بے طور دیکھون یا دشمنون کے رنج و ملال کی خبر سنون اب یہ تدبیر ہی کہ طلسم کشا صاحب جرأت و شوکت اپنے زمانہ کا رستم اگر اس بات کو سن پائیگا تلوار کھینچکر سامنے ساحرون کے جائیگا ایک ساحر انکے واسطے کافی ہی ہماری اتنی لیاقت نہین کہ داؤ و جادو سے ٹرکین اب مین سحر کرکے طلسم کشا کو چھپاتی ہون آپ محفل عیش آراستہ کرکے بیٹھیے دل کو سنبھالیے جو کچھ گذرے دل پر گذرے تغیر ظاہر نہونے پائے جب افلاک جادو آئے جواب صاف دیجیے اور دلیر ہوکر فرمایئے کہ ہم طلسم کشا کو نہین جانتے ہرگز نہین پہچانتے خدانخواستہ اگر خداوند کے سامنے بھی پرسش ہو تو ہماری سر کٹ جانے بات مین فرق نہ آنے

سامری لونڈی کے کہنے کا خیال رہے بموجب مصرعہ مصرع قدم عشق بیشتر بہتر ہو اُس گوشہ مین کھڑے
ہوکر ناگن نے ملکہ لالان خون قبا کو خوب سمجھایا ملکہ سن ہی ہو سر دھن رہی ہر بات کا یہی جواب
ہی ہوا جو کسو کی دہی کروگی خدا آپکی جان بچاے اے خیرخواہ بلا اشتباہ اپنی جان دینے پر آمادہ ہون غزل

امید وصل کی باشند غم دل ریش کی مانند
اگرچہ جان آشنا گردد لبش عہد ولیش کی مانند
کسی کو شند گرفتار سر زلف پریشانی

دگر آن را چو مجنون عمر کار خویش کی مانند
جنون ہر جا عشق مند سوز دل سر ریچ
مجال گفتگو لے عشق بد اندیش کی مانند

تو خواہی سوی لیلی آس نہ خواہم ہم نہ
جراحت ہمچو ن شود ناسور ہم از نیش کی مانند
کسی کر دست ظلم ہوم بخون ل کشتہ گجے

چو محملی ہم نفس جعل و ماند لیش کی مانند

ناگن وزیرزادی کی بھی ان باتون سے ہچکی بندھ گئی کہا حضور خدا
آپکی جان بچاے انجام اسکا بخیر ہو حقیقت مین کوے عشق مین سواے رنج مصیبت کے کیا ہی یہ کہکر ملکہ کو
ساتھ لیے ہوے عطبہ مین آئی اس غلامی کو بلا کر ایک کمرے مین لیگئی مخفی طرح پر کر کے بیفقرہ اون بیہوش کیا
ناظرین پر واضح ہو سید احمد علی صاحب نے اس مقام کو اسی طور پر لکھا ہے کہ ناگن نے اسقدر سحر کیا کہ سفاری
ایک سنگ دانہ بنگیا ملکہ لالان خون قبا کی پازیب کے گھنگرو کا سنگ کھولکر یہ دانہ سحر کا اسی گھنگرو مین
رکھکر منہ اُسکا بند کر دیا حضور اب اگر سامری جمشید بھی ڈھونڈھینگے نہ پاوینگے آپکا معشوق آپ ہی
کا پابند ہا اللہ لونڈی بھی وقت پر کسی طرح سے آئیگی یہ تقریر و تدبیر کر کے ناگن تو ایک جانب روانہ
ہوئی مگر ملکہ لالان خون قبا مثل زلف پریشان بصورت آئینہ حیران سر جھکائے بارہ دری مین بیٹھی
تھی کنیزین بخوف داود جادو کانپ رہی ہین گوشون مین چھپتی پھرتی ہین ملکہ لالان خون قبا
ہر چند منع کرتی ہے دیکھو صاحبو ہوش و حواس درست رکھو استقلال ثابت رکھو تم لوگ کیون گھبراتی ہو
جو آفت ہو گی میری جان پر گذریگی تمھارا تو بال بیکا ہونے والا ہے پروردگار ہے ملکہ ان باتون مین مصروف
کہ دروازہ سے پہرہ دار ہوا جملہ اور وزیر ہوئی آئی کہا ماری افلاک جادو سو ساحرون کو لیکر آیا ہے کہتا ہے
تمھارے باغ مین طلسم کشا آکر چھپا ہے ملکہ نے کہا آنے دو دیکھو کرآؤ تلاشی لو سارے باغ کو چھانو
افلاک جادو ٹہلتا ہوا باغ مین گھس پڑا چاہتا ہے باغی کو گرفتار کر نکالا ایسی گھٹا ٹوپ خار و ننگا
مثل سرو صحرائی اکڑا ہوا ساحران غدار ساتھ سو چھون پہ تاؤ دیتا ہوا ملکہ کے سامنے آیا بجلدوب سے
سلام بھی نہ کیا ملکہ لالان خون قبا تو نہ بولی مگر کنیزون نے پوچھا میان افلاک کہاں چلے کیان
خیر تو ہے افلاک جادو نے کہا دستانبو خوب ملکہ عالم کو بیدراہ کیا ہی بتلاؤ طلسم کشا کہاں ہے گس

مکان مین چھپا دیا صاف صاف بتلاؤ ورنہ مارے کوڑون کے کھال اُڑا دونگا اب ملکہ بولی نہین کہ
افلاک کچھ دیوانہ ہوا ہی کیا حقیقت مین ہم یا سمی ہین بیشک فلک کا کام گردش ہی ظلم و بدعت مین کوشش
مگر ہمارے باپ نے اپنی قدرت سے زمین و آسمان بنایا ہی ہمارے ساتھ کجروی کریگا افلاک جادو
نے کہا ملکہ عالم بس اسی مین خیر ہی اپنی جان و آبرو بچائیے طلسم کشا کو بتا دیجیے مین مجکو آسمان پر اُڑتے ہوا
جاتا تھا اپنی آنکھون سے دیکھا طلسم کشا آپ کے پہلو مین بیٹھا تھا شراب پی رہی تھی ملکہ لالان چیخ اٹھی
کے کہا دیوانہ ہی کیسا طلسم کشا ہمارے باغ مین طلسم کشا کا کیا کام ہی صبحکو بیشک جلسہ آراستہ تھا ناچ
گانا ہو رہا تھا ہی کوئی خواص ہماری مرد کے کپڑے پہنے بیٹھی ہوگی روز سوانگ بنتے ہین کسی کو مرد بنایا
کسی کو شراب پلا کے شرعی دیوانہ قرار دیا ہمارے باغ مین مرد کا کام نہین اگر تونے دیکھا ہی تلاش کر لے
سارا مکان پڑا ہی خبردار میری کنیزون کے اوپر کوئی سکا مند ڈالنا یہ سب ہماری ہمراز ہین عنایات
سے سرفراز ہین افلاک جادو نے کہا مین ڈھونڈھ لونگا یہ کہکے اشارہ کیا ساحران غدار قصر و
مکان مین گھسے تلاش کرنے لگے فرش فروش الٹا ہر طرف دوڑتے پھرتے تھے جس مکان مین جاتے
تھے طلسم کشا کو نہ پاتے تھے بدحواس اگر افلاک جادو سے کہتے تھے ای افسر سب مکان خالی پڑے
ہین طلسم کشا کا نشان نہین معلوم ہوتا ہیچ فرمائیے آپ نے اپنی آنکھون سے دیکھا تھا افلاک جادو
گھبرا گیا صندوق پٹارے کھلوا کے ہر چمن مین جاتا ہر روش پھری چھانتا پھرتا ہی اُس گل کا کہین پتا
نہین ملتا اس بیچارہ کا غنچہ آرزو نہین کھلتا تمام باغ کی خاک چھانی خاک مراد ہاتھ نہ آئی تسکین دل نہوئی
آخر غصہ مین سامنے ملکہ کے آیا کہا آپ نے کہین طلسم کشا کو چھپا دیا خداوند قدرت سے دریافت
کرینگے جب سوار ہو چکے قدرت نے یاد فرمایا ہے ملکہ لالان چاک قبا روتی ہوئی اُٹھی محافہ مین آ
بیٹھی کنیزین اشک حسرت بہاتی ہوئی عقب مین محافہ کے افلاک جادو پایہ محافہ کے ہاتھ
مین ڈالے ہوئے کہتا جاتا دیکھیے ملکہ چھپاتی ہو اب بھی منصف بنا دیجیے مین قدرت کو سمجھا دونگا کہ مین نے
طلسم کشا کو جنگل مین پایا باغ مین ملکہ کے نہ تھا مین اُنکو بچا دونگا قدرت غصہ مین کوڑا لیے بیٹھے ہین
ملکہ کچھ جواب نہین دیتی کنیزین کوستی چلی جاتی ہین یا خداوند کمبخت افلاک جادو مر جائے
بجھو کے ہاتھ پانون ٹوٹین دیدے پھوٹین کیا مارا ہو جو خداوند قدرت تباہی کرین دونون
دیدے بجھو کے پٹم ہو جائین ظالم کے کرشمہ ٹلیں ہماری ملکہ پر تہمت لگتا ہی اسی طرح سے محافہ

داخل شہر داؤد دیہ ہوا شہر میں بھی بلڑ پڑی ہر گھر میں یہی ذکر ہے کہ تو صاحبو ملکہ لالان خون قبا نور چلیدہ
خالص خداوند قید ہو کر آئی ہیں نہیں معلوم سچ ہے یا جھوٹ کہتے ہیں کہ طلسم کشا اسد غازی باغ میں آ کر
ملکہ لالان خون قبا کے چھپا ہے بعض کہتے ہیں ملکہ عاشق ہوئی ہے ایک کہتی ہے ہوا بھلا خداوند کی بیٹی کیا
عاشق ہو گی کسی نے تہمت لی ہے عقلمند کہتے ہیں مصرع تا نباشد چیزکے مردم نگویند چیزہا یہ آوازیں
کان میں ملکہ کے آتی ہیں محافہ میں رو رہی ہے کبھی ہاتھ اٹھا کر دعا مانگتی ہے اے آسمان کے خدائے نادیدہ
میری عزت و آبرو بچانا پھر باغ میں خیر و عافیت سے پہنچوں بیچارہ طلسم کشا مصیبت کا پابند ہے میں تو
سحر و ساحری نہیں جانتی نہیں معلوم اس حال میں کیا گذر رہی ہو گی ناگن نے غضب کیا سرکا دانہ
بنا کر کنگر میں رکھا ہے ایسا نہ ہو جرم ثابت ہو جائے بیڑیاں پہنائی جائیں چھاگل ادر کے قبضہ میں آئے
کیونکر وہ بیچارہ بچے گا افلاک جادو دوڑا ہوا جاتا ہے پیش محافہ کے دربار میں آیا دیکھا داؤد جادو غصہ
میں کانپ رہا ہے کوڑا ہاتھ میں غصہ بات بات میں جھپٹے ہے افلاک جادو سامنے آیا کہا کیوں طلسم کشا
کو لایا افلاک نے کہا یا خداوند معلوم ہوتا ہے کسی نے ملکہ کو خبر پہنچا دی اسی کو کہیں چھپا دیا ہر چند
میں نے ڈھونڈھا نہ ملا حضور ملکہ سے پوچھیں سزا پائینگی آپ ہی بتا دینگی داؤد جادو تو غصہ میں بھرا
بیٹھا تھا کہا گیسو بریدہ کو لاؤ ملکہ کا پہنچی ہوئی محافہ سے اتری داؤد جادو کو سلام کیا شعلہ آتش
بھڑک رہا تھا منہ پھیر لیا کہا کیوں او گیسو بریدہ او ننگ خاندان بتا طلسم کشا کہاں ہے ایسے کا تُنے
تو اپنے باغ میں جگہ دی ہمارے جاہ و جلال کا خیال نہ آیا سچ بتا کہاں چھپایا خوف کے مارے
ملکہ کے منہ سے بات نہیں نکلی ڈرتے ڈرتے غنچہ دہن وا کیا اے والد نامدار میں طلسم کشا کو نہیں جانتی
نام سے بھی آگاہ نہیں کبھی تصویر تک نہیں دیکھی داؤد جادو نے کہا میرے سامنے مکرتی ہے میرے
صاحب کو جھوٹا کرتی ہے افلاک نے اپنی آنکھوں سے دیکھا مفصل حال کہہ چکا مجال ہے کہ قدرت
کے سامنے جھوٹ بولتا صاف بتا نہیں تو آتش قہر و غضب سے بھڑک دونگا دوزخ میں بھجوا دونگا
ملکہ لالان خون قبا نے سر جھکا لیا جواب نہ دے سکی داؤد جادو نے کہا اسکو ستون سے باندھ دو
یہ گیسو بریدہ یوں نہ بولے گی تمام امرا و وزرا ارکین سلطنت کانپنے لگے ہر ایک خائف و ترسان
مثل بید لرزان الامان کہتے ہیں دیکھو یارو بیٹی پر یہ قیامت ہے اس مقدمہ میں اور کسکا پاس کریگا
سلاطون کے نام سے قدرت جلتے ہیں ہاں اس قوم نے بڑا غضب کیا کہتے ہیں خدائے نادیدہ آسمان

پہ ہی خداوند داؤد کا مقابل بنایا قدرت کو کیونکر رشک نہو مگر جب داؤد جادو نے دیکھا کوئی
ملکہ کو ہاتھ نہیں لگاتا خود تخت سے اُٹھا اُس شہنشاہ خوبی گلعذار ماہ رخسار سیمین بو خورشید وجہ کے جسم
نازنین پر جو ابھی پھولوں کی بارشی رسن سے کس کے باندھا کوڑا لیکر کھڑا ہوا کہا دیکھ او شوخ دیدہ
مارے کوڑوں کے کھال اُدھڑ دونگا ملکہ لالان خون قبا نے جواب دیا میں نہیں جانتی آپکو اختیار ہی کسکا
نام اسد نامدار ہی اب داؤد جادو نے غصہ میں کوڑا مارا قیامت برپا ہوئی لباس پارہ پارہ خون کے
فوارے جسم سے نکلنے لگے گل سا چہرہ کمھلایا منکا ڈھلا آہ کا نعرہ کیا اتنا منہ سے نکلا ای والد نامدار میں
کوڑے کی سختی نہیں خنجر تلوار سے قتل کیجیے آج مجھ بدنصیب کا ماتم شاد کیجیے یہ کہکر ضرب کے صدمہ سے
پھڑکی تڑپی سارے جسم کو جنبش ہوئی داؤد جادو کوڑا لیے کھڑا ہی وزیر اسیر لپٹ گئے کہتے ہیں ای شہریار
اب کی کوڑے میں مرجائیگی پروردہ مہد ناز و نعم ہے سہہ ظلم و ستم بس اسیقدر سزا کافی ہی رحم کیجیے زیادہ
سزا نہ دیجیے اگر یہ بات سچ ہوتی کیا مجال تھی چھپا سکتی افلاک جادو بھی تھر تھر کانپ رہا ہی اب سب
افلاک جادو کو برا کہہ رہے ہیں کہ اس ملعون نے بڑا غضب کیا ملکہ پر تہمت رکھی اتنی بڑی سزا اُٹھا کر قدرت
کے سامنے کیا مکر کی صاف صاف کہدیتی جب داؤد برہنہ ہی کہ دوسرا کوڑا مارے وزیر ہاتھ باندھتے
ہیں کہتے ہیں بس حضور بس گر قضا سے کا کوڑا کہا کہ جو ملکہ لالان خون قبا کے جسم کو جنبش ہوئی ایڑیاں میں
بیندھ گئیں اس کفنگر کا منہ کھل گیا دانہ شرر کا زمین پر گرا جستہ زمین پر ڈھلکتا ہوا چلا ملکہ لالان خون قبا کی
نگاہ پڑی اپنا دکھ درد بھول گئی ہاتھ بندھے ہوے بیدست و پا اگر ہاتھ کھلے ہوتے دانہ کو اُٹھا لیتی سر
ٹکرانے لگی نگاہ اُسی دانہ پر وہ دانہ آخر ڈھلکتا ہوا قریب دیوار جا کر ٹھہرا ملکہ لالان خون قبا دیکھ رہی ہی
دیوار میں ایک روزن تھا اُس روزن سے ایک چوہا نکلا اُسنے دانہ شرر کا منہ میں لے لیا روزن میں جا کر
غائب ہوگئی اب تو ملکہ نے ہاے کا نعرہ مارا ضرب تازیانے کا صدمہ کم یہ قلق زیادہ تھا کا دل ہلگیا کلیجہ میں ناسور
قلب ناصبور دل سے کہتی ہی ای لالان خون قبا جیتے جی یہ مصیبت اُٹھائی اُنکو یوں ہاتھ سے
کھویا ہاے ناگن نے اس اعتراض کو نہ سمجھا کمبخت نے شرر کا دانہ بنا دیا چوہا کھا جائیگی افسوس صد ہزار
افسوس پاس شہر میں ہ صاحبقرانی کی نعمت جان گئی اسی خیال میں قلب کو فرحین دل میں پھڑکی کلیجہ میں
درد بہنگ رنگ زرد ہو گیا پر آہ سرد سینوں سے سرد سے سارہی ہی مگر داؤد جادو نہیں مانتا
چاہتا ہی پھر کوڑا ماروں کہ دروازے سے بارگاہ کے صدا رونے چیخنے کی آئی کوئی یہ کہکر روتا ہی ہی اس

خدائی میں آگ لگے خداوند داؤد کے ہاتھ میں کوڑہ تھا ابھی شہر داؤدیہ میں آگ لگ جاے آسمان پھٹ
پڑے زمین کے طبقے اُلٹ جائیں کوئی خداوند دنیا میں باقی نہ رہے سب گھبرائے کہ کون زبان درازی جو ایسے
کلمات کہتا ہی ملکہ لالان خون قبا تڑپ تڑپ کے بیہوش ہو گئی دو صدمے کامل قلب پر پہونچے تاب
نہ اسکی بیہوش مدہوش سناٹا چھا گیا موت کے آثار چہرۂ زیبا سے ہویدا ادھر تو داؤد جادو کی نگاہ اس حال
پر ملال پر اپنی دختر بلند اختر کے پڑی مہر چہری نے ہوش ملا کوئی خطاے فاش آنکھ سے نہیں دیکھی فقط افلاک جاہ
کی زبانی اسقدر صدمہ عظیم ہوا قریب تھا روح جسم سے نکل جاے آنکھوں میں آنسو بھرے ہوے تھے اسی حال
میں یہ صدا اُسنی سر اُٹھا کر دیکھا ناگن جادو وزیر زادی ملکہ لالان خون قبا کی دونوں ہاتھوں سے سر پیٹتی
ہوئی کلمات گذشتہ زبان پر جاری سامنے خداوند داؤد کے آکر پہونچی آنکھ ملا کر کہا کیوں خداوند یہ کیا
ستم کیا او جلاد اپنے نخل مراد کا اپنے ہاتھ سے قلم کیا اس پھول پر رحم نہ آیا گل سے چہرہ کی حالت تو دیکھ مگر
تو جلاد و جفا کار ہی ایسے چمن حسن کو پامال کیا تیرے ہاتھ قلم ہوں ایسے نازک بدن کو کیونکر کوڑا مارا ایسے کیا
خطا ہوئی یہ کہکر ایک دو ہتڑ داؤد جادو کے مارا کہا ارے مجکو بھی کوڑا مار تلوار کھینچ نہیں تو بوٹیاں
کاٹ کے پھینکدونگی میں نے بھی تو یہی خطا کی کئی دن سے سجدہ کرنے کو نہیں آئی جو سجدہ نہ کرے
اُسکو جلا دے خاک میں ملا دے ارے جلاد بتلا تو میری بی بی نے تیری کیا خطا کی جو ایسی سزا اسے کامل
دی داؤد جوش محبت میں دختر کے بدحواس تو ہو چکا تھا ناگن جادو وزیر زادی نے جو سر دے مارا
ایسے کلمات سخت کہے داؤد نے ہاتھ ناگن وزیر زادی کا پکڑ لیا کہا بیٹا سن تو کہ کیا سوز کہ گذرا میرے
کلیجہ کے ٹکڑے ہو گئے ہیں اُسکے جسم پر زخم پڑے میرے قلب میں ناسور ہوا جو کبھی اچھا نہوگا مگر بیٹا
حال تو سن لے ناگن نے دامن تھام لیا کہا بتلایئے کسی کی چوری کی کسی کا گھر لوٹا کسی کو ذبح کیا
آخر ایسا کون سا گناہ ہوا جسکی یہ سزا ملی سمجھ گئی بس ہفتہ میں باغ میں نیا گل کھلا تھا ہر ایک گلعذار
مردانے کپڑے پہن کر آراستہ ہوئی تھی کوئی جمعدار کوئی کپتان بنا تھا لڑائی کے سامان ہوے
تھے سٹی کے تیر مٹی کی کمانیں بنائی تھیں تلواریں سپریں بانس کی اُسپر چاندی کے ورق لگائے
گئے تھے کوئی رستم کوئی سہراب بنا تھا کسی کا افراسیاب نام رکھا اسی بات پر شاید آفت آئی ہم
سیان خداوند صاحب ذرا تواریخ دیکھیے وہ افراسیاب جو رستم سے لڑتا تھا اور مقابل بی جاری
رستم ہی تھیں جسکا افراسیاب بنایا تھا خنجر تیرے تلواریں ماریں ملکہ نے کمر میں ہاتھ ڈال کے کھینچا

تخت سے آتا ماں بی شہنشاہ افراسیاب بنی تھیں جب تخت سے گرا یا تھا بہت روئی تھیں انھون نے
شاید آنکو آگ لگائی ہوگی تو حضور آپ کے بندے افراسیاب کا ذکر نہیں ہو ذرا تو ایچ پیچ سنا کر ملاحظہ
کیجیے کجا رستم دا افراسیاب کہان یہ خانہ خراب یہ کہکے چیخیں مار کے رونے لگی داؤد نے گلے سے
لگایا کہا بی بی بات تو سنو تم اپنے کو ہلاک نہ کرو ناگن نے کہا میری ملکہ مرگئی میں زندہ رہونگی پہلے
تمکو اندھیری گور میں سلاؤنگی اور میں تو ضرور سنکھیا کھا کے جان دونگی آپ مجھکو رونے پیٹنے کو
منع کرتے ہیں اپنی بی بی کو دیکھکر میرا کلیجہ پھٹا جاتا ہے داؤد سمجھا کہ حقیقت میں اسنے ملکہ کے ساتھ
بڑی شفقت کی ہے ساتھ کھیلکر بڑی ہوئی ہے اسکی موت پر صدمہ ہے اسوقت اسکی بات کا برا نہ ماننا
چاہیے میری بیوی کی عاشق صادق ہے پیشانی پر بوسہ دے کے کہا بی بی سنو بڑی قیامت کی خبر سنی
ہے سوانگ بنے کا اپنے باغ میں تمکو اختیار ہے جسطرح چاہو کھیلو کودو منع نہیں کرتا افلاک جادو نے
مجھکو خبر دی کہ طلسم کشا اسد غازی پہلو میں ملکہ لالان خون قبا کے بیٹھا ہے شب میں نے ساحر بھیجکر
گرفتار کر منگایا ناگن وزیرزادی نے کہا ایک جن میں طلسم بنایا تھا اگر شیر کوئی نہیں تھا گئے ٹھوکتے تھے کُٹے
بنائے تھے ایک مرحلے پر آتشون نے کانون کا دون کی تھی شیر کا بھٹ بھی نہیں بنایا پہلو میں کیونکر آ گیا میں بھی ہا
خوب جچی ہون لڑکے کو سکھا گئی ہون ایک لڑکا بنا تھے اسکے پیٹ میں شہاب بھر دیتے ہیں میں جب سنا جاتی
ہون پیٹ چاک کر کے الگ ڈال دیتی ہون اسکے ماں باپ روتے ہوئے آتے ہیں پھر محلہ والے اسکے ماں باپ کو
سمجھاتے ہیں لڑکے کا لاشہ اٹھتا ہے یہ بڑا عمدہ سوانگ بنایا جاتا ہے کئی دن میں ختم ہوتا ہے داؤد جادو نے پوچھا یہ تو نام بھی اسد
غازی کا نہیں جانتی کہ ہماری ناگن سُن تو کیسا سوانگ اسد غازی پوتا صاحبقران کا جو شہنشاہ طلسم
ہوش ربا افراسیاب جادو سے لڑتا ہے اسکو کہا کہ باغ میں ملکہ لالان کے موجود ہے یہ سنکر ناگن چیخنے
لگی کہ خداوند تمہارا آسمان پھٹ پڑے گا ہماری ملکہ کے باغ میں مردوا یہ کون صاحب کہتے ہیں ذرا انکی
صورت دکھا دیجیے آگ کی ڈاڑھی موچھیں مونڈ ڈالون ڈائن بنکے کلیجہ کھا جاؤن رات کو جو باسی بولتا ہے
اسکی آواز سے تو میری بی بی ڈرتی ہیں نہ کہ مردوا پاس بیٹھے واسطے اپنی خدائی کا مجھے کہنے والے کی صورت
دکھا دے ہائے ایسی بھولی بھالی ہے یہ سنتے داؤد چونکہ جھلایا ہوا تھا مہر یدی سے بیقرار تھا کہا
یہ صاحب افلاک جادو کہتا ہے کہ میں نے آنکھوں سے دیکھا یہ سنتے ہی ناگن پلٹی خوب غور سے
افلاک جادو کی صورت دیکھی جھک کر سلام کیا کہا میاں افلاک صاحب واہ واہ آپ کئی دن سے

ہمارے گھر پر نہیں آئے اب مٹھائی میوہ نہیں لائے اب ہمارے کپڑے پھٹ گئے تم ہاں نہ منگوادو گے
ملکہ کے ساتھ شادی نہ کروگے یہ کہکے داؤد جادو سے کہنے لگی افسوس آپ نے ذرا بھی نہ پوچھا
یہ بھڑوا کلموہا کئی مہینے سے روز مرہ گھر پر آتا تھا روپیہ اشرفیاں میوے مٹھائی لاتا تھا کہتا تھا بی ناگن تجکو
لاکھوں روپیہ دونگا تنہائی میں ملکہ لالان خون قبا سے ملاقات کرادو اس بات کی خطاوار ہوں نقد
روپیہ میں نے کبھی نہیں لیا مٹھائی میوہ کھایا مگر ملکہ سے کبھی ذکر نہیں کیا دم دلاسے میں اسکو رکھا
جب اسکا روپیہ بہت صرف ہوچکا اور کچھ اسنے پھل نہ پایا تب جھلا کے ایک دن کہنے لگا اچھا بی ناگن
تمنے ہمارے ساتھ پیچ کیا تمھاری ملکہ کو قتل کراؤنگا میں نے کہا جا بھڑوے وہ دختر خداوند میں تو کیا
کرسکتا ہے ہم اپنی بی بی کو کبھی بدراہ نہ کرینگے ایسا واہیات پیغام نہ پہونچائینگے ہاے جو میں جانتی
کہ خداوند ایسے شتر مزاج ہیں تو کتنا پاکرتی ہاے کسی لونڈی باندی کو پھسادیتی خراب تو یہ ہوئی
بیکل کرنے والا جو بنیا کہاتا ہے مگر یہ تو مجھ تک پہونچا تھا میں نے اسکے ساتھ برائی کی میں نے اسکی مٹھائی
میوہ کھایا مجھے آشنائی کسی کی جوڑنا تو البتہ مزا تھا یہ باتیں سنکر داؤد گھبرایا کہا ناگن سچ کہتی ہے میرے
سر کی قسم تو کہا ناگن نے کہا خداوند تمھارے سر کی قسم تمھارے باپ دادا کے سر کی سوگند خود
اس نگوڑے سے پوچھیے ملکہ کو ڈھے مارے اسکو جوتیاں مارئیے تب قبولے گا داؤد جادو تیغہ
کھینچ کے طرف افلاک جادو کے بڑھا کہا کیوں رے نمک حرام ہماری نورچشم دیدہ کا خالص قدرت پر
نگاہ ڈالی بڑی مستی سوار ہوئی افلاک جادو نے گھبرا کر کہا حضور میں تو اس بات کو نہیں جانتا ناگن
وزیرزادی کے گھر پر کبھی نہیں گیا داؤد نے کہا پھر تو نے جو خبر سنائی لیس طلسم کشا کہاں ہے تو آپ ہی
کہتا ہے سارا باغ چھان ڈالا کیوں نہ ڈھونڈھ کے لایا مجکو ناگن وزیرزادی کا قول سچ معلوم ہوتا ہے
چاہتا تھا افلاک نے کچھ جواب دے چونکہ حال پر ملال دختر ملیتا اختر کا دیکھکر تاب ضبط باقی نہ رہی تھی
زمین سے بجلی خاک کی اٹھا کر سر پر افلاک کے ڈالدی افلاک نے چیخ ماری ہم ہم ہو دم ہو تن سوے افلاک
جادو سے شعلہ ہاے آتش نکلنے لگے استخوان مثل شمع کافوری جلنے لگے دم بھر میں جلکر خاک ہو اماری
کا قصہ پاک ہوا خوف آجہنم واصل ہوا آنجہ بغض وحسد سے یہ ثمر حاصل ہوا او اتنا کی گشتی مرا نام بن افلاک
جادو بولا افسوس مردم وجان دادہ بطلب خود نرسیدیم اب داؤد جادو نے ناگن سے کہا
جو پہلا تم نے بیجا نے کیا ویسی سزا پائی ملکہ لالان خون قبا کو اٹھا کے باغ میں بیجا علاج کر مگر خبردار کسی

غیر کو کبھی اپنے باغ میں نہ آنے دیتا لالان خون قبا سے زیادہ مجھے تجھ سے محبت ہی اسوقت قلب و
صدر عظیم ہی تو اسکی وزیر و ندیم ہو اوراُمرا کا خیال رکھنا ناگن وزیر زادی نے کہا حضور سب کھیل ہو گئے
تو بولی ایک کتاب خرید لیتے مکتب خانہ کا کھیل کھیلیں گے گر اسمین بھی خرابی ہی مولوی ہونے کا
اسکو مرد اسنے کپڑے پہنا ہونگے مگر پڑھیا تو جانینگے خوب خدائی آپ کر نہین آج سے اعتقاد کامل ہوا
داؤد نے کہا بیٹا اب جاؤ حقیقت میں سب کے ہاتھ کاٹنے کے لائق ہین بین سب تجھے اشارہ کام کر گذرا
آج کل بڑے تردد مین خراب ناگن نے ہوادار منگا بملکہ لالان خون قبا کو اسپر سوار کیا لیکر باغ مین
آئی مگر داؤد جادو جنی کو کوڑا مار کر بہت شرمندہ ہوا خورشید جادو سے کہا تم اپنا جلال دکھاؤ خواجہ
عمرو کو تلاش کر کے پکڑ لاؤ خورشید جادو مع بارہ ہزار جادو گردن کے برائے تلاش خواجہ عمرو چلا
داؤد جادو بنج مین دوشالہ سے منہ لپیٹ کر پڑ رہا مگر ناگن ملکہ کو لیے ہوے باغ مین آئی زخمون پر
پٹیان چڑھا مین ملکہ لالان خون قبا کو ہوش آیا اٹھتے ہی سر پیٹنے لگی کہا ناگن ہم لٹ گئے شاہزادے
سے چھٹ گئے کس حسرت سے اس شیر بیشۂ جرأت کی جان گئی اگھرون سے بیچھے وہ مصیبت بھری کہ
مین زندہ نہ رہونگی تڑپ کے اپنی جان دونگی اسے نہ تم سوچا نہ مجھ بدنصیب کو خیال آیا کہ انجام

کیا ہوگا جو چاہا کر بیٹھے اشعار

دریغ درد دلم چشم اشکبار دگر | که داد خویش ستانم زگریه بار دگر
بهار عمر گذشته چو نونهال چمن | مرا همیشه بود چشم بر بهار دگر
نه یار خویش بود آن نه یار بیگانه | که پیش یار شکایت بود ز یار دگر
هزار شیشه تهی کرد از هوس مخفی | سوز از دل من بست خار خار دگر

ان اشعار کو پڑھ کر اسطرح بلک کر روئی کہ ناگن کا کلیجہ منہ کو آیا کہا واری ذرا سن تو لیجیے آپ سے
تو بات کرنا مشکل کردی کس بات کا غم ہو فرمایئے تو ملکہ نے کہا تو نے دانہ شر کا اُس دانا سے روز گار کو سنا
تھا گھنگرو کا منہ کھول کر اسمین چھپا یا جب اس جلا دے مجھکو مارا جسم کو مجھ بدبخت کے جنبش ہوئی
وہ دانہ گھنگرو سے نکلگیا قریب دیوار کے ڈھلکتا ہوا پہونچا وہان روزن سے ایک چوہیا نکلی دانہ
منہ مین دبا کر لیگئی مجکو داغ تازہ دیگئی اسے اس بیکسی بے بسی مین کیا گذری ہوگی ناگن نہس پڑی
کہا حضور پھر کیا کرین آپ کی جان تو بچی دانے دانے کا کون شمار کہے وہ چوہیا قول سعدی کی پابند
ہوئی شعر تتبع زہر گوشۂ یافتم ۔ زہر خرمنے خوشۂ یافتم ۔ اُسنے بھی خرمن محبت سے ایک دانہ
پایا کمبخت کر گئی تخم الفت طلسم کشا مزرعہ دل مین بو گئی چوہیا ہو فروش گندم نما کیون حضور تلاش کی

سب باتین آگئین لیکھا جو جوشش سو سو ملکہ نے ایک دو ہتڑ مارا کہا او ناگن تیری زبان میں جانپ
کاٹے یہ سخرے پن کا وقت ہی جیسے منہ مین چاول بھرے ہوتے ہین وہ اسطرح چبا چبا کر باتین کرتا ہی
ہین آپ سو دانہ حرام ہی شکوہ ول لگی سے کلام ہی ناگن نے کہا جلدی کیا ہی دانہ کو چوہیا کھا نہ سکیگی کہین
ڈال دے گی مین جا کر تلاش کرونگی چوہا ہنوگی تا چوہیا کو مارونگی یا پکڑ لاونگی ملکہ لالان خون قبا رونے
لگی کہا واہ بی ناگن آج تو تنے خوب زہر اگلا ہماری جان پر بنی ہی تُو جلد تدبیر کر دے کہکر خنجر اُٹھایا چاہا
اپنے شکم مین مارے ناگن نے ہاتھ پکڑ لیا کہا نہ گھبرایئے جیب اپنی چھاگل سے دانہ گرا مین چوہیا نکلے بہوچی
دانہ اُٹھا لائی پھر آکر بجھڑ سے افلاک کو قتل کیا ہی کیسے میان داؤد پر کیا رنگ جمایا ایسی ڈرو لی بیٹھی کہ
وہ خود گھبرا گئے افلاک میان گھٹتے کی موت قتل ہوئے چلیے ملاحظہ کیجیے طلسم کشا صاحب اس کمرے مین
آرام فرماتے ہین ہماری خوشی کی خبر یکا یک سنین کہتے ہین کہ انسان کو شادی مرگ ہو جاتا ہی یہ سنکر ملکہ
لالان خون قبا ناگن کی بلائین لینے لگی ناگن تو نے بڑے احسان کیے کیا شکریہ ادا کرین ناگن نے
ہاتھ تھام لیے آنکھون مین آنسو بھر لائی کہا حضور ہماری جان تمہارے قدمون پر نثار ہی مین دل سے
پیروی مین مصروف ہون خدا انجام بخیر کرے ملکہ نے کہا ناگن برائے خدا ان سے آفت کا ذکر نہ کرنا
اگر خون کو پوچھینگے مین کہدونگی کہ اندھیرے مین گر پڑی اگر سن پائینگے آفت برپا کرینگے ہائے ناگن
کیا کرون آٹھ پہر تلوار پر سانے ہین ہر وقت خوف ہی یہ کہکے ناگن کا ہاتھ تھامے ہوئے اس کمرے مین
آئی دیکھا چھپر کھٹ پر اسد نامدار آرام کر رہے ہین ناگن نے بڑھکر پاؤن پر ہاتھ رکھا سحر آ گیا اسد
بیدار ہوئے اب ملکہ نے عہد کیا کہ کمرے سے باہر ہرگز نہ نکلنے دونگی پردے مین آنکھون کے چھپاؤنگی یہ
عاشق معشوق مصروف عیش ہوئے مگر اس حقیر نے اس داستان شوکت بیان کو اسطرح عرض کیا ہی
دانہ سحر کا بنانا قلب پریشان ہوا ناظرین کا دل مشتاق ہوا واضح رہے ناظرین والا تمکین ہو کہ جب ناگن
نے قصد کیا کہ اسد غازی کو مخفی کرون سحر کر کے بصورت شیر بنایا ایک درہ کوہ مین جا کر چھپایا درہ کوہ
پر بھی سحر کر دیا کہ یہان سے کہین جا نہ سکین جو کوئی دور سے شیر کو دیکھیگا آپ بھاگ جائیگا شیر شیشہ
جرأت کے قریب کون آئیگا بہر نوع اس طرح اسد شیر دل کو بچایا ساتھ ملکہ لالان خون قبا کے
مصروف عیش و نشاط ہوئے ہر روز کہتے ہین کہ مین جا کر داؤد جادو کو مارونگا تخت بدبخت کا
اُلٹ دونگا ملکہ و وزیر زادی عقل سے سمجھاتے کو روک رہی ہین ذکر انکا وقت پر تحریر ہوگا۔

دو کلمہ داستان حیرت بیان گوہر آبدار قلزم طراری و نہنگ بحر زخار عیاری آفتاب عالمتاب آسمان خنجر گذاری ماہ درخشان برج بردباری قاتل ساحران خودسر اعنی مہتر خواجہ عمرو ساقی نامہ مصنف

پھر نکہت زلف یار آئی
آنکھوں میں جان زار آئی
لیلی تری زلف دیکھنے کو
اب نوبت وصل یار آئی

باعطر فشان بہار آئی
پھر دل پہ کھنچی شبیہ ساقی
شب نکلے ہزار بار آئی

تم آئے تو دیکھنے کو ایجان
پھر بادہ کشی کی بار آئی
فرقت کی شبیں قمر نے کاٹیں

سابق میں تحریر ہوا کہ مہتر مہتران و بہتر بہتران یعنی خواجہ عمرو نامدار
بصورت افراسیاب سامنے داؤد جادو کے آئے کنیزان سامری نے پہچانا تخت زبرجدی چھوڑ کر
بھاگے گلیم اوڑھ کر نکل گئے صدہا مسافروں کو مارا راتوں کو جا کر مہاجنوں کو لوٹا حوالی شہر داؤدیہ
میں غدر ہو گیا اب داؤد جادو نے بعد مقدمہ ملکہ لالان خون قبا خورشید جادو اپنے وزیر اعظم
کو برائے گرفتاری خواجہ عمرو روانہ کیا یہاں خواجہ عمرو ایک درہ کوہ میں بشکل ساحر تاک لگائے
بیٹھے ہیں کہ کوئی مسافر نکلے دو چار کوڑی کا روزگار کروں کئی دن سے آب و دانہ کی بھی مشکل ہے
دیہات و قریات سے بمشکل بہم ہوتا ہے دیکھا کہ ایک حلوائی گرم گرم پوریاں بڑی بڑی برفی کی
ڈلیاں برنجی تھالی ہاتھ پر رکھے کہیں جاتا ہے طریقہ سے ثابت ہوتا ہے کہ کسی رئیس کے واسطے جھکو
لے کر چلا ہے خواجہ عمرو یہ بھیجی تمام رنگ روغن عیاری کا ملکر عمدہ کھانا دیکھ کر پانی منہ میں بھر آیا
ایک سوداگر نحیف و ضعیف کی صورت بنکر تیار ہوئے عصا تلخ بادام کا ہاتھ میں سوتیوں کے
مالے گلے میں جیب میں روپے اشرفیاں کھنکھناتے ہوئے درہ کوہ سے باہر نکلے پکارا میاں
حلوائی پوریاں بیچو گے اُسنے کہا گسیاں ٹھاکر صاحب کے واسطے لیے جاتا ہوں یہ بکری کا مال نہیں ہے
عمرو نے کہا اچھا بھائی جاؤ ہمارے شہر میں اتنی بڑی ایک پوری روپیہ کو بکتی ہے پچاس روپیہ سیر برفی
ہے اس شہر میں مہنگی بڑی ایک پوری دو روپیہ کو بکتی ہوگی برفی کا بھاؤ سو روپیہ سیر کا ہوگا یہ سنکر
حلوائی پلٹ پڑا جی میں کہا بڑے سخی داتا کا سامنا ہوا کہا حضور آپ لے لیجیے آپ کے کہنے پر ترس
آیا آپ مسافر ہیں ہم خدمت گزاری کو حاضر ہیں عمرو نے کہا کنارے آؤ درہ کوہ میں جا کر بیٹھے کہا
میاں حلوائی صاحب ہمکو گنتی نہیں آتی ہمارے شہر میں گنا ضرور لیتے ہیں ہم دو روپیہ گھڑی میں دیتے ہیں

بات کرو ایک پوری رکھو اسپر ایک ڈلی برفی کی رکھتے جاؤ حلوائی نے کہا بہت خوب آپ کی خاطر
ضرور ہے سب پوریاں مٹھائی شمار کرکے اسی تھال میں رکھیں روپے گن کر حلوائی کو دیے کہا بھائی یہ
تھال بھی نہ دو گے ہمارے شہر کا یہ دستور نہیں ہے حلوائی سوچا ایسا نہو کوئی راہ گیر آجائے اس بھیجے
کو سمجھا دے جلدی روپیہ اپنی انٹی میں رکھے کہا میاں سوداگر صاحب آپ کی باتیں برفی سے زیادہ
میٹھی ہیں تھال سمیت لیجیے اب مجھے جلدی ہے جاکر اور پکاؤں ٹھاکر صاحب کے واسطے لیجاؤں
حلوائی کے ہاتھ میں چاندی کے کڑے تھے عمرو نے کہا کیوں بھائی ایسے کڑے پانچ اشرفیوں کو ملتے
ہیں حلوائی نے کہا نہیں میاں چھ اشرفی کے ہیں عمرو نے کہا یہ بھی ہمیں دیدو چھ اشرفیاں لے لو
حلوائی نے جلدی سے کڑے اتارے پیر و مرشد نے کڑے بھی لیے چھ اشرفیاں حوالے کیں کہا بھائی
ہم ہر روز دم سیر کو آتے ہیں صبح کو لاکر دیجایا کرو حلوائی بہت اچھا کہکر بھاگا خواجہ عمرو دوسرے پہاڑ
پر جا بیٹھے کڑے اور تھال زنبیل میں رکھ لیے پوریاں برفی نوش فرمائیں پانی پیکر شکر کیا پروردگار
تو رزاق مطلق ہے اس صحرا میں یہ نعمتیں پہونچائیں حلوائی دوڑتا ہوا گھر پر آیا جورو سے کہا آج بڑے
سخی داتا کا سامنا ہوا روپیہ اشرفیاں لایا جورو بھی خوش ہوئی اب گنٹھ سے روپیہ اشرفیاں نکالیں
دیکھا ایک لڈو بنکر رہ گیا سر پیٹنے لگا جورو نے لڈو میں سے لیکر قلیل سا زبان پر رکھا فرا جو چکھا عمدہ
چورن ہے میاں بی بی روتے پیٹتے چلے کہ جاکر خداوند سے فریاد کریں صحرا میں آکر دیکھا لشکر وزیر اعظم
خورشید جادو کا اترا ہے خورشید بجاہ و جلال کرسی پر متمکن ہے حلوائی نے آکر دہائی دی کہا وزیر صاحب
ایک بڈھے نے مجکو لوٹ لیا خورشید جادو حال سنکر سمجھا یہ کام عمرو عیار کا ہے اسی وقت صدہا
ساحر واسطے تلاش خواجہ عمرو کے روانہ کیے خود آکر بارگاہ میں بیٹھا عمرو نے بھی راہگیروں کی زبانی سنا
کہ وزیر اعظم داؤد جادو فکر میں آیا ہے ایک ساحر کی شکل بنکر نکلے جس ملازم کو خورشید کے جانے پایا
کسی کو فقیر بنکر مارا کسیکو عورت بنکر دھوکا دیا کبھی بصورت برہمن کنوئیں پر جا بیٹھے جو ادھر سے نکلا
پانی پلا کے ٹھنڈا کیا ہر روز صبح کو سامنے خورشید جادو کے دو چار لاشے آتے ہیں جو ساحر برائے
تلاش گیا زندہ نہ پلٹا تیسرے دن غصہ میں بیرون بارگاہ آیا کہا صاحبو تم لوگوں کے ہاتھ سے عمرو عیار
نہ مارا جائے گا بدولت خود جاتے ہیں فوراً گرفتار کرکے لاتے ہیں قدرت گھبراتے ہونگے امورات
مملکت و انتظام خدائی میری ذات پر موقوف ہے رفقا نے عرض کی آپ کلید قفل خداوندی ہیں تکلیف

نہ فرمایئے ایک عیار تین روپیہ کا پیادہ ذلیل و خوار معاذ اللہ کس واسطے آپ ایسا عالی وقار جائے
غلام کو وہ دہشت جتائینگے جسطرح بنے گا گرفتار کرکے لائینگے خورشید جادو نے کہا یارو بڑی غیرت
کی بات ہے اس تین دن کے عرصہ میں کئی سو ساحر مارا گیا کوئی اُس ظالم کو گرفتار کرکے نہ لایا میں سارے
جنگل کو سحر بند کردونگا تاکہ جا نہ سکے ساتھ چلا آئیگا خورشید بیرون بارگاہ یہ باتیں کر رہا ہے اسباب
سحر جھولی میں رکھ چکا ہے قصد ہے پرواز پیدا کروں تلاش عمرو میں جاؤں کہ صحرا سے گرد اڑتی سب نے
دیکھا ملکہ صبا رفتار کمند انداز باندھے عیاری سے آراستہ خنجر ہاتھ میں طراری بات بات میں اسی جانب
آتی ہے ظاہر ہوا عیارہ بھی شہنشاہ طلسم ہوش ربا کی آتی ہے یقین ہے کوئی خبر تازہ لاتی ہے صبا رفتار نے آکر
خورشید جادو کو سلام کیا نامہ افراسیاب کا خورشید جادو کو دیا خورشید جادو نے کھولکر نامہ
پڑھا لکھا تھا اے خورشید جادو ابدولت کو کتاب سامری سے ثابت ہوا کہ عمرو عیار باغ سیماب سے
بھاگ کر صحرائے ملک داؤد میں پہونچا کئی سو ملازمان قدرت ہلاک کیے ابدولت نے صبا رفتار کو
روانہ کیا مگر پھر کبھی اُسکو نہ پاؤ گے اس ہوس میں ہلاک جاؤ گے ہمراہ صبا رفتار کے تنہا صحرا میں جاؤ
یہ بتلاوے گی تم سحر کرکے گرفتار کر لینا خورشید کا چہرہ یہ مضمون پڑھکر سرخ ہو گیا صبا رفتار سے کہا
تمنے بڑا احسان کیا چلو میں تمہارے ہمراہ چلتا ہوں رفقا نے کہا حضور ہم آپکو تنہا نہ جانے دینگے
صبا رفتار نے کہا صاحبو جب تم دس بیس ملکر چلو گے وہ بلائے روزگار ہے منزلوں نکل جائیگا
کسی کے ہاتھ نہ آئیگا خورشید نے کہا تم سب بیٹھو اپنے مقام پر ٹھہرو حقیقت میں یہ عیارہ ہے
ہر صورت میں اسکو پہچان لیگی سب نے سر جھکا لیا خورشید صبا رفتار کے ہمراہ ہوا صبا رفتار
نے کہا حضور آپ الگ الگ آئیے میں پہچان کر اشارہ کرونگی آپ سحر کرکے گرفتار کیجیے گا خورشید
نے جو مناسب وقت معلوم ہو تمہاری رائے پر ہم کاربند ہیں اس سلطان زادے نے
غضب کیا سامنے خداوند کے افراسیاب بنکر آیا ہزاروں کو قتل کیا خداوند بیشک بڑا قلق ہے
ملکہ صبا رفتار تمکو بھی انعام ملینگے قدرت عمر بڑھا دینگے سب کچھ انکے اختیار میں ہے مگر خواجہ عمرو
کے نام سے وہ بھی گھبراتے ہیں فرماتے تھے بڑا بندہ بے ادب ہے ہمنے اسکو جلاد ساحران
بنایا ہوگا اب تدبیر جدید کرینگے صبا رفتار باتیں کرتی ہوئی چلی آتی ہے جب صحرا میں پہونچی گلستان
کی آڑ پکڑی ایک طرف دوڑی پھر گھبرائی ہوئی آئی کہا وزیر اعظم میں نے خواجہ عمرو کو دیکھا

اب بجاری ہیں گلستان کے بیٹھا ہی کسی عورت کی صورت بنا چاہتا ہی لنگا پہرو ابھی رکھا ہی آپ
چلکے سحر کیجیے زمین پر یہ تمام لشکر میں گرفتار کر لاؤنگی خورشید خوش ہو گیا ہمراہ صبا رفتار کے چلا پچاس
قدم آگے صبا رفتار نے کہا دیکھیے وزیر اعظم وہ سامنے آزمین پتون کی ساربان زادہ بیٹھا ہی جلدی
سحر کیجیے خورشید نے کہا مجھکو نہیں معلوم ہوتا صبا رفتار نے کہا بڑے آدمیون کو کم سوجھتا ہی روپیہ کا نشہ
ہوتا ہی بخوبی نگاہ اٹھا کر دیکھیے تساہل نہ فرمائیے خورشید جادو آگے بڑھا ہر چند کہ کچھ معلوم نہیں ہوا مگر صبا رفتار
کے کہنے سے گولا پھینک مارا ادھر متوجہ جو ہوا صبا رفتار نے گلے میں حلقہ کمند کے ڈال دیے کیون سیان
خورشید لب ہچا یہ کہکے نعرہ کیا نعرہ عمرو عمروم کہ کار دستبر قیصر ہم • ہم رنگ مرغ بخاب بداغ حریم
در مجلس خسروان چو گرد مہتابی • تیغ و سپر و سبو و ساغر ہم ہم • خورشید نزدہ ہو گیا ارسےکے پلٹا
عمرو نے فراق سے حباب بیہوشی مارا چرخ کھا کے خورشید زمین پر گرا عمرو نے خورشید کو اٹھا کے نذر
زنبیل کیا ایک گنہگار کو زنبیل سے نکالا سر اسکا کاٹا اپنے سر کی صورت بنایا سر پر کمال کیا فرق نہ
معلوم ہوتا تھا آپ بصورت خورشید نظر بیار ہوے سر رومال میں باندھ لیا ہنستے ہوے چلے لشکر والے
دوڑے کہا ای وزیر اعظم یہ کسکا سر ہی خواجہ عمرو نے کہا بدولت کے جانے کی دیر تھی گھیر کے دا صبا
حرامزادی ہوا ہو گئی عمرو کے مقابلے میں نہ ٹھہر سکی لوگ کہتے ہیں عمرو ساحر نہ تھا ایسے ساحر زبردست کو
میں نے مارا اسلیے پر چار طرف سے مجھکو گھیرے ہوے ہیں بھاگو میرے ہوش پراگندہ ہیں اگر باتیں
خلاف سرزد ہون گھبرانا نہیں میری حفاظت میں مصروف رہو میرا جی چاہتا ہی اپنا گلا کاٹ لون حیرت
کا آئینہ دل پر جوش ہی سارا کمال سحر کا فراموش ہی جلد خدمت میں خداوند کی مجھکو لے چلو یہ کہکر تخت پر
سوار ہوے سر آگے رکھ لیا مصاحبون سے کہا تم سحر سے اڑا کر لے چلو ساحرون نے فوراً سحر کیا تخت
اڑاتے ہوے چلے گر باتون سے خورشید جادو کی سب گھبرا رہے ہیں کبھی خلاف ہو کے کہتا ہی عمرو
دیکھو غضب ہو گیا دامن جادو آتی ہی مجھکو آنکھیں دکھاتی ہی کبھی کہتا ہی وہ ساحر تشریف لے گیا اب مجھکو زندہ
نہ چھوڑے گا خنجر اسکے ہاتھ میں ہی گدھے پر سوار ہو کر آیا ہی شتر سوار بہت سے ساتھ ہیں سب بھوت
پلید چلے آتے ہیں یارو مجھے چھپا ڈالو ایسا نہو کہ ملین یا سر پر چڑھ بیٹھین ہم الکس بھی اسرا دین
ساربان زادے کے خیرخواہ ہیں بیچ تھے ہیں عمرو کو کہنے ملا یارو میرا نام نہ بتانا جلدی مجھے خدمت خداوند
میں لے چلو وہان شیطانون کے افسر ہیں سبھون سے بہتر ہیں جان بچا لینگے ورنہ سب بھوت پلید

مجکو کھا جائینگے ساتھ والے ان باتون پر رو رہے ہین کہتے ہین ہمارے وزیر اعظم کو کیا ہوا خواجہ عمرو
کو قتل کیا مگر دیوانے ہوگئے کہ سے لپٹے ہوے ہین ایسا نہو اپنے کو تخت سے گرادین اسی طرح شہر مین
آسے غرض کوچہ و برزن مین ہلڑ ہوا خورشید جادو سفید جادو جلال دکھایا عمرو کو مارا مگر قلب اُلٹ گئے
ہاے واے کرتا ہوا آتا ہے ہر شخص اگر دیکھتا ہے منھ پر مُردنی چھائی ہوئی ہوش و حواس پراگندہ باتین خلاف
کرتا ہے کبھی ٹھنڈی سانسین بھرتا ہے آنکھین پھاڑ پھاڑ کر ایک ایک کی طرف دیکھتا ہے بموجب مضمون شعر
آنکھ جسپر پڑ گئی دیوانہ بیباک تھا ٭ پھاڑ کر آنکھین جسے دیکھا گریبان چاک تھا ٭ غول کے غول تخت کے
ساتھ ہین لڑکے دوڑے چلے آتے ہین چہرے کو میان خورشید کے دیکھ رہے ہین کہ وقت زوال ہے
چہرہ کبھی زرد کبھی لال ہے منھ پر ہوائیان اُڑ رہی ہین ہر طرف غل مچا ہے دیکھو یارو بچاؤ کالے کالے لوگ
پر سے باندھ کے اُڑے ہین چھیان سرون پر منھ پھیلاتے ہین مجکو بلاتے ہین ہر کارون نے جو یہ حال دیکھا
گھبرائے سامنے داؤد جادو کے آئے کہا یا خداوند آپ نے سنا بڑا غضب ہوا خورشید جادو نے
عمرو کو تلاش کرکے ملا مگر سر ہی دیوانہ ہوگیا عمرو کے قتل کا بہانہ ہوگیا روتا پیٹتا آتا ہے عجب عجب طرح کے
کلمات کہتا ہے ہزارون آدمی بازار مین جمع ہین اسکی جوانی کا افسوس کرتے ہین وہ کہتا ہے دمامہ و شمشمش
بچتا نہین چھوڑ سے قطع الکلام سے اُسکے ثابت ہوتا ہے کہ سر عمرو کے خورشید جادو کو گھیرے ہوے ہین
بچنا اُسکا دشوار ہے نہایت ضعیف و زار ہے داؤد نے حکم دیا جلد میرے سامنے لاؤ بڑے شخص کو اُسنے مارا
اگر میرے خورشید پر زوال آیا انتظام خدائی مین فرق پڑا بڑا ساحر کامل ہے عالم فاضل ہے اُسکا بدحواس ہونا
خالی از علت نہین داؤد کھڑا ہوگیا تخت سے اُترا ٹہلنے لگا دیکھا کہ خورشید جادو روال مین سر عمرو کا
باندھے ہوے مگر مضطر و بدحواس چہرہ اُداس لپکا جھکتا سامنے آیا سر عمرو کا قدمون پر ڈال دیا چیخین
مار کر رونے لگا کہتا تھا یا خداوند مجھے آسمان بچاؤن سے بچا لیجئے مجھ پر اُڑے آتے ہین تمام بارگاہ
آپ کی اُنھین لوگون سے بھری ہے آپ کی بھی ہوشیان نوچ کے پھینکدینگے مین آپکا دامن دولت
نہ چھوڑونگا لشکر مین قرنا کرا دیجئے اپنے افسرون کو بلا لیجئے داؤد نے خورشید کو گلے سے لگا لیا کہا اے
وزیر اعظم نہ گھبراؤ کلمات حسرت یاس زبان پر نہ لاؤ میرے سامنے کون تمھین مار سکتا ہے دمامہ و شمشمش
کی کیا حقیقت ہے آگ مین جلا دونگا سیکو پھونک دونگا خورشید نے کہا میرے ساتھ آیئے اچھے
تو اپنے دل کا حال کہون آپ کی خدمت کرون عمرو کا سر کہین کھوا دیجئے ہر اسکا سر دیکھ دیکھ کے

رہنے میں آمادہ حرب وپیکار ہوتے ہیں داؤد نے فوراً سر عمرو صندوق میں بند کیا دل میں بہت
خوش ہو کر کہ آج رکن اعظم اسلام گرا اب صرصر و بہار کی کیا حقیقت ہے ایکدن میں شکست فاش کھالینگی
آکیا اُسکے لشکر کی بھاگ جائیگی یہ شخص اُنکا سرپرست تھا عیار زبردست تھا کوئی اسکا ہمسر نہیں ہزارہا
ساحران اسی نے برباد کیے گھر کے گھر مٹا دیے ابد دولت کا اقبال تھا کہ ایسا شخص مارا گیا حسب الحکم
میں شامل نہ تھا اُسکا سر پیش سامنے آیا مگر خورشید جادو زندہ بچے گا بڑا اپنے وزیر اعظم کا غم ہوا ہاتھ
تھام لیا ایک کمرے میں لایا اور کہا ای خیرخواہ بیٹھ جا کہا حضور علاج بیزارہ کریں مر جانے دیں
آپ کا ملک تو پاک ہوا مجھ پر جو گذرے گی وہ گذرے گی نمک سرکار سے ادا ہوا اپنے خداوند
پر فدا ہوا داؤد نے کہا ہم سمجھا سکتے ہیں تم وہی کیے جاتے ہو ہم ایک ایسا سحر کرینگے سب بھوت پلید
بھاگ جائینگے اب ہم تجھ کو تمہیں تدبیر معقول بتائینگے گنبد سامری میں لے جائینگے وہاں کوئی بھوت
پلید نہ جاسکیگا مگر مفصل بتاؤ تمہارے دل پر کیا گذرتی ہے کہا ایک جام شراب پلوائیے نشہ میں
گزشتہ حال کہوں داؤد نے کنٹر شراب کے منہ سے لگا کہا لو پیو گر پیا میں تمہارے جان کی کیا
کرتا ہوں خورشید نے جام شراب بھرا ہاتھ پر رکھ کر کہا حضور آتش کردیں کہ برکت ہو میری جان
بچنے کی صورت ہو داؤد نے بقصد شراب پی پیتے ہی گھبرایا کہا ای خورشید جادو وہی حال میرا
بھی ہے بیتاب و ماندہ لنگا اٹھا سے کھڑی ہے تشویش کے بھی دل کو لگی ہے فوجیں چلی آتی ہیں خورشید
نے کہا یا خداوند مبارک آپ کے سر پر بھی آسیب چڑھا ذرا ٹھہرے داؤد جادو گھبرا کر اٹھا عمرو نے
وہ بیہوشی ڈالی تھی کہ جنوں میں آلو تطرے میں دیوانہ ہو کر گھبرا کر گرا عمرو نے نعرہ کیا منم مہر سپہر عیاری
و قطب فلک خنجر گذاری شاہ عیاران روزگار عمرو نامدار زبان میں سوزن دیا اُٹھا کر نذر زنبیل کرلیا
کہا دادا جان اُٹھا حفاظت سے رکھیے یہ خداوند طلسم ہوش ربا سحر سامری میں یکتا اسوقت کی
عمرو کی خوشی بند قبا ٹوٹ گئے عرض کی ای کریم کارساز و ای مالک بے نیاز مجھ سے ضعیف مشت
استخوان کو مرتبہ سلیمانی عطا فرمایا اس ظالم اظلم کو میرے ہاتھ سے گرفتار کرایا وہ مدد دراز تک خواجہ
عمرو کو جدہ با رنگ روغن عیاری کا نکال کر بشکل خداوند لقا تیار ہوا تاج خداوندی بر سر
لباس فاخرہ زیب جسم انور خراماں خراماں پکارتے ہوئے آئے ای وزیر اعظم خورشید جادو جادو
بہشت میں ہو بیہوشی تمہاری دفع ہو عمرو ایسے شخص کو تم نے مارا کل وزراء دربار میں حاضر ہیں سب نے

یہ باتیں سن کر دیکھا خداوند آتے ہیں یہ سب نے پوچھا خورشید جادو کہاں گیا جواب دیا کہیں
تقدیرات قدرت میں کیا دخل ہے خورشید نام تھا برج عقرب میں گیا اگر یہاں رہتا گردش فلکی سے اسپر
زوال آتا قدرت پر بخوبی ثابت ہے ستارہ اسکے طالع کا قمر تھا زمانہ غروب قریب پہونچا پر اسے چند سے
قدرت نے بہشت میں بھیجا گردش سیارگان سے محفوظ رہا خوشی خوشی آئیگا پھر ایک دن دربار روشن
ہو جائیگا جلال خداوندی سے خوف کرو خورشید کا نام نہ لو سب نے سر جھکا لیا اب عمرو اکر تخت خدائی
پر جلوہ فرما ہوا گنبد سامری میں جانا موقوف کر دیا طلسم دیا تازہ نے کہ دن بے غم نہ آئیگا قدرت گنبد باری
و جمشید میں دو خلوت کرینگے اب خواجہ عمرو سے خود رات سے باتیں کرنا شروع کیں مگر ناگن وزیرزادی روز راسے
جز آتی تھی آج یہ خبر وحشت اثر سنی کہ عمرو مارا گیا خورشید پر بھی زوال آیا گھبرائی ہوئی خدمت میں ملکہ
لالان خون قبا کے آئی علیحدہ بلا کر کہا حضور غضب ہوا خواجہ عمرو کو خورشید جادو نے مارا خورشید
جادو کو آپ کے والد نے کہیں چھپا دیا ہے حضرت طلسم کشا کو خبر نہ پہنچے گا ورنہ سر ٹکرا کے جان دیگا اپنے
والد نامدار سے سلام کر چلیے اب وقت غفلت نہیں ہے خداوند کو بربادی مسلمانان کا خیال ہر وقت
ہی ذکر آتا ہے پھر بھی فکر شہر جادو سے کل پوچھتے تھے کہ ہماری صاحبزادی کا مزاج کیسا ہے اتھم جادو نے
ہشت افلاک کا حال کہا تو منہ دیا رنگ قدرت نے پوچھا رنگ روے ملکہ لالان خون قبا
متغیر ہو گیا کہا کیوں اے وزیرزادی اب کیا کروں بڑے جال سے بالا پڑا اتھم بھی تلوار برساتے ہیں
ہر روز ہی فرماتے ہیں میں جاکر داؤد جادو کو قتل کر ڈالونگا دیکھیے یہ حال کیونکر مخفی رہتا ہے آج آخر
وقت میں براے تسلیم والد نامدار جاؤنگی مگر خوف سے دل کانپتا ہے ناگن وزیرزادی نے کہا
حضور جب سامنا ہو جانے کو سنبھالیے کا اتہ باتوں میں رشتہ منور دو سے نہ پائے تغیر نہ آنے پاے
آپ کے بشرے سے رنگ عشق نمایاں ہے اس خیال سے لونڈی کا کلیجہ دھڑک رہا ہے جب دن
ڈھلیں باقی رہا ملکہ لالان خون قبا نے اسد غازی سے کہا اے شہریار میں جاتی ہوں چند ساعت دربار
خداوند داؤد میں جاتی ہوں بہت جلد واپس آتی ہوں مگر براے خدا باہر بارہ دری کے نکل
لانے کا ذکر قتل خواجہ عمرو تو نہ کیا مگر دبی زبان سے یہ کہا کہ خداوند کو آج کل بڑی فکر ہے ان کی
جو خبر پاؤنگی شب کو عرض کرونگی مگر شہریار اتنا شہرہ ہے یہ مشکل سمجھا کر اسد نامدار کو دوستی کیا
چھوڑا انتظار کو بخوبی سمجھا دیا کہ انکو براے سیر باغ نہ نکلے دینا خود شکرزادی میں فرق نہ کو

تکلیف نہ شاہزادہ والاقدر کو نہ پہونچے یہ فرما کر لباس تبدیل کیا ہوا دار پر سوار ہوئی ناگن کو مع چند
مہاجنون کے ہمراہ لیا طرف دربار داؤد کے سوار ہوئی مثل باد بہاری چلی مگر خواجہ عمرو نے
اُنہیں جادو سے بصفت عشق اسمنا مار بجذبہ ملکہ لالان خون قبا دریافت کیا تھا دل مین بہت
خوش ہوا سوچا کہ وہ شیر دل ندر کردہ بزرگان صاحب شوکت وشان یقین کامل ہے یہان تک پہنچا ہو
گو عقل سے دریافت ہوتا ہے کہ ملکہ لالان خون قبا کے ہمراہ کوئی عقلمند ہے اُسنے کسی صورت سے بچایا اس
راز کو چھپایا انشاء اللہ تعالی ملیگا ابتو چندے سلطنت کرو دو چار کوڑی کا روزگار کرلو الیا وقت
پھر نہ ملیگا بیٹھے بیٹھے فرمایا ماہ دولت کو اپنے بندون کے حال پر رحم آتا ہے صرف زیادہ آمد کم اسی وجہ سے
ہر ایک کا مزاج برہم رہتا ہے جاری یا دین فرق پڑتا ہے مصرع پراگندہ روزی پراگندہ دل ہو قدرت
چاہتے ہین سب امیر صاحب مال و دولت ہو جائین تکلیف تنگی و ملال سے ہمارے بندے چھوٹ
جائین جسکو جو میسر ہو روپیہ پیسا اشرفی جواہر نقد و جنس قصر خداوندی مین جمع کردو شرف کونین
حاصل ہو قدرت کو بدل وجان منظور ہے بعد ایک ہفتہ کے دونا کرکے واپس دینگے خزانہ خداوندی
سے فرشتے لاکر مدد دینگے بعد اسکے پھر ہم کامل شہر داؤدیہ مین ہن برسائینگے دنیا دولی دکھائینگے سلاطین
کو ترسائینگے تمہاری امارت دیکھکر تڑپ تڑپ کر مرجائینگے ایکدن مین صاحب زر و دولت ہو جاؤگے
مال بحساب پاؤگے سب وزرا امرا دعا دینے لگے قصر عالی منزلت مین بلا تکلف مال جمع ہونے لگا
کسی نے قصور نہ کیا مہاجنون کو جو خبر ہوئی یا تو وہ روپیہ سیکڑا پر قرض دیتے تھے دونا ہونے کا
جو غلغلہ سنا اشرفیون کے توڑے جواہرات کے صندوقچے قصر مین لاکر رکھا اپنا اپنا مال اپنے
اپنے نام کی چٹھیان لکھکر لگا دین جسکو میسر تھا وہ قرض مانگتے پھرتے ہین عورتین پڑوس مین دوڑتی
پھرتی ہین ایک ایک سے کہتی پھرتی ہے لاؤ اپنے زیور جوشن اور طوق دینا مین بعد ایک ہفتہ کے
دیجاؤنگی اُسنے کہا بی بی ہم خود جاکر خزانہ خداوندی مین جمع کردینگے دونا کرکے لائینگے تمھین بھی دونا زیور
دکھائینگے دیکھنے والون کے منہ مین پانی بھر آئیگا ہم آپ اپنی آبرو بنائینگے بعد ایک ہفتہ کے دونا جو
ملیگا مانگے نہین دینگے اب دیکھیے ہن کب برستا ہے سونے چاندی کے واسطے دل ترستا ہے مین سونے
کی ایک بڑی سی سل بنوا رکھے ہین ڈھونگی دل کے حوصلے نکالونگی ایک کہتی ہے لو سونے کی چھاگل
نہین پہنی پانچ سیر کی چھاگل چھ سیر کا طوق تولہ ماشہ کا کون حساب کرے ہنر کے سیر سے تول کردینگے

سنار بنا لائیگا سر سے پاؤں تک سونے میں پیلی رہوگی زیور بھی اپنا جمع کراؤ انگوٹھیاں چھلّے
بھی اپنے رکھ دیے میاں سے چھپا کر جو میں نے پیسے جمع کیے تھے وہ بھی بوتل میں باندھ کر ڈال لی
اب روز رتجگے ہونگے جہان گھر میں بھرے رہینگے ہوا مجلو وصول کا بڑا شوق ہے لگے ہاتھ اسکا بھی دن
ہوا اگر اللہ رحم کریگا بڑے دھوم سے رتجگا ہوگا شہر میں ہر کو و برزن میں یہی ذکر ہے ہنگامہ برپا
ہو رہے ہیں کہ پروردگار عزوجل خداوند داؤد اپنے بندوں پر مہربان ہیں اہالیان شہر داؤد یہ سر بسر
احسان ہیں گھر گھر جشن رہیگا ایک کا ایک دست نگر نہ ہوگا کوئی رنج و ملال مفلسی نہ سہیگا الغرض شہنشاہ
اوج عیاری و قطب فلک خنجر گزاری شاہ عیاران عیار بیباک طرار خواجہ عمرو بن امیہ ضمری نامدار بشکل
داؤد جادو سریر جہانبانی پر جلوہ فرما تھا جنوں اور جوہریوں کا روپیہ چھکڑوں اور تھیلوں پر لد لد کر
آرہا ہے خزانہ دار داؤد کو الگ بلایا کہا سب صندوقچے جواہرات کے نظر ثانی کراؤ خزانہ دار صندوقچے
لاتا ہے پیر و مرشد گوشے میں لیجا کر جواہرات لے لیتے ہیں کنکر پتھر بھر دیتے ہیں کہ بڑھ کر ہرکارے
نے خبر دی نور چکیدہ خالص قدرت برائے زیارت حضور پُر نور تشریف لاتی ہیں عمرو سنبھل کر بیٹھا
تاج کو سر پر کج کیا ایک ایک پر غصہ کرنے لگا ایک جادوگر نے آکر پایہ تخت کو بوسہ دیا سجدہ کرنے
کے لیے سر جھکایا خواجہ عمرو نے تلوار کھینچ کر ایک ہاتھ مارا دو ٹکڑے ہوئے فرمایا بیجا نہ صبح و شام لونڈی
نے سکھایا سلام یہ وقت سجدہ کرنے کا تھا اہالیان دربار تھرا گئے مرد ہا سامنے عصائے مرصع کار پر تکیہ
کیے کھڑا تھا اسکی جانب سر اٹھا کر دیکھا کہا اس بیحیا کی ناک کاٹ لو ناک اوروں کو کان ہوں روبرو
قدرت یہ بے ادبی کسی کی ناک کٹی کسی کے قتل کا حکم دیا دو چار لاشے سامنے لوٹنے لگے تیغ خون آلود
کھنچا ہوا سامنے رکھا ہوا ملکہ لالان خون قبا جادو ارشتاتر کر جیسے ہی اندر بارگاہ کے آئی وزرا
امرا نے سلام کیا کہا اسوقت حضور خداوند قدرت کو بڑا غصہ ہے کئی ساحروں کو اپنے ہاتھ سے قتل
کیا اور لاشے اٹھانے کا حکم نہیں دیا دو چار کی ناکیں کٹیں دیکھیے کیا ہوتا ہے ملکہ لالان خون قبا یہ سنکر
گھبرائی پلٹ کے کہا ہو ناگن پلٹ چلو اسوقت خداوند قدرت کا سامنا کرو ناگن وزیرزادی نے
کہا حضور اب تو آچکے جو خدا کو منظور وہ مالک و مختار ہے بندے کی عقلمندی بالکل بیکار ہے بسم اللہ پڑھیے
بجز رحیم و کریم کا نام لیجیے خوف نہ کیجیے ناگن کے کہنے سے ملکہ لالان خون قبا آگے بڑھی درگہ سالار
نے پردہ اٹھایا چوبدار نے آواز دی نور چکیدہ خالص قدرت شاہ رو برو خواجہ عمرو نے سر اٹھایا

ملکہ لالان خون قبا ڈرتی ہوئی واسطے تسلیم کے جھکی خواجہ عمرو نے دیکھا رنگ زرد متغیر ہونٹون پر خشکی
آنکھون پر تری چونکہ وصل محبوب سے دل کمال تر چہرہ خوشی سے لال ہو خواجہ عمرو نے از نظر لپکے دونو
ہاتھ پھیلا دیے سر سینہ سے لگایا پیشانی پر بوسہ دیا پہلوے تخت مین کرسی جواہر نگار پر بیٹھنے کا حکم دیا
ناگن سے ملکہ لالان ناگن نے جلدی پایہ تخت کو بوسہ دیا پوچھا یہ کون صاحب ہین اشہر جادو نے
دست بستہ عرض کی خاص مصاحب ہین ملیٹ کر غصہ مین فرمایا بہت اچھا تو کیون بول اٹھا قدرت سب کو
پہچانتے ہین ذرہ ذرہ کا حال جانتے ہین تیرے بھروسے پر خدائی نہین کرتے اشہر جادو نے گھبرا کر
دست بستہ عرض کی غلام سے قصور ہوا ڈرا لمین ہاتھ تلوار کا نہ مارئیے ین قدرت کا کوئی کیا کریگا یہ تو
سر جھکا کر خاموش ہوا بی ناگن سے ملکہ ملاکر کہا وزیر زادی صاحب مزاج اچھا ہے ناگن تھر تھرانی قریب
تھا خوف سے غش آجائے اپنے کو بمشکل تمام سنبھالا کہا لونڈی دعا مین مصروف رہتی ہے فرمایا اے بیٹی ہم
سب کے دل کا حال جانتے ہین مگر تم ہماری صاحبزادی کی بڑی خیر خواہ ہو گیا کہنا ہم تمکو بہت سرفراز
کرینگے کیا خوب انتظام ہے مگر اتنا سمجھی ہو کہ ہم سب حال سے ماہر ہین تمام عالم کے حالات ہمپر عیان ہین
ناگن کا رنگ رو اُڑ گیا ساری عقلمندی بھول گئی جی مین کہتی ہے آج تو خداوند صاف صاف فرماتے
ہین صرف نام اسد لینا باقی ہے اے خداے کارساز اس ظالم کے ہاتھ سے جان بچا ملکہ لالان خون قبا
سے اشارہ کر رہی ہے کہ حضور سمجھتی ہین آج قدرت کے رمز آمیز کلام ہین اسکے بد انجام ہین ملکہ لالان خون
قبا بھی مثل برگ بید کانپ رہی ہے خواجہ عمرو نے دیکھا مہ جبین نازک مزاج پروردہ عہد نازو نعم ہے ایسا
نہو خوف سے دم نکلے سے دل مین سمجھ گیا بیشک اسکے باغ مین ہیرا پھول ہے دریافت ہو جائیگا
گر ملکہ لالان خون قبا کی پشت پر ہاتھ پھیر کر کہا اے ہمارا لخت جگر ہماری نور چشم دیدہ خالص قدرت ہو
تمثال خورشید جلال کا تیر اقبال ساطع و لامع ہے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ طلسم ہوش ربا کی حکومت کریگی
ہمارا سو ملک اس شہنشاہ خوبی سرو باغ محبوبی کے زیر حکم ہوگا آج تک کسی نے ایسی سلطنت نکی
ہوگی طلسم ہوش ربا عدالت سے معمور ہر خورد و کلان مسرور پچہ شاہین و عقاب شانہ زلف معمور
ہوگا روباہ و شیر ہم پہلو خوف تمہارے عدل سے چور نگہبانی کرینگے کوئی دزد دیدہ نگاہ سے کسی کو
نہ دیکھے گا قزاقون کو عہدہ نگہبانی جلادون کو خوف دربانی عدالت مین کوئی نوشیروان کا نام
نہ لیگا نام جلسہ جمشید کا مٹ جائیگا تمام عالم مین شہرہ عدل و فیض و سلطنت ہوگا اوج پر آفتاب

ہمت ہو گی کل اہالیان دربار زبان گہربار سے کلام فیض انجام سُن رہے ہیں سوائے درست و بجا کے
کیا کہہ سکتے ہیں خوف سے مثل تصویر سب ہو سکتے ہیں عرصۂ دراز تک ایسے کلام کیے ناگن کی عقل و
فطرت کی تعریف کی اپنی غیب دانی کی توصیف کی پھر فرمایا اے نور نظر پارۂ جگر اپنے باغ میں جا و
عیش و عشرت میں مصروف ہو ملکہ لالان خون قبا میں جان تازہ آئی ناگن کا ہاتھ تھام کے جادو
پر سوار ہوئی دار الامارۂ شاہی سے نکلی کہا کیوں ناگن آج خداوند نے کیسی باتیں کیں سراسر رمز کی گھاتیں
تھیں دیکھیے انجام کیا ہوتا ہے ناگن نے کہا حضور میرے کلیجہ پر چھریاں پھر رہی ہیں ہر کلام سے صاف
ظاہر ہوتا تھا کہ ایک مرتبہ فرما چکے کہ اسد غازی کو تم نے اپنے باغ میں چھپایا ہے حضور میرے انتظام کی
تعریف نہ تھی صاف پایا گیا کہ آخر ظاہر ہو گیا ہے کہ میں نے اسد غازی کو بچایا ملکہ لالان خون قبا
نے کہا ہوا ناگن میں گلا کاٹ کے مر جاؤں گی آگے خدا جان بچانے بڑا ہی خیال ہے اسی حالت میں لرزاں
ترساں باغ میں آئی اسد غازی مسند پر جلوہ فرما تھے کنیزیں خدمت میں مصروف ملکہ آکر خاموش
بیٹھی ناگن کے بھی ہوش اڑے ہوئے ظاہر میں چہرے کو شگفتہ کیا اس خوف سے کہ اسد غازی کو نہ
ظاہر ہو جائے اسد نے پوچھا کیوں ملکہ میں تمکو متفکر پاتا ہوں صاف بتلاؤ میں ابھی تلوار کھینچ کر دربار
میں وارد و جلوہ گر ہو کے جاؤں بچا کا تخت الٹ دوں تمھارا بال بیکا ہی عقلمندی سے دور کا اب میں
کل تجھکو ضرور جاؤں گا ان کلمات شجاعت آیات پر ملکہ لالان خون قبا زار زار مثل ابر نوبہار رونے
لگی کہا صاحب تمھارے دشمن کون نے تمکو مارا جب وقت آپکا جانے کو جی چاہے ایک ہاتھ تلوار کا لگا کے
اس بدبخت کا جھگڑا پاک کیجیے پھر اختیار ہے جہاں چاہے جائیے ناگن وزیرزادی بھی قدموں پر گر پڑی
کہا حضور ہم سب کی جان آپ کے قدموں پر نثار ہے یہ کنیز آپ کے ہر مقدمہ کی رازدار ہے جلدی کا کیا
بیکار ہے میں تجھکو عرض کروں گی پھر آپ جائیے گا ابھی دو دن تامل فرمائیے ہم خوب جانتے ہیں آپ
آفتاب عالمتاب جرأت و شوکت ہیں صاحب ہمت و سخاوت ہیں آپ کا چھپا رہنا بہت مشکل ہے
یہ کنیز بھی جاہل نہیں ہے ایسے موقع پہ عرض کروں گی کہ کوئی سامان معقول ہو مطلب دلی حضور کا حاصل ہو
آخر پھر یہی دعا کرتے ہیں انہیں باتوں میں خداوند آسمان چہارم اعنی نیر اعظم عرش تخت سبز پہ
جلوہ فرما ہو کر پردۂ حجاب حلم رب اکبر میں مختفی سعید شوکت ہوا اور خسرو ماہ تابان اقلیم فلک بہ صورت
برسالت احکام نبوت فرقۂ ثابت و سیارگان میں مصروف ہدایت ہوا کنیزان ملکہ لالان خون قبا

نے سامان روشنی مہیا کیا محفل خلد منزل میں مسند ناز پر دونوں عاشق و معشوق بصد شوکت و ناز
متمکن ہوئے جام ارغوانی گردش میں آیا باصدائے ہوشا ہوش و نوشا نوش بلند ہیر خواہان محفل خوش
و دشمن دردمند تھا صف حور مثال نازنین ماہ جبین بصد ناز و ادا یہ غزل حضرت امیر شروع کی غزل

بلندیوں پہ ہوا اپنی پستی پہ اوج کس خاکسار میں ہے ۔ پسند آئی فلک پرستی وہ سرفرازی غبار میں ہے
خوشی شب و روز روبرو تھی تبسم آمیز گفتگو تھی ۔ ہمیشہ ہنس ہنس کے دینے کی جو خوشی ہے شگاف مزار میں ہے
عجب طرح کی بڑی ہے مشکل ہوئی ہیں وہ آفتیں مقابل ۔ بدن کو قید کفن ہے حائل کفن جو قید مزار میں ہے
بدن سے لپٹا کفن کا جھگڑا ابھی میں دیکھے ہیں سر پہ پیچہ ۔ سمجھ کے آئے تھے جلے تنہا سو یہ بھیڑ مزار میں ہے
دل زیر لحد کہاں ہے وہاں بھی تکلیف امتحان ہے ۔ بدن تو صد رحمت ناتوان ہے زمین امید فشار میں ہے
اسی طرح انتشار میں تھا اسے جب اختیار میں تھا ۔ جو عالم اسکا کنار میں تھا وہ حال اپنا فشار میں ہے
بھرا دے خنجر ستا دے مجھ کو ہستم ہیں قاتل لحاظ کسکا ۔ دبے ہیں زانو کے نیچے اعضا رگ گلو اختیار میں ہے
یہ ساری چہلیں بل تھیں بتلا دیں کبھی بند کیا ہو وہ دکھا دیں ۔ جو گود میں آؤ تو بتا دیں کہ یہ مزا اختیار میں ہے
یہ بیخودی کا ہوا ہے عالم کہ سو گیا تھا جو یار کچھ دم ۔ کئی برس ہو چکے ہیں ہم کو یقین ہے دلبر کنار میں ہے
نہ پوچھیے لطف زندگی کا ہوا ہے وہ حال زار میرا ۔ کہ جسکو جیسے تمہارا وعدہ تزلزل اعتبار میں ہے
لیں انتظار خفتیں ہم میں نصیب غربتیں بھی کم ہیں ۔ زمیں کے آغوش میں جو ہم ہیں زمیں فلک کے کنار میں ہے
نسیم کیا جستجو سے ہوگا نہیں ہے تقدیر میں جو لکھا ۔ سوائے سرگشتگی بجا بگولے کے کیا کنار میں ہے

لیکن خواجہ عمرو بن امیہ نامدار بشرہ شناس نیک اساس عیار کامل عاقل علوم عیاری میں فاضل پڑھے
بڑے سلاطین کی آنکھیں دیکھیں زبرجد نگار میں گئے جو زبرجد شاہ کی بد عقیدگی اول میزبان خراسانی
پہلوان ادمانی کا برسم ایلچی گری دربار زبرجد شاہ میں جانا اور اُس ملعون کو سجدہ کرنا پھر طبل جنگی بجنا
اعواک رعداد کا میدان میں آنا وزرا دل بدیع الزمان کا زیر ہونا اور جا کر زبرجد شاہ کو سجدہ کرنا
اور دربار میں کل اہل اسلام حیران پریشان متفکر شدند لیکن اس ارسطو فطرت لقمان حکمت نے
اس مشکل کو حل کیا پھر اعواک رعداد کو جا کر مارا اُسکی جان عنطروت کو للکارا لاشۂ اعواک رعداد اُن
لیکر میدان میں آئے زبرجد شاہ کو ذلیل کیا اعتقاد خدائی میں اُسکی فرق پڑا شہر فرعونیہ میں کسقدر
اُس سے بڑھ کر تماشے دیکھیں دربند دوم فرعونیہ قلعہ لقرہ کو سکندر شاہ لقرہ کو بھی نے بڑھے

بڑے عجائب و غرائب دکھلائے لقا بد اسیہ پوش کو براے مقابلہ مسلمانان بھیجا اُسنے سامنے صاحبقران
کے بدیع الزمان اور قاسم کو قتل کیا بڑی بڑی بدعتین کین شوکتین دکھائین آخر خواجہ عمرو نے
جاکر طمران جادو کو عیاری کرکے مارا سروازان نامی کو چھڑایا لقا بد الفہ پوش بنکر لقا بد اسیہ پوش
کو مارا اس روز زمین ملک سکندریہ کی کانپتی تھی شہناز جادو بڑے کرّ و فر سے براے مدد سکندر شاہ
آیا خواجہ عمرو سوداگر بنکر اُسی وقت دربار مین پہونچے سامنے لقا کے تاج شہناز جادو کا لیا اُسنے کہا
سوداگر صاحب لائیے دیکھیے خواجہ عمرو نے کہا حضور کیا طلب فرماتے ہین شہناز نے کہا میرا تاج دیجیے
عمرو نے کہا حضور مین نہین بیچونگا آپ کم قیمت لگاتے ہین شہناز نے کہا کہ یہ تاج تو میرا ہی خواجہ عمرو
نے جواب دیا کہ سبحان اللہ واہ حضور والا جسکی چیز اُسکے پاس یون آپ رئیس ہین دربار مین بلاکر لوٹ لیجیے
ایک حبہ نہ دیجیے شہناز جادو بگڑا کہ بڈھے تیری کمبختی آئی ہی مین میرا تاج ابھی دیکھنے کو لیا اب اپنا
بتاتا ہی عمرو اپنے مقام سے اُٹھا کہا اے شہنشاہ مین خداوند کے کان مین جو اصل بات ہی وہ کہدونگا
قدرت کو کان ہو جا تیجیے شہناز نے کہا کیا مضائقہ لقا نے سر جھکایا عمرو نے کان مین منھ لگا دیا اپنا
ہاتھ پھونک کر ایک دھول قدرت کے لگائی تڑاخے کی آواز آئی بائین ہاتھ سے تاج بھی لیا نعرہ
کرکے نکلے ساحر پکڑنے کو دوڑے راہ مین اگر نامر جادو کو مارا سامر بنکر محیط حبشی پر سوار ہوسے
دریا کے اس پار آئے اگر عیارون کا عمرو کی ذکر ہونا روز حشر و فر تمام نہو تعجب ہی ایسا کامل الکل
جاماندہ گرم و سرد عالم چشیدہ اگر کسی شخص کی پیشانی پر شکن پڑے سطر بناکر اس سے حرف پیدا ہون
مطلب دلی سے آگاہی ہو جاے خلاصہ کلام باتون سے ملکہ لالان و نالگن کے گمان غالب ہوا تھا
کہ اسد نامدار باغ مین ملکہ مذکور کے ضرور موجود ہی حسبدات ہوئی ہی اور سنگا یا لباس خداوندی زیب
جسم فرمایا سوار ہوکر کہا مجھکو در باغ نور چکیدہ خالص قدرت پر لے چلو چند ساحر ہمراہ لیے دوہری
گرتے ہوئے لے چلے باغ مین ملکہ لالان خون قبا کے منہ و لست ہی دروازے پر جلدار ہر وقت
بیٹھی رہتی ہی دروازے مین قفل روزن در سے دیکھا خداوند وادو جھاوار پر سوار چلے آتے ہین
چند ساحر بھی ہمراہ ہین اسی جانب آتے ہین جلدار بدحواس دوڑی ہوئی ملکہ لالان خون قبا کے
سامنے آکر گر پڑی کہا حضور براے خدا تاج کا آرائش و رنگ موقوف کرو خداوند داؤد آتے ہین
یہ سنکر ملکہ لالان کے ہوش و حواس اُڑ گئے گھبرا گئی چہرے پر اداسی چھا گئی ہاتھ پیرون مین رعشہ

آگیا قریب تھا روح جسم زار سے نکل جائے اسد نامدار بھی مسند پر مسلح و مکمل بیٹھے ہین ملکہ لالان خون قبا
کو جو متغیر دیکھا کہا خیر تو ہے کیون گھبرا گئین دروازہ کھول دو وہ بچہ آگیا تو کیا کریگا ساری خدائی
کرتا بچلا دونگا ناگین چیر کر پھینکدونگا اُسکی قضا ہی اُسکو یہان کھینچ لائی ہے ملکہ لالان تو مثل
تصویر خاموش ہو گئی ناگن قدمون پر اسد غازی کے گر پڑی کہا حضور برائے خدا و رسول جرأت کی
کلام نہ فرمایئے ہماری سب کی جان بچایئے جلدی کمرے مین جا بیٹھیے ہم نے آپ سے ذکر نہین کیا آج
دربار مین خداوند نے ایسی باتین کی تھین جس سے صاف ثابت ہوتا تھا کہ کسی نے کہدیا کہ طلسم کشا
کو ہملوگون نے چھپایا ہے آخر ہفت اقلیم پر خدائی کرتے ہین ایکدن میری باتون مین دھوکا کھایا
اب اُسکا وثوق ثابت ہو گیا ہو گا بمشکل تمام اسد غازی نے مخفی ہونا قبول کیا ناگن نے چاہا تھا
تلوار وغیرہ اسد غازی سے لے لین اسد نے اس بات کو نہ مانا روٹے سے ملکہ لالان خون قبا
کے کمرے مین جا بیٹھا ناگن نے جلدی دروازہ بند کیا اب محبت عیش و نشاط کیونکر مٹا سکے
کیا کیا چیز اُٹھائے جگہ جو کمرے سے علاوہ ان پندان کل سامان عیش و نشاط مہیا سارا قصر اشیاے
نادرہ سے بھرا ہوا ہر کسی شے کو اُٹھا نہ سکی گلابیان تاک شراب کی ہٹا نہ سکی ملکہ لالان خون قبا دریا
جواہر مین غوطہ مارے ہوئے مثل عروس شب اول عطر سہاگ کی جسم مین بو خوشرو خوشخو اسیطرح جو بس
بالون کو نوچتی ہوئی ہونٹون کو اسقدر چبایا کہ یاقوت احمر کے ٹکڑے معلوم ہوتے ہین ماتھے سے افشان
چھوٹ گئی مگر جلدی مین کیا بن پڑتا ہے وہ بگڑ بناؤ سے بہتر خورشید جمال پری پیکر مضطر و شمسہ در کنیزین
افتان و خیزان حیران پریشان آپسمین اشارے و کنائے کرتی ہوئین کہ آج ملکہ لالان خون قبا کے
ساتھ ہماری بھی ناک چوٹی کٹی سب کی شامت آئی دیکھیے اب کیا ہوتا ہے دل دھڑکتا ہے دھڑکے
کو باغ مین بٹھایا باپ کا مطلق خیال نہ آیا لوٹے کھائے مگر محبت سے ہاتھ نہ اٹھایا اب فریادی
کی کیفیت حاصل ہو گی دیکھیے خداوند داؤد کیا کیا قیامتین برپا کرتا ہے آفتین ڈھاتا ہے ایک ایک
سزا کا سزاوار ہو گا سارا باغ آتش بہار ہو گا محلدار نے بڑھ کر قفل کھولا ملکہ سر جھکائے ہوئے لڑکی
ہو سفید چادر محمودی کی اوڑھے ہوئے ناگن وزیر زادی پہلو مین شہنشاہ اوج عیاری ہوادار
سے اُترے باغ مین آئے ساحرون کو باہر چھوڑا جیسے ہی باغ مین قدم رکھا ملکہ لالان نے خوب
جھک کر سلام کیا خواجہ عمرو نے سراپا دیکھا دولہن بنی ہوئی ہے ہاتھ تھام لیا ناگن سے کہا بی تیری

صاحب ہمارے قریب آؤ تمھاری عقل و فطرت پر ہمکو ناز ہے ناگن بھی مارے خوف کے کانپ گئی کہا
سراسر حضور کی پرورش ہے حضور کی ایک ادنی کنیز بے تمیز ہون اب خواجہ عمرو سب کے چہرون پر
بغور نگاہ ڈال رہے ہین رنگ رُو سب کے متغیر اب یقین کامل ہوا اپنی راے پر آفرین کی اسیطرح
دیکھتے بھالتے باغ کو چلے آتے ہین درختون پر جال مقیش کے پڑے ہین لالٹینین مثل قطرہ ہاے شبنم

روشن ہے چمن پر تو جوانان چمن سے	پھول جو چاندنی کا ہے گل مہتاب ہے	ہر شجر نور مین ہے غیرت نخل ایمن
باغبان سمجھے فلک پر کوئی تارا ٹوٹا	ٹوٹ کر کوئی زمین پر جو گرا ہے گگن	ہر چمن نور مین مطلع گل خورشید کا ہے
سرخی لالہ و گل ہے شفق صبح سمن	چھپ گیا چاندنی کا پھول جو تون کرگئی	تختہ چمن کو ہوا صاف کے چاند گہن

سارا باغ گلہاے رنگا رنگ سے مملو شب کا وقت گلون کی بھینی بھینی خوشبو نسیم اٹکھیلیان کر رہی ہے اس
گلعذار کی محبت کا دم بھر رہی ہے تمام کیفیت و آراستگی باغ و رنگ روے گلعذاران بنگاہ غور
دیکھتا ہوا عمرو بارہ دری مین پہونچا وہان بھی دیکھا کل سامان عیش و عشرت مہیا ثابت ہے کہ ابھی
کوئی صاحب صحبت اٹھ گیا ہے دو سہ دم یقین بڑھتا جاتا ہے آکر مسند پر خواجہ عمرو بشکل داؤد جادو بیٹھے
قریب ایک طرف ملکہ لالان خون قبا کو ایک جانب ناگن وزیرزادی کو پہلو مین جگہ دی چہار
جانب نگاہ اُٹھا کر دیکھا کہا کیون بی ناگن بدون صاحب صحبت اس محفل مین سناٹا ہے اُس شیر دل
کو ہمارے سامنے بلا لاؤ اب نہ چھپاؤ ہم کیا تمھارے بھروسے پر خدائی کرتے ہین جلد بتلاؤ کہان
چھپایا ہے تو نے ہمارے مصاحب افلاک جادو کو ہمارے ہاتھ سے قتل کرایا سب خطائین معاف
کین خیر سمجھ نہ کہنے سنتی ہے کچھ جواب نہین دیتی جب ناگن کچھ نہ بولی طرف ملکہ لالان خون قبا
کے متوجہ ہوے کہا کیون اے نور نظر ہماری بات کا کچھ جواب نہین ملتا بتلاؤ صاحب خانہ کہان ہین
لالان نے تھرا کر کہا بابا جان مین صاحب خانہ ہون اور سواے میرے یہان کون مالک ہے خواجہ
عمرو نے کہا اپنے مہمان عزیز کو بلاؤ جن صاحب کے واسطے یہ جلسہ آراستہ ہوا ہم اُنکی ملاقات کے مشتاق ہین
جو صاحب نہادون مین فائق ہین ہم بھی دیکھین کیسے بہادر عزم شوکت کے بہادر ہین اپنا نظر کردہ
کرین سپہ سالاری کا عہدہ دینگے ملکہ لالان خون قبا نے تھرا کے کہا حضور مین نہین سمجھی میرے یہان
کوئی مہمان نہین آیا نہ مین نے کسی کو بلایا جب تو خواجہ عمرو نے جھولی مین ہاتھ ڈالا بڑا سا فولادی
گولا نکالا کہا تم سب صاحبون نے ہمکو نادان سمجھا ہے ابھی سحر کرتا ہون کہ جانیگے جہان ہوگا دوڑا آئیگا

پھر عمر بھر آدمی نہ بناؤنگا کسی دھوبی کے سپرد کر دونگا بقول سعدی بیت سگ بن خر اگرچہ بے تمیز است
چون بار بردہی عزیز است۔ یہ کہکر کچھ پڑھنا شروع کیا ناگن سے کہا بی وزیرزادی صاحب کچھ زہر اگلو جادو
سحر دفع کرو ناگن نے کہا میری کیا مجال خواجہ عمرو نے کچھ پڑھ کر گولا اچھالا کہا دیکھا اور لالان خون قبا
ایکی مرتبہ جو گولے کو جنبش دونگا دو شخص گدھا بنجاینگے قضائے کار اسد نامدار وزن درست یہ معاملہ دیکھ
رہا تھا سوچا غضب ہوا اب یہ سحر کریگا مین گدھا بنجاؤنگا دن رات دھوبی کے گھونٹے مین بندھا رہونگا اب
کچھ تدبیر کرنا ضرور لازم ہوئی کہ اس سے لڑو بھر دل کا حوصلہ نکالو یہ تو صاف ظاہر ہو کہ یہ بچارا ساحر
ہرگز جب تلوار مردان عالم کی کھینچی برق شمشیر چمکی خدا چاہیگا تو ہونٹ نہ ہلا سکیگا یہ سوچ کر دروازہ کھولا

وہین سے نعرہ کیا نعرہ اسد
شہنشاہ نام آور و کامران

اسد شہسوارم کہ در روز جنگ
اسد شیر دل ابن صاحبقران

بدرم دل شیر و چرم پلنگ
او داؤد جادو عورت کو کیا ڈرانا

مردون سے آنکھ چار کر قبضہ پر ہاتھ دھر ناحق بڑبڑاتا ہے کلوا بہیرون کو جلاتا ہے خدا بچانے شہنشاہ سے پیدا کرنے
والے سے نہین ڈرتا ہے اب خواجہ عمرو نے دیکھا کہ اسد نامور شیرانہ تلوار کھینچکر کمرے سے نکلا ملکہ لالان خون قبا
و ناگن مثل بید تھر تھرانگیں بصورت آئینہ حیران بشکل زلف پریشان مثل نقش پا اسی مقام پر جم گئین اپنے
مقام سے ہل نہ سکین مگر خداوند داؤد گولا ہاتھ مین لیکر اٹھے کہا تبلادادو سرکش برباد کن خانمان سلیمان
تا بدولت کے سامنے جرات دکھاتا ہے چالاک سنگ سیاہ بنادونگا تلوار ہاتھ سے پھینک قدمون کو بدبست کے
بوسے دے سجدہ کر بجان تیرا ادیوانہ پن نہ چلے گا خواجہ عمرو تو گولے کو لیکر بڑھے اسد شیر دل سوچا
اگر اسکا سحر مجھ پر چل گیا ہاتھ پانون بالکل بیکار ہو جاینگے بہت جلد تلوار کا وار کرکے سر کاٹ لون
ہو تھوا اسکا نہ بچنے پائے مثل برق وار بجلا چل جائے خرمن حیات اسکا جل جائے سارا سحر کرینکا
حوصلہ نکل جائے پس شاہزادہ شیرانہ جا پہنچا خواجہ عمرو تو خالی ڈرا رہے تھے اسد غازی تلوار
لیکر سر پر پہونچا ہتو ڈرے کہ ایسا نہو کہ اس بغیر مہلت کا وار پڑے دو ہی ٹکڑے ہونگے چابک
کے الگ جا کر تو دور کھڑے ہوئے مگر للکارنے لگے ارے تلوار پھینک دے ورنہ جانور بنادونگا
آنکھین پھوٹ جاینگی قدرت کو نگاہ بد سے دیکھتا ہے اتنا اسد شیر دل اور زیادہ شیر ہوا نعرہ
کرکے شیرانہ جھپٹا یہ کہتا ہوا کہ مردان عالم کہین ہاتھ سے تلوار پھینکتے ہین اب ملکہ لالان خون قبا
اور ناگن نے دیکھا کہ جب اسد غازی تلوار کھینچے ہوئے قریب پہنچا ہے قدرت کو دھکے بچا گے

جاتے ہیں دور ہی سے للکارتے ہیں خبردار میرے پاس نہ آنا اسد شیر دل ایسا گیدڑ بھبکیوں کو کب
مانتا ہے اپنے سامنے شیر کو روباہ جانتا ہے کنیزوں نے انھیں کہا سبحان اللہ یہ نیابت پناہ طلسم کشا
خداوند کو جھکاتا پھرتا ہے گرد ستون بارگاہ کے خواجہ عمرو چیخ مار رہے ہیں اسد شیر دل کہتا ہے
جہان پر پاؤں ہاتھ تلوار کا ماروں سر کاٹ لوں مگر خواجہ عمرو تو شعلہ جوالہ ہیں اسد غازی بھی ہم
سردار و ہم عیار تعلیم کردہ نہیں پیر و مرشد برحق کا ہے بچپن سے فن عیاری کو حاصل کیا ہے طرار و فرار دلاور
نامدار صف شکن تیغ زن صاحب طبل و علم محترم و محتشم جنگ دیدہ کارآزمودہ ایک مقام پر جست
کرکے اسد شیر دل جا پڑا سایہ میں تلوار کے لے لیا جو خواجہ عمرو گھبرائے قریب تھا کہ تلوار پڑے خواجہ
عمرو نے جلدی بائیں آنکھ کا تل دکھایا کہا کچھ پہچانتے نہیں آئی ہیں اپنے بیگانے کو نہیں پہچانتا ہے سپاہی سنتے
ہی کان پکڑ کے اٹھیر ڈالو لگا اسد غازی نے جو خواجہ عمرو کو پہچانا مگر بھینک کے لپٹ گئے چیخیں مار مار
کے رونے لگے لالان خون قبا نے کہا لگا ناگن بڑا غضب ہوا شاہزادہ اسد سحر میں مبتلا ہو گیا دیکھو
چیخیں مار مار کے رو رہے ہیں قریب تھا کہ ملکہ لالان کی روح قالب سے نکل جائے اسد غازی نے
پکار کر کہا ملکہ قدمبوسی کرو ہمارے قبلہ و کعبہ خواجہ عمرو بن امیہ نامدار ہیں ملکہ لالان خون قبا و ناگن وغیرہ کے
ہوش و حواس اڑ گئے اسد غازی نے کہا حضور ان سبھوں کو صورت اصلی دکھائیے اتنے خواجہ عمرو نے زمین
پر پاؤں کی تھپکی دی بلند ہو کے آواز دی داد آدم دروں لشکر از کل عالم پیش یہ کہکر منہ پر ہاتھ پھیرا دنیا کی
ہوا بدل گئی بہ صورت اصلی زمین پر کھڑے ملکہ لالان خون قبا نے جھک کر مودب سلام کیا کنیزیں صورت زیبا
دیکھ کر بھاگنے لگیں اسد غازی نے کہا دیوانیو کچھ پہچانتیں نہیں آئی ہیں ہمارے قبلہ و کعبہ ہیں ملکہ لالان خون قبا
نے کئی کشتیاں جواہرات کی بطور نذر پیش کیں اسد غازی سے اشارہ کیا حضور یہ تو پوچھئے کہ داؤد
جادو کہاں ہیں خواجہ عمرو نے کہا ہماری جیب میں ہیں اور تمام کیفیت مفصل سامنے اسد غازی کے
بیان کی ملکہ لالان خون قبا وغیرہ کے ہوش و حواس اڑ گئے کہا اب میں جا کر تخت خدائی پر بیٹھوں گا اے
نور نظر اسد نامور تم اسی باغ میں رہو خدا چاہتا ہے تو اس رنگ میں لوح حاصل ہوگی اب جا کر شہر کو نکالا
کر اے نور نظر ملکہ لالان خون قبا تم دونوں وقت بموجب قاعدہ قدیم دربار میں حاضر ہوا کرو گھڑی دو
گھڑی بیٹھ کے چلی آیا کرو ناگن نے کہا اے شہنشاہ اوج عیاری حقیقت میں آپ نے بڑا کام کیا مگر بڑے
بڑے ساحر حفاظت میں رہتے ہیں ایسے نہ ہو کہ پہچان لیں خواجہ عمرو نے کہا خدا مالک ہے وہ سب ناعیار ہیں

تمھو تو آپسمین لڑوا کے خاتمہ کردون دارالامارۂ شاہی لاشون سے بھر دون داؤد بڑا شخص تھا جسکو مین نے
پکڑا فضل پروردگار شریک ہوا ورنہ میری کیا حقیقت ہی مگر اُسکی عنایت وہ مسبب الاسباب ہی ذرہ ذرہ
اسکی مدد سے کامیاب ہوا ابھی اُسکا زمین سے نکالنا مناسب نہین ہی شاید اسلام اختیار نہ کرے مغرور مباہی
طلسم ہوشربا ایسے مقام مین خدائی کی ناگن نے کہا خواجہ عمرو حقیقت مین اگر داؤد جادو آپ کا
شریک ہو جائے تو افراسیاب جادو کو سحر و ساحری مین بڑی مشکل پڑے مگر اسکا ہمارے دل کو
اعتبار نہین نہین معلوم کیا فساد برپا کرے مگر آپ خود ارسطو فطرت لقمان حکمت ہین جالینوس آپکے
خرمن فہم و فراست کا خوشہ چین ہی ارسطاطالیس مکتب علم و ہنر کا حضور کے طفل ابجد خوان لقراط آپکے
قصر حسب ولیاقت کا دربان افلاطون اگر موجود ہوتا علم ادب کا سبق پڑھتا دائرہ اعتدال سے نہ بڑھتا
ای فخر عیاران عالم ای معزز و مکرم اولاد بنی آدم خداوند کریم آپ کو طلسم ہوشربا پر مظفر و منصور کرے
فکر و انتشار دل تردد منزل سے دور کرے دوست شاد دشمن پامال ہون عدو پر سرکار کے ہجوم
لشکر رنج و ملال ہون مین ہر روز دربار مین ملکہ عالم کو ہمراہ لے کر حاضر ہوا کرونگی مگر حضور میری عقل
ناقص مین یہ آتا ہی کہ افراسیاب جادو کو اب نامہ تحریر فرمائیے کہ لوح طلسمی لیکر ہمارے پاس چلا آئے
ہم لوح کو اپنے پاس رکھینگے خواجہ عمرو نے کہا ای ناگن افراسیاب وہ پرفن ہی اگر دو مین سے چھپتے چھپتے
کتاب سامری دیکھے صاف سمجھ لے کہ عمرو نے داؤد کو گرفتار کر لیا دو ہین سے جیتے جیتے انتقام لے سکتا ہی
اپنی جانب سے تحریک مناسب نہین ہی یہ مقدمہ نہایت غور طلب ہی اپنی کتاب عقل کو انسان
بالائے طاق رکھے فراست پر ناز نہ کرے رب بے نیاز کی عنایت کا منتظر رہے دیکھو انشاء اللہ
پردۂ غیب سے کیا ظاہر ہوتا ہی یہ مقدمہ لوح طلسمی کا ہی بڑے بڑے منصوبے افراسیاب
کریگا مگر میرا پروردگار بآسانی پہونچا دیگا غرض چند ساعت خواجہ عمرو باغ مین ملکہ لالان خون قبا
کے ٹھہرا پھر اسی طرح صورت داؤد جادو کی بنا لی تاج و لباس سے آراستہ ہوکر اسد غازی سے
رخصت ہوئے انکو بخوبی سمجھا دیا خبردار ہماری راے کے خلاف نہ کرنا ای نور نظر اگر اس حال مین کوئی
فتور پڑا عمر بھر لوح طلسمی حاصل نہ ہوگی افراسیاب ایک دن مین سب کو قتل کر دیگا ہمسے کچھ نہ ہوسکیگا
بخوبی سمجھاتے ہوے کلمات نصیحت فرماتے ہوے ملکہ و ناگن و کنیزین تا بہ در باغ پہونچانے
آئین دیکھا بڑے بڑے ساحر در باغ پر دست بستہ حاضر ہین وہ رعب اپنا ڈال دیا ہی ایک ساحر

بات نہیں کر سکتا مثل تصویر خاموش دریاے خوف خداوندی کے جوش جیسے ہی بیرون باغ تشریف لاے سب نے قدموں کو بوسے دیے ہوادار پر سوار ہوے النقیب آگے پیچھے شیران سلطنت شیران ہیبت نے پایہ پر ہوادار کے ہاتھ ڈالا اس کر و فر جاہ و حشم سے داخل دار الامارۂ شاہی ہوے مگر آتش پھر دل میں یہی خیال کہ خواجہ کیا تدبیر کروں کس حیلہ سے افراسیاب کو بلاؤں پاے غیرت لنگ آئینۂ عقل پر زنگ ہے کوئی صورت ذہن میں نہیں آتی بہر نوع خواجہ عمرو اسی فکر و تردد میں بصورت خداوند داؤد ملک داؤدیہ میں پہنچ دیکھیے کس طرح لوح حاصل ہو کیونکر تسکین دل ہو حالات حشمت آیات اپنے مقام پر تحریر ہوتے

دو کلمہ داستان فطرت بیان ملکہ صرصر شمشیر زن و صبا رفتار کمند انداز جنگجو افراسیاب جادو نے نامہ دیگر بصلاح ملکہ صورت نگار روانہ کیا و کیفیت آوارگی مہتر برق فرنگی و مہتر ضرغام شیر دل راہ میں گرفتار کرنا صرصر و صبا رفتار کو اور بلا کے لانا افراسیاب کو مع لوح طلسمی شہر داؤدیہ میں و دیگر حالات متعلقہ داستان ساقی نامہ

بیا ای ساقی خورشید پیکر
بیا ای راحت جان روح پرور
بیا ای شاہد سرمست و طناز
بیا ای پردہ دار محرم راز
بیا ای رونق کاشانۂ ما
بیا ای آبروے خانۂ ما
بیا ای باغبان نخل امید
بیا ای آسمان ماہ و خورشید
بیا ای رہبر آشفتہ کاران
بیا ای چارہ ساز دلفگاران
بیا ای آبروے بادہ و جام
بیا ای آرزوے قلب ناکام
بیا ای تاج فرق کج کلاہان
بیا ای خسرو جادو نگاہان
بیا ای عیسیٔ دوران بیا زود
بیا ای دشمن ایمان بیا زود
خیال قلب ہاے مردہ ام کن
علاج خاطر افسردہ ام کن
ودائے ساقی بیت الغزل آر
بکف جام و صراحی در بغل آر
تماشاے ہجوم مدعا کن
بیا قفل در میخانہ وا کن
بدہ تکلیف چشم مست خود را
ز رنگ مے حنا کن دست خود را
عمل از دل بحکم اشربوا کن
پر از مے شیشہ و جام سبو کن
بیا ای کعبۂ مے پرستان
بیا ای پیشواے مے پرستان
بیا ای ناخداے کشتی مل
ز عطر مے خیرہ کن نظارۂ گل
دماغ جان معطر کن ز خوشبو
روان باد مرادم گشت ہر سو
خدا را کشتی مے را روان کن
ز احسان خشک لب را تر زبان کن
بیفروز آتشیں پیمانہ خود را
فروزان کن چراغ کلبۂ خود را
بہ بین ہر سو سیہ مست ابر آمد
بہ بین وقت وداع صبر آمد
خرامان شد صبا در صحن گلشن

نظر بریگستان نکہت بدمن
سرور افزا ہوائے برشگال ہست
درنگ آخر چرا در کار خیر است

گل افشان جابجا باد بہار است
چہ شد ساقی آخر کہ جام از بادہ خالیست

چہ گلکاری بہ فرش سبزہ زار است
بیا نظارہ کن ہنگام سیر است

چہرہ محتسبان میخانہ عقل و فطرت و عیاری و ساقیان ساغر رحیق
بیکدہ خنجر گذاری جام گلگون شراب مضامین نیرنگ سازی فہم و فراست کو یوں پیش کرتے ہیں
شعر مصنف سخن سنجان نیرنگ و بلاغت، رقم کرتے ہیں با فہم و فراست۔ سابق میں تحریر ہوا
کہ افراسیاب جادو نے بصلاح ملکہ صورت نگار زوجہ خود دو عرضیاں خدمت خداوند داؤد میں
روانہ کیں جب تیر مہر شمشیر زن بعد مہر صبا رفتار و دونوں الگ الگ طرف شہر داؤدیہ کے جاتی
ہیں خواجہ عمرو بن امیہ ضمری نامدار خداوند داؤد بنے ہوئے دارالامارہ خداوندی میں تخت خدائی
پر بصد صولت و شوکت جلوہ فرما ہیں ہر ساعت ہر وقت یہی تصور ہے کہ اے عمرو اتنا بڑا کار نمایاں
کیا کوئی مطلب حاصل نہوا افراسیاب جادو انتہا کا عقلمند ہے اگر تحریک طلب لوح کروں فوراً
بدگمانی ہو کہ خداوند لوح کیوں طلب فرماتے ہیں سارا بنا بنایا کھیل بگڑ جائے آخر کہاں تک اس
تخت حکومت پر بیٹھا رہوں ہزارہا ساحران زبردست کا روز سامنا ہے اگر ان میں سے ایک حقیر ساحر
بھی آگاہ ہو جائے جان بچانا دشوار ہو آخر کیا کروں اسد غازی کو ساتھ لے کر طرف لشکر مہرخ
کے کوچ کروں یہ بات بھی سراسر بیکار ہے حاصل ہونا لوح کا بہت دشوار ہے اس فکر میں عمرو بیٹھا ہے
گرد ہزارہا ساحران غدار دست بستہ حاضر ہیں مقدمات عدالت درپیش مگر خواجہ عمرو کو اپنی جان
کا پس و پیش کہ ایک مرد ہا دست بستہ آگے بڑھا عرض کی کہ یا خداوند ملکہ مہر شمشیر زن عرضی
افراسیاب پر فن لیے ہوئے حاضر در دولت ہے امیدوار باریابی ہے نام ملکہ مہر شمشیر زن کا سنکر
خواجہ عمرو کے ہوش اڑے سوچا ایسا نہو یہ ظالم مجکو پہچان لے ساری ہوا بگڑ جائے شفقت برباد
ہو نہیں معلوم کیا افتاد ہو یہ سوچکر خواجہ عمرو نے وزیر سے فرمایا کہ اب قدرت چہرۂ زیبا ہر کس و ناکس
کو نہ دکھائینگے پردۂ حجاب نقاب میں رہا کرینگے جلد نقاب لاؤ وزیر نے نقاب حاضر کی خواجہ عمرو
نے نقاب چہرے پر ڈالی حکم دیا مہر کو سامنے لاؤ مہر سامنے آئی خواجہ عمرو نے دیکھا مہر مثل
شعلۂ جوالہ ناز کرشمہ دست بستہ سامنے چہرۂ زیبا اگر ہو تو وہ بھی رعنائی سے خالی نہیں ہر ذرۂ گرد
پیشانی نورانی پر چمک رہا ہے معلوم ہوتا ہے کہ افشاں چنی ہے یا صفحۂ ماہ پر ہجوم سیارگان بھولی بھولی

صورت چہرے پر ملاحت ہونٹوں سے مسیحائی ظاہر آب چاہ ذقن طلب و ظاہر مسی تھم لالہ عذار سمن بر یاقوت لب کا نور گوش آنکھیں قتال عاشقان پلکیں تیر دلدوز اس سج دھج کو دیکھا اور بیقرار ہو گیا کلیجہ پر ہاتھ رکھ لیا قریب تھا کہ منہ سے آہ نکل جائے بہ مشکل تمام ضبط کیا۔ تیر مژگان تو وہ دل پر بڑھے لب معشوق ہوئے خنجر ابرو نے ذبح کیا شمشیر نگاہ سے خون بہایا بیقراری میں یہ اشعار زبان سے نکلے

غزل

بہت بے چین بیری خلط السبل میں رہتے ہیں
کسی سے پوچھ لینا تھا انھیں بس دل میں رہتے ہیں

اشارے مجھ سے تیغ ناز کے بسمل میں رہتے ہیں
اگر ہم بھی حسرت نظارۂ قاتل میں رہتے ہیں

کسی پر بار از خود رفتگی ہونے نہیں دیتے
تڑپنے کی طرح ہم یار کی محفل میں رہتے ہیں

ہمارے نالے ہیں یا بات ہو بھولی ہوئی کوئی
کر آسکتے نہیں دل سے لبوں تک دل میں رہتے ہیں

نہ ہو بے چین لیں مثل نگاہ نارسا ہم بھی
جہان سے چلتے ہیں پھر اُسی منزل میں رہتے ہیں

اعانت شوق بیجا کی کشش جب تک نہیں کرتی
بہت سے نقش جذب الفت کامل میں رہتے ہیں

برابر دید کی پیاسی ہیں حسرت دونوں آنکھوں میں
شب و روز امتحان شاہد عادل میں رہتے ہیں

فراق یار میں کہتا ہوں استقلال سے اپنے
جو ثابت آشنا ہیں ساتھ ہر مشکل میں رہتے ہیں

نہ ہو پہنچا دل کبھی آغوش تک اس بحر خوبی کے
اشارے دور ہی سے کشتی و ساحل میں رہتے ہیں

مجھے ڈر ہے دل شیدا کو عقل اک دن نہ بہکا دے
یہ کیسے شور سے شیدا اور غافل میں رہتے ہیں

کسی کی شوخیوں کا کچھ پتا ملتا ہے یاروں کو
وہ انداز اضطراب عاشق بسمل میں رہتے ہیں

نکلتا ہے دم تو سامنے آ نکلے ہے آسانی
کہ دم توڑنے والے بڑی مشکل میں رہتے ہیں

کسی کی وصل کی شب مختصر کتنی ہی ہو جائے
نکلنے والے ہیں جو حوصلے کچھ دل میں رہتے ہیں

کوئی کہہ دے کہ کھو بیٹھا عاشق تھا وہی اک دن
وہ زن زن زن سے لپٹے سے زنبیل میں رہتے ہیں

ادھر مجنوں دکھائی دے اُدھر لیلیٰ کو لے بھاگیں
یہی وعدے ہمیشہ ناقہ و محمل میں رہتے ہیں

نہ دے کچھ پھوٹ کر منہ سے گواہی قتل عاشق کی
یہ چھالے کس لیے خنجر قاتل میں رہتے ہیں

نہ آ آ دل میں ہم کو لوٹ لینگے حسرت و ارمان
لکھے دیتا ہوں میں کچھ تھک بھی اس منزل میں رہتے ہیں

تقاضا کی ہی ہیں سرعت ادا اپنا شتابی پر
شہیدوں پر بکھرے کوچۂ قاتل میں رہتے ہیں

تمھارے وصل کے ارمان تم سے بڑھ کے ہیں [illegible]
نکالے جاتے ہیں یہ فتنہ گر جس دل میں رہتے ہیں

سراپا درد بجا سنے کو ہم کیا آ کے بیٹھے تھے | اُٹھا دیتا ہی تو پھر بھی تری محفل ہین رہتے ہین
تڑپ کر کیون نہ آغوش عدو سے وہ نکل آئین | بہت آ آ کے یاد عاشق بسمل ہین رہتے ہین
جلال اگر طریق عشق مین بہکا نہ دے کوئی | ادھر شیخ بھی نزدیکا خضر جیسے منزل ہین رہتے ہین

ملکہ تمر صرصر شمشیرزن واسطے سجدے کے جھکی پایۂ تخت کو بوسہ دیا عرضی افراسیاب کی ہاتھ پر رکھی عمرو نے
کاغذ اٹھا لیا وزیر کو دیا نامہ کو پڑھو عمرو تو ساعت مین نامہ کے مصروف ہوا مگر صرصر عیار بھی ہوا اس با
مین ہزار مرتبہ آچکی ہی ہر رفیق و صاحب بزنگاہ ڈال رہی ہی افراسیاب نے حکم دیا تھا کہ ای صرصر زنہار دربار
خداوند دیکھنا سمجھنا شہر واد و بیل ہوا تو نہین بگڑی اسوجہ سے نگاہ اُسکی چار جانب ایک ایک کو بیزبان
شغل مین تول رہی ہی سب سے زیادہ چہرے پر داؤد کے نگاہ ہی زبان سے صفت و ثنا کر رہی ہی مطلبا
کو بنگاہ غور دیکھ رہی ہی ایک یہی بات نئی ہی کہ خداوند نے نقاب چہرے پر ڈالی ہی ولیکن ہی کہ نقاب
چہرے سے ہٹے زیارت خداوند سے مشرف ہون اصل حال ہر نگاہ والون کیا سبب ہی کہ خداوند آج
نقاب پوش ہین کیون بندون سے حجاب ہی کیا وجہ کہ چہرۂ زیبا پر نقاب ہی اس خیال مین تیر دو دو
منظر جھک جھک کر دیکھتی ہی عمرو خوف سے آنکھ چراتا ہی نگاہ نہین ملاتا قضائے کار چونکہ عمرو عاشق
زار صرصر ہی مبتلای دل ترقی پر ہی طرف وزیر اعظم کے متوجہ نامہ بغور سن رہے ہین اپنے مطلب کی
بات لکھی جو خواہش دلی تھی وہ پوری ہوئی خود افراسیاب تحریر کرتا ہی کہ لوح طلسمی اگر قدرت قبول [illegible]
عمرو و اسد کے ہاتھ سے میری جان بچائین مین بادشاہ ہون ایک سر ہزار سودے اُسی نامہ مین
ایک پرچہ ملا صورت نگار پری سے لکھا ہی تمہین سنج ہی وہ صاحب مجمع احسان ہوگا مین نے
آپکی محبت کے بھروسے پر شہنشاہ سے اقرار کر لیا اگر عذر کروگے گوشمالی کروگی راز و نیاز کی باتین یاد
کرو ہمیشہ ستاتے ہوا اس حسرت مین عمر بسر ہوگی مطلب دلی حاصل ہوگا پہلو راضی رکھو ہمیشہ بڑے
بڑے کام ہین اس حیلے سے ہم بھی آ ملینگے ایک نگاہ دیکھ جاتینگے دیکھو نہین ہو بیٹھے مجبور راز دل کہینگے اس مضمون
کو سنکر جواہر مشتے جاتے ہین کبھی فرماتے ہین ہماری بھاوج ہمکو بہت چاہتی ہی انکی محبت اب تک باقی ہی
مدت سے قدم بوسی کو نہین آئی اگر آئیگی جو زبان کہا مانیگی ایک ہفتہ نچانے دو ذرا اُنکے یہان رہنے سے
بڑی کیفیت ہوتی ہی ہنسی مین مزہ ہی صرصر شمشیرزن آواز بھی بگوش ہوش سن رہی ہی دل مین
شناسا اتفاقات قضا و قدر سے عمرو جو کئی مرتبہ تحریر صورت نگار پر جہاں جسم کو جنبش ہوئی اسی وقت

لقاب چہرے سے جونہی صرصر کی آنکھ سے آنکھ لڑی یا تو صرصر نے بخوبی پہچانا مگر تامل کر کے منہ پھیر لیا
خواجہ عمرو سمجھے مجکو نہیں پہچانا بند نقاب درست کر لیا جواب میں نامہ کے حکم دیا افراسیاب کو
تحریر کرو ہم پوچھتے ہیں کیا کرینگے اگر قدرت کا دل چاہے الٰہی ایسی روز بختیان بنا کر بھیجا کرے
گو دعا دو صاحب کے خط کا جواب لکھو کیوں دیوانی ہوئی ہے یہ بکا کرتی ہے یہ سفاہت
طلسم میں ہمیں مجکو کیا دخل ہے اپنی اگلی پچھلی باتیں یاد کر اپنی غرض کو آپ ہی آئیگی نہ آنے کا مجکو
اختیار ہے مگر ہمارا دل تیری محبت میں بیقرار ہے فرصت کر کے آ ہمارے پاس رہنا خلاف کریگی
تو جانیگی یہ تجمیل سوال و جواب ایک ہی جگہ ملفوف کر دیا وزیر نے ہاتھ میں ملکہ شمشیر زن کے
دیا سلام کر کے بھاگی دل سے کہتی ہے گھوڑے نے بڑا غضب کیا خداوند داؤد کو پکڑ لیا قدرت کی
شکل بنا بیٹھا ہے چل کر افراسیاب سے حال کہوں وہ آن کر اس بڈھے کے بچے کو قتل کرے
شہزادے یقین ہے کہ اسد غازی بھی اسی مقام پر ہوگا یہ دل سے سوچتی ہوئی مثل باد صرصر راہی
ہو لی جاتی ہے یہاں خواجہ عمرو اب بہت خوش ہیں ایک پہر کا عرصہ گذرا تھا کہ عرض بیگی بڑھ کے
آگے آیا عرض کی ملکہ صبار فتار کمند انداز مع نامہ افراسیاب و صورت نگار حاضر ہے عمرو جی
میں کتنا ہی پہچانے بڑے انتظام کیے میں بیساختہ حکم دے دیا لاؤ یہ بھی باتہائے عیاری سے
آراستہ سامنے آئی نامہ پیش کیا اسی طرح خداوند نقلی نے وزیر سے پڑھوا لیا ملکہ صبار فتار
صرصر سے زیادہ تیز رو ہے سکہ نگہداشت افراسیاب جادو سے پائی ہے خاص فکر انتظام
میں آئی اسی طرح اسکی بھی نگاہ خواجہ عمرو پر پڑی اور بخوبی خواجہ عمرو کو پہچانا خواجہ عمرو نے
اسی طرح پشت پر نامہ کے جواب لکھایا صبار فتار کو بھی دیدیا صبار فتار آداب و
تسلیمات بجالائی دعائیں بھی دین بڑھ کر سراپا کی بلائیں لین پشت پھیر کر بارہ دری سے
نکلی دل سے کہتی ہے واہ واہ اے صبار فتار بنا تماشا دیکھا خداوند بدل گئے عمرو خداوند بنا
ہوا بیٹھا ہے کیا قیامت کا پرکالا ہے جہان کمند وہم و خیال نہ پہونچے وہاں جا کر عیاری کرتا ہے
ہو جب شعر لا اعلم شہ جہان وہم فرشتہ کسی عنوان پہونچے بہ الغرض جا کے وہاں حضرت انسان پہنچے
ہائے وہم و خیال تنگ حوصلہ فراہنگ مگر واہ رے ظالم کیونکر پہونچا خداوند کو نہیں
معلوم کیا کیا چلے جلدی اپنے شہنشاہ سے اطلاع کروں وہ مثل برق جہندہ چشم زدن میں

پہونچے گا گھوڑے کی گردن لیگا گھوڑا بھاگ نہ سکیگا اب ناظرین پر واضح ہو کہ اول ملازم ضرغام شمشیر زن
آئی خواجہ عمرو کو بھیجا تا نامہ و جواب نامہ پاس آگے ضرغام شمشیر زن دو چار کوس پیچھے صبا رفتار
دونوں مکار غدار خدمت افراسیاب میں جاتی زمین دیکھیے پہونچیں یا نہ پہونچیں دو کلمہ داستان
برق و ضرغام بیان ہوتے ہیں سابق میں تحریر ہوا کہ برق و ضرغام کو عمرو نے صحراے بیابان میں اپنے سے
جدا کیا دونوں روتے ہوئے جب کوس دو کوس نکل آئے تھک کے ایک نخل کے سایہ میں بیٹھے
اپنے حال زار پر رونے ایک نے دوسرے سے کہا بھائی رونا بیکار ہے صبر کرو دل پر جبر کرو اے
پیدا کرنے والے کو حاضر و ناظر جانو خواجہ عمرو کی شکایت بھی بیکار وہ بھی مجبور و ناچار ہو کے
بیچارے نہیں معلوم کس آفت میں پھنسے ہوش و حواس بر جا نہ رہے وہ غصہ جو پیدا ہوا کچھ اسمیں
بھی بہتر ہوگا مصرع خطاے بزرگان گرفتن خطاست • انکی بدعت سے انجام میں راحت ہوگی
نگاہ خشم آگین صورت زحمت دکھائے گی ہمارے مالک و مختار نے جو مناسب جانا وہ کیا اسکا
پھل پائیں گے ہمارے پیر و مرشد آج گوشمالی کرینگے کل گلے سے لگا لینگے دل سے عزیز رکھینگے
اب اپنے خدا سے رجوع کرو بموجب شعر مشکلے نیست کہ آسان نشود • مرد باید کہ ہراسان نشود •
برق نے کہا بھائی ضرغام ساتھ رہنا مناسب نہیں یہ تو خوب آگاہ ہو کہ طلسم ہوش ربا کے
سنگریزے بھی ہمارے دشمن ہیں خضر راہ ہمارے رہزن ہیں اگر آفت آئے دونوں
گرفتار ہو جائیں ایک قید ہو ایک رہا رہے شاید کچھ تدبیر بن پڑے ضرغام نے قبول کیا
برق الگ چلا ضرغام نے ایک جانب رخ کیا اول حال برق بیان ہوتا ہے کہ قریہ قریہ پھرتا ہر جگہ
ساحر کو جہاں پایا اکیلا بیگر مار لیا رات کو کسی نخل کے اوپر چڑھ کے بیٹھ رہا صبح کو پھر چل نکلا
اسی طرح چند عرصہ گذرا ایک دن ایک صحراے سبزہ زار میں برق فرنگی کا گذر ہوا چشمے پہ
بیٹھ کے منہ ہاتھ دھویا اپنی غربت پر بہت رویا دعا کی کہ اے رب اکرم بانی بناے ہستی آدم آپ
تیرا بندہ گنہگار بہت بیقرار ہے مدد کر اس بلا کو رد کر جادہ عیش و راحت کا نشان ملے یہ غربت ندو
تا بہ منزل مقصد پہونچے مدد اہل اسلام میں جان شامل ہیں بر وقت پر استقلال تشنیع نہ دین
زبان طعن نہ کھولیں اتنے عرصہ دراز تک مارے مارے پھرے کیا کیا ہمارے ہاتھ سے کوئی
کام ایسا بن پڑے جس سے فنای طلسم ہوش ربا کی صورت نکلے قسمت نہ صاحبقران کو پھر آبرو ملے

خوشی خوشی جاکر صاحبقران سے کہیں تواریخ میں ہمارے نام لکھے جائیں کہ برق فرنگی نے
بڑا کام کیا ہوش ربا میں کیا گیا نام کیا شاعر منظم کریں منشی احمد حسین صاحب قمر جلد پنجم
طلسم ہوش ربا ہماری تعریف میں لکھیں ہیں اہل اسلام مشہور ہوں خاکساری عطار قصر غرور
سے سالک انجام بخیر بعد مردن باغ جنان کی سیر اشعار

آن خدا کہ ایدرش محمد نام
در دیدہ نکو تراز لب حور
آن چیز کہ با یدم سبب سوز
بہبود ہمہ کسان درانست
روزے کہ شود بہار محشر

روشن کنیش ز نور اسلام
از سنگ لحد صابرین ساز
نگدار مرا بہ من دران روز
چیزے کہ درو رضا نداری
چون سبزہ برآرم از زمین
از مہر رسول رب اکرم

آن کن کہ نسایدم لب گور
کز شب رہ معصیت ہم باز
چیزے کہ رضاے تو درانست
بر بندۂ خود روا نداری
انعام کنی مراد ان دم

اپنی غربت اور تنہائی پر خوب رویا فوراً دریاے رحمت الٰہی جوش میں آیا سامنے سے غبار
نمایاں ہوا اب جو بہ نگاہ غور دیکھا ملاصر شمشیرزن شل باد صرصر اڑی ہوئی آئی برجی میں
کہتا ہوا برق دعا مقبول ہوئی سعادت کونین حصول ہوئی استانی صاحب کو گرفتار کروں ضمن کی
صورت جو جیسا مناسب وقت ہوگا کیا جائیگا انشاء اللہ دریاے غم سے گوہر مراد ہاتھ آئیگا
یہ سوچکر زمانہ نخلستان میں چھپا سر راہ کمند بچھائیں آنکھ سے پوش کیا دام کو بچھایا ملاصر شمشیر زن
نادانستہ اس مقام پر آئی جست کرکے بیچ میں حلقہ ہاے کمند کے پہونچی برق نے شیر کی آواز
دی صرصر کی برق نے کمند کھینچی جھٹکا مارا دونوں پانوں ملاصر شمشیر زن کے پھنسے برق
نے ہوا پر قبضہ کیا منہ کے بل زمین پر گری برق نے تڑپ کے حباب بیہوشی مارا صرصر
بیہوش ہوئی گود میں اٹھا کے گوشہ میں لایا اس سرو قامت کو ایک نخل سے باندھا
اب ہوشیار کیا ملاصرصر کی آنکھ کھلی برق کو سامنے دیکھا تڑپ گئی برق نے صرصر کو جھککر
سلام کیا کہا استانی صاحب آداب و تسلیمات مادر مہربان کہاں سے آئی ہو کچھ اپنے بچوں
کی بھی خبر رکھتی ہو پیدا کرکے پھینکدیا باپ کو تو ہمیشہ کم محبت ہوتی ہے مگر ماں ایسی ظالم نہ دیکھی تھی
بڑی سنگدل ہو ملاصر شمشیر زن نے کہا تجھے کچھ شامت آئی ہے مجھے ایک کام کو فرستادہ

نے بھیجا تھا وہاں سے آتی ہوں تم گھوڑے دیوانے تیرے استاد کی جورو جو ملکہ سرو تمکین تن ہے اُنسے ایسی
باتیں کیا کرو جھوٹے ساونڈ کے ساونڈ میرے گرفتار کرنے سے کیا فائدہ ہوگا برق نے کہا استانی صاف صاف
بتاؤ میں نے جنگل میں بڑی مصیبت اٹھائی ہے سارا استاد کا غصہ تمہیں پر اتار دونگا کسی کنوئیں میں ڈال دونگا
کوئی حال سے بھی نہ آگاہ ہوگا ملکہ صرصر شمشیر زن نے کہا تجھے اختیار ہے مار ڈال عوض میں میرے خون کے
افراسیاب تجھے قتل کریگا میری عیار بچیاں تیری بوٹیاں چُن لیں گی برق نے کہا جو کچھ گذرنا ہوگی
گذر جائیگی میرا کوئی کیا کر سکیگا خدا استاد کو سلامت رکھے انکا البتہ ڈر ہے تجھے بہتر معشوق تلاش
کر دونگا اسوقت استانی تمہارے کلام سے بوے صداقت نہیں آتی کہیں دور سے آتی ہو پسینہ
پسینہ ہو رہی ہو اور یہی بشرہ سے صاف ثابت ہے کسی بڑے کام پر گئی تھیں ملکہ صرصر شمشیر زن
نے لاکھ انکار کیا ہزار طرح سے ٹالا مگر برق نے نہ مانا آخر تلاشی لی تو بٹوے عیاری کے وہ کاغذ
نکلا جسمیں پتہ نشان تحریر ہر دو طرف سے افراسیاب کے نام اور طرف سے خداوند داؤد کے
جواب بمقدمہ لوح برق خوب ہنسا شادی مرگ ہو گیا کہا استانی صاحب یہ تو بڑا مژدہ جان بخش
ہاتھ آیا شہنشاہ کو علیحدہ پر لوح لیے بیٹھے ہیں کوئی خداوند داؤد میں انکی خدمت میں لوح بھیجی جائیگی
ملکہ صرصر شمشیر زن زندہ ہو گئی ہوش و حواس پراگندہ جواب دیا ارے کچھ دیوانہ ہو گیا ہے یہ کاغذ
کئی سال ہوئے جب لکھا تھا تجھے اس حیلے سے قتل کرتا ہوں قتل کر تیرے استاد کو بھی یقین ہے یہ حال
ہوگا برق نے کہا استانی یہ تیرے کسی لونڈے لاڑی کو سناؤ میں نے خواجہ عمرو کی آنکھیں دیکھی ہیں
قوم کا قزلی ایسی ایسی دور کی بہت دیکھی ہے تم ایسی حیلہ بچیاں میری جیب میں پڑی ہیں اب
صاف یہ ہے کہ تمہاری صورت بنکر کوہ بلور پر جاؤنگا عیاری کر کے افراسیاب کو بیہوش کر دونگا
لوح لیکر اپنے طلسم کشا کو دونگا ایسا مطلب عظیم عنایت رب کریم سے حاصل ہوتا ہے خط میں جب
پتہ نشان موجود ہے تم تمہارے فرزند دلبند میں صرف اشارہ کافی ہے ملکہ صرصر شمشیر زن کے
بحر بیقراری کا جوش پراگندہ ہوش اب کیا جواب دے برق نے وہ نامہ کسوت عیاری میں رکھا
سامنے صرصر شمشیر زن کے رنگ روغن نکالا صورت صرصر کی بنا پوچھتا جاتا ہے کیوں استانی صورت
دیکھی ہے سراپا میں کچھ فرق نہیں ہے افراسیاب تو نہ پہچان سکیگا استانی ہو جو نکتہ رہ گیا ہو تسلیم
کر دو دیکھ بعد میں پر تل بناؤں یہی نکتہ باقی تھا صرصر جھلا کر جواب دیتی ہے میری بلا پوچھ جانے

آئینہ مین دیکھ لے تیرا آستا وہ استانی دونون بھاڑ مین پڑین جب برق بخوبی صورت صرصر بن
چکا صرصر کو نخل سے کھولا اور گود مین لیکر درخت پر چڑھا شاخین کاٹ کر مچان بنایا اُسپر صرصر
شمشیر زن کو بٹھلا دیا کمندون سے ہاتھ پاؤن باندھے کہا کیون آستانی ہمین کسقدر تمھارا
خیال ہوا اب چند سے اس جھوجھ مین رہو چٹکارے مارکر صرصر نے کہا ارے او پاجی مین بھوکو
کے مارے مر جاؤنگی برق نے کہا واہ آستانی فرزندان کو بھوکا رکھیگا یہ کہکے ٹکڑے شیرمال کے
نکالے سامنے ملکہ صرصر شمشیر زن کے رکھدیے ایک جام مین پانی بھرا کہا او استانی یہ ٹکڑے
شیرمال کے کھانا پانی پینا آبرو بچانا تم کم خوراک ہو ایک ٹکڑے مین پیٹ بھر جائیگا صرصر
شمشیر زن نے کہا ارے بچیا ہاتھ تو میرے بندھے ہین برق نے کہا اُستانی بڑی بیوقوف ہو
مثل کتے [illegible] سے اُٹھا کے کھالینا زبان نکال کے پانی چاٹنا صرصر چپ ہو گئی جب برق
درخت سے اُترنے لگا صرصر شمشیر زن نے کہا ارے او نالائق جانوران صحرائی منقارون سے
مجھے ہلاک کرینگے بوٹیان لوچ نوچ کر کھا جائینگے برق نے کہا حقیقت مین جاسے استاد خالی
مین بھول گیا یہ کہکے اپنی جیب سے ایک بانات کا ٹکڑا نکالا اسمین گھنگرو ٹانکے مثل پٹے کے
اُسکو بنایا گلے مین ملکہ صرصر کے باندھ [illegible] کہا اُستانی جب کوئی طائر کلان آئے گردن ہلا دینا
گھنگرون کی آواز بلند ہوگی طائر بھاگ جائیگا کبھی تمھارے پاس نہ آئیگا صرصر شمشیر زن مجبور
وناچار بصد حال زار نخل پر رہی گر برق فرنگی بصورت صرصر شمشیر زن کوہ بلور کیطرف
چلا دو کلمہ داستان ضرغام شیر دل بیان ہوتے ہین یہ جو برق فرنگی کے ساتھ سے جدا ہوا
حیران و پریشان ایک صحرا مین آکر ٹھہرا اسی فکر مین کیا کرون کہان جاؤن اسی سوچ مین
تھا کہ صبا رفتار کمند انداز کو سامنے سے آتے ہوئے دیکھا بطور مذکور بالا صبا رفتار
کو گرفتار کیا اسی طرح اُسکے پاس سے بھی نامہ نکلا ضرغام شیر دل مثل گل شگفتہ ہوا یہی خیال
آیا بشکل صبا رفتار بر سر کوہ بلور پاس افراسیاب جادو کے چلو اگر خداوند کریم اپنا
فضل شریک حال کرے لوح طلسمی افراسیاب جادو سے لین امیر کامل نے رہبری کی
خضر بیابان کرامت نے راہ بتائی اب تامل کیا اسی طرح صبا رفتار کو درخت پر
پتون مین چھپایا آپ بصورت صبا رفتار کمند انداز بصد غمزہ و ناز طرف کوہ بلور کے چلا

لیکن افراسیاب خانہ خراب برسر کوہ بلور لوح لیے ہوئے بیٹھا ہی عیش و آرام ترک کر دیا ہی
ملکہ حیرت جادو و مسعود و صورت نگار و سرما و ابرق و ملکہ صنعت سحرساز وغیرہ خدمت
مین موجود ہین چونکہ لوح پاس ہی اس وجہ سے کل مقام کی آمد و رفت موقوف رکھی چاہتا ہی
لوح مقام محفوظ پر رکھ لون فتح جاکر صرصر و بہار وغیرہ کو سزا سے کامل دون وسیدم صورت نگار
سے یہی ذکر ہو رہا تھا پھر یہی خطرہ ہی کہ صرصر و صبا رفتار ابھی تک نہین پلٹین نہین معلوم خداوند
نے کیا تجویز کیا صورت نگار کہتی ہی خداوند مجھسے بڑی محبت رکھتے ہین سوال و جواب کیسا
صرصر آئین یا نہ آئین آپ چلیے مین زبردستی لوح انکے سپرد کرونگی میرے کہنے سے عذر نہ کرینگے لوح
اپنے پاس رکھ لینگے افراسیاب کہتا ہی عیار بیچان پلٹ کے آئین تو تسکین کامل ہو ای صورت نگار
مجھکو خوف ہی شاید کسی وجہ سے ساربان زادہ شہر داودیہ مین پہونچ جائے کچھ دام لگا جائے یہ
مقدمہ لوح طلسمی ہی ہر وقت اسی مین جان لگی ہی صورت نگار نے کہا شہنشاہ عقل کے ناخون لیجیے
ساربان زادہ مصاحبی جمشید سے سوا ہی ملک خداوندی مین جا سکتا ہی شکل جائے اور آپ کے
خداوند بھی ہوگئے وہ انکے ملک مین جاوے اور انکو حال طلسم معلوم ہو ساربان زادہ طرف ملک خداوند
کے انکو اعتقاد پیچھے کہہ سکی آنکھین بند ہو جائین دربار خداوندی مین ہماری سکاری کا کیا ذکر ہی ای
شہنشاہ آپ کے اعتقاد مین فتور ہی سراسر عقل کا قصور ہی خداوند ایسے مین کتاب ساحری
آپ کو حساب کر دیتے ہین افراسیاب کہتا ہی ای صورت نگار ان مقامات مین دم مارنے کی
جگہ نہین ہی خداوند لقا کو دیکھو عمرو کے ہاتھ سے ڈاڑھی منڈوالی اس سے بڑھ کے زحمت
کیا ہوگی صورت نگار نے کہا لقا کو کیا لیاقت اپنی پشت کی خبر نہین رکھتا خداوند داود ہین
ہمہ گیر سحر و ساحری و علم کتابت مین بے نظیر اگر بگڑ جائے تو تمکو مشکل پڑے افراسیاب جادو نے
کہا خداوند داؤد ایسے ہی ہین مگر عمرو بھی قیامت کا پرکالا ہی اسکی عیاری نے مجھکو دیوانہ بنا رکھا ہی
صاف تو یہ ہی اسی کے خوف سے یہان آکر بیٹھا ہون لوح ہر وقت اپنی نگاہ کے سامنے رکھتا ہون
یہ راتین کس سختی سے کاٹی ہین نیند اپنے اوپر حرام کر دی جب دن واپس ہوے صرصر و صبا رفتار
کے مین نہ جاؤنگا یہ ذکر تھا کہ سامنے سے بونڈا گرد کا اڑتا دیکھا ملکہ صرصر شمشیر زن بانہاسے
عیاری سے آراستہ ہنستی ہوئی آتی ہی صورت نگار نے کہا شہنشاہ ملکہ صرصر بھی آ پہونچی ہوا

زمانے کی معتدل ہوئی اب تسکین دل ہوئی معتبر برق فرنگی بصورت صرصر چڑھ کر بالا سے کوہ آیا پہلے افراسیاب نے یہی پوچھا کہو صرصر دربار خداوندی مین خیر و عافیت ہے برق فرنگی نے کہا حضور سب طرح سامری و جمشید کی عنایت ہے ملک خداوندی آباد رعایا دلشاد شہر زر ریز زمین حسن خیز قدرت کے جاہ و جلال خورد و کلان مرفہ حال وہان کے قانون مین عورتین صاحب اختیار مرد بالکل بیکار ذمام وصلے عورت کو جھڑکی دی اُسنے خداوند قدرت سے فریاد کی کہ حضور مین اپنے مردوے سے راضی نہین قدرت نے فوراً حکم دیا بس مردوے کے علم سے تو باہر ہوئی جہان تیرا جی چاہے بسر کر اچھا وضعدار کوئی شوہر پسند کر لے بازار مین ہزار ہا حسین بیٹھی ہین کسب کر رہی ہین مرد بیچارے نے پہلے تو جورو کو چھوڑ دیا جب وہ بازار مین جا کر بیٹھی حسین تھی قدر ہوئی پوچھی گئی زیور بنوا لیا لباس اچھا پہنا اب تو میان بھی دوڑے ہوئے گئے جورو سے ہاتھ جوڑ کر خطا معاف کرائی اُسنے کہا میان پڑے رہو چلین پھر اگر جو کوئی پوچھے کہدینا ہماری بیاہی ہے وقت بے وقت تمکو بھی بلا لینگے مگر شوہر و نے غنیمت جانا اور پڑے رہنے لگا ملک واد دیہ مین ایسے نظام بہت جاری ہین بڑے عیش سے عورتون کی حکومت جاری ہے افراسیاب نے کہا لوح کا حال کہو صرصر نے کہا وہ بھی معقول تحریر ہے پڑھ لیجیے نوشتۂ تقدیر ہے حرف حرف سے مطلب دلی آشکار ہر دائرہ خنجر آبدار یہ کہکے نامہ افراسیاب کے ہاتھ مین دیا نامہ تو اصل ہے اول سوال افراسیاب جواب لاجواب لکھا تھا کہ مین لوح لے کر کیا کرونگا اگر جی چاہے ایسی ایسی لوحین روز بناؤن بازار والون کو تقسیم کر دون آیندہ تو ہمارا بندۂ خاص الخاص ہے دلشکنی تیری قدرت کو گوارا نہ ہوگی صورت نگار نے کہا ایسی ہیچ قدرت صاف صاف فرماتے ہین حقیقت مین اُنکو کیا ضرورت ہے اُنکے نزدیک اُسکی کیا حقیقت ہے افراسیاب نے کہا کہ دوسری عیارنی کو بھی آجے دو تو دل تردد منزل قرار پکڑے اسپر برق فرنگی بہت گھبرایا متردد ہوا پوچھا اے شہنشاہ بعد میرے کیا اور کسیکو بھی روانہ کیا تھا افراسیاب خانہ خراب نے کہا اے صرصر جبوقت سلطان قیصر کے باغ سیماب مین پہونچے سیماب الیاس ستجر مارا گیا دل تڑپ رہا ہے کہ سیماب الیاس خیر خواہ کہان سے پاؤن اُسنے جان دیدی اپنی حیات مین لوح کی بخوبی حفاظت کی اب دل پریشان ہے کہ لوح کہان گئی تیرے بعد مین نے صبا رفتار کو بھی روانہ کیا سمجھا دیا کہ دربار خداوندی کو بہ نگاہ غور دیکھنا

ایسا نہو کوئی عیار طرار مکار غدار وہان پہونچ گیا ہو صورت نگار نے کہا ای شہنشاہ آپ کے
دماغ مین کچھ فتور آگیا عجب مقدمہ مین خداوند کے ایسی ایسی باتین سوچتے ہین اور کسی کی کیا حقیقت
ہی صرصر شمشیر زن اپنی آنکھون سے جو دیکھ کے آئی ہین اب آپ ہمین آپ شاخین نکالتے ہین چلیے
صبا رفتار بھی ملجائیگی آپ سوار ہو جیے کلام ملکہ صورت نگار کی صرصر نقلی نے بھی تائید کی
کہا ای شہنشاہ ملکہ صورت نگار بہت بجا ارشاد فرماتی ہین آپ بیخوف و خطر چلیے یہ لونڈی بھی ہمراہ
چلیگی ہر بات کا خیال رکھیگی میرے سامنے کو نسا مکار عیار کیا کر سکتا ہی عمرو وغیرہ سب تباہ
ہوئے سستی ہون ادھر اُدھر جا بجا تڑپ تڑپ سکھے لشکر صرصر خ مین روناپیٹنا پڑا ہی خواجہ عمرو
و اسد نامور کا نشان نہین ملتا نہین معلوم کہان ڈوبے جیبدن قصد کیجیے کا ان سب کو بھی
مار لیجیے گا برق فرنگی چاہتا ہی صبا رفتار نہ آنے پاے افراسیاب کو لے فلان راہ مین عیاری
کرون کسی نہ کسی صورت سے لوح لے بھاگون افراسیاب خانہ خراب اچھا اچھا کر رہا ہی کبھی کہتا ہی
لوح کے نام سے میرا دل گھبراتا ہی جی چاہتا ہی اپنے ہی پاس رکھون کسی کے سپرد نہ کرون مگر مجھکو
ہر وقت شغل ملکی و مالی درپیش رہتے ہین کہان لوح کو چھپائے پھرون ہنوز یہ باتین ناتمام تھین کہ دیکھا
صبا رفتار آئی ہی کمر لپیٹے ہینے برق فرنگی کے ہوش و حواس اُڑ گئے جی مین کہتا ہی بری ہی برتہ ا
غضب ہوا مجھکو ضرور پہچانے گی ساری مشقت ضائع ہوئی مگر اب کیا کرون کہان جاؤن آئی ہی
تو آنے دو جہان تک بنیگا اسکو بھی دم کا دونگا ورنہ زہر کھا کے مرجاؤنگا ای برق فرنگی
جہان وزرہ ان بہادر گھر ہارے استاد بھی یاد کرینگے کہ ہمارا کوئی شاگرد تھا کارنمایان کر کے گیا
اپنا نام کر گیا یہ سوچ سمجھ کے ٹہلنے لگا دوسرے ضرغام نے دیکھا کہ صرصر شمشیر زن بھی موجود ہی
بھی گھبرا کے ایک نہ دو دونون جانب یہ خائف وہ ترسان یہ حیران وہ پریشان یہ مضطر وہ متفکر اسکو
تشویش یہ غم وہ مشوش اپنے انجام پر دونون امید و بیم مین مبتلا دونون کا ایک حال مگر ضرغام
شیر دل بھی بہ صورت صبا رفتار سینہ سپر کیے ہوے کر آنکھین چرائے ہوا سینہ پر دوپٹہ سے
کچھ کچھ چھپاتا ہوا برق فرنگی کو آتے ہین ضرغام شیر دل کو دیکھین ضرغام نے آکر سلام کیا افراسیاب
خانہ خراب نے کہا کیون ای خیر خواہ صرصر شمشیر زن بھی کہتی ہی وہان سب خیر و عافیت ہی تم کہو
کیا صورت ہی ضرغام کے منہ سے بلاوقت ملکہ صرصر شمشیر زن بات نہین نکلی اپنا سر جھکا کے

کہا حضور کاغذ مین سب کچھ لکھا ہی عرض کرنا بیجا ہی مگر برق نے کنکھیون سے جو دیکھا قد و قامت
مین شک ہوا جان بچ کے پلٹ پڑا اور قمر غام نے بھی نگاہ ملائی دل مین غیرت آئی ایک صورت
سے کیا ڈھونڈتے ہو اگر پہچان لے تو ڈھونڈو الیو دونون کی آنکھین چار ہوئین مثل مشہور ہے آنکھین
ہوئین چار۔ دل مین آیا پیار ایک نے دوسرے کو پہچانا دوڑ کر صبا رفتار نشانی کہ کے
لپٹ گئی ملکہ حیرت بے مثل و بے نظیر ہو صرصر شمشیر زن نے کہا بوا تم روشن ضمیر ہو ایسین
خوب باتین ہوئین اشارون مین عیاری کی گھاتین ہوئین قمر غام اشارہ کرتا ہی کہ آگ لگاؤ ادھا
برق فرنگی مسکرا کر کہتا ہی تڑپ تڑپ کے بجلی گراؤ لگا نامہ دیا ہوا صبا رفتار کا پڑھا گیا
ملکہ صورت نگار نے کہا لو شہنشاہ اب کوئی تردد دل مین باقی نہین رہا افراسیاب نے
کہا ای صورت نگار ابھی دو چار دن تامل کرو اسی پہاڑ پر تختی سہو بڑے بڑے ساحرون کو بلاین
خیر خواہان دولت یہان آئین اس مقدمہ مین انجمن مشاورت ترتیب دو اس طلسم مین ہر بعید و
قریب بزرگان دین سے صلاح کیجاے تب تلاش مہم ہوسکین ہاے افراسیاب خانہ خراب
لاکھ حیلہ حوالہ کرتا ہی مگر ملکہ صورت نگار کا یہی قول ہی اے شہنشاہ آپ کو ناحق ہول ہے اور نا بیدا کام
صورت نگار صرصر و صبا رفتار کر رہی ہین ہوا باندھتی ہین ہر مرتبہ بڑھ بڑھ کر عرض پیرا ہین اے
شہنشاہ شکوک بجا ہین کیا بزرگان دین قدرت سے بہتر ہین ملکہ صورت نگار کی راے سالم
انچہ سوار ہو چیے دونون نوشابان ہمراہ چلین مقدمہ نوح سے مہلت پائین اور کام مین مصروف
ہون عیاریان کرین مسلمانون کو گھس گھس کے پکڑین سالہا سال گذرے لڑائی مین آگ لگے
سب مسلمان مارے جائین ملازمان شاہی مہلت پائین افراسیاب کا تو دل نہین چاہتا مگر
کہنے سے ان سب کے ناچار ہوا تخت پر سوار ہوا لوح رومال مین لپیٹ کے اپنی کمر مین رکھی
مصور و صورت نگار و سہاسے برف انداز و ابرلق کوہ شگاف و ملکہ حیرت جادو و صرصر
و صبا رفتار ہمراہ افراسیاب یہ سب تخت پر سوار ہوے حیرت نے کہا اے شہنشاہ کچھ فوج
طلب کر لیجاے افراسیاب نے کہا راہ مین صد ہا ملک طلسم کے فوج کی کیا احتیاج ہر گل ہوش ربا
مین وین سامری کا رواج ہی جہان سے مزاج مین آیگا فوج ہمراہ لے لین گے صورت نگار نے
چابک محسر کر کے تخت بلند ہو مصور کو جھپک آئی افراسیاب خانہ خراب نے کہا ای صورت نگار

دیکھو چھینک ہوتی ہے آج کے دن ٹھہر جاؤ کل چلینگے ملکہ صورت نگار نے کہا اجی چھینک کیا ہے آپ
تساہل نہ کیجیے اندیشہ کو دل مین راہ نہ دیجیے کئی دن سے اس پہاڑ پر مین کہان تک سنگ صبر
وشکیبائی دل پر رکھین برق وضرغام نے ملکہ صورت نگار سے اشارہ کیا سحر کرو شہنشاہ کو لیکے دو
مصور وصورت نگار نے سحر کیا تخت بلند ہوا الگ ہوے ابر افراسیاب کے سر پر بعید گرد و فر
سمت ملک داؤد یہ چلا دو کلمہ داستان حیرت بیان خواجہ عمرو بن امیہ ضمری نامدار بیان کیجاے
مین خواجہ نے یہ دستور قرار دیا ہے دن کو دار الامارۂ شاہی مین بشکل داؤد مصروف عدل وانصاف
شب کو باغ مین ملکہ لالان خون قبا کے آتا ہے شب بھر ملکہ لالان خون قبا و اسد نامدار سے صحبت
رہتی ہے کئی مرتبہ اسد نے کہا نانا جان زنبیل سے داؤد جادو کو نکالیے اُسکو سمجھا مین راہ راست پر
لاؤن شاید مسلمان ہو کر لڑائی کا افراسیاب خانخراب سے سامان ہو عمرو نے کہا اے نور نظر
ان مقدمات مین تم کچھ دخل نہ دو ہماری راے ناقص پر چھوڑ دو چند دن ملکہ مہرخ شمشیر زن و صبا رفتار
آئین شب کو عمرو نے ملکہ لالان خون قبا سے کہا لو خدا نے سامان اپنی قدرت سے پیدا کیا
آج صرصر عیار رفتار نامہ افراسیاب کا لیکر آئی تھی مین مراد تحریر یہ تھی کہ لوح کو اپنے پاس
رکھیے میرا احسان ہوگا مین نے جو مناسب جانا جواب لکھ بھیجا مسبب الاسباب نے سبب تو
پیدا کیا ہے انجام بخیر ہو ضرور افراسیاب خانہ خراب آج کل لوح طلسمی میرے پاس لائیگا مین انکار کرونگا
کہ مین لوح اپنے پاس نہ رکھونگا اے لالان خون قبا اُسوقت عقلمندی کو کام فرمانا بمحبت مجکو
لپٹ جانا افراسیاب کی سفارش کرنا بہت اچھی طرح گذارش کرنا مین لاکھ انکار کرون تم ایک
نہ ماننا لوح ہاتھ سے افراسیاب کے لیکر اپنے گلے مین پہن لینا پھر جو کچھ بن پڑیگا دیکھ لینا اُسوقت
کی مشکل کو خدا آسان کرے گا افراسیاب لوح دیکر چلا جاے بعد حصول لوح انشاءالله میان
داؤد جادو صاحب کو زنبیل سے نکالونگا بخوبی سمجھاؤنگا اگر خداوند کریم نے اپنا فضل کیا اور
یہ مطیع الاسلام ہوا پھر بہ کیفیت افراسیاب جادو سے مقابلے ہونگے اسد شیر دل ہر جہات کی
جانب جائینگے ہم ملکہ مہرخ وغیرہ کو نامہ لکھکر لائینگے بڑی کیفیت سے مقابلے ہونگے یہ خبر
فرحت اثر سنکر خوشی سے ملکہ لالان خون قبا کا چہرہ سرخ ہو گیا تا گل وزیرزادی شمیمی بڑھکر
مبارکباد دی کہا اے شہنشاہ عیاران آپ کی راے معقول ہے سب کو بدل وجان قبول ہے ملکہ

لالان خون قبا نے اسد غازی سے اشارہ کیا آج تو خواجہ صاحب بہت خوش ہیں آپ فرمائیے آج تو کچھ بجائیں اسد نے کہا میرے کہنے سے نہ بجائینگے ہزاروں صلواتیں سنائینگے تمہاری خاطر مد نظر ہو کچھ پیشکش کرو مہربانی فرمائینگے انکے دل میں آئیگا تو بجائینگے ملکہ لالان نے کئی لاکھ روپیہ کا موتیوں کا مالا گلے سے اتار کے کہا نامہربان یہ مالا حضور کے لائق ہے خواجہ عمرو نے جلدی سے لے لیا کہا بیٹا تمہاری دلشکنی مجھکو منظور نہیں کیا ال نوازی کی مشتاق ہو اچھا سازندوں سے کہو ساز درست کریں جلسہ عیش و نشاط آراستہ ہوا مسند پر قران السعدین اسد شیر دل و ملکہ لالان خون قبا یہ حسن میں بے نظیر وہ جلالت و شوکت میں یکتا ایک ماہ تابان دوسرا مہر درخشان گرد ہجوم سیارگان خواجہ عمرو قریب سازندوں کے آ بیٹھے جو بجائی رنگ محفل دگرگون صدائے آہ او واویلا بلند ہوئی ہر ایک نازنین مثل مرغ بسمل تڑپ رہی جو واقفکاران علم موسیقی ذبح ہو گئے سماں بھی خوب ملا ہوا عمرو کا بھی دل تنگ کیا مدتیں گذریں اپنے آقا سے جدا فراق صاحبقران میں مبتلا صورت پر نور صاحبقران عمرو کی آنکھوں میں پھرنے لگی ندی اشکوں کی آنکھوں سے جاری ہوئی یاد میں اپنے آقا کے نامدار معشوق طرحدار کے یہ اشعار آبدار زبان پر جاری ہوئے اشعار

روتے روتے ہجر میں بے نور آنکھیں ہو گئیں
رخصت رفتہ صورت ناسور آنکھیں ہو گئیں

ضعف سے طاقت نہیں بے نور آنکھیں ہو گئیں
دست و پا بیکار ہیں معذور آنکھیں ہو گئیں

فرقت ساقی میں مژگان وارستہ تاک ہیں
آنسوؤں سے خوشہ انگور آنکھیں ہو گئیں

کس نشیلی انکھڑیوں سے لڑ گئی گلشن میں آنکھ
نرگس شہلا کی کیوں مخمور آنکھیں ہو گئیں

نوح کی کشتی قد خم گشتہ میرا بن گیا
اشکوں سے طوفان اٹھا تنور آنکھیں ہو گئیں

دیکھ کر میں گر پڑا غش کھا کے موسیٰ کی طرح
میری خاطر اسکی برق طور آنکھیں ہو گئیں

لوٹ لیتی ہیں متاع دل ہر اک انسان کا
اسلیے رہزن تری مشہور آنکھیں ہو گئیں

خانہائے چشم میں یہ مہر رہنے لگے
ہم فقیروں کی تو ذی مقدور آنکھیں ہو گئیں

دیکھ کر آنکھیں تری پیدا ہوا آزار دید
شکل نرگس میری بھی رنجور آنکھیں ہو گئیں

شیشہ دل سنگ الفت سے کیا یاں چور چور
تشنہ مے سے جو اسکی چور آنکھیں ہو گئیں

تیر مژگان کے تصور نے مشبک کر دیا
صاف مثل خانہ زنبور آنکھیں ہو گئیں

ایسی گئین تیغ نگہ سے اندنون خونریزیان ۔۔۔ قاتل عالم تری مشہور آنکھین ہو گئین
ناتوانی نے انھین نظرون سے پنہان کردیا ۔۔۔ در پئ مژگان مین ناب ستور آنکھین ہو گئین
نور افزا حسن ہر اس حور کا گیا ای قلق ۔۔۔ جلوۂ رخسار سے پر نور آنکھین ہو گئین

خواجہ عمرو بھی جو ان اشعارون کو گا کر اسقدر زار زار روے کہ غش آگیا اسد غازی و ملکہ لالان
خون قبا دونون گھبرا کے گلاب کیوڑا چھڑک کر ہوشیار کیا ملکہ لالان نے پوچھا کیون حضور اسوقت
کیا قلب پر صدمہ پہونچا خواجہ عمرو نے کہا اے بی بی اس اسد کی محبت مین اپنے آقاے نامدار
مولاے قدرشناس زلزلۂ کاف ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران سے جدا ہوا لاکہ معشوق اُسکے
ناخن پا پر نثار معشوق عاشق خصال آفت با کمال ناز اٹھانے والے مجھ ایسے ذلیل کو یہ مرتبہ
دیا کہ فرزند اسکے عمر نامدار پوتے اُسکے جد عالی تبار کہتے ہین کہ ایک شب اگر کہین جاکر مین رہتا
تھا خاصہ نہ نوش فرماتے تھے بمحبت و شفقت اپنے پہلو مین بٹھاتے تھے سالہا سال گذر گئے
کہ وہ روے زیبا آنکھون سے پنہان ہے زندگی وبال قلب پر ہجوم غم و ملال جی چاہتا ہے پروانہ
پیدا کرون زیارت سے مشرف ہون بیان پر خواجہ عمرو کے اسد غازی خوب زار زار نالان ہو
کو ہسار رویا کہا نانا جان حقیقت مین آپ نے بہت بجا فرمایا میرے واسطے آپ نے کوہ رنج و الم
سر پر اُٹھایا حضور خوب آگاہ ہین کہ اس حقیر پر تقصیر کو جناب والدہ ماجدہ ملکہ زبیدہ شیر گیر دختر
لقبیہ اختر اسیر با توقیر نے کس ناز و نعم سے پرورش کیا مگر جب بیاز سند عازم طلسم کشا ہو کر برائے رخصت
حاضر ہوا تو زبان معجز بیان سے ارشاد فرمایا کہ اے اسد مین تجکو اپنے برادر بجان برابر معہ لاکھون
کروڑ لشکر شکن پر نثار کرتی ہون میرے بھائی کو ہمراہ لے کر آنا تنہا منہ نہ دکھانا وہ کلام اسوقت تک
مجھے یاد ہے سائی اسون جان کی حاصل ہے لیکن حضور کی کوشش سے سب کچھ ہوگا ہم ان مقامات
سحر و ساحری مین مجبور و ناچار ہین جب پروردگار عالم اپنا فضل و کرم شریک حال کریگا اور فتوح
طلسم حاصل ہوگی اسوقت تسکین دل ہوگی جو کچھ جانبازی اور سرفروشی میرے لائق ہے حضور ملاحظہ
فرمائینگے یہ سنکر خواجہ عمرو نے گلے سے لگایا فرمایا اے اسد شیر دل جرأت تیری میرے دل پر نقش ہے
مگر اس طلسم ہوشربا مین ساحران خرس پیکر افسونگر حیلہ ساز شعبدہ باز شمار سے باہر جو ہنگامہ مچاتے ہین
لشکرون کو تہ و بالا کرتے ہین سنگدلی پر مرتے ہین حافظ حقیقی مالک تحقیقی انکے شر سے بچائے انھین

باتوں میں وہ رات تمام ہوئی ستارۂ سحری آسمان پر چمکا فتاح طلسمات عالم یعنی نیر اعظم نوح ضیا و
فیض شعاع ہمراہ لیکر مرحلۂ فلک چہارم پر سرگرم فتاحی و مصروف سیاحی ہوا خواجہ عمرو نے تبدیل صورت
اپنی تبدیل کی بصورت داؤد نبرد شعار ہوا تاج سر پر رکھا لباس فاخرہ زیب جسم کرکے ملکہ لالان خون قبا
کو بخوبی سمجھایا کہ بعد چند ساعت دربار میں آنا اسطرح کہدیا ہے لوح طلسمی افراسیاب سے لیکر اپنے
گلے میں پہن لینا ناگن کو بخوبی تسلیم کردیا اسی طرح ہوادار پر سوار ہوکر مع مشیران سلطنت و وزیران
باہیبت داخل بہار خداوندی ہوئے اپنے اپنے مقام پر ساحر آکر بیٹھے دربار عدل و انصاف گرم ہوا
بعد چند ساعت ملکہ لالان خون قبا و ناگن وزیرزادی مع چند کنیزان محرم راز بعد کرشمہ و ناز
داخل بارگاہ ہوئیں بیکایک ہر کارے دوڑے ہوئے آئے بعد دعا و ثنا عرض کی وہ ملکہ ابر سفت رنگ
آسمان پر چمکا دیکھا افراسیاب جادو آتا ہے اب عمرو سنبھل کے بیٹھا وزیرزادی کو واسطے استقبال کے
بھیجا دوسرے ہر کارے نے عرض کی ہمراہ افراسیاب ملکہ صورت نگار و مصور و سرہا و ابریق و
صرصر و صبا رفتار عیار پہچان بھی تخت پر سوار ہیں نام عیار پہچون کا سنکر خواجہ عمرو کے کلیجہ پر
خنجر غم و الم پھر گیا ہاتھ پاؤن میں رعشہ مگر کلیجہ پر سنگ صبر رکھا پروردگار عالم سے التجا کی اے معبود
حقیقی اس مہم عظیم کو تو سر کریگا لوح طلسمی دلوانے کا صرصر و صبا رفتار بھی ساتھ ہیں ہر رنگ میں
پہچان سکتی ہیں مگر تو پردہ پوش عالم حاکم محکم انکی نگاہ سے مجھکو بچانا جیسے باطن انکا کور ہے ظاہر میں
بھی نابینا بنانا عمرو پریشانی میں ہنوز تو بدل رہا ہے روح پر صدمہ افراسیاب جادو بیرون بارگاہ
تخت سے اترا برق فرنگی و ضرغام شیردل پہلو میں مگر دلون میں افسوس کرتے ہوئے کہ راہ
میں پہلا بچہ قالبض ہوا اب یہان ہم کیا کرسکینگے اگر لوح داؤد جادو کو افراسیاب نے
دیدی پھر دستیاب ہونا دشوار ہے سنتے ہیں بڑا مکار و غدار ہے آپس میں اشارے کنائے کرتے ہوئے
عقب میں افراسیاب جادو کے داخل بارگاہ ہوئے افراسیاب نے بڑھ کر پایۂ تخت خداوندی
کو بوسہ دیا واسطے سجدے کے جھکا صرصر و صبا رفتار نقلی بھی گرد تخت پھرین اوروں کی پشت
پر عمرو ہاتھ پھیرتا ہے مگر عیار پہچون کے خوف سے آنکھ چراتا ہے دل سے کہتا ہے کہاں پھنسوں ان
ظالموں کے ہاتھ سے کیونکر بچون ملکہ صورت نگار بلائیں لے رہی ہے ہاتھ اٹھاکر دعائیں دے
رہی ہے اسی پریشانی میں خواجہ عمرو کی نگاہ اٹھی برق فرنگی سے آنکھ چار ہوئی بھری بھری

آنکھیں دیکھکر دل باغ باغ ہو گیا فرمایا صرصر مزاج تو اچھا ہی ذرا ہمسے آنکھیں چار کرو بڑی سیلہ روت
ہو تمھاری عیاریوں کے بڑے شہرے ہیں برق فرنگی نے سر اٹھایا اپنے اُستاد والا نژاد کو تخت
خداوندی پر پایا ضرغام کے چٹکی لی پکار کر کہا خداوند سے آنکھ ملاؤ دولت حسن وجمال طلب
کرو ضرغام نے بھی سر اُٹھا کر اپنے والد نامدار کو پہچانا خوشی سے جامہ میں نہ سماتے تھے خواجہ
عمرو نے بھی عنایت پروردگار پر وجد کیا کلاہ فخر کو آسمان پر پہونچایا افراسیاب جادو کو اپنے
پہلو میں جگہ دی ملکہ صورت نگار قریب تخت کے شانے سے شانہ ملا کر بیٹھی صرصر وصبا رفتار
نے تعریفیں شروع کیں یا خداوند جہان پناہ آپ کے تصدق سے شہنشاہ باغ سیاب میں غالب
آئے کوکب روشن ضمیر سے لڑکر لوح لائے اب حضور اپنے پاس رکھ لیں اپنے بندوں کو مہلت
دیں باغیوں کو غارت کیجیے مسلمان آپ کو اور آپ کے پوتے دو سہ بھائیوں کو بُرا کہتے ہیں لیکن
مشیت ایزدی میں کسکو دخل ہی ظاہر میں تو سراسر گنہگار ہیں باطن میں نہیں معلوم کیا اسرار ہیں خواجہ
عمرو نے کہا کنارے بیٹھو زیادہ گستاخی نہ کرو اب یہ دونوں پہلو میں افراسیاب کے آنکے چپکے چپکے
کان میں کہہ رہے ہیں ای شہنشاہ لوح جلد نظر دیکھے دیر نہ کیجیے افراسیاب خاموش بیٹھا ہی صورت نگار
اُٹھی گرد پھری تصدق ہوئی نثار ہوئی شانے پر ہاتھ رکھکر کہا دیور صاحب مجکو تو گھور گھور آنکھوں
میں کھانے جاتے ہو آنکھیں جھکاؤ خواجہ عمرو نے مسکرا کر ہاتھ سر پر کھسیا کر کہا کچھ دیوانی ہوئی ہی
آج کل تو تجھپر خوب جوبن ہی چراغ حسن روشن ہی آج کسی طرح تمکو نہ جانے دونگا بھائی مسعود
سے پوچھ لونگا مسعود قہقہہ مار کر ہنسا من ہی من کرنے لگے کہا بھائی صاحب آپ ہی انکو خوب
راضی کرتے ہیں رات کو آپ کو یاد کرتی ہی آپکا نام لیکر فریاد کرتی ہی مجکو لات مار کر پلنگ سے نیچے
گرا دیتی ہی بڑی زبردست ہی صورت نگار نے کہا تم چپ رہو اپنی چونچ سنبھالو میں اپنے دیور کو بھاونگی
کیا میں اسکی محبت سے انکار رکھتی ہوں وہ مجھے راضی کرینگے میں انکو خوش کرونگی یہ کہکے دامن تھام
لیا کہا دیور صاحب آج کہنا میرا ضرور مانو لوح طلسمی اپنے پاس لیکر رکھ لو یا ہوش علی پری چہرہ حورشتین
کے پاس حفاظت سے رہیگی خواجہ عمرو نے کہا مجھے عشق میں لوح لیکر کیا کرونگا ایسی لوحیں کہو تو
ہزاروں بنا دوں تیرے ہاتھ سے طلسم فتح کرادوں تیرا طلسم تو میں نے بنایا ہی یاد ہی یا بھول گئی
صورت نگار نے کہا زیادہ نہ بکو مطلب کی بات کہو لائیے شہنشاہ لوح نکالیے افراسیاب جادو

دل دھڑک رہا ہی کسی طرح دل گواہی نہین دیتا لیکن مصور و صورت نگار و صرصر و صبار قتار و
وزیران سب یہی کہہ رہے ہین حضور لوح نذر دیجیے افراسیاب دیوانہ ہو گیا کس کس کو جواب دے
جب افراسیاب نے گھبرا کے سر جھکایا ملکہ صورت نگار نے جیب مین افراسیاب کے ہاتھ ڈالکے
لوح نکال لی افراسیاب سے یہ نہو سکا کہ ہاتھ سے صورت نگار کے لوح چھین لے سر جھکالیا کہا بی بی
صورت نگار تمکو اختیار ہی ملکہ صورت نگار نے کہا دیو صاحب لیجیے خواجہ عمرو نے کہا مین لوح تو نگا
ملکہ لالان خون قبا کھڑی ہو گئی دست بستہ عرض کی ای والد نامدار شہنشاہ آپ کے بندۂ خاص
مین طاعت گزار سا اختصاص آپ کو انکی مدد واجب و لازم ہی لوح کی حفاظت سے چشم پوشی آپکی
بندہ نوازی سے دور ہی یہ کہکے صورت نگار سے کہا لاؤ بچی امان لاؤ مجھے دو مین قدرت کو بھی جادو کی
فرشتے آکر آسمان پر لیجا نہ سکینگے صورت نگار نے فوراً ملکہ لالان خون قبا کو لوح دیدی ملکہ نے گلے مین
پہن لی افراسیاب نے لوح کو نگاہ یاس سے دیکھا اب عمرو طرف افراسیاب جادو کے پلٹا کہا ای
افراسیاب لالان خونقبا نے تمھاری سفارش کی بجا بھی صاحب نے گذارش کی اب ہمکو یہ منظور
ہوا بالکل جھگڑا پاک کر دین بالکل ننگا ڈالو نہ رہے بے خانہ ہو جائے افراسیاب جادو نے کہا آپ مالک
ہین جو مناسب وقت ہو تجویز فرمائیے اب خواجہ عمرو کا دل بہت مضبوط ہی کہا ای افراسیاب خانہ
خراب تیری عیش پسندی نے لاکھون بندے قتل کرائے اسوقت مشیت مین گذرتا ہی کہ مسلمانون
کے ہاتھ سے بچکر بچاؤن آتش قہر و غضب سے جلا دون جہنم مین پھینکدون افراسیاب سر جھکائے
ننگا ہاتھ باندھ کر سامنے کھڑا ہو گیا کہا یا خداوندا الامان کیا مجال جو ذرہ بھر کو دل مین جگہ دون جا کر
مسلمانون کو مار ڈالونگا اب طلسم مین غدر نہو نے پائیگا خواجہ عمرو نے کہا اب تجکو موت و زیست
مین بھی دخل ہی اگر بخشے بندگان مغضوب کی موت نہ مقدر کی ہو تو کیونکر قتل کریگا خود طلسم کشا تیرا
قاتل ہی تقدیرات خداوندی مین تو دخل دیتا ہی بڑا جاہل ہی ہمارے نانا دادا سامری و جمشید تحریر
فرما گئے ہین کہ اسد غازی بادشاہ طلسم ہی طلسم کو آکر فتح کریگا ساکنان طلسم کے خون سے ہاتھ
بھر لیگا او غافل یہی زمانہ ہی یہی تو نے کتاب سامری مین لکھا دیکھا ہی کہ عمرو کی قضا کسی ساحر کے
ہاتھ سے نہین ہی وہ جلاد ساحران ہی آفتاب عالمتاب عیاری کل عالم مین تابان و درخشان ہی اب
ہمکو تقدیر جدید کرنا منظور ہی ان احکام قدیم کو مٹانا منظور ہی تو باغ مین بنا کر خود بھی اپنے جا رہے

باہر ہوا جاتا ہی تجھ السیا راز دار بادشاہ عالی وقار السیا بیوقوف ہی ہر وقت عیش و عشرت مین
مصروف ہی دیگر دیدہ حقیقت اگر کان پر ہاتھ دھر لا کتاب سامری ہمکو دستیاب اسکو پھر عجب نہین
اسمین بھی ایک نکتہ ہی حرف حرف اسرار سے معمور ہی غفلت سراسر قصور ہی جب خداوند نے
کتاب کا نام لیا افراسیاب نے کہا یا خداوند کتاب سے ہر وقت کام رہتا ہی تو تمام جہان نمائی
اسکے ملاحظہ سے ہر مطلب نکلتا ہی حضور کے بیان سے ایک مہینے کے عرصہ مین تیار ہو سکیگی
تمام حالات طلسم کس بین سے لکھیگا؟ اوسنے کہا قدرت مہینون کا کام ایک گھنٹے مین کر سکتے
ہین اتنے ہی عرصہ مین بالاے عرش اعلی جا بیٹھینگے گردش سیارگان ملاحظہ فرما کر چشم زدن مین
آبیٹھینگے کتاب ترتیب کر دینگے یہ کیا مشکل ہی آج دریاے رحمت خداوندی جوش مین ہی منظور ہی
ہمارے بندے قتل ہون تکلیف نہ اٹھائین آٹھ پہر لو جابات کرین افراسیاب نے سر اسر
جھکایا صورت نگار آتشکدہ کھڑی ہوئی کہا اے شہنشاہ سجدہ شکریہ ادا کرو قدرت پر جان و مال فدا
کرو تقدیر نو فرمائینگے کتاب سر نوشت بنائینگے نعل مین کتاب و بابے لیجیے ہو پیش کرو مین ابھی
تقاضا کر کے بنوا لونگی قدرت کا پیچھا نہ چھوڑونگی میری بات مین انکار نہین کر سکتے افراسیاب
نے کہا اے صورت نگار کتاب مین چھوڑ کر سنجاؤنگا مشکل پڑیگی مین حالات آیندہ و گذشتہ سے
محروم رہونگا صرصر و صبا رفتار آگے بڑھین کہا اے شہنشاہ طلسم ہوش ربا قدرت تو فرماتے
ہین کہ ابھی عرش اعلی پر جاؤنگا کل محسوبات فلکی ملاحظہ کر کے درج کتاب کرونگا تقدیر اسکا بھی
منسوخ فرمائینگے احکام جدید بنائینگے سامری جمشید کے حکم خاک مین ملین جو دل مین آیا لکھ سکیگے
ہماری نگوڑے اسد غازی کو ہمارے بھولے شہنشاہ کا قاتل قرار دیا وہ خود ہمارے شہنشاہ
کے ہاتھ سے بیموت مارا جائیگا ہم خود جان پائینگے اس ظالم کو قتل کرینگے بی بی مہ جبین سے
ٹکڑے اڑائینگے ملکہ صرصر و بہار کو خاک مین ملائینگے یا خداوند ہم دونون کی پشت پر دست شفقت
پھیریے اپنا نذر کردہ کیجیے پھر کسی کی نظر نہ لگے جو نگاہ بد سے ہمکو دیکھے اندھا ہو جاے خواجہ عمرو
کو جانور بنا دیجیے برق فرنگی پردہ ابر مین چھپے قران کا لیا سنگ سیاہ ہو جاے جالنوس کے جسم
مین سوزش ہو عمر تمام کو شفیہ نے کہا جامین پھلکے جو دونون قہقہے مار کے ہنسے کہا او قدرت
کے صدقے دعائین قبول ہوئین امیدین حصول ہوئین پردہ حجاب ہماری آنکھون سے اٹھ گئے

جو ہنسے کہا اُسی حال مین سب کو دیکھ رہے ہین عمرو دیوانہ ہوگیا جنگل مین مارا مارا پھرتا ہی مگر بے پردے
کی باتین حلالی دیکھے گا حرامی کو کچھ خاک نظر نہ آئیگا سب دربار والے کہنے لگے ہان ملکہ سچ ہی ہم بھی
دیکھ رہے ہین ملکہ صورت نگار نے بغل سے کتاب افراسیاب جادو کے نکال لی کہا لو بھیا
جلدی تیار کرو رنگ رہے افراسیاب جادو متغیر مگر سامنے داؤد جادو کے کچھ بول نہین سکتا
خاموش حیران ایک ایک کو دیکھتا ہی صرصر و صبا رفتار و صورت نگار کی ایک رائے ہی
خواجہ عمرو نے کتاب ہاتھ سے ملکہ صورت نگار کے لی لیتے ہی کھڑا ہوگیا کہا ہم ابھی بنا کے لاتے ہین
اپنی بھاوج کی بڑی خاطر منظور ہی جو کچھ کہ ہمکو دل و جان کرنا پڑے گا وہ بھی ہماری بڑی خاطر و مدارات
کرتی ہی ہرچند کہ قدرت کو انتہا کی شامت پڑے گی مگر فوراً تیار کرکے لاتے ہین وہ تقدیر مضبوط ہو
کہ ورق الٹ جاے صرف کتاب کا نام باقی رہے آج شیرازہ بندی اجزاے کتاب زمین و آسمان
منظور ہی دشمن کو زیر و زبر کرنے مین سرور ہی خداوند قدرت کی بات لاجواب دشمن ہار لیے کتاب
شکنجۂ مصیبت مین کھینچا جائے گا تقدیر کا لکھا ہوا پیش آئیگا مضمون اصلی درج ہو لیس کلام کو قطع
کرو یہ کہکر قدرت ایک کمرے مین تشریف لے گئے دروازے اندر سے بند کرلیے کتاب سامری
خواجہ عمرو کے ہاتھ مین دل سے کہتا ہی اس کتاب کا تو خاتمہ کرو جس وقت جو جی چاہتا ہی اسمین لکھ
لیتا ہی عیاری کا رنگ نہین جمنے دیتا ہی یہ سوچ سمجھ ایک کونڈا پانی کا لبریز رکھا تھا حرف حرف
کو جیھہ کر دھویا نقطہ نقطہ مٹایا بالکل کتاب سامری کو حرفون سے سوا کیا ویسی ہی ایک کتاب جلد
بندھی ہوئی اپنے زنبیل سے نکالی بڑا افسوس ہی کہ کتاب کے بدلے کتاب دینا پڑی ہرچند کہ اسکی لانے
مین کاغذ کی کل شہر مین تیار ہوئی کاغذ نہایت ارزان ہی دو آنے دیکر جلد بند صوالی ڈیڑھ آنے کا
دستہ کاغذ کا لگایا حساب نقصان ہو وہی جانے اسد بیدرد اسکو کیا سمجھے گر مجبور دل سے فرمایا وقت میر
دیجیو نفع نقصان ہوتا رہتا ہی سوداگر سب طرح کے جر سہتا ہی اب خواجہ عمرو نے بیچ مین سے کتاب
کو کھول اعدہ قلم خوشنویس کے لکھنے کا نکال کر پہلے لکھا یا فتاح العلیم بسم اللہ الرحمن الرحیم بعد اسکے
حمد الٰہی و نعت جناب رسالت پناہی اوصاف زلزلہ آفات ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران و حالات
جرأت و شوکت اسد نوجوان لکھے پھر تحریر فرمایا منم ہنر پیشہ طراری گوہر بے بہاے قلزم خنجر گذاری
نہنگ بحر زخار عیاری جوہر شمشیر سکاری و غداری سرہنگ سرہنگان بساط بلاد بنی آدم سولانا رستوو

مکرم جامع الفضل والکرم دوندۂ بے درنگ قاتل کافران تاج کبر ریش ساحران برہم زن صف کافران جہان شہسوار عرصہ چالاکی شاہباز اوج جیالاکی عقل وفطرت کامی مسند شوکت وجرأت مہر آسمان جاہ ووقار خواجہ عمرو بن امیہ نامدار او افراسیاب خانہ خراب لوح طلسم ہوشربا سے لی کتاب تیری خاک مین ملادی جس نے عرصۂ اسکا صوبائیرے بزرگون کا نام ڈبویا او بے آبرو اب مناسب ہے کہ غاشیۂ حکم کو دوش ہوش پر رکھ کے مثل غلامان حلقہ بگوش در دولت اسد نامدار پر حاضر ہو سامری وجمشید پر لعنت کر مذہب اسلام اختیار کر اطاعت کر ورنہ ایسی بری طرح پیش آونگا کہ ماہیان دریا در غان ہوا تیرے حال زار پر روئین گے۔ انشاء اللہ اسد نامدار سے فتح مرحلہ جات طلسم ہوشربا جائیگا تو اپنی سرکشی کی سزا پائیگا خوب نام کو میرے یاد رکھ تیری کتاب منانے والا اگر فقرات نثر سنانہ منظور ہو مین یہ مضمون اپنا از تصنیف کردۂ مصنف عالی قار یاد کر نظم

عمرو ہون مین عیار صاحبقران
زمانے کا مکار و غدار ہون
اڑا دون صبا کے بھی مین ہوش کو
جہان گیر عالم کا عیار ہون

مرے کرتب کا شہرہ ہے جہان
صبا تیز رفتار ہو گر قدم
زمانے مری گرد پا بستہ ہو

تراشندۂ ریش کفار ہون
صبا ٹھوکرین کھاتے ہر ہر قدم
دوندہ جہان گرد طرار ہون

عمرو نے دو تین ورق کامل نقل سیج اشعار آبدار سلسلہ وار تحریر فرمائے تنبیہ و تادیب کچھ حالات ساحران گذشتہ و کیفیت غفلت آباد و چاہ ماران وام الجبال دزبر جد نگار وغیرہ بہ لطف المعدی کہ اشتیاق ناظرین بڑھا اور افراسیاب محزون واندوہگین ہو کتاب کو بند کیا اگرچہ حیران بہت ہوا عمرو نے زربفت کا امین کتاب کو رکھا یہان دارالامارۂ شاہی مین افراسیاب وغیرہ بیٹھے مین ملکہ صورت نگار بیبی کہ رہی ہے اب قدرت بروج آسمانی مین بھر رہی ہے ملاحظہ گردش سیارگان سے یقین ہے جہلت حاصل ہو صرصر و صبا رفتار کبھی ایسی ہی صورت نگار صاحب تمہارے اعتقاد مین فتور ہے مگر عقل کا قصور ہے تھے عرصہ مین قدرت سے ساتون آسمان طے کیے ہونگے آیا جانتے ہین فقط ہم تم لوگون کے دکھانے کو کتاب مین اشعار لکھے ہوا کل اوراق زمین وآسمان پیدا کرنے والے کے پیش نگاہ مین تھے ایک چشم زدن مین تمام عالم کو بنایا اپنے بندون کو کیا کیا تماشا دکھایا آنکھ کے نزدیک سب کچھ آسمان ہے ہر طرح اسکا اپنے بندون پر احسان ہے اعتقاد درست رکھو شک

کو دل مین راہ نہ دو خداوندا یا چاہتے ہین افراسیاب خاموش بیٹھا ہی حیران و پریشان مضطر و
مشوش سب کی صورت دیکھ رہا ہی یکایک کمرے مین سے آواز قدرت کی آئی ثابت ہوتا ہی کسی سے لڑتے
ہین کبھی غل مچاتے ہین کبھی کسی کو جھڑکتے ہین کبھی ہنسنے کی آواز کبھی سوز کبھی ساز ناگاہ دروازہ کمرے
کا کھلا سب نے دیکھا کہ قدرت کتاب بغل مین دبائے ہوے پسینے پسینے جس سے صاف ظاہر ہوتا ہی
کہ کوئی بڑا سفر عظیم کر کے آئے ہین چہرے پر گرد و غبار پڑا ہی لڑکھڑاتے ہوے آتے ہین سب کھڑے
ہوگئے افراسیاب نے گھبرا کر پوچھا یا خداوند کتاب تیار ہوگئی قدرت نے کہا او بندہ بے ادب
آج قدرت نے تیرے واسطے بڑی تکلیف اٹھائی بڑی محنت مین کتاب بنائی گو کچھ رنگینی ہو چکی
نہین ہوئی حرفون کو اضطراب ہی سطرون کو مثل زلف مہوشان پیچ و تاب ہی ہر نکتہ خشم قہر و
غضب دار ہے خشم بار ہر ایک صفحہ دریاے قہار الف نیزۂ جان ستان ساری کتاب مین
صفوف قتال و جدال کا سامان عیان ایک ہفتہ کی تمھارے واسطے تکلیف ہی خبردار ہرگز
ہرگز کتاب کھول کر نہ دیکھنا ورنہ سب وار شہر جل جاینگے استخوان جل جاینگے کتاب کو بغل مین
دبائے رہنا خبردار ہوا نہ لگنے پائے ورنہ صورت بربادی دیکھوگے زندہ نہ بچوگے تین شبانہ روز
جاگتے رہنا سامری جمشید کا نام جپنا خبردار شراب و کباب بھی ترک رہے کھانا بھی ہرگز نہ کھانا
زور سلطنت نہ دکھانا یہ مقدمات دین و آئین ہین سب سختیان اے بدولت سہنا ہے اور پھر بعض چند
باتین موافق تمھاری حقیقت کے بتاتے ہین سب طرح احتیاط لازم ہی ذرا فرق نہ پڑے مضمون کتاب
خراب ہو جائیگا ملکہ صورت نگار نے کہا نہین خداوند ہم سب شہنشاہ کے ساتھ جاگین گے
سہل و آسانی ایام احکام کو کاٹ دینگے افراسیاب نے کتاب لیکر بغل مین دبائی بڑا خوف
یہی ہی کہ ہوا نہ لگنے پائے قدرت ہاتھ تھام کے ملکہ لالان خون قبا کا اٹھ کھڑے ہوے کہا
بس قدرت کو زیادہ فرصت نہین کلام کرنے کی مہلت نہین ابھی مشقت شاقہ باقی ہی
لوح کو لیکر عرش اعلی پر جاینگے فرشتون کے سپرد کر دینگے افراسیاب نے دست بستہ
عرض کی یا خداوند یہی سب سے بہتر ہی کہ لوح پر وہ دنیا مین نہ رہے خواجہ عمرو نے تیوری پر
بل ڈال کے کہا تجھے اب کیا دخل ہی جو مناسب وقت ہوگا وہ کرینگے ارے بیوقوف لوح کو
جلا کر خاک سیاہ کر دینگے اب ہزار برس تک طلسم کو زوال نہوگا کبھی تجھکو رنج و ملال نہوگا جا

عمر بھی تیری بڑھادی کوئی دنیا مین تجھ سے آنکھ نہ ملا سکیگا ما بدولت خود مسلمانون کے مٹانے
مین مصروف ہونگے سب حال تجھپر کھلجائیگا یہ کہکے عمر و ملکہ لالان خون قبا کا ہاتھ تھامے ہوئے
ہوا دار پر سوار ہوا امرا و وزرا آکر گرد کھڑے ہوگئے فرمایا کہ ہم باغ مین اپنی دختر بلند اختر کے
جائینگے افراسیاب قدمبوسی کر کے رخصت ہوا جب تخت پر سوار ہونے لگا برق فرنگی و
ضرغام نے جو بصورت صرصر و صبا رفتار ہین افراسیاب خانہ خراب سے عرض کی ای شہنشاہ
دوران ہمکو دو چار دن دربار خداوندی مین ضرور رہنا چاہیے اور تقدیرات معقول کرائینگے
شاید یہان کوئی عیار مکار غدار آئے اُسکا بھی حال قدرت سے عرض کرینگے قدرت کو ہزار
طرح کے کام ہین تمام عالم کے اہتمام ہین داؤ دنے بھی پلٹ کے کہا ای بندۂ خاص ملکہ صرصر
و صبا رفتار کو یہین چھوڑ جا یہ عیاران اسلام کو خوب پہچانتی ہین لشکر مہرخ کا بھی حال بخوبی
جانتی ہین ایک ایک کا نام دریافت کر کے پردہ ہاے غفلت اُنکے دلون سے اُٹھادینگی پھر
کوئی سرکشی نہ کریگا ہر ایک دشمن تیری محبت کا دم بھریگا افراسیاب خانہ خراب گرد تخت
کے پھرا دوبارہ قدمون کو بوسہ دیا ملکہ صرصر و صبا رفتار کو یہین چھوڑا ملکہ صورت نگار دختر ساحران
مذکور کو ہمراہ لیکر تخت پر سوار ہوا طرف کوہ بلور کے چلا راہ مین کہتا ہی ای صورت نگار اسوقت
میرے دل کا عجیب حال ہی خود بخود قلب پر ہجوم لشکر غم و ملال ہی قدرت نے یہ بڑی مشکل
کی بات بتائی جلدی مین کتاب بنائی لیجی رکھی بغل مین دبائے ہون بڑا خوف تو یہی ہی کہ ہوا
نہ نکلنے پائے تین شبانہ روز جاگ کر بسر کرنا ہو گا صورت نگار سمجھاتی ہی ای شہنشاہ آپ قدرت
کا شکریہ ادا نہین کرتے کہ اتنے عرصہ مین بالاے آسمان ہنغم گئے کل بروج ستیارگان ملاحظہ کیے
احکامات قدیم منسوخ فرمائے نئی تقدیرین بنا کر لائے قدرت نے اتنی بڑی تکلیف اُٹھا کر محض
شفقت تمھارے سپردگی اسپر اسقدر آپ گھبراتے ہین مجکو ہمیشہ سے آپ جانتے ہین بچپن مین
سر پر ہاتھ دھر کے بیاہ کے لائے یہ میان مصور صاحب ہمیشہ کے سو رکھ ہین انھین کھیل کی
پڑی ہوئی ہی برسون انکے پہلو مین سوئی کیا میرے انکے کسی بات کا پردہ ہی میری خاطر سے
سب کام کیے ورنہ کتاب سامری تین مہینے کے بعد طیار ہوتی تھی یا ایک گھنٹہ مین بنا کر دیدی
پھر بتلاؤ کیونکر نہ کچی رہجاتی ہم بھی آپ کے ساتھ کوہ بلور پر حاضر رہینگے سوتے جاگتے کی حفاظت

سینے مین دل کی شفقت عمر بھر کی چین اسیر ہین آپکو اعتراض ہر بات مین اغماض افراسیاب
کہتا ہے مین کیا کرون میرے دل کو آرام نہین آتا دل بیقرار ہے کہتا ہے پلٹ پڑون لوح قدرت
سے مانگ لاؤن کیا لوح رکھنے کی مجھکو جگہ نہین ملتی ہزارہا ملک میرے قبضہ مین ہین کاشانۂ حدیث
مین شہنشاہ توسن کے سبب تباہ و ویران ہوا لاکھ ہی مشکل ہے جو جو چیزین مین نے اُسکے سپرد کی ہین اُنسے
آج تک کوئی آگاہ نہین ملکہ صورت نگار نے کہا قسمت سے بڑھکر کون ہے وہ نگہبانی کریگا اب
لوح طلسمی دنیا سے معدوم ہوئی خواجہ عمرو و اسد سر پٹک پٹک کر مرین اگر عمر نوح پیدا کرین تو بھی
آسمان تک نہ پہونچ سکین افراسیاب جادو نے کہا اے ملکہ صورت نگار تیرے کلام سب راست
و درست ہین مگر مین اپنے قلب کو کیا کرون دل تردد منزل کسی طرح قرار نہین پکڑتا خود بخود اُلجھن ہے
کسی طرح سے چین نہین آتا مصور و صورت نگار و سرما و ابرلیق کوہ شگاف سب مخاطب ہو کر
سمجھانے لگے اے شہنشاہ عالم چونکہ ہمیشہ رنج و ملال بہت اُٹھاتے ہین اسوجہ سے آپکو تردد و انتشار
ہے اب بہت جلد چلکے کتاب ملاحظہ فرمایئے کہ تیسرے دن سب رنج و ملال خاطر اقدس سے دور ہوگا مگر
افراسیاب سر جھکائے ہوئے تخت پر اُداس ہوا اُسی حال پر ملال مین طرف کوہ بلور کے جاتا ہے حال اُسکا آیندہ تحریر ہوگا

دو کلمہ داستان خواجہ عمرو کے بچانا داؤد جادو کو اور تائب ہونا اُسکا افعال قبیح سے بیان کیے جاتے مین

نظم

کٹتی ہے میری تیغ زبان سے زبان تیغ — کیونکر سخن فروش ہون سوداگران تیغ
میرے نقش کی دیکھ کے سحر نمائیان — کیا دور ہے کہ دم نہ رہے درمیان تیغ
حسّاد مرے پاؤن تلک خون مین ڈوب جائین — جوہر اگر دکھاؤن مین اپنے لسان تیغ
یہ دل خراشیان مرے اشعار طبع کی — سینہ پہ منکرون کے ہین لاکھون نشان تیغ
ہرگز نہ کرسکے مرے خامے سے سرکشی — پیدا سر نگون سے ہے عجز بیان تیغ
خجلت سے آب و تاب سخن کی ہے آب آب — کیونکر چھپے چھپائے سے شرم نہان تیغ
مت پوچھ مجھ سے خون حنا دل کا ماجرا — ہر گل زمین شعر پہ ہے آسمان تیغ
ہووے نہ میری صحبت قاطع کے سامنے — سرگرم لاف و دعوے برش زبان تیغ
کیسی شکست رونق بازار ہو گئی — ہر تختہ بند و بست قلم سے دکان تیغ

اک بات مین تمام ہو بیان کار مدعی | کسکی بلا جو بارکش امتحان تیغ
کیا بات میرے حرف پہ انگشت رکھ سکے | ہر خط پہ نکتہ چین کو ہو وہم و گمان تیغ
گر شوق زخم عشق کی لذت بیان کرون | ہرگز مبادا کھائے بجز استخوان تیغ

گوہر آبدار سخن کو آویزہ گوش حق نیوش ناظرین والا تمکین کرکے جوش طبع گہر بار یون دریا دلی
دکھاتا ہے کہ خواجہ خواجگان عالم صاحب جود و کرم محترم و محتشم کہ ناز سیدان جلالت سرخیل
دوندگان باشوکت ذی وقار خواجہ عمرو نامدار لوح طلسم ہوشربا افراسیاب خانہ خراب
سے لیکر کتاب سامری کو بے آبرو کرکے وضو دھوکے خاک مین ملایا ملکہ لالان خون قبا کو ہمراہ
لیا وزیران سلطنت و مشیران ہیبت کو دارالامارۂ شاہی مین چھوڑا کہا آپ سب صاحب
حاضر رہین ما بدولت چند عرصہ مین تشریف لاتے ہین ملکہ لالان خون قبا و ملکہ ناگن و کنیزان
ملکہ سبقت خوشی سے خواجہ عمرو کے ہمراہ خرامان خرامان داخل باغ ہوئین جیسے دل باغ باغ
رنج والم سے فراغ اسد نامدار گوش برآواز بیٹھے تھے کنیزون سے کہہ رہے تھے دیکھیے آج ہمارے
ناناجان پر کیا گذرتی ہے افراسیاب سہ دانہ ہمہ گیر سحر و ساحری مین بے نظیر ہر رنگ مین ہمارے
ناناجان کو پہچان لیتا ہے ایسا نہو خدا نخواستہ کتاب سامری دیکھ لے تو غضب ہو جائے تخت
پر خداوند بنے بیٹھے ہین بھاگ بھی نہ سکینگے اگر اس صورت مین پہچان لیا تو آج زندہ نہ چھوڑیگا
اس خیال مین اسد نامدار سلیح و مکمل سر ہتھیلی پر رکھے ہوے آمادۂ مرگ و مہیاے قضا دروازے
پر باغ کے منتظر بیٹھے ہین کنیزون سے ہر مرتبہ فرماتے ہین برائے خدا جاکر خبر لاؤ دیکھو افراسیاب
سے کیا گفتگو ہوتی ہے اگر پہچان لیا ہو تو مجھ سے آکر جلد جلد بیان کرو مین بھی تلوار کھینچکر جا پڑون
ٹکر بھڑ کر اپنی جان دون میرے واسطے زندگی موت ہے بے لطف عیش و آرام فوت ہے کنیزین بھی
جانے نہ پائی تھین کہ باغ مین سواری آئی خواجہ عمرو کی صورت زیبا نظر آئی ملکہ لالان خون قبا
کا خوشی سے چہرہ گلنار ناگن وزیرزادی خوشی سے اکڑتی ہوئی پیچ و تاب ندارد کنیزین خوشی
خوشی پھولی ہوئی ہین ہر ایک کے چہرے سے خوشی آشکار غنچہ ہائے خاطر شگفتہ ملکہ لالان خون قبا
کے گلے مین لوح طلسمی مثل آفتاب تابان یا ماہ درخشان چمک رہی ہے اسد غازی دوڑکر خواجہ
عمرو سے لپٹ گیا کہا ناناجان فرمائیے خیریت تو ہے لوح طلسمی ملی یا نہین عمرو اسقدر خوش تھا

جیسا خوش الحان داؤدی یہ اشعار عاشقانہ شروع کیے ہاتھ طرف آسمان کے اٹھائے اشعار دعائیہ

ہر ایک محو ابروے شہ جہد سیاہ ہے
خوش ان کو التون مین کنہیا رہا ہے
تا نیلدا یزدی سے مہر کشان دہر
خورشید و ماہتاب مین جبتک ضیا رہے
فرق جناب تا ہو ظل تیغ سرج سے
جاری جہان مین اسکا فیض و نجار ہے

یہ آستانۂ قبلۂ اہل وفا رہے
حسن ضیاے گوہر دندان کے سامنے
اقدام پاک شاہ پہ ہر دم جھکا رہے
تا ہے رواج عشق گل و عندلیب کا
لعل صدف مین تا کہ دُرّ بے بہا رہے

صحبت مین عاشقوں کا یونہین جمگھٹا رہے
شرمندہ کس طرح نہ دُرّ بے بہا رہے
یارب ہو تا کہ قفس مین یہ بہا آسمان
جبتک چمن مین سرو پہ قمری فدا رہے
خطبہ ہو ہر دیار مین میرے حضور کا

سعت خواجہ عمرو کی زمزمہ سرائی خوشی مین اسد غازی کو سنے لگے

لگانا فرحت مین اشعار آبدار کا نا اشعار

جو کھل کر انکا جوڑا بال آئین سر سے پاؤن تک
بنا ہین ج کے لین سو سو بلا مین سر سے پاؤن تک

ہم انکی چال سے پہچان لیتے آنکو ہر تیغ مین
شرارا بیچ کو وہ جیسے چھپا مین سر سے پاؤن تک

یہ جتنے سرو ہین سب اُسکے قد پر زہر کھاتے ہین
چمن مین سیر کو کیونکر نجا مین سر سے پاؤن تک

مرا دل ایک ہر دو دن خوش ادا کی کس ادا کو مین
کہ مین وان تو ادا مین ہی ادا مین سر سے پاؤن تک

سراپا شوق ہا مین سر کے بل ہم چکے چلے ہین
مثال شمع وہ ہمکو جلا مین سر سے پاؤن تک

سنو ان بے پردہ تو بھی دو گھڑی ہو ہو کے شوخی سے
حسن جلسن مین در پردہ دکھا مین سر سے پاؤن تک

بنایا اس لیے ہی خاک کے پتلے کو بھی انسان
کہ اُسکے درد کا پتلہ بنا مین سر سے پاؤن تک

سراپا پاک ہین دھوئے جنھون نے ہاتھ دنیا سے
نہین حاجت کہ وہ پانی بہا مین سر سے پاؤن تک

مزا تا ہی ذوق افزون ہو جتنے زخم افزون ہون
نہ کیون ہم زخم تیغ عشق کھا مین سر سے پاؤن تک

گلعذارون کے قہقہے عندلیبان خوش نوا کے چہچہے گلون کا پھولنا غنچون کا مسکرانا سرو چمن اکڑنے لگے نوجوانان چمن کے پھول کھلے نرگس کے اشارے طائران چمن کے چہکارے سوسن خوش آواز لعبت ناز زبان درازی کا قصد کرتی ہے محبت باغبان ازل کا دم بھرتی ہے سنبل نے زلفون کو درست کیا تحمل چمن سنان بلبلین خوش حال خواجہ عمرو اسد غازی کو ساتھ لیے ہوئے بارہ دری مین آئے فرمایا بسم اللہ یہ لوح طلسم ہوش ربا ہے پروردگار نے اپنا فضل و کرم شریک حال کیا اتنے بڑے عیار مشہور نے دھوکا کھایا لوح اپنے ہاتھ سے مجھے دے کر

چلا گیا اسد نامدار نے خوشی خوشی لوح طلسمی گلے مین پہنی پوچھا کیون نانا جان کتاب سامری
کا کیا ذکر ہی خواجہ عمرو نے کہا کتاب سامری مین سے افراسیاب خانہ خراب سے لیکر دغالی
ملعون کی بے آبروئی ہولی انشاء اللہ اب بڑے فتاحی طلسم تمھارا جانا ہو گا مع سامان لشکر کشی
افراسیاب کریگا یقین ہی ضرور ڈرے گا گھبرا کر ملکہ لالان خون قبا نے عرض کی ای خواجہ عمرو
اب مقدمہ مین والد نامدار کے حضور کو کیا منظور ہی خاص اب وقت عیش و سرور ہی خواجہ عمرو
نے کہا مجھے اسی کا انتظار تھا طبیعت کو انتشار تھا کہ اتنا بڑا بادشاہ زبردست اگر بگڑ جائے کون
سنبھال سکے اب صاحب لوح موجود ہی کیا زبان ہلا سکتا ہی مگر خدائی کر چکا ہی کیونکر نصیحت و
وصیت کو مانے گا اسد غازی نے کہا نانا جان اصل تو یہ ہی کہ اب قتل ہونا داؤد جادو کا مجھے
بہت شاق ہی خدا کرے وہ مسلمان ہو دل اس مژدۂ جان بخش کا مشتاق ہی خواجہ عمرو نے
کہا بخدا و رسول مجھے بھی نام سے داؤد کے بہت محبت و نہایت صاحب شوکت لیاقت ہی
یہ فرما کر اسد غازی کو ایک دنگل زرین پر بعد شوکت و حشمت جگہ دی ملکہ لالان خون قبا
خوف سے کمرے مین چھپ گئی کنیزین تمام دست بستہ اپنے عہدون پر حاضر ہین مگر رنگ
ہر ایک کا متغیر حیران و پریشان ششدر و متحیر ایک سے ایک اشارہ کرتی ہی کہ لو اب خداوند
زنبیل سے خواجہ عمرو کی نکلتے ہین دیکھیے کیا قیامت و مصیبت برپا ہو گی مگر خواجہ عمرو بن امیۂ
ضمری نامدار نے اپنی صورت اصلی بنائی داؤد جادو کو زنبیل سے نکالا ستون سے خوب کسکر
باندھا گر زبان مین وہ دو سوزن فتیلہ رفع بیہوشی ناک مین دیا داؤد کو ایک چھینک آئی ہوش
آنے ہی آواز دی ای بندگان من جلد حاضر ہو سامنے داؤد قدرت خواب استراحت سے بیدار
ہوئے خواجہ عمرو نے پکارا ای داؤد جادو چشم خود را واکن و حال خود را تماشا کن سامنے پہلوان
دوران گرشاسپ جہان غارت کن سلطان سرکوب افراسیاب خانہ خراب اسد عالی جناب
موجود ہی اٹھ کر قدمبوسی کر تو نے بڑا اپنے نفس پر ظلم کیا معاذ اللہ خداوند بنکر بیٹھا جامۂ خودی سے
باہر آ اور چشم بصیرت وا کر اشعار

سحر ہی ہشیار خواب کب تلک بہت بڑی منزل عدم ہی	نسیم جاگو کمر کو باندھو اٹھاؤ بستر کہ رات کم ہی
نسیم غفلت کی چل رہی ہی [illegible] مین قضا کی نیندین	پھر ایسے سوگے مین سو رہوگے کہ جانا حشر تک قسم ہی

جوانی و حسن و جاہ و دولت یہ چند انفاس کے ہین جھگڑے
لبان دست سوال حاصل نہین ہون ہر ایک مدعا سے
مآل کار جہان فانی کبھی نہین ایک قاعدے پر
دریغ کرنا نہ زور بازو شاہ سواری کہ مردون کو
زبان رد کو بھلک ہے جو سر درد و شینہ جوش رہی
یہ مصرعہ مخبر سعیت کمال ہمکو پسند آیا

اجل ہو استادہ دست بستہ تو یہ رخصت ہر ایکدم ہو
نیاز ہو بے نیازیون سے بغل مین دل صورت صنم ہو
جو چار دن ہو وہ دور راحت تو لیجا اسکے غم و الم ہو
ہوس نہ رہجائے کوئی قاتل کہ سر تہ خنجر دو دم ہو
ہو وصال شب تمنا ہر ایک لب سے ابھی ہم ہو
نسیم جاگو کمر کو باندھو اٹھاؤ بستر کہ رات کم ہو

ہزار ہا بندگان خدا کو برگشتہ کیا ای برگشتہ راہ ضلالت وای گم کردہ راہ رسم و راہ حقیقت ابھی زبان مین طاقت کلام ہے اس سرکشی کا بد انجام ہو وقت سکرات کوئی کام نہ آئیگا اعمال قبیح صورت مہیب دکھائینگے اُسکی صورت ہیبت ناک دیکھکر ڈر جائیگا مسطور ہے کہ جب انتقال انسان قریب آتا ہے صورتہای مہیب اشکال عجیب سامنے ظاہر ہوتی ہین اگر صاحب جاہ و حشم ہے بادشاہ کل عالم ہے وزیر و امیر سپہ شیران با توقیر پہلوانان و جوانان شمشیر زن کو یہ کہکر پکارتا ہے کہ یارو ان لوگون کو میرے سامنے سے ہٹاؤ مجکو ڈراتے ہین بلا دھمکاتے ہین جب کوئی بھی جواب نہین دیتا اس مضطرب جناب کی خبر نہین لیتا خوب ظاہر ہے کہ آفت دنیا زر و جواہر دینے سے ٹلجاتی ہے پس گھبرا کر کہتا ہے یارو دروازہ خزانے کا کھول دو ان سبھون کو روپیہ پیسہ دیکر ٹالو وہان سے صدا بلند ہوتی ہے او بد مآل اب ہم سے کیا ہو سکتا ہے یہ وہ وقت ہے کہ ہر چیز کو سکتا ہے ناحق کے لیے پھر کتا ہے اتنا ممکن ہے کہ مجھ سے مجکو دو گز کفن ملیگا اول مجکو خدا کی راہ مین نہ لٹایا بار زاد آخرت نہ بنایا اب ترا وقت آخر ہے بس وہ غیر ممکن ظلم و بدعت کرکے مجکو جمع کیا مار و عقرب بنکر ترا ساتھ دونگا ہر مقام پر نیش زنی کرونگا جب مال سے یہ جواب سنتا ہے او داؤد جادو گوش ہوش سے سن وہ شخص اور زیادہ سر دھنتا ہے خیال مین آتا ہے کہ مین نے اپنے اہل و عیال کو پرورش کی وہ ضرور کام آئینگے ان صورت ا سے مہیب سے مجکو بچا لینگے گھبرا کر بیٹی بیٹا جورو بھائی قوت بازو کو پکارتا ہے کہ یارو میری مدد کرو اس بلاے ناگہانی کو رد کرو ای داؤد پنبۂ غفلت گوش ہوش سے نکال کر سن جنکے واسطے دنیا مین جان لڑائی ذلت اٹھائی جمع کر کے انکو پہونچایا وقت فاقہ کشی عیال اور بیوی کی آتی کو بھول جاتا ہے بار گناہ عظیم اپنے سر پر اٹھاتا ہے سن وہ کیا خوب

جواب دینے مین کیا اچھی طرح اپنے سرپرست کی خبر لیتے ہین انھین کی زبان سے یہ جواب
ہوا اپنے بزرگ خانہ سے خطاب ہو اے شخص ہم مجبور و ناچار ہین ہم سے کچھ نہین ہوسکتا ایک
کام کرینگے کاندھے پر سوار کرکے مکان تنگ و تاریک مین بند کر دینگے پھر کبھی جا کر
تیری خبر بھی نہ لینگے بس زیادہ امید نرکھ واللہ موت چلی تب وہ شخص مایوس و نا امید
ہوکر درگاہ رب بے نیاز مین بہ گریہ و زاری عرض کرتا ہو کہ اگر ایک سال کی مہلت ملے
کل احکام الٰہی ادا کرون وہ جو سامنے بصورت مہیب ڈرانے والا کھڑا ہو کہتا ہو اب وقت
مہلت نہین ہو موت سے فرصت نہین ہو یہ کہتا ہو چھ مہینے کی مہلت ملے کل اعمال نیک
کرونگا وحدانیت پروردگار عالم کا دم بھرونگا جواب دینے والا کہتا ہو کہ غیر ممکن اب ان
مہلت کہان یہ شخص گڑگڑاتے گڑگڑاتے آخر مین عرض رسا ہوتا ہو اگر ایک شب کی مہلت ملے
مین اپنا سارا مال راہ خدا مین لٹا دونگا اطوار بد و اعمال قبیح سے توبہ کرونگا جواب دینے والا
کہتا ہو اب مہلت ناممکن مجبور و ناچار ہوکر چند ساعت کی امید کرتا ہو اسوقت
بھی جینے پر مرتا ہو مگر قابض ارواح جسم سے روح کو کھینچکر داغ مین بند کر دیتا ہو تمام اہل
و عیال کے رونے کی صدا سنتا ہو کلام کرنے کی طاقت نہین بولنے کی لیاقت نہین
گھبراتا ہو کہ میرے عزیز و اقارب کیون روتے ہین کسواسطے اپنی جان کھوتے ہین اسی
داد و جاد و جب باب قبر بند ہوا تب راز اصلی کھلا اعمال کی پرسش صدمہ فراق
احباب مکان تنگ و تاریک نکیرین نے کیا پوچھا اسنے کیا جواب دیا ہوش گم اس برگشتگی و
سرگشتگی کا انجام جہنم

نظم

ہو رخصت جان حال مین جلا نہین سکتا — رہوار بہت تیز ہو ٹھہرا نہین سکتا
وہ ضعف ہو اسدم کہ کہین جا نہین سکتا — مین عمر گذشتہ کی طرح آ نہین سکتا
کچھ خیال سے بھی کم ہو کنار لحد تنگ — آرام کہان پاؤن تو پھیلا نہین سکتا
سیاح عدم قید تعلق سے مین آزاد — دام رگ تن روح کو الجھا نہین سکتا
دن رات بجھر گئے مین مرے جسم کے شعلے — بجھا ہا کوئی تار خس جھکا آ نہین سکتا
رکتے نہین سیاح عدم اشک کی صورت — جب آنکھ سے ٹپکا کوئی ٹھہر نہین سکتا

مشکل ہو نسیم اب کہ میسر ہون وہ راتین
کھولے ہوئے آرام بستر پا نہین سکتا

دیگر اشعار آبدار عبرت آمیز

ہر شخص کو ایک دن ہی مرنا
مٹنے کو بنی ہین صورتین سب
کیا زور امانت خدا مین
لے دیکھ کہ خواب ہے یہ دنیا
پھر رک نہ سکا وہ جسکی آئی
سبکا عدم و وجود ہے ایک
ہو نسبت اگر بصورت نوح
مرنا برحق ہے موت حق ہے
جس گھر مین تھے حضرت سلیمان
پہونچی یہ موت وان بھی لیکن
اس دم کا اعتبار کیا ہے
جائے تو وہ داغ زندگانی

بوڑھا ہو طفل ہو کہ برنا
جانے کے لیے ہے سب کا آنا
کیا دخل مشیت خدا مین
فرصت نہین منہ سے بولنے کی
بیٹا ہو کہ باپ ہو کہ بھائی
جو مان کے کنار مین پلا ہے
اک دن نکلے گی جسم سے روح
یہ بات مگر سمجھنے کی ہے
کیا کیا نہ کچھ انتظام تھا وان
موقوف اک آدمی پہ کیا ہے
اس سانس پہ اختیار کیا ہے
تا حق جینے کی یہ ہوس ہے

ہستی میں ملی ہین صورتین سب
گذریان ہین اسقدر زمانہ
اک نقش بر آب ہے یہ دنیا
مہلت نہین آنکھ کھولنے کی
نابود اور لفظ بود ہے ایک
آغوش لحد مین اسکی جا ہے
سب کے لیے ایک ہی سبق ہے
اچھون کو فنا بھی چاہتی ہے
پہرا دیتے تھے انس اور جن
ہر چیز کے واسطے فنا ہے
آئے تو خدا کی مہربانی
اس موت پہ کب کسی کا بس ہے

کیون اے داؤد لحد مین براے نکیرین کوئی جواب سوچا ہے یہی کہونگے مین خدا ہون سحر و ساحری مین یکتا ہون سوچو تو یہ شیاطین ساتھ ہونگے جہنم سے بچا دینگے یہ سیلات سکرات و اموات وقبر جو بالتفریح خواجہ عمرو نے بیان کیے داؤد کا عجیب حال ہو گیا بید کی مثل تھرایا تمام جسم پسینے مین ڈوب گیا آہ کا نعرہ کیا کہا خواجہ عمرو براے خدا بس مجھکو جلد کھولدو قدمون پر اس شیر بیشۂ جرات کے گردن عذر عفو تقصیرات کرون للہ مجھکو صورت نجات بتاؤ گم گشتہ راہ ضلالت کی رہبری کرو جب خواجہ عمرو نے دیکھا کہ داؤد الیا بیتاب ہواسون سے سر گرانے لگا خواجہ عمرو گھبرائے کہ کہین ایسا نہو جسم سے اسکا مرغ روح پرواز کر جائے باپ کی بدحواسی پر ملکہ لالان خون قلب سر پیٹنے لگی کنیزون مین صداے گریہ وزاری بلند ہر ایک خرد و کلان دردمند خواجہ عمرو

نے جلدی سے بڑھکر زبان سے داؤد کی سوزن نکالا کسندون کو کاٹا داؤد لڑکھڑا کر
زمین پر گرا کبھی قدمون سے اسد غازی کے لپٹتا تھا کبھی گھبرا کر خواجہ عمرو سے کہتا تھا
ای شہنشاہ عیاران ای صاحب ایمان براے خدا کلمۂ طیبہ زبان سے جلد فرمایئے اقرار
وحدانیت رب اکبر کرون اس سرکشی سے تائب ہون ہر چند عمرو سمجھاتا ہی باتون مین ٹالتا ہی
کہتا ہے ای داؤد ہماری بات تو سنو ابھی کلمہ نہ پڑھو سطیح الاسلام ہو افراسیاب خانہ خراب
سے لڑائی کا سامان کرو اور ہزارون کو صاحب ایمان کرو راہ خدا مین جہاد کرو طلسم کشا
کی امداد کرو جہاد سے بڑے بڑے شرف ہین انشاء اللہ سمجھ جاؤگے ایسا وقت پھر
کبھی نہ پاؤگے داؤد جادو جواب دیتا ہی ای نطفہ کردہ ہفت پیغمبران مین نے کوہ
گران معصیت اپنے سر پر اٹھایا رب اکبر سے ہمسری کا دعوی کیا نجات نا ممکن اب اور
دوسرا بار اٹھاؤن کیونکر متحمل ہون راہ دور و دراز زاد سفر سے ہاتھ خالی منزل بےنشان
ایسا بار عظیم سر پر لیا کیونکر منزل طی کرونگا یہ جسم خاکی پر درد و حسد ناز و نعم اسیر بیمار
رنج و الم یہ نحیف و ضعیف اس بار معصیت کے اٹھانے کے لائق ہی یہاں تو ان پہ صدمہ
پہونچے کا عیش و آرام کے عادی تھا یک بیک یہ بربادی اب یہ بہت بڑا احسان ہی کہ بہت جلد اوہ
ضلالت سے نکالیے باغ ایمان کی سیر کرائیے شاید کسی پھول کی بو دماغ مین پہونچ جائے
غنچۂ دل پژمردہ خاطر شگفتہ ہو اب آپ کے غلام ناکام سے کوئی کار دینوی ممکن نہین اپنے
گناہون کبیرہ سے قلب مطمئن نہین کلمہ بتائیے عقاید دین مبین تعلیم فرمائیے ایک گوشۂ
تنہائی مین بیٹھکر عبادت پروردگار عالم کرون کیا عجب ہی کہ عذاب دوزخ سے رستگار ہون

خواجہ عمرو نے کہا ای داؤد وہ رحیم و کریم ہی سمیع و علیم ہی شعر

ہم حشر مین کہین گے خدائے قدیر سے ٭ کیا کیا گنہ کیے تری رحمت کے زور پہ ٭٭ اسی شعر پر
حقیر مصنف نے مصرع لگا دیے ہین لائق ملاحظۂ ناظرین والا تمکین ہین صرف داؤد
اور خواجہ عمرو سے کلام تھا گیا شعر اس مقام پر لکھا گیا مخمسہ

	روز نشور قہر سمیع و بصیر سے پلہ قوی ہو سلے جناب امیر سے		کانپیگا جسم دہشت حبس البصیر سے ہم حشر مین کہین گے خدائے قدیر سے	

کیا کیا گنہ کیے تری رحمت کے زور پر

وہ رحیم وکریم خالق بے نیاز رب کارساز رحمت اسکا شیوہ ہی گناہگارون کے گناہ بخشتا ہی اسکی ثنا و صفت مین زبان انسان ضعیف البنیان قاصر ہی ابیات

بہر چہ آفریدی و بستی طراز
جہان گردش انجم و آسمان
نبود آفرینش تو بودی خدا
نہ چون کردہ شد بر تو رحمت فزود

نیازت نداری از ہمہ بے نیاز
کہ چندانکہ اندیشہ گرد و بلند
نباشد ہمہ ہم تو باشی بجا
ز تعظیم تو پیش تو ہست و نیست

چنان آفریدی زمین و زمان
سر خود برون ناورد از کمند
ز خلوت بدی کافرینش نبود
اگر باشد و گر نباشد یکیست

داؤد نے کہا خواجہ سنداسکرات نے آپ کے مجکو مارا روح قالب مین بچین ہی حقیقت مین وہ رب الناس
دعز ہین ہیرمان رحیمی اسکی صفت لیکن قہار وجبار بھی نام ہی اسوقت آنکھون کے آگے تاریکی قہر
بھر گئی لذت عیش و عشرت دنیا نگاہون سے گر گئی میری دستگیری فرمایئے زیادہ نہ سمجھائیے
عمرو اسد سے اشارہ کرتا ہوا ای نور نظر تم کسی طرح اسکو سمجھا دو ابھی کلمہ نہ پڑھے افراسیاب سے
اسکا مقابلہ کرنا امر بڑی مشکل ہی تم برائے طلسم کشائی جاؤ گے ملکہ مہرخ وبہار پر افراسیاب جادو
لشکر کشی کریگا وہ ہنگامے ہونگے کہ نہایت مشکل ہوگی آخر کیونکر تسکین دل ہوگی افراسیاب
قصد کریگا کہ طلسم کشا کو ستاؤن مرحلات طلسم پر بسر طلسم کشا لشکر کشی کرون یہ ساحر زبردست ہم
ہمارے ساتھ ہوگا افراسیاب سے برابر لڑیگا قدم نہ بڑھانے دیگا یقین کامل ہی سوائے طلسم نہ
ہونے کے اور کسی شرط مین افراسیاب اس سے زیادہ نہین ہی کاہن ساحر زبردست اور
ستارہ شناس خوش رو خوش لباس اسد غازی یہ سنکر اٹھے داؤد جادو کو گلے سے لگایا کہا ای
نہنگ محیط افسونگری وای در بے بہائے دریائے ساحری آپ ہمارے بزرگ ہین اب ہر
امر مین صلاح نیک دیجیے فتح طلسم کی تدبیر کیجیے آپ اس طلسم کے رازدار ہین صاحب جاہ
و وقار ہین آپ کے نام سے ساحران ہوشربا تھراتے ہین آپکی ہیبت و شوکت سے مکان
کے دم بند ہوتے ہین مسرت آپ خدائے زبر کیجیے سلیج اسلام ہو جیے گی تو قبول ہی سعادت دارین حصول ہی نظم

نشان گو کہ پردہ موجود ہی
سلیمان کا لشکر کرے مور چیت

رگ جان سے نزدیک معبود ہی
ہین مخلوق اُسی کے زوال و کمال

اگر اسکی قدرت کا ہو بند و بست
غرض ہی سبھون کا برابر خیال

نہین بیان حقیقت مین جاسے کلام	ہین اوصاف اُسی کے اُسی پر تمام

یہ کلام نصیحت انجام جو داؤد جادو نے زبان معجز بیان اسد نامدار سے سنے اور زیادہ بیقرار
ہوا اسقدر رویا کہ ہچکی لگ گئی قریب تھا کہ دم نکل جائے بمشکل اپنے کو سنبھالا اتنا جواب دیا ای
آقاے نامدار وای مولاے قدر شناس ای رہبر راہ حقیقت وای خضر بادیۂ طریقت آپکے
کلام فیض انجام صفحۂ دل پر نقش ہوے روح کو راحت دہ قلب کو فرح بخش ہوے مگر غلام کی اب
راے یہی ہی کہ تائب ہو کر ایک گوشہ مین بیٹھ کر عبادت کرو امورات دنیوی مین اب ملوث نہو
زیادہ حضور تعریف نفرمائین کلمۂ طیبہ بتائین غلام اپنے گناہان کبیرہ کو یاد کرتا ہی دمبدم فریاد کرتا ہی
کیون شہریار پیدا کرنیوالے کا ہمسر بنکر بیٹھا اس خیال مین تمام جسم لرزان ہین جسکے کنگرۂ صنعت
قدرت تک طائر وہم وخیال نہ پہونچے اُسکا ہمسر بنے اس سے بڑھکر اور کیا گناہ عظیم ہی وہ رحیم وکریم
ہی شاید میری غربت پر رحم کرے جسقدر حضور سمجھاتے ہین عبرت بڑھتی جاتی ہی روح قفس جسم خاکی مین
گھبراتی ہی اب اسد وعمرو مجبور ہو ناچار ہوے اسد نے کہا نانا جان آپ کے کلمات نصیحت آیات
قلب پر اسکے تاثیر کامل کر گئے یہ نقش اب نہ مٹے گا اسد وعمرو نے حکم دیا داؤد نے طریقہ پر اسلام کے
غسل کیا طریقۂ وضو بتلایا کلمہ پڑھایا داؤد جادو طیب وطاہر ہوا بصدق دل دائرۂ اسلام
مین آیا داؤد کو ایک لمحہ جیت اسد ناگوار ہی عرض کی حضور دربار مین چلین کل سردارون
کو مطلع کر دون جو سرکشی کرے اُسکو سزا دون اسد نامدار لوہے گلے مین پہنکر مسلح ومکمل
ہوے خواجہ عمرو بالباس عیاری سے آراستہ ہو کر ہمراہ داؤد بیرون باغ آے
وزرا امرا نے دیکھا ایک جوان ماہ طلعت مہر صورت لیق سیتن صاحب شوکت وجرأت موافق
شعر سعدی علیہ الرحمۃ شعر بالاے سرش ز ہوشمندی ۔ میتافت ستارۂ بلندی
سپر فولادی پشت پر تیغہ برق مثال زیب کمر خود زرین بسر زرہ سونے چاندی کے کڑیون
کی زیب جسم انور سرو قد خورشید خد فتح وظفر دست بستہ پہلو مین آثار جلالت وشوکت چہرۂ زیبا
سے ہویدا صف شکنی صفدری ناصیہ سے پیدا آگے آگے اپنے خداوند کو دیکھا دست بستہ
اُسی جوان صاحب لیاقت کی پشت پر مثل چاکران کمترین ایک شخص دبلا پتلا نہایت لباسے
عیاری سے آراستہ ساتھ ساتھ چلا آتا ہی سب حیران پریشان کہ یہ کیا سر کہ ہوا آج تو خداوند کسی کے

تابعدار معلوم ہوتے ہین مگر خاموش ہمراہ ہو لیے آکر دار الامارۃ مین پہونچے داؤد تخت پر نہ بیٹھا مقام صدر پر بھی نہ بیٹھا مقام صدر پر پلنگ اسد غازی بچھایا اُسپر شاہزادے کو جگہ دی آپ کرسی پر بیٹھا ایک جانب خواجہ عمرو وزرا امرا دست بستہ حاضر ہین امیدوار ہین کہ دیکھین قدرت کیا فرماتی ہین داؤد نے سر اُٹھایا پکار کر بآواز بلند یہ عبارت ادا کی ایہا الحاضرین پہچان لو شیر بیشہ وغا فتاح طلسم ہوشربا شہسوار عرصۂ یکہ تازی شاہزادہ اسد بن کرب غازی و مہر سپہر عیاری و قطب فلک خنجر گزاری آپہونچے تمکو کیا خبر ہی خواجہ نے ہمکو گرفتار کیا احسان انکا کہ نہ قتل کیا اگر قتل کر ڈالتے تمکو خبر بھی نہ ہوتی میری صورت بنکر افراسیاب جادو سے لوح طلسمی لے لی کتاب اُس بے کتاب کی ڈھونڈ والی طلسم کشا کو لوح ملگئی عرصہ زمانہ تک اُس بچیا نے اس شیر صولت کو گنبد نور مین قید رکھا مگر قتل نہ کر سکا انکے خدا نے انکو بچایا اس قید شدید سے چھڑایا یہ مجھکو بخوبی ثابت ہوا مین نے دین باطل کیا تھا اُس پیدا کرنیوالے کا ایک حقیر بندہ ہون جن صاحبون کو طاعت دین اسلام منظور ہو اس شیر صولت کی اطاعت کرین ورنہ میرے شہر سے نکل جائین یہ کہنا بھی سمجھو اسوقت کی میری بات کو دل مین جگہ دو صفحۂ دل پر ایک ایک حرف کو نقش کرو طلسم ہوشربا ضرور فتح ہوگا اسے نامدار قاتل افراسیاب ہی بہت قریب زمانۂ انقلاب ہی جو انکا ساتھ دیگا عزت و آبرو پائیگا ورنہ بخجلت مین ٹھوکرے کھائیگا آبرو پر بن جائیگی پناہ پانی مشکل ہوگی دریائے ہوشربا مین تلاطم ہوگا آمد طوفان کی قریب ہی محبت مسلمانان کشتی نجات ہی ہم تمھارے فرشتے راہ راست بتادی آیندہ اختیار ہی ہمکو آج سے خداوند کوئی نہ کہے داؤد ذلیل بندۂ رب جلیل ہی دیکھو یارو باطل پرستی کا بد انجام ہی ایسے کلمات حجت آمیز سرور گرداود جادو نے جانی زبان سے کہے دربار مین ایک شور بلند ہوا ہر ایک وزیر و امیر قدمون سے داؤد جادو کے لپٹ گیا کہا اے شاہنشاہ ہمنے دل و جان سے اطاعت دین اسلام قبول کی افراسیاب کے باپ سے لڑینگے جان دینگے انکا ساتھ تا بحیات نہ چھوڑینگے محبت سے اس شیر دل کی منہ نہ موڑینگے کیا دولت لازوال پائی نعمت عظمیٰ اسلام ہاتھ آئی داؤد نے سبکو مطیع الاسلام کرایا قدمون پر اسد و عمرو کے گرایا اُسی وقت کارگزارون کو بلاکر حکم دیا بہت جلد ایک عبادت خانہ تیار ہو ہم اُس مین بیٹھکر عبادت کرینگے فوراً ایک قصر مختصر مثل مسجد کے درست ہوا داؤد محراب عبادت مین مصحف ابراہیمی لیکر بیٹھا چند صحیفہ خوان

جمع کیے انکوا بنی صحبت مین جگہ دی شاہنشاہ داؤد بندۂ خاص معبود کا یہ انجام ہوا کہ ہر وقت عبادت
الٰہی مین مصروف لباس کہنہ پیوند دار جسم نحیف وضعیف مین جب طاقت عبادت نہ رہتی اسوقت
ایک ٹکڑا کھالیتا چند قطرے پانی کے پیتا کہ قلب کو تسکین رہے مگر شاہنشاہ اوج عیاری نے
چار پانچ لاکھ ساحرون کا لشکر جمع کیا ایک نامہ مندرج کل احوال یعنی حصول لوح وغیرہ کا حال
درج کرکے ایک ساحر تیز رو کو دیا کہ یہ نامہ جلد ملکہ کو پہونچا دو زبانی بھی ہدایت کرنا کہ شہر
داؤدیہ سے طلسم کشا نے کوچ کیا ہی آپ لشکر کو لیکر آئیے انشاء اللہ راہ مین ملاقات ہوگی
نامہ دار اسی طرف چلا عمرو نے کوچ کا قصد کیا ملکہ لالان خون قبا کو حاکم ملک داؤدیہ
قرار دیا ملکہ ناگن کو بخوبی سمجھایا کہ تم ملکہ کی حفاظت کرنا واضح رہے ناظرین ہو کہ خواجہ عمرو
مع اسد نامور و مع لشکر ظفر اثر شہر داؤدیہ سے روانہ ہوے انکو راہ مین چھوڑیے
ذکر انکا وقت پر تحریر ہوگا

دو کلمہ داستان حیرت بیان افراسیاب جادو کا پہونچنا کوہ بلور پر اور کتاب دیکھکر
گھبرانا آگاہ ہونا کہ لوح طلسمی ہاتھ سے گئی کتاب سامری بھی چھٹی نہایت بیقرار
ہونا اور طعن کرنا صورت نگار پر اور صورت نگار کا شرمندگی مین روانہ ہونا طرف
شہر داؤدیہ کے آمادۂ قتل داؤد ہو کر و دیگر مقدمات متعلق داستان ہذا ساقی نامہ

ساقی اک جام اور دینا
دکھلا کہین آفتاب للہ
دم پر اب ضعف سے بنی ہی
ہی پردۂ ہجر رنج کا اوٹ
ای کشتیِ دخترِ رز کے ملاح
صحبت اب تھوڑی دیر ہی اور
کہدے یہ مری طرف سے للہ
اب حال بہت چھپا سُل کر
پھر دل کی غم سرا ہو آباد

کرتا ہون [illegible] لینا
ہوتا ہی سارا نشہ پامال
ایذاے فراق جانکنی ہی
شیشے کی سن رہا ہون قلقل
دے راحت روح شیشۂ راح
ہان جلوۂ دخترِ رز دکھادے
آیا ہی ترا فقیر ای ماہ
کچھ ذکر نہین اب خدارا دو
دیدار سے تیرے مست ہون شاد

ای میرے شب مراد کے ماہ
بس بندہ نواز مہربانی
دلبر سے پڑ رہی ہی اک چوٹ
آنکھون سے نہان ہی ساغر
چلتے ہین آخری ہی یہ دور
بچھڑے ہوے دوست ہی ملادو
الجھن ہی بہت خوش اسکا دل کر
کسواسطے ہجر کیا ہی پردہ
کر قصۂ غم خوشی سے آغاز

دم بستہ ہی کھول پردۂ راز — منھ مین جو چڑھ آیا اُسکے پانی

ساقی نے یہ نشئے پلائی — کی خامہ نے یون گہر فشانی

دریا کی طرح طبیعت آئی

غزل زیب النسا مخفی

تا باد صبا را بہ گلستان اثرے ہست — گل را نظرے جانب صاحب نظرے ہست

ہشیار ستمگر کہ لب نالۂ مظلوم — پوشیدہ ز چشم تو خدنگ اثرے ہست

تا ہست بہ بستانِ جہان فیض سحابی — از شجرۂ امید امید ثمرے ہست

غم نیست اگر روشنی دیدۂ من رفت — با چشم ترم شعلۂ آہ جگرے ہست

سیاحانِ دشتِ پر ہولِ معانی و رہ نوردانِ جادۂ خوش بیانی اِس داستانِ شوکت بیان کو
یون تحریر فرماتے ہین شعر محرزانِ قصص صاحبانِ ذہن و ذکا۔ رقم یہ کرتے ہین اب داستان ہوش ربا
جبکہ **افراسیاب** خانہ خراب بیچ طلسم **خواجہ عمرو** کو دیکر کتاب **سامری** کو بغل مین دبائے ہوئے
حیران و پریشان لرزان و ترسان اُفتان و خیزان ہر دم یہی کہتا ہوا جاتا ہی ہاے کتاب خاص کہ
اسکا یہ انجام ہی اِس زور سے بغل مین دبائے ہون کہ شانہ ٹوٹا جاتا ہی اسپر ڈر ہی کہ بربادی کی صورت
اپنی آئینہ خیال مین دکھائے کہین ہوا نہ نکل جائے اِس انتظام مین گو زندگی مشکل ہی باد ہوائی باتون
پر طبیعت مائل ہی دیکھو صرصر و صبا رفتار بھی دہین ٹھہر گئین خداوند نے اُنکو کیون روک لیا
اب مجھکو یاد آیا اُسوقت تو مجھکو دیوانہ بنا دیا سواے بیچ دینے کے نشیب و فراز نہ سوچا اب
بڑے بڑے خیال آتے ہین ہوا نکلنے کے خیال سے ہوش اُڑے جاتے ہین کیونکر ہوا کو روکون
صرصر و صبا رفتار ساتھ ہوتین اسم بانتے ہین کوئی ہوا کے باندھنے کی تدبیر بتاتین اِسی حال
خراب مین بر سر کوہ بلور پہونچا ہزار ہا کنیزین آکر حاضر ہوئین تخت براے افراسیاب بیٹھ گیا تخت
آراستہ ہوا افراسیاب نے کہا مین تخت پہ بیٹھکر کیا کرونگا مین خیال محال مین مبتلا ہون نام
سامری و جمشید چھپا رہا ہون کتاب خاص دستیاب ہوئی دیکھیے کب مہلت ملتی ہی مین شبانہ روز
یہی مصیبت ہی سر باد و ابر برق وغیرہ باتون مین بہلانے ہین حیرت جادو ناز و کرشمہ کرکے اپنی جانب
متوجہ کرتی ہی لیکن افراسیاب بچین و بیتاب کتاب بغل مین لیے بیٹھا ہی حیران حیران ایک ایک
کا منھ دیکھتا ہی صورت نگار بہت خوش ہی ملکہ حیرت جادو سے کہتی ہی کیون بوا حیرت تمنے
دیکھا خداوند مجھسے دل لگی کرتے ہین مدت سے مجھے چھیڑتے ہین تمھارا ساتھ ہوتا تو مین بھی دوچار

دل نہ آئی ہمارے میان مصور وہان رہنے کو ہمین منع کرتے صاف تو یہ ہی کہ وہ سب جادوگرون
کے خداوند ہین اولاد سامری ہین مرتبے اُنکے بلند ہین اُنھے کسی بات مین انکار کرنا بیکار ہی انمونون
نے پیدا کیا ہی تمگا کھارا دیکھین سے تو کیا ہوگا حیرت کہتی ہی واہ بوا خداوند ہین تو ہوا کرین کیا
سبکی آبرو لینگے انہین باتون مین دو شبانہ روز ہو سختی افراسیاب نے کاٹے جبکہ معلم علوم آسمانی
خوانندۂ کتب نکتہ دانی ادیب خوش نویس بے نظیر اعنی ماہ منیر طفلان ثابت و سیارگان کو چھٹی
دیکر قصر مغرب مین داخل ہوا اور مجتہد عصر آفتاب عالمتاب جماعت شجاع ہمراہ لیکر منبر فلک چارم پر
خطبہ خوان ہوا روز روشن عیان ہوا افراسیاب نے کہا وہ جو بڑی سختی سے مین نے دو
راتین کاٹین اب تو آج تیسرا دن ہی سب صاحبون کی طبیعت مطمئن ہی کتاب کھولون پختہ ہو گئی ہوگی
صورت نگار نے کہا آج کا دن گذر جانے دیجیے شکوہ ملاحظہ کیجیے افراسیاب نے کہا بدولت
کی جان پر بنی ہی تو دن اور رات کا ذکر کرتی ہی اب ما بدولت سے صبر نہین ہو سکتا اگر ایک آدھا
ورق کچا رہ جائیگا پھر بچھا جائیگا سلطنت کرتے گزرا زمانہ گذرا کتاب کو کچا پکا نہ سنا تھا اُنکی قدرت
نے بنا لعنت فرمایا ہی دیکھیے انجام بخیر ہو اب کھولتا ہون صبر ما بدولت سے نہین ہو سکتا یہ کہکے
افراسیاب نے کتاب کو خزوان سے نکالا سب سردار مصاحب گرد گھیرے ہوے ہین
نگاہ سبکی لڑی ہوئی ہی سب سے زیادہ صورت نگار کہل رہی ہی کہتی ہی کیا جلدی قدرت نے
میری خاطر سے کتاب بنا دی شاہنشاہ صاحب مہینون سرگردان رہتے جب کتاب ملتی مین نے
اُسی وقت زنجیر کروا دی ہان شاہنشاہ کھولو تو حرف حرف پر نگاہ ڈالو ایک ایک سطر شاید
بہ زلف محبوب ہوگی عبارت بہت خوش اسلوب ہوگی ہر دائرۂ عشرت فزا نکتہ اسکا خال چہرۂ
معشوق دلربا افراسیاب نے کہا اب خاموش رہو سامری و جمشید کا نام لو کتاب کھولتا ہون
سب نے کہا کھول دیجیے مضامین فرحت آگین پر نگاہ پڑے تسلسل عبارت سے طبیعت اُسکے
افراسیاب نے ڈرتے ڈرتے کتاب کو کھولا پہلا صفحہ سادہ پایا صورت نگار نے کہا دیکھیے حکم
کے خلاف ہو گیا حرف اُڑ گئے کاغذ صاف ہو گیا ہم منع کرتے تھے ہمارا کہنا نہ مانا ہم ناحق خدا
سے شرمندہ ہوے افراسیاب نے بصد پیچ و تاب کہا اے صورت نگار تمھاری زبان
نہین رکتی میرے کلیجے پر چھریان چل رہی ہین مجھکو رنگ دگرگون معلوم ہوتا ہی یہ کہکے جو ورق الٹا

صاف وشفاف حرف کیسا نقطے کا بھی نام نہیں سفیدی اُسکی جیسے شیر سواد سے کام نہیں جب دس
بیس ورق اُلٹے عبارت ظاہر ہوئی صورت نگار نے کہا کہ شاہنشاہ بہت کچھ لکھا ہی تمھاری تقدیر کا
نوشتہ ہی تامن کو گھبرانے لگے کتاب بڑی تھی ایکدم پشتہ تختے کھولا کچی رنگی تھی اتنے ورق ابھی نہیں بنے
کہ ٹک بن جائینگے ہر وقت کاپل جانے کے حرف پسنگے چمن گئے اب تہہ بنا ہوائے کا کام ہی
ہر طرح قدرت کا کام ہی افراسیاب نے حرفوں پر نگاہ ڈالی کہ ہماری زبان ورا ندیکھ تو کیا لکھا ہی سیاہی
حروف دیکھکر میری آنکھوں میں اندھیرا آگیا ہی اسے عربی فارسی پڑھنے والوں کو لاؤ اس میں
عربی لکھا ہی جلد ترجمہ کراؤ اس تحریر پر پیچ کو مترجم صاحب سمجھینگے منشی احمد حسین قمر کو بلاؤ وہ
ترجمہ بہت صاف صاف کرینگے میں نے عبارت اُنکی دیکھی ہی زبان صاف وشفاف ہر شخص جوان
خواندہ ناخواندہ خاص وعام نے اُنکی زبان کو پسند کیا ہی زمانے نے شاہنشاہ سخنوران خطاب دیا ہی
ابریق نے کہا حضور میں نے فارسی پڑھی ہی اُردو کی کتابیں بھی اکثر دیکھی ہیں مجھے دیجیے افراسیاب
نے کہا میرے پاس آؤ اے بھائی جلد اسکا مطلب سمجھاؤ ساری کتاب مُعرّا صفحات میں سے بترا
صرف دو ورق لکھے ہیں اس میں تمام ہوشربا کا حال کیونکر معلوم ہوگا ابریق نے سر جھکا کے
کہا حضور اول کا لفظ میں نے ہجے کر کے نکالا ہی زیر زبر بھی بنے ہیں دیکھیے لکھا ہی یا فتاح العلیم
اُسکے بعد بسم اللہ الرحمن الرحیم اب آگے میں نہ پڑھونگا شاہنشاہ خفا ہونگے افراسیاب نے کہا
کیا خطا ہی پڑھنے میں کیوں عذر کرتے ہو کہا حضور میں نے دونوں ورق پڑھ لیے لفظاً لفظاً پڑھ دوں
یا خلاصہ بتا دوں افراسیاب نے کہا میاں وزیر صاحب تم کہو سنے سے معلوم ہوتے ہو
کتاب کا پڑھنا ہی یا بھانڈوں کی نقل ہی ابریق نے کہا زبان سنبھالیے کوئی کلمہ سخت مُنہ سے
نہ نکالیے ہم بھی قوم کے شریف ہیں دیکھیے کپڑے بھی عمدہ پہنے ہیں باپ دادا جولاہے تھے ہم تو
تھان کے ٹکڑے ہیں اب تو تانا تمھاری بنا کرتے ہیں وزارت کا دم بھرتے ہیں یہ سارا مضمون
خواجہ عمرو عیار کے ہاتھ کا لکھا ہی لوح اُسنے خداوندوں اور نیز آپ سے لے لی کتاب سامری
دھو ڈالی پونے دو سو خداوندوں کے پرستاروں کی آبروئی خوب دریا دلی دکھائی اتنا
افراسیاب جادو چیخنے لگا کہا لو صاحبو غضب ہو گیا لوح طلسمی ہاتھ سے گئی اب طلسم کشا سرکشی کریگا
ایک ایک ملازم سرکشی کریگا آجتک بدولت مسلمانوں سے مُنہ نہ پھیرتے تھے جب قصہ کیا شکست کی

اب طلسم کشا کے سامنے سے بھاگنا پڑیگا وہ لوح طلسمی چھکا لگا جانیکا خوف تو بڑی چیز ہی اُس ناچیز کے
سامنے سے منہ پھیرونگا اگر ایک سحر کرون طنابین آسمان کی زمین پر کھینچدون طبقات زمین آسمان پر
پہونچاؤن میری افسون گری نے نام سامری و جمشید روشن کیا مگر بار جو عمرو نے خداوند داؤد
کو کیونکر گرفتار کر لیا کیا کرشمہ کیا یہ سارہ بان زادہ وہان کسطرح پہونچا اب نہین معلوم قدرت پر کیا
گذری ہوگی کیون ای صورت نگار تجنے ہمکو ڈبو دیا ارے یہ تو دیکھو صرصر و صبا رفتار کہان ہین
کئی دن سے میری آنکھون سے نہان ہین جو کہ میرے ساتھ گئین وہ صرصر و صبا رفتار نہین آئین
کہین سے ڈھونڈھکر حضرت سامری لاؤ خدمت مین ہامان زمرد پوش نائی اماں کے جاؤ انکے پاس
اوراق متفرق موجود ہین اول اُس مین حال صرصر شمشیر زن و صبا رفتار دیکھکر دریافت کرو
ابریق نے کہا غلام ابھی جلد جاتا ہی کوہ بلور پر قیامت برپا ہوئی اب ملکہ صورت نگار بھی گھبرا گئی
سمجھتی ہی یہ کیا نقشہ ہوا افراسیاب کہتا ہی ای صورت نگار تو نے مجھکو تباہ کیا کسی کام کا نہ رکھا
دربار خداوندی مین ایسی باتین کین مجھکو گھبرا دیا ای صورت نگار مین ہیچ تجھسے ہونگا ہاے

مضمون غزل زیب النسا یاد آیا غزل

روز نوا ایسہ ری چو آید آشنا دشمن شود
ہم جدا شادی جدا دولت جدا دشمن شود

ہر کہ پیش از وقت درمان خواہ درد سر بود
گر علیمش بو علی باشد دوا دشمن شود

چون ز بلبل بخت برگردد برغم باغبان
حسن گل را جنبش باد صبا دشمن شود

رو بسوے ہر کہ آرم رو بگرداند ز من
بخت چون گردد زبون بر تن قبا دشمن شود

بر مراد ما نزد در ہم اگر باد مراد
در محیط عافیت ہم ناخدا دشمن شود

نیست مخفی در دل ما کسے چون [illegible]
ہر کہ با ما دشمن است او را خدا دشمن شود

سراسر میرے ساتھ سب نے دشمنی کی حقیقت مین میری عقل میری دشمن ہو گئی خاص اس راہ
مین تو رہزن ہوئی شیر روز پر سب ساتھ تھے کسی نے صلاح معقول نہ دی بیچ دریا مین کشتی ہو گئی
اس اثنا مین ابریق وزیر پردہ ظلمات سے جا کر رقعہ جمشیدی لایا پہلے افراسیاب جادو
نے اس مین حال صرصر و صبا رفتار دیکھا کہا صاحبو وہ بیچاریان فلان صحرا مین درختون پر
بندھی پڑی ہین ابریق جلد جا کر لاؤ ابریق کوہ شگاف گیا صرصر شمشیر زن و صبا رفتار کو

اٹھا کر لایا دیکھا کہ وہ بیچاریان بندی پڑی ہین پٹیان بیہوشی کی دماغ پر چڑھی ہین بیہوش ہین بعد ہوش افراسیاب
جادو نے کہا انکو ہوشیار کرو جب دونون ہوشیار ہوئین دیکھا عجب صحبت ہی شاہنشاہ غصے مین کانپ
رہے ہین حیرت جادو بال کھولے پیٹ رہی ہی صورت نگار بدحواس تمام دربار مثل خاموشان
رنج و ملال ہر ایک کے چہرے سے عیان افراسیاب نے کہا ای صرصر و صبا رفتار ہمنے تمکو
کہان بھیجا تھا دونون نے کہا ای شاہنشاہ ہم شہر داؤدیہ مین گئے جب بارخداوندین پہونچے
دیکھا بخوبی پہچانا ساربان زادہ تخت خدائی پر موجود ہی وہان ہمنے بولنا مناسب نجانا کہ ذرا شبہے
بولینگے سب امیر وزیر اسکی خدمت مین حاضر ہین ہمکو گرفتار کرلیگا اسوجہ سے ٹالا جاننا لیا یہ سوچ کے
چلے کہ جاکر شاہنشاہ سے عرض کرینگے انتظام ہوجائیگا راہ مین ایک کو برق نے گرفتار کیا ایک
کے لیے جنگل مین شیر بیٹھا تھا یعنے نگوڑا ضرغام شیردل چھپا ہوا تھا اُسنے دام تزویر بچھایا ہمکو
پکڑ کے درختون پر باندھ دیا کاغذ لے لیے یہ فرمائیے ہمارے بعد کیا ہوا افراسیاب جادو نے کہا
ای صرصر شمشیر زن اب زندگی دشوار ہی بیان کرنا بیکار ہی تم دونون کی صورت بنکر برق و ضرغام
یہان آئے کاغذ تو سند کے اُنکے پاس موجود تھے مجھکو لگاکر شہر داؤدیہ مین لیگئے مگر مین نے عیارون
کی بات کا اعتبار نہین کیا جو کچھ کیا صورت نگار کا فعل ہی مین نے اسکے اعتبار پر لوح حوالے
کر دی اُسنے آپ سے ناز و نخرے سامنے خداوند داؤد کے ساربان زادے نے خوب سینہ
کو ملا دلا چوما چاٹ بوسے لیے دست درازی کی مرشد زادے صاحب ہنسے دیتے تھے ایسے نامرد میری نگاہ
سے نہین گذرے جورو کی یہ گت بنے اور شوہر خوش ہو یہی دمبدم کیے جاتی تھی
لوح دیدیے بعد لوح حاصل ہونے کے اُسنے کتاب دمڑو ڈال صرصر و صبا رفتار کو سناٹا آگیا
کہا ای شاہنشاہ حقیقت مین بڑا ستم ہوا یہ تازہ غم ہوا کیون بی ملکہ صورت نگار صاحب آپ
نے بڑے مزے اڑائے ساربان زادہ ایسی باتون کی فکر مین رہتا ہی خیر ہوئی اگر تم رات کو
رہجاتین وہ نگوڑا بدمعاش عیار مکار تمکو شراب پلاکر خراب کرتا اب کیسے کیا ہوگا شاہنشاہ جان
دینے پر آمادہ ہین اب کچھ تدبیر کرو ناحق کی کامین کامین سے کیا فائدہ یہ کہکے دونون
عیار بچیان اٹھین افراسیاب کے قدمون سے لپٹ گئین کہا ای شاہنشاہ ہم اپنی جان دینگے عیاری کرینگے
عمرو کا جی چھڑوا دینگے مگر بی ملکہ صورت نگار صاحب قدرت کی بہو کہلاتی ہین ساحرہ بھی زبردست

زمین ساری آگ بھی انھین کی لگائی ہوئی ہی اب کچھ فکر معقول کرین لونڈیاں تو ہر وقت سر تیلی پر رکھے ہوئے
اہین ہم مجبور ہین کہ سحر نہین جانتے عیاریاں کرنے مین کمی نہ کرینگے اب سب نے صورت نگار کو برا کہنا شروع
کیا چہ عمر اتحادی ہی جس سے آنکھ ملاتی ہی وہی کہتا ہی واہ بی صورت نگار بڑا احسان کیا لوح کو
ہاتھ سے کھو دیا اب طلسم کشا کس سے دبے گا ساحرون کو گھس کے قتل کریگا فخر رستم و اسفندیار ہی
جرأت و شمشیر زنی مین صاحب وقار ہی اب اسکی بن پڑی لوح طلسمی ملی بعض کہتے ہین شاید شل مہرخ و بہار
و باغبان بی صورت نگار صاحبہ بھی ملگئین نگار شاہنشاہ کو لے گئین اب کسی مقام پر بڑا دھوکا
دینگی شاہنشاہ کے جان جانیکی فکر کرینگی اتنا بڑا کام کیا صاحب خوب نام کیا اب طلسم ہوشربا
کا ہیکا بچیگا بڑے بڑے لوگ طلسم کشا کے دستار ہین مرحلہ جات کا فتح ہوتا کیا مشکل ہوج قدم
با قدم راہبری کریگی جو ساحر مکر و حیلہ کرنیکا ارادہ کریگا طلسم کشا لوح دیکھے گا سنا ہی کہ وہی مضمون لوح
مین نکل آئیگا عجب صورت ہی لوح طلسمی بڑی نعمت ہی نگہبان طلسم کشا اگر سامری و جمشید بھی سحر
کرین صاحب لوح پر تاثیر نہوان باتون کو سُن سُنکر یہ نقشہ ہوا کہ صورت نگار سُن ہو گئی بے اختیار
رو دیلگی کہا صاحبو زبان سنبھالو ایسے کلمے زبان سے نہ نکالو مین سامری و جمشید کی بہو ہو کر مسلمان
سے ساز کرونگی اپنے نانا دادا کو برا کہلوا ونگی مین کیا آگاہ تھی کہ ساربان زادہ خداوند داؤد
بنا بیٹھا ہی مگر خیر اے شاہنشاہ جو کچھ ہوا میری ذات سے ہوا اب یا جا کر جان دونگی یا لوح کی فکر
کرونگی اگر داؤد جادو نے اطاعت مسلمانان کی ہی سحر و ساحری مین بیشک مجھسے زیادہ ہی مگر
عیاری مکاری جو کچھ مجھسے ہوسکیگی تامل نہ کرونگی میاں داؤد کی بوٹیاں کاٹونگی اور پازندہ
نہ پلٹونگی اسوقت مقصور کی بیقراری زوجہ کے واسطے اشکباری کہا اے ملکہ عالم مین بھی تمھارے
ساتھ چلونگا سو تصویر انکا تیار ہی اُس مغرور بدمست بادۂ غرور کو دیوانہ نکر دون تو نام میرا نبیرۂ
جمشید نہ رکھنا صورت نگار نے کہا صاحب داؤد کے سامنے سحر و ساحری کا کام نہین اگر
ہو منھ بلادیگا آسمان کو زمین سے ملادیگا نہین معلوم کیا کیا تدبیر کرونگی کسی کی میرے ساتھ
ضرورت نہین اب مجھسے طعن و تشنیع نہین سنے جاتے اگر یہ کام میرے ہاتھ سے ہوا مین کسی کو
منھ نہ دکھاؤنگی اب تو ہر ایک کی زبان پر یہ جاری ہی کہ ملکہ صورت نگار طلسم کشا کی شریک ہوگئی
لوح جا کر دیدی اب برسے شراکت جاتی ہین یا لوح لیکر آتی ہین جو کچھ ہوگا اظہر من الشمس ہو جائیگا

کہنے والوں کو بخوبی یقین آئیگا جسطرح شاہنشاہ طلسم ہوشربا کی لونڈیان باندیان شریک مسلمانان ہوئین اُسی طرح ہم بھی اسد کا ساتھ دینگے اب شاہنشاہ سے سر میدان لڑینگے یہ کہکر لباس تبدیل کیا اسباب سحر ذات پر آراستہ کیا جوش فکر مین گویا دریاے سحر مین غوطہ مارا اُسوقت افراسیاب کو بھی انتشار ہوا مصور بہت بیقرار ہوا مگر صورت نگار نے کسی کا کہنا نہ مانا ملکہ حیرت جادو نے جو زیادہ کہا صورت نگار نے خنجر کھینچکر گلے پر رکھ لیا کہا ای زوجۂ شاہنشاہ اب کچھ نفرمایئے لونڈی بہت ذلیل ہوئی لائق منھ دکھانے کے کسی کو نہین رہی ایسی سخت جان ہون کہ موت نہین آتی یہ کلمات کانٹے سُنکر دل صورت نگار شاہنشاہ کی دشمن ہین اپنے ناناجان داداجان کے بندون کے لیے رہزن ہین عزت و آبرو بالکل سُنگئی ملکہ حیرت جادو نے دیکھا اُسکو انتہا کا رنج و غم ہے سامری و جمشید کی بہو کہاتی ہے خطاے فاش ہوئی بہت شرمائی ہے کہا اچھا بی بی سامری و جمشید کے سپرد کیا صورت نگار آمادۂ قتل شاہنشاہ داؤد جادو ہوکر طرف ملک داؤدیہ کے روانہ ہوئی حسب حال اس معاملہ کے ناظرین یہ غزل ملاحظہ فرمائین غزل

خطا بچا ئیگی کیا اور کفیل کیا ہوگی ‏ ‏مرے نجات کی یارب سبیل کیا ہوگی
خدا تو ایک ہے کعبے جو تم بناتے ہو ‏ ‏بناے کعبۂ دل ای خلیل کیا ہوگی
کسی ہے ایسی کہ ہے نون تیغ ابروے یار ‏ ‏اب اس سے بڑھ کے کوئی تیغ اصیل کیا ہوگی
ہرن کی آنکھ کہ چیتے کی رنگی اگر ‏ ‏تمھاری چشم دکر سے ذلیل کیا ہوگی
ہمیشہ فرقت سنگین دلانکا غم کھایا ‏ ‏غذا کسی کی اب اس سے ثقیل کیا ہوگی
قیامت آئی بھی گذری بھی پر نہ وصل ہوا ‏ ‏اب اُسطرف سے بھلا اور ڈھیل کیا ہوگی
ہے اُنکی آنکھ کی الفت کا روگ نرگس کو ‏ ‏مرض جو ہے تو یہی ہے علیل کیا ہوگی
گلی کے دوستون کی وہ اگر بنے ہے سبیل ‏ ‏قبول خلد مین تو سلسبیل کیا ہوگی

ملکہ صورت نگار تو اُدھر سے جاتی ہے وقت پر ذکر ہوگا اسد غازی مع فوج ظفر موج شہر داؤدیہ سے کوچ کرکے روانہ ہوگئے یہ بھی حال اپنے مقام پر تحریر ہوگا

در ذکر داستان حریق آتش اشتیاق و غریق لجۂ فراق اسیر طرۂ گیسو ذبیح خنجر ابرو حسن و جمال زین یکتا ملکہ لالان خون قبا کے بیان ہوتے ہین

بعد جانے اسد نامور کے وہ باغ جس مین کئی مہینے گل گلزار صاحبقرانی کا گذر رہا آٹھ پہر جلسۂ عیش و نشاط آراستہ رہا اب جو بعد جانے اُس سرو قد کے باغ پر نگاہ پڑی خار فراق دلمین کھٹکا ہر پھول شعلۂ آتش معلوم ہونے لگا تماشاے باغ دیکھا آہ کا گمان ہوا سنبل کو دیکھکر اور زیادہ دل پریشان ہوا رعنائی پھولون کی کب آنکھون مین سماتی ہے نرگس بھی غصہ مین آنکھ دکھاتی ہے طائرون کی زمزمہ پردازی سے سر پھرتا ہے قطرۂ اشک آنکھون سے چنگاری بنکے گرتا ہے یاد گل رخسار اسد نامدار مین گھبراتی ہے سرو چمن کو دیکھا صورت قامت محبوب آنکھون مین پھر جاتی ہے نظم مصنف

بیتابیِ دل جو زار پائی
دل کے وہ تمام زخم آئے
آنکھون سے تھے رخنۂ اشک جاری
دم رکتا تھا بار بار اُسکا
غش جاتی کبھی جو آنکھ دکر
پڑتے تھے بدن پہ آبلے سے
روکے ہوے اسکو لاغری تھی
گہ عزلِ توان و تاب کرتا
فریاد نے گر کبھی کیا جوش
صبر آکے پکارا بیٹھ نامرد
سونے دیتا نہ بخت بیدار

سو بار اُٹھے اُٹھ بٹھاتی
برباد ہوا سب مثل نکہت
پھولون پہ پڑی تھی اوس ساری
سر عقل سے ہوگیا تھا خالی
تھراتے تھے جیسے خشک گل
جھونکے سے جو اس طرف کو آتی
تھامے استون کو بے پری تھی
بالین پہ جو شب کو خواب آتا
کم گوئی یہ کہتی تھی کہ خاموش
سر کھینچا اگر کبھی فغان نے
رونے دیتا نہ ضبط زنہار

پھوٹی قسمت کو رو دے جاتے
اُڑتی تھی غبار بنکے رنگت
اللہ رے اضطرار اُسکا
چہرے پہ ذرا نہ تھی بحالی
تپ چڑھتی سموم کے چلے سے
ساتھ اُسکے صبا بھی خاک اُڑاتی
گہ عقل پہ کچھ عتاب کرتا
بیداریون کا ادب بٹھاتا
پہلو سے اگر کبھی اُٹھا درد
کھولا نہ دہن کا در زبان نے
راحت سے پئے دل جگر آزار

آزادہ ہی عشق کا گرفتار
آٹھ پہر خاموشی سے کام گرفتار رنج و الام صحبت گذشتہ کی یاد

قلب مائل فریاد دل صرف بیقراری آنکھین آشناے اشکباری خواب و خور حرام تڑپنے سے ہر وقت کام اگر کسی نے کچھ کلام کیا ٹھنڈی سانس بھر کے رہگئی لیکن جواب نہ دیا ناگن وزیرزادی ہر چند بہلاتی ہے دل نہین بہلتا لاکھ لاکھ ضبط کرتی ہے مگر قلب نہین سنبھلتا جب ایک ہفتہ اسی عالم مین گذرا آب و دانہ بالکل ترک ہوگیا آٹھ پہر غم کھاتا خون دل پیتا ناگن نے محبت سے گلے مین ہاتھ ڈال دیے کہا کیون واری آپ کو چپ لگ گئی ہمارے کلام کا جواب

نہین ملتا آخر اسکا انجام کیا ہوگا وہ مردین زادہ ضیغم کشائی افراسیاب ایسے ظالم سے لڑائی اُسکے واسطے دعا کیجیے کہ خدا دشمن پر مظفر ومنصور کرے آپ کا گانا تو بہانا اُسکے واسطے مضر ہے وہ بھی وہان گھبراتے ہون گے اگر اُنکے قلب کو اطمینان نہوا پراگندہ خاطر رہے انتظام جنگ مین فرق آیگا دشمن کی بن پڑیگی لڑائی مین طبیعت کیونکر لگی خدا نے ایسا فضل شریک حال کیا ہا تو بالکل بیدست وپا تھے ابتو انکو لوح طلسمی کی کسی کا سحر بھی تاثیر نہ کریگا جرأت وشوکت مین فرد مین ساحنا مرد ہین شمشیر زنی سے انکی تھرائینگے سب کفار سامنے سے روبفرار لائینگے اسی ہفتہ عشرے مین انشاءاللہ ضرغام شیر دل عیار اُنکا فتح نامہ لیکر آپکا سن مین بیچے گا افراسیاب خانہ خراب مارا گیا اس ہنگامہ گیرودار مین آپکو کیونکر ساتھ لیجاتے واسطے بہرحال ملکہ مہ جبین الماس پوش آپکی بھی تو لشکر مین چھوڑا ہوا۔ اسنے یہین لیا بعد فتح طلسم سب ایک مقام پر ہو جائینگے عیش وراحت کے سامان مہیا ہونگے ہلے خدا صبر کیجیے دل شاد ونشر کو اسپر بھائے آٹھو پہر رونا بہتر نہین ہے دشمنون کو بڑا عارضہ ہو جائے قسمت پر روز سیہ نہ کھائے جب ناگن اُس آوارۂ دشت رنج ومحن کو اسطرح کھایا ملکہ نے ٹھنڈی سانس بھر کر جواب دیا مصرعہ کیا بتاؤن کہ جو حالت دل ناشاد کی ہے واہ اے خیر خواہ مین بد نصیب سب کچھ سمجھتی ہون مگر دل بیقرار نہین مانتا اٹھا اٹھا کے نشور رو رہا ہے لفظ لفظ اضطرار پڑھتا جاتا ہے غزل

فراق یار مین مجھکو اذیت بڑھتی جاتی ہے
شب ہجران تو کشتی ہے مصیبت بڑھتی جاتی ہے

عروج حسن ہے اُنکا محبت بڑھتی جاتی ہے
ہمارا آنی ہے جو میری وحشت بڑھتی جاتی ہے

مجھے منظور ہے دم بھر نہ وہ اوجھل ہون آنکھون سے
اُنھین پروا نہین کچھ اور نفرت بڑھتی جاتی ہے

نجانے کسطرح انکی طبیعت مین تلون ہے
خدایا خیر کرنا اب محبت بڑھتی جاتی ہے

غم ورنج والم کی تیغ مین دل پر چڑھائی ہے
غضب کی جا ہے اس لشکر کی کثرت بڑھتی جاتی ہے

ترے گیسو کے سودے مین نکلنے مین جان جسکی
غریبون کی مصیبت پر مصیبت بڑھتی جاتی ہے

نجات اسکا بہت دشوار ہے اب دیکھیے کیا ہو
وہ کم کرتے ہین اور میری محبت بڑھتی جاتی ہے

دکھایا یاس کو مشق سخن نے رنگ بیجا ہا
خدا کے فضل سے اسکی طبیعت بڑھتی جاتی ہے

ابتو اپنی زندگی سے بیزار ہون شاہ مرگ کی خواستگار ہون مجھے کیا کہون دل مین آتا ہے کہ اپنی جان دون یا کچھ کھا کر سو رہون کہ اس بلائے رنج فراق سے چھوٹون شعر غم فراق کو مین جانون یا خدا جانے

جو میرے دلپہ گذرتی ہے کوئی کیا جانے شعر نہ مونسے نہ رفیقے نہ ہمدمے دارم ٭ حدیث دل بکہ گویم
عجب غمے دارم ٭ ہر وقت خیال خام تصور ناتمام در پیش ہے اگرچہ یہی پس و پیش ہے افراسیاب بڑا بادشاہ
جابر و قاہر ہے اُسکے سحر و ساحری کا حال سب پر ظاہر ہے ایسا نہو کہ دھوکا دیکر بیجے ہے وہ تو سپاہ
مسلمان میں نیک و بد دنیا کا نہیں جانتے دوست دشمن کو نہیں پہچانتے میں اگر ساتھ ہوتی ہر وقت
سمجھاتی رہتی کہ صاحب بارگاہ سے باہر نہ جاؤ اِس زمانے میں کسی سے نہ ملو در بارگاہ پر پہرے مقرر
کرتی غیر اُنکے سامنے نہ آنے پاتا بخوبی انتظام ہوجاتا ناگن وزیرزادی نے جواب دیا جوش محبت میں آپکو یہ خیال
ہے ناحق کا رنج و ملال ہے خواجہ عمرو ایسے عیّار اُنکے بزرگ چاہنے والے اُنکے ساتھ میں جو اڑتی ہوئی
چڑیا کو پہچانتے ہیں ارسطو و لقمان کو طفل مکتب جانتے ہیں اُنسے بہتر کیا انتظام کرینگے دوست دشمن کو
کیونکر نہ پہچانینگے ان خیالات کو دل سے نکالیے رنج و الم کو مٹا لیے ملکہ نے کہا ناگن میرا بہت دل گھبراتا ہے
کلیجہ منہ کو آتا ہے آخر سب کنیزوں نے باہم صلاح کرکے کہا بی وزیرزادی صاحب اگر آپکے نزدیک
مناسب ہو تو ملکہ کو واسطے سیر و شکار کے صحرا میں لے چلیے یقین کامل ہے کہ وہاں جاکر دل بہل جائیگا
طبیعت کو فرحت ہوگی قلب ناصبور آرام پائیگا اِس رائے کو ناگن وزیرزادی نے بھی پسند کیا کہا
اچھا جاؤ جلد واسطے شکار کے انتظام کرو صید گیر چیلے قراول وغیرہ کو حکم دو کہ جلد در دولت پر حاضر ہوں
اُسیوقت سب کارگزاران شاہنشاہی انتظام میں مصروف ہوئے چیلے میر شکار کتوں کی جوڑیاں
چیتوں کی چار پائیاں باز بہری جرّہ لگڑ جھگڑ وغیرہ رات ہی کو ان سب شیا کا انتظام ہوگیا جبکہ
شہسوار فلک چہارم اعنی آفتاب عالمتاب برائے صید و شکار کمند شعاع ہاتھ میں لیکر صحرائے فلک میں
داخل ہوا ناگن وزیرزادی نے ملکہ کے قدموں پر ہاتھ رکھا ملکہ نے کہا اے وزیرزادی کیا میں سچ کہتی
ہوں اپنی تقدیر کو رو رہی ہوں یہ کہکے آنکھیں ملتی ہوئی خوابگاہ سے اٹھی ناگن نے طشت و آفتابہ منگوایا
منہ ہاتھ دھلوایا باتوں میں بہلایا ملکہ نے مردانہ لباس پہنا خود زرین سر پر رکھا گھنگھناتی زرہ جسم پر درست
کمان کیانی مثل ہلال پہلوے ماہ تاباں میں تیروں کا ترکش مثل دم طاؤس بائیں شانے پر چینی تیر دلدوز
جو طائر وہم و خیال کو شکار کریں نیل سنگ سے پار گزریں تیغ برق مثال زیب کمر سپر پشت پر مثل قرص
قمر آن بان سے ملکہ بارہ دری سے برآمد ہوئی مادیان عربی برق رفتار صرصر کردار آراستہ ہو کے سامنے
آئی دامن زرہ گردان کر پشت مادیان پر سوار ہوئی نیزہ ہاتھ میں لیا مادیان کو کاوے پر لگایا بارہ ہزار

نازنینان پری پیکر لباس مردانہ پہنکر مرکب ہاے تازی و کوہی ونیں پر سوار ہوئین اس کروفر سے بعزم
شکار سمت صحرا چلین ناگن کا توسن بہار ملکہ کے برابر تھا ہواے سحری چلی فرحت تازہ و سرور بے اندازہ
حاصل ہوا ملکہ نے کہا کیون اے وزیر زادی یہ سفر خدا ایسا مبارک کرے کہ ہمارے پردیسی آئین
باغ سے کنیزین صحرا مین خبر لیکر آئین کہ حضور جلد چلیے طلسم کشا طلسم کو فتح کرکے آئے کیون ناگن اگر
اسد رولا ور ہمارے باغ مین آئین اور ہمکو وہان نپائین یقین تو ہے کہ بہت گھبرائین چلتے وقت
بھول گئی کنیزون کو بٹھا دیتی کہ اگر وہ پوچھین ملکہ کہان گئین تو سب کنیزین کہین کہ حضور آپ کے فراق کا
صدمہ اُنسے نہ اُٹھ سکا ملکہ کا انتقال ہوا ناگن نے کہا واری ایسی باتین نہ کیجیے وحشت ہوتی ہے یہ فکر
بیجا اس لمحوں ہے دیکھیے صحراے سبزہ زار ہے ہر گل بوٹے پہ زمانہ بہار ہے دیکھیے جھاڑیون سے ہرن
نکلے نہ وہ بھگے اپنے مقام سے اُٹھے تیر کمان سنبھالیے شکار کیجیے باندوارون نے باز چھوڑے
بہری نے طائرون کے کان کھولے باز بھی شکار سے باز نہ آیا ہر پرند کا خون بہایا شکاری کتے دوڑ
پڑے ہر جا تازی بات ہی تمو زور بیان کرنے لگے ناگن نے ملکہ کو شکار گاہ مین بہلایا دن بھر شکار کھیلا
شبکو بارگاہ استادہ کرائی صحبت عیش آراستہ کی ملکہ دلالان خون تھا ہر روز شکار مین مصروف رہتی
تھین مگر فراق اسد کا رنج سستی مین انکو تھا اس حال مین چھوڑیے دوسرا مضمون شکار کیجیے

دو کلمہ داستان حیرت بیان بد کردار ملکہ صورت نگار سے تحریر ہوتے ہین جلادان کاشتکار زمین طلسم مین تخم غم عالم بوتے ہین ساقی نامہ مصنف

اے ساقی جنگجو کہان ہے
کس رند کے قتل کا ہے سامان
آیا ہے زمانہ اور ساقی
ظاہر ہے کہ خوب جنگ ہوگی
رندون کا یہی کلام ہوگا
روشن ہے قمر پہ حال انجام
مجھے رونا ہے خندۂ گل کا
ہم کسی شانہ مین سے پوچھینگے

کیون بادہ کشون سے بدگمان ہے
مشکل ہے کہ تیرا یہ سکہ ہے
بدعت کا ہے اتحاد ورسائی
ہر بادہ کشون کا حال ابتر
اس ظلم کا انتقام ہوگا
غزل مومن حسب حال مضمون
دھیان ہے ضمیر کے تجمل کا
سبب آشفتگی کا کل کا

ہر موج شراب تیغ بران
کیا ہے کہ شیشون خون بھرا ہے
اس دور مین کیا آہنگ ہوگا
بچھیے گا خون زمین پر
گر بہا دے ساقیا جام
وہ ہنسے سنکے نالۂ بلبل کا
ہوش دیکھا ترے تغافل کا
لاش کسکی ہے یہ عدو سے پوچھ

میں ہوں کشتہ ترے تجاہل کا	حال ساقی سے کہکے روتا ہوں	کہ تحرک ہو خندہ قلقل کا
نکہت اُس زلف کی صبا میں ہو	اُڑ گیا رنگ بوئے سنبل کا	جلوہ دکھلائے تھا وہ در پردہ
میں نے دعوے کیا تحمل کا	تار شب نے یہ ہوا باندھی	ہو گیا گل چراغ بلبل کا
حیلہ بجز دوری سے ہو مومن	توڑنا ہے کہ بست سنبل کا	لالان خون خوار خون خواران

شور شعار حالات عجیب آیات مکاری ملکہ صورت نگار کے صفحۂ قرطاس پر یون تصویر کھینچتے ہین کہ
ملکہ صورت نگار جادو زوجہ مصوّر زشت رو بقہر و غضب تمام طرف شہر داؤدیہ کے نکلی بوجہ درپئے
قتل شاہنشاہ داؤد روانہ ہوئی مگر داؤد پاک باطن کلمات نصیحت آیات خواجہ عمرو نیک صفات
سے ایسا خائف و ترسان ہوا کہ تائب ہو کر عبادت خانے مین بیٹھا ہر وقت رکوع و سجود دل سے
با معبود و تسبیح مین اپنے کو تحلیل کیا تقلیل غذا ترک لذات یاد ممات زندگی سے بیزار مطیع احکام
پروردگار سرشار جام عبادت مست الست شراب وحدت مشتاق دور خمخانۂ ازل محو پیالۂ صبا
محتمل نزول صحیفہ خوان پاک باطن کی ہر وقت صحبت سحر و ساحری کے نام سے نفرت بہ سبب خرابی
ملکہ لالان خون قبالے شہر داؤدیہ مین جابجا استادہ ہر کو و برزن دیکھا شہر سنسان فوج جنگی مختصر
ہر کس و ناکس سر زدہ و متحیر ملکہ صورت نگار جب قریب شہر داؤدیہ پہونچی بشکل طائر ایک نخل پر
ٹہری دل مین سوچی کہ ای صورت نگار ستم کیا ہے کہ چلی آئی یہ نہ سمجھی مین داؤد سے کیا مقابلہ
کرونگی وہ بلائے روزگار ہے سرگروہ ساحران طلسم ہوش ربا کی علوم شعبدہ بازی مین یکتا اگر
بگڑ گیا افراسیاب کر شکل پڑیگی تو اس سے سحر و ساحری مین کیا لڑونگی یہ تو خبر پا چکی ہو کہ طلسم کشا
مع فوج ظفر موج برائے طلسم کشائی آگیا ہے اور مین آئندہ روندے یہ بھی سنا کہ داؤد جادو شہر مین
موجود ہے آخر سوچی کہ طائر بنی ہوئی شہر مین چلون چلے وہان کا مفصل حال دیکھون جو سمجھ کرون
سمجھ بوجھ کے کرون ایسا نہو شرمندہ ہوکے پلٹون یہ سوچکر بشکل قمری اڑی دیوار شہر داؤدیہ پر
آکر بیٹھی نگاہ اٹھا کر کل شہر کو دیکھا یہ سبب نہ ہونے کسی حاکم کے کہا الامان شہر حیران و پریشان عرصہ
دراز تک دیوار قلعہ پر سے بیٹھکر چار جانب دیکھا کہین سامان معقول نہ پایا وہان سے آڑی
خدا اسکو اڑائے پھرتے پھرتے قریب عبادت خانہ ایک قصر پر آکر بیٹھی مسجد کو دیکھکر جلگئی سمجھی کہ
یہ مکان نیا تعمیر ہوا ہے ہیہات کسی نے قصور کیا ہے اس مقام پر مکان کا محل نہ تھا مجمل بنا خیر دیکھون

انجمن کون رہتا ہے بہ نگاہ غور اس ملعونہ نے دیکھا ایک شخص نحیف و ضعیف محراب عبادت
مین مصروف صحیفہ خوانی آئینۂ رخسار سے ظاہر حیرانی مضطر و دل ریش و حیران سوے سر طرہ پریشان
بگوشۂ تنہائی مسرور از خویش و بیگانہ بیزار از شاہراہ دنیا بیرون مشتاق لیلاے حقیقت بصورت
مجنون در جوانی از کثرت اندوہ پیر و در پیری از حسرت جوانی دلگیر تمام جسم غبار مین نہان کثرت
عبادت سے تمام بدن پر جھریان بوریاے بیریا پر تکیہ زمین سے نفرت کثرت سجود سے پیشانی
پر گٹھا مثل ستارہ سحری درخشان محبت پروردگار کا مشتاق گناہون سے بری اگرچہ صحیفہ خوان مگر ذات
بجا بجا روشن نقوش بوریاے بیریا سے وہ مقام رشک گلشن صورت نورانی دیکھکر صورت نگار
حیرانی بصورت تصویر خاموش و دل مین حیرت کا جوش دل سے کہتی ہے اے صورت نگار یہ کوئی
بڑا عابد ہے حقیقت مین کامل و اکمل بڑا زاہد ہے نور اسلام سے چہرہ رشک آفتاب عالمتاب اس کو ظاہر
و کور باطن نے بعد عرصہ دراز پہچانا کہ یہ تو شہنشاہ داؤد ہین اب جو اس ملعونہ نے بخوبی پہچانا غصہ
سے تھرائی یہ تو اچھی طرح سمجھ گئی کہ اُسنے سحر سے توبہ کی اسباب سحر کا کہین قصر مین نام نہین ساحر بھی کوئی
اس مقام پر نہین ہے سمجھ گئی کہ یہ گوشہ نشین ہے مطمئن ہو کر بصورت اصلی تیار ہوئی آواز دی او مکار
سنو ملکہ صورت نگار خاتون معتقد جادو دبیرۂ خداوند سامری یہ کیا جال پھیلایا تو جسے سجدہ
کرتا تھا اب تو کسکو سجدہ کرتا ہے کسکی محبت کا دم بھرتا ہے لاڈلی بیٹی نے تمھارے طلسم کشا کو گھر مین جگہ دی
لوح تک دیدی مگر اب بھی راہ پر آ سامری و جمشید کو خدا جان پوسنے دوسو کو پہچان ورنہ
تیا سین برباد کرونگی آتش قہر و غضب مین پھونک دونگی تیرے سبب سے مین بدنام ہوئی
افراسیاب نے وہ کلمات کہے جو کبھی ہماری لونڈیون سے نہ سُنتے تھے داؤد جادو نے جواب دیا
اے صورت نگار مین تارک دنیا ہوا مجھسے ایسے کلام بیکار مین لوح وغیرہ عمرو نے لی تجھکو ذلت دی
وہ لشکر کشی کرکے مقابلہ حیرت مین پہونچے ہون گے اگر دعوے ہے تو جا کر مقابلہ کر مہرخ و بہار و
باغبان وغیرہ سب وہان موجود ہین تیری سرکشی کا جواب دینگے مین فقیر گوشہ نشین تارک دنیا
جو کام کیا اُسکا انجام بڑا اچھا تصدق ہے. اسد نامدار کے راہ ضلالت سے نکلا چشمہ ہدایت پر
پہونچا آب نایاب مذہب حقیقت سے سیراب ہوا ان باتون کو سُنکر صورت نگار اور بھڑک گئی آواز
دی او زبان دراز ان باتون سے کیا نتیجہ اب آمادہ مرگ ہو یہ اے قضا ہو مین آئی ہون لا زبان

داؤد نے جو بیرون مسجد سے یہ سُو کر دیکھا کہ صورت نگار ایک دیوار پر سے کلمات سخت ہمارے
شاہنشاہ کو کڑی کہ رہی ہے ہرچند مصاحب چند خدمتگار بیقرار اشکبار دوڑے ہوے سامنے
شہنشاہ داؤد کے آئے عرض کی اے شاہنشاہ گیتی پناہ یہ فاحشہ کیا بک رہی ہے اسکو سزا دیجیے
اسباب سحر ہم حاضر کرین توبہ شکنی کیجیے یہ حرامزادی شقل آپسے کیا مقابلہ کریگی ایک ہی دانے مین
اُسکے پھٹک جائیگی بھاگتے ہوے راستہ نہ ملے گا اِسی دن کیلیے خواجہ عمرو آپکو منع کرتے تھے
کہ مطیع الاسلام ہو جیے سحر سے توبہ نہ کیجیے جبکو آپ کی کنیزان کتنے سے نگاہ ملانے کی پہلے لیاقت
نہ تھی اب بسبب تائب ہونے کے آپسے کلام کر رہی ہے دم افسونگری کا بھر رہی ہے ہر وقت باب توبہ
وا ہے آپ بندہ معبود حقیقی ہین کیا پرواہ ہے توبہ کر لیجیے گا جلد اُٹھکر اسکو سزا دیجیے گو آہن تیغ و ناچخ لائین
اشارۂ ابرو مین حضور کے خنجر اسکے گلے پر پھر جائیگا یہ باتین سُنکر شاہنشاہ داؤد نے بہ نگاہ حسرت
ادہر اس طرف مصاحبان نیک اساس کے دیکھا کہا اے خیر خواہان دولت صرف دنیا سے ناپایدار
مین تم ہمارے ساتھ ہو قبر مین ہمراہ نجاؤ گے وہان اعمال کی پرسش ہوگی ایک بار عظیم سر سے
نہین اُتر ا دوسرا اپنا سر پر کیونکر اُٹھاؤن پیدا کرنیوالے کو کیا جواب دون یہ سب باتین صورت نگار
سُن رہی ہے آنکھون سے دیکھتی ہے کہ صدہا مصاحب و ملازم نمکخوار داؤد کے قدمون سے لپٹے ہین
سحر کرنیکی ترغیب دے رہے ہین مگر داؤد توبہ توبہ کرتا ہے ٹھنڈی سانسین بھرتا ہے ہر ایک سے
یہی کلام ہے یارو توبہ شکنی کا بد انجام ہے مصاحب کہتے ہین دیکھیے حضور ایک شعر ہم کو کسی شاعر کا
یاد آیا اسکے پابند ہو جیے جان بچایے شعر زاہد کا دل نہ خواطر میخوار توڑیے اِسو بار توبہ کیجیے
سو بار توڑیے داؤد نے کہا یارو کیا باتین بناتے ہو شاعرون کے کلام سناتے ہو شاعران شیرین
سخن مضامین نو و کہن کے پابند ہوتے ہین رشتۂ نظم مین موتی پرو دیتے ہین مگر احکام امر و نہی مین یہ شاغل
ٹھیک نہین ہے رب اکبر کا کوئی شریک نہین ہے مین ہرگز توبہ شکنی نہ کرونگا جب ملکہ صورت نگار نے
دیکھا کہ داؤد جادو نے سبکو جھڑک دیا اور آپ اُسی طرح بخضوع و خشوع محراب عبادت مین جا بیٹھا
تسبیح و تہلیل مین مصروف ہوا تب صورت نگار دلیر ہوئی قتل پر داؤد کے شیر ہوئی نیچہ سحر کھینچکر
کودی ملازمان داؤد نے روکا سحر چلنے لگے زمین سے شعلہاے آتش نکلنے لگے مگر یہ ملعونہ زوجہ
مصور جادو دبیرۂ سامری ہے سحر و ساحری مین طاق شہرۂ آفاق ان بیچارے ملازمون سے کہ اُسکے

سے کب رک سکتی ہے جسنے سحر کیا اُسنے اُسی پر پلٹا دیا وہ گولا اسی بیچارے کے سینہ پر پڑا توڑ کر پشت کو نکل
گیا ہزارہا ساحر مطیع الاسلام اس ملعونہ کے ہاتھ سے مارا گیا گولے مار مار کے صدہا تفنگر گرا دیے
پنجۂ سحر سے دریاے خون بہا دیے صدائے الاماں الاماں بلند ہے سے اس ساحرہ مکارہ کے
ہر شخص دردمند زرد ہوئی طرف مسجد کے جاتی ہے اہالیان شہر جینا اپنے سپر کرتے ہین مگر کسیکا پنجہ
اسپر قابض نہین ہوتا جسنے عمدہ افسر زبردست تھے داؤد جادو نے چھانٹ کر طلسم کشا کے ساتھ
کر دیے یہان چند اہالیان فوج باقی رہگئے تھے وہ صورت نگار پر جلوہ کر رہے ہین مگر صورت نگار
مثل برق جہندہ پنجۂ سحر تانے کسی بجر بحر کے ماش کے دانے پھینکتی ہے کسی پر برق گرتی کہین آگ
بھڑکی کبھی خنجر برسے کبھی آب باران سحر کی طغیانی ہوئی کشتی حیات اہالیان شہر داؤد یہ طوفانی ہوئی
ہزارہا بندگان خدا اس بیحیا کے ہاتھ سے شہید ہوئے سب بیچارے مجبور وناچار سحر انکا اس
ملعونہ پر اثر نہین کرتا آخر ہجرت کرکے در مسجد پر پہونچی در مسجد پر بھی بڑا کشت و خون ہوا مگر یہ خونخوار
سبکبار صحن مسجد مین در آئی داؤد اسی طرح سے عبادت معبود حقیقی مین مصروف ہے جان کے
خوف سے تیور پر بل بھی نہین آیا نہ اپنے مقام سے اٹھا نہ گھبرایا تسبیح ایک سو ایک دانے
کی ہاتھ مین صحیفہ ابراہیمی کھلا ہوا تلاوت کر رہا ہے دم یکتائی معبود کا بھر رہا ہے صورت نگار نے
صحن مین آکر للکارا کیون او داؤد اب بھی ہوشیار نہین ہوتا کیسی غفلت ہے خداے نادیدہ
سے بڑی محبت ہے داؤد نے اُس ملعونہ کی بات کا کچھ جواب نہ دیا عبادت الٰہی مین مصروف
رہا صحیفہ خوان اُٹھکر بھاگے اُن بیگناہون کو بھی اُسنے قتل کیا ہر فرد بشر کو جان بچانا مشکل ہوا یہ
بیحادب اندر مسجد کے آئی اُن محراب عبادت کے چلی اُسوقت داؤد نے صحیفہ ابراہیمی کو ہاتھ مین اٹھا لیا
پلٹ کر کہا اے صورت نگار معتوب عالم سے ڈر مجھ بیگناہ کے خون سے ہاتھ نہ بھر مین تجھے سمجھاتا ہون
آتش جہنم سے بچاتا ہون یہ آتش خوار زیادہ بھڑکی شعلہ جوالہ بنگئی لپک کر ہاتھ تلوار کا مارا داؤد
نے سر صحیفہ پر رکھدیا اُس ملعونہ خود سر کا ایسا ہاتھ پڑا ذرا فرق ہوا سر اُس قمر کا کٹ کر محراب
عبادت مین گرا کیا عاشق رب اکبر تھا اس سر سے کوئی آگاہ ہوا جسم سے جدا ہو کر سر نے بھی سجدہ
کیا لاشہ اپنے حال پر تڑپا فوارہ سے خون دست دعا نکلے دہان زخم سے آواز آئی نظم مصنف

اے خالق بے نیاز میرے
اے مالک کارساز میرے
مجھ عاجز و خستہ کی مدد کر

دامن گل آرزو سے بھر دے	عصیان کے حجاب سے عرق ریز	عصیان کے حجاب سے ہوں منفعل

بندہ گنہگار امیدوار رحمت ہے سر تذکیا مصرعہ گر قبول افتد زہے عز و شرف ؂ عجب ہنگامہ برپا ہوا اہالیان
شہر بحساب قتل ہوئے جو باقی رہے جان بچا کر شہر سے نکل گئے اب صورت نگار اُسی حال میں معبد سے نکل
باہر آ کر دیکھا ہر کوچہ و برزن میں لاشوں کا انبار اور حسرت و یاس برس رہی ہے سارے شہر میں سناٹا پڑا ہے جو لوگ
بھاگے ہوئے جاتے ہیں اُنکی زبان پر یہ کلام حسرت انجام ہے چلو یارو شکارگاہ میں چلکر ملکہ لالان خون قبا
سے خبر کریں افسوس ہے وہ شکار میں مصروف ہیں یہاں باپ اُنکا ہاتھ سے اس روباہ کے شکار ہوا یہ
باتیں جو سنیں اور شہر کو بھی ویران پایا اب صورت نگار بھی گھبرائی عجب نقشہ ہوا انجام اس فعل بد کا سوچی
دل سے کہتی ہے اے صورت نگار تو نے یہ کیا غضب کیا مرقعہ شہر داؤدیہ کو مٹا دیا بیگناہ داؤد شاہ کو
قتل کیا اب ملکہ لالان خون قبا کو خبر ہو چکی طلسم کشا آگاہ ہو گا ساربان زادہ جس وقت اس بدعت کا
حال سنیگا سر دھنے گا اگر لوح طلسم کشا کے پاس رنگین جہان جا کر تو چھپیگی تلاش کر کے قتل کریگا تیرے خون سے
ضرور ہاتھ بھریگا اُسکی بدعت سے کون بچائیگا افراسیاب بھی سامنے سے صاحب لوح کے بھاگ جائیگا ساری
جمشید کی خدائی بھی دیکھ چکی اینٹ سے اینٹ بجا دی ہے ہر ایک سنگدل پتھر کا پتلا ہو رہا ہے تدبیر ناصواب ہے اگر مجھ کو کوئی
آفت لگی افراسیاب میں کر کے چھپ ہو رہے ہیں ہزاروں ساحر مارے گئے بڑے بڑے فرمان نگین ملک شاہنشاہ نے
کیا داد دی اُنکے اہل و عیال کی بھی خبر نہ لی ہماری کیا حقیقت ہے بھی نہ پانچ سیر لکڑیاں چندن کی بھی نصیب ہوئیں
لاشوں نے ٹھوکریں کھائیں طعمہ زاغ و زغن ہوئے یہی ہمارا انجام ہو گا یہ سوچکر بہت گھبرائی خوف طلسم کشا سے
جان بلبوں پر آئی ایک گوشہ میں آ کر ٹھہری ایک طائر کی شکل بنکر پیش خانے میں ملکہ لالان خون قبا کے آ کر
چھپی اس بات کو دلمیں جگہ دے لی کہ جب ملکہ لالان خون قبا کو خبر قتل داؤد پہونچیگی روتی پیٹتی ضرور آئیگی وہ
لاش لیکر خدمت میں اسکے جائیگی کسی کنیز مصاحب کی صورت بنکر ہمراہ جاؤں تب لوح دستیاب ہو اس خیال سے
صورت نگار بشکل طائر قصر لالان خون قبا میں چھپی ہے دیکھیے یہ مکارہ کیا قیامت برپا کرتی ہے اب حال لالان
خون قبا بیان ہوتا ہے تحریر ہو چکا ہے کہ ملکہ لالان خون قبا کو ناگن وزیر زادی شکارگاہ میں لائی ہے کئی دن
میں آب و ہوا سے صحرا کے ملکہ شگفتہ ہوئی بوقت شب شکارگاہ سے پلٹ کر داخل بارگاہ ہوئی ناگن نے
فوراً جلسہ آراستہ کیا گانیوالیاں حاضر ہوئیں قریب تھا کہ دور جام مے گلفام شروع ہو کہ خوب [illegible] کے
قلب پر ہجوم غم و الم ہوا دل تردد منزل [illegible] ناگن سے خدا خیر کرے اس وقت شاہزادہ [illegible]

اور کیفیت تھی اسوقت اور صورت ہو یاد میں شاہزادے سے کہ مہر خاموشی لب پر تھی اسوقت دریاے
اشک کے چشمہ چشم سے طغیانی پر آئینہ قلب پر دو غبار حیرانی ہو جی جاتا تھا چیخیں مار کر روئیں سر ٹکرائیں استخوان
آتش غم والم سے جل رہے ہیں شعلہ تن سے بجاے نفس نکل رہے ہیں شہرداودیہ پر کوئی بلا نازل ہوئی
ناگن جلد خبر منگاؤ ذرا خیال تو کرو جتنے ساحران نامی عمدہ تھے وہ طلسم کشا کے ساتھ چلے گئے خدمت
میں والد بزرگوار کے کوئی ساحر زبردست نہیں ہے صرف بیچارے الیاس فوج میں قبلہ و کعبہ کو کلام
فیض انجام خواجہ عمرو سے وہ عبرت ہوئی کہ سحر و ساحری کے نام سے نفرت ہوئی اگر وہ آمادہ
سحر ہوتے کچھ مقام خوف نہ تھا یہاں تو خواجہ عمرو نے دم دیکر لوح لے لی کتاب اس بے کتاب
کی ڈھوڈالی اب جب کوہ بلور پر پہونچیگا سب حال ظاہر ہوگا عیاری سے عمرو کی ماہر ہوگا کسی
ساحر زبردست کو ضرور بھیجیگا کہ جا کر شہرداودیہ کو برباد کرے یہاں کون ہے کہ ساحر دن کو روکیگا
شہر گھر جائیگا وہ بیچارے غریب مصاحب افراسیاب سے آنکھ بھی نہ ملا سکیں گے یا بھاگینگے
یا جان دینگے ای ناگن یہ رات مجھکو کاٹے کھاتی ہے یہ شاید رعب شب نکل جائیگا یا آتی جلد سحر ہو
کہ شہرداودیہ کی مفصل خبر ملے اس تقریر کو سنکر ناگن وزیرزادی بھی گھبرائی کہا حضور نے بہت بجا
ارشاد فرمایا حضور حقیقت میں بڑی غفلت ہوئی خداوند کا توبہ کرنا سحر سے تائب ہونا اگر مشہور
ہو گیا ایک ایک ساحر حقیر ذلیل مقابلہ کا قصد کریگا افراسیاب کے تو طبیعہ پر چھریاں چلی ہونگی
لی حیرت سے آئینہ ششدر ہوئی ہونگی بلکہ لونڈی کو خیال ہے کہ کہیں افراسیاب دل کباب اسی
پیچ و تاب میں خود نہ قصد کرے اس ظالم کو کون روکیگا افسوس بوقت روانگی طلسم کشا کو خیال
نہ آیا کہ خواجہ عمرو کو سمجھاتے وہ کوئی اسکی تدبیر بلطف کرتے اب صبح ہو تو لونڈی خود جاکے وہاں
کی مفصل خبر لائے پروردگار الیاس شہرداودیہ کی جان و آبرو بچانا لونڈی کے بھی عزیز و اقارب
وہاں موجود ہیں سبکو خدا اپنے حفظ و امان میں رکھے دیکھیے کیسی رات پہاڑ ہو گئی کسی طرح سے
نہیں کٹتی ہنوز یہی ذکر تھا کہ یکایک عابد شب زندہ دار ماہ نے سبحہ انجم کو سجادہ فلک پر رکھکر
براے اعتکاف حجرہ مغرب میں داخل ہوا زاہد صومعہ فلک چہارم یعنی نیر اعظم کا دستہ فلک پر
براے تسبیح و تہلیل جلوہ فرما ہوا الملک لالان خون قبا کا چہرہ فق دل میں قلق کہا ناگن جلد کسیکو
بھیجو شہرداودیہ سے خبر لاوے کل حال اپنی آنکھوں سے دیکھ آئے قبلہ و کعبہ کو جاکر تسلیمات عرض

کرے میری بیقراری کا حال کہ کہ شب سے کنیز بہت بیقرار ہی اپنے دست حق پرست سے خیر وخوبی تحریر
فرمایئے کہ دل کو تسکین ہو گلعذار نے کنیز آمادہ ہوئی جب [illegible] چلنے کا قصد کرتی ہی ملکہ گھبرا کر کہتی ہی بوا
ٹھہر جاؤ خود والد نامدار سے باتیں کرنا خدمتگاروں سے پوچھ کر چلی آنا ناگن کہتی ہی واری اسقدر
نہ گھبرائیے دل کو ٹھہرائیے ملکہ کہتی ہی میں کیا کروں ہر اک موے جسم کو پیچ وتاب ہی دل بہت بیتاب ہی
ناگن نے کہا اسقدر بیقرار ہو جیسے ابھی خبر آتی ہی حضور میں جاؤں اپنی آنکھوں سے شہنشاہ
کو دیکھ آؤں ملکہ نے کہا میرا ارادہ ہی کہ میں خود جاؤں اب تو یہی دل چاہتا ہی گریبان چاک کروں
منھ پر خاک ملوں والد نامدار کی خبر نہیں معلوم ہوتی دیکھ لے چہرے پر گرد بیٹھی ہی ناگن نے
کہا حضور خدا نخواستہ ایسا تو نہ کہیے لونڈی کو دسواس آتا ہی کہ کہیں ان باتوں سے کلیجہ بیٹھا جاتا ہی
سبکو عیش و راحت میں چھوڑ کر آئے ہیں خدا کے فضل سے سب طرح خیریت ہی یہ کلام ناگن کا تمام
نہونے پایا تھا کہ طرف شہر داودیہ کے شور گریہ وزاری بلند ہوا دیکھا اہالیانِ شہر خستہ و شکستہ زار زار
بیقرار روتے پیٹتے چلے آتے ہیں ہزارہا عورتیں باموے پریشان فریاد کناں کوئی شوہر کا نام
لیکر روتی ہی کوئی فرزند کے غم میں جان کھوتی ہی کوئی کہتی ہی اے جوان بھائی چھوٹ گیا بازو
ٹوٹ گیا چھوٹے چھوٹے بچے خاک اڑاتے ہوئے ماں کی انگلی تھامے ہوئے کسی کا سر زخمی کسی کا ہاتھ
جھولا ہوا کوئی سرتاپا دریاے خون میں ڈوبا ہوا ہر خورد و کلاں بدحواس چیخنے سے یاس حیران
و پریشان ملکہ لالانِ خون قبا نے کہا او ناگن ہمارے غم والم کا ظہور ہوا ناگن وزیرزادی گھبرا کر
دوڑی پکاری صاجو بولے خدا صبر کرو دل پر جبر کرو بیان تو کرو کسنے لوٹ لیا کیوں دکھ دیا کیا
بلا نازل ہوئی شہر داودیہ میں وہ لوگ بولے اسکا گھر لٹا کون بچا چند شخص بدحواس عالم یاس چہروں پر
خاک ملے ہوئے فریاد کرتے سر پیٹتے ہوئے سامنے ملکہ کے آئے عرض پیرا ہوئے حضور آپ کے والد
نیک اساس بعد حسرت و یاس بسیار گلشن جناں ہوئے قیامت کے سامان عیاں ہوئے
صورت نگار یکہ و تنہا آئی اس ملعونہ نے وہ تصویر صفحۂ ہستی سے مٹائی ہر چند ہم سب نے بہت
آپ کے والد نامدار کی خدمت میں عرض کیا بہت کچھ سمجھایا مگر اس ثابت قدم راہ رضا نے توبہ شکنی
نہ گوارا کی محراب عبادت میں اپنی جان دی تمام شہر کو صورت نگار بدکردار نے قتل و غارت
کیا ہر گلی کوچہ لاشوں سے بھر دیا آپ کے نگر زار خوب لوٹے مگر وہ زوجہ مصور جادو ظلم کردہ

افراسیاب ہی ہم الیسون کے سحر کو کب مانتی ہی ہر ایک کو طفل مکتب جانتی ہی سمر مین ہمسن کر شاہنشاہ
کو قتل کیا اس بیگناہ کا خون بیعقد ابر ابھی پر بہا انشاءاللہ اس خون کا بہت جلد انتقام ہوگا اس ظلم
و بدعت کا بد انجام ہوگا یہ حال پر ملال سنکر ملکہ لالان خون قبا نے اپنے کو زمین پہ گرا دیا اور کہا خوب
مارا ہاے والد نامدار کہکر تڑپنے لگی ناگن وزیر زادی نے فوراً بغلون مین ہاتھ دیکر رو کا کنیزون
مین شور گریہ وزاری بلند ہوا ہر ایک اپنے اپنے عزیز واقارب کی خبر پوچھتی ہی شہر والے جواب
دیتے تھے صاحبو کسی کا پتا نہین شہر والوں مین غدر تھا باپ کو بیٹا بھائی کو بھائی نہ پہچانتا تھا
اس سحرف نے برف برسائی آگ لگائی شعلے بھڑکے ہزارہا بندگان خدا ڈوبے نہین معلوم کون
کس طرف گیا کون مارا گیا کون جیتا بچا اب جو زندہ بچے ہین مہینون مین ملینگے بمشکل غنچہ سربستۂ آرزو
کھلینگے اس کیفیت کو سنکر ہر ایک بیقرار ہوا ہنگامۂ محشر آشکار ہوا کنیزون نے ملکہ کو بڑی مشکل سے
سنبھالا دیکھا فرط رنج وغم سے آنکھین پتھرائی ہوئی ہوش دماغ مین خلل بیقراری مین یہ اشعار زبان پر لائی اشعار

ای والد نامدار میرے
ای افسر تاجدار میرے
ای سالک مسلک طریقت
ای سرو حدیقۂ حقیقت
ای بلبل بوستان اسلام
ای ماہ روزانہ خوش انجام
خواہش ہوئی تم کو نوری کی
کیا عشق کی راہ سر سے طے کی
کیا خوب ہوا ہی نیک انجام
فردوس مین اب کروگے آرام

ہروقت رخصت بعد حسرت کنیز کو وصیت کی تھی کہ بیٹیا نادم ہو کہ
راہ اسلام سے منہ نہ موڑنا دامن دولت طلسم کشا نہ چھوڑنا ہماری زیست کا کیا اعتبار ہی آفتاب لب بام
و چراغ سحری ہین ہمارے بعد تمھارے نام روشن ہوگا جب زبان سے نام پروردگار لوگی ثواب
اسکے ہمکو تا روز قیامت پہونچینگے ای ناگن ایک حسرت بہت بڑی والد نامدار دل مین لیگئے جسدن سے
مسلمان ہوے جب مین بولے تسلیم جانی ہی فرماتے تھے ای نور نظر دعا کرو کہ صاحبقران زمان
کو مع سلیمان افسر مسلمانان ہماری زندگی مین طلسم ہوش ربا مین تشریف لائین کیا روز سعید
ہوا اسدن ہمکو عید ہوگی قدمون سے صاحبقران کے لپٹین وہ دست حق پرست پشت پر رکھکر ہمارے
واسطے دعاے مغفرت کرین بابا جان یہ ارمان دل مین لیگئے کیون ای ناگن ہم گرفتار رنج عظیم ہوے
آج سے یتیم ہوے کوئی سرپرست باقی نہ رہا ناگن نے عرض کی واری رونے کو تو مین آپ کو
کیا منع کرون مگر بڑی خوشی کی بات ہی کہ بجلد اس وارث صبح سے تائب ہوے ستم وقت سے

نفس سرکش پر فوراً غالب ہووے جو شخص دعوے ہمسری سب اکبر کرے وہ تائب ہو کر وحدانیت
کا دم بھرے حضور اب چلیے اُس کشتۂ محبت و یاس کا لاشہ اٹھائیے دفن و کفن کا سامان کریں جس وقت
اسد شیر دل و خواجہ عمرو کو یہ خبر وحشت اثر پہونچیگی یقین کامل ہے قیامت برپا کرینگے صورت نگار کو
کسی صورت سے زندہ نہ چھوڑینگے خواجہ کو شاہنشاہ مرحوم سے بڑی محبت تھی وہ ضرور ان زن
و شوہر کو قتل کرینگے خون ناحق کا بدلا لینگے ملکہ لالانِ خون قبا نے کہا اے تاگن خیر ہو چلنا کیسا
چلکے لاش شاہنشاہ کی اٹھاؤ جہان لشکر طلسم کشا کا ہووے وہیں چلو شرف آخرت یہ والد ماجد کو حاصل
ہو طلسم کشا و خواجہ عمرو جنازے کو کاندھا دیں اپنے دستِ حق پرست سے دفن کریں نصیحت کر کے
مسلمان کیا تھا وقت آخر بھی وہی تلقین پڑھیں تاگن نے کہا حضور بہت مناسب ہے مگر پہلے کیونکر جاتی
ہو شہر خالی پڑا ہے ایسا نہو کسی ساحر کو ہوا دی چھوڑ نہ گئی ہو میں بخوبی جا کر دیکھ آؤں تب حضور
شہر میں تشریف لائیں اب ہمیں آپکی جان کے لالے پڑے ہیں ہزار طرح کا خوف ہے آپ مبتلائے
غم و الم آپکی رائے کا اس زمانے میں کیا اعتبار ہے ہزار طرح کا انتشار ہے تاگن نے یہ کہکے ملکہ کو تخت
پر سوار کیا سب نے لباسِ سیاہ پہنا کنیزوں کو ساتھ لیکر ملکہ نالان و گریان چلی تاگن بھی بعد
رنج و محن ایک طاؤس پر سوار ہوئی اسباب تصرفات پر آراستہ کیا ملکہ کو بخوبی بٹھا دیا کہ آپ شہر
سے دو کوس کے فاصلے پر ٹھہر جائیے کہ میں شہر کے نیک و بد کا حال دیکھ آؤنگی اپنے ہمراہ
آپکو شہر میں لیجاؤنگی تاگن نے سب طرح کا انجام سوچ لیا کر کہا اے فلک بے رفتار و غدار ہر وقت
درپے آزار ہے طریقۂ ظلم و بدعت میں عقل بیکار ہے ہمیشہ صاحب راست کو دام مصیبت میں پھنسا
ہے ہر نازک مزاج کو عالم سر پر اٹھاتا ہے بڑے بڑے حکما و عقلا اسکی بدعت سے پامال ہوئے جب
اسنے گردش دکھائی کچھ عقلمندی نہ چلی منہ کے بل گر پڑے تڑپ تڑپ کے سنبھل نہ سکے بڑے
بڑے شاہان اولوالعزم کے نام تھے صاحبان فوج و خزانہ و علم تھے بڑے جاہ و حشم تھے اب انکا
کوئی نام بھی نہیں لیتا قبر تک کا نشان نہیں نظم

تخت جمشید و خطِ جام ہوا نقش فنا	و سکندر ہے نہ آئینۂ حیرت افزا
مرتبۂ دولتِ قیصر ہے نہ اقلیم قباد	پایۂ شوکت سنجر ہے نہ ملک دارا
نقش بادِ سحر سے یہ صدا آتی ہے	کہ سلیمان کا برباد ہوا تخت ہوا

سیکڑون قافلے راہی ہوے اس منزل سے
کسکی اس بزم مین روشن ہوئی شمع اقبال
وہ گل تازہ نہ اس باغ مین ہنستے دیکھا
اس خیاباں کا ہر اک نخل ہی نخل ماتم
لیے پھرتی ہی صبا دوش پہ آج اُنکے غبار
اُنکی صورت کو ترستی ہین نگاہین افسوس
جنکی آواز مین تھا یہ اعجاز مسیح
ہو ملاقات تو یہ اہل فنا سے پوچھین
عہد مو کیا ہو مین چلین جو ہم رہتی تھین
نہ وہ ہنگامہ صحبت ہی نہ وہ بزم نشاط
ربط و اخلاص جو آپس مین تھے معمول گئے

گرد اُڑتے نہ کہین دیکھی نہ سُنی بانگ درا
جسکو گل کر نہ گئی جنبش دامان قضا
شمع ہی سا نہین نہ بجھے جسکے لیے باد صبا
کف افسوس ہر اک برگ ہی اس گلشن کا
جنکی رفتار سے ہر گام تھے فتنے برپا
صورت نور نظر آنکھون مین ہی وہ نقشا
خواب مین بھی کبھی سُنتے نہین اب اُنکی صدا
اے سیتمان عدم حال کہو کیا گذرا
کیا ہوا ہمنفسو رابطہ صبح و مسا
نہ وہ انداز سخن ہے نہ زبان گویا
دفعۃً ہمسفر و ایسا ہمین بھول گئے

انتظام سراسر بیکار عقل و شعور پر ناز بیجا خدا گردش فلکی سے بچائے کچھ انسان کا زور نہین چلتا ناگن نے سب کچھ انتظام کیا مگر کیا ساعد تھا کہ صورت نگار مکارہ طائر بنی ہوئی قصر مین ملکہ لالان خون قبا کے چھپی ہی وقت کی منتظر گوش بر آواز سپنے مکر و ضد رد عقل و فطرت پر نازان ناگن بصد رنج و محن نالان و گریہ کنان ہر سو نگران شہر مین آئی جہان کہین تھا گھر گا اسکا دل و جگر کا ہوشیار ہو گئی سحر کیا دیکھتی بھالتی آگے بڑھی دیکھا تمام شہر ویران جا بجا لاشون کے انبار مکانات خالی گلی کوچون مین سناٹا وہ شہر آباد کہ جس مین اکثر سر کشور الکنکنا تھا گرم بازار سیان رہتی تھین جا بجا یارون کے جمگھٹے نازنینان مہ جبین کے جا وہ تھے اب وہان پر خاک اُڑتی ہی ویرانہ دیکھکر دل گھبراتا ہی اشعار

ہر اک سو ہر اک سمت اندھیر ہی
چمن مین یہی کہتی ہی عندلیب
ہر اک سرو ہی خشک حسرت زدہ
اُسی دن سے لالہ کے ہی دل مین داغ
کلیجہ ہو کیونکر نہ غنچون کا شق

غم و یاس و حسرت کا اک ڈھیر ہی
وہ کیا ہو گئی اس چمن کی بہار
ہر اک سبزہ ہی چشم حیرت زدہ
اُسی دن سے ہی خشک نرگس کا گل
کہ ہوتا ہی بلبل کے منہ سے تلق

کرون اور کیا عرض مین بدنصیب
کہ ہر گل نظر آتا ہی مثل خار
خزان کا ہی سودا سبھی کو لئے باغ
اُسی دن سے بلبل کا نالہ ہی کام
غرض ایسے گلزار کو نامراد

فلک دیکھکر ہو گیا شاد و شاد | یہ بربادی و ویرانہ دیکھکر قریب تھا کہ ناگن کا کلیجہ پھٹ جاوے

در و دیوار سے لپٹ لپٹ کر خوب روئی صورت نگار جو عیش خانہ میں چھپی بیٹھی تھی آواز رونے کی
اُسکے کان میں آئی جھٹ کی پہ نگاہ و غور دیکھا ملکہ ناگن وزیر زادی کو پہچانا اور زیادہ اپنے کو مخفی کیا
ناگن پھرتی پھراتی اشک حسرت چشم پرنم سے بہاتی ہوئی نشہ غم و الم سے لڑکھڑاتی ہوئی صحن چمن
مین آئی دیکھا یہاں بھی صد ہا لاشے پڑے ہیں چند عزیزوں کو جو اپنے مردہ پایا غم و الم سے کلیجہ
منھ کو آیا ہر ایک کی لاش پر خوب پیٹی چیخین مار کر رونے لگی نام لیکر ہر ایک کا پکارا مردے کیا جواب
دیتے اور زیادہ اضطرار بڑھا سکتے کا عالم ہوا صورت نگار نے جو دیکھا کہ وزیر زادی کا نقشہ
ہو مثل تصویر خاموش دریاے غم و الم کا جوش کبھی اُٹھتی کبھی بیٹھتی تڑپتی پھرتی سحر کی بھول کا بھی کچھ
خیال نہ رہا شانے پر سے گر گئی صورت نگار نے جب اسکو بہوت پایا چپکے چپکے سحر کرنا شروع کیا
ناگن غافل از شعبدہ بازی فلک کج رفتار اُسکے تاثیر سحر سے تھرائی زمین پر گری بیہوش ہوئی یہ موقعہ
جھپٹی اسم سحر کا پڑھکر گولا مارا ناگن کو غرق زمین کر دیا اب مطمئن ہو کر بیٹھی سحر سے اپنی صورت ناگن کی
سی بنائی خوشی سے پیرہن میں نہ سماتی تھی اپنی عقل و فطرت پر ناز دل سے کہتی تھی بڑا کام کیا
طلسم ہوشربا میں نام کیا لوح طلسمی ملنا کتنی بڑی بات ہے اب تو کل با انتظام ملکہ لالان خون قبا میرے
ہی ہاتھ ہے اب چلکے ملکہ صاحبہ کو ترغیب دونگی لشکر میں طلسم کشا کے بھیجونگی رات کو سوتے میں لوح
طلسم لے سے اسد غازی کے اکثر رونگی افراسیاب کو دونگی بہت راضی ہوگا سلطنت طلسم ہوشربا
اب ہمارے خاندان میں رہیگی داؤد جادو مر چکا عہدہ خداوندی میرے شوہر مصور کو دیگا
جسطرح کا ہمین کو اختیار رہیگا بی حیرت جادو بھی میری دست نگر رہیگی جب کبھی بات پڑیگی جب
روونگی مین نے تو سبکی جان بچائی مذہب سامری میرے ہی دم قدم سے ہے داؤد جادو کو مارا
لوح طلسمی لشکر خداپرستان سے لائی ایسے وقت پر کسی نے جانبازی نہ کی بیٹھے سر ہتیلی پر رکھا زندگی
مین موت کا مزا چکھا جب تو لوح طلسمی لائی عمر والے عیار کے چونا لگایا شہر داؤد یہ کوشش نقش قدم
شاہ یا افراسیاب ہمیشہ دستبار رہیگا ایسے خیالات مہملات کر کے دل میں بہت خوش ہوئی بصورت
ناگن تیار ہو کر طرف لشکر ملکہ لالان خون قبا کے چلی یہاں ملکہ لالان خون قبا دو کوس جب
شہر قریب رہا بموجب فرمائش وزیر زادی کے ٹھہر گئی دیکھا کر ملکہ ناگن بصد انداز و دھمکن آئی ہے

لگر بدحواس و عالم یاس خون منھ پر ملے ہوئے سر کے بال کھلے ہوئے نالان و گریہ کنان حیران و پریشان
ملکہ نے گلے سے لگا لیا پوچھا اے خیر خواہ جلد بتلا کہ شہر کی کیا صورت ہے اُس مکارہ نے اُسی طرح بلائین
لیکے جواب دیا کس زبان سے اُس حال مصیبت مآل کو بیان کرون حقیقت مین جلاد کا کام کیا اپنے
نزدیک بڑا نام کیا تمام گلی کوچہ لاشون سے معمور ہے حسرت و حرمان کا دور ہے بڑے بڑے
رئیسان عالیوقار صاحب اقتدار اُس مکارہ کے ہاتھ سے بیجان ہوئے شہر مین قیامت کے
سامان عیان ہوئے اول یہ کنیز مسجد مین گئی لاش شہنشاہ عبادت خانہ مین دیکھا کلیجہ پھٹ گیا عین
محراب مین مسجد کے یہ ثابت قدمی کی جان دی کل صحیفہ خوان بھی مارے گئے اب حضور شہر مین تشریف
لیچلین اور سب طرح سے اطمینان خاطر ہے یہ کنیز خود اپنی آنکھون سے سارے شہر کو دیکھ آئی وہ
ملعونہ سبکو قتل کر کے چلی گئی یہ بھی بخوبی ثابت ہوا کہ کسی اور ساحرہ کو شہر مین نہین چھوڑا غرض ملکہ
کو سمجھاتی ہوئی بہلاتی ہوئی شہر کی طرف لیچلی سب کنیزین روتی پیٹتی بال سر کے کھلے لباس سیاہ پہنے
ہوئے ساتھ ساتھ صورت نگار مکارہ نے سب سے زیادہ اپنا حال تباہ کیا ایسی ہائے واسے
کر کے تڑپی کہ خود ملکہ لالان خون قبا سمجھانے لگی کہا اے ناگن اگر تم اپنا حال ابتر کرو گی تڑپ تڑپ کر
جان دو گی پھر ہماری دستگیری کون کریگا ہمکو دیکھو کہ باپ کا سایہ ہمارے سر سے اُٹھ گیا عین
کمسنی مین یتیم ہوئی جنکو وارث قرار دیا وہ بن دولت تھا ماوہ ہنوز سفر مین ہین خدا اُنکو دشمنون
سے بچائے اپنے حفظ و امان مین رکھے تمام طلسم ہوشربا اُنکا دشمن ہے اب صرف تمھاری محبت و
خیر خواہی کا سہارا ہے تم اپنے ہوش و حواس درست رکھو ہر امر مین صلاح نیک دو صورت نگار
نقلی نے کہا حضور مین جان تک نثار کرنیکو حاضر ہون مگر کیا کرون دل نہین مانتا صبر نہین ہوسکتا
آپ کے والد نامدار کی پرورشین یاد آتی ہین آپ سے زیادہ تر مجھکو چاہتے تھے بجائے فرزند
پرورش کیا عزت و آبرو مرحمت فرمائی اسی طرح کے فقرے بناتی ہوئی ملکہ کو لیکر شہر مین داخل ہوئی
ملکہ نے جا کے شہر آباد کو ویران پایا ہر مقام پر کھڑی ہو کر روئی مصاحبین کنیزین اپنے اپنے
عزیزون کی لاشون پر خوب پیٹین ناگن نقلی نے فوراً سب کے لاشے اٹھوا کے دفن کرائے
لاش شہنشاہ داؤد کے واسطے ایک صندوق سیاہ آراستہ کیا اُس کشتۂ حسرت و یاس کو اُس مین
رکھا مگر لاشے دفن کرانے مین رات ہو گئی آخر یہ صلاح ٹھہری کہ شب کو جلنا مناسب نہین ہے صبحکو دن

لشکر ظفر اثر طلسم کشا کے روانہ ہونگے آخر کار انھین قصرہاے ویران مین آکر مقام کیا لیکن اُس رات کا
بسنا ہر ایک کے قلب پر ہجوم غم والم سے اپنے عزیزون کے ماتم مین چاک گریبان ملکہ لالان خون قبا
مضطر و پریشان ملکہ کی بیقراری و حالت گریہ وزاری دیکھکر صورت نگار بار بار عرض کرتی ہی
حضور آرام فرمائین کنیز بیدار رہیگی حضور ہزار طرحکا دل کو وسوسہ ہی ایسا نہو کہ افراسیاب خانہ
خراب کسی اور ساحر کو روانہ کرے اور وہ آکر ہماری آپکی گرفتاری کا قصد کرے مین براے نگہبانی
گرد قصر کے پہرو نگی ملکہ نے کہا اے مونس وہمدم تیرے پاس بیٹھنے سے کسی قدر غم غلط ہوتا ہی حقیقت
مین مجھکو بھی اسکا خیال ہی کہ خود افراسیاب نہ چلا آئے تو غضب ہو جائے اگر اُسنے یہ قصد کیا کہ
مجھکو اپنے قبضہ مین کرے کیترون سے تقریر کرائی کہ مین ملکہ لالان خون قبا پر مائل ہون عرصہ
دراز سے تیغ ابرو کا گھائل ہون مین نے کبھی جواب نہ دیا ہمیشہ سکوت کیا رعب وداب سے
جناب قبلہ وکعبہ کے اُس خانہ خراب کا کبھی زیادہ مکنے کا حوصلہ نہ پڑا اب ہم یتیم ہوے اُس کینہ
دیرینہ کو ظاہر کریگا پس ایسے وقت مین غافل ہو کے سونا مناسب نہین ہی اگر شاید وہ بیحیا بانی مکر و
دغا بہ ارادۂ خام آئے ناکام جائے مین اُسیوقت اپنے کو ہلاک کرون خنجر موجود ہی مجھکو مردہ پائے
عمر بھر پچھتائے ہای ناگن کیا بتاؤن جسدن سے شاہزادہ عالیوقار اسد نامدار رخصت ہو کے گئے
ہین خواب نایاب آنکھ سے ہی پیچ وتاب ہی شب بھر تارے گن گن کے سحر کرتے ہین رات دن تڑپ تڑپ کے بسر کرتے ہین [illegible]

نواب مہدی علیخان صاحب کا مخمسہ

ہم کسی کے منتظر جو ہین تو گھبراتی ہی نیند
حسب عادت جو اکیلے ہین اچٹ جاتی ہی نیند
دیوانی بنکے شب وحشت مین دھمکاتی ہی نیند
تارے گنتے ہین نہین آتی نہین آتی ہی نیند
دل کو تڑپاتا ہی ہجر آنکھون کو تڑپاتی ہی نیند

ہان تصور مین بھی کسون تک نہین آتی ہی نیند
اور اگر آئی بھی تو آکر پلٹ جاتی ہی نیند
منظر فرط الم سے سخت گھبراتی ہی نیند
گھر مین آنکھون کے قدم رکھنے نہین پاتی ہی نیند
دونون پلکون کے طمانچے رات بھر کھاتی ہی نیند

بوستان دہر مین ایسا کھلا مانند خار
وحشتین مجھپر شب فرقت مین ہوتی ہین ہزار
ایک بوسیدہ سا حجرہ ہی نہین یہ جسم زار
فرش راحت پر مجھے جسوقت یاد آتا ہی یار

مرغ دل ایسا پھڑکتا ہے کہ اڑ جاتی ہے نیند

مارے مارے پھرتے ہیں جنگل میں لگا ہے کوہ میں / خاک اڑاتے ہیں کبھی تنہا کبھی انبوہ میں
عمر آخر ہو گئی اے ہمدمو بس کوہ میں / کون ہے راحت رسان اپنا شب اندوہ میں
موت بھی آنکھیں چرا لی ہے جو شرمائی ہے نیند

اے مسیحا غور سے اس سمت فرما تو نگاہ / آنکھیں پتھرائی ہوئی ہیں منتظر بے اشتباہ
بڑھ کے دکھلایا بتوں کے عشق نے روز سیاہ / سوؤں کیا آنکھوں کے ڈھیلے ہو گئے ہیں سنگ راہ
آ کے میری خوابگہ میں ٹھوکریں کھاتی ہے نیند

دیدۂ وابستہ بد ہے دوستداری یار کی / پھر ہے فرض عین اے دل پاسداری یار کی
ہے مآل زندگانی ہمکناری یار کی / عین راحت ہے سجھے خدمتگزاری یار کی
تلوے آنکھوں سے جو سہلاتا ہوں آ جاتی ہے نیند

ایک قاتل کا تصور ہر گھڑی ہے سوؤں کیا / سوز الفت کی بدولت واگی ہے سوؤں کیا
بند اپنے شیشۂ دل میں پری ہے سوؤں کیا / خواہش دیدار آنکھوں میں بھری ہے سوؤں کیا
پتلیوں میں اپنی جا قاتل بھی پاتی ہے نیند

عشق میں آنا دار مجبور دونوں ایک ہیں / فاختہ اور بلبل رنجور دونوں ایک ہیں
دیدۂ نرگس مخمور دونوں ایک ہیں / مرغ بسمل عاشق مہجور دونوں ایک ہیں
اسکو بھی چڑکاتی ہے مرغ اور اسکو تڑپاتی ہے نیند

ناتوانی میں غشی سے ہے ہمیشہ میں جو ڈھنگ / ہوش میں آنے سے دل کو ہے نہایت عار و ننگ
کیسی راحت کیسی عشرت کیسی باقی ہے امنگ / کیسے تکیے کیسی توشک کیسا ہوتا ہے پلنگ
میں وہ غافل ہوں میرے گھر آ کے پچھتاتی ہے نیند

ہجر میں آرام ہے تکلیف قلب زار کی / ایک حالت ہے مری اور نرگس بیمار کی
مہربان من قسم ہے دیدۂ بیدار کی / بھول جاتا ہوں میں غفلت میں کہانی یار کی
بدلے راحت کے اذیت مجھکو پہنچاتی ہے نیند

شغل نالہ قبر میں کیونکر نہ ہو مجھ زار کو / مر کے بھی ہے ہجر کا غم قلب حسرت بار کو

صور کا ہوتا ہی دھوکا خفتہ و بیدار کو	سوتے سوتے جب پکار اٹھتا ہون اپنے یار کو

مرقدون کے سونے والونکی اچٹجاتی ہی نیند

ای قمر کچھ خبر ہی وہ لالہ رو دلبر کہان	سیر جنت کی کہان اور مجھسا بداختر کہان
ہی تصور ہی تصور اعتبار اسپر کہان	یار گل اندام کا زانو کہان اور سر کہان

ہجر مین سوتا ہون مجھکو خواب دکھلاتی ہی نیند

یہ اشعار حسرت خیز مصیبت انگیز پڑھکر ملکہ لالان خون قبا اسقدر روئی کہ غش آگیا مصاحبان خاص کا قلب سحر ہوگیا گلاب کیوڑا چھڑکا بمشکل اُس آفت رسیدہ ہجران دیدہ کو ہوش آیا اسی طرح بیقراری و اشکباری مین وہ شب رنج و مصیبت بسر ہوئی ناگاہ مسافر منزل افلاک رہگراے جادۂ آسمان ہوا ناگن نقلی نے بہ تعجیل تمام سامان سفر آراستہ کیا بارہ ہزار کنیزان ماہ پیکر و رئیسان نیک سیر سیاہ پوش ہر ایک کے قلب پر بحر رنج والم کا جوش لاشہ شاہنشاہ داؤد و بندۂ خاص سعود و ہمچنین شامیانہ سیاہ کھنچا ہوا گریان و نالان خاک برسر کنان طرف لشکر ظفر اثر شاہزادہ اسد کے روانہ ہوئے

ذو کلمہ داستان شوکت بیان زلزلہ قاف ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران اسپ باد قرین گیتی ستان و کیفیت لشکر نکبت اثر زمرد شاہ گمراہ بیان ہوتے ہین ساقی نامہ صنف

ساقی جام جہان نما دے	کیفیت دو جہان دکھا دے	گل ہو مرا خار غم شتابی
منگوا دے پھول کی گلابی	وہ بادہ پلا جو مست کر دے	وہ مے جو سخن پرست کر دے
جب نشہ مین دونون لب ہلاؤن	مردہ مضمون کو جلاؤن	کھولون جو زبان مین ہنر مند
بلبل کا ناطقہ کرون بند	صیقل جو ہو بادہ سے مکرر	پھر تیغ زبان کے دیکھ جوہر
ہو ملک سخن کی شہریاری	سکہ مرے نام کا ہو جاری	پھر سوز و گداز کا بیان سن
پھر درد بھری ہوئی فغان سن	گلدستہ بناؤن شاعری کا	پھر سحر دکھاؤن سامری کا
حرف اسمین ہوئی ہی خوش بیانی	حیرت آگین ہی یہ کہانی	عندلیبان خوش الحان بوستان

سخنوری و زمزمہ سرایان حدیقہ افسونگری شاخسار گل چمنستان بیان مین مصروف رنگین نوائی ہین شعر سخن سنج و غواص دریاے ہوش و چنین رنگینت گوہر بہ دامان گوش سامعین تحریر ہوا کہ زمرد شاہ باختری نے نامہ بطلب ساحران طلسم ہوش ربا کے روانہ کیا تھا جس زمانہ مین افراسیاب

دل کباب بصد اضطراب متردد و متوحش برسر کوہ بلور نگین و رنجور فکر حصول لوح مین تھا اُسی تردد مین
بانسہ لقا بیجا کا ہو پہنچا افراسیاب نے صیقل جادو کو بلا کر حکم دیا کہ اے صیقل جا خیمہ مین خداوند لقا
کی جاؤ لیکن یہ خیال رہے کہ زنگ کبر و نخوت آئینہ خاطر پر نہ آنے پائے مثل آئینہ دل صاف رہے
کہ وہ مقام دربار خداوند ہے قدرت کو کبر و نخوت کسی کا پسند نہین ہے جو یہان سے گیا دو چار دن لڑا
مسلمانون سے معرکہ پڑا قدرت نے تقدیر کرکے غالب کرایا پس اسکے دل مین غرور آیا قدرت نے فوراً
عیاران اسلام کو حکم دیا وہ بلاے روزگار تعلیم کردہ عمرو مکار انہون نے چشم زدن مین مار ڈالا
پس خبردار خبردار عیارون سے ہوشیار رہنا انکے مکر مین نہ پھنسنا صیقل نے دست بستہ عرض کی آپ
مالک ہین جو سمجھایا عنایت و پرورش عیارون کی کیا مجال ہے کہ قریب آپکے نمکخوارون کے آسکین
اور غلام کبر و غرور بھی نکریگا جاتے ہی مسلمانون کا خاتمہ کریگا قدرت کو بالا سے قیلولہ پہنچا دیگا
غرض صیقل مع بارہ ہزار ساحران غدار طرف کوہ عقیق گلزار سلیمانی کے روانہ ہوا یہان لشکر اسلام
مین بادشاہ جمجاہ سعد بن قباد بارگاہ سلیمانی مین سریر جہانبانی پر جاہ فرما ہین تمام سرداران
نامی و پہلوانان گرامی فرزندان صاحبقران عالیشان اپنے اپنے زنگلون پر متمکن ہین مگر بادشاہ
کو کمال انتشار کل سردار بیقرار گزارش کر چکا ہون کہ صاحبقران عالیوقار عرصہ دراز سے لشکر مین نہین
ہین بادشاہ نے ہر کارے صاحبقران کی جستجو کے واسطے بھیجے مگر ابھی تک خبر نہین دریافت ہوئی
احوال صاحبقران زمان کا ناظرین پر بخوبی واضح ہے تحریر ہو چکا ہے کہ صاحبقران کو اُسی حالت زندانی
مین مرکب نکال لیگیا تھا قلعۂ ہوشنگ وزد پر پہونچے وہان سے گذرا آہن حصار مین ہوا بڑی
بڑی سخت لڑائیان ہوئین اب مع ہوشنگ نوجوان و شاہنشاہ زرین علم کے فوج ظفر موج
ہمراہ لیکر طرف کوہ عقیق کے آتے ہین اسی وجہ سے بادشاہ اسلام گھبراتے ہین کہ دنگل آصفی پر
غاشیہ پڑا ہے نہونے سے صاحبقران کے بارگاہ مین سناٹا ہے عیاران طرار خنجر گذار رسات معتبر
چہرہ وہ سرہنگ بحر عیاری کے نہنگ سامنے بادشاہ کے حاضر ہین بادشاہ نے چالاک بن عمرو
سے فرمایا کیون اے جانشین خواجہ عمرو کچھ جد عالی تبار کی کیفیت نہین معلوم ہوئی چالاک نے
عرض کی غلام خود بھی گیا تھا بہت تلاش کیا کہین پتا نہ ملا آخر مجبور ہوکر واپس آیا مگر چند عیار
مین نے بھیجے ہین یقین ہے بہت جلد خبر لائین یہ کلام ہنوز تمام ہونے نہ پایا تھا کہ لشکر اقامت [illegible]

طبل شادیانی بلند ہوئی بادشاہ نے فرمایا ای جواہر خبر تو لو لقا کے دربار مین کیا خوشی ہوئی جو شادیانے
بجتے ہین کیا کوئی ساحر طرف سے افراسیاب کے آیا عرض کی کہ حضور ہرکارے ہر وقت وہان
موجود رہتے ہین خبر لیکر حاضر ہوتے ہونگے کہ یکایک نامیان خبیری وغیرہ حاضر ہوے بعد دعا و ثنا
کے عرض کی کہ صیقل جادو مع بارہ ہزار ساحران غدار طرف سے افراسیاب نابکار کے آیا ہو
وہ بیجا بیٹھا ہوا بلبلا رہا ہی بادشاہ نے فرمایا مقام انتشار ہی کہ جو عالیوقار موجود نہین ہین ساحر
اگر اپنے سحر کی نیرنگیان دکھائیگا بندگان خدا کے سر پر بلاے تازہ لائیگا جواہر نے عرض کی
حضور نہ گھبرائین خدا چاہیگا تو رات ہی کو روسیاہ کو قتل کرینگے اپنی جان لڑا دینگے یہان تو یہ ذکر
ہو رہا ہی کچھ عیار اپنے لشکر سے نکلکر طرف بارگاہ لقا کے بہیس بدلے چلے یہان زمرد شاہ باختری
تاج نخوت بر سر تخت نابت پر بیٹھا تھا کہ صیقل جادو آکر حاضر ہوا نامہ افراسیاب پیش کش کیا
واسطے سجدے کے جھکا لقا نے صیقل کو خلعت دیا نامہ پڑھوا کر خاموش ہو رہا افراسیاب نے اپنی تمام
مصیبتین تحریر کی تھین حال ہائی اسد نامدار اور عیاریان خواجہ عمرو عیار کی شرکت ناگ ماران
ترشان ولسلار جادو وغیرہ بتصریح تحریر کی لقا نے کہا وہ بندۂ مغضوب ہمیشہ جوتیان کھائیگا اللھم فتح قریب
فتح ہو جائیگا قدرت کو کئی سال گذرے آجتک براے زیارت مابدولت نہ آیا قدرت کو بھی غصہ ہی
طلسم ہوش ربا کو خاک مین ملا دینگے افراسیاب کو جوتیان کھلوائینگے بڑا بیجا مغرور ہی قدرت کی قدر بھی نہ کرتا اسپر
قصور ہی صیقل نہین کرتا کہ یا خداوندا تو معاف فرمائیے مین یہان سے جا کر شاہنشاہ کو اپنے ہمراہ لاؤنگا قدرت کے
قدمون پر گرواؤنگا بختیارک قہقہہ مار کر ہنسا کہا میان صیقل صاحب آپکو یہان سے واپس جانے کی بھی امید ہی
یہ دربار قدرت ہی اسمین بڑا بھید ہی جو ساحر ہوش ربا سے آیا زندہ پلٹ کر نہ گیا فرزندان خواجہ
کے ہاتھ سے واصل جہنم ہوا یہی آپکا بھی حال ہوگا صیقل کانپنے لگا کہا میان شیطان صاحب
ذرا زبان سنبھالو ایسے کلمات نامبارک منہ سے نہ نکالو ابھی تو نئی نئی میری شادی ہوئی ہی
جوان جورو کو چھوڑ کر آیا ہون جلدی مین ہاتھ بھی نہین لگایا بختیارک نے کہا محلہ مین دو چار
جوان ضرور ہونگے میان صیقل صاحب مثل مشہور ہی ہمسایہ مانگا جایا انکا بھی حصہ ضرور ہی بھی
تمھاری جورو باکرہ ہوگی اگر خون محلہ والون کی گردن پر ہو تو بہتر ہی صیقل بہت بگڑا کہا یا
خداوندا اس شیطان کو منع کیجیے بختیارک نے کہا جو ہونیوالا ہی وہ کہتا ہون اور اگر آپ کو منظور ہی

کر جیا کر چور وسے ملین و مل کے نہ سنا ترین عیاروں سے ہوشیار رہیے طبل جنگی بجوا نمیں جلدی
کیجیے ایک وجہ سے تو آپکی تقدیر زبردست معلوم ہوتی ہی کہ جو ساحرون کے واسطے ملک الموت ہین
یعنے زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران امیر عالیشان صاحب اسم اعظم محترم محتشم سپہ سالار
خداوند القاجرات و شوکت مین یکتا ہی وہ لشکر مین نہین ہین زخمی ہو گئے تھے مرکب نکال لیگیا
یہ تو ہم خوب جانتے ہین کہ اکیلے گئے ہین ہزارون کو لیکر آئینگے کسی اور ملک پر آفت برپا ہوگی کسی
معشوقہ کو بیاہ مین لیے بیٹھے ہونگے مزے اڑ رہے ہونگے صدہا کافر قتل کیے ہونگے پہلوانون کو
بادشاہون کو ساتھ لاوینگے اپنا جاہ و حشم دکھا ئینگے ای صیقل جادو صاحبقران نہ ہونے پائین کہ طبل جنگ
بجوا و مسلمانون کا خاتمہ کر و ایک بات اور ہماری یاد رکھو یہ ساحرون کا بہت بڑا دستور ہی ظاہر
مین قتل کرتے ہین اصل مین وہ شخص زندہ رہتا ہی جب یہان ساحر صاحب مارے جاتے ہین وہ زندہ
ہو کر چلے آتے ہین ای صیقل مسلمانون کی صفائی کر و عیارون سے بچے رہو یہ سنتے ہی صیقل نے کہا
ملک جی مین ایک دن مین کل مسلمانون کو قتل کرونگا دوسرے دن سران سپہ سرکشون کے لیکر
طرف ہوش ربا کے جاؤنگا ملک جی آپ فوراً طبل جنگی بجوا دیجیے اب تامل نفرمایئے یہ کہتا ہی کہ تو اسی
بات کی آرزو رکھتا تھا حکم دیا نقارہ رزمی گڑگڑایا صدائے طبل جنگ لشکر کفار مین بلند ہوئی جو عیاران
لشکر اسلام ہو واسطے خبر کے موجود تھے حال دریافت کرکے طرف لشکر اسلام کے چلے یہان بارگاہ
مین بادشاہ بجاہ و جواہر بن عمرو شعبان خنجر گذار پر تاکید کر رہے ہین کہ ای فرزندان خواجہ نازنین کیا
تم خود نہ جاؤ گے جو حال تبار کا حال مفصل نہ معلوم ہوگا جواہر نے عرض کی اب غلام کا جانا غیر
ممکن ہی صیقل جادو طلسم ہوش ربا سے آیا ہی سحر کی لڑائی ہوگی ہم ایسے غلامون کا لشکر مین نہ ہونا
باعث خرابی ہی مگر خاکسار اور عیارون کو بوقت ضرور روانہ کریگا کہ فوراً جائین شہزادون کی
خبر لائین یہ سخن ابھی ناتمام تھا کہ ناسیانِ خیبری و تو سیانِ خیبری وسرہنگ گلی و ابو طاہر خنجر زن
آکر حاضر ہوے اتنا تھا کہ دعاے جاندرازی دی نظم

ای فریدون بارگاہ و جم حشم | کاسہ گر ہے تیرے در کا ایک جم | آسمانِ عزّ و تمکین و شرف
معدنِ جود و سخا و بحرِ لطف | کیقباد و قیصر و نوشیروان | حاکمانِ ہند و شاہانِ جہان
ہوتے گر طہمورث و دارا و شاہ جہان | آپ کے بے شبہ ہوتے مدح خوان | وہ بدم لب پر ہے یہ اپنی دعا

ای خدا جبتک ہی قائم کائنات　ہی سرائے دہر کو جبتک ثبات　بلبلین جبتک کرین گرم فغان
خندۂ گل ہی بہار بوستان　عشق جبتک گل و بلبل مین ہو　نشہ جبتک جام ہائے مُل مین ہی
ہی خزان جبتک جہان مین اور بہار　سنبل پیچان ہی جبتک سوگوار　روشنی جبتک ہی مہر و ماہ مین
ہو ترقی عمر و مال و جاہ مین

ای شہنشاہ عالم پناہ بختیارک نے صیقل جادو کو خوب بھڑکایا صاحبقران کا ہونا بھی بخوبی سمجھا دیا اب اُسنے طبل جنگی بجوایا ہی کل اُسکا ارادہ ہی کہ لشکر ظفر اثر سرکار دولتمدار سے مقابلہ کرے غلامان حضور کو اذیت دے بادۂ کبر و نخوت سے چور ہی اُسکو سحر و ساحری پر بڑا غرور ہی یہ خبر سنکر بادشاہ جمجاہ نے حکم دیا ہمارے لشکر مین بھی بفضل ربانی و بتائید ایزدی طبل جنگی بجے جواہر بن عمرو نے جاکر قلابہ چینی دکیا بہ چینی داروغۂ نقار خانہ سلیمانی و سکندری کو حکم دیا نقارۂ سکندری پر چوب پڑی تمام لشکر مین شہور ہوا طبل جنگی بجا کل لشکر کفار سے مقابلہ ہی مگر سرداران نامی و گرامی طول و حیرت مین کہ ساحران بیدین سے لڑنا پڑیگا ہمارا حوصلہ نہ نکلے گا اپنی اپنی بارگاہون مین سر جھکائے ہوے مکدر بیٹھے ہین اپنے افسر عالیوقار صاحبقران نامدار کی یاد مین ولِ مائل فریاد مگر جواہر بن عمرو طبل جنگی بجوا کر بیرون بارگاہ آیا زنگ ورد فن عیاری کا نکالکر صورت تبدیل کی بصورت خدمتگار تیار ہوکر طرف لشکر کفار کے چلا یہان صیقل بارگاہ لقا مین بیٹھا ہوا بلبلا رہا ہی کہتا ہی ایک مسلمان کو بھی زندہ نہ چھوڑونگا عیارون کے سر توڑونگا زندان عمرو کے نام کا دشمن ہون بختیارک نے کہا میان صیقل زبان کو روکیے بد لگامی نہ کیجیے مرشد زادون کے مقدمہ مین کوئی کلمہ سخت نہ کہیے میرے کان نہین سن سکتے ہین مین شراب مین آپکو بیہوشی پلاؤنگا ذبح کر ڈالونگا صیقل نے کہا ملک جی کیا بیہودہ بکتے ہو مسلمانون کی تعریف کر رہے ہو بختیارک نے چپکے سے کہا ای صیقل مجھسے زیادہ مسلمانون کا کون دشمن ہی مگر ای صیقل جادو کیا کرون ڈرتا ہون مرشد زادے یہان موجود ہونگے تمہاری تو گردن ضرور دینگے میرے واسطے بھی باعث خرابی ہو زندگی دشوار ہو جائیگی اگر فرزندان عمرو پر قابو پاؤن بوٹیان کاٹکر کھا جاؤن یہ جو بختیارک نے کہا خدمتگار سر پر رومال جھل رہا تھا پشت پر ملک جی کے چپکے سے خنجر چبھویا ملک جی نے پلٹ کے دیکھا جواہر بن عمرو نے جھک کے سلام کیا بختیارک تھر تھر کانپنے لگا جواہر نے چپکے سے کہا کیون ملک جی ہماری بوٹیان کاٹوگے بختیارک بہت گڑ گڑایا ہاتھ باندھنے لگا توبہ کیکر کان پکڑے صیقل

نے پلٹ کر دیکھا کہا ملک جی کیوں کان پکڑتے ہو کسواسطے توبہ کرتے ہو کیا خدمتین خداوند لقا
کوئی گستاخی کی بات ہوئی بختیارک نے آنکھ سے اشارہ کیا لقا بے بقا سے ڈرتا کیا
ہو ملک الموت سر پر کھڑے ہین بول نہین سکتا صیقل نے کہا کہان بختیارک الٹا جواہر تو
گیا تھا اب بھلا کب ٹھہرتا ہی قضا سے کار ایک خدمتگار بیچارہ مصیبت کا مارا ستون کی
آڑ پکڑے آنکھ لڑائے بغلین دبائے سر جھکائے ٹھٹکا رہا تھا بختیارک سمجھا کہ جواہر ہین عمرو نے صیقل
سے کہا لینا یہ عمرو کا فرزند کھڑا ہی مجھکو ڈراتا ہی صیقل نے جھپٹ کر تلوار کا ہاتھ مارا اُس خدمتگار
کے دو ٹکڑے ہوئے غل ہوا کہ عمرو کا بیٹا مارا گیا اُس خدمتگار کا بھائی قریب کھڑا تھا سر پیٹنے لگا
چلایا کیسی رسوائی ہی حضور یہ تو میرا بھائی ہی ایسی بدعت کسکو بھائی یہ تصویر صفحہ ہستی سے مٹائی
اب اس مقام پر بیداد ہو گیا ہی بختیارک نے جھڑک کر اسکے بھائیکو دھکیل دیا کہا بے بیٹھ یہ عمرو
کا فرزند ہی تو ناحق دردمند ہی جب اُسنے سنا تا بھائی کی لاش سے لپٹنے لگا رو رو کے چلایا ہائے
میرا لال تھا یا دریائے خون مین نہایا ملک جی نے دھوکا کھایا صیقل بے عقل سے میرے برادر کو
قتل کرایا مین ایسی نوکری سے باز آیا یہ جو حال بختیارک نے دیکھا کہ بیچارہ بھائی کے غم مین جان دیتا
ہی کسی کا کہنا نہین سنتا ہی پکار کر کہا ارے جلدی پانی لاؤ اسکا منھ دھلاؤ حال کھلے یہان صیقل کی
آبرو بڑے جواہر بن عمرو خلوتخانہ مین آکر ٹھہرا غلغلہ جو سنا کہ فرزند عمرو مارا گیا جھپٹ کر اندر آیا دیکھا
ملک جی صیقل کی تعریف کر رہے ہین کہا صیقل تمھاری تیغ جوہر پر صیقل ہوئی کدورت زنگ
خنجر بدعت سے زائل ہوئی ہمیشہ ہمارے اشارے کا خیال رکھنا ہم عیاران اسلام کو خوب
پہچانتے ہین ایک ایک کی حقیقت جانتے ہین صیقل کہتا ہی ملک جی دیکھنا گھس کے فرزندان
عمرو کو مار ڈالونگا ہر ایک مسلمان کو للکارونگا لقا بھی تخت پر کھڑا ہو گیا کہ دیکھین کون مارا گیا یہی
کہتا ہی جلدی پانی لاؤ اس اثنا مین جواہر پشت پر بختیارک کی پہونچا خدمتگار تو بنا ہوا تھا مصاحب
صیقل کے قریب کھڑے ہوئے ہین بختیارک نے جیسے ہی خدمتگار کو دیکھا کہ کھڑا ہوا ہی کہا ارے
جلدی پانی لا اُس مردے کا منھ دھلا جواہر نے کہا کہ دیکھیے وہ پانی لایا جیسے ہی بختیارک
نے منھ پھیرا جواہر نے ایک دھول سر پر بختیارک کے ماری رفیدہ سر سے دور گرا اشتر جادو
صیقل کا مصاحب برابر کھڑا تھا اُسنے پلٹ کر کہا او خدمتگار یہ کیا کیا جواہر نے کہا تو بھی لے یہ گھر

خود آگہ کو پیچ خنجر مارا شمشیر پر بھی قبضہ کیا وہ جادوگر ہاے کا نعرہ مار کر گرا جوا ہی اندھیرے مین بجلی
چمکا ملک جی نے کہا لینا صیقل جادو سے پٹنے لگا ساحر کے مرنے سے تاریکی پھیلی بعد سنگ باری
و برف باری کے آواز آئی کشتی مرا نام تھا شمشیر جادو بردار صیقل نے دیکھا رنگ حیات شمشیر
دور ہوا لاشہ رہ گیا صیقل نے کہا واہ ملک جی کیسا فرزند عمرو کو قتل کرایا آپ نے دھول
کھائی بہتر صاحب شمشیر جادو مارا گیا اب مردے کا جو منھ دکھلایا جیسی صورت تھی ویسی ہی تھی
کچھ تبدیلی نہوئی بختیارک بہت شرمندہ ہوا کہا میاں صیقل صاحب فرزندان عمرو کا منھ
دیکھا ہو گیا نقاش سے دو نا پایا صیقل گھبرایا کہا ملک جی مین اب اپنی بارگاہ مین جاتا ہون
وہان انتظام کرونگا کسی غیر کو اپنے بیان نہ آنے دونگا بختیارک نے کہا جائیے مگر ملک ساتھ ہوتا گا
دیکھے گئے بہت احتیاط کیجیے گا ورنہ عیش و نشاط نہوئیگا ورنہ جان جائیگی صیقل تھرا
ہوا مصاحبون کو ساتھ لیکر طرف اپنی بارگاہ کے چلا جو اہم نے چھپا کیا جب صیقل جا کر اپنی بارگاہ
مین پہونچا ساتھ والون سے کہا صاحبو خیال رکھنا دیکھو کوئی غیر نہ آنے پائے سب ساحر گھبرائے
ہوئے کہتے ہین حضور اپنے بیگانے کو کیونکر پہچانین خداوند کے سامنے شیطان درگاہ خداوندی مین جو
سارا اور بار بیٹھا ہوا قدرت کے خالق صنعم خون آشام ایسے مقام پر ساربان زادے کا فرزند خود
نظر شمشیر ایسے صاحب جوہر کو مار کے نکل گیا کوئی کچھ نہ کر سکا بختیارک نے بھی دھول کھائی صیقل
نے کہا چپ رہو ذکر نہ کرو وہ شیطان ہے کچھ دلین وسوسہ نہ ڈالے ہمکو تمکو آپسین نہ لڑوا دے
یہ باتین ہو رہی تھین کہ خدمتگار نے بڑھکر عرض کی ملک جی دروازے پر کھڑے ہین صیقل دوڑ
باہر آکے جو دیکھا تو حقیقت مین ملک جی کھڑے ہین صیقل نے جھک کر سلام کیا کہا ملک جی آئیے
سرفراز فرمائیے بختیارک نے کہا ای صیقل جادو مجھے تمھارا بڑا خیال ہے شمشیر جادو کے قتل ہونیکا ملال ہے
خود قصد کیا کہ تمھاری نگہبانی کرون صیقل نے کہا آپ تکلیف نہ کرین اندر بارگاہ کے چلکر تشریف رکھین
بختیارک نے کہا خیر تمھاری خوشی صیقل بختیارک کو اندر لایا مسند پر بٹھایا مصاحبون نے اشارہ کیا
شراب و کباب لاؤ گلابیان شراب کی کشتیان کباب کی آئین بختیارک نے کہا ای صیقل تم آزردہ ہو تو مین
ایک بات کہون مجھے تمھارے ساقی بچون کا اعتبار نہین مین اپنے ہاتھ سے پیونگا اور تمکو بھی اپنے ہاتھ سے پلاؤنگا
ایسا نہو کہ ان لوگون کی صورت بنکر کوئی عیار چلا آئے صیقل نے کہا آپکو اختیار ہے آپکی جرأت کے آگے سبکی عقل دنگ ہے

بچانا یہ آپکے مہمان ہیں ہمارے سر پر احسان ہیں بختیارک نے گلابی اُٹھائی جام بھر کے پہلے صیقل کو دیا
صیقل سلام کرکے پی گیا بختیارک نے سبکو دینا شروع کیا چند عرصہ میں سبکو شراب پلائی تھوڑی دیر
میں سبکی آنکھوں میں چربی چھائی صیقل بیٹھے بیٹھے گھبرایا کہا ملک جی دیکھیے تخت خداوند اُڑتا ہوا
آیا بختیارک نے کہا قدرت کی نانگ ہیچھے پکار کے کہیے خداوند لقا نیچے آئیے صیقل گھبرا کر اٹھا
بیہوشی کام کر چکی تھی ڈگمگا کر گرا سب صاحب لیٹا لیٹا کیے اُسکے چشم زدن میں بر لب فرش ہر سمت
نعرہ ہوا منم جواہر بن عمرو صیقل جادو کی زبان میں سوزن دیا شکنجہ باندھ کر پشتارہ پشت پر لگایا
سراپچہ چاک کر کے طرف لشکر اسلام کے روانہ ہوا جواہر بن عمرو صیقل کو لیے جاتا ہے مگر بختیارک
جب اپنی بارگاہ میں آیا سوچا اب صیقل جادو کا بچنا دشوار ہے اے بختیارک اگر خیر و عافیت سے
صبح ہو جائے اور یہ لشکر اسلام سے لڑے کیا عجب ہے فتح حاصل ہو آج کل صاحبقران زمان بھی
سنتے ہیں میں خود جا کر صیقل کی حفاظت کروں اُسکی خبر لوں یہ سوچتا ہوا اُٹھا چند ملازموں
کو ساتھ لیکر دربار گاہ صیقل پر آیا دروازے پر دیکھا خادم و خدمتگار بیہوش پڑے ہیں گھبرا کر
اندر آیا دیکھا صیقل ندارد اور ساحر بیہوش پڑے ہیں بختیارک نے سبکو ہوشیار کیا کہا ارے
کمبختو مالک کو اپنے ہاتھ سے کھویا کون یہاں آیا تھا سبنے کہا میاں شیطان صاحب آپ ہی نے
توسبکو شراب پلائی بختیارک نے کہا میری شکل بنکر عیار آیا ہوگا وہی بچہ عمرو کا جواہر جرّار کا
حقیقت میں بلاے روزگار ہے مگر تم سب بلوہ کرکے لشکر اسلام پر جا پڑو چھاپہ ہو سکے سحر کرو
ہم خداوند کو تخت پر سوار کرکے لاتے ہیں ساحروں نے کہا غلام ابھی جاتے ہیں اپنے افسر کو ابھی
چھڑا کے لاتے ہیں بارہ ہزار جادوگر فوراً سوار ہوے اسباب سحر ہاتھوں میں لیکر چلے بختیارک نے
اگر دین خفتہ بخت کو جگایا لقا بھی اُٹھا گویا فتنہ خوابیدہ بیدار ہوا کل لشکر بجست اژ میں قرنا ہوئی
ہر ایک سردار ہشیار ہوا فوجیں طرف لشکر اسلام کے چلیں جو وقت کہ شاہنشاہ خاور نیزہ خط شعاعی
سنبھالکر بارادہ جنگ و پیکار شبدیز فلک چہارم پر سوار ہو کر داخل میدان کارزار ہوا شاہ زنگی
سپاہ ہزیمت خوردہ پریشان و مضطر میدان چرخ سے افواج کواکب کو پھیر کر طرف ظلمات مغرب کے

نظم

رو بفرار لایا ستارہ سحری فلک تک
سحر ز کاشانہ قصیدہ این حشم کرد
دم صبح کہ فرزندان انجم
دم گرگ بنمود و گلہ رم کرد
اشک مدار ز چشم یعقوب فلک جب
نکلا علم آفتاب لگا جب

فوج انجم ہوئی گریزان سب ہوا میدان چرخ سے اکبار	شہ خاور سپہر گرد ہوا شہ انجم سپاہ رو بفرار	رونق تخت لاجورد ہوا لشکر اسلام میں صداے تکبیر

بلند ہوئی اُنہی بارگاہوں سے سرداران نامی و پہلوانان گرامی نکلے طرف دردولت شاہنشاہ انجم
کے چلے جلوخانہ میں آکر ٹھہرے ایک جانب سے رستم پیلتن و پیلان کشندۂ قزل ہندی و دو قزل ہندی
سرفتنۂ ملک زنگستان علمشاہ نوجوان فرزند رشید صاحبقران بصد عظمت و شان آکر ٹھہرے انکے بعد
داراے ہند لندھور بن سعدان جانشین امیر گیتی ستان دوسری جانب سے مالک اژدر و صاحب
نیزہ دو سر غلام نبی و جاکر نیدر و خاقان ابن القاقان و بہرام گرد بن خاقان چین صاحب تاج و
نگین و شاہزادہ خاور سپاہ و ایرج نوجوان و تورج بن بدیع الزمان و ہاشم تیغ زن و
خورشید بن ہاشم تیغ زن وغیرہ در دولت شاہنشاہی پر حاضر ہیں ایسد وارانِ شاہنشاہ گیتی
ستان ہیں ناگاہ مردہے نے بڑھکر آواز دی بادشاہ جمجاہ برآمد ہونے کو ہیں پردۂ زنبوری کھنچا غرّام
کی صدا بلند ہوئی دیکھا سعد بن قباد بصورت نورانی تخت سلیمانی پر جلوہ فرما کہ پریان گل اندام
پری پیکر سمن بر حسین مہ جبین بصد عشوہ و ناز تخت شاہنشاہی کاندھے پر لیے ہوئے کہاروں
نے تخت کو بڑھکر کاندھا دیا سرداران صف شکن نے مجرا گاہ سے مجرا کیا بادشاہ جمجاہ سبکا مجرا
لیتے ہوئے جلوخانہ سے باہر نکلے تھے کہ سامنے سے جواہر بن عمرو بصد کر و فر گردن میں ٹاہو پشتارہ
بدوش نمایان ہوا بادشاہ نے پوچھا اے نور نگاہ شاہنشاہ عیاران کسے گرفتار کرکے لائے
عرض کی حضور کا اقبال شریک حال ہوا بات ہے جانبازی کی صیقل جادو کو گرفتار کرکے لایا
ہون حضور بارگاہ شاہی میں تشریف لیچلیں اس بیحیا کو دربار میں بٹھائیں اگر مطیع الاسلام ہو بہتر
ورنہ قتل کیجیے اسکی خودسری کی سزا دیجیے لیکن یہ ملحوظ خاطر رہے کہ یہ بارہ ہزار ساحروں کا سردار ہے
اسکی جستجو میں سب آئینگے آفت ڈھائینگے جلد سرکار تدبیر فرمائیں بادشاہ جمجاہ مع سرداران نامی آکر
بارگاہ شاہی میں سریر جہانبانی پر جلوہ فرما ہوے سرداران عالی وقار حسب مراتب اپنے اپنے مقام پر
کرسیہاے زرنگار پر بیٹھے جواہر بن عمرو نے صیقل جادو کا پشتارہ کھولا زبان میں اسکی سوزن
دیا ہوا تھا بادشاہ نے فرمایا اسکو ہوشیار کرو جواہر نے بڑھکر فتیلہ رفع بیہوشی ناک میں دیا صیقل کو
چھینک آئی اپنے کو اس بارگاہ آسمان جاہ میں پایا نگاہ اٹھا کر جو دیکھا محو تماشا ہوا نظم

عجب بارگاہ و عجب گیر و دار　توگوئی کہ یک عرش و کرسی ہزار
عجب بارگاہ و معلا اساس　ز قالین و جاجم نبود سے قیاس

قدرت پروردگار کا ظہور شیران دشت سبزہ و تاجداران جلیل

ہمسران بلکین و سرداران صف شکن سے وہ حبشیہ معمور صیقل گھبرایا آنکھین بند کرلین سمجھا مین نے
خواب پریشان دیکھا جواہر نے آواز دی ای صیقل چشم خود را واکن و حال خود را تماشا کن دیکھ
کل تو اپنے مقام پہ بکتا تھا کہ مین مسلمانون کو قتل کرونگا یا اب عنایت سے پروردگار کے پنجۂ
شاہباز اجل مین گرفتار ہوا شاہنشاہ گیتی ستان سامنے موجود ہین سامری و جمشید پہ لعنت کر
مطیع الاسلام ہو حبشیہ شیران دشت سبزہ مین تیرا بھی نام ہو بادشاہ ہجاوہ نے خود زبان معجز بیان
سے فرمایا ای صیقل جادو سامری و جمشید بھی مثل تیرے ساحر تھے انکو اپنا خدا جانتا ہی کہ جسے
تو دربار لقا مین آیا ہوا ہی اُس ہیجا کا بھی حال دیکھا اپنی پشت پر کی تو خبر نہین رکھتا تھا تقدیر مین
عجب ما کرتا ہی معبود حقیقی اپنے پیدا کرنیوالے کو سجدہ کر تو ہی دیکھ کہ ملکہ بہار جادو کو کیسے
کیسے مرتبے ملے غنچۂ آرزو کھلے ملکہ مخمور سرخ چشم و باغبان قدرت وغیرہ یہ سب ارکین سلطنت
طلسم ہوش ربا تھے تو نے اپنی آنکھون سے دیکھا ہوگا خواجہ عمرو کا ساتھ دیا سر ہتیلی پر رکھے
ہوے افراسیاب ایسے بادشاہ سے لڑ رہے ہین خدا انکو ہر معرکہ مین مظفر و منصور کرتا ہی
اب انصاف کر کہ یہ لوگ قابل مقابلۂ افراسیاب ہین مگر خدا کی قدرت سے کیا کیا کام کر رہے
ہین دم وحدانیت پروردگار کا بھر رہے ہین وہ کریم کارساز بمصداق وحدہ لاشریک لہ اکیلا ہی
معاذ اللہ ان سگہاے ناپاک و ملعونان جلساز کو اس بے نیاز کا ہمسر بنایا و ز حشر کا کچھ خوف نہ آیا نظم

ہی وہ پیدا کنندۂ دارین　رازق انس و جن و خالق کونین　لائق حمد ہین صفات خدا
وحدہٗ لاشریک ذات خدا　کرو لطف و کرم پہ اسکے قیاس　ہان بجا لاؤ اسکا شکر و سپاس
دیکھو قدرت کی اسکے جلوہ گری　کردیا ہمکو جامۂ بشری　اسکی کیا نعمتون کا شکر کرون
صفتین اسکے ہین بیان سے فزون　ہر بُنِ مو اگر زبان سے بنے　تب بھی خالق کا شکر ہو نہ سکے
بیان اسکے اوصاف مین کیا کرون　کہ تحریر و تقریر سے ہے فزون　عجب باغ قدرت کی ہی یہ بہار
کہین لالہ زار اور کہین سبزہ زار　کہین پر ہی نسرین کہین نسترن　شگفتہ کسی جا گل یاسمن
کسی جا چمن مین ہی سوسن خموش　کسی جا عنادل کا برپا خروش　کہین پر ہی نرگس کو سکتا ہوا

کوئی گل کھلا ہے مہکتا ہوا	کوئی گل ہے گلزار میں باغدار	ادا سی کسی گل پہ ہے بیشمار

ایک عرصہ تک بادشاہ جمجاہ صیقل رو سیاہ کو سمجھایا کیے مگر زنگ کفر اسکے دل سے نہ دور ہوا شعر
گلیم بخت کسی را کہ بافتند سیاہ • بآب زمزم و کوثر سفید نتوان کرد • اسوقت سرداران نامی نے
عرض کی ماشاء اللہ اسقدر حضور نے اثبات وحدانیت میں کلام کیا فصاحت و بلاغت کلام
سحر نظام میں ہے مگر یہ کور ظاہر و کور باطن گم گشتہ راہ ضلالت و غول بیابان جہالت کبھی راہ پر
نہ آئیگا حکم دیجیے کہ طائر روح اسکا طعمہ شہباز اجل ہو مرنے سے اس کمبخت کے جہنم میں روح سامری
و جمشید بیکل ہو بادشاہ نے حکم فرمایا جلاد لشکر ذوالخمار عادی کو بلاؤ اسکو قتل کرے
ذوالخمار عادی فوراً حاضر ہوا ہاتھ پکڑ کر صیقل جادو کا کھینچا بیرون بارگاہ شاہی لایا
بادشاہ جمجاہ بھی باہر نکل آئے تمام سردار مسلح و مکمل ہمراہ رکاب چونکہ میدان کارزار میں
جانیکا قصد تھا کل لشکر بھی تیار ہے کمربندی ہو چکی ہے پلٹنیں رسالے آگے ہیں بادشاہ جمجاہ اب
بھی فرما رہے ہیں اسکو سمجھاؤ راہ راست پر لگاؤ سب سردار حسب الارشاد شہریار قریب اسکے
ہرچند اس سخن ناشنو کو سمجھاتے ہیں مگر یہ کمبخت یہی کہے جاتا ہے جان میری نام سامری و جمشید
پر نثار ہے ہرگز خدائے نادیدہ کو سجدہ نہ کرونگا اپنی جان دونگا • ذوالخمار عادی تلوار کھینچکر سر پر
صیقل کے آیا بموجب قاعدے کے کہا اے صیقل رشتۂ حیات تیرا منقطع ہوا ساغر عمر لبریز ہو چکا
دیکھ اب بھی بادشاہ جمجاہ سمجھاتے ہیں لقا پر لعنت کر اگر یہ نہیں قبول ہے ہوس دلی ظاہر کر
جو کھانا ہو کھالے اگر کسی کے دیکھنے کی آرزو ہو بیان کر وہ مغرور چپکا بیٹھا رہا کبر و نخوت سے
کچھ جواب نہ دیا گونگا بہرا بنگیا بادشاہ حکم اول دے چکے ہیں اب قصد ہے کہ حکم ثانی برائے
گردن زدنی صیقل دیں کہ یکایک لشکر میں ہنگامہ ہوا ہزارہا شعلہ بجز کا آگ برسنے لگی
رسالوں میں صدائے فریاد بلند ہوئی بادشاہ گردون بارگاہ نے سر اٹھا کر دیکھا مرکب اپنے
اپنے سواروں کو پشت پر سے گرا کر بھاگے جاتے ہیں بعضے بدلگامی دکھا رہے ہیں صدہا
پیدل زمین پر گرے مثل مرغ بسمل تڑپنے لگے ایک جانب سے دریا جوش مارتا ہوا آتا ہے
ہزارہا بندگان خدا اسمیں گر کر ڈوب رہے ہیں سیاہ آندھی اٹھی صدہا خیمے گر گئے جو سپاہیان
لشکر اسلام نے بڑھکر خبر دی بارہ ہزار ساحران غدار ہمراہیان صیقل نابکار آپڑے ہیں

لشکر پامال ہو رہا ہے یہ خبر وحشت اثر بادشاہ عالیوقار سنکر فوراً پشت مرکب پر سوار ہوئے سب سے
پہلے سرخیل وفاداران مقبل وفادار غلام صاحبقران عالی تبار بارہ ہزار تیر اندازون کو لیکر ایک
گوشہ مین آیا ساحرون پر تیرون کی بوچھار گوشون سے کمانون کی کڑک عقاب تیر پھول
کے آڑے مرغ روح ساحرون کو شکار کیا سو پچاس ساحر مر کر گرے اور زیادہ اندھیرا
ہوا جو جادوگر مرا اُسکے مرنے کی علامت برپا ہوئی آوازین آئین کشتی مرا نام فلان بود اس اثنا
مین مقبل نے زبان کو رد کا کل سردار گھوڑون پر سوار ہوئے نعرے کرکے لشکر ساحران پر
جا پڑے آمادہ و سرفروشی ہوئے گر جادوگر سحر کرتے ہوئے قریب صیقل کے پہونچے زبان
سے سوزن اسکے نکالا صیقل رہا ہوا غصہ مین تھراتا ہوا اُٹھا زمین سے سنگریزے اُٹھا کر
طرف آسمان کے پھینکے لشکر اسلام پر اُس سنگدل نے پتھر برسائے اب ساحرون نے صیقل
کے پاس جھولی سحر کی پہونچا دی صیقل سحر کرتا ہوا بڑھا جس سردار کو جان پایا قتل کیا قید
ہو کر آیا تھا جھلایا ہوا تھا گھسے فولادی مارنا شروع کیے صیقل چاہتا ہے کہ مین بالکل صفائی
کرون ایک مسلمان کو زندہ نچھوڑون زیادہ خرابی یہ ہوئی کہ مین پڑا دیر لشکر اسلام کے
یہ سحر کر پڑا پیچ لشکر مین صیقل کمر اسحر کر رہا ہے مگر سرداران نامدار و غازیان دیندار و مجاہدان
تہور شعار ہر چند کہ سحر سے مجبور و ناچار بلائے تازہ مین گرفتار ہین لیکن اگر کسی ساحر کو تلوار لگی
یا تو نیزہ مارا سینہ پُر کینہ پر ساحر کے پڑا ساحر تڑپ تڑپ کے جہنم واصل ہوا اگر اُسکا سحر چل گیا
تو یہ گھوڑے سے گرے وہ غالب آیا اگر کوئی سردار سپاہی یا سوار قریب جادوگر کے پہونچا
غصہ مین لپٹ پڑا اشل کر پاس کُشتہ جبر کر پھینکدیا چھاتی پر چڑھ بیٹھا سر اُس خودسر کا کھینچ لیا
اسطرح ساحرون سے لڑ رہے ہین جانبازی مین مشغول ہین مگر مردان عالم کا زور نہین چلتا
لشکر پامال ہو رہا ہے بادشاہ گردون بارگاہ حیران پریشان تاجداران جلیل جابجا سحر مین گرفتار
کوئی گھوڑے پر سے گرتا ہے کسی کی تلوار نیام سے اُگل رہی ہے اپنا سر اپنے گلے پر چلتا ہے ہنوز اس
مصیبت تازہ مین اہل اسلام گھرے ہوئے ہین کہ یکایک چارسو نقارے پر چوب پڑی دیکھے
زمرد شاہ باختری قابو پرست نشہ شراب کبر و نخوت سے مست تخت نکہت پر سوار کل لشکر کو ساتھ
لیے ہوئے آپہونچا جو جیالے سن پایا کہ صیقل جادو رہا ہوا سمجھا کہ مسلمان مردود ہو رہے ہین جلکر

قتل کردن بختیارک بھی بخوبی سمجھا چکا ہی کہ یا خداوند آج کل صاحبقران لشکر مین نہین ہین چلو مسلمانون
کو مارین شکست دین تمام سنجانی باختری شتری عماری اس بھیا کے ساتھ بے تکلف تلوارین
توڑے ہوئے یا تو تمام سے اہل اسلام کے بھاگتے تھے آج سینے سپر کیے ہوئے للکار رہے
ہین لینا لینا کی صدا بلند لقا نے بھی نعرہ کیا بھیا نامرد پکارا اٹھا تم خداوند زمرد شاہ باختری
اِی مسلمانو قدرت نے ہزار پیشتر یہ تقدیر کر چکے تھے کہ ہاتھ سے اپنے بندۂ خاص صیقل جادو
کے مسلمانو کو شاپنگے صیقل کو شیر قدرت بنا ینگے اب بر سر لاک باختر قدرت جائینگے جب تبدیلات
پر پہونچین گے تقدیرات رنگا رنگ کرکے جسقدر بندے قدرت کی محبت مین مارے گئے ہین
سبکو زندہ کرینگے ایسے کلمات کبر و غرور زبان سے بکتا ہوا لشکر اسلام پر آ پڑا یا تو تخت پر سوار
تھا یکایک پکارا قدرت کی سواری کے واسطے مرکب لاؤ قدرت آج اپنے ید قدرت سے
مسلمانونکو قتل کرینگے جوان تو قد دار ہی تیغہ کھینچکر مسلمانون پر جا پڑا جو لوگ سحر مین مبتلا تھے انکو
قتل کرنے لگا اسوقت سرداران نامی کی بیکسی و بے بسی رنگ فق دل مین قلق عالم یاس
چہرے اُداس دیکھتے ہین کہ وہ نامرد بڑھ بڑھ کر غازیان دیندار کو قتل کرتا ہی رہ رہ کے
پیچ و تاب کھاتے ہین سوزش قلبی سے سینہ مین دل کباب ہو رہے ہین دانتون سے بوٹیان چبا
ہین کیسا انقلاب ہی اس سبب سے پیچ و تاب ہی وہ نامرد کہ جو نام سے ان غازیان دیندار
کے فرار کرتے تھے آج قتل کرنے پر آمادہ ہین سنگدل ہین جلاد سے زیادہ ہین بقول بختیارک
جسطرح ہم پڑھے مسلمانون کو قتل کرو ہتھیار ہا بندگان خدا ان نامردون کے ہاتھ سے قتل ہو رہے
ہین لاشے زمین پر پھڑک رہے ہین آتش سحر نے خرمن ہستی مسلمانان جلائی ادھر ان لقا
مسلمانون سے چلے ہوئے گھوڑے دوڑاتے پھرتے ہین اہل اسلام کی پامالی لشکر کفر و
ظلام کی بحالی بادشاہ لشکر اسلام سعد بن قباد ایک گوشہ مین کھڑے ہوئے یہ قیامت
دیکھ رہے ہین مرکب شاہنشاہ کا بھی بدلگامی کر رہا ہی ہر چند چاہتے ہین روکین نہین رکتا
اگر زمین پر پانون رکھتا ہی سم پھٹے جاتے ہین بدحواس ہوکر طرارے بھرتا ہی بادشاہ پتری
جاتے ہین ران نہین رکتی ہر مرتبہ یقین ہوتا ہی اب مرکب سے گر پڑونگا اور تاجداران جلیل کا
بھی یہی حال ہی بادشاہ نے بہ نگاہ حسرت طرف آسمان کے دیکھا زارا بجاؤ ساحرون نے قیامت

کردی تھا آمادہ بیداد ہی برائے مسلمانان جلاد ہی آج نامردون نے قابو پایا ہی یامان نہ دینگے
دیکھو یار دجب اُس صاحب اقبال کا قدم لشکر مین نہین ہوتا جان پر نبجاتی ہی جد عالی تبار نہین ہی
ساحرون کا غریبہ ہی وہ موجود ہوتے اسمِ اعظم پڑھتے چشم زدن مین ساحرون کو واصل جہنم کرتے
اب اپنے بے نیاز سے رجوع کر دیتے ہاتھ طرف آسمان کے بلند کیے بادشاہ جم جاہ نے تاج سر سے
اتار احتیاج بدرگاہ قاضی الحاجات ہوکر پکار اُٹھے ای پروردگار اس مصیبت سے اہل اسلام کو بچا کبھی
بلک کر دعا کرتے ہین کبھی مقبل کو اپنے قریب بلاتے ہین فرماتے ہین ای مقبل وفادار و ای نمکخوار
قدیم ناموس کے رازدار اب کوئی صورت فتح کی نہین معلوم ہوتی تو میدانِ کارزار سے
نکل جا جہانتک ممکن ہو کے ناموس صاحبقران کو جلد سوار کر برائے خدا جس جانب مناسب جان
نکلجا بلکہ اگر جاسکے تو اپنے کو ملک باختر پر پہونچا کل ناموس قلعہ ذوالامان مین موجود ہین مظفر
ضیغم خون آشام کوتوال و شاہ سلیمان فارسی وہان کا بادشاہ ہی یہ دونون
نہایت خیرخواہ ہین ناموس کو وہان پناہ ملیگی سواران سنجان سن پاینگے فوراً برسے حفاظت
لینگے یہان ناموس کا ٹھہرنا اب مناسب وقت نہین ہی ہم یا قتل ہون یا گرفتار ہو جائین کچھ
معیوب نہین ہی مستورات کے لیے سب طرح خرابی ہی خیال حرمت ناموس مین بڑی بیتابی
ہی ہماسے سا قدر ہونے سے یہ کام بہتر ہی صاحبقران بھی راضی ہونگے یہ کلمات حسرت آمیز مصیبت
خیز سنکر مقبل چیخین مار کر روپا قدمون سے لپٹگیا عرض کی ای شاہنشاہ اگر غلام اسوقت یہان
سے نکل گیا تو صاحبقران کو کیا منہ دکھائیگا صاحبقران فرمائینگے کہ میرے فرزند نورِ نظر
و سرداران خوش سیر میدانِ کارزار مین مارے گئے تو نے اپنی جان بچالی کیون نامرد شرم
نہ آئی اسوقت غلام کیا جواب دیگا یہ خدمت غلام کے سپرد نفرمائیے غلام ہرگز نجائیگا گستاخی
معاف آنکھون سے دیکھ رہا ہون علم شاہ نوجوان و قاسم عالیشان و شاہزادہ نور الدہر
بن بدیع الزمان و ایرج نوجوان وغیرہ مبتلائے بلائے ناگہانی ہین دشمن اُنکے قتل ہوا
چاہتے ہین اسوقت کیونکر ہوسکتا ہی کہ غلام خانہ زاد جان بچائے یہ کہکر کمان کیانی دوش
سے اُتار ہی بارہ ہزار تیراندازون کو آواز دی جو جو سے بچے ہوئے تھے اپنے
افسر کی آواز سنکر قریب آئے مقبل تیراندازی کرتا ہوا بڑھا دریائے لشکر لقا

مین سنگانہ خوط لگا یا صدہا غلام نے اپنی جان دی بادشاہ نگاہِ حسرت سے دیکھ رہے ہین ایک قاسم
پر مقبل بھی لڑتے لڑتے تھم گیا معلوم ہوا کسی کے سحر کی تاثیر ہوئی بادشاہ و ملک سکتے جانتے
تھے کہ صاحبقران نے مقبل کو مثل فرزندون کے پرورش کیا ہی اسکا یہ حالِ پر ملال دیکھکر کلیجہ
منہ کو آگیا اور یہ بھی دیکھا کہ لقاے بیچارستمانہ لڑتا ہوا طرف بارگاہ ناموس کے جاتا ہی وجود
کلیجہ مین شعلے بھڑکنے لگے قریب تھا حجاب سے روح جسم خاکی سے نکلجاوے اُدھر محلدارون نے
ناموس کو خبر دی حضور سب فرزندانِ صاحبقران گم گئے ساحرون نے سحر سے سبکو بیکار کر دیا
لقا لڑتا ہوا اسطرف آتا ہی کنیزان جانباز در دولت پہ لڑ رہی ہین یہ سنکر ناموس شاہنشاہی
نے بال کھول دیے بجادے بچائے سب بیبیان دعا مانگنے لگین کنیزین سر پیٹ رہی ہین محل مین
شورِ گریہ و زاری بلند ہر شخص دردمند شاہزادیون نے خنجر کھینچکر سامنے رکھے جام زہر بھرے گئے
دو ہتڑ چل رہا ہی کنیزین بڑھ بڑھ کے جھروکے سے ہی ہین لقا آگے بڑھ آیا ہی کئی ہزار جان نثارون
نے جان دی شاہزادیون نے سر زمین پر دے مارا جان دینے پر آمادہ ہوئین رجوع قلب سے
طرف درگاہ بے نیاز کریم کارساز کے فریاد کی پروردگارا ہماری ذلت جائز نہ رکھ حکم دے
ملک الموت کو قبض روح کرے یہ سب صاحبانِ عصمت و عفت ہین یہ دعا ہدف مراد پر پہونچا
بادشاہ و سجاہ بھی نوبت بجان کار و باستخوان ہین کہ ناگاہ دامنِ صحرا سے گرد اڑی نظم

از دامنِ دشت کوہ اورنگ	گردے برخاست تو تیار نگ	از دامن دشت آن غبارے
رخسار نمود شہریارے	اہل اسلام دیکھنے لگے وہ گرد براے تشنہ کامان صحرائے	

سعبت وآوارگان دشت کربت و غربت ابر رحمت تھی دافع کلفت و کدورت تھی دیکھا
آگے آگے ساٹھ علم نشان ساٹھ ہزار سوار اسکا ہر ایک علم کے پھریرے پر حمد الٰہی
و نعت رسالت پناہی مرقوم آمد فوج ظفر موج کی دھوم سب نے دیکھا کہ زلزلہ قاف ثانی
سلیمان لیشت اشقر پر سوار تخت پر ایک بادشاہ عالیجاہ پہلو مین ایک پہلوان پشت پر
کثرت سپاہ حامیان اسلام پڑے ہوئے تڑپ رہے تھے کوئی بیہوش کوئی زخمدار
صاحبقران زمان کو دیکھکر دوڑے عرض کی اے شہریار جلد تشریف لائیے لشکر کا خاتمہ
ہی دیر نہ لگائیے جادوگرون نے قیامت برپا کر دی ہی وہ دیکھیے آگ برس رہی

یہ سنتے ہی صاحبقران نے اشقر دیوزاد بڑھایا نعرہ کیا یا شیداؤ کفاران بیحیا دای نابکاران پرزو غا ہر کردانید و اندر ہر کہ ندانید بشناسد منم زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران امیر گیتی ستان قاتل سلوان نعرہ

امیر عرب ضیغم روزگار
یکے تیغ ضرب یکے ذو الجام

بحکم خدا بستہ شمشیر چار
بن کافران از جہان پاک کرد

یکے تیغ صمصام و قمقام نام
سر سرکشان جملہ در خاک کرد

ایک جانب سے ہوشنگ نوجوان ایک سمت سے شہنشاہ زرین علم بصد شوکت وحشم مع فوج قلعۂ آہن حصار ہوشنگ کے سرداران نامدار تلواریں کھینچکر آپڑے دریا سے خون بہا دیے جواہر بن عمرو قریب صاحبقران پہونچا عرض کی ای شہریار سحر سے صیقل کے لشکر اسلام کا خاتمہ ہی ہر ایک بہادر سحر میں مبتلا ہی اسم اعظم باواز بلند پڑھیے صاحبقران نے اسم اعظم پڑھنا شروع کیا ساحروں کے سر پھٹنے لگے نعرۂ صاحبقرانی سے کلیجے پھٹنے لگے سحر میں جو ذرا کمی ہوئی فوج ساحران میں بے سری ہوئی سرداران صاحبقران بھی سنبھلے ہوش و حواس بھی درست ہوے لڑائی پہ چست ہوے بڑھ کے نعرہ کیا اول سب سے علم شاہ نوجوان شال شیر میدان کارزار میں آکر گونجا نعرۂ علم شاہ نوجوان

ارشد اولاد امیر عرب
علمشاہ ردی شہ فیل زور

دیگر

کیست علمشاہ چو رستم لقب
کر بر تخت مرزوق افگندہ شور

دوسری طرف سے آواز آئی نعرۂ لندھور

جزیرہ ہاے دریا را گرفتم تا بہ ہندوستان
اگر نامم بپرسی منم لندھور بن سعدان

ایک جانب سے نعرہ ہوا نعرۂ مالک اژدر

منم مالک اژدر خشمگین
سپہدار در لشکر اہل دین

نعرۂ بہرام گردن خاقان چین

منم گرد بہرام خاقان چین
کہ از ہیبت من بلرزد زمین

بادشاہ جمجاہ نے مرکب جناب سیاہ قیطاس کو بڑھایا بصد صولت و شوکت نعرہ کیا نعرۂ بادشاہ

منم شاہ شاہان فریدون حشم
بہار گلستان کاؤس و جم
منم صف شکن صاحب عز و جاہ

چل نامور سعد عالم پناہ	گر صاحبقران نے ملاحظہ کیا عین بڑاو پر تلوار چل رہی ہے ہزار

اہل اسلام مارے گئے گھوڑے کوتل پھر رہے ہیں صد ہا خیمے گر گئے ہیں ملازمان لقا
لڑتے ہوئے تا بہ خیمۂ ناموس پہونچ گئے ہیں اول اُسی جانب رُخ کیا کنیزوں نے بڑھکر
محلات کو خبر دی مبارک ہو صاحبقران مع فوج ظفر موج آپہونچے دیکھیے سب سرداروں کے
نعرے کی آواز آئی اُس شیر کے آتے ہی زمین مغرائی قریب دردولت ضیغم خون آشام
لقائے بیحیا کا خالو بیدین و بد خو لڑائی میں معروف تھا صدائے نعرۂ صاحبقران
سنکر بے لڑے بھڑے مثل صید خائف بھاگا روتا پیٹتا قریب لقا کے پہونچا لقا نعرے
کرتا پھرا انتقامن چہ تقدیر کردم ضیغم نے قریب آکر کہا ارے بھاگ تیری تقدیر میں آگ
لگے صاحبقران زمان آپہونچے جلدی بھاگ جا ورنہ لشکر سے نکلنا دشوار ہوگا طعمۂ نہنگ
شمشیر آبدار ہوگا ساحروں کے دم بند ہیں بھاگا چاہتے ہیں سرداران حمزہ سنبھل گئے بمانی
باغزیوں کے بل نکل گئے بے لڑے بھڑے بھاگے جاتے ہیں لقا نے کہا اے خالو سے قدرت
آج ابدولت تقدیر کر چکے ہیں کہ بدون قتل مسلمانان واپس ہونگے ضیغم نے کہا شامت
آئی ہے یکایک دیکھا زمین تلے اوپر ہوئی ساحروں میں بھگدڑ پڑی صاحبقران لڑتے ہوے
چلے آتے ہیں ساحر لاکھ سحر کرتے ہیں صاحبقران پر تاثیر نہیں ہوتی جسکو بڑھکر ہاتھ مارا دو
ٹکڑے ہوے ساحر یا سامری یا جمشید پکار رہے ہیں کلوا بھیروں کا نام لیتے ہیں
گر نہیب شمشیر صاحبقران سے دوہائی دیتے ہیں لقا بیحیا پکارا ای بندۂ خاص ا لتماس ای
صیقل جادو جلد اپنے کو قدرت تک پہونچا حمزہ لڑتا ہوا آتا ہی ابدولت کو سرکشی دکھاتا
ہی قدرت نے اسکی قضا تیرے ہاتھ سے مقرر فرمائی ہی اگر اور کوئی حمزہ کو قتل کریگا تیری
لیاقت میں فرق آجائیگا صیقل نے جو نعرۂ قدرت سُنا سحر کرتا ہوا چلا قریب لقا آ کے
کہا خداوند کیوں غل مچاتے ہو خیر تو ہی لقا نے پکارا اس بندۂ مغضوب کو لینا صیقل جادو
صاحبقران پر سحر کرنے لگا پہلے گولا مارا امیر نے اسم اعظم پڑھا گولا چکر زمین پر گرا صیقل نے
آواز دی تو بھی کسی گرد کا سوڈا ہی دو چار اسحر جانتا ہی سحر کو میرے باطل کیا یہ کہکے
ماش کے دانے پھینکے وہ بھی صاحبقران پر صدقے ہو کر گر پڑے ابتو اُسنے گیند ابر جالی

تیغہ سحر کمر سے کھینچا قریب آ کے ہاتھ مارا امیر نے تیغہ عقرب سلیمانی کو اسم اعظم پڑھ کے چہرے
کی پناہ کیا وار کو اُس نابکار کے رد کیا جیسے ہی وہ تلوار مار کے پلٹا امیر نے خبردار کہکے
ہاتھ تلوار کا مارا اُس روسیاہ نے سپر سحر کو اُٹھایا تیغہ برق مثال چمک کے گرا اور سپر کو
ٹکڑے ٹکڑے کر دیا سپر کو کاٹ کر سر پر گری ہر چند سحر کرتا رہا کچھ نہوا شعلۂ شمشیر نے خرمن ہستی
کو اُس بیحیا کی جلا کے خاک کیا اُس نجس کا قصہ پاک کیا مرتے ہی صیقل کے ساحرون کو آئینۂ
شمشیر صاحبقران مین جلوۂ عروس مرگ دکھلائی دیا سنگباری برف باری ہونے لگی آواز
آئی کشتی مرا نام سن صیقل جادو بود ابتو ایک جانب سے عیاران اسلام حقہ ہاے
آتشبازی لیکر ساحرون پر گرے ساحرون کے دم بند کر دیے مگر رستم پیلتن علم شاہ نوجوان فرزند
رشید صاحبقران تیغہ کپتیان فرنگی ہاتھون مین کھینچا ہوا اشتر بالا کبود فرنگی پر پیٹری جمی ہوئی گرد اُنکے
سردار آلا گرد فرنگی و مالا گرد فرنگی و کبھی ارزال و کبھی زلزال ونہنگ بچہ دریائی و
ساقط شاہ دربندی تنبور گڑگڑاتا ہوا بگل بجتا ہوا پلٹنین گورون کی جمی ہوئی بڑی
شوکت و شان سے رنتے ہوے سامنے لقا کے پہونچے للکارا او کندۂ ناتراش و بد معاش
او غوص بادیہ ضلالت او غول صحرائے جہالت آج تو ہزارہا مسلمانون کا خون تیری گردن پر
ہی لقا نے جو علم شاہ کو آتے ہوے دیکھا آواز دی او پسر حمزہ قدرت کے جاہ و جلال سے
نہین ڈرتا ابھی سنگ سیاہ کر دونگا بھول گیا تیرے ہاتھ سے زنگستان فتح کرایا سر تختہ ملک
زنگستان لقب دیا قدرت سے یہ بے ادبی جا بھاگ جا قدرت کو رحم آتا ہو مادہ ولت کیونکر
دکھاتا ہی علم شاہ نہایت غصہ مین تھے بے اختیار ہنس پڑے فرمایا اب رحم نہ کیجیا اوچھے
یہ منھ زوریان ظاہر ہی کہ تو عمان کا تڑا ہی ہمیشہ جوتیان کھاتا ہی پھر بیہودہ بکے جاتا ہی مگر
آج تو سنگدلی دکھا بھاگ کے پھر کا بنا لقا بھی غصہ مین تھا جا پہونچا خبردار کہکے ہاتھ تلوار کا مارا جوان
بڑے قد کا دیو پیکر قالب انسان مین سمایا ہوا ہی دو دستون کا تیغہ لنگر دار جو بھر دار مارا علم شاہ
نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا بجبر کر تلوار کو رد کا تلوار گر کاٹ سے آشنا نہوئی زورق حیات رستم
طوفانی ہونے سے بچی اب رستم پیلتن نے اسی جوش و خروش مین ننگا نہ ہاتھ تیغہ کپتیان کا
مارا نہیب شمشیر علم شاہ نوجوان سے لقا تھرا یا سر کو نہ ٹھا یا مگر دل سے کہتا ہی نام اسکا سر پر

اگر اصل مین ایک پر بھی ہوتا اُڑ جاتا مگر تلوار نہ رکتا تیغہ تڑپ کے گرا سپر کے دو ٹکڑے ہوئے تلج
کُنا فرق قدرت شگافتہ ہوا جس سر مین غرور تھا اُسپر زخم آیا غرور خون بنکے نکلا بے غیرت سمجھا مین
سُرخ رو ہوا ایک چیخ ماری ای بندگانِ قدرت دوڑو جیسا سپہ سالار قدرت کا قدرت کو مارے
ڈالتا ہی تمام اہالیانِ فوج اُس مقام پر آپڑے خوب تلوار چلی لقا کو لیکر کفار بھاگے لاشہ صیقل
لیکر چند ساحر طرف طلسم ہوش رُبا کے چل نکلے بعد مرنے صیقل کے زہر تم سے بختیارک نے دیکھا
قدرت زخمی ہوے ساحر لاشہ صیقل لیگئے مگر مسلمان چلے آتے ہین پڑا دوٹ لیا بارگاہین
جلادین گھبرا کے حکم دیا طبل بان بجے اِدھر اُدھر طبل بان پر چوب پڑی صاحبقران نے صمصام
انتقام کو نیام مین کیا سردارانِ زخمدار کو ہوادار دن پر ڈالا کُشتے اُٹھوائے میدان کارزار سے
واپس آئے بادشاہ جمجاہ کو سلام کیا ہوشنگ نوجوان و شاہنشاہ زرین علم کو قدمون
پر گروایا بادشاہ نے دونون جوانون کو گلے سے لگایا ہوشنگ نوجوان کو بہت پسند فرمایا
آکر داخل بارگاہ آسمان جاہ ہوے تمام کیفیت اپنی صاحبقران زمان نے سامنے سردارون
ہفتن کے بیان کی فرمایا ہوشنگ نوجوان سے ہماری جان بچائی پھر اپنا قید ہوکر قلعہ
آہن حصار مین جانا وہان کے حالات لفظاً لفظاً بیان کیے مگر جواہر بن عمرو سے فرمایا کہ ای
ای نور نظر یہ ساحر جو طلسم ہوش رُبا سے آئے تھے اُنسے کچھ اسد نامدار کی کیفیت ظاہر ہوئی
پارۂ جگر نور نظر بدیع الزمان گردن شکن سے چھوٹنے کی خبر پائی اسد نے طلسم
فتح کیا کچھ لوح کے ملنے کا ذکر سُنا جواہر بن عمرو بے اختیار رو دیا گاعرض کی ای شہریار جب
طلسم سے کوئی ساحر آتا ہی اودل اسی فکر مین جاتے ہین کہ اپنے والد نامدار و شاہزادگان
عالی وقار کی کیفیت دریافت کرین مگر ابکی مرتبہ صیقل جادو زیادہ نہ ٹھہرنے پایا کہ غلام
نے جا کر گرفتار کیا ساتھ والے اُسکے یہ کہتے تھے کہ آج کل خواجہ عمرو و اسد نامدار کو ساتھ
لیکر تلاش لوح مین نکلے ہین کوئی خداوند واقف تھا اُسکو مسلمان کیا لوح ملنے کی تدبیر ہورہی
ہی ابھی طلسم ظاہر سے مہلت نہین پائی طلسم باطن کیسا بڑا یہ طلسم وسیع ہی افراسیاب
بہت بڑا ساحر ہی علوم شعبدہ بازی سے خوب ماہر ہی خواجہ عمرو ایسے ہی کامل ہین
جو ایسے بادشاہ خود سر کو دھوکا دیتے ہین برق و قران بڑے بڑے کام کر رہے ہین

مگر یہ بھی سنا ہی کہ بدیع الزمان والاشان کا ابتک پتا نہین ملا صاحبقران کی آنکھون سے آنسو
جاری ہوے فرمایا مجبور ہون ناچار ہین ہمارا فرزند اس بلا مین مبتلا ہی اور ہمسے کچھ نہین ہوتا ہمنے یہ بھی
اکثر سنا ہی کہ طلسم ہوش ربا کا فتح ہونا بہت دشوار ہی دیکھیے اپنی حیات مین پھر ہم اسکو پائینگے یا
بعد مرنے کے قبر پر آئینگے صاحبقران کے ان کلمات حسرت آیات پر تمام اہالیان دربار رونے لگے
شاہزادہ نور الدہر قدمون سے صاحبقران کے لپٹ گئے عرض کی اے جد عالی تبار غلام کو رخصت
فرمائیے جاکر اپنے والد نامدار کا پتا لگاؤن یا اس جستجو مین اپنی جان دون اگر راہ مین غلام کا
کام تمام ہوا مردان عالم مین نام ہوا اگر رہبر عالم نے رہبری کی منزل مقصود تک پہونچے
سعادت دارین حصول ہوئی دعا مقبول ہوئی بڑی نامردی ہی کہ ہم آرام سے سوئین والد نامدار
نہین معلوم کس مصیبت مین ہین خواجہ عمرو ایک سر ہزار سودے بیچارہ اسد نامدار کیا کرے
غلام ہر طرح پر لپٹنے کو تا بہ طلسم ہوش ربا پہونچا دیگا حال عجائب و غرائب طلسم کھل جائیگا
صاحبقران نے نور الدہر کو گلے سے لگایا پیشانی پر بوسہ دیا فرمایا انشاء اللہ ہم تم خود اس
بجیا کو شکست دین روبراہ اُڑتے پھرتے طرف طلسم ہوش ربا کے چلین خبردار ایسا نہ کرنا
خلاف ہمارے حکم کے اس راہ پر خطر مین قدم نہ دھرنا خوب ہمکو دریافت ہوچکا ہی راستے
طلسم ہوش ربا کے بند ہین پیچ مین بڑے بڑے در بند ہین اگر تم ہماری نظرون سے چھپے
پھر ہماری زندگی دشوار ہی نور الدہر کو بٹھا کر جواہر بن عمرو سے فرمایا بارگاہ لقا مین جاؤ
خبر معقول بمقدمۂ طلسم ہوش ربا لاؤ جواہر اسی وقت بانہائے عیاری سے آراستہ ہو کر برائے
دریافت خبر طرف بارگاہ زمرد شاہ باختری کے روانہ ہوا ادہر لقا شکست خوردہ افتان
و خیزان باغ مینا مین آیا سگاران خرس طینت میمون خصلت گرد آکر جمع ہوے تعریفین کرنیلگے
لقا نے کہا صیقل جادو بڑا مغرور تھا قدرت نے اُسکو ہاتھ سے اپنے سپہ سالار قدرت
کے واصل جہنم کرایا قدرت نے کیا برجستہ تقدیر کی راہ دُور و دراز سے بلایا صیقل کو
مٹایا مگر افراسیاب حرامزہ بڑا مغرور ہی سراسر اُسی بجیا کا قصور ہی اگر قدرت کے قدمون
پر گرتا اتبک قدرت مسلمانون کو بھی غارت کر دیتے غدر ہوش ربا مٹ جاتا مگر اب قدرت
اُس مست بادۂ کبر و نخوت کو خاک مین ملائینگے طلسم ہوش ربا اسد شیر دل کے ہاتھ سے فتح

کرائینگے وہ ہمارے سپہ سالار قدرت کا نواسا ہی افراسیاب کے خون کا پیاسا ہی اسی
شیطان درگاہ مین ایک نامہ متضمن بر تنبیہ و تہدید براے افراسیاب خانہ خراب جلد تحریر کرو
آخر مین یہی لکھو کرا و بھیجا اگر قدرت کی قدمبوسی کو نہ آئیگا بڑی مصیبت اُٹھائیگا قدرت بھیجے بہت
خفا ہین مرت کوہ ہفت زلازل کے چلے جاینگے اُسکو بادشاہ ہوش ربا بنا ینگے بختیارک نے
نمک مرچ ملا کر نامہ تیار کیا طرف طلسم ہوش ربا کے روانہ کیا نامہ دار کو راہ مین چھوڑیے

دو کلمہ داستان حیرت بیان لشکر ظفر اثر اسد نامدار راہ مین قلعہ پر اُترنا اور پہونچنا
ملکہ لالان خون قبا کا مع لاشہ داؤد شاہ و ملکہ صورت نگار و عیاری خواجہ عمرو
نامدار گرفتار کرنا ملکہ صورت نگار کو اور آنا مصور جادو کا عمرو کا غصہ مین اسکو بھی
گرفتار کرنا زن و شوہر کو کوڑے مارنا اور عین وقت پر آنا افراسیاب خانہ خراب کا
اور مقابلہ کوکب روشن ضمیر سے

ساقی نامہ مصنف

اٹھ اے ساقی مجھے دے جام بھر کر
ترے میخانہ مین گھبرا رہا ہون
ہی اک ساغر کے دینے مین تکلف
ہی اب فتح اسد کی یادگاری
کسی جادو رہ افسونگری ہی
پھنسے ہین دام الفت مین بہ کلفت
بہ گیسوئیت پریشان روزگارم
بسوزد شکل گلشن قلب غمناک
دوام شغل آہ و نالہ دارم
زبار فرقتش نوبت بجانست
کشیدم چند مدت انتظارے
مسلمانم مسلمانم مسلمان
زبان شد آسمان از غرب تا شرق

نہ رندان ازل سے شور و شر کر
مہیا ہے جفا ہی دور گردون
یہ جام مے ہی یا چشم ناسعت
کوئی ہی فکر عیاری مین حیران
قمر بزم جہان مین ابتری ہی
دل آشفتہ بر غمگین اثر ہین
بہ ابرویت کہ از بس دلفگارم
ز رخم شکل گل صد برگ زرد است
بدل داغ و بلب تبخالہ دارم
مرض دارم علاجے کن خدارا
ندیدم شکل آن اعجوبہ کارے
نظر بر عالم ابر و ہوا کن
ببین بر گریہ من خندہ برق

جفا ہے دور گردون مین پھنسا ہون
اگلے رندون سے کہیو کہ دور گردون
یہ کب تک بیکسین بادہ خواری
کہین ہی شعبدہ بازی کا سامان
مگر ہم بادہ خوران محبت
ہم اپنے حال سے خود بیخبر ہین
بگرید شکل شبنم چشم غمناک
جگر خشک از ہواے آہ سرد است
فراق دختر رز بس گرانست
خدارا ای خود آرا کن مدارا
مکن از خون من آلودہ دامان
نگاہے جانب فوق السما کن
چہ سازم در کسوف است آفتابم

نگویم ہوش بربود اضطرابم	نظر بر التہاب قلب من کن	بیا برخیز و گلگشت چمن کن
زبان فرقت بنت العنب رفت	سپاہ و صدمہ و رنج و تعب رفت	ہنگامہ پردازان میدان جانبازی

و سر فروشان بازار رزم یکہ تازی اسپ تیزگام کلک کو یوں جولان کرتے ہیں شعر مصنف
سنجان دقائق شناس و عقل و شعور اسد کے حال کو کرتے ہیں اسطرح سطور سابق میں
تحریر ہوا کہ شہسوار عرصہ یکہ تازی اسد بن کرب غازی و مہتر مہتران شاہنشاہ عیاران
مع لشکر ظفر اثر شہر داؤدیہ سے بقصد کروفر طرف لشکر ملکہ مہرخ کے روانہ ہوئے تھے اول
ایک نامہ ایسے مضمون کا کہ لوح طلسمی اسد غازی نے پائی ای ملکہ مہرخ ادھر سے لشکر لیکر تم آؤ
ادھر سے ہم آتے ہیں اثنائے راہ میں بکیفیت تمام ملاقات ہوگی اور یہ بھی اسد غازی
کا قصد ہے کہ راہ میں جو خارستان ملیں انھیں بھی فتح کرتے چلیں خواجہ عمرو ساتھ ساتھ قطع
منازل و طے مراحل کرتے ہوئے جب حدبہ وزیہ کے قریب پہونچے نا فرمان افراسیاب کو شکست
دی مقام سلام آباد کیا گزرگاہ نام سعد بن قباد کے جاری ہوا تسخیرات کرتے ہوئے لشکر
اسد ہم زیادہ ہوتا جاتا ہے مگر اسی مقام پر ذکر لشکر مہرخ بھی کردینا واجب و لازم ہے یہ تمام سرداران
نامی و ساحران گرامی بارگاہ آسمان جاہ میں جلوہ فرما ملکہ مہ جبین الماس پوش دختر افراسیاب
معشوقہ اسد نامدار تخت سلطنت پر گریاں میں اسد نامور کے آٹھ پہر بیقرار اشکبار رہتی اختر
شماری میں دن بیقراری میں بسر ہوتا ہے ہرکاروں پر تاکید کہ حال طلسم کشا دریافت کرو اول
ملکہ بہار و عیان وغیرہ نے جو سوار تا بہ باغ سیماب ہمراہ اسد عالیجناب گئے واپس آئے
تمام کیفیت باغ غافل و ہوشیار و حالات گنبد نور وغیرہ سامنے ملکہ مہ جبین کے بیان کیے
کہا ہمارے سامنے کوکب روشن ضمیر باغ سیماب میں آئے یقین ہے اسد غازی کو
لوح ملگئی ہے انبو غالب ہو کر مرحلجات پر ہونگے ملکہ مہ جبین نے سپاہی میں آپ لوگوں کے
سمجھ میں گئی شکر ہمیں اسوقت یقین آئے کہ جسوقت کوئی نامہ مزین بمہر خواجہ عمرو
ہم تک پہونچے بمقدمہ لوح افراسیاب بڑی کد و کاوش کریگا نہایت کوشش کریگا خدا
انکی جان اس ظالم کے ہاتھ سے بچائے آفتاب جمال نظر آتے ملکہ مہرخ زادی میں
ملی بی اب موج ملنے میں کیا تامل ہے یہ ساہ پرخطر طے ہونے کی امید نہ تھی یہ لوگ باغ سیماب

سے آتے ہین کوکب روشنضمیر نے سیماب کو کشتہ کیا ہوگا اگر اسد نامدار کا داخلہ طلسم باطن مین
ہو تو عجب نہین وہان سے نامہ آنا دشوار ہی بی سجدۂ شکر یہ پروردگار کرو خدا رحمت تمھارے بچے
خیر و عافیت سے ہین بڑی بات تو یہ ہی کہ خود خواجہ عمرو ساتھ ہین یہ کلام ناتمام تھا کہ ملکہ
سرخ موسے کاکل کشا نے آکر عرض کی حضور مبارک ہو نامہ دار لشکر ظفر اثر طلسم کشا
سے نامہ لیکر آیا ہی اسد دار بار باطل ہی ملکہ مہ جبین نے خوش ہوکے فرمایا جلد بلاؤ نامہ دار اندر
آیا واسطے مجرے کے خم ہوا پایۂ تخت شاہنشاہی کو بوسہ دیا نامہ پیش کیا ملکہ مہ جبین نے
سر نامہ پر مہر اسد غازی و خواجہ عمرو دیکھی نامہ کو آنکھون سے لگایا ملکہ مہرخ کو دیا کہا نانی
امان جلد اسکو پڑھوائیے شاہزادہ شکیل جادو کو وہ نامہ ملا سونے کا منبر بچھایا گیا شکیل نے
باآواز بلند نامہ پڑھنا شروع کیا اسد نامدار نے لکھا اول باغ سیماب سے آوارہ ہونا کوہ و دشت
مین پھرنا تحریر کیا تھا اس حالِ مصیبت مآل کو سنکر دربار مین شورِ گریہ و زاری بلند ہوا شکیل نے
کہا صاحبو صبر کرو خدا کے فضل سے انجام بخیر ہی سب خاموش ہوے اب پہونچنا باغ مین ملکہ
لالان خون قبا کے اور عشق پردے مین تحریر کیا تھا بعد اُسکے خواجہ عمرو کا بصورت خداوند
داؤد جادو لوح طلسمی حاصل کرنا داؤد کا سحر سے تائب ہونا بعد اُسکے سامانِ لشکر کشی کی کیفیت
تمام مندرج تھا آخر مین لکھا تھا ای سرداران ذیشان ادھر ہم لڑتے بھڑتے آتے ہین تم بمجرد
ملاحظۂ نامہ ہذا مع کل لشکر و سرداران نامور کوچ کرکے اسطرف روانہ ہو انشاء اللہ راہ مین ہمارے
تمھارے ملاقات ہو گی یہ مژدۂ فرحت و مسرت افزا سنکر نوبت و نقارے بجنے لگے ملکہ
مہ جبین کو نذرین گذرنے لگین ملکہ مہرخ نے فرمایا کیون بی بی کہا جلد پروردگار نے فضل اپنا
شریک حال کیا نامہ دار کو خلعتِ فاخرہ عطا فرمایا ملکہ مہرخ نے اُسی وقت لشکر مین فرمان بھجوائی
منادی نے ندا کی کہ ای ملازمانِ طلسم کشا و ای جان نثاران باوفا آگاہ ہو کہ تمھارے آقا
نامدار و مولائے قدر شناس اسد نامدار فلک اساس نے لوح طلسمی پائی لشکر کشی کا سامان ہو چکا
سجدۂ شکر یہ پروردگار کرو بہ تعجیل تمام سامانِ سفر آراستہ ہو سلاحِ حرب سے پیراستہ ہو جلد پہونچا آقا
نامدار سے ملین غنچۂ باغ مراد کھلین تمام لشکر مین سامان خوشی مہیا ہوے سفر کی تیاری ہونے لگی
اُسی دن ملکہ نے لشکر تیار کیا ملکہ مہ جبین الماس پوش کو تخت سلطنت پر سوار کیا نقارے پر چوب پڑی

نقبائے بلند آواز آگے بڑھے ایک طرف ملکہ بہار جادو و ایک جانب ملکہ مخمور خونخوار صاحب سطوت
و صولت ایک جانب باغبان قدرت و شاہزادہ خورشید زرین سحر تیغ زن صف شکن ملکہ
ہلال سحر افگن افسونگری مین یکتا ملکہ سرخ موئے کاکل کشا و ملکہ باران زمین کن و ملکہ اسرار جادو
و گلزار چشم و زیور چشم و غیرہ و بعد جاہ و حشم و دستر دسہ سنزل کرتے ہوئے جاتے ہین جب دو تین
منزلین طے ہو چکین ملکہ بہار جادو نے ملکہ مہرخ سے کہا اگر آپکی خوشی ہو ہم آگے بڑھین پہلے جا کر
لشکر طلسم کشا سے ملین آپ کے ساتھ لشکر بحساب پانچ کوس سے زیادہ سفر نا ممکن باغبان
قدرت و ملکہ مخمور سرخ چشم کی بھی رائے ہوئی کہ ہمارا آگے رہنا مناسب ہی شاید راہ مین کوئی
بادشاہ جلیل طلسم کشا کو روکے ڑاٸی سحر و ساحری کی پڑے تو اکیلا وہ شیر بیشۂ صاحبقرانی کیا
کریگا کوئی ساحر نامی گرامی ہمراہ نہین ہی ہم لوگ راز دار طلسم مین ہر ایک بادشاہ کو پہچانتے ہین
ہر ایک ساد نی اور اعلیٰ کا مرتبہ جانتے ہین جیسا موقع ہوگا ویسا عرض کرینگے حالات اس طلسم کے
قابل عبرت ہین خدانخواستہ کوئی ساحر دام مکر نہ پھیلائے دھوکے مین لوح طلسمی ہاتھ سے جانے
ملکہ مہرخ نے فرمایا اے آپ سب صاحبون کی بات سالم ہی بسم اللہ آگے بڑھیے ہم بھی جلدی کرتے
ہین اسی وقت ملکہ بہار جادو و باغبان قدرت و ملکہ مخمور سرخ چشم یہ تینون سردار عالی وقار
پانچ ہزار فوج جرار اپنے ہمراہ لیکر طاؤسان زرین بال و مرکب اے صبا تمثال پر سوار ہوئے
سحر کرکے مثل باد صرصر طرف لشکر شاہزادۂ اسد نامور کے روانہ ہوئے ملکہ مہرخ نے بھی کل
سرداروں کو حکم دیا کہ شباشب اٹھاؤ بارگاہ کا لدے لشکر ظفر اثر بہ تعجیل چلے انکا حال بھی وقت
پر تحریر ہوگا لیکن اسد عالیوقار مع چار لاکھ ساحران نامدار راہ کو طے کرتے ہوئے آتے ہین
کسی مقام پر لڑائی پڑی ہی برکت سے لوح محفوظ کے سر ہوئی اب ساحرون مین جابجا یہی فکر ہی اسد
نامدار کو طلسم کشائی کی فکر ہی ایکدن وہ آفتاب عالمتاب صاحبقرانی ایک صحرائے سبزہ زار مین
پہونچا دو پہر میں جنگل کو طے کیا زوال آفتاب ہو چکا ہی کہ دور سے ایک ریتی کا میدان نظر
آیا کارگزاران شاہنشاہی نے بڑھکر عرض کی اے شہریار آج اسی جگہ پر مقام کیجیے فرمایا کوس دو
کوس اور آگے بڑھو پیچھے بارگاہین نصب کروا الیان فوج آگے بڑھے یکایک دور سے
ایک دریائے قہار و زخار لطمہ سنج آفت زا نظر آیا جہانتک نگاہ کام کرتی ہی دوسرا کنارہ نہین معلوم

ہوتا غرّانے سے دریا کے گوشِ گردون کر پانی اُس دریا کا مکدّر سوجہ دریا کو دیکھکر خوف آتا ہی صورت وہ مہیب ناک کہ قلب سہم اتا ہی نظم

عجب بحر قہار و زخار تھا | قیامت کا ساماں نمودار تھا | نہنگانِ دریا کا وہ شور و شر
ابھرتے تھے کس جوش میں جانور | وہ گرداب اُسکی مصیبت کا گھر | ہر اک لہر قہر و غضب سے تھی گھر
بھڑک کر ابھرتی تھین جب مچھلیان | نہوتی تھی ماہیت اُنکی عیان | نہان چشم انسان سے وہ پاٹ تھا
ہر اک گھاٹ تلوار کا گھاٹ تھا | نہ کشتی نہ بیڑہ نکا اُس میں نشان | قیامت کے آثار تھے عیان
ہر اک دم یہ موجون سے تھا آشکار | کہ ہی تیغہ خونفشان آبدار | یہ روشن ہو دریا سے حال ای قمر
کہ ہی جوش میں اژدر فتنہ گر | اسد غازی قلب فوج میں ہر پہلوانان و سرداران نامدار

مرکبہائے صبا رفتار سے اُترے خواجہ عمرو قریب آئے پوچھا کیون نورِ نظر آج اس صحرائے ریگستان میں مقام ہوگا اسد نے جواب دیا حضور ٹھہرتا ہون دریائے قہار حائل ہی راستہ سطرف کا کیسے بند کیا ہی انشاء اللہ ظاہر ہوجائیگا یہ باتین ہو رہی تھین کہ لشکر مین ہنگامہ ہوا اسد دلیر نے گھبرا کر پوچھا خیر تو ہی ضرغام گھبرایا ہوا ناگاہ سامنے آیا عرض کی ای شہریار لشکر اپکا قریب دریا فرود کش ہو نیکو تھا کہ دریا سے طوفان اُٹھا مچھلیان تڑپ کر نکلین ہزارہا بندگان خدا کو کھینچکر دریا مین لیگئین نہنگان خون آشام صدہا کو نگل گئے موجہ آب بلند آفت ہی کل اہالیان لشکر کشا کشی مین ہزارہا بندگان خدا کو کھینچکر دریا مین غرق کیا جو ڈوبا پھر نہ اُبھرا دیکھیے دریا بڑھتا چلا آتا ہی پانی زور و شور دکھاتا ہی عمرو نے کہا ای نور نظر معلوم ہوتا ہی کسی ساحر نے مکر کیا دریا بنایا تباہ پانی شکل ہوئی بندگان خدا کی آبرو کا خواستگار ہی کوئی بڑا مکار و غدار ہی جلد لوح کو دیکھو آگے بڑھو اہالیان لشکر کو بچاؤ تم طلسم کشا ہو دریا دلی دکھاؤ اسد کو سمجھا کر خواجہ عمرو ایک جانب بھاگے صحرا مین ایک نخل کلان تھا اُسپر چڑھ گئے اب جو عمرو نے نگاہ اُٹھا کر دیکھا کیفیت مین ساحرانِ لشکر اسد ہزارہا اُس بحر مصیبت خیز مین ڈوب گئے بڑے بڑے ساحر ڈرے ہین لوے ترنج و نارنج دریا پہ مارتے ہین کوئی مطلب نہین حاصل ہوتا ماہیان دریا کا ہنگامہ تڑپ کر دریا سے نکلین مثل پیکان تیر جسکے سینہ پر پڑین پشت کو توڑ کر پار نکلگئین کبھی نہنگ نکلا منہ مثل قبر بنا کے کھولکر دو چار کو نگل گیا تڑپ کر دریا مین گرا غوطہ مار کر غائب ہوگیا

کسی سونفس نے ابھی سونچہ بڑھائی شل گسند پانون مین کسی کے لپٹی کھینچکر لیلگی ساحر ہر چند
سحر کرتے ہین مگر اُن جانورانِ دریائی پر سحر تاثیر نہین کرتا جوش و خروش دریا کا بڑھتا جاتا ہی
عمرو تو نخل کے پتون مین چھپا ہوا دیکھ رہا ہی اسد نے بڑھکر لوح طلسمی کو گلیسے اُتار ملاحظہ کیا
اُسمین یہ مضمون نکلا ای فتاحِ طلسم ہوش رُبا آگاہ ہو کہ لوح طلسم بدون حصول مہرۂ آبدار
سلیمانی کے بیکار ہی طلسم کشا پر واجب و لازم ہی کہ مہرۂ مذکور کی جستجو کرے جب عکس مہرے
کا لوح پر پڑیگا حالات طلسم باطن روشن ہونگے لیکن اگر راہ مین کوئی دریاے قہار و زخار
ملے اور ان الیانِ لشکر پر صدمہ پہونچے یہ مرحلہ طلسم نہین ہی نہنگ جادو اِس مقام کا حاکم ہی
اِس صحرا و دریا کا ناظم ہی جب تک وہ نہ قتل ہوگا گذر لشکر ظفر اثر کا اِس بحر ناپیدا کنار سے دشوار ہی
مگر فتاحِ طلسم پر واضح ہو کہ اپنے کو بالاے کوہِ فلک شکوہ پہونچاے اُسمین حاشیۂ لوح پڑھا جاے
اگر اپنے زمانہ کا صاحبقران ہی جرأت طلسم کشا مثل آفتاب عالمتاب عیان ہی دریاے خونخوار کی
اِس بحر قہار و زخار مین پھاند پڑے برکت سے لوح کے سامنے قلعۂ نہنگ خونخوار کے
پہونچیگا مقابلہ اُس سے ہوناز در و قوت پر موقوف ہی اسد نے یہ حال دریافت کرکے ساحرون کو آواز
دی بھائیو آگے بڑھنے کا ارادہ نکرو اب سر نہنگِ خونخوار سے آبرو بچاؤ یہ کہتا ہوا وہ
نہنگ بحر جرأت بصد صولت و شوکت برسمتی پہاڑ پر آیا اسمین حاشیۂ لوح پڑھکر بیخوف و خطر دریا
مین پھاند پڑا بے اختیار زبان سے نکل گیا شعر درین دریاے بے پایان درین طوفان
شور افزا ؎ دل افگندیم بسم اللہ مجریہا و مرساہا ؎ عمرو نے اور تمام سرداران لشکر نے دیکھا
کہ اسد نامدار دریا مین کود کر غائب ہوے لشکر کنارے سے بھاگ کر الگ جا کر ٹھہرا مگر
اسد جو پہاڑ سے کودے پانون زمین پر قائم ہوے دیکھا سامنے ایک قلعہ سر بفلک کشیدہ
برج و غیرہ آراستہ دروازہ قلعہ کا بند خندق مین پانی جوش مار رہا ہی صدہا توپین چڑھی ہوئین
گولا انداز ٹہل رہے ہین ایک ساحر بصورت مہیب بشکل عجیب سر قلعہ پر بیٹھا ہی اسد نے
سامنے قلعہ کے جا کر نعرہ کیا نعرۂ اسد

اسد شہسوارم کہ در روزِ جنگ	بہ رزم دل شیر و چرم پلنگ	شہنشاہ نام آور و کامران
اسد شیر دل ابن صاحبقران	نہنگ خونخوار نے بالاے قلعہ سے دیکھا کہ طلسم کشا سامنے	

قلعہ کے اُسپر بچا گولہ اندازون کو اشارہ کیا گولہ پڑنے لگا مگر اسد نے نیا سر کر دیکھا شل آسمان
وہ دریاے قہار سر پر موجود ہی بیان اہالیان لشکر نعرہ اسد نامور کی صدا سُن رہے ہین
توپون کی بھی آواز آرہی ہی مگر وہ دریا بیچ مین حائل اسوجہ سے اہالیان لشکر کو طلسم کشا
اور قلعہ وغیرہ معلوم نہین ہوتا اسد نامدار نے جب دیکھا کہ قلعہ سے گولے چلنے لگے گرز گران
سنگ آسمان رنگ ہشت پہلو ہاتھ مین لیا شل سمندر اُس دریاے آتش کو طی کرتا ہوا
طرف قلعہ کے چلا جاتا ہی ایسا ہی دل و گردہ ہی کہ اپنے کو گولون سے بچاتا بر لب خندق
پہونچ کر نعرہ کیا او ہننگ خونخوار کیون مال خراب کرتا ہی منم شہسوار عرصۂ یکہ تازی اسد بن
کرب غازی قلعہ مین کھلبلی پڑ گئی ہننگ خونخوار نے کہا یارو غضب ہوا طلسم کشا زیر قلعہ
آپہونچا گولہ اندازون سے اشارہ کیا ہاتھ کو روکو نعرۂ طلسم کشا کی آواز آئی زمین قلعہ
تھرائی اب جو ہاتھ روکا وعنوان برطرف ہوا بہنے دیکھا کہ طلسم کشا گرز کاندھے پر رکھے
بر لب خندق کھڑا ہی قصد ہی کہ جست کرکے خندق کو پھاندون ہننگ خونخوار نے آواز دی
یارو اس جوان کو قلعہ مین نہ آنے دو پھاٹک کھولکر نکل پڑو تیر و تلوار و نیزہ سے
ٹکڑے کر لو ساحران خرس پیکر بلوہ کرکے آپڑے قلعہ سے نکلے پل تختہ پڑ گیا ایک ساحر
زبردست دو رکابے مرکب پر سوار قریب اسد نامدار آیا نیزہ ہلاتا ہوا گھوڑا اچکاتا ہوا
بڑی آن بان سے نیزہ مارا اسد نے سنان نیزہ کو بچا کر گلوگاہ پر نیزے کے ہاتھ ڈالدیا ایک
مارا یون چھین لیا جیسے کسی طفل کے ہاتھ سے نیشکر کو بدر کیا اُس بیحیا نے جھلا کر ہاتھ تلوار کا مارا
اسد شیر دل نے بازو بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا جھٹکا مارا وہ سوار بدر کرد ارتھو کے بل زمین پر آیا
اسد نے قبضۂ تلوار کا مارا کہ سر اُسکا پھٹ گیا اُسی کے گھوڑے پر سوار ہوا نعرہ کرکے دریاے فوج
مین غوطہ مارا کافرون نے سحر کرنا شروع کیا اسم کے سبب سے سحر تو تاثیر نہین کرتا بڑھکر جسکے ہاتھ
مارا دو ٹکڑے کیا کسی کی بیاض گردن پر ہاتھ مارا صفحۂ ہستی سے مٹا دیا کسی کو جنبوا کا ہاتھ مارا کسی
کے سر پہ تلوار چمکی [illegible] راکب و مرکب چار پر کالے ہوے کس زور و شور سے شاہزادہ لڑ رہا ہی

شعر

ترک خنجر دار گردون ہر دم از تیغ برین ۔ رزم او میدید و میگفت آفرین صد آفرین ۔ کیا

[illegible] سے صداے احسنت و آفرین بلند ہو ہننگ خونخوار پکار رہا ہی

بانی سحر نگر و صاحب لوح پر سحر تاثیر نہ کریگا اسد للکارتے تھے مین ہو نامردو آتے نہیں ہم آنا کیسا فسر
لشکر ہو مقابلے سے منہ چھپایا مردانِ عالم کے سامنے نہ آیا استادانِ سخن ور نے تحریر کیا ہی کہ آفتاب
عالمتاب شہریاری دکوکب افروز ششجہت جانبازی شاہزادہ اسد نامدار کو لڑتے لڑتے دن
تمام ہوا آفتاب عالمتاب لرزان ترسان ہیبت شمشیر اسد نامدار سے کاشانۂ مغرب مین جا کر مخفی
ہوا ماہِ تابان مع فوج ثابت و سیارگان برائے تماشائے جنگ اسد نوجوان میدان جہان
مین جلوہ فرما ہوا ہر چند کہ پردۂ شب حائل مگر پردۂ اس شیر بیشۂ جرأت کا نہ ہا اسی طرح ہنگامۂ
گیر و دار بلند ہی قلعہ سے برابر ساحر چلے آتے ہین ہنگ خونخوار ترغیب دے رہا ہی پکار پکار کے
کہ رہا ہی اے یار و طلسم کشا کو قتل کر دیکھ نامرد ہو ایک شخص کو نہین گرفتار کر سکتے ہر طرف سے
ساحر یلوہ کرتے ہین مگر یہ رستم وقت ہمہ تن چشم بنا ہوا ہر چند کہ تمام جسم چھپا ہوا قطرات خون جسم سے
جاری مگر صولت و شوکت جرأت و ہمت مین فرق نہین ایک عجب عالم یاس ہی دل سے کہ رہا ہی
کہ اے اسد پہلی ہی بسم اللہ غلط ہوئی لوح خبر دے چکی ہی کہ بزور دعا جعفرانی ہنگ خونخوار کو قتل
کر دیاں ہنگامہ بیشمار دبدمہ ساحران غدار قلعہ سے چلے آتے ہین اگر دس قتل ہوے ہزار آگئے
اسطرح اپنے کو تا بہ ہنگ جادو پہونچاؤن جعفرانی کیونکر بچاؤن وہ بیچا بالائے قلعہ مین نیز قلعہ
زمین و آسمان کا فرق ہی ای پروردگار کوئی تو سامان پیدا کر ظاہرا تو اس خونخوار کا قتل ہونا
دشوار ہی مگر تو ستار و غفار ہی ای عیب پوش عالم وای خالق اکرم اس بلائے ناگہانی سے نجات
دے یہ مرحلۂ طلسم نہین ہی اسیرِ بہ سختی واقف کارانِ طلسم جو کہتے تھے وہ ظاہر ہوا کہ طلسم ہوشربا
کا فتح ہونا دشوار ہی ای خالق بے نیاز وای کریم کارساز تیرے نزدیک سب آسان ہی سراسر
تیرا احسان ہی اسی طرح لڑتے بھڑتے وہ رات بھی نہیب شمشیر اسد نامدار سے کٹی شاہ زرین
آفتاب نے سپر زرین کو پشت پر لگا کر نیزۂ خطوط شعاعی کو ہاتھ مین لیا تیغۂ مہر کو حمائل کر کے
توسنِ فلک پر جلوہ فرما ہوا اشعار

روز دیگر کاین جہان پر غرور — یافت از سرچشمۂ خورشید نور
ترک روز از چرخ آمد با زرین سپر — بندی شب را بہ تیغ افگندہ سر

قلعۂ ہنگ خونخوار مین گھنٹے ناقوس بجنے لگے یا سامری و
جمشید کی صدا مین آئین پوجا پاٹ کر کے نامردون نے کمرین باندھین پھر اگر شریک

جنگ ہوئے اِس آٹھ پہر مین اسد نے کئی مرکب تبدیل کیے ساحر بڑھکر مرکب ہی کو پا کرتے ہین
اب نہنگ خونخوار نے ساحرون کو حکم دیا یارو آٹھ پہر گذرے تم لاکھون آدمی لڑ رہے ہو مگر
طلسم کشا پر کچھ قابو نہین ہوتا کمندون مین گرفتار کرو دام مکر پھیلاؤ کسی طرح اِس کو پھنساؤ
یہان تو یہ سامان درپیش ہین اسد نامدار کو بڑے پس و پیش ہین لیکن یہان لشکر مین اسد
نامور کے سب سردار متفکرات بہر نعرۂ اسد کی صدا سُنی کان لگائے ہین جب صدا آجاتی ہی
خوش ہو جاتے ہین اگر پہر چار گھڑی آواز نہ آئی طبیعت گھبرائی ہر ایک سردار بیقرار ہوتا ہی
چیخین مار کر روتا ہی خواجہ عمرو اُن سبکو سمجھا رہے ہین کہ یارو نہ گھبراؤ اپنے پروردگار سے
دعا کرو کہ ہمارا آقا کافرون پر مظفر و منصور ہو رنج و الم دلِ پُر غم سے دور ہو اگر دریا بیچ
مین حائل ہوتا اپنے کو تا بہ اسد پہونچاتے جان اپنی مٹاتے مگر دریا سدِ راہ ہی حاکم بجز
دعا کرو اسقدر بیقرار نہو ہر چند کہ خواجہ عمرو بظاہر سبکو سمجھا رہے ہین مگر کلیجہ پر چھری چل رہی
ہی کہ یکایک آسمان پر برق چمکی عمرو نے دیکھا کہ ملکہ بہار جادو و باغبانِ قدرت و ملکہ
مخمور سرخ چشم طاؤسانِ زرین بال پر سوار آکر پہونچے دیکھا خواجہ عمرو سر برہنہ
کھڑے ہین اہالیانِ لشکر سر پیٹ رہے ہین خیمے جابجا سرنگون بارگاہین ہر مقام پر کھنچی
ہین سامانِ حزن و ملال مہیا عیش و راحت عنقا گھبرا کر خواجہ عمرو سے پوچھا ای شاہنشاہ
اوجِ عیاری خیر تو ہی ہمارے آقاے نامدار کہان ہین دیدار فرحت آثار کے مشتاق ہو کر آئے
راہ مین بڑے صدمے اُٹھائے عمرو نے کہا ای سرداران نامدار و ای ملکہ بہار فلک کجرفتار
درپے آزار ہی مین نے کس دقت سے مصیبت اُٹھا کر داؤد کو گرفتار کیا لوح طلسمی افراسیاب
سے لی جب اِس مقام پر پہونچا صدہا اہالیانِ لشکر اِس دریا مین ایسے ڈوبے کہ اتبک نہ اُبھرے
اسد نے لوح مین دیکھا ** و شیر دلیر جوش قہر و غضب مین بچانہ پٹا آٹھ پہر گذرے صدا انکے
کی شیر دلیر کے آتی ہی دریا بیچ مین حائل ہی ان ساحرون مین جو کوئی جاتا ہی موج دریا کمند
پھینکے کھینچ لیتی ہی یہ بچارے سرداران نامی کیا کرین ہر طرح مصروف جانبازی ہین ہزارون
نے اپنی جان دی کوئی مطلب حاصل نہوا یہ سنتے کے ساتھ ہی باغبان قدرت ہنسا
طرف ملکہ بہار کے متوجہ ہوا کہا ای گل باغ افسونگری و ای سرو جویبار سحر و ساحری تمنے

حال دریا کا سُنا ہنگ خونخوار اِس مقام کا حاکم ہی اُس بچیا کو سحر کسنے سکھایا شعبدے کے
بھی لائق ہوا ہے آبرو سے دریا بنایا ہی شاہنشاہ عیاران عالم ابھی جاتے ہین خدایا اُسکا
دیکھین کیونکر روکتا ہی یہ کہتا ہوا باغبان قدرت گیند پھولون کا ہاتھ مین لیکر آگے بڑھا
ملکہ بہار نے گلدستہ سنبھالا ملکہ مخمور سرخ چشم نے دانہ یاقوت احمر کا کنٹھے سے نکالا تینون
سردار طرف دریاے قہار کے بڑھے اول باغبان قدرت نے بڑھ کے گیند پھولون کا دریا
پر مارا بہار کا گلدستہ چلا مخمور نے دانہ یاقوت پھینکا لب لعلین کو جنبش ہوئی نگاہ سحر آگین ڈال
بہار سنکرا مین پھول برسنے لگے باغبان نے دریا کو بہ نگاہ قہر دیکھا برق چمکی آسمان سے آگ
برسنے لگی دریا سے شعلے پیدا ہوے یا تو حبابون سے دریا آنکھین نکال رہا تھا یا آنکھین بند
ہو مین پتھرا ہین ورم آگیا موجون نے براے فریاد ہاتھ بلند کیے برق سحر باغبان سے
دستگیری کی کلابیان کاٹین گرداب جو قصر مصیبت تھے اُسکی دیوارین گرنے لگین غرنا کم ہوا
خوف سے اِن ساحرون کے مزاج دریا کا برہم ہوا کنارے کنارے غار پیدا ہوے پانی
کو پناہ پانی شکل جابجا خشکی پیدا ہوئی [illegible] ظاہر ہوے خاک اُڑنے لگی عمرو دور سے کھڑا
ہوا تعریف سحر بہار و باغبان و مخمور کر رہا ہی لپٹ کر باغبان نے آواز دی ای سرفروشان
لشکر اسلام و ای جوانان خوش انجام جلد کمر بندی کرو جو بہاے سحر سنبھالو یہ کہکر باغبان و
بہار و مخمور اُس دریاے سحر مین پھاند پڑے عمرو نے دیکھا دریا بالکل غائب ہوا قسامہ
ہنگ خونخوار سامنے لاکھون جادوگر وہیچ مین اسد نامدار عالیوقار ہتور شعار مصروف
کارزار تھے وصد مین بہار و باغبان و مخمور جا پہونچے جاتے ہی سحر کرنے لگے باغبان نے
گیند مارا اسد ہا کو جلا دیا بہار نے گلدستہ مارا پھول برسے ہزارہا جادوگر جھومنے لگے آنکھین
سرخ ہو مین نگاہ محبت سے ملکہ بہار کو دیکھا آواز دی ای سرو باغ حسن و جمال ہم تجھپر
مرتے ہین ملکہ نے مسکرا کر فرمایا شعر ایسے چودہ ہزار مرتے ہین ؛ کہین ہم ترحم کرتے ہین
سامری پرست ظاہرا تو معلوم ہوتا ہی کہ فاقہ مست ہو بھوک سے مرتے ہو کیون اپنے کو
بدنام کرتے ہو اگر عشق صادق رکھتے ہو تلوار کھینچو جانبازی دکھاؤ بعد مرنے کے عاشق کا
نام روشن ہوتا ہی اپنے اُستاد قیس و فرہاد کے طریقے یاد کرو بیجانہ فریاد کروان بیچاؤن

نے بہ نگاہ حسرت دیکھا دانت نکال دیے کہا ای گل بوستان خوبی و ای بلبل چمنستان محبوبی
تیرے بہار عارض حسن پر نثار تیرے سودا سے زلف معنبر کے خریدار ہیں واسطے ساحری کا آنکھ
تو چلا کلا نہ بیقرار کر ایک ہاتھ تیغ ابرو کا بر جگر لگا عاشقان جانباز کا جھگڑا چکا ہم تو جان و دل سے
بھی پر نثار ہونے پر تیار ہیں تیری ہی الفت کا دم بھرتے ہیں سودائے محبت میں سر فروشی پر فخر کرتے ہیں
لیجیے خنجر گلے پر دھرتے ہیں شعر تحسین پر ہوں عاشق تحسین پر ہوں شیدا ہر بجان تحسین پر مری
جان فدا ہو ملکہ نے مسکرا کر فرمایا بسم اللہ کیجیے بیکار کا نہ راندہ ہے اسقدر دیر آہ گل اپنے جلوۂ
خود سرگ ملاحظہ فرمائیے سرخرو ہوجیے آپکے خون سے صحرا لالہ زار ہو خزان میں نئی بہار ہو ان
کشتگان تیغ ابرو نے دم شمشیر پہ گلے رکھے ہائے لکر چاندی ہزار اناری جنم واصل جہنم ہوے
کمو رکا جب دانہ یاقوت احمر چلا ہزارہا کا خون ہوا لشکر ظفر اثر شاہزادہ اسد نامدار بھی
پہنچ گیا تو دونوں لشکر مل گئے نظم

افغان و غریو کوس برخاست
افروختہ گشت آتش کین
بربا دیلان آہنی تن
میزد بہ سر یغ دست بر سر
باران شدہ تیغ و تیر کینہ
گم گشتہ زمین و چرخ اخضر

شد قلب و جناح ہر دو صف مست
خورشید برین سپہر اخضر
گردید ز کوہ کوہ آہن
مرگ آمدہ در کمین جانہا
آن دوخت واین درید سینہ
سرہاے سران فتادہ برخاک

ہر سو دم تیز نامسے زدن
از نالۂ کرناے سخن کر
کوس از غم سروران لشکر
جا کردہ بگوشہ کمانہا
در خون بلان دگر دلشکر
پہلوے دلاوران شدہ چاک

اب جو اسد نے اتنی مہلت پائی گھوڑا بڑھا تا اندر قلعہ کے داخل ہوا ایک پہلو پر باغبان قدرت
سحر کرتا ہوا ایک جانب ملکہ بہار بہار حسن دکھاتی ہوئی پھول برساتی ہوئی پشت پر ملکہ مخمور ایک
جانب خواجہ عمر و لڑائی میں مصروف جو ساحر مرکر گرا اسکی کمر ٹٹولنے لگے ہمیانی کاٹ لی کپڑے
اتار لیے تلواریں لوٹی پھرتے ہیں اگر کوئی جادوگر سامنے آگیا اُسنے قصد کیا سحر کرے جست
کر کے حلقہ کمند کا لگایا گرتے گرتے خنجر مارا سر تن سے اتارا ساحروں کے مرنے سے صدا آرہی ہے
لیکن اسد نامدار شیر بیشۂ جرأت نہنگ دریائے ہمت سامنے نہنگ خونخوار کے پہونچا
نہنگ نے سحر کرنا شروع کیا اسد لوح کو سامنے کر دیتا ہے سحر باطل ہوجاتا ہے بڑے بڑے سحر

اُس بچیا نے کیے مگر کچھ نہ ہو سکا اسد قریب پہونچ گیا مجبور ہو کر اُس بد اختر نے ہاتھ تیغۂ سحر کا مارا
اسد نامدار نے تیغۂ خون آلود پر رد کا اُلجھاوے سے ہاتھ نکالکر نعرۂ تکبیر کیا ہاتھ تلوار کا مارا
برق شمشیر چمک کر گری خرمن حیات نہنگ بد صفات کو پھونکدیا مع گینڈے بچیا کے چار
ٹکڑے ہوئے آندھی سیاہ آٹھی قلعہ تیرہ و تار ہو گیا سنگ باری و برف باری ہوئی بعد عرصہ
دراز آواز آئی کشتی مرا نام من نہنگ خونخوار جادو و بود افسوس مردیم و جان دادیم و بمطلب
خود نرسیدیم تمام ساحران قلعہ زرائی سے عاجز ہو چکے تھے چادر ہلنے لگی آواز الامان بلند
ہوئی اسد نامدار نے تلوار کو روکا نیام انتقام میں کیا رئیسان شہر نے آکر طلسم کشا کی قدمبوسی
کی ملکہ بہار و باغبان انتظام میں مصروف ہوئے لشکر ظفر اثر اندر قلعے کے نہ سما سکا بیرون
قلعہ خیمے بارگاہین استادہ ہونے لگین اسد غازی مع سرداران نامی و ساحران گرامی آکر داخل
بارگاہ ہوئے باغبان و ملکہ بہار و ماہ مخمور سرخ چشم آکر طلسم کشا سے قدمبوس ہوئے
اسد غازی نے پوچھا اسکا کیا سبب ہی کہ آپ تینون صاحب پیشتر پہونچے اور کل لشکر نے تجویز کیا
ہی بادشاہ لشکر اسلام کا مزاج کیسا ہی تشریف آوری کا سبب کیا ہی بہار نے دست بستہ عرض
کی کہ فرمان حضور کا پہونچا جیسی خوشی ہوئی اسکو زبان سے نہین عرض کر سکتے ہین ملکہ مہجبین
الماس پوش بہت بیقرار تھین اب تو آنکو حضور کی خیر و عافیت نہ دریافت ہونیکا تردد تھا
جب مژدۂ فرحت افزا ملا لوح دستیاب ہونیکا حال سُنا اب یہ جلدی ہوئی کہ کوچ کرو اُسی شبکو
لشکر تیار کیا کئی منزل ہم لوگ ہمراہ رہے خود بخود یہ دل میں خیال آیا کہ لوح حضور کو دستیاب
ہوئی بیان کے قواعد میں کچھ تردد ہوا آپسمین صلاح کرکے آگے بڑھ آئے یقین ہی لشکر بھی
قریب ہو ملکہ مہرخ کو بھی قدمبوسی کی بڑی تعجیل ہی پروردگار ان سبکا کفیل ہی یہ ذکر تھا
کہ سرکارے آکر سوچے ہاتھ اُٹھا کر دعا دی نظم

الٰہی جب تلک ہو زمین زمین کو ثبات
زمین پہ خضر کی تا ہو فسانۂ دلگیر
تن قوی و مزاج صحیح و عمر طویل

زمین پہ تا ہو فلک اور فلک کے ہو تم
عطا کرے تجھے عالم مین قادر قیوم
سپاہ وافر و ملک وسیع و گنج خطیر

فلک بھی چھوڑے نہ تا دامن مسیح حیات
بجاہ و دولت و اقبال و عزت و توقیر
یہ جلسہ آباد رہے دشمن پامال

دوست دل شاد رہین لشکر ظفر اثر حضور کا آپہونچا علمہائے لشکر اسلام ہوتے ہین اسد نام

لشکر کا سنکر اشتیاق دیدار ملکہ مہ جبین الماس پوش مین باہر نکل آئے دیکھا اعلام لشکر بلند کردہ
آگے آگے علمدار انکے عقب مین سپہ دار قلب فوج مین مثل دل کے تخت ملکہ مہ جبین
الماس پوش کا ملکہ بہار و نافرمان و سنگیل و رعد و برق جادو و برق لامع وغیرہ پایہ تخت
شاہنشاہی پر ہاتھ رکھے ہوئے سواری شاہنشاہ کی مثل باد بہاری آتی ہی ملکہ مہ جبین
الماس پوش نے دور سے جمال اسد نامدار جنبال دیکھا تخت رکھوا دیا ادھر سے اسد نامدار
باشتیاق بڑھے ملکہ مہ جبین قریب آئین دونون مین اشتیاق بھرے ہوئے آپسمین آنکھین چار
ہوئین مہ جبین کی آنکھون سے اشک حسرت جاری ہوئے ملکہ بہار نے بڑھکر کہا بی بی
سجدہ شکر پروردگار کرو نگاہ عظیم سے کریم کارساز نے طلسم کشا کو بچایا تمہارے وارث
کو تمسے ملایا وقت خوش ہونیکا ہی اسد استقبال کر کے ملکہ مہ جبین کو بارگاہ مین لائے ملکہ
بہار و باغبان نے تمام کیفیت ہنگ خونخوار بدکردار کی بیان کی کہا حضور اگر ہم لوگ نہ
پہونچ جاتے آٹھو پہر لڑتے ہوئے طلسم کشا کو گذرے تھے خدا نے عین وقت پر ہمکو پہونچایا
ماشاء اللہ کس زور و شور سے اس سرکرین نے ہنگ خونخوار کو عین گرمی جنگ مین
قتل کیا سکا نے بڑا شعبدہ بنایا تھا راہ مین دریا حائل کر دیا تھا ہر نوع لڑائی فتح ہوئی ملکہ مہ جبین
نے حکم دیا سامان عیش و نشاط مہیا ہو سرداران نامی کو خلعت ہائے فاخرہ سے سرفراز کیا عاقبت
رب اکبر پر ناز کیا خواجہ عمرو منہ پھلائے بیٹھے ہین ملکہ مہ جبین نے نانا جان کہکے گلے مین ہاتھ ڈالدیے
پوچھا کیون حضور مزاج کیسا ہی خواجہ نے فرمایا بی بی تمہین سلطنت مبارک ہو سب مطلب ہو گئے
لوح طلسمی ملی اب ہم رخصت ہوتے ہین لشکر مین اپنے آقا کے جائینگے ایک بات کا بڑا افسوس
ہی لڑکے بالے پوچھینگے کہان گئے تھے تو کیا کہینگے یہ مثل ہمارے حق مین اصل ہی
بارہ برس دلی مین رہے بھاڑ جھونکا کیے سچ تو یہ ہی کہ ٹکڑے کھائے دن بہلائے کپڑے پھٹے
گھر لوٹ آئے بی بی کہینگی نگوڑا نکھٹو کس ناقدر شناس کے ساتھ تھا کہ ننگا لیکر گھر کو آیا اسوقت
کیسی شرمندگی ہوگی نادستور تک ممکن نہین مانگتے کھاتے گھر کو چلے جائینگے میان اسد صاحب
دولت و جاہ مین آپ لشکر کی بادشاہ ہین ہم کس شمار و کس قطار مین ہین اسد نے کہا نانا جان
آپ نے سارے شہر دادیہ کو لوٹ لیا مگر آپکا پیٹ نہ بھرا یہ سنکر عمرو غصہ مین بلبلا کہا میان واہ

تمھارے باپ کا عالم تھا ہمارا یا در ہا صرف کا خیال کیا لاکھوں روپے مصاحبان داؤد کو دیے
قرضدار ہوگئے شہر داؤدیہ میں منھ دکھانے کے لائق نہیں ہیں جا بجا ڈھونڈھتے پھرتے ہیں
علاوہ لڑائی کے اب ہمارا کیا کام ہے جس حال میں ہیں شاکر خدا ہے کارساز ہے اپنے آقا کی خدمت میں
پہونچ جائینگے وہان بھی غیر حاضری لکھی ہوگی وہ بھی پوچھیں گے طلسم ہوش ربا سے ہمارے واسطے کیا
تحفہ لائے یہاں چیز میسر نہیں کیا تحفہ لیجائیں آقا کو بھی نفرت ہوگی بموجب مضمون چھو چھانتے
رکن پوچھا یہ کہکے کرسی سے اٹھے ملکہ مہ جبین نے دامن تھام لیا کہا سب کچھ حاضر ہے یہ کہکر خلعت پر زر
طلب فرما کر دیا جملہ سرداروں نے بقدر ہمت خواجہ کے نذر کیا ملکہ نے پچاس ہزار روپیہ اور حاضر کیے
اور کہا میں حضور کو نہیں جانے دونگی عمرو نے گلے سے لگایا پیشانی پر بوسہ دیا کہا اے نور نظر اے پارہ
جگر مجھے تجھ سے محبت ہے بی بی تجھکو چھوڑ کر کہاں جاؤنگا مرغ زرین بنکر کرسی پر بیٹھے ساقیان ماہ پیکر
جام و صراحی لیکر حاضر ہوئے ملکہ مہ جبین نے کہا آج تو ہم اپنے نانا جان کی ذرہ نوازی سینگے مالغون
کو منع کر دو خواجہ نے کہا اے نور نظر میں تو صرف تمھارے دم سے اس لشکر میں ہوں بسم اللہ میں تو
خود کہنے کو تھا کہ آج ہمارا جی چاہتا ہے ایک غزل عاشقانہ تمکو سنا میں نئے طور سے آج ذرا میں یہ تو
خوب یقین ہے کہ تمھارا باپ بادشاہ طلسم ہوش ربا سطوت و صولت و ریاست میں یکتا لیکن ذلیل ہے ہمارا
کا کفیل اسکے گھر میں تمنے پرورش پائی ہے مروت و سخاوت تمھارے گھر کے غلام آج سرفرازی منظور ہے تو
تمنے ہمین کیا انکار ہے اسد نے کہا پھر حضور نے پانون پھیلائے خواجہ نے جھڑک کر فرمایا او دیوانے تو غل
نے بادشاہوں کے دربار میں درانداز ضرور ہوتے ہیں مگر ہماری ملکہ تمھاری بات کب سینگی بس بی بی تم
اب متوجہ ہو انکو کہنے دو یہ فرما کر خواجہ نے تان لی آنکھ ملا کر ملکہ مہ جبین سے یہ غزل گائی غزل

چرا کے لے گیا دل کو وہ ہم بیدار کیسے تھے — کیا بخود دکھا کر آنکھ ہم ہشیار کیسے تھے
ہوئے واعظ بھی آخر عشق میں اس بت کے سرگردان — بھلا بیدین ہم تو تھے یہ سب دیندار کیسے تھے
اسے آتے جو دیکھا اٹھکے دوڑا بستر غم سے — وہ ہنسکر بولا شوخی سے کہ تم بیمار کیسے تھے
وہ کہتا ہے کہ رو کر وصل میں قطرہ نہیں بہتا — ہمارے ہجر میں دیدے یہ دریا بار کیسے تھے
ہوا یہ طول فرقت کو کہ دل سے پوچھتا ہوں میں — جبین کیسی تھی ہمرے یار کے رخسار کیسے تھے
سمجھ اے برہمن زاد و پھنسایا اپنی الفت میں — یہ کیا دام بلا تھے رشتۂ زنار کیسے تھے

تمھارے گیسوؤن نے کیون نہ چھوڑا اسیری تک ۔ سیہ بختی یہ کیسی تھی یہ ماتمدار کیسے تھے
وہی مین ہون کہ ای گل خار ہون ہر سو چمن مین ۔ وگرنہ آگے تم میرے گلے کا ہار کیسے تھے
وطن کے باغ سیر سبزہ صحرا سے مین بھولا ۔ چمن مین کس روش سے ای جنون گلزار کیسے تھے
عوض مہر و وفا کے اب جفا و جور بھی ہی ۔ مجھے حیرت ہی تیرے وعدۂ و اقرار کیسے تھے
الجھکر مر گئے ہم تو بھی یہ سیدھے نہین ہوتے ۔ پریشان مجھسے تیرے گیسوے خمدار کیسے تھے
لپٹ کر یار سے تا صبح سوے وصل کی شب مین ۔ سحر تک شام سے فرقت مین ہم بیدار کیسے تھے
نہ اک قطرہ لہو کا جسم مین باقی رہا میرے ۔ لہو کے پیاسے ای قاتل لب سوفار کیسے تھے
غزل کہنا نہ آیا حیف تجھکو ای قبول اب تک ۔ مزا پایا نہ کچھ بھی یہ ترے اشعار کیسے تھے

خواجہ عمرو نے جو یہ غزل گائی عاشق مزاجون کی آنکھون سے آنسو جاری ہوے دل سبکے بھر آئے شب بھر خواجہ نے ذبحائی بوقت سحر اسی طور سے وہ جلسہ عیش و عشرت آراستہ ہو دماغ سبکے تر و تکل زرین پر اسد الیاس افسر تخت پر ملکہ مہ جبین الماس پوش ایسی شاہزادی صاحب ہمت و سخاوت حسن مین بے نظیر صاحب جاہ و توقیر سب عیاران نامدار جز گذار اپنے اپنے مقام پر متمکن بارہ کوس کے گرد مین لشکر ظفر اثر فروکش ہی ہر مقام پر دورۂ جام بے دغدغۂ خیال انجام گردش مین پردے بارگاہون کے اٹھے ہوے افسران فوج اپنی اپنی بارگاہون مین ناچ دیکھ رہے ہین جوش عیش و عشرت مین ہاتھ اٹھا کر شاہزادۂ عالی وقار اسد نامدار کو دعا مین دے رہے ہین کہ پروردگارا ہمارے افسر کو سلامت رکھنا جسکے دم سے یہ سارا جلسہ ہی کیا لشکر ظفر اثر ہی جرأت و مردانگی مین ایک سے ایک بہتر ہی سب جانباز و سرفروش جمع ہین انشاء اللہ طلسم ہوش ربا فتح کرینگے جان لڑا دینگے جہان پاینگے افراسیاب خانہ خراب کو قتل کرینگے نامرد کو ملکا دینگے کیا رکیگا ہمارے آقاے نامدار کے سامنے سے بھاگ جائیگا شکست فاش کھائیگا اگر مقابلہ کریگا تو ذلت اٹھائیگا لشکر کیا ماشاء اللہ کئی شہر آباد معلوم ہوتے ہین جس جانب نظر جاتی ہی بجز آبادی کچھ نظر نہین آتا ہر کوچہ و بازار آراستہ و پیراستہ جو راستہ ہی وہ مصفا جو کوچہ ہی وہ پر فضا اس طرح کا جلسہ عیش و نشاط جو آراستہ ہوا فلک کج رفتار کو رشک آیا دیکھیے انجام کیا ہوتا ہی سنگ تفرقہ پھینکا جاتا ہی شعر یہ دو دل کو یکجا اٹھاتا نہین ؛ کسی

کا ہے وصل بھاتا نہین وہ اِس سنگدل کو ہر وقت یہی فکر ہے اِسکی محفل مین کج خلقی کا آنکھ پھوڑ کر بھی
کسی کو مثل نقش قدم مٹائے سبزۂ جادۂ عیش کو راہ بھلائے کوئی برباد ہو فلک کجرفتار شاد ہو
ہر فرد بشر کو شادمان دیکھکر رشک کرتا ہے دمبدم در پے آزار رنج رسانی مین اصرار بانیٔ بنائے
ظلم و فساد آمادۂ بدعت و بیداد اسد نامدار نے کیا کیا ظلم سے گنبد نور پر سالہا سال قید رہے
جب قید سے چھوٹے باغ سیماب مین جا کر کیا مصیبت تھی صورت ملک الموت نظر آئی ایسی
مصیبت مین گرفتار ہوئے جان دینا قبول تھا قلب حزین ملول تھا اب ایک شب کی راحت
نصیب ہوئی پہلو مین معشوق خوشرو جلسۂ جام و سبو رنج و مصیبت مین مبتلا تھے دریائے آفت
کے آشنا تھے یہ بانی بیداد خوش تھا اِس محفل عیش و نشاط کو دیکھکر فکر مین ہے کہ سنگ تفرقہ
پھینکون کسی مصیبت تازہ مین مبتلا کرون دیکھیے نیرنگی فلک کی کیا رنگ دکھلاتی ہے ظاہر ہوا
کہ ایک خبر وحشت اثر آتی ہے اسد نامدار نے تیسرے دن جلسۂ عیش و نشاط کو موقوف کیا سرداران
سے صلاح ہوئی باغبان قدرت نے کہا اول حضور کو دریا دل دکھانا چاہیے دریاے نیل
تک جانا چاہیے ملکہ بہار و مخمور نے بھی یہی کہا مشورہ کامل قرار پایا ایک بارگاہ عالی واسطے
ملکہ مہ جبین کی نصب ہوئی اُسمین ملکہ مہ جبین کا داخلہ ہوا اِسی مضمون و خط آمین کا ایک نامہ
طرف کوکب روشنضمیر کے روانہ کیا خواجہ نے اُسمین تحریر فرمایا کہ ای برادر بجان برابر
عنایت سے پروردگار کے لوح طلسمی حاصل ہوئی کسی قدر تسکین دل ہوئی اسد نامدار
پس فوج حرف باغبان کو ہمراہ لیکر واسطے مٹانے خارستان راہ کے طرف دریاے نیل کے جاینگے
کل لشکر داشتہ قلعۂ نشنگ خونخوار مین فروکش ہے مین بھی عقب مین طلسم کشا کے ضرور جاؤنگا
یقین ہے افراسیاب جادو برسر صرخ وغیرہ لشکرکشی کرے بعد جانے طلسم کشا کے اِن سردارون
کا نا لمعے سے سرکشی کرے اللہ حافظ تحریر کیا اِس لشکر کا خیال رکھنا واجب و لازم ہے وہ مالک یکتانہ
حاکم ہے والسلام والاکرام ساحر تیز رو نامہ لیکر اُدھر گیا یہان لشکر مین منادی نے ندا کی کل بوقت
سحر اسد نامور طرف دریاے نیل کے توجہ فرمائینگے باغبان قدرت نے ساٹھ ہزار جوانان
شیر دل منتخب کیے کہ ہمراہ اسد نامدار رہین اب سب سردار اپنی بارگاہ مین جلوہ فرما ہین
خواجہ واسطے بالا دوی کے گئے ہین برق و چالاک وغیرہ حفاظت لشکر کر رہے ہین

دو کلمہ داستان حیرت بیان لاشۂ داود لیکر پہونچنا ملکہ لالان خون قبا کا و چند اشعار آبدار ذوق موافق مقام کے بیان ہوتے ہین

زمین مرے آبلۂ دل کے تماشا گوہر
تہ دریا سے بھی جا ڈھونڈھ نکالا گوہر
پاک دنیا سے ہین دنیا مین ہین گو پاک سرشت
کر پرکھتا نہین جز دیدۂ بینا گوہر
صدق اور کذب پہ ہر نکتہ چین ہو فرد اظہر
تو کبھی کان سے باہر نہ نکلتا گوہر
دل عاشق مین رہے کیونکر نہ سوز
آگے تقدیر سے خضر و ملے یا گوہر

اک گہر ٹوٹے تو ہون کتنے ہی پیدا گوہر
رزق تو در خور خواہش ہی پہونچتا ہر کو
غرق ہو آب مین پر تر نہین ہوتا گوہر
ربط نا چیز سے کرتے ہین کوئی پاک نہاد
کور کیا جانے پہچانا ہی کہ جھوٹا گوہر
خلش خار جنون سے ہی یہ تا کیا
ای الماس سمجھتا ہی یہ بیدا گوہر

نظر خلق سے چھپ سکتے نہین اہل صفا
مرغ کو دانہ ملا ہنس نے پایا گوہر
کور باطن کو ہو کیا جوہر دانش کی خبر
ہو نہ ہم صحبت نا مرد کہ خارا گوہر
ہوئی نوبت یہ اگر قدر نہ خوش جوہر کی
ہر قدم پر ہی قدم آبلہ فرسا گوہر
خود وصلے سخن مین ہین لگاتا ہے

غزل دیگر مومن خان دہلوی حسب حال مقام

گلشن مین لالہ ساں ہون کہ ہی دل مین جلے داغ
کیا ذکر نہ دیکھے عشق مین کیا کیا نہ پاے داغ
کیا کیجیے گریبان دل بیتاب کی کہ ہی
کرتا ہی سخت ناخن غمزہ خراشیان
اس رشک مہر و مہ کی نشانی ہی دیکھنا
چھوڑا نہ لالہ زار مین ساتھ اسنے غیر کا
دوزخ مین کچھ عذاب نہ پایا زبسکہ مین
رہ تو بغل مین غیر کے سینہ سے لگ کے یان
تارون کے بدلے گن کے شب تار کاٹ دی
جلتا ہون اہل نار کی تبدیل جلد سے

اپنے تو دلنشین نہین کچھ بھی سواے داغ
زخمون پہ زخم جھیلے ہین داغون پہ کھاے داغ
سینہ ہی ایک شعلۂ جوالہ جاے داغ
دل کو یہ کسکے چہرے کے چیچک کے بھاے داغ
ای چشم اشکبار کہین یہ بجھاے داغ
سو بار سینہ چیر کے مین نے دکھاے داغ
خو کردہ تھا یہ تاب و تب شعلہ ہاے داغ
پہلو براے زخم ہی سینہ براے داغ
ایام ہجر مین مرے کیا کام آے داغ
مومن غضب ہی آتش لذت فزاے داغ

راے ناظرین والا تمکین پہ واضح ہو کہ ملکہ لالان خون قبا رنج و مصیبت مین مبتلا صورت نگار
جادو صورت ناگن وزیر زادی کی بنی ہوئی مکر کی باتین منزل بمنزل بھاگی ہوئی قریب
لشکر اسلام پہونچین ملکہ لالان خون قبا نے چاہا کہ مین داخل لشکر ہون اسد غازی سے جا م

ملاقات کروں صورت نگار نے منع کیا اور کہا آپ خداوند طلسم کی دختر ہیں بی مہ جبین
الماس پوش کی افسر ہیں سوت کے سامنے جانا کیا ضرور ہے ایسا نہو وہ بی جھلو تو نکے نام سے کرنے لطین
بجھو بیری بیجل شاہزادی کو کھلا دیں تو میں کیا کروں اسی مقام پر اتریے ایک کنیز روانہ کیجیے صرف
ایک کاغذ پر لکھ بھیجیے کہ والد نامدار آپ کی محبت میں مارے گئے سیار گلشن جہان ہوئے لاش اپنے
باپ کی لیکر آئی ہوں انکی وصیت تھی کہ طلسم کشا جنازے کو کاندھا دیں تا بہ قبر پہونچا دیں اسمین محبت
کا حال بھی کھل جائیگا اگر عاشق صادق ہیں کلیجہ تھام کے دوڑے آئینگے اور یہ لونڈی مکرر عرض کرتی
ہے کہ بی مہ جبین کا بھی سامنا نہ کیجیے گا اگر طلسم کشا کہیں تو فرمانا کہ اُنسے کہیے کہ بی مہ جبین استقبال
کو آئیں سلام کریں انکا باپ آپ کے در دولت پر ناصیہ فرسائی کیا کرتا تھا آنکی کیا حقیقت ہے سلام
کرنا انکے واسطے شرف حاصل ہوگا ملکہ تو اپنی وزیر زادی کی رائے کی پابند ہیں اسی طرح ایک کاغذ لکھکر
ایک کنیز کو روانہ کیا اسوقت اسد نامدار کنارے پر لشکر کے کھڑے ہوئے ٹہل رہے ہیں لوح طلسمی
گلے میں سرداران سرفروش کے خیموں پر نظر ہے ملاحظہ کر رہے ہیں اپنے اپنے مقام پر سب مصروف
سحر خوانی مسلح مکمل ہر وقت تیار آمادہ حرب و پیکار رنگ جنگ افراسیاب سے ماہر ہیں بجول
حال ظاہر ہیں جسوقت اسکا جی چاہتا ہے لشکر اسلام پر آپڑتا ہے بقہر و غضب لڑتا ہے مدت مدید عہد بعید
سے یہ جفائیں اٹھا رہے ہیں اسوجہ سے ہر وقت آراستہ و پیراستہ رہتے ہیں اسد تعریفیں سب سرداروں
کی جانبازی کی کرتے ہیں کہ صحرا سے رونے کی آواز آئی اسد نے پلٹ کر دیکھا چند کنیزان سیہ پوش
خاک اڑاتی ہوئی آتی ہیں اسد گھبرا کر آگے بڑھے کنیزان ملکہ لالان خون قبا کو پہچانا فرمایا کیوں
نرگس خیر تو ہے نرگس دوڑ کر لپٹ گئی کہا اے شہر یار ملکہ لالان خون قبا یتیم ہو گئیں شہنشاہ داؤد
سیار گلشن جہان ہوئے ملکہ عالم جنازہ اُس یزدان پرست کا لیکر آئی ہیں اسد نامدار نے گریبان
پھاڑ ڈالا طرف صحرا کنیزوں کو ساتھ لیکر چلے اُسوقت وہان چند خدمتگار حاضر تھے وہی ساتھ ہو لیے اُس
بیقراری میں اسد نے کسی افسر کو خبر نہ کی کنیزوں سے حال پوچھتے ہوئے کہ بیان کرو کیا لڑائی پڑی افراسیاب
خود چڑھ آیا افلاک نے عجب روز سیہ دکھایا کنیزیں عرض کرتی ہیں اے شہریار سامان لشکر کشی کہاں ہو
صرف صورت نگار جادو وائی شہنشاہ حق پرست نے توبہ شکستنی نہ کی راہ خدا میں جان دی اُس
کلموہے نے عین محراب عبادت میں مرد مومن کا خون بہایا انکی لیاقت اور غربت پر سنگدل کو ذرا رحم نہ آیا اسد

نامدار نے پوچھا ملکہ کیونکر کہین کنیزون نے عرض کی حضور حافظ حقیقی نے انکو بچایا کئی دن پیشتر سے آپ کے فراق مین نہایت بیقرار رہتین ناگن وزیر نادی نے سمجھایا چرب زبانی سے واسطے شکار کے لیکر گئی شکارگاہ مین یہ خبر وحشت اثر سنی وہ حرامزادی سارے شہر کو شاکر مکانون کو اگ لگا کر صبح سلامت چلی گئی جب ملکہ کو خبر ہوئی لاش اُس ثابت قدم کو سے حق پرستی کی لیکر کوچ کیا وہ شہر وطن اب لائق رہنے کے نہین رہا یہ حال مصیبت مال سنکر اسد کا رومال پر رومال تر ہو رہا ہی دل اُسکی مصیبت پر رو رہا ہی جب قریب لشکر ملکہ لالان خون قبا پہنچے دیکھا خیمہ ہاے سیاہ برپا ہین اسد غازی کا کلیجہ پھٹ گیا ملکہ سر برہنہ سیاہ پوش خیمہ سے روتی ہوئی نکلی صورت نگار ساتھ ساتھ چلاتی ہوئی کمر کے اُسکو سنبھالتی ہوئی جیسے ہی اسد کی نگاہ اُس دریتیم پر پڑی ملکہ مین کرتی ہوئی پڑھی کہا اے شہریار ہم یتیم ہوگئے نظم

ضبط وحیم کی توانائی نہین	طاقت صبر و شکیبائی نہین	ماجرا ہی سخت مشکل کیا کرون
کیا کرون تھمتا نہین دل کیا کرون	بس چلے تاب و توان کا کب تلک	پاس ہو بار پرسان کا کب تلک
پھر سرشک لالہ گون غمازہ ہی	رنگ رو پھر مائل پرواز ہی	پھر ہوا ہی ناخن غم جانخراش
پارہ پارہ دل جگر ہی پاش پاش	جان پر یا اللہ کیسی آ بنی	حال بگڑا جاے ہی یہ کیا بنی
چارہ تدبیر کا امکان نہین	درد اپنا قابل درمان نہین	حال ابتر کو دکھاؤن کس طرح
ماجرائے غم سناؤن کس طرح		

اسد غازی نے اپنے دامن سے اشک ملکہ کے پاک کیے نثر

ملکہ مجھکو یہ معلوم ہوا کہ میرے قبلہ و کعبہ کرب نامدار قتل ہوے مگر انشاءاللہ یہ خون بالا بالا نہ جائیگا خون بیگناہ سر چڑھیگا جسوقت خواجہ عمرو سنینگے وہ اس خون ناحق کا بدلہ لینگے صورت نگار نے اپنے واسطے کانٹے بوئے اس سرو باغ حقیقت کو قتل کیا انشاءاللہ جو ظہور ہوگا آنکھون سے دیکھو گی اے ملکہ عالم اب صبر کرو دل پر جبر کر دبست جلد دفن کرنا مناسب ہی راہ مین بھی کئی دن گذرے ہونگے صورت نگار تو تمرائی دل سے کہتی ہی اے صورت نگار جو خوف تھا اُسکا سامنا ہوا میری جان بچانا مشکل ہی اب یہی علاج ہی کہ طلسم کشا سے لوح لو اگر لوح اُسکے پاس رہگئی مجھکو ڈھونڈ ڈھونڈکے مار یگا یہ سوچکر قدمون سے اسد غازی کے لپٹ گئی کرسے خوب روئی کہا حضور اب دیر نہ لگائیے اس مرد موحد کا لاشہ اُٹھائیے رونا تو عمر بھر ہی اسد نامدار نے

اگر جنازہ اٹھوایا خود کاندھا دیا تا بہ منزل اول پہونچایا اپنے دست حق پرست سے دفن
کیا خود تلقین پڑھی صورت نگار دیکھ رہی ہے دل سے کہتی ہے عقائد مسلمانون کے بڑے
قائل تھی کلمات تلقین سنکر وجد ہوا ملکہ لالان خون قبا نے اپنا حال ابتر کیا صورت نگار نے
اشارہ کیا حضور ایسا نہو باپ کے غم مین تڑپ کر روح جسم سے نکل جائے اسد نے ملکہ لالان
خون قبا کو سمجھایا قبر سے داؤد کی اٹھایا فرمایا صاحب صبر کرو دنیا کا یہ طریقہ ہے بموجب شعر حضرت
شیخ سعدی شعر ہر کہ آمد عمارت نو ساخت ۔ رفت و منزل بدیگرے پرداخت ۔ ملکہ یہ دنیا مقام
عبرت ہے حضرت آدم ابو البشر جنکو رب اکبر نے خلیفہ روے زمین قرار دیا مسجود ملایک کیا واسطے
فرحت کے کہ دوسرا انیس ہمکن ہو پہلوے چپ سے حضرت مذکور کے جناب حوا کو پیدا کیا انکے
جمال بیمثال پر حضرت آدم کو شیدا کیا دنیا کو انکے ذریعہ سے آباد کیا آخر کیا ہوے چشم زدن
مین مثل نقش قدم مٹگئے بزرگان دین ہادی رہبر بندگان خدا کے افسر صاحبان اعجاز و کرامات
جن صاحبون نے مردون کو زندہ کیا کلیم اللہ و روح اللہ لقب پائے اورون کے مردون کو
زندہ کیا اپنا وقت موت نہ ٹال سکے گردش گردون دون و انقلاب سپہر بوقلمون ہر دم
نیا رنگ دکھاتا ہے بیت ۔ ہر دم ازین باغ بری میرسد ۔ تازہ تر از تازہ تری میرسد ۔ دیگر اشعار آبدار لاکلام

حال زار اب باغ یہ ہے نہین دلکش
آتشین ذہن چراغ عقل بجھے
لالہ دل پہ لگے جب داغ
جعفری نے دکھایا تب رخ زرد
مرگئے جب ہزارہ غنچہ دہان
تب گلستان مین گل ہوا الماس
شاخ پر ہے جو سیب زیب چمن
غافلو کل من علیہا فان
دیکھکر بے ثباتی عالم
خاک اڑانے لگی نسیم سحر

جسکو دیکھو وہ ہے پریشاں ترش
خاک جب ہوگئے قد رعنا
تب ہوا لالہ زیب محفل باغ
جب ہوے خاک صاحب کاکل
ہوا گلشن مین ایک غنچہ دہان
نرگسی چشم مین جو دفن ہوئین
کسی محبوب کا ہے سیب ذقن
خاک مین گلرخان جو سوتے ہین
ہمہ تن اشک ہوگئی شبنم
اسی اندوہ مین کرے چرخ تپاک

اس چمن کی ہوا سے جسم ہوے
تب ہوا سرو خوشنما پیدا
جب مٹے مہوشان محفل رو
تب نظر آئے گیسوے سنبل
گل ہوا جب چراغ عارض یار
چشم نرگس جھکی ہے سوے زمین
منہ کھبون کے ہین جو الحان
باغ مین آبشار روتے ہین
جب ہوا صرصر خزان کا دور
گل سوسن کا ہے کبود لباس

یہ گلستان نہین ہو قابل سیر	کرے اللہ خاتمہ بالخیر	اُن اشعار عبرت آثار کو سنکر

ہر خورد و کلان کی آنکھون سے اشک حسرت جاری ہوئے بے ثباتی عالم کا نقشہ آنکھون مین
پھر گیا لطف عیش دل سے اُڑ گیا نازنینان سر جبین و مہ جبینان مہر تمکین بدحواس ہوگئین کہتی
تھین ای شہریار آپ کے کلمات حسرت آیات سے چھریان کلیجہ پر چل گئین حسرتین آنسو بنکر آنکھون
سے نکل گئین کوئی حسرت دل مین باقی نہ رہی بس موت کی یاد ہو دنیاے فانی ایسا مختصر مقام ہو
مسافر کو آرام سے کیا کام ہو معلوم ہوا دنیا عبرت سرا ہو اسکا طالب مطلوب جور و جفا ہو ہر چند کہ
صورت نگار کافرہ بت پرست ہو بادۂ ظلم و بدعت سے مست ہو مگر اسوقت یہ بھی گھبرا گئی قلب پر
بادل غم و الم کی چھا گئی بمشکل ضبط کیا ملکہ کو سمجھایا اشارے مین کہا آج طلسم کشا کو جانے نہ دیجیے
اپنی بارگاہ مین لیچلیے ملکہ نے اسد نامدار کا ہاتھ تھام لیا کہا ای شہریار اب بارگاہ مین تشریف لے چلیے
جو قضا و قدر کو منظور تھا ہوا آپ رنجیدہ نہون والد نامدار کو بڑا شرف حاصل ہوا دامن انکا
غبار گناہ سے آلودہ نہوا تو ہمشکنی نہ کی راہ خدا مین جان دی انجام بھی بخیر ہوا آپ کے دست حق
پرست سے دفن و کفن کا سامان ہوا انکی روح کو آپ نے شاد کیا اسد نامدار ہمراہ ملکہ لالان
خون قبا بارگاہ مین آئے صورت نگار نے چھپر کھٹ آراستہ کیا دسترخوان لاکر بچھایا کہا حضور
ملکہ کئی روز سے بے آب و طعام ہین اپنے ہمراہ کھانا کھلائیے اپنی زبان معجز بیان سے سمجھائیے
اسد نے ملکہ کو خاصہ کھلایا آپ بھی نوش کیا اس عرصہ مین مسافر روز با جگر پر سوز سیاحی عالم
بے ثبات کرکے داخل سراے مغرب ہوا شہنشاہ پردۂ ظلمات تخت جلالت آیات فلک پر
متمکن ہوا فوج ثابت و سیارگان کی کمربندی ہوئی صورت نگار نے بتعجیل بارگاہ مین روشنی
کی اسد غازی نے فرمایا ملکہ اب تم لشکر ظفر اثر مین چلو ملکہ مہ جبین سے بھی ملاقات کرو ملکہ
مہرخ و بہار وغیرہ بھی تمہارے دیدار فرحت آثار کی مشتاق ہین یہ نہ سمجھنا تم سے یہ لوگ آمادۂ
نفاق ہین مین صبح کو طرف دریاے نیل کے سر کرونگا صرف باغبان قدرت کو ہمراہ لونگا انکا مضمون
لوح سے ثابت ہوا کہ ابھی لوح بیکار ہو مہرۂ طلسمی کی ضرورت ہو راز داران طلسم کہتے ہین جبتک
دریاے نیل قبضہ مین نہ آئیگا اس مرحلۂ سخت و صعب کا طے ہونا دشوار ہو ملکہ تو شاہزادے کا
منھ دیکھنے لگی لیکن صورت نگار نے بڑھکے عرض کی ای شہریار آج کی شب اس حسرت دیدہ

مصیبت کشیدہ کو سمجھانا ضرور ہی حضور کی فراست سے دور ہی میرے نزدیک تو یہ بہتر ہی کہ آج کی شب یہین
آرام فرمائیے بوقت سحر انکو لشکر مین پہونچا دیجیے گا آپ طلسم کشائی پر کمر باندھیے بہر نوع صبر کرینگی حضور کے
لیے دعاے فتح وظفر مین مصروف رہینگی اسد کے بھی خیال مین آیا کہ سچ کہتی ہی اس شب کو جانا میرا باعث
بیقراری لالان خون قبا ہوگا ملکہ لالان نام فراق سنکر روتی تھی اسد نے اشک اپنے دامن
سے پاک کیے کہا ای شہنشاہ خوبی ای رنگ و بوے گل حدیقۂ محبوبی اس شب کو ہم اسی مقام پر آرام
کرینگے سفر وحضر تمھاری راے پر ہوگا صورت نگار نے فوراً مختصر سا جلسہ آراستہ کیا لباس سیہ سبکا
تبدیل کرایا یہان تو اسد غازی آمادہ ہو چلے کہ شب کو اسی مقام پر رہین صورت نگار اس فکر
مین کہ یہ دونون عاشق ومعشوق آرام کرین جسطرح بنے یہ طلسمی رون طلسم کشا کو قتل کرون
لالان خون قبا کا خون بہاؤن مثل شہزادہ دیہ انکو بھی سُلاؤن یہ لیکر بخدمت افراسیاب پہونچون
عہدہ ہاے جلیل سے مشرف ہون لیکن دو کلمے حال خواجہ عمرو و ملکہ مہ جبین الماس پوش کے
گذارش ہوتے ہین خواجہ عمرو و ملکہ مہ جبین بارگاہ آسمان جاہ مین داخل ہین ساٹھ ہزار کنیزان
زرین پوش حاضر خدمت فیضدرجت مین تین دن لشکر مین جشن نوروزی رہا اب خیال سفر طلسم کشا
مین متردد و متفکر بیٹھین کہ کنیز بے تمیز گھبرائی ہوئی آئی عرض کی حضور نے کچھ سنا بی بی لالان خون قبا
دختر شہنشاہ داؤد یہان بھی آکے موجود ہوئین پہلے خبر سنی تھی کہ طلسم کشا کو کچھ ناز نخرے دکھلا کے
اُس بھولے شاہزادے کو لگا کے اپنے باغ مین لیگئین وہ حضور کے اشتیاق مین چلے آئے کسی وجہ
مین اُنکے باپ مارے گئے نیا ڈھکوسلا بنایا لاش کو یہان لاکے پہونچایا بی بی ان عورتون کے چلتر
سے ڈرنا چاہیے آپ کے خوف سے دو کوس ہٹ کے اُترین ایک کاغذ لکھکے بھیجا کہ میرے باپ کو
آکر دفن کیجیے آپ کی محبت مین مارے گئے وہ یہ خبر سنکر دوڑے جب وہان پہونچے یقین ہی مردے کے
سامنے ٹسوے بہائے ہونگے نہین معلوم کیا دام تزویر پھیلایا اُس شہریار کو آج کی شب روک لیا
اب خاصہ وغیرہ نوش فرمایئے مردے کی زبانی ابھی معلوم ہوا شب کو وہین تشریف رکھینگے اب سفر
کیسا تجھسے طلسم کشائی کیجا وری ہمکو ڈر ہی کچھ کھلا پلا نہ دین عورتین بڑی چلتر باز ہوتی ہین مردون
کو دیوانہ بنا دیتی ہین میرے شوہر سے مجھے لڑائی رہا کرتی تھی پڑوسن نے مجھکو ایک ٹوٹکا بتلا دیا کہ بوا
جوتی سے آٹا تولکر لگیا پکا کے اندھیرے پاکھ مین میان کو کھلاؤ ہمیشہ جوتی کے نیچے بیٹھے مین نے یہی کیا

اب کبھی سر نہین اٹھاتے بھگو بھگو کے جوتیان مارتی ہون حضور ایسی باتون کا ڈر ہے بعض ٹونکا پلٹ
پڑتا ہے مرد کی جان جاتی ہے ان خیالات مین لونڈی بہت گھبراتی ہے جلد کچھ تدبیر کیجیے مین جاؤن ہاتھ
پکڑ کے کھینچ لاؤن مجھسے بی لالان نہین بول سکینگی مین آپ کی خدمتگزار ہون اگر بولین تو سو صلواتین
سناؤنگی صاف کہہ دونگی ہماری بی بی بیاہتا ہین تم اُترہی ہو میان سلامت رہین ایسے ایسے
معاملے بہت سے ہونگے رہتا پانی رہجائیگا بہتا پانی بہ جائیگا یہ سنکر ملکہ مہجبین رونے لگی کہا بوا
تم دخل نہ دو مین اُنکے مزاج سے ڈرتی ہون ذرا مین بگڑ جاتے ہین تلوار چمکاتے ہین مجھے کسی نااہل
سے کیا کام گنبد نور پر کوئی آشنائی کرنے نہ آیا نام خدا اب قید سے رہا ہوئے اب سب طرح کے
لوگ جمع ہونگے مجھے چھوٹے ناناجان خواجہ عمرو سے کام ہے جلد انکو بلا کر لاؤ میں سوار کرا کے خدمت
مین میرے اباجان کرب غازی کے بھیجدین اپنی مادر مہربان ملکہ زبیدہ شیرگیر کے زیر سایہ عزت
و دولت بسر کرونگی عمر بھر انکو صورت نہ دکھاؤنگی بی لالان خون قبا کو لیکر جھیجین مزے اڑائین مین
انکی عاشق نہین ہون نئے لوگ نیا عشق جتاتے ہین بس اب میری بارگاہ مین کبھی نہ آئین ملکہ
مہجبین کا غصہ مین چہرہ سرخ جوش محبت مین آنکھون سے آنسو جاری ہچکی لگی ہوئی بات منہ سے
نہین نکلتی سوت کا نام جو سُنا ضبط نہین ہو سکتا کبھی غصہ مین الماس کی انگوٹھی اتاری کہا
اسکو چبا جاؤن کلیجہ کٹ کے منہ سے نکلا آتا ابھی میرا خاتمہ ہو مگر مین وصیت کرتی ہون سب آدمی
جنازہ مین میرے خواجہ عمرو اٹھائین دلارام وزیرزادی نے ہاتھ تھام لیا کہا واری آپکے
دشمن جان دین ایسی کیا دشمنون کو مصیبت ہے مین نے کنیز کو بھیجا ہے خواجہ عمرو آتے ہونگے انسے
شکایت کیجیے وہ بخوبی سمجھا دینگے آپ کے سامنے کسی کی حقیقت نہین ہے خدا وارث کو سلامت
رکھے ایسی ایسی بہت آئینگی انصاف یہ ہے کہ آپ کی محبت کا طلسم کشا کے بھی دل پر نقش ہے اس
مقدمہ مین جو کچھ سچ ہوگا کھل جائیگا خواجہ عمرو ہی اس بات کا فیصلہ کرینگے اسوقت باتون پر
ملکہ مہجبین و دلارام کے محل مین ہنگامہ جان جار ملکہ بیٹھین ہی گھسر پھسر ہو رہی ہے دیکھو بوا
طلسم کشا نے کیا غضب کیا اب جو قید سے چھوٹے رنڈی بازی کرنے لگے بی لالان خون قبا
کی بارگاہ مین گئے ہین مردوے کے دل مین ڈر نہین ایک کہتی ہے بوا ہماری بی بی صاحب نے
اپنی محبت ظاہر کردی یہ بڑی خرابی ہوئی جان مردوے کو معلوم ہوا کہ یہ عورت چاہتی ہے بولے

جلتے ہین اپنے آپ مین نہین رہتے یارون مین بیٹھکر ذکر کرتے ہین کہ فلان عورت ہم پر مرتی ہی دیکھیے
اب کیا ہوتا ہی ہماری ملکہ بہت بگڑی ہوئی ہین بڑی ضدن ہین برا مانا منھ پھلایا ہی سوت کا نام
سنکر غصہ آیا ہی ایک نے کہا ہوا بیٹھو کچھ بھی اب ہو گا اُنکے سر پر کودون دیکھینگے ملکہ کو اس مقدمہ
مین بہت بگڑنا چاہیے ضد کرین کھانا نہ کھائین ایک پلنگ پر نہ سوئین اچھی طرح بات نہ کرین پہلا
مقدمہ ہی ہوا ہین پڑھی لکھی ہون دیکھو سعدی نے کہا ہی مثل گربہ کشتن روز اول ۞ اگر یہ نہ کرینگی
پچھتائینگی بار فراق اُٹھائینگی یہ باتین جو کنیزون کی ملکہ نے سنین فرمایا صاحبو مین تمھاری بات کا جواب
نہین دیسکتی دل کی جو کیفیت ہی کیونکر دکھاؤن اس بیقرار کو کیا کہکے سمجھاؤن اشعار

یاران غم یار من برسید	درد دلِ زار من برسید	در من نہ قرار نہ پدر نہ صبر
از یار و دیار من برسید	برکندہ دل از دیار و یارم	از صبر قرار من برسید
ترسم کہ شود نہ تیرہ عالم	حالِ شبِ تار من برسید	مینی بس ازین بے زیارت
جز راہ مزار من برسید	ہر دم ہی کچھ اضطراب دل کو	طاقت نے دیا جواب دل کو
اب کرتی ہی سانس بھی گرانی	سب خاک مین ملگئی جوانی	ای دلارام وای مصاحبان

ندیم اب ہمکو نہ سمجھاؤ دل ہمارا نہ دکھاؤ صاحبو مین سخت جان نہین ہون ایک آہ مین جان دونگی
یقین ہی سنکے تشریف لاؤ مین کہدینا آپکے ظلم و بدعہدی نے ہمکو ہلاک کیا آہ جگرسوز نے جلا کر
خاک کیا ایک جنازہ دفن کر چکے اس کشتۂ حسرت و یاس کی بھی لاش اُٹھائیے تا بہ قبر پہونچائیے
دلارام ہماری جانب سے سمجھا کے کہنا کہ ای گلِ باغ خوبی کا نشا نکل گیا ہمراہ معشوق سرو سہی قد
بصد شد و مد باخون مین چمن کیجیے بائی نزاع مین بہار مین گلشن حیات پر خزان آئی صیاد گلچین
کی بن آئی یہ باتین حسرت آمیز کرکے زار زار مثل ابر نوبہار رونے لگی ہچکی لگ گئی بات منھ سے
نہ نکلتی تھی کہ خواجہ عمرو پھرتے پھراتے دربارگاہ ملکہ مہ جبین برآئے محلدار نے پکار کر کہا خواجہ
سلامت اندر جائیے عرصہ دراز سے ملکہ عالم آپ کو یاد کر رہی ہین دیکھیے تو محل مین کیا رنگ اُچھل
رہا ہی آتش غم و الم سے ہم سب کا کلیجہ جل رہا ہی عمرو نے گھبرا کر پوچھا خیر تو ہی محلدار نے کہا آپ
اندر تشریف لیجائیے آپ کو خود معلوم ہو جائیگا ہمسے عرض کرنے کی ضرورت نہین ہی عمرو بھی گھبرایا
بیقرار ہوکر محل مین آیا دیکھا وہ بارگاہ کل رنج و الم ہی ہر ایک کے قلب پر ہجوم غم ہی ملکہ مہ جبین

الماس پوش کو دیکھا تمام کنیزیں گھیرے بیٹھی ہیں ہچکی لگی ہے رنگ زرد متغیر ہے دیدہ خواجہ عمرو کو دیکھا
ملکہ مہ جبین نے اٹھکر خواجہ عمرو کے گلے میں ہاتھ ڈالدیے چیخ مار کر رو دی عمرو نے دامن سے اشک پاک
کیے پیشانی کے بوسے لیے کہا کیوں نور نظر خیر تو ہے دشمنوں کو کیا ایسا صدمہ پہونچا یہ کیا حال ہے مجھے
مفصل کہو ای مہ جبین مجھے چالاک سے زیادہ تجھے محبت ہے اگر کسی نے آنکھ دکھائی ہو اندھا کر دوں
مہ جبین تو فرط گریہ وزاری سے جواب نہ دے سکی دلارام نے ہاتھ خواجہ کا تھام لیا کہا حضور مجھے
سنیں آپ کے نواسے صاحب اور معشوق کی آنکھ سے دور ہے کوئی نہ جانتا تھا کہ لالان خون قبا
کے والد مارے گئے وہ لاش لیکر آئیں طلسم کشا صاحب فوراً تشریف لے گئے میاں داؤد کو دفن
کیا ابھی چوبدار نے آکر خبر دی ہے کہ آج شب کو وہیں تشریف رکھینگے الفاظ فرمایا ہے کہ انکو یہ مناسب تھا
کہ ملکہ کا کچھ خوف نہ کریں سوت کے خیمہ میں چلے جائیں یہ مضمون سنکر عمرو کے ہوش اڑ گئے مگر ضبط
کرکے کہا ای نور نظر مہ جبین لالان خون قبا کے مقدمہ میں ملال نہ کرو الفاظ شرط ہے آپکی وجہ
سے اسد کی جان بچی انکے باپ کی وجہ سے بوج لی عشق میں اسد کے لالان خون قبا نے
کوڑے کھائے یقین تھا روح جسم سے نکل جائے لیکن اسنے نہ بتایا اگر اسکا باپ مارا گیا بڑا غضب ہوا
لیکن بیٹیا اسکا خیال رکھنا تیرے برابر کسی کا مرتبہ نہیں ہے نہ ہو سکیگا اگر سو معشوقیں اسد کی ہونگی سبکو
تمہاری اطاعت کرنی پڑیگی تم اسکا ملال نہ کرو بلکہ دعا میں مصروف ہو خدا اسد کی وہاں جان بچائے
بوج پر کوئی کا فساد نہ پڑ جائے تم کھانا کھاؤ عیش کرو دلارام تم تمہیں ملکہ کو سمجھاتی ہے فرزندان صاحبقران
میں ان باتوں کی تاکید اسیر نا ممکن ہے اگر تمنے ملکہ کو محبت ہے رشک و حسد کو دل میں جگہ نہ دینا مگر
عمرو گھبرایا ہوا باہر آیا مسند برق فرنگی کو بلا کر کہا تو نے سنا اسد نامور ملکہ لالان خون قبا کے
خیمے میں پہنچ گیا ہے دل میرا تڑپ رہا ہے ایسا ہو کوئی عیار انکے لشکر میں مل ہو کوئی چلی آئی ہو
بوج کی فکر ہو گی جا کر بیٹا تدبیر کرو بلکہ زیر پلنگ اسد نامور کے آرام کرو تو بہتر ہے میں بھی وقت پر
آؤنگا برق بجکو تردد ہوا دل مثل ماہی بے آب تڑپ رہا ہے یہ بھی امر سبب سے خالی نہیں ہے اسد
نامدار ریحان شبکو کبھی رہنے کا ارادہ نہ کرتا لالان خون قبا کی یہ لیاقت نہیں ہے کہ یا تو نہیں ہے کہ
لیتی یہ بھی کسی سالار کا کام ہے رات کو اسکو روک لیا یہی امر کافی تھا کہ بعد دفن شہنشاہ داؤد ملکہ لالان
خون قبا کو لشکر ظفر اثر میں لاتے ملکہ مہ جبین سے ملاتے ان آئینہ رخساروں میں صفائی ہو جاتی

غبار خاطر دفع ہوتا اور اے رمق ہمدا مجکو قتل ہونے کا داؤد کے بڑا قلق ہے صورت نگار و صورت سے سمجھ
لونگا اگر ان زن و شوہر پر یہ قابض ہو فوراً مجکو خبر دینا ماسے کو زون سے کمال آزاد ونگا خون ناحق
داؤد کا بجز اس بدلہ لونگا برق نے کہا استاد مین ابھی جاتا ہوں خوب بہر گیا غلام کو بھی انتہا کا قلق ہوا
اُس مرد خدا پرست کو بیکس و بےبس کرکے مارا مگر کیا ثابت قدم تھا کیسے یزدان پرستی تھا تو پرستشکنی نزکی اپنی
جان دی اگر ذرا ہو تحمل ہلا دیتا آسمان کو زمین سے ملا دیتا آپ کے کلام معجز نظام نے اُسکے قلب پر تاثیر
کی حضور نے ایسی سلسل تقریر کی خوف خدا سے ڈر یا صفت قہری کا قائل ہوا دل و جان سے اپنے پیدا
کرنے والے پر مائل ہوا استاد و شاگرد دیر تک سرگوشی کیا کیے برق نے بہت بہت کہا کہ استاد آپ بھی چلیے
عمرو نے کہا تم جاؤ مین وقت پر آؤنگا برق فرنگی بالباس عیاری سے آراستہ ہوا تڑپ کر طرف
بارگاہ ملکہ لالان خون قبا کے روانہ ہوا بعد جانے برق فرنگی کے خواجہ عمرو بھی لشکر مین
پھرتے ہوئے جابجا الیاسان طلایہ کو جگایا ہر ایک سے یہی فرمایا بھائیو ہوشیار رہنا یہ راتین سخت
کی ہیں ہمین خوف آمد افراسیاب ہے لشکرکشی ہوا چاہتی ہے تمام طلسم ہوش ربا مین لڑائی کے سامان
ہین کمال افراسیاب کے تم سب صاحبون پر بخوبی عیان ہین پھرتے پھراتے خواجہ بھی فکر حفاظت
اسد غازی مین روانہ ہوئے لیکن وہان بارگاہ لالان خون قبا کا حال سنیے صورت نگار
مکارہ نے دونوں عاشق و معشوق کو شراب پلائی جب رات زیادہ آئی صورت نگار نے اسد
نامدار سے اشارہ کیا ای شہریار ساہ مین ملکہ لالان خون قبا نے بڑی مصیبتین اُٹھائین خیال فرمائیے
باپ کا لاشہ ہمراہ تھا اب تک آب و دانہ بھی ترک رہا آج آپ کے تشریف لانے سے غنچہ خاطر اُنکا شگفتہ ہوا
اب رات زیادہ آ چکی آرام فرمائیے تنہائی مین بھی معشوق کو سمجھائیے آپ کا سمجھانا بہت بہتر ہوگا
عاشق کے سامنے اگر معشوق جھوٹ بھی کہے اُسکو بمنزلہ حدیث و آیہ ہوتا ہے یہ کہکر صورت نگار
سامنے سے ہٹگئی پردہ کھینچ دیا کنیزون سے کہا باہر چلو اپنے اپنے مقام پر آرام کرو یہ تخلیہ کا مقام ہے
صحبت گل و بلبل مین گلچین کا کیا کام ہے اب عاشق و معشوق تنہا ہے اسد غازی نے ہاتھ
ملکہ لالان خون قبا کا تھام لیا پھر کھٹ پر آ گئے ملکہ بیتاب ہو رہی تھی باپ کی یاد نہ بھولتی تھی
آنکھون سے آنسو ٹپک پڑے اسد نے کہا ملکہ اب غم و الم کو خانۂ دل مین جگہ نہ دو صبر کرو تمکو اگر ملول
و حزین چھوڑ کر جائینگے سفر مین بھی تمھاری یاد رہیگی دل کو چین نہ آئیگا لالان خون قبا نے کہا حضور

جہان جائیے مجکو اپنے ساتھ رکھیے میرا لشکر مین کون ہی ایسا ہو بلی مہ جبین اسکے ساتھ دشمنی کرین
سب سردار آپکے مطیع ہین اسد نے کہا ای ملکہ عالم کیا مجال ملکہ مہ جبین سے ملینگے ملواکر جاؤنگا ہر ایک کو
بخوبی سمجھا دونگا سب سردار تمہارے تابعدار ہین دل و جان سے خدمتگار ہین دونون کو نشۂ شراب تھا
باتین کرتے کرتے سوگئے فتنۂ خوابیدہ بیدار ہوا صورت نگار اٹھی پردے سے دیکھ رہی تھی دیکھا
عاشق و معشوق نے آرام کیا نفیر خواب بلند ہی بردہ اٹھا کر قریب پلنگ کے آئی دیکھا لوح گلے مین ہے
نامدار کے پڑی ہی شاہزادہ غافل سو رہا ہی خوف سے اُس شیر دل کے کانپ رہی ہی جانتی ہی اگر
بیدار ہوا ایک طمانچے مین تیرا کام تمام ہوجائیگا اُس شیر کے پنجے سے کون بچائیگا کانپتی تھراتی قریب
پلنگ کے آئی جھول سے مقراض نکال ڈورا لوح کا کاٹا عکس سے لوح کے بھی گھبراتی ہی سحر بھول
جاتی ہی منہ پھیر کر باحتیاط لوح کو اُٹھایا رومال مین لپیٹ کر لوح کو جھول مین رکھا اب منظور ہوا طلسم
کو بھی لیچلو اس ظالم کو کیون چھوڑو اب بخوبی اطمینان ہی لوح قبضہ سے طلسم کشا کے نکلی اب بیدار بھی
ہوگا تو کیا کریگا اس خیال سے پھر کر مین اسد نامدار کے واسطے سحر کرنے کے قصد کیا قبۂ بارگاہ توڑ کے
نکل جاؤن قضا کا رہتہ برق فرنگی بموجب حکم خواجہ عمرو چھپ کر آیا زیر پلنگ سو رہا تھا آہٹ
سے پاؤن کے آنکھ کھلی دیکھا صورت نگار جادو بصورت اصلی اسد غازی کو پنجے مین دبا چکی ہی
چاہتی ہی کہ سحر کرکے بلند ہون برق تڑپ کر اُٹھا جی مین کہتا ہی ہائے بڑا غضب ہوا یہ ملعونہ کہان
سے آئی صرصر وغیرہ کا البتہ خیال تھا یہ کیا فتنہ ہوا یہ تو زوجۂ مصور ہی پلنگ کے نیچے سے دبا
ہوا نکلا پشت پر صورت نگار کے پہونچا صورت نگار کا قصد تھا کہ بلند ہون برق نے چودہ
حلقے کمند کے مارے تڑپکر نعرہ کیا نعرۂ برق شعر منم برق رفتار و خنجر گزار منم یکہ لیکن گران
برہزار ہاو ملعونہ کہان جاتی ہی حلقہ کمند گلے مین صورت نگار کے پڑے برق نے جھٹکا
مارا اسد غازی پنجے سے چھوٹے صورت نگار کے الگ گرا صورت نگار گرتے گرتے سنبھلی خفا
اُن منہ سے نکل گئی فوراً کمند جل گئی صورت نگار نے گھیر لیکر دو ہتر مارا برق زمین پر گرا شل ہی
بے آب تڑپنے لگا صورت نگار نے کہا او نگوڑے پاجی بھورے اب کہان جائیگا افراسیاب
بجکو دار پر کھینچیگا برق کی زبان بند مجبور و مہ بند زبان صورت نگار نے اسکی بند کردی اس
خیال سے کہ غل نہ مچائے بڑھ کر برق و اسد نامدار دونون کو پنجے مین دبایا سحر کرکے بلند ہوئی

تا بہ قبۂ بارگاہ پہونچی تھی لیکن آفتاب عالمتاب آسمان عیاری کوکب درخشان خنجر گذاری خواجہ عمرو بھی آکر
اس بارگاہ مین ٹھہرے ایک قنات گوشہ بارگاہ مین لپٹی کھڑی تھی اسمین گھسکر سو رہے جب برق نے صورت نگار
پر کمندماری نعرہ کیا اسکے گرنے کا دھماکا ہوا عمرو کی آنکھ کھلی قنات سے گھبرا کر نکلا دیکھا صورت نگار
بلند ہو کر قریب خیمہ بارگاہ پہونچ چکی ہے قصد ہے سحر کرکے قبۂ بارگاہ توڑ دون عمرو گھبرایا فوراً خیال مین آیا جال
الیاسی نکالا نعرہ کیا او مکارہ کہان جاتی ہے نعرہ عمرو

عمرو ہون مین عیار صاحبقران
زمانے کا مکار و غدار ہون
اڑا دون صبا کے بھی مین ہوش کو
جہانگیر عالم کا عیار ہون

مرے مکر سے کانپتا ہے جہان
مرا تیز رفتار ہو گر قدم
نپاسے مری گرد پاپوش کو

تماشندۂ ریش کفار ہون
صبا ٹھوکرین کھائے ہر ہر قدم
رو و ندہ جہانگرد طرار ہون

صورت نگار سحر کرکے بلند ہوئی تھی عمرو جست کرکے برابر پہونچا جال
مارا صورت نگار و برق واسد جال مین پھنسے اسی طرح تڑپ کر عمرو زمین پر آیا جیسے ہی صورت نگار
پھنسکر گری عمرو نے حباب بیہوشی مارا صورت نگار کا منکا ڈھلگیا بیہوش ہوئی عمرو نے اسد غازی
اور برق فرنگی کو جال مین سے نکال لیا صورت نگار کی زبان مین سوزن دیا کھینچتا ہوا لیکر باہر
آیا ملکہ لالان خون قبا بیدار ہو بین پیٹنے لگین عمرو نے کہا بیٹا کیون روتی ہو سب طرح خیر ہے مین نے
اپنے دوست صادق محب واثق کے قاتل کو گرفتار کیا معاوضۂ خون بیگناہ لیتا ہون یہ خبر لشکر اسلام
مین پہونچی باغبان و بہار و شرغ و سمار قدرت و ہلال سحر انگن و شرغ مو کا کلکشا وغیرہ و دیگر
غول کے غول لشکر سے آنے لگے آکر دیکھا کہ صورت نگار کو خواجہ عمرو نے ایک ستون سے باندھا ہے
ہوشیار کر دیا ہے تازیانہ حضرت اسحق کا لیکر کھڑا ہوا ہے صورت نگار کی صورت دیکھکر کانپ رہا ہے کف
منھ سے عمرو کے جاری دیوانہ وار وحشی مثال للکار رہا ہے او حرامزادی فاحشہ تو نے اس مومن دیندار
کو جھٹکا مارا کچھ خوف خدا نہ آیا تبلا کہ اسوقت افراسیاب کیا ہوا دھر اتیر اصور کدھر گیا او مکارہ
عیارہ تو نے مثل عیارون کے عیاری کی او ملکہ لالان خون قبا فرمارہی ہین کہ چھوٹے نانا جان
یہ تو اس سے پوچھیے کہ میری وزیر زادی ناگن کو اس حرامزادی نے کیا کیا عمرو نے کہا مین اس
حرامزادی سے کیا پوچھون ناگن کو مارکے اسکی صورت بنی صاف ظاہر ہے سب صورات کا معاوضہ ہوا
جاتا ہے کل اہالیان شہر داد و دیہ کا خون اس حرامزادی کی گردن پر ہے یہ ملعونہ جادوون کی افسر ہے ملکہ

مہرخ و بہار وغیرہ ستر دسو سوار گرد عمرو جمع ہین گر کہہ رہے ہین کہ ایسے غضب مین ہمنے کبھی خواجہ کو نہین دیکھا
چاہتے ہین شفاعت کرین مگر حوصلہ نہین پڑتا عمرو نے برق و ضرغام کو آواز دی دونون کانپتے ہوے
سامنے آئے ایک ایک کوڑا عمرو نے دونون کے ہاتھ مین دیا ضرغام سے کہا تو میرا فرزند ہی صاحب
ہمت و جرأت ہی دیکھون کسقدر تیرے جسم مین طاقت ہی اور برق سے کہا دیبے اگر تیز کوڑے لگا
تم دونون مین سے اگر ایک کا ہاتھ رک گیا تو بسر صاحبقران یہی حال تمھارا کرونگا برق و ضرغام
جیسے صورت نگار پر کوڑے پڑنے لگے تڑاتڑ خون کے بلند ہوئے بوٹیان اڑنے لگین جب ذرا ان
دونون کے ہاتھ رکتے ہین عمرو تازیانہ حضرت اسحق کا لیکر پڑتا ہی ایک ضرغام پر ایک برق پر
ایک سرا کا صورت نگار پر پڑتا ہی صورت نگار دوہائی دینے لگی تمام لباس پارہ پارہ چھاتیان
کھلی ہوئین تمام جسم خون مین لال صورت نگار کا عجب حال بکارتی ہی ای عمرو توبہ کرتی ہون
اب کبھی ایسی حرکت نہوگی تیری لونڈی بنکے رہونگی عمرو کہتا ہی او مکارہ تیرے قول و فعل کا کیا اعتبار
ہی تجھکو اس مرد خدا پرست پر رحم نہ آیا خدا کا خوف نہ کیا محراب عبادت مین اسکا خون بہایا اُسی
کے خون نے جوش مارا ہی مین تیری توبہ کو قبول نہ کرونگا اگر وہ مطیع احکام امرونہی ہوتا تیری یہ
بحالی ہی کہ اسکے سامنے زبان کھولتی آنکھون کے نیچے اسکی لیاقت پھر رہی ہی سب کلمات نے اسکے قلب
ایسی تاثیر کی دنیاے دون کو ہیچ جانا راہ خدا مین جان دی وہ داخل بہشت عنبر سرشت ہوا تیرے اعمال
زشت نے تجھکو مبتلاے بلا کرایا اب مین تجھکو زندہ نہ چھوڑونگا تڑپا تڑپا کر مارونگا ایک مرتبہ نہین قتل
کرونگا جب باغبان قدرت نے دیکھا صورت نگار قریب مرگ ہی ایسا نہو دو چار کوڑون مین اسکا
دم نکل جاے دوڑکر باغبان نے خواجہ کا ہاتھ تھام لیا کہا ای شہنشاہ اوج عیاری بس بہت اس ذلیل کی
تو وجہ ہی سزا سے کامل ہوچکی عمرو کی آنکھون مین آنسو بھرے تھے نام شہنشاہ داؤد کا لیکر روتا تھا ہر
مرتبہ یہ زبان پر جاری ہوتا تھا ای برادر بجان برابر افسوس وقت انتقال تمھارے ہم قریب نہوے کچھ
وصیت و نصیحت کرتے کس حسرت و یاس سے تیری جان گئی اس حال مین جو باغبان نے ہاتھ تھام لیا
عمرو اپنے ہوش مین نہ تھا ایک کوڑا باغبان پر مارا کہا او باغی اس ملعونہ جہنمی کی سفارش کرتا ہی مین
اسکے زخمہاے جسم پر نمک پاشی کرونگا بلاکر باغبان پیچھے ہٹا عمرو کا غصہ دیکھا اسد نامدار ایک
سے کہتا ہی خبردار اسوقت نانا جان کے قریب نہ جاؤ بخدا مین نے کبھی ایسا بیقرار نہین دیکھا اسوقت

کوئی نانا جان کو نہ سمجھائے اور نہ قریب جائے اسوقت کسی کا کہنا نہ مانینگے صرخ و بہار بھی بڑھ بڑھکر عذر کرتی ہیں مگر خواجہ کا غصہ ہر ایک پر اُسی حد کا ہی جو باغبان کے ساتھ کیا فرماتے ہیں ہے ہے خدا اسوقت میرے پاس کوئی نہ آوے اسوقت مجھے اُس مرد خدا پرست کی حسرت و یاس کا خیال ہی قلب پر ہجوم غم و ملال ہی میں اپنے ہوش میں نہیں ہوں اب ناظرین پر واضح ہو کہ صورت نگار پر تو بیان کوڑے پڑ رہے ہیں ستر و سوسر دار نامدار و اسد عالی وقار غصہ کو عمرو کے دیکھکر کانپ رہے ہیں ہر چند سردار سمجھاتے ہیں مگر عمرو نہیں مانتا کہتا ہی اسکی ہڈیاں تک شکست کر ڈالونگا زندہ اُسکو نہ چھوڑونگا یہاں تو یہ ہنگامہ ہی

دو کلمہ افراسیاب و مصور و چند اشعار آبدار حسب حال مقام و حسب انجام برائے کفار مصیبت و آلام بیان کیے جاتے ہیں

ابرو دیکھا تو کہا منے بکار اپنا ہی
داغ داغ اپنا یہ سارا تن زار اپنا ہی
سا قیامت سے زیادہ کوئی ہنگام نہیں
لگے جاتے ہو کہاں تم یہ مزار اپنا ہی
سیکڑوں پھول کھلے ہیں غم داغ حسرت
دھیان زلفوں ہی میں اب بلبل و ہنگام اپنا ہی
اسکے سینہ میں خلش اُٹھ پھر ہو اگی گل
خو تمہاری جو وہ ہی تو یہ شعار اپنا ہی
سینہ اپنا نہیں داغوں سے گلستان ہی
ایک مدت ہوئی سنسان مزار اپنا ہی
پڑھکے اشعار مرے ہوتی ہیں پریاں بیخود
اندنوں کوچہ جانان میں گذر اپنا ہی

برق چمکی تو صدا دی یہ شرار اپنا ہی
سمجھ مر جاینگے ہم سے پکار رقیب
بیخودی کہتے ہیں جسکا وہ خمار اپنا ہی
ای صنم کیسے دامن سے چھڑانا ہی تو
دل نہیں سینہ میں یہ باغ و بہار اپنا ہی
جان دل نکلے عجب پر نا کشاید الا شمع
غنچہ دل نہیں پہلو میں یہ خار اپنا ہی
فقر داری میں ہوتی ہی زیادہ توقیر
نارکش دل ہی سینے میں ہزار اپنا ہی
سوزن دنیا کو جدا رکب دیسے کیسے
خامہ جادو رقم سحر نگار اپنا ہی

بسکہ سرگرم ستم لالہ عذار اپنا ہی
ہم ترے صید ہیں لیکن وہ شکار اپنا ہی
تھا بناہی یہ حسرت نے سنوارا دامن
یہ وفا ایسا نہ تھا یہ غبار اپنا ہی
دن ہو یا رات ہو کسو چین ہی عالم اندوہ
جان وہ بن پھرتے کسلی کر یار اپنا ہی
دیسے توڑو گے تو ہم سنو نہ کبھی موڑینگے
جسقدر عشق میں لذت ہو وہ قرار اپنا ہی
اب کبھی دیکھیں بھی مزا نہیں وہ جلوہ نما
اب چلے اسے ناچیز سوار اپنا ہی
دل بہت خوش ہی مرا خوب گذرتی ہی جو ول

بر سر کوہ بلور افراسیاب سحر ورد مصور جادو و چند سردار انتظار میں صورت نگار کے مصور ہمہ تن گھبرا گھبرا کر کہتا ہی ای شہنشاہ جو دو میری بڑے کام پر گئی ہی ایسا نہو کسی بلا میں پھنس جاے اس فکر میں کہ آسمان سے ایک طائر زمین پر اُترا گلے میں اُسکے نامہ

بندھا ہوا تھا افراسیاب کے کاندھے پر آکر وہ طائر بیٹھا افراسیاب نے جلدی وہ نامہ کھولا
سر نامہ پہ مہر صورت نگار کی پائی تصویر فرحت آمیز خیال مین نظر آئی افراسیاب نے خوشی
مین نامہ کھولا کہا مرشدزادے صاحب سماعت فرمایئے آپ کی گھر والی نے لکھا ہی مصور متوجہ ہوا
افراسیاب نے پڑھنا شروع کیا صورت نگار نے جنگ شہر داؤدیہ کا نقشہ کھینچا تھا لکھا ہی کہ
مین نے خداوند داؤد کو اُکھڑ کے مارا شہر کو تباہ و برباد کیا ایسا شہر کو مٹایا کہ کبھی آباد نہو گا اب
مین بصورت ناگن وزیرزادی ساتھ ملکہ لالان خون قبا کے طرف لشکر اسد غازی کے لوح
کی فکر مین جاتی ہون ای شہنشاہ نہ گھبرایئے کا لوح لیکر آؤنگی طلسم کشا کا نقشہ خاک مین ملاؤنگی
اب میرے ہاتھ سے وہ کیونکر بچینگے انجام جنگ میرے ہاتھ پہ موقوف تھا پھر اگر کوئی ضرورت ہوگی
نامہ روانہ ہوگا ورنہ خود ہی لوح لیکر آؤنگی بیشرہ فرحت افزا سنکر مصور اپنے جامہ سے باہر ہوگیا
کہا کیون شہنشاہ میری جورو نے کیا کام کیا داؤد ایسے ساحر زبردست کو کس دھوم سے قتل کیا
خدائی کرتے تھے مگر میری جورو سے نہ بچ سکے اب عیاری کرکے گئی ہی بڑا کلیجہ رکھتی ہی مہرخ و بہار
وغیرہ سب کو مار لیگی ایک اسکے ہاتھ سے زندہ نہ بچیگا اب طلسم کی سلطنت کا ہمکو اختیار ہی جسکو چاہین
بادشاہ کرین جسکو چاہین وزیر بنائین افراسیاب جادو نے ان غرور کی باتون پر حیرت سے
اشارہ کیا اسوقت تو مرشدزادے آپ سے باہر ہوگئے سفلے پن کے طریقے سب ظاہر ہوگئے کی
حیرت سقام حیرت ہی داؤد پر صورت نگار کیونکر غالب آئی اسکے سحر سے تو مین خائف تھا کسی
غفلت مین اسکو مارا ہوگا جو کچھ کیا بڑا کام کیا خوب نام کیا مگر کان مین کہا ای حیرت اسکی وجہ سے لڑائی فتح
ہوئی بہت لبلاتے ہین مگر مین خاطر کرتا ہون اسوجہ سے خاموش ہون کان پکڑکے طلسم سے نکال دونگا لیکن
معلوم کیا تھا کہ یہ مین بیہودہ بکتے ہین حیرت نے کہا اب اسوقت خاموش رہیئے کسی طرح لوح طلسمی ملے پھر
سمجھا جاویگا مگر افراسیاب نے مصور سے کہا مرشدزادے مین تو تردد مین ہون یہ رقعہ جمشیدی لیجیے
اسمین حال نئی زوجہ صاحب کا دیکھتے رہیے نگہداشت کرنا واجب و لازم ہی بڑے کاربزرگ اپنے
گھر باندھی ہی لشکر قیامت اثر طلسم کشا مین گئی ہی وہان عیاران اسلام موجود ہین ایکسا ایک اپنے
اپنے وقت کا بقراط و جالینوس ہی ایسا نہو کہ پہچانی جائے مصیبت اٹھائے مصور نے رقعہ جمشیدی
ہاتھ مین لیا افراسیاب تو سرداروں سے باتون مین مصروف ہوا مصور رقعہ دیکھ رہا ہی کبھی ہنستے کبھی

خوش ہو کر کھڑے ہو گئے ناچنے لگے افراسیاب نے کہا مرشد زادے کچھ خوشخبری سنائیے کیا ماجرا گذرا
مصور کہتا ہے منزلون کا حال دیکھ رہا ہون صورت نگار صورت پرناگن کے ہمراہ ملکہ لالان خون قبا
کار گذاری مین مصروف ہے بڑی صاحب وقوف ہے قضاے کار افراسیاب نے سر اٹھا کر دیکھا مصور نے غم
کی صورت بنائی سر پیٹنے لگا ہے میری جورو کہکر پچھاڑ کھائی تڑپنے لگا ہر چند افراسیاب نے پوچھا مرشد
زادے کچھ بیان تو کرو کیا ہوا بدحواسی مین کچھ نہ کہہ سکا تھا منہ سے نکلا اس رقعہ مین پڑھیے مین بی بی
کی مدد کو جاتا ہون رقعہ پھینک کر تڑپا مثل برق جہندہ و بلند ہوا چشم زدن مین آنکھون سے مخفی ہو گیا افراسیاب
تو حیران کہا اے حیرت مرشد زادے بھی عجب آن کے پتلے ہین جورو جورو کرتے ہوئے بھاگے کچھ بھی حال
صاف نہ کہا حیرت نے کہا صورت نگار ہمیشہ سے حسن پرست ہے کسی سے لپٹ گئی ہو گی یہ ناحق دوڑے
گئے ہین جوتیان کھاینگے داڑھی نچوا کے آئینگے حیرت تو یہ سخن کی باتین کرنے لگی افراسیاب نے
کہا مین طائر سحر روانہ کرتا ہون وہ تھوڑے عرصہ مین پلٹ آئیگا مفصل حال سنائیگا یہ کہکر افراسیاب
نے ماش کے آٹے کا ایک جانور بنایا سامری کہکے اسکو اڑا دیا لیکن یہان صورت نگار پر کوڑے
پڑ رہے ہین کہ مصور آسمان پر چہکا دیکھا تمام لشکر کا جادو ہے سب سردار عمرو کی منتین کر رہے ہین عمرو
نہین مانتا یہ حال پر ملال دیکھکر مصور جادو نے نعرہ کیا کہا باشہدا ای مسلمانان سامری کہ شیدل ہو
پریشتم یہ کہکر بہت سے ماش کے دانے طرف مہرخ و بہار کے پھینکے عمرو تو سایہ مصور دیکھکر ایک غار مین
گر پڑا اپنے کو چھپایا مگر مصور نے ایسا سحر کیا لشکر اسلام پر اندھیرا چھا گیا مہرخ و بہار سحر دفع کرنے
لگین مصور اسی اندھیرے مین گرا وہ ستون جسمین صورت نگار بندھی تھی سحر کر کے اسے اکھیڑا ازدجہ
ہو جلدی مین کھول نہ سکا لیکن ستون کو کاندھے پر رکھکر بلند ہوا عمرو نے غار مین سے دیکھا مہرخ و بہار
وغیرہ سے کچھ نہین ہو سکتا تاریکی دفع کر رہی ہین کئی سو ساحرون کے سر کٹ کٹ کر گر پڑے بس عمرو اسی
جوش مین غار سے نکلا وہی جال الیاسی کاندھے پر رکھکر نعرہ کیا او مصور کہان جاتا ہے میرے حیلہ
کو نہ پہچانا یہ کہکر مثل برق کے تڑپا جست کر کے پچاس گز کی بلندی پر پہونچا وہی جال مصور کو مارا مصور
و صورت نگار و ستون مع سب جال مین پھنسے عمرو نے اسی طرح جھٹکا مارا زمین پر آتے آتے حباب مارکر
بیہوش کیا دشت مین بھنگار ہوا خواجہ عمرو سبحان اللہ اب اور زیادہ سب کے ہوش اڑ گئے مصور کو بھی
مثل صورت نگار کے ستون سے باندھا زن و شوہر دونون باندھے گئے ستون زندان مین دیکر مصور کو ہوشیار

کیا مصور نے دیکھا زوجہ کے جسم سے خون بہ رہا ہی عمرو شکل جلاد کھڑا ہوا گالیان دے رہا ہی اور کہتا ہی کیون
او بچیا تو میرے صید کو لیجاتا تھا قدرت پروردگار کو دیکھا آج عمرو کو بیچا تا مصور نے للکارا او سارباں زادے
تونے میری زوجہ کے ساتھ یہ بدعت کی اگر چھوڑونگا تو قیامت برپا کرونگا عمرو نے کہا جب تم زندہ بچ جاؤگے
جو بن پڑیگا ■ کرنا یہ کہکر عمرو نے ضرغام کو اشارہ کیا فرمایا ہان انکو بھی مثل زوجہ کے نکال بی حال بتا دو
بلکہ شوہر کا مرتبہ زوجہ سے زیادہ ہی یہ نیرہ سامری ہی ان کی خدمتگزاری اچھی طرح چاہیے ضرغام نے جھپٹ کر
مصور کے کوڑا مارا اسکی بھی بوٹیان مٹنے لگیں چار پانچ کوڑے پڑے تھے کہ مصور چیخنے لگا پکارتا ہی او سارباں
زادے چورو میری مر جائیگی توبہ کرتا ہون اب کبھی تجھسے نہ لڑونگا کبھی چورو کو گالیان دیتا ہی کہتا ہی او
مردار تونے داؤد جادو کو مار کر اپنی اور میری جان پر یہ آفت لی اب اس ظالم کے ہاتھ سے کون بچیگا
افراسیاب نالائق کہان ہی طلسم ہوش ربا مین آگ لگے ہم قوم کے برہمن ہین دھوتی لیکر بھاگ جائینگے
جسکے دروازے پر جائینگے چٹکی آٹا پائینگے اب کبھی سلطنت کا نام نہ لینگے کنارے دریا کے جاکر بیٹھینگے
نہانے والے جو آئینگے سیر دو سیر اناج دیجائینگے عمرو کہتا ہی ابے او نالائق اب مین تجکو زندہ چھوڑونگا
تیری زوجہ نے کام جلادون کا کیا وحید عصر کو مارا تمام گناہ اسکا اس فاحشہ کے ذمے ہوے ذرا تو مین
دل ٹھنڈا کرون جی چاہتا ہی اسکی بوٹیان کاٹ کر چیل کوؤن کو کھلا دون آنکھیں اسکی نکالکر پانسے بنا
لون اسوقت کا لشکر کا ہنگامہ یہ تو عمرو نے صورت نگار کی جھولی سے نکالکر اسد کے گلے مین پہنا دی
ہی یہ شیر مسلح کھڑا ہوا ہی اشارون سے سردارون کے بڑھکر عرض کرتا ہی نانا جان بس معاف فرمایئے
انکو قید کیجیے آپ کے مذہب مین اسقدر بدعت درست نہین عمرو کوڑا لیکے طرف اسد کے چلا کہا
او دیوانے تو مذہب کو کیا جانے یہ کافر قاتل مرد خدا پرست اس لائق ہین کہ انکو بوریے مین
لپیٹکر پھونکدین جب عمرو نے اسد پر بھی کوڑا اٹھایا اسد الامان کہکے ہٹا کہا حضور کو اختیار ہی
مجھے کیا دخل جو مناسب ہو وہ کیجیے اور کسی سردار کی کیا مجال ہی جو اسوقت عمرو سے بول سکے
سب سناٹے مین ہین لیکن افراسیاب خانہ خراب بر سر کوہ بلور بعد چلے آنے مصور کے تھوڑی
دیر تو سحر ا ہین کرتا رہا کسی سے کہا مرشد زادے چورو کو بچانے گئے ہین کسی نے کہا بیٹھے بیٹھے گھبرا گئے
تھے سیر کرینگے لیکن حیرت نے کہا صاحب ذرا رقعہ جمشیدی مین دیکھو وہ روتے پیٹتے گئے ہین کوئی تو
بلا ایسی نازل ہوئی کہ کچھ کہہ نہ سکا سحر کرتا ہوا بھاگا ہائے میری چورو اتنا کلمہ زبان سے نکلا تھا افراسیاب

رقعہ جمشیدی کھلا یا حیرت نے دیکھا کہ شہنشاہ کی بھی رنگت متغیر ہوئی واے رسوائی کہکر چھاتی پر ہاتھ مارا
ریش فش کو نوچنے لگا حیرت نے پوچھا شہنشاہ خیر تو ہی افراسیاب اٹھا کہا یار وناک کٹگئی صورت نگار
و مصور ایک ستون مین بندے ہوئے کوڑے انپر پڑرہے ہین حقیقت مین صورت نگار نے بڑا کام
کیا تھا مگر ساربان ناو جہان دیدہ گرم و سرد عالم چشیدہ اسکے سامنے کسکا کار چل سکتا ہی پیر فلک کو
اسکے شعبدہ بازی سے سکتا ہی وہ دونون زن و شوہر پکڑے گئے ایسی ذلت کبھی کسی کے واسطے نہین ہوئی
خبردار میرے پیچھے نہ آنا یہ کہکر برجے کو فرسے بلند ہوا شل بلاے مبرم چلا یہان وہ وقت ہی کہ ضرغام
و برق نے صفدر کوڑے دونون کو مارے کہ تڑپتے تڑپتے زن و شوہر دونون بیہوش ہوگئے عمرو کہنے لگی
ای ضرغام و برق ان دونون کو پھر ہوشیار کر دو میرے نہین مکارون نے دم چرائے ہین مجھکو
دھوکا دیتے ہین جبتک انکی ہڈیان باقی رہینگی جبتک مین نہ مانونگا اسی طرح انکو جہنم واصل کرونگا کہ
آسمان سے نعرہ ہوا یا شیدای مسلمانان غضب کیا مرشد زادے پر یہ بدعت آواز سنتے ہی افراسیاب
کی عمرو و برق و ضرغام ایک جانب بھاگے عمرو نے گلیم وڈھول سر دار سنبھلے ملکہ مہرخ و بہار و باغبان
قدرت وغیرہ نے دیکھا کہ افراسیاب اس غصہ مین آتا ہی کہ دیکھنے والون کا قلب تھراتا ہی ان سبھون نے
چاہا سحر کرین افراسیاب نے آتے ہی بہ نگاہ گرم لشکر اسلام کو دیکھا آگ برسنے لگی صداے زیاد و اغیاث
بلند ہوئی مگر اس نامدار نے نعرہ کیا نعرہ اسد

اسد شہسوارم کہ در روز جنگ	بدرم دل شیر و چرم پلنگ
اسد شیر دل ابن صاحبقران	شہنشاہ نام آور کامران

افراسیاب نے جو اسد غازی کو بیچ پہنچے ہوئے دیکھا قلب تھرا گیا
کلیجہ منہ کو آیا مگر طرف سے اسد کے منہ پھیرا اتنی تو آواز دی یا سامری جمشید مجکو اس غیر ساحر کے سامنے
سے بھاگنا پڑا اگر زبان ہلاؤن آگ برساؤن لاکھون کو دریاے سحر مین ڈبودون مجکو ایکس سے یہ
خوف یہ کہتا ہوا کف منہ سے جاری تاج ڈھلکا ہوا برابر ستون کے آکر آیا ہاتھ ڈالکر ستون کو اکھیڑ اسمصور
و صورت نگار اسمین بندے تھے انکو جلدی مین کھول نہ سکا مگر یہ بادشاہ طلسم ہوش ربا زور مین بھی
یکتا ہی بایمن ہاتھ مین ستون لیا داہنے ہاتھ سے ستارہ زرے اٹھا کر طرف مہرخ و بہار کے پھینکتا ہوا اڑ
ہوا اسکے چلا سرداران اسلام نے پیچھا کیا لیکن انکے سحر کو وہ کب مانتا ہی ایک ایک کو حقیر جانتا ہی جسکو جھڑکی
دیتا ہی وہ خائف ہوکر سہم جاتا ہی مثل نقش بازمین پر جم جاتا ہی سواے اسد غازی کے اور کسی سے نہین

ڈرتا ہی ہزاروں بندگان خدا کو پامال کیا کبھی سنگ ریزوں کی تپھر برسا کے کبھی شعلہ خوئی دکھاتا ہی آگ برساتا ہی تمام عجائب
و غرائب سے مملو شعلہ مزاج ہی تو عمرو نے بھی گلیم سر سے اُتاری ہی جاتا ہی کوئی عیاری کرون مگر مہلت ملتی نہیں
افراسیاب شل بادصر صر چھٹا ہوا جاتا ہی سرداران اسلام کو قریب نہیں آنے دیتا عمرو نے کئی مرتبہ آواز دی ای
ملکہ مہرخ و بہار اب اس ناہنجار کو نکل جانے دو پیچھا نہ کرو وہ جواب دیتی ہیں خواجہ ہم خود مجبور و ناچار ہیں اس
ملعون کے سامنے بالکل بیکار ہیں ہزاروں بندگان خدا پامال ہوئے یہ سحر کرتا ہی اگر اپنے کو نہ بچائیں آتش
سحر سے اس جہنمی کے جل جائیں کس طرح اس تک پہونچیں کیونکر جان بچائیں اسد نامدار بھی برتبہ جاتا ہی
مین قریب افراسیاب جادو کے پہونچوں مگر افراسیاب شل ہوا کے جاتا ہی بلکہ وہم و خیال کا اُس تک
پہونچنا دشوار ہی بادشاہ طلسم ہوش رُبا بلائے روزگار ہی پلٹ کر اسد غازی سے کہتا ہی او جوان سچ
لوح طلسمی بیکار ہی امروز فردا میں جیسے ہو سکا میں کیا چھوڑتا ہوں ایکی بھی فکر ہو جائیگی میں نے غفلت
کی اسوجہ سے یہ دن مجکو نصیب ہوا اب مادولت نے بیدار مغزی پر کمر باندھی ہی دیکھو تو کیا آفتین
برپا کرتا ہوں اور وہ سکار کمان ہی جسنے مرشد زادے اور قدرت کی بہو کا یہ حال کیا ہی دیکھنا تو اسکا
بدلہ کیسا لیتا ہوں اسطرح للکارتا ہوا نعرے مارتا ہوا افراسیاب جادو اُس ستون کو کاندھے پر رکھے
ہوئے جیسے کوئی پھول کو اُٹھائے ہوئے رہا ہو وہی مین جاتا ہی دیکھنے والوں کا اس قوت پر اُسکے قلب
تھراتا ہی اسوقت عمرو کی بیقراری فُل مچاتا ہی یارو افراسیاب نکلا جاتا ہی ای مہرخ و بہار اگر تم پر سحر
سحر کرو ورنہ افراسیاب کے مجمع میں بڑھ کر عیاری کرون اس حرامزادے کو دام عیاری میں پھنسا دوں یاد رکھو
مصور و صورت نگار بیکار جائینگے فیا مین بریا کیسے تصویرین کھنچیگا نہیں معلوم کیا نقشہ کریگا مگر ان
نامی جواب دیتے ہیں خواجہ کس پر سحر کرین کسکو روکیں بلائے روزگار شعلہ جوالہ علم سحر و ساحری میں شاق
فنون شعبدہ میں طاق ہماری اس بیچارے کے سامنے کیا حقیقت ہی یہ اُس قوی و توانا کی قوت ہی کہ ہم
اس ظالم کے ہاتھ سے بچ جاتے ہیں دیکھیے نعرہ سے اُسکے بہار تھرّاتے ہیں ہر چند کہ سرداران اہل اسلام کے
سحر کو نہیں مانتا مگر یہ سب پٹے ہوئے چلے جاتے ہیں برُو بروُ اسکے اپنی جرأت دکھاتے ہیں اب افراسیاب
نے پلٹ کے دیکھا کہ تین چار کوس میں پیدل آیا لیکن سردار پیچھا نہیں چھوڑتے خیال میں آیا زمین کا
راستہ چھوڑدوں سحر کرکے بلند ہو جاؤں اب ٹھہرنا مناسب نہیں ہی یہ سوچکر افراسیاب نے موتیوں کا
مالا گلے سے توڑ کر طرف ملکہ مہرخ و بہار وغیرہ کے پھینکا آبرو موتیوں کی ظاہر ہوئی جس پر جو دانہ گرا

دانائی افراسیاب ثابت وہ گر کر بیہوش ہوا کسی کے سینہ پر موتی پڑا توڑ کر پشت کے پار نکل گیا کوئی گر کر
گرا کوئی بیہوش ہوا اس حال میں سب کو مبتلا کر کے جھاڑ کر افراسیاب نے خاک اُٹھانے کا قصد کیا شاید اون
پر خاک ڈالوں پر پھر سے پیدا کروں اور نکل جاؤں عمرو نے گوشہ سے دیکھا کہ اب افراسیاب سرداروں کو
بیکار کر کے نکل جائیگا کچھ بن نہ پڑا یہ بیچارہ چاہتا ہی کہ کند تار ہی خدا ہی اسکی بدعت سے بچائے دل میں
عمرو حیران ہی کہ اتنا بڑا امر کہ پڑا کیا کوکب روشن ضمیر کا ستارہ گردش میں آگیا وہ خورشید آسمان جانبازی
ماہ فلکِ شعبدہ و بازی ہر حال میں ہمارا خیال رکھتا تھا آج کیا باعث ہوا کہ ہمارے حال مصیبت مآل کی خبر
نہ پائی عمرو نے یہ خیال کیا تھا کہ آسمان پر برق چمکی مگر ابر سفید پیدا ہوا مگر ابر سفید سے جلالت آشکار ہوئی کی
طرح برق کی چمک سا ابر ہیبت ناک بہ تعجیل اسی جانب آتا ہی قریب آکر لکہ ابر شق ہوا آفتاب عالمتاب طلسم نور
افشان آسمان عز و شرف کا ماہ سپہر شہنشاہ کوکب روشن ضمیر بسطوت شاہانہ رستمانہ ابر سے ظاہر ہوا
وہیں سے نعرہ کیا باش اے افراسیاب خانہ خراب میں آپہونچا خواجہ نے کیا کارنمایاں کیا خوب بیان
مصور کی تصویر کھینچی خوب کوڑے مارے میں نے قصر جمشیدی سے سب حال دیکھا مراتب واقعہ میں ملاحظہ
کیا یہ سب حال مجھے آئینہ تھا آنے میں البتہ عرصہ ہوا آج افراسیاب کو میں کب زندہ چھوڑتا ہوں دیر کرنے
میں کچھ تو سبب ہی یہ بچ کے ادب ہی آج غرور اسکے دماغ سے نکل جائیگا یہ کہکر افراسیاب پر نعرہ کیا
کہاں جاتا ہی

نعرۂ کوکب تصنیفِ قمر

صنم مالکِ ملکِ افسون گری
صنم رائجِ سکۂ ساحری
صنم صاحبِ شوکت و عز و جاہ
دلیر و قوی پنجہ انجم سپاہ
صنم گوہرِ بحرِ جاہ و جلال
صنم آفتابِ سپہرِ کمال
جلالت شعار و فریدون حشم
قوی دست بازو و رستم شیم
ملقب بالقابِ روشن ضمیر
شہنشاہ کوکب شہِ بے نظیر

جیسے ہی افراسیاب نے کوکب روشن ضمیر کو آتے ہوئے دیکھا فوراً
زمین پھٹ دونوں پاؤں سامنے ایک غار ظاہر ہوا اسمیں افراسیاب کود پڑا کوکب بھی مثل شیر غضبناک
اُسی غار میں پھاندا پشت پر ملکہ مہرخ و بہار وغیرہ اب افراسیاب نے سحر کر کے زمین کو مثل نقب کے
بنایا ہاتھ بڑھا کر سحر کرتا ہی نقب بنتی جاتی ہی افراسیاب جادو کوکب روشن ضمیر کی چوٹیں روکتا ہوا
مصور و صورت نگار کے ستون کہ لپٹے سے لگائے ہوئے چلا جاتا ہی انکو بھی بچاتا ہی سحر بھی روکتا ہی
اب ملکہ مہرخ و بہار وغیرہ اُس نقب میں دو رویہ نگین کوکب سو قدم آگے بڑھا ہوا کوئی شی سرخ مثل یاقوت

اسکے ہاتھ مین ہر مرتبہ قصد کرتا ہی کہ افراسیاب پر پھینک مارون لیکن افراسیاب نہو پہنچین ٹھہرتا جسطرح
مار سیاہ زمین کو کاٹتا ہوا جاتا ہی اور زمین جگہ دیتی ہی اُسی طرح یہ اژدر ہیبت زمین کے طبقے کو ہٹاتا ہوا
راہ کو طی کر رہا ہی مگر گھبرایا ہوا کہ آج بے طرح کوکب نے گھیرا ہی اور حقیقت مین کوکب نے ایک ہفت مشقت
کر کے لعل بے بہا سحر کا بنایا ہی وہ لعل بے بہا گویا کلیجہ کا ٹکڑا ہی خون اپنا اس سحر بنانے مین صرف کیا ہی
کوکب کو اس سحر پر دعوی ہی کہ اگر افراسیاب پر مارونگا مرنا تو اس سخت جان کا مشکل ہی لیکن کوئی
اعضا ضرور بیکار ہو جائیگا آج یہ دہیا سرسے کال پائیگا افراسیاب جادو اس لعل بے بہا کو ہستی مین
کوکب کی دیکھکر کچھ سمجھ گیا ہی اس وجہ سے نہین ٹھہرتا ہی دو مشکلین افراسیاب کو درپیش ہین اسی سبب
سے پس و پیش ہین اول تو وہ لعل بے بہا دیکھ لیا ہی دوسرے مصور و صورت نگار کا ستون ہاتھ
مین یہ بھی خوف ہی کہ اسپر کوئی زوال نہ آجاے ورنہ یہ بادشاہ طلسم ہوش ربا ہی سحر و ساحری مین یکتا ہی
کوکب کے آگے سے کیون بھاگتا کیون منہ چھپاتا سحر و ساحری مین کوکب روشنضمیر پر غالب ہی
ہشتاد و سو ملک کا بادشاہ عالیجاہ سحر و شعبدہ و سحر و کہانت مین بیمثل ہی لیکن آج برے وادن
پڑ گیا ہی اسوجہ سے کچھ بن نہین پڑتا کوکب اسی کا منتظر ہی کہ کسی مقام پر ٹھہرے تو مین یہ لعل بے بہا
پھینک مارون ایک آدھ اعضا اس دہیا کا بیکار کرون افراسیاب اس پہلو پر کب آتا ہی برسے
قیامت کے گاسپین دونون کے سحر ہو رہے ہین کوکب وہ لعل بے بہا نہین مارتا مگر اور سحر کر رہا ہی وہ اسکا
انکو دفع کر دیتا ہی مہرخ و بہار وغیرہ عقب سے سحر کرتی جاتی ہین اُس جادو کو افراسیاب بدخو
کب مانتا ہی ایک اشارے مین دفع کر دیتا ہی صرف کوکب کا خیال ہی سب سے زیادہ یہ خوف ہی خداو
داد و دنیا سے اٹھ گئے اگر یہ مرشد زادہ قتل ہوا زمین طلسم ہوش ربا مین برکت کسکے دم سے ہوگی
یا کوہ ہفت رنگ پر صراط ہفت رنگ نبیرۂ سامری و جمشید ہی کہ جسکے قدم کی برکت سے انتظام دولت
قیل ہی یہ ہمارے امورات مشکلات مین کفیل ہی اگر افراسیاب ابتر ہو تا مناسب نہین ہاے بیضا
ناظرین والا تمکین پر واضح ہو کہ یہ داستان شوکت بیان جسطرح کہ سچ سے واقع ہوئی تھی مگر
حقیر پر تقصیر نے یہانتک اسکی نکالی مضمون جلالت مشحون کو مثل آئینہ صاف و شفاف کیا اگر یہ کہ
کہ افراسیاب جادو علم شعبدہ و نیرنج مین کامل و اکمل شاگرد سامری و جمشید کا ماہر اول ہی بہ کہ ایک
کوکب روشنضمیر نے دیکھا کہ افراسیاب نے اپنے ہاتھ کے جانب سحر کیا طبقہ زمین کا ٹوٹا اسی جانب

پلٹ پڑا ہمین معلوم وہان کیا شعبدہ وکیا جب کوکب اُس مقام پر پہونچا دیکھا کہ افراسیاب جادو و تصویر
وصورت نگار کو مع ستون پہلو مین چھپائے ہوئے گوشۂ دیوار سے لپٹا ہوا کھڑا ہے کوکب سمجھا افراسیاب
یہان آکے چھپا اب میری زد پر ہے وہ دانۂ سِل بے بہا نکالا جو منظور تھا وہ اسم سحر پڑھا افراسیاب پر کھینچ
مارا پیشانی پر افراسیاب کے پڑا سر پھٹ گیا ہر سر مو ہر بن مو سے شعلے آتش کے نکلنے لگے استخوان افراسیاب
جلنے لگے کوکب نے جھوم کر نعرہ کیا وہ مارا لو خواجہ مین نے نام افراسیاب مٹا دیا اتنے بڑے
سرکش کو خاک مین ملا دیا یہ کہکے سحر کرکے طبقۂ زمین کا اُڑا دیا اب تو تمام لشکر نے دیکھا کہ لاشۂ افراسیاب
مثل ہیمۂ خشک جل رہا ہے نوبت نقارے بجنے لگے کوکب تو اپنے جامہ سے باہر ہو گئے ایک ایک
سردار سے فرماتے ہین یہ دانہ بے بہا چالیس روز مشقت کرکے مین نے بنا رکھا تھا استاد نور افشان
بھی اس مین شریک تھے چھوٹے استاد صفدر وصف شکن برہمن رو مین تن کی بھی ہدایت تھی
کہ اس سحر سے افراسیاب پر غالب آؤگے مگر سوجھ کے طریقہ سے صرف کرنا ہی بہت دشوار ہے کس تردد
و شور سے مین نے حرامزادے کو گھیرا اُس دانائی سے دانہ مارا اُس دانہ زد کو شاہا کس جنس کا ساحر
تھا ہر طرف سے تعریفین ہین کہ ای شہنشاہ سبحان اللہ بڑے شخص کو مارا چراغ ہوش ربا گل کر دیا
کوکب روشن ضمیر لقب ہے اسد نے بھی دوڑ کر گلے سے لگا لیا خواجہ عمرو سے خود کوکب بغلگیر ہوا
کہا خواجہ تم پر عیاری کا خاتمہ ہوا مین نے انجام سحر دکھایا سب تعریفین کوکب کی کر رہے ہین اور
کوکب بھی پھولے ہوئے ہین یکایک وہ لاشہ جلکر خاک ہوا ایک غبار تاریک اٹھا اُسمین سے
برق چمکی آواز آئی او کوکب تو ابھی سفلہ ہے چند دن سحر سیکھ تب اے نادان ہوش ربا سے مقابلہ کرنا یہ
طلسم ہوش ربا ہے تم ملکہ ماہیان زرد پوش تمھاری حسینون کی شفقت خاک مین ملائی او نادان
افراسیاب کہان یہ اُسکی تصویر تھی تمہین دھوکا دینے کی یہ تدبیر تھی وہ مثل برق چمک کر آسمان پر
غائب ہوئی اب تو سب کے کان کھڑے ہوئے عمرو نے کہا ای کوکب یہ کیا ہوا کوکب نے کہا خواجہ
بڑا غضب ہوا یہ سحر مین نے بڑی مشکل سے تیار کیا تھا بڑا دھوکا کھایا کاشکے وہ زہ چھوٹ کے نکل جاتا
تو اسقدر افسوس نہوتا استاد نور افشان نے کہا تھا کہ اس سحر سے کوئی اعضا افراسیاب جادو
کا ضرور بیکار ہوگا کسی سحر کو زرگ مین اس سے کام لینا یہ سحر بڑی مشکل مین درست ہوا ہے دو کو مین نے
مین نے بیجا کیا کہتے کہتے چھینک مارتا وہ پریشان ہو رہا تھا ضرور مطلب نکلتا مگر خیر اگر جان باقی ہے

تو ایسے ایسے سحر بہت تیار ہونگے مگر یہ فاحشہ ماہیان زمرد پوش افراسیاب کی نانی علم شعبدہ مین
کامل و اکمل ہے ہر وقت خالہ افراسیاب مین رہتی ہے وہی اگر دھوکا دیگی تصویر بنا کر چھوڑ دی وہی
اسکو لیگئی اسد غازی نے کہا ای شہنشاہ اب بارگاہ مین چلیے انشاءاللہ میرے ہاتھ سے اسکی موت
ہے اب سرداران نامی و ساحران گرامی بارگاہ آسمان جاہ مین آئے اسد نامدار نگین زرین پر جلوہ
فرما ہوئے کوکب کو اپنے پہلو مین جگہ دی ملکہ مہرخ و بہار گلعذار و باغبان ذیشان و رخ مہ سے
خوشنو و ہلال باکمال و شکیل سہیل و سعد و برق لامع و ملکہ یاقوت پوش و خورشید
زرین سحر و معمار قدرت وغیرہ اپنے اپنے مقام پر متمکن ہوئے اسوقت فلک بارگاہ سیارگان
سرداران سے روشن و منور ہوا بیچ مین آفتاب عالمتاب شہریاری و کوکب شش جہت جہانداری
ماہ آسمان سروری شاہزادہ اسد بن کرب غازی بصد صولت و شوکت جلوہ فرما خواجہ کرسی
جواہر نگار بصد رونق افزا ملکہ مہرخ نے حکم دیا سامان عیش و نشاط ہشیار کرو ساقیان پریچہرہ جام
و سبو لیکر حاضر ہوئے جلسہ گرم ہوا رقاصان ماہ جبین مہر تمکین بصد ناز و انداز باہزاران کرشمہ رفتار
مصروف رقص و سرود ہوئے خواجہ عمرو بن امیہ نامدار نے تا آں اس جلسے کا یہ تجویز فرمایا ملکہ مہرخ و بہار سے
کہا ایک شب مین یہ قیامت برپا ہوئی بمحض کرم پروردگار نے بچائی اسد کی جانکی خیر ہوئی ملکہ لالان
خونقبا کا بیرون لشکر رہنا مناسب نہین ہے وہ بھی معشوقہ طلسم کشا ہے بار غم و الم اٹھایا باپ اسکا جہت
اسلام مین سدھار گلشن جنان ہوا آپ سب صاحب جائین ملکہ لالان خونقبا کو باعزاز و اکرام لشکر مین
لائین ملکہ مہ جبین الماس پوش سے ملوادین اور بخوبی ملکہ مہ جبین کو سمجھادین کہ معشوق عاشق
خصال ہے آسمان جاہ و جلال کی بعد کمال ہے باپ اسکا کل کا حاکم تھا طلسم ہوشربا کا نام تھا طلام
دعوے خداوندی بادشاہ جلیل فہیم عقیل دانائے روزگار صاحب لیاقت و ذی وقار تھا انجام اسکا
پروردگار نے بخیر کیا ثابت قدم کوے بحث زہر و جادۂ وحدت جادہ وزاہد تسبیح مین تہلیل ہوا پروردگار
اسکا کفیل ہوا ایسی موت کسکو ملتی ہے باوضو مصروف عبادت ہاتھ مین صحیفہ ابراہیمی ہاتھ سے الیسی کا وا کر کے
جان بحق تسلیم ہوا یہ رائے خواجہ کی سب نے پسند کی ملکہ مہرخ سرداران ذیشان کو ساتھ لیکر مع فوج
ظفر موج محافہ نذرین درست کر کے چلین یہان ملکہ لالان خونقبا اس ہنگامۂ عظیم کو دیکھکر غم مین مبتلا
ناگن وزیر نادی سے مایوس ہونا بلک بلک کے رونا کیترین بیماری ہین واری خدا نے خیر کی

لوح طلسمی بھی یکایک یہ بھی خبر آئی کہ افراسیاب کو کوکب روشن ضمیر نے مارا لڑائی فتح ہوئی سب سردار کوکب
کو لیکر بارگاہ میں گئے ہیں ملکہ گھبرا کر کہتی تھی اب اسد نامدار یہاں کا ہیکو آئینگے میری بارگاہ میں رہنا
تھا مبارک ہوا خدا نے انکی جان بچائی ورنہ مہ جبین فرماتیں اپنی بارگاہ میں لوح چھنوا دی کوئی کہتا
افراسیاب سے ملکہ بن صورت نگار کو صورت پر اپنی وزیر زادی کے ساتھ لاتیں کنیزیں کہتی ہیں
واری آپ کو یہ کون کہہ سکتا ہے کسکی مجال ہے جو ایسے کلمات کہے طلسم کشا اسکی زبان کاٹ ڈالیں آپکے
حالات سے خواجہ عمرو بخوبی ماہر ہیں کیفیتیں آپ کے جاہ وجلال کی کما حقہ ظاہر ہیں ملکہ فراقی میں ہوا
کوئی کہنے والے کی زبان نہیں پکڑتا دیکھو تو یکایک کیا انقلاب ہوا والد نامدار یوں قتل ہوئے
حرامزادی مکار صورت نگار ناگن وزیر زادی کو مار کر اسکی صورت بنکر آئی اگر کوئی سمجھے تو
صاف یہ مضمون پیدا ہوتا ہے کہ ہماری ذات سے یہ فساد برپا ہوا مگر خدا نے فضل اپنا شریک حال
کیا اب ہمارا رہنا یہاں بہتر نہیں ہے اپنے اسی شہر ویران سنسان میں جاکر رہینگے بی مہ جبین کی یہاں
سلطنت ہوئی مہرخ صاحب جو مشکل کل لشکر ہیں وہ انکی نانی ہیں بہار وغیرہ انکے باپ کے لازم
ہر طرح کے فساد برپا ہونگے مجھے کسی کی بات نہ سنی جائیگی طلسم کشا صاحب جہاں رہیں اپنی جان سے
اچھے رہیں نامہ وپیام سے خبر منگا لینگے ہر طرح دل ترد دمنزل کو تسکین دینگے باپ کے مرنے سے
سب حسرت وارمان خاک میں ملے چند دن زندگی کے باقی ہیں بسر ہو جائینگے تقدیر نے برباد کیا
کون ہمکو آباد کر سکتا ہے آج بے اعتدالی ظاہر ہوئی لڑائی کو فتح کرکے ہمارے پاس آتے کہتے لو
صاحب مبارک ہو ہمنے لڑائی فتح کی ہم بھی خوش ہو جاتے مہرخ کے ساتھ خوشی خوشی چلے گئے
یہ باتیں ہوتی تھیں کہ خضر عالم شیر دل حاضر ہوا کہا ملکہ عالم سب سردار آپ کے استقبال کو آتے
ہیں یہ سنکے ضرغام باہر گیا کنیزوں نے کہا کیوں حضور آپ گھبراتی تھیں دیکھیے کل سردار آپ
کے لینے کو آتے ہیں آپ کے مراتب سے تمام عالم آگاہ ہے کسکی مجال ہے جو سر نیاز آپ کے در دولت
پر نہ جھکائے اسوقت طلسم کشا دیکھ کے بسبب حجاب کے ساتھ کوکب کے چلے گئے یہ کلام ناتمام
تھا کہ کئی ہزار نقارہ بجا گاو زمین تھرا گئی یہ صدائیں سنکر ملکہ لالان خو لقبا کا چہرہ سرخ ہو گیا بچل
لباس تبدیل کیا دریائے جواہر میں غوطہ مارا یکایک پردۂ بارگاہ کا اٹھا آگے سب کے ملکہ مہرخ
عقب میں ملکہ بہار و نافرمان و ہلال وسرخ مو چار سو شاہزادیاں اندر آئیں ملکہ مہرخ واسطے

تسلیم کے خم ہوئیں ہاتھ بڑھا کر بلائیں لیں ترقی عمر و دولت کی دعائیں دیں دست بستہ عرض کی
بسم اللہ حضور سوار ہوں یہاں صحرا میں رہنے کی کیا ضرورت ہے ملکہ مہ جبین الماس پوش ملاقات
فرحت آیات کی مشتاق ہیں ملکہ لالان خونقبا نے سب سے خوشی خوشی ملاقات کی ایک ایک کو گلے
لگایا زبان سحر بیان سے فرمایا آپ لوگوں نے مہربانی فرمائی میں خود ملکہ عالم کی زیارت کی تمنا رکھتی
ہوں سب شاہزادیوں نے بڑے اعزاز و اکرام سے ملکہ لالان خونقبا کو تخت زرین میں سوار کیا
کہاریاں حور پیکر حسین مہ جبین وردیاں عمدہ پہنے ہوئے تخت کو اٹھایا ملکہ مہرخ نے پائے تخت کے
ہاتھ رکھا سب شاہزادیاں گرد آگئیں اس شوکت و شان سے سواری مثل باد بہاری کے چلی خواجہ عمرو
نے بارگاہ سے نکلکر دیکھا سواری ملکہ لالان خونقبا کی قریب آپہونچی اسد غازی سے کہا لو اب
خوب فساد ہوگا ملکہ مہ جبین کو سلطنت کا غرور ملکہ لالان خونقبا کو شراب حکومت کا سرور غضب
ہو دونوں میں جوتم جوتا ہوگی لالان خون قبا قتل ہو جائیگی مہ جبین کے زیر حکومت سب سردار
یہ بیچاری بیکس و بے یار بی صرخ آنکی نانی صاحبہ ایک سحر کرینگی بدن میں آگ لگ جائیگی افسوس
مفت میں بیچاری لالان خونقبا کا خون ہوا بی مہ جبین نے صبح سے سامان کر رکھا ہے ہاتھ اٹھا اٹھا کر
کوس رہی ہیں بی بہار کہتی تھی خالہ اماں صاحبہ نے اقرار کیا ہے کہ میں پھوڑوں کی بدّھی بنا کر پہناؤنگی
سارا بدن پھول جائیگا کلیجہ میں درد اٹھیگا دیوانی ہو کر مریگی یہ سنکر اسد غازی گھبرا گیا کہا چھوٹے
نانا جان برائے خدا جلد جا کر اسکا انتظام کیجیے عمرو نے کہا میں کیا انتظام کروں مہ جبین میرے
باپ کا کہنا نہیں مانینگی وہ کہتی ہیں میرے سر پر سوت لائے ہیں سب سردار میرے تابعدار ہیں اسد
غازی بولینگے تو میں چھوڑونگی شب کو روتی تھی میرا دامن تھام لیا اور کہا کیوں خواجہ ہماری ثابت
قدمی کا خوب بدلہ ملا ابھی طلسم ہوشربا نہیں فتح ہوا اسپر یہ رنگ ہیں ہم اپنی جان سے جنگ میں
بی لالان خونقبا کو ضرور قتل کرونگی آنکھیں نکلوا کر تلووں سے ملونگی اور جیتا ماف تو یہ ہو کہ
سرداروں کے بھی تیور بدلے ہوئے ہیں بی بہار سیدھی بات نہیں کرتیں میں کس کس سے مقابلہ کرونگا
مگر اے نور نظر ای بارہ جگہ انتظام ضروری ہے خزانہ کی کنجی مجھے دو میں جا کے سب کی منہ بھرائی کروں
صرخ و بہار وغیرہ کو رشوت دوں بیچاری لالان خونقبا کی جان بچاؤں اسد نے گھبرا کر کہا نانا جان
میں دو لاکھ روپے دونگا مہ جبین و لالان سے فساد نہونے پائے عمرو نے کہا دو لاکھ میں کیا ہوگا

سب شاہزادیاں ہیں اُنکے منھ پڑے ہیں جلاہل صبح لاکھ دو لاکھ پر نگاہ نہ کرینگی بی بہار ہزاروں
اُڑا دینگی اِس گھبراہٹ میں اسد غازی سے عمرو نے پانچ لاکھ روپے کا رقعہ لکھوایا یہ بھی کہہ یا خیر اُنکا ایک
حرکت کر گذرا اب ہمکو سنبھالنا مناسب ہے ہم بھی کچھ قرض وام لیکر ملا دینگے پھر نبی ع راضی کرینگے یہ کہکر پیٹ
پکڑے ہوئے دوڑے اندر بارگاہ مہ جبین الماس پوش کے آئے ملکہ مہ جبین کو خبر پہونچ گئی تھی
کہ طلسم کشا نے سب سرداروں کو براے استقبال ملکہ لالان خونقبا کے بھیجا ہے سواری بڑی
دھوم سے آتی ہے مہ جبین بگڑی ہوئی بیٹھی ہے ساتھ والوں سے کہہ رہی ہے بھرے وقت پر کوئی شریک
ہنوا میری بارگاہ میں وہ آئینگی بڑا ملال اُٹھائینگی الغرض صاحب تیار ہو ساتھ ہزار کنیزیں نیچے ہاتھوں میں
مسند جمائے کھڑی ہیں خواجہ عمرو کو جو آتے دیکھا ملکہ مہ جبین واسطے تعظیم کے اُٹھیں اب جو نگاہ
خواجہ پر پڑی دیکھا عجب حال زار سے آتے ہیں چہرہ اُداس حال یاس آنکھوں میں آنسو بھرے ہوئے
سر تھر تھر کانپتے ہوئے مہ جبین نے کہا نانا جان خدا کے واسطے کچھ حال تو کہیے طلسم کشا کی جان کی خیر
ہے عمرو نے کہا بیٹا اُس نالائق کا نام نہ لو کمبخت بدنصیب بیہودہ دیوانہ آشنائی کر بیٹھا آغاز میں انجام نہ
سوچا اب بڑا غضب ہوا طلسم کشا کی بھی جان گئی ہم سب بھی موت مرے تمہاری کم ہمتی کا بڑا ملال ہے آہ
یہ بھولی بھولی صورت یہ عالم شباب موت کا سامنا کیوں بی بی ہمارا تمہارا جنازہ کون اُٹھائیگا میرا فرزند
چالاک بھی مارا جائیگا اب تو مہ جبین گھبرا گئی کہا خواجہ کیا افراسیاب آگیا لشکرکشی ہوئی عمرو نے
کہا افراسیاب ہجر والا ہے ملکہ لالان خونقبا غصہ میں آئی ہے میاں اسد نے بروقت آشنائی کے اُسکو حجت
میں کہدیا تھا کہ ہوشربا میں میرے پاس کوئی عورت نہیں ہے اب اُسنے تمہارا نام سنا غصہ میں آئی ہے
بی بی صبح و بہار اپنی جان کے خوف سے مع کنیزوں کے ہمراہ ہیں وہ کہتی ہے کہ پہلے بی بی مہ جبین کو
قتل کرونگی پھر سارے لشکر کو سزا دونگی اسد کو اپنے شہر میں لیجاؤنگی طلسم میں آپ فتح کرادونگی اُسکا
باپ سب اُسکو حال بتلا گیا ہے شاید کسی نے یہ بھی خبر اُسکو پہونچائی کہ ملکہ لالان خونقبا کو ابھی
محفل میں بی بی مہ جبین نے کلمات سخت و سست کہے کوستی ہیں کہ یہاں کیوں آئی یہ حالات
مصیبت آیات سنکر ملکہ مہ جبین کے منھ پر ہوائیاں اُڑنے لگیں دامن سے خواجہ کے لپٹ گئی
کہا نانا جان براے خدا کچھ تدبیر کیجیے میں سحر و ساحری کا ایک حرف نہیں جانتی اور خالہ امان
ملکہ بہار جادو نے بھی ہمارا خیال نہ کیا اُنسے ساز کیا عمرو نے کہا بی بی جان سب کو عزیز ہے بہار کیا

مثل تمھارے بے تمیز ہی مثل مشہور ہی جو اُسپر عمل نہ کرے سراسر عقل کا قصور ہی مثل جیسے ہاتھ ہنڈیا ڈوئی
اسکا سب کوئی دیگر مثل جسکی تیغ اُسکی دیگ ان سب نے دیکھا یہ دختر خداوند ہی مزاج بدعت پسند ہی دیکھیے
قریب پردے کے چلکر پائے پر محافہ کے ہاتھ رکھے ہوئے سب صاحب ساتھ ہین اہالیان فوج بھی
پہونچ گئے صاف ظاہر ہی کسی بادشاہ جلیل کی سواری آتی ہی جتنا بڑا ہیروسا ہی مشہور ہی کہ طلسم کشا
ہی وہ بارگاہ مین بیٹھے ہین اُٹھتے ہین لیکن ای نور نظر اب ایک تدبیر ہی کہ سب کنیزون کو آراستہ کرو
قریب پردے کے چلکر ٹھہرو جسوقت وہ خونخوار محافہ سے اُترے بہن کہکے لپٹ جاؤ اور سکو کہ ہمشیرہ
ہم تمھارے دیدار فرحت آثار کے مشتاق تھے افسوس تمھارے والد نامدار عجب حسرت سے
قتل ہوے بڑے عابد و زاہد تھے بیشک راہ خدا کے مجاہد تھے ہمکو انکا نہایت قلق ہی آپ کا ہمپر
بڑا حق ہی سب کی جان آپ کے سبب سے بچی لوح طلسمی آپ کی کوشش سے ملی ایسی ایسی باتین
خوشامد کی کرو اشک حسرت بھی آنکھون سے ٹپکاؤ مثل مشہور ہی مصرع خوشامد کرد ہر کس را خوش آمد
شاید اُسکو رحم آجاے سر جھکانے والے کو کوئی قتل نہین کرتا اور روپیہ بھی کسی قدر دو کہ اُسکی
کنیزون کو رشوت پہونچاؤ ان مہ جبین نے کئی لاکھ روپیہ کا زیور تاتار کے خواجہ کو دیا عمرو
نے لیکے زنبیل مین رکھ لیا کہا بیٹا اسد سے یہ ذکر نہ کرنا کلمۂ رشوت زبان سے نہ نکالنا رشوت کا
بڑا جرم ہی لینے والا دینے والا دونون گرفتار ہوتے ہین خوب مہ جبین کو سمجھا کر خواجہ تو بارگاہ سے
باہر گئے یہ آراستہ ہو کر قریب دربارگاہ آکر ٹھہرین کنیزون نے صفین باندھین اُدھر ملکہ لالان
خونقبا امید و بیم مین محافہ سے کانپتی ہوئی اُترین دیکھا ملکہ مہ جبین دربارگاہ پر برائے استقبال
حاضر ہین اُترتے ہی اِدھر سے مہ جبین نے ہاتھ بڑھائے ہمشیرہ کہکر اُدھر سے ملکہ لالان خونقبا
نے بہن بہن کہکے سر جھکایا بہار وغیرہ نے خوشی خوشی دونون کو بغلگیر کرایا مہ جبین نے ہاتھ تھام
لیا لاکر مسند پر پہونچایا دونون شاہزادیان ایک مسند پر جلوہ فرما ہوئین اجتماع نیرین و قران السعدین
ظاہر ہوا دو ماہ تابان ایک برج مین دو گوہر بے بہاے قلزم حسن ایک درج مین دو گل رعنائی ایک
چمن مین دو سرو زیبائی ایک گلشن مین غرض تمام شاہزادیان آفتاب جمال حور تمثال مہ جبینون کا
جمگھٹا پریون کا اکھاڑا ملکہ مہ جبین نے کل مصاحبان ملکہ لالان خونقبا کو خلعت فاخرہ سے
مخلع کیا جلسۂ عیش و نشاط آراستہ ساقیان شوخ و شنگ جام مئے گلرنگ لیکر حاضر ہوئے دور جام

گردش میں آیا دونوں معشوقان طناز لعبۂ کرشمہ و ناز آپس میں باتیں کر رہی ہیں خوف دونوں کے دل سے
دور ہوا اقبال جعفرب کے سرور ہوا ایدھر اسد نامدار بارگاہ میں منتظر بیٹھے تھے کہ خواجہ آکر پہونچے اسد نے پوچھا
حضور آپکسیمین دونوں سے بخیر ملاقات ہوئی عمرو نے کہا بیٹا میں نے جان لڑادی بڑی کوشش کی لیکن روپیہ
بہت صرف ہوا ایک ایک کو رشوت دی مگر ایسا انتظام میں نے کیا کہ دونوں برابر سے ہیں اب جلسۂ عیش
آراستہ ہی گانا ہو رہا ہی اسد نے کہا نانا جان میں بھی اندر جاؤں عمرو نے کہا ابھی تو دونوں کو غصہ آجائیگا
ابھی سب کام بنا ہوا بگڑ جائیگا اسد نے کہا نانا جان میرا دل اسوقت بیقرار ہی عمرو نے کہا لاکھو روپیہ
صرف کرو تو میں یہ تدبیر کروں اسد نے خوشی میں یہ بھی سنکر حاضر کیا عمرو اٹھا بارگاہ مہ جبین میں گیا
دیکھا نہایت محبت سے دونوں مسند پر جلوہ فرما ہیں عمرو کو دیکھا سب اٹھے مہ جبین نے کہا نانا جان
سب حضور کی ذرہ نوازی کے مشتاق ہیں عمرو نے کہا صاحبو رات تو جمع ہی مگر دولہا بغیر یہ برات
سونی ہی ذرا مہرخ و بہار جاکر اسد نامدار کو بھی لاؤ سب نے کہا بہت مناسب ہی جملہ شاہزادیاں
جاکر اسد نامدار کو استقبال کرکے لائیں اب ترتیب یہ ہی ماہ رخسار رستم خصال دو نجم درخشاں دونوں
جانب اسد نے دیکھا لالان دو مہ جبین کے دلِ فرازسیمین شیر و شکر آپسے پر خواجہ سکا فرین کی
کہا نانا جان آج تو آپ کی ذرہ نوازی کا دن ہی شکر ہی کہ آج ہر ایک مطمئن ہی عمرو نے بھی جو اسد
نامدار کو اس شان و شوکت سے دیکھا نقشہ اپنے آقائے نامدار صاحبقران عالی وقار کا آنکھوں
کے نیچے پھر گیا تعریفی کی اسد کو دعا دیکر نئے طور سے بآواز صدائے دلنشیں ہر ایک کی طبیعت بھر آئی

عمرو نے جوش بیقراری میں بالحان داؤدی یہ غزل شروع کی غزل

پل بھی جا ذوق نگہ میش و پس جام شراب　　لب پہ توبہ ترے دل میں ہوس جام شراب
لب تلک سکے جو ہوئی دسترس جام شراب　　بنگیا خال لب اسکا مگس جام شراب
بازگشت اپنی ہی یون جانب قسام ازل　　جیسے ساقی کی طرف باز و پس جام شراب
دست بدست سے کی لوٹ کے فریاد بہت　　نہوا کوئی بھی فریادرس جام شراب
محتسب شعلۂ آواز سے جل جاؤ نگا　　گرچہ ٹوٹا دل آتش نفس جام شراب
رات میخانے میں ساقی جو نشہ میں بہکا　　نہیں شیشہ کو لگا کہنے خس جام شراب
مرغ دل نرگس میگون کی ہی مژگان میں اسیر　　تازہ مضمون ہی جو باندھوں قفس جام شراب

حمزہ طلسمی کی ضرورت ہی اب دریاے نیل پر لشکر کشی ہی اب قریب دریاے نیل خون کے دریا بہینگے انشاء
اللہ مرحلہ جات بھی فتح ہونگے لیکن حقیقت مین افراسیاب خانہ خراب بڑی بڑی کوشش کریگا
تا عمان ور بند طلب ہونگے خواجہ عمر و نے بھی بلا کر مہتر ون مہتر چالاک بن عمرو و مہتر برق فرنگی و
مہتر قران و جانسوز بن قران و ضرغام شیر دل کو حکم دیا کہ آپ سب صاحب لشکر اسلام کی حفاظت
کرین میں ہمراہ طلسم کشا ضرور جاؤنگا بیرے قلب کو کیونکر تسکین ہو کہ اسد غازی معرکہ عظیم جا تا ہی
نام دریاے نیل سنکر قلب ستراتا ہی اب لشکر ظفر اثر مین اسد کے روانہ ہونے کی تدبیر ہو رہی ہی انکو

اس حال عشرت مآل مین چھوڑئیے وقت پر تحریر ہوگا

دو کلمہ داستان حیرت بیان افراسیاب جادو و عیاری ملکہ صرصر شمشیر زن تدبیر لوح
طلسمی مین یہ مضامین دلنشین لائق ملاحظہ ناظرین فصاحت آئین ہین بیان
ہوئے ہین ساقی نامہ تصنیف مصنف

ای ساقی مہ وشن کدھر ہی
فریاد و زدست دور گردون
سامان مصیبت و بلا ہین
ساغر کو بجودی سے بھر دے
رندون مین نہین ہی ہوش باقی
لو پیر مغان بھی گھورتا ہی
ہی بنت عنب بھی ڈر سے لرزان
ہی قصر زبان کا صاف در بند
کیا دور ہین گردشین دکھائی
عیاری کی چال چل رہا ہی

کب مجھکو جنت کی خبر ہی
اب لطف شراب ناب کیا ہی
کس رنگ مین آہ مبتلا ہین
کیسا یہ انقلاب آیا
مجھکو یہ عبث ہی جوش ساقی
ہر جام ہی شکل چشم حیرت
مے خانے مین حشر کا ہی سامان
دیکھین یہ آسمان کی بانے
کس مکر و دغا سے پیش آئے
دیکھین کیونکر مہم یہ سر ہو

آمادہ ظلم دور گردون
کیا خلل عیش مین مزا ہی
ای ساقی بیخبر خبر لے
ہی ابر غم و الم کا چھایا
مے خانے مین آج غدر سا ہی
ہی سیخ شراب تیغ عبرت
رندون سے یہ کہرا ہی ہنرمند
مکار و محیل و شعبدہ ساز
آمادہ بدعت و جفا ہی
انجام بخیر ای قمر ہو

غزل یہ مضمون غم انگیز چونکہ یہ داستان مصیبت خیز ہی موافق مقام غم انجام

ہوئی بلند جو ابھی شرر فشان فریاد
وہ دل جدا ... اگر ہوسکے تازیان فریاد

کریگا صورت اسپند آسمان فریاد
فغان کرے ابھی صیاد با غبان فریاد

اگر یہی رہے بعد فنا بھی جور بتان
نہ نیند آتی ہی مجھکو نہ موت آتی ہی
تمھارے اس دل بیرحم کو دکھا دیگی
چمن کی سیر مبارک ہو ہمصفیر دن کو
جلائیو نہ ایسے ای فروغ آتش گل
یہ ضعف ہی آئینہ تو بھی نظر نہین آتا
یہ ضعف ہی کہ دہن سے نکل نہین سکتی
تمھارے ظلم سے ہی کون جو نہین نالان
چلے ابھی قفس جسم مرغ جان ہو رہا
ہمارے سوگ نشین اتنے ہین ہمارے بعد

کرینگے صورت ناقوس استخوان فریاد
خیال زلف مین کیا ہی بلاے جان فریاد
ابھی سُنی نہین عاشق کی مہربان فریاد
بیان قفس مین ہی درد زبان فغان فریاد
کرینگے مرغ چمن سیر آشیان فریاد
بتا رہی ہی تن زار کا نشان فریاد
زبان تک آپ کو لائی کشان کشان فریاد
دہن دہن کی فغان اور زبان زبان فریاد
کرون جو صورت ققنس شررفشان فریاد
ملال کوفت قلق درد و غم فغان فریاد

چہرہ راقمان داستان دلستان عیاری وسحران فسانہ شعبدہ ومکاری حالات آراستایات قصص رنگین کو یون مسطور فرماتے ہین شعر جو ہین راقمان جلالت نشان ، وہ لکھتے ہین اسطرح یہ داستان ، جبکہ افراسیاب خانہ خراب بادل کباب حیران پریشان لرزان ترسان مصور و صورت نگار کو لیے ہوے برسر کوہ بلور پہونچا ملکہ حیرت نے جو اس خرابی مین افراسیاب کو دیکھا اور مصور وصورت نگار کو اس کیفیت مین ملاحظہ کیا کہ تمام جسم پاش پاش ہے ڈھلے ہوئے بیہوش و ہوش افراسیاب کا لباس پارہ پارہ تاج سر پہ نہ دارد حیرت نے بال کھول دیے پیٹنے لگی کر سے لپٹ گئی پوچھا ای شہنشاہ یہ کیا حال ہو مرشد زادے پر یہ کیا سحر گذرا تمام کیفیت افراسیاب نے سامنے حیرت کے بیان کی اور کہا صاحب اصل تو یہ ہی کہ آج تک کلنگی نبیرۂ سامری کے لیے یہ ذلت قدرت کی ہو پہ بسبب عمروے نے ستون سے باندھکر مارے کوڑون کے دونون زن و شوہر کی سر بازار کھال گرا دی ، بدولت وقت پر پہونچے ورنہ اُس ساربان زادے تین روپیہ کے پیادے کو بڑا غصہ تھا حقیقت مین صورت نگار نے بڑا غضب کیا کہ شہنشاہ داؤد کو بحسرت مسجد مین قتل کیا ای حیرت اگر داؤد سحر کرتا زبان ہلا دیتا زمین کو آسمان پہ پہونچاتا مگر اُسنے جان دی زبان نہ ہلائی توبہ شکنی نہ کی سنا ہی کہ مذہب مسلمانان مین مسئلہ ہی کہ بعد توبہ کرنے کے

وہ شخص پاک وصاف ہوجاتا ہے گناہ گذشتہ اسکے باقی نہیں رہتے توبہ شکنی جرم عظیم ہے وہ احکام خدا نے دیدیا
کا پابند حق پسند رہا مجکو بڑا خوف تھا کہ اگر ہمراہ لشکر سلطانان داؤد لڑنے آئیگا طبقات زمین ہلا دیگا ایک
تقدیر خداوند لقا نے معقول کی کہ داؤد پر ایسی بڑی افتاد پڑی عمرو کو نہایت غصہ تھا اگر مین نہ پہونچتا
وہ انکو زندہ نہ چھوڑتا جلد تدبیر کرو اب انکی مرہم پٹی ہو تمام طلسم مین مشہور ہوا مرشد زادے پٹ گئے
کوڑے کھانے کا شکلے کسی ہمسر کے ساتھ ایسا معاملہ گذرتا بڑی آبروریزی ہوئی حیرت نے فوراً حکم دیا
جراح آکر سو چہرہ ہوئے زخم دوزی ہوئی تھوڑا عرصہ نہ گذرا تھا کہ ماہیان زمرد پوش آکر پہونچی افراسیاب
نے کہا نانی امان دیکھا تمنے کیا غضب ہوا مرشد زادے پر کیا افتاد پڑی عمرو نے مارے کوڑوں کے
کھال گرادی ماہیان نے کہا ای افراسیاب تیرے غرور نے اس درجہ کو پہونچایا ذلت پر ذلت ہورہی ہے
اگر مین نہ پہونچتی آج کوکب کے ہاتھ سے تمہارا بچنا دشوار تھا زرافشان جادو نے انتہا کی مشقت کر کے
ایک لعل بے بہا کوکب کو بنا دیا تھا اُس لعل کے بنانے مین خون جگر صرف کیا گویا اسکے کلیجے کا ٹکڑا تھا کوکب
اُس سحر کو پورا نہ کر سکا ورنہ ایک عضو تمہارا بیکار ہوجاتا مجھے بیٹھے پردہ ظلمات مین مین نے یہ تدبیر کیا
تاب نہ آئی آخر پہونچی کوکب کو دھوکا دیا اسکو نکال لائی سحر اسکا بگڑ دیا چلتے چلتے آواز آئی کہ ای کوکب ابھی
چندے سحر حاصل کرو افراسیاب نے کہا نانی امان بتائیے اب کیا ہوگا لوح طلسم کشا کے پاس پہونچ
گئی مہرہ درخشان سلیمانی کا ملنا دشوار ہے بدون ہمراہی مہرہ لوح بیکار ہے مرحلہ جات کا راستہ نہ ملیگا مگر
یہ بات کیا کم ہے کہ اسد غازی اپنے زمانے کا رستم جری بہادر صف شکن تیغ زن فنون سپاہگری
مین یکتا اب ساحران خدا اسکا کیا کر سکینگے اور جن لشکر والون نے لوح کا مقام بتایا تا باغ سیماب
پہونچایا وہ اب بھی رہبری کرینگے مابدولت کا قصد ہے کہ خود جا کر مقابلہ کرین لشکر کو اسکے مٹا دین طلسم کشا
اکیلا رہجائیگا لوح کے چھین لینے کی تدبیر کرینگے ماہیان کو بھی سنانا آگیا کہا ای افراسیاب حقیقت مین
بڑی خرابی ہوئی فلک دل آزار ہے کدو کاوش بیکار ہے بڑے بڑے شاہان اولوالعزم اسی طرح خاک
مین ملے جب وقت زوال آتا ہے سب تدبیر الٹی ہوجاتی ہے تیری غفلت نے برباد کیا بے انتظامی نے سلطانون
کو آباد کیا اب جو کچھ کرنا سمجھکر کرنا یہ خیال سراسر بیکار ہے کہ مہرہ درخشان سلیمانی کا ملنا دشوار ہے رکن
طلسم تو نے پہلے ہی گرادیا باغبان ایسا وزیر اعظم منتظم خوشخو زینت بہلہ ثبات ہلال صاحب جاہ و جلال
طلسم کا رازدار عقیل فہیم جری نامدار اسکو ستایا آخر جاکر شریک مسلمانان ہوا اگر وہ باغی نہوتا باغ خاقانی

وہ ہوشیار کار زنگ نہ ملتا باغ باغبان میں بیجا تا ہاتھ پانون پھولتے دام رگ گل میں گرفتار ہوتا سچ ہی
باغ کی شمشیر خونریز ہر برگ نخل اُسکا خنجر سے زیادہ تیز ہر سرو نیزہ جانستان شاخون پر تیرون کا گمان
اُسکے بزرگون نے یہ رنگ جمایا کس شفقت سے اِس باغ کو بنایا اُس باغی نے محبت مسلمانان میں ایک چشم
زدن میں اُسکو مٹایا مسلمانون کو راستہ ملا غنچہ آرزو کھلا اگر تو آمادہ حرب و پیکار ہی میں بھی تیرے ساتھ
موجود ہون مگر تمھین صلاح واجب و لازم ہی مشیران سلطنت و وزیران اُلفت ناظمان طلسم ہوش ربا
درویشان باصفا حکمایان اشراقین مدبران فصاحت آئین ان سب کا جمع ہونا ضرور ہی ان سب سے
صلاح ہو یقین ہی اس مقدمہ میں فلاح ہو یہ کلام حسرت انجام تمام ہونے پائے تھے دیکھا سامنے سے
ملکہ صرصر شمشیر زن مثل باد صرصر اُڑی ہوئی آتی ہی مگر بدحواس عالم یاس گرد و غبار چہرے پر چھایا ہوا
آکر سامنے افراسیاب کے پہونچی زمین ادب کو لب عبودیت سے بوسہ دیا ہاتھ اُٹھا کر قطعہ پڑھا

ای سرو بت سبز ناخسران بہ چرند	شکست قبل تماسگان بدرند
گر زآتش ہزار رنگا رنگ	بر سر تو سوکاران بزہ خندہ

ای برق کوہ شگاف نے کہا میں بادکھو ملکہ عالم کیا خبر ہیں لیکر آئین صرصر نے سر پیٹ لیا کہا ای
شہنشاہ ہوا طلسم کی بگڑ گئی آپ جب زہرہ کے چھڑانے کو تین دن جشن رہا لالان خونقبا و ملکہ
مہ جبین الماس پوش سے ساربان زادے نے ملاپ کرایا سامان عیش و نشاط و اشیاء ہا بعد تین دن کے
انجمن مشاورت منعقد ہوئی سب طرح کے لوگ لشکر طلسم کشا میں موجود ہیں سب مکارون کا اُستاد بانی
بناے ظلم و بیداد ساربان زادہ سے کئی دن صلاح رہی اب یہ امر قرار پایا کہ طرف دریاے نیل کے کوچ کرو
نہیں معلوم یہ راز کس نے بتایا یقین ہی لیل بہار و مخمور اس صلاح کی بانی ہون کل طلسم کشا یا پس نجل
مع باغبان قدرت سمت دریاے نیل روانہ ہو جائینگے حفاظت لشکر کا انتظام سپرد شہنشاہ کوکب
روشن ضمیر ہوا وہ یہ فرما کر رخصت ہوئے کہ میں ملکہ بران شمشیر زن کو با فواج جرار روانہ کرتا ہون وہ بھی
دریاے نیل پر پہونچیگی اور اپنے کو فرمایا ہی کہ وقتاً فوقتاً لشکر اسلام کا خبر لیتا ہونگا عمرو بھی ساتھ
اسد غازی کے جائیگا چالاک کو اپنا نائب قرار دیا مہتر قران منتظم ہین برق کو عمرو نے اپنے ساتھ لیا
اُسکی عیاری پر عمرو کو بڑا ناز ہی مشہور ہی کہ شاگرد رشید عمرو ہی بڑا باہنر ہی یہ خبر وحشت اثر سنکر رنگ
روے افراسیاب متغیر ہو گیا کہا ای امان آپنے سنا دریاے نیل پر جانے کی کس سیہ بخت نے صلاح دی

ماہیان زمرد پوش سے کچھ آپسمین اشارے کئے ہوئے ماہیان نے کہا اے افراسیاب اب راز کا
چھپنا دشوار ہے عمرو ذرا انکار ہ غدار ہے باغبان و مخمور و بہار نے کہا ہو گا اُڑتے پھرتے بجوش و خروش فرق
دریاے نیل کے جاپئے مسلمانون کے یہ سامان غیب سے پیدا ہوتا ہے کوئی نگرام ملجائیگا سارا حال بتلا دیگا
اب تو ماہیان زمرد پوش بھی گھبرائے کہا اے افراسیاب غضب ہوا اگر سلطان زبیر گرد دریاے نیل پر پہنچ
گئے پھر طلسم کا بچنا دشوار ہے کہ وہ بطور پر شور گریہ و زاری بلند ہوا ہر گروہ درد مند ہوا ماہیان زمرد پوش
نے کہا اس فریاد و استغاثت سے کیا فائدہ ہوگا کچھ تدبیر کرنا مناسب ہے افراسیاب غصہ مین تھرایا
کہا نانی امان آپ تو پردہ ظلمات مین جا بیٹھئے مین ابھی جا کر دریاے خون بہاتا ہون انکو تا بہ دریاے
نیل نہ جانے دونگا جب ابرو مین فرق آیا لطف زندگی باقی نہ رہا یہ کہکر تاج سر پر رکھا زرہ پہنی اسباب
جنگ سے اپنے کو آراستہ کیا تیغ و ناوک چند ماش کے دانے کارو سحر وغیرہ جیب مین رکھے غصہ مین دستک
دی دیکھا سب نے صحراے گرد اُڑی ایک مشکین پرندہ قلابچیان مارتا ہوا مثل باد صرصر اُڑا ہوا آتا ہے
سر تا پا ابریق مرکب کو دیکھکر چمین ہو گئے دو رکابہ مرکب پوٹیان گندھی ہوئی مین ستو تھی مثل غنچۂ گل
زنجیر مسلسل کاکل گوہ سر مین کو وکفل چال مین چھل بل ناز سے قدم اُٹھاتا ہے مثل طاؤس [illegible]
چلا آتا ہے

نظم در صفت مرکب

وہ چہ مرکب ہو برق دبادوسے	طرفہ دیوانہ و پریزادے	خوش خرامے ز آب نازک تر
تیز گامے ز برق چابک تر	نرمی گوشش و نرمی کاکل	دستہ بید و دستہ سنبل

چشم زدن مین بالاے کوہ آیا سر جھکا کر سامنے افراسیاب کے ٹھہرا افراسیاب نے غصہ مین قبضۂ
شمشیر پر ہاتھ ڈالا سپر فولادی سینہ پر روئے اُٹھائی پشت بجنس پر لگائی بخت سیاہ کا سامنا ہوا نیل کا
ٹیکا ماتھے پر دیا گیا کمان کیانی حلقہ جانگزا ترکش پر دہن اژدر کی مثال آنکھین غصہ سے لال دامن
گردانکر قصد کیا کہ پشت مرکب پر سوار ہون مسلمانون سے جا کر صرف کارزار ہون اُسوقت حیرت
نے پریشان ہو کر بال کھولدیئے پیٹنے لگی رکاب سے لپٹی کہا اے شہنشاہ مین آپ کو لشکر سلمانان مین
نہ جانے دونگی یہ بڑی خرابی ہے اسد غازی کو بوچ مل گئی ہے اور کوئی سردار آپ کا سامنا نہ کریگا
اسد غازی سر چڑھیگا اگر آپ مقابلہ کرینگے سخت سر نا شیر نہو گا پھر کیا تدبیر ہوگی اگر سامنے جا کر فرا
ر کیا کیسی ذلت ہے طلسم کشا اور زیادہ دلیر ہو گا حوصلہ بڑھیگا جرأت دکھائیگا باغ سیب مین گھس آئیگا

ماہیان زمرد پوش سے کہا ای افراسیاب حقیقت مین بزرگون نے کہا ہی سخن شنیدن گنج دولت
بقول سعدی شیرازی شعر دانی کہ چہ گفت زال با رستم گرد ؛ دشمن نتوان حقیر و بیچارہ شمرد ؛ ای افراسیاب
غفلت کا یہ مآل ہوا آخر یہ حال ہوا جو ایسا حقیر سمجھا جسدن تو نے قصد کیا اُسی دن طلسم کشا
کو پکڑ لایا سالہا سال قید رہا قتل کرنا دشوار ہوا آخر عمرو نے رہا کر لیا شہزادہ دیہ مین
جا کر لوح اپنے ہاتھ سے دیکر کتاب حوالے کی اتنا نہو سکا جام جہان نما ہاتھ مین تھا
اُسپر نگاہ ڈالے کہ دیکھین کہنے والا کیا کہتا ہی روتے پیٹتے چلے آئے اب یہ غصہ بیکار ہی
جبتک لوح طلسمی اسد کے قبضہ مین رہے اُس سے سامنا کرنیکا قصد نہ کرو اور کچھ
فکر نکرو افراسیاب نے گھبرا کے جواب دیا کہ پھر نانی امان کیا کرون خاموش
ہوکے بیٹھ رہون اُس ننگ بشر جرأت کو دریاے نیل پر جانے دون اتنی بڑی
تدبیر سے کنارہ کش ہون ہر ایک شیر و وزیر اس مقدمہ مین حیران سب گرد افراسیاب
مثل تصویر خاموش کھڑے ہین جب افراسیاب نے ایسے مجبوری کے کلام کیے اُسوقت
بیقرار ہوکر ملکہ صرصر سامنے آئی عرض کی ای شہنشاہ گردون بارگاہ یہ خیر خواہ کچھ عرض
کیا چاہتی ہی شعر بیکے وصف حال من گوش کن ؛ وگر خوش نہ آید فراموش کن ؛ ایک شب
حضور اور تامل فرماوین کنیز جاتی ہی اگر نجیہ قابض ہوا لوح لیکر خدمت مین آتی ہی پھر شہنشاہ
کو اختیار ہی جسطرح جی چاہیگا جاکر مقابلہ کیجیے گا ایک چشم زدن مین شکست دیجیے گا آپ سے
وہ لوگ کیا لڑ سکینگے صرصر نے جو اسطرح سمجھا کر کہا حیرت جادو نے صرصر کو گلے سے لگا لیا کہا ہوا
صرصر اسوقت مین دستگیری ضرور ہی مین تجکو دولت دنیا سے نہال کرونگی صرصر نے عرض کی لونڈی
کی جان قدم اقدس پر نثار ہی مال کی کیا حقیقت ہی ہماری آبرو و عزت آپکی بدولت ہی سب صرصر
کی تعریفین کرنے لگے کہ حقیقت مین صرصر صاحب عقل و ہوش جانباز سرفروش ہی سب نے سمجھا کر
افراسیاب کو بٹھایا کہا حضور نکو از خیر خواہ جو عرض کرتی ہی قبول فرمایئے آٹھ روز صبر جا سیئے
بیشک دل گواہی دیتا ہی کہ یہ لوح لیکر آئیگی یہ اس عیاری مین اپنی جان لڑائیگی افراسیاب نے کہا جو صلاح ہو
کی خوشی اب تو صرصر نے باندھے عیاری جسم پر آراستہ کیے ملکہ صبا رفتار کہ ندانداز بھی آپہونچی صرصر کو
جو استے بڑے کام پر آمادہ دیکھا صبا رفتار نے کہا آپ ہماری افسر ہین اسوقت مین ہمارا ساتھ چلنا

ضرور ہی آپ تنہا نہ تشریف لیجائین اسوقت مین ہم سب آپکا ساتھ دینگے بڑے بڑے عیار وہان موجود ہین ایک ایک اُن مین ارسطو فطرت لقمان حکمت ایسا نہو آپ کے دشمن کسی بلا مین مبتلا ہون اگر ہم موجود ہونگے خبر تو شہنشاہ کو پہونچائین گے لڑائی مین اپنی جان لڑا دینگے صرصر نے کہا ای عیار فتار تم سے زیادہ کسکو محبت ہوگی ایک ساتھ کھیلکر بڑے ہوے ایک سرکار مین ملازم ہم تم ایک روح دو قالب ہین لیکن اس عیاری مین ہمارے ہمراہ چلنا مناسب نہین ہین یکہ و تنہا جاؤنگی کسی گوشہ مین جاکر بسر ہوگی جسوقت موقع پاؤنگی عیاری کرگذرونگی اور اگر موت قریب ای یہ بھی خوشی کی بات ہی جیسے تمکو ار ہین اُسیپر جان نثار ہی ہرچند افراسیاب نے بھی کہا مگر صرصر نے قبول نہ کیا یکہ و تنہا طرف لشکر اسلام کے روانہ ہوئی موافق مقام غزل قبول

بزم ہی صورت مین ہر زہرہ شمائل ایک ہی — دل مین سب رکھنے کے قابل ہین مگر دل ایک ہی

جاے سلطان تخت پر اور خاک پر ہی خاکسار — جب سفر دونون کا ہوتا ہی تو منزل ایک ہی

چودھوین شب شرم سے تا صبح نکلیگا نہ چاند — تیرے دو رخسار تابان ماہ کامل ایک ہی

ابتداے بحر الفت مین وہ ڈوبے ہین سبت — یہ وہ دریا ہی کہ دھارا اور ساحل ایک ہی

عشق مین کامل ہو نہین وہ دشمنی مین لاجواب — دل سے ضد ہو دور تو دونون کا حاصل ایک ہی

ابرو و مژگان و زلف و خط الفت ہی شروع — سامنا ہی لاکھ واقعین کا مرا دل ایک ہی

جب ترے جیتے ہی دل مین اسقدر ہی بغض و کین — یون بھی چلتا ہون کہ لیتی دونون کی منزل ایکہی

کسکے کسکے خون کا دعوے سنے پروردگار — حشر مین مقتول تو لاکھون ہین قاتل ایک ہی

گرم بازاری قضا ہی پھر رہی ہی تیغ یار — ایک عاشق ہی اگر ٹھنڈا تو بسمل ایک ہی

شکوۂ ظلم و جفاے اہل دنیا کچھ نہ کر — لاکھ ظالم ہون تو ہون غالب عادل ایک ہی

عذر تیرے کیا کرون ای دلربا دل کے سوا — سیکڑون ہین عضو لیکن تیرے قابل ایک ہی

چاہتا ہی زخم کاری سے تڑپتا ہی رہون — ایسے دو ٹکڑے نہین کرتا وہ قاتل ایک ہی

جسطرح چہرہ نما گنتا ہی رنگ و حسن مین — اسطرح ای دلربا چہرے کا بھی تل ایک ہی

جسطرف سب متفق ہین ہین ادھر ہون ہی قبول — لاکھ ناقص ہین زمانے مین تو کامل ایک ہی

لشکر اسلام مین تیاری روانگی اسعد نامدار مین تمام سردار مصروف ہین کوئی طول کوئی عرض کوئی

سنجیدہ کوئی غمگین بعض کا قول ہو کہ یاروں کیا صاحب نصیب ہین کہ جو ساتھ طلسم کشا کے جائینگے سفر
سکندری اُڑائینگے ملک فتح ہونگے حاکمان دربند طلسم ہوش ربا ہر منزل پر طلسم کشا سے قدمبوس ہونگے
سامان دعوت و ضیافت سلطان اسلام کرینگے علاوہ ازین بعد جانے طلسم کشا کے افراسیاب
خانہ خراب اس فوج پر لشکر کشی کریگا ایک ایک ساحر سرکشی کریگا ہر ایک کو یہ خیال ہوگا کہ لشکر بے
افسر ہی چلکر لوٹ لین یہان بڑی بڑی لڑائیان پڑینگی دوسرے نے جواب دیا بھائی یہ خیال خام تصور
ناتمام دل سے دور کرو ایک زمانہ قید مین طلسم کشا کو گذرا افراسیاب نے کیا کیا کد و کاوش کی شو دیکھے
مین لشکر کے کیسی کیسی کوشش کی آخر کیا کر سکا خواجہ نے اسد غازی کو رہا کر لیا جسکی اس چلہ سے موت
آئی ہو اسکو کون بچائیگا نوشتہ پیشانی پیش آئیگا ایک جانب جو ہمراہ جانے کو اسد نامدار کے قرار
پائے ہین اُنمین کمر بندی کے سامان ہین خاص بارگاہ باغبان قدرت پر ساٹھ ہزار جوانان تیغ زن
سرفروش بادۂ جرأت سے مدہوش اُترے ہوے ہین اسباب سفر تیار کر رہے ہین شام صرصر شمشیر زن
پھرتی پھراتی داخل لشکر اسلام ہوئی صورت تبدیل کرکے ایک ضعیفہ فقیرنی بنی دیکھتی بھالتی سامنے
بارگاہ ملکہ لالان خون قبا و بارگاہ ملکہ مہ جبین الماس پوش کے آئی دیکھا در بارگاہ ملکہ مہ جبین
الماس پوش پر سرداروں کے جاؤ حاجب دربان بصد شوکت و شان دست بستہ حاضر ہین عیارہ دراگے
وہان ٹھہری سمت بارگاہ ملکہ لالان خون قبا آئی دیکھا یہان بھی یا تنہا کا بند و بست ہو لیکن ایک مرکب
بادرفتار باساز و یراق مرصع کار کو ایک سائیس باگ مین ہاتھ ڈالے ہوے ٹہلا رہا ہے صرصر نے ایک سپاہی
سے سوال کیا لشکر اسد نامدار مین ایک ایک فیاض سخی بہادر جری جیسے آقا ویسے ملازم بھی ہین اُس
مرد سپاہی نے ایک دوانی نکالکر صرصر کو دی اور کہا بڑی بی ٹھہری رہو طلسم کشا اس محل مین گئے ہین
تھوڑی دیر مین برآمد ہونگے ہم انکے لیے ایسا کچھ دلوائینگے اپنے بال بچون مین بیٹھکر کھانا اس جھاپے مین
گھڑی گھڑی نہ آنا صرصر تو ایک عیارہ مکارہ تھی اسد کا پتا پایا ہشیار ہو کے زمین پر بیٹھ گئی کہا میان سپاہی
صاحب اس بارگاہ مین کون سی بی بی ہین سنا ہے کہ یہان طلسم کشا کے دو محل ہین ایک بادشاہ کی بیٹی
اور ایک خداوندزادی سپاہی نے جواب دیا بڑی بی صاحب ہر کوئی خداوند نہین اُسکا شہنشاہ کا دو
لقب ہی خداوند کہنے والا بے ادب ہو جناب افصح الفصحا و ابلغ البلغا مرزا بے نظیر فلک سریر مرزا دبیر صاحب
اعلی اللہ مقامہ اس مضمون بلاغت مشحون کو کس لطف سے نظم فرماگئے ہین رباعی نادان کہان دل کو خردمند کہین

باسلسلہ وضع کا پابند کرن + اک روز خدا کو منہ دکھانا ہے دبیر + کس منہ سے مین بندہ کو خداوند کہون
بڑھیا نے کہا میان سپاہی صاحب تو بھولے ہو ہم ان باتون کو نہین جانتے دختر شہنشاہ و اودو کی بارگاہ
مین سوئین شب کو یہین آرام فرمائینگے سپاہی نے کہا کل بوقت سحر وہ آفتاب عالمتاب سپہر جلالت
ملکہ تاز میدان جرات ہمارے شہریار اسد نامدار کوچ کرینگے آمادہ سفر ہین دوپہر یہان تشریف
رکھینگے بعد دوپہر بارگاہ فلک اشتباہ ملکہ مہ جبین مین تشریف لیجائینگے بوقت سحر آمادہ سفر
ہونگے یہ خبر جو اڑتی ہوئی صرصر نے پائی بھر رات گئے گرتی پڑتی وہان سے اٹھی سامنے بارگاہ ملکہ
مہ جبین کے آئی دیکھا اکثر کنیزین گھبرائی ہوئی باہر آتی ہین چوبدارون سے کچھ پوچھکے چلی جاتی ہین
بعد عرصہ دراز ایک ماہ پارہ لعبت ناز اندر سے نکلی پکارتی ہوئی میان نمدے صاحب ذرا بڑھکے دیکھو
تو تشریف لانے مین طلسم کشا کے عرصہ کیا ہے معرفت جمعدار بن پڑے تو کہلا بھیجو کہ وقت خاصہ
تناول فرمانے کا قریب ہے ملکہ عالم بلاول کو حکم دیکھین دسترخوان اب بچھا چاہتا ہے ملکہ ہماری انتظاری
مین ہین یہ سنکر صرصر آگے بڑھی واسطے خبر کے چلا وہ کنیز نوجوان طراق پراق خوش مزاج ایک ایک پر
گھڑی پھبتیان کہہ رہی ہے کسی کا منہ چڑھا دیتی ہے کبھی کسی سپاہی کو پکارتی ہے بڑے میان کیسا پہرا
دیتے ہو بیٹھے ہوئے اونگھ رہے ہو اندر طلسم کشا کا وقت قریب ہے کل خانصاحب کی وردی چھین چلی
میدان پر جماؤ ہوا رسالدار کی بدلی ہوئی تم کیسے بیخبر ہو ہوشیار نہین بیٹھتے اگر کوئی نوجوان سامنے
آیا اسپر پان کا اوگال پھینک مارا اسنے پلٹ کے دیکھا یہ قہقہہ مار کے ہنسی وہ بھی ظریف تھا مسکرا کر
کہا کون ڈھیلے پھینکتا ہے یہ طرار و قرار ہنسکر جواب دیا میان جھلے یہان پر ہوتے ہین اسکے یہان جیلے
آتے ہین تمہاری ظرافت پر تھوک ہے صرصر نے جو اس کنیز کو بیقرار پایا چند قدم وہ بارگاہ سے باہر بھی
نکل آئی صرصر نے بڑھکے سوال کیا بی بی حسن و جمال کی ترقی رہے چاہنے والون کی بڑھتی رہے
یہ بڑھیا بھوکی ہے کچھ کھلوا دیجیے کنیز نے انگیا مین سے چونی نکالی کہا لے بڑھیا صرصر نے کہا واری مین
بھوکی ہون یہ لیکر کیا کرونگی ایک رکابی پلاؤ کی دو روٹیان خمیری دلوا دیجیے یا کچھ جھوٹن جہان تمام
ہو کنیز نے کہا او بڑھیا ٹھہری رہ مین تیرے لیے لاتی ہون یہ کہکے دمبدم دوڑی ہوئی اندر گئی ایک
طباق پلاؤ کا لیکر نکلی وہین سے پکارتی ہوئی او بڑھیا کہان گئی صرصر نے دعائین دین کہا حضور
اس درخت کے نیچے چلی آیئے میری نواسی بیٹھی ہے کنیز طباق لیے ہوئے دس قدم آگے بڑھی تھی

کہ صرصر نے حلقہ کمند کا ڈالا گرتے گرتے بیہوش کیا ٹانگ پکڑ کر کنارے کھینچ لائی لباس اور زیور اتار لیا
رنگ روغن عیاری کا نکالا اسی کنیز کی صورت بنکے تیار ہوئی دوڑتی ہوئی طرف بارگاہ کے چلی مگر
دلمین سوچی ہو کہ جسکی صورت بنی اسکا نام نہ دریافت کیا جیسے ہی قریب دروازہ کے گئی اس سے سب
سپاہی جو بیٹھے ہیں چوبدار نے کہا بی غنچہ دہن تم کہاں گئی تھیں اب تو تمہاری آنکھ نہیں لگتی صرصر نے کہا
جمعدار صاحب ذرا اپنے ہوش درست کیجیے میں کسیکی لونڈی باندی نہیں ہوں یہ کیا آپ نے کہا کہ آنکھ نہیں
لگتی میں ٹین مٹکا کرنے والی نہیں ہوں ایک کونے میں بیٹھی رہتی ہوں بی نرگس کیطرح نظارہ بازی میرا
شیوہ نہیں ہے میرا نام غنچہ دہن ہے میں ایسے ویسے سے بات نہیں کرتی اسی طرح تراق پڑاق کرتی پھرتی
ایک ایک پر پھبتیاں کستی ہوئی اپنی ہوا باندھتی ہوئی صرصر اندر پہونچی دیکھا بارگاہ آسمان جاہ ملکہ
مہ جبین کی کس حسن و خوبی سے آراستہ ہے جابجا جھاڑ کنول قندیلیں مثل قطرہائے نور لٹک رہی ہیں سامنے
مسند جواہر نگار فرش دیبائے رومی مسند پر ملکہ مہ جبین گرد پریزادان دُر در گوش ایک ایک سرو قد غنچہ دہن
گل پیرہن شیریں عذار ماہ رخسار صاف ثابت ہے کہ بیچ میں ماہ تاباں گرد ہجوم سیارگان مگر ملکہ مہ جبین نے
پوچھا کیوں غنچہ دہن کچھ دریافت ہوا اُنے میں طلسم کشا کے کیا دیر ہے معلوم ہوا یہ بھی ہماری تقدیر کا
پھیر ہے خاصہ ٹھنڈا ہوتا ہے بوقت سحر قصد سفر ہے آج کی شب نہیں معلوم کیا مدنظر ہے غنچہ دہن کو اتنا
جو ملکہ نے منہ لگایا طریقہ کلام کرنے کا ہاتھ آیا کہا واری میں ابھی وہیں سے آتی ہوں مجکو ایک چوبدار
نے خبر دی طلسم کشا نہیں ٹھہرے تھے بی لالاں خون قبا نے دامن تھام لیا رونے لگیں کہا آج
ہماری بارگاہ سے نہ جائیے خاصہ ہمارے ساتھ نوش فرمائیے اسوجہ سے شاید طلسم کشا ٹھہر گئے
لیکن ... انکار کیا کہ میرے خاصہ کا وقت نہیں ہے اپکا مجکو بڑا خیال ہے مگر عورت اگر ایسی ہو مرد کیا کرے
رونے لگیں دامن نہیں چھوڑتیں نٹھسے سناتی ہیں ناز و نخرے دکھاتی ہیں ہزار طرح مرد کا دل
بہلاتی ہیں مہ جبین نے کہا ہوا کریں ان باتوں کو کیا جانوں انکا جی چاہے آئیں خواہ وہیں تشریف
رکھیں مجھے اُنکی خوشی سے کام ہے یہی خوف ہے طلسم تب لوٹ ہو جانا ہو چکی پھر اور خرابی ہو یہ
کہکر دوسری کنیز کو آواز دی ہائے گلرخسار دیکھ تو خواجہ عمرو کہاں تشریف رکھتے ہیں وہ کنیز عمرو
کو بلانے چلی صرصر گھبرائی وہاں سے اٹھکر ایک گوشہ میں آئی دیکھا تو عمرو سامنے سے آتا ہے
ایک ایک کنیز پر نگاہ ڈالتا ہوا صرصر نے جلدی سے لوٹا پانی کا بھر لیا پاخانے میں گھس گئی ملکہ مہ جبین

نے اُٹھکر سلام کیا خواجہ نے سر سینہ سے لگا لیا مہ جبین نے سر جھکا کر کہا دیکھیے نانا جان ابھی
تلک آپ کے صاحبزادے تشریف نہیں لائے ہیں گھبرا رہی ہوں ہول کھا رہی ہوں الہیٰ خیر
دشمنوں کو کوئی صدمہ پہونچے آپ ہی فرماتے تھے کہ افراسیاب بلا نصیبین نہیں گیا کوہ بلور
پر ٹھہرا ہوا ہی لوح کی اسکو بڑی فکر ہی آنے پھر صحبت میں یہی ذکر ہی مناسب ہو تو آپ تشریف لیجائیں
انکو سمجھائیں کہ آج کی شب احتیاط لازم ہی آپ یہاں تشریف لائیں خاصہ نوش کر کے آرام کریں
سفر دور دراز در پیش ہی نانا جان مجھکو بڑا پس وپیش ہی عمرو نے کہا بیٹا شام سے مجھکو بھی تو پہلے
لشکر میں یہ وقت آیا سارا لشکر چھانتا پھرتا ہوں اسی خیال میں کوئی عیار بھی نہ آئے چالاک وغیرہ
بھی بازار میں موجود ہیں راہیں لشکر کی مسدود ہیں انشاء اللہ کل ضرور سفر ہوگا عمرو نے بخوبی سمجھا کر
مہ جبین کو باہر کیا اب عمرو کو بخوبی اطمینان ہوگیا اس خیال سے کہ اسوقت تک میں
بارگاہ مہ جبین میں ہو آیا سب کنیزوں کو دیکھ لیا بعد جانے خواجہ عمرو کے صرصر پاخانہ سے
نکلی جی میں کہتی ہی اگر اسوقت کچھ کام نہ کیا پھر شب بھر کچھ نہو سکیگا کلیجہ پر پتھر رکھکے سامنے ملکہ مہ جبین
کے آئی کہا والی اسوقت میں بھول گئی تھی اب اور ایک بات یاد آئی ہی ایک چیز آپکی میں نے
پائی ہی یہاں عرض کرنے کے لائق نہیں حضور تخلیہ میں چلیں تو میں عرض کروں مہ جبین اٹھ کھڑی
ہوئی صرصر کو اپنی کنیز خاص ہمدم باختصاص جانکر ہاتھ تھام لیا پردہ اٹھا کے اس خیمہ میں آئی جہاں
چھپر کھٹ لگا ہوا ہی صرصر نے کہا حضور بیٹھ جائیے ابھی ایک کیسہ دان کہتا تھا لالان خون قبا کو سفر
میں ساتھ لیجائینگے فرماتے ہیں اسکا باپ تک انتقال کر چکا وہ یہاں دشمنوں میں کسکے پاس رہیگی
صدمہ تنہائی سہیگی یہ سنکر ملکہ مہ جبین غصہ میں کانپنے لگی کہا اے غنچہ دہن میں اس سلطنت کو
خاک میں ملا دونگی تو نے مجھے چھیڑنے کہا خواجہ عمرو تشریف لائے تھے میں اُنسے کہتی کہ حضور میں
یہاں رہ کر کیا کرونگی مجھکو میرے وارثوں میں طرف کوہ عقیق کے روانہ کر دیجیے اگر بی لالان کو ساتھ
لیجائینگے تو بہت رنج اٹھائینگے مجھکو زندہ نہ پائینگے صرصر نے جب دیکھا ملکہ کو غصہ آگیا چہرہ سرخ ہوگیا
برگ گل سے ہونٹھ کانپ رہے ہیں خاصدان سے گلوری نکالکر کہا حضور غصہ نہ کیجیے کہنے والے جھوٹ
سچ بات اُڑا دیتے ہیں طلسم کشا آپ کے نام کے عاشق ہیں لالان کو کبھی ساتھ نہ لیجائینگے یہاں
تشریف لائینگے ہم لوگ بھی بخوبی سمجھائینگے غصہ میں منھ خشک ہوگیا گلوری نوش فرمائیے ملکہ نے

گلوری کھائی پان کھاتے ہی کلیجہ خون ہو گیا گھبرا کر کہا ارے میرے کلیجہ میں آگ لگی غنچہ دہن یہ کیسی
گلوری تھی ہونٹ زبان جلنے لگیں ایک سلاخ آہن کلیجہ میں بھنگئی صرصر نے کہا اونکے شعلے ملا اوٹھی بیہوشی
کام کر چلی تھی اثر کھٹرا کو بیہوش ہوئی صرصر کی ہاتھہ پانوں میں رعشہ عیاری تو کی مگر ہوش اڑے ہوے تھے
دل سے کہتی ہے ایسا نہو ساربان زادہ آجاے فوراً پہچان لیگا لیکن اب جو کچھ ہو سو ہو اس عیاری میں سر
ہتیلی پر رکھا ہے ... ت کا مزہ چکھا اگر لوح لیلی ساربان زادہ عمرو عیار کرگیا ہے سو چکر ملکہ مہ جبین کو گود میں
اٹھا یا چھپر کھٹ کے نیچے سلادیا پٹی بیہوشی کی دماغ پر چڑھادی اوپر چاندنی وغیرہ ڈال کر چھپا دیا
رنگ روغن عیاری کا نکال کر شکل ملکہ مہ جبین کی الماس پوش تیار ہوئی ہنستی ہوئی باہر نکلی کنیزیں
سب حاضر تھیں کسی نے پوچھا حضور غنچہ دہن کہاں گئی صرصر نے تیور بدل کر کہا تم ہماری اتالیق
ہو بیٹھے کہیں بھیجا ہے آئیگی وقت پر بانہ آئیگی تمہیں کیا فکر پڑی ہے اور گفتگو زبان ہلانا دشوار ہوئی
جو مناسب جانتے ہیں وہ کرتے ہیں صحیح امور مملکت خویش خسروان دانند سب خاموش
ہو رہیں اب صرصر مسند پر آکر بیٹھی لیکن عمرو کے خوف سے دل کانپ رہا ہے خیال میں ہے کہ اے
صرصر دیکھیے آج کیونکر جان بچتی ہے لیکن ابھی عمرو آیا تھا چلا گیا یقین ہے کہ انتظام میں مصروف ہو
اپنے نزدیک بی صورت نگار نے بڑا کام کیا اس مقام پر ہوتیں تو معلوم ہوتا دیکھیے فلک کیا دکھاتا ہے
کسطرح کا معرکہ پیش آتا ہے طلسم کشا سے تعلیم کردۂ عمرو ہے صاحب شوکت انسو ہے فخر شاہان روزگار
شیر دار وہم عیار اس فکر میں بیٹھی تھی کہ کنیزیں دوڑی ہوئی آئیں عرض کی کہ حضور طلسم کشا صاحب
آتے ہیں صرصر نے حکم دیا بکاول کو بلاؤ جلد دسترخوان آراستہ کرے فوراً دسترخوان بچھا کھانا مائدہ
چنا گیا آپ سر جھکا کر بیٹھی فکر کی روئی آنکھوں میں لگالی آنسو بھر آئے کہ یکبارگی دولت بسم اللہ الرحمن الرحیم
کی صدا بلند ہوئی رعب سکندری و حشمت جمشید ورود مند ہوئی کنیزیں واسطے استقبال کے دوڑیں دو چار نے
عرض کی حضور برائے استقبال چلیے طلسم کشا بارگاہ میں آگئے صرصر نے کہا میں تو دسترخوان
پر بیٹھ چکی دسترخوان سے اٹھنا بڑا گناہ ہے آتے ہیں تو آئیں وہ آپ چلے آئینگے کہ دیکھا سامنے سے
یکہ تاز میدان جلالت شہسوار معرکہ شوکت و ہیبت آفتاب عالمتاب آسمان جرات ماہ تابان فلک
سطوت و صولت شہباز اوج جانبازی اسد بن کرب غازی مسلح کمل آتے ہیں صرصر نے دیکھا
ماہ حسن اسد غازی کا کمال پر ہے حقیقت میں جاہ و جرات و لیاقت کا رہبر ہے جاہ و جلال

دیکھکر ٹھہر گئی لیکن سر جھکائے بیٹھی رہی اپنے مقام سے جنبش نہ کی اسد غازی نے دیکھا ملکہ سر خم
کیے بیٹھی ہین آنسو بھی آنکھون مین بھرے ہوے سمجھے کہ ملکہ رنجیدہ ہین قریب اُسکے بیٹھے کہا کیون
ملکہ عالم خیر تو ہی مزاج کیسا ہی صرصر نے آنکھ چار نہ کی کہا صاحب خاصہ نوش فرمایئے مجھے زیادہ نہ
ستایئے مین نے آپ کے ساتھ کہانے کی ناحق عادت کی بھوک کے مارے دم نکلا جاتا ہی مگر ناچار
دسترخوان لپیٹے بیٹھے ہین اب تو خاصہ نوش فرمائیے آئے ہونگے ہم ناحق اپنی جان دیتے ہین آپکے یہان
کھانا بھی عمدہ پکتا ہوگا وہ خداوندزادی ہین یہان روکھا پھیکا آپ سے کاہیکو کھایا جائیگا اسد نے
دامن سے اشک پاک کیے کہا ملکہ تمہین ناحق کو ملال ہوتا ہی مین نے تو ابھی کھانا نہین کھایا کہو کھائین
کہو نہ کھائین ملکہ نے کہا ہان صاحب بہانہ منظور ہی میرا اتنا کہنا ٹونکا ہو گیا اب ہاتھ بڑھایئے باتین
نہ بنایئے اسد نے خاصہ نوش کیا صرصر بات مین ٹالتی گئی بعد خاصہ کے صرصر نے کہا ہمکو نیند آئی
ہی اسد نے کہا ملکہ کا ناسوگی یہ شب غنیمت ہی کل روز فرقت ہی تمہاری یاد مین بیقرار رہینگے صدمہ ہجر
سہینگے صرصر تو ایک بلاے روزگار ہی جواب دیا صاحب صبح کو جو کچھ ہوگا ہو جائیگا ان دھڑکون مین جان
گئی یہ کہکر طرف تخلیہ کے چلی اسد غازی ہمراہ کنیزین ٹھہر گئین اس خیال سے کہ عاشق و معشوق جاتے
ہین کنیزون مین جابجا چرچا ہی شاہزادے کے دم قدم سے بڑی آبادی تھی کل اس بارگاہ مین سناٹا
ہو جائیگا خدا اس سفر کا مآل نیک کرے دیکھو صاحبو آج ہی سے اُداسی پائی جاتی ہی خود بخود طبیعت گھبراتی
ہی مگر صرصر ربط و ضبط دکھاتی ہوئی شرماتی ہوئی ساتھ اسد غازی کے تخلیہ مین آئی چھپر کھٹ پر بیٹھ گئی
اسد نے چاہا گلے مین ہاتھ ڈالے صرصر نے کہا صاحب بیٹھو ایک جام شراب کا نوش فرماؤ آرام کرو
دو پہر سے زیادہ شب گذر چلی ہی صبح کو تیاری سفر ہی ہزار طرح کا خوف و خطر ہی اسد سمجھے ملکہ کا جی چاہتا ہی
گلابی کھینچی جام لبریز کیا ملکہ کو دیا صرصر نے دو قطرے پیے گمان سے پڑیا بیہوشی کی ڈالی کہا لیجیے حضور
آپ نوش کیجیے اسد نے بلا تکلف جام پی لیا نہ سمجھا کہ یہ جام زہر ہی موج شراب سانپ کی لہر ہی
پیتے ہی دم گھبرایا کہا ملکہ یہ کیسی شراب ہی پیتے ہی کلیجہ کباب ہو گیا دل بیتاب ہو گیا صرصر نے کہا
صاحب گرمی مین آئے ہو ذرا ٹھہر کر ٹہلو فرحت تازہ سرور بے اندازہ حاصل ہو تسکین دل ہو اسد
یہ کہکر اٹھے خدا خیر کرے دشمن کا دور ہی یہ رنگ بیطور ہی قصد کیا تھا کہ مہ جبین کا ہاتھ تھام لین یہ
دل کو یقین ہو چکا تھا کہ اسی شراب مین فتنہ ہی بے سمجھے پی لیا عقل کا قصد ہی یہ کہتے کہتے شاہزادہ

لڑکھڑایا چپر کھٹ پر گر کر بیہوش ہوا اسوقت صرصر کی خوشی پہولون نہ سماتی تھی جامہ سے باہر
ہوئی جاتی تھی مگر خوف جان لرزان ترسان باہر بارگاہ کے مستعد تھی سپاہ رہا ہے حاضر باش و ناظر باش
کی صدا آتی ہے صرصر نے لوح گلے سے اسد غازی کے اُتاری باحتیاط رومال میں باندھکر بغل میں رکھی قصد
ہوا کہ طلسم کشا کو بھی لیچلون بارگاہ میں روزن کر کے دیکھا تو سو طلسم کشا کی بارگاہ ہے ہزار ہا ساحر گرد
پھر رہا ہے پرندہ پر نہیں مار سکتا و بندہ کی کیا طاقت ہے کھڑی ہوکے سوچنے لگی دل سے کہتی ہے اے صرصر
طلسم کشا کا لیجانا دشوار ہے کدھر سے جاؤن تا بکوہ طور لیکر پہونچون اگر کسی نے دیکھ لیا زندہ بچنا
مشکل ہو گا مگر اسکے صحن بارگاہ میں آئی ستارون پر نگاہ ڈالی صاف ثابت ہوا کہ ستارہ سحری چمکا چاہتا
ہے یہ خیال ہوا کہ شب اسی مقام پر بسر کیجیے لگتہ بارگاہ میں چھپ رہیے مگر سوچی عیار طلسم کشا کا ضرغام
شیر دل واسطے جگانے نماز کے آئیگا جب اسد کو بیہوش پائیگا فوراً ہنگامہ برپا ہو جائیگا پھر جان کھوئیگی
آخر چھوٹی خنجر کی نکالی ایک گوشہ میں بیٹھکر نقب لگانا شروع کی انگلیون سے قطرے خون کے ٹپکنے
لگے لیکن جان دیے ہوئے کھود رہی ہے چند عرصہ میں زیر سایہ نخل دہنہ نقب کا توڑا سر نکالا دیکھا
معلوم ہوا یہان سناٹا ہے گرد میں آئی ہوئی نقب سے نکلی صحرا کا راستہ لیا طرف کوہ طور کے روانہ ہوئی
یہان اسد غازی چپر کھٹ پر بیہوش پڑے ہیں کہ صداے مرغ سحر بلند ہوئی عمرو پہر رات رہے تک
لشکر میں پہرا دلیل رات باقی تھی کہ جا کر لیٹا لیٹتے ہی خواب پریشان دیکھا گھبرا کے اٹھا باہر اپنے خیمے
کے آیا دیکھا ستارہ سحری چمک چکا ہے اہالیان طلایہ پلٹ رہے ہیں سجادے جا بجا بچھے ہیں سرداران
لشکر وضو کر رہے ہیں عمرو کو دیکھکر سردارون نے سلام کیا عمرو نے کہا یارو خدا خیر کرے میں نے
ایسا خواب پریشان دیکھا کہ حسبۃ دیا ایک خدمتگار سے اشارہ کیا برق فرنگی و ضرغام
شیر دل و جانسوز و قران و چالاک کو جلد لاؤ میں جبتک واجب خدا کو ادا کرون دو رکعت
نماز پڑھون عمرو نے تعجیل نماز سے فراغت کی پانچون عیار سامنے آئے عمرو نے کہا اہو خوش انجام
بیٹا ضرغام شب کہان بسر کی ضرغام نے عرض کی میں دردولت ملکہ مہ جبین پر تھا عمرو نے کہا
کچھ افتاد پڑی جلد بارگاہ ملکہ مہ جبین پر چلو پانچون عیارون کو ساتھ لیکر بارگاہ ملکہ مہ جبین
آیا دیکھا چوبدار یساول یکہ داران رسالدار بڑے بڑے سردار حاضر ہیں باغبان قدرت بعہد صولت
و شوکت مسلح علم سیاب سحر سے درست چالاک و چست مثل ہاہے منتظر ہیں کہ اسد غازی برآمد ہو

سویرے سے نکل چلیں دس بارہ کوس پر جاکر مقام کریں کہ عمرو سامنے سے آیا باغبان واسطے تسلیم
خم ہوا دست بستہ عرض کی حضور جاکر طلسم کشا کو جلد بیدار کریں زبانی مخلد اسکے ثابت ہوا وہ ماہ تابان
برج خلیہ سے ساطع ولامع نہیں ہوے عمرو نے کہا ای باغبان دیکھوں خلاف کیا دکھاتا ہے صورت
اسد نامدار دیکھوں تو دل کو قرار آئے باغبان نے کہا کیوں خواجہ کیا ہوا عمرو نے کہا خواب میں بخت
خوابیدہ بیدار ہوا گھبرا کے جاگ اٹھا یہ کہتا ہوا عمرو اندر بارگاہ کے پہونچا دیکھا جبین جلیبین کنیزیں
پڑے باندھے کھڑی ہیں عمرو نے دلارام وزیرزادی سے پوچھا آج کیا ہے شاہزادہ بیدار نہیں ہوتا
بلکہ سب سے سویرے اٹھتی ہیں دلارام نے عرض کی رات کم باقی تھی جب آرام فرمایا ہے جدائی کا
شاہزادے کی ملکہ کو خیال تھا قلب پر ہجوم غم و ملال تھا عمرو قریب پردے کے آیا اول آواز دی جب
صدا نہ آئی عمرو پردہ اٹھا کر اندر آیا دیکھا صورت مصیبت ظاہر ہوئی کیلے اسد نامدار چھپر کھٹ پر بیہوش
پڑے ہیں عمرو نے ایک چیخ ماری صرخ دبہار کو خبر پہونچی دوڑی ہوئی آئیں اسد غازی کو ہوشیار کیا
اسد گھبرایا ہوا اٹھا پہلے عمرو نے لوح کو پوچھا اسد نے گلے پر ہاتھ ڈالا لوح کہاں تھا تو بلکہ پڑا ہوا فرش پر
عمرو نے بیتر اصرار کا پوچھا ملکہ صرخ رو نے لگیں بیقرار ہو کر کہا خواجہ اپنی کنیز کو تو تلاش کرو عمرو نے کہا
غضب ہوا شاید مہ جبین کو بھی لیگئی کسی کنیز کی نگاہ پڑی کہا حضور دیکھیے چھپر کھٹ کے نیچے کیا ہوا ہے جو
دیکھا ملکہ مہ جبین کو بیہوش پایا مہ جبین کو بھی ہوشیار کیا گھبرا کر پوچھا بی بی یہ کیا حال ہے مہ جبین
گھبرا گئی چار جانب دیکھتی دلارام نے کہا اوری طلسم کشا کے ساتھ خاصہ نوش کیا تھا مہ جبین نے کہا
مجھے نہیں معلوم عمرو نے کہا صاحبو ہم سے پوچھو جب میں بارگاہ میں آیا تھا اسوقت مہ جبین اصلی تھیں
مگر صرصر کسی صورت بارگاہ میں آچکی تھی مجکو دیکھکر چھپ گئی ہوگی بعد میرے جانے کے یہ آفت برپا
ہوئی اسنے مخلیہ میں لیجا کر مہ جبین کو بیہوش کیا اسد غازی کے ساتھ خاصہ نوش کیا لیکن کسطرف
سے وہ نکل گئی ہوا تھی کسی نے نہ دیکھا مقرقلان کی نگاہ نقب پر پڑی کہا استاد دیکھیے نقب ہے جو کہ
اسد غازی کو وہ لیجا سکی لوح لے جانا غنیمت ہوا اب تو تمام سرداروں میں ہنگامہ عظیم برپا ہوا [illegible]

کسی نے کہا آہ و اغربتا	فلک بر سر ظلم و بدعت ہوا	خزاں کا ہوا اس چمن میں گذر
شال مصیبت ہوا بار ور	سموم الم کیسی چلنے لگی	ہر اک شاخ پر میوہ جلنے لگی
کہا رو کے فرخ نے کیا خوف ہے	ابھی منزل جنگ کرتے ہیں طے	لڑائی کے آفات جھیلیں گے ہم

بس اب جان پر اپنی کھیلینگے ہم
گئی لوح اب تو د افراسیاب
بہ تعجیل لازم ہے لشکر کشی
ہوائے خزان نے کیا زرد رو
گل لوح اس باغ سے لے گیا
دیا باغبان نے یہ رو کر جواب
جو مرضی ہے خلاق لیل و نہار

مصیبت سے کہا ہے زنگ و بیش مین
خوشی اُسکو یان ہو کوئی ہے غضب
بہار ابو العزم نے جھوم کر
گل عیش کی ہم سے سونگھی نہ بو
بس اب جان دینے پر آمادہ ہو
نہین کیا جو ہے قلب کو اضطراب

نہایت قلق مین ہین پیش و پس بین
بھلا دینگے ز گراے سرکشی
کہا باغبان سے کہ اے نامور
عجب داغ باغی مین دیکھیا
لے لوح تدبیر ایسی کرو
بجز جان دینے کے کیا اختیار

مگر اے ملکہ عالم زندگی بیکار ہے لشکر مین قرنا ہو کر منادی کرا دو کہ جم کر

لڑ جائینگے طلسم ہوشربا مین نام کر جائینگے جملہ سرداران نامی و ساحران گرامی اسی بات پر آمادہ ہین کہ آج لڑ بھڑ کر مر جاؤ ایک جانب سے ملکہ سرخ مو سلاسل کشا ایک سمت سے ملکہ ہلال سحر افگن و خورشید زرین سحر و رعد و برق لامع و سمار قدرت و ملکہ گلزار چشم و زیور چشم و ملکہ مخمور سرخ چشم سب سلاح جنگ سے آراستہ ہو کر آمادہ مرگ و مہیائے قضا ہوئے ہر چند عمرو منع کرتا ہے کوئی نہین سنتا ہے ایک کا یہی قول ہے کہ خواجہ اب آپ دخل نہ دیجیے جو آپ کا کام تھا بجانبازی و سرفروشی بہ عیاری بجرأت اُسکو پورا کیا ہم لوگ سب بدنصیب اپنا کیا اختیار اب اسد نامدار کو بیہوش کرکے زنبیل مین رکھ لیجیے طرف کوہ عقیق کے چلے جائیے ہم سب لڑ بھڑ کے جان دینگے اب ہم مایوس ہوئے لوح طلسمی گئی ایسے مقام پر افراسیاب رکھیگا کہ طائر وہم و خیال نہ پہونچ سکیگا کیونکر پھر دل کو یاس ہو فتحیاب سے لوح گئی آپ شہنشاہ اُو دیکھ کر انشاءاللہ کس تدبیر دلپذیر سے لوح لائے اب شہسوار افتاد پڑی آپ کی کیا خطا ہمارے بخت واژگون و طالع نگون نے یہ روز سیہ دکھایا اگر ہم نہ جائینگے افراسیاب جادو لوح مقام محفوظ پر رکھکے خود لشکر کشی کریگا ہم اُسکے لشکر کا بار سنبھال سکینگے خود اقدام کرنا بہتر ہے عمرو نے سنا ایک ایک سردار کو گلے سے لگایا کہا تم جان نثار و سرفروش ہو اتنا تحمل کرو کہ مین جاکر واپس آؤن اگر مین پہنچا تو لوح لیکر آتا ہون جب تمہے کچھ ہو سکے اسوقت مین تمکو اختیار ہے مہتر چالاک و مہتر برق فرنگی نے بھی جملہ سرداروں سے دست بستہ کہا حقیقت مین اُستاد بہت معقول فرماتے ہین ابھی صرصر لوح لیکر گئی ہے ہم سب جاتے ہین کیا عجب کہ راہ مین ملجائے ورنہ انشاءاللہ سامنے افراسیاب کے عیاری کرینگے اور کوہ بلور تا باغ سیب جائینگے لوح لے کے رہینگے

ہے حضور نکلے جب سن لینا ہمارے عیار جانباز مارے گئے جو مناسب ہو کرو ہم خوب جانتے ہیں آپ سب صاحب نام پر مرتے ہیں اب سب سے زیادہ کام یہ ہے کہ طلسم کشا کو ہوا نہ لگنے پائے ایسا نہ ہو وہ بے خبر اپنی جان ضائع کرے یہ لڑائی ہے کبھی فتح کبھی شکست عشق ہے بند و بست ضرور ہے یہ حالت کہ ملکہ اس قصور پر جو سرزد ہوا تھا ہوئے ملکہ مہرخ اسد غازی کو سمجھاتی ہوئی سب سرداروں کو لیکر داخل بارگاہ ہوئیں خواجہ نے فوراً صورت بدل عیاروں سے اشارہ کیا اپنی اپنی صورتیں خاطرخواہ سے تبدیل کرکے طرف کوہ طور کے چلو وہ ملکہ

افراسیاب جادو کہاں بیٹھی ہیں غزل اس کمال شان کی

گھر ہو وحشت کا دل دیوانہ ایسا چاہیے
خاک ہی اُڑتی رہے ویرانہ ایسا چاہیے

دل میں تو ہو رونق کاشانہ ایسا چاہیے
یار ایسے گھر کو صاحب خانہ ایسا چاہیے

آنکھ ادھر اُسکی رہے یارانہ ایسا چاہیے
رام آہو کو کرے دیوانہ ایسا چاہیے

زندہ ہو جائے تغافل کا ترے مارا ہوا
یار کوئی ناز معشوقانہ ایسا چاہیے

قبلۂ خوبان عالم ہو وہ دل اللہ دے
بت جسے سجدہ کریں بتخانہ ایسا چاہیے

آپ چشم مست ساقی اپنے بوسے دے مجھے
لب بلب خود چھلکے پیمانہ ایسا چاہیے

رات فرقت کی بڑی ہوتی ہے اے افسانہ گو
آسکو کم کر دے کوئی افسانہ ایسا چاہیے

یار کی زلفوں کو مشاطہ نے سلجھایا تو کب
کھودے میرے دل کی الجھن شانہ ایسا چاہیے

سر زمین کوے جانان سے نہ تھے بیگانہ شک
عاشق گریاں کو آب و دانہ ایسا چاہیے

یوں کسی پردہ نشین کی کیجیے پردہ دری
خود کہے دست جنون دیوانہ ایسا چاہیے

دست ساقی میں اشارہ کر رہا ہے شیشے کا جام
ہو پرستو خندہ مستانہ ایسا چاہیے

دھیرے سے عاشق کے بگڑ طور پر بجلی گری
کیوں نہ مجھے اے جلوۂ جانانہ ایسا چاہیے

جو شرر اُٹھا دل سوزان سے دل ہی پر گرا
شمع ایسی چاہیے پروانہ ایسا چاہیے

کافر و مومن جسے دونوں فدا کر سکیں
برہمن مجکو بت بیگانہ ایسا چاہیے

ہجر کی شب تیرہ بختی کو ہماری اے فلک
دیکھکر جس دے چراغ خانہ ایسا چاہیے

دیکھکر دل آنکھ کو کہتا ہے دل کو چشم یار
مست ایسا چاہیے دیوانہ ایسا چاہیے

گر پڑے بجلی رقیب روسیہ پر اور تڑپ
کوئی تو انداز بیتابانہ ایسا چاہیے

کاش کوئی دوست ہو کہتا نہ ایسا چاہیے	ہائے کیوں اس جان کے دشمن کو دل دیتا تھا میں

افراسیاب جادو رنجیدہ بر سر کوہ بطور اشتعال میں ملکہ صرصر شمشیر زن سے کہ اے حیرت جادو دیکھا اے حیرت کہ
اے شہنشاہ صرصر بیچاری کیا کرسکیگی پر سب پڑے و سلطنت لقمان حکمت عمرو کے نام سے عاجز ہوئے وہ حیرت
کہ حقیقت کیونکر دست انداز ہوگی اگر آپ حکم دیں میں جاؤں کو بھیجاؤں صرصر کی مدد کروں اگر اسکا ہاتھ
برلوح پہونچے اور عیاران طرار اسکو گھیر لیں میں انکو بچا ذکی جادوں کو پکڑ لاؤں گی میرے ہاتھ سے کہ گوہر بیچے کہاں
جائینگے علم سے ساحری کے ذلت اٹھائینگے اگر شاید اسنے عیاری کی اور ہم تماشا میں عیاروں کے پھنس گئی تو
سنکر بڑا ملال ہوگا افراسیاب نے کہا اے حیرت جادو تیرا جانا لشکر اسلام میں مناسب نہیں یہی صورت تمام
و مسعود ہے کیا ہوگا کہ جابر ساحری و جمشید کی خدائی میں آگ لگی خداوند لقا بے نقا جو چاہتا ہے
تقدیر کو سمجھے ہیں نہ کسی کی برائی سے مطلب نہ بھلائی سے کام اگر کوئی افتاد تجھ پر پڑے یا عمرو ظالم اظلم گرفتار
کرکے کیسی ذلت و رسوائی ہوا بھی تک میری آنکھوں کے نیچے پھر رہا ہے ہم شہزادے پر کس قیامت کے
کوڑے پڑے ہیں چند میں نے اس خبر کو بہت چھپایا مگر پرچہ اخبار ہفتہ وار جو مطبع نامی و گرامی ہو ہم ابود خبار
منتظم جسکے منشی نول کشور صاحب عالی وقار ہیں اس پرچہ میں مفصل و مشرح مع الفاظ لفظاً یہ اخبار عیب
آئے درج تھا جلد کی صحت اس مطبع نامی گرامی پر ختم ہے چھتم مطبع کا علم ہے کہ جس خبر کو مفصل سنو
بحیث درج کر دیتا ہے صاحب لیق کارگذاران مطبع منیم اپنے مالک کے خیرخواہ صاحبان علم و فضل کا مطبع موصوف
مجمع ہے مطبع نہیں نگار خانہ چین کا مرقع ہے اے حیرت سب خبر مخفی نہیں رہ سکتی بلکہ حکم دوں اور ذلت اٹھاؤں مگر وہ ل
سیر اکہا ہے کہ صرصر خاک چھانیگی ہماری بربادی کا اسکو بڑا غم ہے عمرو کی عیاری کا دبدبہ اب بھی ہے یقین ہے کہ لوح
لیکر آئیگی سرما سے برق انداز و ابرلق کوہ شکاف والا صنعت سحر ساز وغیرہ حاضر تھیں قول افراسیاب
کی تصدیق کرتے ہیں مصور و صورت نگار کے بھی ہوش درست ہوئے میں مصور کہتا ہے اے شہنشاہ اب عمرو
کی ہیبت سے قضا ہے حاجت باجا ہوں تو اس بدبخت کا مزہ چکھاؤں اگر دیوانہ کو کسکے مار آتو نام اپنا مصور سحر
ساحری نہ رکھا افراسیاب کہتا ہے مرشد زادے اب تمکو ہر چند ضرور ہے نکلے دو بلا تمہاری ذات سے بڑی
برکت ہے جب خیال آتا ہے ظلمت سحر اجاڑا ہے کیا مذہب تباہ و برباد ہوا او جادو کو بھی ناحق سمجھے کیا ہفت اقلیم میں
مشہور ہو جائیگا کہ ساحری بہتوں سے خداوند مسلمان ہوکر رہے گئے مسلمان اپنے مذہب کا اور زیادہ شہرت بیان
کرینگے اسمیں کتنے ہوئے ساحری بہتوں کا گیا بڑا مذہب ہے جو ہمیشہ خداوند لقا ہیں وہ بھاگتے پھرتے ہیں ایک

خداوند مسلمان ہوگئے مصور نے کہا ہمارے گھر کا غلام تھا صرف خداوند نام تھا میں نے خود اسکو یہ دعا
دی تھی اُسی کا یہ انجام ہوا افراسیاب نے کہا ساری خرابیاں خداوند لقا کر رہے ہیں انکو یہ سب ناگوار ہوا
کہ میں برائے قدمبوسی نہیں گیا مرشدزادے آپ گواہ رہیے میں اقرار کرتا ہوں اگر صرصر شمشیر زن لوح لیکر
آئے خداوند لقا کا پوجا پاٹ کرونگا خدمت میں آنکی جاؤنگا طلسم ہوش ربا میں قدرت کو بڑی دھوم
سے لاؤنگا سارے طلسم کی سیر کراؤنگا قدرت کو بڑی ہوس ہے کہ ابھی قیلولات پر پہونچیں یہ کام میری
کوشش پر موقوف ہے جس دن قصد کرونگا اُسی دن تخت ہوا پر سوار کرکے قدرت کو لیجاؤنگا قدرت کا قول
ہے جس دن بالائے قیلول جاؤنگا تعدیات رنگا رنگ کرکے مردوں کو جلاؤنگا افراسیاب یہ باتیں کر رہا ہے
طرف لشکر اسلام کے نگاہ ہے کہ ایک دیکھا دور سے بونڈلا گرد کا اڑا افراسیاب نے کہا کیا عجب ہے کہ صرصر
شمشیر زن آتی ہو لیکن راہ میں یہ معرکہ گذرا عمرو جو جاتا تھا پانچ کوس لشکر اسلام سے نکل کے ایک پہاڑ پہ آیا
دور سے دیکھا صرصر چلی ہوئی جاتی ہے عمرو سمجھا کہ ابھی لوح اُسکے پاس ہے پہاڑ سے کود کر دوڑا لیکن صرصر
اتنا بڑا کام کرکے آئی ہے نشت پہلے سے ہوشیار جہاں پتہ کھڑکا بچھ کھٹکا سنبھل گئی چار جانب دیکھنے لگی اسنے
جو پلٹ کے دیکھا عیار معلوم ہوا دل سے کہتی ہے صرصر یقین کامل ہے کہ عمرو آ پہونچا اب تو صرصر تیز چلی جو
چاہتا ہے کہ اسکے برابر ہو پہونچے ہزار دو ہزار قدم کا فاصلہ ہے نہیں پہونچ سکتا یہانتک کہ صرصر سامنے کوہ بلور کے
پہونچ گئی کہتا تو اسکو ہو چکا تھا دور سے آواز دی کہ شہنشاہ میں لوح لائی گو انتہا کی تھک گئی ہوں پانی کی
سخت پیچھے عیار آتے ہیں یہ سنکر افراسیاب اُٹھ کھڑا ہوا خود جست کرکے پہونچا صرصر کو گود میں
اٹھا لیا کہا اے صرصر بڑا کام کیا لوح طلسمی لائی صرصر نے کہا لونڈی نے جان لڑا دی یا افراسیاب لے لاکر بہار نے
صرصر کو اُتار دیا ملکہ حیرت کی ہمجلیس جلیسیں جنت کی ہمراہ والیاں عاجان سرجاد ابرلق سب نے آکر
صرصر کو گھیر لیا عمرو نے دور سے دیکھا کہ صرصر کو افراسیاب گود میں اُٹھا لے گیا بغل کی آڑ پکڑ کر دیکھا کوہ بلور
سبکے سامنے ہے بتعجیل صورت تبدیل کرکے ایک ساحرہ حسین کی شکل بنکر تیار ہوا قریب پہاڑ کے آیا فتح و نصرت مبارک
مبارک کہتا ہوا بالائے کوہ پہونچا ایک کنیز نے پوچھا تم کون ہو ہنسکر کہا خیلا دیوانی ہوئی ہے تیری آنکھوں میں
چربی چھا گئی ہے شمع رخسار میرا نام ہے محفل افروزی ہمارا کام ہے ہم نہوں تو محفل میں اندھیرا رہے ہزاروں
اس شمع جمال کے پروانے ہیں سودائے زلف عنبرین میں دیوانے ہیں ہمیشہ ہمارا اعتبار الستر قریب رہتا ہے
اسوقت ایسی گھبرائی عمرو یہ کہتا ہوا غولوں میں ملتا چلے تو عرصہ دراز تک ہنگامہ رہا افراسیاب نے کہا یارو

غل مچاؤ الیاس نو عیاران اسلام آپہونچین صرصر نے کہا حضور سب عیار چل چکے ہین صحرا مین مین نے عمرو کو دور
سے دیکھا تھا جب تو مین نے غل مچایا وہ ضرور سا گیا ہوگا گھوڑا اچھلا وہ ہی ہوا کا پتلہ ہو لیجیے لوح تو اپنے پاس رکھئے
عمرو نے جو دیکھا کہ صرصر نے کمر سے لوح نکالی ہاتھ پر رکھکے افراسیاب کو نذر دی افراسیاب نے لوح کو وہان
مین لیکے تخت پر اپنے سامنے رکھ لیا صرصر سے حال پوچھتا ہی صرصر کیفیت عیاری عرض کرتی ہی عمرو کبھی اپنے
کبھی ہاتھین حیران کہ کیونکر لوح طلسمی لون کون سی عیاری کرون افراسیاب سا ساحر زبردست گرد و نزدیک ساحر
گھیرے ہوئے بیٹھے ہین افراسیاب نے فوراً ایک کاغذ اپنے ہاتھ سے لکھا جیب سے سونے کی تیلی نکالی اسکے
ہاتھ مین کاغذ دیا عمرو بشکل کبوتر کھڑا دیکھ رہا ہی وہ تیلی کاغذ لیکر مثل برق آسمان مین ڈوب گئی کوئی نہ سمجھا
کہ افراسیاب نے یہ کیا حیلہ کیا عمرو چاہتا ہی کہ جان جائے مگر لوح ہاتھ آئے کبھی قصد کرتا ہی تخت پر
لوح رکھی ہی ہنسکے جھپٹ پڑون لوح اٹھاؤن مگر افراسیاب کا خوف دل سے کہتا ہی کہ عمرو افراسیاب
جلاکے خاک کر دیگا زندہ نہ جانے دیگا اس خوف سے عمرو کھڑا ہوا دیکھ رہا ہی مگر یہ خیال ہی کہ دو چار پہر یہ
یہان رہیگا کچھ عیاری کرونگا لوح نہ لیجانے دونگا عمرو دل سے یہ باتین کر رہا ہی کہ سامنے سے ایک زمیندار کو
دیکھا انگوچھا سر پہ دوہری ڈالی مارکین کی دھوتی آدھا جینو گلے مین پڑا ہوا کمبخت کے نام کی تلوار چاندی
کے تار کا اسپر کام کیا ہوا کوٹھی سنہری الٹی کٹوری کا قبضہ بڑی سی سپر پشت پر چمرودھا جوتا پہنے ہوئے پہاڑ پر
چڑھ کر آیا غل مچاتا ہوا ای شہنشاہ دہائی ہی تحصیلدار کی بدعت سے آپکی رعایا تباہ ہوتی ہی فصل کی تنگی
خشک سالی ہی جل پڑ دانہ پیدا نہین ہوا مسر پہ پالا پڑا تحصیلدار ظالم سے پالا پڑا اسامیان بھاگی جاتی ہین گویا ان
بیل کی بک گئے کسی گھر مین لٹیا باقی نہین تحصیلدار صاحب نے وارنٹ مع قرقی بھیجا ہی صبح سے آفت برپا
ہی زمیندار نے یہ باتین تمام نہ کی تھین کہ چپراسی بھی آکر پہونچا یہ چپراس کا گلے مین ڈالی کمر باندھے ہوئے
گر گرچی تو ڈ شمی غل مچاتا ہوا ارے کہان بھاگا جاتا ہی ٹھہر جا زمیندار نے کہا خداوند گنتیان ملاحظہ کیجئے کمہاری کی
تھلیا لٹیا قرق ہوگئی اب نقد جان باقی ہی اسکے بھی لینے کے طالب ہین چپراسی سنکے آتے ہی کمر پر
ہاتھ ڈالدیا کہا حضور یہ گنہگار سرکاری ہی تحصیلدار کے سامنے سے بھاگا ہی بیج کی ادھگری باقی ہی بیوٹ
دخریف کا بھی روپیہ ادا نہین کیا یہ بڑا سرکش ہی کئی مرتبہ قید خانہ سے بھاگا وارنٹ سے نکل گیا جعلساز
اب تک بیچارے قید ہین دونون مین جھاؤن چاؤن ہونے لگی افراسیاب ہان ہان کرتا ہی چپراسی
کہتا ہی حضور مین لیجاؤنگا آپ کون ہین جو دخل دیتے ہین زمیندار نے کہا ہمارے گسیان بادشاہ ان داتا

دونوں میں لڑائی موقوف نہیں ہوتی افراسیاب نے کہا تامل کرو ہم فیصلہ کیے دیتے ہیں دونوں جا کر
کنارے بیٹھے عمرو نے نگاہ ملائی زمیندار مصر قران نامدار جبرائی عیار کامل مصر ضرغام شیر دل آستین بیچ میں چالیں
عمرو بشکل کنیز آگے بڑھ کر کہا زمیندار صاحب مجھو ہاتھ اٹھا کر طرف افراسیاب کے کہا ہم فیصلہ کرا دینگے اب دونوں
سر جھکا کے بیٹھے قران سے ضرغام شیر دل نے اشارہ کیا قبلہ کعبہ آ پہونچے خلیفہ کچھ تدبیر کرو قران نے کہا بیٹا
کیا تدبیر کروں افراسیاب چست و چالاک بیٹھا ہی لوح کو دیکھ رہا ہی کیا آنکھوں میں خاک ڈالوں کہو تو جا کر
چھاتی پر چڑھ بیٹھوں ایک بغدادی دوں کہ سر پھٹ جائے ضرغام نے کہا خلیفہ یہ بھیا طلسم بندی ہی بدوں دست
زبردست طلسم کشا قتل اسکا ناممکن ہی قران کہتے ہیں شب تو ہو لے دو تاریکی میں اندھیر مچا دینگے ایک
پہلو سے عمرو نے حبش کو دیکھا کالے کالے موٹے موٹے ہونٹھ گھٹنا جیسے بڑے بڑے پیٹ چلنے میں ہلتے
ہیں گویا دو گینڈے بہار کے آستین گراتے ہیں تیغہ ہاتھ میں سپر پشت پر افراسیاب کو جھک کر سلام کیا
ملکہ حیرت سے عرض کی لونڈی کا بہرانہ ملا جلد ملکہ حیرت نے کہا توقف آئے تو بدلوا دیا جائے وہ حبش پہلو
میں حیرت کے بیٹھنے لگی عمرو نے ناکہ ملا کے دیکھا دل میں خوش ہوئے کہ بھورا بھی آ پہونچا ہاتھ پھیلا پھیلا کے
افراسیاب سے باتیں کر رہا ہی کہ ملکہ حیرت نے بلایا گلشن ہماری خواص کہاں ہی کنیزیں دوڑیں عمرو نے
دیکھا سامنے سے ایک مہ جبین سرو قد غنچہ دہن سیمتن پیارا سا قد بھولی بھولی صورت واسطے مجرے کے خم ہوئی
افراسیاب نے جو نگاہ اٹھائی اُسنے سینہ اُبھار کے سلام کیا افراسیاب آن بان کو گلشن کے دیکھ کر خوش گل
شگفتہ ہوا گلچینی گلشن حسن و جمال کی کرنے لگا تیر دلدوز مژگان تو دل پر پڑے افراسیاب بے چین ہو گیا کہا
گلشن کیوں مزاج کیسا ہی نشیلی آنکھیں جھپکا کے شرما کے جواب دیا شہنشاہ سر میں سیرے خلل ہی چند اچھا ہو
گئی دن سے بدن میں بخار رہتا ہی یہ کہکر ہاتھ بڑھایا افراسیاب نے ہاتھ تھام لیا نبض دیکھنے لگا آنکھ سے
اشارہ کیا گلشن نے مسکرا کر منہ چڑھا دیا انگوٹھا دکھایا بائیں ہاتھ سے زانو میں افراسیاب کے چٹکی لے لی
افراسیاب اس ناز و ادا پر تڑپ گیا قریب بیٹھا لیا گلشن مجھ کو ہم تمہارا علاج کرینگے حکیم سے نسخہ لکھوا دینگے
مسکرا کر جواب دیا مجھے آپ سر علاج کیا کیجیے گا اشارہ طرف حیرت کے کیا کہ اپنی جورو کے سودے کی دوا
کرو ہم حکیم خطرۂ جان ہم طرح خوف ایمان افراسیاب گلشن کو دیکھ کر باغ باغ ہو رہا ہی جو بات کرتا ہی دل جواب
جاب ملتا ہی گلشن کے منہ سے پھول جھڑتے ہیں افراسیاب نہال ہوا جاتا ہی گلشن بھی زانو دابا کے بیٹھی عمرو
نے جو نگاہ غور دیکھا گل گلشن عیاری سرو بوستان طراری نامی بدنام وجہتری مکار چالاک بیٹی عمرو زانو دبائے

افراسیاب کا بیٹھا ہے عمر و بشکل کنیز ہنستا ہوا بڑھا پکار کر کہا ای گلشن اب تو بقرب شہنشاہی ہو ذرا ہمارا
بھی خیال رکھنا چالاک نے خواجہ کو پہچانا مسکرا کر جواب دیا میں سب کا خیال ہے اپنے کام میں ہوں عمر وقت رہے ہمارے
سر میں درد ہے مجھسے بات نہ کرو عمر و پیچھے ہٹ آیا پانچون عیار عیاری میں پانچ محفل میں افراسیاب کے
پہونچ گئے ہیں باعث یہ ہے صرصر تھکی ماندی آئی لوح افراسیاب کو دیکر قصر میں جا کر سو رہی افراسیاب نے
کئی مرتبہ پوچھا صرصر کہاں ہے حیرت نے کہا صاحب سکار گئی وہ دیکھو رات بھر لشکر اسلام میں رہی بچاری نے
نقب کھودی کس مشکل سے لوح لیکر آئی اب جو لیٹی بیہوش ہو گئی گلشن نے دست بستہ عرض کی اسوقت حضور ایک
چالاک کو حکم دیجیے جلسہ آراستہ کر لیجئے آنکھوں کو گردش دیکر کہا دور جام بھی ہو اسوقت شراب پینے کو دل چاہتا ہے
افراسیاب نے کہا ای گلشن چند ساعت تامل کرو لوح طلسمی کا انتظام کر لیں پھر کا نسو جلسہ آراستہ ہو آج شب بھر
اسی مقام پر رہینگے گلشن ہر بات میں تمہاری خوشی کرینگے گلشن نے ستا کے کہا ای شہنشاہ لوح طلسمی کا اب
انتظام کیا آپ سکون بہتر ہو اپنے پاس رکھیے یا ملکہ حیرت کے سپرد کر دیجیے ایک بڑے سے صندوق میں
رکھکر بھاری لوہے کا قفل لگا دیا جائے وہ قفل کوئی نہ توڑ سکیگا افراسیاب ان بھولی باتون پر ہنس پڑا
کہا ای گلشن سو منزلہ یہ لوح تھی ہر مکانات طلسمی بیچ میں بند ہے ہوئے تھے وہان تو مسلمان اڑتے پھرتے جا
پہونچے یہ چیزیں صندوق میں رکھنے کی ہیں گلشن نے کہا واہ شہنشاہ مجھکو دیجیے میں اپنے پاندان کی ڈبیا
میں رکھ چھوڑون میری اشرفیان پڑی رہتی ہیں وہ قفل کیسے کھولے سے نہیں کھلسکتا دن رات جسوقت
آپ مانگئیے امانت حاضر کرونگی افراسیاب نے کہا تو کیا جانے یہ بہت بڑی چیز ہے جان سے زیادہ عزیز ہے
ایسے مقام پر رکھیں کہ طائر وہم و خیال بھی نہ جا سکے ایک لمحہ مجھپر شاق ہے ایک شخص کو بلایا ہے آیا چاہتا ہے
گلشن جلیکہ شہنشاہ وہ کون شخص ہے کہان سے بلایا نام کیا ہے کوئی بڑا بادشاہ ہوگا افراسیاب نے
کہا اسکا نام موقشان ہے سحر عمل میں ہر چند ابھی سرفروشی اٹھے آب گل میں ہے اور وقت پر نام بتا دینگے
سو چند چالاک چاہتا ہے کہ دم بھر میں بھی سادون نام و نشان پوچھون کوئی عیاری کر گذرون لیکن افراسیاب
باتیں جو بند ہو جاتا ہے کچھ کہنا ہر طرف دیکھتا ہے کسی چالاک کو جھڑک دیتا ہے کہتا ہے ای گلشن ادہر باتیں کر کے لوح کا
نام شہرت ان باتون سے تجھے کیا کام ہے تو ایسے کھود کھود کے پوچھتی ہے جیسے کوئی عیار پتا لگاتا ہے مجھے تیری
باتون سے خوف آتا ہے یہ کلمات سنکر چالاک گھبرا گیا نہایت خائف ہوا اپنے مقام سے اٹھا سر اسکے
کہا شہنشاہ آپ تو ہر ایک کو عیار جانتے ہیں اپنی کنیزان قدیم کو نہیں پہچانتے ہیں یہ کہکر پشت پر کھڑا ہو گئی

گلیس پرانی کرنے لگا عمرو سے آنکھ ملائی اشارہ کیا حضور سنتے ہین جو کچھ تدبیر کرنا ہو کیجیے لوح جایا چاہتی ہی
عمرو گھبرایا مسکراتا ہوا آگے بڑھا برق بھی بڑھا قران و ضرغام یہ کہتے ہوئے اٹھے حضور ہمارا فیصلہ کر دین
تحصیلدار صاحب کانون مین آفت مچا رہے ہونگے اب یہ سوچکر جعفر قران بڑھا کہ چالاک تو مایوس
ہوا لیکن گلشن سر پر موجود ہی مگر زنگ نہین چلتا اب مجبوری کو لپٹ پڑو یا تو اپنی جان دو یا لوح لیکر بھاگو
پروردگار بچانے والا ہی شاید کوئی سامان ہو بیچ اب چپون عیار اپنے طور سے آگے بڑھے اپنی جگہ
کرتے ہین افراسیاب کسی کو جواب نہین دیتا لوح پر ہاتھ رکھے بیٹھا ہی ہر چند کہ اسوقت صورت
زیبائے گلشن پر مائل ہو لیکن اب بات کا گلشن کے بھی جواب نہین دیتا محفل مین ذکر شراب وکباب
ناچ رنگ کا نام نہین اب عیاری کیا کرین آمادہ مرگ و مہیائے قضا ہین ہوش پراگندہ کچھ بن نہین پڑتا
دن قلیل باقی ہی افراسیاب طرف صحرا کے دیکھ رہا ہی کبھی لوح ہاتھ مین لیکر ٹہلتا ہی کبھی بیٹھتا کبھی متحیر
متردد کبھی حیرت سے کہتا ہی بڑا عرصہ ہوا حیرت جواب دیتی ہی مجھکو حکم ہو مین جاؤن جسکو فرمایئے بلا لاؤن
افراسیاب نے کہا کسی کے جانے کا کام نہین ہی اے حیرت جادو اے زینت پہلو کوئی لفظ زبان سے
نکال نہین سکتا جانتا ہون کہ عیار در ہمہ گوش وارد یقین کامل ہی اس جلسہ مین عیار ضرور موجود ہون
اب کسی طرح پر دل کو اطمینان نہین آتا نہ حرام ہی جسکو بلایا ہی وہ گمنام ہی حیرت نے سر جھکا لیا افراسیاب
پھر ٹہلنے لگا یکایک صحرا سے گرد اڑی افراسیاب دیکھنے لگا سب کی نگاہ اسی جانب لگی دیکھا کہ ایک زرگاو
برابر فیل مست کے دم اٹھائے ہوئے آتا ہی زیر کوہ آکر جست کی مثل برق پہاڑ پر آیا منہ اٹھا کر سامنے افراسیاب
کے کھڑا ہوا اپنی زبان مین باتین کین کہ کوئی نہ سمجھا افراسیاب سر ہلاتا جاتا ہی پشت پر زرگاو کے ہاتھ
پھیرتا جاتا ہی اب اسوقت عیارون کی بیقراری چاہتے ہین افراسیاب سے لپٹ جائین اپنی جان مٹائین کیونکر
ہاتھ سے افراسیاب کے لوح لین گدھے نے بیل کہان سے بلایا مگر کچھ چارہ نہین ہی افراسیاب نے چند
باتین کرکے لوح اٹھائی بیل نے منہ کھولا افراسیاب نے بیل کے منہ مین لوح ڈالدی زرگاو نے منہ بند کر لیا
جست سے پہاڑ پر سے کودا اور دوڑی کرتا ہوا طرف صحرا کے جا کر چشم زدن مین غائب ہو گیا عیار بدحواس ہو کر
پہاڑ سے کودے کئی کوس تک گئے مگر بیل کا نشان نہ ملا نقش پا تک نہ پایا روتے پیٹتے خاک اڑاتے طرف
لشکر اسلام کے چلے زیر کوہ آکر دیکھا افراسیاب تخت زرین پر بیٹھا ہوا مونچھون پہ تاؤ پھیر رہا ہی اب
سامان عیش ونشاط مہیا ہو رہا ہی عمرو نے کہا اب بالائے کوہ جا کر کیا کرین چلکر سرداران لشکر سے اطلاع

کرین۔ دیکھیے انجام کیا ہوتا ہے اب لوح کا کاہیکو پتہ ملیگا پانچون عیار خاموش طول دخرین چلے یہان لشکر اسلام
مین ملکہ مہرخ و بہار وغیرہ انتظار مین خواجہ و عیارون کے بارگاہ مین بیٹھی ہین اسد نامدار سر جھکائے ہوئے
اپنی غفلت پر نادم و پشیمان کہ ہرکارون نے بڑھکے خبر دی چھون عیار آتے ہین اسد نامدار خواجہ عمرو کو
دیکھکر برائے تعظیم اٹھے مگر آنکھون مین آنسو بھرے ہوے عمرو نے سر اسد نامدار کا سینہ سے لگایا دامن سے
اشک پاک کیے کہا ای نور نظر نہ گھبراؤ انشاء اللہ لوح کی فکر ہو گی ملکہ مہرخ وغیرہ نے جو یہ سنا گھبرا کر پوچھا کیون
خواجہ انجام لوح کا کیا ہوا عمرو نے کہا کیا کہون ہم سب جلد پہونچ گئے تھے مگر افراسیاب اپنے ہاتھ مین لوح
لیے بیٹھا رہا آخر ہم کیا کرتے صحرا سے ایک بیل آیا افراسیاب نے اسکے منھ مین لوح ڈالدی وہ مثل برق
چمک کر غائب ہو گیا ملک بہار شعر باغبان کے جسم مین رعشہ سرخ ہو پریشان رعد و برق زرد بے
ہلال سحر افگن کا یہ حال اسوقت لشکر اسلام مین ہنگامہ عظیم برپا ہوا ہر سردار کو یاس ہر ایک کی زبان پر یہی
کلمہ جاری ہوا اب طلسم ہوش ربا کا فتح ہونا مشکل ہے اب لوح کیونکر ملیگی اسوقت باغبان قدرت سب سردارون
کے قریب آیا کہا صاحبو ایسے کلمات حسرت آیات زبان سے نہ نکالو جسطرح اسکی ملی تھی اسیطرح یہ دوبارہ
پھر دلوائنگا ای شہنشاہ اوج عیاری اب ہماری رائے یہ ہے کہ انجمن مشاورت منعقد کیجیے شمع رائے روشن چراغ
عقل گل نہ کیجیے ہوش و حواس درست ہین جنگ پر چسپ ہین جو ہونا تھا ہوا عمرو نے کہا میری رائے بھی
یہی ہے چالیس سردار ایک مقام پر بیٹھین اس مقدمہ خاص مین صلاح کرین اگر آپ لوگ بتلائین کہ فلان مقام
پر لوح گئی اگر وہ ساحر آسمان پر رہتا ہوگا اپنے کوشش و جانے معلوم ہو پہنچاؤنگا اگر تحت الثری مین ہوگا تو
مثل قطرہ آب جذب ہو جاؤنگا سب سے زیادہ ملکہ بہار جادو کو افسوس ہے اپنی بارگاہ مین سر جھکائے
ہوئے آئی چھپر کھٹ پر لیٹی ذرا آنکھ بند ہوئی تھی کہ سعد بن قباد کو عالم خواب مین دیکھا چاہا کچھ کلام کرین
بخت خوابیدہ نے مدد نہ کی آنکھ کھل گئی گھبرا کے چار جانب دیکھنے لگی آنکھون مین آنسو بھرے ہوے چہرہ
اداس عالم یاس کبھی خیال مین آتا ہے ای بہار افراسیاب ہے بے عقل دل خانہ خراب درپے آزار کس امر کی
فکر کرین کیا کہکے دل کو بہلائین ایسے خیالات محالات مین طبیعت کو الجھن پھر وہی قد و زبر زادی انگڑائی
دیکیا ملکہ بہار حال پر ملال مین بیٹھی ہین گل سا چہرہ کمہلایا نرگسی آنکھون مین اشک حسرت الجھے رخسار پر
غبار حیرت گیسوان عنبرین مایل بہ پریشانی کمر ایسے ہویدا سرو سا نیا سرو سی قد نے ٹہلکر بلائین لین
پوچھا کیون ولری اسوقت کیا تردد ہے کیا انتشار ہے اسوقت حضور کو بہت متوحش پاتی ہون رنجیدہ دیکھکر

ت گھبراتی ہون کون ایسا رنج تازہ درپیش ہوا کاہیکا پس وپیش ہوا ملکہ نے ٹھنڈی سانس بھر کر کہا اے
سرو سہی قد مین اپنے حال سے آپ بیخبر ہون ظاہرا نہ کوئی غم ہے نہ الم ہے فلک کجرفتار درپئے ظلم وستم ہے
فرما کر طرف آسمان کے سر اُٹھایا یہ اشعار حسب حال مخفی زبان سے نکلے اشعار

یارب این آفت جان ہمدم ہمخانۂ کیست
یارب آن شاہ رخ و بادشہ کشور حسن
گرد رین انجمن آن اہل افسانہ کیست
عندلیبان بنگاہے دل خود باختہ اند
گر بلطفہ بپرسی کہ تو دیوانۂ کیست

بادۂ لعل لبش ازکہ بہا الف نیست
دوش بر وش ہوا و گوہر یکدانۂ کیست
دار دام و رزمین گرچہ نگاہے بکرے
یارب این دلبر سحر از کس ستانۂ کیست
گفتمش مخفی سودا زدہ دیوانۂ نیست

یارب این پری تو خورشید زکاشانۂ کیست
بزم آرائے کہ دربادہ بپیمانۂ کیست
گفت افسانہ لبیار ونہ الست کسے
تاگرفتار کر اودلش جانانۂ کیست
شد آباد ہمین خانۂ عمر ویران
گفت مخفی بہ کسی عاشق دیوانۂ کیست

اس حسرت ویاس سے ملکہ یہ اشعار عاشقانہ پڑھ کے سروسہی قد بے اختیار رونے لگی کہا حضور حقیقت مین
آپ نے آتش عشق کو خوب کانون سینہ مین چھپایا چپکے چپکے کلیجے کو جلایا للہ حال بیان کیجیے صبر کو اسقدر
کام نفرمایئے کہا اے سرو سہی قد ہائے وائے کرنے سے کیا نفع ہوگا جو دل پر گذرتی ہے وہ گذرتی ہے اس سے
کہین کہ دہر نکل جائین دمبدم سر پر بلائے تازہ نازل ہے جان بچانا مشکل ہے سروسہی قد نے کہا ورے مین
سمجھی جسکی وجہ سے آپکی بیقراری ترقی پر ہے آج کل لشکر مین کا طہر ہے مین کسی سے ذکر نہ کرونگی آپ
دوچار دن کے واسطے کوہ عقیق سے تشریف لیجائیے شہنشاہ گیتی ستان کو دیکھ آئیے شاید کوئی
ساحر زبردست گیا ہو اُسنے دشمنون کو رنج وملال پہونچایا ہو اس وجہ سے حضور کی طبیعت کو بھی انتشار ہے
دل تردد منزل بیقرار ہے مشہور ہے شعر دل را بدل رہیست درین گنبد سپہر ۔ از سوئے کینہ کینہ وز سوئے مہر مہر
اگر پاؤن مین معشوق کے کانٹا گڑا تو قلب عاشق مین خلش پیدا ہوئی اگر گلرخسار معشوق جھونکے سے
ہوائے گرم کے کملایا عاشق زار مثل بلبل نالان وزار رہا حضور دل کو دل سے راہ ہے کیا عجب ہے کہ کوئی
صدمہ شہنشاہ گیتی ستان کو پہونچا ہو بڑے بڑے ساحر یہان سے جاتے ہین زمین سر پر اُٹھاتے
ہین ماشاء اللہ کیا صاحب لیاقت بندگان درگاہ والا ہین انکی شان وشوکت کا ذکر کیا ہزار ہا ساحران
نامی اُسکے مطیع ہین سحر وساحری مین جنکے مرتبے رفیع ہین اگر حکم دین مثل چاکران کمترین خدمت مین حاضر
رہین مگر زبال خواجہ عمرو کے سنا شہنشاہ نے ساحرون کا ساتھ دینا قبول نہین فرمایا سکل خان جادو
بادشاہ طلسم گوہر بار سلیمانی فتح کردہ نور الدہر بن بدیع الزمان وشہنشاہ شہریار جادو ساحران خوشخو

شاہان طلسم ہزار اسپ یہ مضمون خداوند سامراں کہلاتے ہیں مگر اب تاکید ہے کہ ہماری مدد کو شتابی آؤ ورنہ انکی
تمنائے دلی ہے کہ ہمراہ لشکر ظفر اثر جہاد کریں مگر حضور نے نہیں قبول کیا اور ظل اللہ نے سلطنت بزور
شمشیر لی تقابلدار ہنگے لیے ایسے مقام پہ مدد کی کہ صاحبقران نے خوشی ہو کر سلطنت دی تعریفیں بادشاہی کی
جو ملکہ سرو سہی قد نے کیں ملکہ بہار جادو مثل گل شگفتہ ہو گئیں یا تو آنکھوں میں آنسو بھرے تھے یا ہنس
پڑیں کہا اے مونس وہمدم تو نے زبانی خواجہ عمرو مختصر مختصر سنا ہے تاریخ تو اُٹھا کے دیکھ میں مقام نشان
بتا دوں جس مقام پر کہ صاحبقران کو فرامرز بن قارن مدنی نے عالم فقر میں گرفتار کیا تھا یہیں پر
کھینچا شہنشاہ گیتی ستاں تقابلدار سیہ پوش بنکر برائے مدد لشکر اہل اسلام آئے تھے اور سیہ پوشی کا
باعث یہ تھا کہ یہ شکم مادر میں تھے کہ والد نامدار قباد شہریار میں شباب میں قتل ہوئے ہمارے
شہریار بڑے صاحب حسب ونسب ہیں والدہ ماجدہ انکی ملکہ ماہ مغربی دختر بلند اختر سکندر بن
اسکلاں والد نامدار قباد شہریار نبیرۂ نوشیرواں یہ بچپن سے صاحب شوکت ولیاقت وجرأت
ہیں سرو سہی قد نے دیکھا ملکہ نے خوشی خوشی حالات تولد سعد شہریار وکیفیت حصول سلطنت انکی
کی ذکر سے معشوق کے بیچ وغم رفع ہو گیا چہرے پر سرخی آگئی سرو سہی قد بھی چھیڑ چھیڑ کے حال پوچھ
رہی ہے اس ذکر میں ملکہ نے گھڑی کھائی سہ ساعت دھوپ کہ کنیز نے عرض کی مہتر برق فرنگی آپ کو بلانے
آئے ہیں ملکہ نے کہا بلا لو برق فرنگی سامنے آیا برائے تسلیم خم ہوا ملکہ بہار نے پوچھا کہو مہتر صاحب خیر تو
ہے قریب گیا کہا ملکہ کیا عرض کروں جو جہاد درپیش ہوئی آپ کو بخوبی معلوم ہی نہیں معلوم ہوا افراسیاب
نے نوج کہاں بھیجی اب باغبان قدرت نے صلاح دی ہے کچھ نشان ملکہ مخمور بتائینگی وہ بھی رازدار
طلسم ہیں کہ سب صاحب مجکر صلاح کریں اب اسمیں دیر مناسب نہیں ہے ایسا نہو افراسیاب
لشکر کشی کرکے آجائے آپ لوگ طلسم کشا کو ساتھ لیکر برائے نوج لشکر سے نکل جائیں یہاں جو لشکر
پر گذرے گی جھیلینگے مرنے والے اپنی جان پر کھیلینگے ملکہ بہار اُٹھیں ہمراہ مہتر برق فرنگی بارگاہ آسمانجاہ
میں آئیں دیکھا ستو سو سردار جمع ہیں خواجہ عمرو فرما رہے ہیں یارو جو کام کرنا ہو کرلو پھر دو پہر میں
آفت آیا چاہتی ہے افراسیاب جادو نے مقدر بھی سے فرصت پائی اب وہ خود لشکر لیکر آئیگا اُسکے
سحر وساحری کا کون بار اُٹھائیگا آخر باغبان قدرت وملکہ بہار نے کہا اے شہنشاہ اوج جیدی آپکی
ذہانت ومتانت کو کیا ہم اسکے کہیں مگر آپ سرو دربار فرماتے ہیں یہ سب خبریں افراسیاب جادو کو پہنچینگی

جس انتظام کا قصد کیجیے گا اُسکے دفعیہ کا وہان انتظام ہوگا ایک خیمہ بطور تخلیہ الگ استادہ کرائیے چیدہ چیدہ
مشیران سلطنت و امیران ہیبت کو ہمراہ لیجیے وہان بیٹھکر بہر دو پہر مین صلاح معقول کیجیے آپ
سب صاحب کاربند ہون اس رائے کو عمرو نے پسند کیا ملحوظ خاطر ناظرین ہو کہ ایک خیمہ کنارے پر
لشکر اسلام کے استادہ ہوا عمرو و اسد نامدار و مہتر برق فرنگی و ملکہ مہرخ سحر چشم و ملکہ بہار جادو و باغبان
قدرت و ملکہ مخمور سرخ چشم و رعد و برق و ملکہ برق لامع و شاہزادہ خورشید زرین سحر و شکیل جادو و نور نگاہ
مہرخ خوشخو یہ بارہ سردار و خواجہ عمرو نامدار اس خیمہ مین تخلیہ مین آکر بیٹھے اسد غازی بمقام صدر پر گرد
یہ سب خیر خواہان دولت صاحبان فطرت و لیاقت جمع ہین صلاحین بمقدمہ لوح طلسمی ہونے لگین
ملکہ بہار جادو نے کہا اے شہنشاہ اوج عیاری کیا عجب ہے کہ یہ لوح افراسیاب نے دربند مہر و ماہ پہنچادی
ہو اگر حقیقت مین لوح وہان گئی تو سمجھ مین مقام طلسم صندل خاص رہگذر ہے کسکو ایسا درد سر ہے کہ اول
طلسم صندل کو فتح کرے تب تا بہ دربند مہر و ماہ پہونچے پھر اسقدر مدت مدید سے جدی مخمور نے کہا یہ صلاح نا پسند
ہے ہم بارہ سردار قصد کرین بہر کامل پہونچائیگا نشان لوح غایت سے ہر دو کا کے ملجائیگا عمرو نے کہا
ان سب سرداروں کا لشکر سے نکلنا مین مناسب نہین جانتا اگر ملکہ مہرخ و بہار و باغبان قدرت لشکر
ظفر اثر مین نہونگے لشکر کا تھمنا دشوار ہے یہ صلاح بالکل بیکار ہے اسد نامدار نے فرمایا ایسے ایسے اعتراضات
بیکار مین جستجو سے لوح مفقود ہے اسی طرح کی صلاحین مختلف ہوتی ہین کوئی امر ابھی قرار نہین پایا خواجہ و
اسد نامدار اسی تخلیہ مین موجود ہین دیکھیے فلک کیا سامان دکھاتا ہے گردش ناہنجار سے کیا پیش آتا ہے

انکو اسی حال مین چھوڑیے

دو کلمہ داستان حیرت بیان افراسیاب خانہ خراب سے کہ لوح کو روانہ کرکے بر سر کوہ بلور مصروف عیش و سرور ہے قہر و غضب مین آنا لشکر اسلام پر اور گرفتار کرکے سب کو لیجانا اور رہا ہونا مردان سعد عیاری خواجہ عمرو و بصیرت حیرت اور دریافت ہونا مقام لوح کا افراسیاب سے اور روانہ ہونا طرف طلسم صندل کے بیان ہوتے ہین ساقی آ قم

کوئی اب تو ساغر پلا ساقیا
یہ ہے میکدہ باعث خلفشار ہے
کوئی آفت تازہ آنے کو ہے

شراب غم انگیز لا ساقیا
مصیبت کا سامان ہے ظاہر تمام
فلک رنگ غم کا دکھانے کو ہے

عجب رنگ پر ہے زمانہ ترا
زمانہ مین غم منقلب ہین تمام
کریگا کوئی آکے پھر سرکشی

عبث ہی غرہ ہون پہ نشۂ کشی
نہ اسوقت کر ساقیا تو درنگ
کہ بدمستون کا سیکڑے مین ہی دور
عبث ساقیا مست مدہوش ہی
مئے عیش ہی صورت جام زہر
تجھے اپنی ناز و ادا کی قسم
تجھے مہر پیر مغان کی قسم
فلک ہی مہتاب کرہ منیر
در دیدہ در آئین وفا مہر و جان نیست
روز طرب ہیچ شب ماتمیان نیست
گر قدر شناسی دراشک سحری را
کین قاعدہ در سلسلۂ پیر و جوان نیست
خوش باش دلا ہمہ غمہا کہ درین دہر
ہر چند کہ از منزل مقصود نشان نیست

اٹھا ساقیا جام مل بے خطر
کہ رندون سے لازم نہین عزم جنگ
یہ میخوارون پر ظلم و جور و ستم
کہ مینائے مے پنبہ در گوش ہی
غلام تو ہی میخانہ مین دمبدم
بلاخیز زلف دوتا کی قسم
بدہ جام مے تا شود رفع غدر
قمر اختر نظم ہوا اوج گیر
دردیست کہ این قابل پیدا و نہان نیست
ای خاک بران سر کہ براہ تو نشد خاک
زین گونہ دُرے در صدف سینۂ کان نیست
تا چند زنی تیر نگاہ از خم ابرو
شد راہ گذر از دو مژگان امان نیست

تباہی کا ہی دور پیش نظر
ترے ساقیا آج تیور ہین اور
کرم کر کرم کر کرم کر کرم
سنے کون فریاد رندان دہر
تجھے ساقیا جام مے کی قسم
تجھے بادۂ ارغوان کی قسم
قدر دان خود را بفزاے قدر
اشعار مخفی موافق مقام
از بخت سیہ شکوہ ام نیست کہ چون نیست
ای وای بر آن دل کہ ز دردت فغان نیست
با زلف دل آشوب ز پا سلسلہ مگسل
مجروح ترا حوصلۂ تیر و کمان نیست
نومید مشو مخفی و مردانہ قدم نہ

چہرہ گرفتاران محبس ظلم و جفا اسیران دام حسرت درانجام محنت

و بلاخانۂ زنجیریان مین یون عمل کرتے ہین سخن مصنف نقشجان جادو بیان و مسدم ہار رقم کرتے مین حال اندوہ و غم ہو افراسیاب جادو بعد روانہ کرنے لوح طلسمی کے فرمان و شادان بر سر کوہ بلور بعیش سرور مصروف عیش و نشاط ہوا حیرت جادو سے کہا ہی ای خاتون محل لوح مین نے ایسے مقام پر بھیجی ہی اگر تمام عالم جستجو کرے سایہ نشان لوح مین نہ پہونچ سکے ملکہ حیرت کے بے اختیار منہ سے نکل گیا ای شہنشاہ کیا طلسم مین لوح کو روانہ کیا افراسیاب نے ہنسکر کہا ای جان جہان ای آرام دل مشتاقان ای سرو باغ خوبی ای غنچۂ حدیقۂ محبوبی جان و مال ترے نام پر نثار ہی مگر اس مقدمہ مین تفتیش بیکار ہی سب صاحب اس بات کو بگوش ہوش سن لین مقدمہ لوح مین کبھی کوئی صاحب کلام نہ کرین مجھسے نہ پوچھین ایک ہاتھ سے دوسرے ہاتھ کو مین نے آگاہ نہین کیا اس گوہر آبدار کو صدف قلب مین چھپایا جیب مین نے ملکہ حیرت کو آگاہ نہ کیا اور کسی کی کیا حقیقت ہی اب کل کام

ماہ دولت اپنے ہاتھ سے کرینگے مسلمانوں نے بڑے صدمے پہونچائے اب ماہ دولت سے بچکے طلسم سے
بچکر کہاں جائینگے اب ماہ دولت کسی کا پاس و لحاظ نہ کرینگے بی حیرت جادو اپنی ہمشیرہ صاحبہ کو لکھ
بھیجیے کہ رومال سے ہاتھ باندھ کے چلی آئیں ورنہ اب جان بچنا دشوار ہے کسی سردار کو نہ بھیجونگا اپنے
دست زبردست سے جاکر سحر کرونگا میرے حربے کو کون روک سکیگا اگر سامری و جمشید ہوتے
ماہ دولت کو خدائی مانتے میں خداوند طلسم ہوں میری وجہ سے نام سامری و جمشید روشن ہوا کون
انکو جانتا تھا یہ مذہب تو ہمیشہ سے بے کانڈ کا کونڈا ہے خداوند تھا بھگوڑے بندوں کے ہاتھ سے
بھاگتے پھرتے ہیں سامری و جمشید جو چولہ بدل گئے آگ میں جل گئے لات و منات کا آجتک کچھ پتہ
نہیں ملتا پھر کسکو خداوند جانوں میں اپنے طلسم کا خداوند ہوں کسکی مجال ہے جو مجھے اسکے اشارے میں
سحر نثار کرتا ہوں چونکہ اب دماغ افراسیاب گرم ہے نشہ میں لبلبا ہے شان و شوکت دکھا رہا ہے حیرت
جادو اپنی معشوقہ پہلو میں نشہ شراب سے مست بادۂ دولت سے سرشار ساغر صہبائے نکہت و حشمت
سے اپنے جامے سے باہر ہے رات اسی عیش میں بسر کی نازنینان ماہ رخسار کی ادا سی رنگ سفیدۂ وقت طلوع امید
زرش ہے ستارے مثل نجم درخشان لباس سے نازنینان ماہ پیکر کے گرے ہیں وہ فرش رشک آسمان
ہوا ہے شمع ہائے مومی و کافوری لہرائیں لگن میں پروانوں کا انبار درختوں پر طائران خوش الحان مصروف
ثنائے رب دو جہان شراب کے نشہ کا اثر آنکھوں میں معشوقوں کے نیند کا خمار افراسیاب نے چاہا دربار
برخاست کرے کہ حیرت جادو نے دیکھکر کہا اے شہنشاہ اب میں مسلمان لشکر کشی کروں مقابلہ میں مسلمانان
کے جاؤں جاتے ہی جنگ آغاز کردوں میدان جنگ لاشہائے مسلمانان سے بھردوں افراسیاب
نے کہا اے ملکہ عالم میرا یہ قصد ہے کہ اب کی مرتبہ اسطرح کی لشکر کشی کروں کہ ایک ہی مرتبہ خاتمہ ہوجائے
لڑائی کو بہت طول ہوا تو مسلمان کو مرتبہ جاہ و حشم حصول ہوا ماہ دولت نے بھی غفلت کی انتظام
کا خیال نہ ہوا لیکن اب کی مقابلہ میں خاتمہ ہے حیرت جادو نے کہا قصہ جمشیدی میں ملاحظہ فرمائیے
کہ اب مسلمان کس حال میں ہیں البیانو کہ اسد غازی کو ہمراہ لیکر فرار ... فرار کرکے طرف کوہ عقیق
کے ... بڑے بڑے نامگزار سرداران عالی وقار ہمراہ طلسم کشا موجود ہیں فوج طلسمی سے تو ملتے
... ہوسے جان بچا کر نکل جائینگے انکا روکنا ضروری ہے یہ فتنہ فساد برپا کرینگے جاکر لشکر جمع ہو سکے
ملینگے پھر اسیر ہونا ... ہونا دشوار ہوگا وزرا نے بھی کلام لیاقت انجام حیرت کی تائید کی کہا اے شہنشاہ

حقیقت میں ملکہ نے بہت بجا ارشاد فرمایا یہ خبر تو اُلٹی تھی لوح طلسمی نکل جانے سے سلطان بہت بدحواس تھا
لوح طلسمی ملنے سے بہت تلملائے تھے جامہ سے باہر ہوئے جاتے تھے اُن سب کو یقین ہو گیا ہے خبر لینا واجب
لازم ہے افراسیاب نے پوچھا یہ سب سچ کہتے ہیں پر خیال ملکہ مخمور وبہار جادو کا ہے باد بہار جوانی رنگ رو
متغیر یاد مخمور میں نشہ اُتر گیا ساغر دل شراب غم و الم سے بھر گیا پھر اگر رقعہ جمشیدی اٹھایا مضمون لشکر
سلطان دیکھنے لگا چند سطریں پڑھ کر بہت خوش ہوا رقعہ کتاب میں رکھ دیا تاج پہن کے لباس جسم پر
آراستہ کیا کہا اے حیرت لو آج تمہاری آرزوئے دل پوری ہوئی دو عیار گئے ہیں سردار ایک خیمہ میں بیٹھے ہوئے
صلاح کر رہے ہیں تم کہتی تھیں وہ بھاگ جائینگے وہ آمادہ حرب و پیکار ہیں یہی صلاح ہو کر لڑیں پھریں
لوح طلسمی کی جستجو کریں طلسم کشا بھی اُسی خیمہ میں ہے ساربان زادہ بھی موجود ہے بہار و مخمور باغبان کی
روح روان لشکر ہیں رعد برق و برق لامع کان افسر ہیں اسلحہ یہ جملہ سردار ایک خیمہ میں اکٹھا
ہوئے ہیں میں جا کر ان سب کو لاتا ہوں ایسے مقام پر قید کروں عمر بھر رہائی نہو تڑپ تڑپ کے
مریں سوت آنکھیں اور موت نہ آئے حیرت جادو نے کہا میں بھی چلوں سب منحوسوں کی میں سبکو
جا کر شرمندہ کروں ابرلق نے کہا حضور جاتے ہی پتھر برساؤں افراسیاب ہنس پڑا کہا اے وزیر اعظم
ملکہ بہار و مخمور و باغبان وغیرہ اس جلسہ میں موجود ہیں کیا کسی کی مجال ہے جو اُنکے سامنے جاسکے
یا سحر کرکے ہونٹ ہلاسکے یا بدولت کے تعلیم کردہ ہیں تم لوگوں سے برابر مقابلہ کرینگے اور کہیں بہار
کا گلدستہ چل گیا تمکو جیتا دیگی مخمور شرابی بنا دیگی بیہوش کرکے قتل کریگی جو اُسکے مقابلہ میں جاسکے
سحر اُتر جائے تم لوگ جا کر کیا کروگے یا بدولت جاتے ہیں یہ کہکر افراسیاب جادو بقہر و غضب تمام سمت
لشکر اسلام چلا ستارہ تھا کہ چمک کر آسمان میں ڈوب گیا بعد جانے افراسیاب کے حیرت کو بیتابی
شانی بیقرار ہو گئی وزیر زادیوں سے کہا شہنشاہ اکیلے تنہا گئے ہیں ساربان زادہ دوسرا انگوٹھا بجو رہا
دونوں مکار جلساز اُس جلسہ میں موجود ہیں ایسا نہو کسی دام مکر میں آجاے شہنشاہ کو پھنسائیں
اپنے کو خداوند بنا میں ساری سحر و ساحری بھول جائیں لہذا میرا جانا واجب و لازم ہے جس طرح
بنے میں اپنے کو پہونچاؤں وزیر زادی سے منحوس کی لونڈیاں غلام بھی ساتھ چلیں آج کی لڑائی
بھی دیکھنے کے لائق ہے شہنشاہ پر سحر میں کون فائق ہے خوب سحر ہونگے ہم لوگ بھی چلکر شرکت کریں
جنگ سحر و ساحری کا تماشا بھی دیکھیں حیرت نے کہا نہیں شہنشاہ منع کر چکے ہیں تمہارا چلنا مناسب نہیں

مین یکہ و تنہا جاتی ہون وزیران سلطنت و مشیران صحبت کو روک کر آپ خود یکہ و تنہا طاؤس زرین بال
پر سوار ہو کر طرف لشکر اسلام کے روانہ ہوئی لیکن یہان خواجہ کو شب بھر اسی مشورے مین گذری کہ
اسے سرابلسا کی مخالف ہر باغبان الیاس ازدار بھی معترف ہو کر ای شہنشاہ عیاران وای افسر خنجر گذاران حقیقت
مین ایکبار افراسیاب نے ایسے مقام پر لوح پھینکی کہ ہم مین سے کوئی اُس مقام کا نشان نہین سمجھ سکتا
توکلت علی اللہ سفر کیجیے شاید گوہر مراد دستیاب ہو عمرو نے کہا ای باغبان عالیشان سفر کی کیا احتیاج
ہو اسی مقام پر جنگ شروع ہو جائیگی کوئی سردار الیاس بھی آئیگا کہ لوح طلسمی کا بھی حال کھل جائیگا عجب اس
مقدمہ مین آپ سب صاحب حیران ہین پھر سفر و حضر دونون لکھیان مین ایسی ایسی صلاحین بیکار ہو رہی ہین
کل لشکر اسلام چند قدم ہٹکر فروکش ہر کمیدان و رسالدار اپنے خیمون مین بیٹھے ہوئے دیکھ رہے ہین یعنی
ہمارے آقاے نامدار اس خیمہ مین جلوہ فرما ہین دوسرے لوگ نگہبان ہین یکایک سب نے دیکھا کہ آسمان
سے ایک ابر سیاہ مثل اژدر مہیب شور زن پیدا ہوا اسمین برق کی چشمک زنی اسقدر جلد زمین پر گرا کہ
آنکھین سب کی جھپک گئین اب جو آنکھین کھولکر دیکھا افراسیاب جادو بصد قہر و غضب دروازے
پر اُس خیمہ کے کھڑا ہے غصہ مین کانپ رہا ہے سبھون نے چاہا کہ مجاہدین کرام مہرخ و بہار وغیرہ ہوشیار
ہو جاؤ دشمن آ پہونچا افراسیاب نے طرف لشکر کے کچھ اشارہ کیا سب پر پتھر برسنے لگے لشکر کو
اس بلا مین پھنسا کر پردہ خیمہ کا اُٹھا دیکھا سرداران مذکور بیٹھے مشورہ کر رہے ہین اُسوقت بہار
کے منہ سے یہ نکلا تھا کہ خواجہ نہ گھبرایئے باغ عالم مین کبھی خزان کبھی بہار ہے باغبان قضا و قدر
مالک و مختار ہے انشاء اللہ یہ لوح کا ملیگا غنچہ آرزو کھلیگا یہ سنکے افراسیاب نے نعرہ کیا او بہار
دیکھ غنچہ آرزو کھلتا ہے تیرا گل حیات خاک مین ملتا ہے افراسیاب کو دیکھکر سرداروں کے ہوش
اُڑ گئے قصد کیا اپنے مقام سے اُٹھین افراسیاب نے زبان ہلانے کی مہلت نہ دی سامری کی
کہکر ایک دو تھپڑ زمین پر مارا شعلہ ہاے آتش اس ناری کے منہ سے نکلے کل بارگاہ مین گرد و دود کے
سحر سے دھوان چھا گیا ہر ایک کا قلب تھرا گیا سب گر کر بیہوش ہو فراموش ہوا دامن گرد اٹھا ہوا
آستین چڑھاتا ہوا باہر خیمہ کے آیا کچھ اشارہ کیا آندھی سیاہ چلی خیمہ مثل تنکے کے اُڑ گیا دور سے
اہالیان لشکر نے دیکھا کہ سب سردار مع خواجہ برق بیہوش پڑے ہین افراسیاب دونون پاؤن
مار کر غرق زمین ہوا بعد تھوڑے عرصے کے طبقہ زمین کو ہاتھ پر رکھکر اُبھرا پھر غصہ مین نعرہ کیا لشکر کا

جیسے ہی گونجا اڑا لے گیا طبقہ زمین کو لیکر مع سرداروں و خواجہ وغیرہ کے بلند ہوا معلوم ہوتا تھا کہ ایک
تنکا اٹھا لیا طبقہ زمین ہاتھ پر تاج شاہی بر سر بند قبا ٹوٹے ہوئے گریبان زرہ کی الجھی ہوئی نور سے
اڑتا ہوا طرف آسمان کے زمین سے کئی ہزار گز بلند وہ خود بلند روانہ ہوگیا لشکر میں فریاد و الغیاث کا شور
ہوا مہتر چالاک بن عمرو پڑا ہوا سوتا تھا غلغلہ جو ہوا آنکھ کھل گئی دیکھا عساکر کا آدمی مرے پڑے
ہیں کسی کا سر پھٹ گیا کسی کا ہاتھ ٹوٹ گیا پوچھا معاملہ کیا ہے [illegible] ہوئی سرداروں نے
کہا اے نور نگاہ خواجہ عمرو پر غضب ہوا افراسیاب جادو آیا تھا لشکر پامال کیا تمہیں پیا کے شکل
نے صدہا کو مارا خواجہ عمرو و اسد وغیرہ کو مع طبقہ زمین اٹھا کر لے گیا وہ دیکھو آسمان پر کہ کھٹکا ہوا جاتا ہے
چالاک کے ہوش اڑ گئے بتعجیل سرخ ہوئے کا کلکشا و ہلال سحر افگن وغیرہ چند سرداروں سے بلا کر کہا
صاحبو کارگذاری کرو لشکر کو روکیا ایسا نہو گھبراہٹ میں بخوف جان بھاگ کر نکل جائیں پھر لشکر کا جمع
ہونا دشوار ہوگا میں جاکر دیکھوں کہ ان سب کو کہاں لیگیا اگر موقع پاؤنگا دیکھا ر واپس آؤنگا آپ
لوگوں کو خبر کرونگا جیسا موقع ہو آپ لوگ نامہ سنیج مضامین حال گذشتہ لکھا طرف طلسم نور افشاں کے
روانہ کردیں کوکب [illegible] اس حال مصیبت کل سے آگاہ ہوجائیں آئندہ جو منظور پروردگار ہے یہ کہکے
چالاک نے فوراً ہاتھ سے عیاری ذات پر آراستہ کیے جس طرف افراسیاب جادو گیا تھا اسی سمت
پیچھے پاسنے شاطری مارتا ہوا چلا مگر دل سے کہتا ہے اے چالاک راہ میں عیاری کرنا افراسیاب پر دشواری
کی و کاوش بیکار ہوگیا ہے سرداران افسوس لشکر کا کوئی سرپرست باقی نرہا اگر اسد غازی کو لیگیا تھا تو [illegible]
کچھ رہا تھا [illegible] انتظام کرتے اب کون فرہاد کو پہنچے مہرخ و بہار و باغبان وغیرہ بھی گرفتار
ہوگئے مایوس روتا ہوا چالاک ادھر جاتا ہے لیکن افراسیاب طبقہ کو لیے ہوئے شاں بھرے ہوئے
جاتا ہے باغبان وغیرہ بیہوش ہیں آنکھیں پتھرائی ہوئی ہیں اگر سچ ہوا سے آنکھ کھل گئی اپنے حال زار کو دیکھ
رہے ہیں کہ طبقہ زمین سے گر پڑے ہیں افراسیاب نہیں معلوم کہاں لیے جاتا ہے دل سے کہتے ہیں
کہ کچھ [illegible] اس مقام سے چھوڑ دے استخوان ریزہ ریزہ ہوجائیں نہ ہاتھ پاؤں میں
طاقت نہ آنکھوں میں بصارت ساتھ والے سب بیکل خواجہ عمرو ہم سے زیادہ مجبور ناچار آج
افراسیاب کو [illegible] دست [illegible] یاب [illegible] چھوڑیگا شل نقش پا [illegible] افراسیاب
[illegible] زعفران [illegible] میں پہنچا ملکہ زعفران زعفران پوش اپنے کوہ فلک شکوہ پر بعید [illegible]

ہوا اور مسند جواہر نگار پر جلوہ فرما ہوئی کئی ہزار کنیزان خوش رو سیمین بر باہوش نکلیں جو حاضر ہین ایک کنیز نے پکار کر کہا
حضور دیکھیے آسمان سے کیا بلا آتی ہے زعفران نے سر اُٹھا کر دیکھا وہ کیفیت نظر آئی کہ زعفران کا چہرہ
زرد ہو گیا بہ نگاہ غور دیکھ کر پہچانا کہ افراسیاب جادو طبقہ زمین کا ہاتھ پر لیے ہوئے چند ستارے اُس
طبقہ پر چپک رہے ہین کئی مرد بھی بیہوش پڑے ہین اب افراسیاب مائل پستی ہوا ہے زعفران یہ دیکھ کر اُٹھ
کھڑی ہوئی اور کہا صاحبو جلد آراستہ ہو جاؤ محفل کو بھی درست کرو شہنشاہ افراسیاب کچھ گنہگاروں کو
پکڑ لائے ہین زمین پر اُتارے میری سرحد مین اُنکو قتل کریگا گنہگاروں کے خون سے ہاتھ بھریگا مین جا کر شفاعت
کروں ورنہ باعث خرابی ہوگا۔ کنیز زعفران جادو کوہ سے اُتری آراستگی محفل کو حکم دیا آپ خراماں خراماں
چلی گر افراسیاب زمین پر اُتر رہا ہے اُدھر سے چالاک بن عمرو افتان و خیزان آکر بیہوشی نخل کی آڑ پکڑ کر اسنے
بھی دیکھا کہ افراسیاب قریب آکر ایک چشمہ کے جوش مین اُتر رہا ہے اُدھر سے چالاک نے سینہ لپیٹ تاج جھٹکا
ہوا تیور پر بل زمین پر اُترنے اُترتے چشمہ کو نگاہ قہر سے دیکھا وہ چشمہ جوش مار کر اُبلا افراسیاب لے وہ
طبقہ زمین کا جس پر سرداران نامی و خواجہ عمرو و اسد نامور وغیرہ بیہوش پڑے ہین چیخ اُس چشمہ پر پھینک
مارا چالاک دور سے دیکھ رہا ہے اُس آب سحر مین ایک جوش و خروش پیدا ہوا موج دراز تک ہو جین بلند
کبھی مچھلیاں نکلتی تھین کبھی نہنگان خون آشام گھبرائے ہوئے لب دریا سے سر ٹکراتے تھے کبھی پانی
سے دھوان نکلا دیر تک صدائے ہاؤ بلند ہی بعد عرصہ دراز پانی کو سکوت ہوا جوش و خروش ہو توقف
ہو گیا چالاک نے دیکھا اب وہ آب نایاب مثل آب گوہر صاف شفاف موج مار رہا ہے بیرہ حباب بسطح
آب مین قائم ہین صاف اُن حبابوں سے ظاہر ہے کہ چشمہ کی آنکھین پتھرا گئین اب افراسیاب نے
چند سنگریزے اُٹھا کر دریا مین پھینکے وہ سنگریزے دریا مین گر کر ٹکڑے ٹکڑے ہوئے اب چالاک نے
دیکھا بیرہ بیر کوے جو دریا کے کنارے پر ہوتے ہین اکثر ناظرین نے دیکھا ہوگا سیاہ رنگت قد مین بہت
سے کم پیدا ہوتے یہ بیرہ بیر کوے نمایاں ہو کر مثل شعلہ جوالہ طرف اُن حبابوں کے جھپٹے ایک ایک
بیر کوا ایک ایک حباب سے لپٹ گیا کبھی زبان سے اس حباب کو چاٹتے ہین کبھی گرد چونچ مارتے ہین
افراسیاب اسطرح اُن غرقاب دریائے مصیبت و گرفتاران طلسم آفت کو بچا کے سحر زمین چھپا کر لپیٹا
ملکہ زعفران پوش یہ کیفیت دیکھ کر بدحواس کھڑی کانپ رہی ہے منہ سے آواز نکلتی تھی جب
افراسیاب بڑھا ملکہ زعفران نے جھک کر سلام کیا افراسیاب کی نگاہ جمال جہان آرائے زعفران

پھر پری سی ہنسنے لگا پوچھا ای ملکہ عالم تم کہاں ہوش کی سامنے کوہ زعفران ہی سر حد کیونکر مین حضور تشریف
لاے یہ کسکو حضور نے قید کیا یہ کون لوگ تھے افراسیاب نے زعفران کے ہاتھ مین ہاتھ ڈالدیا سوا
پر نگاہ کبھی آہ کبھی واہ صورت زعفران کی بہت پسند آئی جواب دیا مسلمانون نے بہت سر اٹھایا
تھا عیارون نے غضب ہنگامہ مچایا تھا لوح بھی لیلی اراده طلسم کشائی کا رکھتے تھے بدولت کو جب خیال
آیا لوح چھین لی سب کو لاکر اس تالاب مین قید کیا ای زعفران یہ سحر ساختہ سامری ہی اس سحر کے طریقے
مین افسونگری بھری ہی یہ سحر ابر دوار ہی دریا پر کرتے ہین بدولت نے تالاب پر کیا اب یہ سحر نایاب ہوا
دیکھنے والا آب آب ہوجاے ابر ریزی ہو اس آب سحر کی ایک ایک موج سنان جانستان یا خنجر بران
گرداب محیط آفت کنارہ اسکا کنارا صحراے قیامت یہ پیرکو بے جو مقرر کیے ہین چشم دشمنون کے چاٹ رہے
ہین چالیس دن مین گھلکر پانی پانی ہوجاینگے اب پناہ پانی مشکل ہی ہر ایک پیرکو ابر ہی دشمن کے ستانے
کی کامل تدبیر ہی پہلے استقبال افراسیاب ہزار ہا کنیزین بھی کوہ سے اتر آئی ہین چالاک بھی لپٹا ہوا آیا ہی
ایک کنیز کی شکل پر مجمع عام مین ملا ہوا چلا آتا ہی یہ سب باتین سن رہا ہی صحبت پر لیے سوارون کی سرو حشمت
رہا ہی افراسیاب بلا سے کوہ آیا زعفران نے تخت آراستہ کیا افراسیاب اسکے تخت پر بیٹھا گرد و کنیزان پری
پوش جمال زعفران پر مہر وفتہ افراسیاب نگاہ حیرت سے دیکھتا تھا لیلی انکھڑیون پر جو نگاہ پڑی نشہ ہوگیا
جھومنے لگا دل سے کہتا ہی زلفین عنبرین کو اگر سنبل سے مثال دون سراسر خطا ہی پیشانی نورانی پر
ماہ عالم افروز کا دھوکا ہی خال کو کس سے تشبیہ دون ستارہ سحری کہون یہ مثال بہت بعید ہی ابرو
ہلال عید ہی آنکھون کو چشم غزال سے مثال دینے مین دل کو وحشت ہی اسکے نظارہ سے دیدۂ دل کو
فرحت ہی گردش چشمان دلربا سے لیل و نہار کو حیرت ہی نرگس خود آنکھین چراتی ہی ان سے لب
آنکھ ملاتی ہی لب غنچہ سوسن دندان در مدن بات مین مسیحائی کلام معجز نظام مین دلربائی سینہ پر ناز
پستان سیوۂ باغ رضوان ہوسے سیال نازک معدوم عنقا کی جستجو غیر معلوم آگے مقام حجاب ہی ادب
دور باش کہتا ہی شکم صاف ملک دو زبان کا نشان ملا صدف بحر خوبی کہون غنچہ نا شگفتہ
مثال دون ساق بلورین شمع انجمن زیبائی کف پا سے مثال [illegible] جان ہاتھ آئے سراپا حسن
[illegible] ب صحراے سبزہ زار کوہ فلک شکوہ پر چمنستان کی بہار
[illegible] ایک ایک نخل زمرد سبز و شاداب دلربائی جب نسیم گل آئی ہی صبا عطر مجموعہ لاکر

سنگھاتی ہے افراسیاب نے جو کچھ رنج و ملال اٹھایا اس مقام پر بہار کو دیکھ کر غنچہ خاطر شگفتہ ہوا پہلو میں معشوقۂ زعفران ایسی خوشخو گرد اگرد کنیزان ماہرو سلسلۂ باغ پر بہار لیٹیں پھولوں کی آڑ ہی ہیں گلزار گلعذار جوبن اپنا دکھلا رہی ہیں جوانان چمن اکڑ رہے ہیں عندلیبان خوشنوا شاخ گل پر نہال

فاختاؤں کو کو کو وہاں نظم
پھول جو چاندنی کا ہے گل مہتاب ہے
ٹوٹ کر کوئی زمین پر جو گرا ہے گل سن
ہر چمن نور میں مطلع گل خورشید کا ہے
شبنم گلچین کو جو اصاف کہے جاتی ہیں
آب و تاب ایسی ہے جوش رنگ کی شادابی
شورش برگ درختاں ہے صدائے ارغن
باغبان مست صبا مست نسیم گل مست

نور پر آئی ہے امسال بہار گلشن
ہر شجر نور میں ہے غیرت نخل ایمن
گل کے تختے جو شگفتہ ہیں کئی اس لئے ہیں
سرخی لالہ و گل ہے شفق صبح سخن
آتش گل کو صبا اور بھی بھڑکاتی ہے
جھڑی سے جلو جاتے ہیں دُر عدن
فصل گل آئی ہے کیا باغ میں آگ لگی
بلبلیں نغمہ سرا ایک ہے قہقہہ زن

غیرت لالہ زار ہیں ہر ایک مرغ چمن
باغباں جیسے فلک سے کوئی تارا ٹوٹا
باغباں کہتے ہیں سب پھول ہیں ہر شام سوسن
چھپ گیا چاندنی کا پھول جو چمن میں کوئی
تختوں کی روش ایک ایک بنا ہے چمن
دل رنگین ہے ایک ایک ہوا کا جھوکا
ہر نگہ گل کے کھلنے میں سارے جوانان چمن
افراسیاب کی بھی چشمان پہ نگاہ

کبھی پھنسی گلشن حسن ملکہ زعفران پوش محبت کا دل میں جوش حسن دلفریب دیکھ کر بھول گیا کس کام کو میں آیا تھا وہ بھی بھول گیا یہ حال پر ملال ہو چالاک نے دیکھا دل میں سوچا کہ اے چالاک اگر عیاری کی کل امالیان چلے کو مع افراسیاب بیہوش کیا کیا مراد حاصل ہو گی رہائی سرداران نامی کی نہ ممکن اب کیا تدبیر کروں آنکھوں میں آنسو بھرے ہوئے افراسیاب کو جو دیکھا مصروف عیش و نشاط و خرمی فرحت و انبساط چالاک کا غنچہ خاطر پژمردہ ہوا اور وہ اپنا پہاڑ سے اترا ایک نخل کے سایہ میں آکر ٹھہرا تختۂ عقل پر فرزین فکر کو چپ کا کسیں بے انتہا سامنے آئی ہیں خانۂ فرح و انبساط کی صورت نہیں دکھاتی ہیں ستارہ گردش میں فلک بیدادی کی کوشش میں کبھی سوچتا ہے جا کر لشکر میں خبر کروں افراسیاب جادو بیان مصروف عیش رہے وہ لوگ سحر کر کے قیدیان بلا کو رہا کر لیں تالاب کو خاک میں ملادیں لیکن پھر کہتا ہے وہ سحر خانہ خراب افراسیاب ہے کسکی تاب ہے کہ جو اس تالاب پر دست انداز ہو کوئی اسکا ہمسر ہو تو اسکو یہ شرف میسر ہو بعد چند ساعت کے اٹھکا طرف باغ سیب کے چلا جا بیگاہ ہے کیا ہاتھ آئیگا اگر جا کر بہار بدبختی اٹھاؤں افراسیاب کو بیہوش کروں سراسر عقل کے خلاف ہے اسلئے بیہوش ہونے سے سحر نہ اتریگا جب یہ قتل ہو تب سحر ٹوٹے قتل ہونا اس بیچارے کا دشوار ایسے مقام پر کوشش

بیکار جب کچھ عقل نے کام نہ کیا روتا ہوا قریب اُس چشمہ کے آیا دیکھا وہ بیر کوسے حبابون سے لپٹے ہوئے
مین کراہنے کی سردارون کے آواز آتی ہے ایسی دردآمیز صدا ہے سنکر دل دکھتا ہے کبھی صدا سے بہار
آتی ہے کبھی آواز ثمود کبھی اپنے قبلہ و کعبہ کی صدا سنتا ہے کہ آوارہ کرتے ہین کبھی صدا اسد شیر دل ایسی
دردآمیز مصیبت خیز آتی ہے کہ جی چاہتا ہے اپنا گلا کاٹ ڈالون مگر یہ صداے وحشت انگیز سنو لی افراسیاب
کی زبان سے سن چکا تھا کہ یہ بیر کوسے چاٹتے چاٹتے جسم ان سب کے گلا جاینگے اندر چالیس دن کے
استخوان پانی ہوکر بہ جاینگے ان خیالات سے اور زیادہ دل بیقرار ہوتا ہے کبھی بلکتا ہے کبھی روتا ہے
کبھی قصد کرتا ہے کہ مین بھی اس دریا مین پھاند پڑون اپنے باپ کے ساتھ ڈوب جاؤن جان جاے
ای چالاک نام نہ ڈوبے بحر مصیبت کا جوش پراگندہ عقل و ہوش کوئی تدبیر نہین سوجھتی دل سے
کہتا ہے اگر اپنے کو تالاب مین گرایا ڈوب کر مرے گوہر مراد دستیاب ہوگا ایسی جگہ مرے ہزار دو ہزار
کوسے ڈوبو آخر خیال مین آیا کہ طرف قصر جمشیدی کے جلو چلکر کوکب روشن ضمیر کو خبر کردو یہ افراسیاب
کا ہم نبرد ہے حقیقت مین یہ بانی اُسکی پاپوش کی گرد ہے بیشک وہ رہا کر لیگا افراسیاب کو خبر بھی نہوگی
یہ سوچکر طرف طلسم نور افشان کے چل نکلا دو کلمہ ملکہ بران شمشیر زن کے سنیے کہ انکا دخل باغ نگارین
مین ہے یہ خبر بخوبی سن چکی تھی کہ طلسم کشا کو لوح ملی اب طلسم کشا واسطے طلسم کشائی کے جاینگے افراسیاب
لشکر کشی کریگا بڑے بڑے مقابلے پڑینگے باغ نگارین مین مسند جواہر نگار پر جلوہ فرما ہے ملکہ مجلس و ملکہ عمران
جادو و ملکہ شگوفہ سحرساز کئی ہوشربا شاہزادیان دست بستہ حاضر ہین ملکہ بران نے ان سب سے بیان
کیا کہ صاحبو یقین ہے طلسم کشا راستے طلسم کشائی لگے ہون افراسیاب لشکر جمع کر قیامت برپا کریگا
خبر لینا واجب و لازم ہے ملکہ شگوفہ نے عرض کی کسی ساحر کو روانہ کرون ابھی خبر منگاؤن مجلس نے دست بستہ
عرض کی اجی جان مین جاؤن وہان کا حال اپنی آنکھون سے دیکھ آؤن ملکہ بران نے فرمایا اسوقت
خود بخود دل کو انتشار ہے خدا خیر کرے ایسا نہو افراسیاب نے فساد عظیم برپا کیا ہو جبتک کوئی یہان
سے پہونچے کوئی خرابی درپیش ہو جاے شگوفہ نے قریب آکر عرض کی حضور تو خیر اپنے والد نامدار کی
زبان سے سن چکین کہ افراسیاب آیا آپ کے والد سے مقابلہ ہوا بدون حصول لوح پلٹ گیا حضرت
مصور و صورت نگار کو زنہاری مین لے گیا اب سب طرح خیر و عافیت ہے ملکہ بران نے کہا ای شگوفہ
ابھی جو میری آنکھ لگی شاہزادہ ایرج نوجوان کو عالم خواب مین دیکھا فرماتے تھے کہ ملکہ اسد غازی

کی خبر لو ہمارے بھائی پر بڑی مصیبت ہے غفلت تمکو مناسب نہیں ہرای شگوفہ مین نے چاہا اور کچھ
پوچھوں بخت بیدار سو گیا آنکھ کھل گئی کیا دل کی کیفیت کہوں نظم

برگشت زمن چو یار برگشت
گفتم رخ آرزو بہ بینم
باز آمد و شرمسار برگشت
از آتش دیدہ و داغ اشک
صیاد کہ از شکار برگشت
در کوچہ عشق خار ریزد
کر از دل من فسار برگشت

بس گریہ کہ در گلو گرہ شد
آئینہ اشک یار برگشت
از دیدہ خیال دوست امشب
از دیدہ اشکبار برگشت
کے غنچہ دل شگفتہ گردد
آنکس کہ ز کوے یار برگشت
بنشینم و صبر را کنم یار

از من رخ روزگار برگشت
خوناب دل از کنار برگشت
صد دہ بہ نسیم غم دل
تا دیدہ مرا ز عہد برگشت
پندار کہ خون دل بریزد
ہر گہ کہ ز ما بہار برگشت
صد شکر کہ دردمند عشقم
تا یار مرا شود خریدار

ای شگوفہ عجب کشاکش میں ہوں کچھ بن نہیں پڑتا مگر یہ خواب بیدار دیا ہے صادق ہے اس حسرت
سے فرمایا کہ ملکہ ہمارے بھائی کی خبر لو اسوقت تک یہ نقشہ آنکھوں کے نیچے پھر رہا ہے حقیقت
مین اسد نامدار سے وہ انتہا کی محبت رکھتے ہین مدتوں ساتھ رہا فرماتے تھے کہ مجھکو طلسم ہوش ربا
مین لیچلو مین چلکر اپنے بھائی کو رہا کرون یا جان دون مین نے جواب دیا تھا ای شہریار طلسم ہوش ربا
بہو شہر ہای افراسیاب ساحر کیسا ہے کہ وہ کاوش بیکار ہے وہان جانا دشوار ہے ای شگوفہ کیا کہون کیسا
وہ شیر دل تڑپتا تھا اسد غازی کے گرفتاری کا حال سنکر کلیجہ انکا دھڑکتا تھا اگر مین انکو یہان
لاتی کسی بلا مین مبتلا ہو جاتے سیدھے سپاہی ہین یہ نہین جانتے کہ طلسم کیا چیز ہے کہتے تھے کہ جاتے
ہی افراسیاب کو قتل کر ونگا ای شگوفہ مین نے اکثر کہا کہ افراسیاب سحر بند ہے اسکا قتل ہونا ناممکن
تو جواب دیا کہ جب تلوار کھینچ لی کوئی سحر طلسم سامنے نہین آتا بھلا ایسے جاہلون کی بات کا کیا جواب
مگر آج مین نے انکو بہت پریشان پایا خواب مین بیقرار ہو کر فرمایا کہ ہمارے بھائی کی خبر لینا بیشک
اسد غازی پر کچھ افتاد پڑی ایک ہفتہ سے کچھ احوال نہین معلوم مین خود جاؤنگی دیکھون کیا
ہنگامہ درپیش ہے یہ باتین تھین کہ آسمان پر برق چمکی دیکھا ماہ رخسار نامے کنیز ملکہ مہرخ کی بال
کھولے ہوئے گریبان ڈالان سے سر سے پا سر پریشان آکے پہونچی ملکہ پر ان نے کہا ماہ رخسار
خیر تو ہے قدمون سے لپٹ گئی اور رونے لگی کہا حضور چشم زدن مین گلزار لشکر مین خزان آئی

فلک کج رفتار نے عجیب کیفیت دکھائی اسقدر بیقرار ہوکر کلام کرنا دشوار ہوا اور روتے روتے ہچکی لگ گئی رونے پر ماہ رخسار کے سب اہالیان دربار رونے لگے ملکہ بران نے اپنے ہاتھون سے ماہ رخسار کے آنسو پونچھے کہا ماہ رخسار شاد مفصل حال بیان کرو کلیجہ ٹکڑے ہوتا ہی ہمارے دل کو پہلے خبر ہو چکی ہی ہم ابھی اسی ذکر مین مصروف تھے آخرہ خواب وخیال ہمارا ظاہر ہوا رویاے صادق تھا ماہ رخسار نے ضبط کرکے کہا حضور اول لوح طلسمی قبضے سے گئی اب آج گیلہ سردار و عیار ایک خیمہ مین صلح کر رہے ہین افراسیاب آکر سپہ پاسب کو گرفتار کرکے لے گیا اب لشکر کا کوئی دستگیر نہین ہر فوج کے تھمنے کی کوئی تدبیر نہین ہی لشکر مین تلاطم ہی فوج والے بھاگے جاتے ہین تین افسران نامی گرامی عمرو واسد نامور و ملکہ مہرخ خوش سیر یہ بھی گرفتار ہوے اب لشکر کو کون سنبھالے جوہر داران نامدار مین انکی کون سنتا ہی اگر دو چار دن یہ لوگ لشکر مین نہ آئے پڑاو چھوٹ جائیگا یہ حال حسرت مآل سنکر ملکہ بران بیقرار ہوگئی شگوفہ سے اشارہ کرکے کہا دیکھ نیا گل کھلا یہ فرماکر اسیوقت اسباب سحر ذات پر آراستہ کیا اژدر مہرہ جوڑے سے نکالکر چلایا فرمایا یہ بھی دریافت ہی کہ افراسیاب ان سب صاحبون کو لیکر کہان گیا کسین قید کیا یا خدانخواستہ ان قتل مین مصروف ہی ماہ رخسار نے عرض کی چالاک بن عمرو بہ تلاش جستجو خبر سب صاحبون کو سمجھا کر گئے ہین واپس نہین آئے ہین اول حضور لشکر اسلام مین چلین اہالیان فوج جو گھبرائے ہوے ہین انکو تسکین دیجیے یقین ہی چالاک بن عمرو خبر لیکر آئیگا جیسا مناسب وقت ہو انتظام کیجیے بران نے کہا بیشک پہلے لشکر ہی مین جانا مناسب ہی یہ فرماکر طاؤس قدین بال پر سوار ہوکر کچھ وتنہا چین گر صورت شاہزادہ ایرج نوجوان آنکھون کے نیچے پھر رہی ہی اس بیقراری مین یہ اشعار زبان پر جاری ہین اشعار

بجاے اشک آنکھون سے لہو ہیم نکلتا ہی — بھرے سینہ مین شاید حسرتون کا دم نکلتا ہی
دل ناشاد سے یون نالۂ پر غم نکلتا ہی — عزا خانہ سے جیسے صاحب ماتم نکلتا ہی
بہت اس شوخ کا آنکھین لڑانا یاد آتا ہی — کوئی بادام مین بادام جب توام نکلتا ہی
جگر و سینا سبب دل مین نہ یاد ہو نوک مژگان کو — یہ وہ کانٹا ہی جو پاے جگر سے کم نکلتا ہی
یہ رعب حسن ہی جب وہ مخاطب ہم سے ہوتا ہی — جواب اسکے حضور اپنی زبان سے کم نکلتا ہی
گذرتا ہی جہان سے جب تمہارے دید کا کشتہ — تو اسکا آنکھون کے رستہ سے آخر دم نکلتا ہی

ادا پر اُس ستمگر کے نہ تلواریں چلیں کیونکر | کہ اُسکے بانکپن پر اور ہی عالم نکلتا ہی
الجھتا ہی عبث ہر دم یہ کہہ دے کوئی شانہ سے | نکالے سے کہیں اُن گیسوؤں کا خم نکلتا ہی
تماشہ راز دان عشق کرتا ہوں جو پہلو میں | سوائے دردِ دل کوئی نہیں محرم نکلتا ہی
وہ بد قسمت ہوں جب بہر دوا تجویز کرتے ہیں | زہر میں ای فلق تریاق مثل سم نکلتا ہی

اس حال پر ملال میں بصورت آئینہ حیران مثل زلف پریشان یاد ابروے دلدار میں چھری کلیجے پر چل رہی ہے آہ آتشناک قلب سے نکل رہی ہے کبھی خیال آتا ہے اگر کوئی محبوب قریب ہوتا جا کر نظارہ جمال کرکے عرض کرتی ای شہنشاہ خوبی و ای سرو باغ محبوبی آپ نے جو فرمایا جان نثار حاضر ہی جستجو میں آپ کے بھائی صاحب کے نکلے ہیں دعا کیجیے مقام اُنکا دستیاب ہو جان لڑا میں اُنکو قید سے چھڑا ئین لیکن یہ بھی خیال خام تصور ناتمام ایسے خوش نصیب نہیں ہیں کہ کوچے محبوب میں گذر ہو سیر بہشت میں عمر بسر ہو مگر سابق میں تحریر ہوا کہ وہ طبوسے جب افراسیاب جادو چلا تھا حیرت جادو بیقرار ہو کر جستجو میں اپنے شوہر کے روانہ ہوئی اتفاقات قضا و قدر سے ادھر حیرت جادو آئی ہے ادھر سے یہ مبہوت عشق گرفتار محبت اسیر زندان مصیبت سوختہ تن ملکہ بران شمشیرزن جیسے اسد نوجوان میں نکلی ہے حیرت جادو سے سامنا ہوا اُسنے ملکہ بران کو دیکھا شاید حیرت کو کچھ خبر معلوم بھی ہو چکی ہے کہ افراسیاب نے کچھ کار نمایان کیا دیکھتے ہی بران کو مثل شعلہ جوالہ بھڑکی دوہیں سے للکارا چھوکری کہاں جاتی ہے تمہارے مددگار سب خاک میں ملے لی طلسمی شہنشاہ نے چھین لی تمہاری بھی قضا دامنگیر ہوئی اب مجھ سے بچکر کہاں جاؤگی بڑے بڑے صدمے الیاس ہوش ربا کو پہونچانے ہیں کس جوش میں نیچے چل پڑا دن قہرا دیا ہے خون دل اُن خشک کیا آ جنگ اُسکا طال ہے اب آج تمہارا اچھا محل ہے ملکہ بران شمشیرزن اسوقت ساغر یاد محبت ایسے نوجوان میں مدہوش غم دین و دنیا فراموش سر جھکائے ہوئے جاتی ہے حیرت نے جو آواز دی صدا سحرت کان میں آئی پلٹ کر دیکھا فرمایا ای حیرت تو بڑی بے غیرت ہے نہ نے اور جس سے صلح نے کیا کیا ذلت اُٹھائی لیکن شرم نہ آئی پھر منہ چڑھتی ہے یہ کہکر جلنے لگے تمثل صحرا جلنے لگی کبھی آگ برسی کبھی بارش آب دونوں حسین جمیل یہ حور پیکر وہ سیم بر یہ سرو باغ خوبی وہ رنگ دیوے گل حدیقہ محبوبی یہ سحر و ساحری میں طاق وہ فن افسونگری میں شہرہ آفاق بجلیاں چمک رہی ہیں کبھی رعد

لی گرچ برق کی تڑپ حیرت نے سحر کیا بہاران لڑائی کبھی بہاران نے اخترِ مروارید چھینکا حیرت گھبرائی
ایک کا پنجہ دوسرے پر قابو نہیں ہوتا ایک نے آگ برسائی اُسنے باران تر برسا کر ٹھنڈا کیا اسنے گولہ
مارا اُسنے رد کیا سوال جواب انہیں ہو رہے ہیں فضائے کارزار میں مہتر چالاک بن عمرو کوہ زعفران
سے یہ حالِ قتل اسد و عمرو کا دیکھکر چلا تھا اس خیال میں کالنگے کو تا بہ قصرِ جمشید پہونچاؤں کیفیت
گرفتاری طلسم کشا سناؤں اس مقام پر آکر پہونچا دور سے دیکھا صحرا میں ہنگامہ گیر و دار بلند ہے گھبرا گیا
خداوندا یہ کیا ماجرا ہے کون لڑ رہا ہے جب نزدیک آیا دیکھا ملکہ بہاران شمشیرزن و حیرت پرفن و دلوں
انہیں سحر و ساحری میں مصروف ہیں دو ملکین ہیں کہ گتھی ہوئی ہیں دو ستارے چمک رہے ہیں
دو برقین تڑپ رہی ہیں حیران کہ اے چالاک یہ کیا ماجرا ہے شاید یہ خبر وحشت اثر سنکر ملکہ بہاران چلی
تھیں راہ میں حیرت نے روکا دونوں سحر و ساحری میں بے نظیر ہیں غالب و مغلوب ہونا دشوار
کچھ تدبیر مناسب ہے کیا اسکے اگر انگ روغن عیاری کا نکالا صورت ملکہ صرصر شمشیرزن کی بنکر تاب ہوا
گوشہ سے نکلا آواز دی ای خاتون محل شہنشاہ ای ملکہ حیرت عالیجاہ آج یہ دخترِ کوکب نہ جانے پائے
شہنشاہ نے کل کا خاتمہ کیا اسد وغیرہ کو قید کرلیا بس آج لڑائی کا خاتمہ ہے میں بھی آپہونچی اس
چھوکری کو گرفتار کیجیے مہلت نہ دیجیے حیرت نے جو صرصر کو آتے ہوئے دیکھا خوش ہو گئی کہا
صرصر قریب آؤ یہ دخترِ کوکب بڑی منہ زور ہے مجھ سے لڑ رہی ہے میں کیا اب اسکو جانے دونگی تو تماشا
دیکھو صرصر نقل نے کہا واری میں آئی یہ شوخ دیدہ گیسو بریدہ میرا کیا کرسکیگی یہ کہتا ہوا چالاک بپاس
حیرت کے پہونچا پہلو میں آکر آواز دی ای ملکہ عالم بچیے دیکھیے اسنے گولہ پھینکا اخترِ مروارید نکالا
حیرت اُدھر ملتفت ہوئی چالاک قریب پہونچ چکا تھا حلقۂ کمند مارے گلے میں پڑے اور کھینچ لی چالاک
نے جھٹکا مارا گرتے گرتے حباب بیہوشی مارا حیرت گر کر بیہوش ہوئی اب نعرہ کیا نعرۂ چالاک

بہادری سن آنم چست و چالاک
خلیفۂ اولم چالاک نامم
بچشم دشمن اندازم کف خاک
نہ آید باد گرد تیز گامم

ملکہ بہاران نے دوڑ کر چالاک کو گلے سے لگالیا کہا ای چالاک
کیا کام کیا ہے منہ زور دانہ سے اس سے مقابلہ ہو رہا تھا حرامزادی چوٹ نہ کھاتی تھی چالاک چیخ کر
رو دیا کہا اے ملکہ عالم ہمارے برابر کون نالائق ہو گا قبلہ و کعبہ گرفتار ہوئے سب معاملہ آنکھوں
سے دیکھا اور اسباب ملیحہ کا طبقۂ زمین کا اٹھا کر لے گیا سرحد زعفران کوہ میں ایک تالاب ہے

لیجاکر سب کو پھینکدیا ایسا سحر بنایا مین نے کبھی آنکھون سے یہ شعبدہ نہین دیکھا مگر اب اسوقت ایک
صلاح مین بڑی فلاح ہے حیرت کو گرفتار کیا آج افراسیاب کو وہ داغ دو کہ عمر بھر یاد رکھے حیرت جادو کو
اپنی شکل بناؤ تم بشکل حیرت بنو اور اس بلموسہ کی زبان مین سوزن دوز گرفتار کرکے بر سر کوہ زعفران لیجاؤ
افراسیاب سے کہنا مین نے راہ مین دختر پران دختر کوکب کو گرفتار کیا چونکہ یہ دختر کوکب ہے اسکے
قتل ہونے سے بڑا مطلب ہے میرے قتل کرنے سے یہ نہ مریگی آپ سحر کرکے اسکو قتل کیجیے کوکب کو داغ
تازہ دیجیے باتون مین سمجھانا یہ کلمات سنانا کہ روح روان نور افشان ہے جاہ و جلال کا سکا مثل آفتاب
عالمتاب درخشان ہے کوکب کی کمر ٹوٹ جائیگی داغ اولاد نوجوان مین ساری سحر و ساحری بھول جائیگا
ایک دن مین چلکر طلسم نور افشان مین قبضہ کر لیجیے جب افراسیاب مشغول ہو کر اسکو قتل کریگا مین
تمھارے عقب مین آتا ہون جسطرح بن پڑیگا زعفران کو بیہوش کرکے افراسیاب کو بیہوش کرینگے
یہ تو ظاہر ہے کہ اسکا قتل ہونا ممکن نہیں اسکو بیہوش کرکے مین پرا رہنے دینگے زعفران زردرو کو
بھی قتل کرینگے وہان سے بلموسہ جوش مین نالہ پر گردش دریاے خون روان خشک کرکے دلارون
کو اپنے ہمراہ جب افراسیاب بیدار ہوگا لاشہ اپنی ہمنشین کا دیکھکر سر ٹکرا ٹکرا کر جان دیگا اسکی
بدحواسی مین لوح طلسمی کی فکر کرینگے جستی و چالاکی جو چالاک نے صلاح ملکہ بران کے بیان کیا
بران خوش ہو گئی مثل گل شگفتہ ہوئی کہا اے چالاک کیا خوب بات سوچی ہے مین بڑے لطف سے
اس شہزادی کو اپنی شکل بناؤنگی آپ اسکی شکل بنکے اسکو لیجاؤنگی بیشک ہاتھ سے افراسیاب
کے قتل کراؤنگی مگر تم اپنے کو جلد پہونچانا ورنہ بگڑ جائیگا چالاک نے کہا مین برابر تمھارے پہونچونگا
آتے ہی زعفران کو پکڑ لونگا دیکھو تو کس خوبصورتی سے شہزادی کو بیہوش کرتا ہون اے ملکہ عالم
اس عیاری سے بڑا لطف ہوگا قبلہ و کعبہ بہت تعریف کرینگے تمام طلسم ہوش ربا مین مشہور
ہو جائیگا کہ ملکہ بران ذی شان و چالاک جلالت نشان نے ملکہ حیرت جادو و ایسی ساحرہ کو
ملکہ بران بھی گھبرائی ہوئی چالاک بھی منتشر ناظرین پر واضح ہو کہ اس عیاری مین بہت بڑا
عیب ہے مگر چالاک نے اسوقت اسکے عیب و ہنر کو نہین سمجھا چونکہ اپنے والد نامدار و سرداران
عالی وقار کو مبتلاے سحر مصیبت دیکھکر آیا ہے ہوش و حواس سالم نہین ہے معیوبی اس عیاری کی وقت پر
تحریر ہوگی موافق صلاح سنجان عالی وقار تقریر ہوگی جو کچھ چالاک نے کہا بران نے قبول کیا

حیرت کو بشکل بران وبران کو بشکل حیرت آراستہ کیا زبان مین حیرت کے سوزن دیا بران نے ایک تخت سحر تیار کیا حیرت کی شکلین بانڈھ اُسی تخت پر ڈال دیا سحر بھی صورت کا حیرت کے تیار کیا چالاک سے کہا ای ہمزبانو سور تمھارے حکم کے بموجب مین بر سر زعفران کوہ جاتی ہون مگر تم تو صد نہ کرنا بہت جلد آنا چالاک نے عرض کی کہ اے ملکۂ عالم میرے دل کو لگی ہوئی ہے سر کو پانون بناؤن گا شل باد صرصر اڑا ہوا آؤن گا اس حال پر ملال مین سرداران نامدار و والد عالی وقار کو دیکھا ہی میرے دل کو صبر آئیگا ای ملکۂ عالم جب پیر کوسے جیالون کو جاتے مین کراہنے کی آواز آتی ہی کہ زمین تھراتی ہی میرے کلیجے پر چھریان چل رہی ہین کبھی الیاس حزنگاہ سے نہین گذرا ملکہ بران نے کہا افراسیاب کا ہفت اقلیم مین مثل نہین ہی ای چالاک قبلہ وکعبہ مرد سپاہی ہین جرأت کے جوش مین افراسیاب پر جا پڑتے مین ورنہ کوئی اُسکا ہم نبرد نہین ہی بخوبی آپسمین صلاح کرکے بران شمشیر زن نے بصورت حیرت تخت آڑایا چالاک با نہاے عیاری سے آراستہ ہوکر مثل ہوا کے آرہا ہوا طرف زعفران کوہ کے چلا ان دونو کو راہ مین چھوڑیے دو کلمہ حال افراسیاب کے بیان لکھے جاتے مین خمسہ موافق مقام

عنادلِ گل روے تو گلعذار انند | اسیر دام بلاے تو دل شکار انند
عبار راہِ وفاے تو شہسوار انند | غلام نرگس مست تو تاجدار انند
خراب بادۂ لعل تو ہوشیار انند

ہمارے مد نظر تھے بہت نشیب و فراز | نہ کوئی واقف اسرار تھا نہ محرم راز
پہ کیا کرے کہ یہ ہی اقتضاے ناز و نیاز | ترا صبا و مرا آب دیدہ شد غماز
وگرنہ عاشق و معشوق راز دار انند

خرام ناز سے پامال ہی جہان بکسر | ہی عاشقون کا ترے ساتھ اک لشکر
وے ملین بچھا حال پر کسی کے نظر | بہ زیر زلف دوتا چون کنی نگہ بنگر
کہ در یمین و یسارت چہ بیقرار انند

ہمارے جلنے سے کیا تجھکو کیون لگی ہی لو | سنے نہ ایک تری تو تبا مین باتین سو
یہان نہین کوئی دیوانہ جو کرے تگ و دو | نصیب ماست بہشت ای خدا شناس برو

اگر سخن کرامت گنہ بکار باشند

ہے ہجر پریشان و لیکن آیہ رنگ سخن
لگے ہے تیرہ دردن: اعتنا اسکی بات نہ سن
ہے تازہ تو یہ ابھی یاد کر شراب کہن
بیا بہ میکدہ و چہرہ ارغوانے کن

مرو بصومعہ کانجا سیاہ کارانند

وہ کون ہے کہ نہیں پابستہ دام ہوس
پڑا ہے شور زمانے میں اے نسیم نفس
ہوئے ہیں زمزمہ سنج وفا کس و ناکس
نہ من بران گل عارض غزل سرایم و بس

کہ عندلیب تو از ہر طرف ہزارانند

سیاہ پوش ہے کل خلق اک جہان غمگین
ہمارے کہنے کا جو اگر نہ آئے یقین
وہ کون ہے کہ پریشان و خستہ حال نہیں
گذار کن چو صبا بر بنفشہ زار ببین

کہ از تطاول زلفت چہ سوگوارانند

ہیں اور چند ہوسناک عاشقی دشمن
ہیں خاریان تہ پا ان ہیں زیر ان توسن
ہوئے ہیں راہبر و جلوہ گاہ رشک چمن
تو دستگیر شو اے خضر پے خجستہ کہ من

پیادہ میروم و ہمرہان سوارانند

نہیں امید ہاں نہ آرزوئے خلاص
ہے ناگوار بآجی کو گفتگوئے خلاص
نہ مجھ سے ہنسنے کی ہک و دو نہ جستجوئے خلاص
ز دام زلف تو دل را نباد روئے خلاص

کہ بستگان کمند تو رستگارانند

ہے سر پہ خاک کلہ گرد ہے لباس بدن
غبار فرق سے تا میدہ جبین روشن
کدورت دل غمگین جبیں ہے پیراہن
ز نقش چہرۂ حافظ ہمی توان دیدن

کہ ساکنان در دوست خاکسارانند

مورخان جادو نگار بردہ کاتبان فصاحت تحریر اس داستان حیرت بیان کو بعبارت سلیس کیفیت ظرافت یوں تسطیر فرماتے ہیں کہ افراسیاب جادو بعد شکوہ برسر زعفران کو خوش بٹھا ہے ناچ سامنے ہو رہا ہے پری رخساران حور طلعت معشوقان خوبصورت سامنے حاضر ہیں زعفران زعفران پیچ ایسی غنچہ دہن یاسمن بو غنچہ حسین جمیل بصد ناز و ادا شکن جام مئے ارغوانی گردش میں نشہ دولت سے

بدست ساغر بادۂ کبر ونخوت کا خمار کبھی غافل کبھی ہشیار رچاہتا ہی زعفران کو تخلیہ مین لیجاؤن
اُس سے خندر وعدہ ستم کا لاکرون مگر زعفران اپنے کو بچا رہی ہی کبھی تیور پر بل آیا کبھی منت کبھی خوشامد
افراسیاب نشہ مین کہتا ہی ای جان جہان وای آرام دل مشتاقان ہمارا کہنا مان تو تمھارا مرتبہ بڑھا دینگے بادشاہ
طلسم ہوش ربا بنا دینگے حیرت جادو کیا شئے ہی تیری محبت مین دل بیکل ہی تنہائی مین چلو تم سے ہمین کچھ
کہنا ہی زعفران گھبرا گئی جواب دیا ای شہنشاہ مین تو حاضر ہون ارشاد فرمایئے سب کنیزین حاضر ہین بدمستی
نہ کیجیے ہاتھ وسینہ نہ بڑھایئے دست درازی ہمکو ناگوار ہی زبردستی بیجا ہی دیکھو مجکو ہاتھ نہ لگاؤ سلیقہ
سے بیٹھو مین بدنام ہو جاؤنگی تمھارا یہی کام ہی ایک کو ساڑی ایک کو بدحالی حیرت ایسی معشوقہ کو شغل
بناتے ہو حسن مین بے نظیر صاحب تحریر وتقریر سحر مین زبردست شراب حسن سے مست صاحب حسب و
نسب بیٹی حیات جادو کی جبکا سحر مین وہ نکاہی قلب پر ہر ساحر کے اُسکے نام کا سکہ ہی دونون بھائی اُسکے
نیرنگ عنقا صورت گیرنگ عنقا صورت شاہزادگان والاقدر دایہ اُسکی ملکہ سوسن زبان دراز
خود سحر وساحری مین یکتا مسلمانون سے کیسا کیسا لڑ رہی ہی اسوقت جوش مین آپ ایسا فرماتے ہین
مین کیا اُمید کرون گھڑی بھر کے لیے بدنام ہون بس معاف فرمایئے افراسیاب نشہ مین کہتا ہی ای
زعفران تم سے ہمیشہ یہی رسم وراہ رہیگا اس پہلو کو مثل گلدستہ آراستہ کر دونگا تختگاہ ہوش ربا قرار
پائیگا ہر ایک بادشاہ تمھاری قدمبوسی کو آئیگا یہ کہکر افراسیاب نے یہ اشعار عشق آمیز محبت انگیز
سامنے زعفران زعفران پوش کے پڑھے کہا او ملکہ عالم ان اشعار کو بگوش ہوش سنو نظم دل پذیر

ہی ترے کان زلف عنبر لگی ہوئی
پر کیا کرین کہ مہر ہی منہ پر لگی ہوئی
سمجھت کو عشق دیکھو نہ اس خاکسار کی
ہی پھانس سی کلیجے کے اندر لگی ہوئی
سینے مین دل کے بیٹھنے والے ہزار ہا
کھڑکی ہی جو نقاب کے اوپر لگی ہوئی
ای ذوق دیکھ دختر رز کو منہ لگا

زلف بھی یہ نہال برابر لگی ہوئی
جاتے بغیر خون کوئی بچتی ہی تیری تیغ
ہی تن پہ خاک کوچۂ دلبر لگی ہوئی
کرتی ہی زیر برقع فانوس تاک جھانک
کندھے ہی اُسکی راہ کندہ پہ لگی ہوئی
منہ سے لگا ہو ہمکو اگر جام ہی تو کیا
چھٹتی نہین ہی منہ سے یہ کافر لگی ہوئی

بیٹھے بھرے ہوئے ہین خم مے کی طرح ہم
ہی یہ تو چاٹ اسکو ستمگر لگی ہوئی
نکلے ہی کب کسی سے کہ اُسکی قفل کی تو
پروانے سے ہی شمع مکرر لگی ہوئی
یہ چاہتا ہی شوق کہ قاصد بجای مہر
ہی دل سے یاد ساقی کوثر لگی ہوئی
زعفران زعفران پوش ان

اشعار کو سنکر ہنس پڑی کہا ای شہنشاہ آپ کو تو پورے دیوان شاعرون کے یاد ہین آپ خود

بھی متلون ہین نظم و نثر سے ماہر ہین اس لئی جو بی کو بجھائیے ایسے اشعار زبان پر نہ لا مجھے جلد
زعفران زعفران پوش اپنے کو بچاتی ہے مگر افراسیاب نہین مانتا کبھی غصہ کرتا ہے کہتا ہے زعفران
تم ہماری بات کو نہین سمجھین اگر موتی پرودون مجھسے زیادہ تمکو محبت ہوا ابھی ہاتھ پھیلا کے لپٹ جاؤ
سعد ہنا اصلی کی خود خواہش کرو زعفران ہاتھ باندھنے لگی کہا اے شہنشاہ واسطہ سامری کا ایسا ارادہ
نہ کیجیے اگر آپ نے سر سے میرا دل الٹ دیا اور باعث میری رسوائی کا ہوا حبیب ہوش آئیگا اپنے کو ہلاک
کر ڈالونگی مصیبت مین میری جان جائیگی افراسیاب اور زعفران سے یہ باتین ہین عشق و محبت کی گھاتین
ہین کہ ایک آسمان پر بجلی چمکی دیکھا ملکہ حیرت جادوگران شمشیر زن کی شکلین باندھے ہوئے تخت
اڑاتی ہوئی آتی ہے زعفران شرما کر کھڑی ہو گئی افراسیاب بھی حیرت کو دیکھکر ذرا پہلو تہی کرنے لگا
اس خیال سے کہ حیرت آزردہ ہوگی سنبھلکر بیٹھا ناچ وغیرہ موقوف ہوا حقیر نے جو خدمت ناظرین مین
عرض کیا تھا کہ اس عبارت مین بڑا معیوب واقع ہوا اب وہ خرابی ناظرین پر واضح ہوتی ہے یعنی جیسے ہی
تخت حیرت قریب آیا افراسیاب بطور خوشامد کھڑا ہو گیا بے اختیار پکارا تمہا صاحب امین تمھارا
نہایت مشتاق تھا ای ملکہ عالم تمھارا اسوقت کیونکر آنا ہوا اس دختر کوکب کو کہان پایا میری آنکھین
تمکو ڈھونڈھتی تھین یہ کہکے بے اختیار اشعار شوقیہ پڑھنے لگا اشعار شوقیہ

کیا ہو زبان خامہ سے شرح کلام شوق
دفتر ہو گر لکھون سخن ناتمام شوق

ہے آج سے نہین ہے یہان انتظام شوق
مدت سے ہے علاقۂ دل ہا سے نام شوق

ظاہر ہے قدر و منزلت و احترام شوق
زاہد بیان کعبۂ دل ہے مقام شوق

کہتا چلا جو نامہ بر دن سے پیام شوق
گھر تک بھی یار کے نہ ہوا اختتام شوق

ہو دے نہ کوئی حسرت و اندوہ و یاس کو
در ہے خاک دل پہ ہے یہ اذن عام شوق

دکھلائے کیون سپہر طلسم جمال یار
جام جہان نما سے زیادہ ہے جام شوق

ترساؤن اسکو ترک ملاقات یار سے
جی چاہتا ہے دل سے مین لون انتقام شوق

رہتی ہے دل مین یاد تری چشم مست کی
عالم شراب عشق سے رہتا ہے جام شوق

چھوڑا نہ کوے یار کو دیوانگی مین بھی
مجنون کے بعد ہے یہ ہم اختتام شوق

پابست عشق زلف سے چھٹنا محال ہے
مرغ دل حزین ہے گرفتار دام شوق

زینت سے وقت کرنے میں جب بگاڑ ذوق میل | بنتا ہے لاکھ ہو نمونہ پہ رنگ کلام شوق
رکھتا ہے راہ عشق میں اے کبک گر قدم | بسمل سے پہلے سیکھ لے طرز خرام شوق
دیتا نہ جان اپنی جو پشیمان یار پر | ہوتی نہ اختیار میں میرے لگام شوق
باقی ہے عشق رفتہ کا پیری میں بھی نشان | داغ دل و جگر میں قلق نقش کام شوق

یہ اشعار عشق آمیز جو افراسیاب نے آنکھ ملا کر ملکہ حیران سے پڑھے یہ معشوق نا کتخدا ان کلمات ذوق شوق سے گوش حق نیوش نا آشنا صاحب شرم و حیا خالی از ناز و ادا حسین سیہ پردہ دختر کوکب روشن ضمیر عالی جاہ صاحب حشمت و ثروت گل گلزار حدیقہ سلطنت یکہ تاز میدان جرات شہسوار عرصہ شوکت عاشق جمال ابیح نوجوان معشوق دلستان یہ کلمات سنکر ہوش و حواس پراگندہ ہو گئے دل دھڑکنے لگا کلیجہ خیال عصمت میں پھڑکنے لگا دل سے کہا او خانہ خراب یہ کیا کیا بیٹھے بٹھائے اپنے کو رسوا کیا اس بیجا سے کیونکر آبرو بچیگی مرد شرابی جاہل جبل بدزبانی کا عادی نشہ نخوت سے چور مست مغرور ایسے ایسے جو خیال محال دل میں آئے تخت تو زمین پر اٹھا لیکن رنگ متغیر چہرہ اوس عالم یاس خیال آبروریزی در پیش جان جانے کا پس و پیش شرمندہ از کردہ خویش مغموم مہموم دلریش بشکل تصویر خاموش دریائے قہر و غضب کا جوش سر جھکا کر کرسی پر بیٹھی بات کا افراسیاب کے جواب بھی نہ دیکی افراسیاب کیا سمجھا کہ حیرت کو غصہ ہے زعفران جادو جو میرے پہلو میں بیٹھی تھی حیرت کو اسکا ناگوار ہوا زعفران سے کہا دختر کوکب کو ستون سے باندھ دو زعفران نے اسی عالم میں حیرت کو جو شکل حیران ہے ستون سے باندھ دیا اب افراسیاب طرف ملکہ حیران کے اپنی زوجہ جان سے کہا عذر کرنے لگا کہ ملکہ حال تو کہو دختر کوکب کو کہاں پکڑا کیونکر سحر کیا ملکہ حیران نے ڈرتے ڈرتے سر جھکا کر اتنا جواب دیا کہ میں راہ میں آتی تھی وہاں یہ ملی لڑائی بڑی میں سحر میں غالب آئی گرفتار کر کے لے آئی اتنا نہیں کہ سلطنت کے اسکو قتل کیجیے یا سزا دیجیے دل سے کہتی ای حیران یہ کیا غضب ہوا گودے چالاک مکار نے مجکو عجب بلا میں پھنسایا دیکھیں تقدیر کیا دکھاتی ہے کیسی پیش آتی ہے کبھی آنکھیں پھاڑ پھاڑ کے چہار جانب دیکھتی ہے کہ چالاک کمبخت نے آیا اور آنکا تو میں کیونکر بچا ہونگی جسقدر افراسیاب عذر کرتا جاتا ہے ویسا شرم و حیا کو ترقی ہے حیرت و غیرت بڑھتی جاتی ہے زعفران جادو اس خوف میں کنارے آکر ٹھہری ہے کہ

حیرت جادو نے مجھکو پہلوے افراسیاب مین دیکھ لیا دیکھیے کیا قیامت برپا کریگی کبھی سراپا کو حیرت
نقل کے دیکھتی ہی چہرے سے حقیقت مین قہر و غضب آشکار ہی ماتھے پر غصہ سے پسینہ چہرۂ گلنار ابرو پرشکن چشم
آبدار زعفران خوف کے مارے مری جاتی ہی دل سے کہتی ہی کہ اے زعفران افراسیاب ہرچند کہ صاحب
تخت و تاج ہی مگر سفلہ مزاج ہی یہ وجہ مین بدنام ہوئی حیرت اپنے دل مین سمجھی ہوگی یہ میری سوت ہی
یہ خیال محال میرے واسطے موت ہی کہان چلی جاؤن اگر میرا گھر ہوتا کسی حیلہ سے چلی جاتی منہ چھپاتی اب
ٹل جانا بھی باعث خرابی ہی اپنے اوپر الزام آئیگا حیرت کو کون سمجھائیگا کیونکر اسکے دل سے خیال نکلے زعفران
اس تردد مین کھڑی ہوئی کانپ رہی ہی پران اس مصیبت مین افراسیاب حیرت مین مگر معتبر مہتر
چالاک بن عمرو راہ کو طی کر کے بشکل ساحرہ تختستان اٹھا کے پہاڑ پر پہونچا دل پر پتھر رکھ لیا ہی کہ تیرون
مین آکر شریک ہوا اس محفل جاموشان کو دیکھکر اب یہ بھی گھبرایا یہ دیکھا کہ افراسیاب ملکہ پران سے
منتین کر رہا ہی دم محبت کا بھر رہا ہی یہ بیچاری آفت کی ماری تو گرفتار دام عیاری اسیر مجلس مکاری سر
جھکائے بیٹھی ہی گل سا چہرہ کملایا کچھ غصہ کچھ حجاب دل مین مگین یہ نفرون کو پیچ و تاب خاموش سر جھکائے
ہان ہان کیے جاتی ہی اب چالاک تامل کو سمجھا دل سے کہتا ہی اے چالاک یہ تو نے کیا کیا بے قدر عیاری ہی افراسیاب
کی زوجہ کی شکل بناکر پران کو بھیجا یا اے مجھے بڑی نادانی ہوئی کاشکے مین صورت حیرت بناکر آتا ایسی باتین بناتا
افراسیاب کے ہاتھ سے حیرت کو قتل کراتا بھلا اس بیچاری سے کیا ہوسکیگا جسکو بات کرنا دشوار ہی اگر اسپر کوئی
افتاد پڑی یا افراسیاب نے ہاتھ لگایا یہ صاحب عفت و عصمت اپنی جان دیدیگی بدنامی میرے ذمے رہیگی
اس عیاری پر سب تھکنا دان بنائینگے زمرۂ عیاران سے نام نکل جائیگا ایسی ایسی باتین سوچکر چالاک کا قصد ہوا
مین اپنے کو خنجر ماردون پھر دلکو مضبوط کیا کہا اے چالاک اپنے کو سنبھالو اس حماقت کا دفعیہ کرو یہ سوچکر بشکل
ساحرہ قریب زعفران زعفران پوش کے آیا بلا تکلف ہاتھ تھام لیا کہا ملکہ آپ کیون حیران کھڑی ہین
ایسے ایسے مہمان آپکے گھر مین آگئے ہین شراب کباب کا سامان کیجیے گویون کو بلایئے زعفران نے گھبراکر کہا
بوا مین کیا کرون ہر وقت عجب مصیبت مین ہون افراسیاب تو بیحیا ہی مجھکو حیرت کے آنے سے بڑی خجالت
ہی مین اُسکے پاس بیٹھی تھی حیرت نے مجھکو دیکھ لیا اب ناحق کو منہ لٹکائے بیٹھی ہی نہ منہ سے بولتی
ہی نہ سر سے کھیلتی ہی مین ناحق گنہگار بنی نہ لینا نہ دینا مجھے اس بیہودہ سے کیا مطلب بے سبب
مجھے بھول مین جانی سلطنت پر بھولی مین چالاک نے کہا ملکہ وہ کیا کریگی تم کیا کسی کی لونڈی

باندی ہو کیا کسی کا دیا کھائی ہو کہ مارے جاؤ مین ایک تدبیر بتلاؤن ابھی صفائی ہو جائے مطلب
کی بات نکل آئے زعفران تو گھبرائی ہوئی تھی کہا ہو بارے ستھری بتلا چالاک زعفران کو تنہائی
کے خیمہ مین لے گھسا ہوا ہو لیکے گھبرا دیا جیسے ہی زعفران بیٹھی چالاک نے جھٹ پٹ گلوری مین بیہوشی
ملا کے کہا ملکہ گلوری تو کھا لیجیے پھر مین سب کچھ عرض کرونگی زعفران نے گلوری کھائی ہیک حلق سے
اُتری گھبرا کر کھڑی ہو گئی کہا ہوا اس گلوری مین کیا تھا چالاک نے کہا سنکھیا زہر زعفران ارے
کہکر چلی لڑکھڑا کر بیہوش ہوئی چالاک نے لباس اُسکا اُتار زیور لیا چٹائی مین لپیٹ کر گوشۂ بارگاہ
مین چھپا دیا آپ بہ تعجیل تمام رنگ روغن عیاری کا لگا کر صورت زعفران جادو کی بنکر تیار ہوا باہر
نکلا نکلتے ہی چالاک نے رنگ جما دیا کنیزون پر غصہ مصاحبون پر آفت کسی سے کہا او شفتل کیسی بے
قرینے کھڑی ہے دیکھ سر ڈھانپ جب دیکھو کمبخت کا جھنڈ اسا سر کھلا ہوا ہے جوانی بہت چڑھی مگر بے
کو ڈھنگ ہو گئی نوکری کرنا کیا ضرور ہے دو مہینے چار مہینے مونڈھے پر بیٹھ بازار کی ہوا کھا جب دیکھو
کسی وقت ہوش درست نہین کمبختون نے میری زبان خراب کر دی مین اول فول بکنے لگی کسی کے
کوڑا مارا کسی کی چوٹی پکڑ کے کھینچ لی ساقی بچے لے سے پکڑ کر پانچ جوتیان برابر مارین کہا گھوڑے
بدذات پاجی شہنشاہ آنے مین ذرا سی مسی لگا لے آنکھون مین کاجل دے اُجڑا بچھڑا گھر ہو رہا ہے
بگوڑے شہنشاہ مردم شناس بھی مین اگر پسند کیا مجھکو فرصت ہے محل مین ہنگامہ ہو گیا سب کو
مارتا پیٹتا کیا جھکتا سامنے افراسیاب کے آیا کہا اے شہنشاہ اسوقت ملکہ عالم کو اور کچھ خیال ہے
اُنکے مزاج پر تیور ہے دم بھر نہ کلام کیجیے یہ کہکر بیچ مین افراسیاب اور حیرت تعلی کے کھڑا
ہوا بران کے کاندھے پر ہاتھ رکھ کر کہا او ملکہ عالم آپ کا مطلب سمجھی بادشاہون کی بات
کا خیال بیکار ہے بقول سعدی گاہے بسلامے برنجند و گاہے بدشنامے خلعت دہند اسطرح
کی باتین کرتے کرتے جھکی کان مین کہا اے ملکہ بران نہ گھبراؤ مین چالاک بن عمرو ابھی حیرت
جادو کو قتل کرواتا ہون بران مین جان آگئی بہ نگاہ حیرت دیکھکر کہا بھیا چالاک خدا کے
واسطے میری عزت و آبرو بچا لے یہ ملعون بھیا مجھکو ہاتھ نہ لگانے پائے چالاک نے کہا کیا
مجال بران کو مطمئن کرکے پھر طرف افراسیاب کے پلٹا کہا شہنشاہ ملکہ کی خفگی کا باعث بھی
آپ سمجھے وہ تو کس مصیبت سے بران کو گرفتار کر کے لائین آپنے صرف ستون سے باندھ دیا

نہ سنا نہ مزا اسنے تو بڑے بڑے رنج دلاں آپکو پہونچائے بڑے بڑے ساحران نامی مارے
پل پر پرزادان نور اور دریاے خون روان کو خشک کیا اسی کے وجہ سے آپ کے استاد عشاق
سبزہ رنگ مارے گئے جیسی بادشاہ عالیجاہ کی ہی سواے آپ کے اسکو کون قتل کریگا سحر کامل جگر
ایک گولہ مارئیے سر بعت جاے طلسم نور افشان مین قیامت برپا ہو کوکب زندہ نہ بچیگا غم مین
جیسی کے جان دیگا اب آپ کیون دیر کرتے مین ایسا صید کسکو ملتا ہی مگر خبردار کشتہ سحر نہ کیجیے گا تیر تلوار
سے مارئیے ایسا دن پھر کبھی نصیب نہوگا افراسیاب نے کہا ای زعفران حقیقت مین نانچ ملا عالم
کا حساب سے ہی یران ثانی کوکب ہی اسکو ٹہر کے گرفتار کیا بڑا کام کیا مین ابھی اسکو اپنے ہاتھ سے
قتل کرتا ہون میرے دل پر بھی سوزش ہی کہ ماہ آسمان طلسم نور افشان کوکب کی روح روان ہی کوکب
دیوانہ ہو کر نکل جایگا تاج بخت سے ہاتھ اٹھایگا یہ کہکر افراسیاب نے کہا ملکہ ہٹو مین تلوار
سے اسکو قتل کرون کشتہ سحر کرنا حقیقت مین بہتر نہین ہی یہ کہکر افراسیاب جادو تخت سے
کود اور دُور اکھولنے لگا تیغ تولنے لگا بران سے کہا لو ملکہ تمھاری خاطر سے اسکو قتل کرتا ہون بران
نے اسپر بھی کچھ جواب نہ دیا بات بات پر خون خشک ہوا جاتا ہی کلیجہ پر خنجر غم و الم پھر رہا ہی چالاک
الگ ہوا یہ بھی خیال آیا ای چالاک جب حیرت مر گئی اسکے مرنے کی علامت برپا ہو گی ہیر غل مچائینگے
حیرت کے نام کی آوازین سنائینگے سب طرح خرابی ہی دیکھیے اس بیوقوفی کا کیا انجام ہوتا ہی ایسی حماقت
کبھی سرزد نہین ہوئی یہ سوچ رہا ہی خوف مین ہوش درست نہین مگر قضاے کار افراسیاب جب
تخت سے کود تیغ کھینچکر دم شمشیر پر ہاتھ رکھا ایک جھونکا ہوا کا چلا نخل سے پتہ ٹوٹکر گود مین افراسیاب
کے گرا افراسیاب نے نگاہ ڈالی صاف تحریر تھا گویا نوشتہ تقدیر تھا طرف سے ماہیان زمرد پوش
کے مرقوم ہی او غافل بچہ کو قتل کرتا ہی آنکھ سے نہین سوجھتا ہی یران بشکل حیرت کھڑی ہوئی
ہی تو آبرو اسکی بچا دے پھر کبھی کوئی ایسی گستاخی نہ کرے یہ مضمون پڑھکر افراسیاب کے
ہوش اڑ گئے فوراً بران کا ہاتھ تھام لیا کہا ملکہ ذرا کنارے چلو مجھے تم سے کچھ کہنا ہی ملکہ نے
ہاتھ کو جھڑا لیا منھ پر ہوائیان اڑنے لگین ہاتھ باندھکر کہا حضور تنہائی مین کیا کام ہی افراسیاب
نے کہا کچھ ضرورت ہی یہ کہکر آگے بڑھا چاہا ہاتھ دونون بران خوف آبرو سے خود آگے بڑھی
کہتی ہوئی حضور مین چلتی ہون ہاتھ نہ لگائیے اب بران کو کچھ بن نہین پڑتا آگے آگے

افراسیاب کے چلی جاتی ہو افراسیاب چاق و چوبند اس امر پر آمادہ کہ آج بران کی آبرو شاد دون
چالاک تو بشکل زعفران باہر آیا افراسیاب جادو نے پلٹ کر کہا خبردار کوئی میرے ساتھ نہ آئے
مین اپنی بی بی سے کچھ باتین کرونگا کنیزون کی تو کیا مجال جو قدم آگے بڑھائین یا ساتھ مالک کے
تخلیہ مین جائین مگر چالاک کئی مرتبہ حضور کیطرف بڑھا کتا جاتا تھا شہنشاہ نے تو افراسیاب
نے زعفران کو تو پہچانا نہین پلٹ کے جھڑک دیا کہا او زعفران ہمارے تخلیہ مین نہ آنا یہ کہکر غصہ سے
نگاہ ڈالی چالاک نے دیکھا جسم سے چنگاریان نکلنے لگین جانا ہوا ایسا نہو کہ آتش قہر و غضب
افراسیاب سے جل جاؤن گھبرا کر یہ تو پیچھے ہٹا افراسیاب پردہ اٹھا کر خیمے کے اندر آیا اسوقت
تک بران آگے تھی لیکن چونکہ کئی پردے پڑے ہوئے تھے وہان پر اندھیرا تھا بران جھجک کر
پیچھے ہٹی افراسیاب آگے بڑھ گیا جانتا ہو کہ بران میرے آگے جاتی ہو پیاری کہتا جاتا ہو کبھی کہتا ہو
میرا جان و مال تجھپر نثار ہو تو معشوق گلعذار ہو یہ کہتا ہوا افراسیاب چند قدم آگے بڑھا تھا
اب بران کو اپنے قریب نہ پایا گھبرا کر پلٹا پکارا جان جہان کہان شہر گئین اب آج تمکو نہ چھوڑونگا
دیکھا پردے سے لپٹی ہوئی بران کھڑی ہو اندھیرے مین اچھی طرح صورت نہین معلوم
ہوتی ہاتھ پکڑ کے کھینچا گلے مین ہاتھ ڈالدیے تڑاق سے بوسہ لیا جسکا بوسہ لیا اُسنے آواز دی
ابا جان مجھے تنہائی مین کہان لائے کچھ دیوانے ہوگیا دختر محل نبا لگے بدنام ہو جاؤ سگا اب جو
افراسیاب نے بہ نگاہ غور دیکھا خوبصورت اپنی بیٹی کو پایا افراسیاب نے جھلا کے ڈھکیل دیا
کہا حرامزادی تو یہان کہان آئی گرتے گرتے وہ عورت پانی ہو کے بہ گئی افراسیاب شرم سے
آب آب دریائے خجالت مین غرق گرفتار مہیلہ غیرت پابند زنجیر موج حیرت دل سے کہا افراسیاب
یہ کیا ہوا فوراً گود مین ایک پرچہ گرا اُسکو جو پڑھا طرف سے ماہیان زمرد پوش کے لکھا تھا
او بجڑ وے کدھے او کے بچے جتنی دیر مین تو آگے بڑھا تھے تو مرہ مین پرمین وصنعت براَن
شمشیر زن کو لے گیا جلد جا خبر لے وہ تالاب پر پہونچی ہوگی سب کو رہا کر لیگی افراسیاب گھبرا گیا
شرم سے پسینہ آگیا اب اسوقت قید حیرت کو بھی چھوڑ اسحر کیا مثل شعلہ جوالہ بڑکا چالاک باہر
کھڑا ہوا کانپ رہا ہو دل مین سوچتا تھا کہ ارے بڑا غضب ہوا اس گوہر بے بہا کی آبرو گئی کیا
روئے سیاہ کسی کو دکھا ئیگا یکایک دیکھا کہ افراسیاب خیمہ سے کڑک کر نکلا آتش خورگر دلیشہ

سحر و ساحری سے ملونگا۔ قمر جو ڈالی خیمہ جلنے لگا یہ معاملہ عجیب و غریب دیکھکر کنیزین چیخین مارکر بھاگین چالاک بھی بخوف جان پہاڑ سے کود کر بھاگا حیرت اسی طرح ستون سے بندھی رہی پہاڑ پر سناٹا ہو گیا حیرت بیہوش اسی عالم مین ستون سے بندھی ہوئی نہ یار ہے نہ مددگار ہے پہاڑ پر نہ انسان نہ حیوان چالاک جب زیر کوہ آیا حیران کہ خداوندا یہ کیا شعبدہ ہوا افراسیاب شرارہ بنکر کہان گیا بران پر کیا گذری کہین پیٹ مین خنجر مار کے مر تو نہین گئی لیکن اگر بران نے جان دی افراسیاب غصہ مین کیون بھاگا چلو چلکر تالاب پر تو دیکھین چالاک تو اسی طرح باسامان عیاری سے آراستہ اپنی صورت اصلی پر مگر بدحواس عالم یاس کبھی سوچتا ہے شاید افراسیاب قیدیان بلا کو قتل تو کرنے نہین گیا افسوس نہ لشکر مین جا سکتا ہون نہ کوئی تدبیر ممکن و سید مرتقی حیرت اس پریشانی حیرانی مین چالاک آخر مجبور ناچار ہو کر طرف تالاب کے چلا اسکو راہ مین چھوڑیے دو کلمہ حال حیرت آل ملکہ ایران شمشیر زن کے سنیے نظم

ازجیب نمونه الست باسن
بودم به غم تو آشناسن
سیر فت غم و محبت از پیش
زانجا همه بود مدعا سن
ازجذبه عشق گشتم آخر
برگشته زدم باسند اسن
بنشینم و صبر را کنم یار

دامن همه شده چاک تا به دامن
وارستگیم محال عشق ست
چون باد که وآتش از قفا سن
تا گفت دعا اثر ندارد
سرگشته و زار ▪ بینوا سن
سن قوت طالع ندارم
تا یار مرا شود خریدار

زان پیش که چهره برفروزی
ازعشق کجا شوم جدا سن
صد تیر غمت بامتحان زد
شرمنده گشتم از دعا سن
در راه عدم چو انتها نیست
بیهوده روم ره دعا سن
دیگر اشعار آبدار ذوق

نشہ دولت کا بد اطوار کو جس آن چڑھا — سر پہ شیطان کے اک اور بھی شیطان چڑھا
عشق کے ذوصب پہ نکوئی خرانسان چڑھا — اسکے قابو پہ چڑھا تو یہی نادان چڑھا
چڑھ گیا جبکہ زمین توسن وحشت اپنا — دیکھیے افلاک پہ سم خاک بیابان چڑھا
مین نے دکھیار نوکو تو اُس ابرو کا خیال — لیکے خنجر مری چھاتی پہ وہین آن چڑھا
دیکھیے ملت و دین کتنے کرے گا برباد — لا کے گھوڑے پہ وہ دشمن ایمان چڑھا
مصحف رخ پہ ترے رنگ سفر ابھرا — واہ کیا خوب ہے سونا سر قرآن چڑھا

جب لڑی آنکھ تری کوئی نہ تھا دل کے سوا | فوج مژگان کے نہ منھ بر سر میدان چڑھا
ناز سے تان کے ابرو سے لگا تیر نگاہ | چلہ جلد اپنی کمان پر تیر سے قربان چڑھا
دیکھو قسمت کا لکھا اسنے پڑھا خط سویاس | دھیان پر میرا نہ مضمون کسی عنوان چڑھا
غمزۂ یار کو دے سونپ متاع دل و جان | چور تھا پر نظر اپنی نہ نگہبان چڑھا
اشک آنے نہیں مژگان پہ کہ یارو ہنسنے بھی | پانی سو نیزے دیا باندھ کے طوفان چڑھا
حضرت عشق کی درگاہ میں آکر ای ذوق | دل و دین دیتے ہیں سب گبر و مسلمان چڑھا

استادان سخنور نے تحریر فرمایا ہے کہ جس وقت افراسیاب جادو بخیال خام و بہ تصور ناتمام برائے آبروریزی ملکہ بران شمشیر زن کو لیکر خیمہ میں گھسا اور چاہا کہ دست انداز ہو یہ نکتہ تحریر کر چکا ہوں کہ اُس خیمہ میں اندھیرا تھا افراسیاب آگے بڑھا بران پیچھے رہ گئی اُسوقت عاشق صادق کوکب ستارہ شناس فلک اساس صفدر صف شکن برہمن روشن تن نقشجات ملاحظہ کر رہا تھا بروج فلک پر نگاہ تھی دیکھا ایک ثابت ہوا کہ بران شمشیر زن کا ستارہ گردش میں آیا افراسیاب جادو در پے آبرو ہے ایسے لطف سے سحر کر کے غرق زمین ہوا چشم زدن میں اُس خیمہ میں پہونچا بران کو اُٹھا لیا ایک پتلہ بصورت دختر افراسیاب نے ڈالدیا بران کو لاکر ایک پہاڑ پر پہونچایا ہوشیار کیا دیکھا رنگ روئے بران متغیر خوف آبروریزی میں متردد تھی استاد کو اپنے دیکھکر لپٹ گئی رونے لگی برہمن نے گوشمالی کر کے کہا او نادان بیوقوف عیارون کا کام تو نے کیا یہ کام عیارون کا ہے کسی کی زوجہ کسی کی معشوق بنتے ہیں چونکہ عیار مکار ہوتے ہیں جو صورت بنائی اس وضع کو نباہ لے گئے تو ان باتوں کو کیا جانے جو روا افراسیاب کی بنکر دوڑ پڑی اگر مجھ ایسا جانب و ہوتا شیر کے پنجے سے کیونکر رہائی پاتی بران کے ہچکی لگ گئی کہا استاد میں ان باتوں کو کیا جانوں جو چالاک نے کہا وہ میں نے کیا برہمن نے کہا ای بران حقیقت میں چالاک بلا کا عیار ہے سر خواجہ تا مدار ہے مگر واسطے برحال عیاران ایک سر ہزار سود سے سر فروشی کرتے ہیں اسنے بھی اپنے سرداروں کو مع خواجہ اس حال پر ملال میں دیکھا ہوش اسکے درست نہ تھے خیر مصرع رسیدہ بود بلائے ولے بخیر گذشت۔ افراسیاب ابھی تک کوہ زعفران پر موجود ہے تو اپنے کو جلد بر سر تالاب پہونچا ای گوہر صدف قلزم افسونگری وای گل شاداب حدیقہ ساحری مثل دریا مخوف الان

اس چشمہ کو بھی جا کر سکھا دیا دل کو کہا نا گرچہ شش جرأت مین آبرو کا خیال ۔ ہے افراسیاب
کبھی ضرور آئیگا مرنا شہر نا مناسب نہین ہے یہ کہکے ہمن رخصت ہوکر طرف اپنے قصر کے روانہ
ہوا افراسیاب کا حال عرض کر چکا ہون کہ غصہ مین قید حیرت کو بھی بھول گیا گرمی مین ذلیت
کی مثل شعلہ جوالہ جل چکا ہے بران شمشیر زن اسباب سحر سے آراستہ ہوئی پر پرواز پیدا کرکے بجوش
وخروش مین طرف اس چشمہ کے چلی مثل ستارۂ سحری اگر آسمان پر جا کے چشمہ مین وہی کیفیت دیکھی
چشمۂ آب جوش مار رہا ہے ہر قطرہ حباب بر سراب نایاب تیرہ پیر کوے حبابون سے بیٹے جھپٹے جات
رہے مین صدائے آہ آہ بلند ہے اس صدائے دردناک کو سنکر ہر ایک طائر صحرا اور درندہ ہی گھبرا کر
طائر قریب چشمہ آتے ہین صدائے آہ سنکر بیتاب ہو جاتے ہین پانی نہین پیتے سیراب نہین ہوتے
آنکھون سے طائران ہوا کے آنسو جاری ہر شاخ نخل پتون سے سر پیٹ رہے ہین درختون پر بار
غم و الم سرو صحرائے بیچارہ غم و مصیبت جل رہا ہے بلبلان نغمہ سرا کا بیقراری سے دم نکل رہا ہے بوندے
گردے کے اٹھتے ہین مگر دل بیٹھا جاتا ہے صحرا خاک اڑا رہا ہے پانی کنارے سے سر ٹکرا رہا ہے مقام ویران
جنگل سنسان عجیب حال ہیبت ناک ہر سو مین چشمے کا وحشت سے گریبان چاک ہے بران
نے جو یہ حال پر ملال دیکھا غم سے کلیجہ پھٹ گیا آسمان پر مثل برق جہندہ کے نہنگ بحر جرأت
بنکر پانی مین گری وہ پیر کوے سنگلے بنکر بران پر گرے بران نے ایک ایک ماش کا دانہ مار کر جلا
اُن پیر کوون کو خاک مین ملایا چار جانب سے بران کو مچھلیون نے گھیر لیا نہنگ بنکر بران نے
مچھلیون کو نگلنا شروع کیا کبھی تڑپ کر بلند ہو جاتی ہے ماہی دریائے حسن اپنے کو مچھلیون سے
بچاتی ہے مگر تمام جانوران دریا نے بران پر بلوہ کیا مگر سوسن لمحہ بال لپٹے جاتے ہین زخم جو بران
نے کھائے صدمات شب فراق یاد آئے دل سے کہا جوشش محبت ایرج نوجوان مین یہ سب
کچھ ہوا کونسی ساعت بدبختی کہ اس ظالم پر مائل ہوئی ایسے بیوفا کے تیغ ابرو سے گھائل ہوئی اس
بیتابی مین یہ اشعار مصیبت آثار پڑھنے لگی

اشعار

راحت کے نام سے کبھی نہین آشنا نصیب
ہے کج فلک کی ہمیشہ چلی گئی
جور و پری کو کسب مین دیتا و انصیب

صدمہ جو ہمکو ہجر بتان کا ہوا نصیب
اگر روز بھی ہوا نہ سید جان ہوا نصیب
اکبار اُٹھے اور کرونگا سوال وصل

انجام زلف کج فلک غم رہا نصیب
دشمن کو بھی یہ رنج نہوا صد نصیب
خنجر اُس نگار پر سب انداز دلبری
بنجائے آہین ہمکو گر جائے یا نصیب

کن جتنون سے کٹتے مری فرقت زدہ ہجر
مجھسا نہین جہان مین کوئی ہی برا نصیب
چھپکر وہ شب کو آتے ہین جب تک تھی سحر
ہم آزما چکے ہین فلق بارہا نصیب

جسکی بغل مین یار ہی اسکا خوشا نصیب
کرتا ہی بیوفائی دلبر کا کیا گلہ
بنکر بگڑ گیا ہی مرا بارہا نصیب

محبوس زلف یار ہی مدت سے مرغ دل
ہوتے ہین قسمتون سے شفیق آشنا نصیب
جس سے لگایا دل ہوئے رنج اسکی ذات سے

ان اشعار فراق آمیز کو ملکہ بران شمشیرزن پڑھتی جاتی ہی اور لڑتی جاتی ہی یاد معشوق جو آگئی اور جرأت بڑھگئی تڑپ تڑپ کے لڑنا شروع کیا کبھی حباب توڑے کبھی موجون کے ہاتھ کاٹے کبھی سپر گرداب کو قلم کیا فوج ماہیان کو درہم وبرہم کیا کس زور و شور سے ملکہ بران اس تالاب پر لڑ رہی ہی یاد ابروے خمدار محبوب مین ہر چند کہ خنجر کلیجہ پر چل رہا ہی مگر جرأت بڑھتی جاتی ہی صدہا نہنگان خون آشام کو چیر کر پھینک دیا ہر مرتبہ نہنگ منہ پھیلا کر آتے ہین سامنے سے ملکہ بران کے بھاگ جاتے ہین کبھی مچھلیون سے لڑائی ہوئی کبھی کسی سوسمار نے منہ نکالا چاہا بران کو نگل جاے اس صاحب سطوت و صولت نے دونون کلون مین ہاتھ ڈالکے چیر کے پھینک دیا کبھی تڑپ سکتہ پرچشمہ کے پہونچتی ہی جب مچھلیان زیادہ گھیرتی ہین برق بنکر آسمان پر اڑ جاتی ہی پھر تڑپ کر زمین پر آتی ہی اس آمد و رفت مین فوج ماہیان کو پامال کیا اور نہنگان دریا سرکشی بھولے جل جلکر خاک ہوے تھوڑے عرصے مین تاریکی چھائی صدا ہیبت ناک آئی کشتی مرا نام من نہنگ خونخوار ماہی آتشبار بود افسوس مردیم و جان دادیم و بہ مطلب خود نرسیدیم عرصۂ دراز تک اندھیرا رہا آندھی اٹھی سنگ باری و برف باری ہوئی ملکہ بران نے جو انتہا کا اندھیرا دیکھا مشعل سحر کو روشن کیا دیکھا تمام سردار فرش زمین پر بیہوش پڑے ہین ایک جانب خواجہ عمرو و برق ایک سمت اسد نامدار ایک طرف ملکہ مہرخ و بہار و باغبان قدرت و رعد و برق و برق لامع پڑے ہین زمین پر تڑپ رہے ہین بران نے بڑھکر اپنی پیشانی پر نشتر مارا خون چلو مین لیا سبھون پر چھڑکا پہلے سب سے خواجہ عمرو و برق و اسد نامدار کو ہوشیار کیا عمرو اٹھ کھڑا ہوا ملکہ مہرخ و بہار وغیرہ بھی اٹھی ہین مگر سحر افراسیاب سے لڑکھڑا رہی ہین بران ایک ایک کے منہ پر چھینٹے دیتی ہی یہ ملحوظ رہے کہ عمرو و اسد و برق اچھی طرح ہوشیار ہوچکے ہین اور سب پر کسی قدر غنودگی باقی ہی ملکہ بران چاہتی ہین کہ سب سحر سے بخوبی نجات پائین بہار سے سب کو لے جائین بہار وغیرہ خود ساحر زبردست ہین اپنے اپنے سحر آپ اتار رہی ہین مگر چونکہ سحر

افراسیاب ہی دفع ہونے مین کدو کوشش ہی یکایک صحراے گرد اُڑی عمرو نے دیکھا نور نظر پارہ جگر
چالاک بھاگا ہوا آتا ہی مگر بد حواس پراگندہ پریشان مضطر و حیران جیسے ہی خواجہ عمرو کو کھڑے ہوئے
دیکھا بیقرار ہو کر دوڑا آ کے قدمون سے لپٹ گیا چیخ مار کر رو دیا عمرو نے کہا اے نور نظر خیر تو ہی عرض
کی حضور کو اس حال زار مین دیکھا قریب تھا کلیجہ پھٹ جاے کہ افراسیاب آیا جاہتا ہی بڑے
زور شور سے چلا ہی عمرو نے چاہا چالاک سے سب حال پوچھے انشا چالاک کے منہ سے نکلا کہ ملکہ
حیرت جادو برسرکوہ زعفران مضطر حیران ستون سے بندھی کھڑی ہی زیادہ عمرو نہ پوچھنے پایا
کہ یکایک آسمان سے نعرہ ہوا منم شہنشاہ طلسم ہوش ربا بران کو دیکھکر جل گیا دین سے
وُہ انشا او چھوکری تو نے غضب کیا میرے قیدیون کو چھڑا لیا لے تیری قضا دامن گیر ہوا اب تیرے
قتل کی تدبیر ہی بران نے بہار وغیرہ کو آواز دی لو جلاد آپہونچا ملک الموت سے سامنا ہی مرکھے
تھے جب بے نکل چلو ہمارا کشانہ بنا آخر اسی مصیبت کا سامنا ہوا رنگ روے بہار متغیر ہوا باغبان
کانپنے لگا برق و رعد تڑپ گئے مگر سب سلے ہوے سحر سنبھالے سب سے پہلے خواجہ عمرو نے
جیسی ہی افراسیاب کو آتے ہوے دیکھا گلیم اوڑھکر کنارے چھپا برق فرنگی بھی عیار تیز رو ہی یہ
بھی ایک طرف چھپا سامنے سے ہٹ گیا مگر اپنے ہتھے حقہ آتش بازی داغ دیا صرصر و بہار و باغبان
وغیرہ نے گولے ترنج و نارنج کے افراسیاب پر مارے افراسیاب ایسے سحر کو کب خاطر مین لاتا ہی ان سب کو
حقیر جانتا ہی زمین پر کود اسپ سے سحر کو دفع کیا اسد نامدار نے جو افراسیاب کو دیکھا جوش جرأت مین

قبضہ پر ہاتھ ڈالا پھر نعرہ کیا العیاذ	اسد شہسوارم کہ در روز جنگ	بدرّم دل شیر و چرم پلنگ
شہنشاہ نامور دو کامران	اسد شیردل ابن صاحبقران	اسد نے جو نعرہ کیا افراسیاب

نے پلٹ کر دیکھا جل گیا طرف اسد کے جھپٹا بران نے دیکھا غضب ہوا اگر اسد نامدار کو پہونچا آتش
قہر و غضب مین جلا دیگا اگر خدا نخواستہ اس شیر دلیر پہ کوئی افتاد پڑی ای بران ساری کدو کاوش
بیکار ہو جائیگی دولہا کے دم سے برات ہی چولی دامن کا ہمارا اسکا ساتھ ہی کتب اے معتبر مین
بہ تصریح لکھا ہی کہ یہ شیر دل طلسم کشا ہی یہ سوچکر جھپٹی بیچ مین آگئی افراسیاب پر کڑا کھینچ مارا
افراسیاب ضرب سے کڑے کے زمین پر گرا اگرچہ سنبھلکر اُٹھا اگرچہ غصہ مین اُٹھا ملکہ بران نے آواز
دی ای اسد شیردل بیٹھے کیا سنو یہ چاہا آپ کو گرفتار کرلے یہ دیکھکر سب سردار افراسیاب

سے ڈرنے لگے آتش سحر برسادی برق فرنگی نے جو دیکھا کہ افراسیاب چاہتا ہے کہ ڈپٹ کر اسد کو
پکڑ لوں برق فرنگی نے بھی نکلا ایک حقہ آتشبازی کا داغ کر افراسیاب پر مارا افراسیاب طرف
برق کے پلٹا اور ڈانٹا او بے حیا خبردار کیوں تیری قضا آئی ہے اب عمرو نے دیکھا کہ اسد و برق
گرفتار ہوا چاہتے ہیں عمرو ہشیار ہو کر دوڑا سوچا کہ ایسا غضب نہو کہ یہ سردار شمشیر اگر گرفتار ہوا
سارا لشکر بھاگ جائیگا اگر خدا نخواستہ برق پکڑ گیا باندھ لو گا یہ سوچکر عمرو نے زنبیل سے جال الیاسی
نکالا برق و اسد پر جال مارا دونوں جال میں پھنسے دونوں کو کھینچکر عمرو نے زنبیل میں ڈال لیا
اور ایک جانب بھاگا اب عمرو کے خیال میں آیا کہ حیرت جادو زعفران کوہ پر بیٹھی ہوئی ہے
اسکو چلکر لینا چاہیے یہ سوچکر عمرو تو طرف زعفران کوہ کے چلا یہاں افراسیاب جادو سے
بہار وغیرہ سے جنگ سحر ہو رہی ہے مگر افراسیاب نے ایسے ایسے سحر کیے چاہطرف سے گھیر لیا
باغبان وغیرہ کا نکلنا مشکل ہوا کبھی پریان سینہ سپر کرکے لڑتی ہیں کبھی ملکہ بہار بڑھکر گلدستہ
مارتی ہے کبھی تڑپ کر برق لامع گرتی کبھی رعد نے نعرہ میں اگرچہ مدد کی باغبان قدرت
نے کئی زخم کاری ہاتھ سے افراسیاب کے کھائے لیکن افراسیاب حیران ہے کہ اسد غازی تلوار
کھینچے کھڑا تھا کہاں غائب ہوا برق عیار کہاں گیا اندھیرے میں کچھ سوجھتا نہیں ہر چند یہ جملہ
سردار افراسیاب پر غالب نہیں ہوسکتے مگر دیوانہ کر دیا لیکن طلسم ہوشربا میں شہرۂ آفاق انکو
افسونگری میں طاق آخر افراسیاب جھوڑا اس ہنگامہ سحر میں سے نکل کر الگ ہوا بہار نے کہا
اری باغبان بچا افراسیاب اور کچھ تدبیر کرتا ہے مگر ایسے سحر سے کون ہوشیار ہو سکتا ہے یک جھپکانا
دشوار ہے پیچھے ہٹ کر افراسیاب نے ایک وہ پتھر زمین پر ملا بسامری کا نعرہ کیا زمین سے شعلے
آگ کے نکلنے لگے عیار زرد و بلند ہوا سب سے پیشتر باغبان دردمند ہوا اور کمر اسکے زمین پر
گرا پران سفید چاہا اپنے کو سنبھالوں نہو سکا یہ بھی زمین پر گری بہار کا گل سا چہرہ کمھلایا باغبان کا
زوال آیا اب بہار کب بچ سکتی ہے برق لامع کترین رعد کو الجھن مجبور کوغشی طاری ہوئی نشۂ
بادۂ سحر نے مست کر دیا سب گر کر بیکار ہوئے افراسیاب نے خنجر کھینچا چاہا کہ ان سب کے
سر کاٹ لوں پر ان کی ہوشیاں اڑا دوں اسوقت ان سرداروں کا مضطر ہونا یک بیک سے
کے رونا اپنے معبود حقیقی رب حقیقی سے رجوع کی تڑپ کر آواز دی شعر یا اکرم الاکرمین و رحیمی و غفور ر

دست ناگیر کردہ ماندہ و بے بال و پر ہم دیکھی اوصاف رب اکبر بیان کیجیے اے رب دو جہان ای خالق کون و

مکان تو خالق یکتا صانع مہر و ماہ بادشاہ عالیجاہ نظم مصنف

بنا کردۂ تو زمین و زمان
کنی ذرہ را آفتاب از نظر
بہ آواز کن خلق کردی جہان

درخت و گیاہ و ثمر ساختی
سفیدی بہ شب سیہی از سحر
زمین را تو بر آب دادی مقام

خدایا توئی ہست شاہ جہان
بیک قطرۂ تو گہر ساختی
توئی ساخت بر چرخ سیارگان
ندانم فلک را چہ کردی قیام

یہ تو سب بلک رہے ہیں تڑپ رہے ہیں اپنے پیدا کرنے والے کے دل سے یاد بیقراری کی
فریاد افراسیاب تیغ کھینچے ہوئے چلا آتا ہے اس بے حیا کو کب رحم آتا ہے گران سیکبون کا تیر دعا ہدف
جادو پر پہونچا آسمان سے نعرہ ہوا خبردار او بیحیا کیا کرتا ہے بہ ہم صاحب جادو تو قہر اعمی شہنشاہ کوکب
روشن ضمیر دیکھا افراسیاب نے کوکب تلوار کھینچے ہوئے نعرہ کرتا ہوا آتا ہے مثل برق تڑپ کر زمین
پر گرا ایک گولہ مارا افراسیاب کی چھاتی پر پڑا افراسیاب اس سحر کو دفع کرنے لگا کوکب نے فلک کو
اشارہ کیا سب پہ سحر ا مارا آواز دی جلد نکل جاؤ میں اس بیحیا سے سمجھ لونگا یہاں سے آنکھ ملائی
کہا ای نور نظر لڑائی میں ہارنا کیسا اٹھے بجز تیرے چند سے ایسے خوک صحرائی کے سامنے
کھڑے ہو کر سحر کرنا سراسر حماقت ہے جاؤ طرف قصر جمشیدی کے میرا خیال نہ کرنا
غرض ملکہ بہار و باغبان وغیرہ اٹھ اٹھ کے بھاگے افراسیاب نے چاہا ان سیون
کو روکے کوکب سینہ سپر کر کے سامنے آیا کہا او نامرد وادی وابدلی ادھر کہان جاتا ہے
مردان عالم سے آنکھ چار کر ہمیں وار کر زخم چارہ ڈھونڈھتا ہے افراسیاب طرف کوکب
کے پلٹا کوکب نے دور ہی سے دو تین گولے مارے افراسیاب پر چادر گلنار گری
گنبد خونی میں چھپا کوکب سوچا اب ٹھہرنے سے کیا فائدہ اب یہ سحر دفع کر کے نکلے گا
فساد برپا کرے گا قتل ہونا اسکا ممکن نہیں اس سے مقابلہ کیا ضرور ہے عقل سے یہ بات
دور ہے یہ سوچکر دونوں پانوں زمین میں مارے غرق زمین ہو کر غائب ہوا افراسیاب
نے بعد عرصہ دراز اس چادر خونی کو دفع کیا اب جو نگاہ اٹھا کر دیکھا کسی حریف کا نشان
معلوم نہیں ہوتا مثل غول صحرائی کے جنگل میں دوڑنے لگا اب ناظرین اس داستان
حیرت بیان کو ملاحظہ فرمائیں قصہ سہن و جادو

کسے بہ غمکدہ تا کے بعید محن باشد
بگوشۂ جگر افشان و نالہ زن باشد
ز داغ رشک عدو گرم سوختن باشد
خوش است خلوت اگر یار یار من باشد
نہ من بسوزم و او شمع انجمن باشد

بتنگ آئے ہیں اب تجھکو چھوڑ دینگے ہم
کہ غیر سے بھی ملاقات ہو اگرچہ کم
ہمیں پسند نہیں بیوفا یہ لطف و کرم
من آن نگین سلیمان بہیچ نستانم
کہ گاہ گاہ برو دست اہرمن باشد

کہاں تلک رہے خاطر میں حزن و رنج و ملال
بس اُسکی محفل دلچسپ سے عدو کو نکال
کہاں تلک ستم رشک سے ہو جان پامال
روا مدار خدایا کہ در حریم وصال
رقیب محرم و حرمان نصیب من باشد

عدو کی بات بھلی اور بُرے مرے اشعار
کہاں ہو جلد پہونچ ہدہد صبا رفتار
پسند نالۂ زاغ اور رد نوائے ہزار
ہمائے گو مفگن سایۂ شرف زنہار
دران دیار کہ طوطی کم از زغن باشد

وفور وحشت و جوش قلق ہو روز افزون
اگرچہ خوار و زبون دشت دشت ہو مجنون
نہیں ہو صبر و شکیب و قرار و تاب و سکون
ہوائے کوئے تو از سر نمی رود بیرون
غریب را دل آوارہ با وطن باشد

میں کیوں وہ بات کروں جس سے ہو وہ شوخ خجل
ہر ایک حرف ہو یان دل شگاف تا بگسل
وفور ولولہ کے انفاس سے حاصل
بیان شوق چہ حاجت کہ شرح آتش دل
توان شناخت ز سوزیکہ در سخن باشد

ہر کوئی آگے تیرے کیا ہو دم بخود حافظ
تو رہنمائے سخن اور نابلد حافظ
مجال ہو جو کرے تجھسے جد و کد حافظ
لسان سوسن اگر دہ زبان شود حافظ
چو غنچہ پیش تواش مہر بر دہن باشد

مہر سپہر عیاری و قطب فلک خنجر گذاری شاہ عیاران عیار پیک طرار عمرو بن امیہ نامدار قید سحر تالاب سے رہا ہو کر طرف کوہ زعفران کے قطرہ زن ہوئے دریائے عیاری جوش زن میں تلاطم سلکاری

دریائے

خروش مین کوہ زعفران پر پہونچے دیکھا حقیقت مین حیرت زرد رو ستون سے بندھی ہی بیہوش ہی
مدہوش زبان مین سوزن مال لاکھون روپے کا پہاڑ پر پڑا ہی پہلے خواجہ نے سب مال اُٹھاکر نذر زنبیل
کیا سب چیزین اُٹھاتے جاتے ہین تو دادا جان کہکے روتے جاتے ہین خیمے تک اُکھڑ لیے ایک عجیب
حیرت کے آنے حیرت کی زبان مین سوزن بیہوش و مدہوش عمرو نے اُٹھاکر حیرت کو نذر زنبیل
کیا پکار کر کہا دادا جان اُسکو اچھی طرح رکھیے گا زوجۂ بادشاہ طلسم ہوش ربا ہی سحر و ساحری مین یہ
بھی یکتا ہی اسپر کوئی زوال نہ آنے پائے حفاظت سے رہے ورنہ افراسیاب بُری طرح پیش آئیگا
یہ کہکے رنگ روغن عیاری کا نکالا چہرہ پر پھیر کر صورت حیرت کی بنکر تیار ہو اور ویسا ہی لباس ویسا ہی
زیور زیب جسم کیا مگر خوف سے ہاتھ پاؤن مین رعشہ دل سے کہتا ہی اے عمرو اگر یہ عیاری خالی گئی تو سمجھ
عمر بھر لوح کا پتہ نہ لیگا یا تو موت نے یہ رستہ بتایا ہی یا دستیاب ہونے لوح کا وقت قریب آیا ہی عنایات
پروردگار پر نگاہ کی نہ واہ کی کوہ زعفران سے اُترے بصورت حیرت روتے پیٹتے ایک
جانب چلے یہ کہتے ہوے خواجہ جاتے ہین یا ساری جمشید طلسم ہوشربا مین آگ لگے افراسیاب کمبخت
مارا جاے اب بھیک مانگ کر بسر کرونگی سلطنت کا نام نہ ہوگی اگر کوئی عیار آکر قتل کر دے اتنا کون بچانیگا
شتاب جوگن بنکر قبر سامری پر جاؤنگی دو خیمے دل کے پھول چڑھاؤنگی اشکون سے جمر کا ذکر کرونگی سامری
کی پھیری تکیہ مین ہونگی دنیا دارون سے اب نہ ہونگی سب جے سلطنت کے خواہان ہین اے حیرت کمبخت
نوجوان ہون جہان جاؤنگی وہ خاطر کریگا بڑھاپے کا کون ٹھکانا افراسیاب بھرو اسنہ نکالیگا تالی
خالا بتایگا بلک بلک کر جو حیرت نقلی سکین گئے افراسیاب خانہ خراب بدجانے کو کب روشن ضمیر
جنگل مین دیوانہ وار وحشی مثال دوڑتا پھرتا ہی لباس پارہ پارہ تاج ڈھلکا ہوا سینہ خون آلود کھینچا ہوا
ہاتھ مین خنجر خون کے بدن پر بیچے ہوے گمبر از دیدہ حیرت کان مین حیرت کے بین کرنیکی آواز
آئی صدا اپنی معشوقہ کی سنکر بے سعیت گھبرائی صدا پر جیسا گلستان سے نکلکر دیکھا حیرت جادو
بال سوے پریشان کھڑی سر پیٹ رہی ہی کلمات مذکور زبان پر افراسیاب کا کلیجہ پھٹ گیا بیقرار ہوکر آواز
دی اے جان جان اے آرام دل مشتاقان خیر تو ہی افراسیاب کو دیکھکر حیرت تڑپی ایک چیخ ماری ہاے
کا نعرہ کرکے زمین پر گری بیہوش ہو گئی آنکھین پتھرا گئین منکا ڈھلکایا آثار موت کے چہرے پر افراسیاب
پیٹنے لگا ہاے بی بی یہ کیا غضب ہوا تو نے بڑا صدمہ عظیم اُٹھایا ہاے مسلمانون نے بہت صدمہ دیا

نازک مزاج شاہزادی نے کیسے کیسے رنج و ملال اُٹھائے تقدیر نے مصیبت کے دن دکھائے گر چونکہ شاہزادی
آیندہ روند کو دیکھکر شرما خیال مین گذرا یہان ٹھہرنا بہتر نہین ہی اب اسکو اسی حال مین اُٹھا کر کسی مقام
معقول پر لیچلو وہان چلکر سب حال دریافت کرونگا حقیقت مین مجھسے بڑی خطا ہوئی نکل جانے سے
بران کے ایسا گھبرایا کوہ زعفران پر اسکو چھوڑ کے چلا آیا ای افراسیاب کیا کیا رنج و ملال پہونچے ہین
مسلمانون نے تباہ کر دیا جورو بچون کو بہلایا سو چلکر سب بیقرار ہوا اسی خیال مین حیرت لیکر مین
بیٹھ وا ایک تخت سحر تیار کیا اسپر سوار ہوکر تخت اڑاتا ہوا چلا ایک کوہ ہی کہ اُسکو کوہ نیرنگ کہتے ہین ملکہ
نیرنگ جادو مع ہزار نازنینان مہ جبین کے مسند جواہر نگار پر بیٹھی ہی اور کوہ فلک شکوہ پر قصر
عالی نہایت تکلف سے تعمیر ہو کوہ نیرنگ عیش گاہ افراسیاب مشہور ہی ملکہ نیرنگ جادو نے
دیکھا افراسیاب تخت پر سوار ملکہ حیرت کا سر زانو پر رکھے ہوے رنجیدہ و کبیدہ آتا ہی نیرنگ جادو
براے استقبال اُٹھ کھڑی ہوئی براے تسلیم جھکی سحر سے بلند ہوکر پایہ تخت پر ہاتھ ڈالدیا کہا ای شہنشاہ
گردون پناہ اسوقت کیا حال لباس پارہ پارہ گریبان تندہ کی مانند چہرے سے رنج و ملال ہویدا!
افراسیاب نے کہا ای نیرنگ کیا کہون جسدن سے یہ مسلمان میرے طلسم مین آئے ایسے ایسے
رنج و ملال پہونچائے جنکے بیان کرنے سے حجاب آتا ہی نیرنگ نے کہا مین ضرور پوچھونگی گر قصر مین
تشریف لیچلیے یہ تو عیش گاہ حضور ہی تخت شہنشاہی بھی اس مقام پر رہتا ہی کل سامان عیش و
نشاط مہیا ہی افراسیاب چونکہ گھبرایا ہوا تھا یہ بھی منظور ہی کہ حیرت کو ہوشیار کرون کلام عذر
سے تسکین دون ملکہ نیرنگ سے کہا حیرت جادو کو اندر لے چلو نیرنگ جادو مع چند کنیزون
کے حیرت کو لپٹ گئی باحتیاط اندر بارہ دری کے لیکر آئی افراسیاب تخت پر بیٹھا حیرت کا سر
زانو پر رکھ لیا خوف دیتے تھی سوچنے لگا اس عرصہ مین سیاح جہان گرد آفتاب منزل عالم کو
طے کرکے مغرب مین پہونچا مسافر شب بسر کرنے کو اگر شام تیرہ فام نے اپنا چہرہ دکھایا
شہنشاہ ماہ عالم افروز کی عملداری ہوئی افواج انجم نے صف باندھی تخت فلک زبرجدی پر
ماہ تابان جلوہ فرما ہوا ملکہ نیرنگ جادو نے براے روشنی حکم دیا کنیزون نے فوراً جھاڑ وغیرہ
روشن کیے افراسیاب نے نیرنگ سے اشارہ کیا کیا غضب ہی ملکہ کہو کل شین آگیا صدمہ
عظیم اُٹھایا دیکھو تو دانت میٹھے گئے ہین دشمنون کے چہرے پر مردنی چھائی ہی نیرنگ نے پوچھا

آخر ای شہنشاہ یہ کیا ماجرا ہوا کنیز کو تو آگاہ کیجیے افراسیاب نے کہا ای نیرنگ حقیقت مین
مجھسے بڑی خطا ہوئی عیاران اسلام ملکہ کو گرفتار کرکے برسر کوہ زعفران لے گئے صورت پر ملکہ بران
کے بنایا مین کمبخت نہ سمجھا بران حیرت بنکر گئی اب تو یہ بران بھی عیاریان کرتی ہین ای نیرنگ
سامری جمشید نے خبر کی ورنہ مین گولہ تیار کرچکا تھا اگر ابدولت کے ہاتھ کا گولہ چل جاتا حیرت
جلکر خاک ہوتی مین پھر ایسی جورو کہان سے پاتا فی الحال کا میرے پاس پرچہ پہونچا جب آگاہ ہوا
ورنہ سامان بربادی درپیش تھا اب مین نے قصد کیا کہ آج بران کی آبرو لیلون اسکو برہنہ کیا
عجب ظالم نے شعبدہ کیا میری بیٹی کی شکل بناکر ایک چنا چھوڑ گیا اس غصہ مین ابدولت کے
ہوش درست نہ رہے طرف تالاب کے دوڑ پڑا یہ بہار بر مدعی رہ گئی شاید ملکہ زعفران نے
رہا کیا ہوگا بہ شکل صحرا مین پہونچی بیچاری روتی پھرتی تھی مجھکو دیکھکر بیہوش ہو گئی اس وقت سے
ہوشیار نہین ہوئی عجب صدمہ عظیم قلب پر پہونچا نیرنگ جادو جھککر تلوے سہلانے لگی اور
حال پر ملال حیرت دیکھکر رونے لگی کہا ای شہنشاہ حقیقت مین اپ نے بڑا ستم کیا اپنی جورو کا عالم
نہ کہا اگر بران کی آبرو لیجیے تو کیا نفع ہوتا یہ نہ آپ سمجھے کہ کوکب قنابر بادشاہ عالیجاہ آتشین برپا
کریگا ایک تو آپ سے اور انکے دشمنی چلی آتی ہے اور زیادہ بغاوت بڑھتی اب ہٹ جائیے مین ابھی
ہوشیار کرتی ہون ہائے غضب میری بی بی کا پھول سا چہرہ کملا گیا ہے ورد وہ صد ناز و نعم سے پلی
ستم ہے شہنشاہ حیات جادو کی وہان سے بھی سلطنت کرتی ہوئی آئی آپ کے یہان اور ترقی
ہوئی اٹھارہ سو ملک کی سلطنت کی آپ ایسے گھبرائے الٰہی جلیل القدر کو چھوڑ کر چپکے آئے جسپر
رنج و ملال کرے زیبندہ اور سزاوار ہے بڑی ساعت بد تھی جو ایسی جبین آپکو بیاہی گئی جبھی تو حیرت
کہتی ہر گز مین افراسیاب کو چھوڑ دونگی بازار مین جا بیٹھونگی افراسیاب نے کہا ای نیرنگ جو کچھ چاہیے
سو کہے مین آج معقول ہون اسکے رنج و الم سے خود ملول ہون اب نیرنگ نے تلوے سہلانا شروع
کیے ملکہ عالم کیلیے پکارا حضور آنکھین کھولیے ملکہ حیرت نقل نے آنکھین کھولین گھبرا کے چہار جانب
دیکھا ہائے کا نعرہ کرکے پھر آنکھین بند کین افراسیاب نے جلدی قریب آکر کہا ای ملکہ عالم خیر تو ہی
حیرت نقل نے کہا ہی مین ڈر کے مارے مری جاتی ہون وہ سامنے دیو آتا ہے مجھکو کھا جائیگا مجھ
بے والی وارث بیوہ کی کون خبر لیگا نیرنگ نے کہا واری اسقدر نہ گھبرائیے ایسا کلمہ زبان پر

نہ لائیے سامری جمشید آپ کے وارث کو سلامت رکھیں آپ سہاگن ہیں تم چوبان قائم رہیں
دیکھیے شہنشاہ بیٹھے ہیں آپ کو پکار رہے ہیں عجب حال اپنا کیا ہے گردش فلکی سے سب طرح کے
سامان ہو جاتے ہیں آپ سیب سے قصر کوہ نیزنگ میں آئی ہیں دیو بھوت پلید کیا یہاں کون
آسکتا ہے جب اسطرح بالتصریح نیزنگ نے بیان کیا تب حیرت گھبرا کر اُٹھی افراسیاب کے
گلے میں ہاتھ ڈالدیے ابا جان کہکے رونے لگی نیزنگ کو امی جان افراسیاب کو ابا کہہ رہی ہی
افراسیاب پھر تیہ گلے لگا کر کہتا ہے بی بی نہ گھبراؤ میں تمہارا سیان ہوں نیزنگ کہتی ہے حضور میں تو
آپ کی کنیز ہوں امی جان کہاں ہوش ہیں آئیے ایسے کلمات اپنی زبان پر نہ لائیے حضور میرا نیزنگ
جادو نام ہے افراسیاب سمجھا ای نیزنگ بران نے سحر کیے چالاک نے نہیں معلوم کیا کھلا دیا روغن
چنبیلی کالاؤ دماغ پر ڈالو اس باجی نے بیہوشی کھلائی ہوگی دماغ میں فتور آگیا کنیزان نیزنگ روغن
لائیں افراسیاب نے اپنا ہاتھ دماغ پر حیرت نقلی کے پھیرا نیزنگ تلوؤں میں ملنے لگی حیرت نقلی
لڑکھڑا کر پھر گری بیہوش ہوگئی جب خوب تلوے سہلائے گئے رات بھی زیادہ آچلی ہے بڑی مشکل سے
حیرت کو ہوش آیا مگر حیران پریشان چونکی چار طرف دیکھا افراسیاب کے چہرہ پر نگاہ ڈالی پوچھا
اب میں کہاں ہوں افراسیاب نے کہا بی بی تم کو تخت پر سوار کرکے کوہ نیزنگ پر لایا ہوں نیزنگ
جادو تمہاری مصاحب اور سب کنیزان خاص حاضر ہیں قصر عشرت گاہ ہے اکثر یہاں آنیکا اتفاق ہوا ہے
تم کہا کرتی تھیں کوہ نیزنگ نہایت فرحت افزا ہے اسی واسطے تمکو لیکر آیا ہوں کہ رنج و ملال رفع ہو
سرور تازہ فرحت بے اندازہ حاصل ہو لوجہ احسن تسکین دل ہو ملکہ حقیقت میں تمنے آج بڑا رنج و
ملال اُٹھایا معاف کرو اب کبھی ایسی خطا نہوگی الہٰی سب کا ال تھا جو میں تمکو دشمنوں میں چھوڑ کر چلا آیا
یہ کہکر افراسیاب نے چاہا کہ سر قدموں پر حیرت نقلی کے رکھے حیرت نے ایک لات ماری اور سر چلا
جبین پر وہ مارا بچپار کھائی بال نوچے اُٹھیا کرتی کے ٹکڑے ٹکڑے اڑا دیے اپنے کو زمین پر گرا دیا پھر کہنے
لگی شروع کیا یا سامری تمہاری خدائی میں آگ لگے پوسنے دو سو بیجر دون کی خدائی بیجز لقا کو ذرا
غرل ہمراہی مسلمانوں کے ہاتھ سے جو بنان کھاسے ذلیل ہوکر مارا جائے کیسی ان سب بیجز دون سے
ملکہ تم بہلی کہ میں ایسے ناقوے کے ساتھ بیاہی گئی کاش کے کسی گھسیارے کے ساتھ شادی ہوتی چین تو
کرتی پاؤں پھیلا کر سوتی ان مصیبتوں میں تو نہ مبتلا ہوتی یہ کہکر سر پیٹنے لگی افراسیاب بڑھا کر میں ہاتھ

تھاسون کہا خبردار او چھلاوا اگر مجکو ہاتھ لگائیگا تو خون پانی ایک کر دونگی سنکھیا کھا لونگی لنوین مین ڈوب مرونگی
جب تمکو میرا اعتبار نہین تو جورو شوہر کیسے بی نیرنگ تم نے سنا مجھے سونڈی کا تا نگوڑا دشمن جانتا ہی
راز کی باتین مجھسے چھپاتا کہتے ہین جورو خصم کی رازدار ہوتی ہی اگر جورو اُنکا جواری ہو بیبیان گھر کی
بیٹھنے والیان اپنے شوہر کا عیب و ہنر چھپاتی ہین جب یہ مجکو دشمن جانتا ہی تو اس گھر مین رہکر کیا کرونگی
باہر نکل جاؤنگی اور تیرے منہ مین کالک لگاؤنگی دیکھ تو سہی تجھے چار آدمیون مین کیسا بدنام کرتی ہون
اسنے سطرح مجکو دبالیا کسی بات سے مجکو کام نہین جو چاہتا ہی کر گذرتا ہی علاوہ اسکے یہ تو خود بدشرم بدچال
ہے اسکو کسی کی صورت ہی کیا ہی ایک نگوڑا اکڑ دیے کا لونڈا اب بھی اسکا آشنا ہی اُسکو جنگل سے
اُٹھا لایا فرزند کیطرح گود مین پالا اب اُسکا خورشید تاج بخش نام رکھا ہی مجھسے چھپکے وہان جاتا ہی وہ نگوڑا
زنان ستری خوب اُسکو ناز و کرشمہ دکھاتا ہی وہان سے بہت خوش خوش آتا ہی ہمارے پہلو مین
راتون کو نگوڑا ٹھنڈی سانسین بھرتا ہی میری طرف سے پیٹھ موڑ کے سوتا ہی سنو بوا اسکی بین پرواہ
نہین ماں باپ کی بیٹیان ہین اور بات خواہ ہو یا نہونگا تو سیدھی رکھے راز تو ہم سے نہ چھپائے
افراسیاب نے کہا روؤ پیٹو نہین یہی خطا مجھسے ہوئی کہ تمکو چھوڑکر چلا آیا مجکو یقین کامل تھا کہ وہان
زعفران جادو اور لنتین اُسکی سعود مین ہار گئی ورنہ مین کاہیکو آتا حیرت نے کہا میرے قریب نہ آئیے
مجھے ہاتھ نہ لگائیے جو بات چھپائی ہی صاف صاف کہو نگی تو مین لگنونگی بس یہی بہتر ہی کہ مجکو دو انگل کا پرزا
طلاق کا لکھکر دیدو مین ٹھنڈے ٹھنڈے میکے میرا پنے ماں باپ کے گھر مین جا بیٹھون یہ تو مین نے غصہ
مین کہا کہ بازار مین بیٹھونگی ارے او نگوڑے سور کہ مجکو چھوڑ کے اور مرد و کیا کرونگی تجھسے دنیا مین کون بہتر ہی
بادشاہ طلسم ہوشربا جیسی دولت حشمت اور مال تیرے گھر مین ہی دنیا مین کہین نہ ہوگی اگر مین یہ سب
چھوڑکر چلی جاؤنگی تو راتین فراق کی تڑپ تڑپ کے کاٹونگی تیری یاد مین یہ اشعار پڑھا کرونگی

یہ لکھکے تمکو سناؤنگی نظم مسلسل
خوشی سبھی عاشق کو نہ کر خاک سیاہ
آپ سانپ کے اُلو کا گھر کیا ہوگا
اتنی بھی فکر نہین تجھے مین کہان پہ آپکا
شوہر شرمندۂ احسان سپر لیا ہوگا

ہجر مین رونے سے اے دیدۂ تر کیا ہوگا
اسمین حاصل تجھے اے دیدۂ تر کیا ہوگا
دشمنی کی کبھی امید نہ تھی دوست سے
سفر گور مین بے زاد سفر کیا ہوگا
دل فرقت زدہ لڑکون سنبھلتا ہی کوئی

ایسے جھگڑون سے فرو سوز جگر کیا ہوگا
آبرو ہوگی نہ دنیا مین کبھی [illegible]
برق انداز ہلا اب سپر کیا ہوگا
دل نہین جر کا عشق مین پیش کش داغ
غم غلط شکوت اے دیدۂ تر لیا ہوگا

بند مٹھی کو نہ اس باغ میں کچھ غنچہ صفت
گل کا داغ پر طاؤس سپر کیا ہوگا
یہاں نگوڑ کو سپر دینا ہر جسم لاغر
اس پری کا رخ سے شیشہ میں گھر کیا ہوگا
کوکب بخت نہ چمکا سیہ بختی سے
ایسے ہنگام میں سامان سفر کیا ہوگا

پھر تیرے سبزہ زاری صاحب نہ کیا ہوگا
ایک سناہر تو غضب سے ملے ہیں آ کے
اور اس خاک کی چٹکی میں اثر کیا ہوگا
تجھی تک کبھی غمزہ کبھی عشوہ کبھی ناز
سنگ مرمر سے سوا دار غرر کیا ہوگا

جب چلی تیغ خزاں باغ میں گلچیں کی ہمیں
ہاں بہت کاشی کی پسند کیا ہوگا
خانۂ دل میں اتر گئی کسی تیغ ادھر کی
چشم جاناں سے کوئی شعبدہ گر کیا ہوگا
آج سے کل وقت قلق ہی عمل نیک دکھایا

یہ کہکے حیرت لعلی منہ ڈھانپ ڈھانپ کے خوب روئی دریائے محبت
افراسیاب نے جوش مارا ایک ایک اشک حیرت تیر بنکر کلیجہ پر پڑا تیر بھی آبدار تھے تو دو ہادل کے پار تھے
وہیں صبر دست استقلال سے افراسیاب کے چھوٹ گیا شیشۂ دل سنگ بدعت محبت حیرت سے ٹوٹ گیا
تیز رنگ نے کہا اے شہنشاہ ایسی چاہنے والی بیبیاں کسکو ملتی ہیں کلمات حسرت آیات سننے سے کلیجے
ٹکڑے ہوتے ہیں آپ شوہر و زوجہ ہم باہر جائیں تخلیہ کردیں حضور تنہائی میں سمجھائیں یہ کہکر تیز رنگ
وغیرہ باہر گئیں افراسیاب نے بیقراری میں سر پاؤں پہ حیرت جادو کے رکھدیا گلے میں ہاتھ ڈالے
جاہا گلے لگائے حیرت لعلی نے دور ہی سے ہاتھ ڈال کہا بس الگ سے بات کیجیے اور دل سے کہتے ہیں
اے خواجہ عیاری کیا بڑی چیز ہے جو رواسکی بنکر آئے خدا آبرو بچائے آج تک کبھی ایسا اتفاق نہیں
ہوا تھا یہ نئی مصیبت پڑی ہے الله مالک ہے افراسیاب نے کہا ملکہ یہ بتا دو وہ راز میں نے تجھسے کون سا
چھپایا جسپر تمکو غصہ آیا حیرت نے کہا اے شہنشاہ آپ نا انصاف ہیں آپ کے سامنے کہنا نہ کہنا
دونوں بیکار ہیں افراسیاب نے کہا ملکہ بیان کرو جان و مال میرا تمہارے سپرد ہے خواجہ نے کہا
او نا منصف میں چاہتی تھی اس راز مخفی کو تو اپنے دل میں رکھوں جب کسی دن برادری جمع ہو
چودھری سے کہکر تمہارا حقہ پانی بند کرادوں کہ تمکو بھی پتہ چلے دونوں دنیا میں بیکھا افراسیاب کے گریبان
میں ہاتھ ڈالا کہا کیوں او ظالم ساری آفتیں تو ہمارے سر پر ہیں ہماری بہار نکل گئی ہمیں تم سے
محبت ہوتی تو ہم یہاں کیوں رہتے لشکر اسلام میں جاتے سو تم نے بہار نے پیغام دیا کہ تم یہاں
چلی آؤ ہم تمہیں بادشاہ کریں ہمیشہ یہی جواب دیا کہ ہم اپنے وارث کے قاتل ہیں ایسی سلطنت میں
آگ لگے اگر ہمارے شہنشاہ کی سلطنت مٹ جائیگی ہم ماں باپ کی بیٹیاں ہیں سوئی مار کر بسر کرینگے
چرخہ کاتینگے اپنے شوہر کو چھپا کے نکالینگے مگر تو نے خوب اسکا بدلا کیا کیوں صاحب لوح طلسمی

کا حال ہم سے چھپایا ہم لوح طلسمی کو لیکر کیا کرتے اگر ہمکو حال معلوم ہوتا ہم جاکر طلسم کشا کو آگاہ کرتے
حسیدن سے تمنے لوح طلسمی روانہ کی اور حال ہم سے نکہا آٹھ آٹھ آنسو روتی ہون لخت جگر کھاتی
ہون خون جگر پیتی ہون حیرت مین ہون کہ کیونکر جیتی ہون غم کھاتے کھاتے ایکدن مرجاؤنگی تجکو کیا ہی
تو اور دشمن سمجھ کر بیگانہ شاہزادیون مین ذکر ہوا کہ افراسیاب اپنی جورو کو دشمن جانتا ہی مین شرم سے
کٹ گئی سوجب دشمن اپنی ماری کس سے کہون بہت سہا دیدے ہون تجھ ایسا ناخلف اگر ہمکو
ملتا تو یہ باتین کاہیکو سنتی اب آج اپنی تمہاری جان ایک کردونگی سنو صاحب دو باتون مین فیصلہ ہی
اگر مین دشمن ہون تو لسمی مجکو جانے دو مین اپنے بیٹے پاس جاؤن خواہ شیطان کے حوالہ کیا اگر دشمن نہین
ہون تیری جورو وفادار ہون کون آجتک تیرا بھلا کرم نہین کیا تو صاف بتلا لوح طلسمی کسکے پاس ہی
اور کہان ہی ورنہ اپنی جان دونگی جن شاہزادیون نے مجکو طعنہ دیا ہی انکے سامنے سرخرو ہونگی تو زندگی
ہی ورنہ مجھ ایسی کا مرنا بہتر چار عورتون مین ذکر ہو چکا کہ حیرت کو افراسیاب دوست نہین جانتا
افراسیاب نے کہا ملکہ ذرا سی بات کا تو نے خنجر باندھا ہی مین نے تم سے ہو سکے نہین کہا کہ سابق
مین مین نے مخمورہ بہار و باغبان کو رازدار کیا تھا وہ لوگ طلسم کشا کو لیکر باغ سیماب مین پہنچے
اب مین نے لوح طلسمی بڑی مشکل سے پائی اسوجہ سے لوح چھپائی حیرت نے اپنا منہ پیٹ لیا کہا
او ظالم بےمروت مجکو بہار و مخمور سے مثال دیتا ہی وہ لونڈیان باندیان مین مشکل کر نکل گئین بتلا تو
مین کہان جاؤنگی اگر تو مریگا تو تیرے ساتھ ستی ہونگی جہنم تک تیرا ساتھ نہ چھوڑونگی لیں اب جلدی
صاف بتاؤ ورنہ یہ الماس کی انگوٹھی چبا جاؤنگی افراسیاب نے ہاتھ تھام لیا کہا ملکہ ایسا ارادہ نکرنا
مین حال بیان کرتا ہون مگر اسکا کسی سے ذکر نہ کرنا خواجہ نے ہنسکر کہا مین تو عمرو سے کہدونگی اسد
غازی کو ساتھ لیکر جاؤنگی لوح دلواؤنگی طلسم فتح کراؤنگی تمھارا جی چاہے تو بیان کرو نہ جی چاہے
نہ کہو مین تو دشمن ہون دشمن یہ کہکے الٹے ہاتھ سے طمانچہ مارا افراسیاب گال سہلا کر رہ گیا
خواجہ نے کہا اب بیان کرو جلدی افراسیاب نے کہا ای ملکہ عالم بگوش ہوش سنو اگر کوئی قصد
کرے کہ تابہ لوح طلسمی جلے جس قصر مین تم بیٹھی ہو اول مجکو بیہوش کرے میرے جوڑے مین بندھا ہی
اس ڈبا کو کھولے کلید نکالے یہ تخت جو سامنے بچھا ہی جسپر بدولت جلوہ فرما ہوتے ہین تخت
کو اٹھائے فرش ہٹائے وہ نقب ظاہر ہوگا اسمین داخل ہو لیکن ہوشیار یہان طرک کے باہر نکلے

صحرائے حیرت نیز وحشت انگیز ملیگا ای جان جہان اس صحرا کا طی کرنا نہایت دشوار ہی آب ودانہ
ممکن نہین انسان وحیوان کا نام نہین ایسا ہی سخت جان ہو تو اُس صحرا کو طی کرے بعد کئی دن
کے طلسم صندل ملیگا جب اس طلسم کو فتح کرے سب راستہ کھلے کیون ای ملکہ عالم کسکو ایسا درد سر
ہی کہ طلسم صندل کو فتح کرے بادشاہ طلسم صندل ملا صندل جادو ساحرہ بے نظیر فلک افسونگری
کی ماہ منیر سامری وجمشید بھی اُسکو قتل نہین کرسکتے لیکن بہر تقدیر اگر طلسم صندل فتح ہوا ور راستہ
کھلے بعد کئی منزل کے ایک دربند ہی اسکو دربند مہر وماہ کہتے ہین مہر وماہ جادو وہان کے حاکم و ناظم ہین
تین لاکھ فوج کی مالک جادو افسونگری کی سالک ہین سے اُنکے پاس لوح بھیجدی ہی کیون ای ملکہ
اب کسکی لیاقت ہی کہ مجکو اسی قصر مین بیہوش کرے کنجی پائے نقب مین جائے طلسم صندل فتح کرے
مہر وماہ جادو قتل ہون لوح طلسمی دستیاب ہو خواجہ نے سلار محبت سے ایک طمانچہ مار کر کہا ارے
نگوڑے جو ہونا تھا ہو چکا اب کیا لوح بھیجی گئی بس اب چلو آرام کرو نیند کے مارے برا حال ہی مگر میری بجلیان
چور چور ہو رہی ہین مجکو ہاتھ نہ لگانا بس چپکے چلکے سو رہو صبح کو جو کچھ ہو گا سمجھا جائیگا افراسیاب
نے دیکھا اب ملکہ کے چہرے پر بحالی آئی حیرت نے کہا نگوڑے شیطان پر لعنت ہی ناحق مین اپنے
شوہر سے اُلجھی نہین معلوم تمنے کیا بکا مین کچھ بھی نہین ہم لوح لوح بکا کیے مین نے نیند مین سنا
بھی نہین کیون شہنشاہ تمنے تو یہی کہا کہ تخت کے نیچے صندوق مین لوح رکھی ہی افراسیاب
اپنے دل مین خوش ہوا کہ خوب ہوا نیند مین حیرت کچھ نہین سمجھی کہا ہان ملکہ انہین صندوقون
مین لوح رکھی ہی یہ کہکے نیرنگ کو آواز دی کہ ایک گلابی دیجاو کباب حاضر کرو حیرت نے کہا حضور
کہا شراب کیا ہو گی مین اسوقت تمکو نہین پینے دونگی شراب پی کے دماغ چوکڑی بھلا دے مجھ مین
اسوقت طاقت نہین اور یون تمہاری خوشی کیا مین تیری دلشکنی کرونگی یہ کہکے خود دوڑی
گلابی اُٹھا کے لائی جام لبریز کیا کھائی سے پڑیا بیہوشی کی ڈالی کہا لو جام پیو گے یہ کہکے ہاتھ کو
بوسہ لیکر یہ اشعار پڑھے اشعار

قسمت سے ملگیا مجھے ساغر شراب کا
اُس مہ کے ہاتھ مین ہی نہین ساغر شراب کا
ہر سال قبر پیر مغان پر چڑھاتے ہین

چمکا ہی نجم بخت نے برج آفتاب کا
مہتاب سے مقابلہ ہی آفتاب کا
شیشہ شراب ناب کا دونا کباب کا

نصاحت ہے کچھ انس مردن تو باغبان / دے قہر عندلیب مین تختہ گلاب کا
ردیا ست وصل کی نہین سکتا مین شرم سے / عالم ہے اپنے خواب مین گو تلے کمخواب کا
سیج فرو پہ دیکھ کے لخت جگر مرا / کیا کیا جلا بھنا ہے کلیجہ کباب کا
مجھ رند بادہ خوار پہ سایہ پری کا ہے / ہے یہ قے مین میرے دیکھو پنگ شراب کا
بیجا نہین ہے گریۂ شبنم دم سحر / لبریز ہو چکا ہے پیالہ گلاب کا
غش آگیا ہے دیکھتے ہی حسن دوست گل / بلبل کے منہ پہ دے کوئی چھینٹا گلاب کا
پر نور میکدہ ہے یہ ساقی کے حسن سے / جام شراب پر ہے گمان آفتاب کا
بے وجہ شغل شیشہ زنی پہ نہین قلق / پیری مین کر رہا ہون مین ماتم شباب کا

اِس ہنسکے جو یہ شعر ملکہ حیرت نقلی نے پڑھے افراسیاب بست ہو گیا دل مین سوچا کہ اسکا بھی
اسوقت جی چاہتا ہے جام ہاتھ سے لیا بدون رو و قدح پی گیا اب افراسیاب جھومتا ہوا
اٹھا پلنگ پر لیٹتے ہی بیہوش ہوا خواجہ عمرو نے سجدۂ شکریہ پروردگار کیا کنگھی جوڑے سے افراسیاب
کے نکالا اب کھڑے ہو کر سوچنے لگے کہ اے عمرو حیرت کا زنبیل مین رہنا اچھا نہین افراسیاب
بہت بیچار کریگا تاب طلسم صندل جانا مشکل پڑیگا یہ سوچکر حیرت جادو کو زنبیل سے نکالا پہلو مین افراسیاب
کے سلا دیا دونون کو بیہوشی اتنی دی کہ صبح تک ہوشیار ہون اب یہ بھی خیال ہے جب افراسیاب صبح کو
اٹھے ہی جوڑے مین کنگھی نہ دیکھیگا اسی وقت دوڑ پڑیگا ایسی تدبیر کرو کہ یہ دونون دوپہر تک تو غافل
رہین حال ہمارے جانے کا ثابت نہو سوچے کہ برق بھی تو میری زنبیل مین ہے بھوبلے کو بھی نکالکر
یہین چھوڑ دو ہمارے روانہ ہونے کی لشکر مین خبر بھی کر دیگا باغبان وغیرہ اگر مناسب جانینگے
ہمارے پاس آئینگے آگاہ تو ہو جائینگے یہ سوچکر برق کو نکالا ہوشیار کیا برق کی آنکھ کھلی دیکھا
استاد کمرے مین ایک قصر عالی اسباب عیش سے آراستہ چھپر کھٹ پر افراسیاب و حیرت سو رہے
ہین برق تڑپ گیا جھک کے سلام کیا کہا استاد یہ کیا سامان ہے فرمایا بیٹا برق بڑا عیاری کا دم بھرتے
ہو دیکھو کس تدبیر سے یہان پہونچے ہم تو اب وہین اژدر مین جانے مین حافظ حقیقی مالک ہے لیکن تیرا
کام کرنا تحت اسی طرح بچانا کنگھی جوڑے مین افراسیاب کے رکھنا کنیز کی شکل بنکر ساتھ افراسیاب
کے چلے جانا ملکہ مہرخ و بہار کو خبر پہونچا اے برق حال ہمارا بیان کرتا کہ افراسیاب سے لوح کا حال

پوچھا بیٹا بڑی سختیاں ہیں اول راہ میں طلسم صندل دیگا جب وہ فتح ہوگا تب راستہ کھلیگا در بسند
مہروماہ پر لوح طلسمی ہو برق تڑپ کے رونے لگا کہا استاد راہ سخت و صعب میں غلام کو بھی ساتھ
لیجیے حضور کے کام آؤنگا عمرو نے کہا میرے ساتھ چلنے سے یہ کام بگڑ جائیگا افراسیاب غفلت میں
رہیگا میں دس بیس کوس تو تنہا جاؤں وہ جب سے نکلے نکلے روک ٹوک شروع ہو جائیگی تا بطلسم صندل
پہونچنا دشوار ہو جائیگا پھر کامل منزل مقصود تک جو پہونچائیگا تو تو بغیر سبب حفاظت کے ساتھ
اس کام کو کرنا اگر جیتا ملک ہو سکے جب تو خدا خیر و خوبی سے لشکر میں پہونچا سکے ملکہ بران شمشیر زن
کو بھی ایک نامہ لکھنا میری جانب سے اتنی تاکید مندرج ہو کہ وہ بہر جور دارند نظر پارۂ جگر خواجہ عمرو
عرف اسد کو لیکر طرف طلسم صندل کے لئے ہیں مقدمہ طلسم ہے اگر ہو سکے تو اپنے کو ضرور پہونچانا
اسد نامدار کے پاس کوئی تحفۂ طلسم موجود نہیں ہے بڑی مشکل پڑیگی اور بہار و مجمور و باغبان پر بھی
تاکید کرنا کہ اپنے کو جلد پہونچاؤ الیاس نہ ہو خدانخواستہ اسد نامدار کسی بلا میں مبتلا ہو جائے تم لوگ نازوں
سے پالا جوان نامدار ہو اس سفر کا پروردگار انجام بخیر کرے برق نے کہا استاد میں سب کچھ سمجھ گیا خدا انجام
بخیر کرے حضور جلدی کیجیے رات بہت کم باقی ہے اب تو نہیں تو خواب خرگوش سے بیدار ہو جائیں بچانا
بھی دشوار ہو گنجی تو خواجہ کے ہاتھ میں اب عمرو و برق نے کلہ تخت اٹھایا فرش پہ کیفیت تمام ہٹایا
دیکھا ایک تختۂ سنگ لشب کا ہے برق نے زور کر کے بشراکت خواجہ سنگ کو بھی ہٹایا حقیقت میں
چہرہ نقب ظاہر ہوا اگر اندر نقب کے اندھیرا مثل پردہ ظلمات شب فراق اسکی تاریکی سے مات عمرو
نے چاہا نقب میں اترے برق لپٹ گیا کہا استاد نہیں معلوم اس اندھیرے میں کیا بلا ہو کہ آپ
اترتے ہی پھنس جائیں افراسیاب بادشاہ طلسم ہوش ربا ہے شعبدہ بازی اسکا کام ہے جرا فروشی
سخنیاں میں دھوکا نہ دیا ہو عمرو نے کہا بیٹا اب تو قصد کر چکے مصرع قدم عشق پیشتر بہتر و ہماری
معصیت و حسرت پر جائے عبرت ہے سالہا سال گذرے اس طلسم میں آئے جو اصل مطلب ہے اس سے
اب تک خبردار نہ ہوئے یعنی شاہزادہ انجم گروہ رستم شکوہ سرفتنۂ ملک باختر پہلوان تہمتن بدیع الزمان
گرد اشکن شکن زینت آغوش صاحبقران تیغ زن قید ہو کر یہاں آئے اسقدر لڑے بارہا ساحروں سے
اسد غازی کو گیند کی طرح چھیڑا لیکن آج تک یہ ثابت نہ ہوا کہ بدیع الزمان زندہ ہیں یا مردہ کتنے
رزم آوران طلسم ہمارے شریک ہوئے لیکن کسی کی زبان سے اتنا سنا کہ بدیع الزمان فلاں مقام پر ہیں

قید مین جستجو کرکے اس جگہ جا سکتے ہیں پیشہ نما صاحبقرانی کو حیرت سے سامنے اپنے آقاے نامدار کے سرخرو
ہوتے ایسے کلمات ہیبت خیز غم انگیز عمرو نے اسوقت کہے کہ برق کا کلیجہ پھٹ گیا غضب پر اپنے استاد
کی ہیبت رو دیا کہا بسم اللہ پروردگار آپ کو مظفر و منصور کرے رنج و غم دل تردد منزل سے دور کرے جواب نے
فرمایا ہیبت بجا ارشاد ہوا حافظ حقیقی کے سپرد کیا **شعر** لسفر رفتنت مبارک باد ۰ بسلامت روی و باز آئی
برق بچہ۔ بہا خواجہ عمرو روتے ہوے اس نقب تنگ و تاریک مین فتیلہ عیاری روشن کرکے داخل ہوے
برق غم مین اپنے استاد کے تڑپتا ہوا پلٹا اول وہ پتھر دہن نقب پر رکھا فرش بچھایا تخت اسی طرح آراستہ
کردیا اُنکو لیکر قریب چھپر کھٹ کے آیا ڈبیا مین بند کرکے اسکو بھی اُسی طرح جوڑے مین افراسیاب
کے رکھدیا اب اسی فکر مین ہوے کہ مین کیا تدبیر کرون کسی سے یہ نہین کیصورت ہون دیکھا ایک
گوشہ مین کنیزان ملکہ حیرت سوتی ہین ایک حسین نوجوان کو تاکا اُسکے دماغ پر بیہوشی کی چڑھائی
گود مین اٹھا کر اُس کنیز کو علحدہ لایا لباس اور زیور اتار لیا اُس نخچی تنگ خاندان کو ایک غار مین
ڈالدیا آپ رنگ روغن عیاری کا لگا کر صورت اُس کنیز کی بنکر تیار ہوا جہان سب کنیزین سو رہی
تھین وولائی اوڑھ کے لیٹ رہا مگر افراسیاب و حیرت کو تاک رہا ہے استاد کے تنہا جانے کا خیال
قلب پر ہجوم غم و ملال دل سے باتین کرتا ہے کہ برق حقیقت مین استاد نے بڑا کمال کیا خدا انکو
خیر و عافیت سے لاوے یہ نقب تنگ و تاریک ہے اسمین یکہ و تنہا جانا طلسم کا پتہ لگانا اُنھین کی ذات
پر موقوف ہے جو پتھر کا کلیجہ بنائے تب عیاری کا نام لے خدا وہ دن کرے کہ پھر اپنے استاد کو صحیح و سالم
دیکھین قدمبوسی حاصل کرین دیکھیے طلسم صندل پر جاکر کیا ہوتا ہے پھر دل سے کہتا ہے برق تجکو
بھی مشکل ہے اگر کہین افراسیاب نے مجھکو پہچان لیا سلامت استاد کا جھپر لگا۔ کیا آپ تو چلے گئے
مجکو یہان چھوڑ گئے اب لشکر میں جانا دشوار ہے نہین معلوم یہ قصر کہان ہے وسعت طلسم بیان
ہے اگر یون بھاگ کے چلا جاؤنگا لشکر مین کیونکر پہونچونگا اسی تردد مین پڑا تڑپ رہا ہے دیکھا ایک
گریبان سحر چاک ہوا افراسیاب آنکھین ملتا ہوا اٹھا حیرت کو پہلو مین دیکھا پڑی سو رہی ہے
دل مین اپنے شرمندہ ہوا کہا ای افراسیاب کس محبت سے شراب پلائی اور مادہ ہیجانی سے
لطف اٹھائے لیکن شراب کا انجام خراب ہے اسوقت دل کباب ہوا ناحق کا پیچ و تاب ہوا شراب کا
نشہ ایسا ہوا کہ مین غافل ہو گیا پھر آنکھ نہ کھلی حیرت کو بڑا رنج ہوا ہوگا حیرت کو جگانے لگا ملکہ عالم

اٹھو دن چڑھ آیا دھوپ نکل آئی برق اپنی آنکھیں ملتا ہوا تڑپ کے مثل شاہ دو پہر سنبھلتا ہوا چہرے کے
گیسوؤن کو درست کرتا ہوا افراسیاب کو جھک کے سلام کیا افراسیاب نے سراپا دیکھا جانتا ہی کہ
ملکہ نیز رنگ کی کنیز خاص ہی پوچھا کہ ای سمن عذار مزاج تو اچھا ہی کہا حضور کی جان و مال کو دعا کرتی ہون
ای شہنشاہ آپ ایسے غافل سوئے کہ پہر کروٹ بھی نہ لی پہر رات رہے مین نے سنا کہ ملکہ حیرت آپکو
جگاتی تھین حیرت بچاری کیا ارے یہی کہتی تھی کہ صاحب ذرا ہوشیار ہو مین پانی پیونگی پیاسی ہون
نہایت بیچین تھین اور مجھے تو طعنہ دے رہی تھین آپ کے فرشتون کو بھی خبر نہ تھی آپ نے کروٹ
بھی نہ لی مین تو ان باتون سے آگاہ نہین لوگون سے سنتی ہون کہ اگر مردے نشہ مین بھی ہوتے
تو اسقدر غافل نہین سوتے خدا جانے آپ کو کل کہان کی نیند آگئی تھی مین تو جانتی ہون کہ شراب
بڑی تیز تھی مین نے دیکھا حیرت پکارتی تھین آپ جواب بھی نہین دیتے تھے آخر مین مین نے
دیکھا کہ ملکہ نے اپنا منہ پیٹ لیا یہ کہکے پڑ رہین کہ الہی مردے سے کبھی بات نہ کرونگی ہمسایے
مین نگوڑا مردہ بنا ہوا پڑا ہی افراسیاب نے کہا ای سمن عذار مین خود شرمندہ ہون شراب ایسی
تیز تھی کہ پہر آنکھ نہ کھلی حقیقت مین حیرت بہت رنجیدہ ہوئی ہوگی اس عرصہ مین ملکہ نیز رنگ جادو
مع کل مصاحبون کے اُسی سامنے آئی پہلے تسلیم خم ہوئی افراسیاب نے کہا ملکہ نیز رنگ جادو کو
معلوم ہی کہ آج بہت خفا ہین نیز رنگ جادو قریب آئی تلوون سے آنکھین ملین ملکہ حیرت نے
چشم نرگسی والی کھسیا کر آنکھ کھولی حیران حیران چہار جانب نگران نہایت منتشر دل بیقرار و بیدم
تھی حیرت اپنے حال پر ہول پر حیرت کہ ای حیرت مین تو زنبیل مین عمرو کے تھی کیا کیا عجائب دیکھے
پھر تقدیر نے کھانے عمرو نے تاکید کر دی تھی کہ زوجہ افراسیاب ہی اسکو کوئی نہ ستائے اسپر
ہزارون لونڈیان چاؤن چاؤن کرتی تھین ہزارون گالیان دیتی ہاتھ پھیلا پھیلا کر کوستی تھین کہتی
تھین اس کمبخت نالائق کو خدا غارت کرے اسکا ستیاناس جائے اسکا دھڑا ہمارے شہنشاہ سے
لڑتا ہی ان حالات کو یاد کرکے حیرت کی دمبدم حیرت بڑھتی جاتی تھی اُٹھتے ہی سر جھکا لیا افراسیاب
کی جانب سے منہ پھیر کے بیٹھی افراسیاب سمجھا ملکہ میرے سو رہنے پر ناراض ہی آج دن کو راضی کرونگا
اس خیال سے افراسیاب بھی چپ ہو رہا لیکن نیز رنگ جادو بات مین لے رہی ہی آفتابہ لیے
کھڑی ہی کہ حضور منہ دھو لین گلوری نوش فرمائین کیون نصیب اعدا مزاج کیسا ہی آج چہرہ بھی متغیر ہی

اترا ہی ہر چند نیرنگ نے کہا حیرت نے کچھ جواب نہ دیا غصہ میں یہ بولی ہوا مین منہ ہاتھ دھوکے کیا
کرونگی مین تو زندگی سے ہاتھ دھوے بیٹھی ہون مجھسے کوئی صاحب کلام نکرین مین نہین معلوم کہان ہون
برق گھبرایا ایسا ہنو کہ باتون مین راز کھلے قریب کے سامنے افراسیاب کے آیا مسخرہ کیا کان مین
جھک کے کہا دیکھیے یہ آپ پر آوازہ ہی غم ملکہ حیرت کا اُسی طرح تازہ ہی ملکہ نیرنگ کو منع کیجیے اُنکو نہ
ستاوین جسطرح بیٹھی ہین بیٹھا رہنے دین اب جلدی کیجیے ملکہ کو سوار کرکے لشکر مین لے چلیے اُنکے
صحبت کی شاہزادیان و وزیرزادیان کنیزان خاص موجود ہونگی وہ بہلا لینگی یہان اور غم پڑھیگا
اس چھپر کھٹ کو دیکھکر جھلاتی ہونگی یہ چھپر کھٹ نامبارک ہوا قصر بھی بڑا ہی اب یہان دیر نہ
لگائیے افراسیاب سمجھا سمن عذار سچ کہتی ہی کہا ای سمن عذار ناحق کا غصہ ہی بس اب غصہ کو
تھوک دو کبھی ایسا ہوتا ہی برق نے کہا ملکہ مجھسے بہت مانوس ہین جب کبھی اس کوہ پر آتی تھین
دل کا حال مجھسے بیان ہوتا تھا اکثر یہ بھی فرمایا کہ سمن عذار ہمارے پاس رہا کرو تمھین اپنا مصاحب
کرینگے مین نے حضور کہانیان بہت یاد کی ہین اُنکو سُنینگی بہت خوش ہونگی افراسیاب نے کہا
ای سمن عذار اسوقت تو تمکو ضرور ساتھ لے چلینگے مگر ہماری خدمت مین رہنا برق نے ہاتھ لوٹ لیا
کہا نہین شہنشاہ مین بی بی کے ساتھ رہونگی آپسے کبھی بات نکرونگی آپ مجھسے بےرخی کرین
تو مین کیا کرون میرا یہان کون بیٹھا ہی جو حمایتی بنے گا اور آپ سے بدلا لیگا مین بی بی کے ساتھ
رہونگی مجھے ساتھ لے چلنے مین آپ کا کوئی فائدہ نہین ملکہ ہمین ہر طرح کی آپ ہی کی بڑائی ہی دیکھو
مین پھر کہتی ہون کہ آپ مجھے ساتھ نہ لے چلین آپ لاکھ کہینگے مین ہرگز نہ مانونگی برق نے ایسی بھولی
بھولی باتین کین کہ افراسیاب بیقرار ہوگیا کہا سمن عذار تمکو ضرور اپنے ساتھ لے چلینگے برق
نے چٹکی لے کے کہا بس اب نیرنگ کو منع کیجیے زیادہ ملکہ کو نہ ستاوین کیون بیہودہ باتین بناتین
افراسیاب نے کہا ای نیرنگ ملکہ کو چپکا بیٹھا رہنے دو طبیعت آپکی سست ہی اب مین جاکر علاج
کرونگا تخت تیار کرو با دولت ملکہ کو ساتھ لے کے لشکر مین جا بیٹھینگے وہان مصاحبان خاص کنیزان
قدیم موجود ہونگی وہ موافق مزاج کے بہلا لینگی افراسیاب یہ سبطرح کی باتین کرتا ہی مگر حیرت
مثل تصویر خاموش نیرنگ جادو فوراً تخت لائی سامنے افراسیاب جادو کے حاضر کیا گلدستے
تخت پر آراستہ کردیے افراسیاب جادو اٹھا حیرت کا ہاتھ تھام کر کہا ملکہ چلو لشکر مین تمھارے سب

سردار گھبراتے ہونگے شاید مہرخ و بہار نے طبل جنگی بجوایا ہو اس لشکر کا انتظام تمھاری ہی ذات
خاص پر موقوف ہی ملکہ حیرت نے بنگاہ حیرت چہرے کو افراسیاب کے دیکھا کچھ زبان سے
نہ کہا خاموش اُٹھ کھڑی ہوئی افراسیاب تخت پر سوار ہوا حیرت کو پہلو مین بٹھا لیا اب برق
تڑپا کہ ایسا نہو مین یہین رہجاؤن تنہا ہوا قریب آیا افراسیاب سے اشارہ کیا ہمین بھی ساتھ لیجیے
چلیے آپ ہم سے وعدہ کر چکے افراسیاب نے فوراً نیرنگ جادو کو بلایا کہا اے نیرنگ ہم تمھاری
کنیز ماہرخسار سمن عذار کو ساتھ لیے جاتے ہین پھر چلی آئیگی نیرنگ نے کہا شہنشاہ کیا مضائقہ ہی
ہر چند کہ یہ مجکو بہت عزیز ہی مگر حضور کی کنیز ہی افراسیاب نے کہا بی سمن عذار آؤ برق اُچک کر
تخت پر بیٹھا افراسیاب سے باتین بناتا ہوا چلا مگر حیرت منہ سے نہین بولتی افراسیاب بھی برق
سے اشارے کنایے مین کہتا تھا سنو بی سمن عذار مین بادشاہ طلسم ہوش ربا ہون ایک سر ہزار
سودا نمک حرامون نے سر اُٹھایا ہی مدعا صاحبان جانباز وزیران ہمراز مسلمانون کے جا کر
شریک ہوگئے کبھی سامان لڑائی کا لوح بچانے کی فکر آٹھ پہر ہی ذکر تھکا ماندا آیا سو گیا جگانے
سے بھی بیدار ہوا ہر چند افراسیاب ایسی باتین کرتا ہی حیرت جادو جواب نہین دیتی اسی طرح
خاموش بحر غیرت و حیرت کا جوش زمین و آسمان حیران دیکھتی ہی دل مین دھڑکن
خوف آبروریزی مضطر دل پیش ہر طرح کا پس و پیش افراسیاب کا اب غصہ بڑھتا جاتا ہی
کہا اے سمن عذار کیا عورت ناقص العقل ہوتی ہی اتنی بڑی سلطنت معرض زوال مین افسوس
ہی کہ اسکا بالکل خیال نہو دنیا کے لہو و لعب بعد انتظام سلطنت دیکھے جاتے ہین آٹھ پہر اگر
بادشاہ مبتلاے دام لہو و لعب ہو وہ سلطنت خراب ہو گی سمن عذار درست و بجا کہکر عرض
کرتی ہی جو حضور ارشاد فرماتے ہین اُسمین دخل دینا عبث ہی لیکن اپنی پہلو نشین کی خاطر بھی تو
لازم ہی دلشکنی نہ کرنا شیوۂ صاحبان وفا ہی آپسین رد و قدح افراسیاب سے اور سمن عذار
سے ہو رہے ہین یہان دربار مین ملکہ حیرت کے مصور و صورت نگار و ملکہ صنعت سحر ساز
و سرما سے برف انداز و ابریق کوہ شگاف وغیرہ انتظار مین بیٹھے ہین کہ نہین معلوم
شہنشاہ پر کیا گذری خبر دیان بلا کو قتل کیا یا مارا ہو گئے یکایک ہرکارون نے خبر دی
کہ شہنشاہ تشریف لاتے ہین سب سردار واسطے استقبال کے دوڑے وہان لشکر ملکہ مہرخ

ہیں ملکہ سرخ موے کاکل کشا وغیرہ جو سردار قید ہونے سے بچے تھے بارگاہ میں موجود ہیں اتنے
میں سردار اسد نامدار و خواجہ عمرو و صرصر خ و بہار کے واسطے بیقرار ہیں جانسوز ہیں قران و ضرغام
شمشیر دل سے کہہ رہے ہیں کہ چالاک پلٹ کر نہ آیا کچھ احوال مفصل نہ ثابت ہوا کہ ہمارے آقاے
نامدار سولاے قدر شناس پر کیا معرکہ گذرا سواے پروردگار کے کون سا کرے گا افراسیاب سے
کون لڑ سکتا ہو اب بڑا غضب ہوا کہ افراسیاب نے خود کمر ہمت چست باندھی تو اب بڑی مشکل ہی
روز ساحر آتے تھے اُنسے برابر کے مقابلے ہوتے تھے اب جب یہ خود آئیگا کون روک سکیگا لشکر میں آکر
طبلہ زمین اُٹھا کرلے گیا کوئی اسکا کیا کر سکیگا چالاک ہم سب کو منع کر گئے تم ہمارے عقب میں نہ آؤ ورنہ
جاکر اپنی جان دیتے حقیقت میں ہم اسیر غالب نہ آتے اپنے سرداروں کے ساتھ لڑ بھڑ کر مر جاتے ذلت تو
نہ اُٹھاتے عقاب کیسی مصیبت ہی کہ خبر تک ملنا دشوار ہوئی اس حسرت میں سب کے سب پریشان تھے
کہ آسمان پر برق چمکی برق کو دیکھکر سب دوڑے دیکھا ملکہ صرصر خ و بہار و باغبان و رعد و برق و
برق لامع و ملکہ بران شمشیر زن چلی آتی ہیں سب نے بڑھکر استقبال کیا ہمراہ لیکر سرداران مذکور
کو بارگاہ میں آئے اضطرار میں پوچھا اے ملکہ عالم اسد نامدار و خواجہ عمرو و برق فرنگی کہاں ہیں ملکہ
صرصر خ کی آنکھوں سے آنسو ٹپک پڑے کہا صاحبو کیا بیان کریں حال مصیبت کیونکر عیان کریں افراسیاب
خانہ خراب نے اپنے نزدیک ہم سب کو مار ڈالا ہوتا مگر حافظ حقیقی نے ہم سب کو زندہ کیا چالاک
نے بڑا کار نمایاں کیا ملکہ بران کو لایا تالاب پر لڑ وایا مگر خواجہ عمرو و اسد و برق غائب ہوئے
نہیں معلوم افراسیاب جادو گرفتار کرکے لے گیا یا اور کوئی ساحر غدار پہونچا آسمان اُٹھا لیا کچھ حال
نہ کھلا کیا معرکہ ہوا ہم چھوٹے مگر قید غم والم سے رہائی نہوئی فلک کجرفتار گردوں غدار ہر وقت
درپے آزار ہی ایک لمحہ آرام نہیں ملتا اب کیونکر دریافت کریں کس سے پوچھیں چالاک بھی الٹے
نہ آئے خدانخواستہ وہ بھی نہ گرفتار ہو گیا ہو باپ کے واسطے بہت بیقرار تھا لڑ کا صاحبو سبحان اللہ
باپ ایسے کامل بیٹا ایسا عیار زبردست اتنے عرصہ میں قیامت برپا کر دی نہیں معلوم کیا کیا
عیاری کی ہیں مفصل نہیں دریافت ہوئیں یہ باتیں تھیں ملکہ صرصر خ کو خبر دی کہ حضور چالاک تو
آتے ہیں سب سردار باہر نکل آئے زیر سائبان زرنفتی کھڑے سامنے دیکھا کہ چالاک آتا ہے ملکہ صرصر خ
نے فرمایا برائے خدا جلد ظاہر کرو کہ اسد غازی و برق فرنگی و خواجہ عمرو پہ کیا گذری چالاک

نے کہا کیا عرض کروں میں نے عیاری کرکے حیرت کو گرفتار کیا ملکہ حیرت کو بران شمشیر زن لیکے
بر سر زعفران کوہ پہونچا وہان کی حماقت کا عرض کرنا کچھ ضرور نہیں ہے پہر تو ملکہ بران نے آکر
آپ دونوں کو رہا کیا عین گرمی جنگ سے قبلہ و کعبہ واسد نامدار و برق عالی وقار غائب ہوئے
نہیں معلوم افراسیاب نے سحر کردیا پھر مین نے ان صاحبوں کو نہ دیکھا ساری شفقت خاک ہوئی
وہ معاملہ سب مین نے آنکھوں سے دیکھا تھا بعد اسکے افراسیاب نے تالاب بنایا سب کو قید
کرکے بر سر کوہ زعفران مشہور تھا مین بران کو لے پہونچا اب نہیں معلوم کہان گیا کدھر جاکے تلاش کرون
کس سے پوچھوں یہ خبر وحشت اثر محل مین پہونچی ملکہ مہ جبین الماس پوش سنکر بیچنے لگیں سب جہان
نامدار روتی ہوئی باہر نکل آئین سب سردار واسطے تعظیم کے اُٹھے ملکہ مہ جبین تخت پر بیٹھیں ملکہ
مہرخ کی جانب متوجہ ہوئیں کہا نانی اماں اور سب صاحبوں سے تو مین کیا کہوں مگر آپ سے
ہملو بڑی شکایت ہے اپنی جان بچائی اُنکا خیال نہ کیا آپ خوب جانتی ہیں کہ وہ سیدھے سپاہی ہیں
مکاری غداری اُنکی بلا جانے تلوار کھینچکے افراسیاب پر جا پڑے ہونگے وہ کیا جانیں کہ یہ ساحر ہے یا
غیر ساحر ہے ہر مرتبہ انکے مزاج کا ہم نے امتحان کیا اگر مر جانے کو شرف جانتے ہیں دوست دشمن
کو نہیں پہچانتے ہیں کیا ہماری بدنصیبی ہے کاشکے ہم ہمراہ جاتے ہوتے اپنا سر انکے قدم پر نثار
کرتے بیکس بے بس دست و پا شکستہ نہ یار ہے نہ مددگار ہے کہنے کو بادشاہ ہیں اپنی جان کے
سوا ہماری کس پر حکومت ہے بیکار سلطنت ہے سب صاحب اپنی جان بچاکر چلے آئے انکو سامنے
دشمن کے چھوڑ دیا اتنا تو آپ سب صاحبوں نے سمجھا ہوتا کہ سیدھے سپاہی مکر و ساحری
نہیں جانتے افراسیاب سے کیونکر لڑینگے جن صاحب کے مزاج میں آتا ہے ہمیں دبا کے انکو اٹھا لیتے
اگر یہ لیجیے کہ وہ اس حرکت پر خفا ہوتے جہان آکے ہم سمجھا لیتے اپنے ملازم کا کیا سر کاٹتے مگر افسوس
دنیا مین کوئی کسی کا نہیں ہے اب تاج و تخت ترک کرینگے اُنکے نام پر جان دینگے یہ کہکر آنکھوں
سے اشک حسرت بہا کے بیقراری میں یہ اشعار مخفی پڑھے

بستہ ارباب ہمت کرمیکے غم سے روم — گیسوے آہ پریشان بہر ماتم میبرم
روز کارم گر زند زخمے بہر تار و رگے — کافرم گر یک قدم از نبالہ ہمیبردم
بر سر راہ اجل بنشستہ ہیم مرگ چیست — خلق و عالم رفتہ اندین راہ من ہم میروم

گرچہ دنیا لم زہمراہان برین و باکی نیست　　سیر دم گرچہ چند گاہے پیش پایم سیدوم
درغم واندوہ محنت چیست این بیباقی　　محنسیا امروز فردا چون عالم سیرام

دیگر نظم

او آسمان مجھے ذرا کچھ ملال دے　　ظالم ہماری حسرت دل تو نکال دے
جتنی محبت انکی ہے ہمکو انہیں نہیں　　کیونکر کسی کے دل مین کوئی دل کو ڈالدے
فقط کوئی رہرو صحرائے درد و غم　　کانٹا ہمارے پاے جگر سے نکالدے

ان اشعار کو پڑھکر دوپٹہ منہ پر رکھ لیا ایسی بیقرار ہو کر روئین کہ بارگاہ مین شور گریہ و زاری بلند
ہوا ملکہ مہرخ و بہار وغیرہ سب کانپ گئین ہاتھ باندھنے لگین کہا حضور ہم سب آپ کے لازم ہین
بیشک ہم سب سے خطا ہوگئی معاف فرمائیے ابھی ہم سب جاتے ہین انکو تلاش کرینگے یا حضور
کو خبر پہونچیگی کہ ہمارے نمکخوار بیجگر مرگئے اور حضور جو معرکہ گذرا اُسکو نہین عرض کرسکتے مین
گرمی جنگ تھی اسطرح وہ غائب ہوئے کہ ہولوگ نہ سمجھے کسی نے اُٹھالیا سانحہ گذرا چالاک نے
کہا مجکو یقین کامل ہے قبلہ و کعبہ نے لیکر اسد نامدار کو زمبیل مین ڈال لیا ہوگا وہ کیا نادان ہین
سمجھے نہین کہ افراسیاب کے سامنے اسد غازی کا گرفتار کھینچنا بالکل بیکار ہے ملکہ مہ جبین نے
فرمایا بھیا چالاک جسطرح چاہو مجکو سمجھالو مین کیا کرون میرا دل نہین مانتا یہ باتین تھین کہ آسمان
سے ابر سرخ رنگ پیدا ہوا چند دیو ذرنے بڑھکر عرض کی حضور افراسیاب آتا ہے حیرت
بھی ساتھ ہے سردار استقبال کے واسطے گئے ہین داخل بارگاہ ہوا چاہتا ہے یہ سنتے ہی چالاک
نے کہا اے شہنشاہ گیتی ستان حضور چند ساعت صبر کرین مین ابھی مفصل خبر لاتا ہون یہ
بڑی بات ہے کہ حیرت جادو بھی ساتھ ہے صنعت وغیرہ بھی موجود ہین ضرور انسے احوال اپنا
بیان کریگا اگر خدانخواستہ وہ تینون صاحب قید ہوگئے تو بھی ظاہر ہو جائیگا اُسکی جستجو ہوگی
حضور کے گھبرانے سے سب نمکخوار پریشان ہونگے ملکہ مہ جبین نے گھبرا کر دوپٹہ منہ سے ہٹادیا
کہا بھیا چالاک مین نہین روتی بسم اللہ جاؤ مگر اپنے تئین دشمن سے بچانا یون بیکایک سامنے
نہ چلے جانا تمھارے دم سے بڑی ڈھارس ہے چالاک نے عرض کی ہم غلام جانباز ہین اگر ہماری
جان جائے شرف کونین حاصل ہو یہ کہکر چالاک نے باتنے عیاری ذات پر آراستہ کیے بارگاہ

سے نکلکر طرف لشکر افراسیاب کے روانہ ہوا یہان ملکہ صنعت و سرماے برف انداز و ابریق
کوہ شگافت وغیرہ استقبال کرکے افراسیاب کو بارگاہ مین لائے لیکن برق بھی ساتھ ساتھ
مین ہنستے ہوئے چلے آتے ہین ابریق کی جو نگاہ پڑی سراپا دیکھنے لگا پوچھا بی سمن عذار مزاج تو
اچھا ہی برق نے تیوری چڑھا کے کہا صاحب تحسین کیا مجھے گھور گھور کے نہ دیکھو میرا خون بہت
ہلکا ہی کس نگاہ سے دیکھا کہ میرا پنڈا گرم ہو گیا یہ ترچھی آنکھین پھُم ہو جائین جو مین بُری نگاہ سے
دیکھے وہ اندھا ہو سرما نے کہا بی سمن عذار اجل زبان بہت کھل گئی ہی ملکہ تیز رنگ کی مصاحب
خاص جواب دیتی ہین آکر تم سے باتین کرینگی برق نے کہا وہان آنے کی کیا ضرورت ہی مین کسی سے
بات نہین کرتی ایک ایک سے جھگڑتا ہوا ہنستا ہوا کھیلتا ہوا چلا آتا ہی ملکہ صنعت نے دیکھا
کہ ملکہ حیرت کی رنگت متغیر خاموش سر جھکائے ساتھ ساتھ افراسیاب کے چلی آتی ہی جب بارگاہ
مین پہنچی صنعت وغیرہ نے کہا ملکہ تخت پر قدم رنجہ فرمایئے ملکہ حیرت نے حیران ہو کر صنعت کو
دیکھا کبھی وزیرزادیون کی جانب متوجہ ہوئی آنکھون مین آنسو بھر لائی خاموش سر جھکا کر تخت پر
بیٹھ گئی صنعت نے افراسیاب سے کہا کیون ای شہنشاہ آج ملکہ بہت رنجیدہ معلوم ہوتی ہین
افراسیاب نے کہا ای صنعت بعضی بات ایسی ہی بموجب مصرع گویم مشکل وگرنہ گویم مشکل صنعت
نے کہا فرمایئے لونڈیون سے کیا پردہ ہی افراسیاب نے کہا رات سے ملکہ کا مزاج بگڑا ہوا ہی ذرا سی
بات مین یہ فساد برپا کیا ہی مین کہ مجھ سے راز کو چھپاتے ہو جبر مین نے اس راز کو بھی بتلا دیا سلا
غصہ یہ ہی کہ رات کو مین نشہ مین شراب کے سو گیا انھون نے شاید جگایا میری آنکھ نہ کھلی اسپر
ملال ہی سزا دو چڑا ہون اب اسوقت سے ساری رات موجود ہون یہ سنکر حیرت مثل شعلہ جوالہ بھڑکی
پہلے تو چیخ مار کر رو دی پھر کہا بارو یہ تو بتلاؤ مین زندہ ہون یا مردہ وارے یہ سب سبب لازم ہین مین
اپنی بارگاہ مین آئی افراسیاب سے لملا ورنہ جو سنئے صنعت نے کہا شہنشاہ خاموش رہیے
ایسا ملکہ کو مین نے بدحواس نہین پایا نہایت صاحب فہم و فراست مالک سریر سلطنت منتظم
کاروان مین اسوقت کیا گذری کہ مثل آئینہ حیران ہین یہ کہکر صنعت نے بلائین لین کہا ملکہ مین
حضور کی لونڈی صنعت سحرساز ہون سب کنیزان حضور موجود ہین کس مقدمہ مین حیرت ہی
دل تردد منزل کی کیا کیفیت ہی حیرت نے کہا ای صنعت جب شہنشاہ طرف لشکر مسلمانان

روان ہوئے میرے دل کو قرار نہ آیا مین بھی انکے پیچھے چلی راہ مین بران سے مقابلہ ہوا مین لڑ رہی
تھی کہ ایک صرصر پہونچی نہین معلوم اُسنے کیا کر دیا مین بیہوش ہو گئی پھر جو آنکھ کھلی ہے صنعت
کیا کہون دیکھ میرا کلیجہ کانپتا ہے اپنے کو عمرو کی زنبیل مین پایا یہ بھی مین نے آواز سنی کہ عمرو نے پکار کر
کہا ای ملازمان سن یہ زوجہ بادشاہ طلسم ہوش ربا ہے دریاے حسن وجمال کی گوہر بیبہا ہے اسکو احتیاط
سے رکھنا ای صنعت کیا کہون کہ کیا کیا چیزین دیکھین کالے کالے مردوے میرے سامنے آتے تھے
کوئی کہتا تھا یہ ساحرہ ہے اگر ہاتھ لگے تو جیتا نہ چھوڑین خوب برے آرام مین سحر یاد کرتی تھی ایک لفظ
تک یاد نہ آتی تھی لونڈیون کا تانتا لگا گوری کالی سانولی ہزاردن پھرتی ہین کوئی کہتی ہے دیکھو یہ
عورت گھور گھور کر دیکھ رہی ہے اسکی آنکھین نکال لو ایک ڈوئی اُٹھاتی تھی ایک جلتا ہوا سوختہ لیکر
آتی تھی ایک کہتی تھی ہمارے شہنشاہ کی دشمن ہے ساحرہ پرفن ہے اسکا دوپٹہ چھین لو میلی چادر
اُڑھاؤ ایک کہتی تھی اسکا منھ جلادو اسی زبان سے ہمارے اُستاد کو کوستی ہوگی کیا کہون جو میری
جان پر آفت تھی اُسی ہنگامہ مین ایک شاہزادی آئی عمدہ تاج سر پر لباس معقول زیب جسم انور
زیور بیش قیمت حسین جمیل ماہ پیکر سیمبر آنکھین بشکل غزال ابرو غیرت ہلال سینہ پیا بہار باغ حسن
مین بہار گلعذار سروسہی قد خلیق مزاج مین ملاحت کلام مین لیاقت اُس ماہ جبین نے آکر سب کو منع
کیا کہ مار لا لقو دو بیوہ ہر چند کہ ہمارے شہنشاہ کی دشمن ہے مگر یہ ملک کی شاہزادی ہے قید مین
آکر پھنس گئی ہے جو اسکو زیادہ ستاؤ گی ہمارے شاہ کے ساتھ دشمنی کرو گی اتفاق ہے شاہان جلیل
پر مصیبت پڑتی ہے اپنے ملک ومال پر لڑتی ہے امین خطا کیا ان سب کو میرے پاس سے دور کیا یہ
غنیمت میرے پاس بیٹھی فرمایا ای ملکہ عالم نہ گھبراؤ ہمارے استاد ظالم نہین ہین تمکو کچھ تکلیف نہ ہوگی
اُس بیچاری نے مجکو کھیری کھلائی پیاس کے مارے میرا دم نکلتا تھا پانی پلایا تسکین دی دلاسا دیا
ای صنعت اگر وہ نہ آجاتی وہ شقلین کالی بلائین مرکے میرا دماغ کھاجاتین ایک ایک اُنمین شوخ و
شنگ آمادہ جنگ ہو اسے لڑتیان مین اُنسے کون بولے نہین معلوم عمرو نے کہان سے
لیکر بھر لیا ہے ایک گوشہ مین نے دیکھا سنتی ہون بڑی وسعت ہے اس نگوڑے ساربان زادے
کی بھی لیاقت ہے شہنشاہ اپنی بیچارہ سے ہین پھر جو میری آنکھ کھلی صبح ہوچکی تھی یہ فرماتے ہین مین
سو گیا جاگ اٹھا مین ان خرافات کو کیا سمجھون کیسی شراب کیسے کباب افراسیاب نے گھبرا کر

کہا اے ملکۂ عالم اُس شب مجھے کس نے صندل کی تھی کون اپنا گلا کاٹتا تھا الماس کی انگوٹھی کس نے
اُتاری یہ کس نے کہا مجھے طلاق دیدو مین نکل جاؤنگی تیرے گھر مین رہکر کیا کرونگی مین نے لوح
کا حال کس سے بیان کیا حیرت نے کہا میری پاپوش جانے جب تم کوہ بلور پر چلے تھے کہ خبردار
کوئی مجھسے لوح کا حال نہ پوچھے پھر مجھے کیا ضرورت تھی مین کیون پوچھتی افراسیاب نے کہا ہے ہے
بڑا غضب ہوا آخر وہ کون تھا صرصر بھی موجود ہے اُسنے کہا اے شہنشاہ معلوم ہوتا ہے وہ عمرو تھا
جب حال دریافت کرچکا انکو سلادیا آپ جستجو سے لوح مین گیا افراسیاب نے کہا تو کیا جانے
بیہودہ بکتی ہے ملکہ نے شب کو وہ صندل میری ناک مین دم آگیا گلا کاٹنے والی تھین کہ حال لوح کا
بتاؤ مین نے لفظاً لفظاً سب احوال بتایا ہے کیکے جوڑے پر ہاتھ ڈالا کہا لو دیکھا تو میرے جوڑے
مین موجود ہے کنجی اُسمین لگی ہے حیرت نے کہا اے شہنشاہ کنجی ہو یا ہو مین رات کو آپ کے سامنے
نہ تھی سحر سے مجکو حیرت ہے آپ بھی صبح سے بکتے تھے کہ سو گیا جاگ اُٹھا شراب بڑی تیز تھی مین حیران
حیران سنتی تھی دل ہی دل مین جلی جاتی تھی اب جب اپنی بارگاہ مین آئی تو میری طبیعت کھلی ابتک
تو مین جانتی تھی مین عمرو کی زنبیل مین بیٹھی ہون جب صنعت نے کلام کیے تب مین سمجھی مین نے
آپ سے لوح کا پتہ نہین پوچھا آپ ناحق مجھے ستم کرتے ہین اب اسوقت بارگاہ مین عجیب غُلغُلہ
ہے برق فرنگی کہتا ہے ہاے کوئی کہتی ہے میری بی بی زنبیل مین قید ہوئین ایک کہتی ہے نہین
معلوم نگوڑے عمرو نے کیا کردیا پھول سا چہرہ کملا گیا اب افراسیاب کو ایک وحشت ہوئی
کہتا ہے صاحبو غل نہ کرو بات تو سمجھنے دو اس وقت برق فرنگی تڑپ کر آگے بڑھا یہ تو ناظرین پر
واضح ہے کہ صورت سمن عذار کی بنا ہوا ہے ایک موٹا سا جادوگر تاک کے اسکو تو اپنے پاس
ٹھہرایا کہا بچا میرے پاس کھڑے رہو اسوقت جو باتین شہنشاہ کے دربار مین ہورہی ہین بچا میرا
دل کانپ رہا ہے مجھے خوف معلوم ہوتا ہے جادوگر جب قریب آچکا برق نے تدبیر کامل کرلی تب پکار کر
آواز دی شہنشاہ سنیے سب حال لونڈی کو معلوم ہے ناحق سب صاحب ہلڑ کرتے ہین سب کو خاموش
کیجیے گوش ہوش سے سماعت فرمایئے لفظاً لفظاً بیان کردون افراسیاب پکارا خبردار خاموش ہو سب
اہالیان دربار خاموش ہوئے سمن عذار کا منہ دیکھنے لگے افراسیاب نے کہا ہان بی سمن عذار
بتلادے کیا ماجرا گذرا برق نے کہا حضور سماعت فرمایئے نظم

سے چیز آمد مسلم نزد شاہان	

ہنر یا مال یا مرد سخندان	من از مال و ہنر چیزے ندارم	یکی فضل سخن دارم بیارم
بیایم بار دیگر من بگفتار	درون سینہ دارم قصہ بسیار	سنو صاحبو کانون کی سنی نہین

کہتی ہون عرض کرتی ہون آنکھون کی دیکھی ہوئی بات ہے یہ بیان معجزات وکرامات ہے شب کو
لونڈی نے دیکھا ساربان زادہ اول ملا حیرت بنا ہوا تھا آپ سے لوح کا حال پوچھا جب آپ لوح کا
حال بیان کر چکے شب اُسکو شراب پلا کے بیہوش کیا ملا حیرت کو نکال کر آپ کے پہلو مین سلایا اپنے ساتھ
برق فرنگی کو زنبیل سے نکالا اس سے کہا اے فرزند مین اسد کو لیکر جیحون لوح مین جاتا ہون تو آفتاب
کے ساتھ کنیز بنکے جانا ملکہ مہرخ وبہار کو خبر پہونچانا حضور مین چلے دیکھا کی عمرو وبرق نے تخت کو نہایا
فرش ہٹایا مہر ونقب ظاہر ہوا عمرو نقب مین گیا نہین معلوم اسیر کیا گذری برق کنیز کی شکل بنکر ہوا
آپ کے ساتھ اس دربار مین آیا اصل یہ حقیقت ہے ملکہ بہت بجا ارشاد فرمائی ہین مین نے سارا حال
اپنی آنکھون سے دیکھا افراسیاب نے کہا حرامزادی تو دیکھا کی غل کیون نہ مچایا مجھکو کیون نہ جگادیا کہا
حضور نہین باعث تھا بچپن سے مجھکو نانی جان نے پڑھانے مین سمجھا دیا تھا کہ خبردار کسی کی غیبت
نہ کرنا غیبت بہت بُری چیز ہے اسوجہ سے مین چپکی دیکھا کی مین نے حضور کو نہ جگایا بزرگون کی بات
یاد رکھی افراسیاب نے کہا ارے غیبت کیسی بدنظر برباد ہوتا ہے تجھکو غیبت سوجھی ہے اگر تو مجھکو
جگادیتی مین عمرو کو گرفتار کرلیتا برق نے کہا یہ مجکو منظور نہ تھا کہ ایک بیچارہ غریب تین روپیہ کا
پیادہ پکڑا جائے آپ اُسکو قتل کرتے خون کسکی گردن پر ہوتا نانی امان مجکو گھر سے نکال دیتین
افراسیاب نے کہا اس حرامزادی سے کیوں باتیان ماردا اپنی کہے جاتی ہے معلوم ہوتا ہے عمرو سے ملگئی
برق نے کہا او بیوقوف مین اپنے استاد کو کاہکو گرفتار کراتا مین صاف صاف کہتا ہون
نہین پہچانتا یہ کہکے اپنے نام کا نعرہ کیا نعرۂ برق فرنگی ستم برق رفتار وخنجر گذار ہ ستم کیش
گران رحم عذار ہ نعرہ کرکے جس جادوگر کو پہلو مین کھڑا کیا تھا اُسکو خنجر زادہ کر کھڑا سے گرا اسقدر
ہر کہ ساحر کے مرنے سے تاریکی ہوتی ہے صدا ہاے مختلف بلند ہوئین اس اندھیرے مین برق اور
دو چار کو مار کر نکل گیا بعد عرصہ کے آواز آئی کشتی مرا نام من سرہنگ جادو لبود اب روشنی ہوئی
افراسیاب نے سر پیٹ لیا کہا لو صاحبو غضب ہوا عمرو عیار جیحون لوح مین روانہ ہوا مین
جانتا تھا یہ راز کبھی نہ کھلیگا ساربان زادہ بلاے روزگار حیرت پیٹنے لگی کہا اے شہنشاہ جلد تدبیر

بھیجا افراسیاب نے کہا وہاں ساربان زادہ جائیگا تو کیا کریگا طلسم صندل کا فتح ہونا دشوار ہے
مین ابھی نامہ پاس ملکہ صندل جادو بادشاہ طلسم صندل کے روانہ کرتا ہون وہ ہشیار ہو جائیگی
عمرو کو پہونچتے پہونچتے گرفتار کر لیگی رسائی نامہ ہرچند عمرو ماہر و ہشیار ہے زاہق کا تردد دشوار ہے یہ کہکے
ایک نامہ بنام صندل جادو اس مضمون کا لکھا کہ اے ملکہ صندل ساربان زادہ عمرو عیار طرف تمہارے
طلسم کے طلسم کشا کو لیکر آتا ہے بہت ہشیار رہنا آتے ہی اسکو گرفتار کرنا یہ نامہ لکھکر کاسک جادو ساحر
تیز پر کو اسکو نامہ دیا کہا یہ جاکر خدمت مین صندل جادو کے پیش کرنا اور آنکھون سے جو کچھ دیکھا ہے
زبانی بھی تاکید کرنا یہ جادوگر نامہ لیکر طرف طلسم صندل کے روانہ ہوا اسکا حال وقت پر عرض کیا جائیگا
مہتر برق فرنگی افراسیاب سے [illegible] کرکے بارگاہ ملکہ مہرخ مین آیا تمام کیفیت گذشتہ
ظاہر کی اور کہا خواجہ عمرو نے فرمایا ہے کہ مین یکہ و تنہا اسد غازی کو لیکر طرف طلسم صندل کے جاتا ہون
اگر مناسب ہو تو تم سب صاحب اپنا قصد کرو اپنے کوہ تک پہونچاؤ باغبان نے کہا ابتک ہمراہ سے
ناواقف تھے اس وجہ سے کوئی تدبیر نہ کرسکے اب حال مفصل ثابت ہوا ہمکو جانا واجب و لازم ہے اسی وقت
ایک نامہ حالات خواجہ عمرو کا لکھکر ملکہ بران شمشیر زن کے پاس روانہ کیا مطلب یہ تھا کہ وہ بھی آگاہ
ہو جائین بعد نامہ روانہ کرنے کے مہتر قران نامدار بارگاہ مین آئے تمام کیفیت سنی کہا اے ملکہ عالم مین
تلاش مین اپنے استاد کے جاونگا جسطرح سے ہیگا ان تک جلد پہونچاؤنگا کیون او بہروپیے لونڈے کیون
نہ گیا یہان باتین بنانے کو چلا آیا برق نے کہا مین اگر جاتا تو خبر تمکو کون پہونچاتا پیر کی جھڑک کے سب
صاحب رہتے قران نے کہا اب خدمت لشکر آپ کے سپرد ہوئی ہے مین جاتا ہون برق نے کہا مین
بیچارہ کیا ہے مین ہون مرشد زادے میان چالاک صاحب نائب استاد کے جانشین موجود ہین آپنے
بہتر کون ہے جو حکم دینگے بجالاؤنگا قران نے کہا او بزانقریب بیاری برق نے جواب دیا کیا مین گونگا ہون
بات کا جواب نہ دون جو مرشدزادے حکم دینگے بجالاؤنگا بارگاہ کے دروازہ پر پہرہ دیا کرونگا مہتر
قران نے کہا کہ بھائی تمکو اختیار ہے یہ کہکر اسی وقت مہتر قران نامدار ملکہ مہرخ سے رخصت ہوے
برائے تلاش خواجہ چلے بعد جانے مہتر قران کے باغبان قدرت و ملکہ مخمور سرخ چشم و ملکہ بہار جادو
و رعد و برق و برق لامع اپنے مقام سے اٹھے ملکہ مہرجبین کے پایۂ تخت کو بوسہ دیا عرض کی اے مہم خدمت
نیمعد رحبت سے رخصت ہوتے ہین اسوقت دربار مین شور گریہ و زاری بلند ہوا ملکہ

سبکو خلعت فاخرہ سے مخلع کیا اور بہار گلعذار تھا مگر غنچہ دہن ہو گیا فرمایا میری گستاخی آپ لوگ معاف
فرمائیے کا شہنشاہ نامدار کی خبر وحشت اثر سنکر دل قابو مین نہ تھا ملکہ بہار نے دست بستہ عرض کی آپ ہماری بادشاہ
عالیجاہ ہین سرداران نامی کی پشت و پناہ ہین بہت بجا ارشاد ہوا حقیقت مین ہم لوگون نے اپنی جان بچائی ہے
آقا کی فکر نہ کی خطائے فاحش ہوئی انشاء اللہ اب جاکر فتح طلسم صندل کی تدبیر کرینگے دوسرے سنکر بیٹھے ملکہ
مہ جبین نے فرمایا جسوقت کوئی صورت بہبودی پیدا ہو خدا اپنا فضل شریک حال کرے شاید آپ
لوگ نہ تسکین خاطر حسرت منظر سے یاد فرمائیے کا لفظاً لفظاً تحریر کرنا جس سے تسکین دل ناصبور کی تدبیر ہو
باغبان وغیرہ نے عرض کی انشاء اللہ پہونچتے ہی عرضی بھیجینگی مگر چالاک سے باغبان نے کہا اے شہزادہ و
خواجہ عمرو لشکر مین نہین ہین ہم لوگون کا جانا دشمنون پر ظاہر نہو حیرت ہمارے حال سے واقف نہو
ورنہ افراسیاب راہ مین روکیگا چالاک نے اُسی وقت ایک ساحر کو بصورت باغبان ایک بصورت
رعد ایک کنیز کو بصورت برق ایکسو اس کی خدام بشکل بہار جادو ایک حسین کو بصورت ملکہ برق
لامع بنا کے انکے مقامات پر جگہ دی یہ سرداران مذکور العیان دربار سے رخصت ہوئے علیحدہ علیحدہ
سحر کرکے تلاش مین خواجہ عمرو کے روانہ ہوئے اب ملاحظہ فرمائیے خواجہ عمرو نامدار نقب مین
داخل ہوتے ہین نامہ دار افراسیاب نامہ لیکر چلا ہے یہ سرواز نامی یہ جستجو کے اسد غازی و خواجہ
عمرو جاتے ہین مہتر قران نامدار بھی چل چکے ہین ان سبکو راہ مین چھوڑیے انشاء اللہ وقت پر ہر ایک کا حال تحریر ہوگا

دو کلمہ داستان حیرت بیان طلسم اسکندریہ جسکا نام جلد چہارم مین طلسم آئینہ مرقوم ہے
نزدیک جھیل کے اس طلسم کا نام نامی اسکندریہ ہے پہونچنا ایرج نوجوان کا برائے فتح
طلسم مذکور و دیگر داستان متعلق طلسم ہذا بیان ہوتے ہین ساقی نامہ

ساقیا دے شراب آتش رنگ | گرم و سرد زمانہ سے ہون تنگ | بادہ آتشین ہے لطف پرورد
کرہ زمہریر ہے دم سرد | تو طبیب روان محزون ہے | خم بادہ خم فلاطون ہے
یہ اگر التفات فرما ہو | بادہ ہمدم مسیحا ہو | گرم تر ہر گرد سی ہو جائے
شب غم نار عنصری ہو جائے | گر عرق ریز فکر دوران ہو | گریہ ماتم آب حیوان ہو
اس سے ممکن علاج عاشق ہے | گرم و تر ہم مزاج عاشق ہے | کھودے یہ رنگ شربت اعجاز
تر دامنی چشم اہل نیاز | مین بھی مشتاق چارہ سازی ہون | خستۂ ناز بے نیازی ہون

ہاں چرخ ہاسون مین انتشار بہت
ہے صراحی سبو پیاپے دے
شل قلقل خروش مین آؤن
رعد سوز سیاہ کاران ہو
قلقل مے ہو سوز مستانہ
راز پنہان زبان تک آئے

خم کے خم لا کہ ہے خمار بہت
پاس ناموس و ننگ اٹھ جائے
صورت بادہ جوش مین آؤن
خم کے خم متصل کرون خالی
کہدون بیہوشون مین افسانہ
یعنی قلقل مین ہو نہین پنہان

جوش الفت ہو اسقدر مجھ سے
ہوش مانند رنگ اڑ جائے
دوستو تر طلسم باران ہو
جی بھرے یہ کہ دل کرون خالی
جوش دل کو جو کیف آئے
آبلہ راہ گمرہان جہان

پھر وہ طلسم سازان آئینہ خیال و صیقل کنندگان مرآت حسن و جمال آئینہ صورت نمائے مضامین کو زور سکندر کلک سے بدولت طبع ارسطو فطرت یون تجلی فزا تے ہین شعر راوی این حکایت شیرین زور قم بریاض صفحہ چین ہ سابق مین تحریر کیا ہے کہ ایرج نوجوان و قاسم عالیشان طلسم سکندریہ سے مقید ہو کر اسطرح آئے تھے کہ ملکہ مرآت جادو نے طوفان جادو کو بھیجکر انکو گرفتار کرایا اور لکھ بھیجا کہ طلسم کشا کو خدمت مین خداوند لقا کے لیجا دوہ تقدیر کرکے قتل کرینگے یہ لوگ قریب لشکر آکر یہ عیاری شاپور رہا ہوئے طوفان قتل ہوا ایرج نوجوان رہا ہو کر لشکر مین رہے شور جہان طلسم ہوش ربا کو یہان پر بفاصلہ جنگ مہلت نہین پائی کہ طرف طلسم مذکور کے توجہ فرمانے مگر محبت ملکہ شیشہ مے نوش دختر مرآت جادو کا کانٹا دل مین کھٹک رہا ہے اکثر شاپور سے فرمایا ہے کہ مجہ اس گرفتار محبس رنج و مصیبت کا حال معلوم ہنوا شاپور نے عرض کی انشاءاللہ مہلت ملا پہنچے جمعالی شاد سے عرض کیجے اور طلسم سکندریہ کی فوج لیکر مفتوح فرمایئے اگر یہ تالیقی ہوا تو غلام عیاری کرکے مرآت کو ماریگا طلسم شکر ین کنارہ جائیگا اور ایرج نوجوان قصد کرتے ہین کہ شاہ گیتی زمان سے عرض کرون مہلت لون لشکر کے لیجے سے طرف طلسم سکندریہ کے جاؤن اپنی معشوقہ ملکہ شیشہ مے نوش کو رہا کرون مگر جنگ کو یہان سے مہلت نہین ملتی ہر روز طبل جنگی بجتا ہے مقابلہ مین اکثر زخمدار ہوتے صحت کے منتظر رہے مگر جب یاد اس معشوق باوفا کی آتی ہے طبیعت گھبراتی ہے راتون کو کراہتے ہین شاپور سمجھاتا ہے کہ شہریار صبر کیجے ایرج نوجوان فرماتے ہین ای برادر شاپور ہمارا عشق حقیقی تو ساتھ اس مقدس صف شکن ملکہ بران شمشیر زن کے ہوا تھے بعد [illegible] دل ملاقات کا طالب نہین ہوا گو کسی ہماری یاد ہو گر وہ مجھسے ہم ناچار وہ بکس ہم ہے بے بس و مجبور

ہم مہجور وہ بصورت آئینہ حیران ہم مثل زلف پریشان انکو غم ہمکو الم انکو حیرت ہمکو عبرت انکو جوش ہمکو کاوش اس طلسم مین جو وارد ہوا اس محبوب جانی سے خود محبت کی اپنی جان پر آفت لی سمجھے تھے ملکہ شیفتۂ و نوش ہے دن بہلائینگے دل لگی ہوگی یہ نہ سمجھے وہ یار سے واسطے یہ جفا سہیگی یہ شاد ہو میرے دل کا جب ملال ہو سنبھالے سے نہیں سنبھلتا مخمسہ

تمکو اندیشۂ انجام نہیں تم جانو
کہ چکے ہم پہ کچھ الزام نہیں تم جانو
ہم کبھی ہونے کے بدنام نہیں تم جانو
جاؤ اس بن اگر آرام نہیں تم جانو
حضرت دل مین کچھ کام نہیں تم جانو

دیدۂ دل مین تمھارے نہیں غیرت کا اثر
ہمکو بیباکی سے مطلب نہیں کچھ فکر دگر
آنکھیں ہر دم سے لڑایا نہ کرو آٹھ پہر
چڑھتے نظروں مین ہو لگجاے کسی کی نہ نظر
بیٹھنا خوب لب بام نہیں تم جانو

لیکے آئے تو ہو پیغام مسرت مشحون
روشناسی نہیں کچھ انکا دکھلاؤن کیا مضمون
کشش دل کے سبب از خود فکر مین ہون
قاصد و مین نہ کرون منع نہ تمکو بھیجون
مجھے اس سے خط و پیغام نہیں تم جانو

تم بتا دو کہ اے جان ہو تمہیں کیا منظور
لو جو لینا ہو کہ مجھکو تو ہے دینا منظور
صاف کہدو کہ ہے منظور نہیں یا منظور
دل تو موجود ہے کرتا ہے جو سودا منظور
گرہ زلف مین گر دام نہیں تم جانو

جو جفا چاہے کرو ہم پہ جناب عالی
بدزبانی سے نہیں بات تمہاری خالی
ہستو عاشق مین ہمارا نہیں کوئی والی
طلب بوسہ پہ کہتے ہو کہ دینگے گالی
بات تو قابل دشنام نہیں تم جانو

قہر ہے عاشق جانباز سے کہنا ساقی
بولنا ہے زن انداز سے کہنا ساقی
ہے غضب تیزی آواز سے کہنا ساقی
قتل کرتا ہے ترا ناز سے کہنا ساقی
کوئی بیٹھے ہو تو لو جام نہیں تم جانو

ہان تو باقی کے کہنے کو نہ سمجھو نادان
باقی رہنے کا نہیں مذہب دین و ایمان

سوچ لو رشتۂ زنار میں پھنستے ہو کہاں — تم مسلمان ہو ظفر خوب نہیں عشق بتاں
اور اگر یہ ہے تو اسلام نہیں تم جانو

دیگر

درداکہ ز قیدی ستم آزادہ نگشتیم — یک لحظہ بہ غم ہاے جہان شادہ نگشتیم
تا بود شگفتہ خسا خرۂ ما — محتاج دم تیشۂ فرہاد نگشتیم
ما خوے بویرانہ گرفتیم درین دہر — نزدیک درین خانۂ آباد نگشتیم
ما پاے طلب در رہ عشاق نہادیم — سرگشتہ درین بادیہ چون بادہ نگشتیم
ہر جاکہ درآمد سخن درس محبت — شرمندہ ز شاگردی استادہ نگشتیم
تا شیفتۂ سلسلۂ زلف تو گشتیم — پابند سر زلف تو آزادہ نگشتیم
ما بلبل عشقیم کہ بے واسطہ مخفی — صید قفس و حیلۂ صیادہ نگشتیم

سنا ہو رنے کہا اے شہریار انشاء اللہ ملکہ بہار ان کے وصل سے بھی کامیاب ہو جیے گا اس جلد کو بھی خدا فتح کرادیگا امیج نامدار تو اکثر یہ ذکر کیا کرتے ہیں لیکن دو تمہ داستان طلسم اسکندریہ کے ذکر ہوتے ہیں کہ ملکہ مرات جادو بادشاہ اسکندریہ بعد روانہ کرنے قید امیج نوجوان کے مطمئن ہو کر بیٹھی مگر اس خیال سے کہ طلسم کشا وہان قتل ہو گیا ہوگا لیکن کہتی ہے کہ کیا سبب ہوا کہ طوفان جادو پلٹ کر نہ آیا مصاحبوں نے عرض کی حضور وہ دربار خداوندی ہے وہاں جاکر مصروف عیش ہوا ہوگا آٹھ پہر دیدار قدرت شب و روز عیش و عشرت سامنا خداوند کا ذاالمبیت لہرا کی قدرت سے تقدیر کرائی صحت پا گئے قدرت نے ایک جو بقیہ عطا فرمائی ہوگی اس سے آٹھ پہر صحبت دربار خداوندی میں ملال کہان باغ بہشت کو زوال کہاں ملکہ مرات نے کہا یہ تو سب کچھ ہے قبول کیا لیکن نکوام اعا لکھ بھیجا کہ طلسم کشا قتل ہوا اہالیان طلسم جو پریشان رہتے ہیں شادیان کریں خارشت گیا ہر شخص باغ باغ ہو دل کو رنج و الم سے فراغ ہو میں ایک عرضی لکھ کے دریافت حال قتل طلسم کشا قدرت کو مرقوم کرون کیون صاحبو جواب آیا مصاحبوں نے کہا حضور وہ دربار خداوندی ہے بندوں کی عرضی کون پہونچائیگا فرشتے وہاں چوکی پہرے بھی دیتے ہونگے ملک الموت سامنے حاضر رہتا ہوگا مرات جادو کو حیرت ہے کہ پھر اب کیا کرون کیونکر حال دریافت ہو دربار میں یہ ذکر ہو رہا تھا کہ آسمان پر برق چمکی کنیزوں نے بڑھ کر عرض کی اے ملکہ عالم آپ کی ہمشیرہ صاحبہ ملکہ انور جادو مصاحب شہنشاہ

طلسم ہوش ربا تشریف لاتی ہیں مرأت جادو کھڑی ہوگئی واسطے استقبال کے باہر آئی دیکھا انور
جادو مع چند کنیزان صبح پوش تخت سے اتری مرأت جادو کو جھک کر سلام کیا ملکہ مرأت نے
سر سینہ سے لگایا کہا بوا انور تم سے ملاقات مشکل ہوگئی بعد عرصہ دراز آئی ہو ملکہ انور نے عرض کی نہیں
بہن اس زمانے میں ایک سر ہزار سودے طلسم ہوش ربا میں آفتیں برپا ہیں طلسم کشا جو گنبد نور میں
قید تھا اسنے رہائی پائی لاکھون جادوگر مارا گیا روز رہائی طلسم کشا شہر ناپرسان میں ناپرسانی تھی زیبا
مرگ ساحران کی طغیانی تھی اب طلسم کشا کو لوح کی تلاش ہے ہم خدمت میں ملکہ حیرت جادو کے
رہتے ہیں لحہ بھر فرصت نہیں ملتی سر پیٹنے کی جگہ ہے ملکہ حیرت جادو زوجہ بادشاہ طلسم ہوش ربا
سحر و ساحری میں بے نظیر صاحب جاہ و توقیر دختر حیات جادو ہمشیرہ و نیز رنگ عنقا صورت
دگیر رنگ عنقا صورت اور زیادہ انکی شوکت کیا بیان کرون آنکی لیاقت پر یہی تقریر دال ہے
خورشید خاوری سے بڑھکر انکا جاہ و جلال ہے انکو ایک عیار نے پکڑ لیا انکی صورت بنکے افراسیاب
سے سارا حال لوح کا دریافت کر لیا طلسم کشا کو لیکر واسطے فتاحی طلسم صندل کے آیا زن و شوہر سے
ناحق کو کئی دن تک فساد رہا صلح سر و پر اٹھا ہم لوگون کو آب و دانہ حرام تھا کئی دن تک رونے
پیٹنے سے کام تھا ہمشیرہ صاحبہ ہمکو فرصت کیونکر ملتی تمہارے یہان تو خیر و عافیت ہے میری
بھانجی ملکہ شیشہ می نوش کہان ہے مین اسکو دیکھنے کو آئی ہون آنکھین ڈھونڈھ رہی ہین کہین
چھوکری کی شادی بھی ٹھہرائی کئی رقعہ میرے پاس آئے کسی شاہزادے کا پیغام ہے کوئی تاجر
نیکنام ہے کوئی وزیر اعظم کوئی صاحب جاہ و حشم حسن تو میری بچی کا رشک ماہ تابان ہے اکثر افراسیاب
جادو نے بھی پوچھا کہا ای ملکہ انور جادو دختر بادشاہ طلسم سکندریہ کی شاہزادی تمہاری بھانجی یہان
کبھی نہین آتی مین نے کہدیا حضور وہ مان کی لاڈلی میری پیاری ہمشیرہ گھر سے اسکو نہین نکلنے
دیتین اب کی میرا ارادہ ہے کہ چھوکری کو ساتھ لیتی جاؤن افراسیاب مردود شوقین بڑا تماشبین
ہے اگر کہین نگاہ پڑ گئی سلطنت طلسم ہوش ربا ہمارے گھر مین آئی مجبور اکثر جمعے مین نے مناسب
نہین جانا کر صدقے سے سامری کے انکار نہ ہے میرے سامنے بلاؤ مین اسکی بلائین لون یہ
سنکر مرأت جادو چیخ مار کر رو دی کہا بوا انور جادو کیا پوچھتی ہو خداوند سامری و جمشید نے
مجکو عجیب بلا مین مبتلا کیا گھوڑے مسلمانون کا قدم منحوس اس طلسم مین آیا پروتا حمزہ کا ایرج

نوجوان قرنا بھر تا پہونچا سبت سے قلعے ویران ہوئے ہزارہا جادوگر مارے گئے بجا جی صاحب آپ کی
اس جوان کے حسن ملیح پر عاشق ہوئین گھر برباد کرانا شروع کیا آخر مین نے غصہ مین چھوکری کو گرفتار کرکے
قید کیا طوفان جادو کو روانہ کر دیا اُسنے جاکر سب کو پکڑا طوفان نے مجھکو لکھا مین نے حکم دیا خدمت
مین خداوند کے لیجاؤ وہ تقدیر کرکے قتل کرینگے تو نہ دیا ابتک قید ہے جب کبھی کنیزون کو بھیجا سنا وہ دیوانہ وار
کلام کرتی ہے اُسی کی محبت کا دم بھرتی ہے زیر گھر برباد ہوا مگر وہ بھی نگوڑا حسرت و یاس سے قتل ہو گیا ہوگا
قدرت نے سنگ سیاہ بنا کے جہنم مین جھونک دیا ؛ تو عجب نہین ہے مین نے عرض مین یہ تعین اسکی لکھدی
تعین کہ آپ کے ہزارون بندون کو جھیلا ہے ارادہ بھی اُسکا باپ بھی گرفتار ہو گیا لیکن طوفان جادو
نے ابتک جواب بھی نہین لکھا دربار خداوندی مین جاکر کہیو اچھا اچھا ہے دریاے لشکر خداوندی
مین طوفان رہے ہماری کشتی عیش و عشرت گرداب مصیبت مین ہے چھوکری کی جان بچتی نہین معلوم
ہوتی اب تک تو اُسکو خبر نہین کہ وہ جوان قتل ہوا اس امید مین رہتی ہے کہ میرا معشوق طلسم فتح کرکے
آئیگا مجھکو چھڑا لیجائیگا کسی طرح مرے اُسکے سحر اُس مسلمان کا نہین اثر ؛ یہ حال سنکر انور جادو نے حال
اپنا تباہ کیا کہا ہوا خاک تمہارے منہ مین ہاتھ تمھارے ٹوٹین جن ہاتھون سے تمنے اس بھولی چھوکری
کو سزا دی وہ نگوڑی عشق و عاشق کیا جانے چند مہینے ہوے مین آئی تھی اُسوقت تک رو رو کے
روٹی مانگتی تھی ساتھ والیان جوان مستانیان بازار کی بیٹھنے والیان یہ اُنکی صحبت کا اثر ہے اور تمنے
قیدی کو وہان کیون بھیجا بالقول شخصے پیر خود درماندہ شفاعت کسی کی کیا کریگا وہ خود مسلمانون
کے ہاتھ سے بھاگے پھرتے ہین مین ہوشربا مین ہمیشہ انکے زبان دیکھا کرتی ہون یہان سے
جادوگر براے مدد جاتے ہین جو گیا جہنم واصل ہوا بڑے بڑے ساحران نامی گئے کوئی پلٹ کے نہ آیا
یہ بھی مجھے خوب معلوم ہے کوئی بیٹا پوتا حمزہ کا قتل نہین ہوا اور جسکو تم کہتی ہو وہ طلسم نورافشان
مین بھی آیا تھا جہانگیر صاحبقران سے لڑا اسپر سبان کوکب ربی بران نے بڑی مہربانی
کی اگر وہ قتل ہوتا تو زمین طلسم سکندریہ کی کانپ جاتی خود کوکب کلیجہ پکڑے آتے بران آفتین
برپا کرتی خیر اسکی تدبیر مین کرونگی ذرا چھوکری کو بلواؤ ذرا مین اُس سے بات تو کرون سامری و جمشید
اسکو زندہ رکھین تم سے زیادہ وہ مجھسے محبت رکھتی ہے ہاے مین جب کبھی آتی تھی خالہ اماں کہکر
چار چار دن نہ جانے دیتی تھی اسپر تمنے یہ بدبختی کی جلد بلاؤ ورنہ مین اپنے کو ہلاک کرونگی مرات جادو

نے کہا بوا مین ابھی باولی ہوں تمھاری لڑکی ہے چاہے قتل کرو چاہے بخشو لیکن اتنا سمجھ لو وہ نگوڑی
سامنے آئیگی سامری و جمشید کو دس صلواتین سنائیگی اور مین بیچاری کس کیفیت کی بھولی ہوں مجھے تو
بالکل دشمن جانتی ہے انور نے کہا بوا تم خفا نہو تو مین ایک بات کہوں تمھین بات بھی کرنا نہین آتی
تم بات کرتی ہو کہ ڈھیلے مارتی ہو ایسی سختی سے اس سے کلام کیا ہوگا اسکو ناگوار ہوا اسکو جواب سخت
دیا تم اسکو دشمن جانتی ہو ہاے وہ تو بچپن سے ضدن تھی ذراسی بات مین دو دو دن کھانا نہ کھاتی
تھی نو مہینے تمنے پیٹ مین رکھا لیکن اُسکے مزاج کو نہ پہچانا ہم اُسکے رگ و ریشہ کے حال سے واقف ہین
مرات جادو نے کہا ہان بوا سیر اول تو آئینہ ہے مین اس زمانہ کے مکر و فریب کو کیا جانون یہ کہکے حکم دیا
ششجر جادو کو بلاؤ ایک سیہ فام ساحر سامنے آیا ملکہ مرات نے کہا بھیا ششجر جادو مین تمکو نہال کرونگی
تمھارے قید مین ملکہ شیشہ مہ نوش ہے صاف بتاؤ اب بھی اسکو اسی طرح عشق کا جوش ہے یا کچھ راہ پر
آئی ششجر جادو نے کہا حضور ہر وقت خداے نادیدہ کا نام لیکر دعائین کرتی ہین طلسم کشا کے نام پر
مرتی ہین ہمارے طلسم والون کو کوستی ہین مین نے خاک سمجھایا انکے خیال مین نہ آیا میرے اوپر غصہ ہوتی ہین
فرماتی ہین یا اللہ اس ششجر پر بہت تیرا چلے یہ نہ چھوٹے نہ کہلے ہین بیمار ہین قلم ہے جو بات کہتا ہون
اسمین شاخ نکالتی ہین جڑ کی بات ہے ایسی ہی انور نے کہا موئے ششجر تجھپر بجلی گرے تو بھی جھگڑی کا دشمن
ہوگیا جا باحتیاط ہمارے پاس لیکر آ ششجر جادو گیا انور جادو نے رو کر جل تھل بھر دیے مرات جادو کو
کہی دو ہتھڑ سے کہا تمنے بڑا غضب کیا میری بلا عذر پر بیجا مین اب مین تمھارے پاس نہ چھوڑونگی
طلسم ہوشربا مین اپنے ساتھ لیجاؤنگی میرے ساتھ حیرت جادو کی خدمت مین رہیگی پڑہیگی لکھیگی
مین اسکا بر ڈھونڈھ کے دین شادی بھی کردونگی تمھارے پاس قید بھی نہ چھوڑونگی دشمن کے ملنے سے کیا کام
مرات کہتی ہے بوا تمھین اختیار ہے اب ذرا اسے آنے تو دو ذرا اس فتنہ انگیز کی باتین تو سنو بہت خوش ہوگی
انور نے کہا بوا تمھاری بلا سے مین چاہے باتین کیسی ہی ہون گوارا ہے یہ ذکر تھا کہ کنیزین دوڑی ہوئی آئین
کہا حضور ششجر جادو ملکہ شیشہ مہ نوش کو لیکر آیا کنیزین جان جان کوئی کھل کھل ہنستی ہے کوئی کہتی
ہے مجھے صاحبزادی کے حال پر رونا آتا ہے ارے انکا تو عجیب حال ہے بیہوش ہین شعر پڑہتی ہین
گانے والی غزلین بہت سی یاد ہین انور جادو نے جو یہ باتین سنین کہا بھلا حرامزادیو مین سب کی
باتین سمجھتی ہون کیا تمھاری طرح یہ وہ جاہل ہے گلستان بوستان سب پڑھ چکی تھی اسی مین لکھوگی

شعر پڑھتا ہوگا یکایک پردہ بارگاہ کا اٹھا انور جادو نے دیکھا ملکہ شیشہ گر نوش مست بادۂ محبت سرشار ساغر مودت جھومتی ہوئی بال کھلے ہوئے گل سا چہرہ کمھلایا ہوا آنکھیں مثل نرگس بیمار سر جھکائے ہوئے کچھ شرم کچھ حجاب دل ہی دل میں پیچ و تاب ہر چند کہ لباس میلا جسم میں ہے اس سے بھی ایک بناو ظاہر بقول میر حسن صاحب مغفور شعر نیکون کا دیکھا ہے ہم نے سبھاو کہ بگڑے سے دونا ہوا انکا بناو • ہونٹھ خشک پیشانی پر شکن مثل غزال صحرائی چوکنا گریبان تا بہ دامن چاک چہرۂ نورانی پر خاک آکر فرش خاک پر بیٹھ گئی انور جادو نے جو اس حال پر ملال میں دیکھا دوڑ کر گلے میں ہاتھ ڈالدیے پیشانی پر بوسے دیے پوچھا کیون بی بی یہ کیا حال ہوا مجھسے دل کا حال کہو مجھے سمجھا نا میری بچی پری عزات جادو نے یہ ستم کیا اسی کا غصہ ہوگا غصہ تھوک ڈالو چلو میرے پاس چل کے بیٹھو زمین پر کیون بیٹھی ہو ہر چند انور جادو نے کہا ملکہ نے کچھ جواب نہ دیا عزات جادو کے منہ سے نکلا ہوا تم کس سے باتین کرتی ہو لاتون کا آدمی کہین باتون سے مانتا ہے یہ سنکر ملکہ نے سر اٹھایا ٹھنڈی سانسین بھر کے جواب دیا شعر ہم خاک نشینون کا ستانا نہین اچھا ہل جائینگے افلاک جو فریاد کرینگے • یہ شعر پڑھکر آنکھون سے آنسو جاری ہوے طرف انور جادو کے متوجہ ہو کر کہا خانہ آبادان ہمسے کیا جواب دون یہ اشعار ہمارے حسب حال مین نظم

ہے عشق کا درد تو سب کر چکا علاج — باقی فقط ہے اک ملک الموت کا علاج
جز وصل یار درد ہے بے فائدہ علاج — درد غم فراق طبیبو ہے لا علاج
آئے تھے کرنے تو مرے دیوانے کا علاج — اپنا ہے اک طبیب کو کرنا پڑا علاج
کیا کیجیے سما جہاں شرم چشم یار — کرتا ہے کون نرگس بیمار کا علاج
بہر عیادت آئے تو ہمراہ غیر کے — اپنے مریض عشق کا اچھا کیا علاج
کیونکر کہون امید شفا تو نہین مجھے — عیسی کرینگے عشق کے آزار کا علاج
آکر ہماری جان کو لیکر یہ جائیگا — درد جگر ہمارا طبیبو ہے لا علاج
خود سر کا ال ہے دل دیوانہ تا صبا — ایسے جنون زدہ کا کرے کوئی کیا علاج
جانبر مریض عشق کو ہوتے نہین سنا — کوئی کریگا کیا مرض الموت کا علاج
جراح کو جنون ہے کھوائی فصد سے — تیغ نگاہ ناز کا زخمی ہے لا علاج

عناب لب ہو شربت دیدار میں شریک	ہر چہ مریض چشم و لب یار کا علاج
صحت پذیر عشق کا آزار ہی نہ تھا	ورنہ قلق علاج سا میرا ہوا علاج

یہ ولولہ دیکھکر بی انور جادو کے بھی ہوش اڑ گئے کہا بزرگی یہ باتیں تجھکو کس نے سکھا دیں بس
بس بی بی چپ رہو سامری جمشید کا نام لو انکے نام کی برکت سے مسلمانوں کا سحر اڑ جاتا ہے
کبھی نہ مانوگی یہ بی بی کوئی شئے کچھ کھلا دیا کسی نے ٹوٹکا کیا آنکھیں تو اسکی دیکھو صاف ظاہر ہے
نظر کسی کی ہوگئی ہے یہ کہکر تصویر سامری جمشید کی منہ سے اتاری چاہا گلے میں ڈالوں اس کے واسطے
ملکہ نے ایک ہاتھ مارا کہا خالہ امان ہٹا دو یہ کیا ڈھکوسلا ہے میں توان نگوڑوں پر لعنت کرتی ہوں گوش
تمہارے یہ بھی جادوگر تھے خدا کیسے پروردگار وحدہ لاشریک ہے رب اکبر خالق شمس و قمر سمیع و
بصیر بادشاہ بے وزیر جس نے ہمکو پیدا کیا اسکے مطیع ہیں سلطان اہل اسلام لے مرتبے رفیع ہیں یہ
دلیل سنکر انور جادو گھبرا گئی کہا ہوا مرات تم سچ کہتی تھیں اسیر شب مسلمانوں کا غالب ہے یہ
تو جان دینے کی علامت ہے ہوش و حواس کہاں ہیں دیکھو ہم ابھی تدبیر کرتے ہیں ہیں سب حال لشکر
مسلمانوں کا بخوبی معلوم ہے مگر آخر یہ امرات طوفان جادو بھی نہیں پلٹا اسکے ساتھ والا کوئی
واپس آیا تنجیر جادو نے کہا اکثر لوگ آئے دربار شہنشاہی میں نہیں حاضر ہوئے حکم ہوا کسی کو لاؤ
ایک ساحر کو تنجیر لایا ملکہ انور جادو نے اس سے پوچھا قدرت نے ایرج و قاسم کے ساتھ کیا کیا
تجھے معلوم ہے کہ قتل ہوئے یا قید ہیں اسنے کہا حضور کون کسکو قتل کرتا ہر چند کہ مقام صدر ہے مگر قدرت
کے لشکر میں ایک غدر ہے قریب لشکر خداوند جا کر ہم لوگ اترے اسی رات کو قدرت نے تقدیر کی
یکایک لشکر میں تلاطم ہوا غل ہوا طوفان جادو مارا گیا حمزہ نے خبر سنی وہ آئے ہما خداوند تخت پر سوار
ہو کر آئے ہم نے قدرت کو آنکھوں سے دیکھا ایسے بدصورت ہیں جنگل کے ریچھ معلوم ہوتے ہیں
بڑی سی داڑھی کالی کالی صورت چھوٹی چھوٹی آنکھیں سر جیسے کچی گڑھی کا برج داڑھی کے بالوں
میں موتی پروئے ہیں ظریفوں کے ذہن خوب لڑے ہیں کہتے ہیں کہ کملی پر اولے پڑے ہیں قد بیت
بڑا ہے یا تاڑ کا درخت یا ساگھو کا تھما ایک شل لگی یار نے کہا تھا کہ الو کا پٹھا ہے شاعر نے نظم کیا کہ بولے
کا کٹھا ہے غلام تعریف قدرت کی نہیں کر سکتا ہے تو غلام نے آنکھوں سے دیکھا کہ اسی جوان قیدی
نے جا کر تلوار جو لگائی قدرت تخت سے کود کے بھاگے ہم بھی حضور عزت و آبرو سے اپنے گھر چلے آئے

یہ سنکر مرات جادو کے ہوش اُڑ گئے کہا او بدزبان چپ رہ جاکتی ہوت کے خداوند کو تو ایسی بات
کہتا ہو اُسنے کہا مین نے سب حقیقت حضور سے منین بیان کی قدرت پر بڑی بڑی پھبتیان ہوتی
تھین وہ سب مجکو نہین یاد ہین کوئی کہتا تھا غول صحرائی ہر ایک کہتا تھا عوج بن عوق کا بھائی ہی
یہ مثال تو غلام کو بھی بھائی ہر زیادہ عرض کرنے مین مذہب کی رسوائی ہی ہر چند کہ تک بازون لے پڑے
پڑے یہ تک ہو رہے ہین لیکن یہ امر بخوبی ظاہر ہوا بڑے قلعہ مین چھپے ہین چلانے مین مسلمانون کا ہم
سے بھاگے جاتے ہین انور جادو نے کہا اس نگوڑے کی گردن مین ہاتھ دو ہمارے جبار سے
نکالو اُسنے کہا حضور مین خود جاتا ہون جب سے وہان سے پھر کے آیا ہون سوچا کرتا ہون آخر کسکو
سجدہ کرون مین مسلمانون سے مل جاؤنگا انور نے کہا بھڑوے کو جوتیان مارو اس ساحر کو تو نکال دیا
یہ بڑبڑاتا ہوا چلا مرات جادو نے کہا یہ سب حال سنا ملکہ شیشہ مو نوش بھی بیٹھی سن رہی تھی سر
اُٹھا کے کہا خالہ امان تسنیم کیا اچھا آپ کا مذہب ہر پھر غصہ کرتی ہو انور نے کہا بی بی تم کلام
نہ کرو مسلمانون کے سحر مین مبتلا ہو وہی سحر بول رہا ہی ہم سحر اتار دینگے دستور ہی جو سحر کرتا ہی جب
وہ مارا جاتا ہی سحر کی تاثیر جاتی رہتی ہی ہم اس نوجوان کو ابھی گرفتار کرا منگاتے ہین تمہارے سامنے
دل پہ چھری چلانے مین ملکہ شیشہ مو نوش نے کہا اُنکا خدا نگہبان ہی ظاہر ہوا اب طلسم کے فتح ہونے
کا سامان ہی انشاء اللہ اُنکا قدم آیا اور یہ طلسم برباد ہوا انور جادو نے غصہ مین حکم دیا کہ شجر بھی
اپنے باغ مین ملکہ کو لیجاؤ اپنی کنیزون کی جانب پھر سوزن جادو سے کہا او سوزن تمہارا
سیا اچھا ہی تم لباس حیات اُسکا قطع کروگی تمہاری زبان مثل قینچی کی چلیگی جا اُس نگوڑے کی داڑھی پکڑ
کر ہلا تمھارا اچھی لی اُس کو ساتھ ہی مسلمانون کا گریبان ہی تمہارا ہاتھ ہی سوزن جادو اُٹھی کہا
والدی ابھی جا کر لاتی ہون یہ کہکر اسباب سحر وات سے آراستہ کیا پر پرواز پیدا کرکے سوزن جادو
طرف لشکر اسلام کے روانہ ہوئی یہان لشکر مین نقد سبحان قاسم عالیشان شاہزادہ عالم ح
نوجوان بارگاہ سلیمانی سے اُٹھے شاپور شیر دل ساتھ تھا تو جاتے ہو شاہی کہا اور شاپور آج
سینت دل گھبراتا ہی ملکہ شیشہ مو نوش کی جا کر خبر لاؤ بادا دا جان سے مہلت مانگا کی ہین اس جلد
سے نکل چلین ای شاپور اُسکی گرفتاری کا بڑا ملال ہی شاپور کہتا ہی حضور آپ کو شعر گرفتار کرکے
بدست طوفان جادو جہان بھیجا اُسکے نزدیک آپ سکے دشمن قتل ہوئے بس بیٹی کو قید سے

چھوڑ دیا ہوگا ایرج نے کہا اے شاپور یہ غیر ممکن ہے وہ اُنکے خداوندون کو بُرا کہتی ہوگی جناب فراق سمتی ہوگی وہ اُنکے خداوندون کی اطاعت نہ کریگی یقین تو یہی ہے اور آئندہ صورت ہے کسی بلا مین پھنس جاوے مگر وہ ثابت قدمان کو سے محبت سے ہے بڑی مصیبت مین مبتلا ہوگی ضرور اسیر جنا ہوگی خدا اُسکی جان بچاوے اے شاپور آج تو دربار سے ہم اُنکے جدعالی تبار کی بارگاہ مین داخل ہو چکے کل انشاء اللہ فرصت شکار کی لینگے طرف طلسم اسکندریہ کے چلینگے شاپور نے عرض کی حضور ابھی تکلیف نہ فرمائین غلام جاکر خبر لائیگا ایرج نے کہا مقدمات طلسم مین کسی طرح کی مشکل ہے ہر شخص طلسم مین جا نہین سکتا جبتک لوح طلسم دستیاب نہو ہمکو بھی مشکل ہے تم در بندر پر نہ جاسکو گے خاص طلسم کی خبر لینا دشوار ہے لکدوکاوش سراسر بیکار ہے انشاء اللہ ہم تم ہمراہ چلینگے اے برادر اول فکر لوح مناسب ہے دل تردد منزل اُسکی رہائی کا طالب ہے شاپور نے کہا اُس طلسم مین داخلہ حضور کا بے قاعدہ ہوا اسی وجہ سے فتح نہوسکا اول یہان سے تشریف نے چلیے علامت کے قریب عبادت خانہ استادہ ہوا ہے جناب اکبر سے رجوع کیجیے یقین کامل ہے کہ ضرور ہدایت ہو لوح دستیاب ہو پھر سب طرح آسانی ہے ایرج نوجوان طرف اپنی بارگاہ کے جاتے ہین اسی وقت سوزان جادو آسمان پر بجلی جال بمثال ایرج نوجوان پر نگاہ ڈالی مرات جادو نے تقریر مین تصویر ایرج نوجوان دکھائی تھی دیکھتے ہی اُسنے پہچانا تڑپ کے چولی کمر مین ایرج نوجوان کے پنجہ دیا صاحبزادی ایرج نوجوان متوجہ ہوا سے بیہوش ہو گئے لشکر مین ہلڑ ہوا قاسم اپنی بارگاہ سے نکل آئے صاحبقران زمان کو خبر پہونچی آکے دیکھا شاپور تڑپ رہا ہے سرداران ایرج نوجوان بیقرار اسیر نے پوچھا شاپور کیا ہوا عرض کی اے شہریار اک ساحرہ ابھی آسمان سے اُتری شاہزادے کو اُٹھا کر لیگئی فرمایا کچھ تمکو اُسکا احوال دریافت ہے شاپور نے عرض کی کیا گزارش کرون ذہن مین غلام کے نہین آتا طلسم سکندری مین جاکر وصندرا جنگ کرے وہ طلسم فتح نہوا طوفان جادو گرفتار کرکے یہان لایا مین نے عیاری کرکے طوفان کو مارا دختر بادشاہ طلسم انیز عاشق ہوئی ہے مرات جادو نے اُسکو قید کیا ابھی یہی ذکر کر رہے تھے کہ مین ہمارے فاتح طلسم جاوینگے اُسکو گرفتار رنج و مصیبت کو قید سے چھڑاوینگے اسی ذکر مین یہ سانحہ پیش ہو گیا عجب ہے اُن مین سے کوئی آکر لیگیا ہو قاسم نے قبضہ پر ہاتھ ڈالا کہ غلام ابھی جاتا ہے جاکر طلسم کو درہم برہم کرونگا صاحبقران زمان نے قاسم کو روکا فرمایا ہم ابھی خواجہ زادون سے دریافت کرتے ہین یہ کہکر بارگاہ سلیمانی مین تشریف لائے فرزندان خواجہ

خواجہ زادوں سے دریافت کرتے ہیں یہ فرما کر بارگاہ سلیمانی میں تشریف لائے فرزندان خواجہ بزرجمہر
کو یاد فرمایا انسے حکم ہوا مقدمہ ایرج نوجوان ملاحظہ فرمایئے کون لے گیا سرداران اسلام کو داغ دیگیا
فوراً خواجہ زادوں نے تختہ رمل پر قرعہ فکر کو پھینکا آواز دی پروردگار اغیب کا حال جاننے والا تو ہی
سولہ شکلوں پر نظر ڈال کے یوں ثابت کرنے لگے بعد عرصہ دراز سر اٹھایا عرض کی شاہزادہ والا قدر
کو کوئی ساحرہ لے گئی ہر چند کہ ساحران بہیا لو آپ کے فرزندوں سے بیری مگر انجام بخیر ہے یہ بھی ثابت
ہوتا ہے کہ وہ شاہزادہ والا قدر منازل عجائب و غرائب کا سیاح ہے اس طلسم کا وہی شیر فتاح ہے اول
رنج و ملال انجام میں ترقی جاہ و جلال اول کوچہ گردی و دشت پیمائی آخر میں تاج گوہر مراد رسائی یقین ہے
کہ راہ میں صورت رہائی ہو کوئی نازنین مہوش مائل ہو کر حیطہ سے نوح میں قدم مارے کوئی تدبیر معقول
نکلے مگر البتہ انکے عیار شاپور شیردل کا جانا واجب و لازم ہے اور جو کوئی سپاہ انکے تعاقب میں جائیگا
رنج و ملال اُٹھائیگا صاحبقران نے قاسم سے فرمایا ہے اے نور نظر تم نے سنا تمہارا جانا بہتر نہیں خدا کو
یاد کرو اُسی بے نیاز سے فریاد کرو جامع المتفرقین پھر ملا دیگا لیکن اے شاپور اگر کوئی افتاد پڑے
فوراً ہمکو خبر پہنچانا شاپور نے عرض کی غلام اسی حکم کا پابند رہیگا اب جلد غلام کو رخصت کیجئے شاید اسی
میں کوئی تدبیر بہتر نکل آئے لیجانے والا معلوم ہو جائے صاحبقران نے فرمایا حافظ حقیقی مالک تحقیق کے تمکو
سپرد کیا خوشخبری لیکر آنا خواجہ عمرو نے تمکو فخر دودمان عیاران لقب دیا ہر سب طرح کا خیال رکھنا
مزاج سے ایرج کے بخوبی آگاہ ہو آشفتہ مزاج جاہلوں کے سرتاج انکے علم کا خیال نہ کرنا فوراً
ہمارے پاس چلے آنا جیسا مناسب ہوگا ویسی تدبیر کی جائیگی شاپور بہت خوب کہکر بہ لباس عیاری
سے آراستہ ہوا قدموں سے صاحبقران کے لپٹ کے رویا صاحبقران نے سر سینہ سے لگایا شاپور
شیردل کو رخصت کیا شاپور شیردل اسی وقت تلاش میں اپنے آقا سے نامدار کے چل نکلا

دو کلمہ داستان ایرج نوجوان کے بیان ہونے میں مخمسہ بطور ترجیع بند

سن زبیش اعدا غبار چو رستم رستم
باچنین رنجش و آزار چو رستم رستم
مرد از راہ کہ بیزار چو رفتم رفتم
از جفائے تو من زار چو رفتم رفتم
لطف کن لطف کہ این بار چو رستم رستم

جبکہ جی بیٹھ گیا ناز اٹھانا معلوم
اُٹھ گیا دل تو محبت سے بٹھانا معلوم

اپنی جان پہ حسدم تو بچانا معلوم
پھر کبھی تجھ سے طبیعت تو بھر آنا معلوم

لطف کن لطف کہ این بار چو رفتم رفتم

کس لیے کوئی حریف غم و حرماں ہوگا
تختۂ مشق جفاہائے نمایاں ہوگا
پائمال ستم رشک رقیباں ہوگا
چھوڑ دے جور نہیں دیکھ پشیماں ہوگا

لطف کن لطف کہ این بار چو رفتم رفتم

خیر آئی جو عدو کو بھی ستائے تو کبھی
جی میں ہو جاؤں وہاں آپ کر آئے تو کبھی
نہ لگے آگ جو اسکو بھی جلائے تو کبھی
گم کردوں آپ کو ایسا کہ نہ پائے تو کبھی

لطف کن لطف کہ این بار چو رفتم رفتم

رحم ہرگز نہیں آتا تجھے ہم پر ظالم
تری محفل سے چلے سخت مکدر ظالم
دل ٹھہرتا نہیں ٹھہرے کوئی کیونکر ظالم
او دل آزار جفا کیش و ستمگر ظالم

لطف کن لطف کہ این بار چو رفتم رفتم

کیوں نہ آزردہ ہوں کچھ حال سے منظور نہیں
جس سے ہو جاتی ہے صحبت یہ وہ آزار نہیں
تجھ میں تاب ستم غیرت اغیار نہیں
اب کی چھوڑ کے وفا ہم سے تو دشوار نہیں

لطف کن لطف کہ این بار چو رفتم رفتم

کیا ترے عشق میں پائی ہے سراسر رنجش
بسکہ ہوتی گئی ہر بار فزوں تر رنجش
یعنی موجود ہے ملنے کو برابر رنجش
اب کی بیحد ہے نہایت ہے ستمگر رنجش

لطف کن لطف کہ این بار چو رفتم رفتم

لاعلاج آہ جب آزار کو اپنے پایا
تو سمجھ پایا نہ مجھ میں نے تجھے سمجھایا
عدم آباد کو ناچار سفر ٹھہرایا
یہ سنو گھر کر گیا اور مجھے لے آیا

لطف کن لطف کہ این بار چو رفتم رفتم

او صنم رشک سے کب تک کوئی ناشاد رہے
دیر ویراں سے کعبہ مرا آباد رہے
مثل ناقوس سدا ہمدم فریاد رہے
یعنی مومن ہوں چلا جاؤنگا یہ یاد رہے

لطف کن لطف کہ این بار چو رفتم رفتم

سوزن جادو شاہزادہ ایرج نوجوان کو لیکر بلند ہوئی اڑتی ہوئی جاتی ہے ایرج نوجوان الیاس شیر دل
پنجہ میں دبا ہوا ہے پر تڑپتا ہے کو سنبھالتی ہے پہر بہر کامل اڑتی ہوئی گئی اب خیال میں سوزن کے یہ ہے کہ کوئی
جگہ ملے تو ٹھہری دو گھڑی شہر جادوان قضائے کار ایک قلعہ ہے کہ اسکو قلعہ انجم حصار کہتے ہین عملداری
مین طلسم اسکندریہ کے ہے ملکہ انجم ماہ رخسار حاکم وہاں کی سریر جہانبانی پر متمکن ہے انہیں جلیسین ہمدم
و ہمرازین حاضر صحبت عیش و نشاط آراستہ کسی مصاحب نے ذکر طلسم اسکندریہ کیا اور یہ بھی کہا اے ملکہ عالم
آپ نے سنا طلسم مین بڑا ہنگامہ ہوا کوئی نوجوان نبیرہ حمزہ صاحبقران جاکر طلسم مین پہونچا ہے ہم نے
خبر پائی کہ ملکہ شیشہ می نوش دختر مرات جادو اس نوجوان پر عاشق ہوئین خوب اسنے گھر کو
برباد کیا خونریز اسکے صدہا قتل ہوئے طلسم مین ہنگامہ پڑ گیا اب چندے سے نہین معلوم کہ کیا سانحہ
گذرا اگرچہ یہ تو بخوبی ہمکو معلوم ہے کہ مرات جادو نے اپنی بیٹی کو جرم عشق طلسم کشا مین قید کیا اسپر بڑی
بڑی بدعتین کین لیکن وہ ایسی مصیبت زدہ کہ ان کا کہنا نہین مانتی نہین معلوم اب طلسم کشا پر کیا گذری
اہالیان طلسم نے قتل کیا یا جان بچا کر نکل گیا یا دشمنون کے کان بھرے طلسم فتح ہوا یہ سنکر ملکہ انجم
ماہ رخسار نے فرمایا اگر اس طلسم پر آفت آئی تو ہم کیونکر بچینگے اسی وقت ایک ساحر تیزرو کو خدمت
مین مرات جادو کے روانہ کرو کہ کل حالات اپنی آنکھ سے دیکھ آوے ہماری جانب سے آداب
تسلیمات بھی جاکر عرض کرے بخوبی مفصل حال دریافت ہو کہ اب کیا انجام ہوا اگر طلسم کشا زندہ
موجود ہو تو چلکر ہم بھی اپنے بادشاہ کی مدد کرین لڑین بھڑین مصاحبون نے عرض کی حضور ابھی
جاتے ہین مفصل خبر لاتے ہین ملکہ انجم ماہ رخسار نے قصد کیا کہ واسطے مرات جادو کے عرضی
تحریر کرون کہ چوبدار نے بڑھکر عرض کی کہ ملکہ سوزن جادو ایک شخص کو گرفتار کرکے لیکر آئی ہین
امیدوار باریابی ہین ملکہ انجم ماہ رخسار نے گھبرا کر پوچھا گرفتار کرکے کسکو ملکہ سوزن لائی ہین کہا
حضور کیا عرض کرون ایک جوان نوخاستہ ہے سنتے تو کبھی ایسی صورت نہین دیکھی اسکو سحر مین گرفتار
کیا ہے وہ بالکل بیہوش و مدہوش ہے اب حضور کے سامنے آئیگی دریافت کر لیجیے گا ملکہ انجم نے حکم دیا
بلاؤ کنیزون نے آکر سوزن سے کہا سوزن جادو نے ایرج کو کاندھے سے اتارا زمین پر قائم
کیا سحر سے ہتکڑیاں بیڑیاں پہنا دین ایرج نوجوان بن قاسم کو بشید [?] کیا ایرج نوجوان اپنے حال
زار کو دیکھکر حیران و پریشان کہ کس آفت مین مبتلا ہوا کس مقام پر پہونچا مگر خاموش سوزن جادو نے

سر زنجیر کو ہاتھ میں تھاما کشان کشان ایرج نوجوان کو لیکر بارگاہ میں داخل ہوئی سوزن جادو نے
جھک کر سلام کیا انجم ماہ رخسار نے سر اُٹھا کر دیکھا ہزبر بیشۂ جرأت نہنگ دریائے ہمت کو پابند غل و زنجیر
پایا لیکن فر و شوکت چہرے سے عیاں ہے سر سراسر پریشان رعب و دبدبہ بدستور شجاعت چہرے سے
ٹپک رہی ہے غصہ میں بل ابروے خمدار پر شمشیر کے تیز نگاہ میں رستمی مزاج میں ہے مگر حیران چاروں جانب
نگران لیکن بارگاہ میں قدم رکھتے ہی بطور اہل اسلام صاحب سلامت کی ساحران غدار گرنے لگے ملکہ
انجم ماہ رخسار اس آن و بان کو دیکھکر تڑپ گئی تیر مژگان ایرج نوجوان تو وہ دل پر پڑے تیغ ابرو سے
کلیجہ فگار دل بیقرار ہا ہا لسان دربار کو منع کیا صاحبو کیوں بگڑتے ہو اپنے مذہب کی تعریف کرتا ہے جو جسکا
مذہب ہے وہ اسکو اچھا جانتا ہے شاید یہ جوان خوشرو خدائے نادیدہ کو مانتا ہے یہ آواز جو کان میں ایرج
نوجوان کے آئی سر اُٹھا کر ایک حور وش پری نژاد کو سریر جہانبانی پر دیکھا کہ نہایت حسین غیرت حور نظم

پری پیکرے رشک حور بہشت	خمیر وجودش ز لای سرشت	بہار لبہایش صد بوستان
خط و خال طاؤس ہندوستان	دگر اشعار مصنف	قدش سرو گلزار راز و نیاز
دہن غنچۂ گلشن امتیاز	جبینش منور چو لطف سحر	دو رخسار مانند شمس و قمر
دو گیسو دو مار سیہ سر بسر	چہ دام بلا بہر مرغ نظر	سراپا میں نزاکت شان قیامت

ایرج نوجوان نے کلیجہ پر ہاتھ رکھا ملکہ انجم ماہ رخسار تو تڑپ گئی ضبط نہ کر سکتی تھی جی چاہتا ہے
اُٹھکر لپٹ جاؤں سوزن جادو کو کرسی پر جگہ دی کہا یہ کس بیگناہ کو پکڑ لائیں کیا پیشہ جلادی
اختیار کیا یہ جوان کس خاندان عالی سے ہے کیا قصور گناہ کیا اسکے ہاتھ سے کسی کا خون ہوا جو اسطرح
بیدردی سے گرفتار کیا ہے یا کوئی ساحر زبردست ہے تم نے سراپا سحر میں مبتلا کر دیا گلے میں ہمارے
کے سامنے لپٹے سنگریزان اتنی بھاری بیڑیاں دوہری ہوا کچھ سامری جمشید کا بھی خوف ہے تمتو جلاد
بنگئیں ہو اسوزن تم تو کلیجہ میں کھٹکتیں اسم باسمے ہو گئیں درزی کی سوئی کبھی گانٹھے میں کبھی زربفت
میں قطع و برید تم پر ختم ہوئی سوزن نے کہا ملکہ عالم آپ ناحق خفا ہوتی ہیں میں گھڑی بھر کے
واسطے آئی ہوں اپنے قیدی کو لیکر چلی جاؤنگی یہ شخص قاتل ساحران طلسم اسکندری ہے اسکے رگ و ریشہ
میں جرأت بھری ہے اس جوان نے جا کر طلسم میں ہزاروں کو قتل کیا ملکہ شیشہ ہوش دختر ملکہ مرات
اسکے آئینہ رخسار کی شیفتہ ہوئیں صفائی پر جان سے فریفتہ ہوئیں وہ گلرخ کی محبت میں ہزاروں

کو قتل کرایا آخر مین طوفان جادو نے گرفتار کیا ملا نے حکم دیا خدمت مین خداوند کے لیجاؤ اسکے
عیار نے طوفان جادو کو مار ڈالا غرض کہ یہ جوان اپنے دادا کے لشکر مین پہونچا بی شیشہ مو نوش
اب تک اسکی محبت مین مدہوش ہین دل پر نہین معلوم کیا گذری ہو بظاہر مین خاموش ہین ملکہ مرات
نے مجکو حکم دیا کہ جاکر اس جوان کو پکڑ لاؤ قتل کرین اہالیان طلسم کو اطمینان ہو مین یہان سے تنہا اسکے
لشکر سے گرفتار کرکے لائی ہون طلسم اسکندریہ مین لیجاؤنگی یہین شمک لگی تھی لہو بہر کے واسطے شہر کی
یہ سنکر ملکہ انجم ماہ رخسار کے ہوش اڑ گئے کہا ای سوزن جرأت و شوکت مین یکتا یہی جوان
طلسم کشا ہے سوزن نے کہا حضور مین مفصل نہین عرض کر سکتی طول طویل داستان ہے اگر مفصل عرض
کرون ہوش و حواس اڑ جائین عیار اسکا بلاے سوز کار آگ لگتے ہی جادوگر کو مارتا ہے اس جوان کو
سحر نہین آتا مگر ساحر کش ہے ملکہ مرات جادو نام سے اسکے جلتی مین جاتے ہی قتل کرینگی تمام
اہالیان طلسم اسکے نام کے دشمن ہین وزیران سلطنت اسکو واسطے زندان مین بڑے بڑے سردارون
کو اس ظالم نے مارا ہے اسکی پریشان کانی جائیگی کل اہالیان طلسم جمع ہونگے اسوقت یہ جوان قتل
کیا جائیگا کہ ناظرین کو عبرت ہو پھر کوئی ایسی حرکت نہ کرے یہ باتین سنکر ملکہ انجم ماہ رخسار کا غصہ
سے چہرہ سرخ ہو گیا کہا بی بی بس چپ رہو سنبھالو جادو کی باتین زبان سے نکالو ہزارون ساحرون
کو قتل کیا یہ بڑی شکایت ہے ناحق کی حکایت ہے ان لوگون کے ہاتھ مین مہندی لگی تھی لڑنے
آئے تھے اچھا ہوا مارے گئے بڑی خطا تجویز کی بی شیشہ مو نوش کیون عاشق ہوئین اپنی جی کو
سمجھائین جلائین اس بیچارے کی خطا کیا جوان خوبصورت پایا ٹپک پڑین واسطے وا سے
کرنے لگین ہان صاحب کو ناگوار ہے ہمشی کو گھر مین بٹھائین ادھر کیون ہاتھ اٹھائین بی سوزن تم نے تو
تار باندھ دیا قتل کرینگی ابھی انہین کے لشکر کا ذکر ہوا تھا اس شیر کا نام تو بتاؤ بی سوزن
جادو نے کہا کہ ایسا نوجوان فرزند قاسم عالیشان سرقتنہ ملک باختر اسکا لقب ہے ملکہ انجم ماہ
رخسار کی مصاحب نے جواب دیا حضور یہ خداوند کے لہسے مین ملکہ گیتی افروز نہ چلیدہ ماجابس
قدرت انکے والدہ دار قاسم مست شکل پر مائل ہوکر کل گئین یہ انکے بطن سے ہین ملکہ انجم ماہ رخسار
خوب قہقہہ مار کر ہنسی کہا او بی سوزن سنو بی شیشہ مو نوش کی خطا کیا ان نوجوانون کی عشق و عاشقی
خداوند لقا نے اپنے گھر مین جائز رکھی تو بندون کا کیا ذکر قدرت اس امر پر راضی ہوے جب

تو بی کیتی افروز خل گلشن اگر قدرت چاہے سنگ سیاہ کردیتے جبنی کو بھی نہ روکا اگو نہ غارت کیا
پس ثابت ہوا کہ خداوند کے پیارے بندے ہین جو انکے ساتھ دشمنی کریگا اُسکی شامت ہی باعث
خوشنودی قدرت اُنکی محبت ہی بندگان مقبول ہین اُنکے دشمن ہمیشہ ملول ہین اب بی سوزن صاحب
آپ تشریف لیجایئے قدرت کے نواسے کو نہ ستایئے جیسا مناسب وقت ہوگا ویسا کیا جائیگا وہ
جرأت سے کہیگا اگر آپ کو ناگوار ہی تو صاحبزادی کو سنبھالیے قدرت کے نواسے پر بدعت کرنے
مین خرابی ہی سوزن نے کہا کہ آپ کو اس سے کیا کام مین جاکر بہ شفقت پکڑ لائی تھک گئی بہاں
ٹھہر گئی جسطرح لائی تھی اُسی طرح لیجاؤنگی مین دشمن کو یہان نہ چھوڑونگی ملکہ ماہ رخسار نے کہا تمھاری
کیا ملاقت ہی سہیل جادو وزیرزادی سے علم ہوا نیرہ قدرت کے جسم سے قید سحر دور کرو ہمارے
باغ مین بیٹھو جیسے ہی ملکہ سہیل اُٹھی سوزن جادو نے غل مچایا دیکھو بی سہیل ہمارے قیدی کے قریب جانا
گناہگار کو بادشاہ کے ہاتھ نہ لگانا سہیل نے کہا جو ہمارے مالک کا حکم ہی وہ کرینگے سوزن نے اُٹھکر
گولہ مارا سہیل نے ہاتھ شعلہ کیا سوزن کا گولہ کٹ کے گرا سوزن نے دوسرا سحر کیا سہیل بیہوش ہو کے
گری ملکہ انجم ماہ رخسار غصہ مین یہ کہتی ہوئی اُٹھی ارہ ؤ نشنقل ہمارے سامنے یہ گستاخی ہم دربردہ کچھ اقف
مین سمجھ مین نہین آتا ہم قدرت کے نواسے کے قتل ہونے کی کیونکر اجازت دین سوزن سہیل کو بیہوش
کرکے ایرج نوجوان پر جا پڑی ایسا سحر کیا کہ ایرج بیہوش ہو کے گرے غضب ہوا ابجہ کو مین دیکھا نہ گیا
اُنکو ملکہ انجم جلک کر اُٹھی چہرہ آفتاب عالمتاب دولون عارض ماہ تابان محبت مین ایرج کے بہت
غصہ آیا کہ سامنے ہمارے معشوق پر یہ بدعت ایرج جو نہیں گرا بیہوش ہو کر ایڑیان زمین پر رگڑنے لگا
ملکہ کے آنکھون مین اندھیرا آگیا قلب خبر اگیا پنجہ کھینچ کے سوزن پر جا پڑی اُسنے کئی سحر یہ سب
سحر روکتی ہوئی قریب سوزن کے پہونچی پنجہ مارا اُسنے گھبرا کر سپر سحر کو چہرے کی پناہ کیا پنجہ کرا سپر
لگی سوزن کے دو ٹکڑے ہوئے لاشہ سوزن کا چیخنے لگا آواز آئی کیمنچی ہرا نام سن سوزن جادو
بود رشتہ حیات سوزن قطع ہوا ایرج بیہوش پڑے ہین سہیل بھی اشتعلہ ہوئی دربار مین سب
کانپنے لگے ملکہ نے فرمایا ای سہیل نیرہ قدرت کو باغ مین لیجاؤ ہم بھی آتے ہین ہماری مراد صرف
یہ ہی کہ صدمت نازدیدہ ہون جس نے ان لوگون کو ستایا ہلاک ہوا کوئی آتا جائیگا کہ نواسا مارا جاے
قتل پر کمر سوزن کے چھوٹے قدرت کے نواسے کیونکر فتح نصیب ہوا اسی وجہ سے ملکہ کے

ملک برباد ہوئے کیا قدرت کو اختیار نہین کہ ان سب کو شاد ین اگر یہ کوئی کہے کہ لڑائی ہوتی تھی
اس راز کو قدرت جانے ہمین کیا دخل ہی ملکہ سہیل وزیر زادی نے ایرج نوجوان کو عالم غشی مین جادو کا
پر سوار کیا چند کنیزین ساتھ ہوئین باغ مین داخل کیا سامان عیش بلشاط آراستہ ہوا یہان ملا انجم ماہ رخسار
نے دربار مین سب سے کہا کیون صاحبو تم لوگ سمجھے مین نے برا کیا کہ قدرت کے نواسے کو بچا لیا دو اگر وہ
انکی دعوت کرونگی پھر بہ شوکت و عزت خدمت مین انکے نانا جان خداوند لقا کے روانہ کردونگی پھر
سامنے انکے نواسے پر یہ مصیبت تھی مین خاموش ہو رہتی اگر قدرت دستگیر ہوتے فرماتے ہمارے
نبیرۂ خاص قرابت دار باختصاص کو نہ بچایا کیا جواب دیتی سب نے کہا آپ نے بہت خوب کیا اب
آپ بھی تشریف لیجایئے ملکہ نے سب کو رضامند کرکے بھاری جوشا نکال کر پہنا دریائے جواہر مین
غوطہ مارا گرد کنیزان ماہ رخسار آگے آگے یہ گلعذار داخل باغ ہوئی دیکھا سہیل نے وسط باغ مین شامیانہ
عمدہ استادہ کرا مسند بچھائی جلسہ کی تیاری ہو رہی ہی ایرج اب تک صدمہ سحر سے بیہوش ہی
ملکہ نے آتے ہی ایرج نوجوان کو مسند پر بٹھایا آپ پہلو دبا کر بیٹھی آب و سبدہ سحر کے چھینٹے دیے
ایرج نوجوان کی آنکھ کھلی دیکھا پہلو مین وہی ماہ تمثال حور پیکر سمن عذار سہی قد سر جھکائے ہوئے
جلوہ فرما ہی سامنے باغ بہشت آئین گلہائے رنگا رنگ شگفتہ ہوا سے بوقلمون ہر نخل سرسبز و شاداب
زلف سنبل پریشان کو پیچ و تاب غنچے مسکراتے ہین پھول خوشی سے کھلے جاتے ہین نوجوانان چمن
اکڑ رہے ہین گلچین و باغبان اپنی سبزبختی پر لڑ رہے ہین نرگس شہلا دیدہ بازی مین معروف
سوسن کو اپنی زبان درازی مین وقوف اس باغ بہشت آئین پر جوش بہار ہی زلف سنبل
عطر سبز و مشکبار ہی نظم

بر شگفتگی ہر گہ مین یہ گرم ہی جوبن — فروغ عارض گل ہی ضیاء روشن
بہت دنون مین قدم رنجگی بہار نے کی — کہ ہر طرف ہی گل افشان زمانۂ گلشن
عجیب طرح سے ہوتے ہین منعقد غنچے — اڑا رہی ہی مزے نوعروسی گلشن
گھرا ہوا ہی جو ابر بہار صورت شام — جبین شاخ پہ گل کے ہوئے کنول روشن
نہال جھوم رہے ہین دو نو مستی مین — ہوائے سرو کا ہر سمت گرم ہی توسن
پڑے مین عکس جو رخسار گل کے ہر جانب — زمین باغ کا رنگین ہی جا بجا دامن

ہجوم شوق مین فرصت نہین ہے سجدون کی ٭ نصیب ہے بسر بلبل کو آشیان چمن
ہوائے خندۂ بیجم جو گدگدائی ہے ٭ ہر ایک غنچۂ نوخیز کا کھلا ہے دہن
صبا نے سحر محبت سے کر لیا اشتاق ٭ امیدوار ہے بوسون کا عارض گلشن
نہین ہے ایک گھڑی بھی فراغ ہم نفسی ٭ چمن مین نالۂ بلبل ہے دل مین شور محن
اجل کشاکش امید مین پریشان ہے ٭ کہ آجکل ہے فراموش عادت مردن

ایرج نوجوان رسائی پر اپنے بخت رسا کے نازان ہوا نیز اقبال پر آفتاب عالمتاب کا گمان ہوا باغ ایسا خوشنما پہلو مین ماہ سیما باغ مین جوش بہار پہلو مین گلعذار بادہ صحبت یا یہ محفل عیش و عشرت طرف ملکۂ انجم ماہ رخسار کے شاہزادہ متوجہ ہوا فرمایا اے ماہ آسمان خوبی اے اختر تابان برج فلک محبوبی اپنے نام و نسب سے ماہر کرو یہ تو ثابت ہوا کہ مہمان نواز ہو تاج و تخت سلطنت سے سرفراز ہو گوہر ریزی زبان معجز بیان کے مشتاق ہین صاف ظاہر ہے کہ آپ صاحب مذاق ہین ملکہ مسکرا کر غنچۂ دہن وا کیا منہ سے پھول جھڑنے لگے فرمایا صاحب سلطنت و لیاقت کا کیا ذکر ہے سوزن جادو آپ کو گرفتار کر کے لیے جاتی تھین ہمکو معلوم ہوا کہ آپ خداوند لقا کے نواسے ہین مذہب کے خیال سے بچا لیا سوزن جادو کو قتل کیا ایرج نے فرمایا مین تو خداوند لقا پر لعنت کرتا ہون وہ بیحیا بھگوڑا ہمارے ہاتھ سے مارا مارا پھرتا ہے ہماری رشتہ داری سے اسکو شرف حاصل ہے وہ ایک مرد دروغ گو جاہل ہے ملکہ ماہ رخسار نے سہیل جادو کی جانب اشارہ کیا فرمایا تو بولا سہیل جادو شاہزادے صاحب اپنے نانا خداوند لقا کو برا کہنے مین انسے ڈرنا چاہیے بموجب قول شیخ سعدی شعر ہر کہ عیب دگران پیش تو آورد و شمرد ٭ بیگمان عیب تو پیش دگران خواہد برد ایرج نے کہا ملکہ برا کہنے کا یہ سبب ہے وہ بیحیا بڑا بے ادب ہے دعوی خدائی کرتا ہے اپنی یکتائی پر مرتا ہے اے ملکہ تصور تو کرو انسان دعوے خدائی کا کرے کیونکر اسپر لعن نفرین نہو اگر ہمکو مہمان کیا ہے مہربانی فرمایئے ہم دولت کونین سے تمکو شاد کرتے ہین مذہب بڑی چیز ہے جو اس سے واقف نہو وہ بڑا بے تمیز ہے لقا کی حماقت ظاہر ہے ہر فرد بشر اسکی حماقت سے ماہر ہے ازبام تا بکوہ عقیق ہمارے بزرگون کے ہاتھ سے بھاگتا ہوا آیا مگر اپنے افعال قبیح سے تائب نہوا اسطرح چند کلمات ایرج نوجوان نے صفت رب اکبر مین بیان کیے اور مذہب لقا مین کچھ فقرات کہے ملکہ انجم ماہ رخسار

نے فرمایا صاحب اس دلیل طول و طویل سے کیا فائدہ ثابت ہوا کہ آپ کا مذہب برحق ہے خداے
نادیدہ خداے مطلق ہے آپ مہمان ہین خاطرداری ضرور ہے ہم نے دل و جان سے اطاعت دین اسلام
ملت بیضا قبول کی اسی وجہ سے یہ سعادت حصول کی ملکہ سہیل سے اشارہ کیا کہ کاش کو بلاؤ سامان
عیش و نشاط مہیا ہو کنیزون نے صفیر ازگل بیابان شراب کی کشتیان کباب کی حاضر کین یہان تو سامان
عیش و نشاط مہیا ہو رہا ہے مگر مہتر شاپور شیر دل جستجو مین جو شاہزادہ والا قدر کے نکلا بقدرت باغبان
قضا و قدر دیوار اسی باغ سے کہ کر سہو بجارات ہو چکی ہے خیال مین کہا اگر جنگل مین کہین پڑ رہینگے
کوئی جانور درندہ و گزندہ شاید آزار پہونچاے لہذا آج کی شب اس باغ مین بسر کرین صبح کو پھر اپنے
گل حدیقہ جرأت کی جستجو مین مصروف ہون یہ سوچکر شاپور نے کمند پھینکی جست کرکے دیوار پر آیا باغ
نخل تمام کرکے اتر کر دیکھا وسط باغ مین جلسہ آراستہ ہے صدہا نازنینان مہ جبین کا جماؤ طبیعت تو
مزہ دار ہے حیران ہین کہ اس محفل عیش منزل مین رات بسر کرنا ضرور ہے سامان محفل عیش و سرور دیکھ
کرنا واجب و لازم ہے یہ سوچ رہے تھے کہ ایک نازنین شوخ و شنگ سانولا رنگ بوٹی بوٹی پھڑکتی
ہوئی آفتابہ ہاتھ مین تھرکتی ہوئی ایک نخل کے سایہ مین پائجامہ کھول کر بیٹھ گئی شاپور نے منھ
پھیر لیا خیال مین آیا کیا عجب ہے کہ گالیوالی ہو اسی کی صورت بنکر چلو قریب آکر اسکو بیہوش کیا لب
کنارے لاکر اسی کا لباس اور زیور اتارا اسی کی صورت بنکر تیار ہوکے پائنچے سنبھال کر مسکراتے ہوئے
چلے مگر حیران کہ ای شاپور جسکی صورت بنے ہو اسکا نام کیا ہے یہ سوچتے ہوے محفل مین آئے نگاہ اٹھا کر
دیکھا آفتاب عالمتاب شوکت و ماہ آسمان حشمت و جرأت اپنے آقاے نامدار مولاے قدر شناس
سخاوت اساس ایرج نوجوان بہ فر و حشمت مسند پر جلوہ فرما ہین پہلو مین ایک شاہزادی حسین جمیل
دوسری جانب ایک ماہ پارہ حسین و شکیل ایستادہ پہلوے ماہ مین دست بستہ حاضر ہے یعنی سہیل وزیرزادی
کو دیکھکر شاپور محو مطلق ہوے جی مین کہتا ہے ہمارا آقا کیا صاحب اقبال ہے گرفتار ہو کر آئے معشوق
ماہ لقا کو لیے ہوے پہلو مین بیٹھے ہین پاس حیرانی مین کھڑا ہوا جمال سہیل پر نگاہ کبھی واہ کبھی آہ سراپا
پر نظر ہے گویا تصویر تصدیر ہے سہیل نے جو سر اٹھا کر دیکھا گلچہرین کا ہے یہ نگاہ حیرت مجکو دیکھ رہی ہے مسکرا کر
فرمایا ای گلچہرین تمہین کسی وقت فرصت بھی ہوتی ہے ویسے حقہ لیے ای جھجی سے نہین نکلتی ہو جبھی سے
ملکہ عالم یاد فرما رہی ہین صحبت عیش جبر سے آراستہ ہے اب آئی ہو تو خاموشی کا کیا باعث کچھ مجھ سے کہو کوئی

تجاہ تمھاری دیدی گئی تمھارے سارنگی والے آئے تھے جھنجلو اسی کے سپرد کی تمھارے پانون مین
ہمیشہ مہندی لگی رہتی ہے تمھاری حاضری ناممکن ہے نثار شارہ جو شاپور نے پایا قریب ملا سہیل کے
بیٹھ گئی ہاتھ بڑھا کر بلائین لی چپکے سے کہا مین صدقے ان انکھڑیون پر قربان کیا سراپا ہے قادر مطلق
نے جسم انور نور کے سانچے مین ڈھالا ہے مین تو اس شمع جمال کا پروانہ ہون ملا سہیل نے ہنسکر کہا
دیوانی کیا بیہودہ بکتی ہے دیکھ مین آزردہ ہونگی ہان کچھ کمال دکھاؤ آج مہمان عزیز آئے ہین انکو رجھاؤ
سر جھکا کر چپکے سے کان مین کہا گلبدن یہ رنگ ہے تحفہ کہا ملا نے جوش محبت مین ایرج نوجوان
کے سوزن جادو ملازم بادشاہ طلسم کو ملا اب معشوق کو پہلو مین لیے ہوئے بے خوف بیٹھی ہین
دیکھیے انجام کیا ہوتا ہے شاپور نے کہا حضور جوان بھی ہے تو رشک یوسف کنعان صاحب شوکت و شان
حسن و جرأت مین بے نظیر کیونکر عاشق نہون ایسے معشوق کسکو ملتے مین سہیل نے کہا گلبدن انجام
اسکا برا ہے شاپور نے کئی مرتبہ ہنستے ہنستے ملا سہیل جادو کے گلے مین ہاتھ ڈالدیے سینہ پر ہاتھ
رکھا سہیل نے ساری سب کھلے ہاتھ اسکا جھٹک دیا ملکہ انجم ماہ رخسار نے فرمایا بی گلبدن آج
ہماری وزیرزادی سے کیا گھسر پھسر باتین کر رہی ہو کیا گانے کو دل نہین چاہتا تمھاری بہن
کو بلا بھیجین شاپور نے کہا حاضر سامنے ایرج نوجوان کے آکے جھک کے سلام کیا سازندون کو
اشارہ ہوا شاپور بھی تو خنجر ابروے سہیل کے گھائل ہوے ہین ٹھنڈی سانسین بھر رہے ہین
سامنے اپنے مالک سے آنکھ ملا کر یہ مخمس عاشقانہ شروع کیا

فزون چمن سے بہار آج یار راہ مین ہے
گجر کا شور بھی بار بار راہ مین ہے
سکون راحت صبر و قرار راہ مین ہے
ہوائے دور مئے خوشگوار راہ مین ہے
خزان چمن سے ہے جاتی بہار راہ مین ہے

ہزارون گل ہین نہین ایک خار راہ مین ہے
خوشبو آؤ بھی اب بیکار راہ مین ہے
دو چند باغ جہان سے بہار راہ مین ہے
گدا نواز کوئی شہسوار راہ مین ہے
لہذا آج نہایت عبد راہ مین ہے

ہین اسکو دیکھکے بیہوش یوسف و عیسی
ابھی سے جان تصدق ہے اس پہ ہر اک کی
خجل ہین روے منور سے اسکے حور و پری
شباب تک نہین پہونچا ہے عالم طفلی

ہنوز حسن و جوانی بہار راہ مین ہی

بشر کو خوب ہی تدبیر اوج و پستی مین
ضرور چاہیے مرا لاخوف ہستی مین
رکھے تمیز ثواب و عذاب ہستی مین
عدم سے کوچ کی لازم ہی فکر ہستی مین

نہ کوئی شہر نہ کوئی دیار راہ مین ہی

مسافرون کو سفر مین خیال راہ ہی شرط
ہر ایک کام مین انجام پہ نگاہ ہی شرط
رفیق یکدل و یکرنگ خیر خواہ ہی شرط
طریق عشق مین اے دل عصائے آہ ہی شرط

کہین پچھاڑ کسی جا کگار راہ مین ہی

حسین ہی حور ہی خورشید ہی پری رخسار
جلاتا مردے ہی تو وہ سدم ہزار ہزار
ہلال ہی برق ہی اعجاز ہی پری رفتار
جگہ ہی رم کی اسکو بھی ایک ٹھوکر مار

شہید ناز کا تیرے مزار راہ مین ہی

نہ فکر کھانے کی اسکو نہ آب کی خواہش
قدم قدم پہ ہی تیزی کی اسکی افزایش
نہ زینت اسکو ہی منظور اور نہ آرایش
سمند عمر کو اللہ شوق آسایش

عنان گسستہ و بے اختیار راہ مین ہی

یہ راہ سخت ہی اسمین ہزار ہین کھٹکے
جواب مین یہی کہتا ہون مین تو ان سب کے
یہ مجھسے کہتے ہین تجھسے ہین ہمنشین سب کے
نہ بدرقہ ہی نہ کوئی رفیق ساتھ اپنے

فقط عنایت پروردگار راہ مین ہی

کمال دھوپ پڑے دوپہر ہی گرمی کی
زمین ہی آگ ابھی دوپہر ہی گرمی کی
زیادہ لو بھی ہی دوپہر ہی گرمی کی
نہ جائین آپ ابھی دوپہر ہی گرمی کی

بہت سی گرد بہت سا غبار راہ مین ہی

یہ راہ وہ ہی نہ ڈر اسمین ہر کسی کا ساتھ
نہ ہمکو چاہیے اب خضر سے نبی کا ساتھ
جگر کا اشک کا نالے کا دل کا جی کا ساتھ
تلاش یار مین کیا ڈھونڈیے کسی کا ساتھ

ہمارا سایہ ہمین ناگوار راہ مین ہی

ہزار رنج اٹھاتا ہی ساتھ ساتھ اپنے
نہین وہ جاتا ہی آ کہ ہر ساتھ ساتھ اپنے

ہر اک کی ٹھوکرین کھاتا ہی ساتھ ساتھ اپنے | جنون مین خاک اڑاتا ہی ساتھ ساتھ اپنے

شریک حال ہمارا غبار راہ مین ہی

سفر جو کرنے مین آتا ہی دل مین یہ تیرے | رفیق ہین نہ ملازم ہین اور نہ ہین کوئی ہے
خیال ہی یہی ای ہمنشین تجھے کہ برے | سفر ہی شرط مسافر نواز بہتیرے

ہزارہا شجر سایہ دار راہ مین ہی

یہان یہ ہنگامہ عیش ونشاط گرم ہی فلک کجرفتار کی کجرفتاری ظاہر ہی اسکے بغض وحسد سے
ہر عقیل وفہیم ماہر ہی بقول جناب میر حسن مغفور ومرحوم شعر یہ دو دل کو اکجا بٹھاتا نہین ہی
کسی کا اسے وصل بھاتا نہین ہی شاپور کی گریبان ساتھ ملکہ سہیل سکے ابھی تک اپنا حال
اسنے ظاہر نہین کیا اب حال دربار مرات جادو سماعت فرمائیے مرات جادو تخت پر
پہلو مین انور جادو وملکہ شیشہ می نوش کو شجر جادو کے سپرد کرکے طرف باغ کے روانہ
کردیا جب عرصہ ہوا کہ سوزن جادو واپس نہ آئی تو انور جادو نے مرات سے کہا بوا زیادہ
مجھے فرصت نہین ہی ملکہ حیرت جادو مجھے یاد کرتی ہونگی اونکی مصاحبت مین آٹھ پہر حاضر
رہتی ہون علاوہ ازین زمانۂ انقلاب ہی وقت مجبوراً فساد مسلمانون سے مقابلہ عیارون سے
مجادلہ مصاحبان ملکہ کو آرام نہین عیش وراحت سے کام نہین کیا سبب ہوا مین نے سوزن جادو
کو اسواسطے روانہ کیا تھا کہ وہ نہایت تیز رو ہی میری تعلیم کردہ نامہ وپیام لیکر جلد جا کے واپس جاتی ہی
بہت جلد واپس آتی ہی میرا دل گھبراتا ہی مرات جادو نے کہا بوا مجھے تو سب حال آئینہ ہی تم نے
جلدی ہی اسکو روانہ کیا لشکر حمزہ مین ایک ساحرہ کا جانا عین دریا سے اتنے بڑے جلیل کا ہی
سو دو سو جادوگر ساتھ جاتے تو شاید وہ جوان گرفتار ہوتا انور نے کہا مین خود جاتی ہون مرات
جادو نے ہر چند منع کیا انور نے کہا بوا تمہین کچھ خبر ہی مجھے تساہل کرنے سے بیر ہی مین اس مقدمہ
کا فیصلہ کرکے جاؤنگی چھوکری کا حال دیکھکر میرا کلیجہ پھٹ گیا اس نگوڑی کمبخت کا آب ودانہ ترک کیا
میرے دلکو قرار کیونکر آئے مین اسکو مونڈا پکڑ لاؤنگی سامنے ملکہ کے قتل کرونگی جبتک وہ قتل
ہوگا یہ ہوش مین نہ آئیگی میرا ہوش ربا مین دل نہ لگیگا ملکہ پھر بھی دم مار دیگا مین اب شیشہ
می نوش کو یہان نہ چھوڑونگی ہر چند کہ طلسم ہوشربا مین عذر ہی لیکن مقام صعد ہی اس جوان کے

قتل کرنے سے شہنشاہ خوش ہونگے حقیقت مین میری عقل نے کمی کی کہ مزاج مین برہمی کچھ غصہ
مین خیال نہ رہا سوزن کو اکیلا بھیجا تھا یہ کہکر تخت پر سوار ہوئی سو جادوگرنیان ساتھ لیکر چلی یہ
ادھر سے جاتی تھی وہان ایرج نوجوان نے قلعہ بنجم حصار مین ملکہ انجم ماہ رخسار کے ساتھ عیش
مین رات بسر کی جب رات قلیل باقی رہی ایرج نوجوان ساتھ ملکہ انجم کے اُٹھے چھپر کھٹ پر
آکے عاشق و معشوق نے آرام کیا شاپور شیر دل بشکل گلچیرہ کان قریب ملکہ سہیل وزیرزادی
کے آیا سہیل کانے پر شاپور کے چونکہ مائل ہو چکی تھی جب وہ عاشق و معشوق اپنے مقام پر گئے
سہیل نے ہاتھ شاپور کا تھام لیا گلچیرہ نے ہلدی ہنسی مین جواب تو شاپور نے نخرے کرنا شروع
کیے کہا اے وزیرزادی مجھے نیند آتی ہے ہمین مہلت کہان جو تمہاری صحبت مین چلین اے ملکہ عالم غزل

وقت پیری شباب کی باتین
ایسی ہین جیسی خواب کی باتین
اُسکے گھر لے چلا مجھے دیکھو
دل خانہ خراب کی باتین
واعظا چھوڑ ذکر نعمت خلد
کر شراب و کباب کی باتین
حرف آیا جو آبرو پہ مری
ہین یہ چشم پر آب کی باتین
یاد ہین مہ جبین کہ بھول گئے
وہ شب ماہتاب کی باتین
مجھکو رسوا کرینگی خوب اے دل
تیری یہ اضطراب کی باتین
جاوے ہوتا ہے اور بھی خفقان
سن کے ناصح جناب کی باتین
جام کو لب سے لگا اپنے
چھوڑ شرم و حجاب کی باتین
سنتے ہین اُسکو چھیڑ چھیڑ کے ہم
کس مزے سے عتاب کی باتین
دیکھ اے دل نہ چھیڑ قصہ زلف
کہ یہ ہین پیچ و تاب کی باتین
ذکر کیا جوش عشق مین اے ذوق
سے ہون صبر و تاب کی باتین

سہیل نے کہا مجھے تو دیوان کے دیوان یاد ہین چل جلد آج
ومین آرام کرین شاپور نے کہا خوشی تمہاری سہیل کے ساتھ اُسکے کمرے مین آیا سہیل
چھپر کھٹ پر لیٹ گئی کہا او گلچیرہ مین میرے پیر دبا شاپور نے کہا مین خود تھک گئی ہون
ناچتے ناچتے ابھی فرصت پائی تم خود میرے پیر دباؤ یہ کہکے پاس لیٹ گیا چونکہ سہیل بھی
جاگی ہوئی تھی لیٹتے ہی سو گئی شاپور نے دروازے کمرے کے کھولدیے بصورت اصلی بنکر
گلے مین ہاتھ ڈالکر اپنی معشوقہ کے ساتھ چین سے سویا ذرا سی بیہوشی بھی دماغ مین سہیل کے
دیدی کہ بعد عرصہ دراز آنکھ کھلے مین تو تڑپکے اپنا معشوق پری پیکر کو خوب گلے لگاؤن اس
خیال مین یہ بھی سو رہا یہان شاہزادہ ایرج نوجوان بوقت سحر بیدار ہوئے ملکہ انجم ماہ رخسار

نے اُٹھکر ہاتھ منھ دھویا ایرج نے نماز پڑھی وظیفہ پڑھ رہے ہین دو چار خواصین جو صبح کو
اُٹھین ٹہلتی ہوئی طرف کمرے کے آئین دیکھا بی سہیل وزیرزادی ایک مردوے کے ساتھ
بلاتکلف سو رہی ہین دروازے تک کمرے کے کھلے ہوے ہین اور تو سب نہین مگر سوسن زبان دراز
ہے اُسنے کہا واہ بی سہیل کی بڑی عصمت داری مشہور تھی کیا بیخوف دھڑکے کو لیے پڑی ہین
نہ مالک کا خوف نہ ساتھ والون کا لحاظ شمشاد سیدھی بھاگی کہ مین جاکر ملکہ سے کہون ملکہ ماہ رخسار
بیٹھی گلوریان بنا رہی ہین کہ غنچہ دہن خاموش سوسن باتین بناتی ہوئی غل مچاتی ہوئی چلی آتی
ہے ملکہ نے کہا بی سوسن آج کیا کچھ پڑا پایا کہا حضور کیا عرض کرون ملکہ غنچہ دہن سے متوجہ ہوئین
کچھ نہ بولی مسکرا کے رہ گئی شمشاد اکڑنے لگی کہا حضور ہم سے سنیے آپ کی وزیرزادی صاحب
ایک مردوے کو لیے پہلو مین سو رہی ہین دروازے بھی کمرے کے نہین بند کیے ایسی بلبلائی ہین
کہ بند و بست بھی نہ کیا ملکہ نے کہا کیا بیہودہ بکتی ہو سہیل ایسی نہین ہے نرگس نے کہا چلیے اپنی آنکھون
سے دیکھ لیجیے دیدے پھوٹین جو مین جھوٹ کہون ملکہ اُٹھین کہا حرامزادیو جو جھوٹ ہوگا مارے
کوڑون کے کھال گرا دونگی ایرج نے اشارے سے پوچھا کیا ہے ملکہ نے کہا کچھ نہین مین ابھی آتی
ہون یہ کہکر چلین دروازے پر خواصون کا جاڑو چانون ہو رہی ہے میان شاپور جاگ
رہے ہین مگر آنکھین بند کیے پڑے ہین اور اچھی طرح پر گلے مین ہاتھ ڈالدیے خواصین کہ رہی
ہین لو مردوا لپٹ لپٹ کے فرے اڑاتا ہے ملکہ انجم ماہ رخسار کمرے تک قریب پہونچنے پائی تھین
کہ خواصون کی آواز سُنکر سہیل کی آنکھ کھلی دیکھا ایک مردوا مجھے لپٹا ہوا ہے خواصین ٹھٹھے مار رہی
ہین اور غل کرتی ہین کہ ملکہ جلدی آئیے سہیل نے اُٹھتے ہی ایک چیخ ماری ارے یہ کون ارے
صاحبو دوڑو یہ مردوا کہان سے آیا او ما ایک دو ہتڑ شاپور پر مارا ارے او بیحیا جیسے اٹھائی گیرے
تو کہان سے آیا شاپور کود کر بھاگا سہیل اُٹھکر دوڑی خواصون سے کہتی ہے ارے اسے پکڑو
شاپور دوڑا پھرتا ہے ہرچند سہیل جھپٹتی ہے بھلا شاپور کو کب پا سکتی ہین ملکہ نے آکے دیکھا کہ
ایک شخص دُبلا پتلا ننگا باغ مین دوڑا دوڑا پھرتا ہے اور سہیل پیٹ رہی ہے ملکہ نے پکار کر
کہا او سہیل یہ کیا ماجرا ہے سہیل نے چیخ مار کر کہا حضور مین لٹ گئی نہین معلوم یہ نگوڑا مردوا
کہان سے آیا مجھ سے لپٹ کے سو رہا للہ طرح دیجیے اسکو گرفتار کرائیے سزا اسے معقول ملے

یہ کوئی چوٹّا اُٹھائی گیرا ہی حضور مین پہچانتی بھی نہین شاپور نے کہا ملکہ عالم دوہائی ہی آپ ہی نے
مجھکو بلایا اپنے کمرے مین سلایا اب کہتی ہین مین نہین پہچانتی ملکہ نے کہا تو ہی کون شاپور نے
کہا حضور کا غلام ہون میرے آپکے مدت سے آشنائی ہی آج انکار کرتی ہین حضور انصاف
کرین سہیل بیٹھی ہی کہتی ہی حضور کے سر کی قسم مین اس بھڑوے کو نہین پہچانتی غرض جو ہوا ایرج
نوجوان قبضہ پر ہاتھ ڈالکر اُٹھے بارہ دری کے باہر آئے دیکھا ہمارا عیار غدار روش دلگسار شاپور
نامدار نخل کی آڑ پکڑے ہوے کھڑا ہی ملکہ انجم ماہ رخسار غصہ کر رہی ہین سہیل بیٹھی ہوئی رو رہی ہی کہتی
روتی ہی کہ ہاے میری آبرو گئی یقین ہی کہ اپنی جان دیدے جیسے ہی اپنے آقا کو آتے ہوے دیکھا
شاپور نے جھککر سلام کیا ملکہ نے کہا اے شہریار یہ موا موڈی کاٹا نہین معلوم کہان سے آیا ہی میری
وزیرزادی کو اسنے رولایا ہی آپ کو سلام کرتا ہی نگوڑے کو ایک تلوار ماریے کہ اس کا سر
اُڑجاے ایرج نے کہا ملکہ یہ ہمارا غلام ہی اور قریب آکر کان مین کہا ملکہ یہ میرا عیار فرزند عمرو کا ہی
اور سہیل کو سمجھاو اسپر عاشق ہوا ہی ان مجنون کا یہی طریقہ ہی جسپر عاشق ہونگے اُسے رسوا ضرور کرینگے
شاپور آکے قدمون سے لپٹ گیا ایرج نے سر سینے سے لگایا ملکہ نے ترچھی نگاہون سے شاپور
کو دیکھا سہیل وزیرزادی روتی ہوئی قریب آئی کہا حضور میری داد نہ لیگی آپ اس نگوڑے بدمعاش کو
کیا پہچانتی ہین شاپور نے کہا وہ نہین پہچانتین تم نے بھی طرح پہچانا یا نہین رات کو متین کرکے اپنے
کمرے مین لائین وہی گلبدن ہون ملکہ نے کہا صاحب یہ تو اس سے پوچھیے میری کامن کو کہان
چھپا دیا شاپور نے کہا ایک نخل کے نیچے پڑی ہی اُٹھوا منگوایے کنیزین گئین دیکھا گلبدن ننگی
پڑی ہی کنیزین اسکو لباس پہناکر لائین جب قریب ایرج کے شاپور گھل ملکے کھڑا ہوا باتین لشکر
صاحبقران کی کرنے لگا قاسم کے غصے کا حال بیان کیا اور یہ بھی کہا کہ حضور مین میری سے خواجہ زادون
کے اسطرف آیا شکر ہی کہ حضور کو بعیش و کامرانی پایا ایرج نے کہا اے شاپور سوزان جادو طلسم
اسکندری سے آئی تھی ملکہ انجم ماہ رخسار نے اسکو مارا سین ہی مارا گیا مگر وہ بیان کرتی تھی کہ ملکہ شیشہ
مہ لوش اسی طرح ساغر بادہ محبت سے مست ہی آٹھ پہر گریہ وزاری سے کام اُسی کی شورش کی
وجہ سے ملکہ صورت شناس ساحرہ کو روانہ کیا مگر قضا نے اس بیہودہ کو تیر کا نشانہ کیا اے شاپور
بڑے حیف کی بات ہی کہ وہ سوختہ آتش دوری و افسردہ شعلہ مہجوری اس حال پر ملال مین ہو اور

ہم خبر نہیں اگر تڑپ تڑپ کے مر گئی کیسی بدنامی ہو دفتر عاشقان ثابت قدم سے نام نکل جائیگا ذکر عشق
و محبت ہمارے نام سے معشوقان طناز کو حجاب آئیگا سہیل نے جو دیکھا اُسی لنگوڑے اُٹھائی گیرے
سے شاہزادہ ایرج نوجوان باتیں کر رہے ہین کبھی گلے لگا لیتے ہین کبھی فرماتے ہین کہ ای شاپور اب
یہان سے طرف طلسم اسکندریہ کے چلو یا تو چلکر ملکہ شیشہ مو نوش کو رہا کرین یا ڈھونڈ کر جان دین
شاپور کہتا ہی ای شہریار تا بہ طلسم رسائی دشوار ہی بے پتے نشان کوشش بیکار ہی حضور یہان ٹھہرین
غلام جا کر پتہ لگا سے اور اگر پہونچ گیا رسائی ہو گئی تو ملکہ شیشہ مو نوش کو ضرور نکال لاؤنگا ایرج نے
کہا ای شاپور یہان ٹھہرنا مناسب نہین ہی ہر چند کہ ملکہ انجم ماہ رخسار نے اگر دم مین ایسی محبت مری
کی طبیعت بہل گئی مگر کس طرح سے خیال بن لشکر ہی بھی ایسے پھر پرورش ساحران دل یاد زلف ملکہ
بران مین پریشان اُس مجبور کا بھی خیال سب طرح مشکل ہی سہیل وزیرزادی یہ حالات دیکھ سکتی ہوئی
سامنے شاہزادے کے آئی دامن تھام کر کہا ای شہریار میری داد نہ دیجیے گا اس لنگوڑے کو قید کیجیے ایرج
نے کہا ملا سہیل خفا نہ ہو تو مین کہون یہ تو عیار ہی گلیم بن کر آیا تھا تم نے سنا اپنے گھر مین کیون
لے گئین سہیل نے کہا حضور مین اپنی گانٹھ جا کر لیگئی یہ نہ سمجھی تھی کہ یہ لنگوڑا لوٹتا ہی حضور فریاد نہ سنیگے تو
مین اپنی جان دونگی سنکھیا کھا لونگی آپ بھی مجھ ہی تو قائل کرتے مین لیجیے چوٹے اُٹھائی گیرے کو لوری
سے چھڑا دیجیے یہ حضور کو بدنام کرے گا ایرج نوجوان نے ملا سہیل کو گلے سے لگا لیا کہا ملکہ یہ ہمارا بھائی
ہی آج سے ہماری بھاوج کہلاؤ گی شاہزادہ خاور باد ملک قاسم ہمارے قبلہ و کعبہ کی بہو کہلاؤ گی اب
ہماری خاطر کرو رنجیدہ نہو سہیل شاپور کے کانے سے عاشق تو ہو چکی تھی شرما کے سر جھکا لیا کہا حضور
خوب زبردستی بہو بنا لیا انکھیون سے شاپور کو بھی دیکھ رہی ہی شاپور ہاتھ بلند کیے کھڑا ہی کہ رہا ہی ملا خطا
معاف فرمائیے مین تابعدار ہون آپ کا گنہگار ہون سہیل غصہ مین کچھ جواب نہین دیتی دل مین تو مزا کا
کا بھرا ہی ظاہر مین ابروے خمدار پر بل لیکن جی کمال کے خیال مین بیکل ہی ملحوظ خاطر سامعین ہو کہ ملکہ
انجم ماہ رخسار و کنیزان نامدار و ایرج ذیوقار و شاپور شیر دل عیار سب صحن باغ مین کھڑے ملکہ انجم
بھی وزیرزادی کو سمجھا رہی ہین کہ ایرج نوجوان نے کہا ای ملکہ عالم صبر اب چندے رنج مفارقت سہو ہمکو
رخصت کرو ہم طرف طلسم سکندری کے جائینگے نام طلسم سنکر ملکہ رونے لگی کہا ای شہریار مین سمجھی آپ
واسطے ملکہ شیشہ مو نوش کے بیقرار ہین مجھ بد نصیب نے ناحق آپ سے دل لگایا مجھے بھلا سے ہو

محبت مول لیا ہمکو قتل کرکے جائیے جاکر طلسم مین باکر شیشہ مے نوش سے دل بہلائیے ہماری محبت بیکار وہ مرأت جادو کی دختر بلند اختر ہین طلسم مین آپ کی علمداری کرادینگی یہ کہکر رو دی گہرہاے اشک صدف چشم سے نکلکر عارض رشک ماہ تابان پر گرے صاف ثابت ہوا شب ماہ مین ستارے چمکے کنیزین بھی یہ حال دیکھکر ملول ہوئین ایک ایک کنیز شاہزادے سے منت کرتی ہے کہتی ہے شہریار ہماری ملکہ کو چھوڑکر نجائیے آپ کی محبت مین ہمنے ملکہ مرأت جادو سے دشمنی پیدا کی یہ خبر ضرور وہان پہونچیگی بموجب ارشاد فیض بنیاد صائب نامدار شعر دوست دشمن میشود آخر بوقت عاجزی ؛ چون ز زخم آہوان رہ می برد صیاد را ؛ ایرج نے کہا صاحبو آخر تمکو ہم سے کیا امید ہوگی ملکہ نے کہا آپ لوگ نہ روکیے جانے دیجیے مصرع ؏ واے برباد گرفتاری ما ؛ یہ کہکے دامن ایرج کا تھام لیا یہ اشعار پڑھے اشعار

لائے نصیب کھینچ کے بیداد کی طرف ؎ دن پھر پھرا پھر آیا تو صیاد کی طرف
پاس وفا سے منہ نہ پھرا وقت نزع بھی ؎ دی جان دیکھ دیکھ کے صیاد کی طرف
کیا اضطراب ہو کہ برابر ہین گردشین ؎ سوے چمن کبھی کبھی صیاد کی طرف
مین اجنبی قفس سے قفس مجھسے اجنبی ؎ وہ مجھکو دیکھتا ہے مین صیاد کی طرف
اے دام روزگار نہین بخت عندلیب ؎ کیون کھینچتا ہے مجھکو تو صیاد کی طرف
آتا ہے دل کچھ اور ہی یہ طرفہ لطف ہے ؎ میری طرف نہ اُس ستم ایجاد کی طرف
دیکھی جو مین نے روز جزا اسکی بیکسی ؎ شرما کے ہو گیا اُسی جلاد کی طرف
ہے مجھکو جوشش شوق شہادت حیا کے ساتھ ؎ گردن جھکائے جاتا ہون جلاد کی طرف
روکو خدا کے واسطے یارو کہ جوش شوق ؎ پھر مجھکو لیچلا اُسی جلاد کی طرف
شوق نیاز ہون کبھی قہر نگاہ ہون ؎ اپنی طرف ہو نہین کبھی جلاد کی طرف
ایسے سماؤن عدم تنگ ہی لگے ؎ منہ بھی کیا نہ عالم ایجاد کی طرف
عاشق کا دل ہوا ہین خوشی کا گذر کہان ؎ آتا ہے کون خانۂ برباد کی طرف
مژدہ کسی طرح کا سنتا ہے گر کوئی ؎ مین دیکھتا ہون خاطر ناشاد کی طرف
انکو شگون آمد فصل بہار ہے ؎ تکتے ہین باغبان مری فریاد کی طرف
غنچے کھلے ہوئے ہین چلو سیر کو نسیم ؎ جاتے ہین دام بلبل ناشاد کی طرف

اسطرح ملکہ نے یہ اشعار عشق انگیز پڑھے یہ تو خود چوٹ کھائے ہوئے ہیں اُسی محبوب جانی کا دن
رات و روز ملاقات کا اشتیاق یعنی یاد میں ملکہ بران شمشیرزن کے مصروف رہتے ہیں وصل سے
ناامید مبتلاے دام بلاے ہجران آشفتہ سری میں بے سرو سامان ہر دم یہی خیال ہے کہ کیونکر اس
محبوب جانی یار جاودانی سے ملیں کیونکر غنچۂ آرزو کھلیں بقول فردوسی شعر صبا بہ گلشن آن گلعذار
بگذری ؛ اذا انبعث جیبہ فعل لہ خبرے وہ اس خیال میں ملکہ کے اشک حسرت پاک کیے سمجھے جو
ہمپر گذرتی ہے وہی اس کو گرفتار کو بھی سامنا ہے کہا اے ملکہ عالم سواے صبر کے کیا چارہ نہ جانے میں ہی
بدنامی ہے وفاداری میں خامی ہے انشاءاللہ ہم جس وقت جان اطمینان کامل پائینگے فوراً الکوا تمہیں
بلا لینگے ملکہ نے کہا اے شہریار میں آپ کے جانے کو نہیں منع کرتی مجھے بھی ساتھ لیجیے درد فراق میں
مبتلا نہ کیجیے ہم سے یہ بار نہ اٹھیگا خدا کی عنایت سے چند الفاظ سحر بھی جانتی ہوں مراتب جادو سے
تو نہیں لڑ سکتی کہ وہ بادشاہ طلسم ہے اور کوئی آپ پر دست انداز نہو سکیگا میں در واسطے پر آپ کو
فاتح طلسم سکندریہ کے پہونچا دونگی اور یہ بھی وعدہ کرتی ہوں جس باغ میں ملکہ شیشہ مونوش قید
ہیں وہیں جا کر اور پہلے انھیں کو چھڑا لیجیے آیندہ عجائب و غرائب طلسم میں مجکو دخل نہیں ہے جو کچھ
ملکہ شیشہ مونوش بادشاہ طلسم کی دختر بلند اختر ہیں وہ حال لوح کا بتائینگی اور مجھ سے کچھ نہو سکیگا تو
لڑ بھڑ کر مر جاؤنگی مگر جفاے فراق نہ اٹھاؤنگی امیر حمزہ فرماتے ہیں ملکہ یہ بھی بہتر نہیں ہے عمر کا طلسم
گند نہیں ہے نہیں معلوم میرے نام طلسم کشائی ہے یا بخت کی نارسائی ہے یہ باتیں ہجر انگیز وحشت خیز
عاشق و معشوق میں ہو رہی ہیں کنیزیں اپنے مالک کو دیکھے رو رہی ہیں مگر انور جادو بد خو شعلہ مزاج
سو جادوگروں کو لیے ہوئے طرف لشکر اسلام کی جاتی تھی تخت پر دوسے ہوا خود غصہ میں ساتھ وہ لیا
باز و بط و قرقرے پر سوار نگاہ ملکہ انور جادو کی باغ کی جانب گئی ملکہ انجم ماہ رخسار اسی طلسم کی خراج گذار
ہے تصویر طلسم کشا دیکھے آئی ہے بس اسکی جو آنکھ پڑی دیکھا باغ میں صدہا نازنینان گلعذار بیچ میں
یہ سرو حدیقۂ خوبی بلبل گلزار محبوبی یعنی ملکہ انجم ماہ رخسار اسوقت یہ بھی ذکر ہوتا ہے کہ سوزن جادو
کو میں نے مار کر آپ کو رہا کیا لیکن افسوس ہیں سکیا شعر نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم نہ ادھر کے ہوئے
نہ ادھر کے ہوئے وہ مجھے جاہ کے بہتو خدا کی قسم نہ ادھر کے ہوئے نہ ادھر کے ہوئے وہ یہ حال راز و
نیاز دیکھا اور قتل سوزن کا بھی اپنے کانوں سے سنا انور جادو نے للکارا او شوخ دیدہ گیسو بریدہ

انجم ماہ رخسار مین نے سب حال تیری سرکشی کا سنا ہماری مصاحب کو مارا قیدی کو چھین لیا
ہمارے دشمن سے یہ راز و نیاز دھگڑے کیے یہ انداز یہ کہتی ہوئی مثل شعلۂ جوالہ آسمان سے
اُتری انجم نے جو انور جادو کو دیکھا کہا او شہریار غضب ہوا امرائٹ جادو کی بہن پر سب حال
آئینہ ہوا سب اُس ملعونہ نے معائنہ کیا ایرج نوجوان نے قبضہ پر ہاتھ ڈالا بڑھکر نعرہ کیا نعرہ

ایرج نوجوان مصنف قمر | ملک ایرج آن آفتاب سپہر | کہ صاحبقران و آفاق گیر
ہنر پرومان و نبرد آزما | جری صف شکن شیر دشت وغا | ستم فارس عرصۂ کارزار
گل گلشن قاسم نامدار

شاپور نے بھی کمند سنبھالی جھپٹ کر ایک ساحرہ کو جاپ
مارا پیٹ کے خنجر بھی مار دیا انور نے سحر کیا آگ برسنے لگی ایک ساحر کو ایرج نے تیر مارا حلق کو
اُسکے توڑ کے پار نکلا ملکہ انجم بھی چلی باران سحر برسا کر آگ بجھا دی کئی جادوگرنیون کو ٹھنڈا کیا
دس پانچ کنیزین ملکہ انجم ماہ رخسار کی بھی جلین بعض بیہوش ہوگئین ہنگامۂ سحر گرم ہوا برق چمکی
رعد گرجا ملکہ انجم ماہ رخسار مثل ستارۂ سحری چمک رہی ہے جس ساحرہ پر جا پڑی اُسنے سحر کیا
انجم نے ماش کا دانہ مار کر اسکو پھونک دیا ایرج نے دو تین جادوگرنیون کو مارا تھا کہ انور جادو
طرف ایرج کے چلی آواز دی خبردار اے مسلمان تجکو یہ لیاقت ہوئی تلوار کھینچکر آیا کیون قضا
آئی ہے ساحران طلسم اسکندری کا خون تیری گردن پر ہے اب تیری قضا قریب ہے ایرج نے چاہا
جا پڑون اس ملعونہ کو زباندری کی سزا دون انور جادو نے بتعجیل سحر کیا تلوار ہاتھ سے ایرج
کے گر پڑی زمین نے پاؤن تھام لیے پنجہ پکڑ کر بڑھی کہ قتل کرون انجم کی نگاہ پڑی بیقرار ہوکر جھپٹی
نعرہ کیا او ملعونہ کیا کرتی ہے وہ سحر نہین جانتے اُنپر دست بیعت دراز کرتا ہے لیکے گولہ مارا
انور جادو نے گولے کو کاٹا گولے سے دھوان نکلا برق چمکی سر انور جادو کا اس برق سے
زخمی ہوا ایرج و شاپور تو سحر مین انور جادو کے مبتلا ہو کر گرے مگر انجم ماہ رخسار نے خوب
خوب سحر کیے انور جادو بھی زخمی ہوئی قریب تھا کہ جادوگرنیان اسکی بھاگین انجم ماہ رخسار
پنجہ کھینچکے جا پڑی چاہا کہ انور جادو کا سر کاٹ لون اسوقت انور جادو گھبرائی جلدی مین کچھ اور تو بن
نہ پڑا اُس ملعونہ کو خیال آیا کہ میری جھولی مین ڈبیا خاک قبر جمشید کی ہے یہ بات بڑی بعید کی ہے اگر
گزارش کیا ہے کہ خاک قبر جمشید اگر کوئی شخص افراسیاب پر مار دے تو اسکے بھی قالب پر غبار الم

چھائے چند ساعت کو بیہوش ہو جائے پس انور جادو نے بہ تعجیل تمام انجم ماہ رخسار کی زبان مین سوزن دیا کنیزین کچھ بھاگ گئین کچھ قتل ہوئین انور جادو نے ایرج و شاپور و ملکہ انجم کو مع چند کنیزون کے گرفتار کر لیا سر پا سنے ایک ہی مرہم جمشیدی کی چڑھائی سو جادوگرنیان لیکر آئی تھی پچاس قتل ہوئین ملکہ انجم و ایرج و شاپور کو تخت پر ڈال لیا لیکر طرف طلسم اسکندریہ کے روانہ ہوئی ایرج کو مسلسل و مطوق کر لیا ہی اب جو ایرج نوجوان کی آنکھ کھلی اپنے کو غل و زنجیر مین گرفتار پایا ایک جانب شاپور ایک جانب ملکہ ماہ رخسار کو دیکھا کہ زبان مین سوزن بیقرار و اشکبار انور جادو تخت اڑائے ہوئے لیے جاتی ہی ایرج نوجوان نے ملکہ انجم کو بہ نگاہ حسرت دیکھا اشارہ کیا ای ملکہ عالم تم ہماری محبت مین مبتلائے بلا ہوئین عذر کرکے اپنے کو بچاؤ ہم پر جو گذریگی سمجھا جائیگا رب اکبر ہمکو بھی قید سے چھڑائیگا انجم نے کہا ای شہریار کیا اپنی جان مجکو ایسی عزیز ہی کچھ کنیز کا خیال نہ کیجیے یہ قید رہائی سے بہتر ہی اسوقت شاپور کی بیقراری ایرج کی اشکباری انور نے جو عاشق و معشوق کے اشارے دیکھے جل گئی کہا کیون بی انجم تمھارا بھی ستارہ گردش مین آیا ہمارے دشمن کو گھر مین جگہ دی جنھون نے ہمارے قتل کیا مراث جادو نے قصور کیا ہی مین دشمن کو قید نہین کرونگی پہنچتے ہی دار پر کھینچ دونگی سر انکا لیکر خدمت مین شہنشاہ طلسم ہوش ربا کے پہونچاؤنگی اس نگوڑے کے سحر مین چھوکری مبتلا ہی اسکے قتل سے اسکا بھی علاج ہوگا انجم نے کچھ جواب نہ دیا شرما کے سر جھکا لیا مگر ایرج نے جواب دیا او ملعونہ کیا بکتی ہی ساحران طلسم ہمارے ہاتھ سے قتل ہوے مین تیرا گنہگار ہون اس بیچاری کی کیا خطا اسکو رہا کر دے ہم سے بدلہ لے یہ بالکل بے خطا ہی اور سحر کیسا ہم سحر و ساحری کو برا جانتے ہین وہ شاہزادی سحر محبت مین مبتلا ہی سر بیچکر اسنے یہ سودا خریدا ہی انشاء اللہ اسکا بھی وقت رہائی قریب ہی تو مین کیا قتل کریگی انور کنیزون سے کہتی ہی دیکھو تو اس جوان کا دیدہ دلیری حقیقت مین بیٹا جرات کا شیر ہی خوف نہین کرتا مرنے سے نہین ڈرتا اس طرح پر باتین کرتی ہوئی انور جادو فیدا ایرج و شاپور و انجم طرف طلسم اسکندریہ کے لیے جاتی ہی

دو کلمہ داستان گرفتار دام محنت اسیر مطلب محبت فراق دیدہ ہجران کشیدہ دار و ہا اسرار رنج و محن افعی ملکہ بران شمشیر زن کے تحریر ہوتے ہین خمسہ مومن

در بزم یار ہمرہ دشمن گذر کنم		سوئیم چو نبرد سوے دگیر نظر کنم	

گر گریہ سر دہد گلہ درد سر کنم
ترسم کہ از محبت خویشش خبر کنم
با خویش سرگرانی او بیشتر کنم

کیا کیا امید تھی ترے ہاتھوں سے قتل کی
تھی جی میں آرزو کہ بلے آرزو میری
پر کیا کروں نزاکت دل یاد آ گئی
ترسم ز بیوفائی خود منفعل شوی
گر از امیدواری خویشت خبر کنم

دیکھا جو میرے حال پہ ہنستے ہیں شیخ و شاب
کھائی قسم پھر آنے کی او جوش اضطراب
پردہ نشین ہوئے نہ کسی طرح سے حجاب
وقت وداع اوسن دیلہ اے خراب
با ہر کہ روبروے و شوم و گریہ سر کنم

کیسا طلوع صبح کہاں ہر نمود روز
ہر گھر میں جلوہ گر ابھی وہ آہ دلفروز
کیا کیجیے ہمنشین گلا جوش تاب سوز
بے طاقتی شوق بہ بین کز برم ہنوز
ناگذشتہ یار و روے براہ دگر کنم

ناصح و نبیل گننے لگے مجھکو شیخ و شاب
ملنے سے میرے کرنے لگی خلق اجتناب
اب مجھکو یاد آئی مری خانمان خراب
رسوا بہم رسید بجائے کہ از حجاب
دیگر بہ پیش او نتوانم گذر کنم

موسیٰ کی طرح جو شین پھرتا ہوں کو بکو
شوق نظارہ سے ہوئی برباد آبرو
افسوس کامیاب نہیں ہو سکا کبھو
سیلی زشرم عشق بجانم کہ سوے او
با شوق این چنین نتوانم نظر کنم

اس زمانہ میں ملکہ بران شمشیر زن باغ نگارین میں داخل ہیں کنیزون کو براے خبر خواجہ عمرو واسد نامور روانہ کیا ہی یا وقت سحر بیٹھے بیٹھے خود بخود دل گھبرایا بارہ دری سے اٹھکر کمرے میں آئی ٹہلنے لگی ہر چند دل کو بہلاتی ہر گز طبیعت قلب زیادہ پاتی ہر یون جو نگاہ اٹھائی تصویر ایرج نامدار رکھی تھی اٹھا لی تصویر کو گلے سے لگایا جوش محبت میں عارض پہ عارض رکھدیا شکایت آمیز کی جیسا ختہ منہ سے نکل گیا کہ اے شہریار کبھی ہمارا بھی خیال آتا ہے اب کی تو آپ بعد عرصہ دراز تشریف لاے مزاج کیسا ہے کیا آجکل کسی ساحر سے مقابلہ ہے طلسم ہوشربا میں تو ہنگامہ برپا ہے

دیکھیے افراسیاب کے پنجہ سے کیونکر بچتے ہین اب سامان لشکر کشی ہے افراسیاب برسر کشی ہے آپ
طلسم ہوشربا سے تشریف لیجائیے اب بڑے غضب کے سحر ہونگے یہان کی خبر ہم آپ کو لکھ بھیجینگے جوش
محبت مین دو چار باتین جو کہین ایسی محو حیرت تھی سمجھی کہ مین اصل شاہزادہ والا قدر سے باتین کر رہی ہون
جب جواب نہ ملا جیسے کوئی سوتے سوتے جاگتا ہے اب جو دیکھا سراسر بیجا ہماری تقریر ہے ہمارے ہاتھ مین
اس ظالم کی تصویر ہے دلولہ جنون کا جوش آیا اب بیہوشی سے ہوش آیا قلب تڑپا دل پھڑکا قلب سے
شعلے نکلنے لگے استخوان مثل شمع کافوری جلنے لگے سامنے باغ دل داغ داغ ہر نخل نخل آہ غم سے حال تباہ اشعار

گلبرگ کہین جو دیکھ پایا — خوناب دل آنکھ نے بہایا
دل تجھ سے بیشتر ہوا تنگ — رنگینی بزم کا سبب تھا دھیان
یاد آ گیا وہ عذار گلرنگ — جون بوے گل اڑ گئے لب و جان

وحشت کی ترقی ہوئی دل سے کہتی ہے طرف صحرا کے چلو یاد چشم محبوب مین آہوان صحرا سے دل
بہلائین تا بہ دشت نجد جائین قیس مجنون سے پوچھین کیون بدنصیب تو نے عمر کیونکر کاٹی شب
فرقت کیونکر بسر ہوتی ہے یہ تو ظاہر ہے کہ تڑپ تڑپ کے سحر ہوتی ہے کیا کھایا کیا پیا اتنی
تاب کیونکر جیا یہ سان تو زندگی دشوار ہے دل تردد مشتعل بہت بیقرار ہے نظم دیگر

اب عشق ہوا ہے مہربان پھر — بیتاب ہے جان ناتوان پھر — پھر دل کو طپش سی ہو رہی ہے
سینہ مین خلش سی ہو رہی ہے — پھر پہونچا ہے اب پیام الم کا — پھر آنے لگا سلام غم کا
پھر داغ کہن ہے تازہ و تر — پھر زخم جگر ہنسے ہے گل پر — پھر چشم ہے خونفشان و خونبار
پھر چہرہ سا ہے زعفران زار — پھر دیدہ تر ہے وقف دامان — پھر ہاتھ ہے مائل گریبان
پھر آنے مین غش پہ غش جو ہیں — پھر ہے وہی بیخودی کا عالم — پھر ناوک درد دل شکن ہے
پھر سینہ کا زخم خندہ زن ہے — پھر داغ جنون سے سر ہے گل — پھر نالہ ہے ہمنواے بلبل
پھر ہے وہی پیچ و تاب دل کو — پھر آ رہی اضطراب دل کو — پھر ہمدم و ہمنفس ہوئی آہ
دمساز ہے نالہ سحرگاہ — گستاخ ہے آہ خونچکان پھر — منہ تکنے لگا ہے کچھ فغان پھر
غم کرنے لگا ہے غمگساری — دیتی ہے قرار بیقراری — پھر کوچہ یار کی ہوس ہے
پھر گھر مرے واسطے قفس ہے — پھر آنکھون سے خون دل بہے ہے — پھر سینہ بھی گرم سا رہے ہے

ان اشعار کو پڑھکر بیقرار ہو کر زور دامن صبر دست استقلال سے چھوٹا شیشہ دل سنگ پر عت

پھر شوق سے تو ما دو پہ منھ پر رکھکو چیخین مار کر روئی ملکہ شگوفہ سحر ساز وزیر زادی کے کان مین
آواز رونے کی ملکہ کے پہونچی گھبرا کے دوڑی کمرے مین آکے دیکھا تصویر ایرج نوجوان ہاتھ مین
رنگ رو متغیر صدمت چشم سے گوہر بے بہا سے اشک پیہم جاری ہین ہچکی لگ گئی تھی منھ سے
بات نہین نکلتی شگوفہ دوڑ کر قدمون سے لپٹ گئی بلائین لینے لگی کہا حضور ہمارے خدا خیر تو ہی ہر چند
شگوفہ پوچھتی ہی ملکہ کے منھ سے بات نہین نکلتی گل سا چہرہ کمھلایا ہوا ہاتھ پاؤن ٹھنڈے آہ مین
گرمی قریب ہی روح قالب سے نکلجاے جب تو شگوفہ نے کہا واری مین ابھی اپنے کو ہلاک کرڈالگی
جلد مجھ سے کلام کیجیے بات کا جواب دیجیے پھر آپ چھپاتینگی کون سا ایسا مقدمہ ہی کہ جسکا انتظام
لونڈی سے نہین ہو سکتا حضور نے سحر اسقدر تعلیم کیا ہمسر اپنا کہلوایا پروردگار نے اپنی عنایت
سے روپیہ پیسہ سب کچھ مرحمت فرمایا ہی لونڈی سمجھ چکی ہی اب تک مین اس مقدمہ مین تامل کرتی تھی
چاہتی تھی حضور بہل جائین جب دشمنون کا یہ حال ہی پھر ہین جستجو مین کیا عذر ہی مفصل فرمایئے آپ
ہم سے کیون چھپاتی ہین لونڈی تو آپسے ابتدا سے رازدار ہی جب شگوفہ نے اس طور سے کہا ملکہ بران
نے ضبط کر کے فرمایا کیا بیان کرین ناحق کی وحشت ہی محبت مین عقل کی حماقت ہی آج شام سے طبیعت
ایسی گھبرائی اُنکی یاد آئی مین سوختہ بخت آپ ہی آپ راز و نیاز کرتی ہون زندگی کے دن مر مر کے
بھرتی ہون اسی پریشانی مین کمرے سے تصویر اُٹھالی حضرت عشق کے نیرنگ آشکار ہین صاف یہ ثابت
ہوا کہ خود وہ سامنے موجود ہین وہ جو دل مین حماقتین پڑی تھین وہی باتین کین اب جو ہوش آیا
تصویر کو ہاتھ مین پایا اب یہ ضرور خیال ہی کہ دشمنون پر غم و ملال ہی یا اُنپر کسی نے نگاہ ڈالی میری
دہنی آنکھ پھڑکتی ہی یا خدانخواستہ کچھ ہاتھون پر اُنکے صدمہ پہونچا ہاتھ پاؤن مین اینٹھن ہی قلب مین
جلن ہی آٹھ پہر لڑائی اُنکا کام ہی اسی کا بد انجام ہی یہ سیدھے سادے سپاہی کفار مکار غدار ہر وقت
درپے آزار گھوڑے کمر کرین عیارون سے کام لین ساحرون کو بہر مدد بلائین چھپ کے قتل کرین
چاہتے ہین راہ مین کنوئین کھودین حافظ حقیقی اُنکا مالک ہی ای شگوفہ دل تو یہ چاہتا ہی کہ مین خود
جاؤن ایک نگاہ دیکھ آؤن لیکن اس زمانے مین خواجہ عمرو برائے تلاش لوح گئے ہین قبلہ و کعبہ
قصر مراۃ مین اکثر جاتے ہین مجکو بھی جستجو سے خواجہ عمرو ضرور ہی اگر جاؤن رنج و ملال اُٹھاؤن
قبلہ و کعبہ کی نگاہ پڑ جائے ستارہ شناسی سے ثابت ہو اپنی جان کا کیا خوف زیادہ غصہ کرینگے

قتل کرڈالینگے ہم خود چاہتے ہین زندگی بیکار ہی سر جسم پر سراسر بار ہی مگر قلق یہ ہی کہ قبلہ و کعبہ کہین اُنپر
نہ دست انداز ہون اور بیشک قبلہ و کعبہ کبھی گوارا نہ کرینگے صاحبقران سے فساد ہوگا ایک ایک
مسلمان کو جان بچانا مشکل ہو جائیگی پھر ہماری طبیعت کیونکر تسکین پائیگی ای شگوفہ اگر ممکن ہو تو تم
تکلیف کرو اپنی آنکھون سے دیکھ آؤ مین اپنی طبیعت کا امتحان کر چلی کئی مہینے ہوے اسی طرح گھبرائی
سر تہیلی پر رکھکر واسطے دیکھنے کے چلی تھی اُسنا کر ایک پہاڑ پر پہونچی حقیقت مین وہ قید ہوگئے ایک
کنیز شوخ چشم جادو کی نام لیے جاتی تھی مین نے اسکو قتل کیا جا کر انکو قید سے چھڑایا وہی آج بھی طبیعت
کا حال ہی دیکھو رات کیسی بسر ہو گی شگوفہ نے کہا حضور لونڈی ضرور جائیگی مفصل خبر لائیگی ملکہ کو سمجھا کے
بہلانا شروع کیا شگوفہ نے یہی کہا آتی رات بسر ہو بہت جلد جاؤنگی علم سے پہرہ روکر کے خبر لیکر آؤنگی
ملکہ نے جو شگوفہ کو مہربان پایا ذکر ایرج شروع کیا نظم مصنف

اگر کڑھتی تھی اپنی بے بسی پر
فرقت کی وہ رات تھی بلا کی
افراط غم و ملال کی تھی
ناگاہ ہوئی سحر نمودار
چھپنے لگے انجم جھلملا کر

جیون تیون شب ہجر کی بسر کی
تکلیف اُٹھائی انتہا کی
گویا وہ شب تھی امتحان کی
گل ہو گئی شمع ماہ اکبار

اگر روتی تھی اپنی بے کسی پر
تڑپی بستر پہ تا سحر وہ
وہ نصف شب الم سال کی تھی
منزل وہ غضب تھی امتحان کی
نکلا گل صبح کھلکھلا کر

وہ سحر فراق دل مین معشوق سے ملنے کا اشتیاق طائر دن کی
نغمہ سرائی سے سر پھوٹنے لگا اور زیادہ دل گھبرایا کہا شگوفہ دیکھو تو آج صبح کو باغ مین بیا گل
کھلا ہی بالکل ویرانہ معلوم ہوتا ہی نظم مصنف

صورت اُسکی بگڑ گئی ہی
سنبل کچھ پیچ کھا رہی ہی
سنتا ہی وہ کب کسی کی فریاد
بجتے ہین تالیان بجاتے
سیوتی خوشبو اُڑا رہی ہی
بیتے پھل پھول شاخ ڈالی
یان کون ہی وہ دستار اپنا

سوسن نہین لب تلک ہلاتی
کس بل اپنا دکھا رہی ہی
بلبل ہی دید گل مین مشغول
طوطے ہاتھون کے ہین اُڑاتے
شبو دم صبح بھر رہی ہی
غم سے نہین انہین کوئی خالی

شبنم پہ تو اوس پڑ گئی ہی
نرگس نہین آنکھ بھی ملاتی
سرکش ہی ہر ایک سرو و شمشاد
خوشبو سے ہی اپنے مست ہر پھول
چنپا تیزی دکھا رہی ہی
سجدہ وہ ہر شاخ کر رہی ہی
کس سے کہون حال زار اپنا

شگوفہ نے فوراً لباس سحر ذات پر آراستہ کیا قدمون سے لپٹ کر

کہا لیجیے آپ کیوں گھبراتی ہیں دل کو تسکین دیجیے لونڈی تیزروی سے جائیگی بحکم جامع المتفرقین خبر
انکی لیکر آئیگی آپ کو حقیقت میں اب یہی چاہیے کہ قصر جمشیدی میں جاکر خبر خواجہ عمرو دریافت کریں
انکی مرتبہ مقام سخت وصعب پر گئے ہیں خدا خواجہ کی جان بچائے اس مطلب سے دل کو مطمئن کیجیے یہ
میں بھی بخوبی آگاہ ہوں کہ وہ منتظم لشکر اسلام ہیں انھیں کے دم سے سرداران ذیشان کو آرام ہے
ہر جنگ میں اپنا سینہ سپر کرتے ہیں دور دور جاکر لڑے کہاں کہاں معرکے پڑے اگر لشکر میں
نہونگے میں صورت بدل کے کسی عیار سے حال پوچھونگی جس ملک پر جانا انکا ثابت ہوگا وہیں
اپنے کو پہونچاؤنگی ایسی دلدہی کرکے شگوفہ نے سمجھایا کسی قدر دل کو اطمینان ہوا کہا اچھا تمکو خدا کے
سپرد کیا شگوفہ ایک طاؤس زرین بال پر سوار ہوکر برائے جستجو اس نوجوان چلی جب شگوفہ
چاہتی ہے کہ طاؤس کو اڑاوے ملکہ کہتی ہے شگوفہ ٹھہر جا ہماری طرف سے بہت بہت مزاج پرسی کرنا
مگر اسطرح نہ پوچھنا کہ اشتیاق ہمارا ثابت ہو نہیں پھول جائینگے اور راگ لائینگے سمجھینگے پر ان ہم پر
مرتی ہے بلکہ یہ کہنا کہ یہ رمال نے بیان کیا کہ جسکے نام میں اول الف ہو اسکے لیے زمانہ خلاف ہے منجم
سے ملا نے فرمایا ہے میں خواجہ کی خاطرداری ہے بطور گردش فلکی انکے لیے کچھ ضرر ہے جبر ہے آؤ کسی صحبت
میں ہوں تو بچاؤ کہنا اس وجہ سے میرا آنا ہوا شگوفہ نے کہا حضور میں سمجھ گئی اسی طور سے کہونگی یہ کہکر
شگوفہ نے قصد کیا چند قدم چلی تھی ملکہ نے کہا شگوفہ ایک بات اور سن لو شگوفہ پلٹ آئی کہا حضور
فرمایئے کہا شگوفہ اگر تمہاری صلاح ہو تو ایک نامہ بھی لکھدیں میں نے ایک دن چند شعر نظم بھی
کیے تھے مسودہ رکھا ہے میں ابھی صاف کردوں زبانی تو کہوگی وہ پرچہ بھی دیدینا پڑھکر خوش ہوجائینگے
انھیں کے پاس وہ کاغذ رہیگا ہر چند کہ ہرجائی ہیں لیکن اس کاغذ کو بہت احتیاط سے رکھینگے آنکھوں
سے لگائینگے اور تنکے ہرجائی ہیں سے مجھے کیا کام ہے جس سے چاہیں دل لگائیں اپنے کو بہلائیں یہ میں
خوب جانتی ہوں اگر خدا نے اپنا فضل شریک حال کیا اور طلسم ہوشربا فتح ہوا اور خواجہ نے
صاحبقران سے کہکر اس شادی کی تقریب کرائی اور یہ بات راس آئی حسبدن میں جا دھمکونگی
سب حرامزادیوں کو نکالدونگی وہ خود بھی کسی محل میں نہ جائینگے خود میرے والد اقرار نامہ
لے لینگے میں تمکو بتادونگی پہلی شرط یہی لکھواونگی کہ رات کو کہیں نہ رہیں شگوفہ نے کہا واری وہ دن تو خدا
دکھائے شہنشاہ پر کیا موقوف ہے کیا بلندی آپکی ہو قوت ہے برا کہرا لکھوا دیجیے دیکھوں سے

صلاح کرکے پانچسو روپیہ سکہ اسناسب پر اقرارنامہ ہوگا رجسٹری بھی کرا دونگی دولھا میان کو بڑے کنوین جھنکا دونگی وہ شرطین لکھی جاہین کہ بیان او کس نہ سکین یہ جو شگوفہ نے کہا خوشی سے ملکہ پری ان کا چہرہ سرخ ہو گیا کہا شگوفہ یہ تو سب کچھ سچ ہی مگر وہ بڑے نازک مزاج ہین واہیات شرطین سنون ورنہ کاغذ پھاڑ کے پھینکدینگے تنہائی مین مجھسے شکایت کرینگے اے وزیرزادی کیسا اقرارنامہ سارا دل کا اقرار و مدار ہی لکھنا پڑھنا بالکل بیکار ہی شگوفہ دل مین کہتی ہی کہ اللہ رے جوش محبت دریاے الفت کی طغیانی ہی خدا اسکا انجام بخیر کرے کہا حضور بس باتین ہوچکین لایئے نامہ مرحمت فرمایئے کہا اے شگوفہ ان باتون سے دل بہلتا ہی روح کو لطف ملتا ہی یہ فرما کر انھین قلمدان مع کاغذ منگا کر جواب سلک سخن نگارین مین لیا بجاے روشنائی سواد چشم کو صرف تحریر کیا یہ مضمون بالفت مشحون بر بعد

نامہ اشتیاق از طرف ملکہ بران شمشیرزن براے ایرج صف شکن

اے کشتۂ تیغ دلربائی
آوارۂ دشت رنج فرقت
اے بلبل گلشن محبت
مجھ سا کوئی باوفا نہ دیکھا
گر یاد رہے یہ بات تجھکو
تو جان لو اسمین موت آئی
گر ہاتھ ہوے کسی کے پابوس
رکھنا مری پاہ سے سروکار

دے ظلم رسیدۂ جدائی
اے ماہ سپہر عشقبازی
اے قمری سرو باغ نخت
اس بات پہ ہو نہین ترے عاشق
گر دور کہین سمجھ کے مجھکو
دل مین اگر آرزو کچھ آئی
برسون ہی ملوگے دست افسوس

اے آہوے وادی مودت
اے یکہ سوار ترکتازی
مجھ سا کوئی بے وفا نہ دیکھا
سچ سمجھو اسکو میرے عاشق
وان آنکھ کسی سے گر لگائی
تو تیر ہی خنجر جدائی
فرقت مین جو مرے تو خبردار
اسکی ہمکو کیا ضرورت ہی جھگڑون سے طبیعت کو نفرت ہی تمہاری

خیر و عافیت سے کام ہی کچھ دل مین خیال آیا اسوجہ سے شگوفہ کو روانہ کیا اگر مصلحت ہو جواب ضرور تحریر فرمایئےگا الحذ نصف الملاقات ہی زیادہ آرزوے ملاقات مسرت آیات راقم الحروف مہجور پر محن ملکہ بران شمشیرزن آفتاب جرأت و ہمت حبشہ تابان و درخشان رہے دوست شاد دشمن پامال ہون جنگ مین ظفر حاصل ہو شکر خدا ہم بھی خیر و عافیت سے ہین جو گذرتی ہی اسکا لکھنا مناسب نہین عرصۂ دراز مین نامہ تحریر فرمایا ملفوف کرکے سرنامہ پر مہر کرکے کہا لو ہوا شگوفہ شگوفہ حافظ حقیقی کے سپرد کیا بتعجیل جانا بہت جلد واپس آنا شگوفہ نے

نامہ لیکر جھولی مین رکھا طاؤس زرین بال پر سوار ہو کر بجستجوے ایرج نوجوان روانہ ہوئی تحریر
کر چکا ہون کہ انور جادو ایرج و شاپور شیردل و انجم ماہ رخسار کو قلعہ انجم حصار سے گرفتار کرکے
لیکر چلا چونکہ طلسم کی راہ دور ہے ایک پہاڑ پر اُترکر تھوڑی دم لینے لگی پچاس جادوگرنیان ساتھ مین جب
اس کوہ فلک شکوہ پر اُتری ایرج و شاپور زنجیرہاے سحر مین مسلسل ہین انجم ماہ رخسار کی زبان
مین سوزن انور جادو کو بڑا غصہ ہے کہا کیون بی انجم تم ہماری صاحبزادی کی سوت نہین کچھ مالک کا
خوف نہ آیا تم جانتی ہو مرأت جادو آتش شعلہ مزاج ہے فوراً تمکو قتل کریگی اور اس نگوڑے کی
بوٹیان کاٹی جائینگی جب تک یہ قتل نہوگا سر سے لڑکی کے بھوت کیونکر اُترے گا خیر تو قدمون پر
گر مذہب سے خداے نادیدہ کے تائب ہو اب کبھی ایسی حرکت نہ کرنا انجم نے کہا کیا بیہودہ
بکتی ہے مین اپنے دل کا اختیار ہے سامری جمشید کیا کرتے تھے بڑے سگے بھنگے انکو کیا کوئی خدا جانے
لائق لعنت ہین کندۂ جہنم ناری باغی طاغی دشمن خداے عالم یہ کلمات غصہ مین جو انجم نے کہے انور
جادو نے حکم دیا کہ اس زبان دراز کا سر کاٹ لو ہمارے سامنے یہ باتین کیتی ہے کنیز نے تیغ کھینچی ایرج نوجوان
کو تاب نہ آئی کہا او انور جادو اُس بیچاری کی کیا خطا ہے مجکو قتل کر میرے ہاتھ سے طلسم اسکندری
کے ہزارون جادوگر مارے گئے اُنکے خون کا بدلہ لے اُسنے کسکو مارا کسکو قتل کیا سوزن کا رشتۂ
حیات قطع ہو چکا تھا جہنم واصل ہوئی انور نے غصہ مین دوسری کنیز سے اشارہ کیا کہ اسکا بھی
سر کاٹ لے مین مطمئن ہو کر لوا کے پاس جاؤن اپنی صاحبزادی شیشہ مئے نوش کو بعیش و فرحت
دیکھون دوسری کنیز طرف ایرج نوجوان کے تلوار کھینچکر بڑھی شاپور تڑپ گیا آواز دی او ملعونہ
یہ میرا آقا ہے مین اسکا نمکخوار ہون پہلے مجکو قتل کر انور نے کہا کہ موے لونڈی کا سر کیا مین تجکو
زندہ چھوڑونگی اسوقت اُس کوہ فلک شکوہ پر عجب طرح کا غلغلہ ہوا ایرج نوجوان نے عالم یاس
مین دعا کی پروردگارا ملکہ انجم ماہ رخسار بے سبب ہماری محبت مین قتل ہوتی ہے ہم نے تو راہ جہاد
مین قدم رکھا جب تیغہ پر ہاتھ ڈالا موت کا ڈر چھوڑا مرنا جینا یکسان ہے ہر حال مین تیرا احسان
ہر وقت بیکسی و بے بسی مین تو معین و مددگار ہے سب طرح کا تجکو اختیار ہے بیقرار ہوکر ایرج نے
دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا غنچۂ آرزو کھلا نخل تمنا سرسبز ہوا باغ رنج و ملال مین ہواے عیش
چلی گل پژمردہ خاطر کھلا ملکہ شگوفہ سحرساز مثل نسیم بہار آکر پہونچی صداے نوحہ و شیون گوش زد

ہوئی

ہوئی نگاہ اُٹھا کر دیکھا شاہزادہ ایرج کو زیر شمشیر پایا ایک ساحرہ کلمات سخت و سست کہہ رہی ہے آنکھوں
کے نیچے اندھیرا آگیا جی میں کہتی ہے ای شگوفہ حقیقت میں دل سے دل کو راہ ہے وہ جو ملکہ عالم فرماتی ہیں
شاہزادے پر کوئی افتاد پڑی وہی حال ہے ملال آنکھوں سے دیکھا یہیں سے نعرہ کیا او ملعونہ خبردار
اگر شاہزادے کا ایک مو بھی کم ہوا تو ہم تجھکو برے قتل کرونگی نہیں جانتی کہ ہمارے شہنشاہ
گیتی ستان صاحب جاہ و توقیر یعنی کوکب روشن ضمیر ان سب صاحبوں سے تعلق رکھتے ہیں سر
اُٹھا کر جو انور جادو نے ملکہ شگوفہ وزیرزادی کو دیکھا تو بخوبی آگاہ ہے کہ کوکب سے اور مسلمانوں
سے رسم و راہ ہے تیغ و زرہ نیچ ہاتھ میں لیکر اُٹھی شگوفہ پر سحر کیے اپنے نزدیک آگ بجھائی شگوفہ
ہنس پڑی شعلہ پھول نکلے گرتے گرتے شگوفہ نے ایرج پر سے قید سحر دور کی شاپور کو بھی رہا
کیا ایرج نے آواز دی ای شگوفہ ملکہ انجم ماہ رخسار کو بچانا شگوفہ نے جو پلٹ کر اس حسین کو دیکھا
مسکرا کر کہا حضور یہ کون صاحب ہیں میں انکو کیوں رہا کروں اسی طرح قید میں انکو سامنے اپنے
مالک کے لیجاونگی اگر وہ سمجھ لینگی کہ گنہگار نہیں ہیں خود ہی رہا کر دینگی ورنہ سزا سے مقتول ہونگی ایرج
نے کہا ملکہ شگوفہ یہ ہماری خیرخواہ ہیں اسنے ہماری جان بچائی شگوفہ نے کہا خیرخواہی کم کی خطا اس سے
زیادہ ہے ایرج نے خود بڑھکر ملکہ انجم ماہ رخسار کی زبان سے سوزن نکالا اب تو انجم بھی لڑنے لگی
مگر شگوفہ کسی کے سحر کی کب محتاج ہے تعلیم کردہ ملکہ بہار ہے مثل شعلہ جوالہ لڑتی پھرتی سحر کرتی انور جادو
پر جا پڑی انور نے کیسے کیسے سحر کیے شگوفہ نے سب دفع کیے آخر پنجہ کھینچکر شگوفہ پر ایک ہاتھ مارا
اسنے سپر سحر کو اُٹھا دیا زبان سے کچھ اسم پڑھا تلوار اُسکی سپر میں اُلجھکے ٹوٹی پنجے بھی شکست ہوئی
اب شگوفہ نے نعرہ کر کے پنجہ سحر مارا انور جادو نے چاہا ہوں جان بچاؤں مگر شگوفہ کب جانے
دیتی ہے پنجہ سے کب پناہ ملتی ہے انور کے دو ٹکڑے ہوئے اندھیرا ہو گیا آگ برسنے لگی بعد عرصہ دراز
آواز آئی کشتی مرا اسم من انور جادو بود افسوس مردیم و جان دادیم و بمطلب خود نرسیدیم دس
کنیزیں قتل ہوئیں چالیس کنیزیں الامان کہتی ہوئیں ایرج کے قدموں پر گریں مطیع الاسلام ہوئیں ملکہ
شگوفہ نے اس کوہ فلک شکوہ پر فرش پر تکلف آراستہ کیا ایرج نوجوان کو لاکر بٹھایا ملکہ انجم ماہ
رخسار پر جو ظاہر ہوا کہ ملکہ بہار شمشیر زن کی وزیرزادی ہے فریفتہ ہوئی آکر بیٹھی مگر خائف کہ دیکھیے
کیا ہوتا ہے اب شگوفہ نے ایرج نوجوان کے سر سے بالائیں تک بلائیں لیں ترقی جاہ و حشم کی دعائیں

وین ایرج نوجوان شگوفہ کو دیکھکر مثل گل شگفتہ ہوے مسکرا کر فرمایا کیون شگوفہ کیونکر آنے کا اتفاق
ہوا عرض کی ای شہریار کیا گذارش کرون دیکھیے اس نامہ کو پڑھیے اور جواب بھی ضرور تحریر فرمائیے
دو دن سے ملکۂ عالم کو انتشار ہوا فرمایا تھا کہ ای شگوفہ کوئی خرابی وہان ضرور ہے دہی آکے دیکھا
حقیقت مین دختر روشن ضمیر ہے ایرج نے نامہ کو لیکر کھولا آنکھون سے لگایا چھالا زخم دل کا جاکر
کلیجے پر رکھا مضمون کو پڑھا انجم دیکھ رہی ہے کہ نامہ پڑھنے مین شاہزادے کے ہوش درست نہین
مین کبھی آہ کبھی واہ فرماتے مین شعر من دانم و دل داند گر نامہ چہ دادیدم * صد بار ز بیتابی اش گردم و
بپچیدم * یہ شعر کبھی بیقراری مین ورد زبان ہے شعر قاصد رسید و نامہ رسید و خبر رسید * در حیرتم
کہ جان بکدام کنم نثار * اللہ رے جوش نامہ پڑھنا دشوار ہوا اور انجم ماہ رخسار کا خیال ہے معشوق
کے بدنام ہونے کا ملال ہے اسوجہ سے ضبط کر رہے مین مگر ضبط ممکن نہین عرصۂ دراز مین نامہ ختم کیا
شگوفہ نے کہا اب یہ ارشاد فرمایئے کہ آپ کا کیا قصد ہے ایرج نے کہا مین طلسم اسکندری کی جانب
جاؤنگا شگوفہ نے کہا ای شہریار بدون حصول لوح کیونکر رسائی ہوگی ایرج نے کہا تم ملکہ اسمین دخل نہ دو
مجھے وہانتک جانا ضرور ہے نہ جانے مین فتور ہے شگوفہ نے کہا اچھا اب تامل فرمایئے کہ مین جا کر ملکۂ عالم
سے عرض کرون مرأت جادو بھی وہان کی خراج گزار ہے کیا عجب ہے گردن تابی کر سکتی ہے ہزار طرح سے
تدبیر لوح ہو جائیگی ایرج نے کہا ای شگوفہ یہ غیر ممکن ہے اگر حیات مستعار باقی ہے پروردگار پہونچا دیگا
طلسم بھی فتح ہو جائیگا شگوفہ سوچی یہ بہادری جاہل مین آسمان برات کے [illegible] مین اگر آگاہ نہ کر
وہان چلکے تدبیر کیجائیگی کہا ای شہریار آپ کو اختیار ہے جواب نامہ مرحمت ہو یہ کنیز خدمت سے رخصت ہو
ایرج نوجوان نے اسی پیشانی مین قلم فراق رقم کو دست گریبان گیر عشق سے اٹھایا بکمال اشتیاق لکھا

نامۂ اشتیاق آمیز ایرج نوجوان برائے معشوق جہان

ای نوگل باغ شادمانی
ای زینت باغ زندگانی
ای تازہ شمیم گلشن عشق
ای سوزش ہستی دل عشق
ای شعلۂ ناز فتنہ بازی

نوبادۂ گلشن جوانی
ای تازگی دماغ عاشق
ای نور چراغ روشن عشق
ای تاب و شکیب بیقراران
ماہر فنون سحر سازی

شاہنشہ ملک کامرانی
پرساز جلا ایاغ عاشق
ای موجۂ نکہت گل عشق
کافور قلوب دل فگاران
ای نیر آسمان گشت

اے گوہر بحر درج حشمت
اے ماہ سپہر عشوہ و ناز
زیبائش تاج مشکبویان
سرمایۂ عیش و کامرانی
ہو جاے شفا جو ہووے بیمار
ہے دن کو قرار اور نہ شب کو
ہے رات کو شغل اشکباری
پایا گر باغ مین ٹھکانا
وان سے بھی اُدھر ہی کے بہانا
دیکھا شمشاد کو جو بارے
کھٹکا جی مین یہ اپنے کانٹا
بلبل کو قفس مین گل جو دیکھا
ہے سحر نگاہ کا یہ مارا

خورشید سپہر جاہ و اقبال
بیباک زمانہ شوخ و طناز
سر حلقۂ زمرۂ حسینان
بخشندۂ عمر جاودانی
ہو بعد سلام شوق دیدار
ہے فکر یہی کہ وصل کب ہو
کاٹے لب جو بحالت زار
جب آکے وہین اشک کو بہانا
گذری جو نظر سوے سنبل
جلنے لگے دل پہ غم کے آرے
لائی ہے نسیم نکہت بو
اک نالۂ سرد دل سے کھینچا
منہ کرکے سوے چرخ ہارا

آسائش قلب مضطرب حال
اے نور جمال ماہرویان
سرکردۂ بزم نازنینان
اے صحبت صاحبان آزار
اے جان جہان یہ ہم پہ اظہار
دن بھر رہتی ہے بیقراری
کاٹے ہے سحر کو بشکل بیمار
یہ سبزے سے خوب سا لپٹنا
آیا سحر مین خیال کاکل
توڑا کوئی پھول بھی چمن کا
گل پھولے ہین جب یہان یہ ہر سو
نرگس کرتی ہے یہ اشارا
پڑھتا ہون یہ ولولے مین اشعار

فراق مین یہ غم بے حجاب ہے دل کو
نہ دن کو چین نہ راتون کو خواب ہے دل کو
ستم کہ زندگی کی طرف سے جواب ہے دل کو
خیال یار مین کیا اضطراب ہے دل کو

نہ اُسکا وصل ہے ممکن نہ تاب ہے دل کو
عجب طرح کا الٰہی عذاب ہے دل کو

جدائی اُسکی خدایا بہت ستاتی ہے
اجل بھی ہجر مین صورت نہین دکھاتی ہے
علاج کیجیے کیا کچھ نہین بن آتی ہے
نہ یار آتا ہے مجھ تک نہ جان جاتی ہے

نہ اُسکا وصل ہے ممکن نہ تاب ہے دل کو
عجب طرح کا الٰہی عذاب ہے دل کو

کرون جو ضبط تو دل کی تپش سے گھبراؤن
فراق یار مین جی کسطرح سے بہلاؤن
خلاف وضع ہے گر کچھ زبان پر لاؤن
غضب مین جان ہے کس سے کہون کہان جاؤن

نہ اسکا وصل ہی ممکن نہ تاب ہی دل کو
عجب طرح کا الٰہی عذاب ہی دل کو

فراق یار نے کیا کر رکھا ہی حال تباہ
تڑپتا رہتا ہون بسمل کیطرح شام و پگاہ
کوئی نہین مری فریاد کو پہونچتا آہ
پڑی ہی جان حزین کس بلا مین یا اللہ

نہ اسکا وصل ہی ممکن نہ تاب ہی دل کو
عجب طرح کا الٰہی عذاب ہی دل کو

فراق یار کا صدمہ غضب ستاتا ہی
جو اسکو کہیے تو وہ گالیان سناتا ہی
سدا وصال کا شوق اپنی جان کھاتا ہی
خموش رہیے تو منہ کو کلیجہ آتا ہی

نہ اسکا وصل ہی ممکن نہ تاب ہی دل کو
عجب طرح کا الٰہی عذاب ہی دل کو

ای غنچۂ باغ مہر و وفا و ای رنگ و بوے گل حدیقۂ شرم و حیا اگر حال فراق تحریر کردن قلم سے شعلے نکلیں آتش فراق دست و پا کو جلادے آرزوے دل کو خاک مین ملادے اس شعر پر خاتمہ کیا

قلم بشکن سیاہی ریز کاغذ سوز دم درکش
حسن این قصۂ عشق ست در دفتر نمی گنجد

یہ نامہ ملفوف کر کے ملا شگوفہ کو دیا شگوفہ نے کہا ایک ہفتہ تو اس جگہ پر مقام کیجیے بہت جلد نامہ لیکر حاضر ہونگی ایرج نے کہا آب و دانہ کے اختیار ہی انسان مجبور رہنا چاہی شگوفہ تو نامہ لیکر روانہ ہوئی بعد جانے شگوفہ کے چالیس کنیزون نے جو اطاعت کی خدمت مین حاضر ہین عرض کی جادوگر صاحب بی انور کی تھی بیٹھے بیٹھے سوجھی کہ بچپن سے ہم نے نمک ملا انور جادو کا کھایا انجم ماہ رخسار و ایرج نے ہماری ملا کو قتل کرایا افسوس ہی کہ اپنی جان بچائین جا کر دشمنون کے ساتھ چین کرین انسانیت سے خلاف ہی چلکر ملکہ مرات جادو کو خبر کرنا چاہیے کہ لاشہ ہماری بی بی کا جنگل مین پڑا ہوا رہتی بھی نصیب نہوئی دس سیر لکڑیان نہ ملین تھین کہ بی بی کو اپنی جلا سکے کریا کرم بھی نہوا تھے برہمن بھی نہ آسکے ہم بے ذالک کا مردہ نہ اٹھا سکے یہ سوچکر کسی حیلے سے پہاڑ سے اتری طرف طلسم اسکندریہ کے روانہ ہوئی بعد اسکے جانے کے شاہزادے نے ملا انجم سے کہا کہ ہم زیر کوہ جاکر ایک آہو شکار کرین اسکے کباب کھائین انجم نے کہا آپ کیون تکلیف کرین مین ابھی

جاکر سحر سے جتنے جانور فرمایئے گرفتار کر لاؤن ایرج نے کہا نہین وہ جانور ذبح کرنیکے لائق ہین جنکو
مین ابھی لایا شاپور نے شاہزادے کے واسطے مرکب حاضر کیا باقی کنیزین جو دل سے مطیع ملکہ انجم
ہو چکی ہین وہ خدمت مین حاضر ہین ایرج واسطے شکار کے چلے شاپور ساتھ ہو لیا ملکہ نے کہا اے شہزادے
دور نہ جایئے گا ایرج نے کہا سامنے صحرائے سبزہ زار ہے دل مین ہواے شکار ہے بہت جلد واپس آؤنگا ملکہ
انجم نے شراب وغیرہ عمل کی انتظار مین شاہزادے کے بیٹھی ایرج براے شکار صحرا مین آئے تھوڑی دور
چلے تھے دیکھا ایک آہو چرنے مین مصروف ہے ایرج نے چاہا تیر مارین آہو کنوتیان بدل کے بھاگا ایرج
نے گھوڑے کو کوڑا مارا گھوڑے نے طرارہ بھرا آگے آگے آہو عقب مین یہ جوان خوشرو تھوڑے عرصہ
مین شاپور کی نگاہ سے ایرج نوجوان مخفی ہوے ڈھونڈھتا ہوا شاپور چلا مگر ایرج نے دو گھڑی
اُس آہو کا پیچھا کیا قریب ایک باغ کے وہ آہو آکر پہونچا آہو نے جست کی دیوار باغ کو پھاند گیا
ایرج کو غصہ از حد تھا گھوڑے کو زانوون مین مسلا چارون ٹیلیان جھاڑ کر مرکب بھی دیوار کو کود گیا
باغ مین داخل ہوے ایک گوشہ مین لاکر مرکب کو ٹھہرایا دیکھا آہو چھلانگین مارتا ہوا جاتا ہے صحن باغ
مین پہونچا ہے ایرج گھوڑے سے کود پڑے کمان کیانی دوش سے اُتاری تیر کمان مین پیوست کیا
تاک کے مارا اُسکے پیچھے پر پڑا تو مرکے پار گذرا آہو تیورا کے گرا ایرج چاہتے ایسا ہو تڑپ کے مرجاے
تو دل کھینچکر چاہیے آتے ہی بغر ہانی پہونچا یا چاہا کہ اُسکو لیکر لپٹین پہلو سے آواز آئی او بے ادب تو
کون ہے ایرج نے دیکھا ایک ساحرہ مع چالیس جادوگرنیون کے بیٹھی شراب خواری کر رہی ہے اُسنے
للکارا ہے اب جو اُسکی نگاہ جمال ایرج پر پڑی عاشق ہو گئی کہا اے جوان تو نے خوب کیا آ صحبت مین
بیٹھو اسکے کباب تیار کرین شراب بھی حاضر ہے ٹھہر ٹھہر کے پیو جوانی کے مزے ہون یہ کہکے اُٹھ
کھڑی ہوئی ایرج حیران حیران دیکھ رہا ہے کہ یہ ملعونہ کیا کہتی ہے وہ چبوترے سے کود کے قریب آئی
ایرج کا ہاتھ تھامنے لگی ایرج نے کہا او فاحشہ شانشین کی ہی مین اُسنے کہا اے جوان ثمرات جاہ و
میرا نام ہے اس صحرا کی مالک ہون سحر و ساحری مین یکتا صاحب مہر و وفا مال و اسباب بے حساب
جمع ہے مرکب و اسلحہ معقول جو تاجر ادھر سے نکلا اُسکو لوٹ لیا چھینکر سلطنت کر سلا مال و اسباب
تیرے ہی واسطے جمع کیا ہے یہ کہکر چاہا لپٹ جاے بوسے لے سکا ایرج نے ایک طمانچہ مارا اس زور
سے منہ پر ثمرات کے پڑا کہ زمین پر گری گال اُسکا سوج گیا غش مرغ بسمل تڑپی اب جاتی غصہ

مین کہتی ہوئی اوسوے مونڈی کاٹنے تیرے ہاتھ کاٹون تو نے تو مار ہی ڈالا ہوتا سامری جمشید
نے بچا لیا ایرج نے چاہا کہ اٹھکر جا پڑون اسکو قتل کرون اب بھلا وہ تلوار کب کھاتی ہو اٹھتے ہی ایک
دانہ ماش کا مارا ایرج زمین پر گرے ہاتھ پاؤن بیکار ہوگئے ثمرات جادو نے آواز دی اس نگوڑے
کو گرفتار کرو جادوگرنیان کشان کشان ایرج کو لیکر چبوترے پر آئین ثمرات تو آنکر مسند پر بیٹھی مگر کلیجہ سوکھا ہوا
غصہ مین کانپ رہی ہے ایرج کے ہاتھ پاؤن بیکار سامنے جادوگرنیون نے لاکر بٹھا دیا اب ثمرات جادو
اپنے گال سینک سانک کے سنبھلی متوجہ ہوئی کہا او نوجوان ناسمجھ مجھ ایسی حسین رو تجھکو چاہنے والی تجھسے
خواہان وصل ہے اب تو تیرا ناز بھی اٹھا چکی اب کیا قباحت ہے کہنا میرا مان لے ورنہ قسم ہے سامری جمشید
کی بوٹیان کاٹ کر تیرے کباب کھاؤنگی اگر تو نے عاشق جان کر طمانچہ مارا مین نے معاف کیا ایرج نے
غصہ مین کچھ جواب نہ دیا اسنے کنیزون سے اشارہ کیا ارے ظالم کو سمجھاؤ ظاہر مین تو کمسن ہے مگر بالکل
ٹھنڈا مزاج مین گرمی کا نام نہین کنیزین ایرج کو سمجھانے لگین ایک نے قریب آکے ٹھنڈی سانس
بھر کر کہا اے جوان میرا سمن بر نام ہے مین انکی مصاحب قدیم ہون اسنے ہزارہا بندگان خدا کو ہلاک کیا
ہزارہا قید مین تڑپتے پھڑکتے ہین اسکو رحم نہین آتا اپنی جان بچاؤ ایرج نے کچھ جواب نہ دیا مگر علاوہ
سب خواصون کے یہ نازنین بہت بیقرار ہے ثمرات جادو کے قریب آکر کہا ملکہ عالم ابھی یہ بیچارہ
تازہ وارد ہے ہوش و حواس درست نہین ہین اس وجہ سے ایسے کلام کرتا ہے ورنہ ایسا کور ظاہر
کور باطن کون ہوگا کہ آپ کی صورت زیبا طلعت جہان آرا پر مائل نہو ثمرات نے کہا اے سمن بر مین
کیا کرون میرا دل بیقرار ہے ہر چند کہ اسنے طمانچہ مارا جی چاہتا ہے قتل کرون مگر دل نہین مانتا تو اس
ظالم کو سمجھا مین بہت سرفراز کرونگی آخر یہ ظالم کیا کہتا ہے کیون جفا سے قید سہتا ہے سمن بر
نے کہا آتے ہی آپ نے ایسی بدعت کی ظاہرا یہی خرابی معلوم ہوتی ہے معشوق پر کوئی بدعت
کرتا ہے ثمرات جادو یہ باتین کر رہی ہے جوش محبت مین ٹھنڈی سانسین بھر رہی ہے اٹھکر ٹہلنے
لگی سمن بر سے کہا تم سمجھاؤ ہمارے وصل پر آمادہ کرو اب ٹہلتے ٹہلتے اسی وحشت و جوش محبت
مین قریب در باغ پہونچی قلب پر ہاتھ رکھے ہوے خیال ابروے خمدار ایرج نوجوان مین
دل زخمی ہے تیر مژگان کلیجہ پر تاثیر کر چکے ہین پیچ و تاب یاد زلف مین پیچ و تاب ناگاہ رونے کی آواز
کان مین آئی ثمرات نے سر اٹھا کر دیکھا ایک سفید گوری صورت غمزدہ پڑی ہوئی گھر مین

خم محمودی کی چادر اوڑھے ہوئے سفید اطلس کا پائجامہ پہنے ہاتھ مین گرتی پڑتی نخل کے نیچے بیٹھکر
جھنجھن بار بار رونے لگی اس رونے مین کہتی ہے کہ کیون بی بی آج تین دن گذرے کہ خواب مین بھی
نہ آئین بڑھیا مان کو رونے کے لیے چھوڑا ہماری محبت سے منھ موڑا مین تو تم سے کبھی پیٹھ پھیر کے
نہ سوتی تھی بڑھیا مان سے کیا خطا ہوئی کہ کفن مین منھ چھپایا اسطرح بلک کے یہ بڑھیا روئی کہ ثمرات
کا قلب پھٹا گیا کلیجہ منھ کو آگیا دروازے سے نکلکر دوڑی قریب جا کے بڑھیا سے لپٹ گئی آنسو پونچھے
بڑھیا نے جو منھ کھولا تو دیکھا رونے سے آنکھین سرخ ہین چہرہ تمتمایا ہوا ثمرات نے کہا کیون اماں کیون
روتی ہو کیا غضب ہے تمھارے بین سے کلیجہ پھٹتا ہے بڑھیا نے سر اٹھاتے ہی ثمرات جادو کے گلے مین
ہاتھ ڈالدیے اسقدر روئی کہ روتے روتے بیہوش ہو گئی ثمرات نے دیکھا کہ اس بڑھیا کا دم نکلجاتا ہے
کنیزون کو آواز دی دو تین کنیزین دوڑ کر آئین کہا اس بڑھیا کو اٹھا کر اندر لے چلو صاحبو یا تو یہ رو رہی تھی
یا مجھکو دیکھکر بیہوش ہو گئی کنیزون نے اٹھایا لاکر ایک کمرے مین لٹایا پنکھا جھلا تلوے سہلائے بڑھیا کا
حال زار دیکھکر اس نوجوان کو بھول گئی کنیزون سے کہتی جاتی ہے اسکے رونے نے دل بیقرار کر دیا خانہ
چشم کو غم و الم سے بھر دیا لخلخہ منگاؤ اسے جلد ہوش مین لاؤ جب عطر وغیرہ سنگھایا بڑھیا کو ہوش آیا
اٹھتے ہی ثمرات سے پھر لپٹ گئی ثمرات نے بھی گلے لگا لیا پوچھا بڑی بی اپنے کو سنبھالو ایسا نہ ہو دم نکلجائے
مفصل حال بیان کرو کیا کسی نے لوٹ لیا یا کوئی صدمہ پہونچا مین نے تمھارے منھ سے اماں کہا ہے میرے دل کو
بڑا قلق ہے جلد بیان کرو مین ابھی اس درد کا علاج کرون میرے کیے سے سب کچھ ہو سکتا ہے مین صاحب جرہ
ہون روپیہ بھی سامری جمشید نے بہت دیا ہے لات و مناۃ نے صاحب مقدور کیا ہے بڑھیا نے
کہا بیٹی لات و مناۃ تجھکو سلامت رکھین ہزار برس کا سن ہو بوڑھی ہوتے والی تو کیا کہون کس
مصیبت مین ہون کہ آج تیسرا دن ہے جنگل مین ماری ماری پھرتی ہون میرا چاند کا ٹکڑا میری آنکھون سے
مخفی ہے آج تین دن کے بعد سامری نامہ کے درمیان کچھ نقش دیکھا ہے دیکھو بی بی کلیجہ دھڑکتا ہے ثمرات
نے کہا مفصل بیان کیجیے بڑھیا نے ثمرات کی سر سے بلائین لین کہا بی بی اس کیفیت یہ ہے کہ لات
و مناۃ نے ایک بیٹی عطا کی تھی جوان خوبصورت تیسرا دن ہے اسنے انتقال کیا سامری جمشید کی خدائی مین
آگ لگ گئی بدون بیٹی کے گھرون کا گھر خالی تھا اب گھر بھر گیا ہوگا یہ بڑھیا تین دن سے جنگلون مین ماری
ماری پھرتی ہے اپنے ماہ تابان کو کہین نہ پایا اسی جوش وحشت مین ادھر نکل آئی درخت کے نیچے بیٹھکر

روتے لگی شاید اُس گُل کی دماغ مین بُو آئے میری بلبل اپنی آواز مجھکو سنائے لیلی ساحری جمشید کے
تصدق ہو جاؤن روتے روتے جو آنکھ کھلی تجکو دیکھا تیرے مان باپ کا کلیجہ ٹھنڈا ہے آج اپنی بچی کی
صورت کا نقشہ دیکھا کلیجہ ٹھنڈا ہو گیا ہے پتلے پتلے ہونٹ یہی چاند سا چہرہ وہی نخل چمن خوبی یہی قد و قامت
یہی بھولی بھولی صورت یہی میٹھی میٹھی باتین یہی محبت کی گھاتین اُس کمبخت مین یہی تھین جسطرح اماں جان
کہکے تم دوڑ کر لپٹ گئین اسی طرح وہ مرنے والی بھی چمٹتی تھی بی بی مین محتاج نہین ہون ساحری جمشید
نے سب کچھ دیا ہے محبت کی بھوکی ہون یہ کہکے ایک بٹوہ نکالا اُسکو کھولا اسمین اشرفیان دس پانچ جواہرات
کے نگینے سامنے ثمرات کے پیش کیے کہا لو بی بی اپنی مسند و تکیے مین رکھ چھوڑو کل ضرور ساتھ کر دینا
اسباب منگوا لاؤنگی تیری صورت دیکھکے شاد رہونگی اپنا پکاؤنگی کھاؤنگی دو چار لونڈیان غلام بھی ہین
یہان تمھارے باغ مین سیر ابھی دل مل جائیگا سب اسباب تیرے نام لکھ دونگی ثمرات نے کہا اماں جان
مال اسباب میرے پاس بہت ہے تمھارا گھر ہے رہین آنکھون پر رکھونگی بڑھیا نے کہا بیٹی تو بتاؤ اس چاند
سے چہرے پر سہرا بندھا یا ابھی کوارا پنڈا ہے مین سب امیرون رئیسون مین جاتی ہون اچھے کسی نوجوان
بانکے ترچھے کے ساتھ اپنی بچی کی دھوم سے شادی کرونگی اتنا جہیز دونگی کہ گلیان بند ہو جائین ثمرات
نے شرما کے سر جھکا لیا کہا اماں جان شادی تو نہین ہوئی دو چار دم مجھے دیے اب آجکل کسی سے لگا
سکا نہین ہے بڑھیا نے کہا بیٹا یہ تو بُری بات ہے بار بار تجھے اس سن مین بنا ٹھنی پھرتی تھین دو چار کا
روز خون ہوتا تھا کئی سنکھیا کھا کے مر گئی کئی نے گلے کاٹ ڈالے بہت سے نگوڑے فقیر ہو کے نکل
گئے یہ جوانی دیوانی ہے یہ زمانہ کھیلنے کھانے کا ہے پھر بڑھاپے مین کون پوچھتا ہے مگر سُن نگوڑی خفا ہو
تو مین ایک بات کہون اپنے کو بگاڑے ہوئی ہو دو انگلیان مسی کی لو ہونٹون پہ لالی جمالو یاقوت کو
جلا بنا دو آنکھون مین سرمہ دو تیغ نگاہ پر باڑھ رکھو کرتی آستینون دار پہنو چھوٹے کپڑے مین سی
دونگی اس نگوڑی ساری کو کھول کے پھینکو یہ پائینچون کا پائجامہ پہنو دون ڈھلے بن ٹھن کے
کوٹھے پر کھڑی ہو دیکھو کتنے مرتے مین پھر اور تدبیرین بتاؤنگی جو ایک نظر تجکو دیکھ لیگا تڑپ تڑپ کے
مر جائیگا تمھاری زلفون کے دام سے نہ نکل سکیگا اب ہم تمکو ناز کرشمے سکھائینگے دو ہی دن مین قاتل بنا دینگے یہ
سنکے ثمرات رونے لگی کہا اماں جان مین نے کبھی کسی مرد سے محبت نہین کی ساحرون کو قید
مین رکھا رات کو اپنا مطلب نکالا پھر قید خانے مین ڈال دیا مگر آج دام زلف مین ایک ظالم کے پھنسی

ہون کلیجہ پر چھری چل رہی ہے وہ نگوڑا انکار کرتا ہے گالیان دیتا ہے نہیں معلوم کون ظالم ہے شکار کھیلتا ہوا اُس
طرف آنکلا ہے کو میرے باغ میں آکر شکار کیا وہ تیر میرے کلیجہ پر پڑا کیا کہوں امی جان کیسا گبرو جوان
ہے حسین جمیل حیادار عقیل خوبصورت نیک سیرت چاند سے رخسار محبوب گلعذار میں نے اسکو بلاکر اپنے
پاس بٹھایا ہر چند چاہا شراب پلاؤن اُس کمبخت سے دل لگاؤن وہ تو بھڑا جاتا ہے لاکھوں صلواتیں سناتا ہے
کہتا ہے تیری کالی صورت ہے اب میں نے قید کیا ہے قتل کرنیکا قصد کیا تھا کہ تمھارے رونے کی آواز کان
میں ادھر چلی آئی امی جان اس غم میں میں نہ جیونگی اُسکو قتل کرکے میں اپنے کو بھی ہلاک کرونگی یہ
سنکر بڑھیا نے اُلٹے ہاتھ سے طمانچہ مارا کہا پیٹہ نگوڑی ذرا مجھے تو اس نا سنعت کیصورت دکھا تجھسی
پر کون مائل ہوگا مگر تو خیلا طویلہ ہے ہو چاہت کے کوچے الگ ہیں مردوں کو جوتی کے نیچے رکھتے ہیں تو نے
اپنی چاہت ظاہر کردی ہوگی وہ مورکھ پھول گیا مجھے دکھا دے میں ابھی قدموں پر گروادونگی ناک
رگڑ لیگا ذرا خوب ترسانا لیکا یک اُسکے دم میں نہ آجانا جب میں دخل دونگی کہ تم میری راے پر کام کرو
ابھی سیکڑوں مجنے لگے گنوادیے یہ کون ہے جو تجھپر توجہ نہیں کرتا دیکھ ثابت ہو جائیگا تیرے ہی حماقت
ہوگی میں ابھی سب حال کھول لونگی قید کیطرح نگوڑے کو باتوں میں کھول لونگی ثمرات خوشی میں
پھول گئی کہا امی جان تمھارے صدقے تمھارے قربان جاؤن بارہ دری میں بیٹھا ہے بڑھیا پانچے سنبھال
سکے بڑبڑاتی ہوئی چلی ثمرات نے کہا امی جان میں بھی چلوں کان پکڑکے ایک طمانچہ مارا کہا پیٹہ نگوڑی تو
وہان جاکے کیا کریگی اب میں اُس نگوڑے کو ترساؤنگی دو دو پہر تیری صورت اُسکو نہ دکھاؤنگی ثمرات
تو وہان ٹھہر اکر بڑھیا بارہ دری میں آئی ثمن بیچاری گھبرا رہی ہے ہاتھ باندھے کھڑی ہے کہتی ہے اے شہہ خدا
اپنی جان بچائیے اب جو وہ ملعون کرائیگی اکو قتل کر ڈالیگی امیرج نوجوان فرماتے ہیں لڑکی ثمن یہ
تو دخل نہ دے میں اس کمبخت کی جانب کبھی دیکھونگا کی اتنے میں بڑھیا آکر پہونچی ثمن پر کو آواز
دی او غفس ہٹ جا تو کون ہے کبھا سے والی کیا تو نے وصل گزے کو پسند کیا ثمرات سے علحدہ کی یہ چیز
معشوق پر ہی ثمن پر نگاہ ڈالتی ہیں ثمن پر تھرتراتی ہوئی بارہ دری سے باہر نکل آئی بڑھیا امیرج کے
پاس بیٹھی سر سے پاتک بلائین لین کہا میان تجے صاحبزادے کیا ثمرات میں برائی ہے جو قبول نہیں
کرتے ابھی تو صاحبزادے ہو سنی کی عورت نے اسکو بھی نہ چھوڑ دو وہ تمکو لالی پر اپنے کھلائیگی لباس اچھا
پہنائیگی گھوڑا خرید دیگی خدمتگار مصاحب نوکر رکھ بازار میں ہو چکر کرتے پھرو دوسرے بڑا نفع یہ کہ ساحرہ

بااختیار ہی بڑے تمھارے مرتبے ہو جائینگے بیٹا جاننے والے کہین چلتے مین جادوگرنیون مین بڑے
مزے ہوتے ہین کبھی بڑھیا بنی کبھی جوان کبھی پانچ برس کی بنکر تمھاری گود مین کھیلنے لگیگی بس غنچہ
ٹھوک ڈالو تعلیم کراؤن ثمرات کو بلاؤن اسکا مطلب دلی حاصل کرو سر جھکا کر نہ بیٹھو ایرج نے کہا او
بڑھیا کیا بیہودہ بکتی ہے کمبخت فاحشہ جادوگرنی حتین معلوم کہ سو برس کا سن ہے منھ سے گوہ کی بواتی
ہے تو الٹا ہمکو سمجھاتی ہے جا دور ہو میرے سامنے سے بڑھیا نے کہا واہ میان تجنے تو الٹی مجھپر آنکھین نکالین
مین کچھ آپ کی جاننے والی نہین ہون وہی نگوڑی تمھارے پہلے چڑھے پر مرتی ہے مین تو کبھی پاخانے
مین لوٹا نہ رکھواؤن ایرج نے کہا او بڑھیا مجھسے کون بات کرتا ہے جب تو بڑھیا نے بھی آنکھین نیلی پیلی
کین کہا میان اپنی جان بچاؤ ابھی آکر قتل کر ڈالیگی لاشہ زمین پر تڑپے گا کوئی کفن بھی نہ دیگا ایرج
نے کہا تیری بلا سے جب بڑھیا نے قریب آکر کہا دشہریار آپ کی جہالت سے لاچار ہین سے آپ کو خواجہ
عمرو نے تعلیم کیا مگر آپ کچھ خاک نہ سمجھے اکثر انھون نے ارشاد فرمایا کہ جادوگرنی کو دغا دیکھا اپنی جان کا
نہ بچانا مین حماقت ہے اپنے غلام کو حضور نے اب بھی نہین پہچانا اسم حتر شاپور شیر دل یہ کہکر ایرج نوجوان
مثل گل کے شگفتہ ہوگئے فرمایا بھائی تو نے بڑا کمال کیا عجب بلا مین آکر مبتلا ہوا تھا گویا خودشکار
ہوا اس ملعونہ نے اس بلا مین پھنسایا بھائی شاپور جلد اس کمبخت کو قتل کرو ملکہ انجم ماہ رخسار
ہمارا پر انتظار کر رہی ہوگی کہتی ہوگی مجھسے حیلہ کرکے کہان چلے گئے ہماری محبت مین اس سے ملنے
مال بھی تو نہایت پریشان ہوگی شاپور نے کہا جو مین کہون وہ حضور کیجئے مین ابھی اس فاحشہ
کو مار لیتا ہون حقیقت مین ملکہ انجم ماہ رخسار بہت گھبرائی ہوگی غلام ابھی آتا ہے کہکے اُلٹے پاؤن
چلتا ثمرات کے پاس آیا ایک دو ہزار کہا او چھوکری تو تو کہتی تھی کہ وہ راضی نہین ہوتا وہ تو تیرے نام پر
جان دیتا ہے لیکن اسنے سچ کہا کہ آتے ہی مجھپر بدعت شروع کر دی قید کر لیا قتل کا ارادہ ہوا کہتا تھا اب مین
اپنی جان دونگا مگر ملکہ عالم کا وصل نہ قبول کرونگا یہ بھی کہتا تھا کہ اگر شاید زندہ بچ گیا تو یہ کالی راتین پھر
کیونکر کٹینگی ملکہ ثمرات کی آنکھیون نے مجھکو ذبح کیا لو اب جلد فرما انشاء اللہ بتا مجھسے خطا ہوئی مین
نشہ مین شراب کے کشتی کر مرے قتل کا ارادہ کیا ثمرات نے کہا ای جان میرے سر کی قسم وہ مجھکو بلاتا ہے
شاپور نے کہا تمھارے باپ کے سر کی قسم چلو ابھی حال کھلجائیگا دم بھر مین پردہ اٹھ جائیگا گرلیا شیشہ بل
کرادی جھیلا زیور عمدہ مین سے طبر جند بقول سعدی مصاحبت شناطر خستہ دو سے دل آرام راہ گرد بنا کی

ظاہر داری ضرور ہے ان نوجوانون کو ظاہر داری بہت پسند آئی ہے ثمرات نے فوراً صندوق پارچے
کھلوائے بہت بھاری جوڑا پہنا دریاے جواہر مین غوطہ دار شاپور اپنے ساتھ لیکر چلا مگر سمجھاتا ہوا
کہ جاتے ہی سحر آغاز نہ نمنین کرنا ثمرات نے کہا مین قدمون پر گر پڑونگی شاپور نے کہا نہین تمہارا زبان
سے کہنا کافی ہے معشوق اگر جھوٹ کہتا ہے عاشق کو بمنزلہ حدیث وآیہ ہوتا ہے ثمرات نہال ہوئی بارہ دری
مین آکر بیٹھی آتے ہی ایرج نوجوان پر سے سحر آغاز اگر شاپور نے ایسا سمجھا ہے کہ گھونگھٹ نکالکر بیٹھی
شاپور نے گلزیبان اٹھا مین ایک مینا سے بیہوشی ملائی جام بھرکر ایرج سے اشارہ کیا کہ اپنے ہاتھ سے
پلا دیجیے ایرج نے چپکے سے کہا بھائی مجھے محروم رکھو تم اپنے ہاتھ سے شراب پلاؤ ہماری جان بچاؤ اور
جو زیادہ ہمکو ستاؤ گے تو ہم ثمرات جادو سے کہدینگے کہ یہ شاپور فرزند عمرو ہے تجھکو قتل کریگا ہم
اپنی جان سے ہم بیزار ہین شاپور نے پکار کے کہا بھلا او چھوکرے چڑے نخرے تجھکو آتے ہین
ثمرات جادو خود شراب نوش فرمائیگی تجھکو ترسائیگی یہ کہکر جام منہ سے ثمرات جادو کے لگا دیا
یہ شعر پڑھے شعر ساقی بنور بادہ برافروز جام ما ۔ مطرب بگو کہ کار جہان شد بکام ما ثمرات
جوش مین جام پی گئی کنیزون سے کہا ارے لونڈی تم بھی پیو میری چھوکری کو نظر نہ لگانا اسکا خون بہت
ہلکا ہے جو اسکو بھی ہو جائیگا تو سب کی ناک چوٹی کاٹونگی علاوہ اسکے عاشق ومعشوق ایک مقام پر بیٹھے
ہین منہ پھیر کے بیٹھو کیا بے غیرتی ہے دیدے مین دیدہ ڈالے بیٹھی ہو یہ کہکے بڑھیا نے اشعار عاشقانہ پڑھے

یہ تو پڑے جو اسکے رخ بیحجاب کا — پیدا ہو رنگ سنگ مین لعل خوشاب کا
پردہ مین تو یہ جلوہ ہو اس رخ کی تاب کا — جب پردہ رخ سے دور کرے وہ نقاب کا
جلوہ ہر ایک ذرہ مین ہو آفتاب کا

شب بزم مے کشی ہوئی اور تھے سب جمع آشنا — اک رند مے پرست نے مذکور یون کیا
یعنی عجب نقل ہے اور طرفہ ماجرا — کل نیچے شیخ محمد عمر سا قبا
دکھلا کے ایک باغ عذاب ثواب کا

دینے لگا وہ رنج وتفکر مجھے بہ طنز — یعنی جتایا اپنا تفاخر مجھے بہ طنز
جب کہا خوب ہو تحیر مجھے بہ طنز — کہنے لگا زراہ تمسخر مجھے بہ طنز
معلوم ہو گا حشر مین پینا شراب کا

جب اس طرح سے پند و نصیحت وہ کر چکے — میں چپکا چپکا سنتا رہا وہ کہے گئے
جاتا ہے میں نے یوں تو یہ چپکے نہ ہوئینگے — میں نے کہا کہ ہم بھی ہیں یہ خوب جانتے
پر کیا کریں کہ ہے ابھی عالم شباب کا

جو کچھ کہ آپ کہتے ہیں سب سچ ہے ہے تو یوں — لیکن تمھارا زہد ہے یہ مکر اور فسون
دعوی جو آپ کرتے ہیں باطل ہے اور جنون — گستاخی ہو معاف تو اک عرض میں کروں
مجھکو اگر نہ کیجیے مورد عتاب کا

جو طعن میکشوں پہ کرو تم بجا درست — ایسا ہی ظاہر آپ نے اپنا کیا درست
لیکن صلاح و زہد کا دعوی ہے نادرست — تقوی ہمارے آگے سب ہے آپ کا درست
پھر شب یقین ہے آپ کے مائل شباب کا

جسدن کہ روز بزم ہو اور سارے بادہ کش — پیالے پکاریں ہاتھ سے ساقی کے العطش
جسدن یہ جلسہ سب ہو تو ہو جاؤ تم بھی غش — مے اور کنج باغ ہو ساقی ہو ماہوش
اور واں مخل نہ ہو کوئی باعث حجاب کا

مدہوش کر دے باتوں میں تمکو لگا کے منہ — پھر دیکھیے کہ بیٹھے کدھر تم چھپا کے منہ
اور جب زرد سے لطف ہنسی لا بنا کے منہ — لیجئے ہنسی ہنسی میں وہ منہ سے لگا کے تم
ہر ریش جسپہ جلوہ ہو رنگ خضاب کا

اک مست ناز جور شمائل پری لقا — مستی میں جسکو پاس نہ کچھ بھی شرم کا
از روے لطف بوسہ کرے یوں تمھیں عطا — گردن میں ہاتھ ڈالکے وہ شوخ بیحیا
دے ذائقہ دہن کو زبان کے لعاب کا

پھر دیکھیں کیونکہ بنتی ہے بیدین و دل دیے — جب وہ حریف ہاتھ میں اک جام مے لیے
گر تم نے مونہ کے پینے میں کچھ عذر بھی کیے — منت سے یوں کہے کہ ہمارا لہو پیے
گر پی نہ جائے جلد یہ ساغر شراب کا

جسوقت اس طرح سر و سامان عیش ہو — اور مہ جبا لے والا بھی ایسا ہو خوبرو
ور بھی بخندہ ہو کے کرے ایسی گفتگو — اسوقت میں سلام کروں قبلہ آپ کو

اگر آپ خوف کیجیے روز حساب کا

اور یوں تو ہم بھی جانتے ہیں بادہ ہے حرام	اور آپکو بھی بادہ سے انکار ہے مدام
پر اعتقاد ہوگا اسی وقت لاکلام	اور امتحان بغیر تو یہ آپ کا غلام

قائل نہیں ہے بندہ کسی شیخ و شاب کا

کرتے ہیں مومنوں کے لیے مومنان پاک	کیا کیا دعائیں دل سے بوقت امید و باک
ہاں رمز تو بھی کہدے بیک آہ دردناک	یارب غم حسین میں سودا ہو جبکہ خاک

سایہ اُسے ملے قدم بوتراب کا

یہ اشعار جو شاپور نے بخوش الحانی پڑھے ملکہ ثمرات جادو مست ہو کر جھومنے لگی بیہوشی نے بھی تاثیر کی اور سب کنیزوں نے بھی پی ثمرات گھبرا کے اٹھی کہا ای جان اب میں اپنے میان کے ساتھ جا کر آرام کروں شاپور نے کہا اچھا جم جم جاؤ مزے اڑاؤ ثمرات جوش میں نشہ کے اٹھی بیہوشی بخوبی تاثیر کر چکی تھی لڑکھڑا کر گری گرتے ہی بیہوش ہوئی شاپور نے نعرہ کیا ایرج نے ہاتھ تھام لیا کہا ہاں بھائی سوتے میں نہ قتل کرو شاپور نے کہا ای شہریار آپ کی جرات سے تو ہلاک کیا ساحرہ کو ہر طرح سے قتل کرنا چاہیے اگر کہیں بیدار ہو جائیگی جان بچانا مشکل ہوگا ایرج نے کہا سمن بر کو نہ قتل کرنا یہ ہماری خیرخواہ ہے خدا چاہیگا تو مطیع اسلام ہوگی شاپور نے کہا کچھ مضائقہ نہیں کہکے ثمرات کے خنجر مارا اس ملعونہ کا شکم چاک قصہ پاک ہوا اندھی اٹھی تمام باغ آتش بہار ہو گیا بعد عرصہ دراز آواز آئی کشتی ام نام من ثمرات جادو بود اب شاپور نے سمن بر کی زبان میں سوزن دیا ستون میں باندھا ہوشیار کیا سمن بر کی آنکھ کھلی دیکھا ثمرات کا لاشہ تڑپ رہا ہے وہ شاہزادہ کرسی جواہر نگار پر جلوہ فرما ہے ایک عیار ویلا سپاہیچہ کھینچے کھڑا ہے گر وہ شاہزادہ فرما رہا ہے ای سمن بر حقیقت میں تمنے ہمارے ساتھ خیر خواہی کی دیکھو ہمارے عیار نے برچھا بنکر ثمرات جادو کو واصل جہنم کیا یہ فرزند خواجہ عمرو ہیں ہزارہا جادوگریان قتل کر ڈالیں انکے باپ کا سر بندہ جادوگران لقب ہے شاپور نے کہا ای سمن بر یہ نبیرۂ زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران ہیں اطاعت دین اسلام قبول کرو پروردگار اکیلا ہے سمن بر نے اشارہ کیا مجھے پہلے ہی سے حضور سے محبت ہوئی ہے اطاعت کو حاضر ہوں شاپور نے زبان سے سمن بر کے سوزن نکالا وہ قدموں پر شاہزادے کے گری سمن بر سب جادوگرنیوں کی افسر تھی سب نے اطاعت

قبول کی سعادت دارین حصول کی اب ایرج نوجوان و شاپور بخوشی مسند پر بیٹھے سمن بر سے پوچھا یہ
ثمرات جادو کون تھی اُسنے عرض کی طلسم اسکندری کے بادشاہ کی ملازم تھی اسکے مزاج مین ظلم انتہا کا
تھا جو جوان ادھر سے نکلا تاجر مثل جلیل اُسکو لوٹ لیا پکڑ لائی پہلے اُس سے اپنا منہ کالا کیا پھر قید خانہ
مین ڈال دیا کئی ہزار بندگان خدا قید مین اس باغ مین لاکھون روپیہ کا مال ہے یہ لونڈی نے دیکھا کہ ملکہ
ثمرات جادو بادشاہ طلسم اسکندری کی کبھی کبھی آتی تھی اسکی بڑی خاطر کرتی تھین آخر یہ کلمہ کہا کہ ہماری
جان تمھارے پاس ہے ای ثمرات تم باغ سے کہین جایا نہ کرو پہلے حضور بندگان خدا کو قید سے رہا کرین
پھر خزانہ کھلوائین کل جواہرات ملاحظہ فرمائین ایرج اُٹھے ایک جانب باغ کے قصر تھا اُسکو کھلوا دیکھا
دو ہزار بندگان خدا مثل جلیل صاحبان لیاقت قید مین ایرج کو دیکھکر فریاد کرنے لگے کسی ملک کا تاجر
ہون اس راہ سے میرا کاروان نکلا ثمرات نے مال لوٹ لیا ہمکو قید کیا بیگناہ قید مین کوئی کہتا ہے مین
شاہزادہ ہون بیکسی سے مرنے پر آمادہ ہون یہ رہزن پکڑ لائی اس راہ مین اُسکی سزا پائی ایرج نے
سب کو قید سے رہا کیا سب جوان کلمہ پڑھکے بصدق دل مسلمان ہوئے ممنون احسان ہوئے ایرج
کو بڑی خوشی حاصل ہوئی دو ہزار جوان صاحبان لیاقت جری بہادر صف شکن تیغ زن انکو ہمراہ لیکر
باغ مین آئے سمن بر نے کنجیان خزانہ کی حاضر کین کہا بسم اللہ ان کوٹھون کو کھولیے ایرج نے کوٹھا کھولا
تلوارین سپرین خود چار آئینہ بکتر سے بہت نکلے دوسرا کوٹھا کھولا اسمین صندوقچے جواہرات کے نکلے ایک
صندوقچہ اُسپر غلاف مخمل کا شالی کا چڑھا ہوا ایرج نے بھی صندوقچہ کو اپنے دست حق پرست مین
اُٹھایا غلاف اُتار دیکھا اسپر لکھا ہے کہ اس صندوقچہ مین عجیب نعمت ہے جو اسکو پائے علاوہ فخر اپنی آسمان
پر پہونچ جائے یعنی بانیان طلسم اسکندری نے ایک تختی الماس کی بنائی اسپر حروف لکھے انکی تاثیر یہ ہے
کہ وہ تختی جسکے گلے مین ہو اگر سامری جمشید قبر سے اُٹھ آئین اور سحر کرین اُس شخص پر بالکل اثر
نہو کوئی ساحر اسکا مقابلہ نہ کر سکے ایرج نے شاپور کو اپنے پاس بلایا کہا دیکھو برادر خدا نے اپنا فضل
شریک حال کیا اپنی عنایت سے دور دل کا ملال کیا یعنی اسمین لوح محفوظ ہے اسوقت طبیعت بہت
محظوظ ہے شاپور نے کہا آپ صاحب اقبال ہین بسم اللہ جلد کھولیے خدا نے یہ تحفہ اپنے خزانہ
غیب سے دلوایا جب حضور ارشاد فرماتے تھے کہ ہم طلسم مین جاوینگا بہت خوب کہتا تھا لیکن دل ہلتا
تھا کہ حضور مقدمہ طلسم مین ہزارون خرابیان ہونگی کوئی تحفہ پاس ہو اب عنایت پروردگار سے یہ ہوگا

سحر ساحران تو حضور پر تاثیر نہ کریگا دوسری بے نیاز کارساز لوح طلسمی بھی دیوے گا اب شاہزادہ ایرج نوجوان
نے لوح محفوظ کو بخوشی گلے میں پہنا سمن پری سامنے سجود ہوئی اُسکو جو حال لوح محفوظ ثابت ہوا بہ عجز عرض کی
اے شہریار اسی وجہ سے ملکہ مرأت جادو بیان اتنی ڈرتی تھیں بہ عنایت و شفقت فرماتی تھیں کہ اے ثمرات
ہماری جان تمہارے سپرد ہے تم ہر کس و ناکس کو اس باغ میں نہ آنے دیا کرو لیکن یہ وہ جلاد صاحب بیداد
تھی کہ ہر روز دس پانچ بندگان خدا کو گرفتار کرکے لاتی تھی اُنکے سر سے اڑاتی تھی جب وہ مہر گرد ہو جاتا
تھا اسکو قید خانہ میں بھیجدیتی تھی پھر خبر نہ لیتی تھی آج اُس بدبخت لا ملعونہ کو ثمرہ حاصل ہوا لیکن امیدوار
ہوں کہ کنیز کو بھی ہمراہ لیجیے ایرج نے کہا ہم احسان فراموش نہیں ہیں انشاء اللہ تمکو جادوگروں کا افسر
بنا دینگے تا طلسم سکندری سے چلینگے استادان سخنور نے اس داستان شوکت بیان کو یون تحریر فرمایا ہے
کہ اب ہمراہ ایرج نوجوان چار ہزار صف شکن شاہ و شہریار زادے کہ جنکو قید سے رہا کیا موجود ہیں
چالیس جادوگرنیوں کی افسر ملکہ سمن پری کو قرار دیا مال و اسباب کو بار کرایا ملکہ انجم ماہ رخسار کا بڑا
خیال ہے دوسرے دن اس شوکت و شان سے طرف اس کوہ فلک شکوہ کے روانہ ہوئے

دو کلمہ داستان حیرت بیان ملکہ مرأت جادو بادشاہ طلسم سکندریہ کے بیان ہوتے ہیں مخمسہ

لیے سنبل کدہ کا جست پریشان از من
چہ کنم من کہ نہ صحرا نہ گلستان از من
اگر کدورت بلبل کوہ و بیابان از من
نہ ہمین می رود آن غنچہ خندان از من
بکشد خار دریں بادیہ دامان از من

لطف ہے پر ستم آلودہ کرم ہیں آزار
ایکدم بھی تو نہیں شوخی بجا سے قرار
دل کہیں اور ہی بیٹھا ہے بغل میں نا چار
باسن آمیزش او الفت موج ست و کنار
روز و شب با من و پیوستہ گریزان از من

کسکو ڈھونڈھوں میں کہاں جاؤں کہ باقی نہیں دم
وقت رحم و دم الطاف ہو ہنگام کرم
کیا کروں اٹھ نہیں سکتا مرے کوچے سے قدم
قمری ریختہ بالم بہ بنا ہے کہ روم
تا بہ کی سر کشی اے سرو خرامان از من

اب تا بکے صدمہ الفت سے نہیں ہوں آگاہ
کوئی دلدار ہو اور کوئی ادا سے دلخواہ
کچھ بھی دشوار نہیں میری گرفتاری آہ
بہ تکلم بہ خموشی بہ تبسم بہ نگاہ

میتوان کرد بہر شیوہ دل آسان از من

گر نہ ہے رند قدح کش مری صحبت سے حذر ایسے ناکام کے جینے سے تو مرنا بہتر
جل رہا ہوں مجھے کیا آتش دوزخ سے خطر نسبت پرہیز من از زہد کہ خاکم بر سر

ترسم آلودہ شود دامن عصیان از من

کف کشادہ ہے پر افسوس نہیں دست کرم ہیں گدا لیک شہنشاہ اقالیم ہمم
گر کوئی لے تو ہیں جان دینے تلک حاضر ہم گرچہ مودم ولے آن حوصلہ با خود دارم

گر بہ چشمم بود ار ملک سلیمان از من

قابل چارہ نہیں ہے مرا احوال سقیم رو گئے سر پہ مرے سارے اطبائے حکیم
تجکو سوسن کی سی الفت ہے نہ ویسا تو حکیم اشک بیہودہ مریز این ہمہ اندیشہ کلیم

گر نہ غم را نتوان شست بہ طوفان از من

وہ صبح ہوکر ملکہ مرات جادو بعد روانہ ہونے ملکہ انور جادو کے حیران و پریشان غم میں دختر کے اشک ریزان تخت پر شکن ہے ساتھ والیوں سے کہہ رہی ہے کہ صاحبو کیا قیامت کا دن ہے کہ اول سوزن جادو کو روانہ کیا وہ واپس نہ آئی ہمشیرہ صاحبہ ملکہ انور جادو چہک کر گئیں انکو بھی گئے ہوئے عرصہ ہوا وہ بھی نہ آئیں اب دل بیتاب ہے نہایت پیچ و تاب ہے سننے والوں کے کان بہرے اگر انپر کوئی افتاد پڑ گئی برادری کے سامنے منھ کالا ہوگا ہر ایک طعن کریگا کہ بہن کو قتل کروا ڈالا اپنی بیٹی کا کچھ نہ کرسکیں بہن کا پاس نہ کیا کیسی مصیبت میں پڑی ہوں اور حالات مسلمانان جو تواریخ میں ملاحظہ سے گذرے انکو پڑھکر قلب تھرآتا ہے جس ملک پر ان لوگوں نے لشکر کشی کی اُسکو مٹایا خاک میں ملایا ملک عنطل آباد مشہور ہے کہ سترہ لاکھ ساحران زبردست وہاں رہتے تھے بادشاہ ملک بن زردشت خنطل ساحروں کا حاقل اپنے مذہب کے علم میں فاضل اُسکا بھی گھر دختر بلند اختر نے تباہ کیا وہ جوان نبیرہ حمزہ صاحب فوج و لشکر مالک تیغ و سپر اُسوقت ہمارے خیال میں نہ آیا ہمیں کو بھیجدیا وہاں بڑے بڑے لوگ موجود ہیں کیا کھیل ہے کہ اتنے بڑے لشکر سے اس جوان کو پکڑ لائیں اور اُنکے عزیز دخل نہ دیں بینا ممکن ہے کیوں صاحبو تمھاری کیا صلاح ہے اس تدبیر میں کیا فلاح ہے کہ میں خود جاؤں اُس لڑکے جلاد کو خود پکڑ لاؤں سب نے کہا حضور ہم کیونکر کہیں لشکر حمزہ میں بڑا انتظام ہے جب وہ لوگ خداوند

سے ہمارا برابر لڑتے ہیں کیسے کیسے سرکوب پڑتے ہیں وہ اور کسی سے دبتے ہیں گے ہر ایک سحر کشتی کر کھینچا اگر
دشمن وہاں گرفتار ہو جائیں تو طلسم کی تباہی ہے اب حضور تدارک نہ کریں خاموش ہو رہیں ہم میں سے
کوئی جائیگا مفصل خبر لائیگا جو مناسب ہوگا تدبیر کیجائیگی ملکہ حیرت تسکین پائیگی مرات جادو نے کہا آئینہ
دل پر غبار ہے صاف نہیں ہے کہ اب تک کوئی فساد بڑی ساحرہ والیان بڑی بڑی جادوگرنیان ہین اگر ایک بھی
واپس آتی دل تردد منزل کو تسکین ہوتی اب مجھکو کچھ نہیں بن پڑتا مین خود جاؤنگی بہن کی خبر لاؤنگی یہ باتیں
ناتمام تھیں کہ سموم جادو مرغ ہوا کی طرح اڑتی ہوئی آئی سامنے ملکہ مرات کے گر پڑی مرات نے
کہا خیر تو ہے سموم نے کہا ساری ہوا بگڑ گئی ملا انور جادو قتل ہوئین اول سوزن نے بڑا کام کیا تھا مین
لشکر مسلمانان سے جاکر ایرج نوجوان کو گرفتار کر لائی شاہزادی قلعہ انجم حصار ملکہ انجم ماہ رخسار نے
سوزن کا رشتہ حیات قطع کیا نگوڑے مسلمان کو پہلو مین لیکر بیٹھی وہان آپ کی ہمشیرہ پہونچین انجم و
ایرج وشاپور عیار کو پکڑ لیا ایک پہاڑ پر آکے ٹھہرین قصد کیا طلسم کشا کو قتل کرین عین وقت پر پریزادی
ملکہ بران کی شگوفہ سحرساز آئی ملا انور کو قتل کیا اب بی انجم دھگڑے کو لیے ہوئے بالاے کوہ صحبت آرا
ہین سب کنیزین نمک حرام شریک ہو گئین مجھکو تاب نہ آئی چپکے بھاگی کہ جاکر حضور کو خبر کرون یہ سنتے ہی
مرات جادو غصہ مین تھرائی کہا صاحبو غضب ہوا بی ماہ رخسار کو یہ دن نصیب ہوا کہ طلسم کشا کو پہلو
مین لیکر بیٹھی ہین دھگڑے کی محبت مین ملا انور جادو کو قتل کرایا ہمارا خیال نہ آیا ابھی جاکر دیکھو تو کیا
حال کرتی ہون قلعہ انجم حصار مین آگ لگا دونگی ایک کو زندہ نہ چھوڑونگی سموم جادو نے عرض کی حضور
وہ قلعہ مین نہین ہین اسی کوہ فلک شکوہ پر جہان ملا انور جادو قتل ہوئین وہین سامان عیش ونشاط
مہیا کیا ہے پہلو مین طلسم کشا کے بیٹھی بیخوف وخطر مالک کا خیال نہ حضور کا ڈر مرات نے کہا اب سب
خوف ہو جائیگا یہ کہکر فوراً تخت سحر پر سوار ہوئی آمادہ حرب وپیکار ہوئی بارہ ہزار جادوگرنیان ہمراہ مین
سموم جادو سے کہا چل بتا دے اس باغی کی صورت دکھا دے سموم آگے بڑھی گویا آندھی
چلی ہوا مین بھری ہوئی بجلی چمکتی بارہ ہزار کا لشکر پشت پر روانہ ہوئی کرکے سب تلاش مین ملکہ انجم ماہ رخسار
وایرج عالی وقار کے چلین لیکن ملکہ انجم ماہ رخسار اسی کوہ فلک شکوہ پر جہان انور جادو قتل ہوئی
تھی بیٹھی ہے چالیس کنیزین ہمراہ یاد ہین ایرج نوجوان کے حال تباہ تحریر کر چکا ہون کہ ایرج نوجوان
نگار کا وعدہ کرکے یہان سے گئے باغ مین خمارت جادو کے پہونچے وہان سے کوچ کر چکے ہین گرفتار ملکہ انجم

ساتھ والیون سے کہ رہی ہو فلک نے گرفتاری دکھائی نہین معلوم شاہزادے پر کیا گذری ایسا نہو
راہ مین کوئی اور ملازم ملکہ حیرت کا ملجائے دشمنون کو گرفتار کرے تو کیسی مشکل ہو کسطرح تسکین دل ہو
اگر مین برائے تلاش جاؤن ایسا نہو وہ اسطرف آئین مجھکو نہ پائین تو پھر کیسے گھبرائین کچھ بن جتین پڑی کنیزین
کہتی ہین حضور وہ خوبصورت ہین صاحب لیاقت وشوکت ہین کسی اور سے دل لگا لیا ہوگا اب انکا آنا ہونا
بتر دو بیکار ہی انجم نے کہا الماہر الوفا نہین ہین آئندہ ہماری تقدیر آنکی محبت مین بادشاہ طلسم کو اپنا
دشمن کیا اب بھی بیجا خیال ہو تو مقام تعجب ہی یہ باتین کر رہی ہی دم محبت کا شاہزادے کے
بھر رہی ہی شب ہجر در دراز ہوتی ہی تڑپ تڑپ کر کاٹی جب دم لبون پر آیا تب سحر فراق نے منہ دکھایا
انجم کے منہ پر ہوائیان آنکھون مین حلقے چہرہ زرد ہونٹون پر آہ سرد دل مین درد بصورت آئینہ حیران
مثل زلف پریشان اب انجم کو یقین کامل ہوا کہ ہمارا ستارہ گردش مین آیا فلک نے اس ماہ اوج صاحبقرانی
سے جدا کیا آنکھون مین آنسو بھرے ہوے آنچل دوپٹہ کا منہ پر کھلے بیقراری مین چیخ مار کر دی کنیزین
سمجھانے لگین حضور اسقدر بیقرار نہو جیے شاید شکار کی جستجو مین راہ فراموش کی ہو بیابان کی رسم و راہ سے
وہ ماہر نہ تھے بیشک وہ راستہ بھولے ہم لوگ جاتے ہین تلاش کر کے لاتے ہین تھوڑے رونے سے کلیجہ پھٹا ہی ملکہ
انجم نے کہا ہماری تقدیر کی خوبی گھر بار چھوٹا یعنی اٹھائی اس بہار پر شب بسر کی ہم آپ جاکر تلاش
کرینگے تلوے بیتاب رہے ہین پاؤن لپک رہے ہین آنکھین اشارے کرتی ہین وہ صورت زیبا دکھاؤ
ہاتھ دست نگیری چھوڑنے مین گریبان چاک کرنے پر آمادہ ہین حقیقت مین نظم مصنف

تنگ جامہ دری و پاس عزیزان کیسا	دامن یار سے چھوٹے تو گریبان کیسا
پاؤن پڑ پڑ کے مجھے دشت مین چلاتا ہی	میر اشتیاق تھا ہر خار مغیلان کیسا

دیگر

زلف رخ کی عاشقون کو فکر صبح و شام کیا	رند مشرب مین ہمارا کفر کیا اسلام کیا
اپنی ہستی مٹ گئی ہمکو دوئی سے کام کیا	ہر آنا محبوب لب پر نامہ و پیغام کیا
کچھ خبر دیتا نہین اسکی دل آگہ مجھے	وحی کے مانند اب موقوف ہی الہام کیا
ہم سبک روحون کو لا سکتا نہین تو دام مین	طائر نکہت ہون ای صیاد اسیر دام کیا
میرے دل کیطرح سے جلجائے تو آوے فرا	کر دین لیتا ہی تابے پر کباب خام کیا
یاد چشم یار نے تو ہمکو اندھا کر دیا	یہ بھی ہم واقف نہین ہین صبح کیا اور شام کیا

سنتے ہی پیغام بر سے میں تڑپ کر مر گیا | تھا قیامت پیغام جانان موت کا پیغام کیا

ان اشعار شعاور آگ بھڑکائی جان بیقرار لبون پر آئی قریب تھا کہ انجم ماہ رخسار اپنے کو ہلاک کرے کہ آسمان
سے مرأت جادو سے بارہ ہزار ساحرہ آگے آگے سموم جادو چلی دہن کسے للکارتی ہوئی بی انجم اب
کہان جاؤ گی ملا انور کو قتل کرایا کچھ ملا عالم کا خوف نہ آیا انجم ماہ رخسار نے جوان سب کو آتے ہوئے
دیکھا آمادۂ مرگ وصیاے قضا ہو کر اٹھی چہار طرف سے ملازمان مرأت نے آکر گھیرا سحر چلنے لگا انجم
زنی سبز قبی پہاڑ سے اتری چاہتی ہے نکل جاؤن لیکن مرأت بادشاہ طلسم اسکندریہ یہ سب حال آشنہ
آئینہ ہو چکا زمین کو ہلا دیا چاہتی ہے انجم کو گرفتار کرون لیکن چہار جانب دیکھ رہی ہے بڑی حیرت ہے کہ
جوان قاتل ساحران صاحب شوکت و شان کیا ہوا وہ چھپنے والا نہیں کنیزین ملا انور جادو کی بھاگ
کر سامنے ملا مرأت کے آئین عرض کرتی ہین حضور ہم واسطے خبر دینے کے حاضر ہونے کو تھے
لیکن بی انجم نے ہمکو نہ آنے دیا بی سموم تو ہوا خواہ ہین مثل آندھی کے نکل گئین اگر وہ ہم سے اطلاع
کرتین ہم بھی انکے ساتھ جاتے اب ہم حضور کے تابعدار ہین یہ کہکے انجم پر وہ سب سحر کرنے لگین چہار
جانب سے اس اکیلی پر بلوہ ہوا مرأت جب سحر کرتی ہے انجم کو دفع کرنا مشکل ہو جاتا ہے قلب تھراتا ہے
ایک طرف سے کنیزون کی چاؤن چاؤن جادوگرنیون کی کاؤن کاؤن ساحران غدار کا بلوہ یہ
بیچاری یکہ و تنہا مونس نہ غمگسار نہ یار نہ مددگار اکیلی سب کے سحر دفع کر رہی ہے مرأت جادو سے
بھی بچنے کی تدبیر کرتی مگر کئی زخم کھا چکی سر سے خون جاری شانہ زخمی آگ برس رہی ہے ابر
چھایا ہوا تنہائی کا خیال شاہزادۂ والا قدر کے گم ہونے کا ملال عجب مصیبت مین انجم ماہ رخسار
مبتلا ہے مرأت جادو آواز دیتی ہے اسکو جلد گرفتار کرو اس کمبو بیدہ نے ہمارا پاس نہ کیا سموم
جادو کو تنہا پاکر مارا جلد اسکی مشکیں باندھ لو گرفتار کرکے کشان کشان لیچلو مگر او انجم اپنے دھگڑے
کو کہان چھپایا انجم ماہ رخسار بادشاہ قلعہ انجم حصار غصہ مین کچھ جواب نہیں دیتی زخم کھا رہی ہے
دل گھبرا رہا ہے کس کس کا سامنا کرے مرأت کو کیونکر روکے حیران پریشان لرزان ترسان موت کا سامنا
فراق محبوب ہجر مطلوب دل کو یقین موت خوشی قوت عقل کو زوال یاد زلف مین جان وبال آخر
مجبور ایک نخل کے سایہ مین آکر ٹھہری سحر کر رہی ہے مگر یقین ہو گیا ہے جاؤ گی ای انجم افسوس بوقت آخر
جمال بے مثال اس شیر بیشۂ جرأت کا نہ دیکھا اگر سامنا ہوتا تو الیتی کہ حضور ہمارا خیال نہ کیجیے گا ہو سکے تو اپنی

کو دفن کرانا جنازے کو کاندھا دینا قبر پر ہاتھ رکھکر فاتحہ پڑھنا صاحب ہم بھی آئے تمام ہمارا لیکر یاد کرنا اس حسرت میں ایسے کلمات زبان پر جاری عالم بیقراری میں طرف آسمان کے دیکھا دل کو رجوع کیا عرض کی کہ معبود حقیقی ای رب تحقیق خالق کارساز اس مصیبت سے بچا لے **نظم**

زبان چون خط ترسا بیخود و پیچ
ترا خواندن نہ حد بر زبان ست
نہ خاکم بیهده اندام بے درد
نہ یادم مے برد خاکستر سرد
اگر لطفت کرد ربانست بیباک
ز آب و تاب عکسش آفتابست
بس مژگان کمین گاه دلم بود
کہ مژگان تیر جان ناظم بود
لرغم در نشست و پاسبان ست

الٰہی بس ترا دانم دگر ہیچ
اگر خورشید تابانش ہانست
ز آبم یکند ز آلودگی پاک
دل مردم ز تابش داغ با لبت
اگر فتم لعل اشکے بر زخم جست

بیقرار ہو کر روئی دریاے رحمت الٰہی جوش میں آیا دیکھا ملکہ انجم ماہ رخسار نے صحراے گرداگرد کی اگر گرد عظیم تمام صحرا تاریک ہو گیا روے آفتاب مختفی ہوا **نظم**

از دامن دشت کوہ اور تنگ
گردے بر خاست توتیا رنگ
از دامن دشت آن غبارے
رخسارہ نمود شہریارے

لقد روے روان قاسم عالیشان نور نگاہ صاحبقران شاہزادہ ایرج نوجوان مرکب باد رفتار پر سوار پشت پر تین ہزار جوان جرار ایک جانب ایک ساحرہ حسین مع جاسوس جادوگرنیون کے سامنے سے نمایاں ہوئی شاپور نے دیکھا زیر کوہ آگ بھڑک رہی شعلے چمک رہے ہیں ہزارہا نخل جلے ہوئے پڑے ہیں ایرج نوجوان نے فرمایا ای بہادر شاپور دیکھو تو یہ کیا ہنگامہ ہے ملکہ انجم ماہ رخسار اس کوہ سے اُتر کے کہاں گئیں شاپور نے بلندی سے دیکھا ملکہ انجم ماہ رخسار دریاے خون میں نہائی ہوئی یکہ و تنہا ایک نخل کے سایہ میں کھڑی ہوئی جھوم رہی ہے اور بجالو شیر دل نے ملکہ مرأت جادو بادشاہ طلسم سکندریہ کو بھی پہچانا عرض کی کہ ای شہریار ملکہ انجم کو مرأت جادو کے لشکر نے گھیر لیا ہے دشمن اُسکے قتل ہوا چاہتے ہیں ہمارے آپکے جانے کے بعد یہ آفت برپا ہوئی کسی نے خبر ہیو بجادی ہوگی آکر اُسنے گھیر لیا ایرج نے وہیں سے مرکب بڑھایا نعرہ کیا او مرأت جادو خبردار ملکہ انجم ماہ رخسار پر دست انداز ہونا سمن بر نے پوچھا حضور یہ کیا معرکہ ہے ایرج نے کہا ای سمن بر ملکہ انجم ماہ رخسار بادشاہ قلعہ انجم حصار ہماری دوست صادق محب واثق یہان ٹھہری ہوئی تھیں کفار نے گھیرا ہے نہیں معلوم انکو کیونکر معلوم ہوا ہمیں جستجو کرنا واجب و لازم ہے یہ کہکے تلوار کھینچکر لشکر ساحران غدار پر جا پڑے سمن بر نعرہ کر دو فر

چالیس جادوگرنیون کو لیکر سحر کرنے لگی ایرج نوجوان کے گلے مین لوح محفوظ پڑی ہوئی اسکے سبب سے
کسی کا سحر تاثیر نہین کرتا جسنے پڑھکر سحر کیا ایرج نے غش کو چپکا دیا سحر الٹا پلٹا سینہ پر اسی کے جا پڑا توڑ کر
پار گیا دوسری پڑھی ایرج نے ہاتھ تلوار کا مارا اسنے سپر سحر کو چہرے کی پناہ کیا تیغہ دو دمہ اسکندری تڑپ
کے گرا سپر کٹی ساحر نے چاہا بھاگون موت دامنگیر تھی جہنم واصل ہونے کی تیاری کی بھی تدبیر تھی تلوار گری
دو ٹکڑے ہوئے لاشہ چلا آواز اسکے مرنے کی آئی دو چار کو سمن پر نے مارا کسی کو شاپور نے للکارا تھوڑے
عرصہ مین سو جادوگر مراۃ کے مارے گئے حیران کہ یہ کیا سحر کہ ہمارا اس جوان پر سحر نہین تاثیر کرتا ہم سو دوتی
جن لوگون نے سحر کیے اس سے بھی ایرج کو ضرر نہ ہوا اڑتی پھرتی سمن پر پہونچی سمن پر نے کئی
سحر دفع کیے مگر وہ بادشاہ طلسم ہی مراۃ پنجہ کھینچکر قریب پہونچی ہاتھ مارا سمن پر نے ہر چند چاہا روکون
مگر پنجہ چپک کے سر پر گرا سر بخوبی زخمی ہوا چاہا اس ملعونہ نے کہ سر کاٹ لون ایرج نوجوان نے دور سے
دیکھا نعرہ کیا مین آ پہونچا او مراۃ ایک موے جسم سمن پر کا اگر کم ہوا قیامت برپا کرونگا یہ فرما کر گھوڑے
کو کودا کیا مرکب طرارہ بھر کے سامنے مراۃ کے آیا سمن پر تو بچ گئی مگر ساحران مراۃ نے ایرج
نوجوان پر حملہ کیا الٹی افسران فوج ہاتھ سے شاہزادہ کے واصل جہنم ہوئے مراۃ نے بھی خوب خوب
سحر کیے مگر ایرج پر تاثیر نہوئی گھبرا گئی ای مراۃ یہ کیا ماجرا ہے سحر کسی کا اس جوان پر تاثیر نہین کرتا اسی عرصہ
مین ایرج کئی سردارون کو مار کر قریب مراۃ پہونچا مراۃ نے پنجہ سحر کا ہاتھ ملایا ایرج نے سپر پردہ کا
نیام انتقام سے تیغ برق مثال کھینچا مراۃ کو آئینہ شمشیر مین جلوہ حسن مرگ دکھائی دیا گھبرائی ہی کیا کرون
کیونکر بچون مگر سپر سحر کو اٹھا دیا گلو ایسیون کو یاد کیا تلوار تڑپ کر گری سپر کے دو ٹکڑے کرکے ہوئی
سر پر مراۃ کے بڑی زخم کاری لگا ہاتھ تڑپ کر اسنے کو زمین مین گرا دیا ایرج نے چاہا چھاتی پر چڑھ بیٹھون
چیر کر پھینکدون مگر یہ ساحرہ زبردست ہی تڑپ کر نکل گئی سر سے خون بہتا ہوا چک کر بلند ہوئی ساحرون
کو آواز دی صاحبو نکل چلو اس ظالم جلاد سے بچاؤ نہین معلوم کیا سبب ہے سحر تاثیر نہین کرتا تیرھوین
صدی کا زمانہ ہے مراۃ کا بہانہ ہی ساحر فرداً فرداً اڑے چشم زدن مین باز و عقاب بنکر ہمراہ مراۃ
نکل گئے ایرج نے چاہا پیچھا کرین ممکن نہوا بہت جلد ساتھ والے نکل گئے ایرج پلٹے دیکھا ملکہ انجم
ماہ رخسار زخمون مین چور ایک نخل کے سایہ مین پڑی ہے ایرج نے باز و تھام کے اٹھایا انجم نے
آنکھین کھولین ماہ برج صاحبقرانی کو اپنے سر پر پایا آنکھون مین نور طلب کو سرور شاہزادہ سے

نے حکم دیا بہت جلد بارگاہ استادہ کرو فوراً بارگاہ استادہ ہوئی ایسن ہر کو حکم ہوا با احتیاط تمام
ملکہ انجم کو بارگاہ میں داخل کیا زخم دونیان ہوئیں سرداران شمعن آکر فرو کش ہوئے ایرج نوجوان
سے ملکہ انجم نے تمام کیفیت پوچھی شاہزادے نے تمام حال لوح محفوظ کے ملنے کا بیان کیا انجم از
کہ بڑی خوشی ہوئی کہا آپ صاحب اقبال ہیں لیکن حضور بدون حصول لوح طلسمی طلسم کا فتح ہونا
دشوار ہے یہ لوح محفوظ ہے کنیز نے اپنے بزرگوں سے اسکے حالات سنے ہیں جسکے پاس یہ لوح ہوگی اسپر
کوئی سحر تاثیر نہ کرسکیگا مرحلہ جات پر یہ کام نہ کریگی ایرج نے فرمایا اے انجم تم لوگ عقل کی قائل ہو ہم تکیہ
اپنے رب اکبر پر رکھتے ہیں جو اُسکے نزدیک مناسب ہوگا اپنے بندے کے واسطے سوائے بہتری کے
خلاف نہ کریگا ماں باپ سے ستر درجہ مہربان ہے ہر حال میں اُسی کا احسان ہے کس فکر میں تھے کہ لوح محفوظ
ہاتھ آئی لوح طلسمی بھی ملیگی اگر ہم طلسم اسکندری کے فتح میں اس راہ عجائب و غرائب کے سیاح ہیں
فتح کرینگے ورنہ اسی حیلہ میں جان دینگے ملکہ انجم زخم تمہارا اچھا ہو جلد سامان لشکر کشی کرو تا بہ طلسم جلد
پہونچیں زخمی ہوکر گئی ہے فساد برپا کریگی سلطنت تہ و بالا ہووے کہ ہم پہونچ جائیں انجم نے عرض کی دو روز
کی حضور مہلت دیں میں انجم حصار سے فوج بھی طلب کروں ایرج نے کہا جو کچھ منظور ہو جلدی واجب
ولازم ہے انجم نے اُسی وقت ایک کنیز کو نامہ دیکر طرف انجم حصار کے روانہ کیا چونکہ ملکہ انجم وہان سے قید
ہوکر آئی تھی قلعہ میں کھلبلی ہے یہ مشہور ہوا کہ ملکہ انور جادو بادشاہ کو اور جوان تازہ وارد کو گرفتار
کرکے لیگئی خلقت پریشان دار الامارۂ شاہی میں سناٹا ہر ایک کو خوف جان ہر مقام پر یہی ذکر
ہو رہا ہے کہ مراث جادو ہم سب کو قتل کریگی کیونکہ ہم سبھوں کی جان بچیگی اس تردد میں سب تھے
کہ اس کنیز نے آکر مژدہ فتح افزا پہونچایا کہ ملکہ نے مع شاہزادہ ایرج نوجوان کے رہائی پائی خود مراث
زرق برق آئی تھی اسنے بھی شکست کھائی مثل صید خائف بھاگی اب ملکہ نے اہالیان لشکر کو طلب
فرمایا ہے طلسم پر لشکر کشی منظور ہے افسران فوج مخفی ہو رہے تھے وزرا امرا موجود تھے سب کی یہی صلاح ہے
کہ ملکہ کو عرضی لکھو کہ آپ یہاں آکر ایک ہفتہ مقام کیجیے سامان فوج و لشکر کا ہو جائے ہر ایک کی
یہی خواہش ہے کہ حضور کے ہمراہ رہیں قدم اقدس پر جان نثار کریں یہ جواب اہالیان شہر سے جب ملکہ کو
پہونچا انجم نے ایرج نوجوان سے عرض کی حضور میں قید ہوکے آئی تھی اہالیان شہر بہت بیقرار ہیں
حضور وہاں تشریف لے چلیں بعد ایک ہفتہ کے سامان لشکر کشی ہوا ایرج نوجوان بموجب کہنے انجم

کے قلعہ انجم حصار پر آکر پہونچے بیرون شہر بارگاہ استادہ ہوئی اہالیان شہر کو یہ خبر پہونچی جو بخوف جان وہان بھاگ گئے تھے خیل خیل آکر حاضر ہوئے ایرج نے تمام مردان عالم کو سرفراز فرمایا اب صلاح ہوئی بعد ایک ہفتہ کے برسر طلسم سکندری لشکر کشی ہوگی تیاریان ہونے لگین یہان تو سب تیاریون مین مصروف ہین

دو کلمہ داستان شوکت بیان ملکہ مرات جادو و ملکہ بران شمشیر زن کے بیان مین

خار صحرا جو چبھے خار چمن بھول گئے
تیغ سے تیز جو لگتے تھے سخن بھول گئے
تیر جو کھائے تھے ای تیر فگن بھول گئے
تیرے جور و ستم ای عہد شکن بھول گئے
رنج غربت مین یہ پائے کہ وطن بھول گئے

او چبھے زخمون سے ابھی جان ہے باقی ہم مین
اب وہ آئے ہین جو فیصلہ ہوا ک دم مین
نہ تو مرتے ہین نہ جیتے ہین پھنسے ہین غم مین
جان کیا سخت گئی صید گہ عالم مین
نیم جان کر کے ہین صید فگن بھول گئے

تری آنکھون نے کیا آہوون کو بھی برباد
پانون کیا ٹھہرین ہین دشت ختن ہی نہین یاد
بندھ گئے رشتۂ نظارہ سے سب ای جلاد
ہائے کیا ہوشربا ہین تری آنکھین صیاد
چوکڑی کیا کہ ہرن راہ ختن بھول گئے

باغبان پھولا ہے اس فصل مین ایسا گلزار
لیکے اس درجہ مرے ہاتھ جنون مین اکبار
سیر کرتے ہی مرے دل سے گیا صبر و قرار
چاک کرتے ہی رہے سینے کو تا فصل بہار
دست وحشت مرا پیرہن تن بھول گئے

کیون خفا مجھ سے ہو ای جان ادھر تو دیکھو
نشہ مین ہوش کہان رہتے ہین تم سوچو تو
کی جو توبہ شکنی وجہ یہی اسکی سن لو
ہم جو بتخانہ سے مستی مین گئے مسجد کو
توبہ ای شیخ توبہ شکن بھول گئے

محو تجھ گل پہ جوانان چمن ہین بلبل
تیرے جوبن سے غرض حال گیا سب کا کل
روئے گل زرد پریشان ہے غم سے سنبل
تکتے پھرتے ہین تری راہ مین گلچین ای گل
تیرے کوچے مین ہزارون کو چمن بھول گئے

مجھے زخمون کا مرے سینۂ اصلا جراح
آج بتخانہ ہو جا تجلے رسوا جراح

زخمی زلف ہوں میں کر نہیں سکتا جراح
کاشغر سے جو منگائے ہیں سپیدا جراح
مرہم زخموں کے لیے مشک ختن بھول گئے

نہ دہن ہونے کی تیری جو ہوئی ہے شہرت
سچ ہے اس بات میں لوگوں کو عبث ہے حیرت
کھینچی جب شکل تری اے صنم خوش قسمت
تھا اس درجہ ہوئے دیکھ کے تیری صورت
چہرہ پرداز ازل نقش دہن بھول گئے

جب ملاپ اس کہا آئے گلستان میں ہیں
سب یہ پیچ ہی بزم سخنداں میں ہیں
قید حسبدل سے کیا خانۂ زندان میں ہیں
اسعد عشق رہی نالہ و افغان میں ہیں
یاد محبوب میں ہم طرز سخن بھول گئے

نور دندان سہیل اب نہیں کچھ یاد ہمیں
لب رنگین سے عقیقوں کو بھی کیا نسبت ہیں
ہم تو عاشق ہیں ترے جلوہ کیا یاد کہیں
دانت جو ہونٹوں سے نظر آ گئے ہنسنے میں
تو سہیل اور عقیق اہل یمن بھول گئے

ترے عشاق ہوئے تیغ سے جس دم بسمل
ہوئے فردوس میں سب پاکے شہادت داخل
کھل چلا تھا چمن خلد میں کچھ غنچۂ دل
چمن جوہر تیغ آنکھ جو یاد اے قاتل
شہدا کو وہیں جنت کے چمن بھول گئے

پیرہن زیست میں جو چاک کیے حد سے فزون
تا تہ شکل ہو گئے ہیہات میں اس رنج میں ہوں
آسمان کام مرے زور ترا اب دیکھوں
دم خفا زہر زمیں پر سر دای وحشت جنون
آشنا چاک گریبان کفن بھول گئے

اے جنون دشت میں یاد آتے ہیں جو دن برسوں
لیتے تھے بوسہ سبب ذوق اسکا ہیہم
گر وطن پہنچے تو جائینگے مزہ پھر بھی ہم
دشت غربت میں ہی ہے جو غذا حنظل غم
اے جنون ہم مزہ سیب ذقن بھول گئے

آتش افروز ہاں لگی نہیں یاد اے دلبر
داغ تو جلکے جلانے میں مگر شام و سحر
جو شہر گزدیں انصاف ذرا تو ہی کر
ایک مجمر ہے دل تجھے سمائیں اخگر
داغ تازہ جو ملے داغ کہن بھول گئے

سابق مین تحریر ہوا کہ ملکہ شگوفہ سحر ساز نامہ راز و نیاز عاشق جانباز لیکر طرف ملکہ مران کے روانہ ہوئی
مرأت جادو شکست کھا کر قلعہ طلسمی مین پہونچی کارگزارون کو بلا کر حکم دیا کہ بالیان لشکر جابجا تیار رہین
ساحران نامی آمادہ حرب و پیکار رہین آمد طلسم کشا قریب ہے یہ معاملہ عجیب و غریب ہے سابق مین طوفان جادو
گیا اُسنے طوفان اُٹھا کر طلسم کشا کو گرفتار کیا اب کیا باعث ہوا کہ طلسم کشا پر سحر تاثیر نہین کرتا انتہا یہ کہ
ابدولت نے شکست کھائی بات سمجھ مین نہ آئی یہ ذکر تھا کہ طائران طلسمی آکر پہونچے عرض کی ای
ملکۂ عالم ثمرات جادو کو طلسم کشا نے باغ مین قتل کیا لوح محفوظ اُسکے قبضہ مین گئی تمام مال لدوا کر
باغ ثمرات سے لیگیا بی بی سمن بر طلسم کشا کے ساتھ گئین یہ سنتے ہی مرأت جادو کا چہرہ فق ہو گیا
آئینۂ رخسار پر گرد ملال غم سے رنگ چہرے کا لال کہا لو صاحبو ثابت ہوا طلسم کشا پر سحر نہ تاثیر
ہونیکا یہ باعث تھا ارے یہ بتلاؤ باغ ثمرات مین طلسم کشا کیونکر پہونچا ہرکارون نے عرض کی کہ برائے
شکار آیا تھا بی ثمرات عاشق ہو گئین اُسی عاشقی مین یہ آفت برپا ہوئی سنا پور شیر دل عیار اُس شیر
دلیر کا بڑھیا بنکر آیا بی ثمرات کو مارا خزانہ سے وہ صندوقچہ بھی نکل آیا جسمین لوح محفوظ تھی تین ہزار
جوان سفید تھے انھون نے بھی غلامی اختیار کی وہ لشکر طلسم کشا قرار پایا آپ نے جاکر ملکہ انجم کو گھیرا
تھا طلسم کشا باغ سے جاکر شریک جنگ ہوا جب تو حضور کے ساتھ والون پر عرصۂ جنگ تنگ ہوا
اب قلعہ انجم حصار پر لشکر طلسم کشا کا جماؤ ہے کوچ کرنے کی تیاری ہے یہ سنکر ملکہ مرأت جادو نے ساحرون
کو حکم دیا کہ تم مین کوئی ایسا ہے کہ اُنکے تا بہ قلعہ انجم حصار پہونچانے لوح محفوظ قبضہ سے طلسم کشا کے
نکال لائے اُسوقت بہت سے ساحران غدار حاضر تھے ہر ایک نے کانون پر ہاتھ رکھا کہ حضور طلسم کشا تک
جانا اور لوح محفوظ کا چھینکر لانا البتہ دشوار ہے لیکن سموم جادو جو خبر لیکر آئی تھی یہ جلی بھنی بیٹھی تھی
مجمع ساحران سے اُٹھی کہا حضور ایک ہفتہ کی مہلت ملے تو یہ لونڈی جاکر طلسم کشا کو مع لوح محفوظ لائے بعد
قتل انور جادو کئی دن خدمت طلسم کشا مین رہی ہون اوقات نشست برخاست سے ماہر ہو چکی ہون مرأت نے
کہا ای سموم اگر تو جاکر لوح محفوظ یا طلسم کشا کو لائے وزیر اعظم اپنا مقرر کرونگی دولت دنیا سے مالامال
کرونگی سموم نے عرض کی حضور کی سلطنت قائم رہے ہمین سب طرح کی امید ہے یہ کہکر اسباب سحر ذات
پر آراستہ کیا طرف لشکر طلسم کشا کے چلی لیکن مہجور فراق دیدہ آفت کشیدہ گرفتار محبس رنج و الم مقید
سلسلۂ زنجیر اندوہ و غم شہزادی خواہر دوش یعنی ملکہ شیشہ جو نوش باغ مین سنچر جادو کے دس مین

کنیزین دل بہلانے کو سمجھانے کو مرات نے مقرر کر دی ہین گویا بطور نظر بند ہی تحیر جادو نگہبان رہتا ہی
ہر کس کے جانے کا حکم نہین ہی مگر کنیزین ملکہ کی حاضر رہتی ہین ایک کنیز گلشن نامے بہت شگفتہ مزاج ایک
دوڑی ہوئی آئی شیشہ مو نوش کا یہ حال ہی کہ جہانتک ذکر اسیح نوجوان ہوتا ہی دل ولے تسلی ہی
نہین تو سر دھنتی ہی گریہ وزاری بیقراری کہ گلشن دوڑی ہوئی آئی اُسنے عرض کی حضور ایک خبر
فرحت اثر سناتی ہون ابھی ابھی لونڈی نے مفصل خبر سنی ہی ملکہ شیشہ مو نوش نے پوچھا گلشن کچھ
ہمارے مطلب کی بات ہی عرض کی حضور بڑی خوشی کی جگہ ہی دشمنون پر آفت آئی فلک نے ساعت
نیک دکھائی بی انور جادو آپ کی خالہ امان لڑائی مین قتل ہوئین اور مہربان آپ کی گئی تھین لڑین
شکست کھا کے آئین طلسم کشا کو لوح محفوظ ملگئی بی مرات بھی عاشق ہوئی تھین مگر شاپور شیر دل
نے بڑھیا نکلے ؛ باغ مرات سے لشکر لیکر آئے بی مرات کو شکست دی اب بی مرات پر سب
حال آئینہ ہوا اب حضور سموم جادو یہ بڑا اٹھا کر گئی ہی کہ مین لوح محفوظ چھین لاؤنگی اور طلسم کشا کو بھی
گرفتار کر دونگی یہ سنکر ملکہ شیشہ مو نوش بے اختیار رونے لگی کہا گلشن مین تو قید مین بیٹھی ہون مین کیا
تدبیر کرون دست و پا شکستہ طائر پر بستہ ہون یہ تو ظاہر ہی کہ ملکہ بران شمشیر زن انکی معین و
مددگار ہین با عاشق زار ہین فنون سحر و ساحری مین کامل و اکمل انکی وزیرزادی نے آکر بی انور کو قتل
کیا اب انکو کسی طور سے خبر ملتی کہ وہ انکی حفاظت مین کوشش کرین اگر خدانخواستہ یہ حرامزادی سموم
جادو پہونچی اور جا کے اُسنے کسی عیاری سکاری سے لوح لیلی تو جان انکی بچنا دشوار ہوگی بارہ چودہ
خواصین اسوقت خیرخواہ نمک حلال حاضر تھین سب نے یہی کہا کہ حضور آپ ملکہ بران کو آگاہ
کیجیے البتہ ایسا نہو کہ یہ حرامزادی جا کر ہوا بگاڑ دے اگر لوح محفوظ قبضہ سے نکل گئی پھر بڑی مشکل پڑیگی
گلشن نے کہا حضور اگر خط دین تا بہ طلسم نور افشان خط حضور کا پہونچا دون ملکہ شیشہ مو نوش
نے کہا ای گلشن مین تیری لونڈی ہو جاؤنگی تو جلد خط پاس ملکہ کے پہونچا یہ کہکر قلم دوات
منگایا واسطے ملکہ بران کے القاب شاہانہ لکھا بعدہ مرقوم تھا یہ کنیز بے تمیز گرفتار پنجۂ تقدیر ذلیل
حقیر ہجران دیدہ آفت کشیدہ از خود فراموش ملکہ شیشہ مو نوش کی عرضی خدمت مین پہونچتی ہی
مرات جادو نے سموم جادو حرامزادی کو برائے گرفتن لوح محفوظ سمت قلعہ انجم حصار روانہ کیا ہی برائے
خدا جلد ہوا سے کرم طلسم کشا کے جسم نازنین تک نہ پہونچنے دیجیے اگر سموم کا عکس بڑا کل سلیمر واقعا جانا

سوائے حضور کے کون دستگیر ہے اس سے بہتر کیا تدبیر ہو جس طرح ہو سکے حضور اپنے کو تا بہ انجم حصار ہو چکی خواہ نامہ لکھ بھیجیں اُس گل گلزار صاحبقرانی سرو بوستان جہانبانی کو ہوائے گرم حوادث روزگار ناہنجار سے بچانا واجب و لازم ہے چند فقرات ایسے لکھ کر یہ غزل عاشقانہ تحریر کی غزل نسیم

پابند زیست تھا نہ اسیر مزار تھا | تھا جوش اشتیاق قدم بوس یار تھا
کیا پوچھتے جواب تو اسیر قفس ہوں میں | دو دن کی بات ہے کہ شریک بہار تھا
کیوں جانتا تھا حسن پریشانیاں مری | اے روزگار میں بھی اگر زلف یار تھا
دو دن سے شرمسار رہا اضطراب میں | پاس کفن مجھے نہ لحاظ مزار تھا
وہ بھی سنا خیال سیاہی زلف سے | بجھ دم کو عکس سر چو روے مزار تھا
اس جسم بے منہ لبیل کیا تو نے اے ہوس | دو استخوان کے واسطے شوق مزار تھا
سیبت سے تجھ پہ کر کے مری جان نکل گئی | ہر ہر دہان زخم دہان مزار تھا
کرتی تھی مرگ بازو سے قاتل پہ آفریں | جو زخم تھا بہ شکل شگاف مزار تھا
پاتے تھے اہل درد خبر سرگذشت کی | میں بعد مرگ خط جبین مزار تھا
اے جوش شوق تو نے کیا پھر اسیر دام | ورنہ مجھے نتیجۂ خواب مزار تھا
کشتہ کیا ہوں خاک کو بھی خاک ہو کے میں | میں سبزۂ مزار کا اپنے غبار تھا
برسوں رہا زبان صغیر و کبیر پہ | سر افسانہ بھی ستم روزگار تھا
سنت بھی کی گر نہ کسی نے مری سنی | مانند قول یار میں بے اعتبار تھا
میں نے دہان آبلہ میں اسکو لے لیا | سید امین زبان نکالی جو خار تھا
اے سوز کار مجھ سے دو رنگی تھی کیا ضرور | میں حسرت خزان نہ امید بہار تھا
مثل خیال یار رہیں گردشیں مجھے | آیا کسی کے دل میں جو امیدوار تھا
پوچھی نہ مجھ سے یار نے کچھ میری سرگذشت | میں روز باز پرس بھی ننگ شمار تھا
ثابت ہوا کشاکش دنیا سے یہ ہمیں | تجھے رنج چند نام فقط روزگار تھا
آئے لحد میں بالش و مسند سے اے نسیم | انجام عیش دہر یہ کنج مزار تھا

ماجرائے فراق انگیز مصیبت خیز تحریر فرما کر ملفوف کیا سر نامہ پر عرضیت کی اخیر میں یہ بھی تحریر تھا شعر از

فراموش ملکہ شیشہ مے نوش گلشن کو نامہ دیا کہا جلد لیجا ملکہ بران کی خدمت مین پہونچا گلشن نے
نامہ جیبولی مین رکھا طرف قصر جمشیدی کے روانہ ہوئی یہان ملکہ بران شمشیرزن باغ نگارین مین داخل
مین شاہزادہ ایرج نوجوان کی خبر کا اشتیاق کہ شگوفہ سحرساز آکر پہونچی مگر خستی ہوئی ملکہ بران
نے گھبراکر پوچھا کہو ہوا کیا خیر لائین عرض کی کہ حضور نے جو کچھ ارشاد فرمایا سب آنکھون سے دیکھا
شاہزادہ والاقدر گرفتار ہوگئے تھے لونڈی وقت پر پہونچی انور جادو گرفتار کرکے لیچلی تھی اُس سے
مقابلہ پڑا آپ کے تصدق سے حرامزادی کو قتل کیا مگر حضور مقدمہ طلسم سکندری درپیش ہی ابھی ہزار پیش دستیا
ہو وہ جانے پر تیار ہین پاس کوئی تحفۂ طلسمی موجود نہین دیکھیے کیا ہوتا ہی دل اُنکی مصیبت پر روتا ہی ملکہ
بران نے کہا اے شگوفہ چلو مین قبلہ وکعبہ سے کہون فرمان اُنکا مہری دلواؤن وہ لیکر تم پاس مراث
جادو کے جاؤ جسطرح بن پڑے اُس ملعونہ سے کہو لوح طلسمی شاہزادہ ایرج نوجوان کے حوالے کرے
اگر اُنکے دشمنون کو کسیطرح کا ملال پہونچا مین خود جاکر بی مراث کو سزاے کامل دونگی وہ اس طلسم کی تاجدار
ہین لیکن ہماری خراج گذار ہین ہم کو سب طرح کے اختیار ہین اگر اُسنے ہمارے حکم کے خلاف کیا تو بی مراث
بہت پچھتائینگی ملکہ بران شمشیرزن یہ باتین کرری تھین اور قصد تھا کہ جاکر کوکب روشن ضمیر سے اطلاع
کرون نام سے ایرج کے دل بیقرار ہورہا تھا کبھی گھبراکر فرماتی تھین اے شگوفہ بڑی خرابی تو یہ ہی کہ اُنکے مزاج
مین جہالت ہی جو تو نے کہا ہی یقین کامل ہی کہ وہ اُسکے خلاف کرینگے لیکن ہمارا کہنا نہ مانینگے ہرچند کہ سفر انکو
اُنکی بہت ناگوار ہی تمھارے کلام سے ثابت ہوتا ہی کہ بی انجم سے بھی محبت ہوگئی آخر انور جادو اُنکے
باغ مین گئی اُنکی تو دشمن تھی مگر انجم کو گرفتار کر لائی نہین معلوم کس طور سے بیٹھے ہونگے شگوفہ نے کہا
انجم نے تو بڑا کام کیا چلے تو سوزن جادو جاکر ہمارے شہریلدا کو لشکر سے پکڑ لائی تھی انجم نے سوزن
کو قتل کیا اُنکو چھین لیا ایک شب وہان گذری تھی کہ انور جادو پہونچی انجم اور انور سے خوب خوب
سحر چلے لیکن انور تو صاحب جبروت تھی سحر وساحری سے بڑی رغبت تھی انجم گرفتار ہوئی یا تو حضور
محبت ہوئی یا رحم دلی کو کام فرمایا ملکہ بران نے کہا بی شگوفہ ایک تم دنیا مین رحم دل ہو ایک
وہ بے حیا بے نصیب اپنے کو کیون مصیبت مین ڈالتی صورت دیکھ لیا دیکھو پھسل پڑی کیا اور انکے مزاج
کی تو مین کیا شکایت کرون خبر کبھی جانا ہوگا تو پوچھینگے وہ کیا جواب دینگے بنے اچھے کو مصیبت مین
پھنسایا اُنکو پھر نہین کا خیال ہی ہمارے عیش و آرام مین فرق آیا جوانی مین ہمارے پیچھے روگ لگایا

حاسن بلبلہ کے زبان پر یہ اشعار آبدار جاری کیے اشعار مخفی

دلم ز نالہ فرو ماند آہ من باقیست — بہار رفت و سرسبزی چمن باقیست
بہ پیش شمع رخت سوختم ز پروانہ — ہنوز طعنۂ ارباب انجمن باقیست
سقیم کوے تو جانان کجا رود چہ کند — کہ گر بخلد رود لذت وطن باقیست
اگرچہ گرگ صفت چرخ یوسف عمرم — ربودہ از کف من بوی پیرہن باقیست
ز زخم ناوک مژگان سنان ای مخفی — کہ تیغ غمزۂ جادوے صف شکن باقیست

دیگر

زمزمہ کس کی زبان پر بدل شاد آیا — منہ نہ کھولا تھا کہ پر باندھنے صیاد آیا
قد جو بوٹا سا ترا سرو رواں یاد آیا — غش پہ غش مجھکو چمن میں تہ شمشاد آیا
چھپکے نظارہ کیا وصل عسلی یاد آیا — تیرے حصہ میں صنم حسن خداداد آیا
بلبلیں جام سے شوق سے کیا مست ہوئیں — دام لیکر جو گلابی مرا صیاد آیا
خوش قدوں سے دل وحشی کو تعلق نہ ہوا — سرو کی طرح میں اس باغ میں آزاد آیا
چالیں رفتار کی سیکھا ہے وہ گل ای قمری — ٹھوکروں میں کوئی دن کو ترا شمشاد آیا
تونے ای دیوا ملی اسکو نہ ماری قینچی — پر اڑانے مرے مقراض سے صیاد آیا
رعب سے زرد ہوا چہرۂ مریخ فلک — سرخ جوڑا جو پہن کر مرا جلاد آیا
فصل گل آتے ہی گلچیں کو لیا پھندے میں — جال پھیلانے کو گلزار میں صیاد آیا
تونے ای دست جنون پاؤں نکالے یا تک — ہتکڑی ہاتھ میں پہنانے کو حداد آیا
لے اڑی دل کو سوے دشت ہواے وحشت — بکھرے جھونکا مجھے کردینے کو برباد آیا
دل پھنسانے کو لکھا اسنے مہا جال خط — جعلسازی کی طرف پھر مرا صیاد آیا
قید خانے کا بند جاے چمن دہر میں تنگ — پھنسیوں کے لیے کیوں باغ میں شمشاد آیا
دم چرایا یہ قفس میں کہ کیا اسنے رہا — جعلسازی سے مرے دام میں صیاد آیا
روند کر لالۂ کہسار کو شیریں نے کہا — سیری پابوسی کو خون سر فرہاد آیا

یہ شعر عاشقانہ پڑھتے ہی آنکھوں سے اشک حسرت جاری ہوے ہچکی لگ گئی غش آنے لگا شگوفہ نے آنسو پونچھے کہا حضور باتوں میں یہ جوش و خروش للہ صبر کیجیے دشمنوں کی جان پر بن گئی

پہلے اس مقدمہ کا انتظام کیجیے بعد جو مناسب ہوگا اسکی تدبیر کیجائیگی معقول تقریر کیجائیگی تفضل خدا سے اچھو سیری آمد و رفت کا سلسلہ کھلگیا ہر ہفتہ عشرہ مین جاکر خبر لادیا کرونگی ملکہ بران شمشیر زن نے کہا ای شگوفہ یہ صدمہ جدائی ہمین زندہ نہ چھوڑیگا ہماری جان بچنا دشوار ہی ہمارے مقدمہ مین کد و کاوش بیکار ہی اب قصد ہوا کہ طرف قصر جمشیدی کے جائین کہ محلدار نے آکر عرض کی حضور در باغ پر ایک ساحرہ کمسن حاضر ہی کہتی ہی کہ طلسم اسکندری سے ایک کاغذ لائی ہون مگر ملکہ بران کے ہاتھ مین دونگی ملکہ بران نے فرمایا ای شگوفہ جلد بلاؤ دیکھو کس نے نامہ بھیجا ہی محلدار ہی سے حکم ہوا اپنے ساتھ گلشن کو لیکر سامنے ملکہ بران کے آئی گلشن نے سلام کیا قدمون کو بوسہ دیکر گرد پھری تصدق ہوئی نثار ہوئی ملکہ نے گھبراکر کہا ای نیک بخت تیرا کیا نام ہی کسکا نامہ لیکر آئی ہی گلشن نے نامۂ ملکہ شیشہ مے نوش جھولی سے نکالا ہاتھ پر رکھکر بطور نذر ملکہ کو دیا ملکہ نے جلدی سے کھولا طرف سے ملکہ شیشہ مے نوش کے عذر تقصیرات اپنی مصیبت کے حالات تحریر کیے بعد اسکے لکھا تھا ای شہنشاہ اقلیم ہمت و سخاوت وای تاجدار ممالک جرأت و شجاعت ای دستگیر بیکسان وای یاور غریبان واضح رائے عالی ہو کہ کنیز جرم محبت شہریار ایرج نامدار مین قید ہو فلک کی گرفتار وگردون غدار آمادہ مکرو کید ہی اس کنیز کی رہائی دشوار ہی اس عبارت کے بعد یہ اشعار تحریر تھے اشعار

چندولا آرزو دیدن گلزار را
وعدہ قیامت بود طالب دیدار را
لازمہ عاشق ست بر سر دار آمدن
بند گران زینت ست پاے گرفتار را
ہر نفس از خون دل مرو طلبگار عشق
باعث افزونی است رونق بازار را

صحن قفس گلشن ست مرغ گرفتار را
کم نہ بہ بین مشو در روش عاشقی
شاد ز خود ساختن خاطر اغیار را
کوہکن از بیدلی تیشہ بکار از زند
رشک گلستان کند سر کہ خار را
مخفی اگر نیست سترہ گلستان غم

دل کہ گرہ شد بعشق از غم ہجران چولک
از رگ جان میکند رشتۂ زنار را
سلسلہ دیباچہ شد نالہ زبونی کند
نالہ بود مرہمے سینۂ افگار را
رشتہ بگردن کشان ماز پے جلاد عشق
کس نشناسد ز من سایہ دیوار را

ملکہ بران اشعار پڑھ پڑھکے روتی جاتی ہین کبھی فرماتی ہین کیا کلام مین شیشہ مے نوش کے سوز و گداز ہی ہر شعر سے عاشق و معشوق مین راز و نیاز ہی تحریر پڑھنے سے کلیجہ منھ کو آتا ہی قلب تھراتا ہی لکھنے مین جابجا اشک خونی ٹپکے ہین صاف ثابت ہی کہ شنجرف کے نقطے دیے ہین شگوفہ نے کہا حضور اصل مطلب کو تو ملاحظہ فرمایئے اپنے کو دام تحریر مسلسل مین نہ پھنسایئے

آخر میں وہی کیفیت تحریر تھی کہ سموم جادو برائے گرفتاری ایرج نوجوان طرف قلعہ انجم حصار
لے گئی ہے اس گلعذار کو اس ہوائے گرم کے جھونکے سے باغبان قضا و قدر بچائے گلشن جاہ و جلال
میں خزاں نہ آئے آفتاب اقبال روشن بہ فضل خدائے کارساز اس شہریار پر پرتو فگن رہے ماہ جرأت
ساطع اختر شوکت لامع و دوست شاد ہوا خواہان گلشن عیش و بہجت آباد بحق رب العباد اسکے بعد
دعائے ترقی حسن و جمال ملکہ عالم میں بہت کچھ تحریر کیا تھا ملکہ فقرات پڑھتی جاتی ہے فرمایا کیوں شگوفہ
دعائیں نہیں تمام ہوتی ہیں مجھے تو دعا یہ خوشامد سے وہی ہے نام ہی سے ہمارے جلتی ہوگی شگوفہ
نے کہا واری آپ سے کیا رشک کرینگی آپ کو مرتبہ پروردگار نے دیا ہے بران نے کہا کیوں صاحب
دل میں تو یہی سوچتی ہونگی کہ ہم میں اور ملکہ بران میں کیا فرق ہے خیر اگر زندگی ہے تو فرق بتادونگی
سب صاحبوں کو سمجھا دونگی یہ فرما کر نامہ ہاتھ سے رکھا کہا شگوفہ یہ بڑی مشکل ہوئی سموم جادو
بلائے روزگار ہے ضرور جاکر دھوکا دیگی وہ تو بھولے بھالے سپاہی ہیں کسی فقرے سے لوح مانگ لیگی اے
شگوفہ میں خود جاتی ہوں نہ سہرے گئے اب نہ بن پڑیگا مگر قبلہ و کعبہ کو اطلاع دینی ضروری اے
شگوفہ ہم ایسے ہی معنی لکھکر نہیں دیتے ہیں تم خدمت میں قبلہ و کعبہ کے پہونچا دینا وہ بھی تدبیر کرینگے
میری جانب سے بدگمانی تو نہ رہیگی یہ فرما کر چند فقرات لکھکر شگوفہ کو دیے اور آپ فوراً طاؤس
زرین بال پر سوار ہوئیں اور گلشن کو ساتھ لیکر طرف طلسم اسکندری کے روانہ ہوئیں

دو کلمہ داستان ملکہ مرأت جادو کے بیان ہوتے ہیں

مرأت بعد روانہ کرنے سموم جادو کے تخت پر بیٹھی ہے مگر نہایت پریشان و مخوف ہے کہ ایسا نہ ہو طلسم کشا
لشکر کشی کرے لوح محفوظ پاچکا ہے اسکا روکنا دشوار ہوگا سب سردار کہہ رہے ہیں بہت بجا ارشاد
ہوا بدون تصدق اس جہان سے صدہا سلطان عذار رہے اب تو لوح محفوظ پاس ہے یہ ذکر تمام تھا
کہ آسمان سے برق چمکی ایک جادوگرنی نامہ لیے ہوئے حاضر خدمت ہوئی پایہ تخت کو بوسہ دیا
ملکہ مرأت نے پوچھا کیوں اے ساحرہ کہاں سے آنے کا اتفاق ہوا اسنے کہا حضور مجھکو ملکہ حیرت
جادو نے بھیجا ہے انور جادو کئی مہینے سے مہلت لیکر آئی تھی ملکہ عالم نے یاد فرمایا ہے اپنی مصاحب
خاص کو بلایا ہے ملکہ انور کا جو اس ساحرہ نے نام لیا ملکہ مرأت جادو نے کلیجہ تھام لیا چیخ مار کر رو دی
کہا ہماری ہمشیرہ صاحبہ کہ ساحری جمشید نے اپنی خدمت میں بلالیا اسکی کنیزہ گلرنگ جادو نامہ

تھا مرأت کو رونے دیکھکر پیٹنے لگی گھبرا کر پوچھا واری یہ تو بتائیے صاحب خاص ہماری بی بی کو
کس نے قتل کیا کسکی شامت آئی ہے کیا نام سے شہنشاہ افراسیاب کے ماہر نہ تھا ہماری ملکۂ عالم کا
جاہ و حشم آسپر ظاہر نہ تھا علاوہ ازین کس سے مقابلہ ہوا کہان لڑائی ہوئی ملکہ انور ایسی ذہین کہ کس و
ناکس اُنپر دست انداز ہوتا ملکہ حیرت زوجہ شہنشاہ افراسیاب کی تعلیم کردہ خود سحر مین طاق فسونگری
مین شہرۂ آفاق مرأت نے کہا بی بران شمشیرزن دختر کوکب روشنضمیر آجکل اُنکے بڑے زور و
شور مین شہنشاہ ہمارے عیش پسند یہ لوگ زورون پر چڑھے ہوے ہین گویا سامری جمشید سے بھی
بڑھے ہین آتکی وزیرزادی شگوفہ نے یہ گل کھلایا تنہا پاکر گھیر لیا سحر مین بھی شگوفہ ہائے روزگار
ہے سامری جمشید کا گھر ویران پڑا تھا خدائی مین آگ لگے میری بہن کو بلا لیا بازو میرا ٹوٹ گیا
گلزرنگ بھی ہلاک کر دی اور کہا اے ملکہ مرأت جا کر مین ملکہ حیرت کو خبر کرون مرأت نے
کہا یہ مقدمہ طول طویل بدون تحریر ملکہ کو ثابت نہوگا سمجھ نہ سکینگی مین لفظاً لفظاً تحریر کرتی ہون
مرأت نے اُسوقت پرچہ کاغذ اُٹھایا القاب و آداب ملکہ حیرت کو بہت تکلف سے لکھا اُسکے
بعد تمام کیفیت طلسم اسکندری یعنی آنا ایرج نوجوان کا اور پھر قید ہوکے جانا اور اب دوبارہ پیدا
ہوتا انجم ماہ رخسار کی شراکت سوزن جادو کی مصیبت انور جادو کا غصہ مین جانا شگوفہ کا آکر
قتل کرنا سب لفظاً لفظاً تحریر کیا آخر مین لکھا تھا اے ملکہ عالم آپ ہماری بادشاہ عالیجاہ ہین جلد خبر لیجیے
دشمنون کو سزا دیجیے طلسم کشا قلعہ انجم حصار پر مع فوج ظفر موج فروکش ہے مین نے ایک کنیز کو روانہ
کیا ہے اگر اُسکا پنجہ قابض ہوگا کسی جلد سے لوح لیلے کی میرا بھی ارادہ ہے کہ لشکرکشی کرون سب کیفیت
لکھکر نامہ کو ملفوف کیا گلزرنگ کو نامہ دیا کہا جلد خدمت مین ملکہ حیرت جادو کے پہونچا گلزرنگ
نامے کو لیکر روانہ ہوئی سابق مین تحریر کر چکا ہون کہ ملکہ حیرت جادو بیخ و ملال اُٹھا کے لشکر مین
آئی ہے پیشتر اخبار ہے کہ عمرو طلسم کشا کو لیکر طرف طلسم صندل کے گیا ہے دیکھیے یہ دردسر کب مٹتا ہے وزیرزادیان
عرض کرتی ہین حضور شہنشاہ نے نامہ روانہ کر دیا ساربان زادہ گرفتار ہوکے آتا ہوگا طلسم صندل
تک پہونچا کیا تحصیل ہے صندل جادو بڑی منتظم ہے اگر وہان کوئی جاے تو کیا ہاتھ آئیگا حیرت نے
کہا صاحبو جو اس ساربان زادے نے دریافت کر لیا وہ سب بیکار لوح کا مقدمہ ایسا تھا کہ شہنشاہ
صاف صاف کہدیتے یہ مقدمہ لوح ہے عمرو کو قضا کھینچکر لیے آتا ہوگا یہ باتین تھین گلزرنگ

گھبرائی ہوئی آکے پہونچی حیرت جادو نے پوچھا کہ انور جادو کے آنے مین کیا عرصہ ہی گلرنگ
رونے لگی کہا حضور کس زبان سے عرض کرون ملکہ انور جادو کو دشمنون نے قتل کیا اس نامہ مین
سب کچھ لکھا ہی حیرت نے نامہ کھولا مرأت جادو نے سب کیفیت تحریر کی ہی حیرت جادو پرچکر
مثل شعلہ سرکش بھڑکی منھ سے دھوان نکلنے لگا غصہ مین کہا گلرنگ بیٹھ جا دیکھو ابھی انتقام کرتی ہون
سب کو مشکین بند مواکر ملواتی ہون یہ کہکر ایک پرچہ کاغذ کا لکھا آواز دی ای طائر فلک سیر جلد حاضر
ہو جیسے ہی حیرت نے آواز دی آسمان سے ایک طائر اڑتا ہوا آیا حیرت کے کاندھے پر آکر بیٹھا زمزمہ سرائی
کرنے لگا چہکار رہا تھا صاف ثابت ہوتا تھا کہ چہکار سے اسکے یہ آواز آتی تھی شعر بلبلو اشار خریدہ ا
کرد فریاد مین ہو جاہیے ستار چنگی لے دل صیاد مین ٭ حیرت جادو نے کہا نگوڑے کیون چیخین
مارتا ہی جلد جا اپنے کو صحراے حیرت مین پہونچا پہلوے صحراے حیرت مین کوہ فلک شکوہ ہی وہان پہ
کھڑے ہوکر آواز دینا ای ملکہ سہمناک جادو جلد چلو سر انام لینا کہ بلایا ہی یہ سنکر طائر چلا گیا سب کے
ہوش اڑگئے کہ حقیقت مین یہ خاتون محل افراسیاب ہی عرصہ نہ گذرا تھا کہ آسمان سے لکا ابر سیاہ پیدا
ہوا ایک ساحرہ تخت پر سوار بصورت مہیب بشکل عجیب کریہ منظر خرس پیکر پشت پر چار ہزار جادوگرنیان
ہزبرہاے آتشین پر سوار وہ ساحرہ آکر اتری ملکہ حیرت کے قدمون کو بوسہ دیا دست بستہ سامنے
کھڑی ہوئی کہا کیون حضور کیا حکم ہوتا ہی ملکہ حیرت نے کہا ای سہمناک جادو جلد اپنے کو طلسم
سکندری مین پہونچاؤ انجم ماہ رخسار عالم بادشاہ قلعہ انجم حصار نے طلسم کشا کو اپنے گھر مین جگہ
دی ہی مگر لوح محفوظ اسکے پاس موجود ہی کسی ترکیب سے پہلے لوح محفوظ لینا پھر اسکی مشکین باندھکر
اس سرکش کو کنیزون کے سپرد کرنا مگر بی انجم ماہ رخسار کا علاج بہت اچھی طرح ہو اہالیان قلعہ
کے آبادی کی تدبیر واجب ولازم ہی ملک ویران نہونے پاے سہمناک نے عرض کی بندی
سمجھکے اس کام کو کریگی یہ کہکر فورا تخت پہ سوار ہوئی اپنے ساتھ والیون کو لیکر طرف قلعہ
انجم حصار کے چلی لیکن ایرج نوجوان بیرون قلعہ انجم حصار فرود کش ہین ملکہ انجم نے لشکر گران مرتب
کیا ہو لشکر مین چرچا ہی کہ امروز فردا مین کوچ ہوگا بارگاہین استادہ ہین وردیان تقسیم ہو چکین افسون
پر حکم قضا شیم صادر ہو چکا کہ کل صبحکو اساد بارگاہ کا لدجا لشکر تیار رہے اسی شب کو سموم جادو اپنی
صورت تبدیل کرکے داخل لشکر ایرج نوجوان ہوئی فقیرنی بنکے پھرنے لگی بیچ لشکر مین بارگاہ کلان

استاد ہو اُسمین ایرج نوجوان و ملکہ انجم ماہ رخسار و چند سردار داخل ہین خدمتگار آتے جاتے ہین سموم جادو کھڑی دیکھا کی ایک خدمتگار کسی کام کو نکلا سموم نے گوشہ لشکر مین جاکر اُسکو دانتا کاٹا مارا وہ بیچارہ گرا اس ملعونہ نے اُس خدمتگار کو کنارے ڈالدیا آپ سحر سے اُسکی شکل بنکر تیار ہوئی اِس صورت سے اندر بارگاہ کے پہونچی دیکھا شاہزادہ ایرج نوجوان مقام صدر پر جلوہ فرما ہین کرسی جواہر نگار پر ملکہ انجم ماہ رخسار ایک جانب ملکہ سمن بہار درتمام سرداران نامی پہلوانان گرامی غازیان صف شکن ستور شعاران شمشیر زن اپنے اپنے مقام پر لعبد کروفر بیٹھے ہین مہتر شاپور شیر دل بھی خدمت مین حاضر ہو مگر کل امورات کا انتظام اسی کی ذات سے متعلق ہو سموم جادو ساتھ والیون مین ملکر شہری رنگ بارگاہ دیکھ رہی ہو کہ ایرج نے فرمایا برادر شاپور کل رات رہے سے اگر بارگاہ کالدے بہیر وغیرہ روانہ ہوجاے ہم دن نکلتے نکلتے انشاءاللہ سوار ہوکے عازم کوے دلدار ہونگے شاپور نے عرض کی خدا خیر کرے انجام بخیر ہو آج شام سے غلام کو تردد ہی انور جادو و شہرہ مراٗت صاحب حیرت قتل ہوئی اسکا بڑا تدارک ہوگا یقین ہو کہ حیرت جادو کو خبر پہونچیگا اور وہ خود قصد کرے تو تعجب نہین اور اوشہر دار آج ہمارے لشکر مین کوئی آپ کی فکر مین آیا ہو دل کو یقین کامل ہو شام سے غلام کو یہی فکر ہو کہ آپ کے پاس سے جدا نہون ایرج نے فرمایا بھائی یہ فرط محبت کا باعث ہو جسکو جس سے زیادہ محبت ہو اُسکو ایسے ایسے خیال بہت آتے ہین یہان کون آئیگا اور جو کوئی آئیگا تہمزا پائیگا شاپور نے کہا ایک خیال ہو غلام کو ایک سر ہزار سودے میرا ہر وقت قریب رہنا ممکن نہین حضور خود بھی سب کچھ جانتے ہین اپنی حفاظت پر ضرور ہو ایرج نے کہا ہمکو بخوبی خیال ہو آپ سامان سفر مین مصروف رہین یہ سنکر شاپور بیرون بارگاہ آیا سموم جادو نے یہ سب باتین سنین جی مین کہتی ہو کہ سامری جمشید ہاتھ سے اس سوذی فرزند عمرو کے بچائین کیا فہم و فراست ہو عقل سے کہتا ہو آپ کی فکر مین کوئی آیا ہو یہ نہین جادوگرون مین ملی رہی دو پہر رات گئے دربار برخاست ہوا بعد خاصہ وغیرہ نوش کرنے کے ایرج نوجوان اُس خیمہ مین آئے جہان آرام فرماتے ہین اب شاپور شیر دل اسوقت حاضر نہوسکا مصروف انتظام ہو طلایہ وغیرہ مقرر کررہا ہو آپ واذوقے کی فکر ہو وقت سفر کا ذکر سموم جادو ایک گوشہ مین جاکر لیٹ رہی شاپور شیر دل کو کب آرام آتا ہو جب اُسنے خبر پائی کہ شاہزادے

نے آرام کیا ہر کام سے اپنے کو علحدہ کر کے صورت بدلے ہوئے بشکل ایک ساحرہ کے اندر
بارگاہ کے آیا ایک سمت آکر لیٹ گیا نگاہ طرف اپنے آقا کے چھپر کھٹ کے ہی مگر سموم جادو جب
رات کم باقی رہی اپنے مقام سے اُٹھی سر اُٹھا کر چار جانب دیکھا عقل سے دریافت کیا کہ سب سو رہے
ہیں یہ ملعونہ اُٹھی شاپور بھی رات بھر جاگا تھا جب فتنۂ خوابیدہ بیدار ہوئی یہ بھی سو گیا سموم اُٹھکر
چلی پردہ اُٹھا کر اندر آئی دیکھا ملکہ انجم ماہ رخسار غافل سو رہی ہے ایرج نوجوان کا بھی نفیرِ خواب بلند
پہلوئے شاہزادے میں لوح مثل ستارۂ سحری چمک رہی ہے سموم تختی کو دیکھ کر بیقرار ہو گئی سوچی
اسکو لینا واجب و لازم ہے اگر یہ قبضہ سے اس جوان کے نکل جائیگی پھر اسکی کیا حقیقت ہے ملکہ
جادو ایک سحر میں اسکو دیوانہ کر دیگی تمام قلعہ انجم حصار لاشوں سے بھر دیگی بس اپنے مقراض
جھولی سے نکالی ڈور لوح محفوظ کا کاٹ تختی کو ہاتھ میں لیا رومال میں لپیٹا اب قصد ہوا کہ سحر کر کے
اس جوان کو بیکار کر دوں پنجہ کمر میں دیکے لے اڑوں لیکن ایرج نوجوان کے دیدۂ ظاہری بند ہیں
دیدۂ باطنی کھلے ہیں اُسی عالمِ خواب میں معشوق گلعذار سرو قد غنچہ دہن شمع انجمن عاشق خصال
حسین باکمال کو دیکھا کہ دربارگاہ سے تشریف لائی ہیں ایرج نے مسکرا کر فرمایا اے شہنشاہ اقلیم
خوبی و اے تاجدار ممالک محبوبی اسوقت کیونکر اتفاق ہوا سر جھکا کر فرمایا تمہارے دیدار فرحت آثار
کا طلب مشتاق تھا مگر صاحب ذرا ہوشیار ہو جاؤ لوح محفوظ کو کھویا جان تو بچاؤ دیکھو تو سر پر کون
کھڑا ہے ایرج نے گھبرا کر آنکھ کھولدی حقیقت میں ایک جادوگرنی کو دیکھا کہ سرہانے موجود ہے
کچھ سحر پڑھا چاہتی ہے پس ایرج نے نعرہ کیا او ملعونہ خبردار تو کون ہے نعرہ کر کے ایرج نے چاہا
اُٹھوں سموم جادو نے سحر کیا ایرج اُٹھتے اُٹھتے گرے انجم ماہ رخسار کی آنکھ کھل گئی دیکھا کہ
ایک ساحرہ نے سحر کیا شاہزادہ زمین پر گرا سموم نے جھپٹ کر کمر میں پنجہ دیا چاہا ایرج کو لے نکلوں
انجم نے نعرہ کیا گو سحر کا مارا ایرج کو چھوڑ کر یہ الگ ہوئی مگر بسبب لوح محفوظ سحر نے اسپر تاثیر
نہ کی انجم نیمچہ کھینچکے اُٹھی کہ جا پڑوں سموم جانتی ہے یہ شاہزادی ہیں کنیز یہ عقل میں بدتمیز اسلئے
سحر کو کیونکر رد کرو گی لوح محفوظ نکال کر چمکادی انجم ماہ رخسار کی آنکھیں جھپکیں سموم جادو سوچی کہ
اب میرا نکل جانا بہتر ہے ایسی کہ نکل جاؤں یہ تو ملحوظ خاطر ناظرین ہے کہ انجم لوح محفوظ کو دیکھ کر گری ایرج
مبتلائے سحر سموم جادو اب سموم کو کون روکے لیکن شاہپور شیر دل جو بشکل کنیز پڑا ہوا سوتا

اس ہنگامہ کو سنکر آنکھ کھلی ایک جادوگرنی کو دیکھا کہ ایرج پر سحر کر چکی ہے انجم زمین پر گری پڑی ہے
لوح محفوظ اُسکے ہاتھ مین چاہتی ہے پر پرواز پیدا کرکے نکل جاوٗن شاپور یہ حال مصیبت مآل دیکھکر
اپنی جگہ سے اُٹھا اٹھتے اٹھتے سموم پر حلقے کمند کے مارے گردن مین اس ملعونہ کے پڑے ارے کھینچکے
طلبی شاپور نے جھٹکا دیا سموم خم ہوئی شاپور نے جھپاک مار دیا یہ ملعونہ لڑکھڑا کر گری نعرہ ہوا منم شاپور
شیر دل لیث کے خنجر مارا سموم کے خنجر دوسار ہوا صدائے گیر و دار بلند ہوئی ایرج کے ہوش درست
ہوئے انجم ماہ رخسار اُٹھی آواز دی بھیا شاپور لوح محفوظ اس ملعونہ کے پاس ہے آواز آئی کشتی مرا نام
سن سموم جادو بود انجم نے کہا یہ وہی کنیز بدتمیز تو ہمارے پرسے تختی اُٹھا کے بھاگی تھی مرنے سے اسکے اندر
چھپایا ہوا ہے شاپور کا قصد ہوا کہ دیکھون لوح محفوظ کہان ہے اُسوقت ستارۂ سحری چمک چکا ہے لشکر مین
بھی بلڑ ہوا سردارون مین پرلے سفر کمر بندی ہو چکی تھی یہ ہنگام سنکر سب دوڑے قضائے کار ابھی تک
لوح محفوظ قبضۂ ایرج مین نہین آنے پائی شاپور چاہتا ہے تلاش کرون چونکہ علامت مرنے کی جادوگرنی
سے برپا ہے اس وجہ سے نہین سوجھتا کہ لوح کس مقام پر ہے اُسی وقت سمناک جادو فرستادۂ ملکہ حیرت
جادو بارہ ہزار ساحران غدار کو ہمراہ لیے ہوئے بر روئے ہوا چلی اسکے بھی کان مین آواز آئی کشتی
مرا نام سن سموم جادو بود وہین سے نعرہ کرکے گری سحر کرتی ہوئی عین بارگاہ مین ایرج کے
اُتری شاپور تو اس ملعونہ کو دیکھکر ہٹا لوح ہنوز اُٹھا سکا اُسنے گرتے گرتے ایرج پر ہاتھ ڈالا ایرج کے
پاس لوح محفوظ تو سوجھ نہین ہے سحر نے اُسکے بخوبی تاثیر کی دس پانچ جادوگرنیان اسکی گر پڑین ایرج
کو قبضہ مین کر لیا سمناک جادو نے لوح محفوظ کو قریب لاشۂ سموم کے پڑے ہوئے دیکھا اسنے
اپنے قبضہ مین کیا انجم ماہ رخسار اُٹھنے لگی اب دیکھا شاہزادہ ایرج نوجوان غیرون کے قبضہ مین
ہوگیا کلیجہ منہ کو آیا کئی کنیزون کو جھپٹ کے مارا اب تو سب سردار بیہوش گئے ایرج نوجوان قبضہ مین
سمناک جادو کے آ گئے انجم ماہ رخسار لڑ رہی ہے شاپور نے کئی جادوگرنیان حلقہائے کمند سے
مارین دو چار کو جھپاک بیہوشی سے بیہوش کیا کسی کو خنجر سے قتل کیا کبھی حقۂ روغن نفط مارا جسپر قطرہ
پڑا جل گیا کبھی خنجلی بان داغ دیا شاپور سب کچھ فن رخشی کر رہا ہے جان دینے پر آمادہ لیکن کسی طرح
ایرج نوجوان پر قبضہ نہین ہوتا سمناک جادو اپنے پاس کسی کو نہین آنے دیتی لوح محفوظ چونکہ
پا چکی ایرج بھی قبضہ مین چاہتی ہے کہ اُڑ کر نکل جاوٗن ملکہ انجم ماہ رخسار روک رہی ہے تمام جادوگرنیان

قلعہ انجم حصار کی آمادہ مرگ جیسے تھی تھا چار جانب یہی لہر تھی کہ طلسم کشا کو سہمناک جادو نے گرفتار کر لیا
لوح محفوظ اس ملعون کے قبضہ میں ہی خدا شاہزادے کو بچائے پروردگار اُسکے شر سے محفوظ رکھے یہ بھی ثابت
ہوا کہ ملکہ حیرت جادو نے بکمال افراسیاب مدد بھیجی ہی سہمناک جادو آتی ہی دیکھیے اب کیا ہوتا ہی
شاپور نے بُرا کام کیا سموم جادو کو مار ڈالا لیکن جلدی میں لوح محفوظ کو قبضہ میں نہ لے سکا اب سہمناک
جادو نے شاہزادے کو گرفتار کر لیا مگر ملکہ انجم ماہ رخسار جانبازی کر رہی ہی سہمناک جادو نے والی طلسم
ہوشربا کی یہ کسلو مانتی ہی انجم کو ذرہ سے بھی کمتر جانتی ہی یہاں تو لڑائی کی یہ صورت ہی کہ سہمناک جادو
اسیح کو قبضہ میں کرکے زمین کے کنارہ لشکر تک آپہونچی ہی چاہتی ہی کہ نکل جاؤں انجم ماہ رخسار جانبازی
میں مصروف ہی مگر گلشن کنیز سہمناک جادو کو ادھر روانہ کرکے خدمت میں مرآت جادو کی پہونچی عرض
کی حضور قتل ہوا ملکہ انور جادو کا ملکہ حیرت کو بہت ناگوار گذرا سہمناک جادو کو خود برائے گرفتاری طلسم کشا
روانہ کیا یقین ہی وہ پہونچ گئی ہون ای ملکہ عالم اگر آپکو لڑائی فتح کرنا منظور ہی تو فوراً سوار ہو جیے مرآت
نے علم دیا لشکر میں قرنا ہوا اُسی وقت لشکر تیار ہوا دو لاکھ فوج لیکر چلی مرآت جادو بادشاہ طلسم سکندری
فنون سحر میں طاق شہرہ آفاق گھوڑے ترنج نارنج ہاتھ میں لیے کل ساحر پشت پر ایک ایک سامری [illegible]
زبان اس شوکت و شان سے طرف قلعہ انجم حصار کے چلی یہاں سہمناک جادو نے قیامت برپا کی ہی
انجم کو زخمی کیا آگ برسادی صدہا کو قتل کر ڈالا اب کوئی جادوگر سمہ پر نہیں چڑھتا صف سے آگے نہیں
بڑھتا اسیح نوجوان کو اپنے پر سوار کر لیا لوح محفوظ دمل میں لپیٹ کر جھولی میں رکھلی جب سحر کرتی ہی
کبھی آگ برسائی کبھی آندھی سیاہ چلی سیکڑون بندگان خدا سر گرا کر مر گئے اب لشکر اسیح میں یہ ہنگامہ برپا ہی
سرداروں کے بالوں مٹھ چلے انجم بھی زخمی اور بیقرار ہوکر بلا ایک نقارے پر چوب پڑی زمین تھرائی آسمان ہلا آواز آئی
سنم ملکہ مرآت جادو و بادشاہ طلسم اسکندری شاپور ایک گوشہ پر کھڑا ہوا مقدمہ سحر و ساحری
کنارے کنارے تدبیر کرتا پھرتا ہی ڈرتا ہی ایسا نہو کہ میں بھی گرفتار ہو جاؤں اب جو شاپور نے سر
اٹھا کر دیکھا مرآت کا حال بخوبی آئینہ ہوا فرزند عمرو صاف باطن خیرخواہ نے آقائے نامدار کے
نام پر جان دینے کو شرف کونین جانا مرآت جادو کو عرصہ دراز سے پہچانتا ہی ایسے شاپور بدحواس
ہوا یقین کامل ہوا کہ سہمناک جادو پر کوئی عیاری کرتے شاید آقا کو چھوڑا تے تو پھر مراد پاتے لیکن
اب غالب ہونا دشوار ہی لڑنا بھی بیکار ہی ملکہ چلکر انکے جمال نثار سے اطلاع کر دوں مالک

اسم اعظم صاحب شوکت و حشم وہ اگر وقت پر پہونچ گئے تو اُنسے کوئی ساحر مقابلہ نہ کر سکیگا مگر ای شاپور
تا تریاق از عراق آوردہ شود مار گزیدہ مردہ شود جبتک ہم جائیں صاحبقران کو یہاں تک لائیں
گھر بھر میں خاتمہ ہے لوح محفوظ قبضہ سے جا چکی جنپر دارومدار تھا وہ گرفتار ہوئے اب تمنا بیکار ہے
از بسکہ جان و دانے کو ظاہر کرو اس سوچ میں تھا کہ ملکہ انجم ماہ رخسار پر نگاہ پڑی دیکھا انتہا کی
زخمی ہو چکی ہے زمین پر گرا چاہتی ہے شاپور ایک ساحرہ کی شکل بنکر قریب انجم ماہ رخسار کے آیا اور کہا
کہ اس مقام پر غیر ساحر کا ٹھہرنا ممکن نہیں ایک نخل کی آڑ پکڑ کے کھڑا ہوا شانے پر انجم کے ہاتھ رکھا
انجم نے پلٹ کے دیکھا شاپور رونے لگا اپنا حال ظاہر کیا کہا کہ ای ملکہ انجم ماہ رخسار اب کیا تدبیر کریں
انجم شاپور کو پہچان کر رونے لگی کہا ای برادر شاپور غضب ہوا شاہزادہ گرفتار ہوا لوح محفوظ پروردگار
نے اپنی قدرت سے پہونچائی تھی اُسکا یہ انجام ہوا اور یہ ملعونہ سہمناک جادو طلسم ہوش ربا سے
آئی ہے نہایت زبردست ہے ای برادر دوسری خرابی یہ پڑی کہ مرات جادو بھی آ پہونچی ہم ایسی
لڑائی کا بار نہ اُٹھا سکتے اسکو کون جواب دیگا میں تو زندہ نہ بچونگی تم نکل جاؤ جاکر انکے قبلہ و کعبہ
جد عالی تبار وغیرہ کو خبر کر دیا اور جو انتظام ممکن ہو بہر نوع ای شاپور ہمارا سحر جواب دیتا ہے بیکار ہے شاپور
نے دیکھا کہ اب فوج مرات جادو بھی زمین میں اُترنے لگی اور باشتہا کا جلوہ ہوا مرات کا تخت ایک
مقام پر ٹھہرا آواز دی او انجم ماہ رخسار نمک حرام تو نے ہمارا کچھ پاس نہ کیا ہمارے گنہگار کو چھین لیا ہمارے
مرتبہ کو تو نے دیکھا شہنشاہ ہوش ربا نے کیسا تدارک کیا اگر میں عرض پرداز ہوتی خود شہنشاہ تشریف
لاتے اور کیا کوئی بات رہجائیگی کل مسلمانوں کی تباہی کا وقت قریب آیا کوہ عقیق پر جاکر ایک دن میں
سب کا خاتمہ کر دونگی یا اُن سب کو گرفتار کر کے خدمت میں آقائے نامدار افراسیاب عالی وقار کے
بھیجدونگی انجم ماہ رخسار نے اپنے کو سنبھال کر جواب دیا کیا بیہودہ بکتی ہے کیسی نمک حرامی جو تجھ سے ہوسکے
ہرگز قصور نہ کر ہماری ہزار جان نام پر شاہزادہ والا قدر کے نثار ہے ملکہ انجم ماہ رخسار نے جو اسطرح کا
جواب دیا ملکہ مرات جادو غصہ میں کانپنے لگی آواز دی ای ملکہ سہمناک جادو ذرا ٹھہر جاؤ میں ابھی
اس حرامزادی کی ناک چوٹی کاٹے لیتی ہوں یہ کہتی ہوئی مرات تخت سے کود پڑی یہ تو ناظرین پر واضح
ہے کہ لوح محفوظ سہمناک جادو کے پاس ہے اور ایرج نوجوان کو اپنے قبضہ میں کر چکی مرات جادو
نے قصد کیا ہے کہ اپنی جرأت آئینہ کرے دو ملکہ شیشہ مے نوش کے نیچے یہ گرفتار محبس رنج و مصیبت

اسیر زندان مصیبت از خود فراموش ملکہ شیشہ مے نوش باغ مین شجر جادو کے قید ہے کنیز کو نامہ دے کر
خدمت مین ملکہ بران کے روانہ کیا جسدن سے یہ بیچاری قید تھی شجر جادو یا تو بیجا ملکہ سے بات
نہ کر سکتا تھا یا قصد کرتا ہے کہ مین اس محبوب جانی پر جادو دانی پر دست اندازی کرون چونکہ چند کنیزان
خاص ملکہ کی ہر وقت حاضر رہتی ہین اسوجہ سے شجر جادو جز کی بات نہین کہہ سکتا تھا مگر صورت زیبا
دیکھ دیکھ کر آٹھ پہر محو حیرت رہتا ہے ملکہ نے جو حالات قلعہ انجم حصار سے ہین سر جھکائے بیٹھی رہی ہے
یکایک گلرنگ کنیز طلسم نور افشان سے پھر کر خدمت مین آئی چونکہ یہ بات راز و نیاز کی تھی اشارے
مین کچھ باتین ہوئین ملکہ نے حیلہ سے قریب بلایا جب ملکہ گلرنگ پاس آئی پوچھا کیون ملکہ بران
شمشیر زن سے ملاقات ہوئی گلرنگ ہنس پڑی کہا انکا دربار دُربار دیکھا کنیزان شاہی کا عز و
وقار دیکھا حضور نامہ پڑھتے ہی انکو بڑا غصہ آیا فرماتی تھین ہم سلطنت طلسم اسکندری حرامزادی سے
چھین لینگے اور کیا عجب ہے کہ خود سوار ہو کر قلعہ انجم حصار پر جائین یہان طلسم مین بھی آنے کا قصد ہے
بڑے قیاس کے مقابلے پڑینگے خود شہنشاہ کوکب روشنضمیر اس شیر بیشہ جرأت کے نام کے
عاشق ہین وہان بھی جا کر یہ لڑ چکے کوکب ممنون و مشکور ہے خدا نخواستہ انکے دشمنون کا کوئی ایک
موئے جسم کم کریگا کل اہالیان طلسم نور افشان سامان لشکر کشی کرینگے دشمن کو زندہ نہ چھوڑینگے بی
مرأت کو جان بچانا مشکل ہوگی یہ ذکر تھا کہ نقارے بجنے لگے گھنٹہ و ناقوس کی صدائین بلند
ہوئین ملکہ نے گھبرا کر پوچھا دیکھو آج شہر مین کیا غضب ہے کیا بلا نازل ہوئی کسکا گھر لوٹا گیا
گلرنگ گئی اور پتہ لگا کر آئی عرض کی حضور ملکہ مرأت جادو آپکی مادر خونخوار بڑے کر و فر
سے طرف قلعہ انجم حصار کے جاتی ہین طلسم کشا کے قتل کی فکر ہے ہر وقت یہی ذکر ہے شاہی بادشاہ
ہوش ربا نے ابھی کچھ فوج برائے گرفتاری طلسم کشا روانہ کی ہے لیکن یہ بھی بحکم شہنشاہ مع لشکر روانہ
ہوئی ہین یہ حال مصیبت آل سنکر ملکہ شیشہ مے نوش رونے لگی کہا کیون گلرنگ ہمارے واسطے
تمام عالم انکا دشمن ہوا ایک جان کے لاکھون گاہک اگر مین بدنصیب یہان قید نہ ہوتی وہ ادھر کا
قصد کیون کرتے ابھی بی مرأت کو شکست دی زخمی ہو کر آئین اسیطرح وہ لڑتے بھڑتے اپنے
لشکر مین چلے جاتے اس اقلیم مین کیون آتے مجھسے یہ تو خبر نکو ملی کہ فرماتے تھے کہ اس بدنصیب کو مین
بے رہائے نہ لیونگا اسی وجہ سے قلعہ انجم حصار پر مقام کیا کیون گلرنگ کوئی ایسی تدبیر ہو کہ ہم بھی

اس ہنگامہ مین اپنے کو پہونچائین اپنی جان اُنکے قدمون پر نثار کرین انجم ماہ رخسار نے کیا کیا کارنمایان
کیے اول سوزن کو مارا قید سے آنکو چھڑایا اور جادو سے مقابلہ ہوا اب خدمتگزاری مین مصروف ہی
کیون ای گلرنگ کوئی جادوگرنی ہوشربا سے آئی ہوگی اودھر سے ڈیڑھ لاکھ فوج لیکر یہ بھیجا
جاتی ہی جسکی فوج کی روانگی مین زمین تھراتی ہی گلرنگ نے کہا حضور شجر جادو آپکی والدہ ماجدہ
کا رازدار ہی لیکن آپ کے نام نامی اسم گرامی کا عاشق زار ہی کئی مرتبہ مجھ سے کہا کہ ملکہ کو راضی کردو ہم
قید سے چھڑوا دین جان طلسم ہمارے قبضہ مین ہی حضور دلدہی کرکے دریافت تو کیجیے کہ کیا شی اُس
ملعون کے پاس ہی مین کہون کہ مین نے ملکہ کو راضی کیا آپ ذرا منہ لگایئے فوراً حال دل کہدے گا
حضور میرے خیال مین یہ ہی کہ لوح طلسمی اسکے قبضہ مین ہی شہر بھی آج خالی پڑا ہی اگر خدا فضل کرے
لوح طلسمی ملے تمنا آرزو ملے ہم آپ سب ملکر چلین سامنے بی انجم کے پہونچکر لوح طلسمی پیش کرین اسوقت
سرخرو ہوکر ملکہ شیشہ مونوش چونکہ دختر بادشاہ طلسم ہی اتنا بڑا کام کیا یعنی لوح طلسمی لاکر دی ملکہ
نے کہا مین تو کچھ کلام نہ کرونگی گلرنگ تم رنگ جماؤ میرا تو اُس سے بات کرتے کلیجہ کانپتا ہی اُسکی
کی صورت زیبا آنکھون کے نیچے پھر رہی ہی گلرنگ نے کہا واری مین ایسے طور سے باتین کرون
کہ حرامزادے کے ہوش درست نہ رہین جو دل مین ہی سب ظاہر کردے آپ میری بات مین ہان
مین ہان ملاتی جائیے مین سمجھ لونگی ملکہ نے کہا گلرنگ سنکر اختیار ہی گلرنگ اپنے مقام سے اُٹھی
شجر جادو اپنے قصر مین بیٹھا ہوا نظارۂ گل وریحان مین مصروف گلرنگ نے آنکر سلام کیا
شجر نے پوچھا کیون اسوقت کہان آئین گلرنگ نے کہا میرے سر ہوے تمھے ہماری کیا قدر ہی تمنے
مجھے کچھ کہا تھا تمنے اُسکی فکر کی شجر خوشی مین اکڑ بیٹھنے لگا کہا گلرنگ اگر اسکو راضی کردے تو
تجھے نہال کردونگا اُسنے کہا ہمنے راضی کرلیا لیکن آہوے وحشی ہی کمسن ناکتخدا نام سے مرد کے
نا آشنا چلکر صحبت شراب وکباب آراستہ کرو باتون مین یہ پہلو بھی نکل آئیگا تم مردوے ہو
ملا علی کر لینا لیکن اتنا خیال رہے جس دن تیزی سے جس بات کو کہے فوراً کہنا حضور سر بھی حاضر ہی
شجر خوشی خوشی اٹھا گلرنگ نے کہا بیٹھ دوے گدھے لباس تو عمدہ پہن لے جنیلی کا تیل تو میسر ہوگا
چراغ کا لیکر لگا لے ڈاڑھی کے بال کھلے ہین خضاب کرلے نہ ممکن ہو تو منڈوا ڈال شجر جادو ان باتو
سے بھولا نہین سماتا بہت بھاری عمدہ لباس نکالکر پہنا منڈے سر پر تاج رکھا گلرنگ سے

کہا تم جا کر فرش وغیرہ آراستہ کرو گلزرنگ دوڑی ہوئی کھل کھل ہنستی ہوئی آئی ملکہ نے پوچھا کہو تو
کیا کچھ پتہ پایا عرض کی حضور انبار رنگ جا کر دیکھیے بہروز ابن بہمن کے آتا ہے بحکم باغبان قضا و قدر آج
اس شجر ملعون کو قلم کیجیے سرکشی کی سزا دیجیے یہ باتیں تھیں کہ شجر جادو اکڑتا ہوا آ کر مسند پر بیٹھا پوچھا
ملکہ مزاج کیسا ہے ملکہ نے تو کچھ جواب نہ دیا مگر گلزرنگ نے کہا ملکہ فرماتی ہیں تمہیں ہمارے مزاج سے کیا
کام شجر نہال ہو گیا کہا ملکہ عالم میں تو تابعدار ہوں پھر گلزرنگ نے جواب دیا ملکہ فرماتی ہیں اپنی
جورو کے تابعدار ہو گے اب گلزرنگ نے باتوں میں لیا چرچا شراب کا بھی شروع ہوا ایک دو جام
جو شجر جادو نے پیے نشہ میں لبریز ہو کے ملکہ شیشہ رو نوش کا ہاتھ تھام لیا ملکہ تو رونے لگی مگر گلزرنگ
نے ملکہ کا ہاتھ چھڑا کر شجر جادو کو ایک طمانچہ مارا کہا او نالائق معشوق پر کوئی ظلم کرتا ہے ملکہ فرماتی ہیں کہ
پہلے تو بتلا کہ ہماری قید سے کیونکر رہائی ہوئی مرأت جادو تو کہتی ہیں کہ قید میں مار ڈالونگی آخر کون
حاکم ہے شجر جادو نشہ میں بول اٹھا ای گلزرنگ اگر بی مرأت میرا کہنا نہ مانیگی بہت پچھتاوینگی دم بھر
میں طلسم کو برباد کر دونگا سلطنت کو غنیمت جانیں مجھ سے بگاڑنا مناسب نہیں گلزرنگ نے کہا میاں
شجر سنو تو ملکہ تمہارے قبضے میں ہیں اب انکو قید سے چھڑا کے اپنے محل میں لیجاؤ گے خاص محل بناؤ گے
شجر نے کہا ای گلزرنگ ملکہ عالم کو میں اپنی آنکھوں کے پردے میں رکھونگا گلزرنگ نے کہا تو بڑا احمق
بیوقوف ہے آخر دریافت ہوگا ملکہ باغ سے کیا ہوئی تم کیا جواب دو گے شجر نے کہا میں صاف کہدونگا
وہ دل راضی تو کیا کریگا قاضی ای ملکہ مرأت اسمقدمہ میں دخل نہ دیجیے صاحبزادی آپکی میرے گھر
میں ہیں ایکا داماد ہوا کل انتظام کرونگا یقین تو ہے کہ اس بات کو سنکر خوش ہو جائیں اگر کچھ ناراض ہونگی
اسی وقت طلسم فتح کرونگا گلزرنگ نے کہا آخر وہ کون ایسی صورت ہے کہ طلسم فتح ہو جائے شجر نے
کہا ملکہ لوح طلسمی میرے پاس موجود ہے پھر طلسم کا کیا عدم وجود اب تو ملکہ شیشہ رو نوش بھی بول اٹھی کہا
وہ لوح کہاں ہے اُسنے کہا وہ سامنے جو صندوق کلاں رکھا ہے بجائے قفل جسمیں مار سیاہ لپٹا ہے اسمیں لوح
طلسم سکندری ہے کہ جسپر نگاہ ڈالنے سے ساحروں کے ہوش گم ہوتے ہیں گلزرنگ نے کہا پھر
اس صندوق سے لوح کیونکر نکلے شجر جادو نے کہا ملکہ اگر کوئی شخص مجکو قتل کرے تب یہ قفل اژدہائے سیاہ
ٹوٹے اندر سے لوح طلسمی نکلے کسکی مجال ہے جو مجھ سے آنکھ ملائے مگر تمہارے واسطے بی مرأت سے
لڑونگا میں خود طلسم فتح کرونگا گلزرنگ نے کہا صاحب پھر تمسے کیا انکار ہے ملکہ کو اشارہ کیا گلزرنگ نے

گوشہ مین جاکر انگشتری الماس کو ٹکڑے ٹکڑے کیا سودہ الماس شراب مین ملایا خوب اس شراب کو
خراب کرکے جام لبالب کیا وہ جام ہاتھ مین ملکہ شیشہ مو نوش کے دیا کہا او شجر بار عالم اپنے ہاتھ
سے جام مرحمت فرماتی ہین شجر باغ باغ ہوگیا اٹھ اٹھ کے سلام کرنے لگا کہتا جاتا تھا کہ مین غلام
ہون عمر بھر خدمتگذاری کرونگا گلرنگ نے کہا میان شجر اب تکلف کیا رہ گیا مجھے تمھارا کام تمام
کیا جس فکر مین تھے اسکا آج انجام ہوگیا بس اب چین کرو کبھی تکلیف نہو گی تا تک بھیلا سکے سوا اپنے
نصیب کو نہ رونا ہم ایسا خیر خواہ نہ پاؤ گے جلدی قدر نہ کی نوبت پہنچاؤ لے شجر اُن مین کیسے کرتے
وہ جام پی گیا گلرنگ نے جلدی کباب وغیرہ پیش کیے گلوریان کھلائین لمحہ بھر مین گھبرا کر اٹھا کہا
ملکہ میرا کلیجہ کوئی کاٹ رہا ہے دم نکلا جاتا ہے گلرنگ تو نہایت عقیل ہے اسنے کہا اے شجر ہمارا بھی یہی
حال ہے دم گھبراتا ہے کوئی آسمان پر لیے جاتا ہے شجر گھبرا کر اٹھا مجھے اٹھنے دو ہوئی کلیجہ کے ٹکڑے کٹ
کٹ کے گرنے لگے شجر اوک رہا ہے ڈولک رہا ہے گلرنگ نے قریب آکے ہاتھ بتایا کہا اے شجر خوش
ہو شجر نے کہا اے گلرنگ اب دم نکلا چاہتا ہے کلیجہ کے ٹکڑے کٹ کٹ کے گر رہے ہین یہ کہکے اٹھا
ایک چمن مین جاکر منہ کے بل گرا ایڑیان رگڑنے لگا اسوقت گلرنگ نے دل کو مضبوط کرکے اسکے
شکم مین ایک خنجر مارا شکم چاک شجر کا قصہ پاک بیج ظلم و بدعت کمدی شاخ بغض و حسد کی شجر کبر و نخوت
سے یہ شجر کو ثمر حاصل ہوا ذلت و رسوائی سے جہنم واصل ہوا باغ مین اندھیرا ہوگیا نخل جلنے لگے
غنچے کف افسوس ملنے لگے شاخین جھوم کر سرزمین پر ٹپکتی تھین کلیان خوف سے نہ چٹکتی تھین
پھولون کے رنگ متغیر گل لالہ کے قلب پر داغ سوسن نے نیلی چادر سر پہ کھینچی نرگس ٹکٹکی باندھے
دیکھ رہی تھی آنکھ لڑا بھولی شبنم پر اوس پڑی گل اشرفی کی رنگت زرد کلیجہ مین درد گلاب عرق
عرق دریائے خجالت مین غرق آندھی سیاہ اٹھی دیوارین باغ کی گرین اس طرح کی صدائے مہیب
آئی شیشہ مو نوش گھبرانے لگی گلرنگ جلدی بڑھکر قریب اس صندوق کے آئی دیکھا قفل ہا
سیاہ ٹوٹا پڑا ہے کہا حضور جلدی یہان تشریف لایئے ملکہ قریب آئی گلرنگ نے صندوق کھولا
ملکہ شیشہ مو نوش نے دیکھا ایک چاند کا ٹکڑا تڑپ رہا ہے یا ستارہ سحری یا آفتاب عالمتاب گلرنگ
نے کہا ملکہ عالم اسکے چہرے سے ظاہر ثابت ہوتا ہے کہ یہی لوح طلسم ہے ملکہ نے اس تختی کو اٹھایا خوشی خوشی دل
مین لپٹا کہا اے گلرنگ جلدی چلو گلرنگ نے فوراً سحر سے تخت تیار کیا ملکہ کو اسپر سوار کیا چاہا

کنیزین اس مقام پر موجود تھین وہ ہمراہ ہوئین اب جو تخت ملکہ کا باہر نکلا جسنے ملکہ کو دیکھا وہ ساتھ ہو گیا غرض
اقرار وفا ہوئی جاتی ہے کہ جو ملکہ عالم کا ساتھ دیگا امان پائیگا ورنہ سختی کی موت مارا جائیگا بارہ ہزار
ساحران غدار ساتھ ہو لیے یہ بھی خبر اڑ گئی کہ شجر جادو وصل جہنم ہوا شجر بغض وحسد قلم ہوا قلعہ
سے نکلتے نکلتے بارہ ہزار ساحران نامی اور ہمراہ ہوسے رہبری کرکے طرف قلعۂ انجم حصار لے چلے
اب ناظرین حال قلعۂ انجم حصار سماعت فرمائین وہ وقت ہے کہ سہمناک جادو ومرات بدخو نے
قیامتین برپا کردین ملکہ انجم ماہ رخسار زخمون مین چور چور قریب ہے کہ گرفتار ہو جائے نشانِ لو
سائے مین نخل کے کھڑا سہمتا ہے کبھی اپنے پیدا کرنے والے کو پکارتا ہے عرض کرتا ہے ای رب
دوجہان وای خالق انس وجان میرے آقا کو بچالے اس مصیبت سے نجات دے ادھر انجم
ماہ رخسار زندگی سے ناامید اہالیان فوج بھاگے جاتے مین شہر والے خاک اڑاتے مین یکایک
آسمان پر برق چمکی سب کی آنکھین جھپک گئین دیکھا پہلوے کوہ سے چودھوین رات کا چاند جسکی
تڑپ سے ضیائے نیر اعظم ماند سب حیران ہو کر دیکھنے لگے کہ دن کو ماہ کامل پہلوے کوہ سے کیونکر
پیدا ہوا وہ چاند بلند ہوا جسپر عکس ماہ کامل برج حمل میں خشک جلنے لگا جب کئی ہزار ساحر جلکر مرے مرات
جادو کو حیرانی دریاے آتش کی طغیانی اٹھا کر ایک گولہ مرات جادو نے مارا چاند کے دو ٹکڑے
ہوئے چھناکے کی آواز بلند ہوئی وہ ٹکڑے چاند کے زمین پر گرے کئی ہزار ساحر جلکر خاک ہو گئے
چاند نے آفتاب تابان کی تابش دکھائی زمین عمرانی تمدیون کا ستارہ گردش مین آیا چاند نے خود
برج عقرب کا اثر دکھایا انتہا کا انقلاب ہوا ہیولاؤن کو پیچ وتاب ہوا چاند کے ٹوٹنے سے عرصہ
دراز تک اندھیرا رہا صدائین آہ کی بلند زمین متزلزل آسمان متحرک بعد عرصہ دراز گردش زمین کو
سکون ہوا اب سب نے دیکھا ماہ تابان فلک حسن وجمال بدر درخشان آسمان جاہ وجلال نیر
برج جلالت آفتاب عالمتاب سحاب عزت صفدر صف شکن ملکہ بران شمشیر زن طاؤس زرین بال
پر سوار فوج جاہ وحشم ہمین دلیہ سطوت صولت ودبدبہ چہرۂ بے نظیر سے آشکارا نامی نامدار اقہر
وغضب تمام نعرہ کیا نعرہ بران
شغال جادو وسگ بشکن
صنم دختر کوکب ذی وقار
لقب گشت بران شمشیر زن
صنم ذی حشم صف شکن نامدار
سہمناک جادو ومرات جادو
سنے دیکھا کہ ملکہ بران شمشیر زن نے گرتے گرتے دس ہزار ساحران غدار قتل کیے ملکہ انجم ماہ رخسار

کا بازو تھا انجم کہتی ہے یا تو مجھ پر غش طاری تھا یا کسی نے دستگیری کی قلب میں قوت آئی روح
کو راحت ہوئی آنکھوں میں بصارت ہوئی سر اٹھا کر دیکھا ملکہ بران فرماتی ہیں اے انجم ایسی گھبرا گئیں
ہوشیار ہو جاؤ انجم نے جھک کے سلام کر کے فرمایا صاحب میں شکر کیا جواب دوں ماشاء اللہ
خوب لڑیں کیا کتنا بڑا کام کیا لڑنے والوں میں خوب نام کیا انجم ماہ رخسار نے عرض کی جی تقویت
تھی کہ حضور ہماری خبر لینگی ان بلاؤں کے ہاتھ سے بچا لینگی عین وقت پر آ کر سرفراز کیا آپکی
جرأت پر مردان عالم نے ناز کیا ملکہ بران شمشیر زن نے مسکرا کر فرمایا بس اب زیادہ تعریف
کی ضرورت نہیں ہے لڑائی میں مصروف ہو ملکہ انجم ماہ رخسار بھی سحر کرنے لگی خوف سے ملکہ بران
کے سہمناک جادو تھرائی سحر کرتی ہوئی قریب مرات جادو کے آئی کہا اے ماہ عالم اے حاکم
طلسم اسکندری اب ایرج نوجوان کے گرد ساحران زبردست مقرر کیجیے دختر کوکب آپ ہو کسی سحر کا
اسکے ہوش ربا میں شہرہ ہے سہمناک سحر جرأت نام ہے برسے ایسا دام سحر ہے کس زور شور سے اٹھنے
دریلے خونروان کو سایا بل پر بڑاوان کو توڑا اس جوان سے شاید کسی طرح کا لگاؤ ہے کہ طلسم
نور افشاں سے یہاں تک آنا ہے کہ اپنی جرأت دکھانا دیکھو اسی جانب لڑتی ہوئی آتی ہے ایرج
کی قید کو چھپاؤ میں بڑھ کر دختر کوکب کو روکتی ہوں تم قیدیوں کو لیکر نکل جاؤ میں بھی لڑ بھڑ کر
چلی آؤنگی یا اس سہمناک بحر جرأت کو دام مکر میں پھنساؤنگی لیکن حقیقت میں بلائے روزگار ہے
اسپر پنجہ قابض ہونا دشوار ہے اب مرات و سہمناک نے بڑھ کر صفیں باندھیں گرد ایرج
نوجوان کے کئی ہزار جادوگر مقرر کیے سحر ہونے لگے بران شمشیر زن کے پہونچتے ہی اہالیان
انجم حصار کے قدم جمے بھاگنے سے تھمے نقیبان فوج آوازیں دے رہے ہیں اے مردان
ہوشمند تا جان بزبان نرسید شعر روز جنگ سخت جنگ باید کرد ۔ کوشش نام و ننگ باید کرد
مرنے والے آوازیں دیتے تھے شعر آن نہ من باشم کہ روز جنگ بینی پشت من ۔ آن منم کاندر
میان خاک و خون بینی سرے ۔ زمین و آسمان سے خون برس رہا ہے ہوائے گرم چل رہی ہے آتش
سحر جل رہی ہے ملکہ بران کے ہاتھ میں اختر مروارید جو تھا کھینچ مارا دس دس کے سینوں کو توڑ کے
نکل گیا اس ماہ تاباں کا اختر بعید کر و فر چل رہا ہے سہمناک و مرات بھی اسی فکر میں ہیں کہ کسی
تدبیر سے ملکہ بران شمشیر زن کو گرفتار کریں کشاں کشاں سامنے افراسیاب کے لیجائیں

برق جہندہ پر کون ہاتھ ڈالے جو قریب آیا مارا گیا ملکہ بران ہر چند کہ وہ کوشش کرتی ہین کہ
سہمناک کو گرفتار کرون ایرج عالی وقار کو قید سے چھڑاؤن وہانتک رسائی ناممکن گرد شاہزادے
کے ہزارون دشمن اژدران سحر ماران سیاہ ہیبت اپنی دکھا رہے ہین تختۂ زمین کے تھراتے
ہین ناگاہ آسمان پر برق چمکی سب دیکھ رہے ہین کہ نوبت نقارے کی آواز آئی مراث جادو
حیران کہ یہ کون آتا ہی ابر تیرہ و تار شق ہوا سب نے دیکھا ملکہ شیشہ می نوش بصد جوش و خروش
مع بارہ ہزار ساحران غدار نوبت نقارہ بجتا ہوا آکر پہونچین مراث جادو اپنی دختر بلند اختر کو دیکھ کر
گھبرا گئی حیران تھی کہ یہ کیونکر یہان پہونچی لیکن بہ تعمیل تمام تخت ملکہ شیشہ می نوش اترا مراث جادو
نے آواز دی کہ بی بی یہان کیونکر آئین شجر جادو کہان ہی ملکہ شیشہ می نوش نے جواب دیا ای مادر
مہربان شجر ظلم و بدعت کو مین نے قتل کیا ہی سنے کہا او بیجیا میری مادر مہربان لڑنے گئی ہین یہ میرے
دل کو گوارا نہین کہ مادر مہربان کو صدمہ عظیم پہونچے مین زندہ ہون مجھے بھی لے چل اسنے جواب
سخت دیا حال میرے دل کا حضور پر آئینہ ہی وہ میری آبرو کا بھی خواہان تھا مین نے اس نامرد کو
قتل کیا اب آئی ہون کہ حضور کی شراکت کرون طلسم کشا کہان ہین مجھے بتا دیجئے اپنے ہاتھ سے
مار ڈالون بلکہ میری بدنامی سے لوگون کے کہنے سے مجکو بھی ضد ہو گئی ہی کسکو گوارا ہوگا کہ ماں باپ
پر صدمہ پہونچے ملکہ مراث جادو نے جو یہ باتین ملکہ شیشہ می نوش کی سنین مست ہو گئی پکار کر
کہا مین صدقے بیٹی تو تمھارے واسطے کیا کیا صدمے اٹھائے نو مہینے پیٹ مین رکھا بارہ برس
دودھ کھلائے ہوش کی لذت زبان پر ہی صدقے سے ساری کے جوان ہوئین تم نہ خیال رکھو تو
کسکو خیال ہوگا بھلا ہی شفقت کا کسکو خیال ہوگا وہ دیکھو سامنے قیدی موجود ہین تمھین قتل اور
غیر قتل کا اختیار ہی میرے بعد تمھین وارث سلطنت ہو گھر کو سنبھالو خزانہ دیکھو شیشہ می نوش
بہت اچھا کہتی ہوئی تیغ کھینچے ہوئے طرف ایرج نوجوان کے چلی لوگ سمجھے واسطے قتل کے
جاتی ہی جسوقت کہ شیشہ می نوش مع لشکر پہونچی تو ملکہ بران شمشیر زن نے پوچھا تھا یہ کسکی
سواری آئی ملکہ انجم ماہ رخسار نے کہا تھا کہ حضور یہ دختر مراث جادو ہی مگر تعجب یہ ہی کہ جرم
عشق ایرج نوجوان مین قید تھی یا اب آمادہ قتل ایرج نامدار ہی ملکہ بران شمشیر زن نے فرمایا
اسمین بھی کچھ اسرار ہی یہ تو بخوبی آگاہ مین کہ اسنے مجکو اطلاع دی ورنہ یہان خاتمہ ہو گیا ہوتا

یہ دیکھکر ملکہ بران نے بھی دبار دُما لا سحر کرتی ہوئی بڑھین انجم سے کہا یہ وقت جنگ و جدل
ہے مصیبت طلسم کشا مین دل بیکل ہے شیشہ مو نوش قتل کرنے جاتی ہے انجم نے بھی اپنے لشکر کو
بڑھایا لیکن ملکہ شیشہ مو نوش قریب ایرج نوجوان پہونچی یہ سحر بین سہمناک سے مبتلا حیران
پریشان ارابے پر بیہوش پڑے ہین ملکہ شیشہ مو نوش نے آتے ہی کنیزون کو اپنی اشارہ کیا سب سے
زیادہ گلرنگ معروف جانبازی شہنشاہ اقلیم سحر کرنے لگی شیشہ مو نوش نے بڑھکر لوح طلسمی
نکال گلے مین ایرج نوجوان کے پہنائی مرآت نے دور سے دیکھا کہ شیشہ مو نوش یا تو قتل کرنے
کے لیے گئی تھی یہ کیا ستم ہوا وہ شیر بیشہ جرأت اپنے مقام سے اٹھا قبضہ شمشیر پر ہاتھ ڈالا صدا آئے
شیہ آئی زمین تھرائی نعرہ ایرج نوجوان و ملک ایرج آن آفتاب سپہر کہ صاحب اقلیم و آفاق گیر و
ہژبر دمان و نہنگ دراز دمان ہ جری صف شکن شیر دشت وغا ہ ستم فارس عرصہ کارزار
گل گلشن قاسم نامدار ہ نعرہ کرکے شاہزادہ پشت مرکب پر سوار ہوا ہژبر بیشہ جرأت
آمادہ حرب و پیکار ہوا سب نے دیکھا لوح طلسمی گلے مین مثل ستارہ سحری چہرۂ آفتاب عالمتاب دست بدست
مین تیغہ برق تاب زیر ران مرکب رشک عقاب ایرج اڑتے ہوئے آگے بڑھے ملکہ شیشہ مو نوش
مع بارہ ہزار ساحران ہمراہ رکاب ایرج مرآت نے سر پیٹ لیا کنیزون نے بڑھکر خبر دی حضور صاحبزادی
لوح طلسمی لیکر آئین طلسم کشا کو پہنا دی لوح محفوظ کی کیا حقیقت ہے اب طلسم کشا کا کون سامنا کریگا
نعرہ ایرج نوجوان کی صدا جو بلند ہوئی ملکہ بران شمشیر زن نے سر اٹھا کر دیکھا آفتاب عالمتاب شہریاری و
کوکب شش جہت افروز جانداری کو پشت مرکب پر دیکھا آنکھیں نگاہین چار ہوئین سنان ہائے مژگان
دلون کے پار ہوئین ایرج نوجوان کو حیرت ملکہ بران کو غیرت ایرج نوجوان چاہتے ہین کہ بڑھکے اپنے
کو قریب ملکہ بران شمشیر زن کے پہونچائین مگر لوہے کی دیوارین بیچ ہوئی ہین ہر صف پر
تلوار چل رہی ہے ملکہ شیشہ مو نوش کو جادوگرون نے چار جانب سے گھیرا ہے مرآت جادو
کی آنکھون مین اندھیرا ہے دل سے کہتی ہے ارے یہ کیا سحر کری کیونکر طلسم کشا چھوٹا اب اس بدبخت
نے لوح کیونکر پائی شمع جادو پر کیا آفت آئی اب اس ہنگامہ مین کون سمجھائے یہ مشہور ہو گیا
کہ لوح طلسمی طلسم کشا کو شیشہ مو نوش نے حوالہ کر دی آتے ہی قید سے اپنے عاشق کو چھڑا لیا
وہان ایرج نوجوان و ملکہ بران شمشیر زن سے پردہ بہ پردہ اشارے ہو رہے ہین ایرج نوجوان

کے کلیجہ پر ہاتھ رکھکر عین گرمی جنگ مین یہ اشعار صداقت شعار پڑھے اشعار مخفی

آتش عشق تو بلبل در دل پروانہ را — بادۂ شوق تو بر لب ساغر و پیمانہ را
از شکنج زلف او حاصل نشد آرام دل — عاقبت کردی بپا زنجیر این دیوانہ را
دیدہ را از لخت دل گنجائش اشکے نماند — تا بکے لبریز خون دارم من این پیمانہ را
بعد ازین مخفی ترا باید در آتش زیستن — کآتش افشا کردہ از راہ شفقت خانہ را

کبھی ایرج کی زبان سے یہ اشعار جاری ہوتے اشعار

زیادہ جبر و اختیار تھوڑا ہی
ہماری خاک سے کرتے ہو بند آنکھوں کو
کہ میرے سینہ مین دم ای نگار تھوڑا ہی
نگاہ لطف سے جو دیکھا ہے یار سرکش نے
کہ اب نگاہ مین روز شمار تھوڑا ہی

سحر کو غنچہ کھلا دوپہر کو تھا سوکھا
بہت یہ کہتے تھے دلمین غبار تھوڑا ہی
پھپھولے سیکڑون قلب حزین مین پڑ گئے
مری نظر مین بھی دلکا وقار تھوڑا ہی

کمال شوق ہے دیدار یار تھوڑا ہی
عروج دو دفعہ جوش بہار تھوڑا ہی
شب وصال لب لب کلم ہو پوچھتے کیا ہو
وہ مہرو دیکھ کے کہتا ہے بار تھوڑا ہی
تڑپ تڑپ کے سکوہ کا ہی روز ہجر قبول

اسطرح کے اشعار جو ایرج نوجوان نے پڑھے ملکہ بران شمشیر زن
مسکرائین ملکہ شیفتہ مہ گوش کی جانب اشارہ کیا شیفتہ مہ گوش شرمائی جاتی ہے ملکہ بران کے جاہ و جلال حسن و جمال کو دیکھکر جسم مین تھرتھری پڑی دل مین کہتی ہے سبحان اللہ کیا پروردگار عالم نے صورت زیبا طلعت جہان آرام حمت فرمائی ہے نقاش ازل نے یہ تصویر دلپذیر اپنے دست حق پرست سے بنائی ہے مگر ملکہ بران و ایرج نوجوان سے آپس مین اشارے کنائے ہونے لگے اب اس شیر بیشۂ جرأت سے کون لڑ سکتا ہے ایک جانب سے ملکہ انجم بادہ خیال سنبھلی ملکہ بران شمشیر زن نے طبقے زمین کے ہلا دیے باغ سحر و افسونگری کے گل کھلا دیے ایرج نوجوان جس منزل پر جا پڑے جس ساحر نے سحر کیا انھون نے لوح کو سامنے کر دیا سحر اُسکا باطل ہو گیا ضرب تیغ بیدریغ سے وہ ملعون جہنم واصل ہوا سہمناک جادو سے ہی ہوئی لوح محفوظ اُسکے پاس موجود ہے یہ امیر ثابت ہوا کہ لوح طلسمی طلسم کشا کے گلے مین ہے اب وہ شیر دشت نبرد لڑتا پھرتا آتا ہے سحر تاثیر نہ کریگا لمحہ بھر مین یہ جوان دفتر ساحران کو الٹ دیگا چہرے سے کشتگی کے لاکھون لکھی ہی ہو چکے تنخواہ جیاتی بٹ رہی ہے شاخ نخل حیات ساحران چھٹ رہی ہے ملک الموت جائزہ لے رہا ہے جہنم مین بھرتی کا ارادہ ہے اتنے ہی عرصہ مین ساحر

بھاگنے لگے نعرے سے اس صاحب سطوت و صولت کے زمین کانپی سہناک خائف ہوکر
سوچی کہ میں نکل جاؤں جاکر ملکہ حیرت کو خبر پہونچاؤں اب ٹھہرنا بہتر نہیں ہوشربا سے
زیادہ آج یہاں کا طور دیکھا یا تو یہ سعیت چشم زدن میں در عیش و فرحت کھل گیا مسلمانوں
کی مدد غیب سے ہوتی ہے کس خوبصورتی سے لوح طلسمی پہونچی ہے یہ سوچکر سحر کرتی ہوئی بڑھی
اس طرف سے ملکہ بران شمشیر زن لڑتی ہوئی آتی تھیں سہناک جادو پر نگاہ پڑی کہ اسنے فوج
انجم ماہ رخسار کو ستھراؤ کر دیا ملکہ بران نعرہ کر کے جا پڑیں کئی ہزار ساحر آفت کر کے پھونک
دیے سہناک جادو نے ملکہ بران شمشیر زن پر سحر کیے ملکہ بران نے مسکرا کر برق چمکائی سحر
اس ملعونہ کے پڑھی ہر چند چاہا روکوں نہو سکا سر زخمی ہوا ملکہ بران جھپٹ کر قریب پہونچیں
چاہا کہ اس بچیا کا سر کاٹ لوں اُسنے گولا اُٹھاکر ملکہ بران پر مارا ملکہ اُس سحر کو دفع کرنے لگیں سہناک
جادو چیخ مار کر اڑی کہ نکل جاؤں شیشہ مے نوش نے شاہزادے کی جانب اشارہ کیا انجم
ماہ رخسار نے بھی آواز دی کہ حضور وہ ملعونہ لوح محفوظ لیے جاتی ہے شاہزادہ والاقدر نے
کمان کیانی دوش سے اتاری نیمن بھال کا تیر ترکش سے نکالا سیر کمان تاکر کا عقاب تیر پر تولتا ہوا
چلا چونکہ سہناک جادو پر تولتی ہوئی تھی تیر سے دوسرا ترکش تلاش کیا بڑے مقام پہ پڑا اگدی
کو توڑ کر پار گذرا زمین پر گری لاش ملعونہ کی جلنے لگی ملکہ شیشہ مے نوش نے بڑھ کر لوح جیب ولی
سے نکال لی سامنے ایرج نوجوان کے بطور نذر پیشکش کی آندھی سیاہ چلی آواز آئی کشتی مرا
نام سن سہناک جادو بود افسوس مردیم و جان دادیم و بمطلب خود نرسیدیم مرأت جادو
یہ ہنگامہ دیکھکر گھبرائی ثابت ہوا کہ ہاتھ سے بران شمشیر زن و ایرج نوجوان کے بچنا دشوار ہے
اب چلکے اپنے قلعہ میں ذرا غور کروں بڑے بڑے پہلوان بھی میرے خراج گزار ہیں ساحر بھی
بڑے بڑے مکار ہیں کسی تدبیر سے لوح طلسمی لے لینگے تب انکو شکست دینگے اب لڑنا سراسر
بیکار ہے یہ سوچکر تخت اُڑاتی ہوئی بھاگی تمام فوج سہناک جادو بھی اسی کے ساتھ ہوئی
ایرج نوجوان نے پیچھا کیا ملکہ بران شمشیر زن نے دیکھا کہ اب ٹھہرنا مناسب نہیں ہے دل
کی بیقراری سے مجمع عام میں آنے کا اتفاق ہوا کلام کرنے کا بھی موقع محل نہیں ہے یہ سوچ کر
دور سے کچھ انکھیں اشارے کنائے ہوئے ایرج کا تڑپ کے اشارہ کرنا کہ آج کی شب رہجاؤ

ملکہ کا انگلی دانت کے نیچے دبانا کہ جیسے کنایہ سے صاف ظاہر تھا کہ ٹھہرنے مین بدنامی ہی
دام محبت مین اسیر ہین قفس مصیبت مین پھنس چکے آپ بڑے خوش تقدیر ہین تم دونو ہنسنے
والے ساتھ مین جو مخل صحبت ہو اسکا ٹھہرنا اچھا نہین ہی پھر جامع المتفرقین کسی حیلہ سے ملائیگا
اس لڑائی کا ذکر جاکر ہم اپنے والدنامدار سے بھی کردینگے شاید کسی وقت کوئی ضرورت ہو ملک
ہر دم ور پا سرکشی ہی ہوش ربا مین بھی سامان لشکر کشی ہی وہان کی خبر لینا بھی ضرور ہی وقت مین
سر پھیرنا بڑا قصور ہی ایسے ایسے اشارے کرکے سنگ صبر دل پر رکھا طاؤس زرین بال پر
سوار ہوکر طرف طلسم نور افشان کے روانہ ہوئین مراث جادو نے شکست کھائی طرف قلعہ
طلسمی کے بھاگی ایرج نوجوان نے پیچھا کیا انجم نے بھی کہا اب تامل کرنا بہتر نہین ہی اسی جوش
وخروش مین مرحلہ جات طلسم بھی فتح ہون ورنہ یہ طلسم وسیع ہی اگر لشکر جمع کرلیگی مشکل پڑیگی
اسکے طلسم مین بڑے بڑے نامی پہلوان ہین انکو بھی آپ کے مقابلہ کے واسطے بھیجیگی سب طرح
کی تدبیرین کریگی اسکی سلطنت مٹی ہی مراث جادو تخت اڑاکر نکل گئی فوج والے کچھ بھاگے
کچھ لشکر ایرج مین گرفتار ہوے بعد جانے مراث جادو کے ایرج نوجوان نے قصد کیا اور
آگے لشکر بڑھاؤن ملکہ سمن بر و ملکہ شیشہ می نوش و ملکہ انجم ماہ رخسار وغیرہ نے آکر گھیر لیا
عرض کی ای شہریار بہتر تو یہی تھا کہ اسی لگاؤ مین لڑتے بھڑتے چلتے لیکن سب ملازمان جانثار حضور
کے زخمدار ہین ایسا نہو کسی خرابی کا سامنا ہو خدا نے بڑا فضل اپنا شریک حال کیا اب حضور
کو اختیار ہی بعد دو چار دن کے سفر ہوگا اب یہ سلسلہ نہین چھوٹنے کا بہت سامان لشکر کشی ہوگا
آخر ایک صحراے سبزہ زار مقام خوشگوار کو دیکھکر لشکر فروکش ہوا ملکہ انجم ماہ رخسار نے نہایت
تکلف سے لشکر کو اتارا بارگاہین استادہ ہوئین غازیون نے فکرین کھولین ایرج نوجوان و شاہد
شیر دل و ملکہ انجم ماہ رخسار و ملکہ سمن بر و ملکہ شیشہ می نوش وغیرہ داخل بارگاہ آسمان جاہ
ہوے زخمیون کی زخمبندیان ہونے لگین اب یہی قصد ہی کہ اندر اسی ہفتہ کے طرف طلسم سکندریہ
کے کوچ کرین مراث جادو سے معرکے پڑین اس شیر بیشہ جرات کو اس حال مین چھوڑیے
وقت پر حال خیریت مآل تحریر ہوگا

دو کلمہ داستان شوکت بیان در بیان صدف قلزم عیاری و ہنگامہ دیگر

زخار طراری ہنر بر دشت جرات رستم رزمگاہ فطرت سرکوب ساحران غدار یعنی خواجہ عمرو نامدار تحریر ہوتے ہین کہ افراسیاب سے حال لوح پوچھکر نقب مین داخل ہوئے پہونچنا تابہ طلسم صندل ساقی نامہ

ساقی کوئی جام مے پلادے	بیتاب ہون درد سر مٹادے	ساقی لانا شراب سرجوش
پھر آپہونچے ہین حضرت ہوش	لانا بنت العنب کو لانا	جتنی ہو شراب سب پلانا
دریا نوشون کا سامنا ہے	دو چار خمون کی اصل کیا ہے	کچھ کم کی نہ سال بھر کی دینا
دس پانچ برس اُدھر کی دینا	وہ مے جو ہو بے مثال سب مین	وہ مے کہ جو ہو حلال سب مین
جو سرخی روئے یار کی دے	جو بو عرق بہار کی دے	جسکا مارا مرے تڑپ کے
جسپر زاہد کی رال ٹپکے	وہ مہر کہ جسکا برج ہو جام	وہ زہر کہ جسکا ہے دوا نام
جسکا اک نام ہے الست	جسکا دیوانہ ہے سدا مست	ہے نشہ سرور جسکا وہ مے
متوالا ہے سور جسکا وہ مے	تابان ہے جو آفتاب کی طرح	دیتی ہے مہک گلاب کی طرح
شیشہ ہے جسے پری کا مسکن	جسکے پھول کا میکدہ ہے گلشن	جسپر میری طبیعت آئی
جو ہے مرے قلب مین سمائی	جسکا ایوان ہے شیشۂ دل	آنکھین ہین جسکی سیر منزل
رکھتی ہے ہنسی خوشی جو سبکو	کھوتی ہے جو فکر و وہم و غم کو	ساقی سے ابھی یہ کہتے تھے ہم
آپہونچی جو دخت رز پری چم	کیا حسن نے ذرہ پروری کی	آمد ہوئی بزم مین پری کی
وہ آئی کیا مراد آئی	مطلب نکلا مراد آئی	بے منت خلق و خوف انجام
ملنے لگا لب سے لب جام	پھر تو تن من کے ہان تلک پی	خالی ہوئے ظرف بھر گیا جی
جب نشہ ابھار رنگ لایا	لکھنے بیٹھے قلم اٹھایا	چہرہ سیاحان صحرائے ظلمات

تحریر و تقریر دقاقان مرحلہ جات نسطیر دلپذیر منازل پرخار سفا مین فرحت آئین کو یون طے کرتے ہین شعر سعدی برس کہ سبوحی زدہ ام خرقہ حرام است ای کلبیان راہ خرابات حرام است

دیگر قطعہ

از ہوش ربودند کمین برزه درایان
شور زغن و زاغ بلندست درین باغ

خیر است چرا این ہمہ بیہوش نشستی
ای بلبل خوش لہجہ چہ خاموش نشستی

دیگر شعر مصنف سخن سنج داناے رمز بیان ہد نویسند این قصۂ دلستان ، سابق میں
تحریر ہو چکا کہ خواجہ عمرو نے صورت حیرت زوجہ افراسیاب کی بنکر حال لوح دریافت کیا
برق کو زنبیل سے نکالا سب کیفیت سمجھائی آپ داخل نقب ہوئے برق کا انجام گذارش کر چکا
کہ داخل لشکر اسلام ہوا چند سردار جستجوے خواجہ عمرو میں روانہ ہوئے افراسیاب جادو نے نامہ
بنام صندل جادو تحریر کرکے اپنے ملازم کلنگ جادو کو دیا کلنگ جادو طرف طلسم صندل
کے چلا خواجہ عمرو بن امیہ ضمری نامدار لرزان و ترسان حیران و پریشان نقب میں داخل ہوئے
اسقدر نقب میں اندھیرا تھا کہ تاریکی میں دم گھبرایا قریب تھا کہ روح قالب سے نکل جاے خواجہ
عمرو نے فتیلۂ عیاری روشن کیا اُسکی روشنی سے نقب کو طے کرتا ہوا مگر خائف کہ ای عمرو اگر افراسیاب
بیدار ہو کر آگاہ ہو جاے ابھی آکر گرفتار کرلے سواے پروردگار کے کون معین و مددگار ہے مگر معبود
حقیقی سرپرست ہے ہمارا معین و مددگار ہمارا زبردست ہے مصیبت میں وہی پروردگار مدد کریگا وہی
اس بلا کو رد کریگا ٹھنڈی سانسیں بھرتا ہوا عمرو بہرحال چلا جاتا ہے ہر قدم پر پاؤں لڑکھڑاتا ہے
اپنے معبود کا نام لے کر سنبھل جاتا ہے افتان خیزان راہ تیرہ و تار جھیلتا ہوا بمشکل تمام نقب سے
نکلا عجب مقامات عجائب و غرائب ہیں کہ طائر وہم و خیال کے پاؤں نکلتے میں طے کنندگان منازل
مصیبت کو سکتے ہیں چند قدم رہبری کی بعد پلٹ گئے دیکھا اُس قصر و عمارت کو پھر نہ پایا دل سے
کہتا ہے ای عمرو یہ کیا صورت اتنی بڑی عمارت کیا ہوئی خواجہ بہتے بڑا گیا اس نقب تنگ و تاریک
میں اپنے کو گرا دیا انجام نہ سوچے اسد غازی کو زنبیل میں ڈالکر چلے آتے ہنسو ہر مقام پر بسر کرینگے
مگر اسد غازی کو کیوں لانے چاہیے تھا ہمراہ ملکہ مہرخ و بہار چھوڑتے جب نشان لوح دریافت ہوتا
بلوا لیتے اب کیا پلٹ جاؤں ہاے کسکو جا کر روے سیاہ دکھاؤں سردار کہیں گے عمرو کا جی چھوٹ
گیا ساری شفقتیں خاک میں ملا دینگے اس سوچ میں عمرو راہ کو طے کرتا ہوا جاتا ہے دن چڑھا نیر اعظم بلند
ہوا گرمی صحرا میں شروع ہوئی جنگل نے کرۂ نار کی کیفیت دکھائی ہواے گرم چلنے لگی ہر جھونکے سے
منہ پھنکا جاتا ہے نقیب گردباد و ریاش کی صدائیں دیتے ہیں کہ راہ بند ورنہ کیوں اپنی جان
دیتا ہے ذرا اس صحرا سے گذرنا دشوار ہے بسکہ آتش بار ہے ہم بھی کسی خوش رفتار کی خاک ہیں لیکن تباہ و
برباد زیر افلاک ہیں برباد کن ناموس و ننگ لباس خاکساری سے بتنگ اس منزل جادۂ فنا

سے بیچ سکے آخر بیابان مرگ ہوئے عمرو بونڈون کو دیکھکر گھبراتا ہے ہرچند کہ وہ انکی تعلیم کو اچھے ہین انکا دل بیٹھا جاتا ہے قلب تھراتا ہے موت کا سامان تشنگی کا جوش پراگندہ ہوش بیہودی مین روتے ہوگڑ دل سے کہتا ہے ای عمرو افراسیاب بادشاہ طلسم ہوش ربا سکار غدار بیرنج باز شعبدہ سازی اُسنے ایک فقرہ کیا مجکو پہچانا اگر تساہل کیا حرامزادے نے مجکو بھی راستہ بتلایا اب اس صحرائے آفت خیز مصیبت انگیز سے نکلنا دشوار ہے موت لیکر آئی ہے دمبدم حدت نیر اعظم بڑھتی جاتی ہے خون گھٹ رہا ہے کوئی نخل سایہ دار معلوم نہین ہوتا ہے ہر شجر بے برگ و بار سایہ مثل طائر عنقا دھوپ کی شدت آفتاب کی حدت عمرو تلاش آب مین دوڑتا ہوا پھرتا ہے شدت تشنگی سے جابجا گرتا ہے کسی مقام پر کھڑے ہو کر نگاہ اُٹھائی یک نظر کو دوڑایا دور سے دریا موج مارتا نظر آیا عمرو گھبرا کر دوڑا جب اُس مقام پر پہونچا سوائے خاک وہان کیا تھا سو جو ریگ روان نے دھوکا دیا پانی کیسا کسی چیز کا کہین نشان نہ تھا جیل کا گمان نہین بیقراری کو اسپر قرار ہوا کہ تڑپ تڑپ کے اسی صحرا مین مرے بیابان مرگ ہونے کون پیاسے کو پانی پہونچائیگا سوائے پروردگار عالم کے کون مدد کو آئیگا سامنے ایک درہ کوہ تھا سختی اُٹھا کر اُس درہ مین آکر بیٹھا اپنی بیکسی پر خوب رویا آنسو بھی خشک ہوگئے ڈھیلے آنکھون کے نکلے پڑتے ہین مردمان چشم پیاس کی شدت سے اُڑنے مین صحرا اب سما ہو رہا ہے کہ ای عمرو بیچارہ جل کر گر پڑے جز کسی قدر سایہ تو ہے اب کدھر جاؤن اس سوچ مین عمرو بن امیہ ضمری نامدار بیٹھا ہوا دعا کرتا ہے اشعار مصنف

مجھ عاجز و خستہ کی مدد کر
دامن گل آرزو سے بھر دے
ہون جور فلک سے لب بہ نالے

ای خالق بے نیاز میرے
عصیان کے حجاب سے ہون مضطر
دام غم و رنج مین پھنسا ہون
او رب کریم تو بچا لے

ای مالک کارساز میرے
عصیان کے حجاب سے مفر دے
زندان بلا مین مبتلا ہون

یہ تو عمرو بخوبی جانتا ہے کہ تمام ہوش ربا مین مجکو سب پہچانتے ہین صورت اپنی بدل لی ہے ایک ساحر کی شکل بنکر بیٹھا ہوا بیکسانہ تڑپ رہا ہے صحرا کی حرارت دیکھ کر دل کانپتا ہے ہوش اُڑے جاتے ہین کہ عمرو نے دور سے دیکھا ایک ساحر بدحواس پسینے پسینے گھبرایا ہوا دوڑتا چلا آتا ہے پیاس مین زبان منہ سے نکل آئی ہے تمازت و حرارت آفتاب عالمتاب سے پاؤن مین آبلے منہ مین چھالے پریشان و مضطر ہر طرف یک نگاہ دوڑاتا ہے کہین پانی کا نشان نہین پاتا اگر کسی چشمہ کو دیکھا جیسے آب مین دوڑا

جب قریب پہونچا دیکھا پانی کا کہین نشان نہین اگر کسی قدر پانی پایا اور ہاتھ ڈال دیا چنگاریون کا
لطف پایا ہاتھ جل گیا پھر وہان سے بھاگا اب خواجہ عمرو نے دیکھا کہ اسی درۂ کوہ کی جانب وہ ساحر
بھی آتا ہی عمرو نے اپنے ہوش وحواس درست کیے اٹھکر چلنے لگا اُس ساحر کو آواز دی ای بھائی
جانے والے یہان آؤ اس دھوپ مین کہان مارے مارے پھرتے ہو ٹھیک دوپہر کا وقت ہی
ٹھہر جاؤ لون لگ جایگی اور دو گنوار تڑپ تڑپ کر مرے آگے بھائی ہمارا کہا لیجے تم تو اپنی جان
بچاؤ یہان سایہ مین چلے آؤ وہ ساحر اپنی زندگی سے بیزار پیاس سے مجبور دوڑتا جاتا تھا بخشش کو دیکھا
کہا بھائی مین آیا خواجہ عمرو نے کہا ای یار یہ وقت منزل چلنے کا ہی دیکھو تو آفتاب کی حرارت سے
صحرا تپ رہا ہی اُسنے کہا ای یار نوکری بری چیز ہی حکم حاکم سے مجبور ناچار خواجہ عمرو نے پوچھا
بھائی کس کے نوکر ہو کون ایسا جلاد صاحب بیداد ہی جسنے اس دھوپ مین تمکو دوڑایا ساحر کو
جمشید سے خوف نہ آیا اُسنے کہا ای برادر شہنشاہ طلسم ہوش ربا کے ملازم ہین جو والی طلسم صندل
کے ملازم ہین خواجہ عمرو نے کہا ای برادر طلسم صندل پر جانے مین کیا سر ہی کیا وہان کوئی بڑا
زبردست ساحر ہی اُسنے کہا ان باتون مین شہنشاہ کو دخل ہی ہم کیا جانین حکم ہوا کہ یہ نامہ لیکر
دروازۂ طلسم صندل پر جاؤ ملکہ صندل جادو کو یہ نامہ پہونچاؤ عمرو عیار آتا ہی اُسکو گرفتار
کرکے ہمارے پاس روانہ کرو عمرو نے کہا بھائی عمرو عیار کون ہی اُسنے جواب دیا ای برادر ایسا
ظالم ہی کہ شہنشاہ سے لوح طلسمی کا حال چھپایا عمرو نے ملکہ حیرت کی صورت بنکے شہنشاہ سے
تمام حال لوح طلسمی دریافت کر لیا اب اُسی فکر مین گیا ہی شہنشاہ چاہتے ہین عمرو طلسم صندل
مین نجانے پاے ملکہ صندل جادو آگاہ ہوجاے انتظام کرلے اسواسطے ہمکو حکم ہوا ہی کہ جلد نامہ
پہونچاؤ کلنگ جادو نے کہا جو پتے نشان شہنشاہ نے بتلائے ہین اس سے ثابت ہوتا ہی کہ
دس پانچ کوس اور باقی ہی عمرو نے باتون مین لگا کے کلنگ جادو کو پانی پلایا انکے ہاتھ کا پانی
پینا تھا کہ بناہ پانی مشکل ہوئی کلنگ جادو گھبرایا جوش مین اُٹھا بیہوشی اپنا کام کر چکی تھی اُٹھتے
اٹھتے گرا خواجہ عمرو نے گردن پکڑ کے کلنگ جادو کو ایک گوشہ مین ڈالدیا رنگ روغن عیاری
کا لگا کر صورت کلنگ جادو کی بنکر تیار ہوے نشان تو دریافت کر چکے تھے نامہ سر سے باندھکر
بشکل کلنگ جست وخیز کرتے ہوے طرف طلسم صندل کے روانہ ہوے بعد تھوڑے عرصہ کے

صحراہائے سبزہ زار چشمہ ہائے آب خوشگوار جابجا تھے کسی مقام پر درخت بار اثمار سے سرنیچے کیے ہوئے
کے اثمار تحمل ہر ایک سایہ دار طائران زمزمہ سرا صفت میں صناع ازل کے مصروف عندلیبان نغمہ سرا
کو باغبان ازل کی تعریف کا ذوق خواجہ عمرو کیفیت صحرا کی دیکھتے جاتے اس راہ قیامت خیز
کو طے کرکے بعد کئی دن کے سامنے قلعہ طلسم صندل کے پہونچے خواجہ عمرو نے سر اٹھا کر دیکھا ایک
قلعہ سر بفلک کشیدہ برجہائے کلان آراستہ پہلے سے قلعہ میں ایک برج رفیع و وسیع نہایت تکلف
سے صناعان چابک دست نے درست کیا ہے اُس برج پر ایک پریزاد نہایت حسین سر جبین
گلشندپوش غارت گر عقل و ہوش ایک طبق مروارید پنجہ نگارین میں لیے ہوئے خاموش صاف
ثابت ہوتا ہے کہ اس گوہر یکتائے حسن و جمال کی نگاہ مروارید ہائے طبق سے لڑی ہے جب نگاہ مہر و
وفا سے موتیوں کو دیکھتی ہے ایک بجلی چمک جاتی ہے چند مروارید شکست ہوتے ہیں ایک ابر
مروارید سر پر اس لعل بے بہائے بدخشان حسن و جمال کے سایہ فگن ہے صاف ثابت ہوتا ہے
کہ سیارگان مروارید کا وہ ابر مسکن ہے لڑیاں موتیوں کی اتار کر طبق گوہر بے بہا سلسلہ آمد و رفت
گہرہائے نایاب سے شکست نہیں ہوتا ابر سے کبھی پانی برستا ہے کبھی شعلہ ہائے آتش بھڑک کر
غائب ہو جاتے ہیں وہ سحاب شعبدہ و نیرنج عجائب و غرائب تماشے دکھاتا ہے اس کیفیت کو دیکھ کر
دیکھنے والے کی آبرو پر حرف آتا ہے قلعہ کلانگ صندلی ہیبت وسیع قلعہ ہے بلندی تک دیوار ون
کی کمند وہم و خیال نہیں پہونچتی جہان تک نگاہ کام کرتی ہے اسی قلعہ کی عمارت معلوم ہوتی ہے عرصۂ
دراز تک خواجہ عمرو حیران اس قلعہ کو دیکھا کیے سامنے قلعہ کے خندق آب روان ایسا
صاف و شفاف سے معمور پھاٹک بند خواجہ عمرو متردد ہیں کہ میں اس قلعہ میں کیونکر داخلہ
کرون سوائے اس پریزاد کے اور کوئی ذی حیات مثل انسان یا حیوان نہیں موجود ہے جس کو
آواز دین اُسکی معرفت قلعہ میں جائیں آخر خواجہ عمرو نے اپنے دل کو خوب مضبوط کیا بہ شکل
کلنگ جادو سامنے قلعہ کے آئے پکار کر آواز دی اے ساکنان قلعہ طلسم صندل نام میرا کلنگ
جادو فرستادہ شہنشاہ طلسم ہوشربا نامہ حاضر ہے اس ملکہ صندل جادو کے پہونچاؤ خواجہ
عمرو نے کئی آوازین دین کچھ جواب نہیں ملتا وہ پریزاد حسین و جمیل حسن میں بے بدیل گوشۂ
چشم سے خواجہ عمرو کو دیکھ رہی ہے کبھی مسکرا دیتی ہے برق خندہ خرمن ہوش و حواس عمرو کو

جلا دیتی ہے کبھی ابروے خمدار ہلانا نیچی نیچی نظروں سے مسکرانا عاشق کے قتل کا بیڑا اٹھانا شعر

جنبش تیغ کمر سے جب کیا بسمل مجھے　　ہنس کے قاتل نے کہا یہ ناز معشوقانہ تھا

سرگین آنکھیں شرم آلودہ خاک میں ہمکو ملا گئیں　　اونگیر　　کیا یہ نگاہیں نیچی نیچی اور یہ حیا مجگی

اسکے مسکرانے پر عمرو ذبح ہوا جاتا ہے حیران جمال محو دیدار ہوکر یہ اشعار آبدار بے اختیار زبان سے نکل گئے اشعار مخفی

کوی عشق ست بناموس سلام است اینجا　　صد چو محمود بہر گوشہ غلام است اینجا

طالب دانہ درین دام درافتاد مدام　　دانہ گر خال بود دانہ و دام است اینجا

آنکھیں نشیلی مثل جام گردش میں نگاہوں کی چھریاں قتل عاشق کی کوشش میں ان نشیلی آنکھوں پر خواجہ عمرو کی نگاہ پڑی بے اختیار پکار اٹھا اشعار

بادہ درکش کہ درین بزم گہ حادثہ خیز　　ہر چہ جز بادہ بود جملہ حرام است اینجا

زہر غم نوش کن و لب بشکایت مکشا　　کہ شکایت زلب شیوہ عام است اینجا

موسیا لاف مزن طاقت دیدارت نیست　　پرتو نور تجلی چو تمام است اینجا

در پئے مستی ہر شام خمار سحر است　　مخفیا بزم فرخناک کدام است اینجا

جب عمرو آواز دیتا ہے کہ اے ساکنان طلسم صندل ہم سرکش منین میں شہنشاہ ہوش ربا نے بھیجا ہے کسی کی آواز نہیں آتی وہ نازنین مہ جبین خواجہ عمرو سے نگاہ ملا کے مسکرا دیتی ہے خواجہ عمرو کو آنکھ ملتے ہی کیفیت حاصل ہوتی ہے بیقرار ہوکر یہ افسانہ زبان سے خواجہ عمرو کی نکل گئے غزل مومن خان دہلوی

قتل عدو میں عذر نزاکت گران ہے اب　　مجھ میں ستم اٹھانے کی طاقت کہاں ہے اب

وحشت سے میرے سارے احبا چلے گئے　　آتا ہے گر تو آ کہ خالی مکان ہے اب

سجدے پہ سر قلم تو دعا پر زبان کٹی　　گویا نہ وہ زمین ہے نہ وہ آسمان ہے اب

قتل عدو سے شوق شہادت سنا دیا　　لب پر ہمارے نعرۂ الاماں ہے اب

پیری میں وصل غیرت یوسف ہوا نصیب　　بخت دعا مثال زلیخا جوان ہے اب

کہدیں رقیب سے تری بے التفاتیاں　　ناصح ہمارے حال پہ کچھ مہربان ہے اب

رکھ لے سر اپنے زانوے نازک پہ شوق سے
ترا مریض عشق بہت ناتوان ہے اب

چشم غضب سے مشورۂ قتل کھل گیا
جو بات دل مین ہے سو نظر سے عیان ہے اب

بیطاقتی سے مجھ مین نہین تاب التفات
بیہودہ فکر جور و سزا امتحان ہے اب

وہ دن گئے کہ لاف وگزاف جہاد تھا
ہوس ہلاک خنجر ناز بتان ہے اب

خواجہ عمرو کبھی گھبراتے ہین کبھی گلچینی گلشن جمال اس پری پیکر کی کرتے ہین کبھی دل پر درد سے ٹھنڈی سانسین بھرتے ہین کبھی پیچ کھاتے ہین کہ کیون یارو مین پلٹ جاؤن شہنشاہ سے جاکر کہدون کہ اہلیان طلسم صندل ہماری بات کا جواب نہین دیتے وہ بلاے روزگار ہے ابھی قلعہ مین آگ لگادیگا سب کا درد سر مٹا دیگا جب عمرو بہت چیخا چلایا اور کسیطرح جواب نہ ملا پھر تو عمرو نے گالیان دینا شروع کین اور پکار کر کہا کہ لو اب جاتا ہون تمھارے باپ فراسیاب جادو کو لے کر آتا ہون یہ کہکر خواجہ عمرو نے قصد کیا کہ چلا جاؤن دل مین کہتا ہے سمجھا تھا کہ نامے کے ذریعے سے یہ کیفیت تمام اندر قلعہ کے رسائی ہوگی یہان کوئی جواب تک نہین دیتا بالٰہی اب کہان جاؤن کیا کرون اس حیرانی و تشویش و پیچ مین عمرو گرفتار تھا ملحوظ خاطر ناظرین والا تمکین ہو کہ جسوقت عمرو کھڑا پکار رہا ہے دن بہت قلیل باقی ہے طائر درختون پر بسیرا لے رہے ہین دھوپ مائل بزردی سامنے صحراے سبزہ زار ایک جانب قلعہ طلسمی نمودار بالاے قلعہ ایک نازنین ماہ رخسار سر پر اسکے سایۂ ابر گوہر بار و سیدۂ مہر وار بے بہا کی بارش اس نازنین گلنار پوش کی نگاہون کی سازش عمرو اپنی جان سے بیزار مثل ابر نو بہار چیخ مار مار کر رو رہا ہے کہ یکایک صحرا سے گرد اڑی عمرو سر اٹھا کے دیکھنے لگا کہ ایک جوان صندلی پوش بصد جوش و خروش مرکب باد رفتار پر سوار دریاے سلاح مین غوطہ مارے ہوے پشت پر بارہ ہزار سوار جوانان جرار لباس صندلی رنگ سے آراستہ اس جوان کے ساتھ آتے آتے حلقہ باندھ کر دو رستہ قلعہ مین بارگاہ استادہ کر دی کارگزار جو ساتھ تھے انھون نے فوراً بارگاہ صندلی استادہ کی وہ افسر صندلی پوشان پشت مرکب سے اتر کر خرامان خرامان قریب خواجہ عمرو کے آیا خواجہ عمرو نے سلام کیا اس جوان نے ہاتھ خواجہ عمرو کا تھام لیا کہا آپ میرے ساتھ آئیے بارگاہ مین چلکر تشریف رکھیے ہم نامہ کا جواب ابھی تمکو منگوا دیتے ہین سرفراز کیجیے یہان آپ کسے پکارتے ہین کون جواب دیگا کون نامہ لینے آئیگا خواجہ عمرو نے

سر جھکا لیا اُس جوان کے ساتھ چلے آنے آتے بارگاہ صندلی مین پہونچے بارگاہ مین دنگلہاے
زرین کرسیان مکلل بجواہر موجود ہین سامان شاہی مہیا وہ جوان صندلی پوش مقام صدر پر
آکر بیٹھا سرداران شمشیرزن جوانان صف شکن دنگلہاے جواہر نگار پر جلوہ فرما ہوے خواجہ
عمرو کو اُس جوان انسوف اپنے پہلو مین جواہر نگار کرسی پر جگہ دی ساقی بچون کو اشارہ کیا
جام و سبو لیکر حاضر ہوے جب کل سامان عیش و نشاط مہیا ہو چکا وہ جوان خوشرو خوش کلام
نیک انجام بستم وقت سہراب زمان خواجہ عمرو سے متوجہ ہوا کہا ای شہنشاہ اوج عیاری و
ای قطب فلک خنجرگذاری مین عرصہ دراز سے آپ کا مشتاق تھا آج قدمبوسی حاصل ہوئی
تسکین دل ہوئی لیکن یہ مقام طلسم صندل ہے دشمنون نے قصد کیا کہ آپ کو اگر قتل کرین
مین مانع ہوا اور یہی جواب دیا کہ ایک شخص کے قتل ہونے سے کیا لڑائی فتح ہو جائیگی گر آپ
بہت بدنام ہین اور میرا نام شہزادہ صندلان صندلی پوش ہے ہمیشہ سے محبت اہل اسلام
کا دل مین جوش ہے آپ برائے خدا جان بچا کر چلے جائیے اپنے کو ساحران مکار و غدار سے بچائیے
صندلان صندلی پوش نے جو اسطرح کہا عمرو علیہ السلام کے چہار جانب دیکھنے لگا کمر الزام جواب
دیا آپ کس سے کہتے ہین میرا تو یہان کوئی بھی یار دوست نہین ہر یکہ و تنہا آیا ہون ملبس اب
مین رخصت ہوتا ہون مین شہنشاہ سے جاکر کہدونگا وہ اور کسی کے ہاتھ نامہ بھیجینگے صندلان
صندلی پوش ہنسا کہا آپ مجھسے کیون چھپاتے ہین ناحق عیاری کی باتین بناتے ہین مین
آپ کے بیچے در پے آزار نہین ہون مجھسے نہ چھپائیے اس حالی کی خشم ملکہ گوہر جادو بھی
حقیر پر آپ کے عاشق ہے مجھے بچپن سے فنون سپاہگری کا شوق بڑے بڑے پہلوان زیر کیے
اکثر مین نے ملکہ گوہر جادو سے کہا کہ صاحبقران زمان کے مقابلے کا مشتاق ہون مجکو صنعت
دو لشکر کشتی کر کے جاؤن صاحبقران اور فرزندان صاحبقران سے مقابلہ کرون تب مجکو
یقین ہو کہ اب مین پہلوان زمانے کا ہوا ملکہ عالم نے ہمیشہ منع کیا رخصت نہ دی آج مجھے
فرمایا کہ خواجہ عمرو بن امیہ ضمری نامدار کلنک کی شکل بنکر تشریف لائے ہین مین
جاکر ابھی قتل کرتی ہون جب اُٹھے قصد کیا تو مین مانع ہوا کہ ای ملکہ جو شخص یکہ و تنہا آوے
اُسکا قتل کرنا مناسب نہین بہتر ہے مین جاکے سمجھائے دیتا ہون تو ای شہنشاہ اوج عیاری

مجکو دشمن بتائیے اپنے کو ظاہر کیجیے مین آپ کو گرفتاری سے بچا لونگا قلعہ طلسم صندل مین
جانا بہت دشوار ہے آپ نے امتحان بھی کر لیا اتنی حضور نے آوازین دین کسی نے کبھی کچھ
جواب باصواب دیا اگر مین اسوقت موجود نہوتا آپ کے لیے ضرر کامل تھا گوہر جادو اکر
تمکو بے آبرو کرتی گرفتار کر کے لیجاتی صندل جادو بادشاہ طلسم صندل بلاے روزگار ساحرہ
غدار اہل اسلام کے نام کی دشمن جب اسطرح پر اُس جوان فصیح و بلیغ نے خواجہ عمرو کو سمجھایا تب
کسی قدر خوف دل سے دور ہوا خیال آیا ای عمرو حقیقت مین یہ جوان رشا سکار نہین معلوم
ہوتا جری بہادر صاحبان سپر و شمشیر مکار نہین ہوتے یہ سوچ کر خواجہ عمرو نے کہا ای پہلوان
دوران وای گرشاسپ جہان حقیقت مین کلنک جادو کو مین نے گرفتار کیا مین اُسکی شکل
بنکر آیا صندلان نے کہا کہ اب آپ ذرا صورت اصلی دکھائیے مین عرصہ دراز سے زیارت کا
مشتاق ہون سواے سچ کے اب خواجہ عمرو کو چارہ نہین ہوا رنگ روغن عیاری کا دفع کیا
صورت اصلی دکھائی اہالیان دربار کو ہنسی آئی صندلان صندلی پوش مانع ہوا ہر ایک کو
اشارہ کیا خبردار یہ امر سراسر لیاقت کے خلاف ہے براے تعظیم اُٹھا بڑے نفاست سے خواجہ
عمرو کو جگہ دی عطر وغیرہ حاضر کیا ایک ساقی بچے کو بلا کر کہا کہ خواجہ اس سے کلمہ پڑھوا لیجیے
تب اُسکے ہاتھ سے جام نوش کیجیے خواجہ عمرو نے کہنے سے صندلان صندلی پوش کے
جام شراب پیا جب دماغ بادۂ ناب سے گرم ہوا صندلان صندلی پوش نے کہا ای شہنشاہ
عیاران وای افسر خنجر گذاران ایسا ممکن ہے کہ ذکر فرزندان صاحبقران زمان سے سرفراز ہون
سنا ہے مین نے کہ آجکل گل گلزار خلیل الرحمان نور دیدۂ مومنان و مسلمانان برہم زنندۂ
زمرۂ بے ایمان نور دیدۂ صاحبقران بن بدیع الزمان ولقدروح وروان قاسم عالیشان
ایسج نوجوان ان دونون شیرون کے سلسلے مین بڑے بڑے دونون شیرون نے
کارہاے نمایان کیے مین تواریخ دیکھا کرتا ہون بعض کتابین مکمل بعض ابھی تک مکمل
نہین ہوئین اُنکی تلاش ہے اور آپ زندہ تاریخ ہین آپ کی آنکھون کا وہ معرکہ دیکھا ہوا
صحیح صحیح بیان ہو عمرو نے کہا ای خضر ہمت جرأت وای یکتاز میدان شوکت اس حالات
جلالت آیات کے بیان مین سالہا سال صرف ہون تو ایک لڑائی کا ذکر از ابتداے تا

سلیمان کا خستہ ہو کس کس کا حال بیان کروں بارگاہ صاحبقران میں مجمع شیران صحبت دلیران
جوانان چلتن و سرداران صف شکن غازیان جلالت شعار دینداران نامدار شہسواران
معرکۂ شجاعت سرفروشان عرصۂ ہمت و سخاوت ایک ایک واہ رے روزگار نامی گرامی
سرفروش مخمور بادۂ جانبازی رند میکدۂ سرفرازی جانشین حمزۂ صاحبقران دارائے ہند لندھور
بن سعدان قوت بازو زینت پہلو مالک اژدر صاحب نیزۂ دو سر غلام نبی و چاکر حیدر
صف شکن و صفدر غالب سوخت کی جان صاحبقران نیزہ بازان وہ فخر ہندوستان یہ ہژبر
بیشۂ عربستان یہ دونون جانشین صاحبقران میں ہی شیر دل سالہا سال صحبت ہو صبح سے تا
بہ شام و از شام تا بہ صبح ان حالات کا ذکر کروں اور آٹھ پہر یہی فکر کروں کہ اس حال خیر مآل
کو تمام کروں تو بھی ناممکن ہے میرے آقائے نامدار صاحبقران عالی وقار کرور سوار کے
بادشاہ سے ہمیشہ لڑے کیسے کیسے معرکے پڑے نوشیروان کی سلطنت سرداروں کے اسکی
شوکت اگر رستم ہوتا آمد فوج دیکھکر کلیجہ پھٹ جاتا مگر ہمارے آقائے نامدار کی کبھی ابرو پر بل
نہیں آیا بڑھ بڑھ کے علم فوج قلم کیا فرزند اول اسیر حمزۂ صاحبقران گلگزار صاحبقرانی
شاہزادہ عمرو یمن حمزہ یونانی بارہ برس کے سن میں سرداران شہر خوارزم سے بگڑی الجھی
بادشاہ خوارزم مشکل بن شنشادہ بدست فیل زور خوارزمی رستم خوارزم کہلاتا تھا ستر لاکھ
فوج کا مالک جادۂ جرأت کا سالک اپنی تیغ زنی پر گھمنڈ تھا سترہ گز کا قد و قامت و یغما
بیرنج مثال یہ شیر بیشۂ صاحبقرانی بارہ برس کے سن میں اسکے شہر میں گھس گیا بارہ ہزار سے سترہ
لاکھ فوج کو روکا بارگاہ میں اسکی خون کا دریا بہا دیا تخت پر چڑھ کر اس دیو کو للکارا ایک ضرب
شمشیر دو پرکالے کیے شہر کو تسخیر کیا اسکی جورو تاریخ جادو سے معرکہ پڑا اس شیر نے بہ سطوت
صولت اس طلسم کو فتح کیا اہالیان خوارزم و طلسم تاریخ اس شیر کے نام سے تھراتے ہیں لہراسپ
تیر انداز دہر برخوارزمی سہیل شیر شکار شاہباز کنتاز مشرقی و ابو الفتح فرنگی و لالان زنگی یہ
اس صاحب شوکت کے سردار ہیں نامی نامور ذی وقار ہیں دوسرا شیر بیشہ آقائے نامدار کا رستم چلتن و
پیلتن کشندہ قوتیل ہندی و دودیل ہندی و قاتل کپتیان فرنگی سر فتنۂ ملک فرنگستان صاحب شوکت شان
عالم شاہ نوجوان ایک جرأت اس شیر کی یہ ہے کہ دو پہلوان ہندوستان کے قوتیل ہندی و دودیل ہندی بڑے مردود شیران

آئے تھے ای جوان شیر دل یہ معرکہ دو ہی ساعت ہوگا ہارے آگے نامدار و جملہ سرداران عزی و قبلہ
ت محرقہ مین مبتلا ہوئے ایسی ہوا چلی کسی کے ہوش درست نہ تھے نحیف و ضعیف کل ہوا ساعت
کا منتظر تھا سب کو اس حالت مین لے کر بیچارہ راہ مین قلعہ قضا و قدر ملا اسمین لے کر سب شیرون
کو چھپا دوسرے دن نوشیروان قویل و دویل کو لیکر چڑھ آیا طبل جنگی بجوایا مین کبھی بیمارون
کے حلق مین پانی ٹپکاتا تھا کبھی بالائے قلعہ جاتا تھا توپین درست کرنے مین مصروف کبھی بیمارون
کے علاج کا وقت اس مصیبت مین وہ رات کٹی کہ پروردگار کسی بندے کو نہ دکھائے اس ہنگامے
کو دیکھکر رستم کا قلب تھرا گیا کرور سوار و پیدل نے چار جانب سے آکر قلعہ کو گھیر لیا وہ دونون پہلوان
تشنۂ خون دشمن جان صبح کو فوج مثل مور و ملخ کے ہمراہ لیکر قلعہ پر چڑھ آئے مین آپ ہی اکیلا اتنا
دل گردہ کہان کہ سب توپون کو فیر کرتا دو چار فیر کرکے خاموش ہو رہا ہوائی کو ہاتھ سے پھینک دیا
پروردگار پر تکیہ کیا یقین کامل ہوا کہ اب یہ قلعہ مین گھس آئینگے صاحبان فراش کو قتل کرینگے وہ
دونون پہلوان مست ہاتھیون پر سوار خود ہائے آہنی بر سر زرہ سوئی گزیون کی جسم نحس مین پہنے
ہوئے سات سات سوسن کے گرز دونون کے ہاتھ مین علاوہ قد و قامت اسقدر بار لادے
ہوئے میدان کو طے کرکے قریب خندق کے پہونچے اہالیان قلعہ تڑپے صحرا سے گرد اڑی یہی جوان
شیر دل رستم لقب فرزند حمزہ صاحب نقاب دار یاقوت پوش بنا ہوا گرمیچ کیا دونون نے گرز مارے
گھوڑا اس شیر کا ہلاک ہوا ای صندلان صندلی پوش اسنے دونون جوانون کو مع ہاتھی اٹھایا
سات قدم اٹھا کر لے گیا خندق قلعہ قضا و قدر مین مارا دونون بیچارے کشش بارود دار چاہ ضلالت
مین غرق ہوئے اتنا بڑا زور کرنے کے بعد انکی فوج پر جا پڑا کرور سوار کے بادشاہ کو شکست دی
اسنے ان سے کشندہ قویل ہندی و دویل ہندی لقب ہوا کپتیان فرنگی بیٹا مرزوق شاہ بادشاہ
فرنگستان کا سات سوسن کے تیغے سے بروز مصاف کام لیتا تھا آنکے ناآ کے ملک پر چڑھ آیا قلعہ
پر قبضہ کرلیا اس شیر دل کو جب خبر ہوئی چار جوان سے لشکر کپتیان مین گھس گیا ساتھ لاکھ پر
شبخون مارا فوج مین گھسکر کپتیان کو للکارا اسنے تیغے کا وار کیا اسی کی تلوار چھینکر اسی تیغے سے اسکے
دو ٹکڑے کیے قاتل کپتیان نام ہوا اس جرأت کا یہ انجام ہوا پھر ملک فرنگستان مین لڑائی پڑی
یہی شیر دل دربار مرزوق شاہ مین گھس پڑا پچاس لاکھ فرنگیون مین لڑا تخت سے اسے اٹھا لیا

واصل جہنم کیا سر فتنہ ملک فرنگستان لقب پایا اس شیر کا فرزند شاہزادہ خاور سیاد اُسنے سات برس
کے سن مین خروج کیا بارہ برس کے سن مین ترک توسن ایسے پہلوان کو بارگاہ جمشیدی مین مارا فرزند
اسیر شیر گیر بدیع الزمان گرد لشکر شکن فن کشتی مین بے نظیر حسن و جمال مین رشک ماہ منیر تیغ زن
صف شکن ملک سنجان مین جا کر گنجاب بن گنجور بن ملک حرمان دیو کش کو شکست دی بیٹی اسکی
گوہر ملک کو نکال لائے اُسکے بطن سے شاہزادہ نور الدہر قاسم کا فرزند ارجمند ایرج نوجوان
بدیع الزمان کا نور نظر نور الدہر والا شان پیدا ہوئے ان دونون شیرون کی دھاک ہر دا ماد دربار
آقائے نامدار کا قبلہ دین ستون اسلام کرب نامدار اُنکا نور نظر نبیرہ صاحبقران شہسوار عرصہ یکتازی
اسد بن کرب غازی جو برائے فتاحی طلسم ہوش ربا آیا ہے زمین ہوش ربا کو ہلا دیا سرکوب افراسیاب
جرأت و جلالت مین نایاب اے صندلان صندلی پوش اوسنے جرأت اس شیر دل کی یہ ہے کہ
بارہ ہزار فوج سے افراسیاب پر چڑھ آیا کچھ خیال نہ کیا اکیلا لاکھون مین لڑا بڑے بڑے پہلوانون
سے معرکہ پڑا قلعہ جات فتح کیے جرأت کے جھنڈے گاڑ دیے باختر مین اُسکے نام سے بڑے
بڑے پہلتن تھراتے مین اسد شیر دل کے نام سے خواب مین ڈر جاتے مین کم سنی مین کیا کیا کام کیے
لڑ بھڑ کے اپنے نام کیے جوہر تیغ صاحبقرانی دکھائے بڑے بڑے پہلوان صف شکن بڑے
بڑے یل پچھاڑے ہر ملک مین اس شیر کی دھاک ہے دیوان قاف سے لڑا افراسیاب جادو
پر چڑھائی ہے بس لینا انشاء اللہ لوح حاصل ہونے کی دیر ہے ٹوک کر افراسیاب جادو کو ماریگا یہ حالات
جرأت فرزندان صاحبقران زمان سنکر صندلان صندلی پوش بادہ جرأت سے مست ہو گیا
جھومنے لگا کہا خواجہ عمرو اسوقت تمنے مبہوت کر دیا خانہ دل کو سودا مین جنگ خونریزی سے بھر دیا
جی چاہتا ہے طرف کوہ عقیق کے کوچ کرون فرزندان صاحبقران سے لڑون یا زیر کر کے اُنکو اپنا
تاج سر بناؤن یا اُنکا غلام حلقہ بگوش ہون مثل چاکران کمترین خدمت مین حاضر رہون اسوقت
جرأت کا ناظر ہون خواجہ عمرو نے دیکھکر آواز دی اے صندلان صندلی پوش جو بات کہنا
آغاز انجام سمجھ لینا تجکو فرزندان حمزہ سے مقابلہ کی ہوس ہے صندلان نے کہا خواجہ بہت بیقرار
ہون حوصلہ دراز سے گوہر جادو جو اس حوالی کی مالک ہے اُسکو مجھ سے نہایت محبت ہے مگر مجکو فنون
سپاہگری کا ذوق ہے جہان پہلوان سنا گیا جا کر لڑا زیر کر کے لایا اپنا رفیق بنایا یہ ساٹھ ہزار جوانان

صندلی پوش جمع کیے یہ سب سرداران زبردست ہین یہ سب صاحب سیر سرپرست ہین مجکو ان
صاحبون کی صحبت پر ناز ہی یہ نیازمند آپ کا ان شیرون کی قدمبوسی سے سرفراز ہو دولت دنیا کیا چیز ہی
جسکا اسکا غرور ہو وہ بدتمیز ہی آپ اگر رہبری کرین اور تابہ لشکر اسد نامدار لے چلین بیشک اُسکے امتحان
کرونگا اگر وہ مجکو زیر کر لینگے حلقہ غلامی کان مین ڈالونگا اور شاید اگر مین غالب آیا لشکر کا اپنے
بادشاہ کردونگا خواجہ عمرو نے کہا کہ اے صندلان صندلی پوش اگر اسد غازی فوج لیکر آئے تو گاؤ زمین
بار نہ اُٹھا سکے آب و آذوقہ ممکن نہو لیکن کسی کی تکلیف اُس شیر کو گوارا نہین ہی کہ وہ تنہا تمھارے مقابلے
مین آئیگا خبردار سب کو لمبل خنگی سمجھانا قول مین مردان عالم کے فرق نہ آئیگا بوقت سحر آمد سے اُس شیر
کی طبقہ زمین کا تھرائیگا صندلان صندلی پوش خواجہ عمرو کی باتین سنکر حیران ساتھ
والون سے اشارے کر رہا ہی کہ کیون بار دنتے ہو تمھاری کچھ سمجھ مین آتا ہی سردار چپکے سے جواب دیتے
ہین حضور یہ شخص عیار ہی اپنی جان بچانے کی تدبیر کر رہا ہی یہان سے جائیگا پھر واپس نہ آئیگا اسکو
قید کیجیے ملکہ گوہر جادو کے حوالہ کردیجیے وہ خدمت مین صندل جادو کے بھیجدینگی اس بادشاہ
عالی جاہ کو اختیار ہی خواہ قتل کرے خواہ بخشے صندلان نے کہا یارو یہ مجھ سے ہرگز نہو سکیگا کہ
آئیگا اسد نامدار کو مقابلہ لائیگا بہتر ہی اگر جان بچاکر بیٹھ رہے اختیار بدست مختار ہی اسکا کیا نقصان
ہی بلکہ جان بخشی کا احسان ہی یہ تو تم سب صاحب سُن چکے اور بخوبی آگاہ ہوے کہ دربار صاحبقران
مین مجمع شیران دشت نبرد ہی یہ اُنکا عیار جانباز مصاحبون مین سرفراز ہمارا ذکر تو کریگا ہر سردار
ممنون و مشکور ہوگا اتنے کے واسطے سرداران نامی شاہان گرامی کیا کیا کام کرتے ہین اور پھر بھی
نام گرامی ساتھ نیکی کے نہین لیا جاتا شعر ہر کہ آمد عمارت نو ساخت * رفت و منزل بدیگرے پرداخت
سب نے سر جھکا لیا حضور کو اختیار ہی ہمسے پوچھنا بیکار ہی عرصہ دراز تک صندلان صندلی پوش
خاطر و مدارات مین خواجہ عمرو کی مصروف رہا کشتیان جواہرات کی نہایت بیش بہا سنگا کر پیش کین
خواجہ عمرو نہ لیتے تھے صندلان صندلی پوش نے عرض کی کہ یہ آپ کی رونمائی ہی خواجہ عمرو
نے سر جھکا کر کہا اے فرزند ارجمند مین تمھاری دلشکنی نہین چاہتا ہون یہ کہکے کشتیان اُٹھا لین
نذر قبول کرلین جب شام قریب ہوئی خواجہ عمرو تکیہ ٹیک کر اُٹھے صندلان سے کہا لو اے
فرزند خدا حافظ اب ہم رخصت ہوتے ہین کل بوقت سحر مع شاہزادۂ اسد نامدار یہ

احقر تمھارے مقابلہ کے لیے آئیگا اسد غازی سے اور تمسے سامنا ہو جائیگا صندلان خوش ہو گیا خواجہ عمرو رخصت ہو کر ایک طرف نکل گئے مگر صندلان نے بعد جانے خواجہ عمرو کے چونکہ وعدہ کر چکا تھا سرداروں کو حکم دیا کہ طبل جنگی بجے سرداران صندلان حیران کہ ہمارے آقا کو کیا وحشت ہوا ایک عیار طرار جسنے تمام عالم کو دھوکا دیا چار باتین بنا کر چلا گیا اُسنے اس فطرت سے اپنی جان بچائی انکو یہ کیفیت ہاتھ آئی مگر حکم حاکم بسر و چشم بجالانا چاہیے نقارۂ رزمی پر چوب پڑی لشکر مین مشہور ہوا کہ کل صندلان صندلی پوش اور اسد غازی سے مقابلہ ہوگا ساتھ والون کو صندلان کے تردد ہوا ایک سے ایک کہتا ہی یارو اگر یہ مقدمہ حقیقت مین سچ ہی یعنی عمرو عیار اسد نامدار کو لے کر آیا ہمارا آقا زیر کریگا آج حوالی طلسم صندل مین ہمارے آقا کا مثل نہین ہی اُنسے کون مقابلہ کرسکتا ہی یہان یہ چرچے ہو رہے ہین خواجہ عمرو اپنی فکر مین تشریف لیگئے ناظرین پر حال ظاہر ہو جائیگا اس جنگ سے لطف ملیگا خمسہ مومن

خانہ زاد غم و اندوہ ہمراز من ماست
یاس و محرومی سرشت طبع ناشاد من است
از جفاے طالع من داد و بیداد من است
آنکہ رحم از دل برد تا غیر فریاد من ست
وانکہ نسیان آورد خاصیت یاد من ست

ہم کبھی تجھ سے ہی رست اور گاہ تجھ سے شاہد پرست
گہ حزین و مضطرب گہ بیخود و بیہوش مست
عاشق بت تھے کبھی گہ محو معشوق الست
نیست در عالم تماشائے کہ از قیدم نخست
ہر کجا بینی ہواے صیبانا دمن ست

آنکہ پھر سکے ہی کر آتا ہی وہ زیب انجمن
شوق کہتا ہی کرو آرائش بیت الحزن
جب نہین آتا تو کیا جتا ہی جی کو یہ سخن
ساختن ممنون دیدار و بحسرت سوختن
از تصرف ہاے حرمان خداداد من ست

دیکھ لے مسانہ دیکھا ہوگا الفت پرست
ہین خموش اس جور پر اک ترک چشم نیم مست
ہی کبھی ایسا ہی لڑا تو کاہی لپٹ پیوست
حرف عاشق بے زبانے شکوۂ دل ناجست
انچہ ہرگز آشنا لب نشد داد من ست

ایک مشت استخوان ہی بلکہ کچھ اس سے بھی کم
جو کہین مین اپنی ہو سچ تو یہ ہی اسکا کرم

قتل کر دیں ہر گون خجلت زدہ بیٹھے ہیں ہم — آن نگارم بین کہ لائق ہم کشتن نیستم
شرم مے آید مرا آن کس کہ جلاد من ست
جو ہو خود ہر کام میں واماندہ و اصلاح جو — اُس سے مطلب نکلے کیا وہ ہی فریب آرزو
جا ہی رونے کی ہی صورت شادگی تو دیکھ تو — کار دشواری نظر سے گریہ من آمد کہ او
شاد از تدبیر ہائے سست بنیاد من است

لیکن مہتر مہتران و بہتر بہتران خواجہ عمرو بن امیہ نامدار صندلان صندلی پوش سے وعدہ کر کے آئے ورہ کوہ میں آ کر آرام کیا بوقت سحر نماز سے فراغت حاصل کر کے اسد نامدار کو زنبیل سے نکالا اسد نامدار حیران ایک صحرائے سبزہ زار میں خواجہ عمرو جلوہ فرما ہیں پوچھا نانا جان یہ کیا مقام ہی خواجہ عمرو نے کہا ای نور نظر قصر بیرنگ سے نقب میں اُترے اب یہان آ کر پہونچے ایک پہلوان سے مقابلہ ہی لڑو گے اسد نامدار نے کہا حضور ہوشربا میں نام پہلوان کا بھول گئے مفصل فرمایئے کہ کیا کیفیت ہی خواجہ عمرو نے کہا ایک جوان ہی شاہزادہ صندلان صندلی پوش اُسکو اپنی جرأت کا بڑا دعوے ہی فرزندان حمزہ سے مقابلے کا قصد رکھتا ہی اس حوالی میں آپ چلیے اسد نے سر جھکایا عرض کی کہ من آنم کہ من دانم آیندہ جیسا ارشاد فیض بنیاد اگر آپ کا حکم ہو تو بہرام فلک سے مقابلہ کریں رستم و سہراب سے منہ نہ پھیریں دریائے آتش ہو تو کود پڑیں خواجہ عمرو نے کہا بہت زیادہ باتیں نہ بنایئے چلنے کی تدبیر کیجیے وعدہ ہو چکا ہی اُسنے طبل جنگی بجوایا ہو گا اسد غازی نے عرض کی کہ میں حاضر ہوں لیکن ایک مرکب تو کہیں سے لا دیجیے خواجہ عمرو نے کہا اس ملک میں گھوڑوں کی تجارت نہیں ہوتی اگر کہیں ہیں تو پیسے کے سوا پیسے مانگتے ہیں اسد غازی نے کہا جو مزاج میں آئے وہ کیجیے ہم پیدل بھی چلنے کو موجود ہیں آخر ہمارا ہم نبرد مرکب پر سوار ہو کر آئیگا پہلے یہی فکر ہو گی کہ مرکب اُس سے کسی طرح سے لیں پھر مقابلہ کریں خواجہ عمرو نے کہا آپ سچے ہی ہیں مجھے یہ خوف ہی کہ اُس جوان سے کے سامنے خالف و ترسان ہونا بزرگوں کی آبرو نہ ڈبونا میں گھوڑے کی فکر میں جاتا ہوں یہ کہکر خواجہ عمرو ایک طرف چلے اتفاق سے ایک سائیس کسی رئیس کا مرکب لیکر ٹہلانے کو جاتا تھا خواجہ عمرو نے دور سے دیکھا رنگ روغن عیاری کا لگا کر ایک سائیس کی شکل بنے جا کر صاحب سلامت کی پوچھا بھائی کسکے نوکر ہو میں بھی نوکر رہا دو باتیں کرتے کرتے

ایک حباب مار کر بیہوش کیا مرکب پر سوار ہو کر سامنے اسد غازی کے گئے کہا لو ای نور نظر پانچ ہزار کو
یہ گھوڑا مع ساز و یراق وغیرہ اپنے پاس سے درست کر دونگا یہ کہکر خواجہ عمرو نے مرکب آراستہ کیا سلاح سامنے
اسد غازی کے پیش کیے اسد غازی نے ذات پر آراستہ کیے پشت مرکب باد رفتار پر سوار ہوے
خواجہ عمرو نے رکاب پر ہاتھ رکھا مرکب صبا رفتار اُٹھاتا ہوا چلا وہان صندلان مع بارہ ہزار
جوانان شیر دل آراستہ ہو کر میدان کارزار مین آکر ٹھہرا انتظار کر رہا ہی خواجہ عمرو کی محبت کا دم
بھر رہا ہی یکایک سب نے دیکھا کہ صحرا سے گرد اُڑی وہ شخص ڈبلا پتلا ناتوان ہمراہ ایک جوان شیر صولت
رستم ہیبت پشت مرکب پر سوار چہرہ آفتاب عالمتاب رعب و داب ہمراہ رکاب سطوت و صولت
غاشیہ بردار مرکب کلانچان مارتا ہوا مثل غزال صحرا وہ شب باد طرارے بھرتا ہوا آتا ہی **نظم**

تمامی سمند ہی وہ تیز رو کہ وقت خرام	نظر سے تیز ہی جسکا نہین جہان مین نظیر
کہ سیرگاہ دو عالم ہی راہ یک روزہ	کہ اُسکا شرق سے تا غرب عرصہ گاہ سیر
وہ پھرتیان ہین وہ چھل بل ہین رخش مین تیرے	کہ حسن کبک دری کو ہی شرم دامن گیر

سلاح عمدہ ذات پر آراستہ تیغ برق تاب زیب کمر

وہ برق قہر خدا تیری تیغ آتش دم	کہ جسکے قہر سے ہو دشمنون کو نار سعیر
جو ہی خدنگ کا تیرے نشانہ جسم حسود	تو ہی تفنگ کا تیری دل عدو نخچیر
جو تیر نکلے کمان سے تری وہ ہو جاوے	طلب مین جان عدو کے روان قضا کا سفیر

عجب رعب و دبدبہ چہرے پر اس شہریار کے دیکھا ہر چند کہ اکیلا ہی مگر فوج جلال و حشم ہمراہ ہی اشعار

شہ بلند نگہ شہریار والا جاہ	خدیو مہر نگہ خسرو سپہر سریر	جہان مسخر و عالم مطیع و خلق مطاع
فلک ہو یدہ ور اختر سعید و بخت نصیر	زمین ہو سبز جو برسے سحاب بخشش سے	تو بوٹی بوٹی سے ہر خاک کی اکسیر

صندلان صندلی پوش حیران جمال محو دیدار تمام سرداران نامدار حیرت مین تھے کہ یہ عیار اس سردار
عالی وقار کو لے کر آیا ہی صاف ظاہر ہی کہ آسمان چرخ نہین مارتا ہی سر پر اس شہریار کے بلا گردان ہوتا ہی
رواروی مین گھوڑے کی خاک نہین اڑتی خاک رستم و اسفندیار کی اُٹھ اُٹھ کر قدم اقدس کو بوسہ
دیتی ہی ہمراہیان صندلان صندلی پوش بے اختیار ہو کر پکار اُٹھے اشعار

آج وہ دن ہی کہ ای خسرو والا گوہر	کو دے نذر تجھے لعل تو دریا گوہر

بحر و بر مین ہی سہنا تیرے میہاے نثار — سیم سے زر تلک اس لعل سے لے تا گوہر
ہو ترے فیض قدم سے جو زمین گوہر خیز — ہو نصیب صدف نقش کف پا گوہر
مشتری کہتے ہین جسکو وہ اُٹھا لایا چرخ — ٹوٹ کر جو تری شمشیر سے گرا تھا گوہر
صبح اقبال و سعادت کا ستارہ چمکا — جو ترا طرۂ دستار کا چمکا گوہر
جلب خلق مین ہر سینہ ترا آئینہ — صدف علم مین ہی قلب مصفا گوہر
پرورش دیوے چمن کو جو ترا ابر کرم — ہو تبسا مین عوض غنچہ ہو پیدا گوہر

ہر شخص صفت مین اس شہسوار عالی مقدار کی مصروف ہی اور صندلان کی تو یہ کیفیت ہی کہ جیسے کوئی معشوق کو دیکھ کے مبہوت ہوتا ہی گھوڑے کو بڑھایا ساتھ والون کو آواز دی کہ بلد و براے استقبال بڑھو یہی شیر صولت سہراب ہیبت آفتاب طلعت ہژبر جثہ جرأت بردہ دنیا مین موجود ہین کہ پرائی علداری مین یکہ و تنہا براے مقابلہ تشریف لائے دیکھو تیوری پر بل نہین ہراس نہین عالم یاس نہین یہ کہکر مرکب کو بڑھایا بارہ ہزار جوان اُسکے عقب مین چلے سو قدم آگے بڑھکر گھوڑے کو ڈپٹا جا رکاب پر ہاتھ رکھون اسد نامدار جو خلق مجسم مین صاحب جاہ و حشم مین بہ تعجیل گھوڑے سے کود پڑے صندلان نے چاہا کہ گرد پھرون اسد نے گلے سے لگایا کہا ای برادر گھوڑے پر سوار ہو صندلان کہنے سے اسد غازی کے پشت مرکب پر سوار ہوا ہمراہ اسد نامدار چلا آتا ہی گرد اسکے سوار پیدل ہین گلگشت چمن کرتے ہوے واسطے قلعہ صندلی رنگ مین آکر ٹھہرے اسد غازی نے مرکب کو مہمیز کیا پکارکر آواز دی ای پہلوان وران ای فخر سام و نریمان ہم تجھسے امتحان کے مشتاق تھے صندلان صندلی پوش نے آواز دی ای آفتاب عالمتاب آسمان جرأت و ای نیر تابان برج شوکت و لیاقت آپ میرے مہمان عزیز ہین سرفراز فرمائیے جو کچھ تجویز آپ اس ذرۂ بیمقدار کو میسر ہو تناول فرمائیے پھر میرے آپ کے امتحان ہو جائیگا اسد نامور نے فرمایا کہ ای برادر بدون امتحان لطف صحبت نہوگا تمکو خیال ہوگا کہ اگر مقابلہ ہوتا مین غالب آتا ایسا ہی کچھ مجکو بھی تصور ہوگا پس لطف صحبت کہان صندلان صندلی پوش نے کہا مین تو بے لڑے بدون مقابلہ غلام حلقہ بگوش ہو چکا آیندہ جو راے عالی اسد غازی نے فرمایا مجھے نانا جان سے سنا کہ تمکو فرزندان حمزہ صاحبقران و جگر گوشگان ثانی سلیمان سے مقابلہ کی حسرت ہی یہین سے کوئی شیر میدان موجود نہین ہو مگر یہ حقیر خوشہ چین خرمن شجاعت و ہمت ذرۂ خاک در دولت صاحبقران حاضر ہی

امتحان کا مشتاق تمھاری ملاقات کا اشتیاق نانا جان نے جو بیان کیا آخر یہان تک آنا پڑا اب
یہ میدان کارزار ہے یہ عبد ذلیل رب جلیل بھی آمادۂ حرب و پیکار ہے بعد امتحان جلسۂ عیش و سرور آراستہ و
پیراستہ ہوگا یہ فصاحت و بلاغت تقریر دلپذیر اسد نامدار سنکر صندلان صندلی پوش بھی آمادہ
ہوا کہا ای شہریار سراسر بے ادبی ہے دل یہی چاہتا ہے کہ آنکھیں قدم اقدس پر ملون خاک پائے حضور
توتیائے چشم بناؤن امتحان مین آپکی خوشی ہے کیا مضائقہ حربہ کیجیے حوصلہ دل کا نکال لیجیے پھر اس
عاشق زار کی بھی کیفیت کھلجائیگی اسد غازی نے ہنسکے فرمایا ای صندلان صندلی پوش ہمارے مذہب
کا قاعدہ کلیہ ہے جب تمھارے حربے سے پروردگار بچالے گا تب حربہ کرینگے یہ شید ستی عجز ملکن صندلان
کو اور زیادہ وجد ہوا جی مین کہتا ہے کہ جادۂ جرات برائے مسلمانان قطع ہوا ہی خراب کھلجائے گا یہ سوچکر
نیزہ اٹھایا مثل آہ عاشقان و کاکل معشوقان پیچ و تاب دیتا ہوا آک کر سینۂ بے کینۂ اسد نامدار پر
نیزہ لگایا اسد غازی نے سنان نیزہ کو سنان پر لیا خواجہ عمرو ملاحظہ فرما رہے ہین ایک نخل
کے سایہ مین کھڑے ہوے تعریفین کر رہے ہین دو چار جوڑ توڑ جو صرف ہوے اب صندلان
کو ثابت ہوا کہ فنون سپاہگری مین بے مثل و بے نظیر ہین صندلان کو چونکہ اپنی سپاہگری پر بڑا
ناز ہے جان دیے ہوے نیزہ بازی کر رہا ہے شعر دو نیزہ دو بازو دو مرد دلیر تو گوئی کہ بودند دو نرہ شیر
ایک مقام پر اسد غازی نے نیزہ صندلان کا کانٹا مرکب کو آڑا کر کے مارا صاف نیزہ ہاتھ سے
صندلان کے نکل گیا چونکہ جوان صاحب غیرت تھا یہ معلوم ہوا کہ نیزہ سینہ کو توڑ کر نکل گیا حجاب سے
پسینہ آگیا قبضۂ شمشیر پر ہاتھ ڈالا آواز دی ای شہریار آپ نے غضب کیا نیزہ میرے ہاتھ سے
نکالا مجھے اور ہی کچھ منظور تھا مگر قضا ہی لیکر یہان آپ کو آئی تھی یہ تیغ برق مثال جب تڑپ کر
گریگا خرمن ہستی کو پھونک دیگا اگر ہمارے ہاتھ مار دل تا پیچ کا نون نیزہ بازی مردان عالم کا محل
ہے اسپر ناز نہ کیجیے گا غصہ مین تیغ کھینچکر جا پڑا اسد غازی نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا مگر حرکات
جرات جو پسند آئی مین خیال مین ہے کہ تلوار نہ چلے جب تیغ قریب سر آکر چمکا دم شمشیر پر دستانہ
مارا تیغہ ہٹ پڑا اسد غازی نے کلائی پر ہاتھ ڈال دیا قصد ہوا کہ تلوار چھین لون صندلان صندلی
پوش نے گریبان مین ہاتھ ڈال دیا غصہ سے کف منھ مین بھر آیا کہا ای شہریار کہین قبضہ سے
مردان عالم کے تلوار نکلتی ہے اسد نامدار نے فرمایا ای برادر نیزہ نکلنے سے تمکو غصہ آیا تھا تو کہتے تھے

ہمسے کہ اپنے لشکر کا بادشاہ کرینگے محبت کا دم بھرینگے تلوار کی لڑائی مین تو جان بچنا دشوار ہی آسکے
کہ ہمارے تمھارے امتحان کا اقرار ہو نعبدلان صندل پوش نے شرما کر سر جھکا لیا تلوار کو ہاتھ سے
چھوڑ دیا صندلان گھوڑے سے کود پڑا اسد غازی بھی مرکب سے اتر پڑے بارہ ہزار جوان ملازمان
صندلان بہ نگاہ غور دیکھ رہے ہین دونون جوانون مین کشتی شروع ہوئی اسد نامدار کا چہرہ
مثل گل شگفتہ صندلان صندلی پوش مرجھایا ہوا دستیان ساتھ زبردستی کے چلنے لگین سامنے
کے داؤ پیچ ہو رہے ہین جو پیچ صندلان نے باندھا فوراً اسد نامدار نے توڑا کیا سلسلہ بندھا
ہوا ہی شیر سر تکرار ہے ہین جس مقام پر گھڑی دو گھڑی تھم کر لڑے اسقدر پسینہ جاری ہوتا ہی کہ
تلے بجاتے ہین دن بھر ایک طور سے شاہزادہ صندلان اسد نامدار سے لڑا شام کو روک کر
ٹھہرا کہا ای شہریار آپ مجھ سے خوب لڑے اب شب کو چلئے آرام کیجیے جو کچھ ماحضر ہی تناول
فرمایئے صبح کو پھر مقابلہ ہوگا اسد غازی نے کہا ای برادر اسطور مین عرصۂ دراز تک فیصلہ نہوگا
روشنی کو حکم دو صندلان صندلی پوش نے جواب دیا کیا مین دب کر باتین کرتا ہون ابھی سامان
روشنی ممکن ہی یہ کہکے اپنے سردارون کو آواز دی سامان روشنی آراستہ ہونے لگا اسد غازی نے
بہ نگاہ یاس طرف خواجہ عمرو کے دیکھا خواجہ عمرو نے جوش محبت اسد غازی مین جھاڑ سلیمانی
زنبیل سے نکالکر درختون مین لٹکا دیے بس اہالیان لشکر صندلان کے ہوش اڑ گئے کہ اسقدر
سامان ایک شخص کیونکر لایا آسمان پیر کو بھی ان شیران دشت نبرد کی کشتی دیکھنے کی انتہائی خوشی
تھی مشعل ماہتاب چراغان و سیارگان روشن کر کے مصروف تماشا ہوے جوانان شیر دل ہوا نہایت
لطف حاصل ہوا چار پہر رات بڑے زور شور سے کشتی ہوئی ہمراہیان صندلان صندلی پوش جرات
اسد نامور کی تعریفین کر رہے ہین ہر ایک کا یہین قول ہی کہ یارو فنون سپاہگری مین یہ جوان یکتا
ہی حقیقت مین سرکوب افراسیاب ہی اسی ہنگامہ مین وہ شب بھی بسر ہوئی آفتاب عالمتاب بصد
پیچ و تاب چرخ نیلی پر جلوہ فرما ہوا تماشا کشتی کا دیکھنے لگا یکایک صندلان صندلی پوش اسد
غازی کو لے دوڑا شاہزادہ دم کے بھروسے پر قدم کے شمار پر تھا چلا جاتا ہی نو دس قدم اسد نامدار
کو صندلان صندلی پوش بغل کر لایا وہان پر آکر پٹک مارا پایان گھٹنا ماہ اوج صاحبقرانی کا چھا غصہ
مین آکر لگا مارا صندلان اوپر آکر چڑھا یا کمر زنجیر مین ہاتھ ڈال کر ایسے اپنے زور کیے کہ اگر پہاڑ پر

قصد کرتا تیغ سے اُکھاڑ کر پھینکدیتا لیکن لنگر مین اُس کوہ وقار کے حس و حرکت بھی نہ ہوئی قریب تھا کہ
صندلان کی کنپٹیان شق ہون انگلیون سے قطرے خون کے ٹپک پڑین آنکھین حدقۂ چشم سے
نکل چلین تھک کر ہاتھ اُٹھا لیا اب آپ کے زور کا مشتاق ہون اسد نامدار مثل شیر غضبناک چست و
چالاک اپنے مقام سے اُٹھا دونون مونڈھے صندلان کے تھامے شیر اندریل کر کے چلا ہر چند صندلان
چاہتا ہی کہ پیچھے ہٹون قدم گاڑون مگر وہ برا وقت ہی کہ زمین پاؤن کے نیچے سے نکلی جاتی ہی خوف سے
تھراتی ہی پچیس قدم اسد نامدار ریل کر لایا اب ہنکارا صندلان کے دونون گھٹنے آشنا زمین ہوئے
چاہا تڑپ کر لنگر قایم کرے حریف زبردست کب لنگر قایم ہونے دیتا ہی کمر بند مین ہاتھ ڈال کر نعرۂ
تکبیر کی صدا بلند کی پہلے زور مین تا بگھٹنا دوسرے زور مین تا بہ سینہ تیسرے زور مین سر سے بلند
کیا چاہا زمین پر دے مارون صندلان نے آواز دی اے شہریار الامان آپ نے سر سے بلند کیا
سر خوت نیاز مند عرش اعلیٰ پر پہونچا اب زمین ذلت سے بچائیے اسد غازی نے فوراً ہاتھ سے
رکھدیا صندلان قدمون سے لپٹ گیا کلمہ پڑھکر بصدق مسلمان ہوا پلٹ کر ساتھ والون کو آواز
دی صاحبو مین نے تو بدل و جان اطاعت طلسم کشا قبول کی جسکو میرا ساتھ دینا ہو دین اسلام
قبول کرے ورنہ اپنے فعل کا اختیار ہی سب نے عرض کی ہم حضور کے مطیع ہین جسوقت سے
اس آفتاب آسمان اقبال کو دیکھا خواہش تھی کہ قدم بوسی کرین سب سردار دائرہ اسلام مین آئے
ایک ایک سوار کو لا کر صندلان قدم پر اسد غازی کے گراتا ہی خواجہ عمرو کھڑے ہوئے دیکھ
رہے ہین صندلان صندلی پوش کو محبت اسد نامدار کا جوش ہلکر دے رہا ہی بارگاہ استادہ کر کے
سامان عیش و نشاط مہیا ہوا ابھی بارگاہین استادہ نہین ہونے پائی تھین بیچ مین ماہ اوج صاحبقرانی
گرد تمام سواران صف شکن جوانان تیغزن صندلان نے آکر ہین تھاما کہ حضور بارگاہ مین تشریف
لے چلین آج یہ نیاز مند سرفراز ہوا اب مجکو اپنی جرات پر ناز ہوا اسد غازی نے قصد کیا کہ صندلان
کے ساتھ طرف بارگاہ کے چلین کہ آسمان سے نعرہ ہوا باش او صندلان غضب کیا ہے مجکو سواسطے
بھیجا تھا عمرو تو آواز سنکر ایک جانب بھاگا گلیم اوڑھ کر مخفی ہوا مگر وہ برق چمک کر صندلان و
اسد غازی و کل لشکر پر گری آنکھین سب کی جھپک گئین بعد عرصۂ دراز دیکھا سب سردار سلسل
و سطوق گوہر جادو چار سو جادوگر نیزون کو لیے کھڑی ہی صندلان پر خفا ہو رہی ہی کہتی ہی کہ

تو نے میری محبت کو فراموش کیا سامری جمشید کو برا کہا طلسم کشا کا مطیع ہو گیا افراسیاب سے نہ ڈرا خیر جو گذرا سو گذرا اب توبہ کر طلسم کشا کا سر کاٹ کر خدمت مین صندل جادو کے روانہ کر تو مین تجھکو بچاؤنگی محبت سے اسکی ہاتھ اٹھا یہ سنکر صندلان نے کہا ای گوہر جادو مین نے اطاعت دین اسلام ملت بیضا قبول کی سعادت دارین حصول کی اگر تجھکو مجھ سے محبت ہی طلسم کشا کا ساتھ دے یہ کلام حسرت انجام صندلان کے سنکر گوہر جادو رونے لگی کہا ای صندلان مین تیری عاشق صادق ہون مجھے کیون تباہ کرتا ہی طلسم کشا کی دوستی مین خرابی ہی ملکہ صندل جادو کے قہر و غضب سے نہین واقف کسکی مجال ہی کہ طلسم صندل پر دست انداز ہو کیون اپنے کو خرابی مین ڈالتا ہی ای صندلان تیری محبت مین مین نے سلطنت چھوڑی اس حوالی کے نظام پر اکتفا کیا تیرے ہجر مین تڑپ تڑپ کے مر جاؤنگی مجھسا عاشق صادق دستیاب نہو گا یہ کہکے گوہر جادو رونی دامن صندلان کا تھام لیا بیساختہ یہ اشعار آبدار پڑھنے لگی

اشعار

نہان راز محبت تجھ سے رکھا مثل جان برسوں
مہینوں دم نہین مارا کیا ضبط فغان برسوں

ستاتا ہی جو مجھکو دیکھنا پچھتائے گا ایسا
کہ سر پر خاک اڑائیگا مرے بعد آسمان برسوں

دکھے کیونکر نہ دل صیاد کا اب ان نالوں سے
سنی ہی عندلیبوں نے ہماری داستان برسوں

رہا ہی ایسا سودائے تلاش یار مٹ کر بھی
پھری ہی خاک میری صورت ریگ روان برسوں

بیان سوز دل اک دن کیا تھا دیکھنا سوزش
دہن گلخن بنا اپنا رہی شعلہ زبان برسوں

مقیم کوچۂ جانان کبھی ہم بھی تھے ای بلبل
ہمارا بھی رہا ہی اس چمن مین آشیان برسوں

کفن کی اس سے رکھے خاک امید آپکا شہ
رہا دو گز زمین کے واسطے کج آسمان برسوں

وہ دیوانہ ہون وحشی جانور تک سنتے آئے ہین
مری وحشت کی مجنون نے کہی ہی داستان برسوں

دہن میرے حبیب کم سخن کا تنگ ایسا ہی
رہے ہین جستجو مین جسکی عاجز غیب دان برسوں

مراقبہ ہوا ہی میرے دل پر اب کئی دن تک
رہا ہی عہد وحشت مین نزول ریگان برسوں

سبک روحی سے کھا خانہ بردوش ایک مدت تک
رہے ہین اپنے بل پر بھی مثل آشیان برسوں

مزے مستی مین کیا کیا دختر رز سے اڑائے ہین
جوانی مین رہی ہی صحبت پیر مغان برسوں

مٹے پر بھی رہی ہی جستجو یہ اپنے یوسف کی
غبار اپنا رہا ہی ہمرہ کاروان برسوں

حلق پا جاتا ہی زنادار کا زخم اندمال اکثر | مگر بھرتا نہین ہی زخم شمشیر زبان برسون

صندلان صندلی پوش نے جواب دیا کہ ای گوہر جادو مجھے تجھسے زیادہ محبت ہی مگر اب عشق مین اسد
غازی کے سبوت ہون اگر میرا پاس ہی اس شیر دل کی اطاعت کر گوہر جادو نے ان سب کو گرفتار
کیا شاگردون کو بلا کر حکم دیا شاگردان نے بیڑیان پہنا دو سب کو سلسل مطوق کر کے لا کے ایک بارگاہ مین داخل
کیا ہمراہیان صندلان کو قید کیا اسد غازی و صندلان کو الگ الگ خیمہ مین رکھا آپ اس بارگاہ
مین بیٹھی مگر بہت بیقرار کنیزون سے کہتی ہی صاحبو جا کر صندلان کو سمجھاؤ مین اب عرضی خدمت مین
ملکہ صندل جادو کے روانہ کرتی ہون اگر وہان سے حکم قتل آ گیا پھر از در کچھ نہ چلیگا کنیزین قیدخانہ
مین جاتی ہین صندلان صندلی پوش کو سمجھاتی ہین یہ کہتا ہی جا کر ملکہ سے کہو مردان عالم نے جو کہا
وہ کیا قول مردان جان دارد سخن مردان اعتبار جب کنیزین آکر یہ جواب دیتی ہین ملکہ گوہر جادو
گھبرا جاتی ہی جب بالکل جواب صاف پایا تب ناچار ہو کر عرضی لکھی کہ ای ملکہ صندل جادو عمرو
عیار مع اسد نامدار حوالی طلسم صندل مین پہونچا طلسم کشا کو گرفتار کیا عمرو بھاگ کر نکل گیا لیکن
ایک مصیبت تازہ مین گرفتار ہون یعنی شاہزادہ صندلان معشوق بلکہ طلسم کشا سے لڑا نہین معلوم
طلسم کشا نے کیا طلسم کر دیا میرے نام سے اسکو نفرت ہوئی جان دینے پر آمادہ ہمراہ طلسم کشا قید کر
لیکن عمرو کی تلاش ہی جیسا مناسب ہو تحریر فرمائیے یہ عرضی لکھا ایک کنیز کو دی وہ لیکر طرف قلعہ کے
روانہ ہوئی ملکہ گوہر جادو نے اس رات فراق محبوب مین شغل شراب و کباب ترک کیا کبھی گھبراتی ہی
کبھی در زندان پر آتی ہی نامہ کا انتظار کبھی اشکبار کہ دیکھیے ملکہ صندل جادو کیا تحریر فرماتی ہین کنیزین
عرض کرتی ہین حضور آپ کو اختیار ہی خواہ قتل کیجیے خواہ جان بخشی فرمایئے گوہر جادو نے آہ کی کنیزین
گھبرا گئین عرض کی حضور اسوقت تو غضب کی آہ نے دل کو بیقرار کر دیا ایسا نہو کہ بجلی گرے خرمن حیات
جلکر خاک ہو ملکہ گوہر جادو نے کہا صاحبو دیکھیے انجام کیا ہوتا ہی مین ہرچند سمجھاتی ہون دل خانہ خراب نہین
مانتا اس سنگدل کے دل پر ہماری آہ آتش فشان تاثیر نہین کرتی بے اختیار یہ اشعار پڑھے اشعار

گر ہین کے ہم سے وہ کیونکر نباہ دیکھتے ہین | ہم انکی تھوڑی دنون اور چاہ دیکھتے ہین
گمان قاصد گم گشتہ ہمکو ہوتا ہی | کبھی جو کوئی کبوتر سیاہ دیکھتے ہین
تمہاری آنکھون کے کھنچے ہوئے سے تیور ہین | یہ خوب اصالت تیغ نگاہ دیکھتے ہین

مزا اڑا لو زمانے کی سن نہ واعظ کی | کہیں کریم بھی اہل گناہ دیکھتے ہین
یقین ہوتا ہے برگشتگی قسمت کا | پھری ہوئی جو تمہاری نگاہ دیکھتے ہین
رقیب چالیں چلا کرتے ہین قیامت کی | جب اُنسے ہمسے بہت رسم و راہ دیکھتے ہین
ترے ستائے ہوئے ہین جو ای شب فرقت | تمام عمر وہ روز سیاہ دیکھتے ہین
فقیر ہو کے جو بیٹھے ہین آپ کے در پر | وہ لوگ کب طرف بادشاہ دیکھتے ہین
امید صبح تو ہمکو کہان مگر ہر دم | اجل کی ہم شب فرقت مین راہ دیکھتے ہین
ملال کس کو ہوا ہے ستائین ہم یا وہ | خود آئین یا کہ بلائین یہ راہ دیکھتے ہین
نکال لین گے کوئی راہ وصل کی لیکن | وہ آئین راہ پہ بس اتنی راہ دیکھتے ہین
عدم کا کوچ تو درپیش ہے قلق لیکن | نہ توشہ پاس نہ کچھ زاد راہ دیکھتے ہین

اس حال پر ملال مین شب بسر کر رہی ہے کئی مرتبہ قید خانہ مین آئی یہ بھی اطلاع کی ای صندلان
مین نامہ روانہ کر چکی اب حکم قتل آیا چاہتا ہے دیکھو اپنی جان بچا اپنی جوانی پر رحم کھا مسلمان کا ساتھ
چھوڑ مفت مین قتل ہو جائیگا پھر میرے سنانے کچھ نہ بن پڑیگا ابھی تک خیر ہے صندلان نے
کچھ جواب بھی نہ دیا بلا اسد غازی کی مصیبت پر روتا ہے کہتا ہے ای شہریار گرفتاری حضور کی غلام
پر بہت شاق ہے اسد غازی فرماتے ہین ای برادر تم اپنی جان بچاؤ گوہر جادو سے ملجاؤ تمام طلسم
ہوش ربا ہمارا دشمن ہے کس کس سے مین بچاؤ گے خدا خواجہ عمرو کو سلامت رکھے وہ بھاگ کر
نکل گئے ہین یقین کامل ہے وہ کچھ ہماری رہائی کی فکر کرینگے شب یون ہی تڑپ تڑپ کے
بسر ہوئی صبح کو گوہر جادو کے پاس طرف سے صندل جادو کے جواب نامہ پہونچا مضمون اسکا
یہ تھا کہ طلسم کشا کو قتل کرو عمرو بھی ملجائیگا تلاش کرنا واجب و لازم ہے یہ جواب پاکر گوہر جادو نے
حکم دیا میدان خونی کی تیاری ہو گوہر صدف قلزم صاحبقرانی و نہنگ دریاے جہانبانی دار پر
کھینچا جائیگا سزا سرکشی کی پائیگا سب سمجھے کہ سلسلہ تقریر ہے دردسر سنانے کی تدبیر ہے گردن کشان
صندلان صندلی پوش کو مع اسد نامدار و سرداران شور شعار لیکر میدان خونی مین حاضر ہوے
دارین استاد ہونے لگین جلادون نے شمشیرین لگائین آرہ کش تسمہ کش چشم کن سب طرح کا اسباب
سیاست موجود ہوا اسوقت ملکہ گوہر جادو دونی ہوئی سامنے صندلان صندلی پوش کے

آئی کہا صرف مین نے تیرے واسطے اتنی دیر لگائی دیکھ اب طلسم سے سرداروں کا آنا لگا ہی قیام جادو
وسقیم جادو کو ملا صندل جادو نے بیچا نامہ مین یہی لکھدیا ہی کہ فوراً طلسم کشا کو قتل کرد خواجہ عمرو
کی جستجو مین مصروف ہوا ور ایک کیفیت ملحوظ خاطر ناظرین رہے کہ گوہر جادو نے میدان خونی کی
تیاری زیر دیوار قلعہ صندلی قرار دی ہی وہ پریزاد عاشق کش معشوق فریب محفل ساحران کی زیب
بہ نگاہ حیرت اس میدان خونی کو دیکھ رہی ہی وہی مروارید بے بہا کی لڑیاں از طبق تا بہ سر دلربائی
بندھی ہوئی ہین حسن ہین دمبدم ترقی نگاہ مین افسونگری اشارے کنائے چہرہ پان کثر ریان
اب اسوقت صندلان اسد غازی کو حال زار مین دیکھ کر رونے لگا کہا آقا آپ کسی
طور سے اپنے کو بچایے اسد غازی نے کہا ای برادر کیون گھبراتے ہو اگر ہماری قضا نہین ہی تو
ہمکو کون قتل کرسکتا ہی شعر اگر تیغ عالم بجنبد زجاے ۰ نہ برد رگے تا نخواہد خداے
اور اگر موت قریب ہی تو یہ بھی ایک حیلہ ہی پھر حکم مالک حقیقی سے گردن تابی کیا ای صندلان اپنے
پیدا کرنے والے کو یاد کرو کسی سے فریاد کرو اپنا تو یہ اعتقاد ہی بموجب مخمسہ

رہے وہ لب کہ ہو جس لب پہ گفتگو تیری
رہے وہ چشم کہ ہو جسکو جستجو تیری
رہے وہ جان کہ جو یا ہو چار سو تیری
خوشا وہ دل کہ ہو جس دلمین آرزو تیری
خوشا دماغ جسے تازہ رکھے بو تیری

لہو کا نام بھی باقی نہین رہا تن مین
مگر ہی داغ محبت کا قلب روشن مین
مقام ہوگا کئی دن کے بعد مدفن مین
یقین ہی اٹھے گی جان اپنی آکے گردن پہ
سنا ہی جاں ز قریب رگ گلو تیری

جو تو ہی پاک تو عاشق کا دل بھی طاہر ہی
دوئی کا دخل نہین اک زمانہ ماہر ہی
وہ ناتوان ہون جیسے ببول بار خاطر ہی
وہ گل ہون مین کہ ترا رنگ جس سے ظاہر ہی
وہ غنچہ ہون کہ بغل مین ہی جیسے بو تیری

ہوا ہی چار عناصر سے اجتماع محال
لیا ہی زرد ہوا نے شش جہت مین جبال
تری فراق مین برسون رہی ہی فکر وصال
پھرے ہین مشرق و مغرب سے تا جنوب و شمال
تلاش کی ہی صنم ہمنے چار سو تیری

عدم سے جانب ہستی بحال زار آیا
خیال جلوۂ عارض کا لاکھ بار آیا
تجھی کو ڈھونڈھنے تیرا گنہگار آیا
شب فراق میں اک دم نہیں قرار آیا
خدا گواہ ہے شاہد ہے آرزو تیری

چمک ہے دل میں ہمارے بھی نور عرفان کی
ان آیتوں کی صفت کیا مجال انسان کی
کہ یہ بھی ایک نشانی ہے دین و ایمان کی
پڑھا ہے میں نے بھی قرآن قسم ہے قرآن کی
جواب ہی نہیں رکھتی ہے گفتگو تیری

پہونچیے حال مرا کہیو میرے یوسف سے
نہ کھول بند قبا کہیو میرے یوسف سے
ہزار جان فدا کہیو میرے یوسف سے
ہر ایک طرف سے صبا کہیو میرے یوسف سے
نکل چلی ہے بہت پیرہن سے بو تیری

مآل کار نہ تقریر سے ہوا ثابت
مگر ستاروں کی تاثیر سے ہوا ثابت
نہ کوششوں سے نہ تدبیر سے ہوا ثابت
یہ گردش فلک پیر سے ہوا ثابت
قوی ضعیف کو کرتی ہے جستجو تیری

بہائے آنکھ سے آنسو برنگ شبنم صبح
وہ طول رات کا وہ انتظار وہ غم صبح
سفیدی آنکھوں کی دکھلا رہی ہے عالم صبح
شب فراق میں اے روز وصل تا دم صبح
چراغ ہاتھ میں ہے اور ہے جستجو تیری

شبیہ عاشق و معشوق ہے فلک پہ عیاں
یہ حسن و عشق کے جلوے میں دیکھ لو نادان
ہے آسمان و زمین میں یہ شعلہ نور افشاں
جو ابر گریہ کناں ہے تو برق خندہ زناں
کسی میں خو ہے ہماری کسی میں خو تیری

تعجب اسکا ہے کیا گر چمن معطر ہے
فقط نہ غنچہ کا نازک بدن معطر ہے
کہ ذکر یار سے ہر انجمن معطر ہے
دماغ اپنا بھی اے گلبدن معطر ہے
صبا ہی کے نہیں حصہ میں آئی بو تیری

مثال طبع ذکی تو ہے رستم میدان
جو کند ذہن ہیں کیسے سمجھ سکے تیرا بیان
مقابلہ کرے تجھ سے کوئی مجال کہاں
زمانے میں کوئی تجھسا نہیں ہے سیف زبان

رنگی سحر کہین آتش بردیتری

ان اشعار دعائیہ کو سنکر صندلان صندلی پوش نے بھی طرف آسمان کے نگاہ کی دعائیں مانگ
سکا ہی لیے کلام بلاغت نظام زبان سے اسد غازی کے نکلے کہ صندلان کے قلب کو بھی تقویت
ہوئی مگر ملکہ گوہر جادو سامنے آکر بیٹھی اشارہ ہوا جلادونے اسد نامدار کو زیر تیغ بٹھایا آواز دی
ای ملکہ عالم وقت قتل طلسم کشا ہی یہ جوان حور مثال آفتاب جمال زور و جرأت مین یکتا ہی اسکے قتل کا
حکم سمجھ کے دیجیے گا قتل کرنا میرا کام ہی جلانا پیدا کرنے والے کے اختیار مین ہی اس مقام پر یہ جوان یکہ
و تنہا مجبور و ناچار ہی ہزار ہا شیر دلیر اسکے خون کا دعوی کرینگے ملکہ گوہر جادو نے کہا کیا بیہودہ بکتا ہی
جلد قتل کر جلادونے کوٹھے کا خط گردن پر کھینچا تیغہ برق مثال چمکا کے برسر اسد نامدار آیا
اس مجمع عام مین ایک گنوار وضع فقیر کاڑھے کی مرزائی شنجرفی دھوتی پہنے پگڑیا مین رنگی ہوئی السمہ
مثل مار سیاہ کمر مین لپٹا ہوا سر برہنہ پانؤن مین کھڑاؤن پہنے ہوے ہاتھ مین تبر کا پچھیرا
ایک گوشہ مین یہ فقیر بھی کھڑا ای معبود موجود کی صدا دیتا ہی ملکہ گوہر جادو نے جلاد کو حکم دیا
جلادونے ہاتھ تیغے کا مارا اُسنے دیکھا ایک سنسنانے کی آواز آئی دیکھا جلاد کا سر پھٹا پڑا ہی طلسم
بے اطمینان تمام مچتا ہی لوگون نے کہا جلاد دیوانہ تھا خنجر پھرا کے اپنے سر مین مار لیا ملکہ گوہر
جادو نے کہا کیا سعنا اللہ ہی قول ہمارے بادشاہ صندل جادو کا تخت نشین ہوا کہا دوسرے
جلاد کو بلاؤ فوراً دوسرا جلاد تلوار کھینچے ہوے آیا ملکہ گوہر جادو نے اشارہ کیا کہ خواجہ عمرو فقیر بنے
سامنے کھڑے ہوے ہین کیونکر دل کو اطمینان ہو نور نگاہ زبیدہ شیر گیر قتل ہوتا ہی کلیجے پر
چھریان چل رہی ہین گودیون مین پرورش کیا ہی کیونکر دل قبول کرے کہ آنکھون کے سامنے
وہ شخص قتل ہو جاے ادھر جلادنے تیغہ مارا اُدھر خواجہ عمرو نے سر سے گوپھن کھولا سنگ
تراشیدہ و خراشیدہ گلہ گوپھن مین دیا جلادنے ایک ہاتھ مارا جلاد کا سر پھٹا وہ پریزاد قلعہ سے
سکرانی ایک سوئی تو ناسین سے ایک پتلہ پیدا ہوا خواجہ عمرو کی گردن پر چڑھ بیٹھا خواجہ عمرو
نون ہی کون ہی کہنے مین یکبارہ پتلہ سحر کا لب ملتا ہی منہ پر ہاتھ کو پھیر دیا رنگ روغن چہرے کا
اڑ گیا ظاہر ہوا خواجہ عمرو گرفتار ہوے ملکہ گوہر جادو نے کہا میرے سامنے کھینچ [illegible]
صندل جادو نے تحریر فرمایا تھا کہ قصہ قتل طلسم کشا کرنیکے وقت یہ عمرو [illegible]

بھی پری زاد جو علاست طلسم ہو گرفتار کر لی دبی ہوا اسد غازی نے پلٹ کر دیکھا خواجہ عمرو بن
امیہ ضمری سلسل سطون چلے آتے ہین اسد غازی نے جھک کر سلام کیا خواجہ عمرو نے کہا ای
نور نظر فلک در پے بدعت ہی جو تدبیر کرتے ہین اُلٹی ہو جاتی ہی اچھا کیا اختیار ہی وہ مالک و مختار ہی
صندلان صندلی پوش کو بھی اب یاس ہوئی کہا ای شہنشاہ اوج عیاری آپ کے گرفتار ہونے
سے امید نصیب منقطع ہوئی خواجہ عمرو نے کہا ای شیر بیشہ جرأت و شجاعت کیون اسقدر بیتاب ہی
وہ بڑا مسبب الاسباب ہی ملا گوہر جادو نے اسی وقت ایک تخت پر اسد غازی و خواجہ عمرو
کو سوار کیا قیام جادو و مقیم جادو کو حکم دیا کہ انکو اندر قلعہ کے سامنے ملا صندل جادو کے
لیجاؤ قتل اور غیر قتل کا انکو اختیار ہی قیام جادو و مقیم جادو نے اشارہ کیا چند جادوگرون نے
تخت کو دوش پر لیا صندلان صندلی پوش تڑپ تڑپ کر پکارتا تھا کہ او گوہر جادو میرے آقاے
نامدار سے مجکو جدا نہ کر ملکہ گوہر جادو نے کچھ جواب نہ دیا اُسکے خیال مین ہی کہ وہان جا کر اسد
غازی و خواجہ عمرو دونون قتل ہو جاینگے صندلان میری شراکت کریگا مگر صندلان ہجر گردون
سے سرنگون رہا ہی اور یہ اشعار آبدار زبان پر جاری ہین اشعار

آشیانہ نہ قفس مین نہ چمن یاد آیا	آنکھ کھلتے بھی نہ پائی تھی کہ صیاد آیا
رو دیا ابر بہاری جو برستے دیکھا	کرم پیر خرابات مجھے یاد آیا
نہ کہو فصل بہار آئی ہی بلبل نہ سنے	چپ رہو چپ رہو ہنگامۂ فریاد آیا
قطع امید ہوئی رحم بھی آجانے کی	ذبح کرنے مجھے منہ پھیر کے جلاد آیا
درگہ یار مرادون کا محل ہی آتش	شاد ماں یاں سے گیا جب کوئی ناشاد آیا

صندلان صندلی پوش کو بہت بیقراری ہی دیکھ رہا ہی کہ تخت شاہزادے کا قیام جادو و
مقیم جادو دونون لیکر بلند ہوے اب خواجہ عمرو کو بھی یقین کامل ہوا کہ قلعہ کے اندر سے جا کر
رہائی غیر ممکن قلعہ طلسمی ہی اگر کسی عیاری سے وہان جا کر رہا بھی ہوے تو قلعہ طلسمی سے نکلنا مشکل
ہی اس خیال محال مین آنکھون سے آنسو جاری جیون جیون تخت بلند ہوتا ہی خواجہ عمرو دل کو جمع
کر رہا ہی پکار رہا ہی قطعہ

ہر چند ہیم لائق بخشائش تو	اما از کرم ہست در وشن نہ مگر
[illegible]	ہر حال ہین خستہ و دل ریش مگر
	اسد غازی کو بھی سعی [illegible]

پری پیکر کی یاد سب سے زیادہ مہ جبین الماس پوش کا خیال ملکہ لالان خون قبا کی جدائی کا ملال اپنی گرفتاری کا الم دل پر ہجوم لشکر غم و عنا مین مصروف ہے کہ آسمان سے برق چمکی پیدین پھولون کی آئین صاف سب کو ثابت ہوا کہ آمد فصل بہار ہے ملکہ کو ہر جادو نے دیکھا یکایک ہوائے سرو عیسی دم مسیح نفس چلی نخل جھومنے لگے پتے جو زرد تھے وہ سبز ہو گئے نوجوانان چمن کے بخت نے رسائی کی عندلیبان خوش نوا نے زیر شجر گل صدا سائی کی غنچے چٹک کر گل ہوئے پھول فرط خوشی سے پھولے نہین سماتے تھے سرو کو ہوس دامنگیر ہوئی کہ اکڑتا پھرون سارے باغ کی سیر کرون ہر شخص حیران کہ طائرون نے یہ کیسا غل مچایا ہے ہر نخل کیون وجد مین آیا ہے شاخون کے وجد سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ کسی گل پیرہن کی آمد کے مشتاق ہین گل و بلبل مین آنیوالے کے مذاق مین

نظم

فصل گل آئی زمانہ ہے جنون کے جوش کا / مست اے ساقی یہی ہے وقت نوشا نوش کا
بات کرسکتا نہین دیوار کے بھی سامنے / دیکھکر روزن گمان ہوتا ہے مجھکو گوش کا
چھپ نہین سکتا کبھی انکار سے تو بےشکن / خود بخود بو دینے لگتا ہے دہن مینوش کا
کیا ہوا ہے جو میرے دل کی طرح وہ چھپ رہا / حال چل کر پوچھیے کچھ دلبر روپوش کا
کس غضب کی روشنی دیتا تھا شکوہ اے پری / وہ ستارہ غیرت خورشید ہے پاپوش کا
تنگ آکر دوست اٹھ جاتے ہین میرے پاس سے / اب دہان زخم بھی سنہ ہو گیا مینوش کا
ہاتھ اٹھا کر دوست کرتے ہین دعا مین رات دن / تیرا آنا ہو گیا ہے مجھ مین آنا ہوش کا
نالۂ بلبل سنا کرتا ہون مین آٹھون پہر / اپنے کانون پر گمان ہے مجھکو گل کے گوش کا
شغل ختم ابلا چلا آتا ہے دل ناصح سعاف / غیر ممکن ہے سنبھلنا خاطر پرجوش کا
سر اٹھا احسان قاتل سے کمانتک شکر ہون / بعد مدت آج اترا بار سر سے دوش کا
پھر سبو اُبلے چھلکے شیشے ہوئے لبریز جام / رخصت اے زاہد زمانہ ہے وداع ہوش کا
صبر کرسکتا نہین ملتا ہے سب کچھ گو اُسے / بھول جاتا ہے بشر سامان رزق دوش کا
ایک چپ رہنے سے لاکھون راحتین موجود مین / مست کے جھگڑے ہوا احسان لب خاموش کا
بے　　سے بھی ہوا کرتی ہین اکثر زمینین / پیچ گیسو بنگیا آخر کو حلقہ گوش کا

ایک دو ساغر سے ذبہکتا ہی کیا ساقی مجھے　　خم اُٹھا پھر دیکھنا دل مجھ سے دریا نوش کا
مین تو کیا ہون کاروان کے کاروان ہونگے اسیر　　بندہ لاکھون کو کریگا آج بندہ گوش کا
بحر رکھتا ہی مجھکو جوش وحشت ای نسیم　　مدتین گذرین نہین رکھتا تعلق ہوش کا

حوالی طلسم صندل مین عجب طرح کا ہنگامہ برپا ہی زمین سے غبار زرد اُٹھنے لگے صاف ظاہر ہوا کہ بونڈے بھی کسی کے استقبال کو اُٹھے ہین جس تخت پر اسد و عمرو کو سوار کیا تھا وہ بھی چلتے چلتے رُک گیا ہر چند کہ قیام جادو و مقیم جادو دونون سحر کرتے ہین تخت آگے نہین بڑھتا ساتھ والے اُسکے جہونسے لگے کہ آسمان سے نعرہ ہوا سنو ملکہ بہار جادو خبردار ہمارے آقاے نامدار کو لے کر آگے نہ بڑھنا کنیز آنکی آپہونچی ملکہ گوہر جادو نے دیکھا کہ قیام جادو و مقیم جادو اُلٹے پھر پڑے گر ملکہ گوہر جادو نے جھپٹ کر قیدیون کو سنبھالا قیام و مقیم کے ہوش و حواس درست نہ رہے ساتھ والے اشعار عاشقانہ پڑھنے لگے کوئی کہتا ہی ای ملکہ ہم تیرے گلشن جمال کے گلچین ہین مدت سے عاشق زار ہین نرگس شہلا کے بیمار ہین **نظم**

زمانہ مین کوئی اب سا نہ ہوگا
کسی نے آپ کو دیکھا نہ ہوگا
ہزارون مرگئے لیکن نہ دیکھا
کہ بالاے زمین کیا کیا نہ ہوگا
قیامت جسکو کہتے ہین وہ ہی بجز
وہان کیا آپ کا چرچا نہ ہوگا
بنا کر حضرت واعظ کو نافہم
بھلا کل وعدہ فردا نہ ہوگا

جو تیرے حسن پر شیدا نہ ہوگا
اُٹھاتا ہی ندامت کسلیے تو
کوئی تمسا بھی بے پروا نہ ہوگا
وہ جس رستے سے نکلے دیکھ لینا
کنار قبر مین مُردا نہ ہوگا
نئی دھمکی ہی یہ تو بندہ پرور
نہ سمجھو یہ کہ کچھ سمجھا نہ ہوگا

ازل سے ہو یہی قسمت کا ہی
یہ درد ای چارہ گر اچھا نہ ہوگا
کہے دیتی ہین یہ بچی نگاہین
کہ اس رستہ مین پھر رستا نہ ہوگا
اگر خادم کوئی جنت مین پہونچا
نہ دوگے دل تو پھر اچھا نہ ہوگا
نسیم اب اُنکی باتون پر نہ جاؤ

آنکھین ملازمان قیام و مقیم رگڑنے لگے گوہر جادو کی آبرو پر بنی بہ قول شخصے یہ تو موتی کی آب ہی سراسر سلسلۂ پیچ و تاب ہی صندلان صندلی پوش قید مین یہ سب دیکھ رہا ہی اسد غازی کا تخت یا تو بلند ہو گیا تھا یا زمین پر قائم ہوا ملازمان قیام جادو و مقیم جادو دیوانہ وار وحشی مثال گریبان چاک چہرے پر خاک سحر بہار کی تاثیر کا فرون کے قتل کی تدبیر بھولے ہوے اپنے کو بھولے ہوے اب زمین پر تو یہ ہنگامہ ہی مگر ملکہ بہار جادو

آسمان پر ظاہر ہوئی ملازمون کے قلب تو الٹ دیے بیان کے حال سے آگاہ نہ تھی کہ
مقدر یہ طلسم ہے ورنہ اُسکی بھی تدبیر کرتی چاہا کہ زمین پر گرادون اسد غازی و خواجہ عمرو کو
چھڑاؤن وہ پریزاد جسکے ہاتھ مین طبق مروارید ہے اُسنے بہار پر نگاہ ڈالی اور مسکرائی غنچہ دہن
کھلا ابر مروارید ی مین تلاطم پیدا ہوا کہ موتی برسنے لگے ملکہ بہار دفع سحر کرتی ہے موتیون کا ٹوٹنا
بیکار آبرو بچانا دشوار یہ گوہر صدف بحر حسن و جمال بصد جاہ و جلال اُس پریزاد پر جا پڑی ملکہ
بہار تو تعلیم کردہ افراسیاب جادو ہے سمجھ گئی کہ یہ سحر اس صاحب علامت کا ہے اسد غازی
کا رہا ہونا دشوار کدو کاوش محض بیکار گئی گلدستے پڑھ کر اُس ملعونہ پر مارے مگر مطلق تاثیر نہوئی
وہ پریزاد ہر مرتبہ ہنستی ہے خس خس کے سحر دفع کرتی ہے ملکہ بہار کا غصہ بڑھتا جاتا ہے مگر زور
نہین چلتا جب ملکہ بہار خوب سحر کر چکی تب اُس پریزاد نے ابر پر نگاہ ڈالی تڑاقا ہوا وہ ابر
پھٹا کچھ دھوان نکلا اُس دھوئین کو دیکھکر بدن سے چنگاریان نکلنے لگین معلوم ہوا کہ استخوان
جل جائینگے آہ کا نعرہ مُنھ سے ملکہ بہار کے نکلا رنگ رو متغیر ہوا ہاتھ پاؤن پھولے سحر فراموش
ہاتھ پاؤن مین رعشہ حجاب سے پیشانی پر پسینہ قریب تھا کہ لڑکھڑا کر زمین پر گرے کہ دوسری
جانب سے نعرہ ہوا سنم باغبان قدرت آتے ہی باغبان نے بہار کو سنبھالا چاہا کہ لے نکلون
اس پریزاد نے دہی لگا ابر سیاہ جو سر پر سایہ فگن ہے شاید اُسمین کوئی ساحر پر فن ہے اشارہ کیا
کچھ شعلے اُسی ابر سے نکلے بھڑکتے ہوے سامنے باغبان کے آئے یہ جوان شیر دل بھی مبہوت ہوا
سحر کرنے کرنے سکوت ہوا قریب تھا کہ زمین پر گرے کہ آسمان سے برق چمکی رعد و برق ہان
پتے دونون آکر پہونچے رعد نے باغبان و بہار کو سنبھالا برق تڑپ کے گرنے لگی اُس پریزاد
نے خس خس سے برق کو بھی بیکار کیا برق لامع تڑپکر گری ابر مروارید ی کے ٹکڑے ٹکڑے
اُڑا دیے ابر کو توڑ کر جب قریب پریزاد کے پہونچی چاہا تڑپکر گرادون اُسکے بھی دو ٹکڑے کرون
اُسنے طبق کو گردش دی ایک مروارید بے بہا ٹوٹ کر برق لامع پر گرا یہ بھی بیکار ہوئی
قریب تھا کہ یہ سب کے سب زمین پر گرین کہ آسمان سے نعرہ ہوا کہ سنم ملکہ مجلس جادو
سب نے دیکھا مجلس جادو اُڑتا آب رواں کا پہنے ہوے مرکب گلی پر سوار غنچہ گلی ہاتھ
مین آتے ہی نعرہ کرکے گری غنچہ گلی طبق زرین پر مارا مروارید بے بہا ٹوٹ کر مجلس جادو

پہ گر پڑے یہ بھی بیکار ہوئی قریب تھا کہ سب سرداران مذکور بیکار ہو کر زمین پر گرین ہاتھہ پاؤن
ٹوٹین خواجہ عمرو نے جو یہ حال اپنے سرداران نامی کا دیکھا دعائین مانگنے لگے ای پروردگار آج
لشکر اسلام پر یہ بلا نازل ہوئی بہار و باغبان وغیرہ قتل ہوتے ہین اس آفت سے ان سبکو
بچانے اسد نامدار بھی بیقرار ہو گیا صندلان صندلی پوش برق لامع کی جرأت دیکھکر تڑپ
گیا علم و نشان بہار دیکھکر روح کو راحت قلب کو قوت حاصل ہوئی تھی جب بہار جادو مبتلاے
بلا ہوئی آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا بے اختیار پکار اُٹھا پروردگار ان سب کو بچانے جناب
ہو کر ان سب کا دعا کرنا کہ دریاے رحمت الٰہی جوش مین آیا صحرا مین روشنی ہوئی ابر سیاہ وسط
سما پر لہرایا ابر فوراً شق ہوا چودھوین رات کا چاند یعنی بدر کامل اُس ابر تیرہ و تار سے ظاہر ہوا
اب عکس ماہ کامل طبق مرواریدی پر پڑا اسکے ٹکڑے ہو گیا ایک مروارید ٹوٹ کر ماہ تابان
پریزاد و ٹکڑے ہوے اب سب نے دیکھا کہ دختر کوکب صف شکن ملکہ بران شمشیر زن
بصد سطوت و صولت اُٹھنے لگین سحر کرنے لگین اُس پریزاد نے بھی ایسے ایسے سحر کیے قریب
تھا کہ ملکہ بران قتل ہون ملکہ بران شمشیر زن نے جوڑے سے اپنے اختر مروارید نکالا اُسکا
عکس ڈالا کئی مرتبہ سحر دفع کیا جب ملکہ بران نے ابر مرواریدی کو توڑا طبق کے ٹکڑے اڑا دیے
اسوقت اُس پریزاد نے اپنے مقام پر سے جنبش کی تلوار کھینچکر ملکہ بران پر جا پڑی قریب
آکے ہاتھہ مارا ملکہ بران نے سپر سحر کو چہرے کی پناہ کیا تیغہ اُس پریزاد کا پڑا سپر کٹی سر ملکہ بران
زخمی ہوا اتنے یہ ملعونہ برس پڑی کئی زخم ملکہ بران نے کھائے ہر مرتبہ وہ پریزاد چاہتی ہو لپٹ
جاؤن ملکہ بران شمشیر زن سحر کر رہی مین اپنے کو بچاتی ہین مگر قیامت کا ہنگامہ ہر دو نون
مین نیچہ چل رہا ہے آخر کو ملکہ بران نے جب دیکھا کہ اُسکے ہاتھہ سے رہائی میری بہت دشوار ہے
اختر مروارید جھلا کر کھینچ مارا سینہ پر اُس پریزاد کے پڑا پشت کو توڑ کر پار گذر گیا اندھیرا چھا گیا
آندھی سیاہ اُٹھی برق و باد و سنگباری ہونے لگی بعد ہر صدا دراز آواز آئی کشتی مرا نام حسن
مرنج جادو صاحب علامت طلسم صندل بود افسوس مردیم و جان دادیم و بمطلب خود نرسیدیم
پھر بعد کامل اندھیرا سا سرداران نامی و گرامی ملکہ بہار و باغبان و بران وغیرہ لشکر قیام جادو
و مقیم جادو پر جا پڑے سب سے پہلے خواجہ عمرو کو ملکہ بران شمشیر زن نے رہا کیا خواجہ

اُٹھتے اُٹھتے گلیم ادھر کر غائب ہوئے ہنگامہ مین لوٹ شروع کردی ملکہ بہار اڑتے اڑتے قریب اسد نامدار پہونچی سحر سے رہا کیا قیام و مقیم نے ہرچند چاہا ملکہ بہار و باغبان کوتاب طلسم کشا نہ آنے دین لیکن باغبان رستم وقت یہ شاہزادی تمشیر زن کب کسی بچائے کے رد کے سے رکتی ہی گلدستہ چلا ہی اسد شیر دل کو مرکب پر سوار کرلیا اسد کا بھی نعرہ ہوا نعرۂ اسد

اسد شہسوارم کہ در روز جنگ شہنشاہ نامآور و کامران		پدرم دل شیر و چرم پلنگ اسد شیر دل ابن صاحبقران

اسد غازی نعرہ ہوتے ہی ہمراہیان صندلان کو چھڑانا شروع کیا قریب آکر صندلان کے کود پڑے صندلان کی ہتکڑی کاٹی یہ قدمون سے لپٹ گیا اور کہا ای آقائے نامدار اپنے کو ساحران غدار سے بچایئے ہنگامۂ سحر و ساحری گرم ہی اسد غازی نے اپنا مرکب صندلان کے سامنے کیا صندلان بھی پشت مرکب پر سوار ہوا لیکن اسد غازی نہنگانہ دریائے فوج ساحران مین دو دو ہاتھ لڑ رہے ہین ملکہ یاران نے قیامتین برپا کردین باغبان نے زنجیر سے قیام و مقیم جادو کو گرفتار کرلیا ملکہ گوہر جادو لڑ رہی ہی بہار نے کہا دیکھو مین اسکو تنکے چنوا کے مارتی ہون یہ سنکر صندلان صندلی پوش رونے لگا اسد غازی سے بڑھکر عرض کی حضور مجکو گوہر جادو کا بڑا خیال ہی کہ میری عاشق صادق باوفا ہی انتہا کی خدمتگزاری کرتی تھی مسلمان ہونا اسکو ناگوار ہوا اسوجہ سے یہ بدعت کی اسد غازی نے بڑھکر ملکہ بہار سے کہا کہ صندلان صندلی پوش واسطے ملکہ گوہر جادو کے بہت بیتاب ہی جہان تک ہوسکے اسکو گرفتار کرلو جا سرداروں نے قبول کیا بہار و باغبان نے گوہر جادو کو بیہوش کیا زبان مین سوزن دیا ساتھ والون نے صدائے الامان الامان بلند کی ملکہ یاران تمشیر زن نے تلوار کو نیام انتقام مین رکھا سب کو منع کیا اسد نامدار آگے آگے خواجہ عمر و ہمراہ بارگاہ مین آکر جلوہ فرما ہوئے ملکہ گوہر جادو کو ہوشیار کیا صندلان نے اُٹھکر سمجھایا کہا ای ملکہ عالم تمنے قدرت پروردگار کو دیکھا چشم زدن مین کیا ہوا سرداران شہتن و جان نثاران صف شکن کیا وقت پر آئے مریخ جادو کا قتل ہونا کیا آسان تھا ماشاء اللہ ملکہ یاران نے کس زور و شور سے قتل کیا کیا کمال دکھایا لات و منات پر لعنت کرو اطاعت دین اسلام ملت بیضا قبول کرو گوہر جادو

اسطور کو دیکھکر خود وجد مین تھی اشارہ کیا خواجہ عمرو نے زبان سے سوزن نکال لیا گوہر جادو
اسد غازی کے قدمون سے لپٹ گئی اسد غازی نے دست حق پرست پشت پر رکھا ملکہ گوہر جادو
صدق دل سے مشرف الاسلام ہوئی اُسی وقت انتظام لشکر ظفر اثر کرنے لگی اسباب عیش و نشاط
مہیا ہوا سرداروں نے خواجہ عمرو سے تمام کیفیت دریافت کی عمرو نے سب حال ظاہر کیا کہا کہ
مین نے افراسیاب جادو سے حیرت نگر حال لوح دریافت کیا آیا طلسم صندل بہ درہ گار عالم
نے پہونچایا کیون ای ملکہ گوہر جادو اب طلسم صندل مین داخل ہونے کی کیا صورت ہو عرض کی مین
حوالی طلسم کی منتظم ہون مجھے حال طلسم کا نہین معلوم یہ بزرگون سے دریافت کیا کہ لوح طلسم صندل
معدوم ہو یا ہو کنیز کو اس مقدمہ مین بالکل دخل نہین ہو ملکہ بہاران شمشیر زن نے کہا ای شہنشاہ
اوج عیاری ہملوگون نے رہتہ اسطرف آنے کا دریافت کر لیا جسوقت کوئی آپ کے دشمنون پر
سختی ہوگی خود ’’اپنے کو پہونچا دینگے جو آپ کے مذہب کا قاعدہ ہو اُسی طرح اسد غازی کو برائے
عبادت حکم دیجیے اپنے مالک حقیقی رب تحقیق سے رجوع کرین کیفیت لوح طلسم دریافت ہوگی
قبلہ و کعبہ نے بھی بعد آداب و تسلیمات عرض کیا ہر اول طلسم کشا کو مناسب ہو کہ لوح طلسم صندل
کی تلاش کرین تب فتح مرحلہ جات کی تدبیر ہوگی مگر یہ بھی عرض کیا کہ اول سامان قتل صندل جادو
مہیا ہو لوح طلسم سے صندل جادو قتل ہوگی خواجہ عمرو نے کہا ای ملکہ بہاران لوح سے سب مشکل
آسان ہوتی ہو ملکہ بہاران نے جواب دیا جو قبلہ و کعبہ نے کہا مین نے عرض کی آیندہ جو مناسب وقت
ہو اب آپ عبادتخانہ تو آراستہ کرائیے ہم لوگون کا زیادہ ٹھہرنا بہتر نہین ہو ملکہ بہار و باغبان نے
بھی کہا ملکہ مہرخ وغیرہ لشکر مین منتشر ہین اپنے کو جلد وہان پہونچائیے ایسا نہو افراسیاب جادو
اُنکی تدبیر کرے یہ کہکر باغبان و بہار و بہاران وغیرہ سب اُٹھے اسد غازی سے قدمبوس
ہوکر تخت پر سوار ہوے آمادہ قطع منازل صحرا سبزہ زار ہوے یہ سب سردار ہمراہ ہوکر جاتے
ہین ذکر انکا وقت پر تحریر ہوگا بعد جانے ان سرداران مذکور کے ملکہ گوہر جادو نے خدمت
مین خواجہ عمرو کے عرض کی ای شہنشاہ اوج عیاری اب آپ بھی طلسم کشا کو لے کر نکل جائیے
مگر حصول لوح مین مصروف ہو جیے مین جا کر اپنے کو کسی مقام محفوظ پر مخفی کر دونگی جسوقت
آپ کو لوح وغیرہ دستیاب ہوگی ہم خدمت مین حاضر ہونگے اپنے کو آپ کی خدمت مین

ہو نکالینگے اب اس جاہ و حشم سے یہان ٹھہرنا بہتر نہین ہی ایسا نہو کہ صندل جادو کو خبر ہوجائے شفقت آپکی ضائع ہو صندل جادو سے لڑنا بہت دشوار ہی ساحرہ قدیم جہاندیدہ گرم و سرد عالم چشیدہ انتظام سلطنت پر ایسا ناز ہی کہ شعور کیا کہ ملکہ صندل جادو کی سوت کسی چیز سے نہین ہی خواجہ عمرو نے کہا سب سامان پروردگار مہیا کر دیگا اسی وقت خواجہ عمرو نے ہاتھ اسد غازی کا تھاما کہا ای نور نظر کسی گوشہ عافیت مین چلکر رب اکبر سے رجوع کرو ابھی تابہ دیرینہ مہر و ماہ جاتا ہی اصل لوح طلسم ہوش ربا کا پتا لگانا ہی یہی برائے لوح طلسم صندل یہ دردسر اس فرتی سخت و صعب مین پڑا چکر ہوا ملکہ گوہر جادو تو اسی وقت بارگاہ مین وغیرہ لدوا کر طرف صحرا کے روانہ ہوئی صندلان صندلی پوش کو اپنے ہمراہ لیگئی خواجہ عمرو مع اسد نامور ایک صحرائے سبزہ زار مین آکر پہونچے سامنے ایک درۂ کوہ فلک شکوہ ہی عمرو نے اسد نامدار سے تاکید کی کہ ای نور نظر و ای شیر بیشۂ جرأت و ہمت اپنے بے نیاز کارساز سے رجوع کرو دیکھو پردۂ غیب سے کیا ظاہر ہوتا ہی اسد نامور تو اس درہ کوہ پر بیٹھ کر مصروف عبادت ہوئے دیکھیے پردۂ غیب سے انکو کیا ہدایت ہو خواجہ عمرو کنارے صحرا مین جاکر ٹھہرے اسد غازی بصد خضوع و خشوع درۂ کوہ مین مصروف عبادت رب بے نیاز ہوئے انکو اس حال مین چھوڑ دو وقت پر ذکر انکا تحریر ہوگا ۔

دو کلمہ داستان ملکہ بہار و باغبان وغیرہ کہ خواجہ عمرو سے رخصت ہوکر طرف لشکر اسلام کے جاتے ہین بیان ہوتے ہین مخمسہ

ہزارون چمن سے بہار آج بار راہ مین ہی — سکون راحت صبر و قرار راہ مین ہی
سحر سے شور یہی بار بار راہ مین ہی — ہوائے دور سے خوشگوار راہ مین ہی
خزان چمن سے ہی جاتی بہار راہ مین ہی

ہزارون گل ہین نہین ایک خار راہ مین ہی — دو چند باغ جہان سے بہار راہ مین ہی
خبر ہوا کو یہی اب پکار راہ مین ہی — گدا نواز کوئی شہسوار راہ مین ہی
بلند آج نہایت غبار راہ مین ہی

مین اسکو دیکھ کے بیہوش یوسف و عیسی — تجمل مین ہو وے سنورے اسکے چہرہ پری

ابھی سے جان تصدق ہی اُس سپہر کی کی — شباب تک نہین پہونچا ہی عالم طفلی

ہنوز حسن جوانی بار راہ مین ہی

بشر کو خوب ہی تدبیر اوج پستی مین — رکھے تمیز ثواب وعذاب مستی مین
ضرور چاہیے صحرا کا خوف بستی مین — عدم کے کوچ کی لازم ہی فکر ہستی مین

نہ کوئی شہر نہ کوئی دیار راہ مین ہی

مسافرون کو سفر مین خیال راہ ہی شرط — رفیق یکدل ویکرنگ خیرخواہ ہی شرط
ہر ایک کام مین انجام پر نگاہ ہی شرط — طریق عشق مین اے دل عصاے آہ ہی شرط

کہین چڑھاو کسی جا اُتار راہ مین ہی

حسین ہین حور ہین خورشید ہین ترے رخسار — ہلال برق ہی اعجاز ہی تری رفتار
جلاتا مردے ہی تو دمبدم ہزار ہزار — جگہ ہی رحم کی اسکو بھی ایک ٹھوکر مار

شہید ناز کا تیرے مزار راہ مین ہی

نہ فکر کھانے کی اُسکو نہ آب کی خواہش — نہ زینت اُسکو ہی منظور اور نہ آرایش
قدم قدم پہ ہی تیزی اُسکی افزایش — سمند عمر کو اللہ رے شوق آسایش

عنان گسستہ وبے اختیار راہ مین ہی

یہ راہ سخت ہی اسمین ہزار ہین کھٹکے — نہ مجھ سے کہتے ہین جتنے ہین ہمنشین میرے
جواب مین یہی کہتا ہون مین تو ان سب سے — نہ بدرقہ ہی نہ کوئی رفیق ساتھ اپنے

فقط عنایت پروردگار راہ مین ہی

کمال دھوپ پڑی دوپہر ہی گرمی کی — زیادہ لو بھی ہی دوپہر ہی گرمی کی
زمین ہی آگ ابھی دوپہر ہی گرمی کی — نہ جائین آپ ابھی دوپہر ہی گرمی کی

بہت سی گرد بہت سا غبار راہ مین ہی

یہ راہ وہ ہی کہ جدا اسمین ہی سبھی کا ساتھ — جگر کا اشک کا نالے کا دل کا جی کا ساتھ
نہ ہمکو چاہیے اب خضر سے بنی کا ساتھ — تلاش یار مین کیا ڈھونڈھیے کسی کا ساتھ

ہمارا سایہ ہمین ناگوار راہ مین ہی

ہزار رنج اٹھاتا ہی ساتھ ساتھ اپنے
ہر اک کی ٹھوکرین کھاتا ہی ساتھ ساتھ اپنے

نہین وہ جاتا ہی آتا ہی ساتھ ساتھ اپنے
جنون مین خاک اڑاتا ہی ساتھ ساتھ اپنے

شریک حال ہمارا غبار راہ مین ہی

سفر جو کرنے مین آتا ہی دل مین یہ تیرے
خیال خام یہ ہی ہمنشین تجھے گھیرے

رفیق ہی نہ ملازم ہین اور نہ ہین ڈیرے
سفر ہی شرط مسافر نواز بہتیرے

ہزارہا شجر سایہ دار راہ مین ہی

افراسیاب جادو باغ سیب مین داخل ہی تحریر کرچکا ہون کہ جب مفصل اسکو معلوم ہوا کہ خواجہ عمرو نے صورت حیرت جادو کی بنکر مجھ سے حال لوح طلسمی دریافت کیا اور برائے تلاش لوح روانہ ہوگیا افراسیاب جادو نے کلنگ جادو کو نامہ دے کر روانہ کیا تھا اسکو راہ مین عمرو نے مارا افراسیاب جادو نے بروقت روانہ کرنے کلنگ جادو کے اسکے ہاتھ سے ایک گلدستہ سحر ہوا کر اسواسطے رکھ لیا تھا کہ اگر اسپر کوئی افتاد پڑے ہمکو فوراً معلوم ہو جاے جب افراسیاب جادو کو رقعہ جمشیدی سے دریافت ہوا کہ عمرو عیار اسد نامدار کو لیکر طلسم صندل پہونچا اور رقعہ جمشیدی سے یہ بھی دریافت ہوا کہ برّان وغیرہ برائے مدد پہونچین مریخ جادو صاحب علامت طلسم صندل کو مارا اور سرداران مذکور جو حوالی طلسم صندل سے واپس ہوے اور فلان راہ سے آتے ہین بہت جھلایا قبضہ پر ہاتھ ڈال کے اٹھا یہ کہتا ہوا کہ برّان وغیرہ کی قضا دامنگیر ہی آج ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا اسد غازی کی مدد کرنے چلے ہین اب مابدولت کے ہاتھ سے بچکر کہان جاینگے ہرچند وزرا نے منع کیا اور کہا کہ شہنشاہ تکلیف نہ فرماوین غلامان جانباز جائین جس جس باغی کو حکم دیجیے فوراً گرفتار کر لائین اگر حکم ہو سر حاضر کرین افراسیاب جادو نے کہا اس سبب سے کوئی آگاہ نہین دختر کوکب ایسی نہین ہی کہ نرگس کے دھوکے سے رک جاے یہ بھی ہی جسنے دریاے خون روان کو خشک کیا پل پر بڑا دان کو توڑا اسکے سبب سے مابدولت نے کیا کیا رنج و ملال نہین اٹھاے مگر آج اسکی قضا آئی ہی یون بیٹھے چلی آتی ہی کہ کوئی آگاہ نہ ہو مابدولت کو بیٹھے بیٹھے کیفیت کل طلسم دریافت ہوسکتی ہی اور عمرو جو فکر لوح مین گیا ہی سراسر اسکی حماقت ہی مین نے سب کو اُس سے کہدیا شکر ہی سامری جمشید کا جو امر اصلی تھا وہ نہین

بیان کیا لوح کا ملنا دشوار ہی مگر ساربان زادہ بڑا مکار ہی طلسم صندل پر اُسکی قضا اُسکو
لیگئی ہی صندل جادو بھاری قوت بازو نامی و نامور ہے سپر کوئی دست انداز نہین ہوسکتا
اکیلی لاکھون سے لڑسکتی ہی لوح طلسم صندل بھی ملنا غیر ممکن اب تو مین جاکر بہار وغیرہ کی خدمت
کرون بعد اُسکے مقدمہ اسد مین بھی دیکھا جائیگا صندل جادو اُنکا درد سر کھونے کو گئی ہی
یہ کہکے افراسیاب جادو اُٹھا باغ سیب کے باہر آیا سحر سے ایک مرکب تیار کرکے اُڑتا ہوا جستجو
بہار وغیرہ مین چلا عجائب و غرائب اپنے دکھاتا ہوا مرکب جھکاتا ہوا اُڑا کوئی کوہ فلک شکوہ
راہ مین ملا مرکب کو پیچھے ہٹا کر پڑی جہانی مرکب کو اشارہ کیا مرکب کوہ کو اُڑا گیا یا ٹاپ ماردی
پہاڑ ٹکڑے ٹکڑے اگر نخل دکھائی دیا ہاتھ سے اشارہ کیا نخل کے دو ٹکڑے ہوے اسطرح
نخل ہاے تر و تازہ قلم کرتا ہوا جاتا ہی سبزہ صحرا کا پامال غصہ مین چہرہ لال دس بیس کوس راستہ
طے کرکے ایک مقام پر آکے افراسیاب جادو ٹھہرا سوچ رہا ہی کہ مسلمان کدھر سے آنکلے
کہ دیکھا یک ایک ابر سبز افراسیاب کو معلوم ہوا حیران ہوا کہ یہ ابر سبز کیسا ہی یا تیری آنکھون مین
سرسون پھولی سبز بختی پھولی یا بموجب مثل ساون کے اندھے کو ہرا ہی ہرا معلوم ہوتا ہی بہ نگاہ
غور دیکھا زیر ابر ہزار ہا طائر زمزمہ سرا ہین سے پر ملاتے ہوے زیر ابر زمزمہ سرائی مین مصروف
مین ایک نہر کلان جوش مارتی ہوئی نمایان ہوئی اب جو افراسیاب جادو نے بہ نگاہ غور
دیکھا تخت زبرجدی پر ایک ساحر نحیف و ضعیف بدریش سفید تاج یاقوت احمر سر پر گرداگرد
چند کنیزان خوش رو جام و سبو لیے حاضر ہین وہ تخت زیر ابر چرخ مار رہا ہی اب جو بہ نگاہ
غور افراسیاب نے دیکھا اپنے استاد والا نژاد خضران سبزپوش صحرانشین کو پہچانا
بڑھ کر سلام کیا خضران نے جو افراسیاب کو آتے دیکھا فوراً تخت سے کود پڑا پکارتا
ہوا دوڑا اے نور نظر اے بادشاہ نامور فخر جمشید و سامری اے زینت محفل فسونگری
اسوقت یکہ و تنہا اس مقام پر کیونکر آنے کا اتفاق ہوا پسینے پسینے ہورہے ہو کوئی ملازم نمکخوار
ہمراہ رکاب سعادت انتساب کیون نہ آیا افراسیاب جادو نے کہا استاد کیا عرض
کرون ایک ضرورت سے آیا ہون خضران نے اُسی وقت بارگاہ استادہ کرائی افراسیاب
جادو کو بارگاہ مین لےکر آیا صندلی زرین پر جگہ دی نازنینان پریچہرہ کو اشارہ کیا جام مے

گلنار نیسکر فوراً حاضر ہوئین جب دو چار جام افراسیاب جادو نے پیے خضران
نے زبان ساتھ تسکین کے کھولی اور کہا افراسیاب ایسی کون سی ضرورت تھی جو تو
یکہ و تنہا آیا مابدولت سے بیان کر افراسیاب جادو نے کہا حسب حالات آپ نے
سنے ہونگے لونڈیاں غلام میرے مجھ سے بگڑ گئے ذرا سی غفلت مین اسد غازی گنبد نور سے
رہا ہوگیا ساربان زادے نے عیاری کر کے حال لوح دریافت کیا طرف طلسم صندل کے
روانہ ہوا ملکہ بہار و باغبان وغیرہ ملتے ہوئے آتے ہین آئی فکر مین نکلا ہون کہ آج سب کو گرفتار
کرون دختر کوکب بُرّان شمشیر زن بھی ہمراہ ہے سب سے زیادہ مجھے اُس گیسو بریدہ کی فکر ہے
اُسنے بڑے بڑے صدمے پہونچائے ہین لیکن اس بات کا مجھکو خیال ہے کہ یہ سب رواج روان
طلسم ہوشربا مین اگر ذرا بھی آگاہ ہوجاینگے دست اندازی امیر دشوار ہوگی اسی خیال مین
اگر یہان ٹھہرا ہون اسی راستہ سے انکا گذر ہوگا خضران سبز پوش نے کہا ای افراسیاب جادو
حقیقت مین جن سردارون کا تو نے نام لیا یعنی باغبان و بہار وغیرہ انکے سحر سے زمین تھراتی
ہے لیکن ہم بہت آسانی سے انکو گرفتار کرلینگے ای فرزند تو نے آج تک مابدولت کو اطلاع
نہ کی ورنہ لڑائی طول نہ کھینچتی افراسیاب جادو نے کہا اُستاد آپ نے سنا ہوگا استاد کلان
فخر ظلمانی ہیولی نشین سامری کہ جنکا پردۂ ظلمات سے طلسم باطن تک شہرہ ہے ہاتھ سے
اہل اسلام کے مارے گئے حمزہ صاحب اسم اعظم ہے بامحرم و محتشم ہے اسکا خیال نہ کیا کل لشکر کو سحر
مین پھنسا لیا اگر قصد کرتے سد باب اسم اعظم اُنکے نزدیک کتنی بڑی بات تھی لیکن ایسا
دھوکا کھایا ہاتھ سے حمزہ کے مارے گئے ایسے ایسے جلیل القدر قتل ہوئے کہ آبروے طلسم ہوشربا
باقی نہ رہی خضران صحرا نشین نے کہا ای نور نظر فخر ظلمانی کیا تھا ملکہ تاریک شکل کش نے اپنا داماد
بنا کر اُسکو فخر دیا اُسنے جا بجا اندھیر مچایا ہر ایک سے کہتا پھرتا تھا مین استادون کا استاد
ہون ملکہ تاریک شکل کش کا داماد ہون اس غرور نے اُسکو پامال کرایا ای افراسیاب تجھے بڑون
کو جھکنا چاہیے جب سرکشی کریگا خمیازہ اُٹھائیگا آج تو تماشا سحر کا دیکھنا ملکہ بُرّان شمشیر زن
کو اپنے کمال پر بڑا دعوی ہے یون پھنسے کہ جیسے دام مین جانور کو صیاد پھنسا لے جنکے تو نے
نام لیے ان سب مین بُرّان صاحب لیاقت ہے لیکن مابدولت کے سامنے کیا حقیقت ہے

اگر کوکب روشن ضمیر بدولت کے مقابل مین آئے تو کدم بھاگ جائے مین اُسکی کیا حقیقت جانتا ہون وہ چھوکری کیا ہی ایک اشارہ اُسکے واسطے کافی ہی یہ باتین کرتا ہوا افراسیاب جادو کو ساتھ لیکر ایک صحراے سبزہ زار مین وہ سبز قدم آیا کوس بھر کے گرد مین ایک حصار کیا کھڑا ہو کر سحر پڑھنے لگا ایک غبار بلند ہوا ابر تیرہ و تار چھا گیا برقین تڑپ کے اُس مقام پر گرنے لگین افراسیاب جادو کا ہاتھ تھام لیا ایک گوشہ مین ٹھہرا یا کہا اب تماشا دیکھو باغی آتے ہی سزا پائین دام موج رنگ گل مین گرفتار ہو جائین ایک ایک نخل انکے واسطے اژدہا جانگزا اس باغ کی بہار ہی ایک ایک پھول آنکھین نکالیگا رنگ گل شرارۂ آتش بنجائیگا ہوا یہان کی تیر دلدوز ہر چمن آتش پر سوز یہ کہکر افراسیاب جادو کو لے کر ایک کنارے بیٹھا انتظار آمد ملکہ بران مین مصروف یہان تو خضر ان سبز پوش صحرا نشین نے یہ دام مکر پھیلایا یعنی باغ سحر بنایا لیکن ملکہ بران شمشیر زن و باغبان صف شکن و بہار رنگین عذار وغیرہ تخت پر چلی آتین صحراہاے خارستان طے چشمۂ آب روان ان منزلون مین نایاب کانٹون سے جنگل اس منزل پر خار کے سارے مضمحل راہ خطرناک جادہ منزل آتشناک ہوا مین مختلف فصل گرمی کی دھوپ پڑ رہی ہر چہرے کمہلا گئے ہر ایک کو یہی خواہش ہی کہ کوئی مقام فرحت افزا ملے چند ساعت وہان ٹھہرین دل کو تسکین دین ناگاہ دور سے ایک باغ پر بہار پر نگاہ پڑی سر سبز و شاداب ہر چمن نایاب بار اثمار سے شاخین جھوم رہی ہین طائر زمزمہ سرا گلشن فرح افزا

نظم

کسی تختے مین لالۂ داغدار
کسی جا پہ بیلا کہین سیوتی
کہین جعفری اور شبو کہین
ہر اک رنگ مین اُسکی قدرت کے کھیل
مسلسل وہ سنبل کا عالم جدا
پڑا اُسپہ مقیش ہی تار تار
کھڑے اُسپہ پانی بہین قمریان
کھڑے خضر جیون آب حیوان پہ ہو

کسی جا گل اشرفی کی بہار
کسی جا پہ نرگس کے گل بیشمار
شگوفے کی اور چنبے کی بو کہین
کسی جا پہ باہم انار و بہی
کہ مصداق ہی زلف محبوب کا
بنی ہی صفائی سے چوپڑ کی نہر
لب جو کی صورت لبون کے چہرے
مگر دیکھے سے اُسکے بے ساختہ

کسی جا پہ جوہی کہین کیتکی
کسی جا پہ صد برگ کی وہ بہار
کسی جا پہ سوسن کہین سے جل
کسی جا مقابل تھے سرو سہی
روش پٹریان صاف آئینہ وار
کہ دیکھے سے آئے جوانی کی لہر
لگا تھالب جو ہر اک سرو دوان
کرین چہچہے قمری و فاختہ

کہیں بنگلہ بیٹھے کہیں اڑتے مور	چمن میں کہیں دوڑتے ہیں چکور	لگے ہیں ہر اک جا جو پھولوں کے ڈھیر
وہاں مالنیں ہیں نکالی چنگیر	چمن میں کوئی پھول چنتی پھرے	کوئی کوک کوئل کی سنتی پھرے
مصاحب کوئی انگنیں کوئی حور وش	ادا اپنے عالم میں سب خاص خاص	ہر اک رنگ کی پہنے پوشاک وہ
جگت رنگ چالاک بیباک وہ	غرض با کنیزان زرین پوش بصد جوش و خروش اس باغ جنت	

نظر میں پھر رہی ہیں ایک نازنین گل کی افسر تاج بے بہا سر پر حسن میں رشک شمس و قمر دریاے جواہر
میں غوطہ زن گلعذار گلگیر ہیں جواہر نگار کرسی پر بصد زیب و فرحت گلشن بحزان نگران گرد مصاحبان
عالیشان ملکہ بہار نے جو یہ تماشا دیکھا ایسا باغ پر فضا نظر آیا گھبرا کر کہا دیکھو صاحبو بانی بناے باغ عالم
نے اپنا فضل شریک حال کیا غنچہ آرزو کھلا چلو اس باغ میں چل کر دم لیں آب صاف و شفاف بھی موجود ہی
سب طرح کا سامان عیش و عشرت مہیا ہی اسکی قدرت کا تماشا ہی باغبان قدرت وغیرہ تو گھبرا رہے تھے
راہ دور و دراز کو طے کرکے آئے تھے پیاس کی شدت دھوپ کی حدت آنکھوں میں دم انتشار
کا عالم سب نے کہا بہتر مگر مجلس جادو سب میں کسن بلاے روزگار ہی اسنے سر جھکا لیا کہا ای ملکہ
عالم یہ باغ نیا معلوم ہوتا ہی جب ادھر آئے تھے اس باغ پر بہار کو نہ دیکھا تھا یا تو تغیر ہوا ہمارے
آپ کے پھنسانے کی تدبیر ہی ملکہ بران نے غصہ میں کہا ای چھوکری تو کیون بولتی ہی تجھے کیا دخل
ہی ملکہ بہار اس ملک کی واقفکار باغبان قدرت طلسم کے رازدار کیا ہمارے یہ سب لوگ
دشمن ہیں کہ ہمکو بلا میں پھنسا دینگے یہ ہمارے دل کو کبھی یقین نہیں ہی باغبان نے کہا اگر باغ
نیا یا پرانا ہوگا تو ہمارا کیا کر سکتا ہی چند عورتیں یہاں موجود ہیں انکے بھی کان پکڑ کے اپنے ساتھ
لیتے چلیں گے اور ہمارا یہ کیا کر سکتی ہیں باغبان نے جاسطرح کہا اور زیادہ سبکو اطمینان ہوا
جب تخت ان سبھون کا اڑتا ہوا قریب دیوار باغ پہونچا وہ نازنین تاجدار کرسی سے براے
تعظیم اٹھی ملکہ بہار و ملکہ بران شمشیر زن کو جھک کے سلام کیا دست بستہ عرض کی ای ملکہ
عالم آئیے تشریف لائیے کنیز کو سرفراز فرمائیے ہمتو عرصہ دراز سے حضور کی قدمبوسی کے مشتاق
ہیں یہ بھی اتفاق ہی کہ آپ نے ادھر قدم رنجہ فرمایا کنیز قدیم کو آپ نہیں پہچانتی ہیں گل اندام
میرا نام ہی عرصہ دراز سے میرا قصد تھا کہ خدمت میں حاضر ہوں مگر آج اختر اقبال چمکا کہ حضور کا
جمال آفتاب مثال نظر آیا اسطرح خوشامد سے جو اس نازنین مہ جبین نے کہا بار حمن سردار

تخت سے اُترے اُس نازنین نے بڑھ کر ملکہ بہار کے قدمون کو بوسہ دیا کنیزون کو حکم ہوا
جلد بارہ دری آراستہ کرو سامان عیش ونشاط مہیا ہو استقبال کرکے سب کو لے چلی
ناز کرتی ہوئی کہ آج میرے واسطے روز سعید ہی ملکہ بہار نے سرفراز فرمایا اسطرح پر استقبال
کرکے پھول لٹاتی ہوئی مسکراتی ہوئی کنیزون پر تاکید کی گلدستہ اے گل تیار کرو ملکہ بہار
کے واسطے بدھیان طرہ بیر کر زیور گل بھی اسوقت تیار ہنین ہی کنیزین بھی خوشی مین عرض کرتی
ہین لونڈیان ابھی حاضر کرینگی گلدستہ اے گل تیار ہین اس سامان سے بڑی عظم وشان سے
نازمین گل اندام ملکہ بہار وغیرہ کو لے کر بارہ دری مین آئی مسندین آراستہ کروین ملکہ بران و
بہار وغیرہ کو بٹھلایا دست بستہ ہوکر عرض کی کہ جو کچھ حچہ آش اس کنیز کو میسر ہی حاضر کر دن
باغبان نے کہا ای گل اندام یہ باغ تمھارے بزرگون کے وقت کا ہی یا افراسیاب نے
بنوا کر مرحمت فرمایا گل اندام نے عرض کی حضور یہ باغ تو تعمیر ہی خاک بیان کی اکسیر ہو لون
مین بیان کے ستارون کی تنویر گل مہتاب رشک ماہ منیر ہی گل شہنشاہ نے حکم دیا تھا اس
گل اندام پر سر لشکر خدا پرستان لشکر کشی کرو حضور مین نے جو آپ لوگون کا نام سنا دل مین
خود بخود محبت پیدا ہوئی نام پر دین اسلام کے شیدا ہوئی ہر روز قصد کرتی تھی کہ خدمت
فیضدرجت مین جاؤن مگر آب و دانہ نے نہ چاہا اب حضور کے ہمراہ چلونگی مدت سے مطیع اسلام
ہو چکی ہون یہ جو سردارون نے سنا ملکہ بہار پھولی گئی خوشی مین آکر حکم دیا کہ میوہ خشک وتر
حاضر ہو دو دو جام شراب کے بھی سب نے پیے جام پی کر آنکھون مین نشہ آیا جام شراب پینے
کا یہ مآل ہوا آفتاب عقل کو زوال ہوا چہرون پہ اُداسی چھائی خود بخود طبیعت گھبرائی
باغبان نے گھبرا کر طرف ملکہ بہار کے دیکھا ملکہ بہار نے اشارہ کیا ہی باغبان کا رنگ
دگرگون ہی خدا خیر کرے مجلس جادو ہے کہا ہم پہلے ہی کہتے تھے ہمارا کہنا نہ مانا ارس
گل اندام نے دام زلف مسلسل مین پھنسایا یاد تو کیجیے سحر فراموش ملکہ برّان نے اشارہ
کیب ہوکر کی پیچ کہتی ہی ای باغبان بیان آکر کس بلا مین پھنسے اگر ہو سکے نکل چلو جو یہ آپس مین
اشارے کناتے ہوے گل اندام قہقہہ مار کر ہنسی کہا ای دشمنان شہنشاہ طلسم ہوش ربا
وای گرفتاران مجلس رنج و بلا اب اس باغ عبرت خیز سے نکلنا دشوار کدو کاوش بیکار

مصرع۔ چون قضا آید طبیب ابلہ شود۔ باغبان ایسا پختہ مغز لی بڑان اتنی کامل لی مخمور و بہار
ایسی زبردست یکایک یون پست ہون اقبال شہنشاہی دشمنون کی تباہی شہنشاہ بھی اب آتے
ہین اب سب صاحبون کی دعوت کرینگے سب سامان مہیا ہی افراسیاب کا قول ہی مخمور و بہار
میری منظور نظر ہین انکی ظلم و بدعت سے ہم خوگر ہین آپ کو بھی مناسب ہی کہ شہنشاہ سے عذر
کرین خطا معاف کرا دونگی اِن باتون کا گل اندام کی کون جواب دے آپسمین اشارے کنائے
ہو رہے ہین اپنی زندگی سے بیزار موت کے امیدوار بخوبی آگاہ ہو چکے ہین کہ سحر فراموش ہوا اقبال
ہم سے روپوش ہوا جلادو کا سامنا دیکھین تقدیر کیا دکھائے اُٹھنے کا قصد کرتے ہین دل بیٹھا جاتا
ہی طائر ہوش پران زلفین عنبرین سراسر پریشان اس حال زار مین سب بیٹھے ہین گل اندام ہنس
رہی ہی جو کنیزین خدمتگزاری مین مصروف تھین وہ ضحکہ کرتی ہین کہ سب کو دار پر کھینچین گے
ایک کہتی ہی کہ ہمارے اُستاد خضران سبزپوش کا سحر ہی وہی جام پیے شیشۂ دل شراب عقل سے
خالی ہوے اب گویا نشہ کا اُتار ہی جام شراب مرگ کا خمار ہی ملکہ بہار حیران حیران ہر سمت دیکھتی
ہی کبھی مخمور سے اشارہ کیا ان کمبخت سحر یا ور کسی طرح سے نکل چلین مخمور کا اشارہ ہی کہ ای
بہار بڑی خرابی ہوئی مین بھی سحر بھولی تمھاری حماقت پر بھولی یہ بنائی تھی کہ تم بیان کے جال سے
ناواقف ہو ورنہ پہلے ہی تدبیر ہوتی اب سحر اُسکا رگ و ریشہ مین تاثیر کر چکا اب رہائی ناممکن یہ کلام
ابھی تمام ہونے پایا تھا کہ سامنے سے دیکھا افراسیاب جادو تیغہ کاندھے پر رکھے ہوے ابرو
پر بل کرتا ہوا ظاہر ہوا ایک جانب خضران سبزپوش صحرانشین چلاکے کہتا ہوا کیون افراسیاب
جادو ہمارے سحر نایاب کی تر و تازگی دیکھی کیا باغ بنایا بڑا لطف یہ ہی کہ ملکہ بہار کو پھنسایا
باغبان کو دیوانہ بنایا لی بڑان سرکشی بھولین دیکھیے اپنے ہوش سے باہر ہین لی مجلس کیسی
خاموش بیٹھی ہین ابھی سحر یاد آئے تو ترپ کے ہمراہ پڑی ہین مگر کیا کر سکتی ہی افراسیاب جادو
نے خضران سبزپوش صحرانشین کو ان باتون کا جواب نہ دیا مخمور و بہار کو دیکھکر گھبرایا
یہ اشعار عاشقانہ پڑھتا ہوا آگے بڑھا **اشعار**

بلبل سے کرتی کب ہی عروس چمن حجاب
ہمسے ہو کسلیے سمجھے ای گلبدن حجاب

افسون شرم باعث تسخیر ہو چکا
کب تک رہیگا ای بت پیمان شکن حجاب

حسن برہنگی سے اٹھاتے بڑے مزے ہوتا نہ روح کو جو لباس بدن حجاب
ہر بزم مین نثار ہین پروانے شمع پر عاشق کے واسطے نہین کچھ انجمن حجاب
کج بازیون سے لطف جوانی مین خوب ہین پیری مین ہی بشر کے لیے بانکپن حجاب
دنیا کا ترک بعد فنا بھی نہین حصول اس شرم سے ہی لاش بشر پر کفن حجاب
نافہ نہین یہ پردۂ غیرت ہی او پری رکھتا ہی تیری زلف سے مشک ختن حجاب
بے پردہ دیکھتے ترے نور جمال کو ہوتی اگر نہ چادر چرخ کہن حجاب
برسون ہوے کہ عاشق خدمت گزار ہون مجھ سے بجا ہے تجھے ای سیمتن حجاب
دیکھو اٹھا کے یار کہ عالم شکار ہو کسکا تجھے ہی ظالم ناوک فگن حجاب
آخر کدورت آ ہی گئی اتحاد مین کرنے لگی خزان سے بہار چمن حجاب

یہ اشعار جو افراسیاب جادو نے پڑھے ملکہ بہار و مخمور کو بہت ناگوار ہوا سر جھکا کر کہا ای بجا کیا بیہودہ بکتا ہی اگر قضا ہماری آچکی ہی کون بچانیوالا ہی اور اگر ایام حیات باقی ہین کون قتل کرسکتا ہی دیکھا تو نے خواجہ نے اسد نامدار کو لعبۂ نور سے کیونکر رہا کر لیا تو کیا کرسکا انشاء اللہ اب لوح لیکر آئینگے حال کھلجائیگا ہمارے رہنے اور قتل ہونے سے طلسم کشا کا کیا بگڑتا ہی اسطرح کے کلمات سخت سردارون نے جواب دیے شہنشاہ تو سر جھکا کر خاموش ہوے مگر خضران سبز پوش غصہ مین کانپتا ہوا آگے بڑھا کہا ای بہار و باغبان و ای ملکہ بُران تم سب میری گنہگار ہو مین اپنے طور پر قتل کرونگا تا بکوہ عقیق اڑتا ہوا جاؤنگا حمزہ کو بھی گرفتار کرکے لاؤنگا اب تو باغبان کو تاب نہ آئی کہا او مرد صحرائی کیا بیہودہ بکتا ہی مکر کرکے حملو سحر بھلا دیے اب کیا ناز کرتا ہی اگر سحر یاد آجاے تو تجکو مزا چکھا دیتی اب تیرے بس مین ہی جو ہوسکے وہ کر زبان سے کیون کہتا ہی انشاء اللہ بدلا اسکا ہو جائیگا خضران سبز پوش صحرائی یہ کلمات سنکر بہت جھلایا ابر جو سر پہ سایہ فگن تھا اسکی جانب دیکھکر اشارہ کیا وہ ابر سیاہ برسنے لگا تمام باغ آتش بہار صحن چمن تیرہ و تار ہوا ملکہ بہار و باغبان وغیرہ چھپ گئے بعد عرصۂ دو ساعت کے افراسیاب جادو نے دیکھا ملکہ بہار عندلیب خوش نوا کی صورت بنگئی باغبان ایک عقاب بلند پرواز ملکہ بران شمشیر زن بصورت طوطی زرین بال اسی طرح سب سردار بصورت طایر خوش رنگ بنگئے

اژدر گرانس تجلیا کے سر پر سایہ فگن ہوے باغ وغیرہ تمام معدوم خضران سبز پوش نے افراسیاب سے
کہا اب مین ان سب کو لیجا کر ایک صحراے ہولناک مین قتل کرونگا وہان سے طرف کوہ عقیق کے
سفر ہی تو جا کر لشکر مہرخ کی فکر کر یا اُن سب کو گرفتار کر لے ایک ہی دن مین خاتمہ کیا جاے افراسیاب
نے کہا اُستاد جسطرح آپ نے ارشاد فرمایا اُسی طور سے انتظام ہوگا مین ابھی جا کر ایک ساحر ایسا
زبردست بلاتا ہون کہ مسلمانون کو بذلت قتل کرے اسمین اُستاد و شاگرد مین خوب صلاحین ہوئین
خضران نے سرداران مذکور کو بشکل قمری و عندلیب خوشنوا و عقاب و طوطی زرین بال سے انہی
ابر مین مخفی کر لیا زیبا بر اور ہزار ہا طائر زمزمہ سرائی کرتے ہین یہ طائر بیکس ویسے پر ٹھنڈی سانسین
بھرتے ہین جس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ کوئی مصیبت کا مارا اپنے حال زار پر روتا ہے خضران
تو اسیطرح سیر شکار کرتا ہوا تخت پر سوار بشکل طائران مقیدان سحر و دیگر طائر زمزمہ سرائی کرتے
ہوے عیش و عشرت مین مشغول غم دین و دنیا فراموش ایک جانب روانہ ہوا افراسیاب جادو
خوشی خوشی طرف لشکر حیرت کے چلا

دو کلمہ داستان لشکر ملکہ مہرخ سحر چشم سے بیان ہوتے ہین اشعار

یاس ہو کر کچھ دنون ہم چشم بسمل مین رہے
داغ بنکر مدتون دامانِ قاتل مین رہے

اُسنے شکوے طعنہ بے سود اقرار دروغ
جو تمھارے منھ سے نکلا سب مرے دل مین رہے

خاطر گل عاشقون کو تھی جو منظور مزاج
بے اثر ہو کر اثر شور عنادل مین رہے

آنکو نیند آئی نہ اپنی آنکھ جھپکی ایک دم
ذکر ہو کر رات بھر ارباب محفل مین رہے

سادہ لوحی دیکھنا وعدہ جو ظالم نے کیا
تا سحر ہم انتظار عہد باطل مین رہے

کثرت تکلیف سے ہم آپ نالے ہو گئے
لب پر آئے یا کبھی بیمار کے دل مین رہے

بجز قاتل کی ایذا مین اجل کی سختیان
روح بسمل کی طرح ہر وقت مشکل مین رہے

اشک ناطاقت کی صورت ہر قدم پر گر پڑے
وہ مسافر تھے کبھی آ کر نہ منزل مین رہے

خوب ہی سوجھی ہے اچھا آفرین ہمکو کہو
ہم خیالِ یار بنکر یار کے دل مین رہے

قہر ہے بحث بے سود تقریر فضول
جوش کس کس کے مزاج مرد جاہل مین رہے

تیرہ بختی نے بھی دکھلایا ہمین آخر فروغ
داغ ہو کر ہم کنارِ ماہ کامل مین رہے

نام آزادی زبان پہ آگیا تھا اسلیے — پاؤن میرے مدتون قید سلاسل مین رہے
خشم ناصح طعنۂ احباب تکلیف فراق — زندگی جبتک رہی کیا کیا قلق دلمین رہے
دیدۂ گریان کی عزت کسقدر ردریانے کی — اشک جو ٹپکے مرے دامانِ ساحل مین رہے
نقش کی ایسد نے نقشہ دگرگون کردیا — تا فراقِ روح و تن ہم فکرِ باطل مین رہے
اُنکے گلے کے تھے ہم مشتاق برسون نسیم — اسلیے شب ہجر رقیبون کی بھی محفل مین رہے

افراسیاب جادو خضران سبز پوش سے رخصت ہوکر خوشی خوشی تخت پر سوار ہوا طرف لشکر حیرت جادو کے چلا یہان ملکہ حیرت جادو مقابلہ مین لشکر ملکہ مہرخ کے فروکش ہی مگر ہر وقت یہی خیال ہی کہ ای حیرت جادو دیکھ کیفیت خواجہ عمرو و اسد نہ معلوم ہوئی یقین ہی ساربان زادہ تا بہ طلسم صندل پہونچ گیا ہو یقین ہی نامہ ضرور آئے وہان ملکہ مہرخ نے چالاک سے کہا کہ ای سرہنگ سردار ہمارے براے مدد اسد نامدار و خواجہ عمرو گئے ہین کچھ احوال دریافت ہوا لشکر حیرت جادو سے جاکر دریافت کیجے اپنے جان نثارون کی خبر لیجے چالاک بشکل خدمتگار بارگاہ ملکہ حیرت مین آیا نگاہ پڑی جمال جہان آرا سے حیرت جادو برتخت سلطنت پر جلوہ فرما بصد ناز و ادا گرد کنیزین بیچ مین یہ ماہ تابان بصد عظم و شان چالاک چونکہ عاشق صادق ہی گلچینی گلشن جمال محبوب مین مصروف ہی کہ ہرکارے دوڑے ہوے آئے عرض کی شہنشاہ تشریف لاتے ہین حیرت جادو واسطے استقبال کے اٹھی افراسیاب کا تخت آگرا اترا حیرت جادو نے سلام کیا افراسیاب نے خوشی مین کہا ملکہ مبارک ہو دشمنون کا کام تمام کیا حیرت نے کہا مفصل ارشاد فرمائیے افراسیاب نے کہا دریافت ہوجائیگا بی مہرخ نے بڑا دام مکر پھیلایا ہی لشکر مین بہا جادو و باغبان و رعد و برق لامع و مخمور رہین مین لگ گیا انتظام ہی کہ آج تک کسی پر ثابت نہوا بدولت نے جاکر ان سبکو مار ڈالا انکی بھی فکر کرتا ہون حیرت نے ہر چند پوچھا کہ شہنشاہ کہان گرفتار کیا کس مقام پر قتل ہوئے افراسیاب نے کچھ نہ بتلایا ایک پرچہ لکھکر ہوا پر اڑا دیا تھوڑا عرصہ نہ گذرا تھا کہ ایک ساحر آسمان سے ظاہر ہوا سامنے افراسیاب کے اترا ہاتھ باندھ کے عرض کی کیا ارشاد ہوتا ہی افراسیاب نے کہا ای سیلان جادو ملکہ مہرخ کو مع لشکر ڈبو ڈبو کے ہلاک کر ان مقامات پر سامری و جمشید نے اسی دن کے واسطے قصر بلند دم تیغ تیار کرائے تھے کہ دشمن ہمارے آئین

زمین اور دوست جفا سمیں خبردار رہ عرصہ نہ کرنا سیلان نے عرض کی غلام جاتے ہی اس جوش و خروش
میں سحر کریگا کہ ایک بچہ کرتے نکلنے پائے جہاز حیات مسلمانان غرق ہو جائے افراسیاب نے کہا اے
سیلان جادو وابدولت سامنے آکر تمھاری جانبازی و بہادری ملاحظہ فرماتے ہیں یہ سنکر سیلان جادو
نے دونوں ہاتھوں زمین پر مارے غرق ہو کر غائب ہوا افراسیاب جادو تماشا دیکھنے چلا چالاک یہ خبر
وحشت اثر لیکر بھاگا سامنے ملکہ مہرخ کے آیا عرض کی اے ملکہ عالم ہوشیار ہو جاؤ لشکر افراسیاب
آتا ہی ملکہ مہرخ گھبرا کر اٹھیں جبتک باہر آئیں لشکر میں تلاطم برپا ہوا ظاہر ہوتا تھا طوفان اٹھا
باہر نکل کر دیکھا پانی کا جوش و خروش دریا موج مارتا ہوا اچھلا آتا ہے صدہا خیمے بارگاہیں ڈوبیں
مثل حباب بہتے پھرتے ہیں ملکہ مہرخ نے سحر کرنا شروع کیا لیکن دریا میں کمی نہیں دمبدم دریائے
قہار کی طغیانی ملکہ سرخ مو سے کاکلکشا و ملکہ ہلال سحر افگن و خورشید زرین سحر و لرزان
و زلزلہ وغیرہ جانبازی میں مصروف ہیں لیکن موجہ دریا کم نہیں ہوتا اسوقت اہل اسلام میں صدائے
فریاد بلند ہر کہ و مہ دردمند ہے جو سرداران زبردست ہیں سحر کر کے اپنے کو بچاتے ہیں فوج والے
بیدست و پا ڈوبے جاتے ہیں مالک بحر و بر کو پکار رہے ہیں ناخدائے عالم سے فریاد سیلان کنارے
پر کھڑا ہوا ہے کبھی ملکہ مہرخ کو آواز دیتا ہے اے مہرخ دیکھو سامنے شہنشاہ ذی جاہ کو ملاحظہ فرماتے ہیں
میں چلو تمھاری خطا معاف کرا دوں تمھارے ساتھ والے بھی غرق محیط بلا ہوئے سرکشی کرنے
والے کیا ہوئے اب تساہل میں خرابی ہے اب میں تامل نکرونگا اب کی سحر میں غرق دریائے فنا ہوجاؤگی
اس سحر جانگداز سے مہلت نپاؤگی مہرخ نے جواب دیا او ملعون تیری کیا طاقت ہے افراسیاب کی کیا
لیاقت ہے جو ہمکو قتل کر سکے وہ جو راہ دین میں ہیں انکا بھی پروردگار نگہبان ہے یہاں بھی اسی کا احسان ہے
ایسے جواب سنکر سیلان جادو جوش غضب میں سحر کر کے دریا کو زور دیتا ہے حقیقت میں ہزارہا بندگان
خدا ڈوبے کوئی چارہ نہیں ہے اسوقت ملکہ مہرخ کو عالم یاس ہے چہرہ اداس اپنے بے نیاز کارساز سے
مصروف دعا سرداران خاص سے حکم ہے جہاں تک ہو سکے غربا کو بچاؤ اور کوئی زوال نہ آنے پائے
وہ جواب دیتے ہیں ملکہ عالم ہمارا سحر جواب دیتا ہے ساتھ والے ہزارہا ڈوبے اگر چند کس بچے تو بیکار ہیں گے
انھو چشتے دار و بھائی کا داغ بھائی نہ دیکھے بڑی مشکل ہے یہ صدمہ دل سے نہ اٹھیگا وہ کہیں آج کیا اندھیر
ہوتا ہے افراسیاب کو بڑا غصہ ہے بہار و باغبان وغیرہ کو کسی آفت میں پھنسا سکے آیا ہے بہت بلبلا

رہا ہی سیلان جادو ملعون زور رون پر چڑھا ہی اطاعت کا خواہان ہو یہان جان جائے گی لیکن اب
حرف اطاعت کہا کیا سنو دیکھا چاہیے سامنے جامئین رومال سے ہاتھ باندھین دستگیر عالم مددگار ہو لشکر مہرخ
مین عجب تلاطم ہوش سردارون کے گم موت کا سامنا دریاے سحر جوش پر قریب تھا کہ لشکر مہرخ اُس دریاے
پُر بلا مین غرق ہو کہ آسمان سے لکّہ ابر گلنار پیدا ہوا افراسیاب حیرت جادو سے باتون مین مصروف
ہی کہ وہ لکّہ ابر گلنار قریب آیا لشکر اسلام پر پہونچ کے محیط ہوا ابر سے شعلے گرنے لگے دیکھا سب نے
دریا خشک ہونے لگا کچھ پانی زمین مین جذب ہو کر غائب ہوتا ہی کچھ کنارے غار ظاہر ہوے اُنمین
پانی جا کر چھپتا ہی ابر گلنار کو دیکھ کر دریاے قہار سے ہوش سیلان جادو کو سحر فراموش اتنی مہلت
لشکر اسلام نے پائی سحر کرتے ہوئے دوڑے سیلان جادو گھبرایا یہ کیا ماجرا ہو ابر کیسا آکر محیط ہوا
ابر سے شعلہ اسے آتش کا تار بندھا ہوا ہی ہر مرتبہ شعلے گرتے ہین دریا مین کمی میرے سحر مین یہ ہی
ہو رہی ہی یکایک ابر پھٹا اُسمین سے سب نے دیکھا بجتی کوکب روشن ضمیر کی ملکہ اختر بنت سیلان
فیل زور شمشیر زن طاؤس زرین بال پر سوار سحر کرتی ہوئی ظاہر ہوئی وہین سے نعرہ کیا او سیلان
جادو بہتری اسی مین ہو کہ اطاعت دین اسلام کر تو نے غضب کیا بہت سے مسلمانون کو مارا سب کا خون
تیری گردن پر ہی ملکہ اختر کو دیکھ کر سیلان جل گیا کہا او چھوکری تجکو بھی یہ دن نصیب ہوا ہم لوگ ارکین
طلسم ہوشربا صاحبان مہر و وفا جرأت و شوکت مین یکتا رہین اختر نے آواز دی کیا بیہودہ بکتا ہی
گرشتے ہوے مردے نہ اُکھیڑ کچھ کمال دکھا سیلان جادو نے پڑھ کر سحر کیا ملکہ اختر پر بھی شعلہاے
آتش گرے اُس آفتاب عالمتاب آسمان افسونگری نے ہنسکر شعلون کو بجھایا اب غصہ آیا ابرو ون
پر بل پڑا تیغہ ہلال کمر سے کھینچا سیلان جادو پر جا پڑی مثل رعد گرجی بصورت برق چمکی وہ سحر کیے گولے
سیلان پر برس پڑی تیغہ چمکا کے آواز دی او سیلان جادو یہ حربہ آخری ہی تیرے پھنسانے کو دام جوہر
شمشیر ہی سیلان جادو نے بہت سحر کیے اختر نے سب دفع کر دیے قریب پہونچ کے تیغہ ہلال کا ہاتھ مارا
اُسنے سپر سحر کو چہرے کی پناہ کیا تیغہ سحر اختر سپر کے گرا خرمن حیات سیلان جلا دیا ناری کو خاک مین
ملا دیا اندھیرا چھا گیا سنگ باری برف باری ہونے لگی پلٹ کے افراسیاب نے دیکھا کہ ملکہ اختر نے
سیلان کو ٹھنڈا کیا واصل جہنم ہوا غصہ ہو خود اُٹھا تھے عرصہ مین آواز آئی کشتی مرا نام من سیلان
جادو بود افراسیاب نے نعرہ کیا اختر سامنے سے بھاگی افراسیاب نے پیچھا کیا جب افراسیاب

قریب پہونچتا ہی ملکہ اختر افراسیاب پر سحر کرتی ہی آپ ہی بھاگتی ہی افراسیاب اسکو دفع کرکے پھر دوڑتا ہی
اختر کو جب کچھ نہین بن پڑتا ہی زور سے سحر کر رہی ہی یعنی بجلی آتار کر کھینچ ماری افراسیاب پر برق گری
یہ بچا ایسے شعبدون کو کب مانتا ہی پھر آگے تڑپتا ہی اختر جادو بھاگتی ہوئی افتان وخیزان جاتی ہی
لیکن افراسیاب تعاقب نہین چھوڑتا دو کوس تک اختر بھاگی افراسیاب ساتھ ساتھ آیا ایک
مقام پر اختر نے سب اسباب سحر بھی افراسیاب پر پھینک مارا تلوار خنجر شعلہ ہاے آتش افراسیاب پر گرے
اختر نے چاہا نکلجاؤن کہ پشت پر سے ایک ساحر پیدا ہوا افراسیاب کے منھ سے بے اختیار نکلگیا کہ
ای محفوظ جادو اس گیسو بریدہ کو لینا بڑے ساحر کو اسنے مارا ہی اور بدولت کو صدمہ عظیم پہونچایا جب
ملکہ اختر پلٹی اس ملعون نے دام جمشیدی ملکہ اختر پر مارا غفلت مین یہ پھنسی چاہا کہ تڑپ کر جال کو
توڑ دون دام سے اس بیچارے نکلجاؤن مگر اسنے ڈبیا خاک قبر جمشید کی نکالی وہ خاک اڑی غبار
الم قلب پر چھایا اس نیر سپہر حسن وجمال کو غش آیا محفوظ نے فوراً ملکہ اختر کو بیچ قفس مین بند کرلیا
اس ماہ تابان ومہر درخشان کو بہ صعوبت مکر سے اس بیچا نے گرفتار کیا افراسیاب نے کہا ای محفوظ
جادو استاد ہمارے خضران سبز پوش صحرا نشین گنہگارون کو لیے ہوئے فلان صحرا مین فروکش ہین
یہ قیدی جاکر انکے حوالے کردے وہ سمجھ کر قتل کرینگے یہ کہکے افراسیاب پلٹا کہ حیرت کیجا کر مطمئن کردون مہرخ
وغیرہ نے سحر سیلان کے وہ صدمے اٹھائے تھے کہ آبرو بچنا دشوار تھی جب اختر جادو نے آکر سیلان
جادو کو مارا اور افراسیاب نے تعاقب اختر کا کیا ملکہ مہرخ نے مہلت پائی سرداران زخمدار کو لے کر بارگاہ
مین آئی طرفہ خاطر ناظرین ہو کہ زخم وزری ان سب کی ہو رہی ہی افراسیاب جادو بارگاہ حیرت مین
آیا یہ مژدہ فرحت آثار سنایا کہ ملکہ مبارک ہو بدست محفوظ جادو اختر کو بھی مین نے خدمت مین استاد
کے روانہ کیا حیرت بہت خوش ہوئی براے افراسیاب بزم عیش آراستہ کی

دو کلمہ داستان حیرت بیان پرورده عہد رعنائی حاکم اقلیم زیبائی گرفتار قفس رنج ومحن
یعنی ملکہ اختر بن سہیلان فیل زور شمشیر زن بیان کیے جاتے ہین اشعار

اپنی ہستی پر نہ ہو کیون منفعل ہر بار درد — چاہتا ہی دشمن اپنا صاحب آزار درد
وہ بھی آجاتے ہین اکثر پوچھنے کے واسطے — باعث راحت مجھے ہی کیا ہی غمخوار درد
ایک جانب چارہ گر ہین ایک جانب غیر دوست — ہمکو دکھلاتا ہی کیا کیا گرمی بازار درد

صبح سے تا شام نالہ شام سے تا صبح آہ
صورت حرف غلط ہیں یار ہجران کا رہے
ضعف سے طاقت نہیں فریاد کی باقی رہی
صورت معشوق ہی اسکی جدائی ناگوار
بے مصیبت دوستی لطف سخن ہوتا نہیں
زخم دل چاک جگر سینہ سراسر داغدار
عاشقون کے حال کی معشوق کو پروا نہیں
نظم ہی کیفیت حال مصیبت خیز عشق
ہمنفس کیا پوچھتا ہی نالے میں کرتا ہون کیون
کثرت تکلیف سے آتے ہیں نالے تا زبان
چاک کرتا ہی دم فریاد ہر گل پیرہن
کم سنین ہی زخم سے ایذا کلام تلخ کی
بات منھ سے کسطرح نکلے کہ عالم غیر ہی

کسقدر رکھتا ہی دل میں عاشق بیمار درد
مٹ گیا ہی جان زیر سایۂ دیوار درد
دل میں ہی میرے بہ شکل لذت بیکار درد
دوست رکھتا ہی نہایت زخم جسم زار درد
دل میں کچھ پیدا کرے ہر صاحب اشعار درد
کیسے رکھتا ہی کیا کیا عاشق ناچار درد
مجکو کیا معلوم ہی رکھتے ہیں کیا اے یار درد
کیا عجب پیدا کرین دل میں مرے اشعار درد
آج کی شب میرے پہلو میں ہی بے دلدار درد
غیر ممکن ہی کہ ہووے کا وش آزار درد
کسقدر رکھتا ہی شور بلبل گلزار درد
کرتی ہی پیدا جگر میں بات کی تلوار درد
آج رکھتا ہی نسیم اپنا دل افگار درد

محفوظ جادو نے اس عندلیب گلشن حسن وجمال کو قفس آہنی مین بند کیا اور لے کر طرف خضران کے چلا متوجہ ہوا ہے اختر کی آنکھ کھلی اپنے کو اُس مصیبت مین مبتلا دیکھا ایک ساحر سیہ فام قفس مین بند کرکے لیے چلا ہی ملکہ اختر فراق مین نظم

ایک میری ہی نہ تھی دامان چشم تر
بہا اشک از دیدۂ پرخون چکید
اور ثریا عقد گوہر ہار تھی
روتا تھا ادیدہ اے نوفشان
صبح صادق نے کیا سینہ کو شق

روتی تھی شبنم بھی بہر حال زار
چشم انجم سے گرے بہتے تھے اشک
چشم پرخون اشک غم افشار تھی
اب تو اس غم سے دل شب تھا دو نیم
خون دل پینے لگا اپنا شفق

قطرۂ شبنم گراز گردون چکید
جیون گہر افلاک سے جھڑتے تھے اشک
آستین رکھ منھ کا دبے گلستان
تھی آہ سرد بھرتی تھی نسیم
ملکہ اختر اپنی جان سے بیزار تھی

سیہ رو نے اس ماہ عالم افروز کو بوقت شب گرفتار کیا تھا اب جو سحر ہوئی آفتاب جمال ملکہ اختر پر اُس بیحیا کی نگاہ پڑی بیقرار ہو گیا ایک کوہ پر آکر ٹھہرا قفس سامنے رکھدیا آپ دست بستہ وہی

اُسنے لگا ای شہنشاہ ملک خوبی و ای سرو باغ محبوبی ای ماہ آسمان حسن و جمال ای نیر تابان برج جاہ و جلال افراسیاب نے حکم دیا ہی کہ جا کر قتل کرو لیکن ٹوٹین وہ ہاتھ جو تیرے بدن پر اُٹھین پھوٹین وہ آنکھین جو تمکو بہ نگاہ قہر و غضب دیکھین غلام اسواسطے اس مقام پر بیٹھ گیا میرے چمڑے کی جوتیان بنا کر پہنیے غلامی مین اپنی ہمکو قبول کیجیے یہ کلمہ جو محفوظ جادو نے کہا ملکہ اختر صاحب شرم و حیا گوہر دریاے مہر و وفا پروردہ مہد ناز و نعم تاجدار اقلیم جاہ و حشم تھر تھر کانپنے لگی آنکھون مین آنسو بھر آئے کلیجہ پر چھری چلی خرمن ہوش و حواس پر بجلی گری بے اختیار زار زار مثل ابر بہار رو دی ضبط کر کے کہا او بیحیا یہ کیا تو نے جھک مارا بطور گنہگاران ہمکو گرفتار کیا ہی قتل کر ہمارے خون سے ہاتھ بھر ایسی بات کوئی صاحب لیاقت مُنہ سے نکالتا ہی ہرچند کہ بےبس ہون لیکن یہ تیری مجال نہین ہی کہ میرے دامن عصمت پر دست اندازی ہو عمر نامدار شہنشاہ کوکب روشن ضمیر بادشاہ طلسم نورافشان ہمشیرہ میری ملکہ بران شمشیر زن بہادر ریحان برابر صاحب چتر و افسر شیر بیشہ قہر و غضب شاہزادہ جمشید بن کوکب علاوہ ان سب کے مہتران و بہتر بہتران سرہنگ سرہنگان دانش عیاران بساط بلادہی اوم مولانا سے عظم و مکرم صاحب جاہ و وقار خواجہ عمرو نامدار کشندہ ساحران باج ستانندہ ریش کا فران جسوقت سُنینگے کہ ہماری کنیز کو فلان شخص نے ستایا در پے آبرو ہوا یقین تو یہی ہی کہ اگر وہ شخص آسمان پر ہوگا ہوا بنکر جائینگے اُس بیحیا کو دام تزویر مین پھنسا ئینگے زندہ نہ چھوڑینگے عنایت سے پروردگار کے طلسم کشا نے بھی ہمارے بھائی برائے تلاش لوح تشریف لیگئے ہین وہ بھی ہمارے خون کے دعویدار ہین ہمارے افسر نامدار ہین بس او بیحیا خبردار اگر ایسا خیال کیا بہت پچھتائیگا اسطرح جو ملکہ اختر نے بہ قہر و غضب جواب دیا محفوظ جادو کی حقیقت کیا تھی خوف سے کانپنے لگا لیکن دل کو کیا کرے شیطان غالب دل تھے دو منزل وصل کا طالب ہین ہین کرنے لگا یہ جواب نا شائستہ دیا کہ ملکہ مین تو قربان ہون میری جان بچائیے اور تو مجھ سے کیا ہو سکا ایک سحر مجھکو آتا ہی عطر پر پڑھ کے آپ کو سونگھاؤنگا اُسکی بو دماغ تر و تازہ کریگی شل میرے آپ کو بھی محبت ہو جائیگی اب ملکہ اختر گھبرا مین محفوظ جادو کمر اپنی ٹٹولنے لگا اختر نے ہاتھ طرف آسمان کے بلند کیے اور پکاری ای بانی بناے شمس و قمر ای مالک بحر و بر ای رزاق خلق و ای کارساز برحق میری عصمت اس ظالم کے ہاتھ سے بچا بیزار ہو کر جو ملکہ اختر تڑپی محفوظ جادو نے قصد کیا کہ مین دست اندازی کرون قفل سے

نکالون اختر نے دیکھا اب ستارہ گردش مین آیا قفس مین سر جھکنے لگی مثل مرغ بسمل تڑپی ناگاہ آسمان پر ایک
روشنی ہوئی تمام صحرا منورہ وادی ایمن معلوم ہوتا تھا دن کو عالم شب مہتاب ظاہر ہوا طائر دن
کے چہچے تدرو خوش رفتار کے قہقہے محفوظ بھی سر اٹھا کے دیکھنے لگا کہ یہ کیسی روشنی ہوئی دیکھا کہ
آفتاب جادو مرکب پرند پر سوار نعرے کرتا ہوا کہ او بیحیا خبردار منم آفتاب جادو وزیر اعظم
شہنشاہ کوکب روشنضمیر محفوظ جادو نے جو آفتاب جادو کو آتے دیکھا اسباب سحر لے کر اٹھا
اور آفتاب جادو نے اپنی آنکھ سے دیکھا کہ ماہ فلک کوکب روشنضمیر یعنے ملکہ اختر خوش تدبیر
پر دست انداز ہونے کا اُس بے حیا نے ارادہ کیا تھا آفتاب جادو کی آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا
تیغ برق تاب بصد قہر و عتاب نیام سے کھینچ لیا اپنے کو زمین سے گرایا غصہ مین کف منھ مین بھر آیا
محفوظ جادو نے ایک گولہ فولاد کا جھولی سے نکالا آفتاب جادو پر کھینچ مارا آفتاب نے آواز دی
او بیحیا تیرا بھی اتنا دل گردہ ہوا کہ مجھ پر گولا مارا یہ کہکر کچھ اشارہ کیا وہ گولا الٹا پلٹا سینہ کی جانب کو
اسکے آتا ہی مثل شعلہ جوالہ سینہ پر پڑے خرمن حیات کو جلا دے گھبرا کے پکار اٹھا مصرعہ ای روشنی
طبع تو بر من بلا شدی ہر چند اُسنے روکا مگر کچھ نہ ہوا وہ گولہ فولادی سینہ پر آکر پڑا اور توڑ کر پشت کو
پار گذرا محفوظ کا لاشہ جلنے لگا اپنی حفاظت نہ کر سکا سنگ باری برف باری ہونے لگی بعد
عرصہ دراز آواز آئی کشتی مرا نام من محفوظ جادو بود تاریکی دفع ہوئی صحرا روشن ہوا آفتاب جادو
نے بڑھکر قفس کھولا ملکہ اختر کو نکالا سوزن زبان سے کھینچا پوچھا ای نور نظر یہ کیا حال ہے اختر نے
تمام کیفیت ظاہر کی آفتاب نے کہا مجکو شہنشاہ کوکب نے آئینہ جمشیدی دیکر برائے مقابلہ خضران
سبز پوش بھیجا ہے اُس بیحیا نے برّان وغیرہ کو گرفتار کیا مین تو وہان جاتا ہون تم جاکر لشکر اسلام
کی خبر لو اختر نے کہا بسم اللہ ای عز نامدار لشکر اسلام کا خاتمہ قریب تھا سلیمان اپنی آبرو ڈبو چکا تھا
مین وقت پر پہونچ جاتے ہی اُس بیحیا کو واصل جہنم کیا لیکن اُس ملعون نے مکر سے مجکو گرفتار کر لیا شکر ہے
کہ پروردگار نے آپ کو عین وقت پر پہونچایا غرض آپسمین صلاح کر کے ملکہ اختر نے اسباب سحر اپنی
ذات پر آراستہ کیا آفتاب نے خانہ زین کو مثل خانہ آفتاب روشن کیا آئینہ جمشیدی ہاتھ مین لیا
تلاش خضران مین چلا اختر چمکتی ہوئی طرف لشکر ماہرخ کے چلی

اول دو کلمہ داستان خضران سبز پوش صحرا نشین کے بیان ہونے مین

جی مین آتا ہی دکھا مین مستیان پیکر شراب ‏ جلد ہ ساقی برنگ بادۂ احمر شراب
دور رکھو شیشہ نظر سے سرنگون کر جام کو ‏ فرقت دلدار مین ساقی پیین کیونکر شراب
ابر ہی امنڈا ہوا گل دے رہے ہین گلبدن ‏ آج کی شب ہو جدا مجھ سے نہ ای دلبر شراب
آرزو کیا پوچھتا ہی رند ساغر نوش کی ‏ یہ تمنا ہی پیین قاتل تہ خنجر شراب
لے خدا حافظ چلے مسرور ہو کر اپنے گھر ‏ پی چلے محفل مین تیری او پری پیکر شراب
بے تعلق ہو نہین سکتے تعلق آشنا ‏ غیر ممکن ہی رہے بے شیشہ و ساغر شراب
پھر سنا ہی مژدۂ آمد کسی مینوش کا ‏ ڈھونڈھتا ہی آج پھر میرا دل مضطر شراب
وعدۂ دیروز کا کچھ پاس کرنا چاہیے ‏ آج دے ساقی ہمین جو سب مین ہو بہتر شراب
اسطرف بھی آج بذل مہربانی چاہیے ‏ ساتھ غیرون کے تو ایجان پی چکا اکثر شراب
بن گیا ہی لخت دل ٹکڑے جگر کے ہین کباب ‏ گرسیان کرتی ہی ہمے صورت دلبر شراب
ہم بھی بیشک ہین غلامان علی مین ای نسیم ‏ ساقی کوثر سے لینگے چلکے اک ساغر شراب

خضران قیدیان مستور کو لیے ہوئے ایک صحراے پربہار مین پہونچا اب اس ملعون کا قصد ہوا کہ ان نازنینان سیمین و مہ جبینان مہر تمکین کو قتل کرون چند کنیزین جو ساتھ مین انکو حکم دیا کہ ارین استاد کر و جلادون کو بلاؤ کنیزون نے بڑھ کے دستک دی کئی جلاد صاحبان بیداد بلکہ ظلم و ستم کے استاد فوراً اکر حاضر ہوے وارین استاد ہوئین اب خضران نے سحر کیا ملکہ بہار وغیرہ بشکل انسان ظاہر ہوئین مگر رنگ رو متغیر گل سے چہرے کملائے ہوے سب سے زیادہ ملکہ ارلن بیقرار اشکبار تصویر ملک الموت آنکھون کے سامنے جدائی کا ایرج نوجوان کے خیال ہجوم لشکر غم و ملال شل گنہگارون کے اس صحراے ہول خیز مین استاد خضران ملعون کی نئے طور کی بیداد بارہ دری مین بیٹھا ہی گرد چند کنیزین ایک ایک سے عتاب خطاب کر رہا ہی کیون ای بہار طاعت افراسیاب قبول کرو ورنہ سبکو قتل کرونگا کوئی جواب نہین دیتا ہمہ تن سکوت لب پر حیران دشمن سد بران کی آنکھون سے آنسو جاری یاد ایرج مین بیقرار ہو کر بے اختیار یہ اشعار زبان پر جاری ہو گئے تھے

بھلا وہ کیا ہو مرے حال زار سے واقف ‏ نہین ہی جو ستم روزگار سے واقف
وہ عندلیب ہون جسکی کھلی قفس مین آنکھ ‏ نہین ہی لطف خزان و بہار سے واقف

نہین اُٹھائی ہی جسنے چوٹ جدائی کی
فروغ حسن شب وزلف اُسنے دیکھی ہی
خیال گریۂ پس مرگ اسکو کیا ہوگا
نہ جانتے تھے کہ تکلیف عشق مین ہوگی
ہجوم کیف کی ہر دم ترقیان ہین مجھے
خلش اُٹھائی نہ نوک مژہ کی اشکون نے
ڈرو خدا سے گھمنڈ اسقدر نہین اچھا
مین وہ ہون غنچۂ پژمردہ اس چمن مین نسیم

وہ کیا ہو میرے دل داغدار سے واقف
یہ دل ہی گردش لیل و نہار سے واقف
جو آج تک نہین میرے مزار سے واقف
نہین تھے ہم ستم انتظار سے واقف
وہ آنکھ ہون کہ نہین جو خمار سے واقف
یہ آبلے نہین تکلیف خار سے واقف
نہین ہو جذب دل بیقرار سے واقف
کہ جو نہین کبھی لطف بہار سے واقف

خضران طرف بہار و مخمور کے متوجہ ہوا کہا ای ملکہ بہار شہنشاہ نے تمھارے مقدمہ مین ارشاد فرمایا ہی اگر تم توبہ کرو تو تمھاری خطا معاف کرادون ای مخمور افراسیاب کو ہجر تیرا ناگوار ہی مین وعدہ کرتا ہون سلطنت طلسم ہوش ربا تمکو حاصل ہوگی انتظام کا تمکو اختیار ہی کوئی دخل نہ دیگا مین چلکر خطا معاف کرادون مخمور و بہار نے جواب دیا او بیحیا ہمنے خطا کسکی کی ہی دین سامری پر ہم لعنت کر چکے تجکو اختیار ہی جو تجھ سے ہوسکے کوتاہی نہ کر خدا سے ابر زنگ ست جلادون کو اُسنے اشارہ کیا کہ اول شاخ حیات بہار قلم کر آج ہی مخمور کا بھی نشہ اتریگا ای باغبان تو وزیر اعظم ہی معشوقان شہنشاہ کو سمجھا ناحق جان دیتی ہین باغبان نے کہا او سبز قدم تو وہ مدام اپنی ہی کہتا ہی جو تجھ سے ہوسکے دیر نکر ہم خود اپنی جان سے بیزار ہین پس خضران نے اول جلاد کو حکم دیا کہ باغبان کو قتل کر جلاد خنجر کھینچکر چلا باغبان نے سر تسلیم خم کردیا باغبان نے بیقرار ہوکر دعا مانگی بہار و مخمور وغیرہ نے آمین کہی جلاد نے لپک کر ملکہ باغبان پر ہاتھ مارا خنجر سے جلاد کے برق چمکی جلاد کے سر پر پڑی سر کے دو ٹکڑے ہوے خضران نے جو یہ حال دیکھا گھبرا گیا کہ جلاد کو کسنے قتل کیا اس حیرت مین تھا کہ آسمان سے نعرہ ہوا سنتم آفتاب جادو ماہ آسمان طلسم نور افشان نیر تابان برج فلک عزوشان صاحب عزت و توقیر وزیر اعظم شہنشاہ کوکب روشنضمیر خضران بیرنگ نے جو آفتاب جادو کو دیکھا کہ چہرہ اس جوان کا غصہ سے سرخ ہاتھ چمکاتا ہوا برمین گرتا ہوا اتنی جلدی آیا کہ زبان ہلانا دشوار ہوگیا مگر خضران نے طائران سحر کو اپنے اشارہ کیا کہی ہزار طائران

زمزمہ سرا آفتاب جادو پر اڑے چاہتے تھے کہ منقاروں سے ذرہ جسم کو پارہ پارہ کریں بچون سے بوٹیاں نوچ ڈالیں چند اسی طرح گرے لیکن آفتاب جادو نے آنکھیں شہنشاہ کوکب کی دیکھی تھیں فوراً خنجر کمر سے نکالا طائروں کو دکھا کر زمین پر رکھ دیا طائروں نے بازو پر خنجر کے اپنے لگا رکھے ہزاروں ذبح ہو گئے کنیزیں خضران کی آفتاب جادو پر سحر کرنے لگیں انکو تو ایک ایک اشارہ میں آفتاب جادو نے قتل کیا پکار کر آواز دی کہ تم کیوں اپنی اپنی جانیں دیتی ہو چلو خدمت میں شہنشاہ نور افشان کے یہ کہکر آفتاب نے اپنا عکس ڈالا کنیزیں تسخیر ہو مین محبت کوکب کا دم بھرنے لگیں خضران سے منھ پھیرا اب خضران اور آفتاب جادو کا سامنا ہوا خضران نے باغ سحر بنا کر تیار کیے آفتاب نے حدت دکھائی وہ دھوپ پڑی کہ نخل مرجھائے جوانان چمن کے دم لبوں پر آئے پھول کمھلائے غنچوں کی زبانوں میں کانٹے پڑے نرگس کی آنکھیں پتھرائیں سنبل کو پیچ و تاب سوسن کی زبان میں لکنت سرو پر تیر غم و الم کے چلے شاخوں نے سر پیٹا سبے

چلے جوانان چمن کا بیکار شباب سبزہ ہے خورد خواب نظم

چلے سحر سے اسکے سارے شجر
ہوا آتش گل سے گلشن سقر
خزان کا ہے سور و اسی دن سے باغ

اسی دن سے لالے کے ہر دل میں داغ
اسی دن سے ہے خشک نرگس کا جام
اسی دن سے بلبل کا نالہ ہے کام

کلیجہ ہو کیونکر نہ غنچون کا شق
کہ ہوتا ہے بلبل کے غم سے قلق
غرض ایسے گلزار کو نامراد

فلک ہو گیا دیکھ کر شاد شاد
خضران گھبرایا کہ ہوا آفتاب سے باغ کو خاک میں ملایا جب جل گیا

خضران نے بڑھ کے دوسرا سحر کیا ہوائیں ٹھنڈی ٹھنڈی چلیں چھینٹے موج مارنے لگے اب خضران نے چاہا اس رنگ کو مبہوت کردوں لیکن آفتاب کب اسکا رنگ جمنے دیتا ہے جب ہاتھ ہلا دیا ہوا چلتے چلتے تھم گئی ہوا بگاڑ دی خضران کو اپنی جان کے لالے پڑ گئے سبز بختی کا سامنا ہر چند سحر کرتا ہے نخل خشک زمین ہوتے سبزہ اس سے بیگانہ ہوا چونکہ نام خضران سبز پوش ہے ہرے بھرے شجر بنانے کا جوش ہے لیکن آفتاب جادو سے جو آنکھ ملائی آنکھوں میں سرسون پھولی ہر چند بینائی میں فرق آیا مگر ساون میں اندھا ہوا ہے تمام صحرا ہرا بھرا معلوم ہوتا ہے آخر تیغہ پکڑ کر خضران چمکا کہا اے آفتاب دم لینا دشوار کردوں گا خانہ دل کو غم و الم سے بھر دونگا یہ کہکر کئی ہاتھ تلوار کے لگائے آفتاب جادو سپر سحر پر روک رہا ہے ہر سحر کا جواب دیتا ہے عرصہ دراز تک آپس میں رد و قدح ہوئی مگر آفتاب جادو دنیا

سحر چنین کرتا اُسکے سوال کا جواب دے رہا ہی جب اُسنے کئی ہاتھ تلوار کے لگائے شعبدہ ہائے سحر دکھائے دو
ایک زخم بھی آفتاب جادو نے کھائے اُسوقت مثل شیر خشمناک نعرہ کیا کہا او ملعون اِس جانب دیکھ
اب قلعی کھلجائیگی دعوے اسکندری بھولیگا اپنے نزدیک بڑا ارسطو فطرت ہی یہ سحر بانی حیرت ہی اِسکو
آئینہ جمشیدی کہتے ہین یہ کہکر جیب سے ایک آئینہ جمشیدی نکالا اُس خود بین کو دکھایا اُسکی جو نگاہ اُس
آئینہ جمشیدی پر پڑی ایک آہ کی صدا منہ سے نکلی دیکھا ایک جوان تاجدار کرسی جواہر نگار پہ بیٹھا
مسکرا رہا ہی آئینہ خیال مین جوہر چمنستان سحر کھلا ہوا ہی خضران نے چاہا منہ پھیر دن اُس جوان تاجدار
نے آئینہ سے صورت دکھادی خضران نے ایک چیخ ماری آہ کا نعرہ کیا اسوقت اُس آئینہ جمشیدی
سے ایک برق سبز چمک کر سر پر خضران کے گری پڑھے بڑھے سحر کیے اِس امید پر کہ اپنی جان بچا لے
بھاگ کر نکلجاؤن مگر جوش حیرت مین مبتلا تھا قدم نہ ہٹا سکا یون تڑپ کر برق گری اُس کے
دو ٹکڑے ہوئے اندھیرا چھا گیا صدائین مختلف آنے لگین آندھی سیاہ اُٹھی بعد عرصہ دراز کے
آواز آئی کشتی مرا نام بن خضران سبز پوش صحرا نشین بود افسوس مردیم و جان دادیم بمطلب خود
نرسیدیم اب سوار دشن ہوا ملکہ بران وغیرہ کو قید سے رہا کیا برّان نے پوچھا اے عمّ نامدار آپ کو
کیونکر خبر ہوئی آفتاب نے عرض کی آپ کے والد نامدار نے خبر دی اول ماہ مین آپکی بہن ملکہ
اختر کو چھوڑا یا وہ لشکر افراسیاب سے پھر لڑنے گئین ہین مین اس ملعون سے مقابلہ کو آیا آئینہ
جمشیدی سرکار نے نکالکر مجکو مرحمت کیا اگر آئینہ نہوتا تو مین اس خود بین پر غالب نہ آتا اب مین جا کر
شہنشاہ کو مژدہ فتح و ظفر سناتا ہون آپ جلد تشریف لیجائین لشکر ظفر اثر کی خبر لین ہر چند کہ مین نے
بہت کچھ سمجھادیا مگر ملکہ اختر بڑے غصہ مین لگئی ہی آپ لوگ جاکر جلد خبر لیجیے یہ کہکر آفتاب غائب
ہوین آئینہ جمشیدی دے کر شہنشاہ نے مجکو روانہ کیا ہی فکر مین غرق دریاے حیرت ہونگے ملکہ بہار
و مخمور سرخ چشم و باغبان قدرت و رعد و برق و برق لامع و ملکہ بران شمشیر زن و مجلس جادو
ان سب نے بتعجیل تمام تخت سحر تیار کیا طرف لشکر اسلام کے چلا آفتاب جادو طرف قصر
جمشیدی کے متوجہ ہوا اُن دونون کو راہ مین چھوڑ دیجیے

وہ لکھے داستان لشکر اسلام و افراسیاب ناکام کے بیان ہوتے ہین نظم

باقی ہر شوق قاتل شمشیر زن ہی ہم	چکا ہے یہ زخم لعاب دہن ہی ہم	منظور دل کی عزت بے ننگی ہین

کرتے ہیں چاک کنج لحد میں کفن ہنوز
ہوتی نہیں ہے کم مری دیوانہ دستی
کھولے ہوئے ہیں زخم ہمارے دہن ہنوز
ہم سرد بھی ہوئے نفس سرد کھینچکے
پابند آرزو ہے بہار چمن ہنوز
پہلے ہی سے سوال کے بیٹھیں ہیں بدگمان
پہنے ہوئے ہے روح وہی پیرہن ہنوز
اُٹھینگے کیا سوال نکیرین کے لیے

اب تک وہی ہیں ہم سے تری کج ادائیاں
جاتا نہیں ہے سر سے خیال وطن ہنوز
تجدید رنج یاد رخ و زلف میں ہوں
گرمی دکھا رہی ہے تری انجمن ہنوز
جلوے دکھا رہے ہیں گرد داغ دل
نکلا نہیں دہن سے ہمارے سخن ہنوز
اے جان اضطراب نکیرات ہے ابھی
باقی ہے قبر میں بھی وہی ضعف تن ہنوز

اے چرخ کم ہوا نہ ترا بانکپن ہنوز
قاتل دریغ کر نہ لعاب زبان تیغ
مصروف تازگی ہیں عذاب کہن ہنوز
ہر غنچہ منعقد ہے تری شوق دید میں
اے رشک گل رہی ہے ہوائے چمن ہنوز
ایسی اسے خوش آئی ہے تاب کی کشتگی
باقی ہے دیکھو صحبت شمع و لگن ہنوز
بعد روانہ کرنے ملکہ اختر کی قید

کے افراسیاب جادو بارگاہ ملکہ حیرت میں موجود ہے کہ آسمان سے نعرہ ہوا کہ ہم ملکہ اختر بن سہیلات فیل زور شمشیر زن افراسیاب گھبرا کر باہر نکل آیا اُس بیچارے کو تردد ہوا کہ محفوظ جادو سے اتنی حفاظت نہو سکی یہ گیسو بریدہ کیونکر رہا ہوئی مگر اختر نے آگے گرتے ہزاروں کو قتل کیا غرض یہ کر چکا ہوں کہ ملکہ مہرخ سرداران زخمدار کو لے کر داخل بارگاہ آسمان جاہ ہوئی ہیں کہ ہرکارے دوڑتے ہوئے آئے عرض کی حضور ملکہ اختر نے لشکر افراسیاب کے ہزاروں ساحر قتل کیے اب اُس شاہزادی پرنکارہ ہے ملازمان حیرت نے چار جانب سے گھیرا ہے افراسیاب بھی کھڑا تماشا دیکھ رہا ہے یہ سنکر ملکہ مہرخ کو تاب نہ آئی کہا او صبا جو غضب ہوا ہمارے سردار اب تک واپس نہیں آئے ملکہ بہاران کی خبر دریافت نہیں ہوئی بجتی پر کوکب کی یہ افتاد دیکھو نکو دخل نہ دیں یہ کہکر ملکہ مہرخ اُٹھیں تخت پر سوار ہوئیں نفیر نوبت کی نقارے پر چوب پڑی علماے زنگاری کے پھریرے کھلے رسالے تیار ہوئے ملکہ سرخ مو سے کا گلکشا و ہلال سحر افگن نے آتے ہی ہلال زرین پھینک مارا ملکہ سرخ مو نے پریشان ہو کر کاکل کھولی خورشید زرین مہ نے آفتاب سحر چلایا شکیل بے عدیل نے تلوار کھینچی لرزاں سحر و زلزلہ جادو و دوتن زن و شوہر نے طبقے زمین کے ہلا دیے افراسیاب نے دیکھا کہ سرداران نامی نے ایک چشم زدن میں ہزاروں کو قتل کیا لشکر کو شکست فاش ہوئی نامردوں کو بھاگنے کی تلاش ہوئی ملکہ اختر نے پر مہر کی سوتیوں کا مالا پھینک مارا جتنے سوتی ٹوٹے اُتنے ہی ساحر افراسیاب کے مرے بس افراسیاب کو ناگوار ہوا جیسے ہی اُٹھے اپنے مقام سے جنبش کی ملکہ مہرخ نے آواز دی بی بی اختر نکل جلو اب سحر نے کا

وقت یہیں ہی افراسیاب جادو پڑھ کر سحر کیا چاہتا ہی طبقے زمین کے شق ہونگے اسکے سحر کا روکنا دشوار
ہوگا اختر نے تانا پھر جھپک کر جا پڑی ابکی مرتبہ سر حیرت کا ٹمنی ہوا تخت ٹوٹ گیا افراسیاب جادو
کو بہت ناگوار ہوا تیغہ کھینچکر بڑھا آواز دی کیوں تم ہمسروں کی شامتیں آئی ہیں ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا
نہیں معلوم محفوظ جادو پر کیا گذری جو یہ گیسو بریدہ قید سے چھوٹی یہ کہکر جھک کر سنگریزے اٹھا کے
آسمان پر پھینکے لشکر اسلام پر پتھر برسنے لگے ہزاروں کے سر پھٹ گئے سرداران نامی و گردان صف شکن
شریک ہو کر ان سنگریزوں کو دفع کرتے ہیں افراسیاب جسپر جا پڑا اگر منہ سے اف نکل گیا شعلہ بھڑک کر
اسپر گرا اعضا جلنے لگے جسم سے اسکے شعلے نکلنے لگے کئی ہزار جادوگر جلکر گرے افراسیاب نے پڑھ پڑھ کے
سحر کیے صفوں کو درہم و برہم کر دیا ملکہ مہرخ نے بڑھ بڑھ کر گولے مارے اور جادوگر بہت سے مرے مگر
افراسیاب پر تاثیر نہوئی آخر ناچار ہو کر سرداران نامی نے چاہا نکلا میں افراسیاب کب جانے دیتا ہی
دیکھا کیے ہوسے چلا آتا ہی سرداران اسلام کا یہ حال ہی کہ سب ملکر افراسیاب پر سحر کی بوچھار کرتے ہیں
کسی کے سحر نے آگ بھڑکائی کسی نے تلوار برسائی کسی نے بجلی گرائی افراسیاب ایک اشارے میں سب
کے سحر دفع کر دیتا ہی اب ملکہ مہرخ کو بھاگ کے نکلنا بھی دشوار ہوا ہر مقام پر افراسیاب روکتا ہی
ایک ایک سردار کو ٹوکتا ہی لیکن یہ غازی لڑنے والے جان نثاران لشکر اسلام آمادہ مرگ وہاں سے
قضا قدم نہیں ہٹاتے لیکن مجبوری یہ ہی کہ افراسیاب پر سحر تاثیر نہیں کرتا استادان سخنور نے تحریر فرمایا ہی
کہ افراسیاب نے قہر و غضب میں آکر آواز دی ارے کیا طلسم ہوشربا شکست ہوا ہا ایمان جرہ بلا فضل
ہوئے وا ای امان ملکہ تاریک شکل کش قتل ہو گئیں یہ صدا افراسیاب نے بقہر و غضب تمام دی زمین
کانپی آسمان پر برق چمکی ملکہ مہرخ نے تو اپنے سرداروں کو آواز دی کہ یارو بھاگو غضب ہوا افراسیاب
طلسم ہا من سے مدد طلب کرتا ہی یا ایک مرتبہ ملکے سب صاحب سحر کرو لیکن اسپر تاثیر ہونا تمھارے سحر کی
دشوار ہی تمام سردار ایک مقام پر کھڑے ہوئے سب نے اپنا اپنا سحر کیے شعلے گرے آتش و غبارہاے
سحر و شمشیر ہاے بران و خنجر ہاے خونفشان و نیزہ ہاے جان ستان و تیرہاے دلدوز و تیرہاے پر سوز
افراسیاب پر گرے آگ نے جلانے کا قصد کیا غبار سحر نے چاہا خاک میں ملادوں تلواروں کا قصد تھا
کہ دم بند کریں خنجر چاہتے تھے کہ کلیجے افراسیاب کے لوہے میں تیر کہتے تھے کہ کلیجہ کو توڑ کر نکل جائیں
نیزہ بلی کر اٹھا کر دل و جگر کو برباد دوں تیر سرکشی کرتے تھے کہ استخوان جسم کے پرزے پرزے اڑا دوں

یہ سب خرابی جسم پر افراسیاب کے پڑی مگر یہ وہ سخت جان تھا کہ ان سب کو دفع کیا اور وہ جو نمودہ کیا
اسکا ظہور یہ ہوا کہ ایک نازنین نہایت حسین ایک تخت پہ سوار جو تاز چپا بندھا ہوا تخت کو اڑاے ہوے
آئی اور پکارتی ہی کہ اے شہنشاہ کنیز آپہونچی ایسے کلمات حسرت و یاس زبان سے نہ فرمایا کیجیے سلامتی
سرکی اراکین طلسم ہوشربا کانپ رہے ہین ہر کس و ناکس کو ملال ہی جان اپنی آپ کے قدمون
پر نثار کرین جو خیال ہو یہ کہکر اس نازنین نے ایک گرز فولادی ہاتھ مین افراسیاب کے دیا کہا لو
شہنشاہ یہ حاضر ہی افراسیاب نے خوش ہوکر گرز اسکے ہاتھ سے لیا ملکہ سرخ مو وغیرہ نے جو یہ
معرکہ دیکھا نفیر سحر بجا کر کہا یارو نکل چلو دیکھو بلا نازل ہوا چاہتی ہی افراسیاب نے للکارا کہ اے شیدائی
مسلمانان آج کیا مین تمکو زندہ چھوڑونگا یہ کہکر چند قدم پیچھے ہٹا سامری کا نام لیکر وہ گرز پھینکا شاہ
ہوناتے کی آواز آئی کہ زمین تھرائی معلوم ہوا کہ کئی سو توپین ایکمرتبہ فیر ہوگئین ہزار ہا نخل گرے
صدہا بندگان خدا کے کلیجے پھٹ گئے طائرون کے ہوش اڑے دند پہاڑون سے سر ٹکرانے لگے نظم مصنف

تزلزل زمین کو ہوا اسقدر
پہاڑون کو سختی مین جنبش ہوئی
عیان سحر و افسون کا یہ زور تھا

لرزنے لگے خوف سے دشت و کوہ
قیامت کا سامان عیان ہوگیا
صداہاے ہو کا ہی شور تھا

فلک کو فراموش گردش ہوئی
رخ مہر گردون نہان ہوگیا
بعدہ حضورہ ملکہ حیرت جادو

نے دیکھا کہ افراسیاب جادو کھڑا جھوم رہا ہی اور ملکہ سرخ مو مع چارسو سردارون کے جنگل
سرودون کے بیہوش پڑی ہین اور اہالیان لشکر دیوانہ وار وحشی مثال فریاد کرتے ہین بارگاہین
سر نگون خیمے سنسان چھتین اجاڑ ایک سحر مین افراسیاب جادو نے یہ حال کر دیا حیرت
جادو کو پکار کر آواز دی آؤ ان سب کو گرفتار کرو بادولت جاکر جلاد طلسمی روانہ کرینگے
وہ ان سب کو چشم زدن مین قتل کرینگے اور استاد خضران سبز پوش صحرا نشین نے ملکہ بران
وغیرہ کو قتل کیا ہوگا اگر شاید اسکی ضرورت ہو تو مین انکو بھی انھین کی خدمت مین بھیجدونگا
اختیار بادولت کا دیکھا کرنا تھا کہ جسدن قصد کرونگا لونڈی غلامون کو شاد دنیا کیا دکھاؤنگا
ہی سردار کمیدان رسالدار سب تعریفین کرنے لگے کہ آپکا کون دنیا مین ہمسر ہی یہ فتح آپ
کے دامن کی گرد ہی ملکہ حیرت نے بڑھ کے وزیرزادیون کو حکم دیا سب کو گرفتار کرلو
افراسیاب تو فوراً بہ کبر و نخوت تمام مرکب شکین پرند پہ سوار ہو کر طرف باغ سیب کے روانہ

ہوا ملکہ حیرت جادو اِن قیدیان بلا کو گرفتار کرکے نوبت نقارے بجاتی ہوئی طرف اپنی بارگاہ کے چلی ملکہ مہرخ وغیرہ کو اب ہوش آیا اپنے کو مسلسل و مطوق پایا حیران و پریشان کہ اب دیکھیے انجام کیا ہوتا ہی حیرت جادو نے آواز دی کیون مہرخ شہنشاہ کے اختیار کو ملاحظہ کیا بہار وغیرہ وہان گرفتار ہوئین سار بان زادہ طلسم کشا کو لیکر طلسم صندل پر گیا ملکہ صندل جادو تک رسائی دشوار اُسکو وہان الیان طلسم صندل قتل کرینگے ایک دن مین کل کا خاتمہ ہوگا کسکی مجال ہی کہ شہنشاہ طلسم ہوش رُبا سے مقابلہ کرسکے کنیزان حیرت جادو و ملکہ مہرخ کو سمجھانے لگین کہ اب سرکشی سے ہاتھ اُٹھاؤ اپنے مالک کے سامنے سر جھکاؤ نرم ہوگی اس لڑکے نمک خوار ہو شہنشاہ کے تابعدار ہو ابھی ملکہ عالم کو رحم آجائیگا خطا معاف کردینگی ملکہ مہرخ نے کہا کہ او حیرت کیون اسقدر غرور کرتی ہی سلطنت کے نام پر مرتی ہی جو تجھسے ہوسکے قصور نہ کر اب ہم تیری اطاعت کرینگے جسکی جان قضا ہی مارا جائیگا چنگل شہباز اجل سے کوئی سلامت نہ پائیگا صیاد اجل نے ہر مقام پر دام بچھایا ہی ہر طائر زیرک کو پھنسایا ہی جسکی موت جس مقام پر ہی خاک کو کھینچ لیتی ہی اجل کسی کو کب مہلت دیتی ہی کس کس کا غم کرین کس کس یار وفادار کا الم کرین اشعار آبدار

ایک مہ تو جسکی خاطر روسیے	آہ اب کس کس کی خاطر روئیے	ایسی کتنی صورتین یان سو گئین
کیسی کیسی صورتین یان سو گئین	کیسے کیسے لوگ یان سے اٹھ گئے	خوبرو سارے جہان سے اٹھ گئے
حسن وخوبی ساتھ اپنے لیگئے	لالہ سان اک داغ دلپر دیگئے	غم سے یارونکے ہی دل ایسا ہی داغ
حشر تک روشن رہیگا یہ چراغ	کیجیے آگے بس اب قطع کلام	دوستون کا غم نہووے گا تمام

ملکہ مہرخ نے جو یہ اشعار عبرت آمیز مصیبت خیز زبان پر جاری کیے مارے رنج حسرت مین غریو بلند ہوا ہر ایک نے کہا صاحب حقیقت مین ملکہ مہرخ نے کیا کلمات حسرت آیات فرمائے ہین کہ دل بیچین ہوگیا ایسے کیسے گلعذاران خوبرو و ماہرویان نیک خو معشوقان سروقد نازنینان خورشید جمال تاجداران جلیل ارسطو فطرت فہیم عقیل صاحبان جاہ وجلال شاعران باکمال حسرت و یاس لیکر بروہ دنیا سے گئے باغ عالم سے ثمر مراد حاصل نہوا کسی کا ماہ حسن وجمال کامل نہوا دنیا مقام عبرت ہی جائے عشرت نہین مصیبت مہرخ پر بعض روتے ہین بعض ہنستے ہین بعض انکے قتل پکر کہتے ہین حیرت نے حکم دیا میدان خون کی تیاری کرو مین ابھی ان سب کو دار پر کھینچونگی شہنشاہ

مجھے اختیار دے گئے ہین جلاد طلسمی آتے ہے کیا مراد ہی ہمارے لشکر کا ایک ایک سپاہی جلاد ہی
مسلمانون کے ہاتھ سے سب نے صدمے اٹھائے ہین سب کے دل بھرے ہوئے ہین بعض انکے قتل پر کمر
کسے ہین حیرت نے جو یہ حکم دیا میدان خونی کی تیاری ہونے لگی دار بن استادہ ہوئین جلاد آنے لگے
شلنگے لگانے لگے حیرت تخت پر آکر بیٹھی گرداگرد رفیقان سلطنت شیران ابہت حاضر ہین حیرت نے
حکم دیا ملکہ مہرخ کو سامنے لاؤ سر زنجیر کو تھام کر ملکہ مہرخ کو سامنے لائے حیرت جادو نے کہا اے
مہرخ اب بھی کچھ نہین گیا قدم کو بادولت کے بوسہ دے مہرخ نے جواب دیا او حیرت بس
خاموش رہ حکم قتل دے ہمکو نہ سمجھا ہم خوب سمجھ چکے ہین بس حیرت نے حکم دیا مہرخ کا جلد سر کاٹ لو
جلاد تیغ کھینچ کر سر پر مہرخ کے آیا اسوقت سرداران مہرخ بیقرار ہوئے جانباز سر فروش اپنے بادشاہ
کی محبت کا جوش پکارتے تھے کہ او حیرت پہلے ہمین قتل کر ہمارے مالک کے خون سے ہاتھ نہ بھر حیرت
نے تمام جلادون کو اشارہ کیا جلاد نے بڑھ کر شانہ ملکہ مہرخ کا ہلایا کہا اے ملکہ عالم ساغر عمر آپ کا
لبریز ہوا رشتہ حیات منقطع ہوتا ہے جو ہوس ہو فرمائیے اب تامل غیر ممکن خاتون محل شہنشاہ سامنے
موجود ہین حکم دیچکی ہین سامری جمشید کو سجدہ کرو ملکہ کے قدمون کو بوسہ دو ملکہ مہرخ نے قہر و غضب
مین جواب دیا او بیحیا بدکار خود ہوشیار باش جلاد نے خنجر کھینچا حیرت نے تیسرا حکم دیا جلاد نے دوڑکر
خنجر مارا پیشانی پر جلاد کے پتھر پڑا سر جلاد کا دور جا کر گرا کڑکے کی آواز آئی لوگون نے آواز دی وہ ملکہ
اب جو دیکھا جلاد کا سر پھٹا ہوا تڑپ رہا ہے مہرخ بہ اطمینان بیٹھی ہے حیرت نے کہا کہ یہ جلاد کیا دیوانہ
تھا جو اپنے سر پر خنجر مار لیا حکم ہوا کہ دوسرے جلاد کو بلاؤ دوسرا جلاد پردے سے نکلا ہٹو ہٹو کرتا ہوا
قریب ملکہ مہرخ کے آیا کہا او گنہگار ہوشیار ہو جا مہرخ نے سر اٹھایا جلاد نے اشارہ کیا مین ہون [illegible]
آپ کا معتبر ہون چالاک بن عمرو چپ رہئے زبان سے ملکہ مہرخ کی سوزن نکالا تڑپ کے مہرخ نے
نعرہ کیا اکشتہ انٹھے کوڑا مارا کئی سو جلادون کے سر پھٹے جبتک ملکہ حیرت سنبھلین ملکہ مہرخ [illegible]
[illegible] کا کلشا و بلال بحوانگن کی زبانون سے سوزن نکالے سب سردار لڑائی مین مصروف ہوئے
اہل ایمان لشکر نے سنا کہ ہمارے سردارون نے رہائی پائی وہ بھی آکر مصروف جنگ ہوئے لیکن
حیرت [illegible] لشکر مین ہین مثل بہار و باغبان وغیرہ اب جو [illegible]
[illegible]

زابریق کوہ شگاف وگیسو کشا سے بن شہاب وغیرہ نے لشکر اسلام کو گھیر لیا حیرت جادو نے
طبقے زمین کے ہلا دیے اسکے ایک سحر کا جواب ملکہ بہار دیتی تھین آن سرداران نامی مین سے کوئی موجود
نہین اور سب پر شیرانہ جا پڑی کسی کو زخمی کیا کسی کو گرفتار کرلیا اور یاسے آتش سحر سوج مارے ہزارہا
بندگان خدا جلکر خاک ہوے حیرت سے مہرخ نے بڑھ کر مقابلہ کیا کئی سحر حیرت نے کیے ملکہ مہرخ نے
جواب دیے کسی مقام پر کمی بیشی کی مہرخ نے بہ ہی ہمین کی حیرت غصہ مین نیمچہ کھینچکر جا پڑی کئی وار
مہرخ نے روکے آخر غصہ مین سامری جمشید کو یاد کرکے اسم سحر پڑھا ہاتھ نیمچے کا مارا ملکہ مہرخ نے
سپر سحر کو اٹھایا نیمچہ حیرت کا سپر سحر سے زرکا سپر کے دو ٹکڑے سر ہی ملکہ مہرخ کا بخوبی زخمی ہوا
قریب تھا کہ بیہوش ہو کے گرے ملکہ بہار سحر افگن وملکہ سرخ موے کاکلکشا سحر کرتی ہوئین
قریب ملکہ مہرخ کے آئین شانہ تھام کے سنبھالا کئی ہزار ساحر اس مقام پر مارے گئے اہل اسلام
چاہتے ہین کہ لشکر حیرت سے الجھ کے نکل جائین مگر فوج حیرت نے گھیر ڈالا ہے یاران ہلنا مشکل ہوا ہین
بیشمار زخمی ہونے سے ملکہ مہرخ کی فوج کے پاؤن اٹھنے لگے ہرچند کہ سردار کد و کوشش کرتے ہین
مگر فوج کا ٹھہرنا دشوار نقیب سے بلند آواز ترغیب دیتے ہین کہ اے مردان بکوشید تا جامۂ زنان نپوشید
شعر۔ زجنگ ہست جنگ باید کرد ؛ کوشش نام وننگ باید کرد ؛ اب اسوقت کوئی نہین سنتا فرار
قرار سردارون کی کوشش بیکار ملکہ مہرخ نے دیکھا کہ پڑاو چھوٹا جاتا ہے بدحواس ہو گئی سردارون کو
آواز دی یارو کہان ہٹے جاتے ہو خواجہ عمرو نے ہمیشہ اپنی جان سے ناکہ سپاہ کو قائم رکھا اگر پڑاو چھوٹا طلسم
ہوشربا مین قدم تھمنا دشوار ہوگا فراخ گذاران افراسیاب گھیر کر گرفتار کرلینگے ذلت و رسوائی سے
قتل ہوگے تلوار کے منہ پر جا پڑو قدم نہ ہٹاو ہرچند ملکہ مہرخ سینہ سپر کرتی ہے دم جرات کا بھرتی ہے لیکن
حیرت کے سحر نے آگ لگا دی زمین تپ رہی ہے جھونکے ہوا گرم کے چل رہے ہین نخل خشک جل رہے
ہین دیکھا ملکہ مہرخ نے کہ بارگاہ لٹا چاہتی ہے سر فروش مرنے پر آمادہ مگر حیرت جادو پر کسی کا سحر اثر
نہین کرتا اسکو جواب دے رہی ہے بیقرار ہو کر تاج سر سے اتارا دعا کی کہ پروردگارا اپنے بندون کو ان ظالمون
کے ہاتھ سے بچا اسطرف حیرت جادو نے اہالیان لشکر کو ترغیب دی ارے ان باغیون کو جلد گرفتار کرلو
اب مہلت نہ دو کفار بلوہ کرکے چلے قریب ہے کہ بارگاہ ملکہ مہرخ لٹ جائے پڑاو چھٹ جائے کہ بحکم
باغبان قضا و قدر گلچینی میوون کی آئین اہالیان لشکر حیرت بھونے لگے نرگس شہلا نے آنکھین کھولدین

سنبل نے زلف پرشکن کو آراستہ کیا نخل ہر سبز و شاداب ہوئے موسم بہار کی کیفیت ظاہر ہوئی ایک جانب سے
لکا ابر گلنار پیدا ہوا سب نے سر اٹھا کر دیکھا ملکہ ابر گلنار شق ہوا ملکہ بران شمشیر زن بصد صولت و شوکت
طاؤس زرین بال پر سوار پہلو مین ملکہ مجلس جادو ورق گل پر بیٹھی ہوئی غنچہ گل ہاتھ مین فید صیان
گوندھی ہوئی کرتا آب روان کا زیب جسم ایک جانب سے صاحب سطوت و صولت باغبان قدرت ایک جا
سے رعد و برق و برق لامع و ملکہ مخمور سرخ چشم یہ سب سرداران نامی حال لشکر اسلام تباہ دیکھکر
آمادہ مرگ و مہیائے قضا ہوئے لشکر حیرت پر گرے ملکہ بہار نے آتے ہی حیرت جادو کو للکارا کہ او
بخبردار اب آگے نہ بڑھنا تم ملکہ بہار جادو یہ کہکر گلدستہ مارا پھول برسے اہلیان لشکر حیرت بہوت ہوکر
آپس مین لڑنے لگے کئی ہزار نے گلے کاٹ ڈالے گو بہار سے حیرت گھبرا جاتی ہے مگر مجبور ہے ہزارون
نے جامن رین کسی نے دیوانہ ہوکر دامن و گریبان چاک کیا اشعار عاشقانہ پڑھتا طرف صحرا کے بھاگا
ملکہ بران نے اترتے اترتے کئی سو جادوگرون کو مارا ایک نخل کے سایہ مین کھڑے ہوکر دیکھا کہ بہار نے
ہزارہا کو دیوانہ بنایا وہ سب شعر ہائے عاشقانہ پڑھ رہے ہین بران کی آنکھون کے نیچے تصویر ایرج
پھر گئی بیساختہ آہ کی دل چاہا ان دیوانون کے ساتھ ہم بھی گریبان چاک کرین طرف دشت بھاگ کے
جائین خیال معشوق مین ناپائداری عالم بھی نگاہ مین ہے اتنے ہی عرصہ مین ہزارہا لاشے پھڑک رہے
زمین کوئی زخمدار کوئی بیقرار اس حال پُرملال کو دیکھکر یہ اشعار عبرت آمیز زبان پر جاری ہوئے اشعار

سن لے یہ التماس مرا دوستانہ ہے
کاو خیمہ و یار ترا شامیانہ ہے
اے عندلیب جان چمن جسم پر ہے یہ
اک دم مین مثل صبح صبا تو روانہ ہے
رکتی نہین ہے باگ کسی شہسوار کی
کیا ہوگئے وہ لوگ کہاں وہ زمانہ ہے

ہشیار ہوکر تیر اجل کا نشانہ ہے
دنیا کے سمجھے ہین یہ فرزندہ قربا
ویرانہ ایک روز ترا آشیانہ ہے
یہ جلوہ ہائے بوقلمون بے ثبات ہین
ہر دم سمند عمر کو اک تازیانہ ہے
کہتا تھا جو نسیم تجھے سب سنا چکے

پلنگ رنگین مسند کمخواب نیند تھا
بیگانہ سب سے ہوکے اجل کا یگانہ ہے
انفاس مستعار پہ کیا اعتبار ہے
ہے زندگی طلسم جہان اک فسانہ ہے
کیا سرکشان دہر کے قصے سنا چکے
نزدیک اختتام ترا کارخانہ ہے

ان اشعار کے پڑھنے سے اور زیادہ دل مین جوش ہوا کہ ای بران زبجر کر جان دو یا حیرت جادو
کو بڑھ کر مار و بے مارے اسکا انجام غیر ممکن بس زندگی بیکار ہے ادھر سے لڑتی بھڑتی سمو کرتی
ہوئی ملکہ مخمور آئی مخمور کی نگاہ بران پہ پڑی دیکھا اوس عالم یاس آنکھون مین آنسو بھر کے

ہوئے ایک نخل کے سایہ مین دو سرو باغ رعنائی سحر کر رہی ہے مخمور نے قریب آکر فرمایا کیون ملکہ عالم مزاج کیسا ہے حقیقت مین بڑے ہنگامے کی لڑائی ہے مگر ایسا متوحش مین نے کبھی آپ کو نہ پایا تھا ملکہ بہار نے فرمایا اے مخمور شکر ہے یہ درد گاہ کا اطمینان سے لیٹین گے تو حال کہینگے اسوقت حیرت نے بہار ابندگان خدا کو مارا اسکی فکر کرو غم و الم کے پابند مین گردش فلکی سے آٹھو پہر درد مند مین ای ملکہ مخمور اپنی تو یہ کیفیت ہے نظم

شبانہ موج خندہ زند بر بقاے ما	چشمک حباب نیز بہ نشو و نماے ما	بستیم در بروے دو عالم ہواے ما
جاے گذشتہ نیست بجلوہ سراے ما	از کوچہ فراغت دل گر تو نگذشت	آزادگی ما شدہ زنجیر پاے ما
آئینہ ایم و طعنہ زنگار گشتہ ایم	تا رشتہ را طول نہ سازد وصال ما	سر پیش پا بدر چمن پروین نبا کشود
ہاے خوشا جبین حسن تو ایم سزاے ما	ما را بدل رسیدہ ہواے خیال وصل	دام از نگاہ ہست قفس از قفاے ما

مخمور خود دل دادہ و زلفیتہ ہے ان اشعار کے سننے کی کب تاب تھی آنکھون سے اشک حسرت جاری ہوئے دونون ہجران دیدہ آفت کشیدہ کو ہچکیان لگ گئین دیکھا لڑائی بگڑی جاتی ہے ملکہ بران نیچہ ٹیکھکر وہان حیرت سے چلی ادھر سے حیرت اس خیال مین چلی کہ بران سے مقابلہ کرون بہار نے دور سے گلدستہ مارا سامنے ملا حیرت کے پشتا پھول برسنے لگے حیرت جبھی قریب تھا کہ اشعار بہاریہ شروع کرے کہ ایک طائر نے سرپا کر چیخ ماری ملکہ بہار کی رنگت زرد ہو گئی طائر کو دیکھکر ہوش اڑ گئے حیرت نے جو اتنی مہلت پائی نیچہ سحر سے بہار کو زخمی کیا بہار زخمی ہو کر نیچے ہٹی حیرت نے سایہ مین نیچہ کے لیا بہار رہتی چلی آتی ہے سحر کر رہی ہے حیرت اتنی مہلت نہین پاتی کہ بہار خاموش ہو تو مین سر کاٹ لون یا بیہوش کرون مگر بہار کو یقین کامل ہے کہ اب حیرت کے سامنے سے بچ کر نکلنا دشوار ہے بہار نے ناچار ہو کر ایک نخل کی آڑ پکڑی اس امید پر کہ شاید زمین شاہ نظر آئے اس بانی کے ہاتھ سے جان بچ جائے حیرت کب مانتی ہے چاہا سحر کرکے نیچہ مارون کہ ایک طرف سے آواز آئی اے ملکہ ہوشیار ہو جائیے حیرت نے دیکھا تو سر نخل کی آڑ پکڑے کھڑی کہہ رہی ہے کہ اے ملکہ عالم باغیون کا بلوہ ہے اپنی جان بچا کہ پیچھے کیا دیکھیے وہ شہنشاہ آتے ہین حیرت [illegible] پھرنا تھا کہ سر صرصر [illegible] نے حلقہ [illegible]

بہار کی من آمد حیرت و چالاک	بجنبش تیغ [illegible] زد از سر کف خاک	[illegible] باد گرد و تیز نگا [illegible]
خلیفہ او ار حیہ [illegible]	[illegible]	[illegible]

حباب آمد حیرت بیہوش [illegible]

پتلہ فولادی زمین سے پیدا ہوا ہان ہان کرتا ہوا خبردار خاتون کل شہنشاہ پر دست انداز ہونا
گود مین حیرت کو لیکر وہی پتلہ بلند ہوگیا اب جو حیرت سے لشکر خالی ہوا بہار و مخمور و بران
نے آگ برسادی لشکر نے شکست فاش کھائی اہل اسلام قتل کرتے ہوئے بڑھے بارگاہین
خیمے لوٹ لیے جب دیکھا بہار نے کہ سردار بڑھے جاتے ہین نفیر سحر بجائی کہ صاحبو بس بھاگنے
والون کا پیچھا نہ کرو قواعد صاحبقرانی سے خلاف اہل اسلام پلٹے ملازمان حیرت کئی کوس پر
جاکر ٹھہرے حیرت کو پتلے نے لیجاکر ایک پہاڑ پر ہوشیار کیا جب حیرت کی آنکھ کھلی اپنے کو پہاڑ پر
پایا پتلے کو قریب دیکھا سمجھی کہ یہ پتلہ بچاکر مجکو اٹھالایا پھر اسباب سحر سے آراستہ ہوکر اپنے لشکر کے
دیکھنے کو چلی اسوقت آکر پہونچی کہ مصور وغیرہ نے دوراگر بارگاہین ٹوٹی پھوٹی استادہ کرائی ہین
انتظام ہورہا ہے بھاگے ہوے جمع ہوتے جاتے ہین حیرت نے آکر شکست لشکر کو درست کیا بارگاہ
مین آکر بیٹھی جو کچھ گذرا تھا اُس حال کی عرضی واسطے افراسیاب کے لکھی اُسپر مرقوم تھا کہ مین فوجیون
کو آپ نے ہمارے سپرد کیا بہار و باغبان وغیرہ نے آکر انکو رہا کر لیا بارگاہین خیمے لٹ گئے فلان
مقام پر آکر بے سامانی مین اُتر پڑی ہون مگر اس لڑائی مین شکست فاش ہوئی ایک ساحر تیز رو کو
وہ عرضی دی اور زبانی بھی کہدیا کہ شہنشاہ جہان ہون یہ عرضی انکے ہاتھ مین دینا ساحر
نامہ لیکر روانہ ہوا حیرت مصروف انتظام لیکن اہل اسلام بفتح و فیروزی داخل بارگاہ آسمان جاہ
ہوئے ملکہ مہرخ نے ان سب صاحبون سے حالات خیریت آیات اسد نامدار کو پوچھا سب سے
زیادہ ملکہ مہجبین الماس پوش و ملکہ لالان خون قبا مشتاق تھین ملکہ بہار وغیرہ کو خلوت
مین بلوایا تمام کیفیت ملکہ بہار نے ظاہر کی کہ حضور خواجہ عمر و ایک درہ کوہ مین طلسم کشا کو لیگئے
عبادت کراکے فکر لوح مین مصروف ہونگے خدا فضل بناشر ایسا حال کرے ہم لوگون نے راستے پیدا
کرلیے ہین دمبدم اپنے کو پاس طلسم کشا کے پہونچا ئینگے خبرین لائینگے بڑی مصیبت سے یہ درہ گار نے
بچایا خضران گرفتار کرکے لیچلا تھا عین وقت پر آفتاب جادو پہونچا خضران کو مارا ہمکو رہا کیا اگر
ہمارا ٹھہرنا لشکر مین مناسب نہین ہے طلسم صندل پر لڑائی پڑیگی لیکن خدا اپنا فضل شریک کرے
ورنہ مہر و ماہ پر بڑی قیامت برپا ہوگی دونون جادوگرنیان بڑی زبردست ہین انکا بھی قتل دشوار ہے اب
ہم لوگ رخصت ہوتے ہین تنہائی پر اپنے آقا کی روتے ہین ملکہ مہرخ نے چاہا ابھی ان سرداران مسطورہ کو

رخصت نہ کرون ملکہ بران نے کہا اے بادشاہ لشکر اسلام اے ملکہ مہرخ خوش انجام جلد ہم سبکو رخصت کیجیے برادرت
زمین غریو گریہ وزاری بلند ہوا لیکن اسی وقت ملکہ بہار و باغبان عالیوف و ملکہ مخمور سرخ چشم و رعد و
برق و برق لامع و ملکہ بران و ملکہ مجلس جادو و ملکہ مہرخ و دیگر جبین سے رخصت ہوئے ملکہ مہرخ نے سبکو گلے
سے لگایا فرمایا اے پیارو جو کیفیت گذرے ہمکو ضرور اطلاع دینا یہان بھی آٹھ پہر موت کا سامنا ہے اگر حیات مستعار
باقی ہے تو تم سب صاحبون سے ملینگے اور اگر قضا لیے باقی ہے تو ملک عدم مین ملاقات ہوگی کہ صاحب بعدہٗ
قران یعنی مہتر قران براے دریافت حال خواجہ عمرو شریک صحبت ہوئے باغبان سے پوچھا کہ ہمارے
استاد پر کیا گذری باغبان نے تمام کیفیت ظاہر کی اور یہ بھی بیان کر دیا کہ اب استاد کو بڑی مصیبت ہے
ہر وقت طلسم کشا کے ساتھ ہین ذرا چوکین باعث خرابی ہو مقدمہ طلسم صندل نہایت وسیع ہے اور اسباب
کو ناز ہے کہ کوئی ملکہ صندل جادو کو قتل نہین کر سکتا نہین معلوم کیا ماجرا ہے مہتر قران نے کہا ہم بھی
اپنے اُستاد کی تلاش مین ضرور جاینگے یہ کہکر مہتر قران نے بھی باسباب عیاری اپنی ذات پیراستہ کیے
چالاک کو بلا کر فرمایا اے نور نظر لشکر کا اچھی طرح خیال رکھنا تمھارے قبلہ و کعبہ نہین ہین ہم بھی برائے
تلاش جاتے ہین چالاک نے سر جھکا لیا کہا خلیفہ پروردگار حافظ و نگہبان ہے ہماری کیا حقیقت کہ
ہم انتظام کر سکین خدمت گذاری مین سب صاحبون کی مصروف رہینگے اُسی شب تیرہ و تار مین مہتر قران
طرف طلسم صندل کے چلے ایک جانب سے بہار وغیرہ پئے جستجوے شہسوار عرصۂ یکتا نازی اسد بن کرب
غازی یہ سب صاحب جاتے ہین ذکر مہتر قران و بہار وغیرہ انشاء اللہ وقت پر تحریر ہوگا

ذکر داستان حیرت بیان آفتاب عالمتاب آسمان جلالت یکہ تاز عرصۂ جرأت و ہمت ہنر پیشۂ صاحبقرانی نہنگ بحر لیاقت و کامرانی نور نگاہ صاحبقران اعنی شاہزادہ اسد نوجوان لشکر یاکر بزرگان دین سے مصروف ہونا فتح طلسم صندل مین و دیگر حالات متعلقہ داستان ساقی نامۂ مصنف

پلا ساقیا جام جرأت شتاب
کہ مالکِ مضامین پہ ہون فتحیاب
کھنچے تیغ کلکِ جلالت شعار
کمیت قلم ہے مرا گشت مین
تا رندِ مشرب جو سرشار ہو
یہ سب میکدہ خون سے گلنار ہو
کہ در پیش ہے گی مستوں کو جنگ
پلا جلد جام شراب کہن
مین تیغ زبان کو علم کر چکا
کہ اس معرکہ مین قدم دھر چکا

ہوا شائقِ جنگ کا اب خمار
چلے آج تلوار اس دشت مین
پلا ساقیا بادۂ لالہ رنگ
کہ رند جو رہے باچمن
صفین جم گئین لشکرِ ظفر کی

وہ آمد ہوئی افسر نظم کی
صبا سے کہا اب نہ آ دشت مین
جھپٹتا ہون مضمون کی فوج پر
کبھی جوش مین بحر زخار ہی
شہنشاہ اقلیم تسطیر ہی

الست قلم نے طرارہ بھرا
فلک پر گیا اب ہی گشت مین
مرا کلک ہی نیزۂ جانستان
یہ دریا سے مواج و قہار ہی
نہ کر ساقیا اسقدر تیز بان

چھلاوہ بنا تو ہوا ہو گیا
قمر ہیچ چالاک ہی اوج پر
رقم سے نمایان ہین سر تیز بان
صفت مین قلم کی یہ تقریر ہی
کہ ہون یہ پستون مین خونریزیان

چہرۂ سیاحان دشت پرہول مضامین و فتاحان مرحلہ جات طلسمات جلالت آئین بملاحظہ لوح قرطاس بیضا اقتباس بمدد افواج نظم و نثر فتاحی طلسمات مین مصروف ہین **اشعار مصنف**

نویسندگان سخن پروران | پے تسطیر اوراق این داستان | مضامین رنگین بہم کردہ اند
سطور مرصع رقم کردہ اند | چنانکہ شہسوار عرصہ یکہ تازی شاہزادہ اسد بن کرب غازی در کوہ

فلک شکوہ مین براے عبادت رب اکبر گرم سجادہ دعا مین مصروف ہوا خواجہ عمرو عیار نامور ٹھہرے دعا کر رہے ہین کہ پروردگار اسد غازی کا انجام بخیر ہو ارباب بزرگان دین سے شرف حاصل ہو فتح طلسم صندل سے تسکین دل ہو لوح طلسم صندل بتعجیل ملے غنچۂ آرزو کھلے مگر اسد نامدار بخضوع و خشوع عبادت مین مصروف پکار رہا ہی کہ پروردگار ارحم اپنا شریک حال کر روتے روتے پہر رات رہے بیقراری کا جوش دعا کرتے کرتے بیہوش ہوا بزرگان دین کو عالم خواب مین دیکھا اسد غازی کے دیدۂ ظاہری بند ہین دیدۂ باطنی کھلے ہین ارشاد فیض بنیاد ہوا کہ اے فتاح طلسم عجائب و غرائب بادشاہ سابق طلسم صندل کو رہا کر وہ نشان لوح بتائیگا مرحلہ جات پر بھی کام آئیگا بوقت سحر اسد نامدار بیدار ہوا خواجہ عمرو و صدا سے اسد شکوہ رہ کوہ مین تشریف لائے اسد نامور کو مصروف وظائف پایا مگر دیکھا چہرہ مثل آفتاب تابان و درخشان ہی عمرو نے اسد کو گلے سے لگایا پیشانی پر بوسہ دیا فرمایا کہو اے نور نظر و اے پارۂ جگر کچھ بشارت ہوئی اسد نے کہا صرف اتنا ارشاد ہوا کہ بادشاہ سابق طلسم صندل کو رہا کرو وہی لوح کا پتہ بتائیگا نہین معلوم بادشاہ سابق طلسم صندل کہان قید ہی اور کیا نام ہی اسکی رہائی کی کیا صورت ہو عمرو نے کہا فرمانا بزرگون کا خالی از لطف نہوگا انشاء اللہ اسکا پتہ ملیگا یہ فرما کر اسد کو درۂ کوہ مین ٹھہرایا خود عمرو صحرا مین آکر زیر نخل ٹھہرا مگر حیران کیونکر پتہ ملے کہ بادشاہ سابق کہان قید ہی عمرو تو اسی فکر مین ہی لیکن افراسیاب کو

نامۂ حیرت بمقدمہ رہائی سرداران اسلام پہونچا اور یہ بھی اُسنے سُنا کہ خضران مارا گیا قہر و غضب مین آ کر ایک
نامہ اشرار جادو کو تحریر کیا کہ ای اشرار نامہ ہذا دیکھتے ہی خضران نابینا بادشاہ سابق طلسم صندل کو
فوراً قتل کرنا ساری نامہ مین صاف تحریر ہی کہ جناب اخضر جادو و سہانو کا قاتل طلسم صندل کا مکین پس اسکا
قتل واجب و لازم ہی یہ نامہ ایک جادوگر کو دیا وہ نامہ لیکر روانہ ہوا خواجہ عمرو بن امیہ ضمری اسد کو در
کوہ مین چھوڑ کر سایۂ نخل مین بیٹھے سوچ رہے ہین کہ کیونکر بادشاہ سابق کو پاؤن وہ بادشاہ سابق
کہان ہی ہماری نظرون سے نہان ہی یہ تو خواجہ عمرو کا دستور ہی کہ کبھی بصورت اصلی نہین رہتے ساحر
بنے ہوئے بیٹھے ہین سرگرم تردد تحیر دیکھا ایک ساحر اُڑا ہوا آتا ہی خیال مین گذرا کہ خواجہ آج اس ایک ساحر کو دیکھا ہی
دریافت کرین کہ یہ کون ہی یہ سوچ کر آواز دی ارے بھاگ جانے والے ادھر آؤ خبردار آگے نہ بڑھنا
قدم آگے بڑھاؤ گے کتے کی موت مارے جاؤ گے اُس ساحر نے پلٹ کے دیکھا فوراً ہوا سے اُترا کہا
شاید آگے کچھ مقام خوف ہی جب زمین پر آیا خواجہ نے کہا کیون بے تو کون ہی کہان جاتا ہی تیرا کیا نام ہی
اُس ساحر نے کہا کہ ذرا زبان تو اپنی روکیے زبان کا شائستہ ہونا بڑے عیب کی بات ہی خواجہ عمرو نے
کہا تم ایسے گدھون کے واسطے زبان کی شائستگی کیا ایسون کے لیے جوتی پیزار لازم ہی جب تو وہ
جادوگر بگڑا اور غصہ آیا تیور پہ بل پڑا عمرو نے پشت پر ہاتھ رکھ کر کہا بھائی کیون لڑتے ہو ناحق بھسے
بگڑتے ہو تم جاؤ ہماری پاپوش سے لاشہ زمین پر تڑپتا ہوگا جورو تمھاری بیوہ ہو جائیگی اور بچے یتیم
جہنم واصل ہو جب تو وہ جادوگر گھبرایا کہا بھائی صاحب تم بزرگ ہو مفصل حال بتاؤ تمھارے کلمات
سخت کا ہم برا نہین مانتے عمرو نے کہا بھائی پہلے نام و نشان سے آگاہ کرو پھر ہم ابھی سمجھا دین تمکو
سیدھی راہ بتا دین ہم شہنشاہ افراسیاب کے ملازم ہین خاص واسطے روکنے مسافرون کے مقرر
ہوئے ہین بھائی ادھر ایک عیار بگڑ گیا ہی آیندہ و روندہ کو لوٹ لیتا ہی صدہا بندگان ساحری مارے گئے
اُس سے ہمنے تمکو کلمات سخت کہے کہ تمکو غصہ آوے ادھر کے جانے کا قصد نہ کرو اُس جادوگر نے قدمون
کو بوسہ دیا کہا بھائی تمھارا احسان ہمکو افراسیاب نے طرف قصر آہنی کے روانہ کیا ہی ملک اخضر بادشاہ
سابق طلسم صندل وہان قید ہی اشرار جادو نگہبان کے نام یہ فرمان لیے جاتے ہین شہنشاہ کو ملک
اخضر کا قتل منظور ہی عمرو یہ مژدہ روح افزا سنکر پھول گیا پتہ نشان بخوبی پوچھا اُس جادوگر کو بیہوش
کر کیا بعد چند ساعت کہا بھائی وہان کے جنگل سے بچنا تا قول سے بچ جاؤ گے وہ ساحر سلام بندگی

کرکے سمت قلعہ کی روانہ ہوا بعد اسکے جانے کے خواجہ نے تمام کیفیت آگراسد نامور سے بیان کی کچھ
چپکے سے اسد کے کان میں کہا اسد نے عرض کی جو حضور کے نزدیک بہتر ہو وہ کیجیے مصرع صلاح ماہمہ آنست کان
صلاح شماست اس سرگزشتی کا حال آگے بڑھ کے تحریر ہو گا خواجہ عمر و اسد کو لیکر اُسی جانب چلے لیکن یہ طرز فرستادہ
افراسیاب لرزان ترسان بخوف قزاقان شل بید کانپتا ہوا وہان پہونچا کہ اشتر جادو بارہ ہزار ساحرون سے اُترا
ہوا ہی ملک اخضر سلسل و مطوق بال سر کے بڑھے ہوئے روشنی چشم زائل دھنسا ہوا تو ل رہا ہی اپنے حال زار پر
رو تا ہی کہ یکایک بلند ہوا کہ ساحر نامہ افراسیاب کا لیکر آیا ہی اشتر نے ساحر کو خلعت دیکر رخصت کیا نامہ پڑھا گیا
مضمون مذکورہ تحریر تھا چونکہ عرصہ دراز سے بیچارہ اخضر قید ہی کوئی بے اعتدالی اُس سے سرزد نہین ہوئی
ہمراہیان اشتر کو بھی رنج و ملال ہوا اپنے قتل کی خبر ملک اخضر نے بھی سنی حیران ہو کر سر جھکا لیا اپنے حال پر
بہت رویا کبھی کہتا تھا خوبی تقدیر سے قید ہوئی اُس شیر بیشہ جرأت کی نصیب نہوئی موت قریب ہی واے
بر حال گرفتاری ما حسرت و یاس لے کر پردہ دنیا سے چلے آرزوے دل پوری نہوئی نظم

من لباطِ عیش خود را بر چیدم تا کجا
جان بفکرِ شادمانی طعمۂ غم تا کجا
جز نمک پاشی بخاطر رہ نیابد مرہمے
ای بر در سوا ئیم والقدر اعلم تا کجا
از بیا من عمر سعی ہاے رنگین کو خفت
حلقہ در بازدن با قامتِ خم تا کجا

تشنہ و تن بر شادی من ہلاہم تا کجا
باغضبم گر چرخ زیر تیغ نشاند مرا
بر جراحتہاے تیغ عشق مرہم تا کجا
در فراق رفتگان با غم بسازم تا بکے
یک ورق گردانی ماندہ از ہستی ہیچ تا کجا

خون دل تا کے خورد در سینہ ماندہ ام
از براے سر سے سامان بگردم تا کجا
غافل از بدنامیم منشین کہ ناموس را
در مقام زحمت چندے بگیرم تا کجا
از تلاش و سعی سودا تا کہ بس بیدا نہ ہم

خبر وحشت اثر اپنے قتل کی سنکر بے اختیار رویا اشتر جادو نے فوراً دو استاد
کرائی جلادون کو طلب کیا ساتھ وا لونسے کہا ہی مدت سے اسی مقام پر فروکش تھے اس بڈھے کی قید کے
نگہبان اب قتل کر کے اپنے اپنے شہر میں جائینگے اس آفت سے نجات پائینگے قریب اخضر جادو گیا اشتر جادو
نے کہا ای ملک اخضر تمھارے قتل کا حکم آگیا اب ہم تمکو قتل کر کے خدمت افراسیاب مین جاکر انعام لینگے سر
تمھارا پیشکش کرینگے اخضر نے کہا ای اشتر کیا مجال ہی تیری جو تو مجکو قتل کر سکے بموجب بشارت بند گان دین
بلا غت آئین آج دن میری رہائی کا ہی پس اگر قتل بھی ہوے طائر ارواح نے قفس جسم خاکی سے رہائی پائی
انجام بخیر ہوا بعد مرگ باغ ہمیشہ بہار کی سیر نصیب ہوئی اشتر نے کہا ای اخضر کیون بیہودہ بکتا ہی تو تو کبھی
جینے سے کہ رہا ہی کہ بشارت ہوئی خواب مین بزرگون کی زیارت ہوئی اسکا انجام یہ ہوا کہ آج بحسرت و یاس قتل

ہوتے ہو اب کیوں اپنے حال زار پر روتے ہو افراسیاب کا ساتھ دیا لاچین کے خیر خواہ ہونے سے کچھ لطف
اٹھایا اس روز سیاہ کا سامنا ہوا اب آمادہ مرگ و مہیائے قضا ہو ملک اخضر نے سر جھکایا جلاد تیغہ کھینچکے
قریب آیا اشرار نے کوزے کھلوائے ہیں سب سے کہا اے برسال ہم تم آپس میں تقسیم کرینگے مگر نہیں معلوم کیا
سبب کہ آج شہنشاہ کا حکم اسکے قتل کے واسطے کیوں آیا یہ تو عرصہ دراز سے قید ہے سلطنت طلسم صندل
سے معزول کر کے اندھا کر دیا ہمارے سپرد ہوا نہیں معلوم کیا کسی نے شہنشاہ سے کہا جو حکم قطعی سر قلم
کرنے کا آیا ملک اخضر بیچارہ زیر تیغ سر جھکائے بیٹھا ہے دل سے کہتا ہے دیکھوں کیا ظہور ہو کیوں اے خداے
نادیدہ دوستوں کو غم دشمنوں کو سرور ہوا ابھی اشرار نے حکم اول نہیں دیا کہ ہلڑ ہوا کہ افسر جیلدار اٹھو
شہنشاہ آتے ہیں سب نے سر اٹھایا دیکھا افراسیاب جادو بصد کر و فر تخت سحر پر سوار پہلو میں حیرت جادو
ایسی معشوق قمر رخسار اترا ہوا آتا ہے اشرار جادو بارہ ہزار ساحران غدار کھڑے کر کے استقبال آگے بڑھا
جلاد نے اخضر سے کہا لو اے ملک اخضر نابینا شہنشاہ طلسم ہوشربا آپہونچے ملک اخضر نے جواب دیا
آئیگا تو نمک حرام کیا کریگا یہاں تخت افراسیاب زمین پر اترا سلامی ہوئی دو رویاں بجیں فوراً اشرار جادو
نے واسطے افراسیاب کے تخت لاکر بچھایا افراسیاب بہ کبر و نخوت تخت پر بیٹھا اشرار نے عرض کی اسوقت
حضور نے کیوں تکلیف فرمائی افراسیاب نے کہا اے اشرار بد دولت نے نامہ روانہ کیا لیکن اوراق سامری
میں دیکھا صاف صاف لکھا تھا کہ اخضر قتل ہوگا جو جلاد خنجر ماریگا وہ پلٹ کر اسی کے پڑیگا ایک آندھی
سیاہ اٹھیگی اسمیں سب سر ٹکرا کے مر جاؤگے بد دولت کو آرام نہ آیا دفع بلا کی تدبیر کی جلد شراب منگا دو اسم
القاب سامری پڑھا جائے تم سب جلد پیو کہ سامری جمشید تقریر رحم کرلے پائیں آج ذرا وہ بھی مگر اپنی
اتنا تو معلوم ہو کہ ہمارے بندے بڑے عقیل ہیں لات و منات ذلیل ہیں فوراً لاکر شراب کے مٹکے
رکھے گئے افراسیاب نے القاب سامری پڑھا مگر کچھ ایسی غلطیاں کسی کی سمجھ میں نہ آئیں حیرت پہلو میں
اٹھتی جاتی ہے سب سے زیادہ حیرت کلام کر رہی ہے شہنشاہ اسم پڑھتے جاتے ہیں حیرت اسکی تاثیر سے کہیں
پہونچاتی ہے بارہ ہزار ساحر پرورش پا افراسیاب کی وجد کر رہے ہیں حیرت جادو کبھی اشرار کے
کاندھے پر ہاتھ رکھدیتی ہے اشارہ کرتی ہے کیوں اے خیر خواہ اس قصر میں خزانہ بھی ہے ہمارا ارادہ ہے کہ بعد
قتل اخضر تم سبکو انعام تقسیم کریں اشرار نے کہا حضور اس قصر میں ہزار روپیہ ہے بڑی مدت کا خزانہ ہے حضور
پرورش فرمائیگی تو ہماری شفقت کا کون خیال کریگا حیرت نے چپکے سے کہا کیوں ہر وقت یہ مجکو خیال کبھی

نہ آیا کہ ہماری قدمبوسی کو آتا اشرار زم گیا ساتھ والوں سے کہتا ہی لو جایو حیرت بھیجرائی ہی اس خوشی مین
نشان خزانے کے بتاتا پھرتا ہی اس عرصہ مین شراب بھی تیار ہوئی ملکہ حیرت نے آواز دی لو صاحبو ایک ایک
جام ایسا ایک سانس مین پیو جو کوئی ایک سانس مین نہ پیئے گا دم ٹوٹ جائیگا عمر گھٹ جائیگی اشرار نے کہا اور
زیادہ بھر کے جام دیا حیرت نے اشارہ کر دیا اگر ہماری محبت ہی تو ایک سانس مین پینا اشرار اپنے آپ
سے باہر سب نے خوشی خوشی شراب پی گھبرا گھبرا کے اٹھے لڑکھڑا کر گرے حیرت جادو وزیر اخضر نابینا کو آئی
کہا ای ملک اخضر آگاہ ہو طلسم کشا اسد نامدار آپہونچا سنو عمرو بن اُمیہ ضمری اشرار جادو کو بیہوش کیا یہ سنکر
ملک اخضر قدمون سے اسد کے لپٹ گیا کہا حضور مجکو بشارت ہو چکی تھی کہ طلسم کشا تجکو آکر بینا کریگا مین
حیران تھا کہ آج سامان قتل ہونے کا کیا سبب ہی حضور اشرار جادو کو قتل کرین کلیجہ اُسکا نکال کر غلام
کی آنکھون مین دھونی دین یہی غلام کی آنکھون کا علاج ہی آپ کے دم قدم سے دین حق کا رواج ہی
عمرو نے فوراً اشرار کو قتل کیا اسد نامدار بصورت افراسیاب بنکر آیا تھا اُنھون نے فوراً آگ روشن کی
اور یا دلی دکھائی جگر اشرار کی دھونی سے آنکھین اخضر کی روشن ہوئین قدمون کو اسد نامدار کے بوسہ دیا
خواجہ عمرو بن امیہ ضمری مکانون مین گھستے ہین خزانے لوٹ رہے ہین اور جب باہر آتے ہین اخضر سے فرماتے
ہین ای بادشاہ طلسم صندل یہ تمام مکانات خزانہ سے خالی ہین بارہ ہزار ملازمان افراسیاب یہان رہتے
تھے جنا مین سے تھے تنخواہ وغیرہ کیونکر ملتی تھی ملک اخضر کہتا ہی ای شہنشاہ اوج عیاری خزانہ تو یہان بہت
ہی عمرو نے کہا ای برادر مین نے سب مکان مین تلاش کی ایک مکان مین دو مٹکے جھنجھی کوڑیون کے بھرے
ہوئے تھے وہ مین نے کنوین مین پھینک دین وہ کس کام کی تھین ملک اخضر نے کہا خواجہ ایسا نہ فرمائیے
یہان تو روپیہ بحساب تھا عمرو نے کہا اب تو تمہاری آنکھین روشن ہوئین ایسی باتین تو بناؤ گے تمنے کہین
چھپایا ہو گا اسد نے کہا حضور آپ سے کون چھپاتا ہی حقیقت مین یہان روپیہ کہان فقیرون کا مکان ہی جو
ہزار سوار رہتے تھے سب بیچارے فاقے کرتے تھے عمرو نے کہا بیٹا تمہاری ان باتون سے یہ معلوم ہوتا ہی
کہ یہان روپیہ تھا کسی نے لے لیا اسد نے کہا بس حضور روپیہ کا کیا ذکر ہی غرض ملازمان اخضر بھی مطیع
الاسلام ہوئے اخضر نے اُسی شہر مین بڑی دھوم سے خواجہ عمرو و اسد کی دعوت کی عین گرمی صحبت
مین عمرو نے کہا ای ملک اخضر یہ طلسم صندل کی خواہش ہی بندگان دین سے ہدایت ہوئی کہ جاکر
ملک اخضر بادشاہ سابق طلسم صندل کو رہا کرو عنایت سے پروردگار کے جستجو کی رہبر کامل نے یہان تک

پہونچایا شکر ہی کہ تمکو قید سے اُس بچیا کی رہا کیا اب بتلاؤ کہ برج طلسمی کہان ہی ملک اخضر نے دست بستہ عرض
کی کہ مقام برج گزارش کرونگا مگر ملنا اُسکا دشوار ہی لیکن ایک ہفتہ حضور کو تکلیف ہوگی غلام اُسکو برج دیگا
نہایت مشکل ہی اول ایک بات ارشاد فرمایئے سامان قتل صندل بھی مہیا ہوا یا نہین عمرو نے کہا ای اخضر
یہ کیا تُنے کہا سامان قتل صندل جادو کیا چیز ہی ہر چیز کے واسطے طلسم مین برج کافی وافی ہوتی ہی سوا
برج طلسمی کے اور کیا سامان مہیا ہو ملک اخضر نے عرض کی ای شہنشاہ اوج عیاری افراسیاب نے ایسے
شخص کو بادشاہ طلسم صندل کیا ہی کہ جسکا قتل ناممکن صرف کتاب سامری مین اشارہ توم ہی جو کوئی قصد
کرے طلسم صندل فتح کرون پہلے سامان قتل صندل جادو مہیا کرے یہ غلام کو نہین معلوم کہ وہ سامان
کیا چیز ہی بموجب قاعدے کے غلام نے بھی حضور سے پوچھا مین اس رمز سے بخوبی آگاہ نہین ہون جتنا
ماہر تھا اسقدر عرض کیا حضور جب سے سلطنت شہنشاہ لاچین ہمی طلسم ہوش ربا مین مقرر ہوا اخیر خوان
لاچین جابجا گرفتار ہوئے دشمنون کا اوج ہیچ ہوا صندل جادو کو افراسیاب نے میرے طلسم کی
سلطنت دی ہی اُس ملعونہ سے اگر وہ تو میرا کچھ نہ کرسکی افراسیاب نے آکر گرفتار کیا اتنا غلام کو خوب
معلوم ہی کہ کوئی شی براے حفاظت صندل جادو افراسیاب نے تیار کی لیکن اُسکو سپرد کیا ہوگا یہ نہ
دریافت ہوا کہ کیا شی تھی کسکے پاس گئی جتنا غلام نے سُنا تھا عرض کیا اب کل مقام برج بتاؤنگا مگر یہ غلام
کا اختیار نہین ہی کہ باسانی لے کر خدمت مین حاضر کرے لیکن دو ہفتہ مین سحر تیار کرکے اپنی جان پر
کھیلونگا دریاے جفا کو جھیلونگا حضور کے تصدق سے آنکھین روشن ہوئین پلکون سے جاروب کشی
کرونگا دیدہ بازی لیل ونہار سے مجبور و ناچار ہون آنکھون سے احکام شاہنشاہی بجالاؤنگا جابجا
میرے ملازم مقید ہین اُنکو چھڑا کر ہا کرون سحر جو قبضہ سے گیا ہی اُسپر قابو ہو شب بھر اخضر نے اسی قصر مین
خواجہ اسد کی دعوت کی بوقت سحر بعد گردفر اپنے ہمراہ لیکر طرف قلعہ صندل کے چلا ملحوظ خاطر رہے
کہ ابھی خواجہ بھی ساتھ ہین اُس قصر سے تھوڑی دور آکر ایک درہ کوہ مین ملک اخضر نے اسد و عمرو
کو پہونچایا چند ساعت وہان ٹھہرا کر درہ کے باہر آیا کہا ذرا سر اُٹھا کر ملاحظہ فرمایئے اسد نے سر اُٹھا کر
دیکھا سامنے قلعہ صندل پہلوے قلعہ مین ایک برج نہایت رفیع و وسیع صناعان چابکدست نے
تعمیر کیا ہی کئی سو گز کا ایک میل آہنی اُسپر نصب ہی اُس میل کے نصب ہونے سے یہ مطلب ہی کہ ایک قفس آہنی
مین ایک قمری طوق اطاعت بگلہ معصرون کو کو ہی اسد نے فرمایا ابھی اور یہ کیا تماشا دکھایا میل آہنی

کی

ایک قفس مین قمری صاف ظاہر ہوتا ہی کہ شوخی و شرارت سے بھری ہی ملک اخضر نے عرض کی اے شہریار بانیان طلسم نے لوح طلسمی اُس قمری کے شکم مین رکھدی ہی اُسکو پھر اُسکو ہلاکت انسان کی جستجو ہی اسوجہ سے مصروف کوکو ہی جب کوئی سامنے قلعہ کے جایگا اول آواز ہیہات وافسوس بلند کرتی ہی تین آوازین دے کر خاموش ہوجاتی ہی گویا اپنے فعل پر شرماتی ہی اگر وہ جانے والا پلٹ گیا معلوم ہوا اگر بیخبر تھا اگر آنے والے نے آواز ہیہات وافسوس سنکر بھی قصد کیا یہ قمری حلقہ اطاعت سے قدم باہر رکھیگی یعنی قفس کو توڑ ڈالیگی بلند پروازی کرکے سر پر اُس آنے والے کے سایہ ڈالکر صدا ے کوکو بلند کرتی ہی تیسری آواز مین منھ سے اُس قمری کے شعلہ نکلکر ایک شعلہ اُس آنیوالے پر گرتا ہی کہ وہ جلکر خاک سیاہ ہوجاتا ہی صدہا بندگان خدا اُسی جستجو مین آئے جلکر خاک تھے اُن بیچارون کے پاک ہوے کسی نے خبر نہ لی کہ کیا ہوے یہ نہ کوئی سمجھا کہ کس بلا مین مبتلا ہوئے اے شہریار سخن شنیدن بیخ دولت بموجب مضمون رباعی سودا ربائی

گر پارسا کے سامنے مین رو دیا تو کیا | مژگان مین جو لخت دل پرو دیا تو کیا
یہ دانہ اشک سبز ہونا معلوم | اس شور زمین مین تخم بو دیا تو کیا

پھر بھی حضور کو اتنا تامل فرمانا چاہیے کہ مین جاکر سحر تیار کرکے لاؤن اور کسی ترکیب سے اُس قمری کو مارون تب لوح طلسمی قبضہ مین آوے یہانتک سمجھا مین نے اسواسطے بیان کیا کہ اگر حضور بیسبب بیہودہ کوہ سے نکلنے کا قصد کرینگے دشمن شہنشاہی فورًا جلکر خاک ہونگے اسکا علاج ارسطو و لقمان سے بھی غیر ممکن اخضر نے عمرو کو سمجھایا کہ حضور جسوقت تک کہ غلام واپس نہ آئے درہ کوہ سے انکو نہ نکلنے دیجے گا مین جاکر تدبیر مین مصروف ہوتا ہون عمرو نے کہنا ملک اخضر کا قبول کیا ملک اخضر اُسی وقت پر پرواز پیدا کرکے ایک جانب روانہ ہوا اسد نامور سے عمرو اگر درہ کوہ مین ٹھہرے جب ملک اخضر جاچکا اسد نے کہا نانا جان آپ ایسا جہاندیدہ آدمی بیکار باتون مین اُس پیر مرد زمین گیر کے مبتلا ہوا ہی مین ابھی جاکر ایک تیر مین اس قمری کو مارتا ہون اگر اصل مین لوح اسکے پاس ہی دستیاب ہوگی ملک اخضر کے آنے نہ آنے کی کیا احتیاج ہی عمرو نے سمجھایا کہ بیٹا وہ بادشاہ سابق طلسم صندل ہی یہ بھی ظاہر ہوا کہ تمھارے مذہب حق پر دل سے مائل ہی جو کچھ سمجھایا ایک ہفتہ تامل کرنا واجب و لازم ہی صلاح و مشورہ سے ستون سلطنت قایم ہی اسد نے کہا آپ نے جو فرمایا بہت بجا ہی ایسے ایسے مختصر امورات مین اسقدر رفتار ہونا سراسر نادانی انجام جسکا پشیمانی عمرو نے سمجھایا اسد خاموش ہو رہا مگر دل مین یہ خیال کہ کسی حیلے سے خواجہ سامنے سے ہٹین تو مین قمری پر وار کرون اگر

شاید اسکے لشکر مین موج ہی تو اسپر قبضہ کرنا کتنی بڑی بات ہی اگر ایک قمری کو بھی نہ مار سکے تو طلسم ہوشربا
کون فتح کریگا افراسیاب سے مقابلہ کیونکر پڑیگا یہ سوچ کر اسد غازی خاموش ہو رہا تھی درۂ کوہ مین
بسر کی مگر شب فراق معشوقون کی ملاقات کا اشتیاق سب سے زیادہ ملکہ مہ جبین کا خیال لالان
خون قبا کی جدائی کا ملال جب آہ کرتے تھے مین خوف ہی کہ شعلۂ آہ استخوان جسم کو نہ جلا دے آتش عشق
شعلہ در محبت زور ون پر جب طپش قلب نے بیقرار کیا یہ اشعار زبان پر جاری ہوئے اشعار

پہونچی ہے بدن سینہ سوزان سے جگر مین آگ
تب کی جلی ہوئی تھی دل ابتر مین آگ
گر سوز عشق اشک کو اظہر بنا بگا
ہنگام احتیاج ہے موجود گھر مین آگ
پڑتے مین آبلے جو چھپے کوئی اشک گرم
لگتی ہی آہ مین نے لگائی جگر مین آگ
وہ سوختہ نصیب ہون جس جا ہو نگا مین
ٹھہرے کہان شرر جو لگے اپنے گھر مین آگ

اے رشک مہ یہ دور لگی بال و پر مین آگ
دیدار کی ہوس نے جلایا نگاہ کو
دہکا کرے گی شام و سحر چشم تر مین آگ
جز نخل عشق اور ہے وہ کونسا شجر
اے چشم تشنہ ہے مگر اس گھر مین آگ
بلبل کی گرسیونے تعجب ہوا مجھے
قسمت مری لگائیگی دیوار و در مین آگ

باران کے بدلے برق تڑپتی ہے رات دن
دی شعلہ ہائے حسن نے پائے نظر مین آگ
ہو عمر طول آہ شرر بار کی مری
ہو جیسے ہیچ در نیشہ و برگ شجر مین آگ
ہے نار سوز ہجر کو بھونکا ہے مین نے دل
بھر دی کمال عشق نے انگشت پر مین آگ
تقدیر کے بگاڑ کا چارہ محال ہے

ایسے ایسے اشعار پڑھ کر تڑپے پھڑکے جب دم لبون پر آیا تب ستارۂ
سحری آسمان پر چمکا خواجہ عمرو اٹھے دیکھا اسد نامور مصروف عبادت پروردگار ہی خیال مین گذرا
جبتک یہ وظائف سے مہلت پائے ہم ذرا جنگل کی سیر کر آئین یہ سوچ کر عمرو باہر درے کے آئے
یہ تو آگے دمکے کی خبر منانے چلے مگر اسد نامور اپنی جان سے بیزار دل سے کہتے ہی ای اسد
کب تک اس پیرزمین گیر کا انتظار کرین اپنا علاج اپنے ہاتھ سے کرو اگر حیات باقی ہی انشاءاللہ
ابھی قمری کو مار کے لوح لیتے مین اور اگر قضا قریب ہی یہ بھی ایک بہانہ ہی کب تک انتظار کرین
اپنے کو مجبور و ناچار کرین یہ سوچ کر اسد نامدار قدم ہمت بڑھا کر درۂ کوہ سے باہر نکلا جیسے ہی
دامنہ قلعہ مین پہونچا قمری نے قفس مین کریال کی پر پر نے جھاڑے جب اسد اور چند قدم آگے
بڑھا قمری نے تیوری بدلی کو کو کی صدا دی مگر طرف اسد کے دیکھ رہی ہی چند قدم اسد اور
آگے بڑھے دل سے یہی صلاح ہی کہ اب اسی مین فلاح ہی اگر یہ قفس سے نکل آئے ایک اشارے
مین خاتمہ اگر قفس سے قمری نہ نکلی قفس آہنی کا توڑنا دشوار ہی مگر وہ ستار و غفار ہی ہر شی مین تاثیر

عطا فرمائیگا ناگاہ قمری نے اپنے کو آراستہ کیا اسطرح تڑپی کہ قفس ٹوٹا بیقرار ہو کر قفس سے نکلی بلند ہو کر
اُس سرو سہی قد پر اپنا سایہ ڈالا دیکھا اسد نے ہاتھ پاؤن مین رعشہ جسم مین سوزش قلب مین طپش
آنکھون مین جلن دل مین تڑپن لیکن جرأت کر کے کمان کیانی دوش سے اُتاری انھین کانپتے ہوئے
ہاتھون سے تیر ترکش سے نکال کر کمان مین جوڑا قمری کو تاک کر مارا جب تیر قریب سینۂ قمری پہونچا
قمری کے منھ سے شعلہ نکلا گرا کر تیر جلکر خاک ہوا کئی تیر اسد نے مارے قمری نے جلا دیے ادہر عمرو صحرا
مین خون بجز و گھبرایا سب سے زیادہ یہ خوف ہو کہ اسد غازی مرد سپاہی جاہل اجہل ایسا ہو کہ ہوس مین
لوح طلسمی کے نکل پڑے مفت مین ہلاک ہوگا تمام ساحر نام اسد غازی کے دشمن ہو رہے ہین علامت
طلسم صندل بت چکی ہو ساحران طلسم صندل ضرور فکر مین ہونگے ایسا ہو کہ اُسکے ساتھ یہ بدی پیش
آئین تو غضب ہو یہ سوچکر عمرو بھاگا مگر دمبدم اضطراب ترقی پر حیران مضطر چلا آتا ہو کہ اسد غازی
پر نگاہ پڑی دیکھا وہ شیر زیر دیوار قلعہ پہونچ چکا ہو کئی تیر مارے خالی گئے قمری نے جلا دیے اپنی
بو خطائی سے ہوئے زیر دیوار کھڑے ہین ترکش مین سے پھر تیر نکال رہے ہین مگر ہاتھ پاؤن مین رعشہ
آچکا ہو رنگ متغیر دست و تیر مسترد پھر خواجہ عمرو نے یہ حال پر ملال جو دیکھا آواز دی او دیوانے مجھول یہ کیا
ستم کیا اُس دوست صادق کے کہنے کو غلط سمجھا ای اسد غازی برائے خدا پلٹ آگے بڑھنے کا قصد
نہ کرین زنہار قاف تا قاف بیٹھا انکو کیا منھ دکھاؤنگا ملعون بدنام ہو جاؤنگا اسد غازی نے پلٹ کے
خواجہ عمرو کو دیکھا شرم و حجاب سے کچھ جواب نہ دیسکا مگر تیور سے پیدا تھا اشارون سے ہویدا تھا
کہ ہم مجبور رضا ہین اب ہاتھ دستگیری نکرینگے پاؤن سے ثابت قدمی غیر ممکن چہرہ اُداس عالم یاس
عمرو سمجھا اسد غازی مبتلائے بلا ہوئے بھلا یہ قریب جاتے ہین دور ہی سے غل مچانے لگا ای
او دیوانے یہ کیا کیا مین مفت مین رسوا ہوا تمھاری مادر مہربان کو کیا جواب دونگا یہ کہکر چلا تھا کہ
انشاء اللہ اس شیر دل کو ساتھ لے کر آؤنگا نانا جان تمھارے پوچھین گے تو انکو کیا جواب دونگا
اب عمرو دیکھ رہا ہو کہ قمری چرخ مارتی ہوئی قریب سر اسد نامور آتی ہو یہ شمشاد باغ رعنائی پابہ
گل ہوچکے ہین آنکھین پتھرا گئین کمان مین خم آیا ہاتھ سے چھوٹ کر زمین پر گری تیر سہم کر الگ
ہوئے تلوار قبضہ سے نکلی سپر نے پشتی بانی کی عمرو نے اس بیقراری مین کارساز مطلق مالک
برحق کو پکارا ای رحیم ستار العیوب دافع البلیات نظم

خداوندا شبم را روز گردان | چو روز اندر جہان فیروز گردان | شبے دارم سیہ چون بخت امید
درین شب روسپیدم کن چو خورشید | تو ای یاری دہ و فریاد رس کس | بفریاد من فریاد خواہ رس

ای عیب پوش عالم ای خالق اکرم شیر بیشۂ صاحبقرانی کو بچا لے عمرو بیقرار اسد اشکبار عمرو بصورت آئینہ
حیران اسد مثل زلف پریشان یہ متردد وہ متوحش یہ نوبت بجان وہ کارد باستخوان یہان عمر عالم کا جوش
اسد مثل تصویر خاموش قریب تھا کہ قمری کا کولکا اسد نامور کے سر پر بیٹھ جائے کہ ایک جانب سے
عمرو نے دیکھا ایک عقاب نایاب بلند پرواز ناگاہ ہوا آتا ہے مثل برق تڑپ کر قریب اس قمری کے
پہونچا اسد نامور پر جو سایا اس قمری کا پڑا تھا یہ شاہزادہ سرو سہی قد پا بگل ہو چکا تھا بلکہ چہرے
سے صاف یہ ظاہر تھا کہ سارا جسم پتھر کا ہو گیا لیکن وہ عقاب جب قریب پہونچا ایک پر اس زور سے
اس قمری پر مارا کہ قمری بلند ہوئی مگر کو بمثل صدا سے افسوس و ہیہات دینے لگی پر اسکے بہت سے
کٹ کر زمین پر گرے اب تو وہ قمری چاہتی ہے کہ جان بچا کر نکل جاؤن پنجۂ شہباز اجل سے رہائی دشوار
دونون مین منقار اور پنجے چل رہے ہین لیکن عقاب نے قمری کو پرونسے مار مار کر اسقدر بلند کیا کہ برابر
دیوار قلعہ کے پہونچ گئی ہے ایک مقام پر قمری نے پنجون سے بہت سے پر عقاب کے نوچ کے پھینک دیے
عمرو کھڑا ہوا دعا مین مانگ رہا ہے خداوندا اس عقاب کو غالب کرنا ملک اخضر نے کہا تھا اسی قمری کے
شکم مین لوح طلسم ہے کئی مرتبہ قصد ہوا کہ تیر مارون اگر زخمی ہوکر قمری زمین پر گرے اسکا شکم چاک کر کے
لوح طلسم لون لیکن جب تیر جوڑتا ہے ہاتھ مین رعشہ آجاتا ہے ناچار سہم جاتا ہے قلب تھراتا ہے دعا مین مصروف
اسد غازی پا بگل مضمحل منفعل دل دھڑک رہا ہے کلیجہ مثل مرغ بسمل پھڑک رہا ہے آخر عقاب نے ایک مقام
پر قمری کو پنجون مین دبوچا غصہ مین پانون تھام کر جبڑا مار کر چیر ڈالا عمرو نے دیکھا شکم سے قمری
کے کوئی شی مثل جرم قمر کے چمکی عقاب اسپر گرا نہین معلوم کیا شی تھی اسکو قبضے مین کیا لیکن مرتے
قمری کے صحرا مین آندھی سیاہ اٹھی صدا سے گیر و دار بلند ہوئی دیوارین قلعہ کی تھرا دین بعد عرصۂ
دراز آواز آئی کشتی مرا نام من طیران جادو بود تاریکی دفع ہوئی احوال روشن ہوا عمرو
نے دیکھا ملک اخضر جادو اترتا ہوا آسمان سے چلا آتا ہے کوئی شی مثل ستارۂ سحری ہاتھ
مین دوڑ کر قدمون سے اسد نامدار کے لپٹ گیا عرض کی ای شہریار غضب کیا ہنے بر وقت
رخصت کہا تھا تم نے سراسر اسکے خلاف کیا شکر ہے کہ پروردگار نے مجھے عین وقت پر پہونچایا ورنہ

روسیاہ ہوتا حوالی طلسم صندل مین تباہ ہوتا سرپٹک پٹک کے مرتا خواجہ عمرو نے کہا ای ملک اخضر تونے
بڑا کام کیا اور اگر تھوڑی دیر تم اور نہ آتے اسد غازی کا خاتمہ تھا مین دیکھ رہا تھا اخضر جادو خوشی
خوشی اسد نامدار کو لیکر صحراے سبزہ زار مین آیا لوح طلسم صندل اسد غازی کے ہاتھ مین دی کہا
حضور پڑھین اسد نامدار نے بعد وضو کے ملاحظہ فرمایا صاف تحریر تھا ای فتاح طلسم و ای سیاح این
عجائبات فتاح طلسم پر واجب و لازم ہوگا کہ اول سامان قتل صندل جادو مہیا کرے کہ دردسر مٹے
اسد نامور نے گھبرا کر کہا ای ملک اخضر جو تمنے کہا تھا وہی اسمین بھی مرقوم ہے لوح کے علاوہ کیا
سامان قتل صندل جادو ممکن کرین لوح کے ملنے سے اور دردسر بڑھ گیا ملک اخضر نے کہا اسمین
بھید ہے اگر آپ فتاح طلسم صندل ہین آخر مین یہ راز کھلیگا لوح بولے قتل صندل جادو کافی نہین ہے ابھی
ٹھہرین اور ملازمان ملک اخضر مع بارگاہ مین خیمے اسباب ضروری لیکر حاضر ہوے بارگاہ استادہ ہوئی
ملک اخضر اسد نامور کو لیے ہوئے بارگاہ مین آیا مقام صدر پر شاہزادے کو بٹھایا عرض کی غلام جو
بیابان سے گیا تھا نوکران شاہی جابجا قید تھے انکو جا کر رہا کیا یہ سب حاضر خدمت ہین اسد غازی نے فرمایا
کل مین انشاءاللہ براے طلسم کشائی جاؤنگا تم اسی مقام پر فروکش رہو رات بارگاہ ملک اخضر مین بہ
عیش و راحت بسر ہوئی بوقت سحر اسد نامور نے نماز سے فراغت حاصل کی دربار ملک اخضر آراستہ ہوا اسد
غازی مسلح ہو کر آئے خواجہ کو سلام کر کے کہا غلام رخصت ہوتا ہے عمرو نے گلے سے لگایا خوب سمجھایا کہا ای
نور نظر یہ مقدمہ طلسم کشائی ہے جرأت کو اسمین دخل نہین ہے دمبدم قدم بقدم لوح طلسمی کو ملاحظہ کرنا اگر
اسمین فرق ہوا جان پر بنے گی ہر کہ و مہ خرد و کلان ادنی و اعلی تمھارے نام کا دشمن ہے اگر خدا نخواستہ
گرفتار ہوکر سامنے افراسیاب کے پہونچے فوراً حکم قتل دیگا ہم اسی مقام پر انتظار مین رہینگے ملک اخضر
نے کہا بسم اللہ آپ براے طلسم کشائی تشریف لیجائین ای شہنشاہ اوج عیاری دو مہینے جب فتح
ہوجائیگا شہزادہ پھر اسی مقام پر تشریف لائیگا ہمین اسی مقام پر انتظار کرنا واجب و لازم ہے
اور جو مقام ہمارے جانے کے لائق ہوگا بلا تکلیف اپنے کو وہان پہونچا دینگے اگر نہ پہونچا سکینگے مجبور و
ناچار ہین اسد نامدار نے کمر ہمت چست باندھی آمادہ سفر ہوے لوح کو ملاحظہ کیا جو کچھ حکم نکلا اسکو
خیال مین کیا سب سے بغلگیر ہو کے بحکم لوح طلسمی ایک جانب چل نکلے مخمسہ بر غزل ناسخ

مشکل ہو نظروں سے ہر اک گل نہان ہوجائیگا | پھول کیا کانٹا بھی بے نام و نشان ہوجائیگا

بلبلو صحرا سے بدتر بوستان ہو جائیگا — کاروان بادِ بہاری کاروان ہو جائیگا
ایک دن یہ باغ پامالِ خزان ہو جائیگا

کیا قمر بھی شرم کے مارے نہان ہو جائیگا — سامنے سے مہر تابان بھی روان ہو جائیگا
صبحدم صد چاک جیب انس و جان ہو جائیگا — چاند سا چہرہ جو پردے سے عیان ہو جائیگا
چشم عاشق کا ہر اک پردہ کتان ہو جائیگا

دیکھو دونون سے وہ پری جلوہ جو دکھلانے لگا — شہر نظارہ وہان سارا جہان جانے لگا
فیض ہر اک دولت دیدار سے پانے لگا — رفتہ رفتہ اپنے در تک وہ صنم آنے لگا
سجدہ گاہ خلق سنگ آستان ہو جائیگا

مانگ تو ای ماہ تیری کہکشان کا ہی جواب — ہی خدنگ تیر مژگان چشم بد تیر شہاب
عکس رخ سے ہی نقاب روے انور ماہتاب — بالی کے موتی ہین تارے روے تابان آفتاب
تیرے آگے سے ابھی بام آسمان ہو جائیگا

غسل کرنے مین ہو یاد آجاتے ہین ایام وصل — تلخ اپنی زندگی کا ہی مزا بے جام وصل
جان آجائیگی تن مین جب سنونگا نام وصل — یار جب مجھ جان طلب کو بھیجے گا پیغام وصل
دیکھنا پیغامبر معجز بیان ہو جائیگا

ایک دم ہرگز نہین تنہا مین اسکو چھوڑتا — چھپ کے پیچھے ہو لیا جس سمت وہ اٹھکر چلا
خلق کو بھی یقین ہو جائے گا ہمزاد کا — گر یونہین مین ساتھ ہون تو رفتہ رفتہ دیکھنا
اس پری کو اپنے سایہ کا گمان ہو جائیگا

دیکھ پائیگا جو صورت روے آتشناک کی — ہی یہ گرمی فی الحقیقت روے آتشناک کی
دل جلا ڈالیگی حیرت روے آتشناک کی — تھرتھرائے گی شرارت روے آتشناک کی
شعلۂ آتش تہ آگے دھوان ہو جائیگا

کیا غضب ای ترک تیری چشم نے برپا کیا — یہ رلایا دیدۂ نرگس کو بھی اندھا کیا
زلف نے پھانسی دی سنبل نے اگر دعوی کیا — تیری ابرو نے کمان کو تیر سا سیدھا کیا
پیش مژگان تیر خم ہو کر کمان ہو جائیگا

تیز کتنی دیکھنا تیغ نگاہ ناز ہے
صاف نکلے مرغ جان کا ہر پر پرواز ہے
پر کمان عالم میں ہم سا عاشق جانباز ہے
کیا ضرر ہمکو جو وہ محبوب تیر انداز ہے
پر خدنگ نے بدن میں استخوان ہو جائیگا

میں نہ سمجھا تھا کہ دل ایذا دکھلائے گا مجھے
پیچ میں اُس طفل کی کاکل کے لائے گا مجھے
وہ بڑھیگا میں گھٹونگا غم ستائیگا مجھے
انقلاب دہر قب اُس سے ملائیگا مجھے
پھر جب ہو جاؤنگا میں وہ جوان ہو جائیگا

حسب خواہش گو نہیں یہ شعر پر مضمون کہا
مان سے آباد کا کہنا زیادہ غم نہ کھا
آج تیرا کوچۂ دلدار میں ہی دل لگا
فکر موقوف ناسخ جی نہیں لگتا تیرا
پھر طبیعت کا کسی دن امتحان ہو جائیگا

سخنی نغمہ سرے کہ آمد بجہان
دریں زیر پردۂ آسمان
دریں پردہ آواز عالم نوے
با احوال ہم پا بہ احوال کسے
دگر لحن سازے کہ معنی ساز کردہ
لحن ما اے خسیر آغاز کردہ

جبکہ ماہ آسمان سطوت وجلالت یکہ تاز میدان امارت صاحب تیغ وسپر اعنی شاہزادہ اسد نامور لوح طلسم صندل ملاحظہ فرما کر ایک جانب بموجب ہدایت لوح چلے لوح نے حکم دیا کہ سمت مشرق جانا مناسب ہے کوس دو کوس راستہ طے کیا تھا کہ صحرائے ریگستان میں پہونچے صحرائے ہول خیز وحشت انگیز جادۂ منزل نابود ریتی کا میدان سنسان درختوں کے پتے گر گئے شاخیں جلی ہوئیں حدت نیر اعظم سے صحرا کرۂ نار معلوم ہوتا ہے اگر کوئی بندۂ خدا جا نکلے پانی کے واسطے تڑپ تڑپ کے مرے سوائے چشمۂ آفتاب چشمۂ آب نایاب اُس چشمے سے چشم داشت آب نہیں ذرّے چمک رہے ہیں تنہائی کا سناٹا صورت یہ ہے کہ شاہزادہ قدم اُٹھاتا ہے پاؤں دھنسا جاتا ہے بمشکل دس بیس قدم چلے یکہ و تنہا نہ یار ہے نہ مددگار ہے کوئی رہبر ہمراہ نہیں نشان منزل سے آگاہ نہیں منزل پر خطر مقام پر جان کا ضرر جیوں جیوں دن چڑھا اسد غازی کو پیاس کی ترقی ہوئی راستہ چلنا دشوار ہر سمت پلک نگاہ کو دوڑایا کوئی چشمہ پانی کا نہ نظر آیا زبان منہ سے نکل آئی دور ایک جانب درخت دکھلائی دیے نخل سرسبز وشاداب جو دیکھے معلوم ہوا کہ حضرت خضر واسطے رہبری کے آئے اُسی جانب قدم اُٹھایا جب قریب پہونچے دیکھا ایک ٹیلا نہایت بلند اسد غازی اُس ٹیکرے پر گئے

دیکھا کہ ایک تکیہ ہی فقرا جابجا بیٹھے ہین کسی مقام پر قمریون کے پنجرے لٹکے ہین کہین پانی کے جوڑے
چڑھے ہین ایک نخل کے سایہ مین شیر کی کھال کا فرش بچھایا ہی اُسپر ایک شخص بے نوا بیراگی بغل مین شنجرفی
پیراہن زیب جسم یاد معبود حقیقی مین تسبیح ہاتھ مین سر جھکائے ہوئے مصروف وظیفہ خوانی ہی چند
چیلے برائے خدمت حاضر ہین حال مسرت مآل اپنے مرشد کے ناظر ہین اسد غازی نے وہ مقام
پاک و پاکیزہ خالی از غیر پایا قریب اُس درویش کے آئے اُس درویش جگر ریش نے جمال باکمال
اسد غازی کو دیکھا سطوت و جلالت و صولت دیکھکر اپنے مقام سے اُٹھا بے اختیار منھ سے
نکل گیا آیئے تشریف لایئے شعر بیا بیا کہ ز تنگ در کنار کشم * بتنگ آمدہ ام چند انتظار کشم * اسد
غازی اُس درویش باصفا کی تعظیم و تکریم سے نہایت خوش ہوے اُس مقام پر بیٹھے مگر وہ درویش
سراپا کو اسد نامور کے دیکھ رہا ہی جمال بے مثال اسد نامدار پر نگاہ نہین ٹھہرتی حیران جمال و محو
دیدار ہی دوڑ کر ایک ظرف مین پانی لایا اسد غازی نے پانی لیا بسم اللہ کہکر جام دہن سے لگایا
جب تو اُس مرد درویش نے ہاتھ تھام لیا قدمون کو بوسہ دیا کہا ظاہرا معلوم ہوتا ہی کہ آج ستارہ
مراد اوج پر ہی اے شہریار گیتی ستان اے ہژبر بیشۂ عربستان نظم

ہی اشتہار تجھسے مراد اے فلک جناب	رخشندگی ذرہ ہی از فیض آفتاب
اک تخم ہون مین خاک نشین زمین شوق	نشو و نما دے مجکو کرم کا ترے سحاب
ہی یہ جہان مین وہ در دولت ترا کہ یان	ناکام بخت آن کے ہوتا ہی کامیاب
قطرہ بجو ابر فیض سے پہونچے جو یہ بحر	جاوے رگ گہر چرخ کو موج درِ خوش آب
دریا کو سیر کشتی سے تیری یہ ہو شرف	لاوے عجب نہین جو ہما بیضۂ حباب
روشن دلون کو گر ہو مسجود در ترا	رکھے نشانِ سجدہ جبین پر مہتاب
پہونچا نہ تیرے عہد مبارک مین ایک شخص	از دست محتسب کوئی تا پاے احتساب
ہر پربت کوہ کا یون اُڑ جائے جیون	کھلجاے باد تند سے شیرازۂ کتاب
کیا تاب ہی عدو کی جو ٹھہرے ترے حضور	سنکر نہیب قہر کو تیرے گہ عتاب
سامان تیرہ روزی ہی بہر سر عدو	تیری وہ تیغ قبضہ ہی جسکا سیاہ تاب

اُس مرد درویش نے اسد نامدار کو دیکھکر اسقدر شادی کی معلوم ہوتا تھا اسکو دولت کونین ہاتھ لگی

اسد نے فرمایا ای برادر تم اس خلق مروت سے پیش آئے گویا ہمکو کہین دیکھا تھا یا کسی سے ذکر سنکر
ہمارے مشتاق تھے مرد درویش نے ہاتھوں کو اسد کے آنکھوں سے لگایا خاک پا کو توتیائے چشم
بنایا عرض کی اب حضور اپنے نام نامی کو غلام سے نہ چھپائین پہلے تو یہ مژدہ فرح افزا سنائیے کہ لوح
طلسم صندل دستیاب ہوئی ملک اخضر بادشاہ سابق طلسم صندل کو قید سے رہا کیا اسد
غازی نے فرمایا ای برادر تمھارے نام نامی اسم گرامی سے ماہر ہون اُس مرد درویش نے عرض کی
کہ غلام کو روشن تکیہ دار کہتے ہین ای شہریار جب طلسم ہوش ربا مین غدر ہوا شاہنشاہ لاچین
گرفتار بلا ہوئے ہم لوگ جانین اپنی بچائے بجائے طلسم صندل پر صندل جادو نے قبضہ کیا
ملک اخضر کو گرفتار کر لیا اُنکے وزیر اعظم دستور معظم فہیم جادو اس فکر مین رہے کہ اپنے بادشاہ
کو قید سے چھڑائین یہ خبر دارون سے صندل کے گوش گذار کیا اُسنے قصد کیا کہ فہیم جادو کو
قتل کرے مین نے وزیر اعظم کو خبر دی وہ بھاگ نکلے لیکن فرزند نوجوان اُنکا نعیم جادو گرفتار
ہوا صندل نے اُس نوجوان کو نابینا کر دیا غلامان خیر خواہ اُس نوجوان کو اُسی حال پر ملال مین
لے بھاگے اختر شناسان اعلی منزلت و کاہنان فلاطون طبیعت نے حکم لگایا کہ اِس راہ سے
ایک دن فتاح طلسم صندل کا گذر ہوگا اور وہ شیر بیشۂ صاحبقرانی فخر سام و سہراب سرکوب
افراسیاب فتاح طلسم ہوش ربا جرأت و شوکت مین یکتا اُس جوان نابینا کو صحت دیگا فہیم جادو
حضور کے قدوم میمنت لزوم کا مشتاق ہے نعیم جادو پر ایک ایک دن شاق ہے حضور تشریف لیچلین
سب نشانیان طلسم کشائی کی آپ مین ظاہر ہین اور ای شہریار جیسے چھپانا بیکار ہے یہان سب حضور
کے خیر سگال ہین اسد نامدار ہاتھ تھام کر روشن تکیہ دار کا اُٹھے ایک حجرے مین آکر دیکھا
ایک جوان نابینا سر جھکائے بیٹھا ہے شخص دیگر بصد کر و فر بیٹھا ہوا کچھ اوراق پڑھ رہا ہے جیسے ہی
اسد نامدار کو آتے دیکھا اُٹھ کر وہ شخص قدمون کی جانب جھکا اسد نے سر سینہ سے لگا لیا نعیم
جادو گرد پھرنے لگا اسد نے کہا ای فہیم جادو وای وزیر اعظم ملک اخضر لوح طلسم صندل
حاضر ہے اپنے فرزند کی آنکھون سے مس کرو کہ نور نظر کی آنکھین روشن ہون فہیم نے دوڑ کر اُس
جوان نابینا کو مژدہ دیا کہ ای فرزند اُٹھو وقت انتقام قریب آیا پروردگار نے طلسم کشا کو یہان
تک پہونچایا وہ جوان نابینا ٹٹولتا ہوا اُٹھا اسد کے ہاتھون کو لیکر آنکھون سے لگایا اسد نے

فوراً لوح طلسم صندل لعین کی آنکھون سے مس کی چند قطرات آب گندہ کے ٹپکے آنکھین نعیم کی فوراً
روشن ہوگئین فہیم گرد پھر انور نظر کی آنکھین روشن ہوئین روشن تکیہ دار نے واسطے نعیم و فہیم کے
اُسی تکیہ پر فرش معقول و سامانِ عیش و نشاط مہیا کیا فرش پر آکر اسد نامدار بیٹھے کہ یکایک نخل سے
ایک طائر نے چکارا مارا سر اُٹھا کر فہیم جادو نے دیکھا طائر نے آنکھ مار کر آواز دی او ظالم تو نے غضب
کیا طلسم کشا دشمن ملکہ صندل جادو کو اپنے مقام پر جگہ دی تم دونون باپ بیٹون کی مدت سے تلاش
تھی آج پایا لاسنم زاغ سر جادو وہ بلکر تڑپ کر زمین پر گرا فہیم نے چند دانے ماش کے مارے زاغ
نے پر اُٹھا کر مارا دانے ماش کے جل گئے ایک زنجیر آہنی پیدا ہوئی نصف گلے مین فہیم کے نصف گلے مین
نعیم کے پڑی اُس ساحر نے دونون کو زنجیر مین گرفتار کیا روشن تکیہ دار پر کچھ اشارہ کیا وہ بیچارا
غرق زمین ہوگیا اب زاغ سر جادو نے چاہا کہ تڑپ کے نکل جاؤن اسد نامدار کو تاب ضبط کی اپنے
مقام پر سے اُٹھ کے نعرہ کیا نعرۂ اسد

اسد شہسوار مرد روز جنگ ۔ بہ رزم دل شیر و چرم پلنگ
شہنشاہ نام آور و کامران ۔ اسد شیر دل ابن صاحبقران

اُس ساحر نے اسد پر ایک دو تیر مارا انکے گلے مین لوح طلسمی موجود
ہی تھی نے تاثیر نہ کی سنے چاہا اسد کی بھی گردن پکڑون اسد نے کلائی پر ہاتھ ڈالکر ایک طمانچہ مارا کہ سر
بیچارا کا جنبر گردن سے اُڑ گیا زاغ روسیاہ تڑپ کر گرا واصل جہنم ہوا بعد ختم ہونے تاریکی کے آواز
آئی کشتی مرا نام تھا زاغ سر جادو وہ پور روشن تکیہ دار و فہیم و نعیم جادو نے بلا سے پہر سے
نجات پائی ہاتھون کو اسد کے بوسہ دیا عرض کی ای شہریار اب طلسم کشائی مین جلدی کیجیے صندل
جادو کو خبر ہو جائیگی یہ اُسکا ملازم تھا حضور مصروف طلسم کشائی ہون ہم لشکر جمع کر کے حاضر خدمت
ہونگے اسد نے کہا بسم اللہ ای فہیم جادو تم جا کر اپنے ساتھ دونون کو سا کرو مین بہت جلد اپنے
کو ہر طرح حاضر پر پہونچاتا ہون یہ کہکر لوح کو ملاحظہ کیا فہیم نے دیکھا کہ اسد نامدار لوح کو دیکھ کر اُس
تکیہ سے اُتر کے سامنے چشمہ آب تھا اسم حاشیۂ لوح دم کیا چشمہ کے پانی نے جوش مارا ایک کشتی پیدا
ہوئی یہ شناگ بحر جرات بامید مدد خدا اے عالم اُس کشتی پر سوار ہوا فہیم ناتوان چند کس کو ساتھ
لیکر برای انتظامِ لشکر ایک جانب روانہ ہوا لیکن شاہزادہ والا تبار اسد نامدار اُس کشتی پر
جاتے تھے ایک مقام پر آکر کشتی ٹھہری اسد بحکم لوح کود کے چند قدم چلے تھے کہ چہار دیواری کا باغ

کی معلوم ہوئی اسد طرف باغ کے چلے تھے کہ اندر سے باغ کے تھے آگے ایک ماہ رخسار نہایت حسین کمسن دریاے جواہر مین غوطہ مارے ہوئے گرد کنیزان ماہرو پری پیکر خوش نظر

گردش دہر آن آنکھون کی بلاگردان ہی	ناز قربان ہی اُسپر تو تصدق انداز
جنبش لب سخن آبرو سے چشمۂ خضر	دم عیسی کے لیے موج تبسم دمساز
تیوری کی گانٹھ کا کب ہم پہ کھلے ہی عقدہ	ہوگی کوئی گرہ دہر کی یان محرم راز
رخصت آفت ہو تقدیر سے جبتک تیری	گرنہ ہے گوشۂ ابرو کے اشارے سے ساز
نگہ نرگس نظر آدمن سے آہو گئے مرگ	انکھڑیان ہین تری ظالم کہ کوئی شعبدہ باز
کینہ جوئی کا تو کیا ذکر ہی سبحان اللہ	مہربانی کا تری جور فلک با انداز

اُس مہ جبین نے باندازِ عاشقانہ اسد نامدار کو جھک کر سلام کیا اُسکی ناز و ادا دیکھ اسد نامدار بیقرار ہو گئے نظارۂ جمال مین مصروف ہوئے کہ اُس آفت جان نے بڑھکر عرض کی کہ ای شہریار تشریف لائیے مین اپنا ماز و عرض کرون اسد کو بھی اُسکی صورت زیبا دیکھ اشتیاق ہوا کہ اس گلعذار سے دم بھر بیٹھکر باتین کرے نہ یہ کہ اُس نے خود کہا کہ اس باغ مین تشریف لائیے اسد نے بیقرار ہوکر ہاتھ مین ہاتھ ڈالدیا گویا دولت دنیا ہاتھ مین آئی گرد کنیزان گل پیرہن آپس مین اشارے کنایہ کرتی ہوئی کہ جس سے صاف ثابت ہوتا تھا کہ یہ نازنین اسد نامدار پہ مدت سے عاشق ہی کوئی کہتی ہی کہ لو دیکھو آج ہماری ملکہ لالہ عذار کی آرزو بلائی طلسم کشا نے سرفراز کیا اب جلسۂ عیش و نشاط آراستہ ہونگے ایک کہتی ہی کہ ارے تو اس شیر بیشۂ جرأت کو جانتی ہی دوسری نے جواب دیا اب حال سب پر کھل جائیگا حسب و نسب کی بھی کیفیت ظاہر ہوگی خیال تو بھی بخوبی ماہر ہوگی اسد ان باتون کو سنتا ہوا ملکہ کے ساتھ سیر کنان باغ مین آیا ملاحظہ فرمایا باغ نہایت سرسبز و شاداب ہی نہرین آب صاف و شفاف سے مملو فوارے ہزارہا چھٹے ہوئے صاف ثابت ہوتا ہی کہ موتی بے بہا برس رہے ہین چمن مین ایسے طولانی گلہاے لاثانی ہوا معتدل ہر الوان مین کا نکھار فصل بہار کی بہار گم

یہ جوش گل ہی چمن مین جگہ نہین ملتی	سنبھل سنبھل کے قدم رکھتی ہی نسیم بہار
بہ فیض آب زر گل ریاض ہر مین ہی	طلائی ہوکے نکلتا ہی جنتری سے تار
عیان ہین غنچۂ نارستہ شاخسارون سے	صفا مین شاخ گل تر ہی صاف مینہ دار

جیسے تھی سرو سے الفت وہ اب ہے عاشق گل	جو توڑ دو بیضۂ قمری تو نکلے بلبل زار
یہ عندلیب سے کہدے کوئی بنے ہد ہد	سوار باد ہوئی بوئے گل سلیمان وار
چمن میں گر کوئی بید است و پا کرے آ سے	تو ہاتھ پاؤں کی ہوں پیدا بہ رنگ شاخ چنار
دکھا رہی ہے مسیحا کی طرح سے اعجاز	چمن میں قوت نشو و نما سے فصل بہار

اسد غازی باغ کی سیر ملاحظہ فرماتے ہوئے ہمراہ اُس سرو سہی قد کے بارہ دری میں آکر داخل ہوئے
مسند پر بیٹھے لیکن وہ گل رعنائے باغ خوبی گھبرائی ہوئی رنگ رو متغیر بیقرار ہو کر بول اُٹھی
حضور میں مدت سے آپکی مشتاق تھی مگر خدمت میں حاضر نہ ہو سکی اب جو سرفراز فرمایا ہے شراب
بھی نوش فرمایئے یہ کہکے جلدی سے جام لبریز کیا گھبرا کر پیش کش کیا اب اسد نامدار کو اُس گلعذار
سے کھٹکا پیدا ہوا جام تو ہاتھ سے لیا انجام کا خیال آیا لوح پر نگاہ پڑی جیسے ہی اسد طرف
لوح کے متوجہ ہوئے وہ گھبرا کر پیچھے ہٹی یہ کہتی ہوئی کہ حضور دیکھیے میری کچھ خطا نہیں ہے میں تابعدار
ہوں شراب پینے نہ پینے کا آپکو اختیار ہے اِس عرصہ میں اسد نے لوح کا مطالعہ فرمایا صاف مرقوم
تھا کہ اے طلسم کشا مکر سے شمشاد جادو کے بچنا ہرگز شراب نہ پینا اگر ایک قطرہ حلق سے
اُترگا تاثیر تیزاب دکھائیگا تمام جسم پانی ہو کر بہ جائیگا جسوقت جام شراب وہ ہاتھ میں دے
گردش دیگر فوراً جام شراب اُسی کے سر پر پھینک مارنا پھر قدرت پروردگار کا تماشا
دیکھ لینا اسد نے لوح کے دیکھتے ہی دلبر تیز رو کا خیال آیا یہ صورت دلفریب ہمارے
لیے زہر قاتل ہے یہ سوچ کر جام شراب کھینچ مارا اُسنے ایک چیخ ماری آواز دی ادست شراب
جرأت او بہوت بیجانہ شوکت زبردستی میری جان لی یہ کہکے چاہا کہ پر پرواز پیدا کرکے
اُڑ جائے قطرہ شراب کا جسم پر اُس مخمور شراب مکاری و غداری کے پڑنا معلوم ہوا بارود
میں آگ کی چنگاری گری مثل ہیزم خشک وہ آتش مزاج جلنے لگی کنیزوں نے چاہا جان بچا کر نکل
جائیں دیدہ و دانستہ اپنے کو اس آگ میں نہ جلائیں کہ یکایک جسم سے اُسکے شعلے نکلے کنیزوں پر
پڑے وہ بھی جلنے لگیں باغ آتشبار ہوا ہر نخل سحر آتش ہر شاخ شعلۂ سرکش پھول باغ کے
چنگاریاں بنگئے زلف سنبل دود انداز فریاد کی پکار دو گھڑی اُس باغ میں صدائے ہا ہو بلند
رہی بعدہٗ صدا و آواز آئی کشتی مرا نام من شمشاد جادو بود اب روشنی ہوئی اسد نامدار

نے ملاحظہ کیا باغ سارا جلا پڑا ہے ایک جانب ایک لاشہ ساحرہ کا پڑا ہے اسد نے جھکا سجدۂ شکر بدرگاہ
کبریا سر حد سے اُس باغ کی نکلے چاہتے تھے کہ لوح کو ملاحظہ کریں کہ یکایک ایک طرف سے گرد اُڑی اُسمین
سے صدا سے عجیب آئی کہ ای باغی او طلسم کشا غضب کیا میری معشوقہ کو مارا اب میرے ہاتھ سے
کیونکر زندہ بچیگا اسد نے پلٹ کر دیکھا کہ ایک دیو عربدہ کرتا ہوا چوب دست گران سنگ آہنی کاندھے
پر رکھے ہوئے اتنا جلد قریب اسد کے پہونچا کہ پلک جھپک گئی اُس جلدی مین چوب دست آہنی
کو مرغ دیکر اسد پر وار کیا اسد نے پینترا بدلکر خالی دیا چوب دست زمین پر پڑی پانی نکل آیا اُس
عفریت خونخوار نے آوازہ دی افسوس ایک ضرب خفیف تھا کر ہوا ہو گیا اسد نے پہلو سے نکلکر
نعرہ کھینچا کسے مارا کسے پست کیا منم اسد شیردل وہ دیو پلٹ پڑا چوب دست پھینک کر چاہا اسد
سے لپٹ جائے اسد نے شاخ سر پکڑ کر توڑ ڈالی خون کا پرنالہ دیو خود سر کے سر سے جاری ہوا
وہ بھاگا اسد نے پیچھا کیا تھوڑی دور جاکر اُسنے پر پرواز پیدا کیے چاہا اُڑکر نکل جاؤں
اسد نے لوح کو دیکھا لکھا تھا عفریت جادو اسکا نام ہے سکاری دو قریب اسکا کام ہے اگر زندہ
بچ جائیگا فساد برپا کریگا اسد نے موافق حکم لوح کے ترکش سے تیر نکالکر کمان مین پیوست کیا تاک
کر مارا سینے پر اُس ملعون ناپاک کے پڑا پشت کو توڑ کر پار گذرا وہ عفریت چیخ کھا کر زمین پر گرا
لاشہ جلنے لگا بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کشتی مرا نام من عفریت جادو بود اب روشنی ہوئی
اسد نے دیکھا لاشہ ایک ساحر سیہ فام کا پڑا ہے بموجب ہدایت لوح آگے بڑھے دیکھا ایک نخل
پر ایک طائر ہفت رنگ بیٹھا ہوا زمزمہ سرائی کر رہا ہے جیسے ہی اسد کی نگاہ طائر پہ پڑی نگاہ
ملتے ہی ہوش اُڑے طائر نے زمزمہ سرائی شروع کی اب جو گوش ہوش سنا وہ طائر ہفت رنگ
اشعار عبرت آمیز وحشت خیز پڑھ رہا ہے اسد کو حیرت حیران پریشان گوش بر آواز سوز و گداز
طائر کے پیچھے کا اشتیاق اشعار عبرت سنکر جی چاہتا ہے گریبان چاک کروں آنکھوں سے آنسو
جاری طائر کی زمزمہ سرائی کی نرمی یکایک لوح گلے مین ہلی حرفون پر جو نگاہ پڑی یہ مرقوم تھا
کہ ای طلسم کشا جلد ہوشیار ہو جا صدا سے سوز و گداز پر مائل ہونا اسد نے بہ تعجیل اسم جانشیں لوح
پڑھا پڑھتے ہی نوبت دفع ہوئی کمان کاندھے سے اُتاری طائر چیخ مارکر ملتفت ہوا آواز ہیہات
ہیہات بلند کی بجز صدا دینے طائر کے ایک زنگی سیاہ رو نیزہ ور دون تلوار کھینچے اسد کے قریب

آیا جیسے کہ تلوار کا وار کیا برس پڑا کئی ضربیں لگائیں اسد نے وار کو اس نابکار کے خال دیکھا چاہا لوح
کو ملاحظہ کرون ہنوز نگاہ نہ پڑی تھی کہ اُسنے بہت زور و شور سے وار کیا اسد نے ایک ضرب تلوار کو تلوار
پر لگا تھا الجھا دیے مین سے ہاتھ نکالکر وار کیا اُس بیچارے نے سر جھکا دیا تلوار پڑی زنگی کے دو ٹکڑے
ہوئے اسد پیچھے ہٹا کہ دو زنگی بنکر تیار ہوئے دونون نے وار کیا اسد نے ایک کو ہاتھ مارا اُسکے دو
ہوئے اسی طرح بڑھتے جاتے ہین تھوڑے عرصہ مین تمام صحرا زنگیان آدم خوار سے بھر گیا اب اسد لڑتے
لڑتے عاجز آیا تمام زنگی غل مچا مچا کے حربے کرتے ہین اسوقت اسد کو خیال آیا یقین ہے لڑتے لڑتے
غش آجائیگا لوح دیکھنا مناسب ہے شمشیر زنی کرکے زنگیان رو سیاہ کو اپنے پاس سے ہٹایا لوح کو اُٹھا کر
دیکھا لکھا تھا کہ اے فتاح طلسم واے ہشیار این عجائبات اگر وہ زنگی آکر مقابلہ کرے ہرگز اُسکو تلوار سے
قتل نہ کرنا اگر شاید قتل کیا دھوکا کھایا ایک کے ہزار ون بنکر تیار ہون تو اسوقت خیال کرکے دیکھو
کہ ایک زنگی بیچون بیچ مین کھڑا ہوا سحر کرتا ہے اُسکی پیشانی پر خال سفید ہے اسمین بڑا بھید ہے تاک کر اُس
خال پر تیر مارنا تل بھر کا فرق نہو اگر تیر خال پر پڑا اُسکا کام تمام ہوا ورنہ وہ تیر تمھارے تن وا جسم پر
پڑیگا جان بچنا دشوار ہوگی اسد نے بہ تعمیل تیر جوڑا لیکن آواز دی اے حاکم قضا و قدر تیر نشانے پر
پہونچے دعا کرکے تیر مارا بقدرت پروردگار اُسی خال سفید پر زنگی رو سیاہ کے پڑا توڑ کر گدی کو پار
گذرا جسم سے اُسکے شعلے نکلے زنگیون پر گرے سب مثل چوب خشک جلنے لگے بعد عرصہ دیر آواز آئی
کشتی مرا نام من سیہ تاب جادو بود اسد غازی نے دیکھا ایک مکان عالیشان بنا ہے پھاٹک
اُسکا بند قفل رومی کلان لگا ہوا اندر سے اُس مکان کے صدائے فریاد بندگان خدا کی آتی ہے زنجیر
کی جھنکار بلند اسد نے لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ طلسم کشا بندگان خدا بیجرم و بے خطا اس مکان
مین قید ہین انکا چھوڑانا ذات پر تمھاری موقوف ہے اسد نے آکر قفل توڑا چار سو بندگان خدا کو
مصیبت قید مین مبتلا پایا ان قیدیون نے جو اس آفتاب عالمتاب آسمان صاحبقرانی کو دیکھا چہرے
خوشی سے اُنکے مثل ستارہ سحری چمکنے لگے اسد نامدار نے آکر سب کو رہا کیا کلمۂ طیبہ تعلیم فرمایا سب
جوان کلمہ پڑھکر صدق دل سے مسلمان ہوئے اُس مکان مین مرکبہاے عربی و ترکی مع ساز
یراق مرصع کار سلاح ہاے جواہر نگار اسد نے سب جوانون کو کل اشیا مع مرکبون کے تقسیم کیا ناگاہ
ایک قصر مین سے آواز رونے کی کان مین اسد کے آئی اسد نے گھبرا کر ان جوانان صف شکن سے

پوچھا گیا اور بھی کوئی شخص یہان قید ہی یہ کیا بھید ہی سب نے عرض کی کہ ایک تاجدار عالیوقار صاحب
حسن و جمال گلگون مثال یہان قید ہی سیہ تاب جادو اُسپر عاشق تھی چاہتی تھی وصل حاصل کرون
وہ جوان انکار کرتا تھا اتنا غلامون نے دیکھا کہ اُسپر بہت بدعت کرتی تھی اسد فوراً چلے آگے اُس مکان
کو کھولا دیکھا حقیقت مین ایک جوان حسین ورعنا زبان مین سوزن ہاتھ مین ہتھکڑیان پانون مین
بیڑیان گلے مین طوق چہرہ اُداس عالم یاس سر جھکائے رو رہا ہی اسد نے آگے آواز دی ای اسیر
زندان رنج و محن مین نے تیری دشمن سیہ تاب جادو کو مارا اُس جوان نے بہ نگاہ حسرت طرف
شاہزادہ اسد کے دیکھا قدمون سے لپٹ گیا اسد نے زبان سے سوزن نکالا اول صدمہ سے
بیہوش ہوگیا بعد عرصہ دراز ہوشیار ہوا اسد نامدار نے ہاتھ تھام کر اُٹھایا ضعف و نقاہت سے
لڑکھڑاتا تھا ساتھ والون سے اشارہ کیا شربت لاکر اُسکو پانی پلایا اب اُس جوان کے ہوش و حواس
درست ہوے اسد نے بارگاہ آراستہ کرائی پوچھا ای برادر تیرا کیا نام ہی عرض کی غلام کو شوکت جادو
کہتے ہین ملک اخضر بادشاہ سابق طلسم صندل کا سپہ سالار ہون جرم نمک حلالی مین گرفتار
ہون اسد نے کہا ای شوکت جادو مبارک ہو تمھارے آقاے نامدار کو رہا کیا لشکر مین ہوے
وہ بھی اُترے ہین شوکت جادو یہ دیکھا اسقدر خوش ہوا قریب تھا کہ شادی مرگ ہو قدمون سے
لپٹ کر عرض کی ای شہریار آپکو پروردگار سلامت رکھے ایک بات سے اور غلام کو آگاہ فرمایئے
تب قلب کو تسکین ہو آپ نے سامان قتل صندل جادو بھی مہیا کیا یا نہین اسد غازی نے
مسکرا کر کہا ای برادر مین خود اس مقدمہ مین حیران ہون تمھارے بادشاہ نے بھی مجھسے یہی پوچھا
لیکن یہ نہ بتایا کہ کیا سامان مہیا کرون تمھارے وزیر اعظم دستور معظم فہیم جادو اور اُسکے فرزند
نعیم جادو کو رہا کیا اُنھون نے بھی یہی بات پوچھی اب تم صاف صاف بتاؤ کہ مین کیا سامان مہیا
کرون مقدمہ فتح طلسم مین جو بڑی چیز ہی وہ میرے پاس موجود ہی اُسی کے حکم سے طلسم فتح کیے
بڑے بڑے ساحران غدار کو مارا اِس سے بہتر اور کیا سامان ہی شوکت نے عرض کی کہ غلام از
اصل سے تو ماہر نہین ہی فقط اتنا جانتا ہی زبان سے ستارہ شناسون کی سُنا کہ صندل جادو
کا قتل کرنا نہایت دشوار ہی افراسیاب نے اُس ساحرہ کو بادشاہ طلسم صندل کیا ہی کہ جو صاحب
ناز و نیاز ساحری رگ و ریشہ مین اُسکے افسونگری بھری ہی وزیران و مشیران سلطنت سے کہین

اصلاح کیجیے ورنہ وقت پر نہایت مشکل ہوگی دل اسکی تدبیر واجب و لازم ہے یہ ذکر تھا کہ ہرکارون
نے آکر خبر دی کہ ملکہ اخضر مع لشکر ظفر اثر تشریف لاتے ہین اسد نے شوکت جادو کو حکم دیا
شوکت خوشی خوشی واسطے استقبال کے نکلا اپنے سپہ سالار شوکت جادو کو جو ملکہ اخضر نے دیکھا تخت
پر سے کود پڑا اسر سینہ سے لگا لیا شوکت نے تمام کیفیت بیان کی خواجہ عمرو بھی آکر پہونچے بارگاہ زرنگی
آراستہ ہوئی اسد نامدار مقام صدر پر جلوہ فرما ہین خواجہ کرسی جواہر نگار پر ملکہ اخضر تخت پر شوکت
بعہدہ سپہ سالاری شیران سلطنت و مدبران اہبت اپنے اپنے مقام پر حاضر ہین کہ خبر پہونچی فہیم جادو
وزیر اعظم ملکہ اخضر کا مع بارہ ہزار فوج کے آتا ہے اسد نے تمام کیفیت فہیم کے ملنے کی ظاہر کی
شوکت جادو استقبال کرکے فہیم جادو کو بھی لایا وزیر بعہدہ وزارت اپنے بادشاہ سے ملا نہایت
خوشی ہوئی صحبت عیش و نشاط آراستہ کرنیکا حکم صادر ہوا ساقیان ماہ رخسار جام بادہ گلنار لیکر
حاضر ہوئے ملکہ اخضر نے حکم دیا ایک نازنین مہ جبین شیرین مقال پری تمثال خوش گفتار کبک رفتار
گلنار پوش غارت گر عقل و ہوش حسین کمین مبارک چست و چالاک لباس فاخرہ زیب جسم کرکے
نازو ادا ہمراہ سامنے آکر مصروف رقص ہوئی گانیکا رنگ جما اس حسن خوبی سے وہ زہرہ جبین
گائی کہ تمام اہالیان محفل دل و جان سے خریدار ہوئے فلک کو سکتہ تھا ہو عروس فلک نے
چنگ مرصع اپنے ہاتھ سے رکھدیا زہرہ فلک گوش برآواز مشتری جان و دل سے خریدار سوز
وساز گانے آگاہ ہی کہ اسد نامور عاشق تن صف شکن نے صحبت ہین یہ غزل عاشقانہ شروع
کی ناز و کرشمہ سے ناتا کے گانے لگی غزل مومن

زہر پیتے ہیں نگاہ یار سے	موت سمجھے نرگس بیمار سے	قتل ہو کر ہم بچے آزار سے
عمر کے دن کٹ گئے تلوار سے	جا بجا نہرین ہین جاری چشم شکل	پہونچے ہونگے دامن کہسار سے
گر نہ کھیلیں جان پر بھی ار دین	عشق بازی سیکھیے اغیار سے	لاغری سے زندگی مشکل ہوئی
ہے گراں تر جان جسم زار سے	کر علاج جوش وحشت چارہ گر	لاؤ اک جنجل بجے بازار سے
ذکر اشک غیر مین رنگینیاں	بوسے خون آئی تری گفتار سے	عشق مین ناصح بھی ہیگا مدعی
جرم ثابت ہو گیا انکار سے	چھتر کے ہی کان ملامت سو دن گیا	خود لپٹ جا سینہ انکار سے

کر دعا کرتا ہوں مومن وصل کی	ہاتھ باندھے ہیں وہ بت زنار سے

غزل دیگر جناب سید محمد تقی صاحب تخلص بہ جواد

...ین مگے ہیں اُنکے شب وصل ڈالکے	روٹھا کہا ہنسے سے مزے ہیں وصال کے
...م نکلے بات کو پوچھے اُس خوش جمال کے	ہاتھون سے دل پکڑ کے کلیجہ سنبھال کے
...ین بھی جھکا کے سر ہون سر خاک بیٹھتا	تم قتل کرنے آؤ سر و ہی سنبھال کے
...ازک کلائی تیری ہے ایجان دکھ نہ جائے	عاشق کے سر پہ تیغ لگانا سنبھال کے
پہلو سے میرے بیٹھ کے جس دم وہ اٹھ گیا	ہاتھون سے رہ گیا ہین کلیجہ سنبھال کے
...کڑے پڑے ہین شیشۂ دل کے بجا بجا	رکھیے قدم حضور ذرا دیکھ بھال کے
غیرون کو آپ پہلو مین اپنے بٹھاتے ہین	دیکھین حضور ہین ہمی پہلو ملال کے
...تھا ہے دل مین درد لبون پر ہے آہ سرد	کہنا یہ نامہ بر جو وہ پوچھا ہون حال کے
کیسا لپٹ کے سوئے شب وصل ہم سے وہ	نیچے ہمارا گال رہا اُنکے گال کے
صحبت مین اُنکی جا کے جو مین بیٹھنے لگا	آیا ہے رقیب آ، وقت ٹال کے
رسوا ہنسون حضور نے مجھے اسکا خوف ہے	عاشق کا اپنے چار مین قصہ اُچھال کے
کم سن جو تھے وہ ہل گئے فریاد سے مری	مین خود خجل ہون آہ کو لب سے نکال کے
...ہانون مین جب کہ تیری طرح سے رقیب بھی	قدمون پہ تیرے رکھدین کلیجہ نکال کے
...گر ہو تو آکے ذبح مجھے ایکبار تم	ہر روز کیون ڈراتے ہو خنجر نکال کے
دل مجھے کیا سمجھے ہین اب مانگتے جواد	پہلو سے لیگئے تھے وہی تو نکال کے

...مین گرمی صحبت مین بادشاہ ملک اخضر و نیم و قیسم جادو وزیر اعظم و شوکت سپہ سالار نے ذکر شروع کیا خواجہ سے متوجہ ہوکر کہنے لگا اگر شہنشاہ اوج عیاری ب فرمایئے کیا تدبیر ہوا سد نامدار کے تشریف لیجانے مین کچھ تفرقہ ہو عمرو نے کہا جیسا کچھ لوح خبر دیگی اُس طور پر کاربند ہونگے بادشاہ و وزیر و سپہ سالار نے جواب دیا کہ خواجہ بڑی مشکل ہے ہمیشہ سے یہی سنتے ہین کہ جو کوئی ارادہ فتح طلسم ہوشربا کرے سراپا قبلی پیر دو مرے بعد حصول لوح سامان قتل صندل جادو مہیا ہو ورنہ قتل صندل جادو کی تدبیر لوح طلسمی نہ بتلائیگی طلسم کشا کو جان بچانا مشکل ہوگا اور اب یہ سانحہ درپیش ہوا مرحلہ جانا

فتح ہوئے نگہبان طلسم مارے گئے شوکت جادو سپہ سالار نے رہائی پائی نیم جادو وجنیا ہوئے مالک
زندان خانہ کو حضور نے قتل کیا قیدی رہا ہوئے یہ سب خبرین صندل جادو کو ضرور پہونچی ہونگی
سامان لشکر کشی مین مصروف ہوگی آپ کے لشکر مین کوئی ایسا ساحر نہین ہی کہ ملکہ صندل جادو سے مقابلہ
کرسکے کون ایسا ساحر زبردست افسر ہی کسکو ایسا درد سر ہی کہ اپنی جان دے ملکہ صندل سے مقابلہ
کرے اسکے سحر کا جواب دے خواجہ عمرو نے حیران ہو کر کہا ای ملک اخضر کیا تدبیر کرین تم بادشاہ
ہو صاحب عز و جاہ ہو جس شے کا پتا نشان بتاؤ جستجو کرنا ہمارا کام ہی ملک اخضر نے عرض کی
جسقدر غلامون نے کتابون مین لکھا دیکھا بزرگون سے سنا براہ خیر خواہی سب کچھ حضور کے
سامنے بیان کر دیا نام ہم نہین جانتے کہ ملکہ صندل کس شے سے قتل ہوگی اب تو حضور کے ساتھ
ہماری بھی زندگی کا لطف قائم ہی اگر خدا نخواستہ ملکہ صندل اور طلسم صندل پر قبضہ ہوا
ہم لوگ اس حوالی مین نہین رہ سکتے ہر ایک کو ڈھونڈھ کر قتل کریگی ہم جانبازی کو حاضر ہین جس
شے کے نام سے نہین واقف اسکی جستجو مین قاصر ہین انہین باتون مین چار پہر گذرے صحبت عیش
برخاست ہوئی بوقت سحر اُس شیر بیشہ صاحبقران نے ارشاد فرمایا لشکر تیار ہو واسطے مقابلہ
صندل جادو کے جائینگے عمرو نے بموجب فہمایش ملک اخضر کے جواب دیا ای نور نظر ابھی تامل
کرو ہمکو بھی ایک ایک دن برابر ایک سال کے گذرتا ہی فتح طلسم صندل سے کوئی مراد نہین
مقدمہ اُسی کا ابھی تک نام نہین آیا ہی یعنی تابہ دربند مہر و ماہ جانا ہی لوح طلسم ہوشربا کا پتا
لگانا ہی بیان اس طلسم کے فتح کی کوئی صورت نہین تازہ جملہ یہ ہی کہ ہر شخص کا یہی قول ہی کہ سامان
قتل ملکہ صندل جادو مہیا کرو ہم کیا سامان مہیا کرین پروردگار مسبب الاسباب ہی ہر طرح کا
سامان مہیا کریگا یہ باتین درپیش ہین ہر شخص کو یہی تشویش ہی کہ کچھ لکے ابر آسمان پر آئے
بوندیان بھی پڑین یہ سامان دیکھکر اسد نامور کو ہوائے شکار ہوئی معشوقان گلعذار کی یاد
آئی طبیعت گھبرائی خیال مین آیا صحرا مین جاکر آہوان صحرا سے دل بہلائینگے خود بخود دل گھبراتا ہی
یہ سوچ کر خواجہ عمرو سے عرض کی کہ اگر آپکا حکم ہو تو کل واسطے شکار کے جاؤن عمرو نے کہا ای نور
نظر ہر جا جات طلسم کے فتح کیے ابھی بادشاہ طلسم سے مقابلہ ہی ایک ایک کانٹ تمہارے نام کا
دشمن ہی ہر ایک ساحر رہزن ہی دل نہین قبول کرتا کہ شکار کی مہلت دون اسد نے عرض کی

کہ خدا آپکو سلامت رکھے سوائے آپکے اور یہان کون سرپرست ہی ہر شخص بادۂ نخوت سے مست ہی کسکو خیال بندوبست ہی مین بہت جلد واپس آؤنگا عمرو نے کہا بیٹا دن ہی کو چلے آنا عرض کی ایسا ہی انتظام ہوگا اسد نامدار نے بلاکر حکم دیا بیلے قراول میر شکار بوقت سحر حاضر رہین تمام کارگذاران شاہنشاہی مصروف انتظام ہوے جسوقت عقاب بلند پرواز یعنی نیر اعظم بصد شوکت چشم براے شکار صحراے سبزہ زار فلک نیلی مین طائران شکاری کی فکر مین مصروف جستجوے شکار نمود ہوا میر شکار کرگدن ابلق لیل ونہار پر سوار ہوا ملازمان شاہنشاہی نے اسد نامدار کو بیدار کیا شاہزادہ اٹھکر عبادت خانہ مین آیا بعد فراغ نماز سرداران نامور حاضر خدمت ہوے عرض کی کہ تمام سامان شکار حاضر ہی اسد نامدار برآمد ہوے خواجہ عمرو کو خبر ہوئی کہ اسد غازی سوار ہوا چاہتے ہین آپکی زیارت کے مشتاق ہین خواجہ عمرو فوراً تشریف لائے اسد نے سلام کیا عمرو نے سر سینہ سے لگاکر فرمایا ای نور نگاہ صاحبقران ای برہم کن لشکر کافران لوح طلسمی سے بہت ہوشیار رہنا شب باش ہونیکا قصد نکرنا عرض کی انشاء اللہ ایسا ہی ہوگا ملکہ اختر وفہیم جادو و شوکت جادو وغیرہ سرداران لشکر براے رخصت اسد نامور حاضر ہوے اسد ایک ایک سے رخصت ہوا اختر نے کئی مرتبہ کہا کہ ای شہریار لوح سے بہت ہوشیار رہیے گا ملکہ صندل جادو حضور کی فکر مین ہوگی اسد نے فرمایا مصرعہ دشمن اگر قویست نگہبان قوی تر است یہ فرما کر سب ہمراہیون کو رخصت کیا اسد نامدار سامان شکار ہمراہ لیکر طرف صحرا کے روانہ ہوے ناظرین والا تمکین اس داستان حیرت بیان کو دیکھکر یقین کامل ہی کہ ضرور اس حقیر کو آفرین آفرین فرمائینگے یہ مقام لفظاً لفظاً ملاحظہ ہو مخمسہ مومن حسب حال

کہتے ہین سب کہ تم نہین بچنے کے شب تلک
دشوار ہی وصال مین ناکام جب تلک
ناداں ہین یا ساجنین کوئی سمجھائے کب تلک
مرجائے کیون نہ ہجر مین جان آکے لب تلک
ہی آرزوے بوسہ یہ پیغام اب تلک

ہر چند عمر بھر ستم ناسزا سہا
بیدادیون سے اب بھی یہ دریاے خون بہا
پر اس جفا شعار سے شرمندہ ہی سدا
کہتے ہین بیوفا مجھے مین نے جو یہ کہا
مرتے ہین لیکے تم ہی پہ جیتے ہین جب تلک

کب بزم میں میں کام ہوس یاب ہو سکا ۔ کب مجھ سے کچھ مخالفِ آداب ہو سکا
میں کیا کہ غیر بھی نہیں ہمخواب ہو سکا ۔ تسکین حسن ہی کہ نہ بیتاب ہو سکا
خلوت میں بھی کوئی طلق بے ادب تلک

بس زہر دیدہ مضطرب ای چارہ جو نہو ۔ گذرا میں ایسے جینے سے تکلیف تو نہو
جز ہجران کچھ نہیں باقی ہی سو نہو ۔ آجائے کاش موت ہی تسکین ہو نہو
ہر وقت بیقرار رہے کوئی کب تلک

بس اسکی ست ہواے دلِ بیہوش جس طرف ۔ کیا جانے تو کہ ہی نگہ لطف کس طرف
تنخواہ پھیرتی ہی بزم میں ہمیون میں جسطرف ۔ وہ چشم التفات کہان اب جو اسطرف
دیکھے کہ ہو دریغ نگاہ غضب تلک

تقدر وانِ اشک کا ہی صرف روز و شب ۔ یاقوتِ لختِ دل کا یہان خرچ ہی غضب
وہ دُر بے بہا جسے رکھین عزیز سب ۔ ایسے کریم ہم ہین کہ دیتے ہین بیطلب
پہونچا دو یہ پیام اجل جان طلب تلک

اچھا نہیں ہی عہد و وفا دشمنون سے یار ۔ کھویا تھ سے نہ مجھے ستم کش کو زینہار
ہونا پڑیگا نہ سر شتون سے شرمسار ۔ مایوس لطف سے نہ کرے دشمنی شعار
امید سے اٹھاتے ہین ہم جو رلب تلک

وہ جو یہ کہتے ہین کہ کسی سے نزل فریب ۔ ہمسایگی رشک سے جو ہین اسنے مجمل فریب
دونون طرف منتظم ہوتے ہین اب منفعل فریب ۔ یان مجھ سے بے ریا ہو نہ وان نازول فریب
شکر بجا رہا گلۂ بے سبب تلک

مومن کو دیکھو چشم میں آیا لہو اتر ۔ یہ حال تھا کہ مضطر و حیران تھے چارہ گر
کہتا تھا اک رفیق کہ ہر بار دیکھکر ۔ ایسے ہی بیقرار رہا ہی منفصل اگر
ای شیفتہ ہم آج نہیں جیتے شب تلک

نظم سعی فغانے کہ آمد عیان ۔ درین زیر پردۂ آسمان ۔ درین پردہ آواز نالم چوسے
باحوال جم یا باخوال کے ۔ شعر سخن سازے کہ معنی ساز کردہ ؛ سخن را این چنین آغاز کردہ

جبکہ نبیرہ شکار کنندۂ ہفت گاو تازن کشندۂ ہفت سیمرغ بروز مصاف امیر حمزہ بن عبد المطلب بن ہاشم بن مناف عبد یعنی ہزبر بیشۂ یکہ تازی شاہزادہ اسد بن کرب غازی مرحلہ جات طلسم صندل فتح کرکے واسطے شکار کے سمت صحرائے سبزہ زار روانہ ہوا خواجہ عمرو نے تاکید کردی ہے کہ ای نور نظر شب باش ہونے کا قصد نہ کرنا ہر مقام پر تمہارے دشمن موجود ہیں اسد نے عرض کی کہ غلام آج ہی حاضر ہوگا یہ کہکر سمند صبا رفتار پر سوار ہوکر طرف صحرائے سبزہ زار کے روانہ ہوئے بیلیون نے بڑھکر جھاڑی جھنڈی کو جھاڑا جانوران ہوائی نکلنے لگے باز و بہری وغیرہ بازداران نے رہا کیے شکار طائران ہوائی شروع ہوا بیلیے قراول کد و کاوش کر رہے ہیں حصول لطف شکار میں کوشش کر رہے ہیں مرکب صبا رفتار زیر ران باز تیہو پر چھوٹا باز نے جاکر طائر بلند پرواز کو گھیرا کیفیت صحرائے پر فضا تیہو کا گرنا باز کند سے تول کر پہونچا ادھر اسد نامدار نے گھوڑا بڑھایا دیکھا باز نے طائر کو دبوچا اسد گھوڑے سے کود کے چمکار کے باز کو چھڑایا یہی شکار سے باز نہ آیا طائر کا شکم چاک کیا جگر باز بلند پرواز کو کھلایا اسکی آنکھوں پر ٹوپی چڑھائی دوسرا جرہ چھوٹا اس نے طاؤس کو شکار کیا اپنی اپنی کارگزاری جانوروں کی تیاری بیلیے قراول دکھا رہے ہیں بیلیے اسد کو بہلا رہے ہیں کسی قدر دن چڑھا نیر اعظم بلند ہوا ساتھ والوں نے عرض کی ای شہریار خواجہ عمرو نامدار نے تاکید فرمائی ہی کہ خبردار صحرا میں شب باش ہونا اب مناسب ہو تو واپس ہوجیے اب ہوا میں گرمی پیدا ہوئی اسد نامدار نے فرمایا ایک آہو تلاش کرو شکار آہو کرلیں تو فوراً گھر چلیں ہمیں شکار طائران ہوا سے لطف نہیں ملتا ہر کارے دوڑے سامنے سے ایک گنوار چھپتا ہوا آیا عرض کی کہ گستاخ یہاں سے قریب ایک دھانوں کا کھیت ہی وہاں کئی آہو چرا میں مصروف ہیں اسد نامدار نے فرمایا بسم اللہ چہار جانب سے کھیت کو گھیر و ساتھ آٹھ جوانان صف شکن تہور شعار آزمودہ کار جرار نامدار شاہزادے کے ہمراہ ہوے کوس بھر سے ہشکر گھوڑے چڑھائے دور سے اسد نامور نے دیکھا دس بارہ جانور کھیت میں مصروف چرا ہیں مگر ایک آہو خوش چشم خوش سینگوٹیان مثل زلف محبوب شوخ مثل غنچۂ گل سفید کمر مثل کہکشان فلک پشت پر ہر نیون پر ستی کرتا پھرتا ہی اسد نے کہا اور آہوؤن کا اور سب کو اختیار ہی اسکو ہم شکار کرینگے بلکہ

جی چاہتا ہے زندہ گرفتار کرین براے نذر عقاب اوج عیاری لیچلین یہ کہکر لنگوٹ بغل مین دبائے
سناہنا ہے نیزہ کو آگے کرکے گھوڑے بڑھاے کڑاکے کی سم مرکب سے صدا بلند ہوئی آہوئے
وحشی نے کنوتیان بدلین صیاد کو کمین مین دیکھا اُس آہو پر اسد نامدار نے گھوڑا اُڑا لا آہنے
پلٹ کر طرف اِس شیر صولت کے دیکھا ناگاہ ملدی چشمان سیاہ گردش کرتی ہوئین سامنے سے
بھاگا طرارہ بھرا مرکب برق رفتار کلا ئیان مارتا ہوا عقب مین آہوے وحشی کے چلا ساتھ
والے ٹھہر گئے گرد دیکھ رہے ہین گرد معلوم ہوتی ہے مرکب طرارے بھرتا ہوا جاتا ہے وہ ہیر کال
ہرن نے رہبری کی سب ساتھ والے پیدل و سوار تھک کے ٹھہر گئے مگر یہ شیر صولت اُسکے
تعاقب مین چلا جاتا ہے دن تھوڑا سا باقی تھا کہ ایک مقام پر آہو نے کا چوکڑی بھولا اسد نے
تیر مارا آہوے وحشی گرا اسد نے گھوڑے سے کود کر اُسکو بقربانی پہونچایا اُٹھا کر شکار بند
سے باندھا پلٹ کے دیکھا کسی ساتھ والے کو اپنے قریب نہ پایا معلوم ہوا کہ راستہ فراموش
کیا ایک نخل کے سایہ مین آکر ٹھہرے اِس انتظار مین کہ شاید کوئی تلاش کرتا ہوا آئے تو اُسکے
ساتھ لشکر مین چلین ایک نخل کے سایہ مین ٹھہر کر کباب لگائے نوش فرمائے ناگاہ غزال
صحراے فلک چہارم دشت نوردی کرکے دہ کوہ مغرب مین مخفی ہوا اور باز بلند پرواز
ماہ تابان براے شکار طائران ثابت و سیارگان فلک نیلی پر سرگرم تلاش ہوا لیلاے شب
نے زلفِ عنبرین کو کھولا اب شاہزادہ ہوشیار ہوے سمجھا یقین کامل ہوا کہ شب کو جانا یہان
سے ناممکن بوقت سحر ہادی کامل رہبری کریگا لشکر ظفر اثر مین انشاء اللہ پہونچ جائینگے یہ سمجھکر
مرکب صحرا مین چھوڑ دیا وہ ہانہ اُتار دیا اب ٹہلتے ہوئے آگے بڑھے نگاہ اُٹھا کے جو دیکھا سامنے
ایک صحراے خوشگوار پر بہار جا بجا نخل سرسبز و شاداب پھلون کی آب و تاب قوت نشو و نما
کا جوش ہر نخل پھولون سے معشوق گلابی پوش گلبن کا مہکنا جگنون کا چمکنا وقت شب گلزار
فلک نے نرگس سیارگان سے آنکھین کھولین مین نظارۂ گل و ثمر مین مصروف ہواے سرد
چل رہی ہے بیچ مین اُس صحراے لالہ زار کے ایک چبوترہ سنگ مرمر سفید کا اسپر چینی کے ناندون
مین نخل مختصر گلدستے جا بجا چنے مین شاخین جھومتی ہین ہر برگ سرسبز و شاداب عشق پیچان
کو پیچ و تاب جوانان چمن کی رعنائی شاہد گل کی بلبلون سے کج ادائی پھولون سے ہر نخل

نہال خرم شاخون کا رشک ہلال تھا ہے درختون کے سبد گل زوش طائران بہار کا جوش وخروش تمام

دکھا رہی ہے مسیحا کی طرح سے اعجاز
چمن مین قوت نشو و نمائے فصل بہار

لگائے آنکھ جو بالفرض کوئی مجرم کی
یقین ہے پھر وہ نکل آئے چشم نرگس وار

ہزار نکلین پر و بال سعی نامیہ سے
عجب نہین ہے جو مرغ کباب ہو تیار

کلیم آئین چمن مین اگر پئے گلگشت
یقین ہے ید بیضا سے نکلے بلبل زار

جو اشرفی ہے گل اشرفی تو زر زرِ گل
بنے ہے رشک چمن ہر امیر کی سرکار

یہ سعی نامیہ سے ہوتے ہین ثمر پیدا
کہ قطرے شبنم تر کے ہین دانہائے انار

زبس ہے قوت نشو و نما عجب کیا ہے
کہ گرم دانہ سے پیدا اگر ہو شاخ چنار

ہزار نخل گل اُس سے چمن مین پیدا ہون
گرے زمین پہ اگر تخم اشک بلبل زار

ہوا کے فیض سے بنجائے یہ قدم کا درخت
اڑے نشانِ قدم سے اگر کسی کے غبار

ہر ایک شاخ گل افشان ہے پھلجھڑی کی طرح
ریاض دہر مین گلریز ہے نسیم بہار

انار چھٹتے ہین جسطرح سے ہو شعلہ بلند
انار سے نکل آئے یونہین درخت انار

نمو ہے پرورش طفل ذرہ مد نظر
کہ آفتاب ہے پستان کرن ہے دودھ کی دھار

بنا ہر ایک در گوش غنچۂ بلبل
وہ کون ہے جو نہین عاشق گل رخسار

ہوا اسمین فائدہ جسکا ضرر ہوا روزن
چراغ گل ہو وہین گل جو ہو چراغ مزار

ہے ایسی شرط رطوبت کہ کہتے ہین مزدور
ہم آپ آئینہ لیکر اٹھائینگے دیوار

خوشی سے پھول گیا دیکھکر یہ رنگ چمن
برنگ غنچہ شگفتہ اسد کا تھا دل زار

شاہزادے نے بند قبا کھولدیے گوشہ مین بیٹھکر سیر مین اُس صحرائے جنت نشان کی صرف ہوا دیکھا طرفہ صحرائے پرفضا کے رنگین جستین ظاہر ہوئین خیمے بارگاہین جھلکڑون پہ بار قریب اُس چبوترے کے آکر حضرت بارگاہ کو بعد اہتمام بہ تکلف تمام استادہ کیا فرش معقول بچھایا چھپرکھٹ چنگیر عطردان پاندان آکر آراستہ کیے مسند جواہر نگار آراستہ کرکے دست بستہ کھڑی ہوئین جس سے صاف ثابت تھا کہ کسی کی آمد کا انتظار ہے اب اسد نامدار کو اور زیادہ اشتیاق ہے دلسے کہتا ہے کہ کسی رئیس جلیل کی سیر کا مقام ہے

چند چوبداران زبان قطاقیان بارگاہ میں حاضر ہیں چند آگے میں صلاح کرکے چبوترے سے اترے ہیں صحرا میں ٹہلنے لگیں حسین و جمیل کمسن شوخ و شنگ مزاج میں جوانی کی امنگ کسی نے کہیں جھولا ڈالا بھرے ساون کے آنے لگے آواز دلکش آرہی ہے تانیں پڑھ رہی ہیں اسد گوش برآواز ہوا سنا کہ ایک گلعذار غنچہ دہن نے یہ اشعار گائے اشعار

دیوانہ ہوں تیرا مجھے کیا کام کروں گل	زیبائش سر کو ہے مرے داغ جنوں گل
اس گل میں نہ پایا اثر بوے محبت	سو بار سنگھائے اسے پڑھ پڑھ کے فسوں گل
سو ٹکڑے ہیں ایڑی کے برنگ گل صد برگ	کیا دشت نوردی میں کترتا ہے جنوں گل
ہے روشنی جائے دل سوز محبت	کافور تبا شمع حرم کیونکر کروں گل
پیکان تو دل دوز ہے سوفار ہے باہر	اس تیر سے ہے دل میں دروں غنچہ بروں گل

بعض نوجوانیں چالاک میاں کہ سبکا تو وقت ہے وہ دوپٹے باندھکر چشموں میں کودیں آپس میں چھینٹے اچھالتا ہو رہی صاف ثابت ہوتا ہے کہ صد ہا ستارے برج آبی میں داخل ہیں اسد نامدار ان سب کی کیفیت دیکھنے میں مصروف ہے آپس میں چہلیں ہو رہی ہیں دوڑ رہی ہیں ایک پکارتی ہے اری غنچہ دہن جا جلد سے حضور کی آمد کا وقت قریب ہے اسباب عیش و نشاط آراستہ کر دے وہ جواب دیتی ہے بھلا شمشاد کب تک اکڑتی پھریگی دار پر کھینچی جائیگی سرکشی کی سزا پائیگی شاہزادہ اسد نامدار اس ضلع جگت کی باتوں کو سنکر بیقرار ہو جاتے ہیں گلعذاروں کی باتیں رمز و کنایہ کی گھاتیں عجب کیفیت حاصل ہوتی ہے دل سے کہتے ہیں کہ اے اسد خوش نصیب ہمارے کہ اس صحرائے جنت نظیر میں گذر ہوا کسی بلند اقبال صاحب عز و جلال نے اس مقام بے نظیر کو آراستہ کیا ہے ابھی اسد نامدار دل سے یہ باتیں کر رہے ہیں کہ نقارے پر چوب پڑی چوبدار نے بڑھکر آواز لگائی نظم

ابر رحمت کا ہے سایہ ترا ای سایۂ حق	کیونکہ بے سایہ ترے ہو نہ جہاں کور دلق
کس کا مقدور کہ سر تاب ترے حکم سے ہو	جو ترا امر ہے الحق جو کہے تو اصدق
ذکر حق سے کوئی خالی نہیں تیرا ہے وہ دور	کرتا میخانہ میں ہے شیشۂ مے بھی حق حق
گل کرے نشو و نما تا یہ فیض ترا	گل جو ہو شمع سے پیدا تو گلاب و زنبق

حرف ہیبت کا ترسے کوئی زبان پر لایا		ہو گئی وقت کتابت جو زبان خامہ کی شق

یہ صداے شوکت و جلالت سنکر شاہزادہ اسد نامدار بھی سنبھل بیٹھا بہ نگاہ غور دیکھا آگے چند چوبدار
پھر دبے چند سواران زرین پوش اہتمام سواری کرتے ہوے بڑھ گئے اُسکے بعد ایک چمک ہوئی
کہ آنکھیں اسد کی جھک گئیں اب جو آنکھ کھول کر دیکھا سبحان اللہ صاف ظاہر ہوا کہ آفتاب عالمتاب
برج سے طالع ہوا یا ماہ تابان ساطع ہوا ایک شہریار عالیمقدار پشت مرکب صبا رفتار پر سوار تاج
یاقوت احمر سر پر زرہ جواہر نگار زیب جسم انور حسن مین رشک یوسف کنعان عارض سیمین پر تابان
سطوت و صولت حاشیہ بردار رعب و جلالت آئینہ دار زیادہ تر مقام حیرت یہ ہی کہ زلفین خلیلی تا بہ
جوسن آنکھین رشک دیدۂ غزال پلکین سنان جانستان ابرو خنجر بران جبین انور پر اکبر خال سبز رنگ
ہاشمی چہرۂ بے نظیر پر ظاہر چشم زدن مین سواری سامنے سے نکل گئی اسد حیران جمال و محو دیدار کھڑا
ہوا آنکھین گلشن جمال کی کر رہا ہی کئی مرتبہ قصد ہوا کہ مثل نسیم ہمراہ رکاب سعادت انتساب ہو دوڑون
قدمون کو بوسہ دون خاک پا کو توتیاے چشم بناؤن تو سعادت کونین حاصل ہو لیکن دل تردد
منزل ہو شرم و حجاب نے دامن تھام لیا عنایت پروردگار سے خود صاحب حسب و نسب پرورش
یافتہ خانہ ادب خاموش کھڑا ہی سکتہ سا ہو گیا ہی نخل کے سایہ مین ٹھہرا نگاہ غور سے جو دیکھا صاف
ظاہر ہوا کہ حمزۂ صاحبقران امیر گیتی ستان جلوہ فرما ہین صرف اتنا فرق ہی کہ سر اطہر پر خود ہوا نہین
ہی تاج یاقوتی سے سرفرازی حاصل ہی خال و خط مین قد و قامت سطوت و صولت رعب و شجاعت
کسی شی مین صاحبقران سے سر مو فرق نہین دلمین کہتا ہی اے اسد ہمارے جد عالیوقار
طلسم ہوشربا مین نہین معلوم کب تشریف لائے ہمکو نہ معلوم ہوا چھوٹے نانا جان عمرو نامدار
عاشق جمال صاحبقرانی تھے خبر نہ کی کسی عیار سردار نے کیفیت تشریف آوری نہ بتائی براے
استقبال جاتے باعزاز و اکرام بارگاہ مین لاتے یقین ہی کہ افراسیاب خانہ خراب نام نامی اسم
گرامی سنکر فرار پر قرار کرتا فوج کفار کا قدم رہ جاتا اسطرح کی دل سے باتین کر رہا ہی جب قصد کرتا ہی
آگے بڑھون شرم و حجاب مانع ہوتا ہی سر جھکائے دیکھ رہا ہی اس اثنا مین وہ تاجدار باوقار قریب
چبوترے کے آکر پشت مرکب سے اُترے اُسپر طرہ یہ کہ جب پشت مرکب سے قدم زمین پر رکھا بسم اللہ
بسم اللہ کی صدا بلند ہوئی دلمین خیال کیا کہ اے اسد اب تو یقین کامل ہوا کہ ہمارے جد عالی تبار مین

طلسم ہوش رُبا مین بیان کہان اب وہ شہریار مسند پر جاکر جلوہ فرما ہوئے اسد تو اس حیرت مین نیچے درخت
کے کھڑا تھا کہ کنیزین شوخ و شنگ جوان کی اُمنگ چاندنی رات مین گل چاندنی کے نظارے کر رہی مین صحرا
سبزہ زار مین مرکب کی طرح اٹکھیلیان ہو رہی ہین کوئی نئی روش سے سبزہ کو روندتی ہی کوئی چل بل دکھا کر
بجلی کی طرح نظرون مین کوندتی ہی یکایک ایک کی نگاہ اسد نامدار پر پڑی اُسنے کہا بوا نرگس جلد آنکھین
کھول دیکھ تو سامنے کوئی مرد وا کھڑا ہی لیکن چاند کا ٹکڑا ہی دوسری نے کہا اگر اس صحرا مین کوئی مرد آیا
تو ہمارے مالک کے حکم کے خلاف ہوا جب اس صحرا مین آنیکی تیاری ہوئی ہم لوگون پر تاکید کی کہ اول
جا کر ہر جانب دیکھ لو کسی مرد و عورت کا صحرا مین گذر نہو ہم لوگ جب آتے ہین بوٹا بوٹا پتا پتا چھان لیتے
ہین آج یہ نئی بات ہوئی سنبھل ہم سبکی ناک چوٹی کاٹی جائیگی ایک ایک سزاے معقول پائیگی اس مقدمہ مین
بڑی احتیاط ہی ہمیشہ سے حکم ملتا ہی کہ خبردار ہمارے حال سے کوئی آگاہ نہو یہ چرچا آپس مین ہو رہا ہوا اس
پانچ جادوگرنیان اس مقام پر آکر جمع ہوگئین ہر ایک کا یہی قول ہی کہ کیا غضب ہوا ایک نے کہا چلکر
گرفتار کر و کشان کشان سامنے حضور کے لیچلو اس شخص کو سزاے معقول ملیگی ساری حقیقت کھلیگی آخر
ایک ساحرہ بڑھی سامنے آکر آواز دی او شخص غضب کیا تو نے کہ مقام شاہنشاہی پر آکر ٹھہرا اور سبھون کی
آنکھون سے دیکھ رہا ہی تجھکو شرم و حجاب نہین یہ طرز خلاف ناظرین رہے کہ لوح طلسم صندل گلے مین
اسد کے پڑی ہی ساحرون نے بڑھکر سحر کیا اسد پر لوح محفوظ کے سبب سے تاثیر نہوا سحر کرنیوالے سمجھے
کہ یہ سحر مین پھنس گیا چاہا ہاتھ بڑھا کر کھینچلین اسد نے جھلا کر ایک طمانچہ مارا سر اُسکا چنبر گردن سے
اڑ گیا اُس جادوگرنی کے مرتے ہی اُسکی ساتھ والیان دوڑ پڑین چاہین کہ لپٹ جائین لیکن کسی
نے آتش کا دانہ پھینکا کسی نے ترنج زر کسی نے گولہ اچھالا تیر گرے شعلے بھڑکے مگر جسم پر اسد غازی
کے کسی شے نے تاثیر نہ کی غصہ مین شاہزادہ اسد نے جسکو ہاتھ تلوار کا مارا اُسکے دو ٹکڑے ہوے
ایک چشم زدن مین بہت سی جادوگرنیان قتل ہوگئین ہنگامہ گیر و دار بلند ہوا وہ تاجدار عالیوقار
جو مسند جواہر نگار پر جلوہ فرما تھے صداے ہا ہو جو اُن شہریار کے گوش زد ہوئی مصاحبون سے
فرمایا دیکھو یہ کیا ہنگامہ ہی اسد نامدار نے جب دو چار جادوگرنیون کو قتل کیا اور سحر نے اُنکے اُنپر
تاثیر نہ کی یا تو شاہزادہ اسد نامدار کو گھیرے ہوئے تھین اب اروباہ صفت سامنے سے فرار کیا
شاہزادہ اسد قتل کرتا ہوا چلا وہ پلٹ پلٹ کر سحر کرتی ہین شاہزادہ اسد جھپٹ کر مثل شیر نر

جاپہنچتے ہیں جم کر ڈٹتے ہیں غصہ بڑھتا جاتا ہی بہرام فلک تھراتا ہی اس اثنا میں چند کنیزیں بدحواس عالم یاس کا ہتی تھراتی سامنے اس شہریار باوقار کے آکر چلاتی ہوئی دوہائی ہی حضور کی اس شیر بیشہ جرأت نے قبضہ پر ہاتھ رکھکر فرمایا خیر تو ہی یہ کیا سحر کنیزوں نے عرض کی ای شاہنشاہ گردون بارگاہ وای صاحب دولت وجاہ ای یوسف کنعان شوکت وای تاجدار اقلیم جلالت ہمیشہ اس صحرا سے پرفضا میں حضور تشریف لاتے ہیں حکم ہم سب پر صادر ہو چکا ہی کہ اس صحرا سے سبزہ زار میں مرد یا عورت اغیار سے نہ آنے پائے شاہنشاہ کو اپنی پردہ پوشی کا بڑا خیال ہی لہذا آج ایک شخص اجنبی مگر مشابہ بصورت حضور حسین وجمیل صاحب سطوت وشوکت ماہ رخسار سرو قامت یہاں آکر ایک گوشہ میں ٹھہرا تھا محفل عیش منزل شاہنشاہی کو بہ نگاہ غور دیکھ رہا تھا کنیزان شاہنشاہی مانع ہوئیں اسنے اصرار کیا آخر ہم لوگوں نے سحر کیا اس نوجوان پر سحر تاثیر نہیں کرتا بہت سی کنیزان سرکاری قتل ہوئیں وہ شیر دلیر ہمارے روکے سے نہیں رکتا حضور کی صورت سے صورت تو بہت ملتی ہی مگر سن میں البتہ فرق ہی ماشاءاللہ حضور کا سن شریف زیادہ ہی اس جوان کا سن ابھی کم ہی مگر شعلۂ آتش ہی نہایت ہی سرکش ہی ہمکو بڑی حیرت ہی کہ سحر اسپر تاثیر نہیں کرتا وہ شہریار ان باتوں کو سنکر مسکرائے کہ یکایک سامنے سے ہنگامہ ہوا کان میں آواز آئی نعرۂ اسد

اسد شہسوارم گرو در جنگ	بدرم دل شیر و چرم پلنگ	شہنشاہ نام آور و کامران
اسد شیر دل ابن صاحبقران		

ان شاہنشاہ عالیوقار نے سر اٹھا کر اسد نامدار کو دیکھا نگاہ لگی چار آنکھیں ہوئیں پکار کر فرمایا ای شیر بیشہ جرأت وہمت ای یکہ تاز میدان جلالت ان کنیزوں نے کیا خطا کی ہی جو آپ قتل کرتے ہیں انپر غصہ بیکار ہی اسد نامدار کی آنکھ جو اس شہریار سے چار ہوئی رعب وداب سطوت وصولت شاہنشاہی دیکھکر اسد ایسے سرکش نے جھک کر سلام کیا وہ شہریار جواب سلام دیکر چبوترے سے اتر آئے فرمایا کہ تشریف لائیے اسقدر غصہ نہ فرمائیے نظم

کیا دل میں ارادہ ہی جو باندھے کمر آئے
کب سر گئے سے فرصت جو یہان نامہ بر آئے
نکلے نہ سلامت ترے کوچہ سے کبھی ہم
کیا غم ہی اگر جان گئی خیر بلا سے

بیطور ہیں طور تمھارے نظر آئے
کچھ اور خبر جائیگی جب تک خبر آئے
کچھ دے ہی گئے سر پہ بلا جب ادھر آئے
ہم خوش ہیں کہ خالی نہ پھرے کچھ تو کر آئے

تم زلف کو کھولو کہ سحر ہونے نپاسے — جب تک کہ شب وصل کی شام دگر آئے
اغیار ہمیں بادۂ گلرنگ پلائین — آنکھون مین لہو کیون نہ ہماری اتر آئے
قاتل نہ رہے حاجتِ تکلیف دوبارا — سر پر جو پڑے ہاتھ کمر تک اتر آئے
کی سیر جو اس زندگیِ چند نفس مین — دنیا کے تماشے مجھے کیا کیا نظر آئے
ہر ایک پہ قاتل کی عنایت تھی برابر — دنیا سے مرے ساتھ بہت ہمسفر آئے

اسد غازی رعب وداب وجلالت دیکھکر اسقدر مرعوب ہوا کہ آنکھ چار نہوسکی سر جھکا لیا ابتک آنکھین اسد غازی کی یہی اشارے کرتی ہین کہ زلزلۂ آفاق ثانی سلیمان صاحبقران زمان ہین کچھ لباس مین تو البتہ فرق ہا یا دل خود بخود گھبرایا جوشش محبت مین یہ اشعار زبان پر جاری ہوے

نظم

در پردہ بہانا ز سزاوار تو باشد — کو دیدہ کہ او قابل دیدار تو باشد
یوسف چو بجز مہرہ ببازار بہ ارزد — آنکس نہ خرد ہر کہ خریدار تو باشد
در آئینۂ مہر بچشم ہمہ ذرات — پیداست کہ عکس سہ رخسار تو باشد
دل دارم و جان دارم و دین دارم و ایمان — از من بہ ستان آنچہ کہ در کار تو باشد
بودن پئے آزار دل ما بتو آسان — غیر از نگہ لطف کہ دشوار تو باشد
کوشش بشناسد بجان این دو صدا را — آنکس کہ دلش محرم اسرار تو باشد
گر بانگ صلوٰۃ است وگر نالۂ ناقوس — این زمزمۂ مرغ گرفتار تو باشد
جان و دل و دین در تن زارم نہ عزیز است — چیزیست کہ این ہم ہمہ ایثار تو باشد

اُس تاجدار نے بے اختیار ہاتھ تھام لیا اسد نامدار جھکا کہ مین قدمبوس ہون اُس شہریار عالیوقار نے سر کو بمحبت وشفقت سینہ سے لگایا اب اسد نے قریب سے بخوبی دیکھا کہ صاحبقران تو نہین لیکن تمام اعضا بلکہ سارا نقشہ مشابہ صاحبقران ہی علمشاہ سے مشابہ بدیع الزمان کے ہمصورت صاحبِ سطوت وصولت لیاقت جرأت چہرے سے پیدا آثار جلالت بات بات سے ہویدا اسد غازی سراپا کو دیکھکر دنگ ہوگئے اُس شہریار نے قریب اسد کو جگہہ دی لیکن وہ بھی سر جھکائے اسد نامدار بھی شرمائے ہوے مگر وہ صاحبان عالیمقام اپنی جگہ سے اُٹھے

جام لبریز کر کے سامنے اسد نامدار کے پیش کیا عرض کی اے شہریار نوش فرمائیے بیان سب آپ کے ہم مذہب و ہم مشرب ہین اسد نے اُن لوگون کو کچھ جواب نہ دیا لیکن اُن تاجدار عالیوقار سے بصد لجاجت عرض کی امیدوار ہون کہ نام نامی و اسم گرامی اپنا ارشاد فرمائیے اِس صحرا مین تشریف رکھنے کا کیا سبب ہی جیسے ہی اسد نے نام نامی پوچھا اُنکے منھ پر ہوائیان اُڑنے لگین رنگ زرد متغیر سر جھکا کر فرمایا اے شیر بیشۂ صاحبقرانی تم اپنے حالات سے پہلے آگاہ کرو ہمارا بھی نام معلوم ہو جائیگا تم خاطر جمع رکھو فقرۂ ہی یک داستان جز یار مگو با حال گل بر بلبل بستان سرا مگوے اول کیفیت مزاج زلزلۂ قاف ثانی سلیمان ظاہر کرو کہ مزاج اقدس کیسا ہی دوسرے تمھارے والد نامدار کا کیا نام نامی ہی رستم بیابین علم شاہ نوجوان نور نگاہ صاحبقران کس کیفیت مین ہین اسد غازی نے سر جھکا کر عرض کی آپ تو اُنکیان لشکر صاحبقران سے بخوبی ماہر ہین ایک ایک کا نام جانتے ہین ہر ایک شخص کو بخوبی پہچانتے ہین اسد غازی نے یہ کلمہ جو کہا اُن تاجدار کی آنکھون سے اشکون کا دریا جاری ہوا روتے روتے ہچکی لگ گئی فرمایا اے شیر بیشۂ جرأت پہلے اپنے حسب و نسب سے آگاہ کرو مین کیا کہون دل مین ناسور ہی قلب ناصبور ہی رنج اُٹھانے کی طاقت نہین بڑے بڑے بار غم و الم اُٹھائے اب تاب صبر و جبر نہین باقی رہی جو کچھ آنکھون سے دیکھا اُسکا زبان سے کہنا دشوار ہی رنج و راحت سب بیکار ہی بقول شاعر نظم

از نصیب کی برگشتگی کا سر مین ہی
نہ چین دشت مین مجھکو ملا نہ گھر مین ہی

خیالِ دوست نے آنکھون کو روشنی بخشی
سدا وہ چاند سا مکھڑا مری نظر مین ہی

بتون کے عشق نے پتھر بنا دیا مجھکو
نشان یہ سوز شالِ شرر جگر مین ہی

صفائے حسن چھپائے سے چھپ نہین سکتا
نظر پہ چڑھ گیا آئینہ گو کہ گھر مین ہی

اِس سوز و گداز سے یہ اشعار اُن تاجدار نے پڑھے کہ اسد شیر دل نے دل تھام لیا اور دست بستہ عرض کی حضور آپکے کلام مین کیا تاثیر ہی ایک ایک کلمہ شمشیر و تیر ہی میرے حسب و نسب کی کیفیت حضور کو نہین معلوم قبۂ دین ستون اسلام کرب نامدار سے حضور واقف ہین اسد نے یہ جو نام لیا وہ تاجدار مثل گل شگفتہ ہو گئے فرمایا دہ شیر نظر کردہ بزرگان دین جلادت آئین صاحب جرأت و لیاقت سرکوب سکندر رن ہیکلان عاد مغرلی اُنکو اہل اسلام بخوبی پہچانتے ہین اے

شاہزادے نے تعین کیا سلسلہ ہی اسد نے کہا میرے والد نامدار ہین یہ سنکر وہ تاجدار اسد نامدار سے
لپٹ کر اسقدر روے کہ قریب تھا غش آجاوے مصاحبون نے سنبھالا بعد عرصہ دراز کلام کرنے کے
لایق ہونے فرمایا ای فرزند مادر مہربان تمھاری کس خاندان سے ہین اسد نامدار نے خلیفہ صاحب جلوہ
دیا مادر مہربان میری صاحب توقیر ملکہ زبیدہ شیر گیر دختر بلند صاحبقران زمان ہمشیرہ شاہزادہ
بدیع الزمان کو صاحبقران نے ہمراہ میرے والد ماجد کے تزویج فرمایا پروردگار نے یہ حسب ونسب
مجھکو مرحمت کیا جد عالی تبار میرے شہنشاہ قلعہ تنگ سرو اکل نانا میرے صاحبقران زمان
داماد نوشیروان ہین حقیر کو شہسوار عرصہ یکتازی اسد بن کرب غازی کہتے ہین عرصہ دراز سے
طلسم ہوش ربا مین داخل ہوا افراسیاب نے گنبد نور پر قید کیا ماموں جان میرے بدیع الزمان
گرد لشکر شکن اس طلسم مین قید ہوکر آئے اُنکے رہا کرنیکو مین بھی آیا خواجہ عمرو نے عیاریان کرکے
ہمکو گنبد نور سے رہا کیا ای شہریار اب بیخ کی تلاش مین سرگردان حیران و پریشان یہان تک
تقدیر نے پہونچایا یہ طلسم صندل حاصل کی مرحلہ جات فتح ہوے سب سے زیادہ ایک مشکل درپیش
ہو آپ سے نیاز مند کو بڑا پس و پیش ہے ہر شخص یہی کہتا ہو سامان قتل صندل جادو مہیا کرو یہ امر
سمجھ مین نہین آتا سامان قتل ملکہ صندل جادو کیا چیز ہو آن بزرگوار نے فرمایا یہ سب سامان
پروردگار مہیا کردیگا مگر ای فرزند بلسے خدا کچھ حال خیریت مآل رستم پیلتن و پیلکن کشندہ
قویل ہندی و دو ویل ہندی کشندہ کپتیان فرنگی سرفتنہ ملک زنگستان نور نگاہ ایرکیتی
ستان ہمارے سامنے بیان کرو اُنکے احوال خیریت مآل کے بہت مشتاق ہین اسد غازی نے
کہا آپ اپنا تو نام نامی بتایئے سر جھکا کر فرمایا گمنام کا کیا نام غریب الوطن بادیہ پیماے دشت رنج
و محن بلاے مصیبت مین گرفتار نہ یار نہ غمگسار ایسے کا نام ونشان دریافت کرنے سے کیا فائدہ
تمکو بھی مفت مین ملال ہوگا بات مین بات زنگاور رستم کی کیفیت ظاہر کرو مثل علمشاہ نوجوان
کے لشکر صاحبقران مین کوئی شیر دلیر نہین ہے تمھارے ہی والد نامدار رستم حالیو فارسین لشکر
اسلام ہے شاید یہ ذکر تمنے بھی سنا ہوگا داراے ہندوند حور بن سعدان عشق مہران فیل زور
مین مبتلا ہوے اور بختک وزیر نوشیروان نے بہکاکے بادشاہ و لشکر اسلام سے فساد کرایا
اسوقت صاحبقران زمان و خواجہ عمرو ہاتھ سے ہومان بن بادبہ کے بہمن ملکہ صلصل جادو ملک

دمشق مین قتل ہوے تھے ایسے وقت مین لندھور بن سعدان کا بگڑ کر جدا ہونا اسوقت مین سواے رستم و
کرب کے کون تھا کہ اُس بلا کو ٹال سکے۔ بن ہیکلان عاد سفر مل چونسٹھ لاکھ فوج سے مقابلہ مین تھا
لشکر نوشیروان کرور سوار کا تمام دنیا دشمن عالم عالم برہم عجب وقت مصیبت تھا بقول شاعر فرد دنگی
مین جبکہ ہر ایک سے بگڑ گئی * زنجیر اول در دتھی وہ پانون پڑ گئی * نور نگاہ صاحبقران علمشاہ نوجوان
نے لندھور بن سعدان کو مع فیل میمونہ مبارک و گرز خودی مردی میدان جنگ کو مین شیرانہ
دست زبردست پر اُٹھا لیا تمام عالم نے دیکھا کہ اس پہاڑ کو اٹھا کے لیچلے کرشن قویل ہندی = دیل
ہندی دریاے جنگ کو مین مارین مگر اسوقت صاحبقران زمان تمھارے والد نامدار ملک دمشق
فتح کرکے تشریف لائے آنکھون سے دیکھا اور عمرو نے آواز دی یا صاحبقران دیکھو رستم نے لندھور
بن سعدان کو مع فیل میمونہ و گرز گران سنگ اُٹھا لیا اور لیے جاتا ہی جلد جا کر ہندی کو بچائیے ادہر
تو صاحبقران نے نعرہ کیا اُدہر لندھور نے لنگر مارا ہی نور نظر علمشاہ کے گردے پھٹ گئے گر کر
بیہوش ہوے لندھور خوف سے صاحبقران کے بھاگ کر لشکر سکندر مین جا کر چھپا صاحبقران
لاش رستم پر آئے اسوقت ایک قیامت بپا تھی جوانی پر رستم کی نخل ہو رہے تھے برگ کف افسوس
ملتے تھے دشمنون کو بھی قلق تھا ہر جا در کانم سے کلیجہ شق تھا لیکن خداوند کریم نے اپنا فضل شریک
حال کیا بزرگان دین اُس کشاکش مین تشریف لائے دست حق پرست اپنا جسم پر رستم کے پھیرا
صحت پائی اچھا انشاء اللہ ریش اقدس سفید ہوئی ہوگی یہ حالات سنکر دل مین اپنے اسد غازی
کہتا ہی کہ یہ اُس زمانہ کی کیفیت بیان کر رہے ہین کہ میرا نشان بھی نہ تھا مگر صاف ظاہر ہی کہ لشکر
اسلام کے بڑے واقف کار ہین گویا معرکے انھین کے سامنے گذرے ہین ضبط کر کے اسد نے
جواب دیا اے شہریار پروردگار نے نسل مین رستم کی بڑی ترقی عطا فرمائی ہی اُنکے دو فرزند ایک
شاہزادہ عمرو بن رستم کہ اُنکا سلسلہ پیدائش ملک زنگستان مین ہوا آلا گرد زنگی کی دختر ملکہ سیمینہ
ماہ پیکر سے عشق ہوا اُنکے بطن سے عمرو بن رستم پیدا ہوے جب اسد نے نام ملک زنگستان
کا لیا وہ شہریار بہت روے کہا زنگستان کا تو حال ہمکو بخوبی معلوم ہی بڑی قیامت کی لڑائی پڑی
تھی کسی وقت انشاء اللہ ذکر کرینگے ہان یہ بتلاؤ کہ دوسری کوئی اولاد رستم کے ہی اسد نے کہا اے
شہریار عمرو بن رستم تو ہمیشہ علیل رہتے ہین شہریار خاور کی شاہزادی ملکہ خورشید خاوری ہمشیرہ

قیماس خان رستم کے عقد مین آئی اُسکے بطن سے شاہزادہ ملک قاسم موسوم بہ خاور سپاہ صاحب عز و جاہ پیدا ہوے جنھون نے نو برس کے سن مین طلسم افراسیاب فتح کیا علمشاہ فیہ جو چچا تھے اُنکو چھڑایا طلسم مین خون کا دریا بہایا اُنکے نام سے کفار کانپتے تھے فاتح ملک سبحان و باختر لقب ہی قاسم کا نور نظر یعنے نبیرۂ رستم ایرج نوجوان اُسنے تو بہت بڑی لیاقت حاصل کی گیارہ برس ملک باختر مین لڑا کافرون سے معرکہ پڑا صدہا ملک فتح کیے اب اِس زمانے مین لشکر صاحبقران کا نام ایرج و نورالدہر کی شجاعت سے مشہور ہی نورالدہر فرزند دلبند شاہزادہ بدیع الزمان و نور نگاہ خاور سپاہ ایرج نوجوان جون جون اسد جرأت و شوکت ایرج و نورالدہر کا ذکر کرتا ہی آن شہریار عالیوقار کا چہرہ خوشی سے سرخ ہوتا جاتا ہی مگر فرماتے ہین ایرج و نورالدہر و قاسم وغیرہ کا حال ہمکو بخوبی نہین معلوم سکندر کی لڑائیان بجنبہٖ یاد ہین بعد فتح ہونے مغرب کے ہمکو نہ دریافت ہوا کہ لشکر صاحبقران پر کیا گذری پچیس برس کا زمانہ ہوا دشت نوردی بادیہ پیمائی مصائب غربت کا سامنا ہی کون پوچھنے والا ہی غریب الوطن آوارۂ دشت رنج و محن گمنام دل ریش ناکام کی کون خبر لیتا ہی یہ فرما کر تاج سر سے اُتار دست دعا بدرگاہ واہب العطایا بلند کیے رو رو کر یہ اشعار پڑھے اشعار

گدا تیرے در کا جو یارب ہوا — بر آئی مراد اسکا مطلب ہوا — بھلا کون تجھسے نہین فیض یاب
دعا سکی تونے نکی مستجاب — ہوا جو طلبگار قرب حضور — کیا اسکو تونے نہ رحمت سے دور
عنایت کرم لطف کیا بات ہی — کہ رزاق مطلق تری ذات ہی — برابر ترے کوئی دانا نہین
سوا تیرے کوئی توانا نہین — ترا حکم نافذ ہی پروردگار — قضا تیری پھرتی نہین زینہار
نہین دخل تغییر و تبدیل کا — جو کچھ لکھ گیا لکھ گیا لکھ گیا — عطا پاش اول مین آخر مین تو
خطا پوش ظاہر مین باطن مین تو — ترے تابع حکم ہین خاص و عام — نہین کوئی دم مارنے کا مقام
جو گمراہ سارے زمانے کا ہی — جو آئے تو پھر حکم آنے کا ہی — برابر نظر دشمن و دوست پر
نہین منحصر مغز پر پوست پر — تو ہیچ سر انجام میرا نہین — خطا کے سوا کام میرا نہین
شکستہ سفینہ سو گرداب مین — مین کشتی نشین عالم خواب مین — فلک تیغ آفت نکالے ہوے
مین غفلت مین گردن کو ڈالے ہوے — عدو کا نامرا ہی کہان ای قدیر — مگر رحمت خاص ہو دستگیر

سوا تیرے کس سے میں چاہوں پناہ
نہیں کوئی بندے کا تیرے سوا

کوئی اور معبود ہی لا الہ
سوا تیرے ہی کون پروردگار

میں بندہ ہوں تیرا اور تو خدا
کرم کر کہ ہوں تجھ سے امیدوار

اے کریم کارساز و اے مالک بندہ نوازی اے باغبان قضا و قدر اے حاکم بحر و بر اس باغ پر بہار لشکر صاحبقران میں کبھی باد خزان نہ چلے ہر ایک غنچہ و گل سرسبز و شاداب رہے جن شیروں کے تونے نام لیے پروردگار انکو سلامت باکرامت رکھے نام صاحبقرانی مثل آفتاب عالمتاب روشن رہے اسد ان باتوں کو سنکر دامن سے لپٹ گیا کہا حضور نے یہ جملے مجھے سنے خود ہی بہت کچھ ارشاد فرمایا یہ عمل میری سمجھ میں نہ آیا صاف صاف نام نامی اسم گرامی بتائیے جن بزرگ کے میرے والد نامدار نظر کردہ ہیں اس گنہگار پر بھی انہیں کی نظر پڑی سعادت کونین حاصل ہوئی انہیں بزرگوار صاحب اقتدار کی قسم کھاتا ہوں ان جملے حوالوں کو میں نہ مانونگا بے نام نامی دریافت کیے دامن دولت نہ چھوڑونگا یہ بھی ظاہر ہوا کہ آپ اہل اسلام ہیں میری تکلیف گوارہ نہ کرینگے اگر میری رائے کے خلاف ہوا سر اپنا قدموں پر نثار کرونگا نظم

عذاب رگ لحد کا فشار باقی ہے
بڑی بڑی خلش روزگار باقی ہے
جلاد دیکھیگا دو چار روز میں تن سر

ہمارے بعد تمہیں اختیار باقی ہے
گر بیچ کے تازہ خریدار گرم جوش مجھے
بازار ہے نگاہ اجل فروش مجھے

لحاظ بیخبری ہے اُٹھا میں سر کیونکر
بہت دنوں سے نہیں التفات ہوش مجھے
یہ کہکر اسد دلاور نے تلوار

نیام انتقام سے نکالی اُسوقت عجب طرح کی صحبت ہے تمام مصاحبان والا مقام و رئیسان عظام گفتگوے اسد نامدار و کلام تاجدار عالیوقار سن رہے ہیں کسیکی مجال نہیں کہ منہہ سے بولے یا بات کا جواب دے سکے ہر ایک حیران ایک ایک سے آپس میں اشارے ہیں یارو آج تو بڑے بڑے پتے کھل رہے ہیں لشکر صاحبقران میں بڑے بڑے شیر ہیں سنا تھے کیسے کیسے دلیر ہیں فرزند صاحبقران کی کیفیت دریافت ہوئی لندھور ایسے پہلوان عالیشان کو مع فیل میمونہ اُٹھایا ماشاءاللہ یہ زور و قوت یہ طاقت و شجاعت اسی باغ پر بہار کے تو ہمارے شہریار پھول ہیں اسی بیشے کے شیر اسی چمن کے شمشاد ہیں لیکن جب اسد نامدار نے دامن تھام کر عرض کی کہ حضور جنکا نظر کردہ ہوں اُنکی قسم کھاتا ہوں اگر اب حضور مفصل اسم گرامی نہ بتلائینگے تو تلوار کو گلے پر پھیر لونگا اُسوقت اُن تاجدار باوقار کو کچھ نہ بن پڑا ہر چند پہلو تہی کی مگر سامنے اسد نامدار کے چارہ نہوا

رفقا نے دیکھا کہ آن شہریار نے بیقرار ہوکر گلے مین اسد کے ہاتھ ڈالدیے چیخ مار کر روئے فرمایا ای اسد نامدار و ای نبیرۂ صاحبقران عالیوقار اپنے والد بزرگوار سے تمنے ذکر سنا ہوگا کہ صاحبقران کا ایک غلام ناکام قباد شہریار نام بطن سے ملکہ مہر نگار دختر نوشیروان کے پیدا ہوا وہ مین ہی بدنصیب ہون اسد نے کہا ای شہریار مین نے اپنے قبلہ وکعبہ سے اس حال پر ملال کو مفصل سنا کہ جس شبکو قباد شہریار کی شادی ہوئی دوسری شبکو گلیم گوش ملعون نے انکا سر کاٹا جس غم مین صاحبقران فقیر ہوے تمام سردار گرفتار رنج و بلا رہے اہل اسلام نے بڑے بڑے رنج وملال سے ملکہ مہر نگار نے جام زہر پیکر جان دی پھر آپ کیونکر بچے گلیم گوش نے سبکو قتل کیا قباد شہریار نے فرمایا ای نور نظر اب اسکو نہ پوچھو قلب تھراتا ہی کلیجہ منھ کو آتا ہی ہماری یہ کیفیت ہی کہ شبکو شادی ہوئی وقت سحر براے غسل حمام مین گیا وہان آئینہ پر نگاہ پڑی اپنے جمال بیمثال کو دیکھکر آپ محو ہوگیا حال ناپایدار ی دنیا سب قلب پر آئینہ ہوا دل سے صدا آئی کہ یہ صورت ایکدن خاک مین ملجائیگی تمال قبر مین کون ساتھ جائیگا یہ سارا جاہ وجلال فوج ولشکر یہان پر رہجائیگا وہان پر پرسش اعمال ہوگی تخت وتاج کام نہ آئیگا یہ خیال کرکے مین روتا ہوا بارگاہ سلیمانی مین آیا صاحبقران زمان علمشاہ نوجوان نے گلے سے لگایا دلدہی کرکے پوچھا خیر تو ہی مین اسقدر بیقرار تھا رونے کا جوش ظاہر مین ہوشیار مگر بیہوش حال دل مفصل نہ کہسکتا تھا میرے رونے پر کل اہالیان دربار کوسکتا تھا آخر ضبط کرکے مین نے کہا ای قبلہ وکعبہ مجھے ایکطرح آرام ہی لشکر عبرت لے گیا ہی موت آنکھون کے سامنے پھر رہی ہی مین نے سلطنت کی کیونکر کہون کہ عدالت کی مین چاہتا ہون شربت بنایا جاوے اپنے ہاتھ سے ایک ایک جام سبکو پلاؤن سب صاحبون سے اپنی خطا معاف کراؤن والد نامدار و برادران عالیوقار حیران ہوکر کہنے لگے بیٹا ابھی سن تمھارا کیا ہی تمھاری ان باتون سے میرا کلیجہ پھٹتا ہی جب مین نے بہت کد کی چونکہ میری خاطر سبکو عزیز تھی شربت تیار ہوا پہلے جام ہاتھ مین لیکر سامنے صاحبقران کے آیا دست بستہ عرض کی قبلہ وکعبہ جام نوش کیجیے جو مجھسے بے ادبی ہوئی ہو اسکو بحل معاف فرمایئے زندگی کا کیا بھروسا ان باتون پر میری قبلہ وکعبہ نے اپنا منھ پھیر لیا فرمایا ای نور نظر کیا مجھے تباہ کروگے مین نے عرض کی حضور یہ دنیاے ناپایدار ہی زندگی کا کیا اعتبار ہی صاحبقران کو روتے روتے غش آگیا مگر مین نے ہوشیار کرکے جام پلایا اسی طرح

روتا ہوا سامنے برادر علمشاہ کے آیا علمشاہ نے کمر تھام لی فرمایا اے بھائی قباد ایسے کلمات نہ کہو کلیجہ پر چھریان چل رہی ہین ابھی تو لطف شادی بھی تمنے نہین اُٹھایا ایسی باتین زبان سے نکالو مین نے کہا بھائی جو میری خاطر منظور ہے یہ لیکے جام نوش کرو کہ تمنے خطا معاف کی اے اسد نامدار اُسوقت دربار مین وہ شور گریہ وزاری بلند ہوا کہ صاف ظاہر ہوتا تھا کہ کسی جوان کا جنازہ نکلنے کو ہے تا شام مین نے ایک ایک شخص سے خطا معاف کرائی بوقت شام تخت شاہی پر آکر بیٹھا بیٹھتے ہی بیہوش ہوگیا صاحبقران نے حکم دیا کہ شہریار نے آرام کیا ہے خبردار کوئی بات نہ کرے سب اپنے اپنے مقام پر چلے ناگاہ ملکہ عجائب جادو رہنے والی طلسم ہوشربا کی آسمان پر اُڑتی ہوئی جاتی تھی مجھکو دیکھکر عاشق ہوئی زمین پر اُتری میری شکل کا ایک آدمی بناکر ڈالدیا مجھکو اُٹھا کر لے آئی اُسی وقت گلیم گوش عیار طرفسے نوشیروان کے آیا اور اُس شخص کا جو میرا ہم صورت تھا سر کاٹ لیا اور وہ سر لیکر نکل گیا یہان بعد تھوڑے عرصہ کے ہڑبڑا ہوا لاش ہماری دیکھکر قیامت برپا ہوئی مان کی آنکھون کا تارا گھر کا اُجالا باپ کا راج دلارا بھائیون کا قوت بازو زینت پہلو یقین ہے سب نے غم کیا ہوگا عجب حال ہوا ہوگا پھر ہمکو نہین معلوم کہ لشکر ظفر شکوہ مین کیا گذری اپنا حال کیا کہین نظم

یاس ہوکر کیہ دونون ہم چشم بسمل مین رہے
داغ بنکر ہم دونون دامان قاتل مین رہے

اُنکے شکوے طعنے بے سود اقرار دروغ
جو ہمارے منھ سے نکلے سب مرے دل مین رہے

خاطر گل عاشقون کو تھی جو منظور مزاج
بے اثر ہوکر اثر شور عنادل مین رہے

انکو نیند آئی نہ اپنی آنکھ جھپکی ایکدم
ذکر ہوکر بات بھر ارباب محفل مین رہے

سادہ روحی دیکھنا وعدہ جو فرمانے کیا
تاسحر ہم انتظار عہد باطل مین رہے

کثرت تکلیف سے ہم آپ نالے ہوگئے
لب پہ آئے یا کبھی بیمار کے دل مین رہے

خنجر قاتل کی ایذا تھین اجل کی سختیان
روح بسمل کی طرح ہر وقت مشکل مین رہے

اشک ناطاقت کی صورت ہر قدم پر گر پڑے
وہ مسافر تھے کبھی آکر نہ منزل مین رہے

خوب ہی سوجھی احبا آفرین ہمکو کہو
ہم خیال یار بنکر یار کے دل مین رہے

مہر بیجا محبت بے سود تقریر فضول
جوش کس کس کے مزاج مرد جاہل مین رہے

تیرہ بختی ہی نے دکھائے ہمین آخر فروغ
نام آزادی زبان پر آگیا تھا اسلئے
خشم ناصح طعنۂ احباب تکلیف فراق
دیدۂ گریان کی عزت کسقدر رونے کی
نقش کی ایسے نے نقشہ دگرگون کر دیا

داغ ہو کر ہم کنار ماہ کامل مین رہے
پانون سیر سے مدتون قید سلاسل مین رہے
زندگی جب تک رہی کیا کیا قلق دلمین رہے
اشک جو ٹپکے رہے دامان ساحل مین رہے
تا فراق روح و تن ہم فکر غافل مین رہے

ای نور نظر و ای پارۂ جگر تم نے بڑا کام کیا یہ صاحبزادے صاحبزادیان ہمارے بعد پیدا ہوئین
ہم نہین سمجھے کہ ملکہ زبیدہ شیر گیر کسکا نام ہے ایرج و نور الدہر کو ہم کیا جانین البتہ بھائی علمشاہ
اور بھائی والد نامدار سے ماہر ہین ملکہ عجایب جادو نہایت خاطر کرتی رہین مثل کنیزان بہتر آٹھ پہر
مصروف خدمتگذاری رہتی ہین اس صحرا کو مقام سیر قرار دیا ہے اکثر یہان آکر ٹھہرتی رہین یہ جو
قباد شہریار نے فرمایا اسد نامدار ماموں جان کہکر لپٹ گیا وہ نور نظر لخت جگر کہکر سینہ سے لپٹائے
تھے یہ ماموں جان کہکے قدموں کو بوسہ دیتے تھے آخر دونوں شہریار روتے روتے بیہوش ہوگئے
مصاحبوں نے بڑھکر گلاب کیوڑا منھ پر چھڑکا ہوشیار کیا اسد نامدار کو قباد شہریار نے پہلو مین
جگہ دی کہ یکایک سامنے سے کنیزین دوڑی ہوئی آئین عرض کی ای شہریار ملکہ عجائب جادو
تشریف لاتی ہین ابتو اسد نہایت گستاخ ہین دیکھا سامنے سے ایک ہوادار پہ شہزادی ماہ رخسار
سرو قد آنکھین نرگس شہلا رعب سلطنت چہرے سے ہویدا بارہ سو کنیزان زرین پوش ہمراہ سواری
اہتمام کرتی ہوئی آکے پہونچین مگر وزیر زادی نے ملکہ عجائب جادو سے عرض کی کہ حضور آج
شہریار کے بھانجے تشریف لائے ہین ملکہ عجائب جادو گھبرا گئی ایک ایک سے پوچھنے لگی کہ بھانجا
کیونکر آئے وزیر زادی نے ہاتھ باندھکر عرض کی حضور شہریار شکار کو نکلے تھے راہ بھٹک کر ادھر
آگئے جب سے آئے ہین حضور سے لشکر اسلام کی باتین ہو رہی ہین بھائیون عزیزون کا ذکر دریافت
فرماکے روتے ہین اور یہ شیر گیر اسد غازی فتاح طلسم ہوش ربا ہے کئی سال سے اتنے بڑے
طلسم پر دست انداز ہے یہ حال سنکر ملکہ عجائب جادو کو ایک نوع کا تردد پیدا ہوا کہ قباد
شہریار ایسا نہو کہ محبت مین بھانجے کی مجھکو چھوڑ کر چلے جائین ہوادار سے اتری سی سوچ
مین سر جھکائے ہوئے چلی آتی ہے اسد نے سوالی ارمان کرکے سلام کیا ملکہ عجائب نے برخوردار

لیکے بلائین لین گلیسے لگا لیا قباد شہریار نے فرمایا ملکہ عالم ہم جو تمسے کرب غازی کا ذکر کیا کرتے تھے یہ انکے
نور نظر اسد نامدار برائے فتاحی طلسم ہوش ربا آئے ہین ماموں جان انکے ہمارے بھائی صاحب مقید ہین
تمنے کبھی ہمسے ذکر بھی نہ کیا ملکہ عجائب نے سر جھکا کر عرض کی کہ مین کیا حضور سے کیفیت عرض کرتی
مجھکو بخوبی دریافت نہ تھا کہ یہ آپ کے بھانجے ہینگے یہ کہکے ملکہ عجائب نے فرمایا کہ ای بیشۂ جرأت وای
نہنگ دریاے ہمت اِس حوالی مین کیونکر آنیکا اتفاق ہوا اسد نے تمام کیفیت اپنی از ابتدا تا انتہا عرض
کی کہ اسطرح خواجہ مجھکو برائے فتاحی طلسم صندل لیکر آئے ملکہ عجائب جادو ہنس پڑی فرمایا پھر کیا
کیفیت گذری اسد نے کیفیتِ حصول لوح و فتح مرحلہ جات سامنے ملکہ عجائب جادو کے بیان کی
اور کہا اگر خدا فضل کرے اور طلسم صندل فتح ہو جانے تا بہ ورنہ جہر و ماہ جاتا ہی ملکہ عجائب نے کہا
پہلے دردِ سر تو دفع کر دو یہ بتاؤ کہ سامانِ قتل ملکہ صندل جادو بھی ممکن ہوا اسد نے جواب دیا حضور یہ
تعجب کی بات ہی ہر خرد و کلان از ادنیٰ تا اعلیٰ سے یہی پوچھا کہ سامانِ قتل صندل جادو بھی ممکن ہوا
یا نہین یہ کسی نے نہ بتلایا کہ کیا سامان مہیا ہو بادشاہ و سابق طلسم صندل ملک لخضر کو رہا کیا نعیم جادو
کی آنکھین بینا ہوئین بقول شخصے آنکھین کھلین اُس نے بھی پوچھا کہ سامان قتل صندل جادو ممکن ہوا
ہرچند کہ اُسکی کمک سے لوح طلسمی حاصل ہوئی عین وقت پر آکر قمری کو مارا اگر وہ نہ پہونچتا تو میرا کام
تمام ہوا تھا سارا جسم پتھر کا ہوجاتا مگر اُس خیر خواہِ دولت نے قمری کو مارا لوح طلسم صندل حاصل ہوئی
تسکین دل ہوئی مگر یہی اُسنے بھی سوال کیا کہ سامان قتل صندل جادو کیجیے مین نے پوچھا کہ ای برادر
تمسے زیادہ کون رازدار ہی کیا سامان مہیا کرین کچھ نہ بتایا وزیر اُنکے فہیم جادو و نعیم جادو و دیگر
تکیہ داران سب صاحبون نے بھی یہی فرمایا لیکن کسی شے کا نشان نہ بتلایا ملکہ عجائب جادو نے
فرمایا ای شیر بیشۂ صاحبقرانی وای تاجدار اقلیم کامرانی تم صاحب اقبال ہو سامان قتل صندل ممکن
ہوجائیگا اگر علاوہ تمھارے کوئی شخص تدبیر فتح طلسم صندل کرتا عمر بھر سرگردانی ہوتی آخر مین
پشیمانی ہوتی مگر تمھارے لیے کل سامان مہیا ہی انشاء اللہ یہانسے جا کر ملکہ صندل جادو سے مقابلہ
کرو ضرور غالب آؤگے یہ کہکر ایک انگوٹھی ہاتھ سے اُتاری روبرو شاہزادہ اسد کے پیش کی
کہا ای نور نظر یہ انگوٹھی واسطے دستگیری کے کافی ہی گویا نگینہ ہی صندل جادو اِسی سے قتل
ہوگی اسد نے انگوٹھی لیکر اپنے پاس رکھی اور قباد شہریار سے عرض کی ماموں جان مین نے

دولت کو نہین پائی کوئی سر پرست بزرگ میرا اِس طلسم ہوش رُبا مین نہ تھا اب آپ ایسا چاہنے والا ملا
تمام حالات جرأت و شوکت اخلاق و مروت سخاوت و شجاعت رعب و جلالت آپکے بخوبی نیازمند کو معلوم
ہین ملک فرنگستان آپکی تیغ بیدریغ سے فتح ہوا جس روز سے آپکا قدم مبارک لشکر مین نہ ہا
مدتون سلطنت پر تباہی رہی جب سے آپکے نورِ نظر جوہر شمشیر فتح و ظفر شاہزادہ سعد والا نژاد
آکر حاکم ہوے سلطنت کا انتظام ہوا اب آپ اِس نیازمند کو سرفراز فرمائین تختِ سلطنت حاضر ہے
لشکرِ اسلام کو اپنے قدوم میمنت لزوم سے رونق دین لشکر مین برکت ہوگی بہت جلد افراسیاب
شکست کھایگا بوجہ احسن انتظام لشکر ہوجایگا چار سو سرداران ذیشان افراسیاب خانہ خراب کے
عنایت خدا سے شریک حال ہین سب صاحبان جاہ و جلال ہین سحر و ساحری مین طاق شجاعت و
دلاوری مین شہرہ آفاق آپکی سرپرستی فرمایئے غلام برائے خدمتگزاری حاضر ہو سامنے بُرے نانا
جان کے کلاہ افتخار آسمان پر پہونچاؤنگا آپ ایسے شیر صولت کو جب صاحبقران دیکھین گے دیدۂ دل
روشن ہوجاینگے کیا خوشی ہوگی قباد شہریار نے سر جھکا لیا ملکہ عجائب جادو نے بہ نگاہِ یاس
چہرہ زیبائے قباد شہریار کو دیکھا آنکھون سے حسرت مین ظاہر ایسا تو کہ یہ شہریار ہمراہ اسد نامدار
کے چلا جائے یہ سب شفقت ضایع ہو قباد شہریار نے اسد غازی سے کہا اب تم جاکر ملکہ صندل
سے مقابلہ کرو جب طلسم صندل فتح ہوجایگا ہم بھی آکر انشاء اللہ تمھارے شریک ہونگے ان
کلمات مین ملکہ عجائب نے بھی تائید کی کہا اے اسد نامدار جیسا کہ شہریار ارشاد فرماتے ہین یہی
صورت ہوگی ہم بھی تمھاری خدمتگزاری کو حاضر ہین جسوقت موقع آیگا اپنے کو فوراً تمھاری
خدمتمین پہونچاینگے شب بھر تو اُس صحبت مین ہنگامہ عیش و نشاط گرم رہا بوقت سحر قباد شہریار پشت
مرکب پر سوار ہوے اسد نامدار کو خلعت فاخرہ سے مخلع کیا سلاح جواہر نگار پیش کیے فرمایا اے
نورِ نظر تم لشکر مین چلو ہم آکر شریک ہونگے اسد غازی اس مطلب کو نہ سمجھا قدمون کو بوسہ دیکر
رخصت ہوا جب قباد شہریار و ملکہ عجائب جادو نظرون سے نہان ہوے یہ اُس بیشہ سے
باہر نکلے تھے کہ ملازمان ملک اخضر تلاش کرتے ہوے پہونچے اسد کو دیکھکر ہنگامہ ہوا ملک اخضر
کو خبر پہونچی یہ بھی آکر حاضر ہوے اسد نامدار سے ملاقات ہوئی پوچھا اے شہریار آپ صحرائے
شکار سے کہان غائب ہوگئے تھے کہان تشریف فرما رہے اسد نے چاہا کہ کچھ بیان کرے

کہ سامنے سے خواجہ عمرو آ کر پہونچے اسد غازی کو خوش خوش دیکھکر پوچھا کیونکر ای نور نظر خلعت
کہانسے دستیاب ہوا اسد غازی نے فرمایا نانا جان جسکا آپ ذکر کیا کرتے تھے کہ صاحبقران کی محبت
مین فقیر ہوکر بیٹھے تھے غفلت مین سقامین پر پہنچ گئے تو سینتیس برس مین قید رہے وہ زندہ موجود
ہین شب بھر ہم انہین کی خدمت مین حاضر تھے انکے جمال مہر تمثال کے ناظر تھے ملکہ عجائب جادو نے
انگشتری برائے قتل ملکہ صندل جادو مرحمت فرمائی عجب نادر شئی ہاتھ آئی عمرو نے گھبرا کر پوچھا بیٹا ہم
تو نوکیا تھے اور قباد شہریار سے ملاقات ہوئی انکو تو انتقال کیے عرصہ دراز ہوا اختر گلیم گوش نے
انکا سر کاٹا اسد غازی نے عرض کی حضور انکو ملکہ عجائب جادو اٹھالائی وہ کوئی اور بشکل قباد
شہریار تھا جسکا سر گلیم گوش عیار نے کاٹا مین شب بھر انہین شہریار کی خدمت مین رہا ابھی رخصت
کرکے حاضر ہوا ہون بارہ کوس پر قلعہ عجائب ہے وہان تشریف رکھتے ہین میرے لشکر مین سرفراز
فرمانے کو کہا ہے مین کل لشکر کا بادشاہ کرونگا یہ سنکر عمرو مارے خوشی کے پھول گیا کہا بیٹا تمنے غفلت
کی اس شیر کا ساتھ نہ چھوڑنا تھا سارے لشکر ظفر اثر کی وہ جان ہے نانا صاحبقران ہے جری بہادر
صف شکن بچپن سے شوق سپاہ گری انتظام سلطنت سے بخوبی ماہر اسکی شوکت وصولت ہر شخص پر
ظاہر ہے دیکھنا صاحبقران وعلمشاہ یہ سب صاحب ابھی آنکھین بچھائینگے قباد شہریار کو سر پر بٹھا کر
لیجائینگے ابھی واپس ہو قلعہ عجائب مین لیچلو مین نے اس شیر کو گودیون مین پالا ہے اسکے انتقال سے
لشکر مین ہر شخص کو ملال تھا مہر نگار نے تو جام زہر پیا حمزہ فقیر ہوکر بیٹھا کل لشکر منتشر ہو گیا
ایک سال کامل سب تباہ رہے نانا جان کو تمھارے فرامرز بن قارن عدنی نے قید کیا فولاد کی
قفس مین بند رہے کیا کیا ظلم سہے وہ سب باعث قتل قباد شہریار تھا ہر شخص یہی جانتا تھا کہ نام
پر اس شہریار کے جان دینگے افسوس ہے کہ تمسے ملاقات ہوئی اور تمنے ساتھ چھوڑ دیا برائے خدا
ابھی مجھکو لیچلو اسد گھبرا کر گھوڑے سے کود پڑا سارا لشکر پیدل ہوا قلعہ عجائب کی طرف چلے عمرو
سب کے آگے سر برہنہ پا پیادہ آنکھون سے اشک حسرت جاری اسد پر غصہ کہ ایسے مقام پر
کوئی ساتھ چھوڑتا ہے اسد نے کہا مین شب بھر خدمت مین رہا سو مانی جان نے انگوٹھی عنایت کی
پھر فرمایا کہ ہم تمھارے شریک ہونگے افراسیاب سے مقابلہ کرینگے خلعت وغیرہ مجھکو مرحمت کیا عمرو
کو انتہا کا اشتیاق ملاقات قباد شہریار سے تمام اہالیان لشکر ہمراہ ہین ملک اخضر و فہیم و نعیم

درویش تکیہ دار کیدان و دیگر سرداران راہ کو طے کرکے سامنے قلعہ عجائب کے پہونچے دور سے عمرو نے دیکھا دروازہ قلعہ کا کھلا ہی خندق میں خاک اُڑ رہی ہی بالکل سناٹا صاف ثابت ہوتا ہی کہ قلعہ کوئی لوٹ لے گیا عمرو دوڑ کر دروازے کے قریب آئے دیکھا کہ شہر اُجاڑ ہے مکانات آدمیوں سے خالی پھاٹک پر ایک کاغذ بخط جلی چسپان ہی عمرو نے قریب آکر اُسکو پڑھا مرقوم تھا کہ آداب و تسلیمات خدمت میں خواجہ عمرو کی نیازمند نے حضوری کو مناسب نہیں جانا سمجھا کہ اسد غازی مجھکو دیکھ گیا ہی خواجہ عمرو صاحب ضرور تشریف لائینگے مجھکو عرصہ دراز گذرا کہ لشکر ظفر اثر سے بیگانہ ہوا اب حضوری میں میری لطف کامل ہوگا مگر ہر مقام پر اسد نامدار کی خدمتگذاری ضرور کرونگا زیادہ مجھکو تلاش نہ کیجیے گا ورنہ طلسم ہوش رُبا میں بھی رہنا دشوار ہوگا عمرو اِس مضمون کو پڑھکر سر پیٹنے لگے نام لیکر قباد کا خوب روئے اسد غازی بھی خاموش رقت کا جوش عرصہ دراز تک اِس شہر میں شور گریہ و زاری بلند رہا آخر عمرو نے یہ سوچ کر سبکو منع کیا کہ زیادہ اِس بات کو مشہور نہ کرو ورنہ افراسیاب آفت برپا کریگا ناچار مجبور وہانسے چلے قریب بارگاہ کے آئے ناگاہ ہرکارے دوڑے ہوے آئے عرض کی ای شہریار صندل جادو کو سب خبرین گذرین لشکر گران لیکر برائے مقابلہ حضور آتی ہی ملک اخضر نے حکم دیا لشکر میں کمربندی ہونے لگی اسد بھی مرکب پر سوار ہوے موج طلسمی نگین انگشتری عطیہ ملکہ عجائب زیب انگشت ابھی کچھ بھی مسلح ہونے پائے تھے کہ لکہ ہاے ابر صندلی نمایان ہوے سینے دیکھا کہ ملکہ صندل جادو تخت پر سوار لاکھ ساحران غدار ہمراہ اژدہاے آتشین پر سوار علمہاے زنگاری کے پھریرے کھلے ہوے گھنٹ اور ناقوس بجتے ہوے لشکر طلسم کشا کو دیکھکر صندل جادو نے اشارہ کیا کہ مسلمانوں کو گرفتار کرلو قتل کرو زندہ بچ کر ایک کو بھی جانے نہ دو اسد نے بسم اللہ لکھکر مرکب بڑھایا تیغ برق مثال کو چمکایا نعرہ کیا یا شیدای کفاران تیغ دای نابکاران بندۂ غالب نعرۂ اسد

اسد شہسوارم کہ در روز جنگ | بدرم دل شیر و چرم پلنگ
اسد شیر دل ابن صاحبقران | شہنشاہ نام آور و کامران

یہ نعرہ کرکے تلوار کھینچکر جا پڑا دونون لشکر آپس میں ملے خواجہ عمرو ایک جانب کمند و حباب سے ساحرون کو قتل کر رہے ہین مگر پریشان کہ لشکر کفار بہت ہی ملک اخضر کے قریب آکر فرمایا رباعی

خاطر مین یہ کلفتین ہزارون کب تک | صحرا صحرا یہ خاکساری کب تک

ناچار جہانسے ہم اُٹھ جائینگے | جور و ستم فلک اُٹھائین کب تک
اخضر نے کہا اے شاہنشاہ اوج

عیاری شکایت فلک کجرفتار بیکار ضرور مجھکو اس بات کا خیال تھا کہ صندل جادو کے پاس لشکر بہت ہی دیکھیے غلام کا قول صادق آیا عمرو نے کہا خدا مالک ہی اخضر بھی سحر کرتا ہوا چلا لیکن ملکہ صندل جادو اخضر کی ملازم تھی ملک اخضر کو جو اُسنے دیکھا دست و پا مین رعشہ پڑگیا ملک اخضر نے للکارا او نمک حرام دیکھ پروردگار نے آنکھین مرحمت فرمائین اگر اس شیر بیشہ جرأت کی اطاعت کر خطا تیری معاف کراؤنگا کیون اپنا خون اپنی گردن پر لیتی ہی فتح طلسم ہوشربا کا زمانہ قریب آیا دیکھو ننگے خدا نے انکو یہانتک پہونچایا افراسیاب کا قول تھا کہ راستہ طلسم صندل کا نہ ملیگا سب کچھ پروردگار نے آسان کیا صندل جادو نے ملک اخضر کی طرف سے توجہ پھیر لیا دل مین خیال ہی کہ مجھے کون قتل کرسکتا ہی افراسیاب جادو نے میرے قتل کی اشیا کو ایسی جگہ چھپا دیا ہی کہ جہان طائر وہم و خیال نہین پہونچ سکتا جب کوئی ملکہ عجائب جادو کو قتل کرے تب انگوٹھی دستیاب ہوسے ملکہ عجائب جادو وہ ساحرۂ زبردست ہی کہ جسپر سواے افراسیاب کے کوئی دست انداز نہین ہوسکتا اس گھمنڈ پر صندل جادو اَینڑی ہی خوب جانتی ہی کہ مجھپر کوئی دست انداز نہین ہوسکتا لشکر بھی بحساب خود بھی زبردست ساحرہ ہی آتے ہی پرے کے پرے درہم و برہم کیے صفوف لشکر کو منقلب کردیا لیکن ملک اخضر جب للکار کر جاپڑتا ہی صندل جادو تھرا کر ہٹ جاتی ہی اخضر بیچارہ سالہا سال قید رہا سحر قبضہ مین نہین رہے مصیبتین اُٹھائین مگر اصلی جرأت ہی صندل سے منہ نہین پھیرتا ہی صدہا ہو صندل کے دفع کیے عجب ہنگامہ حشر و نشر برپا ہی آسمان سے آگ برستی ہی آتش فتنہ و فساد نے سر کھینچا ہی نظم مصنف

فلک کو فراموش گردش ہوئی | بیابان کو کچھی مین جنبش ہوئی | قیامت کا سامان عیان ہوگیا
رخ مہر گردون نہان ہوگیا | صندل جادو کے ہمراہ اسقدر سپاہ ہی کہ ملک اخضر کو فتح کی

امید نہین تھوڑے ہی عرصہ مین صندل جادو نے ہزارہا کو قتل کیا سحر کرتی ہوئی چلی آتی ہی البتہ طلسم کشا سے تو عاجز ہی کہ جس غول جس صف پر تلوار آبدار تول کر مثل شیر ژیان جھپٹکر جا پڑتے ہین صفون کو درہم و برہم کردیتے ہین اس اثنا مین طرف صحرا سے گرد بلند ہوئی سب نے دیکھا کہ شاہزادہ صندلان صندلی پوش مع بارہ ہزار صندلی پوشون کے ایک جانب ملکہ

گوہر جادو و چار سو کنیزان زرین پوش پشت پر تھے جو خبر پائی کہ ہمارے آقا سے معرکہ پڑ گیا ہی بیقرار ہوکر آ پہونچی دور سے دیکھا کہ اسد نامدار گھرا ہوا فوج صندل بیحساب لشکر اسلام کو پیچ و تاب ہمراہیان ملک اخضر ہزارہا قتل ہوئے لاشے پھڑک رہے ہین صحرا مین دریائے خون جاری صدہا علم کٹے ہوئے پڑے ہین اسد نامدار تو صاحب لوح ہین لوح چمکا کر سحر کو دفع کرتے ہین اخضر جادو دریائے فوج مین غوطے مار رہا ہی کبھی سحر سے صندل کے ابر سیاہ اٹھتے ہین تمام لشکر کو یہ معلوم ہوتا ہی کہ پردۂ ظلمات کا سامنا ہی اس اندھیرے سے جان بچانا محال ہی شب تاریک فراق عاشقان سے مثال ہی اس تاریکی سے ملک اخضر بہمدگر و فشل آفتاب عالمتاب ظاہر ہوتا ہی جان لڑا رہا ہی گوہر جادو نے جو یہ ہنگامہ گیرودار رلمنہ دیکھا صندلان صندل پوش کو منع کیا اے شیر بیشۂ شجاعت اسوقت ملکہ صندل نے مہلکۂ الدیا ہی بادشاہ طلسم صندل ہی ساحرون کا اسکے ساتھ جنگل ہی خداوند کریم طلسم کشا کو بچائے صندلان نے کہا اے ملکہ کیونکر ہوسکتا ہی کہ ایسے وقت مین شریک حال نہون اپنی جان بچاؤن ہر چند گوہر جادو نے منع کیا مگر یہ گھوڑا اٹھا کر لشکر کفار مین در آیا گوہر جادو کر عاشق صادق شہزادہ صندلان صندل پوش ہی سینہ سپر کرکے آگے بڑھی لیکن آنکھون مین آنسو بھرے ہوئے چہرہ اداس عالم یاس ٹھنڈی سانس بھر کر ساتھوالیون سے کہا شعر

ستمگر فلک دون کے ہاتھ سے　　افسوس اپنا شیشۂ دل چور چور ہی

دیگر

اپنے دلدار کی فرقت کا جسے غم ہووے　　خانۂ عیش لٹے خانۂ ماتم ہووے

دیگر

کسے دست جفائے چرخ سے امید ہنسنے کی　　جو ہوئے کبھی تو ہان شاید وہان زخم خندان ہو

یہ اشعار پڑھکے فوج ملکہ صندل جادو پر جا پڑی لیکن صندلان صندل پوش کو سحر سے بچاتی جاتی ہی خوف ہی ملکہ صندل اسکو نہ گرفتار کرے یہ جوان صف شکن جس پرے پر جا پہنچا پراگندہ کردیا جو سردار سامنے آیا قبضہ پاکر ہاتھ تلوار کا لگایا سر اسکا خود سر کا دھڑ سے گرا اجل نے دست گیری کی سیدھا جہنم مین پہونچا یہ جوان اسی آن بان سے نیزہ ہلاتا آگے بڑھا جو سامنے آیا نوک کر اسی نوک جھونک سے مارا بر چھا جگر مین اتار صندل جادو یہ معرکہ دیکھکر ساتھوالیون سے کہنے لگی کہ صاحبو یہی گوہر نمک حرام کو دیکھو جنے تو سلطنت حوالی طلسم اسکو دی یہ طلسم کشا

کی شریک ہوئی اُسکو مع اُسکے دعاگشتہ کے ابھی قتل کرتی ہون یہ کہکر طرف صندلان صندلی پوش
کے پلٹی یہ جوان اُسی طرح سے قتل کرتا چلا آتا ہی جو سامنے آتا ہی سنمولی کہاتا ہی صندل نے للکارا یہ جوان
پلٹا کہ صندل جادو پر جا پڑون صندل نے وہین سے ایک گولہ فولاد کا پھینکا بر سر لشکر صندلان
پھٹا تمام لشکر بیکار ہوگیا ہرچند چاہتے ہین گھوڑون کو اپنے مقام سے بڑھائین مرکب پابگل نقش قدم
بنگئے بہ نگاہ حسرت دیکھتے ہین قدم آگے نہین اُٹھتے ہین آنکھین پتھرا گئین سپرین پشت سے گرنے لگین تلوارین
قبضہ سے نکلی جاتی ہین صندل جادو نے بڑھکر آواز دی ان سبکے سر کاٹ لو خودسری کی سزا
دو ملکہ گوہر جادو نے جو یہ سحر دیکھا تڑپ گئی نعرہ کرکے اڑی چاہا سحر دفع کرون صندلان کو
کسی طرح سے نکال لیجاؤن صندل جادو کی جو نگاہ پڑی کہ ملکہ گوہر قریب صندلان کھڑی سحر کرہی
ہی خون اپنا کاٹ کاٹ کے پھینکتی جاتی ہی مدت کی جو عاشق زار ہی اُسکو اس مصیبت تازہ مین گرفتار
دیکھکر مغموم رہی ہی قبضہ شمشیر پر ہاتھ ہی صدہا جادوگرنیون کو قتل کیا صندلان کو بیقرار دیکھتی ہی
کہ بیچ مین کھڑا ہوا جادوگرون کی تلوارین کھارہا ہی اپنی تلوار پر قبضہ نہین سپر بھی رو گردان کمان
سی ہوئی تیر طائر پر بند نیزہ تھرارہا ہی گویا تپ لرزہ مین مبتلا ملکہ گوہر جادو نے جو اس عالم
حسرت و یاس مین دیکھا پکار اٹھی شعر

ہی آہ و نالۂ دل پر دردہ من
او نیز بصد مرتبہ بیمارتر از من

دیگر
مبتلا ہمین کہ تو نے اثر اپنا کیا کیا
تنگ آمدم ای نالۂ دلخواہ کجائی

دیگر
بیمارم و غیر از دل من نیست طبیبم
فریادرسی ہم ز دست تو ای آہ کجائی

ملکہ گوہر نے بیقراری مین جو یہ اشعار پڑھے صندلان کی بھی آنکھون سے آنسو جاری ہوئے
اُنکو یقین مرگ ہوا پکار کر آواز دی ای ملکہ عالم اب تم ہمارے قریب نہ آؤ اپنی جان بچاؤ طلسم کشا
کا ساتھ دو ہماری محبت سے ہاتھ دھو صندل جادو بڑی زبردست ساحرہ ہی گوہر جادو
کب مانتی ہی چاہا صندلان کی کمر مین پنجہ ڈالکے نکالین صندل جادو نے جو دیکھا جھپٹ کر سحر کی
برق گری سر ملکہ گوہر جادو کا زخمی ہوا اُکھڑا کر گری رکاب پر صندلان کے ہاتھ ڈالدیا بے
اختیار آواز دی ای شہریار اپنی کنیز و غلام کو آکر بچائیے اسد نے پلٹ کر دیکھا کہ شعلۂ آتش غم نے
صندلان کو گھیرا ہی گوہر جادو زخمدار بیقرار صندل جادو کے ملازم ان دونون کو قتل کرنے
چلے ہین اسد کی آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا وہین سے گھوڑے کو بڑھایا صفون کو درہم و برہم

کرتے ہوئے چلے مار زمان صندل نے روکا ہر مقام پر تلوار چلی مگر اسد سنگانہ رُتا بھڑتا طرف ملکہ صندل
کے جاتا ہی علمدار فوج زبردست جوان فیل مست پر سوار جھنڈ بغلین دبائے ہوئے فوج کو ترغیب دے رہا ہی
مفتون فیل پیکر نام ہی اسد کو جو آتے دیکھا للکارا او طلسم کشا کہان جاتا ہی ہر چند کہ اسد کو ٹھہرنا گوارا
طرف صندل جادو کے جاتے تھے مگر اُس بیحیانے جو بکبر و نخوت ٹوکا شاہزادہ پلٹ پڑا مفتون نے
اپنے ہاتھی کو بڑھایا اسد سے آنکھ لڑی مفتون نے نیزہ مارا اسد نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا نیزہ بازی
ہونے لگی بارھوین طعن مین اسد نے تھپیڑا مارا نیزہ ہاتھ سے مفتون کے بدر ہوا آب انفعال مین نہایا
غصے سے پیچ و تاب کھایا تیغ بیدریغ کھینچکر جھپٹا اسد نے تلوار کو تلوار پر روکا جھنجھنانے کی صدا بلند ہوئی
اُلجھاوے مین سے ہاتھ کو نکالا خبردار خبردار کہکر ہاتھ مارا برق شمشیر تڑپ کر گری ابر سپر کے ٹکڑے
اُڑ گئے سپر کو کاٹ کر خود کو کاٹا تو قبہ سر پر بجلی تھی یا زیر تنگ اُس تیغ برق مثال نے بوسہ دیا علمدار کے
مع علم دو ٹکڑے ہوئے فوج پر عالم ماتم گرا نشان کفر مٹا اسد غازی علمدار کو مار کر قریب ملکہ صندل
کے پہونچا صندل جادو نے آواز دی ساحرون نے آکر گھیرا بلوہ کیا انتہا کی وہانپر تلوار چلی لاکھون
کا کھیت ہوا خضر نے بھی اپنی جان لڑائی فہیم جادو بھی پروانہ وار گرد اسد نامدار پھرتا ہی مگر ملکہ
گوہر و صندلان پر بڑی بدعت ہو رہی ہی دونون عاشق معشوق قتل ہوا چاہتے ہین اب اسد بھی
قریب آ پہونچا نعرہ کیا صندل نے پلٹ کر دیکھا گھبرا کر سحر کرنے لگی فوج کو اشارہ کیا طلسم کشا نہ جانے
پائے کئی گولے سحر کے مارے اسد غازی پر تاثیر ہوئے صندل جادو کو وہی گمان ہی کہ یہ طلسمی
مجھکو قتل نہ کر سکیگی زنجیر کر نکل جاؤنگی طلسم کشا پر برس پڑی لاکھون سحر کیے گولے مارے تیغ چلانے
مگر اسد پر تاثیر نہوئے اسد نے نعرہ کیا او صندل قضا تیری تیرے سر پر آپہونچی لات و منات
پر لعنت کر ملک خضر کو بادشاہ تجھکو وزیر اعظم قرار دونگا کیون مفت جان دیتی ہی صندل نے
پکار کر آواز دی او طلسم کشا مجھے کون قتل کر سکتا ہی قلعے سے جا کر سر ٹکرا مین خدمت مین افراسیاب کے
چلی جاؤنگی وہانسے فوج بیحساب لیکر آؤنگی یہ کلمات غرور آیات کہکر تلوار کھینچکر آ پڑی یہی اطمینان ہی
کہ طلسم کشا میرا کیا کر سکیگا جب اُٹھنے ہاتھ تلوار کا لگایا دیو نی قالب انسان مین سما گئی ہی اسد نامدار
نے تلوار کو تلوار پر روکا جیسے ہی یہ تلوار مار کر پلٹی اسد نامدار نے تلوار کے قبضہ پر ہاتھ ڈالا
ملکہ صندل جادو کو کچھ بھی خوف نہوا سینہ سپر کیے کھڑی ہی طرح طرح کے سحر کر رہی ہی جب

اسد غازی نے انگلی سے انگوٹھی اُتاری تب صندل جادو گھبرائی کہ اب کون دستگیری
کریگا ایک چیخ ماری کہ یہ انگوٹھی طلسم کشا نے کہاں سے پائی ای ساحران طلسم صندل آگاہ
ہوجاؤ معلوم ہوتا ہی کہ ملکہ عجائب جادو طلسم کشا کی شریک ہو گئی یہ کہکر چاہا پر پرواز
پیدا کرے اُڑکر نکلجاے اسد غازی نے انگوٹھی کھینچ ماری پیشانی پر اُس ملعونہ کے پڑی
یہ معلوم ہوا کہ تودہ باروود مین چنگاری آگ کی ڈالدی ہر سر مو ہر تن سوے صندل
جادو سے شعلے آگ کے نکلنے لگے استخوان اُس جنبی کے جلنے لگے ابر تیرہ و تار آسمان پر چھایا
سنگباری اور برف باری ہونے لگی پریدن نے غل مچایا آواز آئی کشتی مرا نام من صندل
جادو بود افسوس مردیم و جان دادیم و بمطلب خود نرسیدیم مرتے ہی صندل جادو کے چاہِ
جلنے لگی افسران فوج دست بستہ سامنے طلسم کشا کے حاضر ہوے ملکہ گوہر جادو ایک ایک کی سفارش
کرتی جاتی ہی سرداران لشکر حاضر ہونے لگے اسد غازی نے تلوار کو نیام انتقام مین کیا
ملکہ گوہر جادو ویان کی منتظر حال سے بجوبی ماہر ہی بیان کل کیفیت ظاہر ہی ملک الخضر کو اسد غازی
نے تخت پر بٹھایا گوہر جادو و اہتمام سواری کرتی ہوئی ایک جانب صندلان صندلی پوش ایکجانب
فہیم و نعیم ور وشن تکیہ دار اہتمام سواری مین مصروف اس عظم وشان سے داخل قلعہ صندل ہوے
دارالامارۂ شاہی مین پہونچے ملک الخضر کو مقام پر صندل جادو کے تخت نشین کیا
فہیم جادو و اعہدۂ وزارت خواجہ عمرو کرسی جواہر نگار پر جلوہ فرما ہوے مال طلسمی نکلنے لگا
خواجہ عمرو فہرست لکھوا رہے تھے عین گرمی صحبت مین اسد نامور نے ملکہ گوہر جادو
سے پوچھا یہان سے دربند مہر و ماہ کتنی دور ہی ملکہ گوہر جادو نے عرض کی تین منزل کا
فاصلہ ہی مگر سرکار کو دربند مہر و ماہ سے کیا کام ہی خواجہ عمرو نے فرمایا ای گوہر جادو یہی
طلسم ہوش ربا افراسیاب جادو نے دربند مہر و ماہ پر روانہ کی ہی حیرت بنکر اُس سے
دریافت کیا تم یہان کی رازدار ہو کچھ اس کیفیت سے خبردار ہو ملکہ گوہر جادو نے کہا یہ تو
ناحق کی تکلیف حضور نے اٹھائی اسطرف تو کبھی لوح کا ذکر بھی نہ ہوا احوال طلسم صندل سے جو گذرتا
پہلے مجھ سے ملاقات ضرور ہوتی آپ یکہ و تنہا آنے تا سرِ دار افراسیاب کی شکل بنکر مجھکو خبر ہو گئی جب تو
مین صندلان کو روانہ کیا تھا کہ جاکر خواجہ عمرو کو گرفتار کرو نہ کہ لوح طلسم الیسی شدا اس حوالی سے

جاتی اور ہمکو خبر ہوتی علاوہ ازین مہر و ماہ جادو دونون شاہزادیان نہایت زبردست ہین فن سحر و ساحری کو خوب جانتی ہین یہ جو لشکر ساحران آپکے ساتھ ہی کوئی اُنکے مقابلے کے لائق نہین ہی طلسم صندل پر جو غالب آئے لوح طلسمی کے باعث سے کسی کا زور نہ چلا انگشتری قفل صندل بھی دستیاب ہوئی دربند مہر و ماہ پر فساد عظیم ہوگا ان دونون بہنون پر سحر و ساحری مین غالب آنا نہایت دشوار ہی یہ سنکر عمر دست بگریبان کہ ہماری جستجو و کوشش بیکار ہی اسد نامور نے اِس ذکر کو سنکر فرمایا نانا جان اِن امورات کا تردد بیکار پروردگار مالک و مختار ہی تیاری لشکر کو حکم دیجیے پروردگار نے یہان تک تو پہونچایا انشاءاللہ لوح بھی دستیاب ہوجائیگا اور اگر اس حوالی مین قضا لیکر آئی ہی کیا چارہ اُسی وقت ملکہ گوہر جادو کو حکم ہوا ...رگاہ زرنگار کی طرف دربند مہر و ماہ کے روانہ کیا جاسے صندل لال صندلی پوش بصد جوش و خروش اپنے مقام سے اُٹھا اور الدبار گاہ کا لدوایا ساٹھ ہزار فوج اپنے ساتھ لے کر طرف دربند مہر و ماہ کے چل نکلا بعد اُسکے ملک الخضر سے اسد نامدار نے فرمایا تم اب طلسم صندل پر رہو جس مقام کے بادشاہ تھے عنایت سے پروردگار کی سب پر قبضہ ہو بسم اللہ اب تمہین تکلیف کرنا کیا ضرور ہی ملک الخضر نے عرض کی اب مین دامن دولت کیونکر چھوڑون اس سفر مین ہمراہ ہون جسوقت حضور کو لوح طلسمی حاصل ہو بندگان عالی کو تسکین دل ہو اور مع الخیر طرف طلسم باطن کے تشریف لیجلین اُسوقت البتہ انتظام طلسم مین مصروف ہونگا کارگزاران شاہنشاہی بدل موجود ہین انتظام بوجہ حسن ہوجائیگا غلام ہمراہ رکاب سعادت انتساب رہیگا اسد نامدار نے حکم دیا بسم اللہ تیاری کرو لشکر ساحر وغیرہ حاجلے نے اپنے طریقہ سے سب روانہ ہوئے فہیم جادو و نعیم جادو و دوروش نیکو کار انتظام کرکے ...(آراستہ) طرف دربند مہر و ماہ کے بغرض یدوٹی و بہ حشمت جمشیدی روانہ ہوئے انکو تو راہ مین چھوڑیے

دو کلمہ داستان شوکت بیان ایرج نوجوان کہ مرات جادو و شکست کھا کر طرف قلعہ طلسمی کے چلی لشکر کشی ایرج کی بر طلسم مذکور و دیگر حالات متعلق داستان کے بیان ہوتے ہین ساقی نامہ

پہو وہ ساقی کہ اب دلکو نہین صبر
چراغ گل نسیم صبح روشن
تماشا ہی عجب گلشن مین موجود
عجب ہی لطف سے پھولی ہی شبنم

نری دوری بھی اسوقت ہی جبر
لگا قفل کو نذاب فرمایئو کام
چراغان صبح سے تا شام ہیدو
لگا دے منہ سے ساقی شیشہ ہی

الگی ہی کرنے آکر سو سے گلشن
سبک ہے کر بغل مین شیشہ و جام
ستم ہی اب ہنو گر شیشہ و جام
مغنی پھونک دے سحر خدا نی

گر اسکو پہنچا ہی وقت بادہ نوشی
ہوا ہی پنبہ کیا تیرے دہن کا
جو بوے مکتب سنخہ توڑا اسکا
بہار اب جو کہے اسپر عمل ہی
سنے ہی ساقیا تک آن کر یان
چمن ہی اندنون ہر شاخ اورنگ
زبس بادِ بہاری مین نشا ہی
جہان دیکھو تو ہی آلودہ خواب
اٹھا سکتی نہین سر بھی یہ بےحس
رہی ہی لیٹی یان سوسن کی دستار
ہوا سے شاخ گل یون جہومتی ہی
چمن مین کیا ثمر کیا شاخ کیا پات
غرض اہل چمن مین اسقدر مست
ہوا صحن چمن آئینہ اسلوب

نہین مطرب یہ ہنگام خموشی
ترا گانا وہ پی کر ساغر مل
جو تلا کہو کے سر پہوڑا اسکا
کہے ہی دیکھ کر ابر اس ہوا کو
مری آنکھون سے کر سیر گلستان
یہ مستی کو گھٹا کے ٹک نظر کر
نہ گلگشت جا مین تو مزا ہی
کھلے دادوی کے غنچے چمن مین
جھکی ہی جاے ہی کچھ چشم نرگس
جھکا دیتا نہین بار ثمر شاخ
گرا کر وہ لب جو چوستی ہی
نسیم صبح تک اتنی ہی ماتی
کہ پیلے ہوتے زمین مرغ یکدست

خروش و جوش مرغان چمن کا
کہ ہوئے سر بہ آواز بلبل
سخن اسوقت اسکا بےمحل ہی
جواب مہ کشان مین دون خدا کو
رکھے ہی دشت فندق بند کا رنگ
یہ آتی ہی پری وش ہلا پر
گل محل پہ بیداری ہی نایاب
تو کف لاتے ہین مستی سے چمن مین
قبا گل پھاڑتی ہی ہو کے سرشار
نشہ سے جہوم جہوم آتی ہی ہر شاخ
پھرے ہین لوٹتے مستی سے ذرات
خیابان مین پھرے ہی لڑکھڑاتی
زبس کھینچے ہی بادِ تند جاروب

چہرہ محرران جادو و تقریر روکاتبان ہنگامہ دار و گیر

اس داستان حیرت بیان کو یون تحریر فرماتے ہین شعر بیاں خردمند و خندہ پیا کہ ساز نیم این جادو سحر طراز سابق مین تحریر ہوا کہ نقد روح روان قاسم عالی شان شاہزادہ ایرج نوجوان نے قلعہ انجم حصار پر بوج طلسمی بانی مرات جادو نے شکست فاش کہائی ایرج نے اب لشکر تیار کیا ملکہ شیشہ ہی نوش کو تخت پر بٹھایا ملکہ انجم ماہ رخسار کو سپہسالار فوج قرار دیا اس کروفر سے بصد شوکت و حشم طرف قلعہ طلسم سکندری کے روانہ ہوے مگر مرات جادو وافتان و خیزان شکست خوردہ جب قریب قلعہ پہونچی اہالیان قلعہ نے خبر پائی کہ ہمارے بادشاہ نے شکست فاش کہائی تمام اہالیان شہر براے استقبال حاضر ہوے وزیر اعظم اسکا ظلمات جادو کہ جو اس سفر مین ہمراہ نہ تھا قلعہ سے مع فوج نکلا دیکھا تو ملکہ مرات کا عجب حال قلق مضمحل چہرہ اداس رنج و غم یاس آئینہ عیش و عشرت نابود ظلمات کی آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا سوچا کہ بخت سیاہ کا سامنا ہوا فوراً بارگاہ استادہ کرائی

ملکہ مرأت کو اُس بارگاہ میں داخل کیا پوچھا اے ملکہ عالم یہ کیا معرکہ گذرا مرأت نے تمام کیفیت
ظاہر کی کہا طلسم کشا بڑا صاحب اقبال ہے بی بی صاحبزادی شیشہ مے نوش خنجر کو قلم کر کے لوح طلسمی
لے پہونچیں سہناک جادو فرستادہ ملکہ حیرت قتل ہوئی ظلمات نے کہا اے ملکہ عالم اب کیا صلاح
ہے میرے نزدیک شراکت طلسم کشا میں فلاح ہے مرأت جادو نے کہا اے ظلمات طلسم اسکندری
پر قبضہ پانا بہت دشوار ہے بی بی شیشہ مے نوش مست ہو کر جا ہی چکیں دھگڑے کے ساتھ کہ جیتے جی کبھی
یہ دن نصیب نہ ہوگا چین سے بیٹھنا دشوار کر دونگی بی بی انجم ماہ رخسار نے بڑے فساد برپا
کیے انکی بھی تدبیر ہو جائیگی ظلمات جادو نے کہا حضور ملکہ حیرت جادو کو دوسرا نامہ لکھیے
کہ انور جادو آپ کی ملازم دہمناک مصاحب قدیم ہاتھ سے پسر حمزہ کے قتل ہو گئیں وہ
جوان لشکر کشی کر کے آتا ہے اسکی تدبیر واجب و لازم ہے یہ بات مرأت جادو کو پسند آئی عرضی
تحریر کی ظلمات سے کہا تم نامہ ہمارا لیکر خدمت میں شہنشاہ کی جاؤ ظلمات جادو نے نامہ
سر سے باندھا طرف طلسم ہوش رُبا کے روانہ ہوا لیکن افراسیاب جادو فکر میں اسد کے تخت
پر سوار تخت اُڑائے ہوئے جاتا ہے اتفاقات سے کوہ فیروزہ پر ملکہ فیروزہ فیروزہ پوش حاکم
در بند ہے کوہ فلک شکوہ مع مصاحبان خاص و انیسان با اختصاص جلوہ فرما تھی کہ دیکھا آسمان
پر برق چمکی خیال کر کے دیکھا شہنشاہ طلسم ہوش رُبا یعنے افراسیاب جادو تخت اڑائے ہوئے جاتا ہے
فیروزہ فیروزہ پوش اپنے مقام سے اُٹھی جا کر پایۂ تخت سے لپٹ گئی عرض کی اے شہنشاہ اتفاق سے
ادھر سے آنا ہوا کنیزوں کو بھی سرفراز فرمایئے افراسیاب کی جمال ملکہ فیروزہ پر نگاہ پڑی
حسین مہ جبین کسن مالک تخت و تاج ذات سے اُن حسینان مہ جبین کے سحر و ساحری کا رواج آنکھوں
میں حیا شیوہ جور و جفا طریقہ دلفریب نظارہ جمال بے مثال سے دل ناشکیب افراسیاب نے
ہو ترچھی نگاہیں ملکہ فیروزہ فیروزہ پوش کی دیکھیں مسکرا کر فیروزہ کا ہاتھ تھام لیا اور یہ اشعار پڑھنے لگا

در کشورے کہ ناز و ادا مے فروختند — مشتاق جان بہ نرخ گیا مے فروختند
ما ہم ز سادگی کہ بہ بازار خودبتان — دزدیدہ دل ز ما و بہا مے فروختند
افلاک را اگر بجہان قدر رابدے — ما را چرا بہ طالع ما مے فروختند
یوسف اگر بعہد تو مے بود در جہان — او را کہ مے خرید کجا مے فروختند

ایمان بخشودن نہ گرفتم کشاک ور دست	این اہل اتقا بہ رضاے فروختند
از مفلسی ببند ہنربران سرفروش	اسپ و یراق روز وغاے فروختند
شد تشنہ تیغ ہمت از تشنگی فنا	جائے کہ موج آب بقاے فروختند
از دست شان پریدہ بد است فتادہ اند	آنانکہ صید را بہ ہواے فروختند
سودا از ان بلا و سعادت نشان منم	کانجا بجاے چغد ہماے فروختند

ان اشعار کو سنکر ملکہ فیروزہ پوش مسکرائی کہا ای شہنشاہ آپ کو غزلین اشعار بہت یاد ہین افراسیاب مسکرا مسکرا کر باتین کرتا ہوا ساتھ فیروزہ فیروزہ پوش کے کوہ فیروزہ پر آگیا تب فیروزہ نے پوچھا ای شہنشاہ اسوقت آپ کہان سے تشریف لاتے ہین روز قتل طلسم کشا ہم لوگ حاضر ہوتے تھے اُس روز تو عجب طرح کے معرکے پڑے تمام میلہ درہم و برہم ہوا رعیت کے تباہ ہوے دل ملک تک شکایت کرتے ہین ہر ایک کا قول ہی کہ سامری جمشید ایسے میلے مین ہمکو نہ لیجائین مال لٹا نقد جان بچانا دشوار ہوگیا ایسا میلہ کبھی نگاہ سے نہ گذرا تھا افراسیاب جادو نے کہا ای فیروزہ فیروزہ پوش ماہ دولت نے تساہل فرمایا ساربان زادے نے اسد غازی کو رہا کر لیا اتبک مارا مارا پھرتا ہی موج طلسمی ماہ دولت نے ایسے مقام پر بھیجدی کہ وہان طائر وہم و خیال کا بھی پہونچنا دشوار فیروزہ نے پوچھا ای شہنشاہ وہ کونسا مقام ہی افراسیاب جادو نے کہا ساربان زادے نے بہ تبدیل حیرت ماہ دولت سے دریافت کیا مین نے سب کچھ کہا جو اصل بات تھی وہ نہین بتائی عمرو بھی مارا مارا پھریگا لیکن نشان لوح طلسم ہوش ربا پا نہ سکیگا مین نے الیان دربند کو نامے لکھے ہین سامان لشکر کشی کر دونگا ابھی طلسم کشا کو پکڑ کے قتل کر دونگا فیروزہ نے عرض کی ای شہنشاہ مین نے سنا ہی جا بجا گل ہوشربا پر ہین عذر ہوا دل طلسم مین جو کوئی پیدا ہوتا ہی حمزہ کا ایسا نوجوان اُسنے فتح کیا پھر طلسم ہزار برج مین ایک پوتا نورالدہر بن بدیع الزمان جاکر پہونچا وہ بھی موج طلسمی پا گیا طلسم پر تجمل دست تدارک ہوا اور ایک خبار مین کنیز نے دیکھا کہ طلسم گوہر افراسیابی جانا کا خداوند سکندر بن سامری تھا وہان کوئی جوان پہونچا ہے کا قاسم نبیرہ حمزہ نامور قوم تھا پھر طلسم جمشیدیہ مین دو فرزندان حمزہ نے داخل کیا ایک نوجوان و نورالدہر بن بدیع الزمان بڑے بڑے معرکے وہان بھی ہوے بی بی محمور بھی اُس طلسم مین پہونچی تھین قید ہوئین پھر چھوٹین طلسم کشا کے ساتھ ہین اُس طلسم پر بھی مسلمانون کا قبضہ ہوگیا اُسی طلسم سے کسی حکیم نے نشان رہائی اسد

غازی شیاسے خواجہ عمرو نے فلک کی آن دونون کو مطلع کیا تا یہ گنبد نور پہونچا یہ سب حالات حضور کو معلوم
ہین یا نہین افراسیاب نے سر جھکا لیا کہا ای فیروزہ یہ سب حالات ابدولت کو معلوم ہین پرچہ ہاے
اخبار مین کیفیتین مرقوم ہین ابدولت بھی کئی مقامات پر جا کر اُسے طلسم ہزار پیچ مین ڈھونڈے ڈھونڈے
سر کے پڑے ملکہ حیرت جادو نے مجھ سے بیان کیا تھا کہ طلسم اسکندری مین بھی فساد برپا ہین اپنی سعد
سہمناک جادو کو روانہ کر چکی ہے دشمن معدوم اسیر کیا گذری فیروزہ نے عرض کی حضور ملکہ حیرت جادو
تو میری خالہ زاد بہن ہوتی ہے جلد خبر منگائیے اتنا مین نے سنا تھا کہ چھوکری ملکہ شیشہ سر نوش بیٹی
ہمشیرہ صاحبہ کی بیمار ہے افراسیاب نے کہا مین خبر منگا دونگا یہ باتین ابھی ختم ہونے پائی تھین کہ دیکھا
ایک جادوگر سیاہ فام کرگس منظر طاؤس پر سوار اُڑا ہوا چلا آتا ہے جیسے ہی افراسیاب جادو کو بیٹھے
ہوئے دیکھا وہ ساحر ہوا سے اُتر آیا افراسیاب جادو کو سلام کیا ملکہ فیروزہ نے پوچھا کہا ای
ظلمات کہان سے آتے ہو اُسنے عرض کی ملکہ حیرت جادو کی لکالکہ پیش کی فیروزہ نے باواز بلند پڑھا
پڑھ کر بہت بیقرار ہوئی افراسیاب جادو سنکر دنگ ہو گیا یہ بھی لکھا تھا کہ سہمناک جادو بھی قتل
ہوئی افراسیاب جادو غصہ مین کانپنے لگا فیروزہ نے کہا ای شہنشاہ مین جا کر سب انتظام کر دونگی
لوح طلسمی چھین لونگی طلسم کشا کی مشکین باندھ کے ہمشیرہ صاحبہ کے حوالے کر دونگی افراسیاب نے کہا ای
فیروزہ صاف صاف مرقوم ہے کہ صاحبزادی نے جوش محبت طلسم کشا مین لوح طلسمی حوالے کر دی ای
فیروزہ یہ بخوبی ظاہر ہے کہ فرزندان حمزہ سب صاحبان جرأت و لیاقت مرجع شوکت و ہمت ہین
لاکھون مین اکیلے اُسے خداوند لقا کو ملک باختر سے زنجیر کے نکال دیا کچھ خوف پیدا کرنے والے
سے سنا یا فیروزہ نے کہا ای شہنشاہ بہروپے لقا کا ذکر نہ کیجیے جوتی خورہ لنگوڑا جھوٹ سچ بکھارا
کرتا ہے کسی طرح کا لقا کو اختیار نہین سامری جمشید اُنسے بہت بڑھے ہین اُن خداوندون کی خاک مین
جادو مین تاثیر ہے اُنکی زبان پر آئے پھر تقدیر تقدیر ہے وہ لنگوڑا شیطان بختیارک سگ سفید کی
دولا بڑا خداوند قدرت کے سر چڑھا ہے چہ جاتا ہے کہ بیٹھتا ہے بلکہ سنا ہے شیطان کا کتا ہو جاتا ہے
قدرت کا کہنا نہین ہوتا قدرت کی تقدیر شیطان کی تدبیر ایسے خداوند کو کیا کہین افراسیاب نے
کہا ملکہ اس مقدمہ مین دخل نہ دو قدرت دیر گیر ہین مگر سخت گیر ہین نہین معلوم فقیر کیا ذات ہے
کیا نکالتا ہے اور ای فیروزہ تمہارا جانا مناسب نہین لوح قبضہ مین طلسم کشا کے موجود ہے سحر تمہارا نام

ذکر لیگا با بدولت او کچھ تدبیر کرتے ہیں ظلمات نے کہا اے شہنشاہ حقیقت میں یہ جوان صف شکن تیغ زن پہلوان یگانہ یکتائے زمانہ معلوم ہوتا ایسا ایسا لڑا کہ کیا عجب تھا زبان تیر و کلہ عمود سے صدائے تحسین و آفرین بلند رہی جو انجم حصار پر تلوار چلی ہیبت شمشیر سے اِس جوان کے زمین کانپتی تھی آخر کل لشکر کو شکست دی ملکہ بھاگ کر چلی آئیں اب اُسنے انجم حصار سے لشکر کشی کی ہوگی یہ بڑا بات سنکر بھی کہا کہ اب طلسم کشا کا ہم کیا کر سکیں گے افراسیاب نے کہا میں ابھی تدبیر کرتا ہوں ایسے شخص کو بھیجوں کہ گردن مہرو تو مکرو مشکین باندھ لائے بلکہ بیسے پچاس کو قتل کرے یہ کہکر افراسیاب نے ایک پرچہ لکھکر آسمان پر اُڑایا ظلمات دست بستہ حاضر ہوئی فیروزہ فیروزہ پوش نے افراسیاب کو جو متوجہ پایا گائن کو اشارہ کیا جام مے ارغوانی گردش میں آیا صدائے ہوش ہا ہوش و نوشا نوش بلند ہوئی افراسیاب جادو جمال خورشید مثال فیروزہ دیکھکر زار نو بدل رہا ہے فیروزہ اپنے کو بچاتی ہے لیکن شعلہ رخسار فیروزہ نے خرمن ہوش و حواس افراسیاب کو جلا دیا گرم آہیں منہ سے نکل رہی ہیں دل سے کہتا ہے کہ کیا ہڈیاں جل رہی ہیں گائن نے جو افراسیاب کو مبہوت پایا یہ غزل عاشقانہ تبا تبا کے گانا شروع کی دامن تھامے ہوئے افراسیاب کا مچل رہی ہے سانٹے ہوئے تانیں اُڑا رہی ہیں

جب تیر نظر تا بہ جگر جائیں گے لاکھوں — دو چار تو کیا جی سے گذر جائینگے لاکھوں
جینے سے ترے عہد میں مجبور ہو نسگے کا — اِک بات کے کہنے میں تو مر جائینگے لاکھوں
وہ کوچہ دلکش ہے تیرا ف زلف سفاک — گو جان سے جائینگے مگر جائینگے لاکھوں
مشتاق قفس وہ ہوں اگر خاک بھی ہو نگا — صیاد کے گھر تک مرے پر جائینگے لاکھوں
پیراک بیان بحر فنا کے بھی بہت ہیں — تلوار کے بھی گھاٹ اُتر جائینگے لاکھوں

یہ جو غزل گائن نے گائی افراسیاب اور بیقرار ہوا رنگ رو متغیر چہرے پر ہوائیاں اڑنے لگیں افراسیاب نے منت کر کے کہا اے جانِ جہان آرام دل مشتاقان

نظم

بھولوں کہیں وہ بشر نہیں ہوں — اتنا بھی بے خبر نہیں ہوں — اللہ رے فرط کاہش تن
ہر چند کہ ہوں مگر نہیں ہوں — دکھلائی نہ دوں یہ غیر ممکن — کچھ آپ کی میں کمر نہیں ہوں
بے حال کے بجانے دو نگا — عاشق ہوں نامہ بر نہیں ہوں — دیکھو عجب تاثیر بیہوشی ہمارے حال میں
ہوش بر سو تے نہیں ہیں کاتب اعمال میں — طوق ہے آغوش پھیلائے ہمارے واسطے — بڑھ گئی زنجیر کہسوں شوق استقبال میں

جیون جیون افراسیاب اشعار عاشقانہ پڑھتا ہی فیروزہ شرمائی جاتی ہی کلیجہ دھڑک رہا ہی کبھی کنیزون
کی جانب اشارہ کرتی تھی کہ میرے پاس آؤ اس ظالم کے پنجۂ ظلم سے بچاؤ دیکھو اس نگوڑے سے آج
میری آبرو کیونکر بچتی ہی کنیزین دوڑتی ہوئی قریب آئی ہین جب افراسیاب اشارہ کرتا ہی پھر ہٹ جاتی
ہین ظلمات جادو وزیر مرأت کا بھی حاضر ہی افراسیاب کی سفلہ مزاجی دیکھکر حیران
کہ یہ کیسا بادشاہ طلسم ہوش ربا ہی مشہور ہی کہ لیاقت و دولت مین یکتا مگر سفلہ مزاجی ایسی چاہیے تھی جسپر
نگاہ ڈالتا وہ شاہزادی اپنا فخر و افتخار جانکر قبول کرتی کیا صدمات شاہزادیون کو پہونچے ہین کہ
اُسکے وصل سے انکار ہی سفلہ مزاجی ظاہر ہی اب افراسیاب نے اور دو جام پیے نشۂ شراب سے
مدہوش بیہوشی مین وصل فیروزہ کا جوش چاہتا ہی ہاتھ تھام لون خلیہ مین فیروزہ کو لیجاؤن کہ
ناگاہ ایک صحراے گرد ارمی آگے آگے سو علم نشان لاکہ سوار کا علماے زنگاری کے پھریرے کھلے ہوے
اور تعریف سامری جمشید کی مرقوم آمد فوج کی دھوم گرد ورکابے گھوڑون پر بڑے بڑے قد کے
جوان چورے تیغے حمائل سپرہاے فولادی پشت پر بیچ مین ایک جوان گینڈے پر سوار آثار کبر و نخوت
چہرے سے آشکار پیشانی پر شکن چال مین کج ادائی بانکپن زیر کوہ آکر گینڈے سے کودا افراسیاب
کو سلام کیا فوج آرہی سلامی لی دست بستہ اُس جوان نے عرض کی آج غلام شکارگاہ مین تھا حضور
کا نامہ پہونچا چند کس ساختے تھے اُنھین کو ہمراہ لیکر چل نکلا کیا ارشاد ہوتا ہی کسی جوان سے لڑائی
درپیش ہی افراسیاب نے کہا اے طولاب روئین تن نبیرۂ حمزہ ایرج نوجوان طلسم اسکندری پر چڑھ
آیا ہی ہم نے اُسکو حوالے کر دی نہایت جوان زبردست ہی اے طولاب تمکو اسواسطے بلایا ہی
کہ جاکر اُس جوان سے مقابلہ کرو مشکین باندھکر ملکہ مرأت جادو کے حوالے کرو وہ اُسکا گنہگار ہے
قتل و غیر قتل کا اُسکو اختیار ہی اُسکی بیٹی ملکہ شیشہ رو نوش شراب بخت ایرج مین چور ہی اے طولاب
تساہل کرنا عقل کا قصور ہی عرض کی غلام کیا کیسے ایرج کے بیان روانہ کرون کیسے دبوچ کے مار ڈالون
افراسیاب نے اُسی وقت خلعت دلاکر طولاب روئین تن کو دیا ظلمات وزیر سے کہا تم ساتھ جاؤ
اگر موقع سحر کا ہو تم شریک ہونا اور معتقد جرأت کو یہ دیکھ لیگا اگر رستم و اسفندیار ہو گا چیر کے پھینک
دیگا فیروزہ نے کہا اے شہنشاہ مین بھی الگ جاؤنگی بہن سے ملاقات کرکے چلی آؤنگی افراسیاب
کو کچھ نہ بن پڑا نشہ مین اُٹھ کھڑا ہوا تخت پر بیٹھ کے طرف طلسم ہوش ربا کے چل نکلا بیان طولاب

روئین تن گینڈے پر سوار ہوا ظلمات نے ایک طاؤس محکن کیا فیروزہ نے کہا تم لوگ چلو ہم بھی وقت پر آجا ئینگے طولاب نے کہا اے ملکۂ عالم آپ کیون تکلیف فرمایئے غلام جاکے فیصلہ کرتا ہی فیروزہ نے کہا مین کنارے کنارے آؤنگی تماشا لڑائی کا دیکھونگی یہ کہکر یہ تو سحر کرکے ایک جانب نکلگئی طولاب روئین تن نے گینڈا بڑھایا طلسمات سیاہ رنگ کو جلوہ دیا ہر ایک شیر کے زیر ران دو دو کا بہ مرکب عزو دین ہر ایک کا فرہ ادب کے کہنے سے نقارہ بجا بڑے کرو فر سے لشکر طولاب روئین تن چلا **نظم**

صدا سنی وہ نقارے کی خشمناک
صدائے دہل سے زمین ہل گئی

دل کوہ ہو جسکی دہشت سے چاک
ہر اک پہلوتن مست و مغرور تھا

کسی سمت قرنائے جنگی بجی
شراب تکبر سے مخمور تھا

بڑے کرو فر سے طولاب روئین تن برائے مقابلہ ایرج صف شکن چلا

دو کلمہ داستان ایرج نوجوان کے بیان ہوتے ہین

ایرج نوجوان قلعۂ انجم حصار سے کوچ کرکے طرف طلسم اسکندری کے روانہ ہوا تیسرے دن ایک صحرائے سبزہ زار مین آکر پہونچا بارگاہ آسمان جاہ تیار ہوئی ملکہ شیشہ می نوش تخت سے اُتری داخل بارگاہ ہوئی ساتھ ساتھ ملکۂ انجم ماہ رخسار یہ شاہزادی ہرچند کہ صاحب تخت و تاج ہی مگر محبت مین ایرج کی نہایت منکسر مزاج ایرج نوجوان بیرون بارگاہ سرداران نامی پہلوانان گرامی آتے جاتے ہین ایرج نوجوان ایک ایک کو بخلق و محبت و مروت مقامات پر بجھلاتے جاتے ہین پلٹنیں اُس مقام پہ اُتریں رسالے فلان مقام پر فروکش ہون کسی سپاہی کو تکلیف نہ پہونچے مگر ملکہ شیشہ می نوش تخت پر آکر بیٹھین انجم ماہ رخسار نے انہیں جلیسون مصاحبان خاص کو اُس مقام پر چھوڑا ملکہ شیشہ می نوش نے کہا کنیز حاضر ہوتی ہی مقامات فوج کے اُترنے کی تجویز کر دوں کسی کو تکلیف نہو لونڈی کو انتظام کرنا واجب و لازم ہی ملکہ نے فرمایا اے ملکۂ انجم ماہ رخسار تمھارے بغیر صحبت مین دل گھبرایا اور سکار گزار موجود ہین انتظام لشکر ہو جائیگا تم آؤ ہمارے پاس بیٹھو انجم نے عرض کی لونڈی ابھی حاضر ہوتی ہی یہ کہکر ملکۂ انجم ماہ رخسار بیرون بارگاہ آئی دور سے شاہزادۂ ایرج نوجوان کو دیکھا کہ تیغۂ دودمۂ سکندری کے قبضہ پہ ہاتھ کمر چست بندھی ہوئی زلفین عنبرین پر غبار پڑا ہوا انتظام لشکر مین مصروف جی مین کہتی ہی اے انجم سپاہی انکا کیونکر نہ ساتھ دین ایک ایک سپاہی ایک ایک سوار کی خاطرداری و لحاظ ہی مین مصروف ہرچند ملازمان جانباز عرض کر رہے ہین حضور جاکر آرام کرین غلام انتظام کر لینگے ایرج نہین مانتے

ایک ایک کی مزاج پرسی کررہے ہیں انجم ماہ رخسار مسکراتی ہوئی قریب آئی دامن تھام کر مسکرائی کہا ای شہریار
چلیے بادشاہ لشکر آپ کو طلب فرماتے ہیں آپ کی تکلیف سب پریشان ہیں ہر خرد و کلان آپکی خدمتگاری کا
مشتاق ہے ایرج نے پلٹ کے چہرہ زیبائے انجم ماہ رخسار کو دیکھا انجم کا بھی حسن دلفریب جسکو دیکھکر دل
ناشکیب گلعذار غنچہ دہن ماہ جبین مہر تمکین کبک رفتار شیرین گفتار چونکہ سامنے ملکہ شیشہ مونوش کے ایرج
نامدار ملکہ انجم ماہ رخسار سے کلام نہیں کرتے کہ ملکہ کو ناگوار ہوگا یہان جو انجم کو تنہا پایا جادو فن دیکھکر منہ
مین پانی بھر آیا دیکھا نازنین چہرے پر بل کر رہی ہیں عکس اسکا عارض پرنور پر جو پڑا ہے صاف ثابت ہے چشمہ
خورشید مین مار سیہ لہرا رہے ہیں مردم چشم ہرنی کی آن بان دکھا رہے ہیں ایرج نے ملکہ کا ہاتھ تھام لیا باتین
کرنے لگے وہان بارگاہ مین ملکہ شیشہ مونوش بیٹھی ہیں یکایک آسمان سے دہلانے کی آواز آئی کہ خود بخود
زمین تھرائی نعرہ ہوا منم آہن خوار جادو او ظالم تونے غضب کیا ہزارہا بندگان سامری جمشید قتل
ہوے اکنے دیکھا کہ ایک جادوگر قبہ بارگاہ توڑکر نمایان ہوا مثل شعلہ جوالہ زمین پر گرا کنیزین ملکہ
کی لینا لینا کہکر دوڑین کوسے تیغ و ناچخ اُس بیچارہ پر لگائے اُسنے سب کے سحر دفع کردیے ایک منتر
مارا سب کنیزین منہ کے بل زمین پر گرین پریشان سر کے ننگین ملکہ شیشہ مونوش نے چاہا تخت سے
اٹھ کے بھاگون اُس سنگدل نے مہلت نہ دی قریب تخت کے آکر سلسلۂ سحر آغاز کیا ایک زنجیر آہنی
گلے مین ملکہ شیشہ مونوش کے پڑی سر لٹکا آہن خوار نے کھا یہ پروردۂ مہد ناز و نعم گرفتار زنجیر
مصیبت والم چیخ مارکے بیہوش ہوگئی وہ بیچارا ملکہ کو لے کر بلند ہوا نعرے کرتا ہوا یہان انجم سے
ایرج نوجوان باتین کررہے تھے کہ بارگاہ سے رونے پیٹنے کی آواز آئی چند کنیزون نے بڑھکر عرض
کی ایک جادوگر آیا ملکہ کو پکڑ لے گیا وہ دیکھیے سامنے جاتا ہے ایرج نوجوان نے دیکھا تو حیران کہ مین
کیا کرون مگر انجم ماہ رخسار تڑپ کر بلند ہوئی ایرج نے دیکھا کہ انجم مثل ستارے کے چمکی آواز دی او
بیچا کہان جاتا ہے وہ ملکہ انجم ماہ رخسار کو دیکھکر رکا ایک گولا انجم کو مارا اب اہالیان لشکر دیکھتے ہیں
کہ ملکہ انجم و آہن خوار مین رد و قدح سحر کے ہونے لگی سحر اُس ملعون نے ملکہ عالم پہ کیے اُس آفتاب
آسمان خوبی نے ہنسکر دفع کردیے تیسری مرتبہ پنجہ جھٹکا کر جا پڑی سب نے دیکھا کہ انجم مثل برق
کے کڑکی لپٹ کے نیچے ملا اُس روسیاہ نے سپر سحر کو اٹھایا پنجہ برق مثال گرا سپر کے دو ٹکڑے کرکے
قصر ہستی کو جلادیا بیچا بدمعاش کو خاک مین ملادیا ادھر آہن خوار ملکہ شیشہ مونوش نیچے سے

اسکے چھوٹتے ہی انجم ماہ رخسار نے ہاتھوں ہاتھ اس آفتاب حسن وجمال کو لیا ایرج وغیرہ دیکھ رہے ہیں کہ
آسمان سے ایک آواز آئی او انجم غضب کیا ایسے ساحر کو مارا جسکا طلسم میں شغل نہ تھا نام ملکہ اژدر گیسو کشتی
ستم طلسم سکندری اب سب نے دیکھا ایک ساحرہ سیاہ فام ایک اژدر آتش فشان پر سوار بال کھلے ہوئے
کمر کیسے یہ ثابت ہوتا ہے کہ ماران سیاہ لہرین لے رہے ہیں صورت کالی بھال کو چہرہ شب کہنا واجب ولازم شب
فراق عاشقان بھی اسکی سیاہی سے نادم بلا سے پردہ ظلمات ہو ظلمات کی تاریکی بھی اس تیرہ درون کے
چہرے کے آگے مات ہے چنگاریان منہ سے نکلتی ہوئی صورت ہیبت ناک سفاک سحر وساحری مین چست
وچالاک اس جلدی سے آئی کہ انجم ماہ رخسار ملکہ شیشہ مو نوش کو گود مین لے کر زمین پر نہ آسکی نعرہ کرکے
ایک لٹ بالون کی ہلائی اور اندھیرے مین اندھیرا پیدا ہوا آنکھین سب کی جھپک گئین تمام لشکر مین
ہنگامہ برپا ہوا ہزارہا ساحر تیغ وناچخ لے کر دوڑے سحر کیے مگر اس ملعونہ نے کسی کا خیال نہ کیا جسکا سحر
قریب آیا کبھی ہنس دیا وہ ہنسنا اسکا رونے سے بدتر تھا معلوم ہوتا تھا شب تیرہ مین بجلی چمک گئی یا
اپنے اوپر آپ ہنستی تھی رونا ہنسنا ثابت ہوتا تھا فلک اسکی جفاکاری دیکھکر روتا تھا جب اسنے اپنی زنجیر
گیسو مین ملکہ انجم وملکہ شیشہ مو نوش دونون کو باندھ لیا ہزارہا ساحرون پر قہقہہ مارا بجلیان گرین
سیکڑون جلکے سیاہ ہزارہا بیہوش ہوگئے ایرج تیر وکمان لے کر دوڑے اسنے آواز دی او طلسم کشا بی
ی نوش کو تو مین لیے جاتی ہون تمھاری بھی فکر کرونگی اگر تو صاحب لوح ہو جیون کر تو صبح وشام مین
تمھاری تدبیر ہوتی ہے یہ کہتی ہوئی نعرے کرتی ہوئی چشم زدن مین دونون کو لیکر نکل گئی لشکر مین غل برپا
ہوا ایرج نے اپنے کو زمین پر گرا دیا شاپور شیردل دوڑا قریب آکر شاہزادے کو اٹھایا کہا اے شہریار
آپ اپنے کو اسقدر پریشان نہ کرین لشکر کی حقارت ہوجائیگی ظاہرا معلوم ہوتا ہے یہ ساحرہ اسی مرحلہ
کی تھی آپ کی فکر مین آئی آپ پر دست انداز نہو سکی ملکہ عالم کو لیگئی مگر حضور یہ کسی کی مجال نہین ہے کہ
آپ کی معشوقہ کو قتل کرسکے فوراً لوح ملاحظہ فرمایئے طلسم کشائی مین مصروف رہیے بڑی غفلت ہوئی وہ ملعونہ
مراتب جادو بھاگ کر گئی اسنے حاکمان مرحلہ کو تحریر کیا ہوگا ایرج نے اسی وقت لشکر سے کنارہ کیا
سمن بر کو بلا کر حکم دیا لشکر سے ہوشیار وخبردار رہنا شاپور کو بھی حکم ہوا کہ لشکر سے باہر جانے
کا قصد نکرنا یہ فرما کر لشکر سے باہر آئے کنارے ٹھہر کر لوح کو ملاحظہ فرمایا لکھا تھا اے فتاح طلسم و اے
سیاح این عجائبات اگر پروردگار فضل کرے اور لوح طلسمی حاصل ہو بہت جلد واسطے طلسم کشائی

لے جانا اگر وصہ کیا دھوکا کھایا کوئی ساحرہ تمھارے کسی دوست کو گرفتار کرکے لیگئی فوراً اسکی جستجو کرو تامل مین خرابی ہے ایرج نوجوان نے لوح مین ملاحظہ فرمایا کہ اسم حاشیہ لوح پڑھا صحرا سے گرد اُڑی دیو مہیب پیدا ہوا ایرچہکا نام ہے کہ للکارا ایرج تیغہ پکڑ کر جا پہنچا وہ سامنے سے ایرج نوجوان سے بھاگا ایرج بموجب حکم لوح اسکے تعاقب مین چلے نگاہون سے سب کی غائب ہوگئے یہان ایرج نے دیکھا وہ دیو مہیب ایک درۂ کوہ مین جاکر غائب ہوا لوح نے حکم دیا اگر طلسم کشا اپنے زمانے کا صاحب قران صاحب عظم وشان ہے درۂ کوہ کو ایک ضرب گرز سے گرائے اندر درۂ کوہ کے جاکر اس عفریت خونخوار کو قتل کرے ایرج نے جاکر بیک ضرب گرز درۂ کوہ کو گرا دیا دیکھا وہ عفریت خونخوار لرزان ترسان گوشہ گیر بھاگ جانے کی تدبیر ایرج کو دیکھکر قصد لپٹنے کا کیا ایرج نے بحکم لوح بیک ضرب تیغ آس عفریت خونخوار کو پیوند خاک کیا چشم زدن مین قصہ پاک کیا پھٹا شور اکر گرا آواز آئی کشتی مرا نام سن عفریت جادو بود ایرج نے اُس عفریت کو قتل کیا پہاڑ معدوم ہوا دیکھا سامنے صحرائے سبزہ زار نواح دلکشا نگر روے ملکہ شیشہ بر نوش نہ معلوم ہوا گل سرسبز وشاداب دیکھے لیکن اپنے سرو سہی قد کو نہ پایا طائران زمزمہ سرا کی نغمہ سرائی نے دلکو بیچین کر دیا یاد ملکہ انجم ماہ رخسار وشیشہ بر نوش مین اشک حسرت آنکھون سے جاری بے اختیار اشعار زبان پر لگے غزل

اے کہ در چشم بہر صورت تو منظوری بیا — وے بدل نزدیک من از من چرا دوری بیا
ور ملاقاتم بجز و بہتان مہجوری بیا — شکر سیہ انجم ترا نسبے کہ مہجوری بیا
من بدل جور ترا بہتر ز مہر انگاشتم — گرچہ در ظلم و ستم کیشان تو مشہوری بیا
تا رہ وصل ترا خط بر رخت آوردہ است — رفت ایام فراق و وقت مجبوری بیا
یک سر مو شوکت جنت نخواہد کم شدن — من گدائے کاسہ در دست مغفوری بیا
منکہ از خود میروم ہرگز تو اے آئی برون — ای بہ قربانت چرا در خانہ مستوری بیا
بے تو گردون روز سودا از شب دیجور ساخت — ای سراپا رشک نور شمع کافوری بیا

ان اشعار سے اور زیادہ دل گھبرایا ہر طرف نگاہ اٹھا کر شاہزادہ دیکھتا ہی اشعار ذوق دہلوی یاد آئے پڑھنا شروع کیے اشعار

کیا آئے تم جو آئے گھڑی دو گھڑی کے بعد — سینہ مین ہوگی سانس اڑی دو گھڑی کے بعد — کیا رو دکا اپنے گریہ کو ہمنے نہ لگ گئی

پھر دم ہی آنسوؤں کی جھڑی دو گھڑی کے بعد
اُس لعل لب کے بوسے لیے ہم نے بے عدد
پھر اُس بغیر گل نہ پڑی دو گھڑی کے بعد
پروانہ گرد شمع کے شب دو گھڑی رہا
آخر ہمیں سے آنکھ لڑی دو گھڑی کے بعد

لو دو ہی گھڑی اگر وہ ملائم ہوئے تو کیا
سب اُڑ گئی مسّی کی دھڑی دو گھڑی کے بعد
کہتا رہا مجھے اُنہیں عدو دو گھڑی کے بعد
پھر دیکھی اسکی خاک پڑی دو گھڑی کے بعد
کیا جانے دو گھڑی وہ رہے ذوق کس طرح

پھر بیٹھنے لگے وہ ایک گھڑی دو گھڑی کے بعد
کل اُس سے ہم نے ترک ملاقات کی تو کیا
غماز نے پھر اور جڑی دو گھڑی کے بعد
تو دو گھڑی تک اُسنے نہ دیکھا ادھر تو کیا
پھر تو نہ ٹھہرے پاؤں گھڑی دو گھڑی کے بعد

ایرج نوجوان کو نہایت بیقراری یاد میں دونوں معشوقوں کی آہ وزاری اُنکی صحرا میں رہ داروی کرتے ہوئے جاتے ہیں مگر آنکھوں کے نیچے تصویر خیال ملکہ انجم ماہ رخسار و ملکہ شیشہ مے نوش کی پھر رہی ہے اس پریشانی میں شاہزادہ جاتا تھا کہ سامنے دروازہ باغ کا شل آغوش عاشق کے کھلا ہوا معلوم ہوا بے اختیار جی چاہا کہ یاد میں اُن گلعذاران سہی قد کے گھڑی دو گھڑی باغ میں چلکر بسر کریں یہ سوچکر طرف باغ کے چلے قریب باغ کے آئے کہ دیکھا اندر سے باغ کے ملکہ انجم ماہ رخسار نکلی مگر سر ودستوحش گھبرائی ہوئی باہر آئی ایرج نے دیکھتے ہی آواز دی اے ملکہ انجم خیر تو ہے شعر اے پیک راستان خبر یار بگو ؛ احوال گل بہ بلبل بستان سرا بگو ؛ ملکہ شیشہ مے نوش پر کیا گذری تجنے کیونکر رہائی پائی انجم نے عرض کی حضور جلدی آیئے میں نے تو دم دیکے اپنی جان بچائی ملکہ شیشہ مے نوش سے وہ بیحیا وصل کا سوال کرتا ہے وہ شاہزادی سحر بھی نہیں جانتی عجب مصیبت میں ہے خدا اُنکی آبرو بچائے یہ سنتے ہی ایرج کے حواس پراگندہ ہوئے مقدمہ ناموس خبر وحشت اثر سنی ہاتھ پاؤں میں رعشہ آگیا قلب تھرا گیا باغ میں جلدی داخل ہوئے انجم عقب میں یہ کہتی ہوئی چلی کہ حضور یوح تو ذرا گلے سے اُتار یے اُسمیں مضمون دیکھ لیجیے کہ یہ بیحیا اژدر گیسو کشا کیونکر قتل ہوگا اگر یہ بچگیا تو دنیا میں ہرپا کریگا ایرج نوجوان نے یوح کو گلے سے اُتارا چاہا ملاحظہ کریں کہ انجم نے قریب آکر کہا حضور زرا میں تو دیکھوں بے اختیار ایرج کے منھ سے نکلا کہ ملکہ تم سحر بھول جاؤگی انجم نے نہ مانا ایرج کے ہاتھ پر ہاتھ ڈال دیا یوح ہاتھ میں انجم کے آئی انجم نے یوح لیکر چند دانے ماش کے مارے ایرج لڑکھڑا کر زمین پر گرے نعرہ ہوا تم اژدر گیسو کشا دیکھ یوں یوح لیتے ہیں ایرج کی زبان بند ہاتھ پاؤں میں رعشہ دیکھا اُسنے صورت تبدیل کی وہ بھی ساحرہ سیاہ فام مکارہ بد انجام کر میں ایرج سے چاہا ہاتھ دون بے ارون کا ایک مرتبہ آواز آئی ہا اژدر گیسو کشا کیا کہتا تو نے

طلسم کشا کو لیا خیر خواہان دولت ایسے ہی ہوتے ہین اثردر گیسو کشا نے یون جو پلٹ کے دیکھا ملکہ مرات جادو نخل کلان سے سحر کے اتری خرامان خرامان آتی ہے اثردر نے جھک کر سلام کیا نہال ہو گئی کہا ملکہ عالم کیونکر آنے کا اتفاق ہوا مرات جادو نے کہا تمام طلسم مین کھلبلی پڑی ہوئی تھی حال طلسم کشا آئینہ ہوا ملکہ شیشہ مہ نوش و انجم ماہ رخسار کو کیا کیا اثردر نے عرض کی حضور دونون موجود ہین طلسم کشا ہی قبضہ مین آیا سب کو قتل کیجیے مرات اثردر کے قریب آئی نخل سے ایک طائر نے چہکارا مارا ایرج نوجوان یہ معاملات سب دیکھ رہے ہین جیسے ہی طائر نے چہکارا مارا یا تو اثردر گیسو کشا نخل اور بعد ملکہ مرات سے باتین کر رہی تھی حال قید ملکہ انجم ماہ رخسار ملکہ شیشہ مہ نوش بھی بتلایا تھا اب طرف نخل کے سر اٹھایا طائر کو دیکھ کر ہوش اڑ گئے طائر نے آواز دی اے اثردر افسوس کیا الہیان طلسم کی عقل پہ پتھر پڑے دوست دشمن کو نہین پہچانتی دیکھو پھر سے پہلو مین کون کھڑا ہے عیار طرار طلسم کشا ہے اثردر یعنی شاپور نے دل نے دیکھا کہنے والا سب کہ چلا ہے گرفتار ہو جانا باقی ہے جو کچھ کرنا ہے کر گذرو جیسے ہی اثردر یعنی شاپور نے کہا ملکہ وہ جاتا ہے سحر کر دو یہ سنتی شاپور نے حلقہ ہائے کمند اسے گردن مین پڑے جھٹکا مارا گرتے گرتے حباب مارا بیہوش ہوئی شاپور نے پلٹ کے خنجر مارا شکم پر پشتا شکم چاک قصہ پاک ایرج اٹھے روح طلسمی اٹھانے لگے مین تمام باغ تمام آتش بہار ہوا نخل تمام جلنے لگے صدائے مہیب بلند ہوئی دیوارین گرین قصر پامال ہوئے غبار زمین سے اٹھنے لگے آواز آئی کشتی مرا نام مرات اثردر گیسو کشا بولا افسوس مردیم دیگ عادیم و بمطلب خود نرسیدیم دیکھا ایک جانب ایک مکان کہنہ دیوارین خام ٹوٹی کے ڈھیر دروازہ بند کے پرپرو کا گھنا ہوا کچھ رسی کے ٹکڑے بندھے ہوئے اندر سے انکے رونے کی صدا آتی ہے شاپور نے بڑھ کے دروازہ کھولا دیکھا ملکہ شیشہ مہ نوش و ملکہ انجم ماہ رخسار دیوانہ وار وحشی مثال فرش خاک پر لوٹ رہی ہین جیسے ہی شاہزادہ والا قدر کو آتے دیکھا انجم بے اختیار اٹھ کھڑی ہوئی جوش محبت مین سر سے پا تک بلائین لین کچھ خوشی کچھ رنج کچھ شادی کچھ غم کچھ عیش کچھ الم کچھ خواہش کچھ کاہش

یہ اشعار آبدار ذوق پڑھا شعر درج کیے

نظم

مر جو ہو تکے عاشق کبھو یاں کرتے	مسیح و خضر بھی مرنے کی آرزو کرتے	عرض تھی کیا ترے تیرونگی آب پیکان سے
گر زیارت دل کی کیونکر بے وضو کرتے	اگر یہ جانتے چن چن کے ہم کو توڑینگے	تو گل کبھی نہ تمنائے رنگ و بو کرتے
[illegible] صبح قیامت کو بھی جو ہوتی کش	اٹھینگے خواب سے ساقی سبو سبو کرتے	عجب نہ تھا کہ زمانے کے انقلاب سے ہم

تیمم آب سے اور خاک سے وضو کرتے	ملی نہ عمر گذشتہ کا ڈھونڈھتے رونق	تمام عمر گذر جاتی جستجو کرتے

ملکہ شیشہ مے نوش کو بھی فرش خاک سے اٹھایا دیکھا یہ زہرہ جبین حیران پریشان مضطر بدحواس
ملکہ انجم ماہ رخسار تو ساحرہ زبردست ہی بادشاہزادی ہفت اقلیم حصار ملکہ شیشہ مے نوش سحر ساحری سے
بالکل ناواقف پروردہ مہد ناز و نعم اسیر یہ مصیبت والا ایرج نے حکم دیا ای برادر شاپور شیر دل جلد اپنے
کو لشکر ظفر اثر مین پہونچاؤ ملکہ شیشہ مے نوش کے واسطے محافہ منگاؤ شاپور نے عرض کی ابھی جا کر غلام
محافہ لاتا ہی لیکن سامنے ملاحظہ فرمائیے ایک قصر ویران معلوم ہوتا ہی اس قصر سے کچھ آوازین آتی ہین
ایرج اس قصر کے قریب آئے دیکھا اسپر بخط جلی مرقوم ہی کہ این قصر زندان خانہ طلسمی ہست غرض قفل
توڑ کر ایرج نامور نے پھینکدیا اندر آکے دیکھا دو ہزار جوانان شیر دل صاحبان شوکت ولیاقت اس
زندان تنگ و تاریک مین قید ہین ایرج نوجوان کو جاناں سقیمان زندان مصیبت نے دیکھا بمحزون
سنبھالکر اپنے مقام سے اٹھے واسطے تسلیم کے خم ہوے عرض کی ای شہنشاہ گردون بارگاہ آج آپ کے
روے زیبا کو دیکھکر یقین کامل ہوا کہ کچھ دن زندگی کے باقی ہین اس راہ سے اس ساحرہ نے قفل
لگا کر بند کر دیا ہم لوگ یہانقید ہوے سالہا سال گذرے کبھی آب و دانہ ملا کبھی نملا ایرج
نوجوان کا دل بیقرار ہو گیا بہ تعجیل اول ان سب کو غل و زنجیر سے رہا کیا اس قصر مین اسباب ضروری
بھی بیحساب تھا سب سردارون نے نکالا ایک بارگاہ زربفتی برآمد ہوئی اسی وقت وہ بارگاہ فلک
اشتباہ استادہ ہوئی شاپور نے لشکر ظفر اثر مین خبر پہونچائی فوراً ملکہ سمن بر نے لشکر آراستہ کرایا
قریب زندان خانہ طلسمی لشکر فروکش ہوا ایرج داخل بارگاہ آسمان جاہ ہوے ملکہ شیشہ مے نوش
تخت پر انجم ماہ رخسار بعہدہ وزارت ونگل سپہ سالاری پر لقدر وح روان قاسم عالیشان شاہزادہ
ایرج نوجوان شاپور شیر دل برائے انتظام حاضر لیکن فرصت جاؤ و بعد روانہ کرنے عرضی طرف
افراسیاب کے تخت پر بیٹھی ہی لیکن کچھ کہہ رہی ہی دیکھیے شہنشاہ کیا انتظام کرتے ہین وزیر و مشیر
عرض کرتے ہین کہ حضور شہنشاہ افراسیاب ایسی فوج دریا موج روانہ فرمائینگے کہ گاوزمین بار
نہ سنبھال سکیگی یا کوئی سردار ایسا زبردست آئے گا طلسم کشا کی مشکین باندھ کر لیجائیگا آگے انکی
کیا حقیقت ہی یہ ذکر تھا کہ کچھ ساحر گھبرائے ہوئے آئے عرض کی کہ ملکہ عالم طلسم کشا مرحلجات شکست
کر کے قریب زندان خانہ طلسمی پہونچگیا ہی قیدیان زندان مصیبت کو رہا کر لیا اپنی آنکھون سے غلام

دیکھا آئے ملازم آپکے شیشہ ہی نوش و ملکہ انجم کو گرفتار کرکے لائے فوراً طلسم کشا پہونچا اب محبت عیش اراست
ہو بی انجم مقتول لشکر طلسم کشا میں مرأت جادو و سنگر گجراتی اور لاشے بھی ساحران مرحلے کے آکر پہونچے ایک
ہرکارے نے یہ بھی خبر بیان کی کہ طلسم کشا لشکر کشی کرکے قلعہ پر آیا چاہتا ہے اب مرأت جادو کمو تردد ہوا
کہتی ہے طلسم کشا کو کون جواب دیسکے گا آخر اپنے مصاحبون کو جمع کیا انسے کہا صاحبو جو عرضی مین نے
خدمت شہنشاہ طلسم ہوش ربا مین روانہ کی تھی وہان سے کچھ جواب نہین آیا مین سب سوارون کو
اپنے لیکر ہوش ربا مین جا ونگی مصاحبین سب گھبرا گئے کسی نے جواب دیا طلسم کشا ہمارے آپ کے
سدراہ ہوگا جانے نہ دیگا بموجب مثل گھر کا بھیدی لنکا ڈھائے صاحبزادی وہان موجود ہین وہ
سب نیک و بد سے اگاہ کرینگی طلسم ہوش ربا تک پہونچنا دشوار ہوگا یہ باتین ہوتین کہ ظلمات جادو
مرأت کا وزیر آکر پہونچا مرأت نے پوچھا اے ظلمات کہو کیا پیغام لائے عرض کی شہنشاہ طلسم ہوشربا سے
کوہ فیروزہ پر ملاقات ہوئی طولاب سمنتن کو برائے مقابلہ ایرج روانہ کیا ہے حقیقت میں نہایت
پہلوان زبردست ہے علاوہ زبردستی کے تیغ و تبر و نیزہ اسپر تاثیر نہ کریگا آپ کی ہمشیرہ ملکہ فیروزہ
فیروزہ پوش بھی سنکے سبب بیقرار ہوئین خود آنے کو تھین مگر شہنشاہ نے منع کیا کیا عجب ہے کہ وہ
بھی کسی کو واسطے خبر کے روانہ کرین مرأت جادو خوش ہوگئی اُسی وقت اُسکی حکم دیا کہ لشکر تیار ہو
تا بارگاہ کالداتخت پر سوار ہوئی دوسرے دن شاہزادہ ایرج نوجوان نے کوچ کیا قصد ہے کہ
اپنے تئین قلعہ اسکندریہ پر پہونچاؤن دو کوس قلعہ باقی تھا کہ دیکھا مرأت جادو مع تین لاکھ
ساحران خرس پیکر آکر پہونچی ایرج نوجوان نے حکم دیا بارگاہ استادہ ہو ملکہ انجم ماہ رخسار نے لشکر
کو آتا را ساحران قلعہ انجم حصار اور وہ شاہزادگان والا قدر جنکو زندان خانہ طلسمی سے رہا کیا
انتظام لشکر مین مصروف ہین کہ صحرا سے گرد اُڑی طولاب روئین تن مع لاکھ سوار کے گینڈے پر
سوار مغرور دریائے آہن مین غوطہ مارے ہوئے آکر پہونچا مرأت جادو برائے استقبال خود
نکل آئی طولاب روئین تن فوراً گینڈے سے کودا مرأت جادو کو دست بستہ مودب ہوکر سلام کیا
مرأت جادو نے اُترنے کا حکم دیا طولاب روئین تن آگے بڑھ کر مقابلہ لشکر ایرج نوجوان مین
اُترا مرأت جادو نے بہت کچھ سامان عیش و نشاط واسطے اس مغرور خرس پیکر کے بھیجا
بیٹھ کر شراب خواری کرنے لگا ناگاہ پہلوان روئین تن زرین پوش اعنی آفتاب تابان بجوف

نقیب تیغ ماہ تابان داخل قلعۂ مغرب ہوا اور رستم آسمان اول شاگردان ثابت وسیارگان کو ہمراہ لیکر اکھاڑے میں چرخ نیلی کے داخل ہوکر ورزش کرنے میں مصروف ہوا یہان طولاب روئین تن کا دماغ بادۂ ناب سے گرم ہوا مرآت جادو تخت پر بیٹھی ہی مگر نہایت پریشان خیال ہی کہ دیکھیے کیا ہوتا ہی کہ طولاب نشہ مین بلبلایا کہا ملکہ حکم دیجیے طبل جنگی بجے مرآت نے حکم دیا نقارۂ رزمی پر چوب پڑی ہرکارے لشکر ایرج نوجوان کے جو حاضر تھے خبر سن لیکر خدمت مین شاہزادے کے حاضر ہوے ہاتھ اٹھا کر دعا وثناے بادشاہی بجالائے قطعہ

کہ تا سبزہ روئیدہ باشد بہ باغ
نگین سعادت بنام تو باد
گل سرخ تا بد چو روشن چراغ
ہمہ کار عالم بکام تو باد

ای شہریار طولاب غدار نے طبل جنگی بجوایا ہی کل اسکا ارادہ ہی کہ بندگان شاہی سے مقابلہ کرے ایرج نوجوان نے حکم دیا ہی ملکہ انجم ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی وبتائید ربانی طبل جنگی بجے لشکر ایرج نوجوان مین نقارۂ رزمی بجا لشکرون مین شہرہ ہوا کل مقابلہ ہی افراسیاب بادشاہ ہوش ربا نے طولاب روئین تن کو بھیجا ہی کل طلسم کشا سے مقابلہ پڑیگا تیاریان لشکرون مین ہونے لگین مردان عالم سلاح جنگ درست کر رہے ہین نیزون کو زہر سے آبداریان دین کمین سنان نیزہ کو درست کیا چار آئینہ صیقل ہوئے تلوارین چرخ چڑھ رہی ہین کہ عقل پیر چرخ کی چرخ مین ہی نقیب فوجون کو جگاتے پھرتے ہین شعر ہوا نو جوانمرد ہوشیار رہو، سلاحون سے اپنے خبردار ہو، ستارۂ سحری آسمان پر چمکا لشکر اسلام مین صداے اذان بلند ہوئی اس صداے فرح افزاے روح سامری دردمند ہوئی لشکر کفار مین گھنٹہ ناقوس بجا شوالون کے دروازے کھلے پوجا پاٹ ہونے لگا شہسوار عرصۂ مشرق نے سپر زرین آفتاب کو پشت پر لگایا نیزۂ خطوط شعاعی کو ہاتھ مین لیا تیغ مہر کو حمائل کرکے توسن فلک پر جلوہ فرما ہوا اشعار

روز دیگر کاین جہان پر عز و [illegible]
ہندوے شب را بہ تیغ افگندہ سر
یافت از سرچشمۂ خورشید نور
ترک روز از خرابہ زرین سپر

ایرج نوجوان بصد شوکت وشان پشت کرہ ابن اشقر پر سوار ہوے ملکہ شیشہ می نوش سریر جہانبانی پر جلوہ فرما ملکہ انجم ماہ رخسار انتظام کرتی ہوئی گرد ایرج نوجوان شیران دشت نبرد اس جاہ وحشم سے میدان کارزار مین ہوپنچے دیکھا آمد لشکر مرآت جادو آگئے

آگے طولاب رودمن تن اونچی بنا ہوا تخت پر ملکہ مرأت جادو کی لاکھ ساحران غدار حربہ ہاے سحر
ہاتھ مین ہمراہ تخت مرأت نثار کرتے ہوے آتے ہین کہ آج لشکر طلسم کشا کو پامال کرینگے دونون لشکر میدان
کارزار مین آکر ٹھہرے صفین جانبین سے آراستہ ہوئین دونون لشکرون کے نقیب نکلے سرود چھیڑ کے
اشعار عبرت آمیز پڑھے مدعا یہ ہی کہ یارو گردش فلکی سے ڈرنا چاہیے فلک کجرفتار گردون غدار
ہر وقت درپے آزار ہی عیش و راحت دنیا کا بیکار ہی صاحبان لیاقت کی تباہی سفلہ مزاجون کی
روسیاہی کیسے کیسے اولوالعزم بادشاہ برباد ہوے کم ظرف آباد ہوے نظم

اک لب نان کے لیے حیران ہوے شہر شہر
شل ماہ نو بیڑے پھرتے ہین عالی ہمتان

کیا کرون اسکی طبیعت کے تلون کا مین نقل
کیا کرون نیرنگی گردش کا اب اسکی بیان

آن مین اوج حسب کو پہونچے مجہول النسب
خاک ذلت پر گرے پل مین فلان ابن فلان

تا کجا کیجے غرض اس سفلہ پرور کا مزاج
اک وتیرے پر نہین گا ہے چنین گا ہے چنان

دور مین اس روسیہ کے اب بجز بخل و حسد
دوستی کا تو کہین ہرگز نہین نام و نشان

بوریہ پر شمع کے دیکھے تو جلتا ہی پتنگ
دشمنی معشوق و عاشق مین ہی اٹھی درمیان

ان اشعار عبرت آمیز سے ان نقیبون کے لشکرون مین سناٹا آیا حال دنیاے ناپائدار آنکھون
کے نیچے پھر گیا عیش و فرحت چند روزہ نگاہون سے گر گیا ہر شخص کا یہی قول ہی کہ یارو زندگی
بحر جہان مین حباب کے مثال ہی ہر گھڑی کسی کو زوال کسی کو کمال ہی صفون پر سناٹا آگیا قلب
مردان عالم کا سر اگیا طولاب رودمن تن نے گینڈے کو صف سے نکالا سامنے مرأت جادو کے
آکر کود پڑا پایہ تخت کو بوسہ دیا مرأت نے دست شفقت پشت پر پھیرا جام شراب اس خانہ خراب کو
اپنے ہاتھ سے پلایا طولاب نشہ مین جھومتا ہوا چلا ہر شخص نے دیکھا کہ دو پہاڑون کو جنبش ہوئی ہی
کو قتل مسلمانان کی کوشش ہی طولاب میدان کارزار مین آیا دو گھڑی کامل تیرہ ہلایا خوب فنون
سپاہگری دکھلائے جب خوب عرق عرق ہوا سر اٹھا کر طرف لشکر اسلام کے دیکھا آواز دی ای زمرہ
خداپرستان وای زبردستان وای خیرہ سران جسکو تمنا مرگ کی ہو نکلے نکلے مادر دولت سے مقابلہ کرے
شتر گران ہر کرا بار سر بر تن است * حکیم علاجش بدست من است * طولاب رودمن تن نے جو
مبارز طلبی کی خبر پہنچی صاحبقران ایرج نوجوان نے گھوڑے کو پھیرا تمام لشکر کے علمون کو جلوہ

ملا نشان سیدھے ہوئے جنگ کا نشان ملا خشقہ ہائے علمہائے زنگاری کھل گئے بہت سے پہلوان
گھوڑوں سے کود کے رکاب سعادت انتساب پر ہاتھ رکھ دیا مراد یہ ہے کہ میدان کارزار میں ہم جائیں
ایرج نوجوان نے فرمایا اے شناوران دریائے محبت وائے غواصان قلزم مودت ہمارے جد عالی تبار
نے یہ قاعدہ مقرر فرمایا ہے کہ جو جسکے مقابلہ کا خواہاں ہوتا ہے وہی جاتا ہے علاوہ ازین عرصہ دراز گذرا
ہمکو لشکر سے جدا ہوئے چاہتا ہوں کہ پروردگار مجکو مظفر و منصور کرے کہ جا کر بزرگوں کی قدمبوسی
کروں وہاں بھی مقابلہ عظیم پڑا ہے لقا ایسا ملعون جسنے دعوی خدائی کیا ہے اسکے ساتھ بڑے بڑے
پہلوانان زبردست جنکے خوف سے رستم و افراسیاب پست مقابلہ میں ہمارے جد عالی تبار کے
موجود ہیں آپ لوگ دعا میں مصروف ہوں کہ اس فیل مست کی شر سے پروردگار نجات دے
یہ فرماکر ایرج نوجوان سامنے ملکہ شیشہ می نوش کے آئے گھوڑے سے کود پڑے اجازت خواہ
ہوئے حجاب سے ملکہ نے سر جھکا لیا لیکن سر عزت اوج آسمان افتخار کے پہونچا یا جی میں کہتی تھی
اے شیشہ می نوش لیاقت اس گھرانے پر ختم ہے کیا عزت افزائی فرماتے ہیں اور اس کوہ پیکر کو دیکھکر دل
بس کانپ رہا ہے آنکھوں میں آنسو بھر کر فرمایا کہ پروردگار آپ کا نگہبان ہے مناسب تو یہ تھا کہ اور
لازم جا کر مقابلہ کرتے آپ نہ تکلیف فرمائیں مقابلہ میں اس غول صحرائی کے نہ جائیں ایرج نے کہا
مصرعہ دشمن اگر قوی است نگہبان قوی تر است ملکہ نے سر جھکا لیا شاہزادہ پشت مرکب پہ سوار ہوا
گروہ اشقیا نے کنوتیاں بدلیں یقین ہوا کہ آقا سن چڑھے دہانے کو چبایا دم سے چنور کرتا
ہوا مثل باد صرصر لشکر سے نکلا نظم

دم ہے کیا باد صبا میں کہ دم سیر جہاں	تیز رے گلگوں سبک سیر کے جاوے دنبال
یوں وہ دو چار قدم خاک اڑا کر بھاگے	اور پہونچ جائے کہیں سے کہیں وہ مثل خیال
ہے وہ ہیکل میں اگر دیو تو صورت میں پری	ہے اڑن اسمیں ملک کی تو بشر کی ہے خصال
جلد اتنا کہ جہات عرصہ جولان اسکا	عہد مستقبل و ماضی کا وہاں ہے اک حال
زیب تن اسکے جو مہندی کا ہے ہر گل تصویر	پھرتا کاوے میں ہے وہ صورت فانوس خیال
اس فلک سیر کو جولان جو کرے تو ہے یہ ذہن	مزرعہ سیر فلک ہو نہ ہمارا پامال

طلولاب و ذمین تک اس دلیر صف شکن کی آمد کیمیا حیران جمال و محو دیدار ہوا امرات جادو کشتہ

سوا اسکے یہ ہی ہی کہ صاحبزادی کو تخت سلطنت ملا و حکم دے نے بادشاہ کیا بھلا اب انکے برابر کون ہی جب
گھوڑا اڑا دے بھر کر ایرج نوجوان کا میدان کارزار مین آیا خنگ خورشید شال ایرج نوجوان دیکھکر دنگ
ہوگئی حسن وجمال کی تعریفین کرنے لگی کہتی تھی کہ صاحبو نگاہ شیشہ ہی نوش کی بڑی دور پہونچی بڑی
جوہر شناس ہی حقیقت مین شوہر اُسکا فنون سپاہگری مین طاق شہرۂ آفاق حسن مین بے نظیر
چہرہ کہ رشک ماہ منیر آمد تو دیکھو ہر ایک کے جسم مین تھرتھری ہی جرأت اُسکی رگ و ریشہ مین بھری ہی یہان
ایرج نوجوان قریب طولاب رو مین تن پہونچے لگا و رچلی پانچ قدم گینڈا طولاب کا تین قدم
مرکب ایرج نوجوان کا پیچھے ہٹا طولاب نے سراپا کو ایرج نوجوان کے دیکھا کہا ای نوجوان اپنی جوانی
پر رحم کر مین رہنے والا طلسم ہوش رُبا کا ہون حکم شہنشاہ افراسیاب کا ہی کہ سر کاٹ لاؤ لیکن اگر
تو میری اطاعت کرے تو مین تیری خطا معاف کرا دونگا ایرج نے آواز دی کیا جھک مارتا ہی یہ
میدان کارزار ہی کچھ زور بازو دکھا یہ سنکر غصہ مین طولاب نے گینڈے کو پیچھے ہٹایا نیزے کو گردش
دیتا ہوا سینہ بے کینۂ ایرج نوجوان کو تاک کر لگایا ایرج نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا نیزہ چلنے
لگا دو گھڑی کامل نیزہ چلا ایرج نے ایک مقام پر گانٹھکر جھٹکا مارا نیزہ ہاتھ سے طولاب رو مین تن
کے نکل گیا نیزہ بجوآب خجالت مین غرق ہوا منھ پر ہوائیان اُڑنے لگین قہر و غضب مین آکر گرز
پر ہاتھ ڈالا خبردار ہو خبردار رہیو کہ جاتا ہے ایرج نے اپنا گرز اُٹھا کر چہرے کی پناہ کیا آواز دی ای
پروردگار عالم شعر ببین کہ چہرہ ام از برگ گل نازک بود ❊ پناہ گرز ندارم پناہ تو دارم ❊ یا قاضی الحاجات
مدد سے گرنا گرز پہ پڑا آتش گرد بلند ہوا طولاب رو مین تن نے گینڈے کو ہٹا کر آواز دی
زدم و لیست کردم شعر کجا پہلوانان گردن کشان ❊ اگر خاک جوئی نیابی نشان ❊ شاپور شیر دل
نے جو یہ دیکھا بیقرار ہو کر دوڑ پڑا گرد مین آکر دیکھا ایرج نوجوان کے دونون ہاتھ مثل ستون
کے قائم ہین سر سے تا ناخن با پسینہ ہاتھ پانون مین رعشہ شاپور نے چھینٹا پانی کا مارا ایرج
نوجوان نے آنکھ کھولدی شاپور نے کہا ای شہریار حریف لاف و گزاف کر رہا ہی ایرج نے گھوڑا
بڑھا کر گرز کا وار کیا آواز دی او بیحیا دیکھ حافظ حقیقی نے مجکو بچایا ضرب مردان عالم دیک
یہ کہکر گرز مارا اُس رو سیاہ نے گرز کو گرز پر روکا غبار بلند ہوا طولاب رو مین تن اُسمین
چھپ گیا مراُت جادو نے غبار کو اشارہ کیا جا کر دیکھ تو طولاب پر کیا گذری غبار دل

گرد مین گیا جا کر دیکھا طولاب کے گینڈے کی کمر ٹوٹ گئی دونون گھٹنے آشنائے زمین آنکھین بند دل
درد مند غبار نے غل مچایا مچا پانی کے چھینٹے لگائے تب اُس نے آنکھ کھولی غبار نے پوچھا ای پہلوان
دوران کیا گذری گھبرا کر طولاب نے کہا مٹی کا دودھ زبان پر لذت دیگیا یہ کہکے چاہا گینڈے کو
اٹھائے غبار نے کہا حضور گینڈے کا کام تمام ہوا طولاب غصہ مین کودا تلوار کھینچکر چلا کہ ایرج
کے گھوڑے کو پی کردن ایرج کی جو نگاہ پڑی کہ طولاب تلوار کھینچے ہوئے آتا ہی گھوڑے سے کود پڑے
طولاب نے جو ایرج کو پیدل پایا تلوار پھینک کر لپٹ گیا اب کشتی ہونے لگی ٹکر چلی طولاب روئین
تن دنگ ہو رہا ہی ایرج نوجوان تعلیم کردہ مہتر حضرت ان ہی لیکن ملکہ فیروزہ فیروزہ پوش کو جب [illegible]
کو وہ فیروزہ سے چلا گیا یہ خیال آیا کہ بہن مرات جادو یہ آج کل یہ مصیبتین ہین ہرچند
شہنشاہ نے منع کیا ایسے وقت مین خبر لینا ضرور ہی واضح رہے ناظرین ہو کہ حاکم دربند وساحرہ
خود پسند منظور نظر افراسیاب طاؤس پر سوار ہو کے طرف طلسم اسکندری کے چلی اُسوقت آکر پہونچی کہ
ایرج نوجوان و طولاب روئین تن کشتی لڑ رہے ہین مرات جادو تماشا دیکھنے مین مصروف ادھر
تخت پر ملکہ شیشہ مے نوش دعا مین مشغول انجم ماہ رخسار آگے بڑھی کھڑی ہی کہ اگر کوئی ایرج
نوجوان پر سحر کرے تو مین جا پڑون سینہ سپر کر دون فیروزہ نے جو شیشہ مے نوش کو تخت پر دیکھا
کمان کے مقابل مین تخت پر بیٹھی ہی جل گئی تاب صبر نہ باقی رہی وہین سے نعرہ کرکے لشکر طلسم کشا پر
جا پڑی دو گولے اِس زور شور سے مارے کہ کئی ہزار کے سر پھٹ گئے فیروزہ کے سحر سے اندھیرا
چھا گیا زمین کانپی آگ برسی فیروزہ نعرہ کرکے لڑنے لگی بنت کے ایرج نوجوان نے جو دیکھا لشکر
مین صدائے فریاد و الغیاث بلند ہوئی دھوم مین سے لشکر کو گھیر لیا شاہزادے نے روئین تن
سے ہاتھ اُٹھایا بے اختیار منھ سے نکلگیا کہ او بے حیا نامل کر بہن اپنے لشکر کی خبرون یہ کہکے ایرج نوجوان
جھپٹا طولاب کے گریبان مین ہاتھ ڈالا کہا او نبیرہ حمزہ کہان جاتا ہی ہاتھ جو اس روئین تن کے
مارا ایرج کا دورا گولہ لوح ہاتھ مین طولاب روئین تن کشتی مین بیعاجز ہو چکا تھا لوح جیسے ہی
ایرج کے ہاتھ مین آئی ایرج غصہ مین پلٹ پڑا چاہا لوح اُس سے چھین لون اس بیچ نے پکار کر آواز دی
ای ملکہ مرات مین نے لوح طلسم کشا سے چھین لی جلد میری مدد کو پہونچئے ایرج جب نے تو اسکے گریبان
مین ہاتھ ڈالا اُسنے نعرہ کرکے لوح کو پھینک دیا ایرج تو طولاب سے لپٹ پڑے لیکن ملکہ مرات جادو

کا چہرہ خوشی سے سرخ ہو گیا جھپٹ کے گری لوح اُٹھا لی رومال مین لپیٹ کر جھولی مین رکھی لشکر والونکو
آواز دی ہمشیرہ صاحبہ کے ساتھ دو دیبان ایرج نے غصہ مین گریبان طولاب کا تھا جھٹکا مارا سر اُسکا
زمین سے آشنا ہوا القصہ غضب دو نون مونہہ تمام سے لے دوڑا بارھوین قدم پر پہونچکر کوسے
پہلاؤ کر بارادھم سے تھے کا اٹھا گراکنہ و زانو سے سینہ پر کینہ کو دباسے کہا کہ شناخت مین پہ وہ دگار
سے کیا کہتا ہے اُسنے کلمہ کہہ سخت کہا ایرج نے ایک پانون اُسکا دونون پانون سے دبا یا ایک پانون
کو دونون ہاتھون سے تھاما چیر کر پھینک دیا مرات جادو کی جو نگاہ پڑی کہ ایرج نے طولاب
کو چیر کر پھینکدیا ایرج طلسمی تو اُسکے پاس آ گئی ہو چند دانے ماش کے ایرج پر پھینک مارے ایرج
رُکھڑا کر زمین پر گرا مرات نے کنیزون سے اشارہ کیا کہ اس جوان کو اُٹھا لو کنیزین بلوہ کر کے
چلین دوسرے ملکہ انجم نے یہ قیامت دیکھی شاہزادہ ایرج نوجوان زمین پر لوٹ رہا ہے کلیجہ
پھٹ گیا کنیزون پر آگری رسنے لگی کہ کنیزون کو قتل کیا چاہا ایرج نوجوان کو مرکب پر سوار کر دلکشی
جاتی ہے ای شہریار غضب ہوا لوح آپکے قبضے سے نکلگئی پاس مرات کے پہونچی مین آپ کو گھوڑے
پر سوار کر دون آپ نکل جایئے جو ہم پر گذریگی بھگتینگے ایرج نوجوان حجاب سے کچھ جواب نہین دیتے
مرات جادو و ملکہ انجم ماہ رخسار پرایسی للکارا و غل کیا کرتی ہے انجم نے پلٹ کر مرات پر گولہ مارا
آپسمین سحر چلنے لگے فیروزہ فیروزہ پوش نے جاتے ہی ملکہ شیشہ مو نوش کو گرفتار کر لیا اکیلی
انجم بھی ایرج نوجوان کے قریب آتی ہے کبھی چیختی ہے اہالیان لشکر کو ترغیب جنگ کی دلاتی ہوئی مرات
فیروزہ کے ساتھ ہے جن جادوگرون کے قبضے مین ملکہ شیشہ مو نوش کو کر دیا تھا انپر کسی نے تیغ کی
ملکہ شیشہ مو نوش کو چھڑا یا جب قریب ایرج کے آتی ہے ملکہ شیشہ مو نوش پر بلوہ ہوتا ہے جب
شیشہ مو نوش کی طرف بھاگی ہے ایرج کو ساحر گھیرتے ہین اس آمد و رفت مین انجم انتہا کی تھکی ہوئی
سرسے خون جاری فیروزہ سے مقابلے کی تاب نہین ایسا تنہ دو چار سحر کیے کہ زمین کو جنبش ہو گئی
ہزارون بیہوش ہو کر گرے یہ قیامت شاہلو نے جو دیکھی کہ سحر چل رہا ہے آقا کے قبضے سے لوح
نکلگئی خیال مین آیا کہ لشکر سے نکل جاؤن رات کو عیاری کر کے آقا کو رہا کرو نگا لوح پر قبضہ کرونگا
یہ سوچ کر مین گری جنگ مین قصد ہوا کہ مرات جادو کی نگاہ پڑگئی آواز دی خبردار یہ تیغ نہ جانے
پائے اسکے ہاتھ سے رسے ٹوٹے حصے پہونچے ہین چہار طرف سے شاہلو پر پڑ گئے ٹھٹے گم گیا

نہ نکل سکا کنیزون نے دوڑ کر ستر شاپور کو پکڑ لیا اور جو ایرج بھی صورت ملازت کے مرکب سے گرے سلطان نے ہاتھون ہاتھ شاہزادے کو اٹھا لیا شاپور و ایرج کو ایک ارابے پر ڈالا اب خالی ملکہ انجم طوخ رہا باقی ہی یہ لڑ رہی ہی کبھی ملکہ فیروزہ فیروزہ پوش سے مقابلہ کرتی ہی کبھی ہراوت کی جانب جھپٹ پڑتی ہی کبھی ان جادوگرنیون کی جانب کہ جہان ایرج و شاپور قبضہ مین کافرون کے ہین جا ہتی ہو شاہزادے کو رہا کرون کبھی یہ خیال مین آیا ہی کہ شاپور کو چھڑا دون بھاگ کر نکلی اؤن یہ فرزند عمرو ہی بات کر آکر عیاری کریگا بیشک لے پر بھی قبضہ کر سکتا ہی لیکن وہ ہنگامہ ہی کہ کچھ بن نہین پڑتا گرنا ہی مشکل نکلنا بھی دشوار آخر اب کیا کرے نہ روے رفتن نہ پاے ماندن بیقرار ہوکر دعا مانگنے لگی

اے خالق کارساز و اے رب بے نیاز وقت مدد ہی اے انجم افسوس اشعار

اللہ غم بتان میں یک چند
ہاروت کو چاہ میں پھنسایا
حاصل نہوا سوا ندامت
دریا پری چشم سے بہایا
ہر حلقۂ دام آرزو نے
کیا کیا نہین خاک پر لٹایا
ہم بزم ماہوش نے کہا ہے
گر شوق سے گرد کو پھر آیا
کرنے سے ہے شکر بخت بیدار
سیب خلد برین کھلایا
اٹھا کوئی ناز مین صنم گر
پر سر کو نہ پاؤن سے اٹھایا
آیا نہ کبھی خیال حج کا
گر آستنے نماز مین پھنسایا
واعظ کی کبھی نہ کوئی مانی

بے فائدہ جان کو کھپایا
سمجھا نہ کہ ہی راہ خطرناک
کس تخم کو خاک مین ملایا
گرداب میرے ڈوبنے کو تھا
طوق لعنت مجھے پنھایا
اے ساقی سرخ لب کے غم نے
جون بدر سحر تلک جگایا
تھا شور خدا کی جانب لبیک
ساتھ اپنے صنم نے گر سلایا
یہ بے خبری کہ سجدہ جھکے
سوگند دروغ کھا بٹھایا
گل پیرہنون کی آرزو نے
تلوا سو بار اگر کھجایا
افسوس شکست صوم کیسو
کتنا ہی عذاب سے ڈرایا

یہ عشق وہ بد بلا ہی جس نے
دین و دل و عقل کو لٹایا
کی گریہ نے کتنی آب باری
جو قطرہ کہ خاک پہ گرایا
دل گرمی شوق شعلہ رو نے
خونابہ دل و جگر جلایا
بتخانے کو رشک کعبہ سمجھے
اس دشمن دین نے گر بلایا
بوسہ جو دیا ذقن کا گویا
تھے واجب و فرض اسے بھلایا
کتنی ہی قضا ہوئین نمازین
اکثر خرد پہ نہ ان بٹھایا
نیت ہی تھی توڑ دینگے گویا
یہ شکر کہ اسنے ساتھ کھایا
ہر چند کہ قول ناصحون کا

کچھو تلخ نہ تھا دے نہ بھایا
توڑا نہ وفا کے سلسلے کو
تو بہ ہی پہ زور آزمایا

اللہ مرے گناہ بیحد
وہ ہین کہ شمار کو تھکایا
ازعام خطاب یا عبادی

آنسے تو کچھ آسرا بندھایا

انجم ماہ رخسار دعا مین مصروف ہی ساتھ والے صدہا گرفتار ہوچکے ہزارہا مارے گئے ایرج وشاپور قبضہ مین ملازمان مرأت جادو ہیں فیروزہ کے سحر سے بر فیروزی اٹھو رہے ہین چشم زدن مین اسنے ہزارون کو مٹایا آگ برسائی کبھی دریا بنایا صدہا کو ڈبویا شیشہ مینوش مثل تصویر خاموش تخت پر سر جھکائے ہوے تاج ڈھلکا ہوا چہرہ اداس زندگی سے یاس انجم ماہ رخسار رو رو دعائین دے رہی ہی کنیزون کو ترغیب دے رہی ہی کہ ملکہ انجم کا ساتھ دو ملکا دوہائی دنیا کی واری ہمارا سحر فیروزہ تک سنین پہونچتا حضور ہم مجبور و ناچار ہین جان دینگے قدم نہ ہٹائینگے زنجیر کر مرجائینگے بیان تو یہ رنگ ہی ملحوظ خاطر ناظرین رہے کہ ایرج وشاپور قید ہو چکے ہین انجم ماہ رخسار زعفرانی شیشہ مینوش تخت پر بیکار ہاتھ پانون بیحس بیحرکت قریب ہی کہ انجم بھی گرفتار ہو

وکلمۂ داستان صاحب جاہ وتوقیر شہنشاہ کوکب روشن ضمیر کے بیان ہوتے ہین

کوکب قصر جمشیدی مین ونگل زرین پر جلوہ فرما کرسی پر ملکہ بہاران شمشیر زن وزیر اعظم دستور معظم خورشید روشن رای تمام شیران سلطنت وزیران ادب اپنے اپنے مقام پر متمکن ہین ملکہ بہاران شمشیر زن نے عین گرمی صحبت مین عرض کی ای شہنشاہ گردون بارگاہ اس زمانہ کا حال تو حضور پر واضح ولائح ہوا خضران سبز پوش نے ہم لوگون کو گرفتار کیا حضور کے وزیر اعظم نے جا کر خضران سبز پوش کو ٹوک کے مارا یقین ہی اسد نامدار و خواجہ عمرو تا بہ طلسم صندل پہونچے ہون بہار و باغبان وغیرہ انکے تلاش مین جا چکے حکم ہو تو یہ کنیز بھی جائے کوکب نے سر بہاران کا سینہ سے لگایا فرمایا ای نور نظر ضرور جانا چاہیے اگر کوئی کسی طرح کی افتاد ہو تو ہمکو ضرور تحریر کرنا ملکہ بہاران شمشیر زن فوراً اسباب سحر سے درست ہو کر سوار ہوئین شگوفہ سحر ساز وزیر زادی ہمراہ ہی جب باغ نگارین مین ملکہ آکر پہونچین انیسون جلیسون نے آکر گھیرا ملکہ پریشان تخلیہ مین آکر بیٹھین شگوفہ اندر آئی عرض کی حضور سب کنیزین برائے سفر تیار ہین جس جس ملازم کو ہمراہ لینا منظور ہو اسکو تیاری کا حکم دیا جائے اتنا جو شگوفہ نے کہا ملکہ بے اختیار رونے لگی شگوفہ نے اشک پاک کیے بلائین لین کہا کیون حضور نصیب اعدا

مزاج خیر تو ہی فرمایا شگوفہ کیا کہون خود بخود اسوقت دل گھبراتا ہی کلیجہ منھ کو چلا آتا ہی شگوفہ نے عرض کی واری دل کو بہلایئے گانیون کو طلب کرون گا نا سنیئے آپ کے دشمنون کو ایسا کیا صدمہ پہونچا ہی شاہزادہ ایرج نوجوان کی خبر آپ کو بخوبی دریافت ہی مین خبر لائی آپ خود تشریف لے گئین عنایت سے پروردگار کی نیر اقبال انکا اوج پر ہی یقین ہی طلسم اسکندری کو فتح کیا ہو یہ سنکر ملکہ بران کی آنکھون سے اشک حسرت جاری ہوے کہا شگوفہ تمھارے دل کو ان باتون کی کیا خبر ہی خیال تو کرو دم بھر مین فلک کج رفتار سگرو ون خدا سگردش دکھاتا ہی صاف دل یہ خبر دے رہا ہی کہ آنکے دشمنون پر رنج و ملال ہی ای دوش وہمدم خیال تو کرو خدا انکی جان بچائے صد ہا دشمن ہزار ہا رہزن مزاج کی انکے یہ کیفیت ہی کہ سیدھے سپاہی ہین جو جس نے کہدیا اسپر کاربند ہین ہزارون دھوکے اٹھاتے ہین آجتک اپنے دوست دشمن کو نہ پہچانا صاف دل خبر دیتا ہی اسوقت دشمنون پر کوئی آفت ہی یا کوئی صدمہ عظیم ایسا پہونچا ہی کہ جو باعث خرابی ہوا ہی شگوفہ نے عرض کی نہین واری کسکی مجال ہی کہ انپر دست انداز ہو کہا شگوفہ کیا کہون دل خبر دیتا ہی کہ کسی آفت مین مبتلا ہین کانون مین صدائے ہاموا آرہی ہی آنکھون کے اشارے ہین کہ گلچینی گلشن جمال کرین اس سرو قد کو دل بھر کے دیکھین عقل کہتی ہی انجام بد ہی فلک کو ستانے مین عاشق ومعشوق کے کد ہی ایسا نہو کہ گھڑی دو گھڑی کی عیش وراحت کے بدلے جان کھونا پڑے عمر بھر رونا پڑے ای مونس وہمدم ہماری یہ کیفیت ہی اشعار

تا کار من دل شده با سلسله افتاد
چشم طلبم سے بہ نمی آبلہ افتاد
از وسعت ظرف دل عشاق بپرسید
عشق تو پلنگ ہست بیابان گلہ افتاد
ہر عضو من از تن بجا تفرقہ گیرد
امروز بگوشم سخن از سلسلہ افتاد

در بادیہ عیس عجب ہا زلزلہ افتاد
در عشق تو کثرت کہ بجاری نہ گرفت
عاشق نہ چو منصور تنک حوصلہ افتاد
ہر راہ تو دے کہ کوی تو قدم نہ
دتنیکہ میان من و تو فاصلہ افتاد
سودا زحرم تا بہ نجف رفتم و دیدم

خارہ رہ نفتید وام ولشنہ لب بیق
رسوائی ما از نظر غلغلہ افتاد
در دین و دل و صبر و خرد و تقوی و ہوا
از آتش حسرت بدلم آبلہ افتاد
گرد سخن پیر خرابات نہ گردیم
در در کعبہ پا یم عوض آبلہ افتاد

یہ کہکر بے اختیار ہو کر ملکہ بران شمشیر زن روئی ہر چند شگوفہ سمجھاتی ہی لیکن انکو صبر نہین اتا شگوفہ بہلانے کے چمن باغ مین لائی کہ گل بوٹے سے دل بہلے یہان آکر اور زیادہ ترقی غم والم ہوئی فرمایا کہ ای شگوفہ حوض مین عارض دلدار کے پھول پر نگاہ پڑا تو دیکھا آنکھ نرگس شہلا کی ہم سے پھر گئی

اب نہ اشارے ہیں نہ کنائے ہیں وہ نگاہ نہیں دیدہ یار سے رسم و راہ نہیں لب سوسن نے منہ چھپا لیا
زبان بند خود پسند کیونکر اس سے حال اُس لالہ عذار کا پوچھین یہ مغرور کب صاف صاف بتائیگی ہر نخل
آہ جانسوز ہر شاخ تیر دلدوز اس باغ مین آنے سے کیا ثمر حاصل ہوا اِس مقام پر کیا کسے سمجھے تو
ایسے باغ کے نام سے بیزار ہی افسوس یہان بھی کچھ آرام نہ پایا شگوفہ تم نے ہمارا دل نہ بہلایا بموجب اشعار

ہم کیے دیتے ہیں رحمت خدا وہی	دل تو حاضر ہی مگر پژمردہ ہی	تو نہ آتا ہی نہ آتی ہی قضا
دیکھتے ہین جسکو وہ آزردہ ہی	جسطرح جی چاہے رکھیں پیرملول	جانتے ہین وہ کہ مال مردہ ہی
منزل الفت مین رکھین گر قدم	رستم و سہراب کا کیا گردہ ہی	کون سنتا ہی تمہاری ای نسیم
کسکو پاس خاطر افسردہ ہی	ملکہ بران تو اس حال پُر ملال مین شگوفہ تمہاری ہی کرواری	

وہان سب طرح خیر و عافیت ہوگی کبھی کہتی ہی ایک ساحرہ سے سُنا ہی کہ طلسم اسکندری فتح ہو گیا ملکہ
کہتی ہی ای شگوفہ یہ بات میرے دل پر نہین جمتی اسوقت ہی چاہتا ہی کہ گریبان چاک کر دن جنگل مین
اکیلی کہین نکل جاؤن آہوان صحرا سے دل بہلاؤن لیکن وہ بھی کم بخت آنکھین دکھائینگے رام
بیابان مجھے نہ بتلائینگے صحن باغ مین ملکہ ٹہل رہی ہی شگوفہ سے یہ باتین ہین مگر اشکون کا تار بندھا
ہوا ہی کہ یکایک آسمان پر برق چمکی ملکہ بران شمشیر زن نے سر اُٹھا کر دیکھا شہنشاہ کوکب روشن ضمیر
بادشاہ خوش تدبیر آرا ہوا ہوا پہ چلا آتا ہی مگر کیفیت یہ ہی کہ تاج سر پہ قبضہ شمشیر پر ہاتھ غصہ سے
چہرہ گلنار بران نے جلدی سے اشک حسرت پاک کیے باپ کے سلام کو جھکی ہین پکار کر آواز دی کہ قبلہ
وکعبہ خیر تو ہی کیا پھر لشکر اسلام کی خبر وحشت اثر سنی اسوقت سرکار کو بہت متغیر دیکھتی ہون کوکب
فورًا زمین پر اُترا یا کہا ای نور نظر بعد تمہارے چلے آنے کے اتفاقات قضا و قدر سے قصر مرات مین
جو گیا تصویر نقد روح قاسم عالیشان شاہزادہ ایسے نوجوان دلکش دلکو ہیرے اُس شاہزادے
سے محبت ہی باعث محبت کا یہ ہی کہ ہمارے بھائی صاحب خواجہ عمرو کا پرورش کردہ ہی انکو محمد بیر
اُس شیر کا خیال ہی تصویر اُس جری بہادر کی دیکھکر خیال مین آیا زبانی تمہارے سنا تھا کہ داخل طلسم سکندری
ہین وقائع نگار نے لکھا تھا کہ لوح طلسمی بھی مل گئی مرحلے بھی شکست ہوئے بالیقین طلسم اسکندری کی پست
ہوئے مین نے جاکر مرات واقعہ مین دیکھنے کا ارادہ کیا کچھ خوشی کچھ رنج دل توا آئینہ ہی یہی باعث
معائنہ ہوا عجب حال زار مین اُس شیر کو مبتلا دیکھا لوح قبضے سے نکل گئی پاس دشمنون کے پہونچی لشکر

بتایا ہی ہزارہا بندگان خدا قتل ہوے ای نور نظر دل نے نہ مانا ایسا نہو کہ مرات جادو دشمنون کو
قتل کرڈالے ملکہ فیروزہ فیروزہ پوش حاکم دربند فیروزہ نگار وہ بھی وہان پہونچی اُسنے لشکر مین کھلبلی
ڈالدی ہی بادشاہ اُنکے لشکر کی ملکہ شیشہ مے نوش وہ سحر نہین جانتی تخت پر بیہوش پڑی ہی آنکھین
پتھرا گئی ہین بس میرا جانا واجب و لازم ہی ای نور نظر مین برسر طلسم سکندری جاتا ہون اُس نور نگاہ
صاحبقران کو بچاتا ہون بہران سے کہا حضور کیون تکلیف فرمائین کنیز جائے کوکب نے کہا نہین ملکہ
میرے جائے بن پڑیگا فیروز فیروزہ پوش تا ظلم ہوش ربا بڑے زور شور سے گئی ہی اور سحر کیا
ہی اُسنے کچھ فتور کرکے ایرج کو قید کرلیا ہی اگر اسکا پنجہ قابض ہوگیا تو قید کرکے طلسم ہوش ربا مین
لیجائیگی افراسیاب نام کا ایرج نوجوان کے دشمن ہی وہ فوراً آمادہ بقتل ہوگا اگر خدا نے فضل کیا تو
صاحبقران اس طلسم مین ضرور تشریف لائینگے ارشاد ہوگا کیون کوکب تم نے ملک ساحران مین
ہمارے فرزند کی خبر نلی مین کیا جواب دونگا ابھی چند روز کا عرصہ گذرا کہ اتنا بڑا احسان کیا کہ اگر
جہانگیر سے مقابلہ کیا زیر کرکے لیگئے برج طلسم نور افشان بچالی فتح عظیم ہاتھ آئی اگر وہ تشریف لاتے
جہانگیر کے ہاتھ سے کوئی زندہ نہ بچتا یہ شیر بھی گر گرا تھا ہر نوع میرا جانا واجب و لازم ہی یہ کہکر کوکب
روشن روی ایک مرکب باد رفتار اُڑتا ہوا سامنے آیا سامنے ملکہ بہران کے کوکب روشن ضمیر اس
مرکب پر سوار ہوا ہر چند ملکہ بہران نے کہا مگر کوکب نے ساتھ لیجانا بہران کا گوارا نہ کیا مرکب اُڑکر
روانہ ہوگیا بعد جانے کوکب کے بہران نے کہا کیون شگوفہ ہمارے دل کے حالات سے تو آگاہ
ہوئی جو ہم کہتے تھے اُسی کا ظہور ہوا دیکھا دشمن اُنکے کس رنج و ملال مین مبتلا ہین میرے دل کو قرار
نہ آئیگا ہر چند کہ والد نامدار تشریف لیگئے اُنکے سامنے میرے سحر کو کیا لیاقت ہی مین اُنسے بہتر کیا
حفاظت کرونگی ای شگوفہ یہی خدا کی قدرت ہی کہ والد نامدار کو ایرج نوجوان سے بڑی محبت
ہی لیکن دیکھیے یہ محبت انجام کیا دکھاتی ہی خدا انجام بخیر کرے دیکھا تو نے کیسے بیقرار ہوکر والد
نامدار تشریف لے گئے ہین خاص جیسے کوئی اپنے فرزند کیواسطے بیقرار ہوتا ہی میرا جانا بھی واجبات
سے ہی دین الگ سے جاکر تماشاے جنگ دیکھونگی شگوفہ نے کہا واری ایسا نہو آپ کے والد
نامدار دیکھین فرمائین کہ تم کیون آئین بہران نے کہا اب جانے مین کچھ برائی نہین کہہ دونگی حضور
کی محبت مین دل کو تاب نہ آئی بیقرار ہوکر دوڑی آئی ای شگوفہ اسوقت بہت دل چاہتا ہی کہ ایک

نظر جا کر شاہزادے کو دیکھا اُن دل بیقرار ہی کلیجہ دھڑک رہا ہی قلب بیجڑک کا ہوا گھمین
مین جان ہی یاد زلف عنبرین مین الجھن ہی اشعار

صد حیف سینہ سوز فغان کارگر نہو — یان جان پر بنی ترے دل مین اثر نہو
دیکھین غم سم درونہ پہ کب تک نظر نہو — سیر اشکان سینہ ترا چاک در نہو
اے آہ آسمان مین جسٹ رخنہ گر نہو — ڈرتا ہون مین نزول بلا پیشتر نہو
فریاد بیگناہ کشی جا بجا کرون — گر وہم جان نثاری پیغا بسر نہو
معشوق دم سے ناہد مفلس کو باک ہی — قطع تعلقات کس امید پر نہو
ایسے سے قدر و مہر و وفا کی امید کیا — جسکو ہنوز اپنے ستم کی خبر نہو
ہون خانمان خراب ستم سے زیادہ تر — ایسا نہو کہ اب بھی ترے دل مین گھر نہو
عابد فریب شوخی و رغبت فزا نگاہ — مین کیا کسی سے صبر تجھے دیکھکر نہو
سودا ہی بنگاہ گرمی بازار عشق کاہ — اسکا کمان خیال کہ اپنا ضرر نہو
پاے طلب شکستہ نہ کوتاہ دست شوق — ہم بھی ستم کرین جو وہ نازک کمر نہو
حزن و ملال مین ہی دل آزردگی کا وہم — کیسی بری بنے جو گا بے اثر نہو
ہی آرزوے مرگ کی بے التفاتیان — جینا میرا محال تو دشمن اگر نہو
صحبت مین ایک رات کی وہ تنگ آگئے — طول امل سے قصہ مرا مختصر نہو
ہین جان نثار کیسے تو مرجائین ہم ابھی — یہ کام بوالہوس سے کبھی عمر بھر نہو
پامال کیجیے شوق سے پھر بزم ناز مین — اتنا تو ہو کہ خاک مری دربدر نہو
مومن ہوا رقیب خدا اے صنم پرست — ایسے سے ڈریے جسکو خدا کا بھی ڈر نہو

ان اشعار کو پڑھکر ملکہ خوب روئی شگوفہ نے کہا حضور رکیون آپ اپنے کو ہلاک کرتی ہین براے خدا صبر کیجیے بسم اللہ جا کر دیکھ آئیے حقیقت مین اسوقت شہنشاہ کس جوش محبت مین تشریف لے گئے ہین لیکن حضور یہ خبر طلسم ہوش ربا مین پہونچ چکی ہی ایک ساحرہ کو حیرت نے روانہ بھی کیا تھا ملکہ بران نے کہا سہمناک جادوگنی جا کر رہی شاید میرے ہاتھ سے واصل جہنم ہوئی ابھی اگر اسکو خبر معلوم ہو جائیگی تو ضرور روانہ ہو گی یہ باتین شگوفہ سے کر کے

ملکہ جان نے طاؤس زرین بال سحر سے آراستہ کیا اسباب سحر سے درست ہو کر یکہ و تنہا طرف طلسم اسکندری
کے روانہ ہوئیں لیکن کوکب روشن ضمیر پر تعجیل تمام برائے مدد ایرج نوجوان جاتے ہیں افراسیاب
جادو کوہ فیروزہ سے چلا راہ میں شمیم جادو اپنے قصر عالی پر مع مصاحبان خاص و انیسان با اخلاص
صحبت آراستی نگاہ اٹھا کے دیکھا کہ شہنشاہ جاتے ہیں شمیم سحر سے بلند ہوئی پایہ تخت پر ہاتھ رکھکر عرض
کی حضور بالا بالا تشریف لے جائینگے کنیز کو نہ سر فراز فرمائینگے افراسیاب شمیم کو دیکھکر نہال ہو گیا
کہا ای شمیم ہمیں یہ معلوم نہ تھا کہ تم اسی مقام پر رہتی ہو فوراً ہاتھ میں ہاتھ ڈال دیا ہوا سے آشنا یا
شمیم نے تخت آراستہ کیا اسپر افراسیاب آکر متمکن ہوا شمیم نے شراب کباب ساقیان ماہ رخسار
و رقاصان گلعذار کو حاضر کیا صحبت عیش و نشاط آراستہ ہوئی گل رخسار شمیم پر نگاہ پہلا ہوا
بیٹھا ہی شمیم نے پوچھا حضور اسوقت کہاں سے تشریف لاتے ہیں افراسیاب نے جواب دیا کوہ
فیروزہ پر برائے ملاقات ملکہ فیروزہ فیروزہ پوش گیا تھا طلسم اسکندری پر مسلمانوں نے قبضہ
کیا ہی خبر لی تھی کہ نبیرہ حمزہ نے شاید لوح طلسمی بھی پائی اب مہر حاجات پر گیا ہو لیکن مفصل ابھی احوال
نہیں دریافت ہوا ارادہ ہی باغ سیب سے جا کر ایک ساحر معتبر کو روانہ کروں باغیوں کا حال
دریافت کر کے سزا کامل دوں شمیم نے عرض کی حضور اب اسد غازی کس تدبیر میں ہی
افراسیاب نے کہا ای شمیم اسد کا نام قرار دیا ہی سب کام ساربان زادہ کرتا ہی حیرت کی صورت
پر مجھسے احوال دریافت کر کے طرف طلسم صندل کے گیا ہی لیکن طلسم صندل فتح ہونا دشوار ہی یقین
ہی صندل جادو نے گرفتار کر کے قتل کیا ہو یہاں صرصر و بہار کی بھی تدبیر ہو رہی ہی جسدن
قصد کرونگا اسی دن سب کو قتل کرونگا چند لونڈیاں غلام بگڑ گئے انکی کیا حقیقت ہی لیکن کوکب
نے جسدن سے شراکت مسلمانان کی لونڈی غلاموں کی کمر مضبوط ہو گئی اول تدبیر طلسم نور افشان
مناسب ہی میں خود جا کر طلسم کوکب کو فتح کرونگا شمیم جادو کے سامنے اپنی شوکت و لیاقت
ظاہر کر رہا ہی کہ دیکھا آسمان پر ایک ابر سیاہ پیدا ہوا برق کی اسمیں چشمک زنی بڑے زور شور سے
کڑکتا ہوا جاتا ہی شمیم نے کہا ای شہنشاہ دیکھیے یہ ابر کیسا ہی صاف ظاہر ہی کہ کوئی ساحر زبردست
جاتا ہی افراسیاب نے ایک سنگریزہ اٹھا کے طرف اُس ابر کے پھینکا آواز دی کون بے ادب جاتا ہی
وہ سنگریزہ جا کر قریب ابر شق ہوا اب جو افراسیاب جادو نے بغور دیکھا شہنشاہ کوکب روشن ضمیر

مرکب باد رفتار پر سوار تاج زریں بر سر قبائے ظلمکار زیب جسم انور سلاح حرب وضرب سے آراستہ ترکش
چھپا ہوا جاتا ہی کوکب کی جو نگاہ افراسیاب پر پڑی آواز دی او بجیا مردان عالم کو راہ مین ٹوکتا ہی
بے سبب روکتا ہی افراسیاب تیغہ پکڑ کر اٹھا اٹھتے اٹھتے کوکب پر سحر کیا شعلہا ے آتش نے چہار جانب
سے گھیر لیا کوکب نے باران سحر برسایا اُس بدخو کے ہاتھ سے اپنی آبرو بچائی جا ہا اُڑ پھر اُ نکلجاؤن
اُسوقت اِس سے نا لجھون لیکن افراسیاب جادو کب جانتا ہی غصہ مین بھرا ہوا بیٹھا تھا اُسی جوش
وخروش مین کوکب کو آتے دیکھا جا پڑا اٰپسمین سحر چلنے لگے افراسیاب نے سحر کیا صد ہا تاوارین
گرین مرکب کوکب کا مارا گیا یہ ثابت ہوا گھوڑا مرکب گیا یہ ناری کھڑا ہوا آگ برسا رہا ہی اول شمیم
جادو نے کھڑے ہو کر دوچار سحر کیے کوکب روشنضمیر نے پلٹ کر آواز دی بی شمیم تمھاری کیون قضا
آئی دماغ مین سودا ہی بوے نخوت دماغ مین بھری ہی شل بدغائب ہوجاؤ گی ہوا اُڑا لیجائیگی لیکن کیب
مانتی ہی جانتی ہی کہ شہنشاہ طلسم ہوش رُبا سامنے موجود ہین کوکب نے جب دیکھا یہ نہین مانتی افراسیاب
کے سحر کا جواب تو دے ہی رہا ہی چند دانے ماش کے کنیزان شمیم پر پھینک مارے دو سو کنیزان
شمیم ہجوم کر کے پکار اُٹھین ہم ملازم شہنشاہ کوکب روشنضمیر ہین سب نے ہین کو قتل کیا مان نے بیٹی
کو مارا چندنے مالکزادی شمیم کو زخمی کیا شمیم ایک جانب بھاگی اُن سبھون کا آپسمین زہر کے کام تمام
ہوا افراسیاب غصہ مین تلوار کھینچکر کوکب پر چلا کوکب نے بھی نیمچہ برق مثال کھینچا آپسمین دوگھڑی
تلوار چلی پردازمین نئے شعبدے پیدا ہوے یعنی کبھی ابر آسمان پر آیا برستا ہوا نکل گیا کبھی ابر
نے یہ جبر کیا برف برسی اولے پڑے صحرا برف سے معمور ہوگئے لاکھون طائران دشت ٹھنڈے
ہوکے گرم مزاجون پر آفت ساکنان دشت پر مصیبت غولان بیابانی یہ مصیبتین دیکھکر صد ہا
سر ٹکرا کر مرگئے کرگدن جنگل سے فیلان مست گھبرا کر نکل آئے جب کوکب نے وار کیا افراسیاب پر بیچ
آتشین گرا آسمین یہ شعلہ جو بند ہوا چشم زدن مین شعلۂ جوالہ بکر نکلا کوکب پر سحر کیا شعلہ ہاے
آتش نے کوکب کو گھیرا برقین گرین خنجرون نے دم خم دکھلائے تلوارین نیام سے باہر ہوگئین
کبھی تیر برسے کبھی آگ لگی دونون نے خوب خوب شعبدہ بازیان دکھلائین کوکب مرد مردانہ
شہرۂ زمانہ فقط بی وا سہے ورنہ افراسیاب نہایت زبردست ہی سحر وساحری مین کوکب سے
زیادہ فوج لشکر مین بجیاب طلسم وسیع لیکن کوکب نے قدم پیچھے نہین ہٹایا جب مقابلہ پڑا سوچ

لیا کہ آج جان دینگے تیغہ برق شال کھینچکر کوکب جا پڑا افراسیاب کو آئینہ شمشیر کوکب مین جلوہ مرگ دکھلائی دیا آستینین چاک کرکے بازو کا بکلہ دکھا دیا کوکب نے آواز دی او نامرد کبھی تجھ سے مزہ لڑائی کا نہ ملا ہی چاہتا ہو دل کھول کے تلوار چلے سپاہگری کا مزہ ملے ناچار کوکب نے بھی بکلہ بازو کا دکھلایا دونون بموجب قاعدۂ قدیم بیہوش ہوئے افراسیاب کو ماہیان زمردپوش کوکب کو سواد زرین پوش لیکر غائب ہوئے کوہ شمیم پر سناتا ہے انسان مین آئی عجب فلک نے انقلاب دکھلایا کوکب برائے مدد ایرج نوجوان جاتے تھے راہ مین یہ معاملہ درپیش ہوا وہان وقت اختتام ہی ملازمان مرأت نے ایرج و شاپور کو گرفتار کر لیا ہی فیروزہ پوش بصد جوش و خروش سحر کرنے مین مصروف یہان سوائے ملکہ انجم ماہ رخسار کے کون ہی جو مدد کرے کبھی فیروزہ سے لڑی کبھی مرأت پر جا پڑی سحر کی قلعی کھل گئی مرأت سے مقابلہ کرکے زخمی ہوئی مصاحبان خاص ایرج مین آپڑین ہزارہا کا کھیت ہوا ملکہ شیشہ می نوش تخت پر گرد کنیزان ناسور وہ سب ملکہ ملکہ کو بچاتی ہین مگر شور گریہ وزاری بلند اہالیان لشکر ایرج دردمند پڑا کٹت رہا ہی ہزارہا بھاگ کر نکل گئے ہزارہا آمادۂ مرگ ہین فتح سے مایوس شکست کا سامنا ایرج نے جو یہ حال مصیبت مآل اپنے اہالیان لشکر کا دیکھا دل ٹکڑے ہو گیا پکارا اٹھے شعر شاہا کریمی و رحیمی و غفور دست ماگیر کہ درماندۂ و بے بال پریم نہ ایرج کی بیقراری ملکہ شیشہ می نوش کی اشکباری قریب ہی کہ انجم ماہ رخسار بھی گرفتار بلا ہو یکایک آسمان پر لکہ ابر نکلا بصد وقار ظاہر ہوا اُس ابر سے برق کی چشمک زنی ہوئی اکا ابر شق ہوا ملکہ بران شمشیر زن بھی چیتن کہ والدہ نامدار نے جا کر ایرج نوجوان کو رہا کیا ہوگا مین دور سے تماشا دیکھنے چلی آ رہی تھی اب جو نگاہ پڑی کل لشکر مبتلائے بلا دیکھا فیروزہ پوش نے آگ لگا دی ہی مرأت جادو کا سحر سب پر آئینہ ہی اب ملکہ بران گھبرا گئین کہ نہین معلوم والدہ نامدار پر کیا سحر کہ گذرا لیکن ایرج کو جو جادوگرنیون مین مجبور و ناچار دیکھا کلیجہ منہ کو آگیا قلب تھرا گیا وہین سے نعرہ کیا او مرأت جادو نعرۂ بران شمشیر زن

نظم

منم دختر کوکب ذی وقار | منم صف شکن ذی حشم نامدار
لقب گشت بران شمشیر زن | مثال جوانمرد و لشکر شکن

مرأت جادو کے منہ پر ہوائیان اُڑنے لگین فیروزہ کی رنگت زرد ہاتھ پانون سرد بران نے کرتے کرتے سحر کیا سب سے پیشتر ملکہ انجم ماہ رخسار کو سنبھالا اب

اب براے رہائی ایرج نوجوان چلین فیروزہ نے آگے بڑھکے روکا کہا او دختر کوکب اب حوصلہ تیرا
بڑھگیا آج موت لیکر آئی ہی کمان بچکے جائیگی ملکہ بران نے پلٹ کر دیکھا مسکرا کر فرمایا خدا کی قدرت
ہی کہ تم سے ہمارا قدم ہٹ جائیگا او فیروزہ سامنے آ فیروزہ نے کئی سحر پڑھ پڑھ کے کیے بران
دفع کر رہی ہین کبھی ستارہ بنکر چمکین کبھی بصورت ماہ تابان کمال دکھایا ضو سے اسکے صدہا
کو بیہوش کیا فیروزہ نے جھولی سے نکالکر ایک طائر کو اڑایا ابھی یہ تھی کہ بران کے ہوش اڑجائینگے
طائر ملکہ بران کی آنکھون کے سامنے آکر نکل گیا فعل تو یہ تھا کہ جسکے سامنے سے یہ طائر
نکل جاتا تھا عرصہ تک وہ شخص دیوانہ وار وحشی مثال خاموش کھڑا رہتا تھا فیروزہ سمجھی وہی
حال بران کا بھی ہوا ہوگا نیمچہ کھینچکے جا پڑی قریب آکر ہاتھ لگایا ملکہ بران نے نیمچۂ ہلالی نیام
انتقام سے نکالا فیروزہ کی آنکھون کے نیچے اندھیرا آیا لیکن قریب پہونچ چکی تھی وار کیا بران
نے سپر پر وار کو روکیا آواز دی بی فیروزہ تمھارے سحر نے تمکو دام اجل مین پھنسایا لو ایک وار
ہمارا بھی روکو سمجھو نہ پھیرو آنکھین کھلی رہین پلک نہ جھپکے دعوی جرات مین فرق نہ آسکے یہ
کہتی ہوئی بران اسکے قریب پہونچین ہاتھ نیمچۂ ہلالی کا مارا فیروزہ فیروزہ پوش نے سپر سحر کو چہرے کی
پناہ کیا مگر نیمچۂ ہلالی کب رکتا ہی قرص سپر کے دو ٹکڑے فیروزہ کا تاج کٹا سر زخمی ہوا قریب تھا دو
ٹکڑے ہون فیروزہ نے بدحواس ہو کر اپنے کو زمین پر گرا دیا بران پر ہزارون ساحر ٹوٹ پڑے
فیروزہ زخمی ہو کر بھاگی سر سے خون بہتا ہوا تاج ندارد اب ملکہ بران طرف مرآت جادو کے چلین
مرآت نے جو بران کو آتے ہوئے دیکھا اپنے ساتھ والون کو اشارہ کیا بران سحر کرتی ہوئی قریب
ایرج و شاپور پہونچین ایرج نوجوان نے جو ملکہ بران کو لڑتے دیکھا شاپور کی جانب متوجہ ہوے
فرمایا ای برادر وہ دیکھو ملکہ بران نے فیروزہ کو زخمی کیا وہ فیروزہ بھاگ کر نکل گئی ای برادر
دل چاہتا ہی اٹھکر پلکون سے جاروب کشی کرون آنکھین بچھادون اس محبوب جانی یار جادو دانی
کے آنے کو دیکھو کیا کار نمایان کیا ہم ایسے مجبور ہین کہ اپنے مقام سے اٹھ نہین سکتے اگر اٹھتے ہین دل
بیٹھا جاتا ہی بموجب مضمون ذوق

بلائین آنکھون کی اسکے مدام لیتے ہین ہوسے خرام کے پیرو ہین جتنے ہین فتنے	ہم اپنے ہاتھون کا مژگان سے کام لیتے ہین قدم سب آنکے وقت خرام لیتے ہین

شب وصال کے روز فراق مین کیا کیا
نصیب مجھسے مرے انتقام لیتے ہین

ترے اسیر جو صیاد کرتے ہین فریاد
تو پھر وہ دم بھی نہین زیر دام لیتے ہین

جھکا لئے ہی سر تسلیم ماہ نو پھر وہ
غرور حسن سے کس کا سلام لیتے ہین

ترے قتیل بتاتے نہین انھین قاتل
جب اُنسے پوچھو اجل ہی کا نام لیتے ہین

ہم اُنکے زور کے قائل نہین ہین وہ شہ زور
جو عشق مین دل مضطر کو تھام لیتے ہین

فقط قمر ہی نہ رامی غلام ہی اُنکا
وہ مول ایسے ہزارون غلام لیتے ہین

ہمارے ہاتھ سے اے ذوق وقت مے نوشی
ہزار ناز سے وہ ایک جام لیتے ہین

یہ اشعار جو ایرج نوجوان نے پکار کر پڑھے ملکہ بران سنکر آمین شاپور کو اشارہ کیا کہ تم ورتے اپنے باپ کو منع نہین کرتا کہ دے کہ چرخ اپنی بند رکھین ایسا نہو کہ ان باتون سے کوئی آگاہ ہوجائے تو قیامت برپا ہو ایرج نوجوان بیتاب لیکن سحر مین مبتلا ہین اپنے مقام سے اٹھ نہین سکتے مگر شاپور نے جو یہ معرکہ دیکھا کہ بران نے سحر سے ہزارون کو قتل کیا اب چاہتی ہین کہ مرات پر جا پڑون بیچ مین فوجین حائل ہین شاپور نے دیکھا کہ ملکہ مرات کی ایک کنیز غبار جادو ہے مین اُسی کے سحر مین مبتلا ہون بس اُسنے اشارے سے غبار کو قریب بلایا کہا ہم بھی خاکسار ہین مجبور و ناچار ہین ہماری کمر مین ایک چیز ہے وہ لیلو ہم اب کام کے نہین رہے مانگے چیز ہمارا تحفہ تمھارے ہی پاس رہیگا غبار قریب آئی کہا میان شاپور کیا کہتے ہو ہم تمھاری ملکہ عالم سے سفارش کرینگے خطا معاف کرا دینگے شاپور نے کہا یہ قریب تو آؤ جب غبار قریب آئی شاپور نے کمر مین ہاتھ ڈال کے چند انگوٹھیان سونے کی ناب اُنپر یاقوت احمر کے جڑے ہوئے بی غبار کو دین غبار نے کہا میان شاپور یہ انگوٹھیان کہان سے لائے شاپور نے کہا ایسی الیسی بہت ہین یہ کیسے پھر کہون ہاتھ ڈالا اب کی ایک ڈبیا نکالی عقیق کی کہا لو بی غبار اسکو کھولو دیکھو اسکے اندر کیا نعمت ہے غبار نے جلدی سے ڈبیا ہاتھ مین لی ایک دفعہ انگوٹھیان پا چکی ہے ہاتھون ہاتھ ڈبیا کہ لی خوش ہوگئی جلدی سے کھولی بیہوشی اڑکر دماغ پر پڑی لہرا کر گری شاپور نے خنجر مارا غبار مر کر گری خاک اڑی شاپور کود کر بھاگا ایرج نوجوان اس حرکت پر شاپور کی ہنس پڑے اندھیرے مین شاپور صورت بدلتا ہوا لشکر مرات گیا کوئی ہوئی ملکہ بران پر سحر کر رہی ہے قریب اسکے ایرج نظر شاپور جا ما جو کیا سو کر چکا دیکھا ۔ اسنے میرغضبانہ

جادو دوڑی ہوئی آئی ہی مرات نے پوچھا کیون عبار خیر تو ہی عرض کی حضور دختر کوکب نے قیامت برپا کی کوئی اسکے سحر پر چڑھ نہین سکتا ہزارہا ملازمان سرکاری مارے گئے لڑتی بھڑتی چلی آتی ہی سحر سے اسکے زمین تھراتی ہی امیدوار ہون کہ ذرا لوح جھولی سے نکالیے دکھا کر دختر کوکب کو بیہوش کرون چشم زدن مین واصل جہنم کرون مرات جادو جانتی ہی کہ ظاہر مین عبار جادو آئینہ ہی سب طرح ہم سے صاف ہی صاحب انصاف ہی لوح نکالکر کہا ای عبار جادو وای ساحرۂ خوشخو بہت احتیاط سے کام کرنا مناسب ہی دختر کوکب کا سحر مین کوئی ہمسر نہین ہی سحر کرنے کا اسکے اختر مروارید ٹوٹے بڑو کی آبرو سنا تا ہی ای حضور مین نے سنا ہی کہ اسنے دریاے خون روان خشک کیا پل پڑیان توڑا شہنشاہ ہوشربا سے کچھ ہو سکا بموجب مضمون اشعار

کہتے ہین لوگ جھوٹ نہین پانون جھوٹ کے
چھوٹے تو جیتے جی نہین پانون ٹوٹ کے

چلتا ہون ذوق قید سے ہستی کے جھوٹ کے
یہ قید مار ڈالیگی دم گھونٹ گھونٹ کے

کیونکر حباب ہو سکے دریاے بیکران
دریا سے جبتلک نہ ملے ٹوٹ ٹوٹ کے

لیکن حضور لونڈی کا آپ کی عبار نام ہی ہزار تدبیرون سے خاک مین ملادونگی میرے ہاتھ سے کہان بچکے جائیگی دیکھیے دو غول کے غول اسنے تباہ کر دیے بھاگنے والے بھاگے جاتے ہین ابی فیروزہ فیروزہ پوش بھی سامنے نہین چڑھتی مقابلہ کو نہین بڑھتی مشہور ہی کہ حاکم دربند مین لیکن مغرور خود پسند مرات نے لوح جھولی سے نکالی شاپور نے ہاتھ بڑھایا لوح ابھی مرات جادو نے ہاتھ سے نہین چھوڑی ہی کہ ایک کنیز دوڑی ہوئی سامنے آئی کہا ای واری یہ عبار جادو کہان سے آئی ابھی ابھی عیار نے دم دے کے اسکو خاک مین ملایا یہ بھی کوئی مکار غدار ہی اسکی طرف سے میرے دل مین غبار ہی ابن نگوڑے موذی عیار کو پکڑ لیجے سزاے کامل دیجے مرات نے چاہا لوح نہ دون شاپور نے ایک جھٹکا مارا لوح ہاتھ مین شاپور کے آگئی مرات اسکے دوڑی پکارتی ہوئی لینا لینا لوح لیے جاتا ہی سمند جادو گھوڑے پر سوار عمدہ داری مین رسالہ دار مرات کا ہی گھوڑا بڑھا کر دوڑا قریب شاپور کے پہونچ گیا سحر کرتا ہوا گھوڑے سے کود اچاہا سحر کے شاپور کو پکڑون شاپور نے لوح چپکا دی ادسے لگے اسنے منہ پھیرا سحر بھولنے لگا شاپور نے ایک خنجر تو وضع کیا شکم کو توڑ کر پار نکل گیا سمند جادو نے گویا سکندری

کھائی یہ نہ معلوم ہوا کہ مر کب گیا سمند پر شہسوار اجل نے سواری کا نٹھی خوب پڑی بھی ساری بدلگامی ہوے ٹٹو سے کچھ نہ بن پڑی کسی بیوزری نے اپنی تاثیر دکھائی یا شاید شب کور و کمند لنگ اپنی زندگی سے تنگ آ و از آئی کشتی مرانام من سمند جادو بود افسوس مردیم و جان دادیم و مطلب خود نرسیدیم اس اندھیرے مین شاپور جست و خیز کرتا ہوا قریب ایرج نوجوان پہونچا کمند شہریار ہوج حاضر ہی پھیکے دو دھٹکے گلے مین ایرج نوجوان کے پہنا دی قید سحر ٹوٹ گئی اُٹھتے اُٹھتے نعرہ کیا یا شیدای کفاران
بجا دو ی نابکاران پند غانعرۂ ایرج اشعار

ملک ایرج آن آفتاب منیر ٭ کہ صاحبقرانیم و آفاق گیر
ہنر پروران و ہنرور آزما ٭ جری صف شکن شیر دشت دغا
سنم فارس عرصۂ کارزار ٭ گل گلشن قاسم نامدار

قبضۂ تیغہ دو دمہ سکندری پر ہاتھ ڈالا صفین درہم و برہم ہو مین نگاہ اُٹھا کر ملکہ بران نے دیکھا شیر بیشۂ صاحبقرانی بصد جرات و شوکت لڑتا ہوا آتا ہی بران سے اور ملکہ فیروزہ فیروزہ پوش سے مقابلہ پڑا ہی فیروزہ بھی بڑی ساحرہ ہی بران پر کھڑی سحر کر رہی ہی فوج فرار پر قرار کر چکی تھی انجم ماہ رخسار زخمی ملکہ شیشہ می نوش کو ملکہ بران نے چھڑایا ہی مگر فیروزہ چھپا پہن چھوڑ نی سحر کرتی چلی آتی ہی بران نے پلٹ کے سحر اسکے دفع کیے سکرا کر فرماتی ہین رباعی

ای ذوق کرے گا کوئی دنیا کیا کیا ٭ دنیا ہی بڑی بلا اسے کیا ترک
ممکن نہین ترک ہو کسی سے دنیا ٭ جبتک نہ کرے آپ اسے دنیا ترک
ای فیروزہ میدان سے نہ بھاگو گی بڑی منزل طے کرو گی تھک کر

اول منزل تک نہ پہونچو گی میل منزل دور ہی تمھاری عقل کا قصور ہی ای فیروزہ ایک دفعہ زخمی ہو کر بھاگین اب موت نے تمکو گھیرا ہی یہ کہکر ملکہ بران نے تیغ نیام انتقام سے پھر کھینچا ادھر سے لڑتے ہوئے ایرج نوجوان آتے تھے اُنھون نے بھی فیروزہ کو ٹوکا فیروزہ پوش نے بڑھکر چاہا کہ مقابلہ کرون چارسو جادوگرنیان خیرخواہ غمگسار ہان ہان کہکر لپٹ گئین زخمی تو ہو چکی تھی بیہوش ہو گئی جادوگرنیان میدان جنگ سے فیروزہ کو لیکے بھاگین طرف طلسم ہوشربا کے روانہ ہوئین یہان شمشیر زن نے چاہا کہ پیچھا کرون بھگانے دون جمال ہمنشاہ ایرج نوجوان پر نگاہ پڑی کہ تنہا نہ بلنگا نہ وریا سے فوج مین ڈوبا ہوا شمشیر زنی کر رہا ہی زبان تیر و کلا غمود سے صداے تحسین و آفرین بلند ہی شعر ترک خنجر دار گردون ہر دم از چرخ برین ما رزم او

سینہ بدو میگفت آفرین صد آفرین ٭ علم سرو قد تعظیم کو کھڑے ہوگئے ہین نشان غم والم یہ ہی کہ بال بھی
سر کے کھول دیے ہین نقارے سر پیٹنے لگے جھانجھ غم و غصہ کی جھانجھ مین کھنا نفیری مل رہی ہین خنجرون
سے قلب پر خنجر مصیبت چل رہے ہین تلوارون کے دم پہ بنی سنان غم نیزہ دارون کے کلیجون کے پار ہی
افسران لشکر بدحواس عالم یاس حیران و پریشان مثل چوب نیزہ لرزان و ترسان ایک جانب سے
نعرہ ابج کی صدا بلند ہی ایک سمت سے ملکہ بران شمشیر زن مثل شیر غضبناک لاغر مردار پیدا ہاتھ مین
جوہر جرات بات بات مین ہر چند ملکہ بران قصد کرتی ہین کہ اس مین تر بتر کے نکل جاؤن کہ فیروزہ
فیروزہ پوش زخمی ہوکر طرف طلسم ہوش ربا کے روانہ ہوگئی مرات جادو چونکہ بادشاہ طلسم ہی
اسپر سب حال آئینہ ہی تحفہ جات بھی اسکے پاس موجود ہین لا الیان فوج بھی لڑائی مین جان لڑا رہے
ہین و ہیدم جھاؤ بڑھتا جاتا ہی ایسے [illegible] ل سے ملکہ بران کا دل قبول نہین کرتا کہ ایسا ہو بعد
سیرے چلے جانے کے یہ ساحران غدار دام سحر بچھائین یا مکر و حیلہ کرکے لوح چھین لین یہ تو
سیدھے سپاہی ہین بجز شمشیر زنی کے اور کیا جانین اس خیال مین ایک طرف کھڑی ہوئی ملکہ بران
غور کر رہی ہین لیکن ساحرون کو جان بچانا دشوار ہی جو اس طرف آیا ہاتھ سے ملکہ کے داخل جہنم
ہوا کہ شاپور شیر دل زیب ملکہ آیا جھک کے سلام کیا ملکہ نے جواب سلام نہ دیا منہ پھیر کر فرمایا
ہم نہ جانتے تھے کہ فرزندان خواجہ عمرو کا شیوہ یہ ہی کہ رنڈیان بلاتے ہین ایسے ذلیل حقیر ہین شاپور
شیر دل نے عرض کی خیر خواہ کسی بات مین انکار نہین کرتے مالک رضامند ہوا اور رنڈیان بلانا
کیا چیز ہی جمال آفتاب مثال ہمارے یوسف بازار جرات کا سب کو عزیز ہی آنے والے خود چلے
آتے ہین ملکہ نے شاپور کا کان مروڑ دیا ملکہ انجم کی جانب اشارہ کرکے کہا بجت مین تمھارے آقا
کی جان دینے پر آمادہ ہین یہ شیشہ می نوش نے لاکر لوح طلسمی حاضر کی ایسے دوستون کے سامنے
کسی کی کیا حقیقت ہی شاپور نے کہا حضور اپنی اپنی لیاقت ہی لیکن اشارے مین شاپور نے
مالکہ سے کہا برائے خدا شاہزادے سے کہا ہی جانیکا قصد نہ کرنا انشاءاللہ پروردگار فضل اپنا
شریک کیا چاہتا ہی لڑائی فتح ہونے کے بعد جلسہ عیش و نشاط آراستہ ہوگا طلسم کو بھی اسلام
آلود کرنا ہی وہ تنہا یہان تشریف رکھیے شاپور نے جرات کا نام لیا اس حریق آتش اشتیاق
نے ایسے صدمات شب فراق اٹھائے ہین کہ نام شب سنکر کلیجہ تھام لیا صدف چشم سے گوہر اشک

روان ہوئے ماہ تابان پرستار سے حیران ہوئے منہ پھیر کر آنکھوں سے آنسو پاک کرکے فرمایا ای
شاپور ہمارا زیادہ ٹھہرنا مناسب نہین ہی ایک بڑا خیال ہی کہ والد نامدار مجھسے پیشتر چلے تھے
مین تا عرصۂ دراز اسی سوز و گداز مین رہی کہ مین جاؤن یا نہ جاؤن آخر اسی بات کو دل رزود
منزل مین جگہ دی کہ جانا اُس مقام پر ضرور ہی اگر والد نامدار لڑائی مین مصروف ہین اگر
سے دیکھکے چلے آئینگے کسی طرح دل بہلا لینگے یہان اگر قیامت برپا دیکھی کہ آتے ہی قید بھی کرلیا فیروزہ
نے اپنا رنگ جمایا ہی خدا کا شکر ہی کہ سچ ملی اب میرا ٹھہرنا بیکار ہی شاپور ملکہ سے باتین کررہا
تھا کہ سامنے سے لُٹی ہوئی مرات جادو بادشاہ طلسم اسکندریہ مع تین لاکھ فوج کے آگئی
سب ساحران نامی گرامی ہمراہ اپنے مالک کے جاتے ہین کہ بلوہ کرکے ملکہ بران شمشیرزن کو گرفتار
کرلین ملکہ نے جوان سب کو آتے ہوئے دیکھا اختر مروارید اُس ماہ تابان نے جوڑے سے نکالا
پنجۂ ہلال نیام انتقام سے کھینچا غصہ مین ابرو ہلے پیچھے چلے ساحر اشارون سے ابروے خمدار
کے بسمل ہونے لگے کوئی تڑپا کوئی پھڑکا کسی نے تیغ کھینچا خود گلے پر رکھ لیا ادر فوج مین بجلی تڑپنے لگی
صدہا سر مثل اولون کے گرے کیفیت برسات معلوم ہونے لگی سپرین ملکر اُٹھین گھنگھور گھٹا چھا گئی
ساون بھادون کی بدلی یاد آگئی لیکن مرات جادو نے ساحران زبردست کو اشارہ کیا ہی
کہ بارو جان دیگر دختر کوکب کو گرفتار کرلو جب مین اُسکے سپرین زر و جواہر سے بھر لو چہار
جانب سے ساحران خرس طینت میمون خصلت ہرہاے بادیۂ ضلالت نے اُس آفتاب عالمتاب
آسمان حسن و جمال کو گھیر لیا کسی نے گرز مارا کسی نے ترنج پھینکا کوئی ماش کے دانے لیکر پڑھا
کسی نے تلوار کھینچی کوئی کمان کیانی لیکر بڑھا کسی نے تیر سحر کے پھینکے گوشہ مین چھپکر سحر کرنے لگا
کوئی سہمکر چلایا کوئی تیر کے پلے سے سحر کر رہا ہی جسنے تلوار کھینچی اپنے نزدیک جوہر جرأت دکھائی
لیکن منہ کی کھائی اپنی تلوار سے آپ بسمل ہوا گرفتار دام رنج و الم ہوا یہ معرکہ دور سے شاہزادہ
ایرج نوجوان نے دیکھا اپنے ماہ تابان مہر درخشان پر جو بلوہ ساحران نظر آیا دل تڑپ گیا
وہین سے نعرہ کیا نعرۂ ایرج نوجوان اشعار

ملک ایرج آن آفتاب منیر	کہ صاحبقرانم و آفاق گیر	ہژبر دمان و نبرد آزما
جری بت شکن شیر دشت دغا	منم فارس عرصۂ کارزار	گل گلشن قاسم نامدار

ایک طرف سے ملکہ انجم ماہ رخسار فوج ظفر موج لیکر بڑھی اس مقام پر خوب تلوار چلی ایرج نے کئی صفون
کو درہم و برہم کیا بلوہ ساحران غدار کا کم کیا مرات جادو نے جو طلسم کشا کو جنگ رستمانہ کرتے دیکھا
گھبرا گئی ساتھ والیون سے کہنے لگی صاحبو فی الحقیقت یہ جوان جرأت مین بے مثل و بے نظیر ہو فصاحت
و بلاغت مین جادو و تقریر ہی جلد اسکے قتل کی تدبیر کرو تم مین سے کوئی ایسا ہی کہ طلسم کشا کا سر لاسکے
دولت دنیا سے بے نیاز کرونگی واں مدعا گل آرزو سے بھر دونگی اورنگ پلیتن ایک پہلوان
عفریت مثال دیو خصال زنجیرون سے کمر باندھے ہوئے چوڑا تیغہ ہاتھ مین کھڑا جھوم رہا تھا جوش
جرأت مین قبضہ شمشیر چوم رہا تھا مرات نے جو زر و جواہر کا لالچ دیا گینڈے کو بڑھا کے سامنے مرات
کے آیا دست بستہ عرض کی اگر حکم ہو فوراً جاکے نبیرہ حمزہ کو شوکون کان پکڑ کر سامنے حضور کے
لاؤن مرات نے اشارہ کیا اے جوان دیر کیا ہی بڑھکے مقابلہ کر جو کہا ہی اس سے دو چند کرونگی اورنگ
گینڈے کو بڑھا کے جھپٹا ایرج نوجوان کو للکارا ایرج فوراً پلٹ پڑا لیکن اس مقام پر ہجوم سے ساحرون
کے آگ برس رہی ہی ٹھہرنا دشوار ہی مرات نے ساحرون کو اشارہ کیا اورنگ پلیتن کی مدد
کرو قریب طلسم کشا کے پہونچا دو ہا ہو ہو کرتا ہوا دم خونخواری کا بھرتا ہوا قریب ایرج کے پہونچا
ناگاہ ملکہ بران شمشیر زن کی پڑی ایک فیل مست کو مقابلہ مین اس ماہ تابان کے دیکھا بیتاب
ہوگئی لڑتی ہوئی خود بھی بڑھی ایرج نے پھر کر دیکھا ملکہ سے نگاہ چار ہوگئی اس لڑائی مین زخم بھی
بہت کھائے ہین معشوق کو سامنے پایا بے اختیار یہ اشعار آبدار زبان پر شاہزادہ ایرج
کے جاری ہوئے

اشعار

جب اس چمن مین چھوڑ کے ہم آشیان چلے — اک ہمصفیر نے بھی نہ پوچھا کہان چلے
کہلا لیا تھا ہم نے البتہ جو کوئی خار — جون گل ہم اسکے باغ سے دامن فشان چلے
ہر بات مین ہو ایسی کتر بیونت اسکو یاد — مقراض کی زبان سے ہی جسکی زبان چلے
غافل ہماری آہ سے رہنا نہ بے خطر — کر خوف ایسے تیر سے جو بے کمان چلے
جلنے کو اپنے گھر سے کے تھا تو و ہم — دنیا سے تیرے جو رکے ہاتھ ہی میان چلے
سینہ مفارقت سے ہنوز رفتگان کے داغ — آتش فشان رہے ہی کہ جب کاروان چلے
راہ عدم بھی زور ہی سودا کہ جیسے یہ — جسطرح پیر جاسے ہی وہ مین جوان چلے

ملکہ بران نے یہ اشعار دلفگار سنکر سر جھکا لیا چونکہ شاپور شیردل قریب تھا اُسکو سنا کر یہ چند اشعار بیقرار ہوکر پڑھے

نظم

عافیت را نیست چون اندیشۂ درمان ما
داغ رسوائی شدہ بیہودہ غم بر جان ما

در شب یلدا اگر شمعے نباشد گو مباش
تا تشِ دل روشن ست این کلبۂ احزان ما

جستجو کم کن دلا کز دولتِ دون ہمتان
لذتِ آسودگی عنقاست در دوران ما

کے گیاہِ خرمی روید کہ در ہنگام کشت
ریختہ در خاک ذلت تخم ما دہقان ما

سنگلے کردی ز ما اسلام در محشر قبول
گر نبودے ہمچو کفرے شاہد ایمانِ ما

کشتیم ثابت نماند در محیطِ عافیت
بس کہ ہر لحظہ فزون این موجۂ طوفان ما

ریختم مخفی ز بس خون آبِ دیدہ در چمن
امتیازی نیست در خسار و گل بستان ما

کلیجے پر ایرج نوجوان کے چھریاں پھر گئیں لیکن فوج ساحران کا اسقدر ریلا ہے کہ سانس لینا دشوار ہے ایرج نوجوان نے گردا سپر کا ہاتھ میں لیا تیغہ چمکاتے ہوئے لڑائی میں مصروف تھے کہ اونگ سنگ نے ہی تیغہ کا وار کیا صد سوسن کا تیغہ بڑے قد کا جوان بر تان نے کلیجے پر ہاتھ رکھ لیا دعائیں مانگنے لگی کہ اے معبود حقیقی اس ظالم کے ہاتھ سے ماہ اوج صاحبقران کو بچائے سر اٹھا کے دیکھا وار تیغہ کا چلا ایرج نے تلوار کو تلوار پر کا ٹھنا جھنانے کی صدا بلند ہوئی وار کو اسکے تلوار پر روک لیا الجھاوے سے ہاتھ لگا لگر خبردار خبردار کہکر مرکب باد رفتار کو اشارہ کیا مرکب بھی برق رفتار ہوا سے کہتا ہے ہمارے ساتھ نہ آنا ٹھوکریں کھائیگی تیری ہوا بگڑ جائیگی دونوں ما مین مشاک پر گیند کے رکھدیں ایرج نے نعرہ کرکے ہاتھ مارا اُس روسیاہ نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا مگر برق تیغ نے اسپر کے ٹکڑے اڑا دیے خود کا لگر کاسہ سر کو تراشتا ذرا سا فرق ہوا اُس خود سر کے دو ٹکڑے ہوئے شاپور پکار اٹھا اے شہریار سبحان اللہ کیا ہاتھ مارا دیو خونخوار کو مارا ملکہ بران کا بھی خوشی سے چہرہ سرخ ہو گیا ایرج لڑتے بھڑتے بڑھے اس لڑائی میں ملکہ انجم ماہ رخسار نے بھی جان لڑا دی مرأت حضر میں سحر کرکے قریب انجم کے آئی نیمچہ سحر مارا شانہ انجم کا جھول گیا مرأت نے چاہا سر کاٹ لوں انجم نے بیقرار ہوکر آواز دی اے شہریار لونڈی نثار ہوتی ہے ایرج کو تاب نہ آئی ہی نعرہ کیا اور مرأت خونخوار اگر ایک سوے جسم انجم کا کم ہوا قیامت برپا کرونگا مرأت نے پلٹ کر ایرج نوجوان پر سحر کیا

کئی کوسے ماسے کچھ ہوا ایرج قریب پہونچ گئے ہاتھ تلوار کا مارا مرات کے دلپر غبار غم والم چھایا پھر
سحر کو گھبرا کر اٹھایا یہ طلسم کشا جرات مین کیتا ایرج طلسمی گلے مین سب سحر اسکے باطل ہوئے سپر کٹی سر
زخمی ہوا قریب تھا دو ٹکڑے ہو مرات نے اپنے کو تخت سے گرادیا ایرج نے چاہا گھوڑے سے
کود کر اسکو پکڑون مرات جادو تڑپ کر بلند ہوئی آواز دی اے ساحران غدا سواے شیران نامدار چلے
آؤ مین اپنے قوت بازو کے قلعہ مین جاتی ہون وہان جا کر جادو کرونگی کیا ان ظالمون کا پیچھا چھوڑونگی
ایک ایک کو قتل کرونگی ساتھ والون نے جو دیکھا اب پلا گیا ہوا کہ مرات نے شکست فاش کھائی جنگ
سے ہاتھ اٹھایا فرار پر قرار کیا آگے مرات عقب مین ڈیڑھ لاکھ ساحر گرفتہ زخمدار گھربار چھوڑا لیکن
قدم نہ جم سکا تھوڑے عرصے مین جنکو مرات کا ساتھ دینا تھا صاف میدان کارزار سے نکل گئے جو
رہ گئے وہ امان کے طالب ہوئے جادرین ہلالین انجم ماہ رخسار ملکہ شیشہ مو نوش کے عقب
مین آکر چھپی عرض کی حضور ہماری شفاعت کرین صداے فریاد و فریاد بلند ہوئی ایرج نے تلوار
کو نیام انتقام مین کیا یقین کامل ہوا کہ مرات جادو زندہ نکل گئی شاپور نے عرض کی حضور کہان
جائیگی غلام ہرکارے روانہ کریگا احوال دریافت ہو جاویگا ایرج نوجوان تُرک قریب ملکہ بُران
کے آئے اشارہ کیا اے ملکہ عالم بارگاہ مین چلیے لختے خون کے جسم انور پر جمے ہین لباس تمام خون آلود
زرہ وغیرہ کو پاک کرکے تشریف لیجائیے گا کون روک سکتا ہے ادھر پلٹ کر شاپور سے فرمایا ایک
بارگاہ الگ بطور تخلیہ استادہ کرو اسمین سامان عیش ونشاط مہیا ہو شاپور جانتا ہے کہ آج دونون
ہجران دیدہ و آفت کشیدہ اتفاقات سے یکجا ہوئے ہین اسباب جلسہ فرحت وعیش مہیا کرنا واجب
و لازم ہے فوراً چند غلامان ترکی کو حکم دیا انہون نے الگ جا کر موافق کہنے شاپور کے تدبیر شروع کی
ادھر ملکہ شیشہ مو نوش انجم ماہ رخسار کو ساتھ لیکر داخل مکان شاہی ہوئین یہ تو یہان کے رستے
بخوبی ماہر ہین ہر طرح کے حال ظاہر ہین شیر وزیر حاضر ہوے انجم وغیرہ کی زخم دوزی ہونے لگی
ملکہ خود مصروف تیمارداری جراح حاضر ہوے مرہم کی پٹیان چڑھنے لگین شاپور آکر انجم کے
کان مین کہہ گیا آپ لوگ شاہزادے کا انتظار نہ فرمائیے گا وہ اپنے مہمان کی خاطر مین مصروف
ہین یہ کہکر شاپور باہر آیا دیکھا ملکہ بران ایک نخل کے سایہ مین ٹھہری ہین ایرج نوجوان کہہ
رہے ہین اے شہنشاہ خوبی و اے سرو باغ محبوبی چمن بزم مین چلکر لحظہ بھر مسند و فرحت تازہ ہو

بے اندازہ حاصل ہو تسکین دل ہو بعدہ تشریف بیجانے کا اختیار ہی عاشق جانباز مجبور رونا چاہی ملکہ کچھ جواب نہین دیتی کہ شاپور نے بڑھ کر عرض کی حضور غلام نہین جانے دیگا چاہا ملکہ نے کچھ جواب دو دن کہ سیاح بیابان خضر انجم گیتی افروز چرخ نیلی پر سیر کرتا ہوا داخل قصر مغرب ہوا گل مہتاب گلشن فلک مین پھولا غنچہ ہاے ثابت و سیارگان شگفتہ ہونے لگے لیلی شب نے پردہ پوشی کی زلف عنبرین کو کھولا شعر شب آمد ساز گار عشق بازان ❊ شب آمد راز دار عشق بازان ❊ فوجین اپنے اپنے مقام پر فروکش ہین اُس مقام پر سناٹا آفتاب و مہتاب کیجا ایرج نوجوان نے دامن ملکہ بران کا تھام کر فرمایا اے ملکہ عالم اب زیادہ پریشان نہ کیجیے بارگاہ مین چلیے شاپور شیردل نے بھی خاک پاکو توتیاے چشم بنایا پلکون سے جاروب کشی کرتا ہوا طرف بارگاہ آسمان جاہ کے چلا

دو کلمہ داستان حیرت بیان جلسہ آرایہ عاشق و معشوق آراستہ ہونا فلک کا کجرفتاری دکھانا خمسہ موافق مقام حیرت و عبرت افزا

عنبر اگر کی خوشبو ساری ہی تن بدن مین
گویا کہ مشک نافے صد ہا مین پیرہن مین
شہر تتار مین ہون یا سرحد ختن مین
الجھا ہی دل ہتون کے گیسوے پرشکن مین
اٹکی ہی جاے سبزہ لگی رہے چمن مین

اک آگ سی لگیگی رندون کے تن بدن مین
اُتریگا نشہ ہی کا جوش غم دمن مین
ہوگی جو پاس غالب ساقی کے انجمن مین
لٹکینگے دیو بنکر دل زلف کی رسن مین
دکھلائیگا پسینہ پانی چہ ذقن مین

صحرا مین اسکو وحشت اُسکو جنون وطن مین
معشوق اور عاشق کامل ہین اپنے فن مین
دونون غرض مین یکسان الفت کی انجمن مین
شیرین زبان ہوا ہی فرہاد کے دہن مین
لیلی پکارتی ہی مجنون کے پیرہن مین

لطف و کرم ہی تیرا ہر ایک پر برابر
دیتا ہی بے طلب تو دشمن کو اپنے اکثر
قائل ہین ہم تو اس جا اللہ رے مقدر
حاصل کیا ہی تیرے صدقے سے اسقدر زر
سونے کے بت بندھے ہین بازو سے برہمن مین

دلکو کیا نشانہ اک تیر مین نگون نے
پھیلایا جال اُلٹا تقریر مین نگون نے

چھوڑا نہ کچھ دقیقہ تقدیر مین گلون نے ۔ آیا تھا بلبلون کی تدبیر مین گلون سے
ہنس ہنس کے مارڈالا صیاد کو چمن مین

دربان در مین سارے یان چرخ پر مین تارے ۔ شمس و قمر کو صدقے ہر برج مین اُتارے
رتبون کو غور کر تو قدرت کے کر نظارے ۔ اک تختہ ہفت کشور دہلی کا ہی ہمارے
تو آسمان ہین اپنے اکبر کے نورتن مین

شادی کسی جگہ ہی ماتم کہین ہی برپا ۔ نازک بدن ہوے ہین پیوند خاک کیا کیا
عبرت سے دیکھ غافل اس بزم کا تماشا ۔ دو روز ہی یہ لطف عیش و نشاط دنیا
بوے شب عروسی مہمان ہی پیرہن مین

فرقت مین سچ ہی اپنا آنکھون پہ کیا اجارا ۔ اُٹھا غضب کا طوفان مین نے تو دم نہ مارا
بیٹھینگے کس جگہ اب راحت کا کیا سہارا ۔ میدان کیا گرا کر اشکون سے گھر ہمارا
دکھلائی سیر غربت سیلاب نے وطن مین

آفت کی ہین نگاہین تیور بھی ہین بلا کے ۔ مردم پسے ہوے ہین چشمان سرمہ سا کے
شہرے اُڑے ہوے ہین اس غمزہ و ادا کے ۔ چشم سیہ سے تیرے پردے ہین توتیا کے
تعلیم ہونے آیا فتنہ عرب ختن مین

دیوانہ وار یا مین خاک انکی مجھکو بھائین ۔ وحشت کی چال مجھکو کیون دوڑ سکھلائین
جنگل مین کیون مین پھرتے کوچے مین تیرے آئین ۔ چشم و کمر سے تیرے چشم و کمر ملائین
چیتے مین کیا تکلف کیا شاخ ہی ہرن مین

لے نقد دل ہزارون منھ شوق سے کھا کر ۔ لے لینگے لینے والے قیمت گھٹا بڑھا کر
کا ہیکو بیٹھے گھر مین بیکار کیون حیا کر ۔ بازار مصر مین چل یوسف کا سامنا کر
کھوٹے کھرے کا پردہ کھل جائیگا چلن مین

اللہ رے محو ہونا دل پر یہ رعب چھایا ۔ پہلے سے کیا کہون مین مجھکو نہ دھیان آیا
آفت کا سحر جادو عیار نے دکھایا ۔ آنکھون کے سامنے سے دل کو مرے چرایا
خال سیہ ہی طرار اس سارقی کے فن مین

ہردم ہی شادمانی شاہانہ عیش سب ہی — سامان جشن کا ہی ہر حال مین طرب ہی
کیا ای عزیز تجھکو بتلاؤن کیا سبب ہی — دل مین خیال حسن محبوب ورد شب ہی
اترا ہوا ہی یوسف ہمالستان مین

ہی قند و شہد گویا تقریر کاملون کی — لذت ہی بسملون کی فرحت ہی محفلون کی
کیا بات در حقیقت ان شکروون کی — معمورۂ حلاوت وادی ہی واصلون کی
شکر بھرے ہوے ہین مورد گس بن مین

پہلے تو لعل لب سے تھے جتاتے انسے — تم کیا کہون بگڑ کر کیا منھ بناے انسے
شرم کے بات بھی کی مجھسے نہ ہاے انسے — بوسہ مین لب کے ہنسکر دندان کھا گئے انسے
بجلی گرائی مجھپر تقدیر نے عدن مین

خود رشک سے تقرر کرتی ہی طبع عالی — دنیا کا کارخانہ لیکن ہی لاابالی
خوش ایک ہو تو کیونکر ہو ایک کو بحالی — صحرا کو بھی بنایا بغض و حسد سے خالی
ساکھو جلا ہی کیا کیا پھولا جو ڈھاک بن مین

تسل خرکی بجھے گر منظور ہو تو آتش — فکر مآل کرنا مسرور ہو تو آتش
دنیا مین میتگی کا دستور ہو تو آتش — کوئی یقین ہی تیرا مقدور ہو تو آتش
دے رکھا جو اردست غسال و گورکن مین

گلعذاران سہی قد و ماہ رخساران خورشید خد اس جلسہ سپہران آفت کشیدہ و دور افتادگان مصاحب دیدہ کو بعد فرحت و انبساط یون تحریر فرماتے ہین کہ جب یہ دونون عاشق و معشوق داخل بارگاہ آسمان جاہ ہوے مقام خالی از غیر سواے شاپور کے کسکی مجال ہی کہ اس خیمہ مین آسکے ہر چند کہ مقام تنہا نہ کوئی در انداز نہ غماز لیکن گردش فلکی کا خوف لرزان ترسان منتشر حواس جان کا خوف ہزار طرح کا ملال شب وصل مین آمد روز فراق کا خیال رنگ رو متغیر سر دم متحیر شاپور نے بڑھکر عرض کی ای ملکہ عالم بارے خدا خیال خیر و شر دل سے دفع کیجیے اس دل تردد منزل کو تسکین دیجیے ایرج نوجوان نے بھی شاپور سے اشارہ کیا گلابیان شراب کی کشتیان کباب کی لاکر حاضر کین لباس تبدیل کرایا زخمون مین ایک نے ایک کے ٹانکے دیے دہن زخم ہنستے ہنستے منھ کھولکر

رہجاتے تھے کئی مرتبہ ملکہ بران نے گھبرا گھبرا کر کہا ای شہریار بس ہمکو رخصت کیجیے ہمارا زیادہ ٹھہرنا باعث خرابی کا ہی ایسا نہو واللہ نامدار رات واقعہ مین دیکھا لیس تمام کیفیت آئینہ ہوجائیگی پھر زمین تھرائیگی آسمان سے آواز الامان آئے گی آپ کے دشمنون کا نہین معلوم کیا حال کریگا بزرگون سے ملال کریگا ایرج نے کہا ای ملکہ عالم تمنے اکثر ایسے کلمات کہے ہم تمھارے ملال کے خیال سے خاموش ہورہے ورنہ طلسم نورافشان کی کیا حقیقت ہی ایک ہفتہ مین گرد ہم و برہم نہ کردین تو نام اپنا غلام صاحبقران نہ رکھین مجبور ہین کچھ بن نہین پڑتا اگر تم حکم دو تو مثل اسی طلسم کے بہ عنایت رب اکبر جاکر فتح کرین تو تلوار باندھنا چھوڑدین ملکہ کی آنکھون سے اشک حسرت ٹپک پڑے سر جھکا کر فرمایا ہان صاحب آپ ایسے ہی بہادر ہین مگر ہم پریشان کیجیے جب آپس مین اس طرح کی باتین ہوئین شاپور نے کہا ای ملکہ عالم بموجب مثل رات تھوڑی ہی سوانگ بہت ان باتون کو جانے دیجیے گھڑی دو گھڑی کی صحبت کو غنیمت جانیے فلک کج رفتار گردون غدار ہر وقت در پئے آزار ہی سلطنت و فقیری دونون بیکار ہی بس جو ساعت عیش سے گذر جائے انسان اسکو غنیمت جانے نہین معلوم صبح کو کیا ہو ملکہ نے فرمایا بھیا شاپور جو تمھاری خوشی اب انکو کیا ضرورت ہی وہ دو معشوقین ہمراہ لشکر ظفر اثر دونون شاہزادیان بی انجم ماہ رخسار و ملکہ شیشہ مئ نوش گلعذار بی انجم آج ایسی راتین جیتے زمین کے ہلادیے مجھ بدنصیب نے آکر کیا کیا مگر اس دل خانہ خراب نے نہ مانا دوڑی آئی اس آنے کا یہ مزہ اُٹھایا کہ ان صاحبون کو آپ کے قریب دیکھا اب آپ کو یہ جلدی ہی کہ ہم اپنے ملک کو جائین ہمکو بھی جلدی ہی یہ صدمے دل سے نہ اُٹھینگے کچھ کھا کر مرجائینگے آپ فاتحہ پڑھنے بھی نہ آئیے گا قبر مین ہمین زیادہ نہ ستائیے گا آپ کے آنے سے روح بچین ہوگی کیا تعجب ہی سوزش قلب کفن کو بھی جلادے قبر سے دھوان نکلے یہ کہکر زار زار مثل ابر بہار وہ گلعذار روئی ایرج نے بیقرار ہوکر سر قدمون پر رکھدیا کہا ای ملکہ عالم ہم گنہگار ہین یہ سر حاضر ہی کاٹ لیجیے نظم

ڈرتا ہون آپ کی خفگی کا سبب نہو فریاد بے لحاظ سے ترک ادب نہو
حیرت ضرور ہوگی مری سرگذشت پر یہ حال وہ نہین جو کسی کو عجب نہو
ای دل ستمگرون کی محبت سے درگذر وہ یار ڈھونڈھیے جو اذیت طلب نہو

جو کچھ کہا ہو وہ کبھی آئے نہ تا دہن　　جو کچھ ہوا ہوا یہ رہے پاس اب سنو
مجنون تو ہو چکا یہ نہیں ہے مجھے پسند　　بیزار وہ نام ہو جو کسی کا لقب سنو
ممکن نہیں کہ ساتھ چھٹے تیغ کا زلف سے　　ایسا بھی کوئی دن ہے کہ جس دن کی شب سنو
ابھی نہیں ہے یار سے بیہودہ چھیڑ چھاڑ　　کچھ خیر ہے نسیم بہت بے ادب سنو

یہ بھی دستور ہے کہ اگر معشوق عذر کرتا ہے عاشق کے واسطے نور علیم ہے یہ بھی ایک رسم قدیم ہے بے اختیار ملکہ بران نے فرمایا اے شہریار شل آپ کے ہم بھی مجبور رضا چار ہیں ظاہر میں صاحب اختیار ہیں والی نامدار کہ چلے ہیں کہ ہم طلسم اسکندریہ پر بڑے مرد شاہزادہ والا قدر جاتے ہیں نہیں معلوم بیچ میں کسی ملک میں ٹھہر گئے یا کسی سے لڑائی پڑی یا افراسیاب جادو نے رد کا لحہ یہی خیال ہے کہ ایسا نہو ہماری حضوری میں وہ آجائیں ابھی تو قیامت برپا ہو ہر وقت یہی دعا ہے کہ پروردگار آپ کو ہاتھ سے شہنشاہ کے بچائے دیکھیے انجام اسکا کیا ہوتا ہے آپ کو اپنی سپاہگری کا خیال والد نامدار صاحب جاہ وجلال آپ صاحب جرأت و توقیر انکا لقب کوکب روشنضمیر مشرق میں بیٹھکر مغرب کا حال ملاحظہ فرماتے ہیں انکے کمال کا حال سنکر ستارہ شناسوں کے قطب تھراتے ہیں نہیں معلوم کونسی ساعت تھی کہ فلک بجرفتار گردون غدار نے ہمکو اس دام عشق مصیبت خیز و آفت انگیز میں پھنسایا اس طائر نوگرفتار کے حال پر ظالم کو رحم نہ آیا صیاد فلک ہر وقت چھری لیے موجود ہے کیونکر جان بچائیں گلشن محبت میں بالکل بے بال و پر نظم

ہمیشہ تنکے چنے میں نے میں وہ بلبل ہوں　　ابھی بنا ابھی برباد آشیانہ ہوا
ہمیشہ آفت صرصر ہمیں پہ آیا کی　　وہ شاخ ٹوٹ پڑی جس پہ آشیانہ ہوا

اب ہم کہاں بسر کریں آپ کو اپنی جرأت کا خیال ہمیں اپنی جان و تبرد کا ملال بموجب مضمون مخفی

گر و جانان غم عشقت برگ و ریشۂ ما　　برق عشقت بجہد از شرر تیشۂ ما
ہر کجا بزم طرب ناک شود گرم بود　　اشک ما بادۂ ما دیدۂ ما شیشۂ ما
بے ستون را اثر نالۂ ما بگداز د　　شعلۂ طور بود برق دم تیشۂ ما
ما بجا و دل شاد و افسردہ کجا　　خون شود بادہ ز غم در جگر شیشۂ ما
ہر تنک حوصلہ را کے برسد فقۂ تنکار　　شیر را زہرہ شود آب درین بیشۂ ما
فکر تا گرم کند در دل ما شعر و سخن　　وای گر شعلہ زند آتش اندیشۂ ما

مخفیا دل بجفا دہ کہ نباید ہرگز		بر سر شفقت ما شوخ جفا پیشۂ ما

ان اشعار آبدار کو سنکر ایرج نے کلیجہ تھام لیا شاپور بیقرار ہوکے رو دیا صحبت گل و بلبل جلسۂ شمع و پروانہ لائق دید تھا کبھی سوز دل عیان کبھی راز عشق نہان کبھی بیتابی کبھی ربط کبھی ضبط کبھی خبط کبھی آہ کبھی واہ کبھی ہنسنا کبھی رونا جب شاپور نے دیکھا کہ انکی حسرت پر کلیجہ پھٹا جاتا ہی ایسا نہو کسی کی روح قالب سے نکل جائے آہ آتشناک سے خیمہ نہ جل جاے آپ نصیحت سے اس آگ کو بجھاؤن باتون مین دونون کو بہلاؤن یہ سوچ کر ایرج کے قدمون پر گرا ملکہ بران کے گرد پھرا اور دکر عرض کی ای گرفتاران دام مصیبت وای مقیدان سلسلۂ رنج و محنت تم صاحبون کو کون سمجھا سکتا ہی تمھارے جوش و خروش کو دیکھا اس خیر خواہ کو سکتا ہی اب گھڑی دو گھڑی آرام فرمائیے ایک جام شراب ارغوانی کا نوش کیجیے اس صحبت کو غنیمت جانیے یہ کہکر جام لبریز کیا ہاتھ مین ملکہ بران کے دیا کہ حضور آپ بھی پیجیے آقاے نامدار کو بھی پلائیے رات کم ہی زلف لیلی شب برہم ہوکر سے گذرا چاہتی ہی ملکہ نے جام ہاتھ مین لیا گھونٹ گھونٹ کر دو گھونٹ پیکے جام زمین مین رکھدیا مسکرا کر فرمایا جس کسی کا جی چاہے اٹھا کر پی لے ایرج نے دونون ہاتھ بے اندیشۂ انجام بڑھاے جام نوش کیا دونون کی آنکھون مین سرور آیا اختلاط ظاہری ہونے لگے شمع انجمن شرمائی لہرانے لگی پروانہ ہی رشک سے جلا ناظرین کے خیال مین رہے کہ صحبت عاشق و معشوق مملو از حسرت و یاس رنج و مصیبت سے معمور نہ عیش نہ سرور انکمین حکایت و شکایت شب وصل ذکر شبہاے فرقت اس قصۂ طول و طویل کا

تمام ہونا دشوار ہی عشق کی نیرنگی ہر ایک پر آشکار ہی

دو کلمہ داستان اس شکست خوردہ یعنی ملکہ مرات جادو کے بیان کیے جاتے ہین

جب مرات جادو نے شکست کھائی زخم دار بیقرار طرف قلعۂ مقبوریہ کے چلی مقبور بن قہار مقبوریہ کا حاکم ہی طرف سے ملکہ مرات کے ناظم ہی لیکن خیر خواہ دولت ملازم قدیم نے جس روز سے سنا ہی کہ طلسم اسکندریہ مین طلسم کشا آگیا کئی مرتبہ لکھا ای ملکہ عالم غلام حاضر ہوکر طلسم کشا سے مقابلہ کرے ایک دن مین اکر لشکر نمک حرامون کا درہم و برہم کر دونگا لاشون سے میدان کارزار بھر دونگا مرات نے کبھی اسکو نہ طلب کیا قلعہ مین بیٹھا تھا کہ ہرکارون نے خبر دی ای پہلوان دوران گرشاسپ جہان ملکہ مرات جادو شکست خوردہ آتی ہین قلعہ طلسمی ملکہ عالم سے چھوٹ گیا تمام مال و اسباب لٹ گیا

زخمی ہوکر آئی ہین اپنی شکست فاش پر بہت گھبراتی ہین یہ سنکر مقصور گھبرا گیا خوف طلسم کشا سے پسینہ آگیا
گھبرا کر اٹھا واسطے استقبال کے چلا بیرون قلعہ آکر دیکھا ملکہ مرآت جادو شکست خوردہ زخمدار
صرف ڈیڑھ لاکھ فوج سب گھبرائے ہوے مصیبت شکست کی اُٹھائے ہوے مقصور نے بڑھکر قدمون
کو بوسہ دیا پوچھا ملکۂ عالم یہ کیا معرکہ ہی ملکہ نے کہا اے خیرخواہ دولت خداوند لقا نے الٹی تقدیر کی فوج
طلسمی قبضہ سے نکل گئی صاحبزادی شیشہ ہی نوش مارآستین گرگ بغل بن گئی خراج گذارون نے شرارت
کی باغی کو قوت دی آخر یہ نوبت بہم پہونچی کہ چتر و علم قبضہ سے نکل گیا تاج و تخت دوسرے کے قبضہ مین ہی
و خنجر کوکب واسطے . . طلسم کشا کے آئی فیروزہ فیروزہ پوش بھی آکر لڑی تھی لیکن زخمی ہوکر نکل گئی
ہمارے بھی آخر پیر لیٹے شکست فاش کھائی تقدیر نے یہ صورت دکھائی مقصور نے عرض کی حضور
نہ گھبرائین غلام کے پاس سب کچھ موجود ہی خزانہ زر و جواہر سے مملو ساحران زبردست کارگذاران
عقیل و فہیم وزیر و ندیم سب حاضر ہین جس کام پر حضور اشارہ کرینگی آنکھون سے بجا لاینگے یہ کہکر
مقصور نے ملکہ مرآت کو تخت پر سوار کیا نوبت نقارے بجاتا ہوا اپنا دارالامارہ شاہی مین لاکر پہونچایا
گرد بڑے بڑے ساحر آکر بیٹھے ساتھ والون کو اُتروایا زخمدوزیان کرائین سامان عیش و نشاط
مہیا کیا لیکن مقصور نے دیکھا مرآت جادو بہت بیقرار ہو کہتی ہی یا اپنی جان دونگی یا طلسم کشا کو
جا کر قتل کرونگی مقصور ہر مرتبہ جا کر سمجھاتا ہی کہ مین حضور کو نہین جانے دونگا جو ارشاد ہو بجا لاؤن
طلسم کشا کو آرام نہ لینے دونگا کسی تدبیر سے یہ بھی چھین لونگا باتون مین تسکین دی سمجھا کے شراب
پلائی کھانا کھلایا لباس تبدیل کرایا جب رات زیادہ آئی مقصور نے حکم دیا طائفون کو حکم دو
ناچ شروع ہو ملکہ مرآت نے کہا اے خیرخواہ دولت کسی شی کو دل نہین چاہتا دل غم و الم سے لبریز ہی
خداوند لات و منات نے ایسی ٹیڑھی تقدیر کی یکایک ہمارے مٹانے کی تدبیر کی وہ لوگ کہ جنہیں
ہماری ایک کنیز ایک غلام دس ہزار پر کافی تھے انکو ہم پر غالب کرایا ہم وہ ساحر ہین علم افسون
و شعبدہ سے بخوبی ماہر ہین یہ وہ فرقہ جو کہتے ہین ہمارا خدا ہے نادیدہ آسمان پہ ہی سحر کو بالکل معیوب
جانتے ہین یکایک کیسا انقلاب آیا غیر ساحرون نے ساحرون پر فوق پایا ایسے کلمات حسرت و حیرت
جو رو رو کر مرآت نے کہے اہالیان دربار بے اختیار رونے لگے کہا اے ملکۂ عالم ایک ایک کلمہ آپ
کا تیر دل دوز ہی آپ بیٹھکر عیش کرین غلامون کو حکم دین جا کر مجرم کو مرجائین نمک حلالون مین نام

کرجائین مرأت نے کہا یہی تو بڑا رونا ہی ایسا نوجوان جس شیر کا نام ہی صف شکنی صفدری اسکا کام ہی مشہور ہی کہ ہزارون مین اکیلا اڑا بڑے بڑے پہلوانون سے معرکہ پڑا لیکن ہم لوگون پر اسوجہ سے فتحیاب ہوا کہ ہماری صاحبزادی ملکہ شیشہ مئے نوش نے جوش محبت مین اُس جوان کے لوح طلسمی بچا کر حوالے کردی اب اُسپر سحر تاثیر نہین کرتا اول یہ انتظام چاہیے کہ لوح کسی حیلے سے اُس سے لیجائے پھر اسکی کیا حقیقت ہی جتنے سکو امراسکے ساتھ ہین اس گھر کے تابعدار تربیتی نگاہ ماہدولت کی انکے واسطے خنجر خونریزی چھری سحر کی انکے واسطے ہر وقت تیز ہی مقصود نے کہا حضور آرام کرین غلام ابھی جاتا ہوں یہ کہکر مقصود نے بقہر و غضب تمام اسباب سحر وآلات پر آراستہ کیا جھولی مین ترنج و نارنج ماش کے دانے رائی کے دانے پیکان تیر اشیاے بے نظیر درست کر کے لباس سیاہ اُس تیرہ بخت نے پہنا یکہ و تنہا اُس اندھیری رات مین بارگاہ سے نکلا مرأت یہ کہتی ہوئی ساتھ چلی اے قوت بازو اے زینت پہلو اے وزیر اعظم اے دستور معظم تم یکہ و تنہا جاتے ہو میرے قلب پر صدمہ عظیم ہی وہ شخص نہایت زبردست ہی اسکے سامنے بہرام فلک بھی پست ہی مقصود نے کہا حضور گوش بر آواز رہین فوج کو تیار رکھین از قلعہ مقصود تا قلعہ اسکندریہ ہر مقام پر دس دس ہزار بیس بیس ہزار اسلح کمل آمادہ مرگ و صباے قضا حاضر رہین عنایت سے آلات و حسنات کی غلام آپ کا خالی نہ پلٹے گا لیکن یہ بخوبی جانتا ہون کہ اسکے ملازمان سرفروش ضرور بچا رہینگے خبر سنتے ہی آپ اپنے کو بچائیگا یا لوح لیکر جلد نکالا طلسم کشا پر بھی قبضہ کرونگا جیسا بن پڑے وقت پر موقوف ہی کیا ہنگوار آپ کا باطل ہو قوف ہی مرأت جادو نے کہا مین شب بھر بیدار ہونگی مقصود روسیاہ فوراً روانہ ہوا مرأت نے جابجا ساحران خدار سفر کیے ہر ایک پر تاکید کردی کہ جسوقت کوئی کام کرکے ہمارا قوت بازو جانباز سرفروش لشکر سے دشمن کے نکلے ہمکو برابر خبر پہونچے مرأت جادو اسباب سحر سے آراستہ آلات حرب سے درست چالاک وچست دلاوارہ پرشکل رہی ہی ہرکارہ دن کو روانہ کردیا کہ ہمکو دم بدم کی خبر پہونچاؤ جلد لشکر دشمن مین جاؤ صدہا ساحر بعدہ جاسوسی صورتین تبدیل کرکے روانہ ہوے مرأت جادو کرسی پر آکے بیٹھی مقصود جادو نے چلتے وقت اپنے بھائی مسرور جادو کو خدمت مین ملکہ مرأت کی چھوڑا اسکو حکم دے گیا تھا کہ جس شی کی ملکہ کو خواہش ہو فوراً خدمت مین حاضر کرنا وہ دست بستہ خدمت مرأت مین حاضر ہی حسرت و یاس کی باتین کر رہی ہی چونکہ شکست کھا کھائی ہی شفندری ساحرین

پھر یہی ہی مسرور نے دست بستہ عرض کی حضور عجب طرح کا معاملہ ہی ملک صیقل آئینہ دار جو مدت مدید عہد بعید سے اس قلعہ مین قید ہی کئی دن گذرے بیقرار ہو کے نگہبانون کو للکارتا تھا نام خدا سے تاویدہ لیکر پکارتا تھا اور یہ بھی کئی مرتبہ اُسنے کہا کہ لو یارو ہماری رہائی کا وقت قریب آگیا اب ہم طلسم کشا کا ساتھ دینگے زیر سایۂ دامن دولت ہمیرۂ صاحبقران بسر کرینگے یہ سنکر مرات جادو نے غصہ مین کہا اُس نگوڑے موئے سونڈی کاٹے کو قید خانے سے بلاؤ مین ابھی اُسکو طلسم کشا کے پاس پہونچا دون طائر روح کو اُسکے قفس جسم خاکی سے آزاد کرون اُسکو ابھی طلسم کشا کا حال معلوم ہی سب نے کہا حضور کئی مہینہ پیشتر سے وہ ایسی باتین کرتا ہی کہتا تھا اب یہ سب ملک قبضۂ یزدان پرستان مین آئینگے ساحرانِ روسیاہ مارے جائینگے تصویرین لات و منات کی ٹھوکرین کھائینگی گز و سکہ نام پر بادشاہِ اسلام کے جاری ہوگا یہ سال ساحرون پر بھاری ہی بڑے بڑے افسر مارے جائینگے ہم ہمراہ طلسم کشا ہر معرکے مین حاضر رہینگے مرات جادو غصے سے کانپنے لگی کہا اُس نالائق کو جلد لاؤ اسی وقت دار استادہ ہو جلادان خونیں طینت تیغہا برہنہ لیکر آئین سامنے مرات کے یہی سامان مہیا ہونے لگا مسرور جادو فوراً قید خانے مین پہونچا شاہزادہ صیقل آئینہ دار فرزند دلبند بادشاہ سابق اسی طلسم کا قید خانے مین بیٹھا ہوا زنجیر ہلا رہا ہی خانۂ زنجیر مین غل زمین کو تزلزل مسرور نے جیسے ہی جا کر دروازہ قید خانے کا کھولا صیقل نے آواز دی اب آئینۂ قلب پر صیقل ہوئی غبار غم والم دفع ہوا جو کچھ کہ بشارت ہوئی تھی اُسی کا ظہور ہی اب قلب کو میرے سرور ہی مسرور نے پکار کر آواز دی اے صیقل تجھکو قید خانے مین عرصہ گذرا تیرا قلب اُلٹ گیا تیری بات کا کیا اعتبار ہی اُس شاہزادہ صاف باطن نے جواب دیا اے مسرور مغرور یہ بھی بزرگان دین کر گئے ہیں جب ہی اُنے کی خبر دی ارشاد فرمایا تھا اے صیقل فرزند باد وقت رہائی قریب آیا آقا تیرا ایک نوجوان اپنا بچھڑنا تا بہ قلعہ اسکندریہ پہونچا ہزارہا ساحر واصل جہنم ہوئے اب وقت عیش و سرور قریب آیا ابھی تسکین دیکر تشریف لے گئے ہیں کہ تو نے دروازہ کھولا گویا دروازۂ عیش و فرحت وا ہوا مسرور جادو یہ سنکر مثل برگ گڑگڑایا سر زنجیر کو پکڑ کر اس عالی خاندان کو کھینچتا ہوا لیجا سامنے مرات جادو کے پہونچا جیسے ہی صیقل نے اس نکو رام کو دیکھا پکار کر آواز دی او ملعونہ دیکھ

حقدار کو حق پہونچا چاہتا ہی مرأت جادو غصہ مین تھر تھر کانپنے لگی کہا او صیقل تجھ سے بھی حال طلسم کشا
آئینہ ہوا قید خانے مین کیا بیہودہ بکتا تھا میرے سامنے تو کہہ سزا سے کامل دون صیقل نے کہا
او نمک حرام کیا بیہودہ بکتی ہی جو تجھسے ہو سکے قصور و کوتاہی نہ کرین عرصہ دراز سے مطیع احکام پروردگار
ہوا طلسم کشا کی آمد کا امیدوار ہوا شکر ہی کہ مژدہ فرحت افزا سنا کہ آقاے نامدار مولائے
قدر شناس کا اس طلسم اسکندریہ مین گذر ہوا مرحلجات فتح ہوے نمک حرامون کو سزا ملی وہ جو
نمک حرام کلان ہی یعنی افراسیاب خانہ خراب اُسنے اپنے ولی نعمت کے ساتھ کیا کیا تونے ہمارے
بزرگون کو غفرہ دیا ملک و مال پر قبضہ کر لیا انشاء اللہ اب وقت انتقام قریب آیا کل نمک حرامون
سے انتقام ہوگا غلامان صاحبقران کا نام ہوگا تو میرے قتل پر قادر نہین ہی یقین کامل ہی مین
طلسم کشا کی قدمبوسی سے مشرف ہون اُس شہریار کا ساتھ دون اُترتا پھرتا طلسم ہوشربا
پہونچون فتاح طلسم ہوشربا اسد نامدار نظر کردہ بزرگان عالی وقار کی بھی زیارت سے
مشرف ہونگے ہمارے آقاے نامی شہنشاہ گرامی یعنی لاچین جادو بادشاہ خوشخو کی بھی قدمبوسی
حاصل ہوگی خیر خواہان دولت کو بھی تسکین ہوگی ایسے کلمات جرأت آیات شاہزادہ صیقل
آئینہ دار نے غصہ مین کہے مرأت جادو کے ہوش اُڑ گئے وزرا اُمرا مرأت کی صورت دیکھنے
لگے مرأت جادو نے کہا یارو نہ گھبراؤ معلوم ہوتا ہی یہ تو بڑا ستارہ شناس ہی کسی کاہن یا نجومی
یا پنڈت نے ایسی باتین بنائی ہونگی خوشامد مین اسکو سنائی ہونگی کہ بادشاہزادہ ہی شاید
کبھی چھوٹیگا کچھ دیکر پنڈت وغیرہ ایسے لوگون کو ڈھونڈھا کرتے ہین دو اپھر سنا دیں لگا میاے
دیا اُسکا دل خوش کر گئے صیقل نے کہا او مکارہ مین عرصہ دراز سے قید خانے مین ہون صورت
آسمان کی دیکھنا دشوار ہوئی پر ورد ہ عہد نامہ و نعم او ملعونہ پھر یہ ظلم و ستم اب بہتر یہ ہی کہ
قدمون کو بوسہ دے ہم شاہان جلیل ہین بزرگان دین ہمارے کفیل ہین تیری خطا
معاف کردین پھر عہدہ ہاے جلیل سے سرفراز کرین نمک حرام ہماری شفقت پر ناز کرین اگر
اسکے خلاف کریگی سزاے معقول پائیگی جہنم مین جلائی جائیگی مرأت جادو نے اشارہ کیا جلاد
جلاد کو بلاؤ اس بد زبان دراز گو سزا دو جلاد جلاد کا غلغلہ ہوا فوراً جلاد حاضر ہوا تیغہ کھینچکر سامنے
آیا نعرہ کیا شعر سلطنت سلطان کند فریاد بر جلاد چیست ؎ مرغ را دانہ بلا شد قصہ بر صیاد چیست

کس کا رشتۂ حیات منقطع ہوا ہی کس کا ساغر عمر لبریز ہو گیا کون مغضوب درگاہ سلطانی ہی تیغہ
بارہ دار رکھتا ہون بازو پہ قوت ایک ہاتھ مین سر کو قلم کرتا ہون قتل کرنا میرا کام ہی جلادی میرا
کام نہین حکم اول ہی سمجھکر ارشاد فرمایئے کل اہلیان دربار مین اسوقت ایک غریو بلند ہوا ہر ایک
کا قول تھا یارو یہ کیا ستم ہی اپنے بادشاہ کے فرزند نامدار کو بجبر قتل کرتی ہی ایسے بیگناہ کے
خون سے ہاتھ بھرتی ہی انجام اسکا بد ہی وقت انقلاب قریب آگیا دیکھیے کیا ہوتا ہی قلعہ مصوریہ
مین تو کیفیت ہی کہ جلاد تلوار کھینچے سر پر شاہزادہ صیقل آئینہ دار کے کھڑا ہی مرات نے حکم دیا چاہتی ہی
اہلیان دربار بدحواس ہر ایک کو عالم یاس کلمات عبرت زبان پہ جاری بیقراری اشکباری
لیکن اب حال اُس بدمآل مقصور بن قمار شعلہ زن کا گذارش ہوتا ہی کہ یہ بیچارہ پر پرواز پیدا کرکے
بنا بر گرفتاری ایرج نوجوان چلا تھا اول آکر داخل لشکر ظفر اثر ہوا دیکھا لشکر آباد ہی خیمے بارگاہین
استادہ کٹورہ کھنک رہا ہی بازار کھلے ہوے دوکاندار بیع وشری پر تلے ہوے یہ بیچارہ
بشکل فقیر پھرتا ہوا بازار مین آکر بیٹھا ایک سے پوچھا کیون صاحب طلسم کشا کس بارگاہ مین جلوہ
فرما ہین اُس شخص نے اشارہ کر دیا کہ وہ سامنے بارگاہ زر بفتی استادہ ہی اسمین اُس شیر بیشۂ
صاحبقرانی کا گذر ہی بس مقصور ملعون ایک گوشہ مین آیا نقب سحر لگاتا ہوا طرف بارگاہ والا قدر
کے چلا یہان دونون شیدائے یکدیگر یعنی ایرج نوجوان و ملکہ بران شمشیر زن مدت کے بچھڑے
ہوے جو ملے ہین دفتر شکایت کے کھلے ہین مضامین حسرت و یاس سے دل بھرے ہوے تھے
اُسکو خالی کر رہے ہین حضرت شاپور شیر دل کبھی بیٹھکر شراب پلاتا ہی کبھی چنگ مرصع ہاتھ مین لیکر
دل بہلانے کو دونون عاشق و معشوق کے یہ غزل عاشقانہ گاتا ہی غزل

گل چھڑی پاینگے جتنے ہین اسیران قفس	دن کو مہمان قضا رات کو مہمان قفس
دے کہین رخصت فریاد انہین ای صیاد	تنگ آتے ہین بہت ضبط سے مرغان قفس
مژدہ ای قسمت بد دام بلا مین آکر	تھے مہمان چمنستان ہوے مہمان قفس
پنبہ در گوش نہ رہ بہر خدا ای صیاد	سن ذرا زمزمۂ نالۂ مرغان قفس
دور یان گود مین لیکر جو قضا نے دی ہین	پانون پھیلائے ہوے سوتے ہین مرغان قفس
مژدۂ چاک قفس کیا ہی اسیرون کے لیے	آنکھ کھولے ہوے بیٹھے ہین نگہبان قفس

برگِ گل فرشِ قفس چاہیے کرنا صیاد
جی کو بہلائین بلبلین کاش اسیرانِ قفس

خوابگاہِ ستم افزا ہی گرفتارون کی
یارب آباد رہے گوشۂ ویرانِ قفس

فصلِ گل آتے ہی مرغانِ چمن ہین دلشاد
کہہ دو صیاد سے تیار ہو سامانِ قفس

مخلصی پنجۂ الفت سے بہت مشکل ہی
چھوڑنے کے نہین ناخن مرے دامانِ قفس

مخلصی نے ہمین پھر شوقِ اسیری بخشا
یاد آنے لگی وہ صحبتِ یارانِ قفس

نیند آجائے اجل کی مرے افسانے سے
تا قیامت نہ کھلے چشمِ نگہبانِ قفس

چھوڑ دے توڑ کے بازو کہین باہر صیاد
تنگ آتا ہی اٹھانا ہمین احسانِ قفس

مخلصی پا کے فراموش کیا مجھکو آہ
یاد آیا نہ احبا کو مین مہمانِ قفس

چھوٹ کے ہم سخن ایذا سے بھی رنجیدہ رہے
مدتون دل مین رہی حسرتِ ہجرانِ قفس

نہ پڑی آنکھ تری اور طرف ای صیاد
کیا نہ بلبل کے سوا تھا کوئی شایانِ قفس

اشکِ خونی کے ہین قطرے مرے مصورِ گل
دیکھو صیاد ذرا لطفِ گلستانِ قفس

ہوگئی ایک ہی پرواز مین خالی آغوش
کیا غضب ہی نہ بر آیا کوئی ارمانِ قفس

ہیبتِ نالۂ پرغم سے زمین کانپ اٹھی
چرخ چکر مین ہو دیکھے جو مری شانِ قفس

رنجِ غربت سے نہین کم جو ہو دن لحاب نسیم
مغتنم جان تو یہ صحبتِ یارانِ قفس

کبھی گانے لگے انکھر باہر جاتا ہی یہ دونون عاشق تن گرفتارانِ دامِ رنج و محن ان اشعار کے مضامین حسرت آگین جو خیال مین کرتے ہین ٹھنڈی سانسین بھرتے ہین ایسے نوجوان کا دامن سے ملکہ کے اشک پاک کر کبھی سمجھاتا کہ ای ملکۂ عالم ای گلِ گلزارِ خوبی ای رنگ و بوے گلِ حدیقۂ محبوبی ای سرو نوخاستۂ گلشن زحمت ای نہالِ باغ دلکشاے محبت ای باعث صبرِ دلِ ترود منزل ای مونس تنہائی وای باعثِ صبر و شکیبائی اب یہ کلمات حسرت آیات سننے کی قلب مین طاقت باقی نہین ہی اب ہجر ناگوار ہی دل مثل سیماب بیقرار ہی اب ہمین تشریف رکھو کوکب روشن ضمیر کو جواب دینگے زنجیر اسکے طلسم پر قبضہ کرینگے ورنہ ہمارا زنگ ہی ذرا گردون تامل کریگا خرابی درپیش ہی مدت سے اسکا پس و پیش ہی بران نے جواب دیا ای شہریار میرے نسبتے مین ہزار طرح کی خرابی ہی صحبت شہنشاہ مین ہزارہا در اندازین بڑے

پڑے غماز ہیں ربط وضبط کا کام ہی صبر و جبر میں نام ہی آپ نبیرہ صاحبقران صاحب عظم و شان جری
بہادر صف شکن تیغ زن سطوت صولت رعب و دبدبہ شجاعت جوانمردی قلعہ گیری ثابت قدمی آپ کے
خاندان کے یہ سب چاکران کمترین ہیں آپ کو اسکا خیال واجب و لازم ہی یہ عاشق و معشوق تو
آپس میں یہ باتیں کر رہے ہیں مگر مقصور بن قمار نقب سحر دیتا ہوا گوشہ بارگاہ ایرج میں آگے چہرہ
نقب کا توڑ ملعون نے سر نکالا دیکھا مسند پر قران السعدین اجتماع نیرین ماہ و خورشید ایک برج
میں دو گوہر بے بہا ایک درج میں اختلاط ظاہری ہو رہے ہیں کبھی ہنستے ہیں کبھی رو دیتے ہیں لیکن
لوح طلسمی ایرج کے گلے میں پڑی ہوئی ہی مقصور گھبرایا سر اندر نقب سے کھینچ لیا دل میں سوچا ہائی
کرائی مقصور کیا کروں شیر بیشہ صاحبقرانی پر کیونکر دست انداز ہوں جرات میں یکتا صاحب
لوح طلسم کشا علاوہ اسکے دختر کوکب شیرانہ بیٹھی ہی کیا فکر کروں ملکہ عالم کو جا کر کیا منہ دکھاؤنگا
وہ منتظر بیٹھی ہونگی اسی خیال میں کہ ہمارا خیر خواہ لوح لیکر آتا ہوگا دل سے یہ باتیں کرتا ہوا بیرون
بارگاہ ایک نخل کے سایہ میں نکلکر کھڑا ہوا در بارگاہ پر شاہزادے کی نگاہ ہی یکایک معتمد
شاپور شیر دل بارگاہ سے باہر آیا مقصور سوچا کہ یہ اسکا عیار ہی صاحب راز و نیاز خدمتگاری
میں سرفراز کسی طور سے اسکو گرفتار کروں شاپور دریچانہ پر پہونچا وہاں سے گاہی لیکر
چلا تھا کہ مقصور کی نگاہ پڑی اس بیچانے وہیں سے سحر کیا شاپور لڑکھڑا کے گرا مقصور
قریب آیا شاپور کو سحر سے بیہوش کرکے کنارے ڈال دیا آپ سحر سے صورت شاپور بنکر
تیار ہوا اندر بارگاہ کے آیا مگر گھبرایا ہوا [illegible] ہوش پران حیران پریشان ایرج نوجوان
نے جو سترد دیکھا پوچھا کیوں برادر خیر تو ہی اس نے گھبرا کر عرض کی کہ حضور ذرا کنارے
آئیں میں کچھ عرض کرونگا ایرج نوجوان بے اختیار اٹھ کھڑے ہوئے وقت وہ ہی کہ ستارہ
سحری چمک چکا ہی مرغ سحری صدا دیرہا ہی شمع ہائے موی و کافوری پر زردی آچلی ہی شمع
محفل بزردی ہی پروانے لگن میں جلے ہوئے پڑے ہیں عاشقان صادق جل گئے معشوق
نے پروانہ کی شمع نے بھی رات بھر اشک حسرت بہائے کسی نے خبر نہ لی کوچہ عشق میں عاشق و
معشوق دونوں تباہ ایک کو سوز عشق نے تباہ کیا ایک نے رو رو کر اپنا خون اپنی گردن پر لیا
فرش میں جا بجا شکن عاشق و معشوق کے حال پر فرش نے بھی تیوری چڑھائی پردہ ہوا سے

اڑا کر دروازے پر گرتا ہی عاشق و معشوق پر جو صدمہ ہونے کو ہی سر پٹک رہا ہی ایرج کو ساتھ
لیے ہوئے مقہور کنارے آیا گھبرا کر کہا اے شہریار ابھی کچھ جادوگر پاس سے مزاث جادو کے پلٹ کر
آئے ہین اُنھنے مشہور کیا کہ لوح طلسمی طلسم کشا کے پاس سے ہمنے نکالی ابھی ابھی غلام نے یہ خبر وحشت
اثر سنی حضور کے پاس لوح موجود ہی ایرج نے کہا اے برادر جسوقت سے مین میدان جنگ سے پلٹا
سوائے تمھارے میرے پاس کوئی نہین آیا اُسی طرح سے لوح موجود ہی عرض کی اُتارئیے غلام دیکھے تو
ایرج نے بہ محبت شاپور ریو کو گلے سے اُتار کہا دیکھو بھائی تم سے ہمین کیا انکار ہو شاپور
نقلی نے لوح کو ہاتھ مین لیا پیچھے ہٹ کر ایرج نوجوان پر سحر کیا یعنی ایک ماش کا دانہ پھینک مارا
ایرج بیہوش ہوکر گرے اس پیچیا مقہور نے بہ تعجیل تمام لوح کو رومال مین لپیٹ کر جھولی مین رکھا
ایرج کی کمر مین پنجہ دیکر اُٹھایا قصد ہوا کہ نکلون یہان ملکہ بران بیٹھے بیٹھے گھبرائین مثل مشہور ہی
شعر دل را بدل رہیست درین گنبد سپہر ۔ از سوے کینہ کینہ و از سوے مہر مہر ۔ زلف معشوق پر اگر
بل پڑا عاشق صادق کے مزاج مین ابتری ہوگی ضرور دل خبر دیتا ہی ملکہ بران گھبرا کر انھین
کئی مرتبہ شاپور کو آواز دی جواب نہ ملا اور زیادہ تردد ہوا پردہ اُٹھا کر باہر آئین
اُسوقت پہونچین کہ دور سے دیکھا ایک سیاہ پوش بصد جوش و خروش ایرج نوجوان کو
اُٹھا رہا ہی بس ملکہ کو تاب نہ آئی آواز دی خبردار کون ہی ادھر طلائے پر ملکہ انجم ماہ رخسار
رات بھر بیٹھی ہی یہ بھی عاشق صادق شاہزادہ والا قدر ہی کُل فوج کی افسر ہی یہ بھی دوڑی
آواز سے بران کے آواز دی کیون حضور خیر تو ہی ملکہ بران نے پکار کر آواز دی جلد اپنے کو
یہان تک پہونچاؤ تمھارے آقا کو کوئی گرفتار کر رہا ہی ادھر سے ملکہ انجم دوڑی راہ مین انجم
نے دیکھا شاپور ایک مقام پر بیہوش پڑا ہی بس انجم نے بیقرار ہوکر پکارا حضور بڑا
غضب ہوا کچھ فتور برپا ہوگیا شاپور یہان بیہوش پڑا ہی کسی کے سحر مین مبتلا ہی یہ کہکر
انجم نے شاپور پر باران سحر برسایا آپ دوڑی لشکر مین بھی ہلڑ ہوا مقہور سمجھا طلسم کشا
کو نہ لیجا سکونگا لوح طلسم لیجاؤن پھر انکا گرفتار کرنا کتنی بڑی بات ہی یہ سوچ کر پر و بال
پیدا کیے اڑ کر چلا ملکہ بران نے نعرہ کیا سحر کرکے بلند ہوئین جیسے ہی برابر مقہور کے پہونچین
لوح بھی ہاتھ مین تھی ملکہ کو دیکھکر ذرا رنگ رو متغیر ہوا لوح کو سامنے ملکہ بران کے چمکا دیا

پلک جھپکی غش آنے لگا قلب تھرایا ارے لنکر ملکہ پیچھے ہٹی اتنے عرصہ مین مقصور قندیل فلک ہوا مثل
ستارۂ سحری آسمان پر چمکا نعرہ کرکے پکار اُٹھا منم مقصور بن قہار شعلہ زن باشیدای مسلمانان مین
لوح طلسمی لیچلا اب سر پٹیا کرو طلسم کشا کو مابدولت نے نہ لیا جب جا ہینگے پکڑ لیجائینگے یہ جو سُنا
ساحران غدار تعاقب مین مقصور بن قہار کے چلے انجم نے شاپور کو ہوشیار کیا ملکہ بران نے
بڑھکر ایرج نوجوان کو سنبھالا جب شاہزادہ ہوشیار ہوا ملکہ نے کہا صاحب لوح طلسمی کو کیا کیا
تم سے عقلمند ہو خیال سپاہی تباہی سے کچھ کام نہین کیونکر لوح حوالے کی ایرج نے گھبرا کر کہا مین
نے سوائے بھائی شاپور کے کسی سے کلام بھی نہین کیا شاید انکین کی شکل بنکر کوئی جادوگر
آیا لوح مانگی مین نے دیدی اُسکے بعد مین بیہوش ہوگیا مجھے احوال نہین معلوم کیا سحر گذرا ملکہ
بران نے کہا مین جانتی ہون معلوم ہوتا ہی قلعہ مقصوریہ پر جا کر جما ہوا ہی وہین سے یہ
مقصور جادو آیا دم دیکر لوح لیگیا بڑا غضب ہوا جان بچنا دشوار ہوگی ہر ایک تدبیر بیکار
ہوگی افسوس صد ہزار افسوس شعر من در چہ خیالم فلک در چہ خیال ؛؛ کارے کہ خدا کند فلک
را چہ مجال ؛؛ دیکھیے فلک کج رفتار گردون غدار کیا کچھ دکھاتا ہی ایرج غصے مین کانپا کہ تم
طرف طلسم نور افشان کے جاؤ مین فوراً اپنے کو تا بقلعہ مقصوریہ پہونچاؤنگا لوح لونگا یا ز بحر کر جان
دونگا ملکہ بران کی آنکھون سے اشک حسرت جاری ہوے اشارہ کیا صاحب کیونکر ہو سکتا ہی
کہ تمھارے دشمن جان دین ہم جا کر طلسم نور افشان مین بیٹھ رہین خوف ذلت و رسوائی نے پابند کیا
اسقدر سرد مند کیا کہ اب کلام کرنا ناگوار ہی زیادہ ٹھہرنا اچھا نہین یہ کہکر ملکہ بران شمشیر زن
چیخ مارکر بشکل عقاب آسمان شن ڈوبین اتنے عرصے مین لشکر مین ہنگامہ ہوگیا انجم ماہ رخسار
نے نفیر سحر بجائی کمر بندی ہونے لگی شاپور قریب ایرج نوجوان کے آیا ایرج نے کہا ای شاپور
غضب ہوا لوح طلسمی قبضہ سے گئی ملکہ بران یکہ و تنہا تعاقب مین اُس سکلی غدار کے تشریف لے گئی
ہین جلد مرکب تیار کرو ایسا نہو اُنکے دشمنون پر کوئی اُفتاد پڑ جاے مین منہ دکھانے کے کام
کا نہ رہونگا اپنی بارگاہ سے ملکہ شیشہ می نوش نکل آئی رنج و ملال مین شب بھر جاگی ہی اس خیال
مین قلب پر چھریان چلا کین کہ ایرج نوجوان پہلو مین ملکہ بران کے بیٹھے ہونگے اب جو نکلکر خیمے
سے ایرج کو دیکھا شرماکے منہ پھیر لیا لشکر غم و الم نے گھیر لیا ایرج کو اس حرکت پر نہایت غصہ آیا

مرکب کو بڑھا کر چلے ملکہ شیشتہ مے نوش نے شاپور کو قریب بلا یا کہا کیون بھیا شرط وفاداری یہی ہے کہ اسوقت شہریار نے ہمارا مزاج بھی نہ پوچھا ہم نے سلطنت پر لات ماری مان کے گھر کو برباد کیا اُسکا بہت جلد مجکو بدلا ملا آج ہمارا مزاج بھی نہ پوچھا گیا اب ہم بھی اُسنے بات نہ کرینگے تڑپ تڑپ کے جان دینگے اپنی کیفیت مضمون سے ان اشعار آبدار کے ظاہر ہے اشعار مرزا نسیم

کہیں کیا دست وحشت کا کیا تنگ ہم پہ احسان ہے　　کہ اب تار گریبان ہے نہ باقی تار دامان ہے
مقام سیر ہے کنج لحد بھی یاد گلرو سے　　جگر کے داغ گلشن ہیں کفن صبح گلستان ہے
بڑھی ہو اور چالاکی جیسے جو پاؤن مین کانٹے　　کہ پائے آبلہ پیما ہر اک خار مغیلان ہے
یہ حالت ہے کہ ہے زنجیر بھی محتاج نالے کی　　ہلا سکتے نہیں پا کو بیا تنگ زندان ہے
بھلا کیا زندگی کا لطف مجھسے ناتوان کو ہو　　کہ ہل جانا سر مو کا قضا کا بے سامان ہے
مزا لطف اسیری ماتم صیاد ہے اے دل　　کہ آغوش قفس تک آتے آتے رخصت جان ہے
بہار سبزہ تو دیکھتے ہین جوش گریہ سے　　دل وحشی کے بہلانے کو مرقد بھی بیابان ہے
کیا چاک بدن جب کچھ نہ پایا دست وحشت نے　　بیا تنگ اب برہنہ ہین کہ اپنی جان عریان ہے
نہین مدفن مین بھی آرام ہر دم چونک اُٹھتے ہین　　صدائے نالۂ مرغ سحر سے دل پریشان ہے
بہا کر خون پیشانی کفن کھائے لالہ کا　　کہ اپنی وجہ خونریزی حنائے دست جانان ہے
ہوا تیغ تبسم سے جو کشتہ دلربائی مین　　بہ شکل گل ہر اک زخم بدن شادی سے خندان ہے
بجز فضل خداوند حقیقی کون ہے اُس کا　　نسیم بیکس و مضطر غریق بحر عصیان ہے

یہ اشعار پڑھکر ملکہ شیشتہ مے نوش زار زار روئی شاپور نے کہا اے ملکہ عالم تمہین کچھ احوال بھی معلوم ہے کہ آقائے نامدار پر کیا معرکہ گذرا ایک ساحر مقصور بن قہار نامے آیا دم دیکر موج طلسمی لیگیا قیامت برپا کی ملکہ بران شمشیر زن تعاقب مین گئی ہین ملکہ انجم ماہ رخسار لشکر کو تیار کر رہی ہین یہ سنکر ملکہ شیشتہ مے نوش کا نشہ اتر گیا ہوش و حواس پراگندہ گھبرا کر کہا کہ بھیا شاپور یہ تو بڑا غضب ہوا اب کیا ہو گا خدا انکی جان بچائے ہے ہے مین تو کہتی تھی اس طلسم کشائی مین آگ لگے تمام دنیا اس شہریار کی دشمن ہو گئی بھیا تم جا کر شاہزادے کو سمجھاؤ کہ آپ طلسم کشائی سے ہاتھ اُٹھائیے قلعہ طلسمی اُنکا چھوڑ دیجیے اپنے دادا جان کے لشکر مین چلیے جب

آپ آنکا پیچھا نہ کرینگے جادوگر بھی سب سرپٹ کر بھاگ پڑینگے شہریار نے مرحلات کو فتح کیا ہزارہا ساحر انکے ہاتھ
سے واصل جہنم ہوئے انکے عزیز اقارب فکر مین ہین انکو پھر اسی ذکر مین ہین شاپور نے کہا ملکہ اب زیادہ
کلام کرنے کا محل نہین ہو یہ تمھارے کہنے کی بات ہو کہ طلسم کشائی سے ہاتھ اٹھائین عنایت سے پروردگار
کی طلسم فتح کر چکے مان تمھاری ملکہ مرأت جبتک زندہ ہین کدو کاوش کر چکی اپنی جان بچانے کی کوشش
کرینگی اسکا ڈر کیا جو منظور خدا یہ البتہ بڑا غضب ہوا لوح طلسم کا قبضہ سے نکلی تا یا تو مرأت کو خوف تھا
کہ انپر سحر تاثیر نہین کرتا اب لشکر کشی کرینگی سرکشی سے باز نہ آئینگی اگر آج ملکہ بران موجود نہ ہوتین تو وہ
ساحر انکو بھی لیجا چکا تھا اب جاکر بارگاہ مین بیٹھیے جو ملازم اس مقام پر ہین انکا انتظام کیجیے پریشانی
کو خاطر اقدس مین جگہ نہ دیجیے شاپور شیر دل ملکہ مرأت کو سمجھا رہا تھا کہ سامنے سے دیکھا فقدرج
روان قاسم عالی شان شاہزادہ ایرج نوجوان لشت گرہ بن اشقر پر سوار گرد ہزارہا ساحران
نامی رفیقان گرامی گھیرے ہوئے بریلغ آتے ہین ملکہ شیشہ می نوش نے جو شاہزادے کو
اسطور سے آتے ہوئے دیکھا روتی ہوئی بڑھین باگ پر ہاتھ رکھ دیا کہا ای شہریار برلے خدا
اب آج جانے کا قصد نہ کیجیے سب جادوگر آپ کے نام کے دشمن ہین قلعہ طلسمی انکا چھوڑ دیجیے بلکہ
اگر حکم ہو تو مین لکھ بھیجون کہ ای مادر نامہربان مین نے آپ کی سفارش کرکے قلعہ طلسمی چھوڑ دادیا
اپنے قلعہ مین اگر بیٹھے آپ کا نام لکھدونگی کہ انسے دشمنی نہ کر دیا تو ایرج نوجوان نہایت غصے مین تھے
ان باتون پر ملکہ شیشہ می نوش کے بے اختیار ہنس پڑے کہا صاحب کیا تم نے لڑکون کا کھیل
سفر کیا ہو کہ مین قلعہ چھوڑ دون اطمینان ہو جائے ہم سفر کرکے چلے جائین وہ ہمارا پیچھا نہ کرے
جو اس سے ہوسکیگا کریگی کیا وہ باز رہیگی انشاء اللہ اگر گھسکر قلعہ مین نہ مارا تو نام اپنا شاہزادہ
ایرج نوجوان نہ پایا یا قضا ہماری ہمکو لیے جاتی ہو بموجب مصرع ع ہر چہ رود بر سر ما انچہ پسندی
رواست ؛ یہ کہکر گھوڑے کو پھیرا اب تو ملکہ شیشہ می نوش گھبرائی کنیزون کو آواز دی صاحبو
تم لوگ کیا چانون چانون کر رہی ہو میرا راج سہاگ خاک مین ملتا ہو قلعہ مقہوریہ پر جانے کی
تیاری ہو جلد تخت آراستہ کرو کارگزاران شاہی نے فوراً تخت آراستہ کیا رنگ رو شیشہ
می نوش اڑا ہوا گرد کنیزون نے آکر گھیر لیا نقارے بجے علمہاے زنگاری کے پھریرے
کھلے لشکر مین تلاطم ہوا سامنے سے دیکھا ملکہ انجم ماہ رخسار طاؤس زرین بال پر سوا[illegible]

مین آنسو بھرے ہوے زلفین عنبرین چہرۂ زیبا پر پریشان عقب مین صدہا جادوگرنیان اہل شوکت سے ملکۂ انجم آتی ہین ملکہ شیشۂ مے نوش کو تخت پر دیکھا انجم نے سلام کیا پایۂ تخت پر ہاتھ رکھدیا اشک حسرت چشم حق بین سے بہائے عرض کی اے حضور آپ کیون تکلیف فرماتی ہین فلک نے گردش دکھائی لوح طلسمی مقہور بن قہار لیگیا ملازمان شاہنشاہی کو داغ دیگیا ملکہ بران شمشیر زن دختر بلند اختر شہنشاہ کوکب روشنضمیر صاحب جاہ و توقیر حسن مین رشک ماہ منیر سب کے پہلے گئی ہین اب ہوسکتا ہے کہ ہم تامل کرین گوشۂ عافیت مین بیٹھین آپ سحر سے آگاہ نہین ہین آپ کا تکلیف کرنا بستر نہین ہے جو چلا ہے آمادۂ مرگ وصیاے قضا ہوا ہے خود بادشاہ طلسم وہان موجود ہے لوح طلسمی قبضہ سے جاچکی اب سواے جان دینے کے کیا چارہ ہے شیشۂ مے نوش نے گھبراکر کہا بوا تمکو غم ہوا ہمکو کچھ اسکا افسوس نہین ہے اے ملکۂ انجم آپ لوگ اگر جان بچائین کہین جاکر چھپ جائین مرآت جادو تلاش نہ کریگی میری جان کی دشمن ہے لوح طلسمی مین نے لاکر دی خنجر جادو کو مارا ورنہ لوح کا پتا ملنا دشوار تھا انجم نے کہا حضور اختیار ہے اسوقت جو دست طلسم کشتا کا ہے آمادۂ حرب و پیکار ہے اگر راہ مین اُس ملعون کو پاگئے اور لوح طلسمی لیلی تو ہماری فتح اُنکی شکست ہے ورنہ جان دینے کا بندوبست ہے یہ کہکر انجم نے بھی طاؤس کو اپنے اڑایا جو ساحر غیر ساحر جس مقام پر عقب مین شاہزادے کے چلا سب سے زیادہ شیشۂ مے نوش بصد جوش و خروش لشکر کو تیار کراکے چلی ہے مگر بیقراری نے سر اُٹھایا قلب تھرایا کنیزین ساتھ ہین ہزارہا ساحران زبردست پایۂ تخت پر ہاتھ رکھے ہوے عرض کرتے جاتے ہین کہ حضور نہ گھبرائین پروردگار فضل اپنا شریک حال کریگا یہ لڑائی بھی فتح ہولی شیشۂ مے نوش کہتی ہے صاحبو اپنے بخت واژگون و طالع نگون سے یون امید نہین ہے ایک لحظہ فلک نے آرام نہ لینے دیا ہماری زندگی حسرت مین گئی ساتھ والیان ان کلمات کو سنکر روتی ہین کوئی کہتی ہے کہ واری خدا آپ کے راج سہاگ کو قائم رکھے دشمن مارے جائین دوست فتح پائین بیان تو اِس طور سے یہ لشکر طرف قلعۂ مقہوریہ کے جاتا ہے لیکن گذارش کرچکا ہون کہ مرآت جادو نے غصے مین آکر صیقل آئینہ دار کو بلاکر زیر تیغ بٹھایا ہے قلعہ مقہوریہ مین ہنگامہ ہے ہر گلی کوچہ مین یہی چرچا ہے کہ صاحبو مرآت جادو نے اب بڑے ظلم پر کمر باندھی ہے شاہزادہ صیقل کے بزرگون کو قتل کیا ملک مال پر قبضہ کرلیا اب آج غصے مین

اس شیر بیشۂ سلطنت کو بھی قتل کرتی ہو طلسم کشا پر زور نہ چلا اس بیچارے قیدی پر غصہ اتارتی
ہین اتفاقات قضا و قدر سے مقہور اس قلعہ کا حاکم کاشانۂ عفت مین ایک گوہر بے بہا رکھتا ہو یعنی ایک
دختر حسین مہ جبین نیک منظر حور پیکر پری وش گلعذار غنچہ دہن بڑے بڑے رئیس و جلیل اسکے سودائے
زلف عنبرین مین آوارۂ دشت ادبار ہوے دام مصیبت مین گرفتار ہوے مگر اس مغرور حسن
و جمال نے کچھ خیال نہ کیا کسی پر نگاہ نہ ڈالی کسی ہجران دیدہ کی خبر نہ لی اگر کسی نے کچھ پیغام پہونچایا
جواب صاف دیا کہ ہمین کسی کے مرنے جینے سے کیا کام مرنے والا کیون مرتا ہو ناحق اپنے کو مطعون
و بدنام کرتا ہو شعر ایسے چودہ ہزار مرتے ہین ✤ کہین ہم لوگ رحم کرتے ہین ✤ کسی نے جوش محبت
مین سنکھیا کھائی تڑپ تڑپ کر جان دی کوئی ہو حق کرتا ہوا جنگل مین نکل گیا مثل فرہاد جگر سوز
پہاڑ سے سر ٹکرا ٹکرا کر مرا اس رشک شیرین نے خیال بھی نہ کیا لیکن حاکم قلعہ کی بیٹی ہو سحر مین طاق
شہرۂ آفاق طرف سے قید خانے کے گذر ہوا صیقل کو دیکھکر مائل ہوئی تڑپتی ہوئی گھر مین آئی
کئی دن آب و دانہ ترک رہا جب کنیزون نے دلدہی کرکے پوچھا کہ حضور باعث بیقراری کیا ہو
آپ کو کس شئی کی کمی ہو مزاج مین کیون برہمی ہو جب ساتھ والیون نے بہت پوچھا ملکہ شمع رخسار
نے جلکے جواب دیا صاحبو پوچھنے سے کیا فائدہ اگر ہمارے درد کا علاج کرو تو کچھ حال دل
کہین ورنہ خاموش رہین چمن آرا وزیرزادی ملکہ شمع رخسار کی قدمون سے لپٹ گئی آنکھین تلوون
سے ملین عرض کی واری یہ کنیز قدیم آپ کی جان و مال سے حاضر ہو کچھ کچھ مین سمجھ بھی گئی ہون
مگر اپنی زبان سے فرمایئے اگر آگ کا دریا ہو جھیلین جان پر کھیلین نمک حلالی ہمارا کام ہو ملازمان
خیر خواہ کا اسی مین نام ہو چمن آرا نے جب اسطرح کے کلمات تسکین آیات کہے شمع رخسار نے
چمن آرا کے گلے مین ہاتھ ڈالدیا کہا ای خیر خواہ فلان قید خانے مین وہ جوان کون ہو جو طوق
و زنجیر مین قید ہو کس صیاد جلاد کا صید ہو وہ یوسف کنعان دلبری کس گلستان کا پھول ہو
کس آسمان کا ماہ درخشان کس برج کا انجم تابان ہو کیا خطا ہوئی کیون قید کیا چمن آرا نے
منھ پیٹ لیا کہا ای ملکہ عالم اس جوان کی حسرت و یاس پر زمین روتی ہو آسمان اشک حسرت
بہاتا ہو طلسم اسکندریہ کا بادشاہ اس شہریار کا والد نامدار تھا صاحب جاہ و جلال دولت و حشم
بندہ درگاہ فوج و لشکر بے حساب خود بھی علم سحر و افسون مین کامل عاقل با فضل فہیم لئیق رعیت

پرور عدالت گستر شیر و بکری کو ایک گھاٹ پانی پلایا ظالمون کا نام صفحہ ہستی سے مٹا دیا سرکشون کو
خاک مین ملا دیا بلی مرأت جادو آنکی مدار المہام تھین آپ کے والد نامدار سپہ سالار لشکر کل فوج کے افسر
دونون صاحبون نے اسمین میل کیا اس بادشاہ عالیجاہ کو زہر دیا یہ شاہزادہ بارہ برس کا تھا
اسکو گرفتار کر لیا چاہا قتل کرین لوگ مانع ہوے کہ اُسنے ابھی کیا خطا کی ہی آخر قتل سے درگزر سے
اس یوسف مصر شہنشاہی کو زندان مین قید کیا شاہزادہ صیقل آئینہ دار اُس جان کا نام ہی اگرچہ
اپنے باپ کے زمانے مین کمسن تھا مگر فن سحر و ساحری مین طاق علم نیرنج و شعبدہ مین شہرہ آفاق
ملکہ شمع رخسار نے جب یہ حال سنا چاہا کہ ضبط کرون دامن صبر دست استقلال سے چھوٹا شیشہ
دل بدعت سنگ عشق سے ٹوٹا آٹھو پہر رویا کرتی تھی ٹھنڈی سانسین بھرتی تھی چمن آرا مونس
تنہائی باعث صبر و شکیبائی ہر گھڑی سمجھایا کرتی تھی واری صبر کرو دل پر جبر کرو فراق کا انجام وصل
نہ گھبرایئے کوئی سبب پیدا ہوگا وہ شیر دل قید سے چھوٹیگا آپ تک رسائی ہوگی فراق کا زمانہ
ختم ہوا چاہتا ہی ایسی ایسی باتین سمجھایا کرتی تھی ملکہ شمع رخسار گاہے گاہے حیلہ سے قید خانے
مین جاتی تھی زیارت سے محبوب کے دل کو تسکین دیکر چلی آتی تھی آج رنج و ملال مین بیٹھی تھی کہ
وزیرزادی روتی ہوئی سامنے آئی عرض کی واری بڑا غضب ہوا ملکہ مرأت جادو قلعہ طلسمی
سے شکست کھاکے آئین آپ کے والد نامدار کو لشکر طلسم کشا مین روانہ کیا لیکن شاہزادہ صیقل
نوجوان نے آج کچھ قید خانہ مین خواب دیکھا تھا خواب دیکھکر بہت رویا سامری پرستون کو برا
کہا مطیع مذہب یزدان پرست ہوا خداے نادیدہ کی تعریف کرتا ہی یہ خبر ملکہ مرأت نے سنی
سامنے بلوایا وہ شیر بیشہ سلطنت درباست مرأت جادو سے کب دبتا ہی برابر کی گفتگو ہوئی
اب اسوقت مرأت کا ارادہ ہی کہ اُس شہریار کو قتل کرے میرے سامنے جلاد آچکا تھا قتل مین
اُس شیر کے کد و کاوش نشان سلطنت کے گرانے مین کوشش ہو رہی ہی یہ سنکر ملکہ شمع رخسار
کی آنکھون مین اندھیرا آگیا قلب تھرا گیا گھبرا کر کہا کیسون بوا چمن آرا مین کیا کرون زندگی تک
امید تھی کہ کبھی تو مطلب دل پورا ہوگا ہاے یہ کیا خبر وحشت اثر سنائی چمن آرا نے کہا حضور مجھسے
صبر نہوسکا دربار سے چلی آئی شمع رخسار کہتی ہوئی اُٹھی اری وزیرزادی جلد کوئی تدبیر بتا
مجھکو خوب ثابت ہوگیا کہ اُس شہریار کو کچھ بشارت ہوئی مرأت کو نام خدای نادیدہ سنکر

نفرت ہوئی اے چمن آرا مین خداے نادیدہ سے عہد کرتی ہون اگر یہ شیر دلیر آفتاب آسمان سلطنت
ماہ درخشان ریاست کی جان بچ جاے اور میری اُس شہریار تک رسائی ہو مین دل وجان سے
اقرار کرتی ہون کہ مین مذہب طلسم کشا کا اختیار کرونگی یہ تو ہمیشہ سے میرا دل کہتا ہی بھڑوے پوتے
دو سو صد ایسے کیسے دین ہوے انگریزی کے الفاظ مین بھی شمار غیر ممکن دیکھو خدائی مین جھگڑا پڑا
مذہب کیسا خراب ہوا اُن لوگون کے دلائل معقول ہین بڑے اُنکو شرف حصول ہین کہتے ہین ہمارا اکیلا
خدا ہی بے شل و یکتا ہی مین نے تو خداے نادیدہ کی اطاعت کی چمن آرا تبلا اب مین کیا کرون دل کہتا ہی
کہ جا کر بی مرات سے لڑون اُس شیر کو چھڑا لون لیکن انجام اسکا کیا ہوگا اگر وقت پر والد نامدار آگئے
فرماینگے تو نے کیون دخل دیا ملکہ عالم کو اختیار ہی چمن آرا نے کہا حضور یہ میری صلاح ہی کہ یہان سے
چلیے اور بی مرات سے دست بستہ عرض کیجیے کہ یہ نوجوان فرزند بادشاہ طلسم ہی والد نامدار کو اپنے برلے
کار ضروری بھیجا ہی اُسکے عقب مین اسکا قتل کرنا مناسب نہین اگر مان جائین بہتر وہپر تو ٹلے جب آپ کے
والد نامدار آئینگے تب دیکھا جائیگا اگر ایک رات کی مہلت ملی ہم حضور کا ساتھ دینگے قید خانے سے نکال
لائینگے اس لڑائی مین جان لڑائینگے مگر اسوقت جلد چلیے میرے سامنے تکرار شروع ہوگئی تھی وہ جوان
اپنی کہتا ہی یہ دھمکا رہی تھی قرار ہی تھی وہ شل شیر خشمناک ایک سوال ایک کلام ایک زبان ایک
تحریر ایک تقریر ایک خدا یقین ہی تکرار بڑھ گئی ہوگی ملکہ روتی ہوئی اُٹھی یہ کہکر بلکی ہاتھ طرف آسمان
کے اُٹھا دیے عرض کی اے کریم کارساز واے بے نیاز مین جا کر اُس شیر دلیر کو زندہ پاؤن ہاتھ سے اُس
جلاد کے بچاؤن یہ کہکر تخت پر سوار ہوئی چار سو کنیزین بھی ہوئین جادوگرنیان اُنکو ساتھ لیا سمجھا
سب سے کہدیا صاحبو ہمارا ساتھ دینا اگر مرنے کا خوف ہی تو ہمارا ساتھ نہ دو ہم مرنے جاتے ہین جسوقت
اگر ہمارے ساتھ سے قدم ہٹایا ہمکو ناگوار ہوگا اسوقت ہم خوشی سے کہتے ہین جسوقت خدا
فضل کریگا تم سب صاحبون کا گھر ہی چلی آنا کوئی طعن تشنیع نہ کریگا سب نے عرض کی اے ملکہ عالم حضور
کا نمک کھایا ہی عزت و آبرو پائی جس سے حضور لڑینگی ہم جان دینے پر آمادہ ہین جہان حضور
کا پسینہ گریگا سر نثار کرینگے ہر زخم پر دم محبت کا بھرینگے اُن سب نے جو مہر و محبت ایسے کلمات کہے
ملکہ نے ایک ایک کو گلے سے لگایا کہا صاحبو بعد پروردگار کے تمھارا بھروسا ہی سب کو ساتھ لیکر
طرف بارگاہ کے تخت اُڑاتی ہوئی چلین یہان وہ وقت ہی کہ مرات جادو برائے قتل شاہزادہ

صیقل آئینہ دار رو وحکم دیکھی ہو جاتی ہی کہ تمیر احکم دے کہ آسمان پر برق چمکی ملکہ شمع رخسار مع
انیسون جلیسون کے آکر پہونچی ملکہ مرات کو سلام کیا مرات کی جو نگاہ آئینہ جمال شمع رخسار پر پڑی
بصورت آئینہ حیران مثل زلف پریشان شمع رخسار آکر کرسی پر بیٹھی اُس گرفتار رنج ومصیبت پر
نگاہ پڑی زنجیرون ہلا رہا ہی جلاد تلوار کھینچے سر پر کھڑا ہی شمع رخسار نے دست بستہ ملکہ مرات سے
عرض کی حضور اس قیدی نے کیا خطا کی جو آپ قتل کرتی ہین کیون بیگناہ کے خون سے ہاتھ بھرتی
ہین مرات نے کہا ای نور نظر یہ ساحرون کے خدا کو برا کہتا ہی یکایک دین جد وآبا سے پھر گیا
علاوہ اسکے بموجب ارشاد فیض بنیاد شیخ سعدی کافعی راکشتن و بچہ اش نگاہ داشتن کار خردمندان
نیست علاوہ اسکے مذہب جد وآبا کو برا کہتا ہی ہونے دو سو خداوندون سے منحرف ہوا ایک
خدائے نادیدہ کو اچھا کہا یہ سنکر ملکہ شمع رخسار کا کلیجہ منھ کو آیا گرمی عشق نے ہڈیون کو جلا دیا
ضبط نہو سکا آخر جواب دیا کہ ای ملکہ عالم اب تک کیون قید رکھا آپ قلعہ طلسمی مین بیٹھین یہان والد نامدار
کو اختیار تھا جب چاہتے قتل کرتے مگر ہمیشہ خدمتگاری مین مصروف رہے یہی فرماتے تھے اسکے
بزرگون کا ملک ومال لے لیا انکا ستانا بہتر نہین دوسرے خداوندون کو جو انھون نے برا کہا
آپ نے تکرار کی انکو بھی ضد ہوئی انکی بات کا کیا اعتبار بقول سعدی ہر کہ دست از جان
بشوید ہر چہ در دل دارد بگوید مبتلائے مصیبت گرفتار دام صعوبت نور نگاہ بادشاہ
طلسم اسکندری ایسے بزرگ کے خاندان کی یہ ابتری لہذا حضور قتل موقوف رکھین جب والد
نامدار تشریف لائینگے جیسا مناسب وقت ہوگا حکم فرمائینگے آپ اسنے زبان نہ اُٹھائیے کیا
ضرور ہی جو اصل مقدمات ہین ادھر رجوع فرمائیے طلسم کشا کی گرفتاری کی فکر کیجیے ملک ومال
بچائیے ایک ایسا شخص حقیر غریب زندہ رہا تو کیا مارا گیا تو کیا فائدہ یہ سنکر مرات جادو نے
کہا چھوکری تجھے کیا دخل ہی کل کی بات ہی روکر روٹی مانگتی تھی آج ہم سے چار آنکھ کرکے بات
کرتی ہی باپ تیرا گود مین لیکر آتا تھا تو حکم مین مابدولت کے دخل دیتی ہی ہمین اختیار ہی جسکو
چاہین قتل کرین یا بخشین شمع رخسار نے اب کی جھڑک کر جواب دیا کہ ہان حضور آپ بادشاہ
ہین آپ کو سب طرح کا اختیار ہی ہم لوگ جانباز سرفروش اسی واسطے ہین کہ نیک وبد سے
آگاہ کرتے ہین کسی کا تشنیع کیا ضرور ہی سراسر عقل کا قصور ہی رہا کبر سنی ادب کے واسطے

ہے

اُسی طور سے مقرر کی ہی باغ مین اُدلی قفل غنچہ زبان نہین کھولتا آخر چمن کر گل ہوا انجام ثمر حاصل ہوا
یہی نشو و نما واسطے انسان کے بھی قرار داد ہی بدولت حاکم مانع بیداد ہی مرأت نے جلاد کو اشارہ
کیا جلد صیقل کا سر کاٹ لے بونڈیا کو بکنے دے ہمارے مقدمات مین کسی کو کیا دخل ہی جلاد بڑھا
شمع رخسار کو تاب نہ آئی اپنے مقام سے اٹھی کہتی ہوئی حضور یا امر فوق الادب حضور کو ناگوار ہوگا
یہ جوان قتل نہین ہو سکتا صیقل نے بھی جمال جہان آرائے ملکہ شمع رخسار پر نگاہ ڈالی دیکھتا ہی
کہ چہرہ سرخ آمادہ مرگ مہیاے قضا چہرہ اُداس عالم یاس کبھی مرأت سے منت کرتی ہی کبھی ابروے
خمدار پر بل پڑ جاتے ہین کبھی عاشق و معشوق مین اشارے کنائے ہوتے ہین جوانی پر صیقل کے
اہالیان دربار روتے ہین غریو بلند ہی ہر شخص دردمند ہی مرأت کی یہ بدعت سب کو ناپسند ہی لیکن
صیقل نے بہ نگاہ یاس طرف ملکہ شمع رخسار کے دیکھا اشارون سے یہ پیدا تھا کہ ای جان جہان ای
شمع رخسار اس ملعونہ کی آنکھون مین چربی چھائی ہی ہمارے قتل پر آمادہ ہو گئی اب تم دخل نہ دو
صبر کرو عاشق کا سوگ رکھنا قبر پر آکر فاتحہ پڑھنا جب ہچکی آئے ہمکو یاد کرنا روح کو شاد کرنا ہمارا پیمانۂ
عمر لبریز ہو چکا اس سپنجانہ کی ہوا بگڑی ہی حسرت و یاس لیکر پردہ دنیا سے چلے یہ خیال کر کے آنکھون سے
آنسو جاری ہوے شمع رخسار نے جو دیکھا کہ صیقل پر ہجوم غم و الم ہی چونکہ شاہ جلیل ہی حرکات پر
مرأت کی مزاج برہم ہی شمع رخسار بیتاب ہو کر کرسی سے اٹھی طرف صیقل کے چلی مرأت نے آواز
دی خبردار ہمارے گنہگار کے قریب نہ جانا ورنہ بہت بُری طرح پیش آؤنگی شمع رخسار بھی کہ اب
بگڑ چکی مرأت کی بات کا جواب نہ دیا تڑپ کر قریب صیقل کے آئی کہا ای شہریار اُٹھیے کنیز اپنی جان
دیگی یہ کہکر صیقل کی زبان سے سوزن لیا اب تو صیقل نے غصے مین آکر قید کو توڑکے پھینک دیا
شمع رخسار نے بڑھکر جھولی ہاتھ مین دی اسمین اسباب سحر موجود تھا ظاہر ہوا ملکہ شمع رخسار
نے صیقل آئینہ دار کو قید سے رہا کیا حکم مالک سے خلاف ہوا مرأت بھی اپنے مقام سے اٹھی تمام
شہر مرأت جادو کا شریک ہی شمع رخسار پہلو مین صیقل آئینہ دار کے صیقل نے گولا مارا زمین
تھرا اُٹھی کئی سو جادوگر مر کر گرے شمع رخسار نے بھی نگاہ گرم ڈالی ناری جلنے لگے زمین سے شعلے
نکلنے لگے مرأت جادو نے نعرہ کیا ان سب کو گرفتار کرو صیقل کا سر کاٹ لو شمع رخسار کو
سزا دونگی میرے سامنے بے ادبی کی ہی ہرگز قصور نہ معاف کرونگی چہار طرف سے ساحرون نے

جلوہ کیا تیغ و تاریخ آتش کے داسنے چلے لیکن صیقل آئینہ دار رنگا نہ پلنگ آزرائی مین مصروف ہی چشم
زدن مین مرآت نے دیکھا کئی سو ساحر مر کر گرے خون کے دریا بہ گئے مرآت نے بڑھکر سحر کیا گولا اُٹھاکر
مارا اُسکا دل گردہ تھا کہ اُسکا وار روکے شمع رخسار نے بڑھکر اُنگلی سے اشارہ کیا گولے کے دو ٹکڑے
ہوئے اُنمین سے برق چمکی سر پر ملکہ شمع رخسار کے پڑی معلوم ہوا چھنکیت نے ہاتھ مارا سر
زخمی ہوا قطرات خون روے زیبا پر صاف ظاہر تھا کہ ماہ تابان پردۂ شفق مین پنہان ہی لیکن
جاہ و جلال چہرۂ خورشید مثال سے عیان ہی صیقل کی نگاہ پڑی تیرے واسطے اُسنے زخم کھایا بیتاب
ہوکے صیقل جھپٹکر قریب آیا شانہ تھام دیا کہا اے جانِ جہان وا ی آرام دل مشتاقان تمھارا یہ
احسان ہمپر تا بروز حشر رہیگا لیکن ہم بڑھکر لڑتے ہین تم نکلجاؤ اپنی جان بچاؤ اپنے کو خدمت مین طلسم کشا
کے پہونچاؤ وہ تمکو دامن پناہ دینگے ہماری کیفیت عرض کرنا کہ غلام جبہ یہ مشتاق قدمبوسی ہوکر
راہروِ راہ عدم ہوا زیارت سے حضور کے مشرف نہوا آرزوے دیدار فرحت آثار دل مین رہگیا
شمع رخسار نے جواب دیا اے شہریار غیرت نہین تقاضا کرتی کہ آپ کو اس مصیبت مین چھوڑون مین جان
بچا کر نکلجاؤن ایسی زندگی پر لعنت ہی طلسم کشا بھی مجھکو اچھا نہ جانے گا کہیگا ایسے شیر دلیر کا ساتھ چھوڑکر
چلی آئی ہمارے لشکر سے نکال دو کون ہماری قدر کریگا ہر ایک کی نگاہ سے گرجاینگے آج تمھارے سامنے
جان دینگے چونکہ مدت کی عاشق ہو حوصلے دل مین بھرے ہوے ہین ارمان ذبح ہو رہے ہین ان
کلمات حسرت آیات پر اُس حریق آتش اشتیاق و غریق لجۂ فراق کے صیقل بیقرار اشکبار بڑھکر
سینہ اپنا سپر کرتا ہی ساحرون کو للکار رہا ہی کہ او بیحیا و اُس مہ جبین پر کیا حملے کرتے ہو مردان
عالم سے آنکھ چار کرو پھر وار کرو تو لطف سحر کرنیکا ہے جو ساحر جھپٹکر سامنے صیقل کے پہونچا اُس شیر دل
نے جسکو ہاتھ مارا بیک ضرب شمشیر دو پرکالے کیے کئی سو ساحر مار کر ڈالدیے خون کے دریا بہا دیے
مین مرآت جادو نے دیکھا کہ صیقل بڑے زور و شور سے لڑ رہا ہی مگر مرآت کے ساتھ فوج
زیادہ ہی چہار جانب سے ان عاشق و معشوق کو گھیر لیا نیزے تیر و تفنگ پڑنے لگے جب صیقل
نے بھی کئی زخم کھائے قریب تھا زمین پر گرے شمع رخسار نے بڑھکر ہاتھ تھاما کہا اے شہریار
ہوشیار ہو جیسا ان نامردون سے اپنے کو بچایئے کنیزین میری سب قتل ہوئی ہین جان نثاری
کو حاضر ہون مجبور ناچار قاصر ہون فوج لشکر نہین رکھتی نقد جان نثار کرنے کو حاضر ہون اپنی

تو یہ کیفیت ہی بموجب مضمون اشعار مخفی نظم

تا بستہ شد بہ گلشن وصل تو راہ ما / محرم نشد بہ بزم نگاہت نگاہ ما
چندان بیاد گلشن وصلت گریستیم / کامد ز آب دیدہ برون برق آہ ما
مارا بجاہ و منصب کس احتیاج نیست / کمتر ز تاج شاہ نباشد کلاہ ما
ای گریہ ہمتے کہ درین دشت تشنہ لب / خرم ز آب دیدہ نگردد گیاہ ما
سفصو و قدسیان ز سوال و جواب چیست / مخفی چو ہست لطف الٰہی گواہ ما

عیقل کا کلیجہ کانپ رہا ہی اپنے زخمون کو بھولا ملکہ کو بچاتا ہی سینہ سپر کر دیتا ہی جان دینے پر آمادہ کبھی پکارتا ہی ای خالق لیل و نہار ای پروردگار مرتبہ ہلاکت سے بچا سکا اپنے مرنے کا کچھ غم نہین ہی یہ شاہزادی مہ جبین سخت مین اوسکی جان دکھی ہی اپنا خون اپنی گردن پر لیتی ہی تیرے بندے حد درجہ پریشاق ہی یہ بندہ گنہگار تیری مدد کا مشتاق ہی ای رب حقیقی ای مالک تحقیقی نظم

ہر زخم مرا اور گلستان ہی برابر
نرگس لب جو دیدۂ گریان ہی برابر
ہی سینۂ نفتیدہ ہر اک تختۂ گلزار
یہ سینہ پر از داغ چراغان ہی برابر
آنسو نہ تھمے تجھسے کبھو جیسے کہ تجھ بن
جانے نہین ترے آگے دل و جان ہی برابر

ہر خون گل گنج شہیدان ہی برابر
فریاد کنان بلبل و دیوار چمن مین
جو غنچہ ہی سو وہ دل سوزان ہی برابر
دریا میری آنکھونسے یہ بہتا ہی ہمیشہ
لخت دل گل برگ بدان ہی برابر
سنتا ہی نہین بات مری تو جو سنے گا

کہتے ہین جسے حشر سو گلشن کی ہی دہ رہ
جو رخنہ ہی سو چاک گریبان ہی برابر
سو ز دل عشاق تماشا جو ہو تجھکو
مژگان سے مرے تجھ مرجان ہی برابر
حیران ہون ترے سامنے کسطرح مین ٹھہرون
وہ بات پھر اور ہمارے زبان ہی برابر

ای خالق بے نیاز میرے
عصیان کے حجاب سے ہون شرمندہ
کیا وقت مصیبت و بلا ہی
عالم مین نہین شریک تیرا

ای مالک کارساز میرے
عصیان کے حجاب سے ہون شرمندہ
یان موت کا اب تو سامنا ہی
معبود یہ وقت بے بسی ہی

مجھ عاجز و خستہ کی مدد کر
دامن گل آرزو سے بھر دے
ای خالق بے نیاز و یکتا
الفت مرے دل مین آ بسی ہی

ای واقف البابیات سامع الدعوات تو نے پیدا کیا ہی پھر کس سے عرض کرون ان بجیا ذن سے باپ کو قتل کیا گھر بار لوٹ لیا اسپر بھی اطمینان نہوا عدم باورغ مین تیرے بندہ حقیر کو قید کیا گیا آزار پہونچایا اب بے خطا چاہتے ہین قتل کرین بیگناہ کا خون بہائین دل کو تیری رحمت سے قوت ہی

زخمی کرنی تیری عادت ہی صیقل نے جو بلک کر دعا کی زخمی بھی انتہا کا ہو چکا ہی شمع رخسار بھی زخم کھا کر
لہرا رہی ہی مگر اپنے معشوق کے شمع جمال کی پروا نہی ہی قوت جواب دیگئی خون نکلنے سے نقاہت کا
تردد آئینہ رخسار پر حیرانی دریاے غم و الم طغیانی پر دونون عاشق و معشوق اس بلا مین مبتلا مگر
صیقل کی دعا پر باب اجابت کھل چکا ہی دعا بیقراری کی کلید قفل باب اجابت بنگئی باب فرحت و عیش
کا وا ہوا چاہتا ہی یکایک آسمان پر مقصور آگرُبا کا لوح کو لیکر آیا ہی گھبرایا ہوا بدحواس جاتا ہی میرے
تعاقب مین سب چلے آتے ہین بران شمشیر زن ضرور آئیگی اس سے مقابلہ دشوار ہی وہ دختر کوکب
نامدار ہی خود صف شکن بران شمشیر زن وہ کب رکتی ہی خیال مین تھا کہ اب اپنے قلعہ مین پہونچکر ان
لوگون کے روکنے کی تدبیر کرونگا اب جو دیکھا تو میرے قلعہ مین قیامت برپا ہی گولہ ترنج و نارنج
چل رہا ہی ساحرون کے مرنے کی آواز آتی ہی زمین تھراتی ہی جی مین سوچا کہ یہ کیا ہنگامہ ہی کیا اہل ایمان
طلسم کشا یہان پہونچ گئے انکے دل کو لگی تھی پیشتر آئے قریب دیوار قلعہ آکر دیکھا تمام لشکر مین کمربندی
ہوگئی ہی مرات جا : دوحر کر رہی ہی صیقل آئینہ دار ایک جانب رو رہا ہی ہزارون کو مار کر ڈالا ہی
بقدرت پروردگار بیٹی پر اسکی نگاہ نہین پڑی صیقل کو دیکھکر گھبرا گیا حیران ہوا کہ یہ کیونکر قید سے
رہا ہوا شمع رخسار ایک گوشے مین گر کر بیہوش ہوگئی ہی مقصور نے وہین سے نعرہ کیا اے صیقل خبردار
کس دراندازنے تجھے قید سے رہا کر دیا یہ کہکر گپ کر زمین پر گرا مرات سے کچھ نہ پوچھا صیقل بیچر کرتا
ہوا بڑھا کچھ ملازم چلے کہ ہم اپنے مالک سے حال گذشتہ بیان کرین کہ آسمان پر برق چمکی نعرہ ہوا
منم ملکہ بران شمشیر زن باش اے موجیا کہان جاتا ہی لوح لیکر مثل چورون کے بھاگا یہ کہکر بران نے
گرتے گرتے گولہ مارا کئی سو ساحر جل کر گرے اندھیرا چھا گیا اب مقصور اور زیادہ گھبرایا بران نے
آتے ہی طبقہ زمین کے ہلا دیے یکایک دروازے پر قلعے کے بلند ہوا شیر کے نعرے کی
آواز آئی نعرہ ایرج نوجوان اشعار

ملک ایرج آن آفتاب منیر	که صاحبقرانم و اف تیغ گیر	هژبر دمان و نبرد آزما
جری صف شکن شیر دشت وغا	منم فارس عرصهٔ کارزار	گل گلشن قاسم نامدار

انکے ساتھ ماہ انجم ماہ رخسار عقب مین فوج بیشمار ہر کو دیر زن مین تلوار چلنے لگی مقصور گھبرا گیا
کسی سے حال نہین پوچھنے پایا کہ صیقل کیونکر رہا ہوا آگے دیکھا شمع رخسار انتہا کی زخمی لباس خون آلود

موت کے آثار چہرے پر موجود کچھ ماش کے دانے ملکہ بران کی جانب پھینک مارے جھک کر بیٹی
کا ہاتھ تھام لیا گھبرا کر آواز دی ای نور نظر آنکھ کھولو تمکو کس نے زخمی کیا ہی صیقل کیونکر قید سے رہا
ہوا شمع رخسار نے گھبرا کر آنکھ کھولی باپ کو بالین پر پایا مہر و محبت اُبھارا ہی سحر بران سے بارگاہ
مین اندھیرا ہی مقہور نے پوچھا بیٹا منھ سے بولو زبان تو کھولو مین اپنی مصیبت مین گرفتار ہون لشکر
طلسم کشا مین گیا لوح چھین لایا میرے عقب مین دختر کوکب آگئی تم تو بی کچھ حال کہو شمع رخسار
نے جو یہ حال سنا کہ طلسم کشا سے لوح چھین لایا گھبرا کر کہا والد نامدار لوح کیا چیز ہی مقہور نے کہا
لوح روان طلسم جان طلسم ساحرون کے واسطے تلوار خنجر بلاے آسمانی سحر اُسپر تاثیر نہین کرتا جب
تو طلسم کشا طلسم پر قبضہ کر لیتا ہی بڑے بڑے ساحرون کو شکست دیتا ہی یہ مضمون سنکر شمع رخسار
گھبرائی سوچی کہ اگر لوح باپ کے پاس رہی یا مرأت جادو کو دیدی طلسم کشا بیکار ہو جایگا
ساحرون پر کیونکر فتح پایگا ای شمع رخسار بن پڑے تو لوح باپ سے لیکر طلسم کشا کے پاس
پہونچاوٴ یہ سوچ کر کہا باباجان بی مرأت جادو نے صیقل کو قید خانے سے بلوایا قتل کرنیکا ارادہ
کیا مجھ سے آپس مین تکرار ہوئی اُسنے ہای ہای یہی فساد ہی مین نری بلی مرأت کو مین نے منع کیا
مجھکو زخمی کیا برا بھلا کہنے لگین یہ سنکر مقہور کو غصہ آیا لوح نکالکر جھولی سے کہا بی بی میری آنکھون
مین خون اُتر آیا تو وارث سریر سلطنت ہی تجھکو سب طرح کا اختیار دیا بی مرأت کے باپ کا کیا اجارہ
دیکھو بی بی لوح طلسمی یہ ہی ملکہ شمع رخسار نے لوح ہاتھ مین لی جیسے ہی چمکائی مقہور نے کہا بیٹا
سامنے ہمارے نہ لاوٴ ہم سحر بھولے جاتے ہین شمع رخسار نے کہا دیکھیے مرأت مجھے قتل کرنے آتی
ہی بچائیے مقہور اُس جانب پلٹا مرأت پر گولے مارنے لگا شمع رخسار سحر کرتی ہوئی قریب صیقل
کے پہونچی کہا ای شہریار آپ کے اعتقاد کا انجام بخیر ہوا بڑی کوشش سے لوح ملی ملاپ والاگاہ
ہونگے میرا بھلا کرینگے جلد بارگاہ سے باہر نکلیے پاس طلسم کشا کے چلیے ملاقات کا ذریعہ نکل
آیا وہ بھی جان جائینگے کہ ہمارا بخیر خواہ آیا لوح طلسمی لا کر پہونچائی یہ سنتے ہی صیقل نے چاہا
اُٹھ بیٹھتا شمع رخسار کو لے نکلون کہ مقہور نے پلٹ کے دیکھا آواز دی ای شمع رخسار تیری
ہی نور دشمنی ہی تو چراغ قلعہ مقہور یہ ہی کہان آگئی ادھر مرأت نے جو دیکھا کہ مقہور نے تجھے سحر کیے
علامت سحر مقہور دفع کرکے آواز دی او مقہور دیوانے کچھ بیٹی کی بھی تجھکو خبر ہی دھوکے

کے واسطے ہم سے بگڑ گئی صیقل کو اب وہ لیکر نکل جائیگی منھ دیکھ رہ جاؤ گے مشقت کا یہ پھل پاؤ گے
مقہور نے منھ پیٹ لیا کہا ملکہ عالم آپ نے پہلے نہ کہا وہ تو لوح لیکر کہین غائب ہو گئی ع واے
بہا و گرفتاری ما ہ کس مشقت سے لوح لایا گیسو بریدہ دم دیکر لیگئی یہ کہکے جھپٹا دیکھا شمع رخسار
صیقل کے پاس کھڑی باتین کر رہی ہی وہین سے للکارا او بدسرشت لا لوح مجھکو دیدے صیقل
سے تجھے کیا واسطہ ملکہ مرات کا یہ گنہگار ہی شمع رخسار تو گھبرائی مگر صیقل بڑھکر سحر کرنے لگا کہ دروازہ
سے بارگاہ کے ہنگامہ عظیم برپا ہوا دیکھا سب نے آفتاب عالمتاب شہریاری دکوکب شش جہت
افروز جہانداری نہنگ بحر جرأت یکہ تاز عرصۂ جلالت صاحب شوکت وشان ایرج نوجوان دریاے
خون مین نہایا ہوا لیکن انجم ماہ رخسار رکاب سعادت انتساب پر ہاتھ رکھے ہوے سحر سے
شاہزادے کو بچاتی ہوئی اندر بارگاہ کے پہونچے شمع رخسار نے شاہزادۂ والا قدر کو دیکھا
بے اختیار دعائین دیتی ہوئی بڑھی ملکہ انجم ماہ رخسار کو آواز دی یہ کنیز جدید حاضر ہی ایک
غلام تازہ بھی مشرف باسلام ہوا گذاران شاہنشاہی کا نام ہوا لوح طلسمی لیکر شاہزادے
کے گلے مین پہنا دیجئے انجم نے جو نام لوح سنا خوشی سے چہرہ سرخ ہو گیا سوچی کہ ای انجم اب نیر اقبال
اوج پر ہوا مقہور نے دور سے دیکھا کہ صیقل و شمع رخسار قریب طلسم کشا پہونچ چکے ہین لوح
ہاتھ پر رکھکر پیش کی ہی تیغہ کھینچکر دوڑا غل مچاتا ہوا کہ اری شمع رخسار کیا کرتی ہی لوح طلسم کشا کو
نہ دینا ورنہ بوٹیان کاٹ کر کھا جاؤنگا انجم نے بہ تعجیل لوح گلے مین ایرج نوجوان کے پہنا دی پاتو
شاہزادۂ ایرج حرب سحر سے ساحران کے نوبت بجان وکارد باستخوان حیران و پریشان تھا یا جسم
مین طاقت آئی آنکھون مین بصارت ہوئی قلب کو قوت حاصل ہوئی تسکین دل ہوئی نعرہ کرکے
ساحران غدار پر جا پڑا صیقل و شمع رخسار کو اپنی پشت پہ لیلیا انجم بچہ سحر کھینچکر آگے بڑھی ملکہ اِن
نے دیکھا کہ لوح ایرج نوجوان کے گلے مین مثل جرم قمر بصد کرو فر تابان و درخشان ہی مقہور بھاگ کر
قریب مرات کے آیا مرات نے کہا ای مقہور پہلے تم نے ہمین بے سحر کیا دوست دشمن کو نہ پہچانا
مقہور نے کہا ملکہ میری بدنصیبی آخر شمع رخسار کیون شریک ہوئی سنتا ہون آپ نے فساد
برپا کیا مرات جادو نے کہا او دیوانے مجہول بخت برگشتہ و نا معقول تیری لاڈلی بیٹی دیوارین
پھاندتی ہی جو نہ لگا کے نکل گئی صیقل نوجوان پہ مرتی تھی مین نے اسکے قتل کا ارادہ کیا مجھے

اُٹھنے پر آمادہ ہوا اُٹھ کھڑی ہوئی اُسی نے وہ گرشیے کو قید سے رہا کیا تھا دم دیکر یوں لیگئی اب
جان بچاؤ الامان ظلمت ساکنہ یہ کاستدہ گردش میں آیا قلعہ طلسمی سے بھاگ کر یہاں آئی کہ یہیں
پاؤنگی یہاں آتے ہی آفت برپا ہوئی گھر کے چراغ سے آگ لگی شمع رخسار مرگئی اب دیکھیں یہ آگ
کہاں جا کے بجھے یہ سنا مقہور کے ہوش و حواس پراگندہ ہوئے دیکھا طلسم کشا نکا نشانہ رستمانہ اڑتا ہوا
آتا ہے ایک جانب ملکہ انجم ماہ رخسار ایک جانب صیقل آئینہ دار ایک سمت ملکہ شمع رخسار تخت پر ملکہ
شیشہ مے نوش بصد جوش و خروش فوجوں کو اشارے کرتی جاتی تھیں دونوں لشکر آپس میں ملے
ہوئے سحر ہو رہے ہیں مگر سرداران اسلام نے بڑے نام کیے **نظم**

وہ حملے تھے براں سے گرم و تیز
زمین تر تھی یہ خون کا جوش تھا بس

زمین شعلہ بار و فلک شعلہ خیز
چمکنے لگی برق شمشیر کی

ہر اک جا پہ لاشوں کا انبار تھا
صدا آئی بہم ہے تیر کی

مقہور نے چاہا کہ آج ہی کو گرفتار کیجے سرکشی کا بدلا لے شمع رخسار نے پیچھے ہی مقہور کے گولہ
مارا شانہ اسکا زخمی ہوا مقہور نے چاہا کہ سر کاٹ لوں ایرج نوجوان کی نگاہ پڑی نعرہ کیا او
بیحیا دست خود را نگہ دار کر با ہمہ رسیدہ یہ کہکر گھوڑے پر تولا کیا سامنے مقہور کے پہونچے مقہور
تیغ کھینچکر برس پڑا سحر بھی کیے ہاتھ تلوار کے لگائے ایرج نے تلوار کو تلوار پہ لگا مٹا لوح نے سحر کو دفع
کیا نعرہ کیا شعر تو ضرب زدی ضرب من نوش کن ٭ ہم شادی از دل فراموش کن ٭ مرکب نے
دونوں تھامیں سنک پر گیندے کی رکھدیں ایرج نے ہاتھ مارا صداے الامان بلند اُس تیرہ بخت نے
گرد اسپر کا اٹھا دیا برق تیغ نے اسپر کے ٹکڑے اڑا دیے خود پر آگری اُسکو بھی قلم کیا سے گیندے
چار ٹکڑے مقہور کا قتل ہونا زمین کا ہلی آواز آئی کشتی مرا نام من مقہور بن قہار شعلہ زن بود ہنے
سے مقہور کے مرات گھبرائی کہ اب جانبری کی کون صورت ہے ایسا قوت بازو مارا گیا میرا گھر بل
شیشہ مے نوش نے برباد کیا قلعہ مقہور یہ شمع رخسار نے مٹا یا اب کوئی فتح کی صورت نہیں معلوم
ہوتی ٹھہرنا مناسب نہیں چلکر افراسیاب سے فریاد کروں وہاں سے فوج جنگی لیکر آؤں یہ سوچ کر
اُسی اندھیرے میں پرواز پیدا کر کے آڑی ساتھ والوں پر نعرہ کیا کہ صاحبو نکل آؤ زیر دامن صحرا
پناہ لینگے بقول سعدی ٭ نہ ہر جاے مرکب توان تاختن ٭ کہ جاہا سپر باید انداختن ٭ دس بیس دن
میں پھر لشکر جمع کر کے آئینگے کیا ان لوگوں کا پیچھا چھوڑینگے جیسے ہی مرات جادو بلند ہوئی سحر

کرتی ہوئی چلی گئی ہزار ساحروں کو جلادیا بادشاہ طلسم اسکندریہ ہر سحر و ساحری میں طاق شہرہ
آفاق علم شعبدہ میں مشاق آگ برسادی انجم ماہ رخسار نے آواز دی غضب ہوا مرات جادو
پھر نکلی جاتی ہے فساد برپا کریگی عملداری کرنا طلسم اسکندریہ میں محال ہوگا مال طلسمی جان کا وبال ہوگا
یہ جو انجم نے پکار کر کہا یہ آواز کان میں ملکہ بران شمشیر زن کے پڑی بیقرار ہوئی تڑپ گئی سوچی
کہ ایرج نوجوان کے ساتھ دشمنی کریگی سحر کر کے بلند ہوئی آواز دی او مرات کہاں جاتی ہے مرات
نے جو بران کو آتے دیکھا غصے میں پلٹ پڑی چند ماش کے دانے جھولی سے نکالے پیشانی پر نشتر مارا
خون میں دانوں کو رنگین کیا ملکہ بران پر پھینک مارے سب نے دیکھا ابر یاقوتی بران پر گرا اسکے
اندر بند ہو گئی اُس ابر یاقوتی سے رعد کی گرج برق کی چمک پیدا ہیبت ہویدا سب کو یقین ہوا
کہ ملکہ بران شمشیر زن کو اس ملعونہ نے مارا ایرج نوجوان مجبور پر پرواز نا ممکن تھے سر پیٹ رہا تھا
اُس ابر سے یکایک برق چمکی دیکھا ایک ستارہ اُس ابر کو توڑ کر بلند ہوا ابر کے ٹکڑے ٹکڑے
ستارے سے آواز آئی منم ملکہ بران شمشیر زن مگر سب نے دیکھا سر شاہزادی کا زخمی پنجہ کھینچکر
مرات پہ جا پڑی قریب آکر پنجہ مارا مرات کا سر زخمی ہوا بران نے چاہا سر کاٹ لوں مرات نے
جھولی میں ہاتھ ڈالکر چھوٹا سا آئینہ نکالا ملکہ بران کو دکھا دیا سب نے دیکھا کہ ملکہ بران کو
حیرت چہرہ اداس عالم یاس مبہوت لب پر مہر سکوت لہرا کر طرف زمین کے چلی مرات پنجہ کھینچکر بڑھی
کہ بران کا سر کاٹ لوں طلسم کشا کو داغ دوں زمین پر سے یہ معرکہ ایرج نوجوان نے دیکھا کلیجہ تھام
لیا ہر طرف غل بلند ہوا او یارو ملکہ بران شمشیر زن سحر میں مرات کے مبتلا ہوئیں تشنہ خون نوش
نے گریبان پھاڑ ڈالا یا رب یا مستغیثا کی صدا بلند ہوئی اُسوقت ایرج نوجوان نے بیقرار ہو کر
قربان سے کمان ترکش سے تیر پانزدہ مشتی تو نگ خدنگ سفتہ سوفار عقاب پر بجر کمان میں
پیوست کیا زاغ کمان چلایا مرغ خیال سہما عقاب تیر نے پر کھولے مرات نے چاہا تھا کہ بران کو
پنجہ مارے تیر دلدوز تو وہ سینہ پر آکر پڑا ہمرہ پشت کو توڑ کر پار گذرا بجائے خون جسم سے شعلہ
ہائے آتش نکلے لاشہ لہرا کر طرف زمین کے چلا آندھی سیاہ اٹھی سنگ باری بت باری ہونے لگی
بیروں نے مرات سے بت کچھ غل مچایا کچھ تدبیر نہ بن پڑی آخر میں آواز آئی کشتی مرا نام من ملکہ
مرات جادو بادشاہ اسکندریہ بود افسوس مردیم و جان دادیم و بمطلب خود نرسیدیم

ملکہ بران کو ہوش آیا ہر ایک نے بہر سجدہ شکریہ پروردگار سر جھکایا حیات تازہ حاصل ہوئی تسکین دل ہوئی چہار جانب چادر ہلنے لگی آوازین الامان کی بلند ہوئین۔ میسان شہر شیران ریاست زران ترسان خدمت مین ملکہ شمع رخسار کے حاضر ہوے عرض کی آپ وارث قلعہ مقہور ہین ہمکو لیجل کر قدمون پر طلسم کشا کے گرایئے خطا معاف کرائیے ملکہ نے شرما کر سر جھکایا بسبب شرم و حجاب کے خدمت مین ملکہ شیشہ می نوش کے حاضر ہوئی عرض کی اے شہنشاہ لشکر طلسم کشا ان غربا کی خطا معاف فرمایئے ملکہ نے فرمایا مشہور کرو جن صاحب کو اطاعت منظور ہو سامری جمشید پر لعنت کرین دین اسلام ملت بیضا کی اطاعت کرین سب کی خطا معاف ہی طلسم کشا کا قلب مثل آئینے کے صاف و شفاف ہی ملکہ انجم ماہ رخسار آگے بڑھین بلا کر سردار ون کو قدمون پر شاہزادے کے گرا یا ہزار ہا بندگان خدا مطیع اسلام ہوئے زر و جواہر نثار کرتے ہوے داخل دار الامارۃ شاہی ہوے تخت پر ملکہ شیشہ می نوش و نگل شوکت پر شاہزادہ دلاور شاپور شیردل مگس رانی مین مصروف ہوا کرسی مکلل بجواہر براے ملکہ بران شمشیر زن بچھی ملکہ شیشہ می نوش تخت پر بیٹھنا قبول نہ کرتی تھی ملکہ بران نے مسکرا کر فرمایا کہ بوا بیٹھو تمھارا عہدہ سلطنت و ریاست ہی تمھاری والدہ ماجدہ کی وراثت ہی شیشہ می نوش نے آنکھین اپنی فرش کین پلکون سے جاروب کشی کی ملکہ انجم ماہ رخسار سامان عیش و نشاط مہیا کرنے مین مشغول ہین سعادتمین حصول ہین جمال ماہ تمثال ملکہ بران شمشیر زن سے تمام بارگاہ منور و روشن ہی بوے زلف معنبر رشک سنبل پیچان سے وہ مقام گلشن ہی شاہزادہ ایرج نوجوان گلچینی گلشن جمال کی کر رہے ہین فخر حاصل ہی نظارہ جمال سے تسکین دل ہی کلاہ فخر کو عرش اعلی تک پہونچایا ہی وہ بلقیس وش پہلو مین ہی انھون نے مرتبہ سلیمانی پایا ہی آنکھین دیدۂ غزال کو آنکھین دکھانے والی زلفین سنبل کو پیچ و تاب مین لانے والی عارض انور پہ بل کر رہی ہین بوے زلفین عنبرین سے سارا مکان بسا ہوا ہی ایرج نوجوان مسکرا کر یہ اشعار پڑھ رہے ہین غزل

یاد آ گئے کسی کی شب ہجران زلفین
کیا دکھاتی ہین مجھے خواب پریشان زلفین

ڈر گئین آج تصور مین یہ احسان زلفین
لے گئین مانگ کے طول شب ہجران زلفین

دیکھو گرتا ہوم رفتار انھین کہین
پانون تک آتی ہین اے فتنہ دوران زلفین

چاہ غبغب سے نکلتے ہی ہوئی قید نصیب — یوسفِ دل کے لیے ہو گئین زندان زلفین
دل چرایا نہین با ورنہ کرون مین جب بھی — آئین عارض پہ اُٹھانیکو جو قرآن زلفین
پھر وہ شب آئے الٰہی کہ کبھی یار اُلجھے — کبھی عاشق سے رہین دست و گریبان زلفین
تیری مشاطہ نے افشان نہین چھڑکی اسپر — ہوئی ہین صورت اختر شر افشان زلفین
سب حسینون کا ہی اس شوخ حسین مین جلوہ — پتلیان آنکھون مین حورین ہین تو پریان زلفین
روح عاشق کو جو کرتا ہی پریشان پس مرگ — گھومتی ہے آکے سر گور غریبان زلفین
ہاے رہے صبح شب وصل کا عالم تیرا — دونون آنکھین وہ خماری وہ پریشان زلفین
کسکو دون کسکو نہ دون تخت پریشان ہون ملال — ایک دل کی مرے دونون ہین وہ خواہان زلفین

ملکہ بران شرما کر سر جھکا لیتی ہین لیکن ملکہ انجم ماہ رخسار صیقل آئینہ دار و ملکہ شمع رخسار کی زخمہ و زبان کرکے سامنے شاہزادہ کے لایا عرض کی حضور ملکہ شمع رخسار مقہور بن قہار کی دختر بلند اختر ہی حضور کا دین متین باعتقاد اختیار کیا اور یہ شیر دلیر شاہزادہ نامدار یعنی صیقل آئینہ دار بادشاہ سابق طلسم اسکندریہ کا فرزند دلبند ہی مرات مکارہ نے انکے بزرگون کو قتل کیا شاہزادے کو قید کرلیا آپ کے آتے آتے بیان فتور برپا ہوا الحمد للہ ع رسیدہ بود بلائے ولے بخیر گذشت حضور یہ وارث سریر سلطنت ہین صاحب ہمت و شوکت ہین ایرج نوجوان اپنے مقام سے اٹھے بخلق و مروت بغلگیر ہوے اپنے پہلو مین جگہ دیکر ارشاد فرمایا کہ از قلعہ اسکندریہ تا بہ قلعہ مقہوریہ ہمنے آپ کو ناظم قرار دیا ملکہ شیشہ می نوش کو کچھ سلطنت کی احتیاج نہین صیقل نے عرض کی غلام کو منظور ہی کہ اب اپنی حیات تک دامن دولت نہ چھوڑون غلام کو راستہ ہوشربا بخوبی معلوم ہی آئینہ سامری غلام کے قبضہ مین ہی گویا وہ آئینہ خضر راہ ہی جو اسکے جادہ حقیقت سے بھٹکے وہ گمراہ ہی حضور کو عین مقام دریاے نیل پر پہونچا دونگا یہ سنکر شاہزادہ ایرج نوجوان مالا مال بہجت ہوے صاف چہرے سے ہویدا تھا کہ دولت کونین ملی کلی آرزو کی کھلی خوش ہوکر فرمایا اے صیقل نوجوان اے شیر بیشۂ طلسم اسکندری اے ماہ آسمان افسونگری ہم تمھارے بہت ممنون و مشکور ہونگے ہوشربا مین جلد جانے کے بہت مشتاق ہین اپنے برادر بجان برابر کی جدائی مین مبتلاے فراق ہین بچپن سے ہمارا انکا ساتھ تھا اس زمانے مین فلک کجرفتار گردون غدار نے

اسطرح سے جدا کیا کہ سالہا سال گذرے صورت دیکھنے کو اُس شیر بیشۂ جرأت کی ترس گئے ملکہ بران
شمشیر زن سر جھکا کے خاموش حیرت و غیرت کا جوش صیقل سے اشارے کرتی ہیں کہ یاد آنکے سامنے
ہوشربا کا ذکر نہ کرو اس سفر عظیم کی فائدہ کرو آئندہ قباحت ہی دشمنوں کے واسطے مصیبت ہی اگر افراسیاب
جادو آگاہ ہو جاوے دشمنوں کو انکے گرفتار کرے کسکی لیاقت ہی کہ اسیر دست انداز ہوسکے صیقل ان
اشارے کو نہ سمجھا براہ خیر خواہی قدموں کو ایرج کے بوسہ دیکر کُل کیفیت رستے کی ظاہر کی انشاء اللہ
ان حالات کو بھی تحریر کرونگا ناظرین پر سچی راہ کی ظاہر ہو جائیگی مگر راہبر یہ صاف باطن یعنی صیقل
آئینہ دار بٹھہرا ایرج نوجوان یہ باتیں کرتے ہیں رئیسان شہر حاضر ہوئے ہیں کہ ایک ایک سرکاروں
نے بڑھکر عرض کی کہ آپ کے سرداران نامی و پہلوانان گرامی کوہ عقیق سے تلاش کرتے ہوئے نکلے
تھے در دولت پر حاضر ہیں نام لینے پر بتاتے ہیں نیلم زنگی و قیلم زنگی و غضنفر صیاد و عوجان و سیاوش
و سام بن عوجان و سیعاد و عاد رشک و دراز گردن یہ نام سنکر ایرج نوجوان مثل گل کے شگفتہ
ہو گئے ارشاد فرمایا جو ہمارے سر کو عزیز رکھتا ہو وہ ان سرداران نامی و پہلوانان گرامی کو استقبال
کرکے لاوے صیقل نوجوان و ملکہ انجم ماہ رخسار و ملکہ سمن بر وغیرہ واسطے پیشوائی کے گئے شاہزادے
کے سامنے ان پہلوانوں کو لیکر آئے ایرج نوجوان اپنے دوستان صادق و محبان واثق کو دیکھکر اٹھ
کھڑے ہوئے ایک ایک کو گلے سے لگایا پوچھا بھائیو کیونکر آنے کا اتفاق ہوا عرض کی جب حضور
کوساحرہ سے نکلی ہم نے آپس میں صلاح کی کہ چلکر اپنے آقائے نامدار سولاست قدر شناس کو تلاش
کریں شکر ہی کہ مشقت ہماری ٹھکانے لگی مراد حاصل ہوئی کہ حضور کو بدولت و اقبال پایا ایرج
نوجوان نے کہا اے پہلوانان رستم خصال و اے شیران دشت جدال و قتال انشاء اللہ اب برائے
ملاقات اسد نامدار چلینگے راہبر دستیاب ہوا سب نے عرض کی بسم اللہ غلامان جانباز ساتھ ہیں
آرزو ہی کہ خاص ہوشربا میں چلکر وہ تلوار چلے کہ روح رستم و اسفندیار تڑپ جاوے اب یہ مرحلہ
ہوا کہ پہونچنا باتین جرأت کی [illegible] صیقل کو ایرج نے پہلو میں بٹھالا اُس شیر دل نے بیری
کے نام سے عہد و مصاحبت پایا اکو سیاح جہانتاب واحد آفتاب عالمتاب منزل عالم کو طے کرکے
سرائے مغرب میں جاکر فروکش ہوا ثابت و سیارگان نے محفل عیش و نشاط فروزان ہمہ تمکین
برائے ماہ تابان آراستہ کی شاید نوروز ہے چنگ مرصع بجایا مشتری فلک نے زہرہ کو رقص آئی

محفل فرحت منزل مین مصروف رقص و سرود ہوئی یہان صحبت شاہزادہ ایرج نوجوان مین سامان عیش و نشاط مہیا ہوا مگر ملکہ بران شمشیرزن کے واسطے بارگاہ فلک اشتباہ الگ استادہ ہوئی ظاہر مین سب کے سامنے ملکہ رخصت ہوئین انجم وغیرہ نے ہر چند روکا فرمایا اب ٹھہرنا مناسب نہین ہی تمام امورات سلطنت طلسم نورافشان کا انتظام میری ذات پر موقوف ہی ایرج سے آپس مین اشارے ہوئے ایرج اٹھکر تنہائی مین آئے شاہپور ہمراہ ملکہ بران غرق زمین ہوکر آئین ایرج نے کہا کہ اے ملکہ عالم آج کی شب اور تشریف نہ لیجائیے ملکہ بران بے اختیار زار زار روئین فرمایا اے شوریدہ دشت محبت و اے آشفتہ وادی مودت زیادہ جوش و خروش کو کام نہ فرمایئے اس عشق مین اپنی جان کو بچایئے ایسا نہو کوئی در اندازوالد نامدار کو خبر پہونچائے مجھکو آپ کو دونو نکو زندگی دشوار ہوجائے اپنی تو اب یہ کیفیت ہی اشعار

اہل نظر آنند کہ چون شعلہ فانوس	با خس نبود دوستی آتش نقصان را	خاشاک شمر دم ہمہ اسباب جہان را
باید کہ باندیشہ کشتی تیغ زبان را	زخم دل کس بخیہ مرہم نپذیرد	بینند بیک پردہ نہان راز عیان را
ہم نے تو اپنا سر ہتیلی پر رکھا موت	کہ نالہ گلوگیر شود مردہ دلان را	شایان جرس قافلہ ریگ روان ہست

کا مزہ چکھا مگر برائے خدا اپنی جان بچایئے مقام راز و نیاز ہی ہو نٹھ نہ ہلایئے ایسا نہو کچھ خرابی درپیش ہو زیادہ پس و پیش ہوا ابھی تک اسد نامدار نے لوح بھی نہین پائی جستجوے لوح مین تا بہ طلسم صندل پہونچے ہین دردسر مین مبتلا ہین ہم وہان بھی جاکر لڑے مریخ جادو صاحب علامت کو مارا راہ مین پلٹ کر گرفتار ہوئے والد نامدار کو خبر پہونچی آفتاب جادو وزیر اعظم شہنشاہ برائے مدد آیا ہم سب کو قید سے چھڑایا پھر نہین آج تک دریافت ہوا کہ اسد نامدار نے طلسم صندل کو فتح کیا یا مراحلات پر گذر ہوا آپ سے رخصت ہوکر وہان کی خبر لینگے اس ذکر سے مراد یہ ہی کہ ابھی طلسم کشائی ہوشربا کی بھی ناقص ہی اگر خدانخواستہ ہمارے خاندان سے فساد ہوگیا لشکر خواجہ عمرو کا جمنا ہوشربا مین قدم تھمنا دشوار ہوجاویگا یہ کہکر بران نے سر جھکا لیا چشمہ چشم سے قلزم محیط موج زن ہوا صدف کا منہ کھل گیا گوہر آبدار اشک عارض انور پہ گرنے لگے صاف ثابت تھا کہ بارش مروارید ابر مژہ سے ہو رہی ہی ہر چند ایرج نوجوان دامن سے اشک پاک کرتے ہین لیکن دریائے اشک کی طغیانی ہی کشتی چشم طوفانی ہی

بجلی لگی ہوئی ہے ناامیدی وصل میں قلب پر ہجوم غم و ملال ہے چشم گریان کا حال پر ملال ہے ان حالات
مصیبت آیات نے ایرج نوجوان کے دل کو بیقرار کر دیا خانۂ دل کو غم و الم سے بھر دیا دونوں کی
حسرت پر شاپور پچھاڑیں کھاتا تھا جوش محبت میں ایرج نوجوان نے دست تمنا گردن معشوق
عاشق خصال میں حمائل کر دیے بموجب مضمون شعر دو روز وصل دو ابر غم یوں ملے ہے جیسے
ساون سے بھادون ملے ہے دونوں عاشق و معشوق روتے روتے بیہوش ہو گئے شاپور شیر دل
نے گلاب کیوڑہ چھڑک کر دونوں ہجران دیدۂ آفت کشیدہ کو ہوشیار کیا دونوں مثل آہوے
صحرائی چوکنے ہو رہے ہیں آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر چہار جانب دیکھتے ہیں شاپور شیر دل خائف
ہوا کہ ایسا نہو ان دو میں سے ایک کا دم نکل جائے کیا جوش و خروش ہے صاف ظاہر ہوتا ہے
کہ اب انسے صبر نہو سکیگا یہ مقدر رشتۂ از با افتادہ ہو جائیگا انجام اسکا برا ہے آنسو دونوں کے
پاک کیے لا کر مسند پر بٹھایا ایک ایک جام شراب پلایا عرض کی اے شہریار صبر کیجیے دل پر جبر کیجیے
اگر یہی حال ہے زندگی محال ہے جامع المتفرقین اپنے فضل شریک کریگا بچھڑے ہوون کو ملاتا ہے عاشقان
مہجور کو روز شب وصل دکھاتا ہے ہر غم کے واسطے انتہا ہے بعد رنج کے راحت بعد شب ہجر
روز وصلت بھلا کر ان باتون میں بہلایا تب دونوں کو کسی قدر تسکین ہوئی اب دو فقرہ حکایت
و شکایت لگے ہر چند شاپور عرض کرتا ہے کہ اے ملکۂ عالم رات کم ہے مزاج زلف شب وصل
برہم ہے لیکن دونوں دلون پر محبت کے جوش ہیں شراب الفت سے مدہوش ہیں مستور تھے
اسی عرصہ میں شاپور نے دیکھا ستارۂ سحری آسمان پر چمکا شمع محفل لہرائی چہرۂ ماہ تابان
فق ہوا صدا سے موذن ستمگر عاشقان صادق کا کلیجہ شق ہوا صدائے الفراق والوداع
بلند عاشق و معشوق دونوں دردمند پروانون نے جا کر اپنی جان دی شمع محفل بھی ستی ہو گئی
اسوقت محفل میں سناٹا شاپور نے دو چار شعر بھیروین کے گائے دونوں کے دل بھر آئے
شب بھر روتے روتے گذری ملکہ بران شمشیر زن نے اپنے دوپٹے سے آنسو ایرج کے پاک
کیے فرمایا کہ اے شیر بیشۂ صاحبقرانی اگر ہمارے بعد اسی طرح تڑپو گے پھڑکو گے ہمکو بھی آرام نہ آئیگا
اور ہمکو ہر وقت لڑائی در پیش ہے اگر طبیعت منتشر رہی حریف کی بن پڑیگی ہم بخوبی سمجھائے
دیتے ہیں بدون ہماری صلاح کے ہوشربا میں آپ کا قصد نہ کیجیے گا ہوش ربا ہوش ربا ہے

ایک ایک ساحر وہان یکتا ہی جب دریاے نیل پر لشکرکشی ہوگی اسوقت ہم کسی طرح آپ کو اطلاع دیجیے
ہماری تحریر پر کاربند ہوجیے گا یکایک اتنے بڑے ملک مین آنا سراسر خلاف ہی ایرج نوجوان کو بخوبی
سمجھا کر ملکہ بران اُٹھین مگر اُٹھتے مین دل کھنچا جاتا ہی قلب تھراتا ہی بمشکل اپنے کو سنبھالا غم والم کو ٹالا
طاؤس زرین بال پر سوار ہوکر طرف طلسم نورافشان کے چلین ایرج پہونچانے کو آئے تھے ملکہ بران
پلٹ پلٹ کر دیکھ رہی ہین جب رنگ روے ایرج متغیر پایا پھر پلٹ پڑین پھر سمجھایا دونون کی حسرت پر
فلک کو بھی چکر ہی طریقہ ظلم وستم بھول گیا طائران صحرا زمزمہ سرائی بھول گئے نخل پابہ گل تھے سرو
انکی مصیبت پر بیدل تھے کئی مرتبہ کے ایرے پھیرے مین ایرج روتے ہوئے واپس ہوئے بران
نے صبر کا سنگ دل پر رکھا ست ہی محبت کھینچ و قہر اپنے کو کشان کشان طرف طلسم نورافشان
کے پہونچی ایرج نوجوان آکر داخل بارگاہ آسمان جاہ ہوے ملکہ شیشہ می نوش و انجم ماہ رخسار
وشمع رخسار و صیقل آئینہ دار سب دربار مین آئے قدمبوسی سے بادشاہ کی مشرف ہوے
ایرج نوجوان نے فرمایا اے برادر صیقل ہم چاہتے ہین کہ ہمکو سرحد طلسم ہوشربا مین پہونچا دو عرض
کی آنکھون سے غلام رہبری کریگا عنایت سے پروردگار کی یہ خیال زندہ ہی رسم وراہ سے بخوبی
ماہر ہی لیکن اس زمانے مین ناظمان ورسد ہوش ربا سامان لشکر کشی کر رہے ہین لشکر صبح دمہا
پر چڑھائی ہی ہر مقام پر ہمکو آپ کو روکینگے خراج گزاران افراسیاب روکینگے جابجا لڑائی ہوگی
بڑی سختیون سے تابہ ہوش ربا رسائی ہوگی ایرج نوجوان نے کہا اے برادر خیال محال کو دل
مین جگہ نہ دو لشکر تیار کر دیہ فرما کر ایک عرضی خدمت مین اپنے والد نامدار کے تحریر کی خلاصہ مضمون
اُس عرضی کا یہ تھا کہ اے قبلہ و کعبہ بعد آداب و تسلیمات جد عالی تبار سے عرض کیجیے گا کہ اقبال
سے حضور کے آکر طلسم اسکندریہ کو فتح کیا شاہزادہ اُس ملک کا صیقل آئینہ دار ہمارا رہبر ہوا
اُسکو ساتھ لیکر طرف سرحد طلسم ہوشربا کے بتاریخ فلان روانہ ہوے دعاے خیر سے غلام
کو اپنے فراموش نہ فرمائیے گا یہ عرضی شتر سوار لیکر طرف کوہ عقیق گلزار سلیمانی کے روانہ ہوا
یہان ایرج نوجوان نے ملکہ شیشہ می نوش کو بادشاہ لشکر صیقل آئینہ دار کو کل لشکر کا افسر
انجم ماہ رخسار مقدمۃ الجیش سیمن بر کو خدمت آب و آذوقہ شمع رخسار کو کوچ و مقام کا
اختیار اسطرح سے لشکر ظفر اثر کو تیار کر کے بعد کو بجاہ و حشم طے مراحل و قطع منازل کرتے

ہوئے طرف طلسم ہوشربا کے روانہ ہوئے

دو کلمہ داستان شوکت بیان آفتاب عالمتاب جرات و شوکت ماہ آسمان جلالت و ریاست تہور شعار اسد نامدار و ذکر مہر سپہر عیاری خواجہ عمرو بن امیہ ضمری بعد فتح طلسم صندل روانہ ہونا طرف دربند مہر و ماہ کے اور مقابلہ مہر و ماہ جادو بر وقت پہونچنا سرداران خوشخو کا براے مدد اسد نامدار و دیگر حالات متعلق داستان ہذا مناسب

پلا ساقی مے گلرنگ کا جام
رخ ساقی خوشی سے لالہ گون ہو
معطر ہو زبس خاک گلستان
سراپا سرو مین قد کے لچک ہو
بر دوت یان تلک ہو کر تو باور
رہے تو اس ہوا مین مجکو معذور
تو آ جلدی کہ اب مجکو نہین تاب
بھرے اخضر کے چشمے سے وہ پانی
خدا جانے زمانے کا ہو کیا دور
لبون پہ ہو فغان اور دل پہ ہو داغ
قسم ہو تجکو اپنے زلف دروی
مرے دل کے جراحت کی قسم ہو
تجھے ہو اپنی بدمستی کی سوگند
تجھے ساغر چھلکنے کی قسم ہو
قسم ہو نالۂ زار کی تجھے یار
قسم ہو میری آہ سینہ تر کی
تجھے سوگند بسمل کی طپش کی
مری بے اختیاری کی قسم ہو

صبا لائی ہو گلشن مین یہ پیغام
زبس کھینچے ہو باد تند جادہ
صبا سیار پہ ہو عنبر افشان
ہوا اسوقت تو بھو یاس ہو قہر
کہ اوڑھی سنگ نے تجھ پہ چادر
نہ آنا یان ترا میری قضا ہو
قدح کر دے لبالب لیکے وہ آب
ہو سیر باغ دل تیرا نہ جاہے
ہوا ہو آن مین کچھ اور سے اور
روا مت رکھ تو میری تشنہ کامی
قسم ہو تجکو گل کے رنگ و بو کی
تجھے جھوٹی قسم پینے کی سوگند
تجھے اپنی زبردستی کی سوگند
تجھے ہر بار کی رنجش کی سوگند
قسم ہو نشۂ مے کی تجھے یار
قسم ہو میری فریاد و فغان کی
تجھے سوگند اس دل کے خلش کی
تجھے ان سارے قسمون کی قسم ہو

کہ آمد آمد فصل جنون ہو
ہوا صحن چمن آئینہ اسلوب
بڑی زلفون مین سنبل کے لہک ہو
ہوا کیا دیکھ ٹک آ کر سر نہر
ارے زاہد یہ ہو انصاف سے دور
مرا جینا اگر تیری رضا ہو
کہ جسکے آگے آب زندگانی
چلین صحرا کو ہم تو گاہ گاہے
نہ سیر بلبل ہو نہ گل ہو نہ یہ باغ
قسم تجکو ہے مولانا سے جامی
تجھے اپنی ملاحت کی قسم ہو
مگر منے دم بدم پینے کی سوگند
تجھے شیشہ ڈھلکنے کی قسم ہو
مری ہر دم کی آمیزش کی سوگند
قسم ہو تجکو میری چشم تر کی
قسم ہو عندلیب بوستان کی
مری الحاح و زاری کی قسم ہو
پہونچ جلدی کہ فرصت کوئی دم ہو

مجھے دیوے اگر تو بادۂ ناب
بھرے پر ہو سب کا دامن گوش

کریں مجلس میں تیرا شکر احباب
اگر دو چار دے تو ساغر مل

کروں اس تشنگی میں اسکو میں نوش
نعم مجھے کہوں رنگین تر از گل

چہرہ وسیاحانِ دشت معانی وسافرانِ منازلِ سخندانی جادۂ رسم وراہ داستانِ شوکت بیان کو یوں طے کرتے ہیں شعر بیا ای خرد مند فرخندہ پے ، کر ساز کریں جادۂ سحر طے ، جبکہ فارس میدان شجاعت یکہ تاز عرصۂ جلالت صف شکن تیغ زن شناور محیط طلسم کشائی نہنگ بحر زخار تیغ آزمائی افسر لشکر جانبازی شاہزادۂ اسد بن کرب غازی ومہتر مہتران وبہتر بہتران وسرہنگ سرہنگان بساط بلاد بنی آدم سولا تا سے مغلم وکرم دوندۂ بید رنگ قلعہ گیر بے جنگ نامی ونامدار خواجہ عمرو ذیوقار طلسم صندل کو فتح کر چکے اب صلاح ہوئی کہ جلد طرف دربند مہر وماہ کے روانہ ہونا چاہیے ملک اخضر ونعیم جادو وفہیم جادو ودیگر سردارانِ نامدار حاضر خدمت فیضدرجت ہوئے ایک ہفتہ میں انتظام لشکر ظفر اثر ہوا ملک اخضر کو تخت پر سوار کیا اسد نامدار زیر سایۂ علم شیر پیکر بصد کروفر بجاہ وحشم تمام بشوکت مالا کلام طرف دربند مہر وماہ کے راہی ہوئے کارگزاران ملک اخضر بارگاہ فلک اشتباہ لیکر بعہدۂ سپہ سالاری آگے بڑھے جس مقام پر جا کر لشکر اترا وہاں کے زمیندار تعلق دار راجہ بابو آ کر حاضر ہوئے سامانِ دعوت مہیا کیا بسبب ملک اخضر بادشاہ سابق طلسم صندل کے کل متعلقین حوالی طلسم صندل حاضر ہوتے ہیں دم بدم لشکر بڑھتا جاتا ہے خواجہ عمرو بھی خوشی خوشی لشکر کے ساتھ ہیں ہر شب کو صلاحیں ہوتی ہیں کہ انشاءاللہ اب دربند مہر وماہ پر پہونچینگے لوح طلسم دستیاب ہوگی لڑتے بھڑتے تا بہر حلہ جات جائینگے افراسیاب سے مقابلے پڑینگے اب ناظمان دربند لڑینگے اخضر عرض کرتا ہے ای شہریار نامدار حقیر سنکر سب بھاگینگے غلام آپ کا ایک ایک کو پہچانتا ہے یقین کامل ہے غاشیۂ حکم کو دوش ہوش پر رکھکر مانند غلامان حلقہ بگوش در دولت آستان عالی پر آ کر حاضر ہونگے انشاءاللہ مرحلہ جات کی فتاحی کی جلد صورت پیدا ہوگی لیکن حضور افراسیاب طبقۂ زمین کا ہلا دیگا لاکھوں کا کھیت پڑیگا دشت لالہ زار بنجائیگا خون کے دریا بہا دیگا خواجہ عمرو فرماتے ہیں کیوں ای ملک اخضر تمنے بھی لوح کے آنے کی کچھ خبر سنی تھی جب صرصر نے جا کر اسد غازی پر عیاری کی لوح لا کر افراسیاب کو دی تب ہمنے اپنی آنکھوں سے دیکھا ایک نرگاو پیدا ہوا دہن کو شل قعر بلا کھولے ہوئے

افراسیاب نے اُسکے منہ مین لوح ڈالدی تھی جب مین نے حیرت کی صورت بنکر صندل کی بابت کیفیت
پوچھی افراسیاب نے صاف کہدیا کہ دربند مہر و ماہ پر مین نے لوح کو بھیجا مہر و ماہ جادو
کے پاس لوح ہے اُس نشان پر عنایت سے پروردگار کے مین آیا تا بہ طلسم صندل پہونچا طلسم
صندل بھی فتح ہوا درمیان مین ہر شخص کا یہ قول تھا کہ صندل جادو کا قتل ہونا ناممکن ہے وہ
بھی انگوٹھی کی عنایت خدا سے دستگیری ہوئی اسکو بھی قتل کیا اب تو یار و منزل مقصد قریب ہے
خضر جادو تو خاموش ہو رہا کچھ جواب نہ دیسکا ملکہ گوہر جادو نے عرض کی اے شہنشاہ جہان
عالم اے محرم و محتشم ان حالات کی وقعت جسقدر کنیز کو ہے کسی کو اس مقدمہ مین دخل نہین آپ جب
حوالی طلسم مین تشریف لائے پہلے مجکو خبر ہو گئی مین نے شاہزادہ صندلان صندلی پوش کو بھیجا
مراد اس بیان سے یہ ہے کہ مجکو خبر ہو گئی اگر کوئی شخص جیفر بھی اس جانب سے جاتا لونڈی کو
خبر ضرور ہوتی نہین معلوم اسمین کیا بھید ہے خدا آپ کی مشقت کا انجام بخیر کرے دربند مہر و ماہ
پر لوح نہین ہے آئندہ اقبال شاہنشاہی کی برکت سے اگر لوح دربند مہر و ماہ پر ملجائے عنایت پروردگار
ورنہ ہم نہین عرض کرسکتے ان باتون کو سنکر عمرو کے ہوش و حواس اُڑے جاتے ہین خیر خواہان دولت
کے قلب تھراتے ہین لیکن لکھا ہے کہ بعد از قطع منازل و طے مراحل قریب دربند مہر و ماہ لشکر ظفر اثر
اسد نامدار کا گذر ہوا مہر و ماہ جادو دونون شاہزادیان جو دربند مہر و ماہ کی حاکم ہین خبر
سنکر آمد طلسم کشا کی بیرون شہر آئین بارگاہین اُنکی بھی استادہ کرائین لشکر چار لاکھ ساحران غدار
کا اکر فروکش ہوا مہر و ماہ دونون بہنین حسن مین یکتا سحر و ساحری مین انکا شہرہ اپنے سامنے
کسی کو موجود نہین جانتی ہین سحر و ساحری مین بے نظیر حسن مین رشک ماہ منیر کنارے پر لشکر کے
ٹہل رہی ہین کہ آمد آمد لشکر طلسم کشا ہوئی پہلے سب سے صندلان صندلی پوش بعہ جوش و خروش
مع ستر ہزار ساحران نامی و گرامی آکر اُترے دوبارہ پھر گرد اُڑی نعیم جادو و فہیم جادو
وزیر اعظم دستور معظم مع ساٹھ ہزار ساحران نامی و گرامی آکر اُترے انکے بعد گرد عظیم بلند ہوئی
ملازمان مہر و ماہ جادو نے دیکھا سماں کی اشعار

ترقی ہوا اقبال کی دمبدم	دو جانب سے بانکپن بیسے جابجا	یلا نوجوا نور سے جابجا ہو
خورشید جمال پری نگاہ ہوا فتہ گردشگا دامن	سب دیکھنے لگے	پہنچے عمرو دولت قدم بقدم

مثال شہسوار عرصہ یکہ تازی اسد بن کرب غازی مرکب باد رفتار پر سوار گرد سرداران نامدار چہرہ مثل آفتاب و ماہتاب روشن دریاے سلاح مین غوطہ مارے ہوئے نور سروری و سالاری جبین مبین سے ساطع ولامع فتح وظفر جلوہ کنان نظم

ورنہ ہو قطرے سے ای بحر سخا کے عمان
زندگی بخش مسیحا کا ہی لاشک اعجاز
تیوری کی گانٹھ کا کب ہمیں کھلے ہی عقدہ
ان کے زمانہ مین تری ظلم کا کوئی ستمگر نہ
کیا بیان اسکی عدالت کا نہ باز ہی ہلاون
رعب گنجشک سے پروانہ کے سوز ہی ناز

اگر ترا دست کرم ابر سے ہو کیا سامان
تذر شنگام جہا ایک مسیحا کا دل و دین
ہو وہی یہ گرہ دہر کی ان محرم راز
نگینہ جبین کا تو کیا ذکر ہی سبحان اللہ
سحر ہی صولتِ عدل اسکے نہیں گردش باز

یہ مسلم ہی کہ دسر پہ کرافاق سے بیچ
تازکیوقت گریبان دو عالم ہی نیاز
نگاہ نرگس نظر دون گئے آہو گئے رنگ
مہربانی کا تری جوز فلک پا انداز
باز و گنجشک کی بہم ہیں جو صورت تصویر

اس رعب وسطوت دستور و شجاعت ولیاقت کو دیکھکر اعیان دربار مہرو ماہ دنگ ہوگئے ایک ایک کے ہاتھ پانون مین رعشہ آئینہ جمال دیکھکر ہر ایک کو سکتہ تخت پر ملک اخضر جہان دیدہ کارآزمودہ مدت کے بعد قید سے رہائی پائی جان دینے پر آمادہ پروانہ جمال طلسم کشا ایک جانب سے دیکھا شہنشاہ عیاران سرگروہ خنجر گذاران باج ستانندہ ریش ساحران بانی بناے آرائین قصور نگاران خنجر گذاران عالم کے افسر خواجہ عمرو ناسور جالیس پیاک بچون کے جست وخیز کرتے ہوئے ہمراہ طلسم کشا نمایان ہوئے بارگاہ مین استادہ ہوئین جل پردہ اخلاف کے چوب پڑی بازارین آراستہ ہوئین طریقہ سے ثابت ہوتا ہی کہ بسیر توکئی مہینہ مین آگر پہونچی گی چکڑون کا تانتا لگا ہوا ہی صدہا تک کی بلند ہی ٹوٹا پڑے چلے آتے ہین بازی گنجارہ نعلے لدے ہوئے آواز زنگ آرہی ہی منتظم بازارون کے مرکبہاے باد رفتار پر سوار جابجا دوقا بہ آتے جاتے ہین انتظام بازار مین مصروف انکی ذات پر کار گزاری سو خوف مہرو ماہ جادو آمد لشکر طلسم کشا دیکھکر دنگ ہوگئین وجد کرتی ہوئین بارگاہ مین لوٹی آکر تخت پر متمکن ہوئین وزرا امرا سے ذکر ہونے لگے کہ صاحبو تم نے سطوت ولیاقت طلسم کشا کو دیکھا طلسم صندل کیونکر فتح ہوا صندل جادو کیونکر قتل ہوئین مشیران سلطنت نے عرض کی اے ملکہ عالم طلسم کشا صاحب اقبال جرأت مین فخر رستم و زال ہا ایسان طلسم ہوشربا بدنام نکوام نالائق بیہودہ وہ اپنے مالک سے محبت نہین کلام کرنے کی لیاقت نہین یہ لوگ فصیح

بلیغ عقیل فہیم داناے روزگار عمرو عیار مکار غدار وہ لوگ آپ کے شریک ہوجاتے ہین ہر شی
کا وہ نشان بتلاتے ہین دیکھیے کسقدر سرداران طلسم صندل شریک ہین ایک کو درد سر نہوا
چاہیے تھا اپنے مالک کو بچاتے اگر حفاظت بوجہ احسن ہوتی عمر بھر طلسم صندل فتح ہونا نہین
معلوم سا مالک قتل صندل کیونکر ممکن ہوا مہر و ماہ جادو نے جواب دیا ہم حیران ہین طلسم کشا
کی مہم پر کیون لشکرکشی ہوئی باعث سرکشی کیا ہے کسی نے کچھ نشان بتلایا ہے نہین معلوم طلسم کشا
کیا سمجھا ہے یہ حال ہر ایک پر ظاہر ہے ہر عقیل و فہیم اس بات سے بخوبی ماہر ہے چیونٹی کی جب قضا
آتی ہے تب پر پیدا کرتی ہے دم پروانہ کا بھرتی ہے ع صید چون اجل آمدے سیاد گرفت خیال
پیدا ہے کہ طلسم کشا یہان سے واپس کیونکر جائیگا سب نے عرض کی حضور کل مال و اسباب لوٹ
لینگے سب باغیون کی مشکین باندھکر حاضر کرینگے ملکہ مہر و ماہ جادو نے جواب سے شیرین سلطنت
وزیران ثابت و افسران لشکر و ساحران نامور کو دلجمعی کرا کے آمادہ حرب و پیکار ہین سب جادو نامدار
ہین دور جام بے اندیشہ انجام چل رہا ہے نشے مین آکر حکم دیا نقارہ رزمی بجے کل صبح کو لشکر طلسم کشا
سے مقابلہ ہے کئی سو نقارے پر چوب پڑی ہرکارے لشکر اسد نامدار کے جو لشکر مہر و ماہ جادو
مین حاضر تھے خبر لیکر چلے یہان بارگاہ طلسم کشا مین سریر جہانبانی پر ملک اخضر ذلگل شوکت
پناہ اسد نامور کرسی جواہر نگار پر خواجہ عمرو مرقع دربار تصویر سرداران سے معمور تھا یکایک ہرکارے
آکر حاضر ہوئے زمین ادب کو لب عبودیت سے بوسہ دیا ہاتھ اٹھا کر دعا و ثناے بادشاہی بجالائے قطعہ

بادشاہا بارگاہت چون فلک پر نور باد	داد عدلت در سراے آخرت معمور باد
ای فریدون ہمت و رستم دل و جمشید فر	تیغ تو بر فرق دشمن ناصر و منصور باد

شہریار عالم کی عمر دراز ہو ملکہ مہر و ماہ جادو نے طبل جنگی بجوایا کل آمادہ ہے کہ لشکر معرکہ آراے نبرد ہون
آتش کین و عناد و فساد کو دوبالا کرین باقی خیر و عافیت ہے یہ سنکر اسد نامور نے ملک اخضر
کی جانب اشارہ کیا حکم ہوا کہ ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی و بتائید ربانی طبل جنگی بجے
اسی وقت بموجب ارشاد فیض بنیاد اسد نامدار نقارہ رزمی پر چوب پڑی قطعہ

بکو بسل را انجمن طبل زن	گرد ریدہ سیت ز ہیبت کفن نہا
دہل زن دہل زن بہ تحسین او	بر بین و بین او دمن او دمن او

کل لشکر مین ہنگامہ ہوا کہ بجا کل لشکر ساحران عمرو عیار سے مقابلہ ہو دیکھین گردش دون
وانقلاب سپہر بوقلمون تاج دولت کسکے سر پر رکھتا ہی اور خاک مذلت مین کون آلودہ ہوتا ہی
دیکھین کون صاحب تاج وسلطنت ہی کسکی تقدیر مین ذلت ہی بموجب مضمون مطلع کتنے مفلس
ہو گئے کتنے توانگر ہو گئے ٭ خاک مین جب ملگئے دونون برابر ہو گئے ٭ اشعار دیگر

کل ایک تارک دنیا سے مین نے پوچھا ذوق
گذرتی ہو گی با آرام زندگی تیری
کہا یہ اُسنے کہ قید حیات مین انسان
اٹھائے ہاتھ جہان سے دلے ہو کیا امکان
چھٹا جو کوئی گرفتاریون سے دنیا کی
رہا وہ خدمت مرشد کی قید مین پرسون
گر ایک عمر مین ہونچا مقام اعلیٰ پر
جو دستگاہ تصرف مین بھی ہوئی اُسکو
ہمیشہ جنگ رہی بعد صلح کل کے بھی
جو ہوشیار ہی تو ہی وہ شرع کا پابند
نہین ہی دام خلائق سے مطلق آزادی
کہا ہی خوب کسی نے یہ شعر برجستہ
اگر کرد قطع تعلق کدام شد آزاد

کہ تو انگر کے ادھر سے ہوا ادھر پیوست
کہ مجھکو اب نہ غم نیست ہی نہ شادی است
کبھی ہوا کا دل آسودہ گو ہوست الست
کہ با فراغ کرون کنج عافیت مین نشست
تو سلسلہ مین فقیری کے پھر ہوا پابست
کہ حق پرست ہو وہ پہلے جو ہو پیر پرست
کہا یہ شوق نے ہو ہمت بلند نہ پست
تو یہ ارادہ رہا اور بھی ہون بالا دست
کہ نفس سرکش دشمن ہی اُسکو دیجے شکست
پھنسا ہوا ہی وہ کیفیتون مین کہ دست
محال کیا کہ نکل جائے کوئی کرکے جست
کیا زبان سے نکل اُسکی جیسے تیر از شست
پرندہ رہا باخسد اگرفتار است

مراد یہ تھی کہ دنیا مقام عبرت ہی عشرت کی جگہ نہین اسکا طالب ہمیشہ اندوہگین ہی لشکر مین
تیاریان ہونے لگین ہوم خانے استاد ہوئے اسباب سحر کی تیاری مین ساحران غدار
مصروف ہوئے غیر ساحر سپرون کو درست کر رہے ہین تیغ چرخ چڑھے کرتی پیر چرخ کی جرخ
مین ہی تیرون کو زہر سے آبداری دیجاتی ہی نعرہ مردان عالم سے زمین تھراتی ہی لشکر عمرو
مین سحر وساحری کا انتظام یہ دونون شاہزادیان نہایت زبردست ہین ہوم خانے مین داخل
کیا اسباب سحر حاضر ہوا سحر خوانی مین مصروف ہین علم شعبدہ مین خوب انگو وقوف ہی ہر اہیان

طلسم کشا کو کب مانتی ہین اخضر کو حقیر جانتی ہین یہی ذکر ہو رہے ہین کہ وہ پیر زمین گیر ہم سے
کیا لڑیگا سحر مین خوب معرکہ پڑیگا طلسم صندل فتح کرکے بہت شیر ہوئے ان روباہ صفتون کو مار کر
دلیر ہوئے یہان سے بچکے کہان جائینگے بیلی لڑائی مین شکست پائینگے طلسم کشا کے ساتھ بڑا مال
ہے نہایت صاحب جاہ و جلال ہے کل سب کچھ قبضہ مین آجائیگا قید طلسم کشا لیکر طرف شہنشاہ کے
چلینگے انعام اکرام لینگے بعض جنکو جان کے خوف ہین وہ بھاگنے کی تدبیر کر رہے ہین دم نامردی
کا بھر رہے ہین چلے ہونے کی تلاش پڑ گیا کہکر افسر سے رخصت لین اپنے اہل و عیال مین پہونچین
اگر اسی طرح جان دیتے چالیس برس کا سن کیونکر پہونچتا سیکڑون رزمگاہون سے بھاگے
باعزت اپنے گھر چلے آئے یہی بڑی بات ہے لوگ بھگوڑا کہینگے زخمداری کی مصیبت تو نہ سہینگے کم
پر ہمارے کوئی کہہ نہین سکتا مرد سپاہی مشہور ہین آمد کی تو ہم ایسے آتے ہین بیٹھے بڑے گھبرا
جاتے ہین آخر بڑبڑاتے ہوئے اٹھے رسالدار کے پاس آئے کہا میان افسر صاحب ہماری
جورو علیل ہے ہمکو رخصت دیجیے ابھی گھر جائینگے تڑکے چلے آئینگے افسر نے کہا آج کی شب رخصت
نہین مل سکتی صبح کو میدان کارزار مین رڑو نام بزرگون کا روشن کرو انھون نے جواب دیا
حضور ہمین اب آپ کے کہنے سے زیادہ ضد ہوئی ہرگز نوکری نہ کرینگے ابھی چلے جائینگے یہ کہتے
ہوئے بارگاہ سے نکل آئے گھوڑا تیار کیا بہل کے ٹٹو پر اسباب لادا کوچ کرتے ہوئے چلے راہ
مین کوئی دوست ملا پوچھا بھائی جان کہان چلے جواب دیا بھئی مرزا تم نے سنا آج بڑی خیر ہوگئی
رسالدار صاحب بہت گھبرا گئے ہین لوٹ مار مین مال پا گئے ہین ہم سے کہتے ہین رنڈی لاؤ بھلا ہم
ایسی باتین کب سننے والے ہین ابھی استعفا دیا لیکن کل کی لڑائی ضرور لڑینگے اسباب گھر پہونچا کر
چلے آئینگے یہ کہتے ہوئے گھوڑے کو بڑھا کر نکل گئے صدہا تو ایسے چلے حوالے کرکے نکلے بعض بیٹھے
بیٹھے رونے لگے غش کھا کے گرے ساتھ والے دوڑے کہتے ہوئے بھائی شیخ صاحب کیا ہوا
بڑی مشکل سے آنکھ کھولی ہانپ رہے ہین کانپ رہے ہین بڑی مشکل مین جواب دیا بھائی
ڈولی منگوا کر ہمکو سوار کرکے گھر پہونچا دو درد گردہ اٹھا ہے اسی عارضہ مین دادا پردادا مرے
لوگون نے گھبرا کر ڈولی مین سوار کیا اشارہ سے کہا گٹھری تیغ بھی رکھدو صبح کو زندہ رہے
تو لڑائی کے وقت ضرور آئینگے ڈولی مین پردہ بندھوا لیا لشکر سے نکل گئے جب جنگل مین پہونچے

تلوار کھینچکر نکل آئے کہارون سے کہا ابے حرامزادو تم نے ہمین مردہ سمجھا کہان لادکے لاتے
ہو جوان لوگ کہین ڈولی مین سوار ہوتے ہین جاؤ سامنے سے ٹل جاؤ نہین قرابین ار دنگا دمون
تک پیٹ مین اتر جائیگا کہار بیچارے لرزان ترسان بھاگے گر کوستے ہوئے یا آفات اعلیٰ
سنات سعلی اس ظالم کو سزا ملے وہان سے سوار ہو کر آیا دو کوس پر لاکے چھوڑا انکا کہاری کا
نہ دیا اسکو بھی سزا ملے رات کا وقت بیچارے کہار ایک درخت کے نیچے بیٹھ گئے اس خیال سے
کہ رات کو بھٹک کر نہین معلوم کہان نکل جائینگے مگر وہ ظالم شیخ بڑبڑاتا جاتا تھا قریب
ایک گانون کے پہونچا دس پانچ پاسی کنارے گانون کے لیے دسے کی خبر سنانے کو آپہونچے
تھے انھون نے آدمی کی آواز سنی پکارا کون آتا ہے اب شیخ جی گھبرائے جواب دیا ہم ہین
شیخ دمڑی خان پاسیون نے کسٹھے چڑھائے تکے جوڑے کہا میان ہتھیار کپڑے رکھدو جب تو شیخ
جی ہاتھ جوڑنے لگے کہا بھائی لو رکھ لیو تم سے ہمکو کیا عذر ہے پاسیون نے عزتی بندھوا دی
اب شیخ جی سوچے سوائے لشکر کے اب کہان جائین چلو پلٹ چلین روتے پیٹتے چلے کہارون نے
کہا وہی مسخرہ ننگا لچا چلا آتا ہے پکار کر پوچھا میان شیخ جی کیا ہوا کہا بھائی ٹھہرا ہمین غصہ آیا
کہ جا کر حریف کو مارین اب اسوقت ہم اپنے جامے سے باہر ہین چلو تم بھی چلو ہماری جرأت
دیکھو نامرد تو یون جان بچاتے پھرتے ہین مگر وہ جو صاحبان جرأت و لیاقت ہین آمادہ مرگ
و جویاے قضا باپ بیٹے کو سمجھا رہا ہے ای نور نظر نمک سرکاری کھایا ہے قدم پیچھے نہ ہٹانا ڈٹکر
تلوارین منھ پر کھانا شعر بیاہ لے جاؤ عروس موت کو، دو طلاق اس زندگی کی سوت کو
دنیا ناپائدار ہے اسکا کیا اعتبار ہے ہر دسپاہی کی یہی آبرو ہے تیغ بیدریغ معشوق خوبرو زینت
پہلو ہے سب طرح کے لوگ ہین شعر کند ہمجنس باہمجنس بجو بیز مخنث با مخنث بیز با بیز چار
پہر رات اسی ہنگامے مین گذر کر ستارۂ سحری آسمان پر چمکا ہر طرف اُجالا تھا سحر ہو گئی شہنشاہ
پردۂ ظلمات نے شکست کھائی مع فوج ثابت و سیارگان فرار برقرار کیا شہنشاہ زرین پوش نے
بصد جوش و خروش فوج شعاع و ضیا کو ہمراہ لیا نیزۂ خطوط شعاعی ہاتھ مین تیغ مہر کو حمایل
کیا اشہب صبا رفتار چرخ نیلی پر سوار ہو کر وارد میدان کارزار ہوا لشکر جانبین سے
سمت کارزار چلے یہان دردولت اسد نامدار پر سرداران نامی کا مجمع و جلوخانہ مین آکر

ٹھہرتے جاتے ہین یکایک پردہ اُٹھا خیمۂ بارگاہ سے شیر مجازی اسد بن کرب غازی برآمد ہوا سرداران نامی برائے تسلیم خم ہوئے شاہزادہ صندلان صندلی پوش ساٹھ ہزار جوانان صف شکن تیغ زن کو لیکر حاضر ہوا ہمراہ رکاب ہوئیا ملک اخضر تخت پر سوار ہوا ملکہ گوہر جادو بصد آبرو پہلوے تخت مین ایک جانب فہیم وفہیم باپ بیٹے سلاح جنگی ذات پر آراستہ مرنے پہ آمادہ پشت پر ساحر وغیر ساحر فنون جنگ سے بخوبی ماہر اس نامدار زیر سایۂ علم شیر پیکر اس جاہ وجلال سے وارد میدان کارزار ہوئے دیکھا کہ آمد آمد لشکر مہر وماہ جادو شروع ہوئی دونون بہنین تخت پر سوار تاج شہریاری برسر اسباب سحر جھولیون مین بھرا ہوا گرد بڑے بڑے جادوگر بصورت مہیب وبہ شکل عجیب اژدرہائے آتش فشان پر سوار علمہائے زنگاری کے پھریرے کھلے ہوئے پھریرون پر تصویرین لات ومنات کی زرسول ہاتھ مین صدائے یا سامری وجمشید بلند مغرور خوشامد پسند اس طرح دونون لشکر میدان کارزار مین آکر جمے میمنہ ومیسرہ وقلب وجناح وساقہ وکمینگاہ طرفین سے آراستہ وپیراستہ نقیبون کو اشارہ ہوا نقیبا سے بلند آواز بصد سوز وگداز میدان کارزار مین پہونچے سرود چھیڑے آوازین لگا مین نظم

اجل لگائے ہوئے گھات ہر کسی پہ ہی | بہ ہوش باش کہ عالم رواروی پہ ہی

دیگر

رزو کیا نہین ای ساکنان ملک ہستی ہی | عدم کی راہ سیدھی ہی بلندی ہی نہ پستی ہی

دیگر

ابر رحمت اگر نہین ای ذوق | بیکسی گور پہ برستی ہی

نقیبون نے وہ اشعار حیرت آمیز پڑھے مردان عالم کو سنائے آگے نقشہ ناپائداری عالم آنکھون کے نیچے پھر گیا عیش وراحت کا لطف نگاہ سے گر گیا قریب تھا کہ ساحر جانبین سے برائے مقابلہ میدان کارزار مین نکلین کہ صحرائے گرد اڑی سب دیکھنے لگے سامنے آگرد اس گرد شگافتہ ہوا آگے آگے سو علم نشان لاکھ سوار کا ہر ایک علم کے پھریرے پر تعریف سامری وجمشید کی مرقوم آمد فوج کی دھوم آگے آگے ایک کرگدن سوار پچاس انچ کا قد وقامت دیو ہی کہ قالب انسان مین سمایا ہوا چوڑا تیغہ مثل تختۂ دکان عطار کمر مین ابرو دن پر بل غرور وتکبر چہرے سے ظاہر سبزہ تازہ کا درخت صاف ثابت ہوتا ہی تازہ کے درخت مین

سنان و بنان درست کی ہی سپر فولادی فراخ دامن سیاہ رو کی پشت پر گرداب دریاے نیل سے مثال آنکھین غصے سے لال لال قوی تن قوی سن جیسے ہی ملکہ مہر جادو کی نگاہ اُس جوان قوی ہیکل پر پڑی ماہ جادو سے مسکرا کر کہا بہن تمنے پہچانا شاہور فیل پیکر ہمارا خراج گزار پہلوان نامی و نامدار حال لشکر کشی مسلمانان سنکر آیا ہی یہ کہکر ساحرون کو حکم دیا جلد جا کر استقبال کرو ہمارے سامنے لاکر پہونچاؤ نہایت خیرخواہ ہی ساحران نامی گئے شاہور فیل پیکر آکر سامنے مہر و ماہ کے گینڈے سے کودا پایۂ تخت کو بوسہ دیا ملکہ نے دست شفقت پشت پر رکھا پوچھا ای پہلوان دوران ای گرشاسپ جہان کیونکر آنیکا اتفاق ہوا عرض کی حضور کی زیارت کا مشتاق ہوا یہ بھی غلام نے سُنا کہ طلسم کشا آپ سے برسر پرخاش ہی جنگ کی تلاش ہی اور یہ بھی معلوم ہوا کہ طلسم کشا کو جرأت کا بڑا دعوے ہی بڑے بڑے پہلوانون کو مارا ہی جوانان شیردل کو للکارا ہی غلام کو خواہش ہی کہ جا کر طلسم کشا کو ٹوٹے مشکین باندھ کے خدمت مین حاضر کرے اگر حضور یہ انتظام کرین کہ جانبین سے سحر ہونے پاے غلام آپ کا جرأت و شوکت سے طلسم کشا کو زیر کرے پایۂ تخت شہنشاہی کو بوسہ دلاے مطلب دل ہاتھ آے اگر شاید جنگ مغلوبہ ہو تمین بھی حضور شرکت نہ کرین صرف تماشا دیکھین مین نے فرزندان حمزہ کے بڑے بڑے ادعا سنے ہین بڑے بڑے ملکون پر جا کر یہ لوگ بڑے بہادر پہلوان زیر کیے پس ایسے جوان کو زیر کرکے خدمت مین لاؤن شرف جرأت حاصل کرون حضور کا بھی نام ہو کہ ملکہ مہر و ماہ کے ایسے نمکخوار تھے جنھون نے طلسم کشا کو زیر کیا مطیع و منقاد کرایا بس جو عرض کرنا تھا غلام عرض کرچکا اجازت میدان کارزار مرحمت ہو ہرچند ملکہ مہر و ماہ جادو نے روکا شاہور فیل پیکر نہ مانا اجازت لے کر طرف میدان کارزار کے چلا گینڈہ مست زیر ران سلح شوری دکھانے لگا پسینہ پیشانی پر آنے لگا اسپ تازی نے چوگان بازی دکھلائی نیزہ و دگڑی کا ل ہلایا خوب پسینہ آیا دونون سپرون سے یون پسینہ ٹپکا کہ جیسے دو کالی گھٹائین برستی ہین جب خوب عرق عرق ہوچکا گینڈے کو روکا لشکر اسلام کو تیز تیز بہ نظر ستیز دیکھنے لگا ظاہر ہوا کہ ہر بہادر از ہیبت پیل تا بہ موزہ عرق دریاے آہن شعر جبان مرد خود را در آہن گرفت ٭ کہ مژگان او شکل سوزن گرفت ٭ پکار کر آواز دی ای فرقۂ خداپرستان وای زبردستان جسکو تمنا مرگ کی

ہو مجھ سے اگر مقابلہ کرے لیکن واضح رہے کہ آج مجھ سے مقابلہ شوکت و جرأت و لیاقت ہوگا سحر
ساحری موقوف دل چاہتا ہے مردان عالم فنون سپاہگری دیکھیں تحسین و آفرین کریں یہ پکار کر کہتا تھا
کہ اسد نامدار نے گھوڑے کو پھیرا چہرہ خوشی سے سرخ ہو گیا صندلان صندل پوش گھوڑے
سے کودا قدموں سے اسد نامدار کے لپٹ گیا کہا اے شہریار حقیقت میں اس حوالی میں اسکی جرأت
کے شہرے ہیں بڑے بڑے پہلوان اسنے زیر کیے غلام کو بڑی حسرت ہے کہ اس سے جا کر مقابلہ کرے
اسد نامدار نے فرمایا اے برادر میں اپنے سے تمکو اچھا جانتا ہوں تمکو بخوبی پہچانتا ہوں جانباز سرفروش
راسخ الاعتقاد فن سپاہگری میں طاق شہرۂ آفاق لیکن میرا وہ نام ہے کہ پکارتا ہے اس عبد ذلیل
رب جلیل کو للکارتا ہے آپ سب صاحب میرے واسطے دعا کریں کہ سامنے تمام عالم کے جرأت میں
فرق نہ آئے پروردگار مظفر و منصور کرے رنج و ملال دل سے دور کرے صندلان صندل
پوش نے سر جھکا لیا عرض کی اے شہریار بسم اللہ پروردگار آپ کو مظفر و منصور کرے ملکہ گیہر جادو
ملک خضر وغیرہ سب نے گھیر لیا اسد نامدار نے فرمایا اے سرداران نامی و اے ساحران گرامی
ایک بات کا خیال رہے یہ پہلوان جو میدان کارزار میں آیا ہے اپنے کو جرأت و زور و طاقت میں
یکتا جانتا ہے اسنے مہر و ماہ جادو سے اجازت لی ہے کہ کوئی ساحر دخل نہ دے آپ لوگ بھی اسکے
خلاف نہ کیجیے گا کوئی سردار دخل نہ دے صندلان صندل پوش فوج غیر ساحران لیکر موجود
رہیگا اسکے ساتھ ہزار سوار دو لاکھ جوانان خرس پیکر کا بار اٹھا لینگے سب نے سر جھکا لیا اسد
نامدار نے خواجہ عمرو کو جھک کر سلام کیا خواجہ عمرو نے بازو تھام کر دعائے فتح و ظفر پڑھی
میدان کارزار کی اجازت دی فرمایا بسم اللہ اسد نامدار دوبارہ بپشت مرکب
بادرفتار پر سوار ہوا شعر

چو شیرے کہ گیرد بر آہو کمین
بجست از زمین و برآمد بہ زین

دیگر

ترا سمند ہے وہ تیز رو کہ وقت خرام
کہیں زمانے میں ممکن نہیں ہے اسکا نظیر
کہ سیر گاہ دو عالم ہے اک روند
اور اسکا شرق سے تا غرب ہے فقط گاہ سیر

اس مرکب بادرفتار کو یہ شیر اڑاتا ہوا نیزہ چمکاتا ہوا سامنے شاہور فیل پیکر کے پہنچا گرد اسکا
تمام کرہ و ثریا میں لگا دو رزن ہوئے تین قدم مرکب اسد نامدار پانچ قدم گھوڑا اسکا پیچھے

شا جمالی جہان آرا سے اسد نامدار پر نگاہ پڑی سطوت و صولت دیکھکر دنگ ہوگیا ہاتھ واسطے سلام کے اٹھایا اسد نے جواب سلام دیا شاہور سراپا کو دیکھ رہا ہی حیران جمال محو دیدار عاشق چہرۂ زیبا سے اسد نامدار گھبرا کر پوچھا ای جوان ماہ تمثال مین نے تو طلسم کشا کو واسطے مقابلے کے بلایا ہی تو واسطے اصلاح کے آیا ہی اسد نامدار نے جواب دیا وہ بندۂ حقیر رب قدیر مین ہون جب تو شاہور نے کہا ای شہریار آپ نے غضب کیا در بند مہر و ماہ پر لشکر کشی کی کیا ماہ بدولت کا نام آپ نے نہ سنا تھا بڑے بڑے پہلوانون کو مین نے مارا اس اقلیم مین نہیب شمشیر سے ماہ بدولت کے پہلوان تھراتے ہین شیران دشت نبرد کو غش آجاتے ہین مگر ای نوجوان مجھے تیرے حال پر رحم آیا اگر تو میری اطاعت کرے ملکہ مہر و ماہ جادو سے خطا معاف کرا دون وہ اپنا سپہ سالار کرنیگی مین اپنے لشکر کا بادشاہ قرار دونگا ای جوان شیر دل گز و سکہ تیرے نام کا جاری کرونگا اسد نامدار نے مسکرا کر فرمایا مہربانی تمہاری تمکو ہمارے حال پر رحم آیا لیکن اگر دین اسلام ملت بیضا اختیار کرو رونق بارگاہ اسلام قوت بازو زینت پہلو مقرر کرین انشاء اللہ جب جشنہ شیران یعنی بارگاہ سلیمانی مین پہونچوگے ہمارے بزرگون کو دیکھکر وجد کروگے شاہور ہنسا کہا ای جوان سوال دیگر جواب دیگر معلوم ہوا قضا تیری سر آئی ہی حربہ کر حوصلہ دل مین باقی نہ رہے پھر میری جرأت و لیاقت کو دیکھنا اسد نامدار نے فرمایا ہمارا دستور نہین ہی تو حربہ کر جب تیری ضربت پر وو کا بچا یگا تب ہم بھی حربہ کرینگے یہ سنکر شاہور مثل ببر کے گرگرایا گیدڑے کو پیچھے ہٹایا داہنی بغل سے اور بائین جانب سے نیزے کو پیچ و تاب دیتا ہوا مثل آہ عاشقان و کاکل معشوقان تاک کر سینۂ بے کینہ اسد نامدار پر لگایا اسد نے نیزے کی سنان پر لیا چنگاریان نکلین دونون جوانون مین نیزہ چلنے لگا مرکب اور گیندے اشارے پر کام کر رہے ہین برج خاکی بنکر تیار ہوا سنان ہاے نیزہ مثل ستارون کے چمک جاتی ہین لشکرون سے احسنت و آفرین کی صدائین آتی ہین دو گھڑی کامل نیزہ چلا اسد نے ایک مقام پر کانٹو کر تھپیڑا مارا نیزہ ہاتھ سے شاہور کے نکل گیا چہرے پر اس جوان کے ہوائیان اڑنے لگین نیزہ سے آب خجالت مین غرق غصے مین آکر قبضۂ شمشیر پر ہاتھ ڈالا امان ثابت ہوا کہ غار سے اژدر حسب بل کرتا ہوا نکلا آواز دی ای جوان تیغ بیدریغ ہی برسو نگا جھگڑا دم بھر مین فیصلہ ہوتا ہی خبردار خبردار رہکے گیندے کو بڑھایا اسد نامدار

نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا مگر شاہور جوان زبردست بادۂ کبر و نخوت سے سست ہاتھ تلوار کا لگایا سپر اسد نامدار کے دو ٹکڑے خود کو کاٹ کر سر پر اسد نامدار کے زخم آیا شاہزادے نے دستانہ مارا تیغہ جھنا کر نکلا چادر خون کی چہرۂ زیبا پر زخم سر کو چھپا گیا اسد نامور نے نعرہ کیا ای بہادر شعر تو ضربے زدی ضرب من نوش کن بہ ہمہ شادی از دل فراموش کن و خبردار رہیئے ہاتھ تیغ برق مثال کا مارا شاہور نے بھی سپر کو اٹھا دیا لیکن تیغہ چمک کر گرا سپر کے دو ٹکڑے ہوئے گویا بر تیرہ و تار سے بجلی کڑک کر نکل گئی خود کو کاٹ کر تیغہ تا دو ابرو پہنچا شاہور نے بھی دستانہ مارا سر سے تو تیغہ نکلا اس زور میں جاتا تھا گینڈے کی گردن قلم ہوئی شاہور کود کر الگ ہوا اہالیان فوج نے جانا ہمارا افسر مارا گیا لینا لینا کہکر دوڑ پڑے اسد نامدار نے جو گھٹا گھر کی آتے ہوئے دیکھی تیغ برق مثال کو کھینچکر نعرہ کیا نعرۂ اسد

اسد شہسوار رم کردہ روز جنگ | بدل مرد دل شیر و چرم پلنگ | شہنشاہ نام آور و کامران
اسد شیر دل ابن صاحبقران | دو ہرے شاہزادہ و فرزندان صندلی پوش فوج بحر موج کو لیکر

جا پڑا دونوں لشکر مثل آب شور و شیرین دنور و ظلمت سے ملگئے شعر دو لشکر زلشکر و را آمیختند قیامت ز گیتی شدہ انگیختند لشکر ساحران جا بجا میں کے کھڑے دیکھ رہے ہیں کہ دونوں لشکر آپس میں مل گئے دریا خون بہ رہے ہیں شاہور کو بھی پہلوانوں نے اٹھایا زخم سر اس خود سر کا باندھا دوبارہ سپر دہ گینڈے پر سوار ہوا آمادۂ حرب و پیکار رہا لیکن شیر بیشۂ صاحبقرانی جس غول پر جا پڑا ہے درہم و برہم کیے نشانہائے فوج قلم کیے دریائے خون جاری ہے طبل و نقارے [illegible] بج رہے ہیں کئی ہجوم سے یہ شیر جنگ میں مصروف ہے اس رستم خصال سے کسے مقابلہ کا وقوف ہے جو پہلوان سامنے گیا علف شمشیر آبدار ہوا شاہور ہی ہر مرتبہ چاہتا ہے کہ میں پھر اسد نامدار سے مقابلہ کروں جرات اپنی دکھاؤں بیچ میں پہلوان آجاتے ہیں دونوں کو بچاتے ہیں خواجہ عمرو ایک بلندی سے ملاحظہ فرماتے ہیں کہ اسد نامدار نے فوج شاہور کے قدم اٹھا دیے بہت فوج کے بھگا دیے وہ لوگ دامن صحرا کو مثل دامن مادر جانکر چاہتے تھے کہ دامن پناہ میں [illegible] ان دشت نبرد کے ہٹ جائیں لیکن پناہ نہ ملتی تھی تلوار بے پناہ چل رہی تھی [illegible] فوج شاہور معدودے قلیل باقی تھا کہ شاہور پھر اسد نامور سے بھی مقابلہ پڑا اسد نامدار نے للکارا

شاہور بھی جا پڑا بیچ مین اکثر پہلوان اسکے ہاتھ سے اسد کے واصل جہنم ہوئے اسد شیر دل مرکب
بڑھا کر سامنے شاہور کے آیا آواز دی ای جوان تیرے اشتیاق مقابلہ مین بیقرار ہون ناظرین
پر واضح ہو کہ اسد شیر دل کو دن بھر گذرا لگا ہے زخم سر بدن کھلے ہوئے ہین لیکن جوش جرات مین
سرو نوخاستہ باغ جرات و عندلیب بوستان جلادت ایک رنگ سے لڑائی مین مصروف ہی
شاہور بھی زخم کھائے ہوئے لیکن اسکے زخم کم مزاج اسد زیادہ برہم یہ ہنگامہ بحر صاحبقرانی
دریاے فوج مین ڈوب کر ابحر زخار فوج کو جھیلا اپنی جان پر کھیلا فوج شاہور شکست کھا چکی ہی
کئی کوس تک لڑتے بھڑتے آئے اب شاہور سے پھر مقابلہ پڑا شاہور نے ہاتھ مارا قطرہ ہای
خون پردہ چشم مین جبتک سپر بنا مین تیغہ شاہور چل گیا زخم سر اسد غازی چوپارہ ہو گیا تھا
کی جی واری کر کے جواب ہاتھ مارا شانہ شاہور کا جھول پڑا اسکے سردار ٹوٹ پڑے بہت سے
اس مقام پر مارے گئے مگر اپنے سردار کو لے گئے مارزنان اسد قتل کرتے ہوئے چلے یہ فتحیاب
ہین وہ شکست خوردہ بیتاب ہین صندلان صندلی پوش نہایت جرات سے لڑ رہا ہی فوج دشمن
کو تہ و بالا کر دیا ہی ناگاہ شب شمشیر مردان عالم سے نیر اعظم لرزان و ترسان با چہرہ زرد طرف کاشانہ
مغرب کے روانہ ہوا لیلی شب نے مردان عالم کی پردہ پوشی کی ماہ تابان بصد عظم و شان فلک
نیلوفری پر نمایان ہوا اسد غازی کو غش آنے لگا تلوار کو نیام انتقام مین رکھ لیا دونون ہاتھ
حمائل گردن مرکب کیے غش آگیا مرکب نے اپنے راکب کو سست پایا کنوتیان بدلین ایک جانب
سے نکلا گر بے زبان جدھر منہ اٹھگیا اپنے تھان پر نہ جا سکا یہان صندلان صندلی پوش لڑائی
کو فتح کر کے ایک مقام پر ٹھہرا سرداران کو جمع کرنے لگا خواجہ عمرو آکر پہونچے عمرو نے پوچھا
ای صندلان خیر تو ہی صندلان نے عرض کی آپ کے اقبال سے لڑائی فتح ہوئی عمرو نے پوچھا
افسر تمھارا اسد نامور کہان ہی صندلان نے کہا مین نے عرصہ سے آواز نہین سنی تلاش کرنا شروع
کیا کسی مقام پر نشان نہ ملا بلکہ کسی جگہ پر خود کھلا ہوا پایا کہین قرولی کمر کی دستیاب ہوئی نشان
قطرات خون سے صاف معلوم ہوتا ہی کہ گھوڑا خمداری مین نکال لیگیا عمرو نے صندلان سے
کہا ای برادر [illegible] کو کام نہ آتا یہ بات مشہور نہ ہونے پاوے کہ طلسم کشا لشکر مین نہین ہی
مین برائے تلاش جاتا ہون یہان چہار جانب عملداری [illegible] ماہ جادو کی ہی جس جگہ مرکب

لیکے بھوچکیگا وہ بھی قصد کریگا کہ گرفتار کرکے پاس مہر و ماہ کے حاضر کرون پس اس امر کا چھپانا
واجب و لازم ہی بخوبی صندلان کو سمجھا کر عمرو ایک جانب بھاگا تلاش کرتا ہوا اسد غازی
کو چلا لیکن صندلان نے ہر چند چاہا کہ اس خبر وحشت اثر کو چھپاؤن مگر ممکن نہوا جسنے سُنا
بیتاب ہوگیا کلیجہ تھام لیا ہاے آقاے نامدار کی صدا بلند ہوئی ملکہ اخضر لپٹ کر داخل بارگاہ
ہوا ہی اُدھر مہر و ماہ جادو اپنے خیمے مین آکر سوتے ہین ملکہ اخضر و ملکہ گوہر جادو بارگاہ مین
با اطمینان سوتے ہین بیٹھے پاتے ہین کہ صدا سے واویلا کان مین آئی اخضر نے گھبرا کر کہا ای یار و خیر تو
ہی چند کس نے بڑھکر عرض کی ای شہریار ہمارے آقاے نامدار اسد ذوالوقار کا نشان نہین ملتا
شاہ ہوسکے ملازم اُسکو زخمدار ی مین لے بھاگے شہزادہ صندلان سرداران زخمی اُٹھوا
رہا ہی خواجہ عمرو براے تلاش اسد تشریف لیگئے ہین ہم سب کو منع کرگئے ہین کہ اسد غازی کا
غائب ہونا مشہور نہو اخضر نے منھ پیٹ لیا تاج سر سے دیمارا کہا صاحبو سیرد سبار بیان کرے
ہو یہ خبر کیونکر چھپے گی لیکن اُسی وقت چند ہرکارے ساحران تیز رو براے تلاش اسد نامدار
روانہ کیے خود مسلح و مکمل گوش برآواز ملکہ گوہر جادو کو حکم دیا کہ تمکو خدمت طلایہ پر مقرر کیا
جاتا ہی جو ہرکارہ جیسی خبر لیکر آئے فوراً ہمکو اطلاع ہو گوہر جادو اُسی وقت چند ساحرون کو
اپنے ساتھ لیکر چلتی ہے خبر طلسم کشا مین بیرون بارگاہ آئی لیکن ہرکارے مہر و ماہ جادو
کے لشکر اسلام مین حاضر تھے یہ خبر سنکر بھاگے خدمت مین ملکہ مہر و ماہ جادو کے پہونچے عرض
کی ای ملکہ عالم شاہ ہوشربا تو شاید ہاتھ سے طلسم کشا کے مارا گیا اُسکے ملازم اُسکا لاشہ لیکر نکل گئے
لیکن طلسم کشا بھی انتہا کا زخمی ہوا تھا گھوڑا اُسکی جانب اُسکو نکال لیگیا ملازمان اسد روتے
پیٹتے بارگاہ مین آئے ہین ملکہ اخضر نے ہرکارے براے تلاش چار جانب بھیجدیے خود بھی گوش
برآواز ہی ملکہ گوہر جادو منتظم طلایہ اُسی فکر مین ہی کہ اپنے آقاے نامدار کی خبر پائین فوراً براے
تلاش جائین مہر و ماہ جادو نے اُسی وقت چند فرمان بمہر خاص تحریر کراے خلاصہ مضمون
یہ تھا کہ طلسم کشا جہان زخمی ہوکر بیہوش پڑا ہو فوراً گرفتار کرکے خدمت مین مابدولت کی روانہ
کرے جو اسکے خلاف کریگا اپنے خون سے ہاتھ بھریگا یہ نامے اُسی وقت پاس اپنے فراخ گذارون
کے روانہ کردیے سردارون کو بلا کر تاکید کی کہ تم سب صاحب جا کر خود جستجو کرو طلسم کشا کا پتہ لگاؤ

جو اس باغی کو گرفتار کرکے لائیگا دولت دنیا سے بے نیاز ہو جائیگا مہر و ماہ یہ فکر کرکے
مصروف عیش و نشاط ہوئیں

دو کلمہ داستان حیرت بیان اسد نامدار کے بیان ہوتے ہین

مرکب شہسوار عرصۂ یکتا تازی اسد بن کرب غازی کا رہوار بوقت سحر ایک سبزہ زار مین پہونچا
جھیل پر پانی پیا جسم کو اپنے جنبش دی ماہ اوج صاحبقرانی پشت زین سے برروے زمین گرا مگر
بیہوش مدہوش قضاے کار ملکہ شمیم گل پیرہن خراج گزار مہر و ماہ کا باغ اسی صحرا مین تھا صبح کو
قریب حوض کرسی پڑ کے جلوہ فرما ہوئی اُس گوہر بحر خوبی نے ناز سے پانون حوض مین لٹکا دیے
بہ سبب کم سنی کے پانی سے کھیل رہی ہی پانی کی آبرو بڑھاتی ہی ناگاہ دیکھا کہ ایک لکیر سرخ
حوض مین پیدا ہوئی ایک تار بندھا ہوا معلوم ہوتا ہی ملکہ نے دست نگارین مین اُس آب
یاقوت رنگ کو اُٹھا یا سونگھا بوے خون آئی ملکہ شمیم گھبرائی کنیزون سے فرمایا بیرون باغ
جو جھیل ہی حوض مین پانی اُسی جھیل سے آتا ہی یہ صورت ہی بوے خون آتی ہی طبیعت
بہت گھبراتی ہی دیکھو تو شاید کسی ظالم جلاد صاحب بیداد نے کسی مظلوم کو قتل کیا جلد دریافت
کرکے آؤ کنیزین دوڑی ہوئی گئین دور سے دیکھا ایک ماہ تابان مہر درخشان کنارے جھیل
کے بیہوش مدہوش پڑا ہی نہین معلوم زندہ ہی یا مردہ ہی کنیزین ہانپتی کانپتی ہوئین سامنے
ملکہ کے آئین نرگس کی آنکھون مین آنسو بھرے ہوے سوسن سے بولا نہین جاتا شمشاد
سیدھی مزاج نہ منھ سے بولے نہ سر سے کھیلے گلعذار کا رنگ رو متغیر غنچہ دہن خاموش سمن
و یاسمن کو حیرت کا جوش ملکہ نے کہا خیر تو ہی جب کسی نے جواب نہ دیا ملکہ غصے مین اُٹھی سنبل کو
دو کوڑے مارے کہا سچ بتلاؤ یہ کیسی حیرت ہی مفصل بیان کر سنبل کوڑے کھا کر بھاگی گل رعنا
سوسن نے خوف سے زبان کھولی عرض کی بی بی کسی ظالم جلاد نے ایک چاند کے ٹکڑے کو
قتل کرکے قریب نہر کے ڈالدیا ہی حضور میرا کلیجہ دھڑک رہا ہی یہ سنکر ملکہ شمیم کو غصہ آیا کہا ایسا کون
گستاخ تھا جس نے ہمارے باغ کے قریب یہ ظلم کیا ہم خود ملاحظہ فرماکر اسمقدمۂ خاص کو تحقیق
کرینگے سزاے معقول دینگے جلاد کو ہمارے حوالی مین پناہ نہ ملیگی اسکا تدارک واجب و لازم ہی
گریہ کنشتن روزاول یہ کہتی ہوئی ملکہ آگے بڑھی انیسین جلیسین کہتی ہوئی واری مردے کے

پاس جانا مناسب نہین ہی نہین معلوم حسب ونسب کیا ہی کہان کا رہنے والا ہی اتنا تو دور سے ثابت
ہوتا ہی صاحب لیاقت کوئی امیر جلیل ہی نہین معلوم جلادون مین کیونکر پھنس گیا یہی ظاہر ہی کہ
تلوار چلی بال نہین بیکا ہوا پوشاک جسم پر آراستہ ہی بلکہ جواہر بے انتہا ہی ملکہ ان باتون کو سنتی ہوئی بیرون
باغ آئی دور سے دیکھا حقیقت مین کنارے نہر کے یہ ثابت ہوتا ہی کہ ستارہ سحری پڑا ہوا چمک
رہا ہی ملکہ دور سے دیکھکر جھجکی مگر اشتیاق زیارت روے انور مین ڈرتے ڈرتے قریب آئی اب بخوبی
نگاہ جمال بمثال اسد نامدار پر پڑی دیکھا ایک جوان صاحب شوکت وشان خوبصورت صاحب
سطوت ولیاقت ماہ جبین خورشید تمکین سرو باغ حسن وجمال نخل حدیقہ جاہ وجلال سر زخمی لختے خون
کے جسم انور پر جمے ہوئے قبضہ پر شمشیر بے نظیر کے قبضہ سپر پشت پر کمان کیانی غم مین اپنے مالک کے خم ترکش
کا حیرت سے منہ کھلا ہوا تیر اپنی خطاکاری پر سہمے ہوئے مرکب صبادم کبھی چرتا ہوا دور جاتا ہی جب
اپنے آقا کا خیال آتا ہی پھر تڑپ کے شہہ بھرتا ہوا آکر تلوے چاٹتا ہی کبھی گرد پھرتا ہی ملکہ جمال اُس یوسف
کنعان جرأت کا دیکھکر زلیخاوار گرفتار زندان محبت واسیر حلقہ کمند الفت قلب سے آہ نکل گئی آنکھون
کے نیچے اندھیرا آیا قلب تھرایا رنگ رو متغیر ہوا آئینہ عارض سے حیرانی زلفون سے پریشانی بحر غم
والم کی طغیانی اُس جوش وخروش مین گھبراکر کہا ارے غنچہ دہن دیکھ تو یہ شخص زندہ ہی یا نہین
غنچہ دہن نے سر جھکا لیا ڈرتے ڈرتے جواب دیا حضور مین تو مردے کے قریب نجاؤنگی جو اٹھکر
لپٹ جاے تو مین کیا کرون ملکہ نے جھلاکر جواب دیا اے شفق اگر مردہ ہوتا گھوڑا قریب نہ جاتا تلوون
کو نہ چاٹتا جب اسپر بھی کسی نے کچھ جواب نہ دیا ملکہ خود بڑھی جب قریب پہونچی بخوبی روے زیبا پر
نگاہ پڑی سینہ پر ہاتھ رکھدیا آمد وشد نفس کی جو پائی خوشی ہوکر آواز دی یہ جوان زندہ ہی
مجھکو اس وجہ سے زیادہ خوشی ہوئی اسکا علاج کرکے پوچھا جائیگا کس نے یہ تیرے ساتھ بدعت
کی اسی کے نشان دینے پر جلاد گرفتار ہونگے سزا پائینگے ہمارا ملک پاک وصاف ہوجائیگا پھر کوئی
کسی پر دست ظلم نہ اٹھائیگا کنیزین دوڑکر چارپائی لائین لیکن وہ کھڑی ہوئی دیکھ رہی ہین
ملکہ نے آگے بڑھکے سر اٹھایا جب تو کنیزین دوڑین کسی نے ہاتھ کسی نے پیر تھاما اسکو اٹھا لیا
لیکن کلائیان بلور سے بہتر صورت زیبا رعنائی ہر اعضا سے ہویدا کنیزین لپٹی جاتی ہین تلوون
پر سینے رکھے دیتی ہین ملکہ کی جو نگاہ پڑی بہ نگاہ قہر وغضب دیکھا پایہ پلنگ کے ہاتھ رکھدیا

گھوڑا کوتل ساتھ لے لیا دم بدم سینہ پر ہاتھ رکھتی ہی کبھی کہتی ہی صاحبو ابھی تک تو خیر ہی یہ جوان
صحیح و سالم ہی آیندہ زخم و زری ہونا چاہیے جراح معقول بلاؤ کاریگر ہو ٹانکے ساتھ نرمی کے
دیے جائیں مسافر کو تکلیف نہونے پاے جب اپنے عزیزوں میں جاے تو ہماری عنایت و مرحمت
کا ذکر اپنی زبان پر لاے عمر بھر ممنون و مشکور رہے اور ہمارا کیا مطلب ہی تم لوگ بدکار نہیں معلوم
کیا سمجھتی ہو کنیزیں خاموش چلی آتی ہیں جب باغ میں آکر داخل ہوئیں حکم دیا مرکب کو لیجا کر آب و
کاہ سے سیراب کرو چارپائی کو لیکر بارہ دری میں آئی کنیزوں سے کہا چھپر کھٹ پر لٹاؤ کنیزوں
نے کہا واری فوج مردے کو جنگل سے اٹھا کر لائی ہیں حضور کے چھپر کھٹ پر لٹانا مناسب نہیں ہی
ملکہ نے غصے میں جواب دیا اری بدبختو سامری جمشید تمکو غارت کریں مجھے تمہارے جھوٹے میں
بیچارے مسافر کے لیٹنے سے کیا پلنگ میرا گھس جائیگا کنیزوں نے سر جھکایا عرض کی بسم اللہ ہمارا
کیا نقصان ہی حضور کا سراسر مہمان پر احسان ہی جب چھپر کھٹ پر لٹایا زخم اپنے ہاتھ سے دھوئے
ٹانکے دیے کنیزوں کو شریک کیا اگر کسی نے کوئی ٹانکا بسختی لگایا ملکہ نے غصے میں سوئی اسکے ہاتھ
میں چبھو دی اُسنے تڑپ کے آہ کی مسکرا کر فرمایا کیوں حرامزادی اب تجھکو برا لگا درد بھی معلوم ہوا
غیر کے جسم میں سوئی گھسیڑ دی کچھ صدمہ نہوا اب کیوں سسکیاں لیتی ہی وہ آنکھوں میں آنسو
بھر کر کنارے ہٹی ملکہ نے خود اپنے ہاتھ سے بیٹھکر ٹانکے لگائے پٹیاں چڑھا دیں رومال ہاتھ میں
لیکر مگس پرانی کرنے لگی لیکن دل کو الجھن آنکھوں میں جلن قلب میں تڑپن دل سے کہتی ہی ای
شمیم یہ کون جوان ہی اس حوالی کا رہنے والا نہیں معلوم ہوتا ہی آسمان کا چاند ہی کس باغ
کا پھول ہی کس بیشہ کا شیر کس لشکر کا دلیر کہاں تلوار چلی اسقدر زخم کھائے قتل نہ ہو گیا کیا جرأت
ہی اس خیال میں ملکہ سرہانے بیٹھی ہوئی ٹھنڈی سانسیں بھر رہی ہی کہ چوبدار دوڑی ہوئی آئی
عرض کی در دولت پر نامہ بر بادشاہ عالی وقار کا حاضر ہی ملکہ مہر و ماہ جادو نے ایک اپنے
غلام خاص کو روانہ کیا ہی بہت بڑا کاغذ لیکر آیا ہی کہتا ہی حضور مجھے سامنے بلائیں تو کل کیفیت
عرض کروں یہ سنکر ملکہ شمیم اٹھکر بارہ دری میں تشریف لائیں کنیز کو اشارہ کیا جلد نامہ دار
کو بلاؤ وہ نامہ دار سامنے ملکہ شمیم کے آنکر بعد آداب و تسلیمات کے ایک کاغذ ہاتھ میں دیا ملکہ
نے اسکو کھولا مضمون تحریر یہ ہی کہ ای خراجگزار ما بدولت خبردار اس صورت کے جوان نے

شکست کھائی زخمی ہوکر نکل گیا جس مقام پر پہونچے جو گرفتار کرکے لائیگا انعام و اکرام پائیگا اور اگر
شاید کسی نے اپنے گھر مین جگہ دی مغضوب درگاہ افراسیاب جادو ہوگا شمیم نے پڑھتے پڑھتے
تصویر دیکھی اب صاف ثابت ہوا کہ جو ماہ تابان ہمارے برج قصر مین ہے صاف اُسی کا ذکر ہے پڑھ چکا
جواب نامہ کا لکھکر نامہ دار کو دیا خلاصہ مضمون یہ تھا کہ ای ملکہ عالم نگہبانان شہنشاہی کی کیا مجال
کہ شہنشاہ کے دشمنون کو گھر مین جگہ دین جستجو مین معروف ہین اگر خبر پائینگے گرفتار کرکے لائینگے خلعت
دیکر نامہ دار کو رخصت کیا اب گھبرائی ہوئی بارہ دری مین آئی سراپا دیکھنے لگی خال خط مین وضع مین
سر مو فرق نہ پایا کنیزین پوچھ رہی ہین حضور اُس کاغذ مین ملکہ مہرو ماہ جادو نے کیا لکھا تھا ملکہ
کچھ جواب نہین دیتی ہی ناگاہ اسد نامدار کی آنکھ کھلی دیکھا ایک مکان معقول شیشہ آلات سے آراستہ
فرش ملوکانہ سے پیراستہ پہلو مین کرسی پر ایک ماہ تمثال حور پیکر بصد کر و فر جلوہ فرما ہے دہن تنگ
کو غنچۂ گل سے کیا مثال دون اُس مین شیرین کلامی مسیحائی اعجاز بیانی کہان آنکھون کو نرگس شہلا
کہنا نازک خیالی سے دور ہے سراسر عقل کا قصور ہے چشم غزال سے کیا مثال دون وہ ایک جانور
صحرائی اس نگاہ میں دلربائی ہے یہ شعر صادق آتا ہے شعر مثال چشم آید مخالش بگر چشم و گر باشد مخالش غزل

گر ابرو کشیدہ ہین شمشیر کا جواب
دیتا ہے کون عاشق دلگیر کا جواب
دانا وہ ہے مژہ کی خدنگ نظر کے بعد
دیتا ہے جھکے دیدۂ زنجیر کا جواب
لاکھون ستم کیے ہین جوانان دہر پہ
لکھا نہین ہے کشتۂ دلگیر کا جواب

مژگان تیز ہین ہر تیر سے تیر کا جواب
اچھا ہوا کہ آئنہ کا منہ ہوا سیاہ
آتا ہے اور تیر غضب تیر کا جواب
کیا دخل بخش دیکھو بہار خیال ہے
دے آہ شعلہ زا فلک پیر کا جواب

فریاد بیکسی پہ کسی کو نظر کہان
لایا تھا تیری زلف گرہ گیر کا جواب
ای انتظار یار نہین آنکھ وار ہے
لکھنا محال ہے خط تقدیر کا جواب
اچھے رہین جھکے کے شعر کچھ نسیم

بے اختیار زبان سے شاہزادہ والا قدر کے آہ نکل گئی اس

گلعذار نے بھی دزدیدہ نگاہون سے دیکھا کہ اس جوان نے آنکھ کھولی اُٹھنے کا قصد کیا نہین معلوم
کیا سبب ہوا کہ دل بیٹھ گیا چہرہ پر اُداسی ہاتھ پاؤن مین رعشہ پیشانی پر پسینہ رعب حسن و جمال
سے غش آگیا ملکہ نے چہار جانب دیکھا وہ مکان کنیزون سے خالی پایا اپنے بیمار کے سرہانے جاکر
بیٹھ گئی سر اُٹھا کر زانو پر رکھا آنکھون سے اشک حسرت ٹپکائے وہ اشک گرم جو عارض زیبا سے
اسد نامدار پر گرے قطرات اشک نے کام گلاب کا کیا بوے زلف عنبرین جو دماغ مین پہونچی لخلخے کا کام

لحظہ کا کیا شاہزادے نے آنکھ کھولدی زیر سر تکیہ زانوے محبوب پایا دماغ عرش اعلی پر پہونچایا
ملکہ کو یہ خیال تھا بڑے افسوس کا مقام ہے یہ جوان افراسیاب جادو کا گنہگار ہے کون اسکو اپنے
گھر مین رکھ سکیگا نہین معلوم انجام کیا ہوگا افسوس طبیعت ایسے شخص پر آئی کہ جو خود چراغ سحری
آفتاب لب بام ہے اسی خیال مین تھی کہ اسد نامدار اٹھ بیٹھے ملکہ نے چاہا کہ مین پاس سے اٹھ جاؤن
اسد نے ہاتھ تھام لیا فرمایا کہ او مسیحاے زمان اپنے بیمار کا علاج کرنا چاہیے مریض کو اپنے چھوڑکر
آپ کہان جاتی ہین ملکہ نے شرما کر جواب دیا صاحب مین حکیم طبیب نہین ہون کوئی مرتا ہو تو اپنا علاج
کرے مین نے زخم دوزی کر دی کنیزون سے اٹھوا کر باغ مین لائی تمھاری عزت مسافرت پر رحم
آیا دیکھیے اس رحم کا انجام کیا ہوتا ہے اپنا نام نامی اسم گرامی فرمایئے یہ مقابلہ کس مقام پر ہوا کس سے
تلوار چلی صاف صاف فرمایئے مجھسے نہ چھپایئے مفصل معلوم ہو تو اسکی کچھ تدبیر کیجاے اسد
نامدار نے فرمایا اے شہنشاہ خوبی اے سرو باغ محبوبی طلسم ہوشربا کے سنگ ریزے مجھکو پہچانتے
ہین رئیس و امیر سب بخوبی جانتے ہین نام اس حقیر پر تقصیر کا شہسوار عرصہ یکہ تازی اسد
بن کرب غازی ہے ملکہ شمیم نے سنکر اپنا پیٹ لیا کہا صاحب آپ نے سنا ملکہ مہر و ماہ جادو نے فرمان
جاری کیے ہین خراج گزارون پر حکم ہے کہ جسکے یہان زخمی ہوکر پہونچے فوراً گرفتار کرکے روانہ کرین
جو شخص تامل کریگا سزا پائیگا میرے پاس بھی نامہ آیا تھا ابھی مین نے چھپایا آئندہ مخفی ہشیار
ہو افراسیاب بادشاہ عالی وقار ہے اگر ملکہ مہر و ماہ افراسیاب کو لکھ بھیجین تو وہ اپنے کمال
علم سے وہین بیٹھے بیٹھے بتلا دیگا کہ طلسم کشا فلان مکان مین موجود ہے اگر مزاج مین شہنشاہ کے
آئے ایک طائر کو بھیجکر گرفتار کرا منگاے پس آپ کو مین کیونکر چھپا سکونگی یہ جو ملکہ شمیم نے گھبرا کے
کہا اسد نامدار نے فوراً قبضہ پر ہاتھ ڈالا کہا اے جان جہان اے آرام دل مشتاقان دل تمھارے
لیے ضرور بیقرار ہوگا آنکھین تلاش کرینگی تمھاری یاد مین شب کو نیند نہ آئیگی بیقراری بہت ستائیگی
لیکن دل کو بہلائینگے آتش عشق کو کانون سینہ مین چھپائینگے شمع سان جلے مگر زبان سے اف نہ کرے
وہ اپنی کیفیت ہے یہ نہین چاہتے کہ ہمارے واسطے کوئی شخص قتل ہو یا گرفتار ہو یا اپنے مال سے
آمادہ حرب و پیکار ہے ہم آمادۂ مرگ و مہیاے قضا ہین گرفتار مجلس رنج و بلا ہین جان دنیا مشغول
کی خبر اس حیلے سے تم سے بھی ملاقات ہوئی لو صاحب خدا حافظ یہ کہکر اسد نامدار اٹھے ملکہ شمیم گھر مین

نے دامن تھام لیا کہا صاحب مین آپ سے جانے کو تو نہین کہتی ہون مین نے کیفیت بیان کر دی اسد
نے فرمایا ملکہ تمھارے طرز کلام سے ظاہر ہی کہ افراسیاب کے دشمن کا گھر مین رکھنا مناسب نہین
مین قاتل افراسیاب مشہور ہون وہ میری فکر مین ہین اُسکے ذکر مین حقیقت مین بیکار رہنا بہتر نہین
انشاء اللہ جسوقت لڑائی سے مہلت پاینگے خواہ تمھاری ملاقات کو آئینگے یا بلا لینگے شمیم رونے لگی
کہا حقیقت مین مین آپ کو روک نہین سکتی لیکن ایک ہفتہ تامل فرمایئے زخم صحیح ہو لین آپ
کو اختیار ہی اسد نے فرمایا ای ملکہ عالم ملازمان مہر و ماہ تلاش کرتے پھرتے ہین مین چھپکر نہین بیٹھ
سکتا ہم لوگ مثل آفتاب و ماہتاب کے مخفی نہین ہو سکتے شمیم نے کہا مین تو چھپاؤنگی عین زخمداری مین
نہ جانے دونگی پہر بھر کے بعد اسد نامدار کو ہوش آیا ملکہ نے کنیزون کو آواز دی سب نے لا کر اسباب
عیش و نشاط مہیا کیا ملکہ نے جام بھر کر اسد غازی کو دیا شاہزادے نے فرمایا اول اطاعت
دین اسلام قبول کرو تب تمھارے یہان کھانے پینے کا قصد کرون پروردگار وحدہ لاشریک ہی
ہونے دو سو خداوند کیسے چند کلمے مذمت کفر مین چند وحدانیت پروردگار مین سامنے ملکہ کے
بیان کیے زنگ کفر آئینۂ دل سے دور ہوا قلب کو سرور ہوا دورہ جام بخوف گردش ایام چلنے
لگا ماہ و مہر ایک برج مین دو گوہر بے بہا ایک درج مین کنیزان ماہرو سامنے صدائے ہوشا ہوش
و نوشا نوش بلند ہی مگر سید ما اسد نامدار یہی فرماتے ہین کہ ملکہ اب ہمکو جانے کی اجازت دو زیادہ
نہ ٹھہراؤ ملکہ نے آنکھون مین آنسو بھر کے دامن تھام لیا زار زار روئی کہا صاحب میرا کہنا آپ کو
بہت ناگوار ہوا میری یہ آرزو ہی کہ جان کو قدم اقدس پر نثار کرون یا تمھارا ساتھ دون جانا
تمھارا مجھپر بہت شاق ہوگا بموجب مضمون شعر

گے تم ادھر ادھر رہے ہم قرین ہی	کھو نکی دم جیسے تو دم واپسین ہی	کم بخت ہو زندگی مین زمانہ شباب کا
پیری سے پہلے مرگ ہی ہونا عذاب ہے	برسون ہو ہجر وصل ہو گا کیونکر نصیب	کم ہو گا کوئی مجھسا بخت مین کم نصیب
ہون میری خاک کو جو تمھارے قدم نصیب	کھایا کرین نصیب کی یہ ستم نصیب	بستر مین لاکھ لطف دکھاتے تھے جس ستم
مینے زہے نصیب کہ ہون بیتم نصیب	سو بار جون قلم ہو زبان شمع کی قلم	اک حرف ہو نہ سکی زبان قلم نصیب
مجنون سیاہ خیمۂ لیلی کے گرد پھر	اے خوش نصیب مجھکو ملا درد نصیب	جاتے ہین کہ [illegible]
اے ذوق آزماتے ہین آج اپنے ہم نصیب	اسطرح کے اشعار جو ملکہ نے سو رو کر پڑھے اسد نامدار نے فرمایا	

ای ملکہ تم ہمارے لشکر مین چلو وہان ساحر و غیر ساحر سب موجود ہین ہم نہین چاہتے کہ تمکو صدمہ
پہونچے ملکہ نے کہا ای شہریار ہم سے کچھ نہین بن پڑتا جاتا ہی آپ کا ناگوار ہی صحبت آراستہ کی
ہمین بھی انتشار ہی کوئی در انداز فساد نہ برپا کرے ہمین دونون طرح مشکل ہی اسد نے کہا
نہین تم ہمارے لشکر ہی مین چلو ملک الخضر و غیرہ ہمارے سردار ہمارے واسطے بیقرار ہونگے
خواجہ عمرو تلاش کرتے پھرتے ہونگے یہان تو یہ باتین ہین وہان ملکہ مہر و ماہ جادو نے ہزارہا
ساحر برائے تلاش اسد نامدار روانہ کیے ایک ساحر اڑا ہوا آسمان پر جاتا تھا اسنے سر جھکا کر
اسد نامدار کو پہلوئے شمیم گلپیرہن مین بیٹھے ہوئے دیکھا بخوبی پہچانتا تھا پلٹا کہ جا کر مہر و ماہ
جادو سے اطلاع کردون فوج لیکر آؤن اس باغی کو گرفتار کرکے لیجاؤن بی شمیم کا کوئی نشان بھی
نہ پائیگا یہ سوچکر وہ ساحر اڑا ہوا خدمت مین ملکہ مہر و ماہ جادو کے پہونچا بعد دعا و ثنا کے عرض
کی حضور طلسم کشا کو مین نے باغ مین ملکہ شمیم گلپیرہن کے دیکھا ہی بی شمیم بڑے راز و نیاز سے
باتین کر رہی ہین دم محبت کا طلسم کشا کے بھر رہی ہین یہ سنتے ہی مہر و ماہ جادو غصے مین کانپنے
لگین پیچ و تاب کر اٹھین لشکر مین کمربندی ہونے لگی دونون بہنین تخت پر سوار ہوکے چلین
عقب مین فوجاً فوجاً لشکر بھی چلا ہرکارے لشکر اسلام کے جو حاضر تھے خدمت مین ملک الخضر
کے پہونچے جاتے ہی عرض کی ای شہنشاہ گیتی پناہ طلسم کشا کا پتا ملا کسی باغ مین وہ سرو نخلستان
حدیقہ جرأت موجود ہی مہر و ماہ جادو کو خبر ملی مع کل لشکر کے جاتی ہین گھبرا کر ملک الخضر اصحاب
سے پہلے شاہزادہ صندلان صندلی پوش مسلح و مکمل ہوا ملکہ گوہر جادو نے اٹھتے اٹھتے کنیزون
کو آواز دی جلد تیاری کرو یہ کہکر طاؤس زرین بال پر سوار ہوئی سب کے پیشتر چلی لیکن ادہر بہشت
طرازی و نہنگ بحر عیاری اسد نامدار کو تلاش کرتے پھرتے تھے شب کو خواجہ نے ایک نخل پر
اپنی اوقات بسر کی صبح کو صحرا مین اتر کر چل رہے ہین کہ طرف سے دربند مہر و ماہ کے گرد عظیم
بلند ہوئی عمرو نے دیکھا لاکھون ساحر مسلح و مکمل گھوڑے تیغ ناہنج ہاتھ مین دوڑے ہوئے
ایک جانب چلے جاتے ہین عمرو گھبرایا فوراً رنگ و روغن عیاری کا لگاکے جادوگر کی صورت
بنکر تیار ہوا اُن ساحرون سے پوچھا یارو کہان جاتے ہو انھون نے کہا طلسم کشا کا پتا ملا ہی
ابھی ہرکارون نے خبر پہونچائی باغ مین ملکہ شمیم کے وہ جوان موجود ہی حکم ہی ملکہ مہر و ماہ کا

چہار جانب سے جا کر باغ کو گھیر دا ایسا نہو وہ جوان بھاگ کر نکل جائے ہم لوگ پہلے سے چل نکلے
ہین جو طلسم کشا کو گرفتار کریگا دولت دنیا سے نہال ہو جاویگا اسی فکر مین جاتے ہین یہ سنکر
عمرو بدحواس ہوا خیال مین گذرا کہ چلو اسد کو بچاؤ ایسا نہو وہ شیر دلیر گرفتار ہو جائے
اسی کے سر سہرا ہی اس بلت کا وہی دولہا ہی اگر خدانخواستہ اسپر کوئی زوال آیا سب جستجو بیکار
ہو جاویگی یہ سوچ کر عمرو بھاگا قریب اس باغ کے پہونچا دیکھا دروازے پہ ہزار دو ہزار ساحر
مشغول رہتے ہین عمرو دکھانے آیا رنگ اور دامن عیاری کا لگا کر ایک ہرکارے کی شکل بنکر تیار ہوا
کمر سے داربگڑی سر پر چنی ہوئی بچکن زریں جسم انور چاندی کی چھڑی کمر مین اسپر مہر افراسیاب جادو پکارتے
ہوئے دروازے پر آئے کہتے ہوئے یارو حکم ہی شہنشاہ ▪ کا جو کوئی طلسم کشا کو گرفتار کرکے لائیگا
انعام بحساب پائیگا ساحرون نے اشارہ کیا میان ہرکارے صاحب اسی باغ مین طلسم کشا چھپا
ہی بی شمیم نے دامن پناہ دیا جاکے کو لیا پہلو مین بیٹھی ہین ہم ہرچند سمجھاتے ہین نہین مانتی ہین
عمرو نے کہا بھائیو تم نے خوب بتایا مگر تم بھی بی شمیم گھیرے ان کے ملازم ہو سب نے کہا اصل مین
افراسیاب کے نمکخوار ہین خدمتگذاری سے انکی مجبور و ناچار ہین عمرو نے کہا بھائیو شاباش
بڑے خیرخواہ ہو مین پرچہ مین تمھاری خیرخواہی لکھونگا اندر جا کر خود اپنی نگاہ سے دیکھ لون
جھوٹی خبر سے افراسیاب خفا ہوتا ہی سب نے کہا جائیے اپنی آنکھ سے دیکھ لیجیے عمرو بڑبڑاتا ہوا
اندر باغ کے داخل ہوا دیکھا باغ نہایت سرسبز و شاداب سامنے بارہ دری مین اسد نامدار
مسند پہ جلوہ فرما ہین پہلو مین ایک مہ جبین گلعذار ماہ رخسار شیرین گفتار کبک رفتار گردا گرد چارسو
مصاحبان خوشرو صحبت عیش و نشاط آراستہ ہی دیکھ کر عمرو کو رشک آیا جی مین کہتا ہی کہ فرزندان حمزہ
بھی کیا خوش نصیب ہین جہان پہونچے ایک ماہ رخسار بڑے خدمتگذاری حاضر ہی مگر جو بلا نازل
ہونے کو ہی انکی خبر نہین ہی یہ سوچتا ہوا عمرو سامنے آیا اسد غازی کی نگاہ پڑی کہا ملکہ دیکھو یہ کون
شخص ہی جو بلا تکلف ہمارے ناموس مین چلا آتا ہی ملکہ چاہتی تھی کچھ جواب دے عمرو نے پکار
کر آواز دی بھلا ملکہ شمیم دشمن شہنشاہ کو پہلو مین جگہ دی ہی تجھے نہین بچاتی ہو دم بھر مین اب
موج آتی ہی سب کی مشکین باندھی جائینگی او اسد اٹھ یہان سے ہاتھ باندھنے مین ہرکارون کا
جمعدار ہون خطا معاف کرا دونگا بھلا اسد نامدار کو ایسے کلمات سننے کی کب تاب ہی غصے مین

جواب دیا کیا بیہودہ بکتا ہی جا افراسیاب کو اطلاع کر دو بیچارا کیا کریگا عمرو نے کہا دیکھو ابھی احوال
معلوم ہوا جاتا ہی وہی افراسیاب ہی جس نے تمھیں گنبد نور پر قید کیا تھا اب کی مرتبہ قتل کریگا مجھکو
کچھ رشوت دلوا دو تمھاری خبر چھپوا دینگے ملکہ تسیم تو نہیں کچھ جواب دیتی اپنے کپڑے مجھکو اُتار دینے
تسیم کا پہننے لگی چاہا کپڑے اتار کر دیدوں اسد نے جھڑکا کہا ملکہ کیسی مری جاتی ہو وہ افراسیاب خانہ
خراب کیا ہی یہ کیا بیہودہ بکتا ہی یہ کہکر قبضہ پر ہاتھ ڈالا عمرو نے بھی تیغ کھینچا آواز دی او طلسم کشا کیون
شامت آئی ہی میں ساری طلسم کشائی بھلا دونگا اسد تلوار کھینچکر قریب آیا عمرو نے بائیں آنکھ کا تل دکھایا اسد
نے اپنے پیر و مرشد کو پہچانا گلے سے لپٹ گیا عمرو نے کہا او نالائق عیش پسند کچھ آغاز انجام کا بھی خیال ہی معشوق
خوبرو دلی پہلو میں لیکر بیٹھے مرنے جینے کی خبر نہیں مہر و ماہ جادو کو خبر پہونچ گئی لشکر لیکر وہ سب آتی ہیں ای
ملکہ تسیم گل پیرہن اب تمھاری عقلمندی یہ ہی کہ یا تو انکو نے نکلو یا قتل کرواہی انکی دونوں کی جان
بچا دیہ کہکر خواجہ نے صورت اصلی بنائی اسد نے کہا ای ملکہ عالم یہ ہمارے پیر و مرشد ہیں جو کچھ فرماتے
ہیں بجا ہی تسیم قدموں سے خواجہ کے لپٹ گئی عرض کی ای شہنشاہ اوج عیاری و ای قطب فلک خنجر گذاری
میں لائق مقابلہ مہر و ماہ جادو نہیں ہوں وہ حاکمان دربند مہر و ماہ رات دن انکے قبضہ میں دن کو رات
بنا دیں رات کا دن کریں افسونگری کا دم بھریں لائق سلطنت صاحب شوکت و لیاقت ہیں انکی خرچ گذار
مجبور و ناچار آپ انکو اپنے ہمراہ لیجائیے میں آمادہ مرگ و مہیاے قضا حاضر ہوں اگر میرا کہنا مانا جان بچی ورنہ
زہر کھا کے جان دونگی انکا رہنا مناسب نہیں ہی عمرو نے کہا ای نور نظر سچ کہتی ہو بہ تعجیل تمام یہاں سے نکل چلو
اپنے کو اپنے لشکر میں پہونچاؤ اسد نے آنکھوں میں آنسو بھر کر جواب دیا آپ مالک ہیں حکم سے آپ کے گردن تابی
نہیں کر سکتا لیکن میرے بزرگوں کا نام بدنام ہوگا مجمع مردان عالم میں جب بھونگا کیا انجام ہوگا فوج آتی ہی
آنے دیجیے آپ تشریف لیجائیے ملک الخضر وغیرہ کو خبر کیجیے وہ بھی وقت پر آجائینگے اگر قضا لیکر آئی ہی بچنا دشوار
ہی وہ مالک و مختار ہی اگر حیات مستعار باقی ہی کوئی موے جسم نہ کم کر سکیگا پس قدم پیچھے ہٹانا کوسے جرأت
سے گذرنا سراسر خلاف ہی مقام انصاف ہی جب غلام طلسم ہوشربا میں آیا سواے خالق بے نیاز کے
کون ساتھ تھا دامن رحمت رب اکبر تھا اور میرا ہاتھ تھا اب یہ انجام ہوا کہ لشکر گران سردار پہلوان سب
طرح کا سامان ممکن ہو ولیہ اعتراض بہت درست ہی کہ وہ لوگ ساحر ہیں میرے پاس کوئی تحفہ بھی موجود
نہیں ہی اسوجہ سے دل اندوہگین ہی مگر جب برق شمشیر چمکی ابر فوج ساحران درہم و برہم ہوگا ایک کو

ایک کا غم ہوگا بھاگے نظر آئینگے ساحران مکار مین منھ پر مردان عالم کے نہ آئینگے یہ کہکر اسد نامدار
نے مرکب تیار کیا قبضہ پر ہاتھ ڈالا چاہا پشت مرکب پر سوار ہو آمادہ حرب وپیکار ہو عمرو نے دوڑ کر
ہاتھ تھام لیا کہا اے اسد نامدار اے نور نگاہ صاحبقران عالیمقدار جانا لت کرنا بہتر نہین ہے اسوقت ہٹ چلو
آئندہ اور کوئی تدبیر کیجائیگی بدون عیاری در بند مہر و ماہ فتح نہوگا اسد نے آنکھون مین آنسو بھر کر
کہا غلام کو زیادہ نہ سمجھائیے خدا سے ایزد برگ ست ہنوز یہ باتین ناتمام تھین کہ نقارہ زرنی پر چوب
پڑی زمین کانپنے لگی ہاسے ابر سرخ و سفید نمایان ہوے علمہاے زرنگاری کے پھر ہرے چمکے دیکھا
عمرو نے مہر و ماہ جادو طاؤسان زرین بال پر سوار بہ قہر و غضب تمام دونون بد انجام آگئے انکے
پشت پر چار لاکھ ساحران نابکار پر باز و بط پر سوار ہر بہار ہاے آتشین اژدرہاے شعلہ بار زیر ران
شعلہ ہاے آتشین بھر کتے ہوئے نکلے ابر کے گرجتے ہوئے عمرو تو گلیم اوڑھ کر کنارے ہوا اسد نے
خانہ زین کو مثل خانہ آفتاب روشن کیا تیغ برق شال کو نیام انتقام سے کھینچا نعرہ کیا بعد

اسد صف شکن شاہ عالیجناب | بن آیا سر کوب افراسیاب | یل پیلتن نامور نامدار
ظفر کردہ شیر پروردگار

تلوار کھینچکر فوج کفار پر جا پڑا ثمیم گل پیرہن نے جو دیکھا کہ سحر سے
آگاہ نہین کچھ تحفہ پاس نہین رکھتے ہین کسقدر بات کا پاس ہے موت کا مزہ چکھتے ہین اپنا کار بھولی
باتین با تدبیر ڈالی بارہ سو کنیزین تیار ہوئین اسباب سحر ہاتھ مین لیا فوج مہر و ماہ جادو پر یہ بھی
جا پڑی سحر کرنے مین مصروف ہوئی اسد نامدار نے دیکھا کہ فلان ساحر آمادہ سحر کرنے پر ہوا منھ
کھولا قصد کیا سحر پڑھا اسد نے تاک کر تیر بار احلق پر اُس ناکام کے پرا گدی کو توڑ کر پار گذرا وہ
ساحر مرا تاریکی چھائی زمین باغ بھرائی اُس تاریکی مین اسد نے کسی کو نیزے سے کسی کو تیر دلدوز
سے کسی کو تیغہ برق شال سے قتل کیا صف ساحران مین تہلکہ ڈال دیا مہر و ماہ جادو سحر کر رہی ہین
ثمیم کو للکارتی ہین ہے ثمیم تیری کمبختی شامت آئی کیونکر دماغ مین بوسے کبر و نخوت بھری ہے بادشاہ
سے مقابلہ کرتی ہے جان کو تین دشتی ہے زوال سے ہاتھ باندھے قدمونکو بوسہ دے طلسم کشا کی
مشکین باندھ کے افراسیاب خوشنود رضی ہوگا خلعت و اکرام و جاگیر ملیگا حکومت ملک حاصل ہوگی
تاجدار دن مین شامل ہوگی ثمیم جوش عشق اسد تیغ زن مین جواب دیتی ہو لاکھو جان ایک
ناخن پاے اسد نامدار پر قربان ہے مین سطیع مذہب اسلام ہو چکی لات و منات پر لعنت کی

یہ سنکر مہر و ماہ جادو کو غصہ آیا آواز دی ہمارے سامنے یہ بے ادبی عشق طلسم کشا مین ایسی بہوت
ہوئی شہنشاہ کا کچھ خیال نہ آیا حق نمک کو بھی بھلا دیا دیکھو تو کیا مزہ چکھاتی ہون ابھی راہ عدم
دکھاتی ہون یہ کہکر دونون بہنین طاؤسان زرین بال سے اترین سحر کرنے لگین ایک دو تختہ
طرف اسد غازی کے دیکھکر زمین پر مارا زمین سے دھوان نکلا شعلہ ہاے آتش نے اسد
نامدار کو گھیر لیا شمیم نے جو دور سے دیکھا آتش ناری نے غضب کیا میرے آتشم شعلہ مزاج
کو شعلہ ہاے آتش مین پھنسایا بڑھکر روئی کا گالا نکالا اسپر قطرے خون کے ڈالے دریا دلی
دکھائی اپنی تبر و بڑھائی نعرہ کیا باران سحر برسا وہ شعلہ آتش کے بجھے اسد نامدار نے رہائی
پائی آگ بالکل ٹھنڈی سی ہوئی اسد نے رہا ہوتے ہوتے کئی جادوگرون کو مارا مہر و ماہ نے
جو دیکھا کہ شمیم نے ہمارے سحر کو برطرف کیا مہر جادوگر کی گرز مثل آفتاب چمکی شمیم پر سحر کیا
یہ بھی بیچاری ڈگمگا کر گری اسد کا مرکب چلتے چلتے تھم گیا زمین پر مثل نقش پا جم گیا ہر روی سے
بیکار اسد مجبور و ناچار کنیزون پر بھی سحر کیا کوئی منھ کے بل گری کوئی آتش سحر مہر جادو سے
جلنے لگی کسی نے اپنی تلوار کھینچکر اپنے گلے پر دھر لی بارہ سو جادوگرنیون کی اسکے سامنے کیا حقیقت
تھی چشم زدن مین سب کو مبتلاے سحر کیا اہالیان فوج کو آواز دی اے ساحران نامی اے نمکخواران
افراسیاب اب یہ سب بیکار ہین بالکل مجبور و ناچار ہین انکی مشکین باندھ لو دم نہ لینے دو بسکے
مرتبہ عالی ہونگے شمیم کی شامت آئی کہ ہمارے منہ چڑھی دیکھو سبکو مین نے سحر مین مبتلا کیا اب
انکا گرفتار کرنا کیا مشکل ہر ساحر طرف اسد و شمیم کے چلے رنگ روے شمیم متغیر شد و متحیر اسد
غازی نے جو یہ حال پر ملال اُس مہ جبین کا دیکھا تو بہادر جری غازی مجاہد ہین رکع و ساجد
ہین اپنے پروردگار کو حاضر و ناظر جانتے ہین اپنے پروردگار کو خوب پہچانتے ہین مگر اسکی بیکسی و
بےبسی دیکھکر بے قرار و اشکبار خود بھی مجبور و ناچار ہاتھ طرف آسمان کے اٹھا دیے عرض کی اے خالق
بے نیاز اے رب کارساز اے رحیم و کریم اے سمیع و علیم اے حکیم مطلق اے کارساز برحق اس آفت ناگہانی
سے بچا لے اس نو مسلم کو نجات دے سوا تیرے کس سے عرض کرین تو نے پیدا کیا خاک کے پتلے
کو گویا کیا چشم و گوش عقل و ہوش عطا ہوے ارکین کوہ ہاے سنگین زمین بنا ہوے نظم

کیونکر نہو تیری آس تو نے | افلاک کو بے ستون بنایا
اِس دام سے مجھکو تو چھڑا دے

داؤد نے جسمیں مچھی پھنسایا
مجھکو بھی بچائے جیسے تو نے
منصور کو دار پر چڑھایا
مومن کہے کس سے حال آخر

وہ عشق دے جسکا نام اسلام
یوسف کو ہی چاہ سے بچایا
اسکا مرے دل پہ ایک پرتو
ہے کون ترے سوا خدایا

وہ شیوہ نبی نے جو بتایا
وہ رفعت حال دے کہ جس نے
جس شعلے نے طور کو جلایا
بیقرار ہو کر اسد غازی نے تہ

دل سے دعا کی باب اجابت وا تھا در قبول پر دعا نے جا کر قیام کیا آسمان پر برق چمکی ملکہ گوہر جادو و خوشنو خوش رو مع ساٹھ ہزار ساحران غدار سکا کر پہونچی اپنے آقا سے نامدار سولائے قدرشناس فلک اساس شیر صولت رستم ہیبت کو بلائے ناگہانی میں مبتلا دیکھا گرد شعلہائے آتش پیچ میں وہ ماہ رخسار قریب ایک نازنین گلعذار گرد بارہ سو نازنینان حور طلعت پری پیکر سحر میں مبتلا زمین پر تڑپ رہی ہیں پھڑک رہی ہیں گرتے گرتے گوہر نے موتیوں کا مالا گلے سے اتار اکھینچ مارا وہ نے ٹوٹے قیدی چھوٹے کئی ہزار ساحر لشکر مہر و ماہ کے جل گئے زمین سے شعلے نکلنے لگے ابر مرواریدی چھایا دوسرے پہلو سے نعرہ ہوا منم اخضر جادو ساحر خوشخو درہ کی فوج سے یہ بادشاہ عالیجاہ لشکر مہر و ماہ پر آکر گرا سحر کرنے لگا ہزار ہا کو مارا اسد غازی کو پھر گھوڑے پر سوار کیا رکاب پر ہاتھ رکھا دشمن حملے ایسے کیے جیتے زمین کے ہلا دیے نظم

وہ مورچے اسد کے بوقت وغا
منم صفدر و صف شکن نامدار
من انگیم سرکوب افراسیاب
تجزلزل فتد در سیان سحاب
کبھی حملہ ور گاہ روپوش تھا
لگی آگ منہ ناریوں کا جلا
کبھی نیمچہ کھینچکر جا پڑا
وہ فوج گران اور وہ جنگ عظیم

کہ باشید ای کافران بجیا
منم رہبر و جادہ صفدری
نظر کردہ شاہ عالیجناب
عمرو بھی بہ مردی و قہر و عتاب
یہ کمر کا دبدبہ جوشش تھا
کبھی جوش میں آکے مانند حباب
بقہر و غضب کافروں سے لڑا

منم شیر صولت یل ذی وقار
کہ باطل کنم مذہب سامری
بہ تیغ علی برکشم از غلاف
لیے ہاتھ میں تیغہ برق تاب
کبھی حقہ نفط دون سے چلا
ادھر سے ساحر بصد اضطراب
لڑائی میں مصروف بے خوف و بیم

لیکن مہر و ماہ جادو بھی بلائے روزگار ہیں علم سحر و ساحری میں نامی ہو نامدار ہیں دو جا سکے اخضر و ملکہ گوہر کرنے پائے تھے کہ یہ دونوں اسباب سحر لیکر بر عین مارش کے واسطے اس بد معاش نے پھینک مارے ہزاروں غلطی ساحروں کا کھیت ہوا

جنس مرگ کی طغیانی جابری کی گرانی یہ دونوں بجیا بکار غدار جو فروش وگندم نما دانند دو دشمنان رب صمد اس طور سے زمین سحر اسے کال صرف کیے ملازمان اسد کے پیر اکھڑ گئے اختصر خنداد گوہر پرورش کی بوچھار گوہر کو ابرو بجا نا مشکل ہوئی زخمی ہو کر بہت بیدل ہوئی قریب ہی کہ اسد وغیرہ سب گرفتار ہو جائیں عمرو نے جو لشکر کو پراگندہ دیکھا چاہا بیچ میں سے نکلی اور جان بچاؤں شب کو گر عیاری کرونگا میں پڑے گا تو اسد غازی کو چھڑاؤنگا مہر جادو نے دور سے دیکھا سارباں زادہ ایک نخل کے سایہ میں کھڑا ہوا لرزا ہی اب بھاگا چاہتا ہی جھپٹی کہ جا کر عمرو کو گرفتار کروں صندلان صندلی پوش بھی لڑائی میں تھا دیکھا کہ عمرو گرفتار ہوا چاہتا ہی تلوار کھینچکر جا پڑا دن ماہ جادو نے پھونک کر سحر کیا یہ بھی بیچارہ پابہ گل ہوا ساتھ والے بیہوش ہو کر گرنے لگے ہر چند چاہتا ہی کہ تلوار کھینچوں ہاتھ دستگیری نہیں کرتا پیر میں ثابت قدمی کہاں قلب تلب ہو گیا لشکر میں تباہی صفوں میں بربادی کیسے مجبور و ناچار ہوئے ساحر سحر کرتا ہوا سردار گرفتار ہونے لگے اسوقت اہل اسلام کی بیتابی گوہر نے صندلان کو جو اس آفت میں مبتلا دیکھا بڑھ بڑھ کے لڑی زخم کھا کے گر گر اگر گری اب مہر و ماہ جادو کے سحر کو زور ہوا اہل اسلام کو پامال کرنا شروع کیا آفتاب ظلم و بدعت نے طلوع کیا صدائے یاربا یا مستغیثا بلند ہوئی بیقرار ہو کر سب پکارنے لگے اے بے نیاز ان ظالموں کے ہاتھ سے بچانے کسی نے دعا مانگی کسی نے لفظاً میں کہی کہ آسمان سے ٹپین پھولن کی آئین ہوائے سرد چلی نخل جھومنے لگے غنچہ چٹاک کر گل ہوئے برہم گیسوئے سنبل ہوئے سب سر اٹھا کر دیکھنے لگے نظر دلپذیر بہار بسر و حسن آمد لگی بہا جادو گلعذار تو تو

پھر شجر سرسبز میں کہتے ہیں آتی ہی بہار
رنگ بدلا دیکھیے کیا رنگ لاتی ہی بہار

مدتوں سے منتظر بیٹھے ہیں مستان جنون
دیکھیے کس کس کو دیوانہ بناتی ہی بہار

دیکھیے جب رنگ عالم اک نئے عالم پہ ہی
صورت انفاس ہر دم آتی جاتی ہی بہار

ہوتی ہیں فصل خزاں کی مدتوں تک گریاں
چار دن کے واسطے گلشن میں آتی ہی بہار

سبز کر دیتی ہی سے سرخ کر دیتی ہی پھول
رنگ کس کس طور سے اپنا جماتی ہی بہار

کوئی گل ہی سرخ کوئی زرد کوئی نیلگوں
دیکھیے جس رنگ میں کچھ رنگ لاتی ہی بہار

جلوہ گلشن دکھا کر بخشتی ہی راحتین
کلفت و رنج خزاں دل سے مٹاتی ہی بہار

چھپکے خود پردے میں کرتی ہے ظاہر صورتیں — آپ پنہاں ہے مگر جلوے دکھاتی ہے بہار

سب طرف آسمان کے دیکھنے لگے ہر ایک حیران تھا کہ یکایک صحرائے خارستان سکن خزان پر بہار ہوا کیوں ہوائے سردی کی یہ شدت مدہوش کس کا غدار نتیجہ درحقیقت کی آمد ہے کہ سامنے سے ملکہ بہار جادو عشوہ طراز خوش خوب رو ظاہر ہوئی گلدستہ ہاتھ میں رنگینی بات بات میں گرتے کرتے گلدستہ مار نمود کیا شمع ملکہ بہار جادو ولی ہزار ہزار ہا یہاں مہرو ماہ جیسے جمال بے مثال بہار پر نگاہیں ڈالیں ہونٹوں پر خشکی آنکھوں میں تری حواس میں ابتری آثار عشق ہویدا حزن و ملال چہرے سے پیدا اشعار عشق آمیز حسرت انگیز زبان پر جاری عالم بیقراری اشعار

روتا ہوں دل قمار محبت میں ہار کے
دھاگوں میں آ گیا بت زنار دار کے

اچھے نہیں ہیں جوشش وحشت کے رنگ ڈھنگ
تیور کچھ اب کی سال برے ہیں بہار کے

مانند گرد باد پھینیں گے ہم تجھے
آتا صبا نہ پاس ہمارے غبار کے

ملے کیے بغیر ہیں رکھتا نہیں قدم
جاتا ہوں گھر میں یار کے در پہ پکار کے

دم سے طلسم آدم خاکی کا ہے خلیل
بھرتی ہیں پتلیاں یہ سہارے سے تار کے

دیگر

نہ پوچھو کس لیے آنسو ہیں ڈبڈبائے ہوئے
کسی جگہ سے ہم آتے ہیں چوٹ کھائے ہوئے

نہ ہے گا داغ جگر ایک دن چراغ مراد
جو ہم اپنے خدا سے ہیں لو لگائے ہوئے

اب آؤ بیٹھو نہ جانے کی بات چیت رہے
خدا کے واسطے جاتے ہیں ہوش آئے ہوئے

ذرا یہ قاف سے کہہ دو ہم بھی آتے ہیں
بہت نہ جاؤ خدارا قدم بڑھائے ہوئے

کہا کسی نے نہ اٹھا ہمارے دفن کے وقت
اگر خاک کو ابو نیزہ پہ ہیں بہائے ہوئے

کسی نے تلوار کھینچ کر گلا کاٹ ڈالا کوئی ہائے بہار کہتے بڑھا لشکر مہرو ماہ تہ و بالا لشکر سلیمانی میں ہو ہوا بہار آئی بہار آئی ادھر سامان بہار ادھر رنگ خزاں خضران وغیرہ بھی سیدھے ہوئے ملکہ گوہر جادو کی بھی آبرو بڑھی بہار نے آتے ہی اپنا قبضہ کیا رنگ جما یا مہرو ماہ نے پلٹ کر دیکھا بہار نے تین چار گلدستے مارے کئی ہزار بچیانا اصل جہنم ہوئے مہرو ماہ بھی سنبھلیں باران سحر برسا کر ان دیوانوں کو ہوش میں لائیں گرد و بہار ہی ایک جانب ہوشیار ہوئے دوسری صف سے بیقرار ہوئے ایک کو ہوش آیا مہرو ماہ گھبرا گئے

حال بیچارہ مین حیران و مضطر لیکن دربند مہر و ماہ کی ناظم ہین ملک افسونگری کی حاکم ہین دو بہنین ایک سامنا بہار کا کیا ایک نے سحر اُتارا ایک بڑھکے لڑی ایک سحر کرتی ہوئی ہٹی ایک نے پانی برسایا دوسری نے آگ لگائی ایک نے برباد کرنے کو خاک اڑائی دوسری برق بنکے چمکی ایک شعلۂ جوالہ دوسری آتش کا پرکالا ایک کے سحر سے آندھی اٹھی دوسری کے سحر سے گرد اڑی ایک خضر کو روکتی ہی ایک بہار کو بڑھکر ٹوکتی ہی دونون نے اپنین صلاح کی بہار تعلیم کردۂ افراسیاب ہر رنگ ساحری مین انتخاب ہی اسکو دھوکھا دیکر لڑو چار جانب سے گھیر لو یہ کہکر مہر نے بڑھکر للکارا ای بہار ادھر آؤ آفتاب سے آنکھ ملاؤ ہم پر سحر کرو غزیا پر نگاہ نہ ڈالو بہار پلٹ پڑی مہر جادو سے سحر چلنے لگا ماہ جادو چپکے کر پشت بہار پر آئی سحر کرکے ستارے بنائے اُس ماہ رخسار پر گرائے سر بہار زخمی ہوا پلٹ کے دیکھا ماہ جادو نے سحر کیا بہار زخمدار چہرہ خون سے گلنار چاندنی کا خوف ہوا ایسا ہنوز زخمون مین درد پیدا ہو دوپٹہ پھاڑ کر زخم سر باندھا خون ریز لڑائی مین مصروف ہوئی مگر ایسی رنگین کا زخمی ہونا نازک مزاج حسینان عالم کے سر کا تاج زخمون مین ہوا بھری زبان مین لکنت آئی مہر و ماہ جادو نے زور ڈالا بہار پیچھے ہٹی رنگ نہ جمایا کا یک زمین شق ہوئی رعد جادو نے سر نکالا مجمع ساحران مین ظاہر ہوا کانون پر ہاتھ رکھکر چیخ ماری نعرہ رعد جادو کئی سو ساحر لڑکھڑا کر گرے ناک سے قطرے خون کے گرے کئی سو کے سر پھٹ گئے آسمان سے نعرہ ہوا نعرہ برق جادو وہان تڑپنے کی آواز کی مشتاق رہتی ہی کئی سو کے سر اڑا دیے آڑی ترچھی گرنے لگی رعد و برق بھی خوب لڑے بہار نے پنے کو سنبھالا آسمان سے پھر نعرہ ہوا نعرہ ملکہ برق لامع ایک جانب سے نعرہ ہوا نعرہ صاحب سطوت و شوکت باغبان قدرت یہ بھی آگر زمین پر ہوئی گیند پھولون کا مالا اب رعد کی گرج برق کی چمک برق لامع کی آگ بہار کا گلدستہ باغبان قدرت کے پھول کے گیندان سب نے جو سحر کیے رُستہ تھا کے سحر کے پڑے لشکر مہر و ماہ جادو پسپا ہوا خون کا دریا بہ گیا زمین تب ہی ہی پھول برس رہے ہین برق و رعد کے سحر کی گرمی بہار کے سحر نے ہزارون کو ٹھنڈا کیا ہوا ٹھنڈی چل رہی ہی باغبان نے پھول برسائے لیکن مہر و ماہ جادو وہ بلاے روزگار ہین سبکو جواب دیتی ہین مگر باغبان قدرت بصد صولت و شوکت رکاب سعادت انتساب اسد پر ہاتھ رکھے ہوئے اُڑتا ہوا جاتا ہی سحر سے ساحرون کے شاہزادے کو بچاتا ہی اپنا سینہ سپر کردیا میدان لاشون سے بھر دیا

مہر وماہ کے لشکر کو بھی فتح کبھی شکست لڑائی کا عجب طور سے بند وبست استادان سخنور نے بیان کیا ہی
دشمن پیر برابر لڑائی رہی مگر مہر وماہ جادو نے قدم نہیں ہٹائے لشکر ساحران کو بچاتی ہیں آپ بڑھو بڑھ کے
لڑ رہی ہیں نقیبوں کو اشارہ کیا ہی نقیباء بلند آواز اشعار عبرت پڑھنے لگے نعرہ مار رہے ہیں
صدائیں دیتے ہیں ای مردان عالم یہ میدان کارزار ہی آبرو کا خیال رہے قدم پیچھے نہ ہٹے بڑھ کے
زخم کھا کے سرخرو ہو بزرگوں کا نام روشن کرو دشمن کو شکست دو پہلوان زبردست ہو شعر
نام رستم بھی مٹا دو آج ہی دہ معرکا پھول سو نموود ڈھال کا اور کھاؤ پھل تلوار کا دو دنیا مقام
عبرت ہی نہ جائے عشرت رستم و زال سام و نریمان بڑے بڑے پہلوانان جہان آخر کیا ہوئے
خاک میں مل گئے نشان قبر بھی باقی نہ رہا اب کوئی انکا ذکر بھی نہیں کرتا کسی نے جا کر قبر پر فاتحہ تک بھی
پڑھا لیکن نام جرأت انکا باقی ہی محفلوں میں ذکر ہوتے ہیں مردان عالم انکا حال سنکر روتے ہیں انکے
نام مٹاؤ اپنا رنگ جرأت جماؤ بعد مرنے کے لوگ یاد کریں نام سنکر فریاد کریں یہ آوازیں عبرت خیز جوش
انگیز سنکر جوانوں کو جوش عبرت ہوا بڑھ بڑھ کے لڑنے جاتے ہیں کہ لاکھوں مارے گئے لاشے زمین میں
تڑپ رہے ہیں بھائی کی بھائی کو خبر نہیں جان سے مایوس دریائے فوج میں شناگانہ شناوری کر رہے
ہیں پہر دن پچھلا باقی ہی نہیب شمشیر مردان عالم سے رنگ روئے آفتاب زرد زمین گردیدہ اسد
نامدار کی کنپٹی سے خون ٹپک رہا ہی کھائے زخم تیغ جسم پر کھلے ہوئے بدھیاں زخموں کی پڑی ہوئیں
عمرو و کلیم آوارہ ہوئے حال زار اسد دیکھ رہا ہی کبھی گلیم اتار کے خود بھی جا پڑتا ہی ساحروں سے
بہ طریقہ عیاری لڑتا ہی لیکن یہ یقین کامل ہی کہ زوال مہر وماہ دشوار ہی ایک سا ایک خونخوار لڑاکا
بلائے روزگار ہی دل گھبراتا ہی کہ باغبان وغیرہ بھی زخمی ہوئے ایسا نہو کہ اسد نامدار کو گرفتار کریں
تو بڑی مشکل ہو کیا تدبیر کروں ان سرداران نامی سے مہر وماہ جادو نہیں دبتیں ہر مرتبہ قصد ہوتا ہی
اسد نامدار کو لیکر زنبیل میں چھپا لوں لیکن یہ جوان صاحب غیرت ہی اپنے کو ہلاک کریگا صاحب غیرت
کی خرابی ہی اسکو یہ ننگ قبول نہوگا حقیقت میں ای عمرو عجب طلسم وسیع میں آ کر پھنسے جسکا فتح ہونا
دشوار ہوا ہوشربا ابھی کہاں جزئیات پر یہ فساد ہیں کیونکہ لوح طلسم ہوشربا ملیگی کسطرح کلی آرزو کی
کھلیگی اس سوچ میں عمرو گوشہ صحرا میں کھڑا رو رہا ہی تہ دل سے دعا مانگتا ہی کہ ای باقوتی آسمان
ظاہر ہوا اہل اسلام کے واسطے ابر رحمت تھا قریب آ کر شق ہوا سب نے دیکھا ملکہ بہار شیر زن

طاؤس زرین بال پر سوار بڑے زور وشور سے وہ نامدار گرجتی ہوئی آتی ہی سحر او کر دیا ساحرون پر برق
پڑی لشکر مین آگ لگا دی برق لامع بھی زرگی رعد نے ہزار دون مو الہا رکا گلدستہ چلا باغبان
اسد نامدار کی خدمت مین حاضر ہو آنکھین کے حال کا ناظر ہی ہی خوف تھا افسر اشاہ بیافتاد و نہ پڑے
جہانتک ہو سکے انکو بچائے لیکن بران شمشیرزن صف شکن سحر وساحری مین طاق فنون جرأت
مین مشتاق مہر جادو کو تاکتی ہوئی جاتی تھی خیال ہی کہ جا کر اسکو مار دن کئی مرتبہ سامنا ہوا
ہزار ہا ساحر بیچ مین آگئے خوب سحر ہوئے ماہ جادو جھپٹ کر آئی ملکہ بران کو للکارا ارے خر کو کب
تجھکو بھی یہ لیاقت ہوئی کہ ملازمان شہنشاہ ہوشربا پر نگاہ ڈالتی ہے ابھی اہالیان طلسم نورافشان
ساحران ہوشربا پر غالب نہین آئے ان چند ایفون کو دیکھکر یہ حوصلہ بڑھا ہم لوگون کی جانب
رخ کیا بس ملکہ بران طرف ماہ جادو کے متوجہ ہوئی آواز دی او ماہ جادو بدخو کیسا
ہوش ربا مرنے والے کہین رکتے ہین لاکھ دو کرور سب برابر ہین تلوار باندھی سر ہتیلی پہ رکھا
موت کا مزہ چکھا مرنے سے کیا ڈر ہے جہان ڈرو ہین ہمارا گھر مقابلے مین آ زیادہ باتین نہ بنا
ماہ جادو جا پڑی ملکہ بران پر سحر کیا گولا مارا ملکہ بران نے اسکو کاٹا سمجھن سے برشین جھکین
ملکہ بران نے جوشن سے اختر مرداریہ نکالا ہتیلی پہ رکھکر چمکایا برقعا سے سحر کو سنایا اس سحر
کے دفع ہونے سے ماہ جادو کے ہوش اڑگئے پسینے پسینے ہوگئی اس سحر کا دفع ہونا ناممکن
تھا اس سحر پر دل مطمئن تھا کار دسحر پھینک ماری بت سے ماش کے دانے پھینکے ملکہ بران
نے وہ بھی دفع کیے غصے سے چہرہ سرخ ہوا اس کو ہر بے بہانے دریا سے جرأت نے اختر مرداریہ
ماہ جادو پر پھینک مارا ہر چند ماہ جادو نے چاہا اپنے کو بچاؤن لیکن یہ اختر مرداریہ ہی تحفہ کامل
طلسم نورافشان کب رکتا ہی سینہ پر کینہ ماہ جادو پر ٹوٹ کر پشت کو پار گذرا ماہ جادو ڈگمگا کر
گری لگا بران شمشیرزن مطیع مذہب اسلام ہی جرأت وشوکت مین بڑا نام ہی ماہ جادو کو مارا اب
یقین کامل ہوا اصحاب معجزہ شق القمر کی کنیز ہی یہ یوسف کنعان حسن ہر دل عزیز ہی ماہ جادو
کا جلا ہنگامہ برپا ہوا ماہ جادو کے مرنے سے اندھیرا ہوا آواز آئی کشتی مرا نامم من ملکہ ماہ جادو بود
افسوس مردیم وجان دادیم و بمطلب خود نرسیدم دور سے مہر جادو نے دیکھا کلیجہ پھٹ گیا قوت
بازو کا مزا ہوش پر آگئی وہ قلب تہ آگیا کلیجہ منہ کو آگیا رنگت زرد ہو دل مین درد لب پر آہ سرد چہرہ

پر گرد سر پھیتی ہوئی دوڑی پکاری او بران غضب کیا بانہ و میرا توڑ ڈالا فلک دربند مہر و ماہ کا چاند
غروب ہوا ہرا افسر مجوب ہوا بران نے نعرہ کیا اور پکارا ای مہر جادو ہمن کی بڑی بحث ہی مین تجکو
اسکے پاس پہونچا دون پردہ ہجر اٹھا دون مہر جادو خود مقابلے مین بران کے آئی کہا او دختر کوکب
اب کیا تجکو زندہ چھوڑونگی یہ کہکے بت سے سحر کیے بران نے اختر چمکائے سب سحر صفحے اختر کے
سٹ گئے اختر مروارید سے اس گوہر صدف خوبی کی آبرو ہی سحر نایاب زلفون کو پیچ و تاب چہرہ پہ
قہر و عتاب آئینہ رخسار پر گرد و غبار آمادہ حرب و پیکار اختر مروارید کو چرخ دیا جھٹ کر مارا عین پیشانی
پر مہر جادو کے پڑا جو پیش آنی تھی وہی پیش آئی ستارہ مہر جادو کا گردش مین تھا سر پھٹ گیا
لہرا کر زمین پر گری دھوان بلند ہوا صدائین مختلف آنے لگین نخل صحرا تھرائے تھے کف افسوس ملتے
تھے شاخین سر پیٹنے لگین طائر گلستان سے اُڑے صدائین ہیہات دیتے تھے بعدہ عرصہ دراز صحرا
مین . وشنی ہوئی آواز بطور مذکور آئی مہر و ماہ جادو کے مرنے سے زوال لشکر ہوا ساحر بھاگنے
لگے ملازمان اسد نے صدہا کو گرفتار کر لیا ایک ایک ڈوری مین دس دس کو باندھا شیران
سلطنت رومال سے ہاتھ باندھ کے حاضر خدمت طلسم کشا ہوئے اسد نے تلوار کو نیام مین کیا فوراً
لڑائی موقوف ہوئی رئیسان شہر نے آکر قدمبوسی کی سب سرداروں نے ملکہ بران شمشیر زن کی بہت
تعریف کی اب طرف دربند مہر و ماہ کے بھاؤ کے چلے نوبت نقارے بجتے ہوئے زر و جواہر نثار ہوتا
ہوا بڑی شوکت و شان سے طرف دربند مہر و ماہ کے سواری اسد کی مثل باد بہاری جاتی ہے عمرو
کو بڑی خوشی ہے کہ اب لوح طلسمی ملیگی دربند مہر و ماہ کا خود اپنی زبان سے بتا دیا تھا وزیران سلطنت سے
پوچھتا ہوا جاتا تھا کہ یارو شہنشاہ طلسم ہوشربا نے لوح طلسمی پاس ملکہ مہر و ماہ جادو کے رکھوا
دی تھی آپ لوگین کو کچھ خبر ہے جو لوح طلسمی کا پتا بتائیگا دولت دنیا سے نہال ہو جائیگا سلطنت ممالک
طلسم ہوشربا ملیگی وزرا امیر جواب دیتے ہیں اے شہنشاہ اوج عیاری ہمین بالکل اسکا احوال نہین معلوم
ہے جو کوئی ایسا جواب دیتا ہے عمرو کے ہوش اڑ جاتے ہین دوسرے سے پوچھتا ہے بھائی تم بتا دو وہ بھی ایسا ہی
جواب دیتا ہے عمرو قریب ملکہ بہار جادو کے گیا کہا اے ملکہ عالم تم نے سنا لوح کا نشان نہین ملتا ہائے خدا اسکی جستجو
کرو ورنہ غضب ہوگا ہم بڑی کوشش سے یہان تک پہنچے طلسم صندل پر لڑے کیا کیا مہرکے جیتے دربند مہر و ماہ
بھی آئے یہان بھی وہ کونکا کھیت ہوا ابھی تک پتا نہین ملتا بہار رنگ گئے برجیس پریشان شہر سے ملاو انکی ہر اک سے پوچھا بجت

بہ کیفیت کہ صاحب لوح طلسمی ہمارے شہریار نے ملک داؤد یہ پر حاصل کی مقام مرحلۂ ہنگ خونخوار
پر مقابلہ بھی پُرانے شاہزادے نے یکہ و تنہا جا کر اُس مکار کو مارا اور دو چار مقابلے اُس مقام پر ایسے
ہوئے کہ اُسکے ذکر سے شہنشاہ کانپتے ہونگے شب کو نیند نہ آتی ہوگی مرشد زادے مصور جادو
صورت نگار کا شہنشاہ اوج عیاری نے یہ نقشہ کیا اسقدر کوڑے مارے میاں بی بی پر کوڑہ لگا
یقین ہے اب تک کمال زخمی ہوگی اُسی مقام پر افراسیاب نے مکر کیا صرصر کو بھیجا وہ لوح چرا لائی خواجہ
عمرو بصورت حیرت جادو پاس افراسیاب کے پہونچے خود اُسنے اپنی زبان سے کہا کہ میں نے لوح
دربند مہر و ماہ پر روانہ کی ہے اُسی شمار پر خواجہ عمرو اسد نامدار کو ہمراہ لیکر بر سر طلسم صندل پہونچے
عنایت سے خدا کی اُسے فتح کیا اگرچہ خبر مفصل نہ ملی کسکو دوسرا تھا کہ طلسم صندل پر جاتا اب
دربند مہر و ماہ پر پہونچے فتاح طلسمات عالم نے اس دربند کو بھی مفتوح کرایا مہر و ماہ اپنے غرور میں
قتل ہوئیں سوائے ذات پروردگار کے کسی کو غرور زیبندہ و سزاوار نہیں ہے بس یہاں تو طلسم کشا
کا ساتھ دو لوح طلسمی کا نشان بتاؤ ہر ایک سردار نامدار نے یہ سنکر سر جھکایا عرض کی اے ملکہ عالم قسم ہے
دین جدید کی ہمیں بالکل نہیں معلوم ہمارے سامنے لوح طلسمی نہیں آئی یا اگر آئی ہوگی خزانہ شہنشاہی
سے نشان ملیگا ہم لوگ سب عاشقان جمال اسد ہیں حال لوح طلسم سے بالکل نابلد ہیں یہ باتیں کرتے
ہوئے بعد عظم و شان فرحان و شادان داخل قلعہ مہر و ماہ ہوئے دیکھا ملک آباد رعایا دلشاد
مقام زرریز زمین حسن خیز عمارتیں پختہ بازار کھلے ہوئے دوکاندار سیج و شری پر بیٹھے ہوئے جوہری بچے
حسین سرخ سبز نند کیاسی پگڑیاں سر پر گوری گوری صورتیں مٹی کی مورتیں سونیکے بالے
انمیں مروارید بے بہا دہ بالے کانوں پر چڑھے ہوئے نام اُنکے یاقوت جوہری و لالہ چنالال بعض
کا نام لعل چند نفاست پسند لباس ہائے فاخرہ زیب جسم جواہرات اعلی و بیش قیمت کے انبار ہی کھانے
کھلے ہوئے خرید و فروخت کا بازار گرم ایک جانب دلال بے شرم خریدار سے اُلجھے ہیں کبھی دوکاندار
سے دو وانی مانگتے ہیں زبان کے جوہری رگ و ریشے میں ذات بھری ہوئی گاہک کو راضی کریں اپنا
دامن مدعا بھریں بالاخانے دوکان کمرے عمدہ اُسپر نازنینان زہرہ جبین زہرہ جبینان مہر تمکین معشوقان
عاشق خصال ابروان خمدار رشک ہلال انگڑیوں میں لگاوٹ کمروں کی بجاوٹ گیسوں پہ
جلوہ فرما سازندے حاضر ٹوٹے سارنگی کے بلند سب ساز انکے میں ساز کیے ہوئے سریلی آوازیں کروں

پر مجرے ہو رہے ہیں عاشق تنون کا مجمع تصویر ہاے دلپذیر کا مرقع خوبرویان عالم محو تماشا سواری
کے دیکھنے کے مشتاق ہر گھر کر آمد طلسم کشا ہو جو حسن و جمال میں یکتا ہو زیر دوکان کنجڑنون کی دوکانین
کنجڑین حسین شوخ مزاج نازک اندام بھاری لنگے نینو کے ڈوپٹے اسپر دولائیان باکنین صفائیان
نارنگیون کی بیچنے والی کوون سے رنجبت گوری سانولی صورت شعر سدا اپنے عاشق پہ یون نعرہ زن
کرے نار پستان دسیب ذقن پکسی پر نثار ہو وسور کہ نارنگی چکھ ہم سے محبت کم رکھین صدا ہی
گنڈیریان پونڈے کی بانار مین ہنگامہ اہلیان شہر و وراستہ جمع شرکین مجڑکی جاتی ہین ستے
آبرو دار و رویان زیب جسم نیک ساس پیروان احکام خضر والیاس یکایک نقارے پر چوب پڑی
آمد لشکر طلسم کشا ہوئی آگے آگے چوبدار صدا ئین لگاتے ہوے مصرع بڑے عمر و دولت قدم
با قدم چلے انکے بعد شتر سوار سانڈنی سوار بعد انکے اسباب ماہی و مراتب اُسکے آگے شہسوار عرصہ
یکہ تازی اسد بن کرب غازی مرکب صبا رفتار پر سوار بدبدبہ و شوکت و لیاقت و سطوت چہرہ
سے اُس شیر کے نمایان چہرہ رشک ماہ درخشان دریاے سلاح مین غوطہ مارے ہوے پہلو مین
شمشیر ہلالی سپر رشک گردۂ آفتاب اُس سپر فولادی کو دیکھ شگفتگی حصول دامن مین پھول نیزہ
ہاتھ مین سنان مثل زبان افعی تڑپتی ہوئی ناگن پر قبضہ پھریرہ کھلا ہوا اس شان و شوکت سے
وہ صاحب اقبال گرد سرداران باکمال باغبان قدرت رکاب پر ہاتھ رکھے ہوے ایک جانب
ملکہ بہار رنگین مزاج ایک جانب رعد و برق ایک جانب برق لامع ایک جانب ملکہ بران
شمشیر زن دختر شہنشاہ کوکب بعہد ادب کنت پر ملک اختر اہتمام سواری کرتا ہوا صندلان
صندلی پوش ایک جانب ملکہ شمیم گلپیرہن عاشق جمال اس صف شکن جاہ وحشم سواری کا
دیکھکے اہلیان شہر واسطے تسلیم کے جھکے اسد دونون ہاتھ سے بخلق و مروت ایک ایک
غریب و امیر کو جواب سلام دیتے ہوے اس شان و شوکت سے سواری گذری اہلیان
شہر نے دعا دی ای پروردگار اس افسر والا حشم کو بجاہ و جلال و باقبال اس شہر کی حکومت
کرنا نصیب ہو عدو پامال ہو ہوا خواہان دولت آباد و شاد رہین دل بہ جاے انکی محبت کے
سکے پڑے ہین زر و جواہر لٹتا ہوا ایک ایک فقیر کو غنی کر دیا دامن مراد ہر ایک سائل کا زر سرخ
و سفید سے بھر دیا میان شہ شاہزادے کو لیے ہوئے داخل دارالامارۂ شاہی ہوئے ملک اختر

بعد کردفر سریر جہانبانی پر متمکن ہوا اسد نامدار دنگی زرین پر کرسی جواہر نگار برائے خواجہ عمرو نامدار
اپنے اپنے عہدون پر سرداران نامی پہلوانان گرامی بعید و قریب آکر جلوہ فرما ہوئے بجمعیت عیش کو معطل
کیا انجمن مشاورت منعقد ہوئی رئیسان شہر سرداران مہر و ماہ سب حاضر ہین عمرو نے پکار کر آواز
دی ای رئیسان دربند مہر و ماہ ای سرداران عالیجاہ تم سب صاحبون سے خواہش ہی طلسم کشا کو
انتہائی کاوش ہی حال لوح بتاؤ خزانہ دار کو بلاؤ خزانچی فوراً حاضر ہوا عمرو نے حکم دیا کہ خزانہ کھولو
در خزانہ وا ہوا سب طرح کے اسباب نکلنے لگے صندوقچے جواہرات کے اسباب نفیس گٹھریان پشمینے
کی ایک ایک رومال دوشالہ نایاب جسمین ملک کشمیر کا خراج صرف ہوا صناعان چابکدست نے بنایا
اسباب نقرئی طلائی پاکمرین سوتیون کی اسلحہ جواہر نگار تاج مکلل بجواہر قبضہ ہاے شمشیر بے نظیر
اشیاے نادرہ اجناس نفیسہ خزانہ دار نے نکال کر انبار کر دیے اسباب معقول سے قصر بھر گیے
ہر چند تلاش کیا خزانے مین لوح کو نہ پایا خزانہ دار نے عرض کی حضور کو کس شی کی تلاش ہی غلام
سے بزرگ خزانہ دار رہے کل اشیا کی فہرست غلام کے پاس موجود ہی کوئی شی ایسی نہین ہی کہ فہرست
سے باہر ہو یا غلام اسکے راز سے ناماہر ہو عمرو نے کہا ای خازن مخزن ملک مہر و ماہ ای معتبر عالیجاہ
لوح طلسمی کی جستجو ہی یہی طلسم کشا کی آرزو ہی اس شہر کی سلطنت و لوح طلسمی کا پتا دو علاوہ اس خزانے
کے کوئی اور بھی ایسا مقام ہی جہان اشیاے نادرہ رکھی جاتی ہون خزانہ دار نے دست بستہ
عرض کی ای شہنشاہ اقلیم عیاری ای تاجدار ممالک خنجر گزاری غلامان جانباز کی مجال ہی کہ خلاف
حکم شہنشاہی زبان ہلائین آپ کے سامنے راز چھپائین ہمنے آج تک لوح طلسم ہوش ربا کا نام
نہین سنا نہ ہماری شاہزادیان مہر و ماہ جادو وہان گمان نہ کبھی افراسیاب نے اسطرح کے
مضمون کا نامہ لکھا کہ جسمین ذکر لوح ہوتا غلام بیان کا رازدار ہی خزانہ دار نے جو یہ تقریر سامنے
عمرو کے بیان کی آب رنگ روے عمرو متغیر ہوا اس خیال مین کہ راہ پر بلا کو کس مصیبت سے
جھیلا طلسم صندل پر جا کر سر فروشی کی قتل صندل جادو کی صورت غیب سے پیدا ہوئی انگشتر
عجائب نے دستگیری کی کیسی قیامت کی لڑائی پڑی کس کو امید تھی کہ تا دربند مہر و ماہ پہونچینگے
یہان بھی اگر گوہر مراد نہ حاصل ہوا ان خیالات مین قریب تھا کہ عمرو بشدت بیقراری سے بیہوش
ہو جاے آہ کا نعرہ کرکے زمین مین گرا ایڑیان رگڑنے لگا بہار و باغبان و یلان اپنے مقام سے اٹھے

تسکین دینے لگے کہ خواجہ آپ ہمیشہ ہمکو سمجھاتے ہین آپ اسقدر گھبراتے ہین خضر راہبر منزل مقصد پر
پہونچائیگا انشاء اللہ تعالے گوہر مراد ہاتھ آئیگا صورت فتح طلسم ہوشربا کی پیدا ہوگی صاف صاف
کتابون مین لکھا ہی کہ اسد نامدار طلسم ہوشربا کا فتاح ہی عجائب و غرائب طلسمات کا سیاح ہی افراسیاب
کا قاتل بہادر کامل جم طلسم ہوشربا تمام ہو چکی ہی لیکن وقت پر موقوف ہی آپ اگر اسقدر گھبرا ئینگے
الامان و الحفیظ لشکر پراگندہ ہو جائینگے لشکر کا تھمنا جمنا دشوار ہوگا ایک دن مین افراسیاب زمین و آسمان
ملا دیگا آپ کو مناسب ہی بہ تدبیر معقول بہ صلاح شائستہ اس مقدمات مین کلام کیجیے ایک رائے وار
پا وے اُسپر کاربند ہو جیے غیب سے مدد ہوگی چشم زدن مین یہ بلا رد ہوگی چونکہ باغبان قدرت
فصیح و بلیغ عقیل و فہیم دانائے روزگار وزیر اعظم افراسیاب نابکار ہی اس طریقہ سے اُسنے خوب
کو سمجھایا عمرو کے بھی ذہن مین آیا کہ گھبرانے سے کیا ہوگا ایسا نہو میرے پریشان ہونے سے اسد
نوجوان صاحب شوکت و شان گھبرا جاے خدانخواستہ اپنے کو ہلاک کرے یا یکہ و تنہا کسی جانب
نکل جاے صف شکن تیغ زن ہی لشکر افراسیاب سے لڑے اس ملک مین ساحرون کا جنگل
ہی مکار غدار افراسیاب کو آٹھ پہر یہی فکر ہی جسطرح بنے اسد کو قتل کرون یہ سرکردہ لشکر ہی خدانخواستہ
اُسپر کوئی اُفتاد پڑے اسی کے نام فتاحی نکلی ہی اگر صاحبقران بھی آئینگے طلسم فتح نہوگا فرستادہ
یزدان سے تاکوہ عقیق افتین برپا کردیگا میدان لاشون سے بھر دیگا اس شیردل کے نام سے
خوف غالب ہی ایسے ایسے تصورات دل مین سوچ عمرو کرسی پر آکر بیٹھا کہا ای باغبان وای
حاضرین دربار مجھے لوح کا افسوس نہین ہی اسوقت اپنے آقاے نامدار کو یاد کیا وہ میرا آئینہ
کا معشوق ہی میرا آقاے نامدار قدرشناس فلک ساس اُسکی جدائی شاق ہی دیدہ دل نظارۂ
جمال کا مشتاق ہی اس خیال نے پریشان کیا آئینہ تصویر مین صورت اپنے آقا کی دیکھ رہا تھا
انشاء اللہ بحول قوت الٰہی و بہ تائید فیوض نامتناہی اگر افراسیاب لوح کو بالاے آسمان لیجائیگا
مثل دعاے مظلومان بالصورت ہوا اپنے کو تا بہ فلک اول پہونچا دونگا لوح تلاش کرکے لاؤنگا
اگر تحت الثری مین اس تحفہ نایاب کو لیجائیگا عنایت سے پروردگار کے مثل قطرۂ آب جذب
ہو جاونگا لوح کو لاؤنگا کچھ اسکا تردد نہین ہی افراسیاب نے باتون مین مجھکو دھوکا دیا یہ خلاف
کہا کہ لوح کو دربند مہر و ماہ پہ بھیجیا اب صلاح معقول مناسب ہی غالب ہی کہ گوہر مراد دستیاب

ہوا اب سب صاحبوں کی جو صلاح قرار پائے اُس جانب لشکر کشی کریں باغبان نے کہا ایک بات
ہمکو بتلایئے ہم گم کردگان وادی حیرت ہیں آوارۂ دشت غربت ہیں آپ لوگوں کے یہاں کا کیا
طریقہ ہی جب کوئی شے گم ہوجاتی ہی اور اُسکا پتا نہیں ملتا تو آپ لوگ کیونکر دریافت کرتے ہیں
اسکا حال مفصل فرمایئے تو ہم کچھ عرض کریں عمرو نے کہا اے وزیر اعظم اے صاحب شوکت وحشم ہمارا
مذہب مثل آفتاب عالمتاب روشن ہی جب کسی امر غیب پر دست نارسی ہوتی ہی اور پتہ نہیں ملتا
اسوقت عبادتخانہ آراستہ ہوکر صاحب مدعا بخضوع وخشوع اپنے رب کریم سے رجوع کرتا ہی صاحب
مطلب کو بشارت ہوتی ہی اکثر بزرگان دین عالم خواب مین تشریف لاتے ہین اُس طلسم کی بزرگ
رہبری فرماتے ہین اکثر صاحبقران زمان کو صفحۂ طلسمات مین مکتوب ملا اگر بشارت ہی صحیح وصادق ہی
اگر مکتوب ملا تو اسکے انجام کی امید واثق ہی اسی ہدایت پر دست حق پرست صاحبقران سے صدہا
طلسمات فتح ہوئے باغبان قدرت نے یہ سنکر جواب دیا بس آجتک بموجب اپنے مذہب بزرگ کے
سراسر خلاف کیا اب اُسکے کاربند ہوجیے اس سے بہتر کیا بات ہی آپ کے مذہب کی ظاہر کرامات ہی ہم
لوگ طرف لشکر کے چلیں اسد نامدار مصروف عبادت ہون یہی مدعا سے دل بخضوع وخشوع اپنے خلق
بے نیاز سے عرض کرین کہ اے معبود حقیقی واے رب تحقیقی اپنی رحیمی سے ظاہر فرما کہ لوح طلسم ہوشربا
افراسیاب جادو نے کہان رکھی کسکے پاس ہی لفظاً لفظاً اپنے پیدا کرنے والے سے عرض کرین اُن
مدعا کو ہر مراد سے بھرین امید واثق ہی کہ صفحۂ مخفی ظاہر ہو عنایت سے پروردگار کے اب یہان بھی
لشکر بزرگ جمع ہوگیا اخضر الیاس شاہ ہمراہ ہی جس مقام کا پتہ ملیگا یہ اس سرحد کے رازدار ہین ہم اس
اقلیم مین بیکار رہین کبھی اسطرف گذر نہین ہوا یہان سے تا طلسم صندل آپ کی عملداری ہی سب
خیرخواہان دولت ہین ساحران زبردست ساتھ دینگے جس مقام کا پتہ ملیگا بخیر وخوبی پہونچا دینگے
یہ رائے باغبان قدرت کی سب کو پسند آئی لیکن عمرو نے کہا ہم لوگون کو ٹھہرنا مناسب ہی کہ ثابت
ہو غیب سے اسد نامدار کو کیا حکم ملا بہار وغیرہ نے جواب دیا ہم لوگون کا یہان ٹھہرنا بہتر نہین ہی
لشکر مین سوائے ملکہ مہرخ کے کون ایسا سردار ہی کہ بار لشکر افراسیاب اُٹھا سکے یا حیرت سے آنکھ
ملا سکے ایسا نہو کوئی ساحر آیا ہو دھاوا ڈالا ہو خدانخواستہ ملکہ مہرخ کو شکست حاصل ہو پڑاؤ چھوٹ
جائے پھر اُس مقام پر لشکر کا لانا بارگاہون کا استادہ کرانا دشوار ہوگا بعد شکست ترتیب لشکر مشکل

حیرت جادو و انتظام مین کامل ہو اب ہم لوگون کی یہان ضرورت نہین اخضر نے بھی دست بستہ عرض
کی حضور آپ طلسم کشا سے مطمئن رہین غلام کسی حال مین ہاں ہون وقت طلسم کشا نہ چھوڑیگا جہان تشریف
لیجائینگے مع لشکر ہمراہ جاونگا سرداران نامی کو مع خواجہ عمرو ان کلمات اخضر نامدار پر اطمینان ہوا
یہی صلاح قرار پائی کہ ہم لوگ تو فوراً طرف لشکر اسلام کے روانہ ہوجائین اپنے کو بہ تعجیل لشکر ملکہ مہرخ
مین پہونچائین اے ملک اخضر تم برائے اسد نامدار عبادت خانہ آراستہ کرو یہ دعا مین مصروف ہو
دل وجان سے شاہزادے کی حفاظت کرنا ہمین تمھاری ذات سے سب طرح کا یقین ہے پروردگار
انجام بخیر کرے مقام لوح دستیاب ہو یہ برائے حصول لوح جائین تم ترتیب لشکر کرنا لیکن ایک نامہ
مندرجہ حالات خیریت سمات معرفت طائر سحر ہمکو بھی روانہ کرنا اخضر نے بدل وجان قبول کیا ملکہ
بہار نے ایک تخت سحر تیار کیا لیکن عمرو نے کہا ملکہ مہرخ گھبرا رہی ہونگی ہم تم کل روانہ ہونگے ایک
نامہ مندرج بخیر خیر و خوبی طرف ملکہ مہرخ کے روانہ کرو و انشاءاللہ ہم تم بھی پہونچ جائینگے یہ رائے
سبکو پسند آئی بہار نے اپنے ہاتھ سے ایک نامہ لکھا تمام کیفیت فتح طلسم صندل و قتل مہرو ماہ جادو
و تدبیر حصول لوح اسمین مندرج کیا یہ بھی لکھدیا ہم لوگ فلان فلان سردار فلان رستے سے حاضر
خدمت ہوتے ہین تردد کو راہ نہ دیجیے گا یہ نامہ ایک ملازم اخضر کو دیا کہ وہ نہایت تیز رو تھا فوراً نامہ
لیکر طرف لشکر اسلام کے روانہ ہوا اس نامہ سوار کا احوال وقت پر تحریر ہوگا اب ملکہ بہار و رعد
و برق و برق لامع و ملکہ بران شمشیر زن و باغبان قدرت و خواجہ عمرو بن امیہ نامدار تخت
سحر پر سوار ہو کر طرف لشکر ظفر اثر ملکہ مہرخ کے روانہ ہوتے ہین انکا حال بھی ظاہر ہوگا اسد نامدار
نے ملک اخضر کو حکم دیا کہ ایک عبادت خانہ آراستہ ہو ملک اخضر نے ایک مکان طیب و طاہر کو زرات
سے آراستہ کیا سجادہ واسطے اسد غازی کے بچھایا اسد غازی بخواہش حصول لوح مصروف
عبادت ہوتے ہین انشاءاللہ اس داستان شوکت بیان کو یہ کیفیت تمام تحریر کیا جائیگا عجب
داستان حیرت بیان ہے جسوقت ناظرین ملاحظہ فرماوینگے خط وافر اٹھاوینگے

دو کلمہ داستان شوکت بیان لشکر زلزلہ قاف ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران و لشکر نقارہ روانہ کرنا افراسیاب کا بہمن جادو کو برائے مدد زمرد شاہ باختری ساقی نامہ بطور ترکیب بند

ساقی ہے سبو رائگان ہی
لبریز ہوا ہی کاسۂ غم
جام مئے عشق سے چھکا ہون
اکبارگی آگئی بیہوشی
اٹھے بھی نہ تھے کہ گر پڑے ہم
بس پردہ نشین نے تیز دیکھا
یون غور سے بند ہو کی باتین
یعنی مئے جان گر کرون مین
چپ رہنے کا ماجرا نہ پوچھو
ای ہمدم جان نواز مجھسے

خم بھر دے کہ چشم خونفشان ہی
کیا دور بلائے ناگہان ہی
یہ زہر کشندہ نوش جان ہی
پر مستی شوق سرگران ہی
کیا لغزش با زبان زمان ہی
اس جوش پہ راز دل نہان ہی
سننے کا مرے سبب عیان ہی
جس بات مین جان کا زیان ہی
کب حرف یہ لائق بیان ہی
کیا دل کی کہون مین دل کہان ہی

ان شوخ چنان ربود از من
گوئی کہ دلم نبود از من

یون چھوڑ کے چلا گیا دل
دلدار کے کھینچنے پڑے ناز
یہ دشمن جان تمھین مبارک
کیون دعوے دلربائی اتنا
دیتا ہون دم ایسے فتنہ گر پہ
اس چشم نے کر دیا خراب آخر
کیسی مری جان پر بن آئی
گھونٹے ہی کوئی گلے کو ہر دم
ای محرم راز کیا کہون مین
ای مونس غمگسار ہر دم

ہی اس سے زیادہ بیوفا دل
افسوس کہ میرے پاس تھا دل
یعنے نہین میرے کام کا دل
مائل ادھر آپ ہی ہوا دل
انصاف سے دیکھنا مرا دل
تھا ورنہ بہت ہی پارسا دل
اللہ مگر آگیا ہی کیا دل
کیا بات کرون کہ ہی خفا دل
بس آفت جان سے لگا دل
کیا پوچھے ہی کیونکہ لیگیا دل

ان شوخ چنان ربود از من

گوئی کہ دلم بنود از من

چہرہ داستان غازیان دیندار و مجاہدان شور شعار و دلاوران صف شکن و سرفروشان شمشیر زن
حالات جلالت آیات جنگ صاحبقران بصد عظم وشانی یون تحریر فرماتے ہین ناظم

نویسندگان سخن پروران | بسطیر اوراق این داستان | مضامین رنگین بہم کردہ اند
سطور مرصع رقم کردہ اند | زرزر قاف ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران امیر عالی شان بارگاہ

سلیمانی مین جلوہ فرما ہین تمام غازیان دیندار و مجاہدان شور شعار و پہلوانان عالی وقار و فرزندان نامدار اپنے اپنے مقام پر شکن ہین کرسی بہ بدر پر جواہر بن عمرو عمدۃ الفسری پر بیٹھا ہی عیاران خنجر گذار دمکاران نامدار تخت ہاے زرین پر شاہ فرماتے ہین عرصہ دراز ہوا کہ لقا نے طبل جنگی نہین بجوایا صاحبقران زمان نے جواہر بن عمرو سے پوچھا ای جہتر دالا گہر ای نور نگاہ خواجہ عمرو کیا سبب ہی کہ لقا نے طبل جنگی نہین بجوایا شاید کوئی ساحر طلسم ہوش ربا سے فی الحال نہین آیا اسکو بمفصل دریافت کرو جواہر نے عرض کی ابھی غلام کو خبر ملی ہی کہ لقا نے نامہ طرف افراسیاب جادو کے روانہ کیا ایک ساحر جواب لیکر آیا تھا اسمین یہ مرقوم تھا کہ یا خداوند رحم فرمایئے طلسم برباد ہوا جاتا ہی طلسم کشا لوح کی فکر مین ہی اکثر مقامات معقول فتح کیے تقدیر برجستہ کیجیے غلام کو تسکین دیجیے ایسا نہو طلسم کشا لوح پا جاے پھر طلسم ہوش ربا نہ بچیگا اب تو غلام نے ہمن جادو کو مع ساٹھ ہزار ساحران غدار کے بمدد حضور روانہ کیا ہی غلام بھی حاضر خدمت ہوگا ایک دن مین کل مسلمانون کو قتل کرکے قدرت کو بالاے قیطول پہونچائیگا ہمیشہ خدمت مین حاضر رہیگا اگر ہمن پر کوئی افتاد پڑے یا غرور کرے قدرت اسکو بھی بہشت مین بھیج دین یہ بندہ حقیر خود حاضر خدمت فیضہ رجعت ہو کر ایک چشم زدن مین مسلمانون کو غارت کردیگا قدرت کو بالاے قیطول خود پہونچا دیگا شیر قدرت لقب پائیگا حضور یہ نامہ پڑھکر لقا بہت خوش ہوا صبح وشام مین ہمن جادو آیا چاہتا ہی مگر یہ بھی مرقوم تھا کہ ہمن جادو عیش پسند عیش کرتا ہوا آتا ہی عرصہ دراز مین پہونچیگا اس ہفتہ عشرہ مین تو نہین آتا ادھر سلیمان عنبرین موے کوہی کا عزیز پہلوان سمندر کوہی بڑے جوش مین آتا ہی اپنی جرات پر ناز ہی اُسنے بھی سلیمان کو لکھا ہی کہ حضور مین اگر فرزندان حمزہ سے مقابلہ کرونگا فرزندان حمزہ نے بڑے نام پیدا کیے ہین جو انکو زیر و زبر کریگا پہلوانان عالم مین بڑا نام ہوگا ہفتہ عشرہ مین وہ پہونچیگا ایک ہفتہ جنگ موقوف ہی

کوہستان سے پہلوان ہوشربا سے ساحر جب آئینگے تب طبل جنگی بجیگا یہ سنکر صاحبقران خاموش ہوے
راوی شیرین کلام نے اس داستان شوکت بیان کو بعد کیفیت یون تحریر فرمایا ہی کہ صاحبقران زمان
نے تیسرے پہر آکر دربار کیا یکایک کچھہ ٹکڑا سے ابر آسمان پر آئے بوندیان پڑنے لگین ہواے سرد چلی
صاحبقران زمان کو عرصۂ دراز گذرا مہلت لڑائی سے نہین ملتی ابر کو جو ملاحظ فرمایا ہواے شکار ہوئی حکم
ہوا خاقان ابن الخاقان بہرام گردن خاقان چین ہمارے یار قدیم رفیق ندیم کو بلاؤ جب بہرام
حاضر خدمت ہوا صاحبقران نے فرمایا اے یار وفادار اے مونس و غمگسار راہ جہاد دین اسلام مین عیش و
آرام بالکل ترک ہوا لیکن ہزار ہزار شکر ہی اُس بے نیاز کا کہ اُسنے مجھہ مورضعیف کو مرتبۂ سلیمانی عطا
فرمایا رتبۂ عالی پر پہونچایا دیندار مجاہد مشہور ہوا اہل اسلام کا سردار ہوا باطل پرستون پر بلا نازل
ہوئی لقا ایسا مغرور چھپا پھرتا ہی جان بچاتا ہی سلیمان عنبرین موے کوہی ایسا دیو خصال
مقابلے مین نہین آتا ہی حیلے حوالے مین بیچارا جان بچاتے ہین آج فراق مین اپنے یار وفادار
عمرو نامدار کے دل بیقرار ہی جذبۂ محبت کھینچتا ہی کہ پر پرواز پیدا کرون اپنے کو تا بہ طلسم ہوشربا
پہونچاؤن اپنے دوست صادق کو دیکھون صحبت عیش مہیا ہو اُسکی باتون کے کان مشتاق ہین
لیکن مجبور و ناچار چند لیب پر شکستہ ہون چمن باغ فرحت دور ہی بے پری کا قصور ہی راہ مین سد بند
طلسم حائل ہین لقا نے دانتون سے زمین پکڑی ہی اگرچہ بیچارا شکست کھاکر بھاگے اُس حال مین
جاے کمین بھی تعاقب کرون دربندون پر لڑائی پڑے جان سناؤن جسطرح بنے سرحد ہوشربا تک
چلون لیکن امریست مشکل کاریست دشوار دیکھین کسدن فلک پردہ حجر اٹھاتا ہی ہمکو ہمارے
یار جانی سے ملاتا ہی نہین معلوم وہ بھی کس مصیبت مین ہی کہ ہمکو فراموش کیا یقین ہی وہ بھی ہمارے
واسطے تڑپتا ہوگا میرے فرزند بدیع الزمان کی رہائی کی فکر کرتا ہوگا لیکن نتیجہ قابض نہین ہوتا ورنہ
وہ ضرور آتا اپنے کو ہم تک پہونچاتا اے برادر بجان برابر براے دفع ملال خاطر سامان شکار مہیا کرو
دو چار دن چلکر شکار کھیلین دل بہلائین بہرام نے عرض کی منت بجان دارم جسوقت حضور محلات
عالی سے برآمد ہونگے کل سامان شکار حاضر رہیگا غلام بھی ہمراہ رکاب سعادت مآب چلیگا یہ
سنکر پادشاہ بجاہ نے عرض کی کہ بدحالی تبارسیری کیا مجال کہ لاے اقدس مین دخل دون
لیکن ملک پر آشوب آپ کے نام کے سبب باطل پرست دشمن ہر منزل پہ رہزن موجود مین ایسا نہو ذات

حضور پر کچھ چشم زخم پہونچے لشکر مین پریشانی حاصل ہوگی سردارون کو کیونکر تسکین دل ہوگی یا تو تشریف
نہ لیجا ئیے یا لندھور بن سعدان بادشاہ کل ہندوستان کو اپنے ساتھ لیجیے حفاظت ضرور ہی تغافل
نہ کرنا عقل کا قصور ہی صاحبقران نے مسکرا کر فرمایا اے شہنشاہ گیتی ستان نبیرۂ نوشیروان خدا آپکو
سلامت رکھے بات آپ نے معقول فرمائی لیکن کیا خوف ہی حافظ حقیقی مالک تحقیق ہر مقام پر ساتھ ہی
اسکا دامن قدرت ہمارا ہاتھ ہی ہر مقام پر بچائیگا جو نوشتۂ پیشانی ہی پیش آئیگا جو ہونے والا ہی ضرور
ہوگا پس فکر بیکار بندہ مجبور و ناچار ہی اگر خداوند مالک و مختار اب مین زبان سے کہہ چکا بموجب
ارشاد یہ حفاظت کریگا بعد ایک شب کے چلا آؤنگا واسطے اپنے دوست صادق کے بہت دل
گھبراتا ہی خدا نخواستہ اجل عمرو کسی بلا مین مبتلا ہی خود بخود دل پریشان ہی کسکو بھیجون کون جا کر میرے
دوست کی خبر لائے قلب ناصبور اطمینان پائے واللہ ہر قدر مجھکو عمرو کی یاد ہی کہ راتین اختر شماری مین دن
بیقراری مین گزرتا ہی حال دل کس سے کہون ہر وقت اُسیکی یاد ہی قلب شاکی فریاد ہی نظم

عمر زایام جوانی یادگارے ماندہ است ـــ آتشے ہی شد بر دون لیکن خمارے ماندہ است
حسن جائے عشق میگیرد کہ بعد از کوہکن ـــ نقش شیرین را بہ بین در کوہسارے ماندہ است
سفتم و آن در قفس مرغ دلم را چند روز ـــ ورنہ بر بالش زچندین دام تارے ماندہ است
آہوئے کہ چشمش بہ پہلو دار و از دنبال پر ـــ آنکہ زخمی نیست از دست شکارے ماندہ است
ذرہ ہم از عشق تا در دل بود غافل مباش ـــ شعلہ روزی میکشد سر گز شرارے ماندہ است
عشق او نگذاشت اے ناصح بمن ہیچ اختیار ـــ اختیارم گریہ بے اختیارے ماندہ است
رحم کن بہر خدا بر غربت سوداکی او ـــ در دیارے دور از خویش و تبارے ماندہ است

بیان پہونچنا صاحبقران کے فرزندان عمرو بیقرار ہو کر روئے جواہر بن عمرو نے عرض کی ای آقائے نامدار ای
قدر دان ذیوقار بھائی چالاک بن عمرو بعد کرو فر ڈھونڈتے ہوئے ہوشربا مین پہونچے ماشاء اللہ کیا کمال
ہی کیا جاہ و جلال ہی خود افراسیاب اپنے ساتھ لیگیا کئی مقام پر اُسکو چپٹ پٹ بیہوش کیا لیکن وہ
ایسا سخت جان تھا قتل نہ کر سکے مگر منزل مقصد پر پہونچا اگر غلام کو حکم ملے غلام بھی اپنے کو خدمت مین
والد نامدار کے پہونچائے اگر بن پڑے تو خبر خیر و عافیت لیکر آئے یا حکم پر حضور کے جان نثار کرون راہ
دور و دراز ہی ساحران در بند کوئی حفاظت پر نازہی ایسا دنیا ساحر بھی نہین جا سکتا غیر ساحر کی

کیا حقیقت ہی اگر اقبال شاہنشاہی ہمراہ ہو گا ضرور اپنے کو پہونچا دیگا گلباد عراقی و مہتر سمک بلطاقی
و مہتر ابو الفتح اصفہانی و عمران خطائی و سیارہ بن عمرو و مہتر شعبان خنجر گذار وغیرہ باساماں عیاری سے
آراستہ ہو کر بعد کورنش سامنے صاحبقران کے عرض کرنے لگے ای شہریار بسم اللہ حضور حکم دیں ہم اپنے زندگی
کے نائب کے ساتھ ہوش ربا میں جائیں خدا چاہے تو فتنہ برپا کردیں تختۂ افراسیاب الٹ دیں
صاحبقران زمان نے دیکھا محبت میں عمرو کے سب بیقرار ہیں صاحبقران نے ایک ایک کو گلے سے لگایا
بہ محبت فرمایا ای عیاران لشکر اسلام وای طراران نیک انجام بخدا میں تمکو ایسا ہی جانتا ہوں بخوبی
سب صاحبوں کے مرتبے کو پہچانتا ہوں لیکن ایسے مقام خوفناک کے جانے کی رخصت دوں ایسے
خیر خواہان دولت کو اپنے ہاتھ سے ضایع کروں انشاءاللہ ہم خود اپنے یار وفادار کی ملاقات کو چلینگے
تم سب صاحب لٹتے پھرتے عیاریاں کرتے ہوئے ہمارے ہمراہ چلنا سبھوں نے سر جھکا لیے خون جگر پیے
رہ گئے مالک کے سامنے کچھ نہ کہہ سکے صاحبقران زمان نے جا کر آرام فرمایا آفتاب عالمتاب دشت نیلی میں شکار
کر کے خیمۂ مغرب میں داخل ہوا شہزادۂ ماہ تاباں برائے سیر صحرائے آسمان اول پر مصروف گشت ہوا منور روشن
کوہ و دشت ہوا جب لیلی شب نے نقاب چہرۂ انور سے اٹھائی عروس سحر نے صورت پر نور دکھائی صاحبقران
زمان بیدار ہوئے مقبل وفادار غلام صاحبقران بعد علم و نشان مع اسباب شکار در دولت شاہنشاہی
پر حاضر ہوا صاحبقران نماز سے فراغت حاصل کر کے برآمد ہوئے بہرام نے سلام کیا اشقر دیو زاد کو لیکر دیوانہ
زین فندس حاضر ہوا صاحبقران نے خانۂ زین کو مثل خانۂ آفتاب روشن فرمایا برائے شکار سمت دشت [illegible]

روانہ ہوئے ستارۂ سحری چمکا چلے قراول آگے بڑھے جانور شکاری چھٹے **نظم**

وہ چیتے باز و شاہین جنگل کٹ
کریں طائر وہم کو بھی شکار
وہ کتوں کی بیٹھیں جوڑیاں لاجواب

دبکنے لگے جانوران ہوا
طرارے بھرے وہ کہ باکر و فر
دل شیر ہو جنگی دہشت سے آب

وہ سب تیز رو تیز پر بر سو بار
لرزنے لگے دشت کے جانور
طائران ہوائی شکار ہوئے ایسے

بھر گئے صاحبقران تیر و کمان ہاتھ میں خود بدولت و اقبال شکار زین مصروف ہیں استادان سخنور نے فرمایا ہی
پہروں رہے تک صاحبقران نے اس دشت میں شکار کیا ایک مقام پر ایک صحرائے سبزہ زار ملا بہرام نے
عرض کی یہ مقام لائق شب کے رہنے کے ہی ارشاد فیض بنیاد ہو خیمہ استادہ کریں ملازمان شاہنشاہی اتریں
صاحبقران کو بھی وہ مقام بہت پسند آیا صحرائے سبز و شاداب ہر گل بوٹہ نایاب نخل موزون جھیلیں موج مارتی

ہیں طائرانِ صحرا بزبانِ بے زبانی تعریف ایزد سبحان میں مصروف طاؤس جابجا رقصاں صنعت باغبان قضا و قدر عیان دور تک کوڑیالا کھلا ہوا بھینی بھینی بو آتی ہی نہروں کو دیکھ کر طبیعت لہراتی ہی پھولوں کی مہک غنچوں کی چٹک طائروں کی زمزمہ سرائی گل خودرو کی زیبائی صحرا پاک و شفاف کانٹوں سے وہ دشت پُر فضا بالکل صاف جوانانِ چمن اکڑے ہیں نرگس شہلا کا جوانانِ چمن سے آنکھیں لڑانا غنچوں کا مسکرانا پھول پھولے ہوئے جامہ میں نہیں سماتے فاختہ قلندر مشرب طوق خاکستری زیب جسم مصروف حق سرہ قمری کی بر سر دھڑلے کو کو لفظ کو کو سے ثابت ہی چمن پیرائے ازل کی جستجو ہی اسی وجہ سے زبان پر لفظ کو کو جاری ہی بظاہر یہ خوشنو طوق اطاعت بر گلو اسی گل کی جویا ہی فن عشق میں یکتا ہی بلبل نواسنج پہلوے گل میں بیچ پھولی ہوئی بیٹھی ہی صفت اپنے معشوق کی کر رہی ہی یہ مطلع بصنعت وجد میں پڑھ رہی ہی مطلع

سنائی باغ میں سوسن نے گفتگو تیری　　چٹک گیا کہیں غنچہ جو آئی بو تیری
آج بیٹھا رہا ہی خوش ہی بلبل باغ میں　　شاخہائے گل شاقی ہیں نہ دل باغ میں

کس منہ سے کہتی ہی کہ میں ہوں آشنائے گل　　بلبل زبان سے یہ بھی نہ نکلا کہ ہائے گل
دیکھا طلسم اس چمن روزگار کا　　بلبل کے بدلے زاغ ہیں کاٹنے بجائے گل
آنکھوں سے دیکھو تو ستم روزگار کو　　کچھ پوچھنا ضرور نہیں ماجرائے گل
بلبل اسیر ہو تو کروں چاک پیرہن　　ہم خوب جانتے ہیں یہ تھا مدعائے گل
ای عندلیب کیا نفس چند کی بہار　　دو دن کے بعد ہجر ز دوری ہائے ہائے گل
ٹھہرا اگر قدم بھی نوا خوش باغ میں　　افسوس دیکھنے بھی نہ پائے بقائے گل
فصل بہار و وقت خزان دونوں ساتھ ہیں　　وہ ابتدائے گل ہی تو یہ انتہائے گل
کہتی تھی عندلیب کہ وہ تیرہ بخت ہیں　　راحت کہاں اُٹھا نہ سکے ہم جفائے گل
ارباب ضبط کے نہیں کھلتے لب سوال　　اپنا ہی خون دل ہی چمن میں غذائے گل
ای رنج ہجر یار کہیں ڈھونڈھئے مکان　　رہتی ہی عندلیب کے دل میں ہوائے گل
اس ضبط عندلیب کے قربان جائیے　　لائی زبان پر نہ کبھی شکوہ ہائے گل

صاحبقران کو سرورِ تازہ و فرحت بے اندازہ حاصل ہوئی اسی مقام پر فروکش ہوئے جیسے استاد

ہوگئے دربارگاہ پر دنگل زرین بچھایا صاحبقران اُسپر جلوہ فرما ہوئے پہلو مین بہرام گردن خاقان
چین پشت پر سرخیل وفاداران مقبل وفادار غلام صاحبقران نامدار مسلح ومکمل رومال ہاتھ مین مگس رانی
مین مصروف صاحبقران سیر صحرا دیکھ رہے ہین صنعت باغبان ازل پر نار صفت رب اکبر آغاز
فرماتے ہین باغبان حقیقی نے کیا کیا گل کھلائے سبحان اللہ ہر گل بوٹے سے اُسکی قدرت آشکار ہی
ستار وغفار ہی انسان ضعیف البنیان کی کیا حقیقت کہ صفت اُس کریم کارساز کی بیان کرسکے بہرام
گرد دیکھ رہا ہی کہ صاحبقران زمان وصف مین پروردگار کے زبان عجز بیان سے گلریزی کر رہے
ہین دم اُسکی صنعت کا بھر رہے ہین بیان پر صاحبقران کے وجد کرتا ہی عرض کرتا ہی حقیقت
مین آپ افصح الفصحا ہین علم کلام مین بھی یکتا ہی یہ باتین ہو رہی تھین کہ آسمان سے ابر سیاہ پیدا
ہوا رعد کی گرج برق کی چمک بوندیان پڑتی ہوئین وہ ابر آگ شق ہوا صاحبقران زمان نے دیکھا تخت
پر ایک ساحر غدار بلاے روزگار تاج زرین سر پر اسباب بجواہرات آراستہ دریاے سحر مین ڈوبا ہوا
سیاہ فام کریہ منظر خوک پیکر مغرور متکبر پشت پر ساٹھ ہزار ساحران سیاہ رو تیرہ درون مرکب ہاے سحر پر
سواد بارگاہ مین اژدرہاے آتش نشان پہلدی ہوئین اس زور وشور سے وہ بچا بھی آکر اُسی مقام پر
اُترا صاحبقران زمان نے ہرکارون کو حکم دیا دیکھو یہ کون ہی کدھر جاتا ہی کہان سے آیا ہی جوہیسان
اسلام روانہ ہوئے ناظرین پر واضح ہوا افراسیاب خانہ خراب نے جمن جادو کو براے مدد لقا
روانہ کیا تھا اسوقت آکر یہان پہونچا ہی اُسکی نگاہ لشکر صاحبقران پر پڑی ایک ساحر سے کہا دیکھو تو اس
صحرا مین کون اُترا ہی ادھر سے ساحر چلا ہرکارون نے صاحبقران کے جاکر احوال دریافت کیا چشم زدن
مین واپس آئے عرض کی ای شہریار جمن جادو فرستادہ افراسیاب بدخو براے مقابلہ لشکر حضور
جاتا ہی صحراے سبزہ زار دیکھکر اُتر پڑا صاحبقران نے فرمایا ای بہرام بات ہی کہ یہان سے کوچ کرنا مناسب
ہی ایسا نہو یہ ہم سے پیشتر جا پہونچے طبل جنگی بجوا کر فساد برپا کرے بہرام نے عرض کی بہت بہتر ہی شب ہی
کو سامان سفر تیار ہو جائیگا انشاء اللہ یہ نہ پہونچنے پائیگا کہ حضور کا داخلہ لشکر ظفر اثر مین ہو جائیگا
صاحبقران یہ باتین بہرام سے کر رہے ہین بہرام نے کارگزارون کو حکم دیا بارگاہین اُٹھون پس
لد جائین جب زلف لیلی شب کمر سے گذرے نقارہ کوچ کا ہو نماز سحر جاکر اپنے لشکر مین پڑھین منتظمان
لشکر ظفر اثر نے جواب دیا انشاء اللہ یہی تدبیر ہوگی صاحبقران یہ باتین کرتے تھے کہ ایک ساحر سامنے

آیا شوکت و دبدبہ دیکھکر برائے تسلیم خم ہوا عرض کی ہمارا افسر بہمن جادو آپکا نام دریافت کرنا چاہتا ہے
صاحبقران نے بے تکلف فرمایا جاکر کہدو عبد ذلیل رب جلیل صاحبقران داماد نوشیروان سرکوب زمرد
شاہ باختری برہم زن لشکر کافران غازی مجاہد برائے شکار اس صحرائے سبزہ زار مین آئے ہین یہ سنکر
وہ جادوگر تھراتا ہوا لشکر سے صاحبقران کے نکلا سامنے بہمن جادو کے آیا لرزان ترسان رنگ سفید
تغیر بہمن نے پوچھا کیون گھبراتا ہے عرض کی اے شہریار مین نے بڑے بڑے بادشاہان عالی وقار کو دیکھا
مگر یہ رعب و دبدبہ صولت و شوکت نگاہ سے نہین گذری صاحبقران زمان جنکا نواسہ طلسم ہوش ربا مین
گیا ہے طلسم کو درہم و برہم کردیا ہے یہ وہی شیر ہین آپ کا نام بھی انکو دریافت ہو چکا ہرکارے کے خبر لیگیا چہرے
سے انکے ظاہر ہے کہ آپ کے آنے سے کچھ انکو تردد نہین ہوا باطمینان مجھسے باتین کین اپنی زبان سے فرمایا
کہ میرا سرکوب زمرد شاہ باختری لقب ہے لقائے بے ادب ہے دم کہکشان کا بھرتا ہے خدا بنکر بیٹھا ہے حضور
مین نے خوف سے جواب نہین دیا یہ سنکر بہمن جادو قہقہہ مار کر ہنسا کہا صاحبو کیا قدرت خداوند لقا ہے
اس جوان کو میرے شکار کیواسطے بھیجا ہے مین حیران تھا کہ قدرت کے دربار مین کیا تحفہ لیکر جاؤنگا نظر مین
سوائے سر کے کیا پیشکش کرونگا اب اس دشمن خداوندی کی مشکین باندھکر سامنے قدرت کے پہونچاؤن لڑائی
کا خاتمہ ہوا جب افسر پکڑ لیا گیا اہالیان لشکر کی کیا حقیقت ہے سب بھاگ جاینگے فتح نصیب ہوئی غنیم
مرا بھلیگا سرکار خداوندی سے طرہ پیغمبری ملیگا شیر قدرت لقب ہوگا قدرت کو بالاستقلال پہونچاونگا
یہ کہکے اپنے ساحرون کی جانب پلٹا کہا صاحبو تم مین سے ایک ساحر جائے اُس سرکش کو کشان کشان
ہمارے سامنے لائے اگر تامل کرے سحر کرنا سب کو دیوانہ بنا دینا بہ ذلت و رسوائی لانا غیر ساحر کی کیا
حقیقت ہے کہ سامنے ساحر کے کلام کرسکے بہمن کا بھائی تہمتن جادو اپنے دنگل سے اٹھا کہا اے
برادر یہ کام میرا ہے مین ابھی جاتا ہون اِس جوان کو گرفتار کرکے لاتا ہون بڑا بے ادب ہے قدرت
سے لڑتا ہے ساری سرکشی بھلا دونگا جانور بنا دونگا قفس آہنی مین بند کرکے لاؤنگا یہ کہکے تہمتن
جادو بصد قہر و غضب کرگدن پر سوار ہوا طرف لشکر صاحبقران کے چلا بہمن اٹھکر بارگاہ مین آیا
کہا او صاحبو اسی منزل پہ جادو مراد دستیاب ہوا اتنے بڑے دشمن کو یون پایا تخت پر بیٹھکر وہ
بدمست شراب خواری مین مصروف ہوا نشے مین بلبلانے لگا رفقا خوشامدی درست بجا کہتے
ہین مگر صاحبقران اسی طرح دربارگاہ پر بہرام سے باتون مین مصروف ہین کہ ہرکارے نے خبر دی

حضور ہمین کا بھائی تہمتن کرگدن مست پر سوار لشکر مین آگیا حضور کو پوچھ رہا ہی مگر ارادہ فاسد معلوم
ہوتا ہی آمادہ حرب و پیکار ہی اسباب سحر ہاتھ مین افسونگری بات بات مین صاحبقران نے فرمایا
جسطرح سے آتا ہی آنے دو لشکر مین کہدو کوئی اُس سے معترض نہو یہ کلام ناتمام تھا کہ تہمتن جادو
بصد کبر و نخوت اکڑ گینڈے سے اُترا ایل کرتا ہوا سامنے صاحبقران کے آیا بیحیا بدلیاقت نے سلام
بھی نہ کیا اگرچہ آئینۂ جمال کو دیکھکر حیران ہوا دل مین اپنے ارادے سے پشیمان ہوا لیکن اپنے سحر کے
غرور مین کہا یا صاحبقران چلیے ہمارے بھائی صاحب شہنشاہ ہمین سپہ سالار لشکر افراسیاب
صف شکن آپ کو طلب فرماتے ہین بہتر اسی مین ہی کہ رومال سے ہاتھ باندھیے بھائی صاحب سے
چلکر عذر تقصیرات کیجیے ہم دل مین شاید آپ کے خون سے درگذرین ہرچند کہ آپ بڑے خطادار
ہین خداوند لقا سے مصروف حرب و پیکار ہین لیکن بھائی صاحب کو سرکار شاہنشاہی مین سب
طرح کے اختیار ہین جان بخشی ہو تو عجب نہین صاحبقران نے یہ مہملات سنکر فرمایا ای تہمتن جادو
آؤ کرسی پر بیٹھو احمق نہ بنو شل اللسان کے کلام کرو مناسب وقت جواب دینگے تم ہمارے لشکر مین
آئے ہو کلام سخت کرنا ہمکو مناسب نہین ہی کیون گھبراتے ہو صاحبقران نے جو بسہولیت جواب
دیا بیٹھنے کو کہا تہمتن سمجھا کہ صاحبقران مجھ سے دب گئے کہا ای جوان مجھکو بیٹھنے کا حکم نہین ہی جلد
اُٹھو میرے ساتھ چلو صاحبقران نے فرمایا ای پہلوان زمان ای گرشاسپ دوران یہ کیا موقع
ہی کہ تم اپنے آقا کے سامنے ہمکو بذلت لیجاؤ شب کو طبل جنگی بجواؤ صبح کو میدان کارزار مین آؤ اگر
ہمکو بمردی زیر کرنا اُسوقت مین تمکو اختیار باقی ہی خواہ قید کرنا خواہ شرف مذہب کا دم بھرنا ابھی
تم ہمپر غالب نہین آئے ایسے کلمات سخت کہتے ہو تمکو زیبندہ و سزاوار نہین ہین تہمتن جادو اور
زیادہ پھول گیا قہقہہ مار کر ہنسا کہا ای حمزۂ عرب بس اب زیادہ باتین نہ بنا کسی ساحر سے مقابلہ
نہ پڑا ہوگا بھائی میرا سامری عہد جمشید زمان ہم پہلوان ہین اسکا قوت بازو زینت پہلو سحر مین طاق شہرۂ
آفاق ما بدولت خالی پلٹ کر جائین مین یہ آبرو تمکو پہلو نگاہ یہ کہکے ہاتھ بڑھایا چاہا صاحبقران کی گردن
پکڑے صاحبقران نے الشلاغہ مارا چہرہ غصے سے سرخ ہوا زلفین خلیلی بل کرنے لگین شیر خشمناک کے
تیور بدلے فرمایا او بیحیا نامرد ہم سمجھاتے ہین ہمارا کہنا نہین مانتا دور ہو سامنے سے تہمتن نے سحر
پڑھکے ماش کے دانے مارے اس خیال پر کہ یہ بیہوش ہو دریائے سحر کا جوش ہو کھنچکر مین لیجاؤن

جیسے ہی وہ ماش کے دانے شعلہ بنکر صاحبقران پر گرے امیر نے اسم اعظم الٰہی بفصاحت وبلاغت
پڑھا سحر شمن کا دفع ہوا ماش کے دانے تصدق ہوکر امیر پہ زمین مین گرے اب تو شمن نے تیغۂ سحر
کھینچا کہا او حمزہ مین سمجھ گیا تو نے بھی دو چار منتر کسی گرو سے سیکھے ہین لیکن یہ تیغۂ سحر ڈالکھون کو اس سے
قتل کردن اس خونخوار کا سینہ صاف دہاک رہے خون کا دھبا نہ لگے یہ کہکے ہاتھ تیغۂ سحر کا بر سر صاحبقران
لگایا امیر نے غصے مین باطل سحر پڑھکر اُسکی کلائی پر ہاتھ ڈالدیا بقوت صاحبقرانی جھٹکا مارا تلوار چھین کے
پھینک دی غصے مین ایک طمانچہ مارا سر اُس خود سر کا چنبر گردن سے اڑ گیا جسم دھم سے زمین پر گرا تڑپکر
جہنم واصل ہوا شجر سرکشی سے یہ ثمر حاصل ہوا آوازین مہیب آئین اندھیرا ہوگیا صدا بلند ہوئی کُشتی مرا
نام مین شمن جادو بود صاحبقران نے غلام جانباز سے فرمایا سر اس مغرور کا نخل مین لٹکا دو
لاش کھینچکر بیرون لشکر ٹیلے پر ڈالدو یہ فرماکر صاحبقران خیمے مین بارگاہ مین آکر بیٹھے بہمن جادو
اپنی بارگاہ مین تھا کہہ رہا تھا بھائی صاحب حمزہ عرب کو لاتے ہونگے یکایک کان مین مرنے کی آواز
آئی گھبراکر ساتھ والون سے کہا ارے دیکھو یہ کیسی آواز آتی ہے ساحر دوڑے صحرا مین آکر دیکھا لاش
شمن کا پڑا ہوا ہے روتے پیٹتے سامنے آئے عرض کی حضور حمزہ عرب نے آپ کے بھائی صاحب کو مار ڈالا
بہمن سر پیٹنے لگا کہا صاحب بڑا غضب ہوا میرے بھائی صاحب کے مزاج مین رحم تھا سحر نہ کیا ہوگا
جرأت کا جوش ہوا حمزہ صاحب زور و طاقت ہے اسوجہ سے وہ غیر مارا گیا روتا پیٹتا لاش پر آیا دیکھا
سر ندارد گھبراکر ساحرون سے کہا ابھی کیا سر ہے سرامر اُسنے بدعت کی ایسے افسر کا سر نخل مین لٹکایا
لیکن اب جلدی ارتھی بناؤ سر بھائی نا معلوم رہا کل حمزہ کو بھی آتش قہر و غضب مین جلاؤنگا تب سر کو
دفن کرادونگا کتنے برہمن دوڑے پوتھیان لیے ہوئے جاپ کرتے ہوئے آپس مین اشارے کالیون
کے لیے ہم پیٹ بھر دھلانے ہین ایسے دو چار روز مرین ساتھ مال خیر سے کٹے روز سوتے بھوگ کھائین
تو مندہ ساتھ پھیرین بہمن نے لاشہ جلوایا برہمنون سے کہا دیکھو اب جاؤ کریا کرم ہو توقف رہا کل حمزہ
عرب کو مار کے مال اسباب لوٹ لونگا تم لوگون کو بخش دونگا یہ کہکے جھلاتا ہوا اپنی بارگاہ مین آیا شام
کو جب مسافر روز ہجوم خانۂ مغرب مین جاکر چھپا ماہ تابان مع فوج ثابت و سیارگان تخت فلک پر جلوہ
فرما ہوا بہمن نے حکم دیا لشکر مین ہمارے طبل جنگی بجے نقارۂ رزمی پر چوٹ پڑی ہرکارون نے یہ
خبر وحشت اثر صاحبقران کو پہونچائی صاحبقران نے بہرام سے فرمایا لعیاذ رب اکبر ہمارے

یہان بھی طبل جنگ بجے لیکن کہا سقاہم افسوس ہی مین بادشاہ جنجاہ سے واسطے ایک شب کے لشکر
آیا تھا اب یہ مقدمہ جنگ ہی جو دن صرف ہون کیا اختیار ہی بسبب شکار کے کوئی عیار بھی میرے
ساتھ نہین آیا ایک عرضی خدمت شاہنشاہی مین روانہ کرتا حضور آگاہ ہو جاتے بہرام نے عرض کی
حقیقت مین بادشاہ نامدار و سرداران عالی وقار انتظار مین حضور کے ہونگے عرضی جانا بھی دشوار ہی امیر
نے کہا جو مرضی رب اکبر مصرع ہرچہ رود بر سرم آنچہ پسندی رواست ۔ لشکر اسلام مین بھی طبل جنگی بجا
امیر بےسامان یہان تشریف لائے ہین نوبت نقارے بھی کم ہمراہ ہین ایک نقارہ ساتھ تھا اُسپر چوب
پڑی ساحرون مین تیاری ہونے لگی ہر ایوان ہمین بڑے بڑے ساحران خوک پیکر خرس طینت
میمون خصلت خرسہاے بادیۂ ضلالت بوم خانون مین داخل ہوے سحر تیار کرنے مین مصروف
کلوا بھیرون نارسنگھ کی صدائین بلند خیمون سے آوازین نکل رہی مین کوئی لونا چاری کو پکارتا ہی
خیمون سے دھوئین اُٹھ رہے مین بنگالی ڈھرو پکار رہے ہین بعض سامری و جمشید کے گارہے ہین
ہر ایک ساحر کا یہی قول ہی کل بوقت سحر حمزۂ عرب کو گرفتار کرینگے خدمت خداوندی مین لیجائینگے
قدرت سب کی عمرین بڑھائیگی یہان لشکر صاحبقران مین صرف بہرام گردن خاقان چین دلیل مقبل
وفادار تیر و کمان ہاتھ مین لیکر و صاحبقران پر آکر بیٹھا ہی حفاظت کررہا ہی بہرام طلایہ پر آیا جادو
بجان ساتھ صداے حاضر باش ناظر باش بلند بہرام کو بڑا خیال ہی اتنا بڑا جادوگر مارا گیا ہی الیا
شہجانی اُسکا شبخون مارے شب تیرہ و تار مین لڑنے نہایت مشکل ہوگی کنارے پر لشکر کے
کھڑا ہوا لشکر ساحران کو دیکھ رہا ہی خیمون سے ان بجاؤن کے دود غلیظ بلند کمر بندیان ہو رہی
ہین اسی ہنگامے مین چار پہر رات گذر کر ستارۂ سحری آسمان پر چمکا گریبان سحر چاک ہوا آمد آمد
شہنشاہ زرین پوش لعبد جلال و فروش چرخ نیلی ہوئی مع فوج ظفر موج ضیا و شعاع یعنی نیر اعظم صاحب
شوکت و حشم تخت پیرخ نیلی پر جلوہ گر ہوا صاحبقران نامدار نماز عصر سے فراغت کرکے باہر تشریف
لائے پشت اشقر پہ سوار ہوئے بہرام مقبل ہمراہ رکاب مع بارہ ہزار سحر خوان پشت پر کچھ پیچھے
قراول سیر شکار آمادۂ حرب و پیکار عقب سے صاحبقران نامدار آکر میدان کارزار مین پہونچے
اودھر سے آمد آمد لشکر ساحران ہمین جادو تخت پر ساٹھ ہزار الیان لشکر سحر کی سوار ہون پر سوا
اژدرہاے آتش فشان قلابۂ آتشین چھوڑتے ہوے کا تھی اُنپر کسی ہوئی اسمین اسباب سحر ایک

ایک ملعون یہی چاہتا ہے کہ مین جاکر لشکر حمزہ سے مقابلہ کرون ایک سحر کرکے پکڑون دونون لشکر
میدان کارزار مین پہونچے صفوف جدال و قتال آراستہ ہوئین نقیب نقابت کرکے ہٹے کڑکیت کا کہنے لگے نظم

گرد کیشوں نے جب کہا یہ کڑکا رستم سے نہو وہ کام کرنا	دل مردوں کا پھر خیال بھر کا رستم سے بےشک ہو سام باقی	ان ناموروں وہ نام کرتا مردوں کا فقط ہے نام باقی

وامہ جادو کہاں ہے ساحر سرکش کیا ہوا سامری جمشید پر کیا گذری دنیا ناپائدار ہے ہر صاحب
اختیار بے اختیار ہے سامری جمشید بڑے ساحر تھے اسقدر زور پکڑا دعوی خدائی کیا لیکن موت
سے کچھ زور نہ چلا آخر پیوند خاک ہوئے چشم زدن مین قصے پاک ہوئے نام سرکشی رہگیا نشان قبر
بھی نہین ملتا یون بہادری ہے کہ نکلکر میدان مین اپنا نام روشن کرین ورنہ نام ساحران گذشتہ کا صفحہ
ہستی سے مثل حرف غلط کے مٹا دین اسطرح کے کلمات عبرت آمیز و حشت خیز کہکر مردان عالم
جھومنے لگے قبضۂ شمشیر چومنے لگے ناپائداری عالم کا نقشہ آنکھوں کے سامنے پھر گیا سب لیکر آمادہ
مرگ و مہیاے قضا ہین کہ طرف سے بہمن جادو کے ماران جادو پیچ و تاب کھاتا ہوا صف سے
بڑھا بل کرتا ہوا سامنے بہمن کے آیا عرض کی حضور اجازت میدان کارزار دیجیے حمزہ سرکش کو
مجھ سے لیجیے فوراً مشکین باندھکر لاؤنگا خون ستمتن بالا بالا جائیگا جاکر سحا وہ لیتا ہون ان
سرکشون کو شکست دیتا ہون بہمن جادو نے کہا اے ماران تو کیون تکلیف کرتا ہے ما بدولت
خود جائینگے لشکر دشمن پر آگ برسا دینگے بھائی کے خون کا بدلا سمجھ لینا چاہیے ماران نے عرض
کی کہ غلامان جانباز موجود ہین تب آپ کی کیا ضرورت ہے غلام کو شب کو چین نہین ہے تڑپ
تڑپ کے سحر کی غلام حضور کو نہ جانے دیگا آخر بہمن نے اجازت دی ماران اژدر سحر پر سوار
میدان کارزار مین آیا آواز دی اے فرقۂ خدا پرستان جسکو تمنا مرگ کی ہو نکلے ما بدولت سے مقابلہ
کرے مگر قاتل ستمتن کا خواہان ہون حمزہ سرکش میرے مقابلہ مین آوے مجھ ایسے ساحر شعبدہ باز
سے آنکھین چار کرے دیکھون کیسا سپاہی ہے ایسے کلمات جہلات صحبت سے بکے تو سلے اچھلے
آگ برسانی کا ابر بنا سے صاحبقران زمان نے جو یہ کلمات جہلات سنے صف سے مرکب کو نکالا
بہرام نے عرض کی حضور تکلیف نہ کرین غلام اس بیحیا کو جاکر زباندرازی کی سزا دیگا صاحبقران
نے فرمایا اے برادر بجان برابر تم وہ شیر ہو ایسے دلیر دیو کو بھی جواب دے سکتے ہو اول پہلوی

علاوہ ازین میرا نام لیتا ہی مین جاکر ابھی سزا دیتا ہون بہرام نے عرض کی اسم اعظم سے ہوشیار
رہیگا صاحبقران نے فرمایا اسوقت تک تو یاد ہی آیندہ جو مرضی پروردگار یہ فرماکر گھوڑے سے آگے
گھوڑا کیا اشقر دیوزاد طرارہ بھر کے مثل باد صرصر چلا تین کھٹکون مین میدان کارزار مین پہونچا ماران
جادو لاف و گزاف کر رہا ہی جیسے ہی صاحبقران قریب آئے آتش آتش کے دانے پھینکنے لگا
صاحبقران نے اسم اعظم پڑھا سحر دفع ہوا ماران نے کئی سحر کیے جسم اطہر صاحبقران پر تاثیر نہوئی ماران
نے ترسول مارا امیر نے اسم اعظم پڑھکے تیغۂ عقرب سلیمانی کا وار کیا سپر تجرید اُسنے
چہرے کی پناہ کی تیغۂ عقرب مثل برق تڑپ کر گرا خرمن ہستی کو بجیا کے جلا کر خاک کیا
ماران کے دو ٹکڑے ہوئے آواز آئی کشتی مرا نام سن ماران جادو بود صاحبقران نے نعرہ
کیا او بہمن بہر فن اور کسی ساحر کو بھیج یا تو خود مقابلے مین آ کچھ جرات دکھا بہمن گھبرا گیا
پسینہ آگیا ننگ جادو پہلو مین کھڑا تھا اُسنے اپنا اژدر سحر بڑھایا بہمن سے اجازت
لی میدان کارزار مین آیا صاحبقران پر مثل ماران سحر کیے امیر نے اسم اعظم پڑھکر کمر مین
اُسکے ہاتھ ڈالا اُٹھاکر طرف آسمان کے پھینکا ننگ ہوائی کیا استادان سخنور نے بیان کیا ہی
کہ پہر دن رہے تک لشکر بہمن سے چالیس سردار ساحر مکار غدار فردًا فردًا نکلے ہاتھ سے صاحبقران
کے واصل جہنم ہوئے صاحبقران اُسی طرح شیرانہ مبارز طلبی چہرے سے ظاہر قہر و غضب
تلوار مین وصیا نہین کیا جرأت سطوت شوکت ہمراہ رکاب جلالت لیاقت رعب داب پہلو
نشین ہاتھ مین تیغۂ برق تاب ابروے خمدار بل رہے ہین ساتھ تلوار کے بھی دو نیچے چل رہے
ہین جب چالیس ساحر عاقل کامل سرداران بہمن ہاتھ سے حمزہ صف شکن کے مارے گئے اسکے
زمین مین تڑپے امیر نے پھر اُسی طرح آواز دی او بہمن ساتھ والون کو قتل کراتا ہی خود میدان مین
نہین آتا اب تو بہمن گھبرایا ساتھ والون سے کہتا ہی وہ رفیق میرے مارے گئے کہ جنکا عدیل و نظیر
پردۂ دنیا مین نہو کا کتے کی موت مارے گئے کیا سبب ہی کہ حمزہ پہ سحر تاثیر نہین کرتا بعض اتفاقا
صاحبقران کے رازدار سامنے حاضر تھے انھون نے عرض کی اے شہنشاہ ساحر مجھے عرض حال مین
گوش کن ۔ اگر خوش نہ آید فراموش کن ۔ بہتے سنا ہی کہ حمزہ کو رب الملک نے اسم اعظم آلٰہی ہو سحر اسپر
کارگر نہین کرتا آپ کے بادشاہ کے بڑے بڑے سردار لشکر کشی کرکے آئے لگر ہاتھ سے حمزہ کے

مارے گئے بعض نے اسم اعظم بند کیا تب غالب آئے آخر کسی عیار کے ہاتھ سے مارے گئے
لیکن مراد یہ ہے کہ حضور طبل بازگشت بجوا کر لڑیں کوئی ایسا سحر تیار کریں جس سے اسم اعظم
فراموش ہو تب حمزہ پر غالب آئیے گا یہ سنکر بہمن گھبرایا فوراً طبل بازگشت بجوا دیا یہ کہکے پلٹا
کہ یا صاحبقران اب تو جاتے ہیں کل سر میدان آپ سے سمجھ لونگا شکست دونگا لشکر ساتھ
لیکے طرف اپنی بارگاہ کے چلا ملازمان صاحبقران نے صاحبقران کو بیچ مین لیا زر نثار کرتے
ہوئے بارگاہ مین لائے مگر بہمن اسقدر متردد و متوحش ہوا کہ جب اپنی بارگاہ کے آیا گھوڑے سے
کودا ایلیان لشکر اُسکے کمرین کھول رہے ہین لیکن بہمن خاموش در بارگاہ پر کھڑا ہوا اپنے ہم
ساتھ والون سے کہتا ہے یارو کچھ سمجھ مین نہین پڑتا اسم اعظم بند کر سکتا ہون ایک ہفتے کی مہلت
ملے تب اسم اعظم بند ہو لیکن حمزہ جنگ مین غالب آیا اب ایک ہفتہ کی مہلت نہ دیگا کل
صبح کو میدان کارزار مین اگر للکاریگا بیشک جو اُسکے مقابلے مین جائیگا زندہ بچکر نہ آئیگا سب
کہتے ہین حضور بہت بجا ارشاد فرماتے ہین رات کو یہان سے نکل چلیے جان بچا کر نکل چلیے پھر
دو چار مہینے کے بعد آ کے مقابلہ کیجیے گا بہمن کہتا ہے مقام غیرت ہے جائے عبرت ہے کہ مین سامنے
سے حمزہ کے چلا جاؤن افراسیاب کو جا کر کیا جواب دون ساتھ والے کہتے ہین علالت کا
حیلہ کیجیے گا ہم سب ملکر گواہی دینگے یہان کا حال کون بیان کریگا پھر دیکھا جائیگا اپنی اپنی سب
کہتے ہین مگر بہمن چپ کھڑا سوچ رہا ہے کہ کیا کرون کس بلا مین پھنسا ہون نہ روے رفتن نہ را ■
ماندن اگر رہجاؤن حمزہ سے مقابلہ کرون جوہر شمشیر آبدار ہون جانے مین بدنامی سامنے افراسیاب
کے خود کامی کوئی بات بن نہین پڑتی کشمکش و پیچ سردارون کا بیچ اس سوچ مین کھڑا تھا کہ صحرا
سے گرد عظیم بلند ہوئی علم سرخ و سفید پھریرے کھلے ہوئے نمایان ہوئے لیکن آمیز تعریفین
سامری و جمشید کی مرقوم آمد فوج کی دھوم بڑے بڑے قد کے جوان دیو دکا بے گھوڑون
پر سوار خود ہاے آہنی سرون پر زرہ موٹی کڑیون کی جسم نحس مین بیچ مین ایک جوان بلند بالا
کرگدن مست پر سوار صورت خونخوار چوڑا تیغ کمر مین سپر فولادی پشت پر شکل دیو آنکھین نشے
مین اُبلی ہوئی منہ سیاہ رو بدست کوہ بالاے کوہ ارابہ گرز کا گڑگڑاتا ہوا کئی سو جوڑی نر گاؤ کی لگی
ہوئی پشت پر لاکھ سوار پیدل بے شمار اسی جانب آتی ہے صحراے سبزہ زار دیکھکر لشکر نے بارگاہ استادہ کی

وہ مغرور بھی گینڈے سے اُترا تیغہ قبضہ مین ٹٹولنے لگا اُسنے دیکھا کہ دو لشکر مقابل مین اُترے ہوئے
ہین شاطر سے اشارہ کیا کہ دریافت کرو اُدھر سے شاطر چلا بہمن نے اپنے ملازم کو بھیجا اُس جوان
کا شاطر یہان آیا حال بہمن جادو دریافت کر گیا بہمن جادو کے ملازم نے خبر دی کہ سمندر کوہی
جوش جرأت مین اقلیم کوہستان سے آتا ہے براے مدد خداوند لقا جاتا ہے سمندر کو خبر ملی کہ بہمن جادو
فرستادہ افراسیاب نابکار بمقابلہ حمزہ نامدار فروکش ہے حمزہ یہ وہی پہلوان سرکش ہے جسکے فرزندون
نے ممالک کوہستان مین شمشیرزنی کی ہزارہا کوہی مارے سمندر یہ کیفیت سنکر موج مین آیا مع
لشکر بہمن کے چلا ادھر سے بہمن براے استقبال بڑھا دونون سلک و خوک آپسمین بغلگیر ہوئے
بہمن نے سامنے سمندر کے دریادلی صاحبقران کی ظاہر کی کہا اے پہلوان دوران رستم زمان
حمزہ عرب بہنک بحر جرأت ہے نہایت صاحب شوکت ہے مین تو گرداب محیط بلا مین پھنسا ہون
چالیس ساحر میرے حمزہ نے سر میدان قتل کیے صاحب اسم اعظم ہے سحر اُسپر تاثیر نہین کرتا یہ سنکر
سمندر جوش مین آیا کہا اے برادر کیا قدرت نے تقدیر معقول کی سعادت دارین حصول ہوئی ہے اب
بارگاہ مین چلو مابدولت لعبد سطوت و شوکت حمزہ کو سامنے خداوند لقا کے لیجائینگے خداوند کا دشمن
بزرگ ہے یہ حقیر جبینہ جرأت کا گرگ ہے میرے بھائی صدہا ان سلمانون کے ہاتھ سے قتل ہوئے یہ
سب کا سرداری بدلا لینا اسی سے سزاوار ہے تلو ساحر جاکر اُسے پڑا مابدولت کا نام سنکر تمھارا بیگار رومال
سے ہاتھ باندہ کر چلا آئیگا بہمن کو سمجھاتا ہوا سمندر کوہی اپنے دریاے لشکر مین لایا لشکر ساحر
وغیر ساحر ملکر اُترے بارگاہ مین آکر بیٹھے مقابلہ کی صلاحین ہونے لگین یہ خبر ہرکارے نے صاحبقران
زمان کو پہونچائی کہ سمندر کوہی و بہمن جادو ایک جگہ ملکر اُترے اب سمندر کوہی طبل جنگی بجوائیگا
صبح کو حضور کے مقابلہ مین آئیگا صاحبقران زمان نے فرمایا توکلت علی اللہ سمجھا جائیگا مگر بہرام
نے براے خیرخواہی عرض کی سمندر کوہی فوج بہت لیکر آیا ہے حضور براے شکار تشریف لائے
صرف چار ہزار جوان ہمراہ ہین غلام ایک عرضی فوراً بادشاہ اسلام کو لکھے وہان سے فوج آجائے
برابر کا مقابلہ پڑے صاحبقران نے فرمایا میرا تکیہ پروردگار پر ہے سواے اپنے مالک کے کبھی
کسی سے مدد طلب نہین کی انشاءاللہ دونون لشکرون کو جواب دینگے سمندر کنوین جھانکتا
پھریگا مدد سے بانی پناہ بحر و بر کے ساحر جوش و خروش بھول جائیگا انشاءاللہ وہ تلوار چلیگی آب تیغ کی

طغیانی ہوگی کشتی حیات کو میان طوفانی ہوگی سر شل ادونون کے بر شتیگے ناخداے عالم کو یاد کرو وہی بیڑا پار لگائیگا تا بساحل مراد پہونچائیگا خبردار کسی کو لشکر مین بھیجنے کا ارادہ نہ کرنا اور نہ ہمارے خلاف کرنا بہرام خاموش ہوا جب شناور محیط فلک خضری یعنی خورشید خاوری دریاے نیلگون سپہر مین شناوری کرکے داخل گرداب مغرب ہوا سنگ ماہ تابان نے دریا دلی دکھائی ماہیان سیارہ کا جوش و خروش ظاہر ہوا دریاے نور لعبد سرور سیج زن ہوا سمندر کوہی نے حکم کیا طبل ڈنگی بجے بوقت سحر جادوان مسلمانون کا دریاے قہر و غضب مین ڈبو دونگا قتل سے انکے کنارہ نہ کرونگا نقارہ رزمی پر چوب پڑی صاحبقران کو خبر پہونچی یہان بھی طبل جنگی بجا چار پہر رات تیاری مین بسر ہوئی نقیبون نے لشکر ون کو جگانا شروع کیا نظم

نقیبان سو بسو گشتہ خروشان
کہ دنیا بے ثبات و بیقرار است | جوانان دل قوی دارید امشب | کہ فردا روز کار کارزار است

سمندر کوہی خواب خرگوش سے بیدار ہوا خود آہنی سر پر رکھا دریاے آہن مین غوطہ مارا بیرون بارگاہ آیا ایک جانب سے بہمن جادو ساحران غدار کو ہمراہ لیے ہوے پہونچا سمندر کرگدن مست پر سوار ہوا دریاے لشکر نے جوش مارا سمندر کوہی تمام فوج کو ساتھ لیکر طرف میدان کارزار کے چلا یہان صاحبقران نے نماز سحر بجماعت حاصل کی دست دعا بدرگاہ مجیب الدعوات بلند کیے صفت پروردگار زبان پر جاری ہوئی بخضوع و خشوع عرض کر رہے ہین اے رب بے نیاز نظم

توئی کافریدی زیک قطرہ آب
بجوہر فروشان تو دادی کلید
نثار دہوا تا نہ گوئی ببار
بردن زانکہ یاری گری خواستی
چنان برکشیدی و بستی نگار
مسلسل کن گوہران در مزیج

گہرہاے روشن تراز آفتاب
جواہر تو بخشی دل سنگ را
زمین ناورد تا نگوئی بیار
زگرمی و سردی واز خشک و تر
کہ بزان نیارد خرد در شمار
چو شد حجت بر خدائی درست

تو آوردی از لطف جوہر پدید
تو بر روے جوہر کشی رنگ را
جہان را بدین خوبی آراستی
سرشتی باندازہا یکدگر
توئی گوہر آماے چار اخشیج
خرد داد بر تو گواہی نخست

اے رب جلیل اس عبد ذلیل کو کیا مرتبہ اعلیٰ مرحمت فرمایا فرد غازیان دیندار مین نام لکھا گیا ہر مقام پر حفاظت کی نہنگان دریاے نبرد کے سامنے آبرو دی آج اس لشکر کو میان سے بچا اور روز سیاہ نہ دکھانا بخضوع و خشوع اپنے پیدا کرنے والے سے راز دل کہا کہ مستقبل قادر حاضر ہوا

دیکھا صاحبقران ہر روز وظائف میں مصروف ہیں دست بستہ عرض کی فوج کفار میدان کارزار میں
پہونچ چکی غلامان شاہنشاہی سلاح جنگ سے آراستہ در دولت پر حاضر ہیں برآمد ہونے کا حضور
کے سب کو انتظار ہے لشکر کوہیان و ساحران آمادۂ حرب و پیکار ہے صاحبقران نے تسبیح کو بوسہ دیا
مقبل نے سجادہ کو لپیٹا صندوق سلاح سامنے حاضر کیا امیر نے خود جناب ہود سے سر کو زینت
بخشی سرفراز ہوئے زرہ داؤدی زیب جسم انور فرمائی تیغ صمصام و قمقام و نیمچہ سہراب یل و سپر
گرشاسپ نوجوان و گرز سام بن نریمان و تحفہ جات پیغمبران ذات پر آراستہ کیے اس شوکت و شان
سے وہ آفتاب عالمتاب برج خیمہ سے طالع ہوا ہمراہ سب چار ہزار جوانان صف شکن تیغ زن جان نثار
و سرفروش سلاح جنگ سے آراستہ حاضر تھا برائے تسلیم خم ہوا دیوانہ بن قندس مرکب اشقر دیوزاد
کو لیکر سامنے آیا صاحبقران بسم اللہ کہکر بر پشت اشقر دیوزاد پر سوار ہوئے علمدار نے پھریرا علم زرین
کا کھولا اس لشکر قلیل کو بہ کیفیت درست کر کے سمت میدان کارزار مرکب کو بڑھا کر چلے دیکھا لشکر
کوہیان مثل مور و ملخ کے آتا ہی آواز سم مرکبان سے زمین تھرا رہی ہے نوبت نقارے بجتے ہوئے زمین
و زمان لرزتے ہوئے نظم

برآمد شدے لشکر بیقیاس — زمین ورد ترلزل فلک در ہراس
حضیض زمین چون فلک شد بلند — سپہ بر سپہ فوج بر فوج بود — آمد فوج کوہیان سے زلزلہ

آشکار گرد اسقدر اڑی کہ روئے آفتاب چھپ گیا شعر ز سم ستوران درین پہن دشت
زمین شش شد و آسمان گشت ہشت ایک ایک جوان مثل پیکر سنگ ور ادھر لشکر قلیل ادھر
فوج بیشمار سمندر کوہی بعہدۂ سپہ سالاری آگے بڑھا نیزہ ہلاتا ہوا گینڈا چمکاتا ہوا آکر ٹھہرا فوجیں
جمنے لگیں میمنہ و میسرہ قلب و جناح ترتیب دی گئیں صفیں مثل صف مژگان آراستہ ہوئیں سقون
نے بڑھکر ہاتھی کی تبر داروں نے تبر داری کی جو نخل حائل نظر تھے انکو کاٹ کر پھینک دیا بیلدارون
نے پست و بلند زمین کو ہموار کر دیا نشیب و فراز عالم کا ایک رنگ ہوا آراستہ میدان جنگ
ہوا سمندر کوہی نے نگاہ اٹھا کر صاحبقران کو دیکھا امیر با توقیر چالیس قدم لشکر سے آگے بڑھے
ہوئے لیکن پر چار ہزار جوان آمادۂ مرگ و مہیائے قضا ایک ایک شیر دل جرات و شوکت میں
یکتا سرفروشی انکا کمیل قبضوں پر ہاتھ مرکب اسپ باد رفتار پر سوار استغنا بڑے لشکر کا سامنا چہروں
سے صولت و شوکت آشکار ہر ایک بہادر دریائے جرات کا بے بہا در غرق دریائے آہن شعر

چنان مرد خود را در آہن گرفت ۔ کہ مژگان او شکل سوزن گرفت ۔ سمندر کوہی نے ساتھ والون سے
کہا یارو حقیقت مین سلمان کیا دلیر ہین بیشۂ سرفروشی کے شیر ہین کس بشاشت سے میدان کارزار
مین آئے مادولت کو خیال تھا رات کو سلمان بھاگ جائینگے میدان کارزار مین نہ آئینگے لیکن سب
مرنے پر آمادہ ہین قضا کشان کشان میدان کارزار مین ان سب کو لائی یہ کہکر استادہ ہوا جانبین سے
نقیب نکلے گویون کے لڑکے حسین مہ جبین گوری گوری صورتین ایک بجلی کان مین لپیٹے پیچ پگڑی کے
سر پہ باندھے ہوے خوش آواز صاحبان کرشمہ و ناز سرود چھیڑے گنگنا کے یہ اشعار عبرت آمیز سُرون
مین بھیرون کے پڑھنا شروع کیے اشعار

کھودی خزان نے رونقِ گلزار ہاے ہاے ۔ پژمردہ ہو گئے گل رخسار ہاے ہاے
پھرتے تھے جو پردہ نشین گھر مین بے حجاب ۔ نعش اُسکی جاتی ہی سر بازار ہاے ہاے
سرو فتادہ قامت محشر خرام ہی ۔ کیا ہو گئی وہ شوخی رفتار ہاے ہاے
ہی خواب مہ جبین کی مرے آنکھ سے گئی ۔ کیا سو گئے ترے طالع بیدار ہاے ہاے
ہی کچھ خبر بھی گھر مرا ویران ہو گیا ۔ سر پھوڑ و اپنا ای در و دیوار ہاے ہاے
اب پوچھے مجھ سے عاشق بیکس کی بات کون ۔ اُمید نہین ہی طاقت گفتار ہاے ہاے
ای چرخ یار کش تجھے پاس وفا نہین ۔ مین اور رنج و محنت و آزار ہاے ہاے
اس مہوش کی مرگ نے خاکش کر دیا ۔ ہی اضطراب مانع دیدار ہاے ہاے
نظارہ ہی محرک ماتم ہزار حیف ۔ ابرو ہوا ہلال محرم ہزار حیف

یہ اشعار مصیبت آثار جو نقیبون نے پڑھے اہل درد کی آنکھون سے اشک حسرت بہنے لگے جو
نامرد بزدلے تھے وہ بھی جھوم رہے ہین چاہتے ہین لڑین بھڑین نام کرین لیکن سمندر کوہی
نے جوش مین گینڈا اپنا نکالا بہمن جادو سے اجازت خواہ ہوا بہمن نے کہا ای پہلوان زمان رستم
دوران آج مادولت کی نیرنگ بازیان شعبدہ سازیان ملاحظہ فرمایئے ہر چند کہ حمزہ پر سحر تاثیر
نہ کریگا لیکن ساتھ والون کو دیوانہ کرکے قلب اُلٹ دونگا اُسی کے ساتھ والون کو اُسی سے
لڑوا دونگا وہ سب ملکر اسکو قتل کرینگے اپنے افسر کے خون سے ہاتھ بھرینگے ہر چند کہ وہ صاحب
شوکت و حشم ہی کس کس کو جواب دیگا آخر ہلاک ہوگا چشم زدن مین قصہ پاک ہوگا سمندر کوہی

نے کہا ای بھائی نامدار اس فوج مین ہون سمندر نام ہے لڑائی کی سج مین ہون قہر وغضب سراپا آتش
و سنان ہے اس ایک حمزہ کا زیر کرنا کیا بات ہے تم کھڑے ہو کر تماشا دیکھو آخر سمندر نے بہمن سے
اجازت لی بہمن ڈرا ہوا تھا خاموش ہو رہا سمندر کوہی گینڈے کو ٹھکرا کر طرف میدان کارزار کے
چلا گینڈے کی روانی سے زمین تھرائی سیاہ رو کی آمد تھی کہ کالی آندھی اٹھی میدان کارزار مین
پہونچا عرصہ دراز تک نعرہ ہا جوش وخروش لشکر اسلام کو دکھایا جب خوب پسینے پسینے ہوا گینڈا بھی
عرق عرق ہوا گینڈے کو روکا پکار کر آواز دی یا صاحبقران ما بدولت سے مقابلے مین آئیے کل ساحرون
کو مارا ساحر بیچارے سحر کرنا جانین انکو فنون سپاہگری مین کیا دخل ہے اب مردان عالم سے سامنا پڑا
ما بدولت کو غصہ آیا زمین میدان کارزار تھرائیگی آج تک آپ سے کسی پہلوان سے سامنا نہین ہوا
جب تک اونٹ پہاڑ کے نیچے نہین آتا جانتا ہے مجھ سے بڑا کوئی نہین ہے بہت ملبلایا کلمات سخت
وسست زبان پر لایا امیر کو بہت ناگوار گذرا اشقر دیوزاد کو صف سے نکالا بہرام سے فرمایا کہ
برادر اب اسکے کلمات لاف وگزاف سننے کی تاب نہین باقی ہے اس بیچارے نے بڑی گستاخی کی
بہرام نے سر جھکا لیا عرض کی بسم اللہ پروردگار حضور کو مظفر ومنصور کرے رنج وملال دل سے
دور کرے مقبل بھی دعائین دینے لگا چار ہزار جوانون مین غل بلند ہوا اپنی جان کا سب کو خیال
ہے سب نے بڑھکر دعاے جان درازی دی امیر نے سب کو سمجھایا اشقر دیوزاد کو بڑھایا اشقر ایک
مرکب کوہ سرین کوہ کفل چال مین چھلبل اپال کے بالون کی چوٹیان گندھی ہوئی زلف حور سے
مثال آنکھین غصے مین لال دانہ چباتا ہوا دم سے چنور کرتا ہے اس تیزی سے چلا شکم زمین سے ملا جاتا ہے

نظم

وہ تندی مین بے نظیر
خوشخرامی زتاب نازک تر
دستۂ بید و دستۂ سنبل
شبدیز فلک بھول گیا خنگ تازی کو

وہ چہ مرکب چو برق بادے
تیز گامے ز برق چابک تر
غل طائرون مین ہو کہ عجب ہوا رہی
ہو نہ کہکشان کہ دانہ لال کا

طرفہ دیوانہ و پریزادے
زی گوشش وتری کا کل
لخت ہوا بر اج جلیبان سوار ہو
اب سمندر کوہی کی نگاہ چھپا

جہان زادے صاحبقران پر پڑی حیران ہو کہ ما بدولت بدار رعب ودبدبہ چہرۂ اقدس سے ظاہر
جرات وشوکت ہمراہ رکاب سعادت انتساب سراپا سے ظاہر رعب و داب ہر چند کہ گھبرایا
لیکن گروہ سپر کا اٹھا کر آگے بڑھا اسپین نگاہ رجلی پانچ قدم گینڈا سمندر کوہی کا تین قدم

مرکب صاحبقران ہٹا سمندر کوہی نے کہا یا صاحبقران وار کیجیے کوئی حوصلہ دل مین باقی نہ رہے
امیر نے جواب دیا ہمارا یہ دستور نہین جب تیرے حربے سے پروردگار بچائیگا ہم بھی جواب
دینگے تقدم ہمارے مذہب مین منع ہے ای سمندر کوہی اگر جمشید سنی ہمارے مذہب مین رائج ہوتی
بیخ کفر کو اکھاڑ کر پھینک دیتے سمندر کو غصہ آیا نیزے کو پیچ و تاب دیتا ہوا اژدہا سینۂ بے کینہ
صاحبقران کا تاک کا طعن سے وار کیا صاحبقران نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا لیکن لاف و
گزاف سمندر کوہی سے صاحبقران کو غصہ آیا سترہ سو طعن مین نیزہ سمندر کوہی کا نکلا سمندر
بے آبرو ہوا مثل ابر گرج کر گرا یا آواز دی او حمزہ غضب کیا دو دریا سے لشکر دیکھ رہے ہین تو نے
نیزے کو میرے ہوائی کیا اس فن کی کوئی حقیقت نہین ہے مردان عالم کا کھیل ہے لیکن اب حربہ
جانگزا سے مقابلہ ہے یعنی تیغ بدریغ کھینچتا ہون دم بھر مین فیصلہ ہے یہ کہکر تیغ برق تاب نیام
انتقام سے کھینچا تڑپ کر جا پڑا بقہر و غضب تمام وار کیا امیر نے اشقر کو بڑھایا گرد اسپر کا
سر پر کھینچا گر چہ یون تلوار کی باڑھ سے لڑی ہوئی ہے جاتے ہین لپٹ پڑون تلوار چھین لون
کمر بند مین ہاتھ ڈالکر اٹھاؤن لیکن قضائے کار اس مقام پر موش خانہ تھا دونون پاؤن
اشقر کے موش خانہ مین جا رہے گھوڑے نے سکندری کھائی گرد اسپر کا سر سے ہٹا چہرہ
مین خود سرا لٹھ سے گرا سر برہنہ پر اس خود سر کی تلوار پہنچی قریب تھا صاحبقران کے دو ٹکڑے
ہون لیکن بہ جرأت اپنے کو سنبھالا دستانہ مارا تیغ چمنا کر نکل گیا لیکن دو انگل کا زخم سر پر آیا
قطرات خون چہرۂ بے نظیر پر زخم کھا کر شیر ببر اقبضۂ تیغ عقرب سلیمانی پر ہاتھ ڈالا آواز
دی او سمندر ضرب مردان عالم کو روک خبردار آنکھ لڑی رہے چوٹ کی جو مین چلینگی سر کو
بچا بد حواس ہو یہ فرما کر پڑی جالی گھوڑا تڑپ کر بڑھا دونون ہاتھ مین سنک بر گینڈے کے گھٹنون
نعرۂ تکبیر کہکے امیر نے ہاتھ مارا تیغ برق مثال ہاتھ امیر کا تو قہر الٰہی شمشیر کا پڑا اس سیاہ رو نے
سپر کو اٹھایا گھاے سپر کے نیچے غنچہ ہوا لیکن تیغ آبدار نے سپر سمندر کو کاٹا خود دو نیم ہوا سر پر
اسکے زخم آیا سمندر نے ادھا زخم کھایا دستانہ مارا لیکن تیغ زور مین جاتا تھا سر سے نکلکر
گینڈے کی گردن پر گرا گردن اسکی قلم ہوئی سمندر کوہی نیچے گرا تلوار نے زمین کو بوسہ دیا
دنبالہ زمین مین دھنسا یا خاک اڑنے لگی اہلیان فوج سمندر نے جانا جماز عمر ہمارے آقا کا غرق

دریا سے فنا ہوا گھبرا کر دو وزیر سے صاحبقران نے دیکھا کہ گھٹا کفر کی آتی ہے تیغ ہلالی کھینچکر نعرہ کیا

نعرۂ صاحبقران تصنیف مصنف
منم اختر برج عز و جلال
ہم محضر بیت الرحیم عاری شدہ
ہمہ شہر اسلام آباد شد

منم سرنگون لشکر کافران
منم ماہتاب سپہر کمال
ہم قاف زکفر شد پاک و صاف
کہ صاحبقران در جہان شاد شد

بہ پیشم نگون شد سر کافران
سمندون بہ چشم فراری شدہ
سلیمان کو چک لقب شد لقاف
ادھر سے لشکر سمندر کوہی

آیا ادھر سے صاحبقران و بہرام گرد جن خاقان چین پڑھتے شعر منم گرد بہرام خاقان چین
کہ از ہیبت من بلرزد زمین ٭ چار ہزار جوان جان نثار سر فروش ڈیڑھ لاکھ فوج پر جا پڑے
سمندر کوہی پکارتا ہے ارے یارو میں لائق مقابلہ ہوں برلے سواری گینڈا لاؤ ملازموں نے دوسرا
گینڈا حاضر کیا سمندر کوہی کو اپنی آبرو کا خیال زخمی ہونے کا ملال زخم کو باندھ کر لڑنے چلا لیکن
صاحبقران جس غول پر آ کر گرے تاک تاک افسروں کو مار ڈالتے ہوئے جاتے ہیں لیکن اپنے ساتھ والوں
کو دیکھا ڈیڑھ لاکھ میں چار ہزار جا بجا گھر گئے جہان دو ہزار سمندر کے پانچ جوان سرگرم جاں نثاری
چہرہ گلنار آتا دو ضرب و پیکار ایک جانب بہرام ہزار کافروں میں جا کر گھرا لیکن لڑ رہا ہے صاحبقران
جھپٹ جھپٹ کر بہرام کو بچاتے ہیں جرات و شوکت دکھاتے ہیں زخم سر سے خون کے قطرے
ٹپک رہے ہیں ایک ہاتھ میں سپر فولادی دست راست میں تیغ برق تاب چہرۂ نورانی پر قہر و
عتاب ہر چند لڑائی کو سنبھالتے ہیں لیکن فوج کفار کا بلوہ ہر سمت ہنگامہ یہانتک تو خیر تھی لیکن
بہمن جادو نے جو دیکھا کہ جنگ مغلوبہ واقع ہوئی ہے بچا سبھی ساحروں کو ساتھ لیکر بڑھا اہل
اسلام پر سحر کرنے لگا کسی کا سر جلا کسی کا پیراہن پھنکا کوئی غش کھا کر گرا کوئی مثل مرغ بسمل تڑپا
لشکر صاحبقران میں شور فریاد و الغیاث بلند ہوا صاحبقران نے پلٹ کر دیکھا دل سے فرمایا
غضب ہوا ساحر بھی آ پڑے ان بلاؤں سے کون لڑے لیکن اسم اعظم پڑھتے ہوئے فوج
ساحران پر جا پڑے جس ساحر نے سحر کیا امیر نے اسم اعظم پڑھ کر اسکو مارا لیکن بہمن بچا گیا پھر تا ہی
قریب صاحبقران نہیں آتا ہے جانتا ہے یہ صاحب اسم اعظم محترم و محتشم اسیر ہونا کالبش ہونا دشوار
اسپر سحر کرنا بیکار صاحبقران دیکھتے ہیں بہمن نے زمین کو لالہ زار سحر کرکے صدہا کو بیکار کیا اہل اسلام
پامال بیچاروں کے قدم ہٹتے جاتے ہیں صدا سے گونج قلب تھراتے ہیں صاحبقران اس حال

پُرملال کو دیکھکر گھبرائے ہر چند اسم اعظم پڑھتے ہین ساحرون کو قتل کر رہے ہین لیکن مجمع انکا کم نہین
ہوتا کوہیون نے سختی ڈالی جو سحر سے بیکار ہوا اُسی کو قتل کیا اسوقت بیکار ہو کر دست دعا طرف
آسمان کے اُٹھا دیے آمدورفت مین زخم بھی کھاتے ہین چہرہ زرد ہے خون پر آہ سرد دل مین
درد کہ افسوس رفیق قدیم شفیق ندیم بہرام گردن خاقان ہیبن جلالت آئین مفت مین قتل ہوا آکر
پکار اُٹھے اے معبود حقیقی ان بندگان خدا کو بچا لے تیری راہ مین بدل وجان مصروف جہاد ہین
مبتلائے ظلم وبیداد مین انپر رحم کر ظلم و بدعت کفار سے بچا لے دریائے مصیبت سے نکال ساحل
مراد پر پہونچا بموجب مضمون شعر تجھے فضل کرتے نہین لگتی بار نہو تجھسے مایوس امیدوار
صاحبقران نے جو تہ دل سے دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا بقدرت پروردگار صحرا سے گرد اُڑی
گرد عظیم حق گرد نے روے آفتاب کو چھپا دیا سامنے آنکے وہ گرد شگافتہ ہوا نکلے آگے چالیس
علم نشان چالیس ہزار سوار کا پھریرون پر توکلت اتقی(؟) مرقوم ہے پیچھے تخت پر ایک نقابدار بادلہ پوش
تاجدار صاحب جاہ و وقار مرکب بادرفتار کوتل شاطر لگام تھامے ہوے پشت پر چالیس ہزار
جوانان زرہ پوش چار آئینہ بند دوش بدوش رکاب سے رکاب سم سے سم ملے ہوے پرے جمے
ہوے نقارے بج رہے ہین صدا قرنا کی بلند اس نقاب دار تاجدار نے جو یہ ہنگامہ قیامت خیز دیکھا
شاطر سے اشارہ کیا دیکھو تو یہ کیا معرکہ ہے کون کون جنگ کا طالب ہے کون مغلوب ہے کون غالب
ہے شاطر مثل عقاب تیز پر جھپٹا مثل پیک نگاہ چشم زدن مین پلٹ کے آیا نقابدار جادو سے عرض
کی اے شہریار بڑا غضب ہوا صاحبقران زمان مقام کوہ عقیق سے برائے شکار صحرا مین آئے تھے
سمندر کوہی و سپین جادو نے ڈیڑھ لاکھ فوج سے چار ہزار کو گھیرا ہے سحر سے لشکر سوخن(؟) ڈال
مین ہے آفتاب آسمان عالیشان جلال مین ہے لیکن زخمدار مضطر و بیقرار کیا عجب ہے کہ خدانخواستہ
دشمن انکے قتل ہو جائین جنگ عظیم واقع ہے یہ کیفیت سنکر نقابدار تاجدار نے سپر و شمشیر
پر ہاتھ ڈالا مثل شیر خشمناک پشت مرکب پر سوار ہوا ساتھ والون کو اشارہ کیا اے غیوران ہمت شعار
تم نے سنا صاحبقران زمان گھر گئے ہین وقت جانبازی و سرفروشی ہے عقب مین نقابدار کے
اہالیان لشکر بھی بڑھے نقابدار نے قریب آکر بصد ملکر نعرہ شیرانہ کیا باشیدا کفار(؟)
بیچیادو(؟) اے نابکاران بڑھو تا کسکو زندہ چھوڑتا ہون مین نقابدار بادلہ پوش صاحب شوکت و حشم

سرگروہ مردان عالم یہ فرما کر نقابدار نے پنجہ کھینچا چالیس ہزار جوانون نے قبضۂ شمشیر پر ہاتھ
ڈالدیا نقابدار نے بڑھکر پہلا ہی وار کیا ہزار کو داخل دار البوار کیا فوج سمندر مین تہلکہ ڈالدیا
بڑھکر علم فوج قلم کر ڈالا چالیس ہزار جوان کو ہی چشم زدن مین مارے پلٹ کر صاحبقران نے جو
دیکھا ایک نقابدار بادل پوش برائے مدد آیا اُسنے دریائے خون بہادیا کسی قدر اطمینان ہوا تلوار
کھینچکر طرف بہمن جادو کے بڑھے اس خیال سے کہ ایسا نہو لشکر نقابدار پر یہ پچھا سحر کرے مفت
مین یہ بہادر مارا جاے بہمن سحر کر رہا تھا صاحبقران جنگ بستانہ کرتے قریب بہمن کے پہونچے
نعرہ شیرانہ کیا زمین تھرائی بہمن نے پلٹ کر دیکھا صاحبقران پر سحر کرنے لگا امیر اسم اعظم پڑھتے
ہین سحر دفع کر دیتے ہین جب بہمن جادو نے دیکھا کہ سحر کی تاثیر نہوئی تیغۂ سحر کا ہاتھ لگایا امیر
نے تیغۂ عقرب کو اُٹھا دیا اسم اعظم پڑھکر اپنے کو بچایا یہ وار بھی اس نابکار کا خالی گیا امیر نے ہاتھ
مارا اُسنے سپر سحر کو اُٹھا دیا وہ بھی تیغ صاحبقران سے کٹی سر پر اس ملعون کے زخم آیا قریب تھا
دو ٹکڑے ہون اُسنے اپنے کو پشت مرکب سے گرا دیا لوٹ مار کر پر پرواز پیدا کیے اڑکر چلا امیر
نے جو یہ سحر دیکھا کہ یہ ملعون بھاگا جاتا ہے اڑا ہوا جاتا ہے بہ تعجیل تمام کمان کیانی دوش سے اُتاری
تیر تن بھال کا کمان مین پیوست کیا تاک کر اُس خطاکار کو مارا بہمن سنبھالیکن تیر دلدوز سینہ پر شور
پر اس مردود کے پڑا تو وہ پشت کو توڑ کر پار گذر امردہ ہو کر زمین پر گرا لاشہ مغرور کا تڑپا اندھیرا
ہو گیا آواز آئی کشتی مرا نام من بہمن جادو بود ساحرون نے جو پلٹ کر دیکھا بہمن واصل جہنم
ہوا گھبرا گئے آکر لاشہ اپنے آقا کا اُٹھایا طرف طلسم ہوشربا کے روتے پیٹتے روانہ ہوے یہان
تلوار چل رہی ہے نقابدار نے ہزارون کو مارا صاحبقران نے قتل بہمن سے مہلت پائی مقبل وبہرام
کی جان بچی مگر صاحبقران نے جب سے نقابدار کو دیکھا ہے خون جسم مین جوشش مار رہا ہے ہر چند
چاہتے ہین کہ اس عالی مقدار کو مثل جان کے آغوش مین لون حسب ونسب پوچھون مگر جب
صاحبقران لڑتے بھڑتے قریب آجاتے ہین نقابدار ہٹ جاتا ہے کئی مرتبہ صاحبقران نے پکارا
او ہنر بر دشت جرأت وای نہنگ بحر شوکت ولیاقت ہم تمھاری ملاقات کے بہت مشتاق
ہین نقابدار دور سے عرض کرتا ہے غلامون کی ملاقات کیا ہماری آنکھین زیارت سے روشن ہوئین
کیا روز سعید ہے بلکہ یہ دن بہتر از عید ہے کہ آپ ایسے غازی کے جمال باکمال کو دیکھا آپ گل اہل

اسلام کے سرپرست ہین خدا آپ کو سلامت باکرامت رکھے دین اسلام ملت بیضا کو جاری
کیا دین حق کو رونق ہوئی نقابدار یہ کہکر سمندر کوہی پر جا پڑا فوج سمندر نے نقابدار کو گھیرا سمندر
کوہی نے للکارا او نقابدار صعلوک تیرے سبب سے بہت جادو مارا گیا لیکن میرے ہاتھ سے
کیونکر بچیگا یہ کہکر نقابدار پر وار کیا نقابدار نے چاہا اسکی تلوار چھین لون اس حال مین اک بجیتابو
پرست نے پشت سے نقابدار کو نیزہ مارا شانے پر نقابدار کے نیزہ پڑا استخوان کو توڑ کر پار
گذرا نقابدار نے بکہ مارا سنان نیزہ ٹوٹ کر شانے مین اوپر سے تلوار سمندر کی پڑی سر بھی نقابدار
کا زخمی ہوا نقابدار نے بمشکل و استادانہ مار دیا تیغہ سر سے نکلا لیکن چادر خون روے زیبا
پر ست سے زیادہ نقابدار کو اپنی پردہ پوشی کا خیال ہر حال ظاہر ہونے کا انتہا کا ملال ہو نقابدار
نقاب سنبھالنے لگا سمندر نے چاہا سر کاٹ لون بے اختیار نقاب ڈالکر منہ سے نکل گیا کہ غلام
آپ سے رخصت ہوتا ہے اب عدم مین ملاقات ہوگی گستاخی معاف فرمایئے گا یہ صدا کان مین
صاحبقران کے پڑی جنگ مین مصروف تھے پلٹ کر دیکھا نقابدار کو نوبت بجان و کارد بہ
استخوان پایا بیچین ہو گئے دہن سے نعرہ کیا او نامرد کیا کرتا ہے زخمی کے خون سے ہاتھ بھرتا ہے مین پہنچا

ستم زلزلہ قاف سلیمان ثانی نعرہ صاحبقران صف شکن قسم

بحکم خدا اسپ شمشیر چار
بن کافران از جہان پاک کرد

یکے تیغ صمصام و قمقام نام
سر سرکشان جملہ در خاک کرد

امیر عرب ضیغم روزگار
یکے تیغ عقرب یکے ذوالحجام
صدائے نعرۂ صاحبقرانی ہے

گیندہ سمندر کا خنجر کا تھرا کر پیچھے ہٹا امیر نے اشقر پر کوڑا کیا وہ مرکب باد رفتار ہوا سے
آگے روانہ عکس کاکل صاحبقران تازیانہ اس جلدی مین آیا نقابدار کو امیر نے پشت پر لیا
سینہ سپر کر دیا سمندر نے جو صاحبقران کو دیکھا در پاے جرأت جوش مین آیا وہی تیغ
خون آلود لیکر صاحبقران پر چلا لیکن ملازمان نقابدار نے دیکھا کہ نقابدار گھوڑے سے گرا چاہتا ہے
سو دو سو سردار قریب آئے نقابدار کو گود مین لیا گھوڑے سے اتار کر ہوادار پر سوار کیا
نقابدار بادل پوش بیہوش ہو گیا ہمراہیان نقابدار نے بڑھ کے فوج سمندر کو پامال کرتے ہوئے
طرف صحرا کے نکل گئے یہان صاحبقران و سمندر سے مقابلہ پڑا اٹھنے ہاتھ تلوار کا مدار صاحبقران
بھی انتہا کے زخمی ہو چکے ہین لیکن بیوقت صاحبقرانی بازو کو بچا کر کلائی پر ہاتھ لیا جھٹکا

مار تلوار چھین کر پھینک دی دست خود پر ست بڑھا کر کمر زنجیر میں ڈال دیا نعرہ کر کے زور کیا سمندر
کوہی کو قاش زمین سے اکھیڑا چاہا زمین پر مارون سمندر کوہی گھبرا گیا سوچا کہ اب پنجۂ شیر سے
رہائی دشوار ہے سرکشی بیکار جان بچاؤ پکارا الاماں الاماں صاحبقران نے فرمایا امان بشرط ایمان کہا ہے
عرض کی تا زندہ ایم بندہ ایم غلامی سے گردن تابی نہ کرونگا صاحبقران زمان نے فوراً ہاتھ سے
رکھ دیا امیر نے کلمۂ طیبہ ارشاد کیا دل میں کینہ کر کے اس مکار نے کلمہ پڑھا اہالیان فوج کو آواز دی
خبردار کوئی ہاتھ نہ اٹھائے میں نے صاحبقران جہان کی دل و جان سے اطاعت کی سب سرداران
خدمت میں حاضر ہوئے مگر اس جنگ مغلوبہ میں پچاس ہزار کوہی مارا گیا بہت بڑا کھیت ہوا اہالیان
صاحبقران بھی دو ہزار قتل ہوئے بہرام و مقبل بھی انتہا کے زخمی ہیں سمندر کوہی بمکاری چوب
چقماق ہاتھ میں اہتمام سواری کرتا ہوا طرف اپنی بارگاہ کے لیچلا صاحبقران زمان داخل بارگاہ
سمندر کوہی ہوئے مقام صدر پر آ کر بیٹھے بہرام و مقبل وغیرہ کی زخم دوزی کی سمندر کوہی
کے سر میں صاحبقران نے اپنے ہاتھ سے ٹانکے لگائے جب کل سرداروں کی زخم دوزی ہو چکی
تب صاحبقران نے اپنے سر میں ٹانکے لگانے کا حکم دیا پٹیاں مرہم کی چڑھی ہوئی ہیں انتہا
کے صاحبقران زخمی ہوئے تھے اب سمندر کوہی نے محفل عیش و نشاط آراستہ کی ساقی بچے
حاضر ہوئے دور جام بے اندیشۂ انجام چلنے لگا ایک نازنین ماہ پیکر شوخ و شنگ سبزہ رنگ
بقول شاعر شعر سبزہ رخے بخط سبزم کرد اسیر ۔ دام ہمرنگ زمین بود گرفتار شدیم جسکی نگاہ
اس طرار فرار ہر بڑی کلیجہ تھام لیا اشعار عشق آمیز گا رہی تھی اہالیان محفل کا دل لبھا رہی تھی اہل
محفل کو جو متوجہ پایا غزل عاشقانہ آغاز کی

غزل

جس ہاتھ میں خاتم لعل کی ہو گر آستین زلف سرکش ہو
پھر زلف بنے وہ دست موسیٰ جسمیں اخگر آتش ہو
اے قاتل حلق بریدہ سے اک شعلۂ دل جو سرکش ہو
تو روشن حلقۂ جیب سے اپنے دیکھ تنور آتش ہو
جو ہجر اسے سوز صبح ہجران مجھ سے رخصت مہوش ہو
وہ کھینچوں آہ کہ خورشید بھی پنہاں زیر دود آتش ہو

لبریز شراب ناز دکھا تو ساغر چشم کافر کو
تا زاہد پاک طینت ہو تا صوفی دلکش مے کش ہو

تم وہ وہ زخم دل پر پیہم کرتے ہو دکھلانے کو
پر ترکش تیغ ناز سے اپنے دل مین کرتے عش عش ہو

دل نخل مین قد کے جون زکریا چھپ کر چشم ناز سے
اب ارہ جنبش ابرو سے کیونکر نہ بزیر کشاکش ہو

لبیک و اذان ناقوس و جرس باخندۂ قلقل بار نے
دل کھینچے مین ان کوئی ہو ہر ایک نوائے دلکش ہو

بن تیر ستمگر کی آدلش دشمن جان ہو عاشق کی
محراب طاق کمان بجائے دستۂ نرگس ترکش ہو

مانند نمکدان چرخ پر انجم حق نے بنایا اس خاطر
تا ہر لب زخم حسرت اپنا ہجر کی رات نمک چش ہو

اک خون کا دریا جذب کیا ہے خاک لحد نے قاتل نے
ہان دفن کو ایسے کشتون کی ایسی ہی زمین دلکش ہو

اس بحر مین کیا برجستہ غزل اے ذوق یہ تمنے لکھی ار
ہان وزن اسے جسکے سنکر شادان روح خلیل و اخفش ہو

ہنگامہ عیش و نشاط گرم ہے لیکن سمندر بے م اسی فکر مین ہے کہ اپنے حریف کی آبرو ریزی کرون بیجا نے ساری سے کنارہ نہ کیا شاہ سے اشارہ کیا اب حمزہ مبہوت ہے لب پر مہر سکوت ہو شراب مین بیہوشی ملا کر لایا ایک جام شراب آغشتہ بدار وے بیہوشی اپنے ہاتھ مین لیکر سامنے اس دریا دل کے آیا عرض کی غلام کے ہاتھ سے نوش فرمایئے سر عزت اور آسمان افتخار کے پہونچایئے صاحبقران صاف باطن اس بیجا کے مکر کو نہ سمجھے بدون رد و قدح جام پی گئے اس بیجا نے دوسرا جام بہرام کو دیا مقبل کی طرف متوجہ ہوا صاحبقران پیتے ہی گھبرائے قلب مین شعلے بھڑکنے لگے فرمایا اے سمندر یہ کیسی شراب تھی قلب مین آگ لگا گئی سمندر نے للکارا

باش او حمزہ تو نے ہمین جادو کو مارا جوانان صف شکن میرے قتل ہوے اب کہان جائیگا
غضب مین صاحبقران اُٹھے بیہوشی تاثیر کر چلی تھی اٹھتے اٹھتے گرے بہرام و مقبل بھی بیہوش ہوے
پکار کر سمندر کوہی نے آواز دی آہنگرون کو بلاؤ ان سنگان دریاے جرأت کو مطوق کرو آہنگرون
نے صاحبقران و بہرام و مقبل کو ہتکڑیان بیڑیان پہنائین ساتھ والون کو بھی قید کیا اس اثنا
مین قیدی مجلس فلک چارم اعنی نیر اعظم زنجیر اسے شعاع مین جکڑا ہوا زندان مغرب سے
برآمد ہوا ستارۂ سحری چمکا سمندر نے حکم دیا لشکر تیار کرو ان سبکو خدمت مین خداوند لقا کی
لیچلونگا اسی وقت لشکر مین قرنا پہونکی کوچ کی ہیون نے کمر بندی کی سمندر گینڈے پر سوار ہوا
ان قیدیان مبتلاے بلا کو ارابہ پر ڈال لیا خوشی خوشی نوبت نقارے بجاتا ہوا طرف کوہ عقیق
گلزار سلیمانی کے چل نکلا اب جو پسینہ آیا ہوا چلی آنکھ صاحبقران کی کھلی اپنے کو قید آہن مین
مبتلا پایا سمندر گینڈے پر سوار لشکر رہروی مین بہرام سے فرمایا اس مکار نے فریب سے
ہمکو گرفتار کیا اب طرف کوہ عقیق کے لیے جاتا ہے نہین معلوم ہمارے لشکر پر کیا گذری شکار
کو آے خود شکار ہوے جو منظور پروردگار ہو گا۔ کو کیا چارہ ہے بہرام کی بھی آنکھون سے آنسو
جاری ہوے مقبل بیقرار ساتھ والے اشکبار لیکن سمندر کوہی اپنے ساتھ والون کو سمجھاتا ہوا
آتا ہے کہ روبرو قدرت کے یہ جو معرکہ گذرا ہے بیان کرنا بلکہ مین خود اسطرح کہونگا کہ حمزہ مجھکو
شکارگاہ مین ملا فنون سپاہ گری مین اُسپر غالب آیا سرکار قدرت سے سبکو انعام ملیگے عمر
ہماری تمہاری بڑھا دینگے سب عرض کرتے ہین حضور ایسا ہی ہوگا مسلمانون کی ذلت اپنی عزت
پیش سامنے قدرت کے شوکت ہو اسطور سے منزل بمنزل صاحبقران کو لیے ہوے سمندر کوہی
جاتا ہے صاحبقران زمان پہردن بھر دھوپ پڑتی ہے رنگ روے متغیر رخسارے کاری سر پر ہے ہوی
سے علیل ہوگئے ہین یہی کیفیت بہرام کی بھی ہے ٹھنڈی سانسین بھرتا ہے بار بار مقبل سے
کہتا ہے اے سرخیل وفاداران اگرچہ ہماری سامنے لقا کے پہونچی نجات کی اب وہ دشمن وہان موجود
ہے فوراً قتل کا حکم دیگا صد حیف کوہی ہم لوگون کے ہاتھ سے قتل ہوے سب دشمن مین ہمارے
واسطے ہیزن ہین فلک نے عجب طرح سے گردش کی ستانے مین ہمارے کوشش کی یہ کہکر
اشعار عبرت خیز وحشت انگیز بہرام نے سامنے مقبل وفادار کے بعد اضطرار پڑھے رباعی

ہی عہد شباب زندگانی کا مزا — پیری مین کہان وہ نوجوانی کا مزا
اب یہ بھی کوئی دن مین فسانہ ہوگا — باتون مین جو پاتے ہین کہانی کا مزا

دیگر

ای حلقۂ زلف دامداری ہی عبث — ای ناز و ادا کمین بہاری ہی عبث
یان دل سے قرار جاچکا ہی کب کا — ای شوخی یار بیقراری ہی عبث

دیگر

گردش مین ہین خاص و عام کیا دور ہی یہ — صہبائے طرب حرام کیا دور ہی یہ
جو بزم نشاط ہی جہان مین سو خراب — یکجا نہین دور جام کیا دور ہی یہ

چار منزلین سمندر رستم نے اس جوش و خروش مین طے کین چوتھے روز تیسرے پہر دن پچھلا باقی ہی کہ سمندر ایک صحراے پر فضا مین آکر اترا بارگاہ استادہ ہوئی صاحبقران وغیرہ کو قیدخانہ مین بھیجدیا دربارگاہ پر خود بیٹھا ہی گرد سردار سرکار بیٹھا ملبلا رہا ہی کہتا ہی کہ مین نے اس شخص کو گرفتار کیا جو فخر رستم و سام ہی مردان عالم مین اسکا بڑا نام ہی ہمارے بزرگ سلیمان عنبرین موے کو ہی بہت خوش ہونگے بڑی لڑائی فتح ہوئی سنا ہی کہ چالیس برس سے یہ نوجوان خداوند سے لڑ رہا ہی شہر باختر ملک موروثی خداوند پر قبضہ کیا قدرت بیچارے دربدر مارے مارے پھرتے ہین نابدولت انکو قیلولات پر پہونچائینگے باختر مین جاکر ڈنکے بجائینگے یہ باتین ہین کہ صحرا سے گرد اڑی ایک جوان گینڈے پر سوار پشت پر بارہ ہزار فوج اسباب شکار ہمراہ رواروی مین آتے ہین سمندر کوہی نے دور سے دیکھکر پہچانا کہا شاید ہمارے بڑے بھائی ممتاز کوہی واسطے شکار کے نکلے تھے اسطرف آگئے یہ کہکے اٹھ کھڑا ہوا واسطے استقبال کے بڑھا ممتاز نے بھی سمندر کوہی کو دیکھا گینڈے سے کودا دونون آپس مین بغلگیر ہوے ممتاز نے کہا ای برادر بجان برابر تم اس مقام پر کہان سمندر نے کہا ای رستم زمان نابدولت طرف کوہ عقیق گلوار سلیمانی کے چلے تھے راہ مین دشمن خداوند حمزۂ عرب شکار کھیل رہا تھا میرے اسکے مقابلہ پڑا مین پہر کی کشتی میرے اسکے پڑی اسکا قوت بازو زینت پہلو بہرام گردین خاقان چین اسکو بھی اٹھا لیا اب سبکو مین نے قید کیا ہی خدمت خداوند مین لیے جاتا ہون یہ سنکر ممتاز نے کہا حقیقت مین تمنے بڑا کار نمایان کیا یہ وہ شمشیر خشمناک ہی تمام عالم مین اسکی شمشیر زنی کی دھاک ہی اسنے پہلوانان عالم کو مارا دیوان قاف کو للکارا

اگر تجنے یہ مردی اسکو زیر کیا تمام عالم مین تمھارا نام ہوگا مین بھی اُسکو دیکھونگا ہمیشہ سے اسکا نام
سنتا ہی یہ مرتبہ تمھاری قسمت مین لکھا تھا ورنہ شیران دشت نبرد نام سنکر اس جوان کا کانپتے ہین
تم کہتے ہو مین نے فن پہر لی کشتی مین زیر کیا سمندر نے کہا بھائی جلد دیکھ لو بارگاہ مین تشریف رکھو
مین خود جا کر اسکو قید خانہ سے لاتا ہون ممتاز کوہی اشتیاق جمال صاحبقران مین اندر بارگاہ
کے آکر بیٹھا سمندر کوہی قید خانہ مین آیا کہا یا صاحبقران افتخار کو بیان ہمارے بھائی ممتاز کوہی
سر گروہ پہلوانان عالم یکتاز میدان شجاعت صاحب شوکت ولیاقت ہماری بارگاہ مین آیا ہو تمکو
اُسکے سامنے لیے چلتے ہین جب وہ تجھسے پوچھے تو کہدینا کہ سمندر کوہی نے بفن کشتی زیر کیا تم
اقبال کرنا قدرت کے سامنے چلکر تمکو رہا کردونگا ورنہ درصورت انحراف قتل کرونگا صاحبقران
نے مسکرا کر فرمایا ای سمندر کوہی جو تم کہو گے ہم کہدینگے ہمارا کیا نقصان ہی سمندر کوہی خوشی
خوشی آکر پاس ممتاز کوہی کے بیٹھا سوچون پرتا دیبہر سے لگا کہا بھائی مین حمزہ عرب کو بلاتا ہون
مگر ای برادر وہ بھی جوان مشہور و معروف ہی اب اُسکی آبرو ہماری دریا دلی پر موقوف ہی کوئی
کلمہ سخت اُسکو نہ کہنا چونکہ قید مین ہی کدر ہو رہا ہی پوچھ کے رخصت کردینا ممتاز کوہی نے
کہا بلاؤ تو مین نے اس جوان کا بڑا نام سنا ہی بڑے بڑے پہلوانون سے یہ لڑا ہی اسی وجہ سے
مجھے تعجب ہی سمندر کہہ رہا ہی کہ بھائی کوہستان کا رہنے والا ہون وہ سخت پیچ باندھے کہ تھیر لیا
آخر مین نے اُٹھا کر مارا چارون شانے چت گرا مشکین باندھ لین اسکے ساتھ والے بھی خوب لڑے
پچاس ہزار کوہی میرے مارے گئے ایک نقابدار مرد کو آیا اُسنے قصد کیا کہ حمزہ کو چھڑا لے مین نے
اُسکو بھی زخمی کیا آخر نقابدار منھ چھپا کر بھاگا ایسا عجاب ہوا کہ مقابلہ پر نہ ٹھہر سکا ممتاز کوہی
ہنس رہا ہی بات کا سمندر کی کچھ جواب نہین دیتا یکا یک پردہ بارگاہ کا اُٹھا ممتاز نے دیکھا
آفتاب آسمان عربستان ماہ اوج شوکت و شان مسلسل و مطوق جیسے ہی بارگاہ مین قدم رکھا
پکار کر آواز دی السلام علیکم سلام من درین مجلس دو دین ما و اہر کسے باد کہ بداند دل شناسد کہ خدا
یکی ہست و دین بغیر ہرح کوہی بل کرنے لگا ممتاز نے منع کیا اپنے مذہب کی تعریف کرتا ہی تمھارا
اسمین کیا نقصان ہی اپنے خدا کی وحدانیت کا دم بھرتا ہی کوئی دخل نہ دے سب خاموش ہو گئے
ممتاز کوہی نے کہا یا صاحبقران یہ کیا معرکہ ہی آپ کو ہمارے بھائی سمندر کوہی نے زیر کیا تھا

نے فرمایا اے ممتاز کوہی تجھے یقین آیا ممتاز نے کہا میرے دل کو یقین نہین آیا صاحبقران نے
فرمایا اے بہادر اگر زہر ہوتے شکر پان پڑیان کاہیکو پیتے ممتاز نے کہا سچ فرمایئے اپنے خدا کی
قسم تو کھایئے باتون مین مجکو نہ بہلایئے صاحبقران نے فرمایا قسم کی مجکو کیا احتیاج ہے جب تو
سمندر بگڑا کہا کیون حمزہ صاف صاف نہین کہتا قیدخانہ مین تو ابھی ہمنے سمجھا دیا تھا اب اگر
آپکے خلاف ہوگا فوراً قتل کر ڈالنا چاہئے تو اقرار کیا اب انکار کرتا ہے جب تو صاحبقران کو غصہ
آیا فرمایا او مکار مردانِ عالم کے ساتھ مکر کیا اب باتین بناتا ہے قتل سے مردانِ عالم کو ڈراتا ہے
سمندر تیغہ پکڑ کے اٹھا ممتاز ہان ہان کرتا ہے کہ دیکھو بھائی صاحب غصہ نہ کرو ہم سمجھ گئے مگر
سمندر نے صاحبقران کو کلمات سخت کہے امیر کا تو قہر کے تیور پر بل آیا غصہ مین آکر نعرہ کیا نظم

شعلۂ شمشیر نشان برق جنون من است　　گرمی بازار عشق از تف خون من است
بر سر دار فنا خانۂ خونہاے من　　باک ندارم ز دار چوب ستون من است
خانۂ امارہ لیک و تنگ بستہ بزنجیر عشق　　بشکنم این بند را وقت جنون من است

قید کو صاحبقران نے توڑ کر مثل تار عنکبوت کے پھینک دیا سمندر نے جھپٹ کر تیغہ مارا اسنے
غصہ مین کلائی پر ہاتھ ڈالدیا سمندر جھلا کر لپٹ پڑا امیر نے بقہر و غضب تمام گردن پر ہاتھ رکھکے
ہکا مارا سمندر کی گردن زمین سے ملادی بموجب مثل سرکش کی گردن جھکادی ممتاز منع کرتا ہے
کہ یا صاحبقران جانے دیجئے امیر نے کہا اے برادر اب تم دخل نہ دو سمندر نے جواب دیا بھائی
ٹھہر جاؤ مین ابھی اسکی مشکین باندھتا ہون تیرا پیچ سمندر کوہی نے باندھا تھا کہ صاحبقران
دونون سونڈے تمام کرکے دوڑے ہر چند سمندر چاہتا ہے کہ قدم جماؤن ممکن نہین شیر کے
پنجہ مین گیا بارھوین قدم پر لاکر صاحبقران نے ٹکا مارا دونون گھٹنے آشنائے زمین ہوئے سمندر
نے چاہا لنگر اپنا قائم کرے امیر کب لنگر جمنے دیتے ہین کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالکر زور کیا پہلے ہی زور مین
تا بزانو دوسرے مین تا بہ سینہ تیسرے مین سر سے بلند کیا سمندر نے چاہا بغلون مین پانون
اڑا کر ادھر اٹھاؤن فوراً صاحبقران نے داہنا قدم آگے بایان پیچھے چرخ دیا مثل طاؤس آتشباری
چکر کھانے لگا زمین پر مارا چاہا پٹ گردن امیر نے ایک ٹھوکر ماری گرد برد چارون شانے
چت کودکر امیر چھاتی پر سوار ہوئے فرمایا اے سمندر حالا در شناختن پروردگار چہ میگوئی سمندر

نے کہا او حمزہ اب مین بھلا تیرا مذہب اختیار کرونگا امیر غصہ مین اُٹھے جسطرح شیر گیہانی پر
آتا ہی ایک پانون دونون ہاتھ سے تھام چیر کر اس بجا کو پھینک دیا تمام کوہی ملازمان سمندر
تلوارین پکڑ کے اُٹھے جب تو ممتاز غصہ مین آیا نعرہ کیا او نامردو خبردار اگر حمزہ پر دست درازی
کی قیامت برپا کرونگا لاش اس نامرد کی اُٹھوا لو سامنے سے میرے چلے جاؤ یہ اسی لائق تھا
ملازمان سمندر لاشہ سمندر لے کر روتے پیٹتے بھاگے ممتاز کوہی کھڑا ہو گیا کہا اے شہریار آئیے
شعر رواق منظر چشم من آشیانۂ تست ۔ کرم نما و فرود آ کہ خانہ خانۂ تست ۔ مقبل و بہرام
کی بھی اپنے قید کاٹی صاحبقران کے لیے دنگل زرین منگوایا تمام صدر پر لاکر بٹھایا ساتھ والون
کو بھی قید سے رہا کیا ملازمون کو حکم دیا کہ سامان عیش و نشاط مہیا کرو اسی وقت جلسۂ عیش
آراستہ ہوا جب ممتاز کوہی جام شراب لیکر سامنے صاحبقران کے آیا صاحبقران نے فرمایا
ای برادر ہم تمھارے ہاتھ کی شراب نہین پی سکتے ممتاز نے عرض کی مین حضور سے امتحان
فنون سپاہ گری کرونگا اگر آپ غالب آئے شل چاکران کمترین خدمت مین حاضر رہونگا اگر
شاید مین غالب آؤن آپ اطاعت کرین مین اپنے لشکر کا بادشاہ بناؤن شرف کونین حاصل
کرون امیر نے فرمایا بسم اللہ مین ابھی موجود ہون ممتاز نے عرض کی حضور قید مین رہے
اس نامرد کے ظلم سے دس پانچ روز توقف فرمائیے بعد اسکے کشتی حضور سے لڑونگا امیر نے فرمایا
ای برادر مجکو عرصہ دراز گذرا کہ مین اپنے لشکر سے جدا ہون شاہنشاہ نامدار و سرداران عالی وقار
کو تردد ہو گا بس اسی وقت ہمارے تمھارے امتحان ہو جاے یا مین آپ کی اطاعت کرون
یا حضور میرا ساتھ دین استادان سخنور نے یون تحریر فرمایا ہی کہ ممتاز کوہی نے دوسرے
دن اکھاڑا تیار کرایا صاحبقران سے کشتی ہوئی چار پہر مین امیر با توقیر نے ممتاز کوہی کو زیر
کیا ممتاز کوہی مردان عالم مین سرفراز بصدق دل مسلمان ہوا صاحبقران کی اطاعت کی اپنے
لشکر کو بھی ہدایت کی عرض کی ای شہریار غلام امیدوار ہی کہ مجکو سرفراز فرمائیے دو دن کے
واسطے میرے قلعہ مین چلیے رعایا کو بھی مسلمان کیجیے صاحبقران نے فرمایا ای برادر بسر و چشم مین
تمھارے ساتھ چلنے کو موجود ہون لیکن لشکر سے نکلے دو ہفتہ کا عرصہ گذرا اس ملعون سمندر
کوہی نے اول بہمن جادو کا ساتھ دیا بہمن جادو روز اول مقابلہ کر چکا تھا چالیس جادوگر

اسنے پہلے روز قتل کیے دوسرے دن یہ بچا آگر اسکا شریک ہوا مین نے زیر کیا جو بچتی بچا کر مجھکو پکڑ لیا پروردگار نے تمکو بھیجا اب وہان بادشاہ گھبراتے ہونگے لہذا اب طرف لشکر ظفر اثر کے چلو زمانہ مہلت مین ہم تمھارے قلعہ مین بھی چلین گے ممتاز کوہی تو عاشق جمال ہمشان
کہا مین بندۂ بے زر ہون دامن دولت عمر بھر نہ چھوڑونگا ملازمت کیمیا خاصیت سے منہ نہ موڑونگا ہر نوع ممتاز کوہی نے صاحبقران کے ساتھ طرف لشکر ظفر اثر کے کوچ کیا پچاس ہزار کوہی و مقبل و بہرام وغیرہ صاحبقران کے ساتھ طرف کوہ عقیق گلزار سلیمانی کے جاتے ہین

دو کلمہ داستان بہمن جادو کے کہ ساتھ والے اسکے لاشہ کو لیکر بھاگے بیان ہوتے ہین مثلث برغزل مولانا عرفی شیرازی مصرع مومن بطور مثلث حسب حال

لذت وراست در دل شیدا گریستن — خوش در خورست حسرت خوبی گریستن
پنہان طول بودن و پیدا گریستن

ست حجاب روزنہ یون حجاب چار سو — ای دیدہ شرم دار کہ مقبول عشق کو
رسوا نگاہ کردن و رسوا گریستن

منظور ہے کچھ اور کہ اشک آنکھ سے چلے — من خود کنم کہ گریہ بکالم کنی ولے
نی نہ ہیئت بہ نرگس شہلا گریستن

زمین خوفشانیان عجب ای چشم اشکبار — اگر کام دل بہ گریہ میسر شود دوست
صد سال میتوان بہ تمنا گریستن

حیران ہون دیکھ کر بلبل و شبنم ای ہزار — بیدرد را بہ صحبت ارباب دل چہ کار
خندیدہ آشنا نبود با گریستن

ہیں فداے روتے ہین کس کس تون سے ہم — عمرم بہ گریہ ہاے ہوس صرف شد کنون
عمرے بتازہ باید م و دا گریستن

ای شیخ سیر جدہ و خلد برین پرست — کا ہے بیاد سرو قدے گریہ ہم خوش ست
تا کے ز شوق سدرہ و طوبی گریستن

لاکھون تباہ حال ہین مین اشکبار ایک — ہر کس کہ ہست گریہ [illegible]

تقریران بہ ماملے تن تنہا گریستن

مومن بہ کعبہ سجاکے گبر بہ دل اشتیاق	عرفی ز گریہ دست نداری کہ در فراق

دردست ز دل نمی برد الا گریستن

جبکہ بہمن جادو ہاتھ سے صاحبقران اعظم کے مارا گیا ملازم اسکے لاشہ لیکر چلے سرحد ہوش ربا
مین پہونچے راہ مین ایک قلعہ ہی کہ نام اسکا قلعہ شعلہ بار ہی وہانکا حاکم و ناظم بطرف سے افراسیاب
جادو کے سفاک اپنے قلعہ مین بیٹھا تہا کہ ہرکارون نے خبر دی بارہ چودہ ہزار ساحران نامی لاشہ
ایک ساحر رئیس کا لیے ہوئے روتے جاتے ہین یہ سنکر سفاک شعلہ بار بیقرار ہوکر قلعہ سے
نکل آیا ساتھ والون سے پوچھا یہ کسکا لاشہ ہی تمنے کہان شکست کہائی یہ کیا آفت آسمانی آئی
انھون نے کہا حضور شاہنشاہ بہمن کو افراسیاب نے بڑے مدد خداوند لقا روانہ کیا تہا
ایک صحرا مین جاکر اترے حمزہ عرب افسر مسلمانان برائے شکار صحرا مین آیا تہا اُس سے مقابلہ
پڑا اُسکے ہاتھ سے مارے گئے نام بہمن و سفاک شعلہ بار نے سنا بے اختیار ہوکر سر دھنا
کہا یہ تو میرا خالہ زاد بھائی ہی ایسا ساحر زبردست کیونکر مارا گیا حمزہ عرب بھی بڑا ساحر زبردست
ہی ساتھ والون نے کہا نہین حضور وہ جوان صاحب شوکت و شان مالک اسم اعظم خدائے
نادیدہ ہی گرم و سرد عالم چشیدہ ہی بڑے بڑے ساحران غدار اُسنے مارے ملکہ دامہ و کشمش
کیسے سرکش تھے اُسی کے ہاتھ سے قتل ہوئے یہ سنکر سفاک نے کہا بھائی صاحب کا لاشہ
ہوش ربا مین نہ لیجاؤ ابھی تدبیر کرتا ہون ارتھی بناؤ صندل کی لکڑیان منگا مرگھٹ پر چلکے جلاؤ
مین تمکو اپنے ساتھ لیکر چلونگا مجکو صورت میرے بھائی کی قاتل کی پہچنوا دو اسم اعظم بند کرکے
اگر آتش قہر و غضب مین نہ بہونکون تو نام اپنا سفاک شعلہ بار نہ رکھا یہ کہکر اسی وقت اُس
تاری کو اسنے جلایا سامان سفر تیار کیا پچاس ہزار ساحران غدار ہمراہ تخت سحر پر سوار ہوا طرف
کوہ عقیق گلزار سلیمانی کے چلا ابر سحر تیار کر لیا اڑتا ہوا جاتا ہی یہان صاحبقران زمان ممتاز
کوہی کو ساتھ لیکر دو منزل چلے ہین ایک صحرا مین آکر فروکش ہوئے بہت جلدی ہی کہ آپ جلے
ہو تعجیل لشکر ظفر اثر مین پہونچاؤن بادشاہ گھبراتے ہونگے بختیارک البتہ دشمن وہان موجود
ہی ایسا نہو کہ کوئی فتور برپا کرے ممتاز نے عرض کی حضور نے راستہ فراموش فرمایا اب

یہان سے کوہ عقیق پانچ منزل ہی کل سے انشاءاللہ دو منزلہ کرینگے جلد سرکار کو پہونچا دینگے
وہان لشکر مین بادشاہ اسلام جب دو ہفتے کامل گذرے اور صاحبقران واپس نہ آئے سرداران
تہمتن گھبرائے بادشاہ اسلام سے عرض کی کہ اے شاہنشاہ گیتی ستان صاحبقران زمان کو عرصہ ہوا
غلام بہت گھبرائے ہین بادشاہ نے فرمایا مین نے بھی شب کو خواب پریشان دیکھا جواہر بن
عمرو کو بلاکر حکم دیا جلد جاکر صاحبقران کو تلاش کرو ہماری جانب سے عرض کرنا کہ حضور کا تشریف
نہ لانا مقام تردد و انتشار ہی ہر ایک جانباز بیقرار ہی جلد سرفراز فرمایئے جمال جہان آرا مشتاقان
با وفا کو دکھلایئے جواہر بن عمرو اُسی وقت بانہایت عیاری سے آراستہ ہوکر چلا لیکن اسی
اُسی منزل پر فرودگش ہین ممتاز کوہی نے سرلشکر کو حکم دیا ہی کہ راستہ مفصل دریافت کرو ہمارے
حضور نے راستہ فراموش کیا ہی حقیقت مین اتنے بڑے بادشاہ قہار سے مقابلہ اور حضور کا
لشکر مین ہونا مقام تردد ہی بیرون خیمہ باقی ہی صاحبقران بیرون بارگاہ دنگل زرین پر جلوہ فرما
ممتاز پہلو مین سرداران لشکر تمام فرودگش تھے بازار مین آراستہ کٹورا کھنک رہا ہی لشکر مین
چہل پہل امیر کو شراکت ممتاز کوہی سے نہایت لطف حاصل ہوا یہ کیفیت تمام اس نیک
انجام سے باتین کر رہے ہین کہ یکایک آسمان سے نوبت نقارے کی آواز آئی صاحبقران نے
سر اُٹھا کر دیکھا صاف ظاہر ہوا کہ پہلوے کوہ سے ابر سیاہ اُٹھا ہی رعد کی گرج برق کی چمک زنی
اُس ابر سے نوبت و نقارے کی آواز آتی ہی زمین دشت تھراتی ہی یکایک وہ ابر آکر شق ہوا دیکھا ایک
ساحر غدار بلاے روزگار تاج سر پر انگلیان چٹکاتا ہوا شعلہ آتش بھڑکاتا ہوا پشت پر ہزارہا ساحران
خرس طینت میمون خصلت ہر براے آتشین پر سوار نیرنجات سحر دکھاتے ہوے اسی صحراے
ہول خیز مین آکر وہ بادشاہ مع ساحران گمراہ کے اترا یہ ہی سفاک شعلہ بار جو تلاش مین صاحبقران
کی چلا تھا اُترتے ہی پاس لشکر پر نگاہ کی ہمراہیان بہمن اسکے ساتھ ہین اُن سب نے عرض کی
دیکھیے قاتل آپ کے بھائی صاحب کا کس جاہ و حشم سے اُترا ہوا ہی ادھر صاحبقران کو علاوہ ان
ممتاز کوہی نے خبر دی کہ اے شہریار بہمن جادو کا بھائی سفاک شعلہ بار آیا... مقابلہ سرکار
دولت مدار آیا ہی صاحبقران زمان نے فرمایا پروردگار مالک ہی اسکو سب طرح کا اختیار ہی بندہ
مجبور و ناچار ہی فتح و ظفر عطا کریگا دشمن مدعا کی مراد سے بھریگا یہ فرماکر صاحبقران بارگاہ مین

تشریف لائے لیکن کوچی تو سلم آمد ساحران دیکھکر گھبرا گئے بھاگنے لگے ہزار ہا نکل گئے حیلے ہونے
لگے بعض نے کہا بھائیو جادوگرون سے کیونکر مقابلہ کرینگے وہ ایک دانہ اگر پھینکدینگے پانون
بیکار مجبور و ناچار کیا کرینگے کچھ زور نہ چلیگا جان اپنی بچانا واجب و لازم ہی یہان سوارون مین
اسم ہی اور کہین جاکر پیدل سہی جان تو بچے بعض کہتے ہین بھائی ہم تو دیہات کے ساکن ہین
معاش سے مطمئن ہین چار بیگھے کا ایک باغ ہی دس بیگھے کا باغ زمیندار سے لینگے پٹہ لکھدینگے
مزدوری کرکے پوت ادا کرینگے اناج بچیگا اسکو سوائی پر دینگے مہاجن بنینگے ہین کیا شغل ہی مفت
مین حمزہ عرب کے ساتھ لڑنا مرنا جان دینا ہمسے نہ ہو سکیگا اگر اسیطرح لڑتے مرتے پچاس برس
کیونکر بسر کرتے اب نوکری سے دل بھر گیا بھائی تمھارا قول دلپر اثر کر گیا بونے جوتتے ہین برا مزہ
ہی دن بھر مزدوری کی شام کو ٹانگ پھیلا کر سو رہے آج سے توبہ کرتے ہین تلوار جاکر لانچے پیر کی
درگاہ مین چڑھا دینگے بڑا ثواب ہوگا اگر کوئی ہمارے ہاتھ سے مارا گیا کیسا عذاب ہوگا لشکر
کوبیان مین ہنگامہ پڑ گیا ہزار ہا چلے گئے چند کس مرنے والے قوم کے سپاہی انھون نے اپنی
بات نباہی باپ بیٹے کو سمجھا رہا ہی او نور نظر نام بڑی چیز ہی لڑائی سے منہ پھیرنے والا بدتمیز
ہی جسکا نمک کھایا جان اسکا پسینہ گرے گا اپنا خون بہا دینگے لڑ بھڑ کر مرجائینگے جو بہادر دیکھیگا آفرین
کہیگا مشہور ہوگا یہ جوان سورما تھا ہر ملک مین نام ہوگا یہان تو یہ کیفیت تھی لیکن سفاک نے
حکم دیا طبل جنگی بجے کل سر میدان حمزہ عرب کو للکارونگا اپنے بھائی کے خون کا بدلا لونگا اس سگ
کو دار پر کھینچونگا اتنے بڑے نامی و گرامی کو سر میدان مارا یہ خون بالا بالا نجائیگا اسکے تن کے
ساعد مین تا کوہ عقیق لشکر اسلیمانی خون کا دریا بہا دونگا تھوڑے ہی عرصہ مین سن لینا اس
قوم کا نام صفحہ ہستی سے مٹا دونگا صدائے طبل جنگی بلند ہوئی صاحبقران زمان بارگاہ مین جلوہ
فرما ہین کہ جاسوسان لشکر ممتاز کوہی حاضر ہوئے ہاتھ اٹھا کر دعا دی نظم

کہ تا سبزہ روئیدہ باشد بباغ	گل سرخ تا بد چو روشن چراغ ‎ الٰہی سعادت بنام تو باد
ہمہ کار عالم بکام تو باد	شہریار عالم کی عمر دراز ہو سفاک شعلہ بار نے طبل جنگی بجوادیا

کل اسکا ارادہ ہی کہ بندگان شاہنشاہی سے مقابلہ کرے آتش کین و عناد کو دوبالا کرے
مثل شعلہ جوالہ بھڑک رہا ہی حقیقت مین ملعون آگ کا پتلا ہی امیر نے فرمایا اپنی آگ مین آپ

جلیگا آب تیغ سے ٹھنڈا ہو جائیگا کہ دو ہمارے لشکر مین بھی بعنایت ایزدی طبل جنگی بجے پروردگار
حسین و مددگار ہے یہان بھی نقارۂ زری پر چوب پڑی ممتاز کو بھی نے عرض کی ہزار ہا نامرد جان
کے خوف سے نکل گئے عین وقت پر ٹل گئے صاحبقران نے فرمایا اے ممتاز تردد و انتشار کو
دل مین جگہ نہ دو بلکہ نقیبون سے کہو کہ لشکر مین پکار دین جن صاحب کو جان دینا ہو وہ میرا ساتھ
دین ورنہ رات ہی کو چلے جائین بوقت سحر سامنے سے حریف کے قدم نہ اُٹھائین اگر میری فتح
ہو اُنکا گھر بلا تکلف چلے آئین مین آنکو وہی جگہ دونگا کچھ شکایت نہ کرونگا اگر حال شکست ہن
لینا تمکو اختیار ہے ممتاز کو ہی ان باتون پر صاحبقران کی وجد کرنے لگا قدمون کو بوسہ دیکر عرض
کی حضور جو مرنے والے ہین وہ جان دینگے جو نامرد بزدلے ہین وہ بھاگ جائینگے یہان تو لشکر
مین تیاری ہونے لگی سفاک آتش بار دوپہر رات گئے ہوم خانے مین داخل ہوا سحر تیار کرنے لگا
اس بیچارے نے ایک ماش کے آٹے کا پتلہ بنایا اسیر سحر کرنے لگا منظور ہے کہ صاحبقران کا اسم اعظم بند
کرنیکی تدبیر کرون اسم سحر پڑھ پڑھ کر سوئیان جسم مین اُس پتلے کے نصب کر رہا ہے آنکھون کو باقی
رکھا تمام جسم سوئیون سے معمور کردیا طریقۂ سحر سے پتلے کو بھر دیا ایک طائر موم کا بنایا اُسکو
شیشے مین اُتارا منھ شیشے کا بند کیا شیشہ جھولی مین رکھا صبح ہوتے ہی ہوم خانے سے نکلا گھبرایا
ہوا دریاے سحر مین غوطہ مارے کرگدن مست پر سوار ہوا کل ساحرون کو ساتھ لیکر سمت میدان
چلا یہان صاحبقران زمان بصد شوکت و شان لشت اشقر پر سوار ہوے ممتاز کو بھی ساتھ ہے
اب جو صبح کو دیکھا چالیس ہزار کو ہی نکل گئے دس ہزار مرنے والے بھڑنے والے جان نثار سرفروش
بصد جوش و خروش ہمراہ رکاب سعادت انتساب آکر میدان کارزار مین پہونچے سفاک شعلہ بار
شب کو تدبیر اسم اعظم بند کرنے کی کرچکا ہے باطمینان تمام گیندے کو بڑھا کر میدان جنگ مین
آیا صبح شوری دکھلائی گولے آسمان پر پھینکے شعلے بھڑکائے عجائب و غرائب سحر کے دکھا دیے
اہالیان لشکر ممتاز گرمی سحر دیکھکر گھبرا رہے ہین ایک کی ایک پر نگاہ متردد و متوحش دل مین
کہتے ہین کہ دیکھین اس بیچاکی آتش سحر سے کیونکر نجات پاتے ہین ادھر سفاک آتش بار نے گیندے
کو رد کا دستک دیتا جاتا ہے نام سامری و جمشید کا لیتا جاتا ہے بخوف و خطر پکار کر آواز دی کیا زنوالہ
قات ثانی سلیمان مقابلے مین میرے آئیے فنون سپاہ گری دکھلائیے ہمین کا خون جوش مار رہا ہے

اسکے معاوضہ مین قیامت برپا کردونگا خون سے کھیلتا ہون کے ہاتھ بھرونگا صاحبقران زمان
کو بھلا ان کلمات کی کب تاب ہو فوراً اشقر دیوزاد کو پرے سے نکالا ہر چند ممتاز نے عرض
کی کہ غلامان جانباز کس دن کے واسطے ہین اگر دریاے آتش ہوگا کود پڑینگے جان قدم اقدس
پر نثار کرینگے اسوقت صاحبقران نے فرمایا ای ممتاز واقعی تم ایسے ہی شمشیر ہو مگر سمجھو تو کہ ساحر
مکار ہو اسکے سامنے تم جاکر کیا کروگے پروردگار سے دعا کرو فتح و نصرت حاصل ہو اہالیان کوہستان
کو تسکین دل ہو تمام سرداران نامی نے ہاتھ اٹھاکر امیر کو دعا دی صاحبقران زمان کس شوکت و
شان سے پشت اشقر پر سوار ہوے مرکب اشارے سے اپنے راکب کے برق بنگیا چاہتا تھا
کہ سبزہ فلاک اخضری کو پامال کرون نیچہ ہاے نعل سے عدو کو قتل کرکے زمین کارزار لال کردون

طرارے بھرنے لگا مثل برق چمکا بقول ذوق

تیرے توسن مین وہ جلدی کہ اگر چھیڑ دے تو		یون وہ اڑجاے کہ جیسے سر آتش زیبق
شبدیز فکر بھول گیا ڈھنگ چال کا	دیگر	ہر باگ کہکشان کی دہانہ ہلال کا

اس عظمت و شان سے صاحبقران زمان مرکب باد رفتار کو اڑاکر چلے لیکن سفاک شعلہ باز بھی
اٹھا یا سامری کہکے طرف صحرا کے آوردار اسپ نے دیکھا کہ اسکے تحم مرکب کے صدا بلند ہوئی
ایک جوان سیاہ رو کریہ منظر خوک ہیکل درکابٹے گھوڑے پر سوار وہ تابکار نیزہ ہلاتا ہوا سامنے
صاحبقران کے آیا سفاک شعلہ بار نے آواز دی ای خیرخواہ حمزۂ عرب کو ٹوک لے مدتون ہر کی
خدمت کی تھی وقت خیرخواہی ہے دشمن کے لیے تباہی ہے وہ بھیا نیزہ ہلاتا ہوا صاحبقران پر
جا پڑا نیزہ امیر سے چلنے لگا امیر نے تیسری طعن مین نیزہ اس مغرور کا ہوائی کیا اسنے قبضۂ
شمشیر پر ہاتھ ڈالا امیر پر ہاتھ تلوار کا لگایا امیر نے وار اسکا روک کر نعرۂ شیرانہ کیا ہاتھ ضرب
کا لگایا اس خودسر نے سپر کو چہرے کی پناہ نہ کیا سر آگے بڑھادیا آہین پیچ سر تھا تیغ عمر سلیمانی
اسکے سر پر پڑا سراسر کلے جبڑے کو کاٹا صراحی گردن سے مثل قطرۂ آب گذری صندوق سینہ
پر جا رکی قفس جسم خالی وا ہوا دو ٹکڑا وہ جوان گھوڑے سے گرا قفس سینہ سے ایک طائر
ہفت رنگ نکلا گرد سر صاحبقران چرخ مارنے لگا دنگ رہے صاحبقران دیکھا کیے متحیر
ہونے لگا سفاک شعلہ بار نے شیشہ جھولی سے نکالا منہ کھول کر اس طائر ہفت رنگ کو آواز دی

سات چرخ گرد سر امیر لگا چکا تھا آواز آئے ملک کی سنکر فرحسرا ہوا شیشہ مین لنڈھے باندھکر
اژدر ہا صفاک شعلہ بار نے دہن شیشہ موم سے بند کیا شیشے کو جھولی مین رکھا پکار کر آواز دی لو یارو
اسم اعظم حمزہ مین نے بند کر لیا اب گرفتار کرو مسلمانون کو گھیر کر مارو مقبل نے جو بڑھکر دیکھا
حقیقت مین طائر کو دیکھکر رنگ روے صاحبقران اڑ گیا چہرے پر اداسی چھائی ہی ہاتھ پانون مین
رعشہ پسینے ہونٹھون پر خشکی مقبل نے بڑھکر پوچھا ای شہریار خیر تو ہی امیر نے فرمایا حقیقت
مین دریاے حیرت کا دل پر جوش ہوا اسم اعظم مجھکو فراموش ہوا ناظرین پر واضح ہو کہ دو چیزین
صاحبقران کے پاس نایاب ہین ابتداے نوشیروان نامہ مین ملا فیضی وغیرہ نے تحریر فرمایا ہی کہ جب
صاحبقران اسکے تعاقب مین چلے قارن بھاگا راہ مین قارن کو ایک ساحر ملا اسنے اسکو دامن
مین اپنے پناہ دی قارن نے کہا دشمن نوشیروان میرے تعاقب مین آتا ہی اس ساحر کا عقاب
نام تھا اُسنے کہا مین حمزہ کو مارونگا سحر کر کے گرفتار کرونگا لکھا ہی کہ اُسوقت بزرگان دین نے آکر
صاحبقران کو اسم اعظم الٰہی تعلیم فرمایا امیر نے اسم اعظم پڑھکر عقاب جادو کو مارا بعد ازان
عقاب و قارن دیو بند کو بھی قتل کیا دوسری صورت یہ ہی کہ جب صاحبقران ملک کبروتیہ پر
پہونچے بختیار شاہ کبروتی کو مسلمان کیا اُسنے عین صحبت مین امیر سے رو رو کر کہا ایک فرزند
میرا نوجوان صاحب شوکت و شان حسین و خوش رو اپنے زمانے کا رستم طلسم آہوان مین جاکر قید
ہو گیا ہی اُسکے غم مین بیقرار ہون صاحبقران براے رہائی خسرو زرین کلاہ فرزند بختیار شاہ
دشت آہوان مین پہونچے اُس مقام پر آکر بزرگان دین نے اسم اعظم الٰہی تحریر فرمایا ہر نوع
صاحبقران اعظم صاحب شوکت و حشم راز دار اسم اعظم رب اکبر ہین لیکن بند ہونے کی صورت
یہ ہی کہ ساحر سحر کر کے زبان پر قبضہ کرتا ہی زبان مین لکنت ہو جوش حیرت ہو لفظ صحیح زبان
سے نہ نکلے یہ صورت بند ہونے اسم اعظم کی ہی تحفۂ دیگر کامل و اکمل حرز ہیکل مصنف سے خدا اُسکے
ملنے کا ذکر کسی مقام پر نہین کیا نہ کسی جگہ جنگ ساحران مین مثل چاہ ماران و اُم الجبال و عنقاے آتش
کے اس حرز ہیکل کا ذکر تحریر کیا مگر ہفت در بند فرعونیہ پر جب شہنشاہ جادو سے مقابلہ ہوا اُسکو
امیر طلایہ کی گشت مین تھے کہ ایک فقیر سامنے سے آیا اُسنے دست بستہ عرض کی مین نے
آپ کی سخاوت کا شہرہ سنا ہی ظاہر ہی کہ آپ مجاہد راہ دین اسلام ہین نسل مین حضرت خلیل کے

جس پروردگار نے آتش کو گلزار کیا پس امیدوار ہون کہ چند ساعت کے واسطے حرز ہیکل مجکو
عطا فرمایئے میرا فرزند نوجوان دیوانہ ہو گیا ہی طبیبون نے بتایا ہی کہ اگر حرز ہیکل صاحبقران آسکے
پانی مین دھو کر وہ آب تاب اس وحشی کو پلایا جاوے چشم زدن مین صحت پاوے پس راہ خدا
مین وہ تحفۂ کامل واکمل یعنی حرز ہیکل مرحمت فرمایئے مین بوقت سحر لاکر حاضر کرونگا راہ خدا کا نام
سنکر صاحبقران بیقرار ہوے گلے سے حرز ہیکل اتار کر اس درویش مکار کو دی اُسنے آواز
دی او حمزہ تم دلنواز جادو بادشاہ طلسم عجائب برادر شہناز جادو اب یہ حرز ہیکل طلسم عجائب
مین جائیگی میرا بھائی چشم زدن مین تمکو قتل کریگا انتقام پر مصنف دفتر نے تحریر کیا ہی کہ صاحبقران
بیہوش ہو گئے پس بعد عرصۂ دراز کہ ب غازی جا کر طلسم عجائب کو فتح کرتے ہین تب حرز ہیکل
دستیاب ہوتی ہی مراد اس بیان سے مصنف کی یہ ہی کہ سفاک شعلہ بار نے اسم اعظم بند کر لیا ہی
حرز ہیکل گلے مین صاحبقران کے موجود ہی اسوجہ سے بیہوش تو نہوے لیکن رنگ رو متغیر زبان
مین لکنت جب ساحرون نے بلوہ کیا سفاک نے حملہ کا حکم دیا صاحبقران تیغ عقرب سلیمانی
کھینچکر جا پڑے لیکن نہایت مضطر و حیران تیغ صاحبقرانی دو انگل سے زیادہ نہین کاٹتا تھا ہاتھ
دستگیری نہین کرتے ثابت قدمی نے دامن دولت چھوڑا جرأت نے منہ موڑا اس حال
پر ملال مین بھی کئی سو ساحر قتل کیے ممتاز کوہی دعوہ جی داری کر کے جا پڑے ساحرون سے بہ
جرأت و شوکت لڑے لیکن سفاک شعلہ بار بھی حاکم دربند طلسم ہوشربا فن سحر و ساحری مین
یکتا ہی کوہیون کو کب مانتا ہی غیر ساحل الرفیل مست ہوا اُسکو پشہ سے بھی کم جانتا ہی ایک گولہ
اُٹھا کر پھینک مارا شعلہ ہاے آتش بھڑکے لاکھ ابر کر کے دھوان بلند ہوا ممتاز کوہی و بہرام
گرد بن خاقان چین و مقبل نامدار مع تمام کوہیان صف شکن پہلوانان بلتن کہ اس دھوین سے
نابینا ہو گئے بیقرار ہو کر گھوڑون سے گرے ساحران غدار نے ان سب مردان عالم کو مشکین بستہ
کر کے گرفتار کر لیا اب صاحبقران زمان یکہ و تنہا بحکم اسم اعظم بند دل دردمند لیکن لڑائی
مین مصروف اس حال مین بھی کوئی اس شیر کے منہ نہین چڑھتا کسی ساحر کا قدم آگے نہین
بڑھتا شیرانہ زیر نخل جھوم رہے ہین قبضۂ شمشیر چوم رہے ہین سفاک شعلہ بار نے جو دور سے
دیکھا کہ حمزہ تیغ بکف جرأت مین وہی شرف کسی کو اپنے قریب نہین آنے دیتا جب ساحر پڑھتے مین

سہنگامہ تلوار کھینچکر جاتے ہیں دو چار ساحرون کو قتل کرکے پھر سایۂ نخل مین آ تھمے ہین اسنے پکار کر آواز دی او نامردو مین نے اسم اعظم حمزہ بند کیا میرے پیرون نے مجکو خبر دی ہی کہ گلے مین حمزہ کے حرز ہیکل موجود ہی اسوجہ سے سحر تاثیر نہین کرتا جرأت کم فراج بر ہم اشہر بھی کس شان و شوکت جرأت و ہمت سے زرہا ہی ملوہ کرکے جا پڑو حمزہ کو گرفتار کرو یہ سنکر کل ساحران غدار پرے باندھ کر جنگ قصد ہوا ایک مرتبہ چار جانب سے جا پڑین اسوقت امیر با توقیر کا اک عالم یاس چہرہ اور اس باوجود صبر و جبر کے بیساختہ چند اشعار حسرت آمیز با دیاران ہمدم مین زبان سے نکل گئے اشعار

مخلصی کب ہی کہ مرغ روح قید تن مین ہی — جان بدن مین ہی بدن آغوش پیراہن مین ہی
رو رہا ہی وہ بھی میرے اضطراب اشک پر — کوئی آنکھون مین تڑپتا ہی کوئی دامن مین ہی
انقلاب الیاد کھا اے لطف قاتل آج تو — زخم مین آسکے جو گھور او دیدۂ سوزن مین ہی
بعد مردن دیکھنا دیوانگی کا میری اوج — ماہ نو ہو گا وہی طوق آج جو گردن مین ہی
خاطر صافی مین تیرے کس طرح سے آئیگا — وہ جو میرے قتل کا کینہ دل دشمن مین ہی
بعد مردن آرزو مین خاک سے پیدا ہون — میرا لاشہ صورت دل سینۂ مدفن مین ہی
خون روئے عمر بھر اغیار صورت دیکھکر — میرے زخمون کا نمک شاید مرے جوبن مین ہی
گل ہوا جب غنچۂ شرم تو وہ سی پھر کہان — شاہد رو پوش ہی جب تک کہ پیراہن مین ہی
ملگئی یہ خاک کیسے حسرت پابوس مین — اک بگولا سا مرے گرد رم توسن مین ہی
باغ ہستی کی ہوا سے سرد پھر گیا اے نسیم — ہو گا پژمردہ وہ گل جو دہر کے گلشن مین ہی

یا صاحبقران جو گل باغ دہر مین کھلا ایک دن آسیب خزان آ ہی ضرور ہی باغبان قضا و قدر نے گلشن عالم کو عجب رنگ سے آراستہ کیا کبھی خزان کبھی بہار بقول شاعر شعر

اک طور پر نہین ہی زمانے کا رنگ آہ — معلوم ہو گیا ہمین لیل و نہار سے

اول غنچہ پیدا ہوا گویا طفل شیرخوار ہی دہن ہی کھلنے نپایا تھا بدبخت صرصر غم نے اس غنچہ کو گرایا گویا طفل شیرخوار مرا پھول کھلا بلبل دیکھ کر شاد ہو نے پائی بوقت سحر گلچین نے دست درازی کی صاف معلوم ہوا نوجوان نے پردہ دنیا کو چھوڑا شاید پھول پھل ہوا گویا انسان کو ثمر باغ

جوانی سے حاصل ہو گیا اب پھل بر دست درازی ہو گی صاحب اولاد مرا اگر پھل بھی نہ توڑا گیا
مثل اسکے کہ انسان ضعیف ہوا ہاتھ پاؤن بیکار ہوے چلنے پھرنے سے معذور ہوا انجام فنا
اگر ہزار برس جیے پھر بھی دنیا ناپائدار ہے اسکا کیا اعتبار ہے انجام یہی ہے مصرع حسرت شاہ و گدا زیر
زمین یکسان ست ہے آخر دو گز کفن و گوشۂ قبر دنیا کا یہ مآل ہے مرنے کا خوف کیا ایک دن مرنا ضرور
ہے اس امر کا خیال آیا قلب نے ٹھہرایا کہ ایسے مقام پر قتل ہوے لاش زاغ و زغن کھائینگے یہ اعضاے
جسم پروردۂ ناز و نعم طعمۂ درندان صحرا ہو جائینگے دفن و کفن تک ممکن نہوا جنازہ بھی دھوم سے
نہ اٹھا یاران ہمدم شریک نہوے گوشۂ تنہائی قبر نا ممکن ہوا افسوس کہ یاران با وفا نے مٹی نہ دی
ہر چند کہ رب اکبر نے فرزندان نامور صاحبان شوکت و حشم و سرداران جلیل و مشیران عقیل مرحمت
فرمائے جادۂ راہ خدا مین بڑے بڑے شرف پائے لیکن وقت مرگ یکہ و تنہا ہوں حسرت و یاس
مین مبتلا ہون ان خیالات مین آنکھون سے آنسو جاری ہوے ہجوم لشکر غم و ملال خیال موت
لطف عیش و عشرت فوت کیا یکایک من جانب اللہ قلب مضطر نے مژدہ دیا کہ ای غریق دریاے
مصیبت وای گرفتار لجۂ محیط آفت کیون گھبراتا ہے شعر مشکلے نیست کہ آسان نشود مرد باید
کہ ہراسان نشود ہے اپنے پیدا کرنے والے سے رجوع کر وہ خالق کونین بانی بناے عالم ناخداے
کشتی دو جہان کا بیڑا پار کرے گا گرداب بلا سے نجات دیگا دل نے جو یہ مژدہ سنا رنج و ملال
خود بخود دفع ہو گیا قلب کو قوت روح کو راحت حاصل ہوئی تسکین دل ہوئی طرف آسمان
کے سر اٹھایا عرض کی ای رحیم و کریم وای سمیع و علیم قادر و مختار و ستار و غفار اس عبد ذلیل کی
ذلت کو جائز نہ رکھ بچپن سے تو نے میرا ناز اٹھایا مور ضعیف کو مرتبہ سلیمانی عطا فرمایا نوشیروان
ایسا بادشاہ عالیجاہ صاحب شمشیر سے اس گنہگار کی ٹھہرایا گوشۂ عافیت ڈھونڈھا زیر طاق کسری
عالم کفر مین و بکرم القاے بے بقا دعوی خدائی پر مغرور شیشۂ دماغ جسکا شراب کبر و نخوت
سے معمور تو جبین سجدہ تھا سرداران خرس طینت متکبر نے ورد و جمع تھے اسکو میرے ہاتھ سے
شکست دلوائی اس قطرۂ ناچیز نے آبرو پائی آج ایک ساحر ذلیل کے ہاتھ سے قتل ہوتا ہوں
یقین کامل ہے تو ذلت میری جائز نہ رکھیگا عزت و آبرو بچائیگا میری زبان اس لائق نہین ہے

کہ شرح ز صفت اگر دون نظم	خداوند کیہان و گردان سپہر	فروزندہ ماہ و ناہید و مہر

ز نام و نشان و گمان برتر است
نہ بینی مرنجان دو بینندہ را
سخن ہر چہ زین گوہران بگذرد
در اندیشۂ سختہ کی گنجد او
خرد گر سخن برگزیند ہمی
بفرمان ہا ژرف کردن نگاہ
ازین پردہ برتر سخن گاہ نیست
ای مالک کارساز میرے
عصیان کے حجاب سے مفر دے

نگارندۂ برشدہ گوہر است
نیابد بدو نیز اندیشہ راہ
نیابد بدو راہ جان و خرد
ستودن نداند کس او را چو ہست
ہمان را گزیند کہ بیند ہمی
توانا بود ہر کہ دانا بود
سپہ تیغ اندیشہ را راہ نیست نگر
مجھ عاجز خستہ کی مدد کر
دامن گل آرزو سے بھر دے

بہ بینندگان آفرینندہ را
کہ او برتر از نام و از جایگاہ
خرد را و جان را ہمی سنجد او
سپاس بندگی را بباید بست
پرستندہ باشی و جویندہ راہ
ز دانش دل پیر برنا بود
اے خالق بے نیاز میرے
عصیان کے حجاب سے ہون مضطر

یہ جو بیقرار ہو کر صاحبقران نامدار نے دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا قدرت خدا سے لکہ ابر سیاہ آسمان پر نمایان ہوے اب کل ساحرون نے دیکھا کہ ایک نقابدار زرین پوش تخت یاقوت نگار پر سوار پشت پر ہزارون دیوان مہیب اُن بھون کے کاندھون پر تخت اُن تختون پر سرداران شیر دل و نازیان جرأت پسند جوانان تنومند سوار ہمراہ اس نقابدار عالی وقار کے ایک باز سفید بسایہ افگن مثل برق تڑپ رہا ہے پہلو مین عیار طرار خنجر گذار قلطورۂ زرلفتی بیناوہ سقرلاتی گو بین عیاری سے درست چست و چالاک بیباک طرار و فرار اپنے آقا کے سر پر مگس رانی کرتا ہوا کرتا ہے رعب و داب و سطوت و صولت شور و شجاعت مثل چاکران کمترین ہمراہ دیوان سرکش کے ہاتھ مین علمہاے زنگاری کے پھریرے کھلے ہوے ان پر حمد الٰہی و نعت رسالت پناہی بخط جلی مرقوم صد نقابدار نگاہ سے صاحبقران کے گذرے مگر اس شوکت و شان کا جوان کبھی ملاحظہ نہین فرمایا جسوقت نقابدار عالی مقدار کی نگاہ حال پُر ملال صاحبقران پر پڑی عیار نے بھی عرض کی یہ صاحبقران غضب ہوا صاحبقران اعظم مبتلاے رنج و الم ہین یہ سنتے ہی نقابدار زرین پوش نے حکم دیا جلد لشکر کو زمین پر اُتارو کل دیو زمین پر اُترے تخت رکھکر طرف صحرا کے بھاگے نگاہون سے مخفی ہو گئے لیکن عیار طرار نے مرکب سہ چشمی سامنے نقابدار کے حاضر کیا نقابدار نے رکاب سعادت انتساب مین پانون رکھا خانۂ زین کو مثل خانۂ آفتاب روشن کیا لمحہ خاطر ناظر

والامقام ہو جیسا کہ مرکب سرچشمی صاحبقران کے پاس موجود ہی ویسا ہی مرکب اس نقابدار زرین
پوش کے زیر ران دیکھنے والے حیران ساٹھ ہزار جوانان شیر دل صف شکن تیغزن غازی و مجاہد
پشت پر نقابدار کی تلوارین کھینچکر آ گئے اپنے آقا کو تلوارون کی چھاؤن مین لیا نقابدار عالی وقار
نے مرکب کو مہمیز کیا اشہب تیز گام کلانیان مارتا ہوا طرارے بھرنے لگا باد صرصر سے کہتا ہی ای غاشیہ
بردار ہوشیار میری ہمسواری کر دم تیز روی کا نہ بھر یہ کہکے ہوا ہو گیا لیکن نقابدار زرین پوش
نے ساتھ والون سے اشارہ کیا کہ ای جوانان شیر دل مخدومون وطول منونا مین سب صاحبون کو
اپنے سے بہتر و برتر جانتا ہون لیکن آپ لوگون کا اس جنگ مغلوبہ مین شریک ہونا مناسب
نہین اُن جوانان سرفروش نے دست بستہ عرض کی غلامان جانباز اس بات کو قبول نہ کرینگے
اگر دریاے آتش ہو شناوری کرین آب تیغ حیدری سے شعلہاے سرکش کو بجھا دین نار یلدن
پہ برس پڑین یہ ساحر کیا ہین مرنے کو غلام شرف جانتے ہین ان ستمگارون کو خوب پہچانتے ہین
حضور کچھ نہ فرمائین بسم اللہ مرکب بڑھائین نقابدار نے مرکب بڑھایا تلوار آبدار نیام سے لی نعرہ
شیرانہ کیا باشیدای کفاران بیماوای نابکاران بر دنا ہرکہ داند داند واگر نداند بشناسد منم
نقابدار زرین پوش صاحبقران عصر سحر شکن بحر و بر یا صاحبقران اعظم نہ گھبرائیے گا یہ عبد ذلیل
رب جلیل براے مدد بندگان عالی حاضر ہو ہر چند کہ ہماری کیا مجال ہی حضور ایسے صف شکن
تیغزن کی مدد کرین یا کوئی بلا رد کرین حضور تو خود اہل اسلام کے مددگار ہین بادشاہ ذوی الاقتدار
ہین خدا حضور کو سلامت باکرامت رکھے آپ کے نام نامی اسم گرامی سے شرف دین خلیل الرحمن
ظاہر ہوتا ہے تب اکبر سے ہر ایک خرد و کلان ماہر ہوا ایسے کلمات عجز و انکسار زبان معجز بیان
سے فرما کر بعد کردو فرفوج کفار پر آ کر گرا صاحبقران زمان نے سر اُٹھا کر ملاحظہ فرمایا اپنے
کانون سے سنا کہ نقابدار زرین پوش اسم اعظم الٰہی پڑھ رہا ہی باز سفید سر پر سایہ فگن جو ساحر
سحر کرتا ہی نقابدار اسم اعظم بفصاحت و بلاغت پڑھکر اُس کو باطل کر دیتا ہی اگر گولہ ساحر کا بلند
ہوا باز سفید مثل برق بلند ہوتا یا اُس گولے پر منقار لگائی وہ گولہ پھٹکر کسی ساحر کے سر پر
پڑا جلکر خاک ہوا چشم زدن مین قصہ پاک ہوا صاحبقران حیران ملاحظہ فرما رہے ہین مگر
نغون سے جو چھو بغیرت نے خواص تھا کہ مقام افسوس ہی یہ نقابدار تو اس طرح شوکت و شان

دکھارہا ہو اسم اعظم اسکو کیونکر حاصل ہو اسب حقیقت صاحبقرانی کی اسمین موجود اے معبود کیا سحر کو
ہو تیرے راز و نیاز مین اسکو دخل ہی صاف ظاہر ہو کہ زمانہ ہماری صاحبقرانی کا ختم ہوا دوسرے
صاحبقران کو تو نے پیدا کیا دیکھیے اب انجام کیا ہوتا ہو یہ سوچکر ہاتھون سے فرمایا وقت دستگیری کی
ہو آرزو ہو کہ پانون ثابت قدمی کرین پشت اشقر پر بھی ہاتھ رکھا فرمایا اے مرکب وفادار تیز رفتار اب
مجبور و ناچار ہو باد رفتاری دکھا دے قلب لشکر مین پہونچا دے اے جرأت صف شکنی میدان
کارزار کو ہلا دے ایسے کلمات حسرت آیات جو زبان سے نکلے اشقر دیونژاد نے تیور بدلے طرارہ
بھرا ہتو صاحبقران بھی لڑتے بھڑتے چلے لیکن نقابدار زرین پوش نے دریا خون کے بہا دیے
طبقے زمین کے ہلا دیے سحر تو اس جوان پر تاثیر نہین کرتا اگر ابالبان فوج اسکے بیچارے سحر ہوتے
مین اسم اعظم پڑھکر انکو بچاتا ہو ادھر صاحبقران زمان کو جوش حیرت اپنے حال پر ملال پر غیرت
اسم اعظم فراموش مثل تصویر تصور خاموش نقابدار زرین پوش نے بھی دور سے دیکھا کہ رنگ
روے صاحبقران متغیر ہو عیار طرار سے کہا اے برادر طریقے سے معلوم ہوتا ہو کہ اسم اعظم صاحبقران
بند ہو چکا ہو رنگ روے مبارک تو ذرا دیکھو مائل بہ زردی ہو لیکن ماشاء اللہ کس جرأت و دست
سے مردانہ لڑ رہے ہین مگر مجبور ہین ساحرون نے جوہ کیا ہو عیار نے عرض کی اے صاحبقران
اصغر جرأت صاحبقران زمان کا کیا ذکر ہو دیوان قاف کو للکارا ثانی سلیمان لقب پایا انکے
نام سے جرأت کو فخر حاصل ہو مردان عالم کو تسکین دل ہو آفتاب آسمان جرأت یکہ تاز میدان
شجاعت انکا مثل و نظیر نہین ہو انشاء اللہ حقتعالی آپکو بانہاے صاحبقرانی دلاے
اسوقت لطف ہوگا نقابدار زرین پوش نے فرمایا وقت و ساعت پر موقوف ہو مین جانتا ہون
کہ مجھے اور صاحبقران سے مقابلہ نہو بسہولیت بانہاے صاحبقرانی ملجائین عیار نے عرض کی
یہ امر بہت دشوار ہو یہ باتین کرکے لڑتا ہوا طرف سفاک شعلہ بار کے چلا سفاک شعلہ بار
کو بھی اپنی سحر و ساحری پر غرور ہو دور سے نقابدار کو للکارا او نقابدار زرین پوش کہین سے
چند اسم سیکھکر آیا ہو مجکو شعبدہ سحر و ساحری دکھاتا ہو نہین جانتا کہ سفاک شعلہ بار
صاحب افراسیاب نامدار چشم زدن مین اسم اعظم حمزہ عرب مین نے بند کیا تجھ ابسون
کی کیا حقیقت ہو ابھی آگے تیرا نام و نشان مٹاتا ہون یہ کہکے فوج ظفر موج نقابدار زرین پوش

پر چھپا گولہ سحر کا مارا زمین تھرائی کئی ہزار ملازم نقابدار کے زمین پر گرے گھوڑے بدلگامیان
کرنے لگے شعلہ ہائے آتش بھڑک کے کتنے جوان آبرو دار آتش سحر سے جل گئے صدائے فریاد
والغیاث بلند ہوئی نقابدار زرین پوش نے جو فوج کا یہ حال دیکھا بقہر وغضب تمام طرف
شعلہ بار کے بڑھا مگر ملحوظ خاطر ناظرین رہے کہ وہ باز بلند پرواز سر پر نقابدار کے اسطرح چرخ
مارتا ہے جسطرح گرد شمع کے پروانہ پھرتا ہے پنجہ ہائے آہنی جل رہے ہیں پروں سے شعلہ ہائے
آتش نکل رہے ہیں کوئی اس راز سے واقف نہیں کہ یہ باز کیا چیز ہے سحر ساحران کو دفع کرتا ہے
دل وجان سے دم محبت کا بھرتا ہے اُس طائر کو دیکھکر ہوش اڑتے ہیں طائر وہم وخیال اس
اسرار کو نہیں پاسکتا کوئی مکار وغدار قریب نقابدار کے نہیں آسکتا جب نقابدار بڑھا باز بھی
چلا ساتھ دینے سے باز نہ آیا سفاک شعلہ بار نے جسقدر گولہ مار[ے] نقابدار عالی وقار نے لفصاحت
وبلاغت اسم اعظم پڑھا گولہ پھٹکر زمین پر گرا کئی سو ساحر جلے سفاک شعلہ بار گھبرایا ساحروں نے
غل مچایا واہ میاں ستمگر صاحب یہ تو وہی بات ہے کہ کانڈو ہاتھی اپنی ہی فوج کو مارے کیا خوب
آپکا سحر تیار ہے ساتھ والوں کو جلایا کتنے جادوگروں کو خاک میں ملایا یہ صدائیں سنکر سفاک شعلہ بار
کو اور زیادہ غصہ آیا بہت سے اس کے دانے نقابدار پر پھینک مارے وہ سب تصدق سر
ہوکر گرے سفاک شعلہ بار بھڑک کر قریب پہونچا تیغہ سحر کمر سے کھینچا کہا ای نقابدار یہ تیغہ سحر
ساختہ سامری وجمشید ہے افسونگری کا بھید ہے اس سے بچنا محال یہ کہکر بڑھا نقابدار پر ہاتھ
تیغہ سحر کا مارا نقابدار نے تیغہ ہلالی پر کاٹا لیکن اسم اعظم پڑھتا جاتا ہے ہزارہا شعلے بھڑکے کارد
آہنی وخنجر وغیرہ نقابدار پر گرے لیکن کسی شے نے تاثیر نہ کی نقابدار نے بہ جوانمردی وار کو اُس
نابکار کے رد کیا صدائے تکبیر بلند کی آواز دی او مکار شعر تو ضربے زدی ضربے بستان نوش کن
ہمہ شادی از دل فراموش کن * دو دور مجنون گذشت نوبت ماست * ہر کرا پنج روز نوبت اوست *
آمادہ مرگ وسیلۂ قضا ہو ضرب مردان عالم کا وقت ہے یہ نہ کہنا کہ خبردار نہ کیا تھا یہ کہکے
گھوڑے کو بڑھایا مرکب چھلاوا بنگیا با در فتار شیر شکار دو ورود خوبیان سو سو تڑپ کے پہلو پر
آیا دو بلاؤں نے بچا کو گھیرا مشہور ہے کہ آفت ارضی وسماوی سر پر تیغ تیز رکب کی ہمیز چالاکی
وہ تیز انسے برق کی تڑپ دکھائی تلوار کی چمک سے آنکھوں میں چمک آئی اب کیونکر بچے بھاگے *

تو گھوڑا سموں سے پامال کرتا ہی تیغۂ برق تاب مثل بلائے مبرم سر پر پہونچا تڑپ کے گری
روسیاہ نے سپر کو اُٹھایا اپنے پیرون کو پکارنے لگا ملک الموت کے سامنے پیر کیا تدبیر چلتی
سر کے دو ٹکڑے ہوئے گویا شب فراق کٹی تاج کو کاٹا بچا محتاج بھی ہوا مع گینڈے چار ٹکڑے
ہوئے دنبالہ تیغ برق مثال کا زمین مین در کر کا فتح و نصرت پر قبضہ ہوا نقابدار نے صدائے تکبیر بلند
کی اتنا بڑا ساحر مرا صدائے ہا ہو بلند ہوئی شیشہ جھولی سے سفاک کی گرا نقابدار نے اسکو
توڑا اسم اعظم صاحبقران زمان کا غلاف قوا اسیر یا تو فوراً تیغۂ خون چکان کھینچکر لشکر ساحران پر جا پڑے
انکے ساتھ والے بھی ہوشیار ہوئے یعنی ممتاز کوہی و بہرام گرد بن خاقان چین و مقبل خوش
آئین یہ سب سرداران نامدار اسکے سحر مین مبتلا تھے جسوقت آواز آئی کشتی مرا نام سن سفاک
شعلہ بار جادو بود یہ سب جوانان صف شکن بیلتن تلوارین کھینچکر فوج ساحران پر جا پڑے بڑھ بڑھکر
لڑنے لگے مگر نقابدار زرین پوش سفاک شعلہ بار کو مار کر فوج شقاوت سنج ساحران بے ایمان پر
گرا دریا سے خون بہا دیا مگر دیکھتا ہی کہ صاحبقران بھی بہر کامل فوج ساحران سے لڑے چونکہ
اسم اعظم بند تھا انتہائے زخمی بھی ہوئے پھر بھی وہی شوکت وہی شان وہی آن بان جب ساحرون
نے دیکھا ہر طرف سے بلا نازل ہوا افسر بھی مارا گیا لاش تلاش کرکے سفاک کی اُٹھائی شکست
فاش کھائی روتے پیٹتے خاک اُڑاتے طرف طلسم ہوش ربا کے بھاگے قریب شام فتح و ظفر
حاصل ہوئی نقابدار زرین پوش نے اپنے عیار کو اشارہ کیا کہ جلد بارگاہ استادہ کرو ملازمان جانباز
نے فوراً بارگاہ زربفتی استادہ کی چار سو سنہرا کلس چڑھا ہوا قبۂ بارگاہ قبۂ فلک سے ہمسری
کرتا تھا آپ گھوڑے سے کود کر قریب صاحبقران اعظم آیا برائے تسلیم خم ہوا صاحبقران نے
جواب سلام دیا لیکن نقابدار کو دیکھکر خون عروق مین جوش مارنے لگا خود بخود محبت پیدا ہوئی
گلے سے لگا لیا جرأت و شجاعت کی تعریف کی نقابدار زرین پوش نے سر جھکا کر عرض کیا حضور
کے سامنے کیا مجال ہی جو کوئی جرأت کا نام لے سکے آپ فراش راہ دین اسلام صاحبقران
عالی مقام ہین آپ کے دم سے دین اسلام کا رواج ہی ہر تاجدار آپ کے در کا محتاج ہی نہایت
خاکساری سے نقابدار نے کلمات عذر و انکسار زبان پر لا انداز جیسا نے زر نثار کرتا ہوا اپنی بارگاہ
مین لایا صاحبقران نے دیکھا کہ میری بارگاہ سلیمانی سے بارگاہ کم نہین ہی بقول شاعر نظم

عجب بارگاہ و عجب گیر و دار	تو گوئی اک ایوانِ عرش و کرسی ہزار	عجب بارگاہ سے طلے اساس
زقالین و جازم بنود ے اساس	ہزار ہا دنگلہائے یاقوت نگار مرصع کار کرسیاں بے شمار مقام	

صدر پر دنگل زرین بچھوایا اسپر لا کر صاحبقران کو بٹھایا آپ پہلو مین متمکن ہوا سرداران صاحبقران
کو مقام معقول پر جگہ دی اول صناعان چابک دست کو بلایا زخم دوزی صاحبقران کی کرائی
ڈبہ مرہم سلیمانی کا نکالا پٹیان اپنے دست حق پرست سے چڑھائین صاحبقران کو حیرت ہی کہ مرہم
سلیمانی سواے میرے کسی کو آج تک ممکن نہین ہوا یہ نقابدار زرین پوش کہان سے لایا
پٹیان چڑھتے ہی دماغ جان معطر ہو گیا جب سرداران صاحبقران کی بھی زخم دوزی کرا چکا پٹیان
مرہم سلیمانی کی چڑھا چکا عیار طرار خدمت مین حاضر ہوا اشارہ ہوا فوراً محفل عیش و نشاط آراستہ
کی پریزادان وحور درگوش مرصع پوش حسین و جمیل ماہ پیکر حور منظر سرو قد خوشخو یاسمن بو آ کر حاضر
ہوئین نقابدار نے پردہ بارگاہ کا سامنے سے اٹھوایا صاحبقران اعظم نے ملاحظہ فرمایا کہ تین لاکھ
نرہ ہاے دیو ہمراہ لشکر نقابدار فرو کش ہین مثل چاکران کمربستہ کاروبار مین معروف اور زیادہ
صاحبقران کو حیرت ہوئی بہرام سے فرمایا ای پہلوان اس نقابدار کو پردہ قاف سے بھی کوئی
تعلق ہی خاص پریزادین واسطے رقص کے حاضر ہین دیوزاد بھی بطور ملازم ہمراہ ہین معلوم
ہوتا ہی کہ اس جوان شیر دل نے گوشہ ہاے پردہ قاف کو بھی فتح کیا کل سامان جلالت ممکن ہی
نہین معلوم کس ارادے پر پردہ دنیا مین آیا ہی اسم اعظم کا بھی حافظ ہی دل مین میرے خود بخود
محبت کا جوش ہی حال مفصل کیونکر ثابت ہو کہ نقابدار زرین پوش کون ہی بہرام عرض کرتا ہی
حقیقت مین حضور ایسا صاحب صولت و جلالت نگاہ سے غلام کی نہین گذرا کل ہمراہیان
صاحبقران کو حیرت ہی کہ کیا کارساز مطلق کی قدرت ہی کیا صاحبان لیاقت و مخلوق خلق فرمائے
جنکا مثل و نظیر ناممکن لیکن نقابدار زرین پوش نے جام بادہ گلنار ساقی بچے سے مملو کرایا
اپنے ہاتھ پر رکھ کر سامنے صاحبقران کے آیا صاحبقران نے بلا تکلف جام نوش فرمایا اب دور
جام بے اندیشہ انجام شروع ہوا آفتاب عیش و نشاط کا طلوع ہوا سازندے آلہین ساز
کرنے لگے پریزاد ملنے آکر موجود ہوے ایک عرصہ تک گجنا چی اہالیان محفل کی بڑی گت ہوئی
دم بدم ترقی حیرت سامنے کھڑے ہو کر یہ غزل عاشقانہ نسیم کی شروع کی محفل مین ہوا باندھی غزل

کیونکر اٹھائے طرۂ زلف دوتا کے ناز
کافر سے نہ جائینگے ہمسے بلا کے ناز

برسون کے بعد سیری برآئی ہین حاجتین
کیا کیا نہ آرزو پہ ہوے ہین دعا کے ناز

کس کس مصیبتون سے ہوئی ہی نصیب مرگ
کیا کیا اٹھائے ہین شب غم مین قضا کے ناز

کھلتے ہین عقد غنچہ کس آہستگی کے ساتھ
ہوتے ہین کیا عروس چمن سے صبا کے ناز

عشاق جان فروش کے کچھ اور رنگ ہین
گستاخ ہوگئے ہین تمھارے اٹھا کے ناز

ای دل ستمگرون کی جفا سے نہ پھیر منہ
سہنے نہین کشاکش روز جزا کے ناز

گنجایش عذاب دل زار مین نہین
کب تک اٹھاین ظالم ناآشنا کے ناز

کیا کیا نہین ہوا ہی حجاب نگاہ سے
لاتے ہین آفتین ترے شرم و حیا کے ناز

بیہودگی ہی نالۂ و فریاد بیکسی
جز مرگ کون اٹھائے گا میرے دعا کے ناز

نوبت کمر سے تا بقدم بار آچکی
ہو لائیون پہ ہین ترے زلف دوتا کے ناز

دیکھو ضرور بار نزاکت سے ہوگا رنگ
ایجان نہ اٹھ سکینگے قدم سے حنا کے ناز

تن شعلہ ہاے غم سے ہوا خاک ہی نسیم
دیکھینگے استخوان نہ ہمارے ہما کے ناز

غزل دیگر جناب سید محمد تقی صاحب متخلص بہ جواد

رہین جو داغ محبت سے تو جگر نہ رہے
جنون کی زلف کا سودا رہے تو سر نہ رہے

عزیز دونون ہین دونون رہین تو ساتھ رہین
یہ بات کوئی نہین دل رہے جگر نہ رہے

ہمارے چین کی صورت نہین ہے ہر اک دل
جگر کے داغ سلامت [illegible] نہ رہے

صنمکدے ہی مین کیون چلکے ہم نہ بیٹھ رہین
جنون کے عشق مین آخر تو [illegible] نہ رہے

خیال یار مین غافل کر اسطرح ای دل
کہ مجکو اپنے سر و پا کی بھی خبر نہ رہے

بقا ہماری ہی جلنے سے شمع کے مانند
فنا ہون شعلۂ غم قلب مین اگر نہ رہے

رہے نہ دونون کی عزت غرور طلعت سے
مقابلہ پہ اگر شمس کے قمر نہ رہے

بشر زمانے مین گر عافیت کا خواہان ہی
ادھر کو جا کے رہے دوسرا جدھر نہ رہے

کمی تڑپنے مین تو کیجو نہ ای دل زار
ہماری آہ مین باقی رہے اثر نہ رہے

جواد کہتے ہین سب دیکھکر ہمین زندہ
زمین کوئے جانان پہ جا کے مر نہ رہے

اس ناز و ادا سے اُس مہ جبین نے ان اشعار عاشقانہ کو ادا کیا محفل میں سناٹا ہو گیا صدائے
واہ یا آہ بلند تھی صاحبقران زمان بھی وجد فرما رہے ہیں صاف ثابت ہے کہ پردہ قاف میں صحبت
ملکہ آسمان پری میں مشغول ہوں حیرت میں آکر کئی مرتبہ سر اٹھایا آنکھوں نے ملکہ آسمان پری
کو ڈھونڈھا کبھی اپنی نور نظر قریشیہ سلطان کو دیکھنے میں عالم محجوب میں بول اٹھے آج ہماری
عادل قاف کہاں ہے سلاسل پری نگاہ سے کیوں نہاں ہے نقابدار مسکرا کر عرض کرتا ہے حضور نے
نیاز مند کو سرفراز فرمایا ہے پردہ دنیا ستام قاف نہیں ہے صاحبقران اسی عالم محویت میں سر جھکا
لیتے ہیں لیکن ناز و کرشمہ نے پریزادوں کے بہین کر دیا شب بھر یہی جلسہ رہا صبح ہوتے تانیں
بھیرویں کی پڑھیں وقت نماز آیا نقابدار عالی وقار نے سجادہ بچھوایا صاحبقران زمان سے عرض
کی وقت نماز ہے امیر با توقیر نے اٹھکر وضو کیا کل سرداران نقابدار نے صفیں جمائیں نقابدار نے
عرض کی حضور ہی تقدم فرمائیں نیاز مندوں کو نماز پڑھائیں امیر نے بخضوع و خشوع نماز پڑھائی
پھر آکر صحبت میں بیٹھے دو چار جام واسطے خمار شکنی کے چلے دماغ بادۂ ناب سے گرم ہوئے اسوقت
نقابدار زرین پوش اپنے دنگل سے اٹھا دست بستہ سامنے صاحبقران کے کھڑا ہوا عرض کی
کچھ کہا چاہتا ہوں امیدوار ہوں سماعت فرمائیں حضور نے مجھکو پہچانا ملک سیقولیہ پر بمقام
توچ ماہ پرست غلام حاضر ہوا تھا آپ کو ملک سیقول شاہ نے بلوایا تھا لقا بھی وہاں موجود تھا
شاہزادہ ایرج نوجوان و داراب کشورکشا عام معرہین تھے سب صاحبوں نے آپ سے شرط
کی کہ جو طلسم فتح کرے وہ صاحبقران عصر ہے سب اسی کی اطاعت کریں بس حضور کو یاد ہوگا کہ
ایرج و توسج و لقا و حضور پر نور مبتلائے علامت طلسم ہوئے آپکا نیاز مند بوقت قتل
سرداران نامی لوح طلسمی لیکر آیا دیو کو مارا نخل کو قلم کیا طلسم کو بہ شوکت و سطوت درہم برہم
کیا اسی بارگاہ میں سب صاحب جلوہ فرما تھے میں نے اطاعت کا سوال کیا کوئی جواب نہ دے سکا
سب صاحبوں نے سر جھکا لیے مگر حضور نے جواب دیا کہ طلسم شکنی سے صاحبقران نہیں ہوتا جب
ہمکو سر میدان زیر کروگے تب اطاعت البتہ کرینگے حضور کے فرمانے سے سب صاحبوں نے
یہی جواب دیا نیاز مند چلا گیا اب میں نے کل سامان صاحبقرانی مہیا کیے صاحب اسم اعظم ہوں ہفت
زبان و ہفت علوم کا حاکم ہوں اسی ارادے سے حاضر ہوا کہ سر میدان حضور سے امتحان سپہ گری کا کروں

صاحبقرانی مین سطرح کے حضور امتحان لین آپ نامۂ کعبہ مین تشریف لیجائیے یہ عبد ذلیل رب جلیل
لقائے بے بقا سے سمجھ لیگا ایک ہفتے کے اندر شکست دیگا کل ممالک کا انتظام ہوجائیگا تمام
غدر مٹا دیگا اب حضور ضعیف بھی ہوئے انتظام ملک گیری و جہاد راہ خدا جوانان صف شکن کا
کام ہے حقیر کا از پردۂ دنیا تا بہ قاف جرأت مین نام ہوا ان کلمات کو سنکر رنگ روے صاحبقران اعظم
سرخ ہو گیا زلفین خلیلی پیچ و تاب کھانے لگین تیغۂ عقرب سلیمانی کے قبضہ پر ہاتھ ڈالا فرمایا ای
لقابدار تونے جو اگر میری مدد کی ایک ساحر مفلوک کو مارا اس طلسم کو فتح کیا تھا سبریہ نازاں حقیر
نے تو سات برس کے سن مین حشام بن علقمہ خیبری کو مارا کہ جسکا نوسے ارش کا قد و قامت تھا
بارہ برس کے سن مین مہم ہندوستان کو سر کیا لندھور بن سعدان ایسے پہلوان کو زیر و زبر
کیا اٹھارہ برس کے سن مین پردۂ قاف گیا دیو راہ دار و سمندون ہزار دست و دیو عفریت
اور جنگ آہن شاخ و شش انگشت مردار خوار و طمطراق گراز دندان کو مار کر لقب قاف ثانی
سلیمان لقب پایا چھتیس برس کے سن مین پردۂ دنیا مین آیا نوشیروان ایسے بادشاہ ہفت اقلیم
عالم بر و بحر کو کہ کرور سوار بیدل بیشمار ہمراہ تھے شکست فاش دی کل ممالک پر اُسکے قبضہ کیا
بادشاہ ملک ترکستان خان اعظم صلصال بن دال بن دیو بن شمامہ جادو و بادشاہ جابر قاہر
سنیب بتمشیر سے اس حقیر کے صحرا نورد ہوا لشکر اس سخن ور کا گرد برد ہوا الیان سنجان سے
مقابلہ پڑا گنجاب بن گنجور بن ملک حران دیو کش بیغمبر زم دشاہ باختری کہ سات سو ملک کا
حاکم ہو سالہا سال اس سے لڑا بدیع الزمان و قاسم سے نور نظر ایسے ایسے ملک سنجان
مین لڑے کہ گنجاب خواب مین بڑا تا تھا نام سے بدیع الزمان و قاسم نوجوان کے تھراتا
تھا غایت بہ دو گا دسے جنگ ہفت صف سر ہوئی گنجاب بجاگا مین لڑتا بھڑتا تا بہ باختر
پہونچا زمردشاہ باختری دعوے خدائی کرچکا تھا زیر فیطول لقا ایک کرور چوراسی لاکھ سوار
کی چھاونی تھی تیس برس ملک باختر مین لڑا لقا کو بھی شکست دی کل ممالک اُسکے قبضے
مین سے لیے ممالک و عونیہ و ہزار شکل چرخ گردان بعد عظم و شان بعنایت رب دوجہان فتح کیے
اب کوہ عقیق گلزار سلیمانی پر ہنگامہ عظیم برپا ہے سلیمان عنبرین موے کو ہی اس عبد ذلیل
سے لڑ رہا ہے سیر الوا اسا شہسوار عرصۂ یکہ تازی اسد بن کرب غازی داخل طلسم ہوش ربا ہو

سپر اعیار طرار عمرو نامدار مع چند عیارون کے ملک ساحران مین پڑا ہی قیامتین برپا کر رہا ہی
اگر بہرام فلک ستم ایسے مقابلے پڑتے نام جرأت نہ لیتا گوشۂ عافیت تلاش کرتا تم بھلا اس
لڑائی کا کیا انتظام کروگے جو کچھ مین نے ملک سیدولند مین کہا تھا وہی اب بھی کلام ہی یہ کیفیت
وضعیف ہر طرح حاضر ہی جب تک اسکی پشت زمین پر نہ لگائے گا بانہائے صاحبقرانی نپائیگا ساٹھ
برس راہ خدا مین جہاد کیا تب یہ اشیاے نادرہ حاصل ہوے خود حضرت ہود زرہ حضرت
داؤد پنجہ سہراب یل سپر گرشاسپ نوجوان گرز سام بن نریمان مرکب اشقر دیوزاد نیزہ
حضرت داؤد خنجر رستم یہ اشیاے نادرہ تمام عالم کی خاک چھانکر پائے مین ان اشیا کو یہ حضور بلے
لڑے بھڑے کیونکر دے دیگا ای بہادر باتون لپیٹ آجائیگا میدان کارزار ٹھہرائیگا اسلو سے
جو صاحبقران نے فرمایا لقا بدار ٹھہرایا سر کو جھکا لیا گر پھر دست بستہ عرض کی کہ ای شاہنشاہ
کیسی شان مین چاہتا ہون حضور سے مجھے مقابلہ ہو جس فرزند یا سردار پر حضور کو زور و طاقت
کا ناز ہو اس سے مجکو لڑوائیے آپ انصاف فرمائیے اگر بہ مردی و مردانگی زیر کرون بانہائے
صاحبقرانی عطا ہون اس زمانے مین شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان و ایرج نوجوان کی
دھاک ہی ان دونون صاحبون کو مجھسے لڑوا دیجیے بزرگون کے ساتھ بے ادبی کرنا سراسر خلاف ہی
دونون جوانان صف شکن سے ایک مرتبہ مقابلہ کرون اگر دونون صاحبون کو بمردی و مردانگی
اٹھا لون تب شرف بانہائے صاحبقرانی سے مشرف ہون صاحبقران نے فرمایا مجکو اپنے
قوت بازو پر ناز ہی بھروسا ذات رب اکبر کا جسنے پیدا کیا بیٹا پوتا کیا کسی سردار کی کیا حقیقت
ہی مین خود اسوقت موجود ہون یہ کہکر صاحبقران تیغۂ عقرب سلیمانی پر ہاتھ ڈالکر اُٹھے
فرمایا بسم اللہ سوار ہو جیے قبضۂ شمشیر پر ہاتھ رکھے ارادہ صاحبقران کا دیکھکر لقا بدار دنگ
ہو گیا عیار سے اشارہ کیا دیکھو اس ضعیفی مین یہ رعب وداب ہی آنکھون مین صاف شیر کے
پنجے جلوہ گر مین فی الحقیقت سردار لشکر فتح و ظفر ہین دوڑکر صاحبقران سے لپٹ گیا کہا
حضور گستاخی معاف فرمائیے تشریف رکھیے اس مقام پر مین حضور سے مقابلہ نہین کرونگا
جس جگہ پر سرداران موصوف جمع ہون وہان کیفیت ہوگی ابتو غلام نے آپ کو پہچان لیا ہی
شرف خدمتگزاری حاصل ہوا ہی انشاء اللہ اسکا بھی موقع آجائیگا چند ساعات ایسے درپیش ہین

کہ نیاز مند کو پس و پیش ہی بعد فراغ امور ضروری کو وہیں پر آؤنگا جیسا مناسب وقت ہوگا کیا جائیگا صاحبقران
کو بہت بجا یا خاطر و مدارات مین مصروف ہوا صاحبقران خاموش بیٹھے ہین نقابدار زرین پوش مصروف
خدمتگاری جام مے ارغوانی گردش مین صداے ہو شاہوش و نوشا نوش بلند ہی پریزادان حور طلعت سامنے
گا رہی ہین آوازین سُریلی تانے ہین کاسہ تھامے ہوے صاحبقران کا لفظ لفظ تیاری ہین نقابدار
نے سرداروں کو بھی اشارہ کر دیا کوئی ذکر جنگ و پیکار نہ کرے عیش مین صاحبقران اعظم کے غرق ہو رہے
ہنگامۂ عیش و نشاط گرم ہی کہ یکایک ایک چوبدار نے بڑھکر عرض کی کہ ایک عیار طرار خنجر گذار جواہر بن عمرو نام
در دولت پر حاضر ہی امیدوار باریابی ہی نام جواہر بن عمرو سنکر صاحبقران نے اشارہ کیا جلد اُسکو بلاؤ معلوم
ہوتا ہی کہ بادشاہ حبجاہ نے پریشان ہوکر ہماری خبر لیو اسطے جانشین خواجہ عمرو کو روانہ کیا چوبدار گیا جواہر بن
عمرو کو ساتھ لیکر آیا جواہر بن عمرو نے جو اس دربار کو دیکھا صولت و شوکت نقابدار زرین پوش دیکھکر
دنگ ہوگیا ہاتھ اُٹھا کر دعاے جان درازی دی قطعہ الٰہی بخت تو بیدار بادا ۔ ز دولت ہمیشہ بار بادا
گل اقبال تو دائم شگفتہ ۔ بچشم دشمنانت خار بادا ۔ بڑھکر قدم اقدس صاحبقران کو بوسہ دیا اور پھر
عرض کی حضور نے بہت دیر لگائی ملازمان شاہنشاہ گھبرا رہے ہین کچھ پہلوانان کوہی عزیزداران سلیمان
عنبرین سو لعبد جنگجو آمادۂ حرب و پیکار ہین کیا عجب ہی کہ طبل جنگی بجا ہو بختیارک مکار غدار ہر وقت در پے
آزار ہی ساحروں کی طرف سے طلسم ہوشربا کے آمد فوجوں کی شدومد حضور کو اسقدر کیوں عرصہ ہوا
صاحبقران نے تمام کیفیت گذشتہ بیان کی کہا اے جواہر تم چلو بادشاہ حبجاہ کو خبر دو انشاءاللہ مین بھی
لشکر تیار کرکے آتا ہون جواہر یہ سنکر دعاے خیر دیکر واپس ہوا طرف لشکر اسلام کے چلا صاحبقران
طرف نقابدار کے متوجہ ہوے فرمایا اے شیر بیشۂ جرأت مین چاہتا ہون کہ میرے تمہارے امتحان ہوجائے
حوصلہ دلون مین نہ باقی رہے نقابدار اُٹھکر صاحبقران سے بمحبت لپٹ گیا عرض کی اے شہنشاہ
گیتی ستان واے نژاد قاف ثانی سلیمان غلام ہر چند کہ بانہاے صاحبقرانی کا خواہان ہی لیکن ابھی
بہت سے امورات ضروری ایسے باقی ہین کہ جنکا انتظام ذات پر حقیر کے موقوف ہی یہ نیاز مند ابھی
ملک گیری مین مصروف ہی انشاءاللہ بہت جلد حاضر ہوکر مشرف ہونگا سرداران حضور سے بھی ضرور ملونگا
صاحبقران نے فرمایا سب صاحب آپسے حاضر ہین البتہ امتحان مین قاصر ہین نقابدار نے عرض کی
ایسا نہ ارشاد ہو نیاز مند شرمندہ ہوتا ہی حضور کا لواے شوکت از پردۂ دنیا تا بہ قاف

سرفراز ہی مردان عالم کو حضور کی جرأت و شوکت پر ناز ہی اب زیادہ محجوب نہ فرمایئے بہر نوع نقابدار زرین پوش بصد جوش و خروش امیر با توقیر سے رخصت ہوکر اُسی شوکت و شان سے تخت زبرجدی پر سوار ہوا دیوزادون نے چہار جانب سے محاصرہ کیا کئی ہزار علمہاے سرخ و سفید کے پھریرے کھلے نقارہ ہاے رزمی پر چوب پڑی سیر و شکار کرتا ہوا روانہ ہوا بہرام و مقبل و ممتاز کو بھی شوکت و جلالت نقابدار دیکھکر بصورت آئنہ حیران مثل زلف پریشان صاحبقران زمان سے عرض کر رہے ہین ای شہریار حقیقت مین بس نقابدار عالی مقدار نے کل اسباب شوکت و جلالت حاصل کیا فرزندان حضور بڑی بڑی شوکت و شان سے نقابدار بنکر آئے ہین لیکن شوکت صاحبقرانی کسی کو نصیب نہین ہوئی اس شیر بیشۂ جرأت نے سامان عظم و شان صاحبقرانی مہیا کیا ہی حقیقت مین نہایت ہی بہادر ہی دریاے شرافت کا بے بہا در ہی بروقت مقابلہ حافظ حقیقی آبرو حضور کی بچاے صاحبقران نے فرمایا پروردگار مالک ہی لشکر تیار کرو بادشاہ جمجاہ کو انتظار ہوگا اسوقت ممتاز کوہی نے سامان سفر آراستہ کیا یہ کیفیت تمام و بہ خیر و عافیت مالاکلام طرف کوہ عقیق گلزار سلیمانی سے روانہ ہوے انکو تو راہ مین چھوڑو وقت پر حال صاحبقران کا تحریر ہوگا

دو کلمۂ داستان شوکت بیان ہزبر بیشۂ جرأت یکہ تاز میدان شجاعت گوہر آبدار قلزم شوکت سرو خرامان بوستان صولت جوان حجازی اسد بن کرب غازی و مہر سپہر عیاری و ملکہ بہار گلعذار و باغبان قدرت وغیرہ گذارش ہوتے ہین ساقی نامہ

ساقی مے ناب کی ہوس ہے	پیری مین شباب کی ہوس ہے	حال اسد و عمرو ہے تحریر
ہو موج شراب تیغ تقریر	معروف دعا ہے وہ خردمند	ہے قصر امان کا آج دربند
عیاری ہی خواجہ سبک رو	لکھنے مین قلم کو ہے تک و دو	ای ساقی مہرخ و گل اندام
دے جام شراب عیش انجام	رندون کو ہی اشتیاق باقی	کر مہر قمر پہ اب تو ساقی
میناے قلم ہے پر سر جوش	کردے مے سرخوشی سے مدہوش	ساقی رخ لالہ فام دکھلا
سرخی شروع شام دکھلا	دکان کی آبرو بڑھاوے	گنڈی در توبہ کی چڑھاوے

مے مہر ہو غرب جام بجاے
اس طرح یہ آفتاب بجھے
دیکھے مرغ کباب اندھیرا
بجائے لب شراب شب پر
دن ڈھلگیا آفتاب ڈوبا
محرم مین چھپا کسی کا جوبن
مدفون ہوا ظرف و زمین مین
بلبل کو بنایا دام نے صید
سرمہ چشم فلک مین پھیلا
دھیان آگیا چشم نرگسی کا
گھنگچی سرخی سے آسمان ہی
سیندور کا ہی گمان جبین پر
دو وقت بہار مل رہے ہین
آنکھین ہوئین شبون کی پرنور
کرلون کا ستارہ ہو گیا ماند
دامن پھٹنے لگا کتان کا
آنسو عشاق ڈالتے ہین
نکلے ہین تماش بین پئے سیر
اس فکر مین دام ہین بچھائے
آنکھین کمرون پہ سینکتے ہین
سرمہ سے نگاہ لڑ رہی ہی
ٹوٹے پڑتے ہین لعل لب پر
غازہ گالون کو چومتا ہی

پیمانہ چراغ شام بجھاے
ہو دیدہ رند مست گردون
لے سیخ کی شاخ پر بسیرا
ساغر مین بھرے شراب انگور
دل بیٹھ گیا حباب ڈوبا
خم مین پنہان ہوا افلاطون
پنہان ہوا ہاتھ آستین مین
پردے مین ہو دوش شام گوری
آنکھون مین بسی شبیہ لیلا
جھاڑی مار سیہ نے کینچل
پھولی ہر شفق کہ زعفران ہی
تشبیہ ہی اور ہاتھ آئی ؛
غنچے تارون کے کھل رہے ہین
ہر گھر مین ہوے چراغ روشن
سب دیکھ رہے ہین عید کا چاند
طائر لینے لگے بسیرا
خار کف پا نکالتے ہین
آنکھون کی ہوس نکالتے ہین
چڑیا محرم کی ہاتھ آئے
ہر ایک کو ہی انتظار شب کا
دنبالہ پہ آنکھ پڑ رہی ہی
کمرون پہ دوتالی ہو رہے ہین
شانہ بالون کو چومتا ہی

میخوار ہین شراب بیچے ؛
پھوٹے شفق شراب گلگون
جوبن ہو جو دختر عنب پر
پائے قمر آفتاب کا نور ؛
افعی سیہ نگل گیا من
شیشے مین بھری شراب گلگون
یوسف ہوا چاہ مصر مین قید
چہرے پہ جہان سے زلف بکھری
دھوکا ہوا آنکھ کو مسی کا
گل ہو گئی آسمان کی مشعل
ہان پان کا شک لب حسین پر
پھیلا کوئی پنجہ حنائی
فارغ ہوئے کام کرکے مزدور
جگنو نے دکھائے داغ روشن
ٹوٹا زخم جنون کا ٹانکا
ڈالا ہی مسافرون نے ڈیرا
حالت ہوئی نور روز کی غیر
ڈورے مطلب کے ڈالتے ہین
شبدیز نظر کو پھینکتے ہین
مسی پہ لگا ہی دانت سب کا ؛
ٹپکی پڑتی ہی رال لب پر
جوبن کے بناؤ ہو رہے ہین
بوسہ لیتا ہی پان لب کا

محرم کو نہیں لحاظ ادب کا
گردن کے جھلکے ہے ہیں جگنو
سب میں ناز و ادا کے نہیں
تیکھی چتون سے کرتے ہیں وار
ظاہر میں ظہور بیوفائی
حوضوں میں کنول کے پھول بیٹھے
غل بانگ اذان مچا رہی ہے
پھول اٹھے سنال شمع میں پھول
ٹھنڈا ہوا کباب باغ کا دل
قمری غم سرو سے ہے بیتاب
گننے لگے جنگلوں میں تارے
ذروں کو ہے پیش ہجر کی راہ
گورے بنگال گا رہے ہیں
ہیں طائر باغ نغمہ پرداز
شادی ہو کبھی کبھی الم ہو

افشان ہاتھوں کو چومتی ہے
محرم میں چمک رہے ہیں جگنو
جوبن پہ نگاہیں وارتے ہیں
نیچی نظروں سے ہوتے ہیں بیباک
روشن کیے گھر قمر کے فانوس
زنبور سیہ کنول سے لپٹے
پڑھتے ہیں نماز شام دیندار
سندھیا میں ہوئے ہنود مشغول
ہل ہل کے نہال اونگھتے ہیں
سرخاب سے چھوٹتا ہے سرخاب
پروانے مراد پا رہے ہیں
ماہی ہے زمیں سست و ماہ
کب تک یہ آتق سخن سرائی
ہر شور کسی جگہ کہیں ساز

مہندی ہاتھوں کو چومتی ہے
ہوتی ہیں لگاوٹوں کی رمزیں
عشاق پہ سین مارتے ہیں
باطن میں قبول آشنائی
لیٹے ہیں پلنگ پہ بچھونے
مسجد میں بہار چھا رہی ہے
روزے کرتے ہیں لوگ افطار
پھولوں سے جدا ہوئے عنادل
خوشبو پھولوں کی سونگھتے ہیں
بے مہری نازنیں کے مارے
شمعوں سے لگن لگا رہے ہیں
تا نین سطرب اڑا رہے ہیں
خاموش زیادہ رات آئی
کیفیت داستان رقم ہو

چہرہ فشانان مرحلہ جات طلسم فصاحت و طے کنندگان جادۂ

منازل رموز بلاغت صحرائے ہوش رُبا میں یون سرگرم قطع منازل و طے مراحل ہیں شعر مصنف بیان خرد مند فرخندہ پے کہ سازیم ابن جادۂ سحر طے ہو ناظرین والا تمکین پر واضح ہو کہ سابق میں تحریر ہو چکا ہے کہ فاتح طلسم ہوش رُبا جرأت و شجاعت میں یکتا نامی و نامدار اسد عالی وقار بعد فتح دربند عمرو ماہ برائے حصول مطلب دستیابی لوح طلسم عبادت خانے میں بیٹھکر بصد خضوع و خشوع مصروف عبادت بے نیاز ہوا لب پر یہی دعا ہے کہ اے بانیِ بنائے لوح و قلم و اے عالم و ناظم ملک ہستی و عدم بواسطہ بزرگان دین کا ظاہر ہو کہ لوح طلسم ہوش رُبا کہاں ہے جبکہ چند پہر کامل شاہزادہ ثریا باب اجابت وا ہوا دیدۂ ظاہری بند چشم بصیرت کشادہ عین عالم خواب میں دیکھا کہ دریچہ آسمان وا ہوئے ایک مرد بزرگ تخت نورانی پر سوار

قریب شاہزادے کے آیا اسد نے اٹھکر سلام کیا قدمبوسی سے مشرف ہوا حضرت نے
پوچھا ای غازی وای مجاہد راہ دین اسلام کیون اسقدر بیقرار و اشکبار ہو عرض کی تلاش لوح
طلسم ہوش ربا مین حیران ہون پاے جستجو کوتاہ لب پر نالۂ و آہ ہزارہا بندگان خدا مبتلاے
مصیبت گرفتار رنج و محنت مین اگر لوح طلسم دستیاب ہوئی افراسیاب بدکردار ایک کو
زندہ نچھوڑیگا اسیدوار ہون مقام و نشان لوح زبان سحر بیان سے ارشاد ہو حضرت نے بہجت
و انبساط ارشاد فرمایا ای نور نظر وای مطیع حاکم قضا و قدر بوقت سحر مسلح ہو کر طرف مشرق کے جانا
درہ کوہ مین ایک مرد پیر زمین گیر مصروف عبادت پروردگار ہے نام اسکا پیر عبادت گزار ہے اسکی
خدمت مین جانا وہ بخوبی مقام و نشان لوح طلسم ہوش ربا تعلیم کریگا بموجب ہدایت درویش
جگر ریش کاربند ہونا یقین ہے کہ انشاء اللہ تا بمنزل مقصود پہونچو اسد نے چاہا کچھ اور پوچھے آنکھ
کھل گئی دیکھا نور کا تڑکا ہے ستارہ سحری چمک چکا ہے فوراً اٹھکر مصروف نماز رب بے نیاز ہوا
ملک اخضر و شاہزادہ صندلان صندلی پوش و ملکہ گوہر جادو و سرداران طلسم کشا شب
بھر بیدار رہا بجو صداے تکبیر عبادت خانے سے آئی آنکھ شاہزادہ بیدار ہوا کیا عجب ہے گوہر
مراد حاصل ہوا ہو مشرف بہ بشارت غیبی و مورد فیوض لاریبی ہوے ہون یہ خیال کر کے سب
عبادت خانے مین آئے دیکھا کہ عبادت مین مشغول ہین شاہزادے نے سردارون کو دیکھکر سلام کیا
پھر اٹھکے بوسہ دیکر سجادے پر رکھا سردارون کی جانب متوجہ ہوا ملک اخضر نے روے
زیبا کو دیکھا کہ مثل آفتاب تابان و بشکل ماہ عالم افروز درخشان ہے چہرے پر نگاہ نہین ٹھہرتی
سرداران نامی مثل پروانہ گرد شمع جمال اسد نیک خصال پھرے عرض کی حضور مبشر بشارت
ہوے نگاہ بزرگان دین کی چہرۂ زیبا پر پڑی خوشبو سے تمام مکان معمور ہے مذہب حق کی بزرگی
کا نہ سمجھنا سراسر عقل کا قصور ہے اسد نے فرمایا الحمد للہ ہمارے جد نامدار عالم خواب مین تشریف
لاے مقام و نشان ایک بزرگ کا سمجھا گئے اب مین براے تلاش جاؤنگا یہ فرما کر سجادے سے
اٹھے بارگاہ آسمان جاہ مین تشریف لاے کمر ہمت چست باندھی سردارون نے کہا ہم بھی ہمراہ
چلین فرمایا تنہا جانے کا حکم ہو کہ یکایک چوبدار نے بڑھکر عرض کی حضور کا عیار مہتر ضرغام
شیر دل در دولت پر حاضر ہے نام ضرغام سنکر غنچۂ خاطر اسد نامدار شگفتہ ہوا فرمایا جلد

ہمارے یار وفادار کو لاؤ پردہ بارگاہ کا اٹھا ضرغام بیک انجام اندر آیا عرصہ دراز سے جدا تھا
دوڑ کر قدمون سے لپٹ گیا بیقرار ہوکے رویا اسد نامدار نے سر اوس وفادار کا سینہ سے لگایا فرمایا
ای برادر مقام خوشی کا ہی تجسے ہمکو بخیر و عافیت دیکھا بڑی سرگردانی اٹھائی طلسم صندل پر پہنچنے کی
امید نہتی مگر کریم کارساز نے سرفراز فرمایا طلسم صندل فتح ہوا یہان آکر عمرو ماہ جادو کو قتل کیا
اب تلاش لوح مین جاتے ہین بشارت سے کامیاب ہوے مگر تم بیابانک کیونکر پہونچے عرض کی
کہ مین اور عمرو قران ہمراہ چلے تہے راہ مین ساتھ چہوٹا وہ اور جانب گئے مجھکو رہبر کامل نے بعد خرابی
بسیار بیابانک پہونچایا نشان منزل مقصود پایا شکر ہی آکر شرف ہوا اب حضور کے ہمراہ
چلونگا قدمبوسی سے مشرف رہونگا اسد نے فرمایا حکم بزرگان دین یہ ہی کہ یکہ و تنہا جاؤ ضرغام
نے عرض کی بسم اللہ حضور چلین غلام الگ رہیگا اسد نے سب سردارون سے فرمایا کہ ہمارے
واسطے دعاے فتح و ظفر کرنا سامان لشکر کشی مہیا ہے انشاء اللہ بعد حصول لوح سمت مرحلجات طلسمی
توجہ ہوگی سب نے ہاتھ اٹھا کر دعائین دین اسد بارگاہ سے نکلا پشت مرکب پر سوار ہوکے سمت
صحراے ہول خیز وحشت انگیز بہاے تلاش پیر عبادت گزار چلا ضرغام شیردل شاہزادے سے
سو دو سو قدم الگ زمزمہ ہاے نخلستان مین چہپتا ہوا چلا کہ شاہزادے پر میرا ہمراہ رہنا ثابت نہو لیکن
بعد جانے اسد نامدار کے ملک اخضر گہبرایا ملکہ گوہر وغیرہ سے کہا بڑے افسوس کی بات ہی کہ وہ
شیر بالکل یکہ و تنہا گیا ہی صحراے طلسم ہوشربا ساحران مکار سے معمور ہی ابھی تک کوئی شاہزادے
کے پاس تحفۂ طلسمی نہین ہی اسوجہ سے دل تردد منزل اندوہگین ہی ایسا نہو کوئی ساحر دیکھ پائے
سحر و ساحری کا بھلا یہ کیا جواب دینگے اپنی جرأت سے تلوار کھینچینگے ساحرون کے آگے جرأت و
شوکت بیکار ہی اسوجہ سے اور زیادہ انتشار ہی مین شاہزادے کے جاتا ہون عقاب
بنکر وسط آسمان پر سرگردان رہونگا یہ راے سبکو پسند آئی ملکہ گوہر نے کہا ای شہریار مین بھی چلو
اخضر نے کہا حکم بزرگان دین سے سراسر خلاف ہی مین بھی اپنے کو ظاہر نکرونگا تم مین سے کوئی
میرے ساتھ دینے کا ارادہ نکرے یہ کہکر اسباب سحر ذات پر آراستہ کیا سحر کرکے پر پرواز
پیدا کیے جستجو سے اسد نامدار مین چل نکلا لیکن اسد نامدار بموجب فہمائش اس بزرگوار والا
تبار قریب درۂ کوہ پہونچا مرکب سے اوترکر داخل درہ کوہ ہوا دیکھا ایک مرد بزرگ باریش سفید

بوریائے پیر پا پر جلوہ فرما پیشانی پر گھسا نشان سجود ظہور عبادت معبود مثل ستارہ چمک رہا ہی
جیسے ہی شاہزادہ اسد کو دیکھا بے اختیار اپنے مقام سے اُٹھے فرمایا مرحبا ای دُر دریائے
سیادت و نجابت و ای اختر آسمان سطوت و صولت ہزبر بیشۂ شجاعت و ای نہنگ بحر جلالت
خوش آمدی و صفا آوردی شعر مصنف گر بر سر و چشم من بیائی ٭ بر قلب فہم کہ کیمیائی دیگر
گر بر سر و چشم من نشینی ٭ نازت بکشم کہ نازنینی ٭ ای شاہزادہ عالی وقار بہت مدت
دراز سے تمھارے مشتاق تھے جن بزرگوار نے ہمکو بشارت دی ہمکو بھی سرفرازی فرمائی
ارشاد ہوا تھا کہ نظر کردہ بزرگان دین جوان خوش اندام تشریف لائیگا نشان لوح بالتصریح
سمجھا دینا آئندہ جو پردۂ غیب سے ظاہر ہونا ہی وہ ہوگا کہان عرصہ کیا اسد نے چاہا
جھک کر ملون قدمبوس ہون اُن بزرگ نے سر سینہ سے لگایا پیشانی کو بوسہ دیا فرمایا
ای شیر بیشۂ صاحبقرانی و ای تاجدار ملک کامرانی تمھارا مرتبہ اعلی ہی تمھارے بزرگون کی ذات
سے نام یزدان پرستی روشن ہوا باطل پرستون نے شکست کھائی ہر خشر و دیار سے صدائے
تکبیر کان مین آئی یہ کہکر اپنے پاس بٹھایا ما حضر پیش کیا بعد فراغ آب و طعام فرمایا ای اسد
نامدار یہان سے کوس بھر پر صحرا مین ایک نخل چنار ہی بوقت سحر اُسکے عقب مین جا کر مخفی ہو
نگاہ اُٹھا کر دیکھنا سامنے چشمۂ آب صاف و شفاف ہی بروقت طلوع نیر اعظم ایک زاغ گوشۂ
صحرا سے پیدا ہوگا پانی کی جستجو مین منہ کھولے ہوئے قریب چشمہ پہنچیگا جب وہ قصد کرے کہ
پانی سے سیراب ہون گوشے سے نکلکر بتعجیل تمام ایک تیر مارنا کہ پشت کو توڑ کر پار گذرے سرکش
سہم جائے گوشۂ پناہ اُسکو نہ ملے جب گر کر تڑپے مثل تیر کے اپنے کو قریب اُسکے پہونچانا جلد اُسکو
قتل کرنا خنجر سے شکم چاک کرکے صدف بطن سے اُسکے گوہر بے بہا یعنی لوح طلسم ہوش ربا برآمد
ہوگی ایک صندوقچی ہی اُسکی کلید اُسی مین نصب ہوگی قفل کھولنا عنایت خدا سے لوح طلسمی دستیاب
ہوگی آئندہ جیسا کچھ اُسمین لکھا ہی بموجب تحریر تدبیر کرنا لیکن ای شاہزادہ والا قدر ملحوظ خاطر
رہے کہ یہ حوالی طلسم ہوش ربا ہی ہر طریقہ یہان کا ہوش ربا ہی جا بجا ساحران غدار رہتے ہین اگر کوئی
بصورت دوست یا دشمن قریب آئے اپنے بیگانے کی شناخت واجب و لازم ہی آئندہ جو کاتب
قدرت نے کلک قدرت سے لوح پیشانی پر ثبت کیا وہ پیش آئیگا نقاش ازل کی تحریر مین جو لکھا ہے

دو ... مین کو حیرانی ہی عرصہ دراز تک شاہزادہ اسد غازی کو سمجھایا شب کو اپنے یہان مہمان رکھا
بعد فراغ نماز سحر بہ ہمیشہ خضر ابجی مہر جبان پیا براستکار دخل صحراے ظلمت فیلی حصار ہوا اسد
غازی نے کمر باندھی اس مقدس سے رخصت ہو صحرا کو طے کر کے عقب نخل چنار شجی ہوا چشمہ آب
نایاب کو بھی ملاحظہ فرمایا کہ پانی اسمین جوش مار رہا ہی ناگاہ گوشہ بیابان سے ایک نرگاو قوی جسیم
پیدا ہوا دہن کو مثل اژدر کھولے ہوے فیل مست کی طرح دوڑتا ہوا چلا آتا ہی صاف ظاہر ہی کہ پانی
کی جستجو مین بیتاب شاید کئی دن سے بے آب ہی اسد نے دل کو طرف پروردگار کے رجوع کیا کمان
کیانی کو دوش سے اتارا ہین ہلال کا تیر ترکش سے نکالا تاک کر مارا ٹھیک پیٹ پر اسکے پڑا پشت کو توڑ کر پار
گذرا آواز الکشتی ہرا نام سن گاو آتش بار جادو بود وہ نرگاو تڑپ کر گرا اسد مثل برق جہندہ
پڑا باقرب نرگاو کے پہونچا تیغ بیدریغ کھینچ کر ہاتھ مارا سر اسکا قلم کیا بموجب ہدایت اس مرد درویش
کے شکم صید کا چاک کیا صاف ثابت ہوا کہ ایک آفتاب عالمتاب پردہ ابر مین پنہان تھا برآمد
ہوا دیکھا ایک صندوقچی اسمین سے نکلی اسد نے خوش ہو کر اٹھائی دور سے ضرغام شیردل
بھی اس کیفیت کو بخوبی دیکھ رہا تھا دیکھا کہ آقاے نامدار نے نرگاو کو مارا ہی اور کوئی شی اسکے شکم
سے نکالی خوشی خوشی دور سے پکارتا ہوا دوڑا اے شہریار مبارک ہو کیا شی پائی غلام بھی آگاہ ہو اسد
نے پکار کر کہا اے ضرغام درویش روشنضمیر نے جو نشان ہمکو بتایا تھا وہ ٹھیک ہوا اس صندوقچی
سے لوح طلسمی نکلے گی اب واضح رہے کہ ضرغام تو دور سے پکارتا ہوا آتا ہی ابھی صندوقچی کھولی
نہین ہاتھ مین ہی فلک کجرفتار تو ہر وقت در پے آزار ہی شادی و غم توام ہی ہر مقام پر ہجوم غم والم
اگرچہ پھر کوئی غضب سا سانحہ رو ہوا بموجب ابیات نظم دلپذیر

ورق دہر ہی مجموعہ پریشانی کا　　نقد ہستی ہی ازل سے گرو دام قضا
عارضی شی ہی نہین یان کی کسی شی کو ثبات　　ہی فنا عین بقا اور بقا عین فنا
جانتے ہین جنہین آرام و دل راحت و جان　　سبھی بہکانے مین گر چشم بصیرت ہو وا
یان کے باشندے ہین سب نے خوشی کی ہی سبک　　بات گزرتے پہ کسی کو نہ کسی کا دیکھا
ہی بہسار چمن دہر خزان کے مانند　　نہ گل و لالہ کو وقفہ نہ جوانی کو بقا
کیا ہوا جام جم و چتر فریدون ہی کہان　　اڑ گیا تخت سلیمان لب دوش ہوا

چار دن چاہو سو بیان کرلو کہ انجام ہے خاک
یار و مونس و غمخوار جہان کوئی نہین
نہ جہان کوئی گزندون سے بچانے والا
نہ جہان باد بہاری نہ نسیم سحری
شب تنہائی و تاریکی و زندان لحد تنگ
الحذر الحذر ای داور یوم المحشر
بار غم سر پہ ہے پشتارۂ عصیان بر دوش
کوئی دنیا مین نہین دوسرا تجھسا یاور

الحمد تاری آرام گہ شاہ و گدا
نہ تو ہے قاقم و سنجاب نہ فرش دیبا
نہ جہان خاک کوئی تن سے چھڑانے والا
نہ گل و لالہ و نسرین نہ فضائے صحرا
یا حی و اسید سے چھوٹینگے نہ تارو دجرا
تجھ سوا کوئی نہین ہے ہوس مقصد کا
حشر مین توشۂ رہ زاد سفر جرم و خطا
واے بر حال من خستہ دل افسوس افسوس

دنیا مین کسیطرح راحت نہین ہوتی ہے کاش کہ بہ صورت گوہر مراد دلجمعی کبھی ہاتھ آئے کہ یہ کیا نیرنگ ہر گردش فلکی ہے دل تنگ ہے چشم زدن مین کیا رنگ دکھاتا ہے اسد غازی اچھی طرح شاد نہونے پائے تھے ضرغام تو پکارتا ہوا آتا ہے اسد کے ہاتھ مین صندوقچی ہے ایک ہاتھ مین کنجی ہے چاہتے تھے کہ اسے کو کھولین یکایک پھر آواز آئی او شیر بیشۂ صاحبقران واہ صاحب علم و شان ذرا تامل فرمائیے صندوقچی نہ کھولیے مین نے آپکو جو کچھ تعلیم کیا ہے ایک نکتہ اسمین باقی رہگیا ہے وہ بھی ظاہر کرون ایک اسم پڑھکر یہ صندوقچی کھولی جائیگی ورنہ لوح طلسمی ہاتھ نہ آئیگی اسد نامدار نے سر اٹھا کر دیکھا وہی پیر عبادت گزار عصا ہاتھ مین دوڑتا ہوا آتا ہے شاہزادہ اسد نامدار کو شرم آئی نہایت ممنون و مشکور ہوے کہ یہ پیر گوشہ نشین اپنے مقام سے حرکت نہ کرتا تھا میرے واسطے بیچارہ دوڑتا ہوا آتا ہے ماشاء اللہ کیا صاف باطن عاشق صادق یار موافق ہے عابد زاہد پرہیزگار عاشق پروردگار ہے یہ سوچکر اسد نامدار نے جواب دیا اسی درویش باکمال نے مجھے نرگاؤ کا پتہ دیا یہی سیرابادی ور پیر ہے اسی کے نشان بتانے سے مین نے گاؤ آتش بار جادو کو مارا ہے اب بھی آتا ہے کچھ تعلیم فرمائے گا ضرغام نے پھر آواز دی بہت بیکار شاد ہوا لیکن صندوقچی لوح کی اسکے ہاتھ مین دیکھیے گا شاید کچھ دھوکا ہو اسد نے غصہ مین جواب دیا تم خود عیار و مکار ہو ہر ایک کو شعبدہ باز جانتے ہو دوست دشمن کو بخوبی نہین پہچانتے ہو ہر چند ضرغام چنچاتا رہا کہ حضور مجکو تو قریب آنے دیجیے اسد نے کچھ جواب نہ دیا لیکن وہ پیر گرتا پڑتا قریب اسد کے آیا کہا ای شہریار لوح طلسمی مبارک ہو

صندوقچی مع کلید مجھکو دیجیے مین ایک اسم پڑھکر اُسکو کھولون لوح طلسمی آپکو دون ورنہ قاعدہ کے
کے خلاف ہوگا عمر بھر سرگردانی مین بسر ہوگی اسد نے صندوقچی و کلید بہ خوشنودی ہاتھ مین
اس پیر کے دی صندوقچی لیتے ہی وہ پیچھے ہٹا اشا تو اشارہ کیا کہ دیکھیے حضور اپکا عیار ہمکو مکار
و غدار بناتا ہی اسکو منع کیجیے یہ کلمات مہملات لائق ہمارے سننے کے نہین ہین اسد غازی
نے غصے مین منہ پھیر اُس پیر نے صندوقچی کو دل مین لیکر کمر مین رکھا تڑپ کر پر پرواز پیدا
کیے اسد نے پلٹ کر دیکھا وہ پیر گوشہ نشین نہین ہی یہ تو ایک ساحر بے قام ہی اب اسنے زمین
سے بلند ہوکر نعرہ کیا باش ای طلسم کشا سنو مکار جادو ملازم شاہنشاہ طلسم ہوش رُبا اُس پیر
عبادت گزار نے غضب کیا تجکو نشان لوح بتایا مجکو خبر ہو گئی میرے بادشاہ افراسیاب جادو
نے مجکو ایک گوہر آبدار بنا دیا تھا مرادو اس سے یہ تھی کہ اگر گاؤ آتش بار جادو مارا جائیگا یہ
موتی ٹوٹ جائیگا فورا سمجھ جاتا کہ گاو آتش بار قتل ہوا سواے اس پیر عبادت گزار کے
کوئی ہمراز ان اس حال کا نہ تھا مین نے جاکر اُسکو مارا اُسی کی شکل بنکر تیرے سامنے آیا دیکھو یون
آنکھون مین خاک ڈالکر لوح کو لیجاتے ہین یہ سنکر اسد نادم ہوگیا قریب تھا کہ طائر روح
قفس جسم سے نکلجائے مگر کیا کرین دس بیس گز زمین سے وہ بلند ہو چکا تھا اسپر بھی اسد نام
لے لقہر و غضب تمام تیر مارا مکار نے برق چمکائی تیر جل گیا اب اسد کا تڑپنا پھڑکنا کیونکر بیان
ہو مکار بدکردار اس اثنا مین بلند ہوکر ٹھہر گیا آواز دیتا ہی کیون ای طلسم کشا شہنشاہ طلسم ہوشربا
کا کیسا خیرخواہ ہون کیا معقول عیاری کی بسہولیت صندوقچی تجھسے لے لی اب یہ لوح خدمت
مین شہنشاہ افراسیاب کے لیجاونگا شاہنشاہ اسکو دریاے قلزم مین پھکوا دینگے اسد کا
ڈیتا نعرہ شیرانہ کرنا مگر مجبور و ناچار یہ زمین پر وہ بالاے آسمان خاص رنگ نشیب و فراز
ظاہر ہوا ایسی باتین کرکے مکار نابکار سوچا کہ مین اسد کو بھی گرفتار کرلون اب انکے پاس
کیا تھا باقی ہی لوح کا خوف تھا وہ میرے قبضہ مین آئی یہ سوچکر وہ ملعون پھر پلٹا کہا ای
طلسم کشا تجکو بھی لیتا چلون افراسیاب قتل کریگا لڑائی کا بالکل فیصلہ ہو جاے اب ضرغام
گھبرا گیا کہا ای شہریار اسد اپنے کو بچایے ہمارا آپکا گرفتار کرنا اب اسکے نزدیک کیا مشکل ہے
ایک ماش کا دانہ کافی ہو جائیگا اسد نے کہا ای ضرغام بھاگ جا یہ مجکو گرفتار کر لیجاے بلا گرفتار

کرے تو میں بہت شاد ہوں بند غم والم سے آزاد ہوں ہائے خواجہ عمرو کیا نہیں سمجھے کہ ایسے
نادان تجھے لوح حاصل کرنے کو دی سکار چاہتا ہے کہ اسد و ضرغام پر سحر کروں کہ ناگاہ ایک آسمان
سے بصورت عقاب اخضر جادو پیدا ہوا عجب طرح کا سانحہ دیکھا کہ ایک سلاح سیہ فام ہوا پر تھرانا
اسد و ضرغام زمین پر بیقرار و اشکبار وہین سے نعرہ کیا ہاش او بچیا مین آپہونچا خبردار میرے آقا پر
سحر نہ کرنا سکار نے جو ملک اخضر جادو کو آتے دیکھا تڑپ کے بلند ہوا سحر کرکے بشکل طاؤس بنا
اخضر سے آکر لپٹ گیا پنجہ و منقار چلنے لگے دہن سے دونوں کے شعلے نکلنے لگے ضرغام نے پکار
کر آواز دی ای اخضر یہ سیہ بخت مکر کرکے لوح لیچلا ہے جانے نپائے اخضر سحر کر رہا ہے مگر سکار بھی
بلاے روزگار ہے ہر مرتبہ قصد کرتا ہے کہ لوح نکالکر سامنے اخضر کے چلادون یہ گھبرا جائیگا لیکن اخضر
دم نہین لینے دیتا اسکو بھی خوف ہے کہ اگر یہ بچیا لوح چلا دیگا مین بیکار ہو جاؤنگا سحر نہ کرسکونگا
اسوجہ سے پرا ہی سین چل رہے ہین کبھی منقار کبھی پنجون سے جنگ سحر آغاز حرب افسونگری کا نیا
انداز کبھی اخضر جادو غالب آیا کبھی سکار بدکردار نے اپنے کو سحر کرکے بچایا پر نوچکر پھینکدیے
قضاے کار ایک مقام پر سکار بدکردار نے سحر کرکے منہ سے برق چلائی اخضر کے سر پر پڑی
برق جہندہ کو دیکھکر ابر غم والم دل پر چھایا سر زخمی ہوا بس اخضر نے پکار کر آواز دی ای شہریار
یہ بچیا مجہپر غالب آیا سر جان نثار کا زخمی ہوا آپ کیا دیکھ رہے ہین اٹھاکر تیر مار دیجیے مین بزور سحر
اسپر دباؤ ڈالتا ہون اسد یہ سنکر جوش مین آیا ورنہ حیران حیران دیکھ رہا تھا کمان کو دوش
سے اُتارا بہ تعجیل تمام تیر کو بچہ کمان مین پیوست کیا مگر معاملات قضا و قدر مین کسی کو کیا دخل ہے
انسان کی نگہبانی خود موت ہے جب نگہبان قصد کرے کون بچا سکیگا جو وقت خالق اکبر نے
مقرر فرمایا ہے بمصداق کل امر مرہون باوقاتہا اسی صورت سے وقت پر کام کا انجام ہوتا ہے بڑے
بڑے حکمایان اشراقین جنہون نے علوم کامل ایجاد کیے مردے زندہ کرکے دکھائے بعض نے
دعوے خدائی کیا اپنے کو پیدا کرنے والا جانا جب وقت اجل آیا کل حکمت مبدل بہ حماقت ہوئی
کچھ زور نہ چلا قابض ارواح نے روح قبض کی دم بھر کی مہلت نہ دی شداد صاحب بیداد بانی
بناے ظلم و فساد اسقدر مغرور ہوا دعوی یکتائی کیا بہار پیراے ازل کا ہمسر بنا بہشت تعمیر کی
جب وہ باغ پر فضا بنکر تیار ہوا چاہا سوار گلشن بیخزان ہون باغ مین داخلہ کردن عین در باغ پر

ملک الموت نے آکر روکا کہا او شداد وقت دعوی خدائی گذر چکا واسطے چند دن کے سلطنت
کی خداے جہان آفرین کو بھولا بہشت بنوا کر ایسا پھولا بس مرگ جا ایک قدم شداد کا اندر ایک
باہر تھا اتنی بھی مہلت نہ ملی کہ قدم اُٹھاتا سیر باغ کرتا ملول و حزین ششدر و غمگین اُسوقت سوچا
کہ ہاے مین نے کیا کیا گھبرا کر جواب دیا اے قابض ارواح اتنا چاہتا ہون کہ چند ساعت باغ کی سیر کرلون
ملک الموت نے کہا حکم قادر مطلق خداے برحق ہے جو بیک لفظ کن زمین و آسمان ماہ و خورشید
ثابت و سیارگان کو کتمان عدم سے جلوۂ ظہور مین لایا تجھ ایسے مغرور پیدا کیے مرغ پلک تک
کا جھپکانا ممکن نہین ہوتا اجل کے وقت قرارداد مین اسکا ٹلنا ناممکن بس آمادۂ مرگ و صبا سے
قضا ہو بہت دنون خدائی کرچکا اُسی مقام پر شداد کی روح قبض ہوئی بڑے بڑے شاہان
اولوالعزم پیوند خاک ہوے

نظم

نہ سکندر ہے نہ دارا نہ فریدون باقی	نہ ہی ضحاک نہ خسرو نہ ہمایون باقی
نہ وہ دیہیم رہے اور نہ وہ تاج رہے	صاحب جاہ و حشم قبر کو محتاج رہے

مراد اس تقریر و تحریر سے یہ ہے کہ وقت اجل نہین ٹلتا اسد نے تیر کمان مین جوڑا اسپر کمان کا
کڑ کا عقاب تیر پر کھولکر چلا انھون نے طاوس کو تاکا تھا اسکار صداے سپر سنکر سہم کر الگ ہوا اخضر
بشکل عقاب سامنے تھا اُسی کے سینہ بے کینہ پر پڑا مہرۂ پشت کو توڑ کر پار گذرا اخضر نے صداے
ہیہات بلند کی عرض کی غلام تیر اجل کا نشانہ ہوا موت کا بہانہ ہوا اسکار تو بلند ہو کر آسمان مین
ڈوبا قہقہا مارتا ہوا نکل گیا اخضر بیچارہ تڑپکر زمین پر گرا سینہ پر زخم کاری تھا اسد نامدار نے چاہا
کہ خودکشی کرون اپنے خنجر مار لون اخضر نے بیقرار ہو کر کہا اے شہریار اس سے کیا فائدہ غلام نثار ہوا
اسی طرح قضا ہماری مقرر تھی حضور اپنے دست حق پرست سے دفن کرینگے شرف کونین حاصل ہوا
بانی بناے کون و مکان نے یہی صورت تحریر فرمائی تھی اسی حیلہ سے قضا آئی تھی کیا عذر ہے بندہ
مجبور و ناچار وہ مالک و مختار کچھ اسی مین مناسب تھا چند کلمات وصیت و نصیحت کہکر جان بحق
تسلیم ہوا شاہزادے کو صدمہ عظیم ہوا ضرغام نے سمجھا کر اخضر کو دفن کرایا اسد نے کہا او ضرغام
چلکر دیکھین پیر عبادت گزار پر کیا گذری درۂ کوہ مین آئے دیکھا اسکار جادو اس مرد پیر کو
قتل کر گیا لاش تڑپ کر سرد ہوا ہے ایک گوشے مین سامان دفن و کفن موجود تھا دونون نے ملکر

غسل و کفن دیا قبر کھودی دفن کیا سرھانے قبر پر بیٹھکر فاتحہ پڑھا اس بیقراری مین آواز دی ای مطیع احکام رب اکبر ای عبادت گزار تو شب قبر مین جاکر لیا گذری نکیرین تو کیا جواب دیا انجام کیا ہوا

راحت مین بسر ہوئی کہ ایذا گذری ۔ کیونکر تاریک گھر مین تنہا گذری
ای کنج لحد کے رہنے والو افسوس ۔ اس سے پوچھین گذشتہ کیا یا گذری

عرصہ دراز تک قبر پر بیٹھکر اس مرد پیر کی اسد غازی روئے

ضرغام نے عرض کی ای شہریار اب در بند مہر و ماہ پر چلیے لشکر کو ساتھ لیکر طرف لشکر ملکہ مہرخ کے کوچ ہوا اسد غازی بیقرار ہو کر رو یا فرمایا ای ضرغام مین ناکام جاکر ملکہ گوہر وغیرہ کو کیا روے سیاہ دکھاؤن شرم آتی ہی ہاے رسوائی لوح طلسم کو یون ہاتھ سے کھویا اخضر کو اپنے ہاتھ سے قتل کیا اہالیان فوج اُسکے ہمکو کیا کہینگے یہ طلسم کشا ہی یا مرد دیوانہ ہی اسکی رفاقت بیکار اپنے خیرخواہ کو اپنے ہاتھ سے مارا ایسے کی رفاقت بیکار کون ہمارا ساتھ دیگا اب ہمارا یہ قصد ہی کہ بہاڑون سے سر ٹکراؤن کسی کو روے سیاہ نہ دکھلاؤن ضرغام نے عرض کی ای شہریار جو منظور خدا تھا وہ ہوا آپنے کیا خوشی سے اخضر کو قتل کیا جو تقدیر مین تھا اُسی طور سے اجل آئی اسد نے کہا ای ضرغام اب ہمکو نہ سمجھاؤ زبان درازی کرکے نہ بہلاؤ بلکہ ہماری خوشی یہ ہی کہ تم لشکر مہرخ مین جاؤ خواجہ عمرو ملکہ بہار وغیرہ کے ساتھ تخت پر سوار ہو کر گئے ہین جب اُنسے ملاقات ہو عرض کرنا وہ بد اقبال مارا گیا ہمارے سر کی قسم مفصل نہ بتانا مین اسی کوہ و دشت مین مارا مارا پھرونگا اپنی آبرو بچاؤنگا دریا مین گر کر ڈوب جاؤنگا ہو بچے نانا جان خواجہ عمرو نے زبان معجز بیان سے ارشاد فرمایا بہت بجا ہی مین طلسم کشا اس طلسم کا نہین ہون بارہ برس لڑا گوہر مراد نپایا ماموں جان کو قید سے نہ چھوڑایا لوح طلسمی دو مرتبہ دستیاب ہوئی کوئی مطلب حاصل نہوا ایسے بد اقبال اور بدنصیب کا زندہ رہنا بیکار ہی جو مجھکو دیکھیگا یہی کہیگا ناحق اس شخص نے دعوی طلسم کشائی کیا ہماری حسرت کو حسرت ہوگی ملکہ مہ جبین و ملکہ لالان خون قبا کی یاد بیقرار کر گئی اب کوئی مطلب حاصل ہوا نہوگا

موجب مضمون نظم

ساختم از حال دل آگاہ و یار از دست رفت ۔ کردہ ام کارے بنادانی کہ کار از دست رفت
شہسوار عرصہ عشقم و سے در کوے دوست ۔ چون گذر کردم عنان اختیار از دست رفت
ہیچ ابر و ہم از دنیا نہین داغ سست و بس ۔ کر جفا سے چو تو یارے ہمچو یارا از دست رفت

قدر جان عاشقان معلوم خواہد شد ترا جان من روزے کہ این مشت غبار از دست رفت
بال مرغ نامہ بر فرسود پاے قاصدان چشم شد از کار کار انتظار از دست رفت
یار شوق وصل دراثناے رہ خواہیم مرد طاقت از پا صبر و صبر و قرار از دست رفت
موجب خاموشی سودا چہ میپرسی کہ من داشتم دل نام شخصے غمگسار از دست رفت

اے ضرغام اب ہمارا ساتھ چھوڑو اگر لشکر ظفر اثر صاحبقران مین گذر ہو اونا بہ قلعہ ذوالامان جو حال
پہونچو اور مہربان سے کہنا حق شیر اپنے غلام کو بحل کیجیے تشنہ و گرسنہ آپکا نور نظر پہاڑون سے
سر ٹکرا کر تمام ہوا آپ کے حکم کو نہ بجالا سکا ماموں جان کو قید مصیبت سے نہ چھڑا سکا بسبب
حجاب کے حضور کو روے سیاہ نہ دکھایا ہمارا فرزند ارجمند اگر غضنفر شیر دل ملجاے تو کہنا
کہ بیٹا باپ نے وصیت کی ہے کہ ہمسے طلسم ہوش ربا فتح نہوا حسرت و یاس لیکر وہ دنیا کو چھوڑا
لیکن تم بھی صاحب جاہ و جلال ہو جہانتک ہوسکے فتح طلسم ہوش ربا مین کوشش کرنا اے ضرغام
یہ تو یقین کامل ہے کہ ہماری خبر مرگ سنکر نانا جان و صاحبقران زمان نور الدہر بدیع الزمان اسیح
نوجوان وغیرہ سب صاحب تشریف لائینگے طلسم ہوش ربا کو مٹائینگے ہر مقام پر میلے ہونگے
لیکن ہمین قبر مین اکیلے ہونگے جو منظور خدا ایسے کلمات حسرت آمیز کہکر وہ نامور بہت رویا
ضرغام قدمون سے لپٹ گیا عرض کی اے آقاے نامدار غلام کو حضور کے قدم اقدس کی جدائی
ناگوار ہے جان دینا بیکار ہے بعد رنج کے راحت ہے وہ رحیم فضل اپنا شریک حال کریگا انشاء اللہ
تا بمنزل مقصود پہونچ جائیگا گوہر مراد بھی ہاتھ آئیگا حضور کا گمان بیجا ہے بھلا ہوسکتا ہے کہ حضور تو سر
ٹکرا کر جان دین مین لشکر صاحبقران مین جاؤن یا قبلہ و کعبہ کو منہ دکھاؤن واللہ مادر مجھے روسیاہ
سے فرمائینگے او بد نصیب میرے شیر کو کہان چھوڑ آیا کیا خوب میری آبرو ہوگی اہل دنیا کیا
کہینگے کہ کیسا عیار قدیم تھا کیسا رفیق و ندیم تھا اپنے آقا کو چھوڑ کر چلا آیا اسکا منہ نہ دیکھو دربار
مین میرے واسطے خوب آبرو ہوگی بسم اللہ جہان حضور کا مزاج چاہے چلیں غلام ساتھ ہے زیر
قدم اقدس یہ بھی جان دیگا کیا مرنے سے روگردانی کریگا آخر ناچار ہوکر ضرغام کو بھی اسد
نے ساتھ لیا لیکن یہ کہدیا کہ لشکر مہرخ مین جانیکا نام نہ لینا اگر خدا فضل کرے اور لوح طلسمی حاصل
ہو تو ملکہ مہرخ وغیرہ کو منہ دکھائینگے فرحان و شادان لشکر مین جائینگے ورنہ کوہ و دشت ہمارا

مقام وحشی بداقبال و دیوانہ نام سردار و عیار دونون روتے ہوے قبر پر سے پیر عبادت گزار کی اُٹھے گریان و نالان مضطر و پریشان ایک جانب چل نکلے انکو تو راہ مین چھوڑ لیجے ذکر انکا وقت تحریر یہ ہوگا دیکھیے فلک کج رفتار گردون غدار انکو کیا دکھاتا ہے

اب دو کلمہ داستان حیرت بیان شاہنشاہ افراسیاب جادو و دانا و ملکہ بہار خوشخو کے سنیے خمسہ

چون شکوہ ام بدشنم زان دل شکن کند — او در جواب کار دل خویشتن کند
غیرت چہا بجان من خستہ تن کند — کو بخت آنکہ یار شکایت ز من کند
چندانکہ مدعی بتواند سخن کند

یون ہر تری وفا سے دل زار ناامید — جیسے کہ جینے سے کوئی بیمار ناامید
کیا یہ ناامید ہوا ہی یار ناامید — گر دو ہزار بار گرفتار ناامید
گر شکوہ دلم ز تو پیمان شکن کند

یا رانہ بتان پہ بھلا اعتبار کیا — یا تو کسی کو دخل دہ تھا دان مرے سوا
یا اسقدر وہ شکل سے بیزار ہو گیا — اگر بہم بسہ گرانی او نیست غیر را
سنغم چرا ز ہمرہی خویشتن کند

غیرت نے ہائے قتل کیا مجھکو بالنصیب — دکھلائی پھر خدا کے بہ بزم اجل قریب
مین دور بیٹھون اور عدو یار کے قریب — آن ظالم کجاست کہ از پہلوے رقیب
قتل مرا بہانہ برخاستن کند

مدت سے اسکی ہم سخنی کی تھی آرزو — اب عین وصل ہو تو نہین تاب گفتگو
ای جوشش گریہ بس ہو ترے ہاتھ آبرو — او میکند سوال و مرا در جواب او
از اضطراب دل نتواند سخن کند

تھے جمع چند میکش خونی دل ایک جا — جاے کباب غیرت عاشق کا ذکر تھا
مومن یہی کیا ہی خوش ہو کس طمع سے کہا — میلے ہزار حیف کہ آن مے پرست را
ذوق شراب ساقی ہر انجمن کند

لیکن افراسیاب خانہ خراب بصد پیچ و تاب داخل باغ سیب ہوا دربار جمع ہوا رئیس و امیر حاضر ہین
اُسوقت سرمایہ برف انداز نے پوچھا کہ اے شاہنشاہ عالی جاہ اسد غازی کو ساربان زادہ طرف
طلسم صندل کے لے گیا تھا آپ کا فرمان واجب الاذعان نہین معلوم ملکہ صندل کو پہونچا یا راہ مین
کچھ فتور پڑا افراسیاب نے جواب دیا ایسے ہمارے خراج گذار غافل ہین کہ بالکل فکر نہین کرتے ہین
مین یکہ و تنہا ایک سر ہزار سودا کہان کہان کی خبر لون کسکو روکون کسکو ٹوکون ارادہ ہے کہ جاکر بادشاہ
نیلم سے ملاقات کرون وہان سے کوئی ساحر زبردست روانہ ہو حال طلسم صندل بخوبی کھلے دردسر
مٹے یہ سوچکر تخت پر سوار ہوا تخت اُڑتا ہوا اچانک کوہ فلک شکوہ پر آکر ٹھہرا سایہ نخلستان مین ٹہلنے
لگا یہ سوچ رہا ہے کہ اے افراسیاب یہ تو بخوبی ظاہر ہے کہ کل تک صرصر نے خبر دی ہے کہ لشکر مہرخ مین
عمرو اسد نہین ہین اگر یہ گرفتار ہوے ہوتے تو صندل میرے پاس روانہ کرتی عرصہ دراز ہو چکا
شاید کوئی فتور پڑا ساربان زادہ اسقدر فطرت بلاے روزگار ہے جہان کوئی نہ پہونچ سکے وہان پہونچتا ہے
مین خود طرف طلسم صندل کے چلون اپنا کام آپ کرون یہ سوچ رہا ہے کہ آسمان پر برق چمکی ایک
ساحر کو دیکھا اترا ہوا آتا ہے افراسیاب نے پہچانا عقل سے دریافت کیا کسی کا نامہ دار معلوم ہوتا ہے
یہ سوچکر آواز دی کہ او نامہ دار ٹھہر جا اُس ساحر نے سر جھکا کر افراسیاب جادو بادشاہ طلسم ہوشربا
کو دیکھا کہ تاج جواہر نگار سر پر پہنے ہوے بسطوت و صولت ٹہل رہا ہے ساحر کے ہوش اُڑ گئے
افراسیاب سے نگاہ ملتے ہی سحر بھولا جسم مین رعشہ پڑا تھرا کے زمین پر گرا قریب تھا کہ سر پھٹ
جائے لیکن بمشکل اپنے کو روکا دل کو سنبھالا افراسیاب نے بڑھکر ہاتھ تھام لیا کہا سچ بتا تو
کہان جاتا ہے اور کہان سے آتا ہے جادوگر حیلے حوالے کرنے لگا افراسیاب نے بہ نگاہ قہر
وغضب دیکھا کہا کہ آتش قہر و غضب سے جلادونگا اب اسکے ہوش و حواس بجا نہ رہے
بے اختیار منہ سے نکل گیا کہ دربند مہر و ماہ سے آتا ہون افراسیاب خوش ہو گیا پوچھا
دربند مہر و ماہ پر کسکی عملداری ہے نام اسد کا اسنے بیان کرنے مین تامل کیا فوراً افراسیاب
نے غصے مین چٹکی خاک کی اُٹھا کر سر پر اس جادوگر کے ڈالدی وہ بیچارہ بجرم و خطا جلکر
خاک ہوا اب افراسیاب نے اسکی جھولی مین سے نامہ نکالا اسمین طرف سے ملکہ بہار وغیرہ کے
مرقوم تھا کہ اے ملکہ مہرخ عنایت خداے لم یزل سے طلسم صندل کو فتح کیا دربند مہر و ماہ پر بڑی قیامت

کی لڑائی پڑی ہے لوگ وقت پر پہونچے مہرو ماہ جادو کو مارا اب اسد نامدار پئے تلاش لوح تشریف
لیگئے ہین ہم لوگ فلان راہ سے آتے ہین انشاء اللہ بخیر و خوبی پہونچکر وعدہ جات کی جانب سفر ہوگا جب تک
طلسم کشا بھی لوح لیکر آجاوینگے افراسیاب کو بھی قتل کرینگے یہ جو نامہ افراسیاب نے پڑھا تاج کو زمین
پر دے مارا ریش کو نوچنے لگا کہتا ہے کہ ای افراسیاب صندل جادو کیونکر قتل ہوئی طلسم صندل
کا فتح ہونا ایسا آسان ہوا مہرو ماہ جادو کو مسلمانون نے مار لیا لیکن جب اسد لوح لیکر آئیگا سمجھا
جائیگا پہلے چلکر ان باغیون کی خبر لو راستے مین چلکر مار دو لشکر چرخ تک جانے نہ دو یہ سوچکر ایک جانب
بقہر و غضب تمام چلا تیغہ کھنچا ہوا ہاتھ مین تاج ڈھلکا ہوا غصہ سے چہرہ سرخ ہونٹون پر آہ سرد دل مین
درد ادھر سے تو افراسیاب چلا ہے لیکن ملکہ اختر مع سہیلان فیل زور شمشیر زن بعد جانے
ملکہ بران کے باغ نگارین مین گھبرائی کنیزون سے کہا ہمشیرہ صاحبہ طرف دربند مہر و ماہ کے
گئی ہین ابھی تک واپس نہ آئین نہین معلوم کیا سانحہ گذرا پرائی اقلیم مین جانا ہزار طرح کا خیال ہے
تمام اہالیان طلسم ہوشربا دشمن افراسیاب رہزن ہر اک ارمغان کیا کیل پر جادوان توڑا دریاے
خون روان کو خشک کر کے کل ہوشربا کی آبرو ستانی ہمیشہ افراسیاب و ملکہ حیرت جادو کی
فکر مین رہتے ہین کہ اگر ملکہ بران شمشیر زن کو پائین تو قتل کرین حافظ حقیقی آنکی حفاظت کرے
غیر و دشمنون سے بچاتے ہین انکا فراق نہ دکھائے مین خود خبر لینے جاتی ہون وزیر زادیون نے
کہا کسی نامہ دار کو روانہ کیجیے خبر منگوا لیجیے اختر نے کہا نامہ دار اس طرف نہ جاسکیگا ملازمان
افراسیاب روک لینگے ایسے ویسے ساحر کو نہ جانے دینگے سب نے سر جھکایا عرض کی جو مناسب
وقت ہو عمل فرمایے اختر کا چونکہ ستارہ گردش مین تھا اس ماہ آسمان خوبی نے اسباب سحر
ذات پر آراستہ کیا طاؤس زرین بال پر سوار ہو کر تلاش مین ملکہ بران و بہار کے چلی آخر تو تقدیر
مین لکھی ہوئی تھی پہاڑ کی جانب سے گذر ہوا کہ جہان افراسیاب کھڑا ٹہل رہا ہے افراسیاب
کی جو نگاہ پڑی کہ آسمان پر ایک ستارہ چمکا اب جو بنگاہ غور دیکھا صاف ثابت ہوا کہ ملکہ اختر
طاؤس زرین بال پر سوار بصد کر و فر اڑی ہوئی آتی ہے اختر کو دیکھکر افراسیاب جل گیا سوچا یہ
بھی وہین سے ابھر کر لپٹی ہے اٹھ پھیرا اختر گردش مین رہتی ہے جیسے ہی ملکہ اختر قریب کوہ پہونچی
اس سنگدل نے آواز دی ای اختر کہان جاتی ہے ٹھہر ملکہ اختر نے دیکھا کہ برج عقرب کا سامنا

ہوا ہوش اڑ گئے ہاتھ پاؤں میں رعشہ پیدا ہوا تو زبان سے نکلا کہ ای افراسیاب ہم تیرے مقابلہ کے
قابل نہیں ہیں ہمارے عمر نامدار کو کب روشن ضمیر تیرے ہم بزم میں ہوا ہے تیرا کیا مقابلہ جو دو کو بلا کر سب
نزد دیکھ تو کیا حال کرتے ہیں نانی دادی کے سحر و سے پر اتراتا ہے ای اتنا سمجھ لے کہ خون ہمارا بالا بالا نہ جائیگا
خدا ہمارے خواجہ عمر و اسد دلاور کو سلامت رکھے ہمارے خون کا بدلا لینگے افراسیاب نے جو
عمر و اسد کا نام سنا آتش قہر و غضب میں بھنا ملکہ اختر کیطرف چلا کہ گرفتار کر لوں اختر سمجھی کہ اس سے
جان بچانا دشوار ہے مجبور و ناچار کچھ گولے ترنج و نارنج جھولی سے نکالے افراسیاب پر پھینک مارے
شعلہ ہائے آتش برقیں تلواریں چھریاں افراسیاب پر گریں افراسیاب دفع کرنے لگا اختر سامنے
سے بھاگی افراسیاب نے چشم زدن میں اشارہ کر کے اس کل سحر کو مٹا دیا پیچھے اختر کے دوڑا اختر
کا یہ حال ہے ہر مرتبہ آپ ہی سحر کرتی ہے آپ ہی بھاگتی جاتی ہے افراسیاب تعاقب نہیں چھوڑتا ہے اپنے
تمام جسم کا زیور اتار کر پھینک مارا افراسیاب جھپٹتا ہوا چلا آتا ہے اختر کو عالم یاس چہرہ
کو اسے یقین ہو گیا ہے کہ اسکے ہاتھ سے جان بچنا دشوار ہے اس ظالم کے پھندے سے بھاگ کر کہاں
جاؤں کیونکر اپنی جان بچاؤں اڑتی پھرتی تین کوس تک آئی کل زیور اپنا سحر کر کے گلے میں اتار کر
پھینک مارا تین کوس پر آ کر تھمی افراسیاب نے اسبار سحر کیا کہ ہر دی سے بھی سمندر ہوئی پھر اکر
بلائے تحت الثری سو ٹھون کا مالا گلے سے اتارا افراسیاب پر پھینک مارا اسفند لوٹے افراسیاب
شعلہ ہائے آتش نے گھیرا اختر نے سحر کو زور دیا کہ یہ ناری آگ میں پھنسے ہیں تڑپ کے نکل جاؤں
افراسیاب باران سحر برسا کے آتش سحر کو مٹا رہا ہے کہ یکایک افراسیاب نے دیکھا لاہوت جادو
اڑا ہوا چلا آتا ہے اور قریب ملکہ اختر پہونچ چکا ہے واضح ہو کہ لاہوت جادو شوہر ملکہ زیور محل ہیں
کہ باغ کا ملکہ محل کے ذکر آئیگا ناظرین پر واضح ہو جائیگا اسوقت کسی ضرورت سے اسطرف
نکل آیا یہ زن و شوہر نامدار دربند افراسیاب ہیں سحر و ساحری میں انتخاب ہیں افراسیاب
نے جو لاہوت جادو کو آتے دیکھا پکار کر آواز دی ای لاہوت اس گیسو بریدہ کو لینا یہ تم کو
سے مجھسے اڑتی چلی آتی ہے لاہوت نے قریب پہونچ کر دام سحر اختر پر ڈالا جیسا نے جال کسا
اختر اس دام میں پھنسی چاہا تڑپ کر نکل جاؤں جال توڑ دوں اس فریب پر بھی حیا سے شرم
نہ کی پڑیا کھولکر خاک قبر جمشید اڑا دی اختر بیہوش ہو گئی لاہوت نے اسکی زبان میں سوزن

وبکر نقش بین کیا افراسیاب قریب آیا لاہوت جادو نے جھککر سلام کیا عرض کی شاہنشاہ اسوقت
کہان سے آتے ہین اختر بد اختر سے کہان مقابلہ پڑا افراسیاب نے بیساختہ آہ کی کہا اے خیر خواہ دولت
اے صاحب سطوت و حشمت کیا کہون جیسا اس ساربان زادے نے مجھکو حیران کیا ہے اُسکو بیان نہین
کرسکتا ملکہ حیرت بنز مجھسے تقان لوح چوپچا اسد کو لیکر تا بطلسم صندل پہونچا وہان بھی نگام شریک
ہوے طلسم شکست قتل صندل کا بند و بست ہوا مہر و ماہ کو فتح کرلیا اب اسد تو فکر لوح مین گیا ہے ملکہ بہار
و باغبان و برق لامع و رعد و برق و بران شمشیر زن وغیرہ یہ چند سرداران نامی تمھاری سرحد کی
جانب سے آتے ہین ابھی مین نے نامہ دار کو گرفتار کیا اُسکو تو غصے مین جلادیا نامے مین یہ تمام حالات
تحریر ہین یہ بھی غصے مین جاتا تھا کہ اختر سے مقابلہ پڑا یقین ہے کہ وہ بھی دم سے زیر کر آئی ہے اب تم
اپنے قصر پر جاؤ اختر کی قید سے پاس ملکہ زلیور محمل نشین کے روانہ کردینا اور یہ بھی اطلاع دو
کہ شاہنشاہ بھی تھوڑی دیر مین آتے ہین تمھارے باغ کی طرف سے بہار و باغبان و بران وغیرہ
آئینگے مثل و فطرت سے اُنکو باغ مین بلاکر قید کرو مین اس مقام پر آکر ان سبکو قتل کردونگا ایک کو زندہ
نہ چھوڑونگا اے لاہوت بہت غضب ہوا یقین کامل ہے کہ اسد بن کرب غازی لوح پا گیا اسی سرحد مین
لوح رکھی تھی نہ کہ اُسکو اون نے بتلادیا ہوگا اب وہ طلسم کشائی مین مصروف ہوگا خیر اسے تو مہلت
یا ان اسکی بھی تدبیر کرونگا سزا سے معقول دونگا اپنی زوجہ کو بخوبی آگاہ کرتا کہ بہار و باغبان
وغیرہ کو کسی طریقے سے باغ مین بلالینا باغ اسکا چند پھولون سے پھولون کی بانی مست ہو جائینگے سحر کرنیکی
مہلت نہ پائینگے اگر کہین آگاہ ہو گئے تو سب ساحران زبردست مین آفت ڈھا جائینگے زیر کر کل لگے
لاہوت نے کہا حضور مطلق ہے میری زوجہ بھی ساحرہ معقول ہے کل باغ اسی کے قبضے مین ہے ہر گل
دلربا مسلیح مرتبہ اُسکا غنچون مین رجیح جوانان چمن غیرت شگوفہ و مہتر اس باغ کی بہار اگر کوکب آکر
بیٹھیے طائران زمزمہ سر عندلیبان خوش نوا نشین نشین کے مدلین ہر گل واسطے دشمن کے خار ہر شاخ
نخل کھینچی ہوئی تلوار سرو ہر دشمن کمند ہر سبزہ و بلند ہے خنجر آبدار ہر طفل غنچہ ہوشمند اسطے زمانہ
کے وقت سے وہ باغ آراستہ و پیراستہ ہے جب اشارہ کرے اگر سامری و جمشید عہد ہو دلداد
سے نکر اگر مرے دم شمیم لگا سے باغ سے نکل نہ سکے افراسیاب خانہ خراب نے کہا مین بخوبی
اس حال کو جانتا ہون اب تم بھی جاکر یہی سامان کرو ما بدولت تشریف لاتے ہین یہ کہکر افراسیاب

ایک جانب گیا لیکن لاہوت جادو قفس اُس طائر نور گرفتار کا لیے ہوئے اپنے قصر مین آیا بارہ ہزار ساحر
گرد اس قصر کے رہتے ہوئے ہین باغ اُسکی زوجہ کا یہان سے بارہ کوس ہے اپنے قصر پر آکر عظم اسرار دون
سے تمام کیفیت بیان کی کہ دیکھو یارو ملکہ اختر بھتیجی کوکب کی افراسیاب سے لڑ رہی تھی گرفتار
کر کے لایا ہون آج باغ مین ہماری زوجہ کے ہنگامہ عظیم برپا ہوگا افراسیاب کو منظور ہے کہ ملکہ بہار
وغیرہ کو اُسی باغ مین قتل کرے کیا مشکل ہے سامری و جمشید تحریر فرما گئے ہین جہان کہین مسلمانون
کا خون گریگا وہ زمین آباد ہوگی اب اگر شہنشاہ کو منع کرون تمھین بغاوت کرتا ہے اب تو مین قید
اختر پاس زیور کے روانہ کرتا ہون یہ کہکے فوراً نامے مین کل حال درج کیا بخوبی واقف کر دیا کہ اے
ملکہ عالم و اے مونس و ہمدم قید ملکہ اختر تمھارے پاس پہونچتی ہے اسکو باحتیاط رکھنا ہوشیار ہو تمھارے
باغ کی جانب سے ملکہ بہار و باغبان وغیرہ گذرا چاہتے ہین مکر و حیلے سے انکو باغ مین بلا لینا بعد
چند ساعت کے شاہنشاہ آئینگے مین بھی وقت پر پہونچونگا ان سبکو آج شاہنشاہ قتل کرینگے مگر
تدبیر مین گرفتاری سرداران مذکور کے غفلت نہ کرنا باعث بدنامی ہے نامہ لکھکر قفس اختر مین باندھا
سحر کیا زمین سے دُھوان پیدا ہوا قفس اختر کو دھوئین نے گھیر لیا وہی دھوان قفس کو لیکر بلند
ہوا لاہوت جادو نے آتش سحر کو زرد کیا یہان ملکہ زیور محمل نشین باغ مین جلوہ فرما گرد چار سو
کنیزان ماہرو پریون کا جمگھٹا نہ خوف خزان نہ صیاد کا کھٹکا سلطنت بے خار مجمع نازنینان گلعذار
باغ حسن پُر بہار بلبل گاتا ہوا ہے صبا بھی نشہ بادۂ محبت گلرخان مین لڑکھڑاتی ہے ہر مینائے شجر سے
سر ٹکراتی ہے ہر گل کا کٹورا شراب شبنم سے معمور کیفیت عیش و نشاط مین جوش رنگ و سرور یکایک
سبنے دیکھا کہ شعلۂ آتش بھڑکتا ہوا آسمان سے پیدا ہوا اور سوئے باغ آکر دھوئین نے چرخ مارا شعلے بھڑک کر
مخفی ہوئے سب نے بخوبی دیکھا بیچ مین ایک قفس آہنی قفس مین ایک ماہ رخسار دھوئین نے
قفس کو لاکر سامنے ملکہ زیور کے اتارا ملکہ زیور نے سحر کر کے دھوئین کو برطرف کیا کاغذ کھولکر پڑھا
ساتھ والیون کو مضمون سمجھایا جلد تیاری کرو شہنشاہ کی آمد ہے گرفتار کرنے مین ملکہ بہار وغیرہ
کے شمری کہتی ہے آج اس باغ مین بہار و باغبان کا خون بہیگا برق لامع و برق و رعد دریائے
خون مین غرق ہونگے بی بران شمشیر زن پر چھری پھر گئی شراب و کباب کی تیاری کرو دیکھو صاحبو
کیا مشکل ہے اگر بہار وغیرہ میرے دام تزویر مین نہ پھنسین گرفتار کر لینا کیا بات ہے اگر سمجھ گئین

قیامت کی ڈرائی پڑیگی بہار و باغبان و ہران و برق لامع و رعد و برق کے نام تحریر ہیں
ایک ایک اُنمیں ساحر بے نظیر ہے دیکھیے آج کیا ہوتا ہے لیکن حکم حاکم مرگ مفاجات گردن تابی غیر ممکن
ہے ساحران زبردست سے مقابلہ پڑیگا سامری و جمشید آبرو بچائیں انجام بخیر کریں یہ کہکر ملکہ زیور
نے ناچ وغیرہ موقوف کرایا گلابیان شراب کی کشتیان کباب کی ہٹوادیں تاج زرین سر پر رکھا
دریاے جواہر میں غوطہ مار الباس پر تکلف زیب جسم انور کیا عروس شب اول بنکر تیار ہوئی کنیزون کو
جابجا مقرر کیا خود منتظر آمد بہار و باغبان کرنے لگی وسط باغ میں کرسی جواہر نگار پر بیٹھی لیکن گوش
برآواز چشم براہ انتظار کل سامان گرفتاری باغبان کا تیار

دو کلمہ داستان حیرت بیان ملکہ بہار و باغبان و ہران و خواجہ عمرو وغیرہ بیان ہوتے ہیں

یہ ملحوظ خاطر سامعین رہے کہ شاہزادہ اسد و ضرغام شیر دل اس صحراے وحشت ناک میں
سرگردان ہیں لیکن بہار و باغبان و رعد و برق و برق لامع و خواجہ عمرو بعد فتح دربند عمرو ماہ
کے اسد نامدار سے رخصت ہوکر بعد کرو فر روانہ ہوتے ہیں التماس بخدمت ناظرین ہے کہ اس
داستان حیرت آگین کو حسب ملاحظہ فرمالیں اس حقیر ہیچمدان کو بدعاے خیر یاد کریں ایسے
مضامین موزون بمدمۂ عیاری خواجہ عمرو و مہتر قران نامور واقع ہوے ہیں کہ ان مضامین حیرت
آگین کو تصنیف کرکے خود وجد ہوا ہر چند کتابہ ختم جلد ہفتم انشاءاللہ المخبر طرحیات الیسی الیسی
عیاریان و سحرہاے پر تکلف بطریقہ داستان سرائی بصد رعنائی و زیبائی تحریر ہونگے کہ داستانہاے
اول کو یقین کامل ہے کہ ناظرین فراموش فرمائینگے ہر مقام پر اس ہیچمدان کم مع زبان کو یہی خیال
رہتا ہے کہ سامع و خوانندہ ملول نہو بوجہ طول متو ناظرین ملاحظہ فرمائیں خمسہ

سخن یہ اپنا بھی ہو افتخار کے قابل — زمین کی خبر نہیں ہے کب اس نگار کے قابل
بجا ہے کیوں نہ کہیں اس وہار کے قابل — نہیں نہیں فلک کجمدار کے قابل
یہ چاند ہے سیر دوش یار کے قابل

کہاں ہیں لعل لب خوشگوار کے قابل — وہ دانت اور دُرِ آبدار کے قابل
غضب ہے ہر دل جہان ہونگار کے قابل — نہیں ہے تحفہ کوئی سیر سے یار کے قابل

یہ ایک روح فقط ہے نثار کے قابل

رہا جو پردے میں نامحرم کب پردا
جہاں یہ غل ہو مجھے سے نام ملن ہی لیا
ذرا سے جلوے میں غش کھا کے گر پڑے جو
اُسے تو پیر فلک نے کبھی نہیں دیکھا

کہ اُسکی آنکھ نہیں دید یار کے قابل

ہمیشہ دور رہا آسیائے گردون کا
نہ پوچھو حال کہوں سرگذشت میں کیا کیا
برنگ دانہ جو گردشوں سے تن میرا
تمہارے ہجر کے صدموں نے اسقدر پیسا

کہ بنیاں زمین آب فشار کے قابل

جنون زلف سے وحشی ہوں چشم فتان کا
مقام غور ہے انصاف عدل دانسان کا
عمل جانیں سبب ہے سزاے انسان کا
خدا نے عشق دیا مجھکو تیر مژگان کا

گنہگار تھا مجھا دہ دار کے قابل

یہ آرزو ہے کلیجی کباب تو سن سے
یہی سوال ہے ہر ایک دوست دشمن سے
مثال خار الجھ جائیں دور دامن سے
یہ کوئی جا کے کہے یار صید افگن سے

کہ مرغ دل ہے ہمارا شکار کے قابل

ہمارے حال کی شہرت ہے قاف سے تا قاف
کمال حیف ہے یہ تیر اگر نہ ہو تم صاف
عوض مصیبت و غم کے ضرور ہیں الطاف
اٹھائیں کیسی جفائیں ذرا کرو انصاف

کہ اب ہے عاشق دل خستہ پیار کے قابل

نصیب مجھکو کہاں آئی تیرے کوچے میں
خدا نے قبر تو جوائی تیرے کوچے میں
ہماری خاک بھی لائی تیرے کوچے میں
ہزار شکر جگہ پائی تیرے کوچے میں

زمیں ڈھونڈتے تھے ہم مزار کے قابل

یہی دعا ہے رحیم و کریم سے میری
جہاں میں نور ہے سر سبز ای گل خوبی
نگاہ بد سے خدا رکھے حفظ میں اپنی
چمن میں حسن کے بس خزان نہ آئے کبھی

کہ ہیں یہ پھول ہمیشہ بہار کے قابل

ہزاروں جنے اٹھائے فراق کے صدمے
فشار کے بھی الم زیر خاک دیکھ چکے

دعا کریم سے کرتے ہین گور کے نیچے ۔ الٰہی انکو بچانا ہما کے پنجے سے
یہ استخوان ہین سگ کوے یار کے قابل

وہ ہم نہین ہین کہ مرنے سے سانپے جی ہین ۔ جو قصد قتل ہوا انکا تو سب پہلے مرین
یہ آرزو ہے کہ دونون ہمارے ہاتھ بھرین ۔ ہمارے خون سے رنگین چاہیے وہ کرین
حنا ہے یہ کف دست نگار کے قابل

بیان حال کرین منھ سے ہم جفائے صنم ۔ مآل کار کو دی جان تک برائے صنم
یہی دعا ہے شب و روز ای خدائے صنم ۔ ہماری قبر پہ ہو لوح سنگ پائے صنم
کہ اور سنگ نہین اس مزار کے قابل

ہمیشہ پیش نظر ہے وہ غیرت گلشن ۔ فراق یار مین بھائی ہے کسکو سیر چمن
نہ کچھ ہے مہر کی حاجت نہ فکر شمع لگن ۔ ہمارا داغ ہے سینہ مین رات دن روشن
چراغ ہے یہ شب انتظار کے قابل

نہین جو شوق ہے گالے کا ای گل خوبی ۔ عجیب امر خداساز ہے یہ تقدیری
نصیب لڑ گئے عاشق کے اپنی قسمت تھی ۔ کبھی گلے کھل سکے نہ ہم بھی یہ بات پردے کی
ہمارا تار نفس ہے ستار کے قابل

نہین ہے کوئی زمانے مین برق اب ہمسر ۔ عطا کیے ہین خدا نے تمام فضل و ہنر
یہ انکسار سے کہتے ہین ہی فصاحت پر ۔ غزل کے کہنے مین مغرور ہو نہ ای حیدر
نہین ہے شاہ دکن مین تو شمار کے قابل

کجا بودم اکنون فتادم کجا ۔ عنان سخن شد ز چشمم رہا ۔ دگر بار در گفتگو آمدم
بدیدار نیکان نکو آمدم ۔ بشستم دم بار دیگر کہ حوت ۔ بغفران حی الذی لا یموت

گوہر آبدار سخن کو زیب گوش حق نیوش سامعین والاتمکین کرتے ہین کہ جب خواجہ عمرو سردار مذکور کو ہمراہ لیکر تخت سر بہار پر سوار ہوے سمت لشکر ظفر اثر ملکہ مہرخ چلے عمرو نے کہا ای ملکہ بہار گلعذار ای باغبان عالی وقار یہ سراسر ظاہر ہے کہ لوح طلسمی جسے حوالی مین افراسیاب نے رکھی ہے نشان وقت خلوت راز و نیاز مین بتایا تھا لیکن یہ دھوکا دیا صاف یہی کلمہ کہا تھا

کہ لوح طلسمی مین نے پاس مہر و ماہ جادو کے بھیجدی ہو سب نشان مطابق ہوے طلسم صندلی
ہو سرگردانی راہ مین حیرانی پریشانی حاصل ہوئی دربند مہر و ماہ بھی فتح ہوا سرداران نامدار یعنی اسد
عالیمقدار کو جانباز و سرفروش نے ملک اخضر سا ساحر قدیم صندلان صندلی پوش سردار
معقول و ندیم ملکہ گوہر جادو کیسی صاحب آبرو سب سامان عمدہ ہین لیکن تم لوگون نے ایسی
جلدی کی دو چار روز اور توقف کرتے ہمارے سامنے لوح کھلجاتی طبیعت تسکین پاتی اب انتشار
ہو دل بیقرار رہا قلب خالی تو یہان روح جا منہ نامدار کے ساتھ ہو ہرچند کہ مین نے بچپن سے
تعلیم کیا ہی ہم سردار وہم عیار ہی لیکن بادۂ جرأت سے سرشار ہو ہر بات کا آغاز و انجام سمجھنا نہایت
دشوار ہی دل اُسکی صحت و عافیت کا خواستگار ہو اگر مناسب ہو پلٹ پڑو دیکھین کیا انجام ہو
لوح ملی یا نہین ملی شاید کچھ ہماری تمھاری ضرورت پڑے بہار نے کہا اے شاہنشاہ اوج عیاری
فکر نہ کیجیے پروردگار مالک ہی اجو وہ بخضوع و خشوع مصروف عبادت ہونگے غیب سے امداد
ہو گی اُسی نشان پر جائینگے لوح طلسمی پائینگے اخضر البا و اقفکار موجود ہو اب پلٹنا بہتر نہین ہی
ایسا نہو افراسیاب نے کوئی ساحر زبردست ملکہ مہرخ پر بھیجا ہو اسکا بھی اندیشہ ہی کہ ناموس
طلسم کشا ملکہ مہ جبین و لالان خون قبا لشکر مین موجود ہین اگر خدانخواستہ اُنپر کوئی افتاد پڑی
ہم آقا کو کیا منہ دکھائینگے افراسیاب تو مہ جبین کے نام کا دشمن ہو ساحر پر فن ہی خدانخواستہ
خیال کرے کہ مہ جبین و لالان خون قبا کو پکڑ لون مہ جبین تو اُسکی دختر ہو لالان خون قبا
باغ خوبی کی گل تر ہی حسن و جمال مین ماہ و مہر سے بہتر ہی یہ بھی ہم لوگ سن چکے ہین کہ اکثر اسکی
خواستگاری بھی کی اگر کوئی حرکت ناشایستہ کر بیٹھا اسد تو اس غیرت مین گلا کاٹ ڈالیگا عمرو نے
جواب دیا بجا میرا دل بہت گھبراتا ہی آپ سب صاحبون کے ساتھ کیون آیا کوئی افتاد ہونے کو
ہی دل آگاہ خبر دیتا ہی بہار وغیرہ نے کہا خواجہ آپ کو بیٹھے بیٹھے ناحق کا تردد ہی اگر خدا نے فضل کیا
لوح پا چلے مصروف طلسم کشائی ہوئے ضرور ہمکو نامہ پہونچیگا کہ لشکر لیکر آؤ جسطرح اپنے ملک
داؤدیہ سے خبر دی تھی ہم لوگون نے آکر لشکر سنگ خونخوار سے مقابلہ کیا تھا اسی طرح اب بھی
وقت پر پہونچینگے یہ باتین کرتے ہوے سب سردار آتے مین یکایک لپٹین پھولون کی اٹھین ہوا
سرد چلی سبھون نے بند قبا کھولدیے سر اٹھا کر دیکھا سبحان اللہ قدرت پروردگار نظر آئی اک باغ

پر بہار قطع دار پھولون سے معمور جابجا تعمیر قصور بے قصور چمن ہائے طولانی گلشن بے خزان نخل سرسبز و شاداب چشمہ ہائے آب با آب و تاب گل نخل سبز پوش صیاد و گلچین خاموش جابجا طائران خوش نوا طاؤسان مست اور قمریان طرقوا گویان لفظ کوکو نایاب عندلیب پہلوے گل مین مست بادۂ الفت پھول منقار مین دبے ہوے شاخہاے موزون پر غزل خوان مطلع مصرف درد زبان مطلع

کج کلاہ شاہد خوش ہے بلبل باغ مین	شاخہاے گل لٹکتی ہین زیر گل باغ مین

شاخون لے پاے پیشکش شاہد گل ڈالیان لگاتین بلبلین پھول پھول کے اتراتین سوسن صدر بان نے دھڑی مسی کی جمائی ادھر ادھر بھی لوٹ رہی ہے زلف عنبرین سنبل کو پیچ و تاب سبزۂ خوابیدہ مست خواب بلا البیلا پن دکھاتا ہے جوانان چمن کو جوش بہار دیکھکر غش آتا ہے نظم

واہ وا کیا معتدل ہے باغ عالم کی ہوا	مثل نبض صاحب صحت ہے ہر موج ہوا
بھرتی ہے کیا کیا مسیحائی کا دم باد بہار	بن گیا گلزار عالم رشک صد دار الشفا
ہے گلون کے حق مین شبنم مرہم زخم جگر	شاخ بشکستہ کو ہے ہر ایک قطرہ مومیا
ہو گیا موقوف یہ سودا کا بالکل احتراق	لالہ نے داغ سیہ پائے لگا نشو و نما
ہو گیا زائل مزاج دہر سے بالکل جنون	بید مجنون کا بھی صحرا مین نہین باقی پتا
ہوتا ہے لطف ہوا سے اسقدر پیدا لہو	برگ مین ہر برگ کے سرخی ہے جیون برگ حنا
پائی یہ اصلاح صفرا نے کہ دنیا مین کہین	زرد چشم اب دیکھنے کو بھی نہین ہے کہربا
ہر مزاج بلغمی مین ہوتی ہے تولید خون	چاندنی کا پھول ہو گر ارغوانی ہے بجا

اس باغ مین جوشش بہار ہے کل نام خزان سے بیزار نظم

زمین گل آسمان گل بحر و بر گل	نماندہ در جہان گوئی مگر گل
عاشقون کو سبب وہ درد کا تھا	گل لالہ عقیق زرد کا شف

نسیم عنبر شمیم کے جھونکے چل رہے مین جوش پر موج آب ہر گل کے جسم مین لباس گلنار وسط باغ مین ایک چبوترہ ہے جسکی تعمیر سے وفور نور ایک شاہزادی گلبدن گلعذار غنچہ دہن رشک بہار کرسی پر جلوہ فرما گرد نازنینان خوشرو کمسن مرادون کی راتین پھولنے پھلنے کے دن بیچ مین وہ ماہ تابان گرد ہجوم سیارگان جیسے ہی اس شاہزادی نے ملکہ بہار وغیرہ کو آتے دیکھا مثل شاخ گل وہ صاحب تجمل براے تسلیم ملکہ بہار خم ہوئی ہاتھ اٹھا کر دعاے جان درازی دی عرض کی

ای ملکہ بہار کنیز کو بیچانا ہمیشہ خدمت مین رہی ہو مدۃ دراز سے تکلیف جدائی سہی زیور محمل نشین
میرا نام ہی ہمیشہ سے ہوا خواہ حضور کی یہ ناکام ہی آپ باغ مین تشریف لائیے مین نے مفصل خبر
سنی تھی کہ طلسم کشا کو گنبد نور سے باہر لیا مجکو تو غیب سے ہدایت ہوئی تھی مدت سے مطیع اسلام
ہو چکی مگر حیران تھی کہ حضور کی خدمت مین کیونکر جاؤن کوئی تحفہ لائق پیشکش نہ رکھتی تھی کہ اسکو
لیکر آتی شوہر میرا لاہوت جادو بھی یہان نہین ہی چند ساعت توقف فرمائیے سیر گل ولالہ مین
مصروف ہوجیے کبھی پکار کر باغبان کو آواز دی کہ ای قوت بازوے افراسیاب شکر ہی بہار
پیرائے باغ عالم کا کہ آپ بھی موجود ہین سب صاحبون سے سفارش کیجیے خوب مجکو ثابت ہو کہ اب
طلسم ہوشربا نہ بچیگا کتاب سامری مین بھی یہی تحریر ہی جو آپ لوگون کا ساتھ دیگا عزت وآبرو پائیگا
ورنہ ذلیل وخوار ہو کر مارا جائیگا یہ کلمات مکر آیات جو ملکہ بہار نے سُنے خیال آیا کہ یہ دوست صادق ہی کہ مالای
باغبان چند ساعت باغ مین ملکہ زیور محمل نشین کے ٹھہر جاؤ منت وخوشامد کرتی ہی ساحرہ زبردست
رکن طلسم ہوشربا سحر وساحری مین بینظیر ویکتا ہی اور تو سب نے کہا بسم اللہ چلیے مگر خواجہ عمرو نے
کہا ای بہار اسکے کلام سے بوے دشمنی آتی ہی بالا بالا نکل چلو اسکے باغ مین نہ ٹھہرو ظاہر مین بلغ
پر بہار ہی باطن مین دل کھٹکتا ہی کہ ہمارے تمھارے واسطے خار زار ہی ایسا نہو کسی بلا مین پھنس جائین
اگر اسکو خواہش ہوئی خود چلی آئیگی یہی جواب دو کہ ہمارا ٹھہرنا ناممکن ہی اگر تمکو خواہش شراکت ہی
لشکر اسد نامدار حاضر ہی بے تکلف ہمرہی میں پیر وفقیر کا دل چاہے تشریف لائیے سرفراز فرمائیے
ہم سب صاحب براے خدمتگاری حاضر ہین اسوقت البتہ قاصر ہین ملکہ بران شمشیرزن کے
منہ سے بے اختیار نکلا کہ ای خواجہ اگر یہ گل پیرہن بغاوت پر کمر باندھیگی ہمارا کیا کرسکتی ہی
وہ اختر مروارید جیسے جان بچانا مشکل پڑے برق لامع نے تڑپکر جواب دیا ای شہنشاہ اوج
عیاری ایسی تڑپ دین کہ کھلیان خرمن ہستی دشمن کو جلادون اس باغ پر بہار مین خون کا دریا بہادون
رعد نے کہا وہ چیخ مارون کان کے پردے پھٹ جائین باغبان نے کہا باغی کی آنکھین چیر ڈالون
عمرو نے کہا یارو تم سبکے دماغ مین غرور بھرا ہی شامتین آئی ہین ایسے کسی بلا مین پھنسو گے جان بچانا
مشکل ہوگی عمرو کی بات کا کسی نے جواب نہ دیا بہار نے مسکرا کر منھ پھیر لیا خواجہ کی باتون کو
ہنسی مین اڑا دیا زیور دست بستہ سامنے کھڑی ہی کہتی ہی ای ملکہ عالم تشریف لائیے سرفراز

کنیز بے تمیز خدمتگزاری کی امیدوار ہی عمرو نے ہر چند منع کیا کسی نے نمانا علاوہ ازین محل زیور
نشین نے بھی ایسی چرب زبانی کی آنکھون مین سبکے چربی چھا گئی خواجہ ایسے چراغ محفل فطرت
کی بات نہ سنی ملکہ بہار نے تخت بڑھایا جب قریب دیوار باغ تخت پہونچا اسوقت بھی عمرو نے کہا
ای بہار پیارے خدا باتون پر اس مکارہ کے نجاؤ سراسر پیشانی اسکی سیاہ معلوم ہوتی ہی شراب مکرو
غفلت سے جام کلام معمور ہی دیکھو دھوکا نہ کھاؤ سراسر عقل کا قصور ہی بہار نے نہ مانا ہنسکر ٹال دیا عمرو
نے کہا مین ساتھ نہ جاؤنگا باغبان نے کہا خواجہ تمھارا ابھی دو چار کوڑی کا روزگار ہوگا خواجہ عمرو نے
کہا او بیوقوف پہلے نقد جان تو بچا یہ کہکر خواجہ عمرو تخت سے کود پڑے ساتھ والے ہان ہان کرتے
رہے خواجہ عمرو نے ایک کو بھی جواب نہ دیا تخت سے گرتے گرتے گلیم اوڑھ کر غائب ہوئے لیکن
سرداران مذکور مست شراب جہالت پابند مجلس رنج و مصیبت سرحد باغ مین آکر تخت سے کودے
جیسے ہی ان سبھون نے زمین پر قدم رکھے زیور نے جھوم کر آواز دی یا سامری یا جمشید دشمنان
افراسیاب کو لینا سابق مین تحریر کرچکا ہون یہ باغ اسکے بزرگون کا بنایا ہوا ہی ہر ایک بوٹا فسونگری
سے معمور ہر ایک نخل برائے سینۂ دشمن مژۂ جانستان ہر ایک پتا خنجر بران ہر ایک سرو آہ دلدوز ہر اک
پھول شعلۂ جوالہ برائے سحر سے سارا باغ بھرا ہوا تھا غنچے بہار کی حماقت پر مسکرائے پھولون نے
باغبان کی ذلت پر قہقہے اڑائے سرو انگشت بدندان ہوا چشمون سے طوفان کا سامان عیان ہوا
حباب آنکھیں نکالنے لگے سارا باغ دشمن جان تشنۂ خون مسلمانان جانورون نے غل مچایا دام موج
صبا سے یہ صدا تھی خوب دام تزویر مین پھنسایا ران ڈگمگائی حیا یا اختر مروارید نکالون جوڑے
تک ہاتھ نہ پہونچا تھا کہ باغبان کی زبان بند بہار دردمند برق لامع تڑپی رعد کی آواز پڑ گئی
گرجنا بھولا جملہ ساحران مذکور بوے گل سے مست ہوئے سحر بالکل فراموش مثل تصویر تصویر خاموش
اسم سحر نہ پڑھ سکے ڈگمگا کر گرے سب بیہوش ہوئے زیور محل نشین نے کنیزون کو آواز دی دشمنان
شہنشاہ کو گرفتار کرو بڑے گرگ باران دیدہ گرم و سرد عالم چشیدہ تھے کنیزون نے بڑھکر ہر ایک
کی زبان مین سوزن دیا زیور محل نشین جانتی ہی یہ سب ساحر رکن طلسم ہوشربا ہین بر ان شمشیر بران
آفتاب طلسم نور افشان ایسا سوزن کو یہ لوگ ناخن سحر کرکے نکل جائین اگر باغ میں اثر انداز نگ
مشعبدہ ہوتا ان سب کا گرفتار ہونا دشوار تھا قفل ہائے مار آتشین سب کے دہن پر چڑھا لے

آپ آکر مسند جواہر نگار پر جلوہ فرما ہوئی کنیزون نے ان سب کو ہوشیار کیا اب آنکھ کھلی اپنے کو
گرفتار مصیبت پایا اب سمجھا نا خواجہ کا یاد آیا کنیزین کشان کشان لیکر سامنے ملکہ محل زیور نشین کے
آئین بران نے دیکھا ملکہ اختر بن سہیلان بھی گرفتار قفس مصیبت ہی اور زیادہ قلق ہوا شرما کر سر
جھکا لیا زیور نے بہ عتاب خطاب کیا کیون ای ملکہ بہار و باغبان افراسیاب کے ساتھ دشمنی
کی پہروان جادہ طلسم ہوش ربا کی رہزنی کی خوف نہ آیا کہ بادشاہ جابر و قاہر ہی صاحب نیرنگ و
شعبدہ دنیا مین کون اس سے مقابلہ کرسکتا ہی یہ وہ بادشاہ عالیجاہ ہی جسنے سلطنت ماچین کو مثل ملک
ہوش ربا پہ زور بازو قبضہ کیا دریاے نیل کی آبروسنائی قہقہہ سیہ تخت کو مارا اُن سحر کون مین
زمین تھرائی تھی زبان ماہیان دریاے نیل سے الحفیظ والامان کی صدا آتی تھی تم چند کس گنتی کر سکتے
ہو اب دم بھر مین شہنشاہ تشریف لائینگے اسی باغ مین تم سب کا خون بہائینگے ان سردارون مین
کلام کی طاقت کہان آنکھون مین بصارت کہان ہوا اس باغ کی خواب سحر بالکل فراموش ہوا ہاتھ
پانون مین رعشہ آیا یقین کامل ہوا کہ جان بچنا دشوار ہی فلک کجرفتار نے بلاے مبرم مین مبتلا کیا
اب رنج و ملال سے کیا ہوتا ہی سب سے زیادہ ملکہ بران شمشیر زن کا حال ابتر دختر بلند اختر شہنشاہ
طلسم نور افشان صاحب جاہ و جلال آسمان لیاقت کی بدر کمال یقین کامل ہوا ای بران قضا
کھینچکر اس باغ مین لائی اسطرح کبھی مجبور و ناچار نہوے تھے کس قیامت کا باغ ہی تماشے سے
اسکے دل پہ داغ ہی افسوس طلسم اسکندری فتح کرکے شاہزادہ ایرج نوجوان نبیرہ حمزہ صاحبقران
نے فرمایا تھا کہ صیقل آئینہ دارا ہیں اپنے کو طلسم ہوش ربا مین پہونچائینگے اسد نامدار کی شراکت
کرکے قتل افراسیاب کی تدبیرین کرینگے وہ شیر صاحب ارادہ ہی طلسم ہوش ربا مین آنے پر آمادہ
ہی ضرور تشریف لائیگا مگر افسوس ہمکو زندہ نہ پائیگا عین وقت پر موت کا سامنا ہوا اب کون صورت
جان بچنے کی ہی اس باغ مین موت لیکر آئی بقول مخفی نظم

من ماہی آن بحرم کہ آبش ہمہ خون ست — لب تشنہ جاہی کہ زلالش ہمہ خون ست
ہر کس نبرد رہ بسوے دشت محبت — کالائش ہمہ زہر است و زلالش ہمہ خون ست
ای خضر تو در چشمہ حیوان کہ اسیران — لب تشنہ ازان چشمہ کہ آبش ہمہ خون است
ہر بوالہوسے راز رسد لاف محبت — با شبنم آن گل کہ گلابش ہمہ خون ست

لب ریختہ خون دل مخفی کہ زسب داد | ہر جا کہ رود پایہ رکابش ہمہ خون است

یہ اشعار مصیبت آثار خاص لیے ہی وقت پر نظم کیے ہیں ای رحیم کارساز آج بدعت افراسیاب سے بچا روز سیاہ نہ دکھانا بہار کے بھی چہرۂ زیبا کا رنگ اڑا ہوا اپنی حماقت پر شرمندہ دل میں محجوب شرمسار محزون بیزار جان و آبرو کا خوف جانتی ہی کہ افراسیاب تجھپر عاشق ہی ایسا نہو قصد آبروریزی کرے ای پروردگار حکم دے ملک الموت کو کہ آنے افراسیاب کے میرا خاتمہ ہو وہ ہمارا اٹھا کر لیجائے اس باغ میں تاکہ مجھ خار گلزار مصیبت کو زندہ نپائے باغبان سر دو دل میں خیال کیا ای باغبان سبحان اللہ ہمارا لقب وزیر باتدبیر کیا بری قسمت ہی کہ ایک یون عقل پر پتھر پڑے بالکل اندھے ہوگئے پھوٹی آنکھون سے نہ سوجھا پرائے گھر میں بے تکلف چلے آنا خواجہ عمرو کا سمجھانا خیال میں نہ آیا پڑا دھوکا اٹھایا مضمون مصرع صادق آیا ع چون قضا آید طبیب ابلہ شود ٭ مصیبتین ہوش ربا میں ہم نے جھیلین جب وقت فتح طلسم آیا فلک نے ہم کو اس مصیبت میں پھنسایا افراسیاب جادو آتے ہی قتل کرے گا سب سے پہلے ہمارا سر کاٹیگا خوف جان میں یہ اشعار یاد آئے **نظم**

کیا جانے کسکی خاک ہے رکھ ہوش نقش پا | یون رکھ قدم کہ تا نہ دبے دوش نقش پا
اعمال رفتگان کے مکافات کر نظر | حیران رہے ہیں صورت خاموش نقش پا
کسکی سخن میں خاک نشینان راہ عشق | گوش اپنے کر ہیں تنے کہ جیسا گوش نقش پا
دہشت ہے کسیر اہل جہان سے یہ اب مجھے | افتادگی نہ ہووے فراموش نقش پا
کثرت سے کوے یار میں گرمی ہی یہ کہ وان | پڑتا ہے پا میں آبلہ از جوش نقش پا
گذرے وہ کیونکہ خاک سے میری کہ تا ابد | جھوٹے قدم کو اسکے نہ آغوش نقش پا
افتادگان تک آن سکے کیا لین گے راہرو | جز خاک کچھ نہین ہے در آغوش نقش پا
ای شوخ ہرزہ گردی سے تیری ہر ایک جا | خون جگر کیا ہے جو انوشش نقش پا
پابوسی پر رقیب عبث دوستے ہے جی کہ وان | کب ہے قبول خاطر پا پوشش نقش پا
سودا بہ قول حضرت بیدل بگو بہ دوست | خط جبین ماست ہم آغوش نقش پا

باغبان نے جو یہ اشعار پڑھے بہار جادو نے سنکر اپنی خیال بادشاہ اسلام کیا گل سا چہرہ کمھلا گیا باغبان کو اشارہ کیا کہا ای باغبان مضمون ان اشعار کے ہم گرفتاران مصیبت پر صادق

آنے میں مدت سے گرفتار دام محبت آج اسیر دام مصیبت ہوئے ہماری جانب اشارہ کر کے یہ اشعار پڑھتے تھے

آدم کا جسم جبکہ عناصر سے مل بنا
کچھ آگ بچ رہی تھی سو عاشق کا دل بنا
سرگرم نالہ ان دنوں میں بھی ہوں عندلیب
مت آشیاں چمن میں مرے متصل بنا
جب تیشہ کوہکن نے لیا ہاتھ تب یہ عشق
بولا کہ اپنی چھاتی پہ دھرنے کو سل بنا
جس تیرگی سے روز ہے عشاق کا سیاہ
شاید اسی سے چہرۂ خوباں پہ تل بنا
لب زندگی میں کب ملے اس لب سے اے کلال
ساغر ہماری خاک کو مت کر کے گل بنا
اپنا ہنر دکھاوینگے ہم تجھکو شیشہ گر
ٹوٹا ہوا کسی کا اگر تجھ سے دل بنا
سن سن کے عرض حال مرا یار نے کہا
سودا نہ باتیں بیٹھ کے یاں متصل بنا

باغبان قدرت حسرت پر بہار کی زار زار روتی جی میں کہتی ہی حقیقت میں افسوس بہار کا شباب ہماری نوشادی ہوئی خانہ آبادی ہوئی لطف وصل و ہجر دیکھا اس بخت بد نصیب نے باغ عالم کی کیا ہوا کھائی ایسی نازنین کو اس حسرت و یاس کے مقام پر موت آئی ای بانی بنائے گلشن عالم ای واقف اسرار ہستی و عدم بہار جادو کو بچا لے لیکن اس محل نشین نے فوراً ایک نامہ لکھا اپنے شوہر کے واسطے کہ ای شہنشاہ لاہوت جادو ای راز دار خوش خو قید ہیں ملکہ اختر کی ہمارے پاس بھیجی مع نامہ اشتیاق قفس میں اس ماہ خوبی کو پایا مجھے بھی یہاں بڑا کار نمایاں ہوا ملکہ بہار گلعذار و وزیر باشوکت اعنی باغبان قدرت و سیف قاطع ملکہ برق لامع و رعد و برق و صعد صف شکن ملکہ بران شمشیر زن ان سب کو میں نے گرفتار کر لیا دام سحر میں پھنسایا یہ وہ ساحران غدار تھے کہ جن سے شہنشاہ ہوش ربا عاجز ہے مگر صحبت کی تاثیر ہے تدبیر تو وہ مراد پر نہ آیا بہ سری غرق ہوا اسیدان خوبی کی تیاری کر رہے ہیں جلادان فرس طینت جمع کیے ہیں شہنشاہ کا انتظار ہے کہیں وہ جلد آئیں مگر ان سب کو قتل کریں لیکن آپ بھی وقت پر ضرور آئیے گا دیر نہ لگائیے گا حقیقت میں آج روز قیامت ہے بہار جادو ایسی ساحرہ منظور نظر شہنشاہ قتل ہوتی ہے میں سمجھا رہی ہوں وہ ظالم نہیں مانتی کہتی ہے اپنی جان دونگی اطاعت افراسیاب جادو نہ کرونگی آپ کو یاد ہو کہ سابق میں ارشاد فرمایا تھا کہ بہار کے نکل جانے کا دل پر داغ ہے جب بہار خود باغ میں سنا ہر سرو چمن مثل بادرنگ باغ تباہ عندلیبان خوش نوا کو صدمہ و غم ہر ساکن باغ مبتلائے محبس رنج و الم فرماتے تھے کہ جو کوئی بہار کو راضی کرے اسے دولت سے ملا دے دولت دنیا سے نہال کر دونگا لہذا آپ جلد آئیں ہم آپ ملکہ بہار کو سمجھائیں اگر یہ کام ہمارے ہاتھ سے نکلا افراسیاب جادو حاکم طلسم ہوش ربا کر دے تھوڑے لکھے کو بہت جانیے گا شہنشاہ بھی آیا چاہتے ہیں آج ان کے دل کو لگی ہے کہ شوہر ہی کا طلسم کشا کو

در بند مہر و ماہ کی لوح طلسمی بعض کا یہ قول ہے کہ طلسم کشا مرحلہ جات پر پہونچا ناظمان طلسم ہوشربا ششدر و حیران ہیں آج ہمارے باغ میں سحر کا عظیم ہے خدا ہماری آبرو رکھے بہت کچھ ملکہ زیور محل نشین نے تحریر کیا نامہ ایک کنیز کو دیا کہا زبانی بھی کہنا ان سرداران مذکور کو میں نے پکڑ لیا باغ کے سحر میں بہار و باغبان کو دھوکا دیا پر ان شمشیر زن بھی جال میں پھنسی ہیں برق لامع تڑپ رہی ہیں بدون آپ کے تشریف لائے قتل میں افراسیاب کو تامل ہوگا شاید آپ کے سمجھانے سے میرے باغ میں ان گناہگاروں کا خون نہ بہا میں یہ باغ ہمیشہ بہار بربادی سے بچے بخوبی سمجھا دیا کنیز نامہ لے کر بخدمت لاہوت جادو روانہ ہوئی

اب دو کلمہ داستان افراسیاب خانہ خراب کے بیان ہوتے ہیں

مخمسہ موافق مضمون

مثل بو نظروں سے ہر اک گل نہاں ہو جائیگا — پھول کیا کانٹا بھی بے نام و نشاں ہو جائیگا
بلبلو صحرا سے بدتر بوستاں ہو جائیگا — کارواں باد بہاری کا رواں ہو جائیگا
ایک دن یہ باغ پامال خزاں ہو جائیگا

کیا قمر ہی شرم کے مارے نہاں ہو جائیگا — سامنے سے مہ تاباں بھی رواں ہو جائیگا
صبحدم صد چاک جیب انس و جاں ہو جائیگا — چاند سا چہرہ جو پردے سے عیاں ہو جائیگا
چشم عاشق کا ہر اک پردہ کتاں ہو جائیگا

کچھ دنوں سے وہ صنم جلوہ جو دکھلانے لگا — پھر نظارہ واں سارا جہاں جانے لگا
فیض ہر اک دولت دیدار سے پانے لگا — رفتہ رفتہ اپنے در تک وہ صنم آنے لگا
سجدہ گاہ خلق سنگ آستاں ہو جائیگا

مانگ تو اے ماہ تیری کہکشاں کا ہے جواب — ہر خدنگ موے مژگاں غیرت تیر شہاب
عکس رخ سے ہے نقاب روے انور ماہتاب — بالے کے موتی ہیں تارے روے تاباں آفتاب
تیرے آنے سے ابھی بام آسماں ہو جائیگا

قتل کرتے ہیں جو یاد آجاتے ہیں ایام وصل — تلخ اپنی زندگی کا ہے مزہ بے جام وصل
جان آجائیگی تن میں جب سنونگا نام وصل — یار جب مجھ جاں بلب کو بھیجیگا پیغام وصل

دیکھنا ہنگام بر سبزہ زبان ہو جائیگا

ایک دم ہرگز نہین تنہا مین اسکو چھوڑتا — چھپ کے پیچھے ہولیا جس سمت وہ اٹھکر چلا
خلق کو مجھپر یقین ہو جائیگا ہمزاد کا — گر لو نہین مین ساتھ ہون تو رفتہ رفتہ دیکھنا

اس پری کو اپنے سایے کا گمان ہو جائیگا

جلوہ افگن ہو رہا ہے آج اس گل کا جو عکس — بو مین بھی خوشبو سما ہے آج اس گل کا جو عکس
دیکھو باطن مین رسا ہے آج اس گل کا جو عکس — اب جو مین پڑ گیا ہے آج اس گل کا جو عکس

باغ مین ہر غنچہ گل عطردان ہو جائیگا

دنگ رہجائیگی ہر بلبل تری گلگشت سے — باغ مین پڑ جائیگا اک غل تری گلگشت سے
سبزہ ہو جائیگا بالکل تری گلگشت سے — جان پائیگا چمن اے گل تری گلگشت سے

ہر شجر مین مرغ جانکا آشیان ہو جائیگا

دیکھ پائیگا جو صورت روے آتشناک کی — ہے یہ گرمی فی الحقیقت روے آتشناک کی
دل جلا ڈالیگی حیرت روے آتشناک کی — تھرا اسکی شرارت روے آتشناک کی

شعلۂ آتش ترے آگے دھوان ہو جائیگا

کیا ستم اے ترک تیری چشم نے برپا کیا — یہ رلایا دیدۂ نرگس کو بھی اندھا کیا
زلف نے پھانسی دی سنبل نے اگر دعویٰ کیا — تیری ابرو نے کمان کو تیر سا سیدھا کیا

پیش مژگان تیر خم ہو کر کمان ہو جائیگا

تیر کتنی دیکھنا تیغ نگاہ ناز سے — صاف ٹکڑے مرغ جانکا ہر پر پرواز ہے
پر کہان عالم مین ہمسا عاشق جانباز ہے — کیا ضرر ہملو جو وہ محبوب تیر انداز ہے

ہر خدنگ اپنے بدن مین استخوان ہو جائیگا

مین نہ سمجھا تھا کہ دل ایذا دکھائیگا مجھے — پیچ مین اس طفل کی کاکل کے لائیگا مجھے
وہ بڑھیگا مین گھٹونگا غم ستائیگا مجھے — انقلاب دہر تب اس سے ملائیگا مجھے

پیر جب ہو جاؤنگا مین وہ جوان ہو جائیگا

حسب خواہش گر نہین یہ شعر یہ مضمون لکھا — ہان لے آباد کا کتنا زیادہ غم نہ کھا

آج تیرا کوچہ دلدار مین اگر دل لگا		فکر کر موقوف ناسخ دل نہین لگتا ترا	
	پھر طبیعت کا کسی دن امتحان ہو جائیگا		

افراسیاب خانہ خراب ملا اختر ماہ پیکر کو گرفتار کرکے بلبلا اس سوچ مین کہ اختر کو تو مین نے گرفتار
کیا ملکہ بہار وغیرہ کی تدبیر زیور محمل نشین کر گئی نہین معلوم ساربان زادہ بھی انکے ساتھ ہی یا نہین
ایسا نہو دم دیکر زیور کا گھنا اڑ والے لوٹ مار کے چل دے اسکو کون بچائیگا صرصر کو ڈھونڈھ
کے ہمراہ لے لون اسکی ہوا بندھی ہے صرصر بخوبی پہچان لیگی حقیقت مین صرصر بھی ہوا مین گرہ لگاتی
ہے عمرو کو بھی صرصر سے ایک راہ ہے گلشن حسن صرصر کا ہوا خواہ ہے یہ سوچ کر افراسیاب ایک بہاڑ
پر بھی ایک پتلے کو روانہ کیا حکم دیا صرصر جہان ملے وہان سے اسکو لاؤ پتلا مثل شعلہ جوالہ آسمان پر
چمکا صرصر شمشیرزن لشکر حیرت سے نکلی تھی حیرت نے حکم دیا تھا کہ لشکر سلمانان کی خبر لاؤ صرصر
شمشیرزن کو یہ تو یقین کامل ہے کہ لشکر مین سرداران نامی نہین ہین اسد غازی کی فکر مین سب گئے
ہونگے سب سے زیادہ یہ خیال ہے مہتر قران عیاری مین صاحب کمال ہے وہ بھی اسی جستجو مین گیا ہوگا
ضرغام نے بھی اپنے کو پہونچایا ہوگا یہ عیاران طرار جس اقلیم مین جا بیٹھینگے قیامتین برپا کرینگے وہان
کے باشندون کو جان بچانا دشوار ہوگی یہ سوچتی ہوئی طرف لشکر اسلام کے چلی ہے کہ آسمان سے
پتلہ جو ب کر گرا صرصر کو اٹھا کے لے چلا لشکر حیرت جادو مین غل ہوا صرصر کو ایک پتلا اٹھا لیگیا
حیرت جادو نے کہا مضائقہ نہین گھبراؤ شہنشاہ نے بلوایا ہوگا احوال کھل جائیگا آج کل شہنشاہ بڑی کوشش
مین ہین خود جستجو کررہے ہین مشہور ہے طلسم کشا کو لوح ملگئی ساربان زادہ اسد غازی کو تابہ دربند
مہروماہ لے پہونچا جب تک غفلت رہی اب شہنشاہ خواب خرگوش سے بیدار ہوئے غافل تھے
ہوشیار ہوئے ای یاقوت و زمرد کسی ساحر تیز رو کو بھیجو مفصل خبر منگاؤ دشمنون نے کیا مشہور کیا
ساحرون کو ناچار و مجبور کیا یاقوت و زمرد نے عرض کی لونڈیون نے بے حکم حضور ہرکارے روانہ
کیے ہین دربار مہرخ مین موجود رہتے ہین خبر مفصل ملیگی لیکن افراسیاب جادو بر سر کوہ فلک
شکوہ ٹھہرا ہوا ہے صرصر نے سلام کیا پوچھا ای شہنشاہ خیر تو ہے لونڈی کو کیون یاد کیا افراسیاب
جادو بولا ای صرصر بدست مسلمانان سے کلیجہ خون ہوگیا دم لینا مجھکو مشکل ہوا مین نے نامدار بہار
وغیرہ کو گرفتار کیا صاعقت اسمین لکھا تھا کہ دربند مہروماہ فتح ہوا اسد تلاش لوح مین مصروف ہیں یقین

کامل ہی کہ اسد نے لوح پائی ہوگی خواجہ عمرو نے طلسم صندل فتح کیا مین نے زیور محل نشین کو نامہ
لکھا ہی کہ ملکہ اختر کو گرفتار کرکے بھیجتا ہون بہار وغیرہ کو دم دے کر گرفتار کرو زیور محل نشین
بہت چست و چالاک ہی اُسنے بیشک گرفتار کر لیا ہوگا اسوقت مجکو خیال ہوا کہ عمرو بھی ان سب کے
ساتھ ہی ایسا نہو زیور کو دم دے کر نکلجاے اُسکو کون پہچان سکتا ہی بڑے بڑے عیارون کو اُسکی
چالاکی پر سکتا ہی اسواسطے مین نے تمکو بلوایا ساتھ لیکر باغ زیور محل نشین مین چلتا ہون اگر کچھ کر ہو
یا سلاہان زادہ ارادہ کرے تو ہر رنگ مین پہچان لیگی صرصر نے کہا اے شہنشاہ نگوڑا میرے سامنے
کیا عیاری کر سکتا ہی جب کبھی سامنا ہوتا ہی باتین بنا کے روتا ہی یہ بھی ایک ہوشیاری ہی اپنے تئین
عاشق مشہور کر دیا اگر ہمنے گرفتار کیا تو کہیگا مین بستہ کمند گیسو ہون اور جو کہین اُسکا فقرہ پیر چلگیا
ناز کرتا ہی کہ ہمنے ملکہ صرصر کو گرفتار کیا مین خوب موے مکار کی باتون کو سمجھتی ہون افراسیاب
جادو نے کہا اے صرصر آج چلکر پہچانو تو جانین آج لڑائی کا خاتمہ کرتا ہون صرصر نے کہا میرے سامنے
کیا عیاری کر سکتا ہی جس صورت مین ہوگا پہچان لونگی افراسیاب جادو نے صرصر کو تخت پر
بٹھا لیکر طرف باغ زیور محل نشین کے چلا یہان زیور محل نشین اسی انتظار مین ہی کہ یکایک آسمان
پر برق چمکی دیکھا افراسیاب جادو تخت پر سوار پہلو مین صرصر شمشیر زن مکار زیور براے تعظیم
اُٹھی پایہ تخت پر افراسیاب کے ہاتھ رکھدیا لاکے باغ مین اُتارا افراسیاب نے جو نگاہ اٹھائی
دیکھا بہار وغیرہ سلسلہ مین پھنسی ہین رنگ رو سب کے متغیر بہ عتاب خطاب کیا اے باغیان یہ دن یاد نہ تھا
اب اسطرح قتل کرونگا کہ ماہیان دریا و مرغان ہوا تمہارے حال پر روئینگے مجکو ذرا ترس نہ آئیگا تم
سب نے ملکہ اسد نامدار کو تابہ دربند قمر و ماہ پہونچایا لوح دلوا سکاب مٹے جو نابدولت تو
آمادہ مرگ و مہیاے قضا مین جب اسد کے پاس لوح موجود ہوگی بیشک مجکو مشکل پڑیگی لیکن
تم سب کو تو قتل کرون ایک مسلمان کو زندہ نہ چھوڑون اکیلا اسد غازی کیونکر عملداری کریگا غم مین
یاران ہمدم کے تڑپ تڑپ کے مرجائیگا کسی نے کچھ جواب نہ دیا سب محجوب شرمسار مضطر بیقرار
موت کا سامنا ایسا ظالم موجود ہی سواے سکوت کیا جواب دین مگر زیور محل نشین نے کہا اے شہنشاہ
آپ کو کیونکر ثابت ہوا کہ اسد غازی کو لوح ملگئی آپ نے دربند قمر و ماہ پر لوح رکھی تھی عمرو نے
جو بہ مشکل حیرت پوچھا آپ نے مفصل بتلایا کچھ پردہ بھی رکھا افراسیاب جادو نے کہا اے زیور

محل نشین حقیقت مین اور تو سب حال مین نے مفصل بیان کیا لیکن یہ غلط کہا کہ لوح مہرو ماہ
جادو کے پاس ہی ایسے مقام پر رکھی ہی کہ طائر وہم و خیال نہین پہونچسکتا اور ایک ساحر ہی کہ اُسکے
شکم مین لوح رکھی ہی اور اسپر اور ایک ساحر زبردست کو نگہبان کیا اگر اسکو کوئی قتل کریگا دوسرے کو
ضرور خبر ہو جائیگی زیور محل نشین نے کہا اب ای شہنشاہ کیونکر یقین کامل ہوا کہ طلسم کشا لوح پا گیا افراسیاب
جادو نے کہا اس دلیل سے سمجھتا ہون کہ یہ سب سرداران مقید دمین سے لڑ بھڑ کے چھٹے ہین سارا بن زادہ
بھی انکے ساتھ نہین آیا یقین ہی ہمراہ اسد غازی کے رہ گیا عیاری کر رہا ہوگا زیور نے کہا ای شہنشاہ
یہ گمان بہ مقدمہ حصول لوح کامل دلیل نہین ہو صد طرح کے شکوک ہین ایک رائے کنیز عرض کرے
اُسکو کیجیے ابھی احوال کھلجاے گا ایک پتلہ سحر کا اپنے دست زبردست سے بنائیے حکم دیکر روانہ
کیجیے کہ اسد نامور جہان ملے اسکو گرفتار کر لاے تو ظاہر ہی کہ طلسم کشا جہان ہوگا وہان پتلہ حضور کے سحر کا
پہونچیگا اگر طلسم کشا صاحب لوح ہی تو پتلۂ سحر کی کیا مجال کہ طلسم کشا کو ہاتھ لگا سکے واپس آئیگا یا مارا جائیگا
اگر لوح طلسم کشا کو نہین ملی بیشک گرفتار کر لائیگا افراسیاب کو یہ بات پسند آئی واسپر زیور محل نشین
کے آفرین کی کہا ای زیور محل نشین کیا صلاح معقول بتائی یہ بات دل مین کھب گئی اسی وقت افراسیاب
نے دانائی کر کے ماش کا آٹا منگایا اسی جنس کا پتلا بنایا کہا ای پتلۂ ساحری جہان طلسم کشا ملے گرفتار کر لینا
اور جو کوئی اسکے ہمراہ ہو اُسے بھی لینا خبردار پناہ نہ دینا پتلہ یہان سے پر پرواز پیدا کر کے چلا تلاش
مین اسد نامدار کے دشت و صحرا دیکھتا بھالتا چلا جاتا ہے

اب وہ کلمۂ داستان حال مصیبت مآل اسد نامدار کے تحریر ہوتے ہین

سابق تحریر کیا کہ اسد نامدار زندگی سے بیزار چھن جانے سے لوح کے مبہوت دہن پر مہر سکوت
مثل تصویر تصور خاموش دریاے مصیبت کا جوش ضرغام شیر دل و صدمہ سمجھاتا ہی ای شہریار
صبر کیجیے دل پر جبر کیجیے انشاء اللہ پھر لوح طلسمی ملیگی وہ مسبب الاسباب ہی کوئی سبب ایسا ہوگا
لوح طلسمی نے گرفتاری طلسم آپ کر نیکے کل بازداران طلسم ہوش ربا کا قول ہی کہ آپ فاتح
طلسم مین لیکن یہ طلسم ہوش ربا ہی ہر ایک طریقہ اُسکا ہوش ربا ہی افراسیاب کے ملازم سحر و
ساحری مکاری غداری مین بے نظیر صاحبان تقریر و لقہ ہر ہر وقت اسی فکر مین ہین کہ طلسم کشا کو
قتل کرین دیکھیے پروردگار نے آپ کو گنبد نور سے کیونکر بچایا خواجہ عمرو نے کس ہجوم سے چھڑا لیا

اسد نامدار نے فرمایا ای ضرغام اب لوح کھلنا ناممکن ہی اسی صحراے ہولناک مین تڑپ تڑپ کے مر سکے یہ اشعار آبدار ہمارے مصیبت حال پر صادق آتے ہین اشعار

پاتے ہین مہربانی کو بدتر ستم سے ہم — باز آے ایسے آپ کے لطف و کرم سے ہم
فیض جنون سے ایسے ہوے ہین ز خود غلط — شادی سے آشنا ہین نہ واقف الم سے ہم
قاتل ادھر بھی تیغ نگہ کا کرے گا وار — چشم امید رکھتے ہین اُسکے کرم سے ہم
عشق کمر کو چھوڑ کے کیون محو لب ہوے — ہستی مین آے اُسکیلیے ملک عدم سے ہم
بدعہد اگر سمجھتے تو دیتے نہ دل کبھی — دم مین تمھارے آگئے قول و قسم سے ہم
پاتے ہین ذرہ ذرہ مین اس مہر کا فروغ — ادنے کو بھی نہ دیکھین کبھی چشم کم سے ہم
جادو بیان ہین قہر و غضب کے ہین جابجا — اُس شوخ کو گھر اپنے لگا لاے دم سے ہم
اقلیم عاشقی مین سلیمان وقت ہین — تسخیر کرکے پریون کو نقش درم سے ہم
پامالون کا ہی پایہ افتادگی بلند — سیکھے یہ چال یار کے نقش قدم سے ہم
درد وفا سے ہوتی ہی چشم وفا کمال — راحت بہت اُٹھاتے ہین تیرے ستم سے ہم
پچھتا رہے ہین ترک ملاقات یار سے — خوش چھٹکے ایکدن نہوے قید غم سے ہم
دل کو ہمارے الفت مژگان یار ہی — رکھتے ہین کام خنجر قاتل کے دم سے ہم
جبتک نہ دینگے بوسہ تریاق خال لب — جانبر ہنون گے گیسوے افعی کے سم سے ہم
کرتے ہین فیض بادہ سے سیر طلسم نشہ — جام اپنا کم سمجھتے نہین جام جم سے ہم
عشق بتان یار نے مارا ہی بے گناہ — نالش کرینگے حاکم ملک عدم سے ہم
روز جزا کا خوف نہین کچھ ہمین قلق — پائین گے خلد الفت شاہ امم سے ہم

ضرغام شیردل ان اشعار مصیبت خیز کو سنکر رونے لگا کہا ای شہریار آپ کے کلمات پر تاثیر ہین یہ کلمات براے تو وہ دل تیر ہین واسطے خدا کے صبر کیجیے ورنہ قلب الٹ جائیگا آپکے نانا جان نے راہ جہاد مین کیا کیا مصیبتین اُٹھائین بہت امر آسان عرض کرتا ہون اگر مجھ پر یہ مصیبت پڑتی تو ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتا لیکن اس بار مصیبت کو نہ اُٹھاتا نوشیروان نامے مین تحریر ہی سلسل لقمر ہی جب صاحبقران زمان نے بعد قتل حضرت ملا آسمان پری شہپال بن شہرخ سے شادی کی طلسم

عالم آپ کے نانا جان پر عاشق تھیں قصد تھا کہ پردۂ دنیا پر بچائیں آپکے نانا جان ثابت قدم
کوہ محبت صاحب شوکت و لیاقت جب پردۂ دنیا کا نام لیتے تھے اور ذکر ملکہ مہر نگار آجاتا تھا
ملکہ آسمان پری کسی دشت وحشت خیز قاف میں چھوڑ دادیتی تھیں یہ ایسے شیر تھے کہ ان مقامات
کو فتح کرتے تھے لکھ در لکھ دیوان قاف مطیع کیے چھتیس پردہ ہائے قاف فتح ہوئے اٹھارہ برس
اسی بلا میں مبتلا رہے لیکن آپ کی طرح بوالہوس نہیں ہوئے بعد اٹھارہ برس کے وہ جو ضد کی تھی
کہ خدا کی مدد سے پردۂ دنیا پر جاؤنگا کسی کا بار احسان نہ اٹھاؤنگا اسی طرح لڑتے بھڑتے ہوئے
آئے آپ چند عرصہ میں اسقدر گھبرائے پروردگار کو یاد کیجیے وہ اس مشکل لاحل کو حل کریگا یہ باتیں
کرتے ہوئے ایک چشمے پر آئے پیاس کی شدت آفتاب کی حدت سر چشمہ پر ٹھہرے ضرغام نے
چھاگل نکالی چشمہ سے پانی لیا اسد نامدار نے کہا اے برادر پیاس تو بہت ہے اگر پانی پئیں گے
تشنہ کامان کوہ محبت طعنے دینگے یاد امرس نے پریشان کیا ہے کاشکے افراسیاب تک پہونچتے وہ قید کرتا
خنجر گلے پر دھرتا ملکہ سہ جبین دلالان خونقبا کو خبر تو پہونچ جاتی کہ اس بوالہوس کا خاتمہ ہوا ضرغام
نے کہا حضور پانی نوش فرمائیے زبردستی چھاگل ہاتھ میں دی دو چار گھونٹ پیے کسیقدر سیراب ہوئے
ضرغام نے بھی پانی پیا قصد ہوا کہ چشمہ سے اٹھیں مگر اسے جادوۂ مصیبت ہوں کہ تیلہ فرستادۂ افراسیاب
پہونچا اسنے جو اسد نامور کو دیکھا مثل برق خاطف تڑپ کر گرا ایک پنجہ کمر میں اسد نامدار کے دیا ایک
ہاتھ سے ضرغام کو اٹھا لیا لے کر بلند ہوا طرف افراسیاب جادو کے چلا افراسیاب مسند پر بیٹھا ہوا
شراب پی رہا ہے زیور محل نشین مصروف خدمتگذاری قیدیان بلا سامنے بیٹھے کے آنے کا انتظار کہ
آسمان پر برق چمکی دیکھا تیلا اسد و ضرغام کو لیے ہوئے آتا ہے باغ میں ہنگامہ ہوا افراسیاب
مثل گل کے شگفتہ ہو گیا زیور محل نشین سے کہا اے شہنشاہ دیکھیے آپ کی کنیز کی رائے سالم گھری
افراسیاب نے تاج کو کج کیا لاف و گزاف کرنے لگا نشے میں جھلا اٹھا میں شہنشاہ طلسم ہوشربا
کیوں اے ملکہ زیور محل نشین اقبال کو مابدولت کے دیکھا میں نے لوح طلسمی ایسے مقام پر رکھی تھی
جہاں طائر وہم و خیال بھی نہیں پہونچ سکتا گاؤ آتشبار جادو کے پاس تک کون پہونچا مکار جادو
میرا عیار وفادار بڑا ہوشیار ہے وہ کسی کو قریب لوح نہ آنے دیگا بھلا وہاں تک یہ غیر ساحر کیونکر پہونچتا
اقبال ہے مابدولت کے بیالی کی طلسم کشا بھی گرفتار ہوا اے زیور محل نشین اپنے شوہر کو جلد بلا

میدان خونی کی تیاری ہو آج لڑائی کا خاتمہ ہو ایک دن ما بدولت نے کمر باندھی کل انتظام
کر لیا دامن آرزو گوہر مراد سے بھر گیا نیلے نے لا کر اسد و ضرغام کو سامنے افراسیاب جادو
کے ڈال دیا حکم ہوا آہنگروں کو بلاؤ اسد غازی کے ہاتھ میں ہتھکڑیاں پاؤں میں بیڑیاں گلے میں
طوق نعلوں پر خار دار لٹو سینہ پر شکنجے پشت پر سلاسل قید سخت میں گرفتار کیا یہی حال ضرغام کا
بھی ہوا جب یہ دونوں سلسل و مطوق ہو چکے زیور محمل نشین سے کہا میدان خونی کی تیاری ہو جلادان
کو بلاؤ اسی باغ میں سب کو قتل کرونگا خون کے دریا بہا دونگا کبھی زیور محمل نشین سے اشارہ ہے
بہار کو سمجھا کے الگ کر لے میری اس ظالم پر جان جاتی ہے اگر اسیر کوئی افتادہ ہوئی برسوں رنج
رہیگا کیونکہ دل ترد منزل اسکا فراق سہیگا کبھی کہتا ہے مجھے کسی کا پاس نہیں ہے میرا طلسم ہوش ربا
بچا سب یہی کہتے تھے کہ اب طلسم فتح ہو جائیگا اور لوگوں کا کہنا تو خیر لیکن سامری و جمشید نے
بھی کتاب میں لکھدیا اسد غازی طلسم ہوش ربا کا فتاح ہے عجائب و غرائب عالم کا سیاح ہے اب
کہاں ہیں سامری و جمشید آکر دیکھیں ہم نے خاتمہ کر دیا سبکے احکام تحریر و تقریر منسوخ کیے نجومیوں
کو بلاؤ کتابیں سب کی ڈبو دو اختر شناسوں کا ستارہ خود گردش میں آیا بیہودہ علم نکالا اے زیور محمل نشین
تمہارے شوہر کے آنے میں کیوں دیر ہوئی عرض کی بہار وغیرہ کی گرفتاری کی تو میں نے اطلاع کی
گرفتاری طلسم کشا کی اسکو خبر نہیں معلوم افراسیاب جادو نے حکم دیا اور ایک کنیز کو روانہ کرو
زیور محمل نشین نے اسی وقت ایک اور نامہ گرفتاری اسد و ضرغام کے مضمون کا لکھا جلد
آنے کی بھی تاکید کی کنیز اس نامہ کو لیکر چلی ملحوظ خاطر ناظرین رہے افراسیاب باغ زیور محمل نشین
میں نشے میں لبلا رہا ہے سامان قتل سرداران مذکور کی تدبیر ہے صرصر شمشیر زن سامنے افراسیاب
جادو کے حاضر ہے عجیب مقام دلچسپ ہے ناظرین ملاحظہ فرما کر یقین ہے اس حقیر پر تقصیر کو ضرور یاد
کرینگے ایسے مقامات رنگین و فصاحت آئین طلسم ہوش ربا میں بہت کم واقع ہوئے ہیں تحریر سے
اس عبارت کے توسن کلک طرارے بھر رہا ہے بدلگام بیان کر رہا ہے جا بنتا ہے میدان صفحہ قرطاس میں
بلکہ جو بیان کروں راتوں سے نکل جاؤں ایسے توسن تیز رفتار کو کوڑے کی کیا احتیاج ہے اشارہ بھی کرنا
بہانہ ہے سوچ ہوا تازیانہ ہے سبزہ مضامین کو پامال کریگا مٹھی پوئی میں فراسرٹ کا دکھائیگا گرم خرامی
مثل پارہ کے اڑ جائیگا اب تیزی اشہب تیز رفتار ملاحظہ فرمائیے برائے چند ساعت متوجہ ہو جائیے

دو کلمہ داستان جلالت نشان حال خیریت مآل صاحب بندہ گران نظر کردہ بزرگان صف شکن جرار مہتر قران عالی وقار نظم مسدس

ای ستمگر کہان تلک بیداد
قول دینا عدو کو حسب مراد
سر پامال عاشق ناشاد
مرگیا تیرے ہاتھ سے فرہاد
فکر جور و سر جفا کب تک
ہو نہ غافل رسم وفا کب تک

اب بھی آجا نے دے دل آزاری
دیکھ اچھی نہین ستمگاری
چھوڑ دے خودسری و خونخواری
نہ پڑے صبر نالہ و زاری
کہین تو بھی نہ دل کو کھو بیٹھے
کہین آنکھون کو یون نہ رو بیٹھے

کچھ زمانے کا اعتبار نہین
عشرت دیرپائدار نہین
دور گردون پہ اختیار نہین
چرخ کو ایک دم قرار نہین
ہو سمجھانے ہماری بات بڑی
کبھی دن ہے کبھی ہے رات بڑی

حسن آخر ہے بیوفا نہ رہے
شوخی نازش و ادا نہ رہے
چہرہ گلرنگ باصفا نہ رہے
لب شیرین مین کچھ مزا نہ رہے
شور اٹھے نہ خوشخرامی سے
بے حلاوت ہو تلخ کامی سے

طرہ مار سپید سا ہو جائے
زلف کے بدلے قد دوتا ہو جائے
کاکل اک جان کی بلا ہو جائے
خوشنما چہرہ بدنما ہو جائے
آپ ہو کے عوض پریشان ہو
روئے آئینہ وار حیران ہو

تیغ ابرو سے دل فگار نہ ہو
تیر مژگان جگر کے پار نہ ہو

خنجر غمزہ زخم یار نہو
کوئی دنیا مین جان نثار نہو

اک قلق طبع نازنین پہ رہے
بے ارادہ شکن جبین پہ رہے

کلفت آجائے ماہ کامل مین
غنچہ ہو گلرخون کی محفل مین
داغ رخ لالہ کے مقابل مین
مثل سنبل شکن پڑین دل مین

جلوہ بے بدل بدل جائے
زلف خوش خم کا بل نکلجائے

پھر مری طرح ناز اٹھائے کون
ہو فسون لب کے دم مین آئے ہون
پاس اپنے تجھے بٹھائے کون
لب شیرین کو منھ لگائے کون

طعنہ زن ہو اور انگبین لب پر
مکھیان بھنکین شکرین لب پر

ہو عرق جبکہ آبرو نہ رہے
دل ربایانہ گفتگو نہ رہے
تندی و نازکی کی خو نہ رہے
یہ قیامت ہے اب کہ تو نہ رہے

بوالہوس بات بات پر بگڑے
کچھ نہ بن آئے اسقدر بگڑے

چھوڑنے کی مرے ندامت ہو
بیٹھے اٹھتے اک قیامت ہو
آپ کو دمبدم ملامت ہو
پھر ملے تجھ سے کس کی شامت ہو

یون غضب مین رہے بلا میری
یہ مصیبت سہے بلا میری

کب تلک یہ جفا سہونگا مین
یہ نہین ہے تو بس نہ ہونگا مین
اس ستم پر نہ کچھ کہونگا مین
جو کہا ہے سو کر رہونگا مین

جلے کیون مومن آتش غم مین
جائے ایسی وفا جہنم مین

سابق مین تحریر ہوا لشکر ظفر اثر سے مہتر قران نامدار بتلاش اسد عالی وقار روانہ ہوئے تھے
چونکہ زبانی برق کے سنا کہ خواجہ عمرو از اسباب جادو سے حال لوح کا پوچھکر طرف طلسم
صندل کے تشریف لیگئے ہین مہتر قران بتلاش طلسم صندل سرگرم ہین صحرا ے ہولناک وحشت خیز
مصیبت انگیز طی کیے لیکن جادہ مراد نہین ملتا پہاڑون سے سر ٹکراتا پھرتا ہی دن بھر رہروی کی
شب کو کسی مقام پر پڑ رہے اپنے حال پر افسوس آتا ہی کہ ای مہتر قران ضرغام کو ساتھ لیکر چلے
تھے اُسنے ہمارا ساتھ چھوڑا بیشک وہ پہونچگیا ہوگا کوئی کار نمایان کریگا بارگاہ مین اکر سو چھو پھر
تا و پھیرے گا ہم محجوب و شرمسار ہونگے جو گذرا ہی ہی اس سے کون آگاہ ہو اب حال بہت
تباہ ہی ایک درۂ کوہ مین رات تڑپ تڑپ کے بسر کی جبکہ عیار طرار خنجر گزار مہر عالم افروز کمند ہای
شعاع و قطرۂ ضیار ذات پر آراستہ کر کے صحرا ے فلک نیلی مین سرگرم گشت ہوا روشن کوہ و
دشت ہوا مہتر قران نے اُٹھکر نماز پڑھی بخضوع و خشوع دعا کی ای رہبر عالم راہ گم کردگان ای خضر جادۂ
بدنصیبان منزل مقصود پر پہونچا دے زیبا ے اسد دکھلا دو بھنے کامل اس بیابان مصیبت
مین گذرے آب و دانہ کو ترس گئے ای رزاق مطلق و ای کارساز برحق اس غریب آفت نصیب کی
دعا کو قبول کر شاگردان خواجہ عمرو مین تو نے نام دیا جان بخش خواجہ عمرو مشہور ہوا ذلت سے
بچالے ہستاد والانژاد سے ملا دے عزت دراتنا مہتر قران رو دیا دعا کر کے اُٹھا اسباب عیاری
ذات پر آراستہ کیا نبدہ ہاتھ مین لیا درۂ کوہ سے نکلکر راہ منزل سخت و صعب ہوا تھوڑی دور
چلا تھا نیر اعظم کسیقدر بلند ہوا صحرا کی وحشت کسی قدر ظاہر ہوئی ذرات ریگ بیابان چمکے موج
دریا ے ریگ روان نے جوش مارا ہوا سے آگ نکلنے لگی شاخ نخل ہر دی جلنے لگی جھونکے ہوا ے
گرم کے چلے صحرا پر کرۂ نار کا عالم تھا یا نظیر وادی جہنم تھا ریت کے پہاڑ درخت جھاڑ جھنکاڑ تھے
کف افسوس ملکر گرگئے شاخین جلی ہوئین انسان و حیوان کا نشان کہان مرغ دل وحشی ہای بیتاب
طپان طائر نگاہ خستانۂ مژگان سے نہ نکلتا تھا مردمان چشم بیقرار پتلیان پھرانے لگین دشت مین
وہ سناٹا روح پر صدمہ شدت تشنگی سے زبان منہ سے نکل آئی آفتاب عالمتاب نے وہ مدت
دکھائی طائر روح قفس جسم مین پھڑکا چاہتا ہی کہ قفس خاکی کو توڑ کر نکلجاوے مہتر قران بدحواس ہوکر گرمی
صحرا دیکھکر شعلہ فرحی معشوقون کی بھولا کرۂ نار جہنم معلوم ہوتا تھا گل آفتاب گلشن صحرا ے بے خبر کھلا تھا

مین بھولا مہتر قران بھاگا ہوا جاتا ہے پیاسے نگاہ کو دوڑاتا ہے کہ کہین بھی سایہ ملے چند ساعت
ٹھہرون سایہ نایاب دل حدت سے بیتاب گرمی سے پسینہ بھی خشک ہوگیا آنکھون مین
نشان تری کا نہ رہا تری کہان نشان ابر بھی عیان نایاب اگر کسی نخل تک پہونچا نہ پتہ نہ شاخ ظاہر
مین سر صحرا کا تاج لیکن سایہ کا محتاج وہان سے بھی بھاگتا ہے بہر بھر کامل مہتر قران نے اس دشت
مین بے دردی کی صورت اس وادی کی دیکھی اب یقین کامل ہوا کہ قران قضا لے کر اس کو نا
مین آئی کنارہ دشت کا ناممکن کدھر جاؤن کیونکر جان بچاؤن دامن صبر دست استقلال سے
چھوٹا شیشہ دل سنگ بدعت حدت سے ٹوٹا اب قدم نہین اٹھتا پاؤن مین آبلے پڑ گئے
وہ بھی حال پر قران کے پھوٹ پھوٹ کے روتے ہین جب مہتر قران انتہا کا بیقرار ہوا وسط
صحرا مین ٹھہر کر چار سمت نگاہ اٹھائی دور سے ایک نخل سایہ دار کو دیکھا اسپر چند ساحر زمزمہ سرائی
کر رہے ہین نخل مختصر سرسبز و شاداب شاخین جھومن پتے سبز اس نخل کی سرسبزی و شادابی جو دیکھی
آنکھون مین طراوت آگئی اسی جانب دوڑا اس خیال مین زیر سایہ نخل جا کر ٹھہرون یقین ہے پانی بھی
ملے وسط صحرا مین ایسا شجر ہے یا نشان خضر ناسور ہے جیتا ہوا جاتا ہے آتی ہی دور کا جانا مشکل ہوگیا
مگر افتان خیزان قریب نخل پہونچا قریب پہونچتے ہی جان آگئی ہوائے سرد کا جھونکا چلا خوشی مین
بند قبا کھول دیے ابھی سایہ نخل مین نہین پہونچا مگر سر در تازہ فرحت بے اندازہ حاصل ہوئی
کسی قدر تسکین دل ہوئی یہ نہ سمجھے تھے ہوا نخل کی سم قاتل ہے طائرون نے سر اٹھا کر مہتر قران
کو دیکھا منقارین کھولین زمزمہ سرائی کرنے لگے مہتر قران کو بہ نگاہ غور دیکھ رہے ہین تم نہین
سنا نے مہتر قران شعبدہ بازی فلک سے غافل سمجھے تھے کہ زیر سایہ نخل راحت ملیگی یہ نہ خیال
آیا کہ برائے مسافران ناکام یہ نخل رہزن ہے سایہ اسکا منتظر صعوبت و محن ہے شاخین نیزہ جانستان
پتے خنجر بران طائر طائر ہوش کے شکار کرنیوالے لیکن مہتر قران ایسا بد حواس تھا طائرون کی
آنکھین نکالنے پر خیال نہ کیا جست کر کے زیر سایہ نخل پہونچا دم نہ لینے پایا تھا کہ طائرون نے پر تولے
نخل سے اڑے مثل انسان کے غل مچانے لگے یارو ہوشیار ہوجاؤ مہتر قران عیار مکار خدا رسیدہ
مین ہمارے نخل کے آیا ہے لینا پکڑنا جانے نہ پاوے یہ صدا مین دیکر وہ طائر زمین پر گرے غلطاں ہوکر
بصورت انسان بنے یہ جو قباحت مہتر قران نے دیکھی ہوش اڑ گئے معجزہ نیک کر جست کی سایہ نخل

جنبش قدم پر جا کر گرا دیکھا جسقدر طائر تھے سب ساحران غدار مین حربہ ہائے سحر لیکر مہتر قران پر دوڑے
لیکن نام لے لیکر پکارتے جاتے ہین یہی چلاتے ہین مہتر قران جاتا ہی جلد اس ظالم کو گرفتار کرو پاس لات ہوت
جادو کے لیجاو وضع سے اظہر ہوا ہوت جادو شوہر زیور محل نشین کے ہاتھ کا یہ نخل بنایا ہوا ہی
اپنی حفاظت کو یہ نخل تیار کیا جادوگرون کو نگہبان قرار دیا جو عیار زیر سایہ نخل آئیگا پہچان لینگے گرفتار
کر لینگے یہ بے نقص تک کسی سکار کو نہ آنے دینگے اب مہتر قران کی یہ کیفیت ہی مثل باد صرصر بھاگا ہوا
اس دشت وحشت انگیز مین اتنی جلدی سبقت کرتا ہی ساحرون کو ایک چھلاوا مشکل ہوئی جاتی
ہین کہ یہ جوان دوڑ کے سحر کرکے گرفتار کرین لیکن مہتر قران اس زور و شور مین جاتا ہی اسوقت طائر
وہم و خیال بھی مہتر قران کا ساتھ نہین دے سکتا پاؤن کا انگوٹھا ٹیکا اور جست کی کبھی پاؤن
زمین پر پڑا کبھی نقش قدم بھی زمین پر نہ آنے دیا خوف جان لرزان ترسان ہاتھ مین بغدہ کھینچا
ہوا مثل برق تڑپتا ہوا جاتا ہی چار جانب نگاہ اٹھاتا ہی کہ کوئی کنوان یا غار ملے تو اسمین اپنے تئین گرا دون
کیونکر جان بچاؤن ساحر پیچھا نہین چھوڑتے دوڑتے ہوئے چلے آتے ہین لینا لینا کا غل مچاتے ہین
استادان سخنور نے تحریر فرمایا ہی تین کوس کامل مہتر قران مثل باد صرصر جست و خیز کرتا ہوا آیا کوئی درہ
کوہ یا غار نہ پایا یہ جو بی خیال ہوا ذرا ٹھہرا اور رکا یہ سب ساحر پہنچ لینگے ہاتھ پاؤن بیکار ہو جاینگے
بذلت و رسوائی مشکین باندھ کے لیجائینگے خیال جان و آبرو مخفی ہونے کی جستجو مین کوس بھر پر
جا کر دیکھا بیچ صحرا مین ایک کنوان ہی دہن اسکا مثل دہن اژدر کھلا ہوا اسقدر گہرا ہی کہ نہین صورت
وحشت آشکار لیکن مہتر قران بیقرار تھا یہ خیال نہ آیا مہتر قران نے اپنے کو کنوئین مین گرا دیا جب
پاؤن زمین پر جمے جانتے تھے سیراب ہونگے دیکھا مثل چشم کور خشک کنوان بھی اندھا ملا نہ پانی
مشکل ہوئی جادوگرون نے دور سے دیکھا کہ یہ جوان کنوئین مین کود پڑا غل مچاتے ہوئے دوڑے
یارو اس جوان نے غضب کیا کنوئین مین چھپا نادان یہ نہ سمجھا یہ دہن اژدر ہی لیکن یارو ایک کام کرو جلد دہن
مین مٹی بھرو کنوئین کو خس و خاشاک اور پتھرون سے پاٹ دو یہ صدا جو مہتر قران نے سنی یقین مرگ
ہوا مگر دل سے کہا تدبیر تو کرو شاید جان بچ جاے یہ سوچکر مہتر قران نے بغدہ ہاتھ مین لیا پہلے
چاہ مین بغدہ مارا طبقہ ٹوٹا مہتر قران تو اس گوشے مین چھپا جادوگرون نے ٹوکرے مٹی کے اس کنوئین مین
ڈالنا شروع کیے مہتر قران نے کہا اسی کول مین چھپکر بیٹھ رہونگا جب یہ ساحر چلے جائینگے نکل کے مین بھی

بھاگو نکا جب ٹوکرے دھما دھم پڑنے لگے طائر روح گھبرایا کہ اس قفس خاکی مین تڑپ کے مردن تاریکی
بڑھنے لگی قوت گھٹی اب عمر قران لے اندر ہی اندر نقب دی جب بعدہ مار طبقہ ٹوٹا ایک قدم
اور آگے بڑھا خیال مین آیا نقب دیتے ہوے چلو مین تو نکلینگے عمر قران عالیجاہ مثل مار سیاہ اندر
ہی اندر زمین کے نقب دیتا ہوا جاتا ہی لیکن نفس در تنگی پیچیدہ بدحواس کبیدہ جان سے بیزار مضطر و
بیقرار یقین نہین ہی کہ اب زندہ نکلین گے کوئی بیابان مرگ ہوتا ہی ہم اندر زمین کے مرے جیتے جی قبر
نصیب ہوئی زندگی دور موت قریب تاریکی کا نمونہ زندہ در گور لیکن ای عمر قران مین غلام ابوتراب
خاکساری کا دم بھرتا ہون یقین ہی میرے آقا مرحمت کرین قفس خاک سے نکالین خاک چھانونگا اندر ہی
اندر نقب دونگا دل کو کرم کریم پر مضبوط باندھ صاحب اپنے آقاے نامدار جناب ابوتراب کا نام لیکر
بعدہ مار طبقہ زمین کا کسی قدر ٹوٹا قدم بڑھایا خاک مین بھرا ہوا لباس پارہ پارہ انگلیون سے قطرے خون
کے ٹپک رہے ہین آڑے ترچھے نقب لگاتا ہی عمر قران تو اس طرح نقب کاٹتا ہوا چلا دل جمع
کرکے کہتا ہی ای قران کیا خوف ہی جس مالک نے طبقۂ زمین کو پانی پر بچھایا وہی اس قفس خاکی سے
نجات دیگا ہمت نہ ہار و بیقرار و مضطر نقب کاٹتا ہوا چلا جاتا ہی اپنی عقل سے دریافت کیا کہ سو دو سو
قدم کنوین سے نکل آیا خیر نقب دینا عیارون کا کام ہی اس خاکساری مین نام ہی لیکن حال لاہوت
جادو شوہر زیور محمل نشین گذارش ہوتا ہی سابق مین تحریر ہوا ہی کہ اسنے قیداغم کو پاس اپنی زوجہ کے
روانہ کیا اگرچہ ساحر آتر ے مین بیٹھا ہوا سوچ رہا ہی کہ دیکھیے آج میری زوجہ پر کیا گذرتی ہی بہار و بران
وغیرہ سے مقابلہ اگر ان دونون نے دھوکا نہ کھایا باغ مین نہ آئین مثل سرو سرکشی کی زیور گلعذار
کو مشکل پڑے گی یہ سب وہ لوگ ہین جو افراسیاب سے برابر لڑتے ہین بڑے سر کے پڑتے
ہین کیا کسی مقام پر رکین گے مثل شاخ شجر کسی سے جھکین گے اس تردد مین ساحرون سے باتین
کر رہا ہی ساحر جواب دیتے ہین حضور نے بجا ارشاد فرمایا باغبان و بہار قیامت کے پر کالے
ہین ہمارے دیکھے بھالے ہین وہ لوگ بڑی مشکل مین گرفتار ہونگے آپ جلد جائین جا کر دام کر پھانسین
ان طائران زیرک کو پھنسائین لاہوت جادو کا قصد ہوا جاؤن کہ ایک کنیز ملکہ زیور کی آکر پہونچی
نامہ ہاتھ مین دیا یہ وہ نامہ ہی کہ جو زیور محمل نشین نے پہلے روانہ کیا تھا اسوقت تک افراسیاب
جادو نہ پہونچا تھا لاہوت جادو نے نامہ کو کھولا صاف تحریر تھا کہ مین نے بہار و باغبان

رعد و برق و برق لامع و باران کو گرفتار کر لیا دام رگ گل مین پھنسایا لاہوت جادو خوش ہوگیا
کہا لو صاحبو ایسے ہوشیار ساحر باغ مین آکر آئے جال مین پھنسے اب مین بھی جاتا ہون جاکر بہار کو
سمجھاؤن اس سرگشتہ کوے بنات کو راہ پر لاؤن عبد محمود شہ عہد کے دوسرا نامہ پہونچا اسمین
مرقوم تھا اسد غازی و ضرغام شیر دل کو بھی افراسیاب نے گرفتار کر لیا اسکا باسبارک ہو لوح طلسمی
طلسم کشا نے نہین پائی آپ کے آنے پر سب کا قتل موقوف ہے افراسیاب جادو سامان قتل سلطان
مین مصروف ہے یہ مضمون دیکھکر ترود لاہوت جادو کا بڑھ گیا ساحرون سے کہا لو صاحبو غضب
ہوا طلسم کشا بھی گرفتار ہوگیا کیا ستم ہے قلب پر ہجوم غم والم ہے شہنشاہ کا یہ ارادہ ہے کہ میری زوجہ کے
باغ مین سب کو قتل کرین صاف صاف مرقوم ہے باغ مین طلسم کشا کی دھوم ہے سامری جمشید نے
سامری نامہ مین لکھا ہے جس سرزمین مین خون مسلمانان گریگا وہ زمین آباد نہوگی رعایا دل شاد نہو گی
وہان صرف میرے جانے کا انتظار ہے میدان خونی کی تیاری ہو چلی ملکہ زلور محل نشین نے لکھا ہے جس طرح
کسی طرح اگر شہنشاہ کو باز رکھو میرے باغ مین نہ قتل کرین ان قیدیان کو سرحد باغ سیب مین
لیجائین خواہ قتل کرین خواہ بخشین اگر یہان یہ ہنگامہ برپا ہوا باغ ہمیشہ بہار پر خزان آئی رعنائی زیبائی
مٹی سب نے کہا بہت بجا ہے ستارہ شناسان طلسم نے شکر حکم لگایا کہ قتل طلسم کشا ممکن جس سرزمین پر
انکا خون بہیگا خاک اڑ جائیگی وہ آبادی مثل صحرا سر من زوال مین رہیگی جب مصاحبون نے بھی یہ
کہا لاہوت جادو گھبرا کر اپنے قصر مین آیا دروازہ بند کر کے بیٹھا سوچنے لگا ای لاہوت جادو
کیا کرون یہ اقالیم کل اقلیم برباد ہوگی شہنشاہ میرا کہنا نہ مانینگے کیونکر عرض کرون کہ ہمارے باغ مین گنہگارون
کو نہ قتل کیجیے ایسے کلام حسرت انجام پر اکثر افراسیاب جادو مصاحبون سے بدگمان ہوا ملک و مال
چھین لیا افسوس نہ روے رفتن نہ رائے ماندن قصر دل ترود منزل حسرت و یاس کا مسکن اب
ملحوظ خاطر ناظرین والا مقام ہو کہ لاہوت جادو قصر مین اکیلا سر جھکائے ہوے سوچ رہا ہے یکایک
دروازے پر غل ہوا لاہوت جادو باہر نکل آیا دیکھا نگہبان صحرائے پر آشوب خوشی خوشی حاضر
ہوئے عرض کی ای بہار پیراے باغ افسونگری ای گل رعناے حدیقۂ ساحری حقیقت مین آپ نے
جو نخل صحرا مین بنایا تھا آج اُس سے ظہور کرامت سامری ہوا مہتر قران سرکردہ عیاران لشکر
اسلام آوارہ ہو کر زیر نخل سحر پہونچا طائرون نے آواز دی مہتر قران آیا ہم لوگ اسکے وقت مین

دوڑے جان بچا کر بھاگا لیکن مثل باد صرصر جاتا تھا جو تھم کر آتا ہلو مشکل جو اقین کدس پر جا کر وہ جولان
بخوف آبرو کنوئیں میں پھاند پڑا اپنے کنوئیں کو پاٹ دیا اس عیار طرار کو خاک میں ملایا یقین ہے کہ ہڈی
تک نہ ملیگی ہزار ہا من مٹی سے کنوئیں کو پاٹا رشتۂ حیات کو اس طرار فرار کے کاٹا لاہوت جادو سیکڑ
ظاہر میں خوش ہوا باطن میں خنجر غم و الم سینہ پر چل گیا اسی طرح قصر میں آ کے دروازہ بند کر کے بیٹھا تھا بہت
انتشار دل سے کہتا ہے جس بات کا مجھکو خوف تھا وہی ہوا میری سرحد میں اشرار عیار مارا گیا بڑی
خرابی ہوئی ملک تباہ و برباد ہو گا لاہوت جادو اس سوچ میں سر جھکائے بیٹھا ہے لیکن مہتر قران
نامدار مضطر و بیقرار نقب کھودتا ہوا آکر اسی کمرے میں پہونچا لیکن مدہوش و حواس پراگندہ اتنی دور تک
نقب دے کر آیا لاہوت جادو سرنگوں بیٹھا ہے کہ مہتر قران نے بغدہ طبقہ پر مارا طبقہ ٹوٹا لاہوت
جادو نے گھبرا کے دیکھا زمین خود بخود تھرائی ایک جوان پتلہ خاک کا بنا ہوا زمین سے جست کر کے
نکلا لاہوت جادو گھبرا کے کھڑا ہو گیا کہ یہ کیا ماجرا ہے مہتر قران جو گھبرائے ہوئے نکلے بد حواس عالم
یاس حواس خمسہ پراگندہ ششش و پنج جان جانے کا بیچ نکلتے ہی دیکھا کہ ایک قصر عالی میں پہونچا
ایک ساحر تاجدار سر جھکائے ہوئے بیٹھا تھا یا ساحر ہی کہ سکے اٹھا قصد ہوا کہ سحر کریں لیکن ہوش
نادرست تھی بات جوان سبزہ فام گرد کا پتلا بنا ہوا زمین سے نکلا اس گھبراہٹ میں اسم سحر نہ پڑھا
اور کہ سکے اٹھا تھا لیکن خوف سے دل بیٹھا جاتا تھا مہتر قران نے دیکھا پرائے مکان میں
نکلا اب یہ سحر کر کے پکڑ لیگا پیش دستی کر دستیوہ جرأت ہاتھ سے نہ دو یہ سوچ کر نعرۂ شیرانہ کیا
حلقہ بلسے کمند مارے لاہوت جادو کی گردن و کمر میں پڑے لاہوت جادو لڑکھڑا کے گرا
مہتر قران نے حباب بیہوشی مارا اب مہتر قران مطمئن ہوئے گرد و غبار کو جسم سے پاک کیا لاہوت
کی زبان میں سوزن دے کر ایک ستون سے باندھا آپ اسی کی کرسی پر جلوہ فرما ہوئے بغدہ ہاتھ
میں لیا لاہوت جادو کو ہوشیار کیا اب جو لاہوت کی آنکھ کھلی عجب حال پر ملال میں اپنے کو
پایا ایک جوان صاحب شوکت و لیاقت کرسی پر جلوہ فرما لاہوت جادو حیران ہو گیا کہ یہ کون بزرگ
ہے زمین سے نکلتے ہی مجھکو پکڑ لیا کس بلا میں مبتلا ہوا مہتر قران نے پکار کر آواز دی اے ساحر کیوں
گھبراتا ہے ہم مہتر قران صاحب بغدۂ گران شاگرد رشید مہتر مہتران نظر کردۂ بزرگان صحرائے
ہول خیز میں پہونچا ساحروں نے مجھکو گھیرا لیکن عالم زمین و زمان میرا معین و مددگار تھا کنوئیں میں

بیچانا عنایت سے پروردگار کے نقب دیتا ہوا اس قصر میں پہونچا نکلنے نکلانے قصور نہ کیا سمجھ لیجئے ساحر زبردست پر غالب آیا اب کیا خوف جو ہونا تھا ہوا جو ہونا ہو گا ہو گا بموجب مضمون اشعار

دردم ز دوا سے کہ تو فزون شد شدہ باشد ‌‌ — آن ہم اگر از بخت زبون شد شدہ باشد

عشق تو بصد رنگ چو بگذاشت دلم را — این شیشہ اگر بوقلمون شد شدہ باشد

در عاشقی از مرگ چہ پروا کہ پئے دل — جان ہم اگر از جسم برون شد شدہ باشد

آن ساقی بے درد سن اندیشہ ندارد — گل در نظرم ساغر خون شد شدہ باشد

ہرگز بر امید نہ چیدیم ازین باغ — از بار ثمر شاخ نگون شد شدہ باشد

کاہے بدل از سحر نشد رام خیالش — در شیشہ پری گر بہ فسون شد شدہ باشد

گفتم ز غم عشق تو دیوانہ ام ای شوخ — گفتا اگرت خبط و جنون شد شدہ باشد

کے داشتہ بودیم از نیسا طمع خام — گو کاسہ ہی چرخ نگون شد شدہ باشد

کس موجب قتل من ز ان شوخ چو پرسید — گفتا جرم خبیث کہ خون شد شدہ باشد

از رفتن سودا چہ غم آن شاہ بتان را — دیوانہ از شہر برون شد شدہ باشد

ای ساحر نابکار سامری جمشید پر لعنت کر پروردگار وحدہ لاشریک بانی بنائے زمین و زمان خالق دوجہان روشنی بخش ماہ و مہر نے بہشت اور دوزخ بنائے اور اپنے سیہ کاران تیرہ بخت عذاب سخت قرار دیا گیا خوب سمجھ لے کہ وہ رب اکرم ہے اسکی وحدانیت میں فرق ڈالنے والے کا انجام جہنم ہے دنیا ناپائدار جب آنکھ بند ہوگی حال کھل جائیگا اسوقت پچھتائیگا سوائے افسوس پھر کیا ہاتھ آئیگا سامری پرستی ترک کر یہ اعمال زشت ہیں برائے معتقدان وحدانیت و ارباب بہشت ہیں دیکھ اسد غازی اور ہم پانچ عیار ہوش ربا میں اُسے عنایت سے پروردگار کے بائیس لاکھ کا لشکر ستر سو سلاطین نامور ارا کین طلسم ہوش ربا زبردست ازدہا بے نظیر کیا مطیع رب اکبر ہو ئے کیسے کیسے ہو گئے سر پہونچ ساکم طلسم نور افشان شہنشاہ کوکب روشنضمیر عقیل فہیم دانا انجام کو سوچا مطیع مذہب اسلام ہوا جانبازی میں مصروف احکام امر و نہی آلہی کا وقوف اگر گلے پر اُسکے خنجر پھرے جادہ اطاعت رب اکبر سے قدم نہ ہٹائیگا اُسکے واسطے سیر باغ بہشت عنبر سرشت ہے یہ سب حالات جو حضور فرماں عالی وقار نے سامنے لاہوت جادو کے بیان کیے فصاحت و بلاغت سے صفت رب اکبر

میں زبان کھولی حالات سکرات و قبر لفظاً لفظاً کہے لاہوت جادو دنگ ہو گیا حیران ہو کا یہی شخص
کے مقدمہ میں نگہبانان صحرائے پرآشوب نے خبر دی تھی کہ ہم نے کنوان پاٹ دیا لیکن اُسکے خدا نے اسکو
یہانتک پہونچایا مجھ ایسے ساحر پر غالب آیا بیشک اسکا مذہب برحق ہے خدائے نادیدہ خالق مطلق ہے
صیقل تقریر عمر قران سے زنگ کفر آئینۂ دل سے دور ہوا قلب کو سرور ہوا اشارہ کیا اے قران
سوزن زبان سے نکال لے میں دل سے مطیع رب اکبر ہوا قران نے بھی جان بچکر یہ نہ سمجھا کہ ساحر
اگر بگڑ جائے گا پھر کیونکر ہاتھ آئیگا فوراً زبان سے سوزن نکال لیا لیکن لاہوت دل سے مطیع رب
بے نیاز ہوا اطاعت اسلام سے سرفراز ہوا جیسے ہی زبان سے سوزن نکلا قدموں سے عمر قران
کے لپٹ گیا کہا او نظر کردہ بزرگان اسوقت تو نے پردہ تاریک جو قلب روشن پر حائل تھا
اُسکو تقریر دلپذیر سے اٹھا دیا نمونہ حق و باطل کا دکھا دیا میرا جان و مال نام نامی صانع ازل پر
نثار لیکن حال تو سنو بانی بنائے اسلام کا خاتمہ ہوتا ہے قلب اُسکی غربت پر روتا ہے میری زوجہ کے
باغ میں سب سرداران نامی تمہارے گرفتار ہوئے کسی صحرا سے جاکر بیچارہ افراسیاب کا اسد ضرغام
کو بھی اُٹھا لایا مرت اہے برے جانے کی دیر تھی میں بھی یہی سوچ رہا تھا کیا تدبیر کروں اپنے باغ
میں اُن سرداران نامی کو نہ قتل ہونے دوں اب اور طرح کا خیال ہوا اسکی تدبیر کیا ہے کچھ فکر بتاؤ یہ سنکر
عمر قران نے آہ کی حالت اپنی تباہ کی کہا اے لاہوت جادو برائے خدا کوئی تدبیر رہائی سرداران نامی
کرو لاہوت نے کہا صبر کرنے سے کچھ نہیں ہو سکتا خود افراسیاب موجود ہے بھی انکو آگاہ کروں تو
مرحمت شمشیرزن عیار بھی افراسیاب کے ساتھ آئی ہے اُسکے سامنے آ بنا جانا دشوار ہے میں مجبور و ناچار
پھر کیا ہو سکتا ہے یہ حالات مصیبت آیات سنکر عمر قران کے ہوش اڑ گئے آنکھوں سے آنسو بہنے
لگے خیال مجبوری میں یہ اشعار زبان پر جاری ہوئے

نظم

ناکامی بہ غربت رو نہادم تا چہ پیش آید
عنان دل بدست یار دادم تا چہ پیش آید

طلب کردم نگاہ سے نبردم رہ بہ مقصودے
بہ گرداب محبت اوفتادم تا چہ پیش آید

خریدم درد عالم را بہ نقد زندگی آخر
متاع دل درین سودا نہادم تا چہ پیش آید

شدم مجنون و سرگردان زبخت واژگون آخر
درین وادی بحال نامرادم تا چہ پیش آید

نہ شد گر بادہ کام من بجام عافیت مخفی
بجام غم چہ لب بر لب نہادم تا چہ پیش آید

یہ اشعار مصیبت آثار پڑھکر مہتر قران بہت رویا کہا ای لاہوت جادو خوشخو تم تازہ مطیع اسلام
ہوئے ہو لیے خدا کوئی تدبیر بتاؤ ہمکو تابہ افراسیاب پہونچاؤ جیسی مصیبت پڑیگی جھیلیں گے اپنی جان
پر کھیلینگے لیکن اسد غازی نبیرۂ حمزہ صاحبقران عالی وقار کو قتل ہونے دینگے اگر کچھ نہ بن پڑے گا
افراسیاب کی چھاتی پر چڑھ بیٹھینگے دل میں حوصلہ تو نہ رہے سپاہی کا یہی کام ہے یا مار ڈالنا
یا مرنا اسی میں نام ہے تامل کرنے والے کا بد انجام ہے لاہوت جادو نے کہا ای مہتر قران میری
صلاح یہ ہے کہ ان سب کو خدا کے سپرد کرو میں تو تمھارے سبب سے راہ ضلالت سے نکلا
تا بہ چشمۂ ہدایت پہونچا تمکو نکال لے چلوں ورنہ اس حوالی سے نکلنا دشوار ہے ان ساحران
ہمراہی کو مطیع کروں اگر نہ مانیں گے اُن کو بجبر تابع کر جاؤنگا ہر طرح تمکو تابہ لشکر مہرخ پہونچاؤنگا سامنے
افراسیاب کے مجھ سے کچھ نہ ہو سکے گا وہ طلسم بند ہے جو یہ تمھارا اسیر نہ کر لیگا خود گرفتار
ہو جاؤ گے باغ سے نکلنا دشوار ہو گا میں تمام عالم میں بدنام ہو جاؤنگا صاحبقران کہیں گے
لاہوت جادو مکار تھا ظاہر میں مطیع ہوا باطن میں مہتر قران کو لیجا کر قتل کرایا ہر شخص کو یہی
گمان ہوگا میں اپنے ساتھ تمکو وہاں نہ لیجاؤنگا تمکو لے کے نکل سکتا ہوں مہتر قران نے کہا ای
برادر میں تو جان نہ بچاؤنگا تم صرف رہبری کرو مجکو تا بہ باغ ملکہ زلور محمل نشین پہونچا دو جو مجھ سے
بن پڑیگا اسوقت کر گذرونگا ای لاہوت میں ملازم قدیم صاحبقران ہوں خواجہ عمرو کا غلام وہ
میری آبرو بڑھاتے ہیں لفظ جان بخش فرماتے ہیں میں انکو کیا صورت دکھاؤنگا آبروریزی سے
خونریزی بہتر مرد کو ہر طرح مشکل کا حل ہے یہ حقیر سرفروش کامل ہے ایک بات میرے ذہن میں آئی ہے اگر
صرف افراسیاب ہوتا میں صورت بدل کر چلتا وہ نہ پہچان سکتا لیکن چونکہ صرصر شمشیر زن
موجود ہے آنکھ ملتے ہی پہچان لے گی لطف عیاری جاتا رہیگا لہذا بصورت اصلی چلنا مناسب ہے
گمان غالب ہے اسی طور میں کچھ بن پڑے گا ای لاہوت جادو انشاءاللہ دیکھنا افراسیاب سے
چلکر کیسی باتیں کرتے ہیں اگر دام کلام میں اُسکو نہ پھنسایا اسنے سردار گرفتاران محبس مصیبت کو
نہ رہا کیا تھا اگر وہ خواجہ عمرو نہ کہتا اور تمھارے کلام سے ثابت ہوا کہ خواجہ عمرو گرفتار نہیں ہوئے
ہمارے عزیزوں کے ساتھ تھے لیکن جست و خیز کرکے نکلگئے وہ خالی نہ بیٹھینگے ضرور کسی رنگ میں
تشریف لائینگے جو کچھ ہوگا آنکھوں سے دیکھ لینا تم صرف اتنا کہنا کہ یہ عیار مہتر قران میرے

پاس آیا مجھ سے کہا کہ مجھے پاس افراسیاب جادو کے پہونچا دو مین شہنشاہ کی نوکری کرونگا حضور
جو تم سچ کو آپ پہچان لیجیے یہ کہکر تم الگ ہو جاتا جب مین پڑیگا اسلوب سے کلام کرین سگ لاہوت
جادو روسلے لگا کہا ای مہتر قران تم نظر کردہ بزرگان دین ہو مین تمھارا قائل ہو گیا ہون کیونکر میرا
قلب قبول کرے صرصر عیارہ بھی دیکھتے ہی افراسیاب سے کہدے گی آپ لوگون سے اتنا
کا بدگمان ہو نہیں معلوم کیا کر بیٹھے بنا خوف طلسم کشا کا وہ بھی گرفتار دام حسرت و یاس بہار
وغیرہ بھی گرفتار ہین اسکو غنیمت ہو گا کہ عیار طلسم کشا موجود تھا مہتر قران بھی ملا دونون عیارون
کو قتل کرون پھر میرے لیے وہان کیا ہو سکیگا اگر سحر کرون سامنے افراسیاب کے کیا حقیقت
ہو وہ یگانہ میدان سحر و ساحری فاتح مہمات افسونگری اگر ایک گولہ سحر مارا اسکا انجام کیا سوا ے
موت کے کیا چارہ ای مہتر والا گہر خیر آپ کے کہنے کو مانا زبردستی جان نہ دو مہتر قران نے کہا بس
اب دیر نہ کرو ایسا نہو کہ اسد غازی کو قتل کر ڈالے دیکھو پردہ غیب سے کیا ظاہر ہوتا ہی آخر مجبور
و ناچار لاہوت نے تخت سحر تیار کیا اسپر قران کو بٹھایا مہتر قران لباس عیاری سے آراستہ
سلاح جنگ سے پیراستہ لعنہ ہاتھ مین سپر فولادی پشت پر کمر مین خنجر بعد کردو فر تخت اڑا سے
ہوے لاہوت جادو کو سمجھاتے ہوے سمت باغ زیور محمل نشین چلے یہان افراسیاب جادو
ساحری پرست نشہ شراب سے مست تخت پر بیٹھا ہوا پوچھ رہا ہی ای زیور کیا سبب ہوا شوہر تمھارا
لاہوت جادو ابتک نہ آیا قتل مین گنہگارون کے دیر ہوئی ہی زیور نے عرض کی حاضر ہوا چاہتے ہین
صرصر بیٹھی ہین افراسیاب جادو کی مہتمی کہ رہی ہی آج کیا باعث ہی اسد نامدار ہمہ دراز سے
قید ہی کوئی عیار انکے چھڑانے کو نہین آیا اتنے عرصہ تک کبھی قید نہ رہے تھے اسد غازی
نے ایسے ظلم نہ سہے تھے افراسیاب کہتا ہی یہان آنا دشوار ہی بدولت کے سامنے کہ آتش
قہر و غضب مین پھونک دون اب قتل مسلمانان پر بدل و جان آمادہ ہون یہ سخن ناتمام تھا
کہ آسمان پر برق چمکی صرصر شمشیر زن نے کہا میان مہتر قران نامدار بہ صورت اصلی ساتھ لاہوت
جادو کے آتے ہین شاید کوئی نئی عیاری سوچے لیکن ای شہنشاہ آج اس کالیے کی بات
اس کمال کو دیکھیے ہمراہ لاہوت جادو بہ صورت اصلی آیا ہی نہین معلوم لاہوت جادو کو
کہان پایا بدون کلام قتل کیجیے ہلین معلوم کیا دام فریب پھیلائیگا ملکہ زیور محمل نشین بھی

گھبرا گئی صرصر سے پوچھنے لگی یہ جوان کون ہے صرصر نے کہا مہتر قران صاحب بغدہ گران
اسی کا لقب ہے واسطے ساحروں کے ملک الموت اسکا کاٹا ہوا نہیں بچتا قریب پہونچا اور بغدہ
مارا جان بخش عمرو کہلاتا ہے دیکھیے کس تکلف سے آتا ہے اپنے شوہر صاحب سے پوچھے کاہے تک
یہ جوان کیونکر آیا اب صرصر افراسیاب و زیور کو آمادہ قتل قران کر رہی ہے افراسیاب کہتا ہے
مجھ تک تو آنے دے دام اجل میں یہ سب پھنستے ہیں آج کیا زندہ چھوڑونگا لیکن دل مشتاق ہے کہ
دیکھوں یہ آکر مجھ سے کیا کہتا ہے کیا فریب بنا کے لایا ہے یہان محبت میں افراسیاب جادو کے گھستہ
ہو جائیگی صرصر بنگاہ حیرت دیکھ رہی ہے زیور اپنے شوہر کو دیکھ کر کھڑی ہو گئی کنیزیں برائے تعظیم اٹھیں لاہوت
جادو نے تخت زمین پر اتارا برائے تسلیم افراسیاب جھکا مہتر قران نے بطور اسلام سلام کیا افراسیاب
جادو بیقرار تھا ضبط نہو سکا کہا اے مہتر قران کہان چلے اے لاہوت تمکو یہ میان بغدے باز کہان
لے لاہوت جادو نے دست بستہ عرض کی اے شہنشاہ گیتی ستان غلام اپنے قصر پر حاضر تھا
یہ سرکار کا پہونچا قصد ہوا کہ خدمت میں چون یہ شخص اسی طرح بصورت اصلی میرے پاس
آیا مجھ سے کہا اے قوت بازو سے افراسیاب میں بڑی مصیبت میں مبتلا ہوں کئی دن سے حیران
و سرگردان قصد ہے تا بشہنشاہ طلسم ہوش ربا پہونچوں راز دل عرض کروں ذریعہ ڈھونڈھتا تھا
تم سامنا شہنشاہ کا کرا کے الگ ہو جاؤ جو ہمین عرض کرنا ہے عرض کرینگے غلام اپنے ساتھ لایا اب
حضور مکر و غیر مکر کو سمجھ لیں خواہ قتل کریں خواہ بخشیں لاہوت کا قلب اُلٹ گیا ہے حسب تعلیم قران
ایسا ہی بشکل کہا یہ کہکے دنگل پر بیٹھ گیا پس مہتر قران تختے ہوئے سامنے افراسیاب کے آئے
کہا اے شہنشاہ عالیمقام اے مرجع انام اے صاحب سطوت و صولت اے ساحر باکرامت مجھ سے زیادہ
کوئی آپ کا دشمن نہین اب بھی اگر پاؤں تو قتل کردوں مرد سپاہی ہوں جو دل میں آیا وہ صاف صاف
عرض کر رہا ہوں آپ خوب آگاہ ہیں کہ میں جان بخش خواجہ عمرو کہلاتا ہوں آپ کے ہزاروں
جادوگر مارے یہ بغدہ جو میرے ہاتھ میں ہے اتنے ساحران طلسم ہوش ربا کا خون پیا لیکن عمرو
نے مجھکو کلمہ اسے سخت و سست کہے بی مہ جبین نے میری قدر نہ کی مہرخ کو سلطنت کا غرور
ہے ہمارے واسطے چوکی پہرہ مقرر ہوا اور جو جو لذت اُسکو نہ عرض کرونگا یہ لفظ کافی ہے کہ مجھکو صحبت عمرو
سے نفرت ہوئی سپاہی نوکری پیشہ دشمن شمشیر جوہر اصلی رکھتے ہیں جسکے ہاتھ میں ہونگے کام کرینگے

بموجب مضمون شعر جھک کے شاہ و گدا سے ملتی ہیں ہ دونوں باتیں یہ تیغ کستی ہیں، آرزو یہی
کہ آپ کی نوکری کریں سر سیدان عمرو چالاک سے سمجھ لیں لیکن حضور قدردانی فرمائیں ہمارے
مذہب کا نام نہ لیں سپاہی جان کر قدر کریں دیو سے لڑوا لیں اگر طلسم کشا کو اپنے ہاتھ سے نہ قتل
کریں گردن مار سو بار یک حبہ کا نمک کھائینگے اسی پر جان نثار کرینگے عمرو و مہرخ نے ہمیں ذلیل کیا اور
حضور ہمنے آتے آتے یہ دیکھا کہ بی مہرخ ہوا باندھتی ہیں لیکن ہم اشارے کنائے خوب سمجھتے ہیں
ہمکو دیکھکر اسنے کہا مکار و غدار آتا ہے تو ہماری ہم پیشہ ہے اور ملازم سرکار دولتمدار ہونگے ان ایسی
شقلوں کو کون پوچھے گا دریافت تو کیجیے انھوں نے کتنے ساحر مارے ہمنے آجتک کتنے قتل
کیے طلسم ہوش رُبا کے رکن گرا دیے اگر ہماری بات کا اعتبار آئے زمرہ نمکخواران میں شریک کیجیے
ابھی آپ کے سامنے طلسم کشا کو قتل کریں ان سب کے خون سے ہاتھ بھریں یا جواب صاف
دیجیے خانہ آباد و دولت زیادہ جھوٹھ بولنے کی عادت نہیں اور آپ کے دل پر بھی اگر ہمارا نقش محبت
نہ جمے تو کیا عجب ہے چند دن سے اس طلسم میں آئے آپ کے ساتھ دشمنی کی اگر طلسم بند نہ تھے تو آپ
مارا گیا ہوتا آپ ایسے سیکڑوں بادشاہ قتل کیے حمزہ کی عظمت و شان بڑھائی ہماری ذات سے انکی
شوکت و لیاقت قائم ہے اب بعد چندے ساعت فرمائیے گا کوئی نام بھی حمزہ عرب کا نہ لیگا یہ غ
سنو کریں کہانی پھر نگی حضور خاموش سنوں جو دل تردد منزل میں آئے اسکو ظاہر کیجیے اس فصاحت
و بلاغت سے مہتر قران نے اس مضمون کو بیان کیا باتوں میں کبھی رو یا کبھی ہنسا کبھی بندہ اٹھا کر
کہا اے افراسیاب جادو تیرے سامنے اپنے سر پر ہار لیں نمونہ سپاہگری دکھائیں جان دینا
ہمارے نزدیک کیا مشکل ہے ذلت نہ گوارا کرینگے آبرو کا صدمہ جان افراسیاب کے دل میں ایک
فرا آگیا رونے پر مہتر قران کے رحم بھی آیا کہا اے مہتر قران اگر اصل میں تمھارا یہی ارادہ ہے قلب
کی صفائی سے مجھ سے ملو گے وہ مرتبہ کردونگا کہ نامداران جلیل کو تمھارے مرتبہ پر رشک ہوویگا
لیکن صاف کہوں دل کو تردد ہے آج ہی اسد غازی قید ہوے اسی وقت تم آئے تمنے کیفیت
بیان کی کیونکر دل کو میرے یقین آئے مہتر قران نے کہا کیا خوب ارشاد ہوا ان باتوں سے
ہمارا دل شاد ہوا جو دل میں تھا وہ حضور نے کہدیا ہمسے صفائی کا امتحان لیجیے ہاتھ کنگن کو آرسی
کیا ہے اسی مثل کو ایک صاحب سخا نے بڑے لطف سے نظم کیا ہے حضور یہ چار مصرع لائق سماعت ہیں:

نظم پوچھا صاحبقران نے جادو سے | آگے تیرے یہ نارسی کیا ہی | ہنسکے بولی کہ دیکھو صاحب
ہاتھ کنگن کو آرسی کیا ہی | افراسیاب بے اختیار ہنس پڑا مہتر قران نہایت بلیغ و فصیح

حسن و جمال میں شعر کو نظم کیا ایسے فقرات برجستہ سامنے افراسیاب کے کہے باتوں میں
افراسیاب محظوظ ہوا کبھی ہنستا ہی کبھی طرف صرصر کے متوجہ ہوا صرصر اشارہ کرتی ہی ای شہنشاہ
سراسر مکر باتوں میں اسکے مکاری بھری ہوئی ہی آپ دھوکا کھاتے ہیں دشمن بزرگ قبضے میں آیا
غافل نہ کیجیے شعر دانی کہ چہ گفت زال با رستم گرد ۔ دشمن نتوان حقیر و بیچارہ شمرد ۔ آپ اسکی
باتوں پر ریجھتے ہیں صریح دام مکر میں پھنستے ہیں مہتر قران ان اشاروں کو سمجھ کے تنتے ہوے
سامنے افراسیاب کے آتے ہیں کہتے ہیں ای شہنشاہ جو آپ کے دل میں آئے وہ کیجیے اس
شغل سے نہ پوچھیے یہ عورت بازاری سپاہی کی آبرو کو کیا سمجھے آپ بادشاہ عالی جاہ فلک عزو
شرف کے ماہ خوب دل میں سمجھ گئے ہونگے اگر مجھے عیاری منظور ہوتی یہ صورت سیدل آتا
بیٹھی دیکھتی رہجاتیں میں عیاری کر گذرتا اول امتحان لیجیے ان پانچوں عیارچیوں کو مجھے چھوڑ دیجیے
حقیقت میں پانچوں بڑی پاجی ہیں حضور اگر باتوں میں ان پانچوں کو نہ بیہوش کروں سزا دیجیے سر
کاٹ لیجیے افراسیاب جادو کبھی کھٹکتا ہی کبھی باتوں پر مہتر قران کی دل و جان سے متوجہ
ہو کر کہتا ہی ای مہتر قران ہمنے تمکو ملازم کیا ہمارے ساتھ رہا کرو مہتر قران جواب دیتے ہیں ای
شہنشاہ اگر میری خطا معاف ہو تو ان سب کو جلد قتل کیجیے مجھے فرمان رخصت ہو لشکر ملکہ حیرت
میں جاؤں خواجہ عمرو کو تلاش کرکے قتل کروں شعلے آگ کے کلیجہ میں بھڑک رہے ہیں جی چاہتا ہی
اپنی جان دیں چالاک کو عمرو کے سامنے قتل کریں کہ سارباں زادے کے کلیجے پر گھاؤ پڑے
یہ تو یاد کرے کہ کسی شریف کو ذلیل کیا اسکا انجام یہ ہوا ناظرین بہ نگاہ غور ملاحظہ فرمائیں باتوں
میں مہتر قران نے اتنا بڑا رنگ جمایا کہ افراسیاب جادو متوجہ ہوا باتیں ہنس ہنس کے کر رہا ہی
لیکن مہتر قران حیران و مضطر ششدر و رنج میں ہیں کہ اب کیا تدبیر کروں شراب کا چرچا سامنے
صرصر کے نہیں ہو سکتا پھر کون صورت ہی کہ اسد غازی وغیرہ کو رہا کروں ہر چند کہ میں نے
باتوں میں گھلایا آتش کو ٹھنڈا کیا لیکن مطلب کیا حاصل ہوا اتنا ہوا کہ گھڑی دو گھڑی [illegible]
کردوں صرصر ایسی دور اندازی بندھی ہوئی ہوا کو بگاڑ دیتی ہی طعن و تشنیع باتوں میں کر رہی ہی کبھی کہتی ہی

ای قران کیا کہنا خوب آتے ہی رنگ جمایا مہتر قران جواب دیتے ہیں بی صرصر اپنی چونچ سنبھالو میرے منہ سے کوئی کلمہ سخت نکل جائیگا میں اپنی جان سے بیزار ہوں بیشک اسد غازی کو چھوڑ کے آیا ہوں شہنشاہ کو دھوکا دیتا ہوں تمہارے باپ کا کیا اجارہ ہے ایسے فقرے دے کر تمنے ہزاروں کو مارا ہے ان باتوں پر قران کی افراسیاب صرصر کو منع کرتا ہے اچھا صرصر تم دخل نہ دو ہم کیا نادان ہیں جیسا مناسب وقت ہوگا ویسا کرینگے اتنے میں تمنے انکو نوکر رکھا عمرو سے انکو لڑا دینگے بخوبی امتحان ہو جائیگا لیکن مہتر قران پریشان کلیجے پر چھری پھر رہی ہے ناظرین ملاحظہ کریں اب وقت عیاری آیا عجب مقام کیفیت ہے

نظم

چل ای اشہب کلک صحرا نورد — طراروں سے دشمن کو کر گرد برد
لکھوں جوش میں آ کے عیاریاں — عمرو تیز رو کا بتاؤں نشان
عجب وقت ہے سخت ای ہمنشین — قران غم میں بیتاب و اندوگین
دکھاتی ہے باتوں میں بیباکیان — جو اس بزم دلکش میں پہنچے عدو
قمر طبع روشن ہے افلاک پر — دکھانے لگا کلک اپنا ہنر
مے چشم بیباک عینک ہوئی — کہا ہنسکے ساقی نے ای بادہ خوار
ہر اک فکر کو دل سے اب دور کر — کہ مشتاق ہیں ہمکو سرور کی
اسد ہے گرفتار رنج و الم — لکھ اب داستان ہدایت نشان

دکھا دے مجھے آج طراریان
تراشندۂ ریش جادوگران
سر بزم صرصر کی چالاکیان
کرامات کی بات ہے ای فسہ
سر بزم ساقی سے چشمک ہوئی
جو خورشید جام مے خوشگوار
سنا قصۂ خواجۂ ذی حشم
کرے بلبل طبع گلریزیان

غزل

تمہاری رات کی شرم و حجاب کی باتیں — کسی سے کہیے تو سمجھے وہ خواب کی باتیں
وہ پیر ہوں کہ سنوں شیخ و شاب کی باتیں — مگر نہ ترک ہوں مجھ سے شباب کی باتیں
جگر تو پہلوے دلبر میں مل گئی ای دل — ٹھہر ابھی ہیں اضطراب کی باتیں
کلیم سمجھے نہ کچھ سنکے لن ترانی طول — کرتیں ہیں یہ کس صنم لاجواب کی باتیں
ہیم اور خط نہ لکھیں اسکو حضرت ناصح — غرض ہیں لکھنے کے قابل جناب کی باتیں
خدا نہ کردہ چلی آنکھ دل کے کھنے پر — خراب کرتی ہیں خانہ خراب کی باتیں
بگڑ کے بولنے میں ہیں تمہارے لاکھ بناؤ — ہزار لطف سے بہتر عتاب کی باتیں
یہ طرفہ پیچ ہے تقدیر کا کہ وصل میں بھی — تمام شب تھیں ادھر پیچ و تاب کی باتیں

اشارے یوں رہیں باہم کہ کچھ نہ سمجھے غیر	مرے تمہارے سوال و جواب کی باتیں
ہمیشہ کرتے ہیں ذکر عذاب ہی واعظ	سنا دے پیر مغاں کچھ ثواب کی باتیں
ابھی تو بوسے دیے جاؤ گننے سے کیا کام	کہ ہوویں گی کبھی بے حساب کی باتیں
فراق دوست ہوئی رخصت جوانی بھی	کہ ہم ہیں اور وہ عہد شباب کی باتیں
جو کی تھی خواہش ہمبستری یار کبھی	ہنسا یہ بخت کہ کرتے ہو خواب کی باتیں
یہ کہہ رہی ہے نگہ کہ بے پردہ یار کو دیکھیں	سنو مری نگہ بے حجاب کی باتیں
غضب ہے کہ خود مجھے قاصد کی بھیجتا ہی نہیں	جلال اور سنو اضطراب کی باتیں

یہ چہرہ لغزہ سنجان شاخسار حدیقہ سخنوری و طوطیان شکرستان فصاحت گستری مثل عندلیبان خوشنوا چہرۂ انجمن سامعین میں یوں نغمہ سرا ہیں کہ گل بوستان عیاری سرو حدیقہ غمزہ گفتاری رنگین بیان یعنی مہتر قران سامنے افراسیاب کے کھڑا ہوا باتیں بنا رہا ہے کبھی صرصر کو مخبر کہہ بتاتا ہے کبھی افراسیاب سے وا سخن لیتا ہے کبھی عرض پرداز ہے کہ اے شہنشاہ زمرۂ ملازمان میں یہ حقیر و قلیل جواب خیرخواہی پر کمر باندھوں اسد شیر دل کو اپنے ہاتھ سے قتل کروں آپ پر بخوبی ظاہر ہو کہ دل و جان سے یہ بہادر شریک ہوا لیکن حسرت یہ ہے کہ حضور مجھ کو خدمت میں ملکہ حیرت جادو کے روانہ کریں میں جا کر اپنے نام پر طبل جنگی بجواؤں سر سیدان عمرو و چالاک کو نوکون وقت پر آپ بھی تشریف لائیں میری جانبازی ملاحظہ فرمائیں لیکن ان سب کے قتل میں اب دیر نہ کیجئے زبان سے تو قران یہ کہتا ہے لیکن دل دھڑک رہا ہے زمزمہ سرائی پر مہتر قران کی زیور و غیرہ خاموش البتہ بیٹھے ہوئے ہیں کہ کیا خوش تقریر ہے فصاحت و بلاغت میں بے نظیر ہے یکایک دیوار باغ سے آواز آئی اے شہنشاہ طلسم ہوش ربا عالی مرتبت میں چراغ سلطنت روشن ہو غلام خیرخواہ مدت سے مشتاق ملازمت سرکاری تھا آج ستارۂ بخت چمکا آفتاب عالمتاب چہرۂ پرنور کی زیارت سے دیدہ و دل روشن ہوئے افراسیاب جادو نے پلٹ کر دیکھا ایک عیار لیکن وضع گنوار کی گاڑھے کی مرزائی پہنے کی وضع ایک الو جیسا سر پر بیٹھے ہوئے کمر چپٹے سکنہ [illegible] بھول نذر دار کمل وہ بھی مرجھایا ہوا موٹی سی کمان داہنے شانے پر ایک ترکش گھنا ہوا اس میں چند تیر شکستہ جادو سے کمر باندھے ہوئے بجائے کمند سوت کا رسہ شانے پر پڑا ہوا جوتا پھٹا ہوا

تیل مین ڈوبا ہوا گرد مین اٹا ہوا کھچڑی داڑھی مونچھین بڑی بڑی ہونٹون پر لٹکی ہوئین جسم سے
باغ مین کودا اکڑتا ہوا سامنے افراسیاب کے آیا بہت دعائین دین مگر یہ بیٹھے دیکھا کئے کمین
بڑی بڑی صرصر حیران کہ یہ کون شخص ہی قران بھی متردد کہ یہ گنوار کہان سے آیا جب افراسیاب
کو بہت دعائین دین افراسیاب نے کہا اے شخص تیرا کیا نام ہی بد دلت سے تیرا کیا کام ہی عرض
کی غلام کا نام سرہنگ کوہی ہی درہ کوہ مین رہتا ہون یکے دوکے کی خبر سناتا ہون قزاقی
پیشہ ہزارون مسافر مار ڈالے لاشون سے کنوئین بھر دیے ہزار دو ہزار شاگرد آپ کی دنیا سے
مین محتاج نہین کون ایسا مرد آدمی ہوگا جو دو چار مہرین اپنے پاس نہ رکھے اس دیہات مین
اس غلام کی دھاک ہی بڑے بڑے عیار بادسعدت سے ہوس تھی سرکار دولت مدار کی خدمت
مین حاضر ہون سب دنون قزاقی کر چکا اب نوکری کرون لیکن امیدوار ہون کہ امتحان کرکے
حضور مجکو ملازم کرین سنا تھا مین نے کوئی عمرو عیار ہی اسکے شاگرد بہت ہین اس ساربان زادہ
کا پتہ بتایئے یا سامنے بلا لیجئے صاف کہلا بھیجے کہ او ساربان زادے تیری گوشمالی کے واسطے
جناب سرہنگ کوہی تشریف لائے ہین یہ گنوار غلام آپ کا بالکہ ہی دشمن کو حضور کے چیر پھاڑ
کے کھا جائیگا افراسیاب نے دیکھا باتین تو گنوارون کی ہین لیکن طرز رفتار چہرے سے مکاری
غداری آشکار مہتر قران نامدار اسکی باتین سنکر ہنس رہے ہین کہ یہ گنوار چبا چبا کے باتین کرتا ہی
سب عیارون کو برا کہتا ہی نگاہ غور سے صرصر بھی دیکھ رہی ہی کہ یہ کون شخص ہی عیار خوش چشم
صاحب قہر وخشم اپنے سایہ سے رم کرتا ہی قدم نہین جمتا زبان مثل مقراض چل رہی ہی ملکہ صرصر
نے مہتر قران سے کہا کہ اے صاحب بغدہ گران اس گنوار مکار کو جواب دو بڑے لاف وگزاف
کرتا ہی کہا سکند موے نے سوت کا رسہ کاندھے پر ڈالا ہی کسی جولاہے کا رشتہ دار ہی نقصان
کا ڈر ہی یہ گنوار عیاری کیا جانے تانا تمھاری کرنیوالا یہ مثل اس مقام پر ٹھیک ہی کر گا چھوڑ تماشے کو
جائے مفت کی چوٹ جولاہہ کھائے مہتر قران نے ہنسکر کہا دیوانہ وحشی ہی ابھی شہنشاہ حکم دین
گوشمالی کرون دونون کان اکھیڑ ڈالون کان ہو جائین اسکان کیا جو ہمسے لڑسکے اک چانٹے کا ہاتھ
مارون ناک اڑ جائے ناکے تک روتا ہوا جائے صرصر و قران تو اشارے کر رہے ہین لیکن
سرہنگ کی زبان نہین رکتی کبھی افراسیاب کے گرد پھرتا ہی کبھی دانت نکالکر عرض کرتا ہی

گوسیان میری بات کا جواب نہ ملا افراسیاب نے کہا ای سرہنگ کوہی تم عمرو سے امتحان کے
خواہان ہو عمرو اسوقت کہان ہی ہم تمکو نامہ لکھکر پاس ملکہ حیرت جادو کے روانہ کرین وہان طلب کیگی
تجھے عمرو کو یا اُسکے فرزند چالاک کو للکار و حقیقت مین اگر عمرو کو زیر کروگے بہت سا انعام دینگا
ہم تمھاری بڑی قدر کرینگے بلا شاگرد رشید عمرو مہتر قران نامور ہی اگر ملازم ہوا ہی یہان سے تا کوہ
عقیق عیاران عمرو مین انکا مثل نہین جرأت شوکت لیاقت عیاری نمبر گزاری انکی ذات پر موقوف ہی
حقیقت مین ای سرہنگ کوہی جیسے ساحران زبردست اس جوان شیر دل کے ہاتھ سے
قتل ہوگئے کیا مجال تھی بہرام فلک کی کہ اُنسے آنکھ ملا تا یا انکے سامنے اسواسطے عیاری سکے آگاہی جوان
خوش انجام کا کلیجہ تھا لیکن باغیون سے اسکی قدر نہ کی تنگ ہوکر میرے پاس آیا ہی سرہنگ نے
کہا جسکا سرکار نے ذکر کیا وہ کہان ہی افراسیاب جادو نے طرف مہتر قران کے اشارہ کیا یہ
سامنے موجود ہی مہتر قران کو سرہنگ نے بنگاہ غور دیکھا کہا صاحب گوستیان الیسون سے
تو مین بھی جیتا ہون ایسے لونڈے لاڑیون کو رستہ بتاتا ہون انکی کیا حقیقت ہی اور یہ جو عیارہ
آپ کے پہلو مین بیٹھی ہی ترپا معلوم ہوتی ہی ہمارے گانون مین بی کتنان ترپا اسکی ذیچی آتی صورت
کی ہی ایک ٹھوہ سے گر تھنے اسکا سر ڈھانکا دس دن غذ دیا ایک نگہ وہ دلبود زمین صافی مین بن لے
اسکو ویدی کہ بوٹے ہوتے کہاے پڑی رہے یہ بچاری کیا ہین جب تو عمر گالیان دینے لگی نگوڑے
گنوار تیری شامتین آئی ہین تیری گھر والی ترپا ہوگی گتان کا بچہ بیہودہ بکتا ہی سرہنگ کوہی
باتون پر ہنس کر کے بہت خفے کہا تمھاری گالیان کھانیکے واسطے ہین بی بی جو چاہو کہو تمھاری بات
کا جواب نہ دینگے یہ حبشی صاحب کچھ بولین تو انکو کچھ جواب دین مہتر قران کو بات سننے کی کتاب ہی
مرد سپاہی گرم مزاج مردان عالم کے سرکا تاج بغدے پر ہاتھ ڈالا کہا او گنوار کیا بیہودہ بکتا ہی ایک
بغدہ انشاء اللہ ایسا مارونگا سر گو وہ کھاتا پھریگا ساری عیاری مکاری بھول جائیگا تو قزاقی کیا کیے کا
مسافرون کو سنکھیا دے کر مارا ہوگا شہنشاہ کے سامنے بڑھ کر بات کرتا ہی قبضے پر ہاتھ رکھ
ای شہنشاہ حضور کے سامنے میرے اسکے دو دو چونچین ہوجائین حضور انصاف فرمائین ابھی
اسکی مشکین باندھتا ہون ان باتون پر سرہنگ کوہی خوب ہنسا کہا بھلا شہنشاہ میان کو غصہ تو
آیا اب انکو حکم دیجیے میرے انکے چوٹ چلے میان کو پوری گھاتی یاد نہوگی جو تون کے نام سن لیے

ہو گئے اگر انکی کا ہاتھ ماردونگا آمیزش ضمیر ہو جائیگی ہین گو مار ڈالنیوالا بحیثیت کشتی گیر عیاری
مین بے نظیر میان سنے کوئی دو چوٹین سیکھی ہونگی دو چار انکے مجھے سحر کے بھی یاد ہین وقت بیوقت
جانور بنکے نکل جاؤن ہر طرح حریف کو مارون مہتر قران نے کہا ای شہنشاہ ایک بات کا اس سے
اقرار لیجیے میرے سامنے کوار چلے لیکن سحر نہ کرے افراسیاب جادو نے کہا ای مہتر قران کیا مجال
میرے سامنے سحر کر سکتا ہی اسکا لاف و گزاف مجکو بھی ناگوار ہوا قران نے کہا مین بجالائے دیتا ہون
لیکن سحر کا خیال رکھیے گا ایسا نہو ڈرنے مین سحر کرے میرے ہاتھ پاؤن بیکار ہون بیکار چوٹ مارے
اسپر ناز کرے افراسیاب نے کہا ای سرہنگ کوئی خبردار سحر نہ کرنا ورنہ تو جانتا ہی فن سحر و ساحری کا بدولت
کا غلام ایک اشارے مین برق چمکادونگا خرمن حیات تیرا پھونک دونگا سرہنگ نے کہا نہین حضور مجال
مین اپنے سحر نہ کرونگا لیکن ای افراسیاب اپنر اگر غالب آؤن سرکار سے انعام پاؤن افراسیاب نے کہا
اگر تو مہتر قران پر غالب آیا جو مانگیگا ▪ دونگا عیارون کا افسر کرونگا یہ کہکر مہتر قران کی جانب متوجہ ہوا
کہا کیون قران اس سے ڈر گئے مہتر قران نے کہا حضور یہ کیا ہی سحرہ دیوانہ ہوا ہی دیکھیے تو کتنی
چوٹین مارتا ہون اگر دم لینے دون تو اپنا ملازم نہ قرار دیجیے گا مہتر قران کے نزد شور سے افراسیاب
سحر بی آ ▪ ہو اپنی بات کا بھی خیال کر ایک گنوار نے آکر لاف و گزاف کیا اگر یہ ذلیل نہو ابہت
طبلہائے کا سب اہالیان جلسہ کو اشتیاق زیور دلاہوٹ مشتاق کہ رہے ہین کہ ای شہنشاہ
اول ان دونون کا مقابلہ دیکھیے بعدہ فیصلہ یان بلاکر قتل کیجیے اپنا عوض لیجیے قران نے کہا
ای شہنشاہ اب مین آپ کا ملازم خاص بندۂ باختصاص ہوا اسکو سزا دونگا اسد کو اپنے ہاتھ
سے قتل کرونگا صرصر کی نگاہ ڈری ہی سرہنگ کوہی تلوار کھینچکر پیترے بدلنے لگا کہا سیان
جنبی آؤ قران نے کہا اس نٹ بازی سے ہمکو نفرت ہی یہ اچھلنا کودنا کیسا یہ کہکر مہتر قران
نے بغدے پر ہاتھ رکھا سرہنگ نے چالاک مہتر قران پہ وار کیا مہتر قران نے بغدے
پر کاٹتا سرہنگ برس پڑا مہتر قران کو دم لینا مشکل کر دیا کبھی مہتر قران خالی دیتے ہین
کبھی وار سرہنگ کا روکتا ہی اب حسنت و آفرین کی صدائین بلند ہوئین صرصر نے کہا ای شہنشاہ
حقیقت مین یہ لونڈا گنوار بڑے روز کا ہی مہتر قران ہی کا ایسا ہی کہ اسکی چوٹون سے بچ رہا ای
افراسیاب نے کہا اگر ایسا نہوتا بلا تکلف میرے سامنے کیون دعوی کرتا صرصر نے کہا

ادہر شہنشاہ عینک مہتر قران کو بڑی مشکل پڑی ہے دونوں کی نگاہ لڑی ہے کسی کی نگاہ نہیں
جھپکتی خوب دونوں میں چوٹ کی چوٹیں چل رہی ہیں مجھے تو سرہنگ کو ہی غالب معلوم ہوتا ہے
حقیقت میں مہتر قران کو جان کی پڑی ہے جی میں کہتا ہے بڑے ظالم سے مقابلہ ہوا کس کام کو آیا
کس جھگڑے میں پھنسا سرہنگ نے لڑتے لڑتے مہتر قران پر کمند کے حلقے مارے گردن و کمر میں
حلقے آئے لیکن مہتر قران نے سبک ہو کر جست کی حلقۂ کمند سرہنگ سے یوں نکلا جیسے شرارہ سنگ
سے یا گج سے ہوائی یا عینک سے نگاہ افراسیاب اچھل پڑا کہا مہتر قران خوب بچے قران کی
جان پر بنی ہے افراسیاب کو سلام تو کیا اسیطرح حلقہ ہائے کمند مہتر قران نے مارے سرہنگ
بھی نکلا کچھ حلقے کاٹے افراسیاب جادو دونوں کی تعریف کرتا ہے قران و سرہنگ پسینے پسینے غضب
کی کارزار ہے حقیقت میں سرہنگ کو بھی بڑا ہوشیار ہے کسی فن میں کمی نہیں کرتا ہے افراسیاب
کو بڑا خیال ہے کہ آج ہی میں نے مہتر قران کو نوکر رکھا بڑی سختی میں بیچارہ پھنس گیا اگر قتل ہوا بڑی
بدنامی ہوگی صرصر شمشیرزن کہتی ہے حضور اب چارہ کیا لیکن اس لڑائی کے تماشے میں افراسیاب جادو
ایسا مصروف ہے کہ قتل اسد کو بالکل بھولا دونوں کی سپاہگری پر عش عش کر رہا ہے تمام اہلیان محفل
مبہوت لب پہ مہر سکوت لاہوت جادو حیران کہ مہتر قران کو کام کے واسطے بلایا بیچارہ کس جھگڑے
میں پھنسا خدا اسکی آبرو بچائے دیکھیے انجام کیا ہوتا ہے اگر شاید مہتر قران پر کوئی زوال آیا اہل اسلام
کہینگے کہ مرے مسلمان ہوا تھے بڑے عیار کو قتل کرایا ہے پروردگار مہتر قران کو بچانا استادان سخن نے
تحریر فرمایا ہے تحریر و تقریر میں رنگ شعبدہ دکھایا ہے پھر پھر کالی مہتر قران سے اور سرہنگ
کو بھی سے نکوار ملی کسی نے چوٹ نہیں کھائی دونوں چھوڑ کر لڑ رہے ہیں اب مہتر قران بعد

پھر پھر کے سنبھلا بندہ تماشاگر نعرہ کیا اوگنوار ہوشیار ہو جا نعرہ قران		اسپر لیا اسپر چون باد بہاری
جان سرہنگ درخنجر گزاری	اسپیدان اژدرہا کش فتنہ نامم	منم مہتر قران شمشیر زبانم

اب افراسیاب نے دیکھا مہتر قران کے تیور بدلے چوٹ کی چوٹیں مارنے لگا ہر مرتبہ یہ معلوم
ہوتا ہے کہ مہتر قران کا بندہ پر سرہنگ کا سر اڑ گیا سرہنگ دب دب کے اپنے کو بچاتا ہے پیچھے
ہٹتا جاتا ہے مہتر قران نے دم لینا دشوار کر دیا سرہنگ آدھی جان ہے کبھی لوٹ ماری کبھی چوٹ
بچانے کو جست کی اب وار نہیں کر سکتا مہتر قران نے بندے کے پنجہ کو دیا نشانہ بانگ زد ہو یا

ہوا ہر مرتبہ سایہ میں بندے کے لیتا ہے جب چوٹ بڑی سرہنگ دب کر پیچھے ہٹا بعدہ
مہتر قران کا پڑا دینا نے کی آواز آئی گاو زمین تھرائی مگر سرہنگ کو ہی سنبھالنے کو
بچایا افراسیاب و لاہوت و ملکہ زیور و ملازم سب کھڑے ہوئے دیکھ رہے ہیں کہ مہتر
قران سرہنگ کو دبایا ہوا لیے جاتا ہے جو ہیں مہتر قران کی وہ چوٹ کی چلیں کہ سرہنگ کا
جی چھوٹ گیا سوائے پشت دکھلانے کے کچھ نہ بن پڑا بیچ میں باغ کے ایک قصر عالیشان اسکے
پردے اسمیں پڑے ہوئے عرصہ دراز سے وہ قصر صاف نہیں ہوا کچھ ٹوٹے ہوئے
پلنگ کچھ پڑے دھنیان اسطرح کے اشیا اس قصر میں بھرے ہوئے ہیں سرہنگ
دبتا ہوا ان پردوں تک آیا قران نے پہچانا چھوڑا البندے کے سایہ میں لیا سرہنگ کو
یقین ہوا ابکی مرتبہ اگر بندہ پڑا سر اڑ جائیگا یا مثل خیار تر دو ٹکڑے ہونگے جان بچانا دشوار
گھبرا کر بھاگا مہتر قران نے کہا او نامرد کہاں جاتا ہے شرم نہ آئی پشت دکھائی افراسیاب
نے بھی آواز دی ای مہتر قران کیا کہنا حریف کو مار لیا ہی جانے نپاسے اپنا قوت بازو قرار
دونگا میری بات رکھ لی کیا سپاہگری دکھائی صرصر بھی وجد میں کہتی ہے ای شہنشاہ مہتر قران
نے کیا کام کیا اب نگوڑے گنوار کو دبا لیا بھڑوے کے منہ پر ہوائیاں اڑ رہی ہیں اب نہیں
کچھ بن پڑتا لاف و گزاف بھولا سب سے زیادہ لاہوت جادو کو خوشی ہے کہتا ہے ای شہنشاہ
آپ نے جرأت مہتر قران کو دیکھا شیر کے تیور ہیں اسکے سامنے بڑے بڑے پہلوان
زیر و زبر ہیں رستم کی اسکے سامنے کیا حقیقت ہے سہراب یل کو کیا لیاقت ہے افراسیاب
کہتا ہے ای لاہوت جادو سچ کہتے ہو میں بھی ایسی قدردانی کرونگا دامن مدعا در بے بہا سے
بھر دونگا سرہنگ کو ہی نے جو دیکھا کہ اب جان بچنے کی کوئی صورت نہیں جست کر کے
پردے کے اندر گھس گیا مہتر قران نے کہا دیکھیے حضور نامرد نے پردہ کیا افراسیاب
نے کہا ڈھونڈھو میں بھی آیا ای مہتر قران کیا کمال کیا اسوقت میری بات کو رکھ لیا میں
نہایت خوش ہوں تجکو بڑا رتبہ دونگا افراسیاب و لاہوت جادو و ملکہ زیور خوش خوش دوڑ کر
قریب مہتر قران کے آئے مہتر قران نے پردے پر ہاتھ ڈالا توڑ کر پھینک دیا سب نے
دیکھا اس قصر میں تمام یہ اشیا بھرے ہوئے ہیں کہ چارپائیاں شکستہ لکڑیاں بیکار اگر قصد

کیا جائے کہ ان سب کو اٹھا لین دس پانچ فرد درہون دو پہر مین سب اُٹھے افراسیاب جادو
نے کہا ای قران تلاش کرو قران نے دو چار بغدے ان پیڑون پر مارے کھڑکھڑاہٹ کی آواز آئی
قران نے کہا حضور یہین چھپا ہی مین ڈھونڈھ کر نکالونگا وہ جو اُسنے کہا تھا کہ سحر بھی مجھے آتا ہی
وہی فن اُسکا کام آیا بڑی نظرت سے اپنے کو بچایا حضور سحر کا خیال رکھین جرأت مین غلام کمی
نہ کریگا یہ کہکر پیڑون کو کھڑکھڑایا افراسیاب دعمرو پیرون قصر سے دیکھ رہے ہین یکایک ایک
بلاو بڑا سا اُن پیڑون کے بیچ مین سے غراتا ہوا نکلا افراسیاب نے کہا لو وہ سرہنگ کوہی سحر
کرکے گربۂ مسکین بنا پکار کر آواز دی ای قران لینا بقول سعدی گربہ کشتن روز اول بگردہ بلاو
مہتر قران کو دیکھکر گھبرایا جست کرکے باغ مین بھاگا مہتر قران نے نعرہ کیا او گنوار کہان بھاگ کے
جائیگا بلاؤ کیا اگر تو جانور بنتا تو بھی تیرا تعاقب نہ چھوڑتا ملحوظ خاطر ناظرین جواب وہ بلاو جدھر
بھاگ کر جاتا ہی مہتر قران بغدہ پھینک کر اسکے برابر پہونچتا ہی وہ جست کرکے درخت پر چڑھ جاتا ہی
مہتر قران نے دوڑ کر بغدہ مارا نخل قلم ہو کے گرا افراسیاب جادو دیکھتا ہی مہتر قران کو
انتہا کا غصہ کف منہ سے جاری ابرو سے خمدار پربل تعاقب مین بلاؤ کے چھل بل یون گھیرا ڈالا کہ
کہ سارے باغ مین بلاو بھاگتا پھرتا ہی مہتر قران پیچھا نہین چھوڑتے پسینے پسینے لیکن یہی صدا کہ
ابے او گنوار تجھے زندہ نہ چھوڑونگا سحر کرکے بلاو بنگیا جانورون کے نزدیک کتے بلی کا مارنا کیا
مشکل ہی ابے تو بڑا جاہل ہی دوڑتے دوڑتے جب مہتر قران ناچار ہوئے بلاؤ نے جست کی مہتر
قران برابر پہونچا قصد کیا بغدے کا ہاتھ مارین بلاؤ دب کے نکلا دیوار کے برابر پہونچا چنچے
جا کے دیوار پر چڑھنے لگا بلاو نے سند پر تھامی چاہتا ہی دیوار کو پھاندے قران جست کرکے بغدہ
ہوا بغدہ لگا بلاؤ کا سر قلم ہوا دم سے لاشہ بلاو کا زمین پر گرا مہتر قران نے جھوم کے نعرہ
کیا ہنر صاحب بغدہ گران نظر کردہ بزرگان افراسیاب جادو نے دوڑ کر قران کے ہاتھ
چوم لیے لاہوت جادو تصدق ہوا مرصر بھی تحسین کرنے لگی لیکن لاشہ بلاؤ کا زمین مین
جذب سرد ہو گیا صورت تبدیل نہوئی شکل جادوگر سے مرنے کی بھی آواز نہ آئی افراسیاب
جادو نے کہا ای قران یہ کیا سبب کہ جو یہ اصلی بلاو تھا اگر سرہنگ کوہی سحر کرکے بلاو بنا ہوتا
دستور ہی بعد مرنے کے سحر اُتر جاتا ہی جتنے تو نے ہزارہا جادوگر مارے بعد مرنے کے اسکی صورت اصلی

ہو جاتی ہی معلوم ہوتا ہی یہ بلاو ان لڑکیون مین رہتا تھا آدمیون کی آواز سنکر نکلا تمھارے ہاتھ سے
مارا گیا لیکن اتنا بڑا بلاو ہماری نگاہ سے نہین گذرا اب سب حیران کہ آخر وہ گنوار کیا ہوا عمر
نے کہا وہ جان بچا کے نکل گیا مگر مہتر قران نے خبث مہتر کا خاتمہ کیا کسی نے دور شو سے بالا سے
دیوار پہونچے گویا پر پرواز پیدا کیے سب اپنی اپنی کر رہے ہین لیکن مہتر قران خاموش بحر حیرت کا
جوش سب اُسی مقام پر قریب بلاو کی لاش کے کھڑے ہین ہر خرد و کلان کو حیرت اسی حال
حسرت مآل پر عبرت تھی یکایک گوشۂ باغ سے ایک خوشبو آئی دماغ جان ہر ایک کا معطر و معنبر ہوا
از اسباب وغیرہ سب حیران ہو کر کہا یہ کیسی خوشبو آئی صاف ظاہر ہوتا ہی کسی نے ہزار دن قرابے
عطر مجموعہ کے کھول دیے یا پہلوون مین روز عید ہی غنچے مسکرائے عجب وقت معطر ہی
ہو سامان بہار پیدا کر رہی ہین آنکھین نرگس کی نگاہ کر رہی ہین دیکھو سنبل نے گیسو سنوارے
سر دا کر نکلے خوشبو نے دماغ جان معطر و معنبر کیا جوش فصل گل ہی چہچہہ زن بلبل ہی نرگس
آنکھین پھاڑ کے دیکھتی ہی لون آتا ہی شگفتہ غنچۂ لالہ زار ہی چمن مین بہار ہی بموجب مضمون

اشعار آبدار نظم

جسنے دیکھی ہو ترے رخسار روشن کی بہار
اب خوش آئی ہی بسایہ باغ و گلشن کی بہار

اسقدر نازاں نہو یہ رنگ گل ہی بے ثبات
چار دن کے واسطے بلبل ہی گلشن کی بہار

فرقت جانان ہجوم رنج بیتابی سے جوش
دل بہلانے ہو تو دیکھین چل کے گلشن کی بہار

کون دیکھے بے ثباتی عالم ایجاد کی
عارض گل کیطرح مہمان ہی گلشن کی بہار

جلوۂ رخسار تابان کا جو ہر جانب ہی عکس
برق تابان کی چمک دیتی ہی دامن کی بہار

کیون خفا ہوتا ہی چھینٹون سے لہو کے بار بار
اور بڑھ جائیگی ظالم تیرے دامن کی بہار

سبزۂ نوخیز سے لطف گلستان ہی عیان
دیکھ آکر او ستمگر میرے مدفن کی بہار

گر نہین کوئی نہو باقی ہی کسکو احتیاج
دیکھتی ہی بیکسی اب میرے مدفن کی بہار

کیون نہ صدقے جائیے اے دل ہجوم باغ کے
کم نہین ہی جلوۂ رخسار سے تن کی بہار

ہان اُٹھا اب یہ پردہ رخسار روشن ای پری
دیکھتے آئے ہین ہم بھی ترے جوبن کی بہار

کہتے ہو تو بھی نہین چھپا کہ دیکھا تھا انھین
تمکو خوش آئی مگر پوشاک دشمن کی بہار

شل پیراہن ہوئی ہے زیور وحشت کی قید
کم گریبان سے نہیں ہے طوق گردن کی بہار

سوز فرقت سے بھڑک اٹھتی ہے جب سینہ میں آگ
گرد ہو جاتی ہے اخگر شمع روشن کی بہار

داغ ہجر یار سینے پر غنیمت ہے نسیم
دیکھتے ہیں ہر سحر ہم اپنے گلشن کی بہار

ہر گلعذار کے چہرے پر بحالی عندلیبان خوشنوا کو خوشحالی افراسیاب جادو ایک ایک سے پوچھتا ہے کیوں صاحبو کیا پھولوں کے کھلنے روشن کیے آتش گل بھڑکی یا تو جرأت عمر قران کی نوبت تھی اس حیرت میں سب تھے کہ سر سنگ کو ہی کمان گیا یہ بلا دکدھر سے آیا اب خوشبوئے عطر آگین نے ہر ایک کے دماغ جان کو معطر کیا افراسیاب زیور سے پوچھتا ہے یہ خوشبوئے مشک و عنبر کہاں سے آئی زیور عرض کرتی ہے ایسی خوشبو کبھی کنیز نے اس باغ میں نہ سونگھی تھی شاید کسی بزرگ کا گذر ہوا خداوند دن کے نام بیجے سامری جمشید کی صنعت قدرت کو یاد کیجیے باغ عالم میں کیا کیا گل کھلائے اس گلشن میں رنگ تازہ نظر آئے عمر قران کو بھی حیرانی افراسیاب کو پریشانی زیور پکار کر کہنے لگی صاحبو آج ظہور قدرت سامری و جمشید ہے اس بوئے خوش میں کیا بھید ہے یہ کلمات ناتمام تھے کہ گوشۂ گلشن سے روشنی معلوم ہوئی معلوم ہوتا ہے مقام مشرق پر آفتاب عالمتاب کا طلوع ہے ضیا باری شروع ہے یا نور روشنی معلوم ہوتی تھی یا صدائے مہیب آئی زمین تھرائی یہ صدا تھی کہاو افراسیاب خانہ خراب ادمغرور و متکبر اب قوم جنی جان سے گزری الجھانی سنم شہنشاہ جنات اب جو افراسیاب نے سر اٹھا کر دیکھا ایک شہنشاہ عالی جاہ تاج یاقوتی بر سر قبائے مرصع کار در بر چہرۂ آفتاب عالمتاب پر رعب و داب زلفیں سیاہ عنبر آگین آنکھیں دیدۂ غزال کو آنکھیں دکھانے والیں چہرے سے قہر و غضب آشکار ابروئے خمدار کو جنبش پنجہ ہلالی زیب کمر بھووں کی سپر پشت پر خنجر زیب کمر جیسے قبضے پر لعل و گوہر آراستہ مالا ہے سحر دار سینہ بہار زیب گلو آنکی آمد کی یہ خوشبو پھیلی تھی آنکھوں میں آنسو چہرہ فرط قہر و غضب سے گلنار ایک تختی یاقوت احمر کی اسپر حروف الماس کے ترشے ہوئے منھ سے آنکی پلک جھپکی ہے وہ جوان خوش رو دریائے جواہر میں غوطہ زن جبین نور آگین پر شکن بڑھ کر ہاتھ افراسیاب کا تھام لیا اور للکار دیا جبار کہکر نعرہ کیا کیوں افراسیاب اس میرے ملازم کو تو نے کیوں مارا ملوک قوم جنات اکثر بلا و بالصورت ماران سیاہ پردۂ دنیا میں آتے ہیں مدت ہوئی اسنے

کچھ نقصان کیا تھا کس خطا پر اسکو مارا چالیس لاکھ خبات اُسکے خون کے دعویدار ہین
آمادہ حرب و پیکار ہین تلوارین کھینچ لین یہ نام آتشی ہین طبقۂ زمین ہوش ربا کو سب نے
انھون ہاتھ اُٹھالیا ہی قصد کرتے ہین برے ہوا لیجا کر کسی دریاے قار مین پھینکدین بادولت
سر پر جہانبانی پر جلوہ فرماتھے یکایک خبر ملی طلسم ہوش ربا پر خبات کی چڑھائی ہی افراسیاب
سنکر ڈر سے لڑائی ہر سب کا یہی قول ہی کہ ایک ساحر کو زندہ نہ چھوڑینگے یہ آتش قہر و غضب
مین پھونک دینگے مسلمانون سے لڑتے لڑتے ایسے مغرور ہوے جن کو مارا جنکو دنیا والے
دیکھ نہین سکتے بندگان خالی کو یہ لیاقت ہوئی قوم آتشی سے سرکشی بادولت کو یہ
خیال ہوا جب یہ اُٹھا کر طبقۂ طلسم ہوش ربا کو پھینکین گے لاکھون بندگان خدا بیجا ہلاک
ہو جائینگے خبات کے ہاتھ سے امان نہ پائینگے آخر دوڑ پڑا ان سب کو منع کیا کہ خبردار طبقہ نہ پھینکنا
ہم قاتل کو تمھارے بھائی کے لاتے ہین سچ بتلا کر قاتل اُسکا کون ہی ہمین بتلا دے ہم گرفتار کر لینگے
ہماری فوج سے تمام جنگل معمور ہین ہم آگاہ تھے ساحرون کو بڑے غرور مین اسی واسطے یہ تحقیق
واقع سحر گلے مین پہن لی اگر تمکو اپنے سحر پر ناز ہی جہان تک ہوسکے سحر کر پانی برسا اور اسی شعلۂ
آتش بجھا کا اگر زبان ہلانے دون مجھکو بادشاہ خبات نہ کہنا اور اپنے حامی کو بلا سب ملکر
ہمہ سحر کرین دیکھو تو ہم کیسا شکار کھیلتے ہین خون کے دریا آج اس باغ مین بہادینگے اپنے
مقتول کے خون کا معاوضہ لینگے اس قہر و غضب سے شاہ خبات نے افراسیاب جادو
سے کہا ہاتھ پاؤن مین افراسیاب کے رعشہ آگیا صحن قران البا شیر دل گھبرا گیا افراسیاب
کے پیچھے چھپا لاشہ خون آلودہ زمین مین پھینکدیا لیکن افراسیاب نے منت کر کے کہا حضور
تخت پر قدم رنجہ فرمائین ابھی کیفیت مفصل عرض کرتا ہون قاتل اُسکا یہان نہین ہی فوج
کو منع کیجیے طبقۂ زمین کا نہ اُٹھائین لکھو لکھ انسان ہلاک ہو جائینگے حضور خود بادشاہ عادل
ہین فلک عدل و انصاف کے ماہ کامل ہین ایک کے واسطے لاکھون کی جان لینا مناسب
نہین ہی افراسیاب بہلا کر شہنشاہ خبات کو قریب اپنے تخت کے لایا کہا حضور قدم رنجہ
فرمائین جو کچھ حکم ہوگا آنکھون سے بجا لاؤنگا خلاف حکم شہنشاہی ہو گا کیا مجال ہماری جو آپ سے
سرکشی کرین جب اسطرح افراسیاب نے منت کی غصہ تو نہین کم ہوا لیکن تخت پر جلوہ فرما

ہوے فرمایا یہ باتیں کیوں کرتا ہے پہلے اپنا کمال دکھلا ہم تیرے سحر کے بہت مشتاق ہیں افراسیاب
نے ہاتھ باندھکر کہا حضور میری کیا مجال آپ کے سامنے سحر کروں زہے نصیب کہ آپ نے مجھکو
سرفراز کیا صرصر کو جو بہ نگاہ قہر و غضب شاہ خبات نے دیکھا کہا یہ عورت کون ہے تلوار باندھے
بیٹھی ہے صورت پر اسکی مکاری غداری برستی ہے او عورت کچھ منہ سے بول بلاد نے ہمارے
کسی کا کھانا کھالیا کوئی ظرف توڑ ڈالا او کم ظرف جواب نہیں دیتی صرصر کانپنے لگی جواب
نہ دے سکی غش آنے لگا پائجامے میں چل چل موت دیا پھر اسکے سر جھکالیا بڑی مشکل میں
اتنا جواب دیا اے شہنشاہ خبات صاحب کشف و کرامات لونڈی کو کچھ احوال نہیں معلوم
میں تو ابھی آئی ہوں میرے سامنے یہ بلاد نہیں مارا گیا شہنشاہ خبات نے کہا جھوٹ
کہتی ہے تو یہاں موجود تھی بلکہ شاید تو نے ترغیب دی قاتل اسی جلسہ میں موجود ہے ہمارے
دماغ میں بو آتی ہے تم لوگوں کے بھروسے پر سلطنت نہیں کرتے دس ہزار کوس کی خبر ذرا
سنا دیں تمام دنیا کو درہم برہم کرکے دکھا دیں خدا نے ہمکو سب طرح کا اختیار دیا بندگان
خاکی کو مجبور و ناچار کیا بڑے افسوس کی بات ہے کہ افراسیاب سحر نہیں کرتا ہم بھی ایک
شعبدہ دکھاتے دیکھو وہ سحر کس پر جاتا ہے پھر کیا تدبیر کرتے ہیں سحر کرنے والے کا خود پر سہارا
ڈالے جس پر گھمنڈ ہو وہی ناآگیں چیر ڈالے شیاطین کی یہ مجال ہے کہ خبات سے آنکھیں ملائیں اگر
نگاہ ڈال دیں پھنک جائیں یہ فرما کر طرف عمر قران کے متوجہ ہوئے فرمایا کیوں رے تو کون
ہے تیرے چہرے سے معلوم ہوتا ہے کہ ان جادوگروں میں کا نہیں ہے یہ بھی ثابت ہوا بدولت کو
کہ تو مرد مسلمان ہے حمزہ عرب کا ملازم ہے یہاں کیوں آیا عمر قران کا رنگ رو اڑ گیا ہاتھ باندھکر
کہا حضور نے بجا ارشاد فرمایا میں کوچہ سحر و ساحری سے نابلد ہوں اتفاق سے یہاں چلا آیا
میں نے قتل ہوتے اس بلاد کو نہیں دیکھا شاہ خبات نے کہا تیری باتوں سے بوئے کذب
آتی ہے تو قتل میں ہمارے بھائی کے شریک ہوا قران نے گھبرا کر طرف افراسیاب کے
دیکھا کہ شہنشاہ مجھے بچا لیجے افراسیاب نے کہا اے شہنشاہ یہ بیچارہ ایک شخص مسافر ہے میں
قاتل کو ڈھونڈھ دونگا چند ساعت توقف فرمائیے یہ بھی مجھکو یقین ہے از خردان خطا و از بزرگان
عطا سحر و ساحری کا نام نہ لیجیے کس کی مجال ہے کہ آپ کے سامنے سحر و ساحری کرے آج جسکو

بڑا شرف حاصل ہوا آپ نے سرفراز کیا میں چاہتا ہوں صحبت عیش و نشاط آراستہ کروں
خدمتگزاری میں مصروف ہوں اپنے بادشاہوں میں جھکر فخر کرونگا شاہ جنات سے میں
مشرف ہوا مجھ سے اور حضور سے تقریب نامہ و پیغام آ گئی ہو حسب مضمون مصرع شاہان
چہ عجب گر بنوازند گدا را ۔ جب افراسیاب نے اسطرح خوشامد کی غصہ شاہ جنات کا کم
ہوا مجلس پڑھ سے کہا او افراسیاب تیرے عجز و انکسار نے مجھکو مجبور و ناچار کیا لیکن قاتل اپنے
بھائی کا لینگے افراسیاب نے کہا حضور انصاف کریں اگر کسی نے یہ بے ادبی کی ناواقف
تھا جانور سمجھکر مارا زیور محل نشین اپنے ساتھ والیوں سے کہ رہی ہے کیوں بوا گلشن اس گوشہ
مین چمن کے مدت سے ایک قبر کا نشان ہے کنیزوں نے کہا جب ہم کبھی رات کو اسطرف
آتے ایک شخص سفید کپڑے پہنے ہوے بیٹھے تھے مدت سے یہاں جنات کا گذر ہے سکو
کیا خبر ہے لیکن میں انکے صدقے جاؤں آجتک کسی کو ستایا نہیں شمشاد نے کہا بوا ایکدن
مین نے بھی یہاں پیشاب کیا تھا دو دن حرارت رہی مین نے ہار پھول چڑھائے تھے حرارت
جاتی رہی اب بوا ہر جمعرات کو کھیلیاں چڑھاؤنگی گلزار نے کہا ایسے جو مراد مانگو ملتی ہے کلی آرزو کی
کھلتی ہے اب یہاں ایک طاق بنا دینگے اگر دشمن کریگے وہاں دینگے ایک نے کہا مردوا میرا
بہت بدمزاجی کرتا ہے اولاد نہیں ہوتی عورتیں طعنہ تشنیع کرتی ہیں بانجھ نگوڑی شیطان کی لنگوٹی میں
تو یہی مراد مانگونگی نو مہینے لڑکا ہو پھولوں کی چادر چڑھاؤں گاتی بجاتی ہوئی میاں کی قبر پر
آؤں ایک نے کہا بوا جاگتی جوت کے پیر سامنے موجود ہیں جو کچھ کہنا ہو کہو زیور نے کہا بوا انکو
تو ملانا دشوار ہے بات کون کر سکے پیروں سے کوئی بات کرتا ہے پیر روشن ضمیر ہیں چہرے کا رعب و داب
تو دیکھو آفتاب عالمتاب لباس سب تاباں دنیا میں ایسے گوہر بے بہا کسنے دیکھے ہیں برابر بیضہ مرغ
کے ایک ایک موتی ہے زیور نے کہا اری خضرا خاتم کیا جانو میں نے کتاب میں لکھا دیکھا ہے کہ یہ دہ قاف
میں سنگ کنکر پتھر کے جواہرات پڑا رہتا ہے بوا کتاب میں پڑھو تو سب حال تمکو معلوم ہو پڑھے لکھے کی چار
آنکھیں ہوتی ہیں یا سیر سے باغ میں ہمیشہ بہار رہیگی اپنے ہاتھ سے جھاڑو دونگی میں بھی اولاد کی دعا
مانگونگی عورتوں میں تو یہ چرچے لیکن افراسیاب نے خطاب کلام خوشامد سے شاہ جنات کو ٹھنڈا
کیا ہاتھ باندھے کہ رہا ہے اب حضور قاتل کا ذکر نہ کریں معاف فرمائیں شہنشاہ جنات معتبر قرآن پر بھی

نگاہ غضب ڈالی رستم میں قران کے ہاتھ پاؤن مین رعشہ پسینے پسینے اتنا منہ سے نکلا حضور ہمارے
آقائے نامدار سوائے قدرشناس زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران اٹھارہ برس پردۂ
قاف مین رہے چھتیس پردے فتح کیے ملا آسمان پری دختر شہپال بن شاہرخ سے
شادی ہوئی وہان سے ہمیشہ تحفہ جات آتے ہین ہمنے بھی اشیائے نادرہ دیکھے یہ سنکر شاہ
جنات کو غصہ آیا کہا او حبشی کیا بیہودہ بکتا ہے دختر شاہ پریان برائے انسان ضعیف البنیان
شہپال ایک زمیندار گاؤن کا تھا اُس قریہ مین حمزہ گیا پردہ قاف کی کیا سیر کرسکتا تھا اگر نام
پوچھون حمزہ نہ بتاسکے اُسی گاؤن کے تحفہ آتے ہونگے اشیائے نادرہ پردہ قاف انسان کو کب
میسر ہین ہم بھی وہان کے ایک ادنی افسر ہین صرف چالیس لاکھ فوج ہمارے قبضہ مین ہے ہم خود
حقیر ہین لیکن ابھی کہو تو چالیس کرور انسان کو قتل کرین تحفہ وہان کا دیکھیے کا پہچان لیگا پردۂ
قاف کی خاک یہان کے مشک وعنبر سے بہتر اُن شاہون کا غلام یہان کے شاہون کا افسر
فرما کر شہنشاہ جنات نے جیب سے ایک شیشی عطر کی نکالی کہا او حبشی نام لیکر حمزہ کا بہت اترایا
اس عطر کو سونگھ دیکھ تو کبھی تیرا حمزہ ایسا تحفہ بھی لایا یہ فرما کر روئی ڈبوئی مہتر قران کو دی
قران نے تسلیم کرکے روئی لی حقیقت مین شیشی کھلتے ہی بہشتین آنے لگین دماغ جان سب کے
معطر ومعنبر ہوگئے افراسیاب نے بہ نگاہ حسرت دیکھا شاہ جنات نے کہا لے تو بھی سونگھ
ہر چند کہ تو ساحر ہے تجھکو ہمین کیا لیاقت لیکن شاہ جلیل بندگان خدا کا کفیل ہم خوب جانتے ہین
تیرا بڑا خزانہ اٹھارہ سو ملک تیرے قبضے مین فوج بیشمار بادشاہ عالی وقار سب طرح کی چیزین تیرے
خزانے مین موجود ہین خوشبو ہے اس عطر کی بو سے کبر ونخوت دماغ سے نکل جائیگی
طبیعت فرحت پائے گی روح کو راحت دماغ کو قوت آنکھون کو بصارت حاصل ہوگی تسکین
دل ہوگی سالہا سال یہ بو دماغ سے نہ جائیگی افراسیاب نے سلام کرکے ہاتھ بڑھایا شاہ جنات
نے قطرہ ٹپکایا اسی قدر لاہوت جادو کو بھی مرحمت ہوا چاہا شیشی کو جیب مین رکھین زنبور نے
کہا کیون حضور لونڈیان محروم رہین گوشہ باغ مین جو آپ کے عزیز کی قبر ہے رات کو سفید کپڑے
پہنکر وہ پھرتے ہین مین ہمیشہ پھولون کی چادر چڑھاؤنگی پلکون سے جاروب کشی کرونگی اس تحفہ
نایاب سے محروم نہ رکھیے شاہ جنات نے فرمایا اب تو فیض جاری کیا تم بھی محروم

نہ ہو بہت خوش ہوئی تمہارا شوہر بہت خوش نصیب ہے جی میں کہتا ہے ای لاہوت جادو میرا
سلطان جونا ابر روشن ہو گیا ایسا نہو افراسیاب کے سامنے کہیں غضب ہو جائے انکے
سامنے تو کیا کہہ سکیگا لیکن بعد کو قیامت برپا کریگا ہاتھ باندھ کر گوگرم نے کہا حضور پر سب
حال روشن ہے زبان سے فرمایا کیا فرد ہمدردوں کو عطر مرحمت فرمائیے زوجہ میری ہر وقت
باغ میں رہتی ہے قبر کی خدمتگزار رہیگی ایک مقدور جو ادا دونگا نیت وغیرہ نیت کا کیا ذکر شاہ جنات
نے شیشی عطر کی ہاتھ میں افراسیاب کے دی افراسیاب بہت اترایا کبھی ایسا عطر کاہیکو
نگاہ سے گذرا تھا سب سے پہلے مہتر قران نے سونگھا ایک امر کا اور ذکر کرنا واجب و لازم
ہے اتفاقات قضا و قدر سے اسی طلسم ہوش ربا میں بڑے کسی ساحر کو مہتر قران نے قتل کیا لشکر
مہرخ پر شکست ہو چکی تھی جب وہ ساحر مارا گیا فتح حاصل ہوئی ملکہ مہرخ نے صحبت عیش آراستہ
کی مہتر قران و جانسوز بن قران و ضرغام شیر دل و چالاک بن عمرو اُس جلسہ میں موجو
دین خواجہ عمرو بیرون بارگاہ تشریف رکھتے تھے یہاں جوش نشے میں چالاک بلبلایا کہا
ای ملکہ عالم قبلہ و کعبہ کا نام ہو گیا جیسے مثل مشہور ہے اونچی دوکان پھیکا پکوان صاحبقران
بر سر عتاب میں مقید تھے نمک حرامزادے نے تاروں سے دانت صاحبقران کے بند ہو گئے
کہ آب و دانہ حلق سے نہ اترے قبلہ و کعبہ روز عیاری کرکے برسر عتاب میں پہونچتے تھے چاہتے
تھے کھانا کھلاؤں صاحبقران اشارے کرتے تھے قبلہ و کعبہ دیکھے آخر تیسرے دن میں عیاری
کرکے پہونچا خواجہ سے شرط کی جو صاحبقران کو کھانا کھلائے وہ کرسی ہے بدلے میں ستے تار کاٹ
صاحبقران کو کھانا کھلایا رقعہ قبلہ و کعبہ سے لکھوا چکا تھا کھانا کھلا کے نکل گیا جب صاحبقران
قید سے چھوٹے اور میں بھی ظاہر ہوا لشکر اسلام میں آیا میں نے وہ رقعہ روبرو صاحبقران
پیش کیا امیر نے فرمایا ای چالاک اپنے بزرگ کا لحاظ کرو کرسی بہ بہ کہو میں خاموش ہو رہا اب
ہوش ربا میں جس دن سے آیا کیسی کیسی عیاریاں کیں۔ میں نے ہوش ربا ہلا دی مثل ہمارا کون ہے جتنے
کہ مہتر قران نہایت صاحب ربط و ضبط میں کبھی کوئی کلمہ غرور کا زبان سے نہیں نکلتا لیکن
اسوقت ان نشے میں بول اٹھا ای چالاک جو استاد کرتے ہیں وہی عیاریاں مجھ سے بھی ہوئی ہیں کیا ہم
کسی بات میں پایہ کمی کا رکھتے ہیں امتحان ہو تو اول کھلے یہ باتیں خواجہ عمرو نے جلوہ خانے سے

سنین چالاک کی بات کا تو رنج نہیں ہوا کہ یہ لونڈا سفلہ مزاج ہے اسیطرح بکا کرتا ہے مگر سنگ کلام
مہتر قران سے دل پر چوٹ پڑی خیال رہا کہ اس کا بدلے کو کسی مقام پر چیت پٹ کر دونگا بس جیسے
عطر مہتر قران نے سونگھا دماغ میں بو پہونچی ساری بوئے کبر و نخوت نکل گئی سنکا ڈھلا چرخ
آیا پہلے سب سے مہتر قران بیہوش ہوئے جس جس نے عطر سونگھا تھا گھبرایا اور گرا تمام اہل
محفل بر لب فرش فرش عیاری خواجہ عمرو سے جنبش میں زمین ہوش اسوقت عمرو نے جوش
میں آکر نعرہ کیا وجد میں آکر پکارا نعرۂ عمرو

عمرو ہون میں عیار صاحبقران — مرے مکر سے کانپتا ہے جہان
سر افشندہ ریش کفار ہون — زمانے کا مکار دغا باز ہون
مرا تیز رفتار ہو گر قدم — صبا ٹھوکرین کھائے ہر ہر قدم
اڑا دون صبا کے بھی میں ہوش کو — نہ پائے مری گرد پاپوش کو
دوندہ جہان گرد طرار ہون — جہان گیر عالم کا عیار ہون

پہلے خواجہ عمرو نے سب سے مہتر قران کو ہوشیار کیا مہتر قران کی آنکھ کھلی انہیں شہنشاہ
جنات کو سر پر دیکھا اٹھتے ہی ہاتھ جوڑنے لگا کہا اے شہنشاہ جنات میں نے آپ کے بھائی کو
قتل نہیں کیا عمرو نے کہا او کالے منہ ہزبر دشت طراری و نہنگ بحر عیاری سرکوب ساحران
نظر کردہ ہفت پیغمبران دیکھا تو نے عیاری اسکو کہتے ہیں تو ہمارا ہم نبرد ہے دیکھ اب تک رنگ رخ
تیرا خوف سے زرد ہے مہتر قران قدمون سے لپٹ گیا کہا استاد یہ عیاری نہیں کرامات ہے
سبحان اللہ کیا بات ہے میرے کہنے کو معاف فرمایئے اُس دن نشے میں منہ سے نکل گیا اب کبھی
ایسی خطا نہ ہوگی مگر استاد برائے خدا یہ تو ارشاد فرمایئے دو صورتین آپ نے تبدیل کین اول
سرہنگ کو ہی نظر آئے آگے سے عیار پہچانا جاتا ہے حضور خوش چشم نظر آتے تھے اُسصورت کی جودت
ظاہر ہے ماشاء اللہ شیر کی نگاہ تھا آنکھیں رشک دیدۂ غزال ہیں یہ کیا کمال ہے میں میں کیونکر پہچانتا
میں کیا ہون فرشتہ کو دھوکا ہوتا صراحی بڑی عیارہ خوف سے کانپ گئی اڑا اسنیاب
کے جی چھپنے لگا برا ساحر زبردست ہاتھ جوڑنے لگا حضور نے آنکھیں کیونکر بدلیں عمرو
نے کہا اے مہتر قران یہ عیاری دیکھنے کے لائق ہے ناظرین وجد کرین گے دیکھا آنکھیں شیشے کی

چڑھا لین اصلی آنکھین چھپا لین یہ کہکر خواجہ عمرو نے شیشے کی آنکھین اُتارین مہتر قران وجد مین
آکر گرد پھرنے لگا کہا استاد خدا آپ کو سلامت رکھے آپ کے نام سے عیاری کو اوج ہے لیکن
اب ان سب صاحبون کو رہا کیجیے اب ہنوز افراسیاب ہوشیار ہو مین لاہوت جادو کو مطیع
کر چکا ہون خواجہ عمرو نے اول لاہوت جادو کو ہوشیار کیا قران نے کہا اے لاہوت قدمون
کو شہنشاہ اوج عیاری کے بوسہ دے اول سر سنگ کوہی بنکر آئے مجھ سے لڑے بخدا
مین نے نہین پہچانا بلا و زنبیل سے نکال کر چھوڑا گیا سوز دنی تھی مشہور ہی بلی و مار سیاہ کے بھیس
مین جنات پردہ دنیا مین اسکے مین بعد قتل گر شہنشاہ جن بنکر آئے کون پہچانے بچپن سے
مین خدمت مین رہا لیکن بخدا مین نے دھوکا کھایا لاہوت جادو گرد خواجہ پھرا عمرو نے
کہا اے لاہوت جادو جلد سب کو رہا کر ابھی صرصر بیہوش ہی لاہوت جادو نے کہا یہ باغ سحر
میری زوجہ سے متعلق ہی جب تک وہ سحر نہ اتاریگی بہار وغیرہ کو سحر نہ یاد آئیگا مین اسکو ہوشیار
کرتا ہون آپ صفت پروردگار بیان کر کے اسکو راہ پر لائیے حقیقت مین افراسیاب اگر
ہوشیار ہوا ایک کو زندہ نہ چھوڑے گا بدون کوشش زیور باغ سے نکلنا دشوار یہ کہکر لاہوت
نے اپنی زوجہ کو ہوشیار کیا زیور نے دیکھا شوہر میرا ہوشیار افراسیاب بیکار عمرو و مہتر قران
سامنے نیمچہ پکڑے کھڑے ہین لاہوت جادو نے کہا اے زیور دیکھ قدرت پروردگار خواجہ عمرو
نے کس دھوم سے عیاری کی کوئی نہ پہچان سکا افراسیاب کاٹ گیا عطر سونگھا کے بیہوش
کیا اطاعت دین اسلام قبول کر خواجہ عمرو نے اوصاف رب اکبر مین چند فقرات دلچسپ
بیان کیے تردید مذہب سامری و جمشید نہایت لطف سے ظاہر کی زیور نے لرزان و ترسان
ہو کر کہا اے خواجہ شوہر نے میرے اطاعت کی مین بھی مطیع ہوئی دل و جان نام پر آپکے نثار ہے لیکن
جلدی کیجیے یہ کہکر زیور نے بہار وغیرہ کی زبان سے سوزن نکالا اسد غازی کی قید کاٹی
بران شمشیر زن نے کہا اے زیور ہمکو سحر نہین یاد آیا زیور نے کہا جبتک اس باغ سے نہ نکلیے گا
سحر نہ یاد آئیگا یہ کہکر تخت سحر تیار کیا ساحران مذکور کو اسپر سوار کیا مہتر قران و لاہوت جادو
کو پہلو مین بٹھایا خواجہ عمرو نے جو صاف پائی صرصر اپنی معشوقہ کو دیکھا کہ چت بیہوش
پڑی ہی دل بھر آیا لپٹ گئے بوسے لینے لگے سینے پر ہاتھ رکھا پسینہ جو آیا صرصر جلد اس

ہوئی دیکھا عمرو مجکو لپٹا ہوا بوسے لے رہا ہی غصہ مین ہنچہ تھام کر اٹھی کہا نگوڑے بوالہوس کی شامتین آئین ہین عمرو ہاتھ باندھنے لگا کہا مین غلام ہون اپنی خوشی سے گلے مین ہاتھ ڈالکر ایک بوسہ لونگا عمر بھر احسان مانونگا دل پھڑک رہا ہی کلیجہ تڑپ رہا ہی راتین فراق کی اب نہین کٹتین حال زار پر اپنے عاشق کے رحم کر کہان تک سرکشی کرے گی او ظالم سر کاٹ لے بار اتر جاے اب صبر و جبر دشوار ہی دل شل ہا ہی بے آب بیقرار ہی ای جان جہان ای آرام دل مشتاقان نظم

پھنسے نہ حلقۂ گیسوے تابدار مین دل — بلا سے گر ہو نوالہ دہان یار مین دل
بغل مین جیسے مرا دل ہو بغل کا دشمن ہی — نہ ایسا ہو کسی دشمن کا بھی کنار مین دل
نکل نہ جاے دم اضطراب سینے سے — برنگ شعلہ کہین آ دشعلہ بار مین دل
ہمیشہ روزن سینہ سے کیون ہی چشم براہ — اگر نہین کسی مہوش کے انتظار مین دل
ترا ستمگار بھی ہی وہ بلا کہ جاے کھسک — پروئے زلف مسلسل کے تار تار مین دل
اُڑے کا مثل شرر ٹکڑے ہو کے سنگ مزار — رہا اگر یونہین گرم طپش مزار مین دل
برنگ غنچۂ پیکان و غنچۂ تصویر — ندکھا اپنا شگفتہ کسی بہار مین دل
فلک کے رنگ سے ظاہر ہی ماتمی آثار — خوش اپنا کیونکہ ہو اس نیلگون حصار مین دل
ہزار دشمن جان سے ہی ایک دوست بڑا — جو پوچھو کون ہی سو مین کہون ہزار مین دل
سنو تین خلد مین حورین تو رہتا خلد مین کون — لگے ہی صحبت خوبان گلعذار مین دل
یہ جسم زار ہی یا میرے پیرہن مین دل — گرہ ہی تار مین یا میرے جسم زار مین دل
اٹھا تو لاے مجھے میرے ہمنشین ای ذوق — رہیگا میرے عوض میرا کوے یار مین دل

عمرو نے جو یہ اشعار پڑھے صرصر جلگئی ہنچہ کھینچکر برس پڑی لیکن کہتی جاتی تھی نگوڑے کس قیامت کی عیاری آنکھون کا دھوکا کھایا عمرو کہتا ہی مین بھی تو نگاہ کا مارا ہون ارے ظالم تیرے بھی نگاہون کی برچھیان چل رہی ہین ابروے خمدار خنجر بران آنکھین چھریان کٹار ان ہنچہ کا وار کر رہی ہین کس کس سے بچون زیور نے جو دیکھا کہ خواجہ عمرو صرصر سے اُڑنے لگے عجز کر رہے ہین بیقرار ہوکے آواز دی ای خواجہ تمنے یہ کیا کیا اگر ابھی افراسیاب جادو ہوشیار ہو باغ سے نکلنا دشوار ہو جلد آئیے تخت پر سوار ہو جیے آپکو نکال لے چلون ایسا نہو کسی بلا مین پھنس جاؤن آپ کے

عشق و محبت نے مارا یا تو خواجہ جوش عشق میں صرصر کے دار روک رہے تھے زیور نے جو یہ
پکار کر کہا جیسے کوئی ہوتے سوتے ہوش میں آتا ہے خواجہ عمرو گھبرا کے جست کر کے بھاگے کہا ارے
زیور للہ کے لیے مجھے بھی تخت پر سوار کر لے عمرو نے جست کر کے تخت پر آیا صرصر نے کہا بھلا
نگوڑے کہاں جاتا ہے ری زیور تم نے غضب کیا دشمنان شہنشاہ کو لیے جاتی ہو زیور نے ہر چند تخت
اڑایا لیکن صرصر نے جست کے جناب وافع وار سے بیہوشی منھ پر افراسیاب جادو کے مارا
کہا شہنشاہ جلد اٹھیے قیدی سب رہا ہوگئے زیور ولاہوت نمک حرام لیے جاتے ہیں افراسیاب
کی جو آنکھ کھلی اٹھتے اٹھتے بھی پکارا ای شہنشاہ خبات صاحب کشف و کرامات کیا عمدہ عطر
سونگھایا صرصر بیٹی چیخی کہا حضور دیکھیے تو زیور تخت اڑائے ہوئے جاتی ہے اب جو افراسیاب
نے سر اٹھا یا دیکھا زیور ولاہوت سب کو تخت پر سوار کر چلے کسی قدر تخت بلند ہوا جب تو
افراسیاب نے نعرہ کیا او نمک حرام کہاں میرے قیدیوں کو لیے جاتی ہے زیور نے کہا اوغ
غضب ہوا بہار وغیرہ ابھی تک بیکار ہیں آگے بڑھ کے سب کا سحر اتارتی ہیں تنہا کیا کروں
سوچی تھی یہاں سے نکل جاؤنگی یہ باغ سحر بند کسی وقت کام آئیگا مگر افسوس اب بدون باغ
کے مٹائے جان نہیں بچتی ہائے ایک گل بوٹہ یہاں کا شعلہ آتش ہے قصر ہائے عالی برزگون
سے فنا ہے عجائب و غرائب سحر سے معمور کردے نعمت بزرگان کو مٹاتی ہوں جان بچاتی ہوں
یہ کہکر بہت روئی افراسیاب نے چاہا سحر کر کے اڑوں ان سب کو پکڑوں لیکن زیور نے
ایک گولہ اٹھایا اسپر اسم سحر پڑھا پیشانی پر نشتر مارا گولے کو خون سے رنگین کیا یا سامری کہکے پھینک
مارا وہ گولہ جو پھٹا تمام قصر تھرائے ہر گل و غنچے سے شعلہ ہائے آتش نکلے نخل تھرائے طائر غل مچا کے
افراسیاب پر گرے کل باغ کا اس خار صحرائے جنون فسونگری پر ہجوم تھا زمین میں غار پڑ گئے
آگ بری شاخیں نذر گرین قمریاں کوکو بھولیں آب اُبلنے لگی نخل ہزار ہا بیخ سے اکھڑ کر افراسیاب
پر گرے اگر افراسیاب بادشاہ طلسم ہوشربا نہوتا جان بچانا دشوار تھا ہر استخوان سے آگ نکلتی
شاخ تمنا جلتی لیکن افراسیاب نے صرصر کو چھاتی کے نیچے چھپایا ان بلاؤں میں پھنسا کر جان
بچانا دشوار ہوا لیکن یا سامری کہکے نعرہ کیا تڑپا پھڑکا مثل شعلہ جوالہ باغ سے نکلا مگر لباس پارہ
پارہ تاج پھوڑے پڑے صرصر صدمے سے بیہوش ہوگئی افراسیاب کو زیادہ یہی مشکل ہے

ایسا تو صرصر کا کام تمام ہو ہزاروں حربے سحر کے اٹھائے صرصر کو چھاتی کے نیچے چھپایا پر دو پیدا کرکے ازدہا یا سامری کلکے جو نعرہ کیا چند پتلے پیدا ہوئے انہون نے آکر افراسیاب کو گھیر لیا آفت آسمانی سے بچایا تلوارین تیر وغیرہ اپنے جسم پر روکتے تھے لیکن شہنشاہ شہنشاہ کیکے افراسیاب کو بچاتے تھے کسی نے ہاتھ تھاما کوئی قدمون سے لپٹا اس شکل مین افراسیاب کو بچایا لیکن طرف باغ سیب کے چلے ہر چند افراسیاب کو پتلون نے بچایا لیکن تمام جسم تو بال شکستہ و مضطر خاک اڑاتا ہوا طرف باغ سیب کے چلا ادھر ملکہ زلیخا محمل نشین نے جوش محبت اسلام مین باغ کو مٹایا سب کو لے نکلی ایک پہاڑ پر جاکر ٹھہری ملکہ بہار وغیرہ کا سحر آگرا اب یہ سب سردار الشوکت دسطوت طرف لشکر ظفر اثر ملکہ مہرخ کے جاتے ہین ٭

اب دو کلمہ داستان لشکر ملکہ حیرت و مہرخ کے بیان ہوتے ہین

لائے خدا ہی اس بت ظالم کو راہ پر
چھائی ہوئی ہے بے اثری رو سیاہ پر

جائیگی جان سرمۂ چشم سیاہ پر
رکھی ہے باڑھ یار نے تیغ نگاہ پر

ہے زاہدوں کو خود عبادت کی گھمنڈ شب
میری نظر ہے اُسکے کرم کی نگاہ پر

کچھ اسکا اعتبار نہیں جو فنا ہے یہ
نازاں نہ ہو جو زن و دنیا کی جاہ پر

ہنگام دید سامنے اس رشک ماہ کے
یوسف کبھی چڑھے نہ کسی کی نگاہ پر

پھر پیروی پہ اُسکی قدم مارنے لگے
طاؤس و کبک آنے ہین کچھ کچھ تو راہ پر

خواہان لطف ہوش ہین وہ وقت عرض حال
جرمانہ اُسکے ہوتا ہے یان داد خواہ پر

لب دھوپ مین ہے بچہ رنگین کی رخ پہ اثر
سورج کبھی لگی ہوئی ہے روے ماہ پر

صید افگنی مین ایک ہے تو وہ چشم بد
صد حیف ہے مرغ دل تیرے تیر نگاہ پر

دیکھا جو پھر کے یار نے آنکھیں جھپک گئین
بجلی کا شک ہوا مجھے اُسکی نگاہ پر

اس تیر کو خطا کبھی کرتے نہین سنا
عاشق اثر ہے دردرسیدہ کی آہ پر

سمجھا کہ کیچلی مین ہے یہ سانپ مبتلا
افشان جو چھڑکی یار نے زلف سیاہ پر

دیکھا ہجوم خط جو زنخدان یار کے
سمجھا سیاہ رنگ فروکش ہے چاہ پر

خال ذقن پہ دیکھا پسینہ تو شک ہوا
ہندو نثار ہا ہر دم صبح چاہ پر

ہمت خدا کی دین ہے جا ہے وہ دے جسے
دکھلائے سیر چشم فسونگر وہ طفل اگر
لازم ہوا اپنے عیب و ہنر مین کرے تمیز
اس مشت خاک کو جو نہ بخشون تو کیا کرون
کامل کو عیب کون جہان مین لگا سکے
ای خضر مین وہ سالک صحرائے شوق ہون
داغ جگر پہ ڈالی نہ کس کس حسین نے آنکھ
یہ مبتلائے گردش بحر جہان ہے دل
آتا ہوا اپنے سامنے اپنا کیا ہوا
تعریف غیر پر نہین کرتے کسی سے انس
صحبت تو ہو حسینون پہ وہ بھی ہرن قلق

موقوف ہے گدا پہ نہ کچھ بادشاہ پر
رقصان ہون پتلیان ابھی تار نگاہ پر
جانے لیشر نہ دوستون کی واہ واہ پر
ہونگے یہ دستخط مری فرد گناہ پر
پڑتی نہین ہے ڈالنے سے خاک ماہ پر
لے آئے راہبر کو جو دم بھر مین راہ پر
درہم چڑھے ہوئے ہین یسب کی نگاہ پر
گویا کہ ہون سوار جہاز تباہ پر
منہ پر پڑے الٹ کے اگر تھوکو ماہ پر
سودا خریدتے ہین ہم اپنی نگاہ پر
ہم وہ ہین خضر کو بھی جو لے آئین راہ پر

دربار مین ملکہ مہرخ کے ہر ایک کو انتشار خورد وکلان بیقرار ہر وقت یہی ذکر کہ بہار و باغبان وغیرہ روح روان لشکر جستجو سے اسد نامور گئے کوئی واپس نہین آیا ضرغام وقران نے بھی خبر نہ پہونچائی عیارون کا یہی کام ہے خبر اپنے سردارون کی پہونچاتے ہین یہ دونون صاحب جاکر بیٹھ رہے لیکن مہتر بن مہتر چالاک بن عمرو نے ابتک ظاہر نہین ہونے دیا کہ بہار وغیرہ لشکر مین نہین ہین کینہ بہار کو بصورت بہار بنا کے بٹھال دیا ایک جوان کو بشکل باغبان جب ملکہ مہرخ نے بیقرار ہو کر کلمات حسرت آمیز کہے ملکہ مہ جبین الماس پوش برہم ہو کر فرمایا صاحبو اپنے آقا کی خبر لو انشا مرف سنا کہ خواجہ عمرو طرف طلسم صندل کے گئے ہین یہان حیرت جادو سے مقابلہ روز نئے نئے سردار آتے ہین ایک ایک ساحری زبان جمشید حدا انکے سحر کو کون سوچے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ دیدار اسد نامدار اب ہم زندگی مین نہ دیکھین گے حقیقت مین کوئی کسی کا نہین ہم دست و پاشکستہ سحر کے نام سے آگاہ نہین ہماری محبت وغیر محبت بالکل بیکار اگر جانتے ہوتے جانور بنکر جاتے اس سرو حدیقہ خوبی کو دیکھ آتے ہماراتر بنا بیفر کنا بیکار بقول شاعر نظم

بلبل ہون صحن باغ سے دور اور شکستہ پر
پروانہ ہون چراغ سے دور اور شکستہ پر

کیا ڈھونڈھے وحشت گم شدگی مین مجھے داغ — عنقا مرے سراغ سے دور اور شکستہ پر
اس مرغ ناتوان پہ ہی حسرت جو رہ گیا — مرغان کوہ و راغ سے دور اور شکستہ پر
ساقی لبالب شراب ہی تجھ بن پڑی ہوئی — خم سے الگ ایاغ سے دور اور شکستہ پر
خود اڑ کے پہونچے نامہ جو ہو مرغ نامہ بر — اُس شوخ خوش دماغ سے دور اور شکستہ پر
کرتا ہی دل کا قصد کماندار تیر اشبہ — پر ہر نشان داغ سے دور اور شکستہ پر
اے ذوق میرے طائر دل کو کہان فراغ — کوسون ہو وہ فراغ سے دور اور شکستہ پر

ملکہ مہ جبین جو بیقرار ہو کر رو دین چالاک نے عرض کی حضور قبلہ و کعبہ فرما گئے تھے کہ لشکر کی حفاظت کرنا اسواسطے غلام براے تلاش نہین گیا ایسا نہو حیرت کو ثابت ہو جاے کہ بہار وغیرہ لشکر مین نہین ہین فوراً دباو ڈالے قیامتین برپا کردے مہتر قران بھی نہین ہین ضرغام والا مقام بھی گئے ملکہ مہ جبین نے کہا ای مہتر والا گہر کیا ہمکو کوئی کھا جاتا ہی خبر آنکی لینا واجب و لازم ہی کہ جو آوارہ دشت مصیبت سرگشتہ صحراے مصیبت بدون حصول نشان مقام منزل مقصود آوارہ ہو کر نکل گئے تلاش بیوح مین سرگردان اقلیم عزیز داریے و مددگار ہے انکی جستجو ضرور ہی تامل کرنا امر فضول ہی اگر کوئی قتل کرنیکا قصد بھی کرے گا بارہ چودہ لاکھ فوج ساتھ ہی یہ سب ہمکو بچا لینگے سب سرفروش جان نثار مصروف سامان کارزار ہین تم جا کر انکی خبر لو ہمین خدا کے سپرد کرو ہمارے مرنے سے کچھ نقصان نہوگا اگر خدانخواستہ اس خیر اندیشہ جرأت پر کچھ افتاد پڑی تو ہم سب بیکار ہین کون طلسم کشائی کرے گا انکی حسرت پر رونے کا مقام ہی اپنے والدین سے جدا کیے دشتنا کو عقیق یہان سے بعید مشرقین کیونکر دل ہی مین نہو کون انکے نانا جان کو خبر پہونچائیگا کون انکی مدد کو آئیگا چالاک نے عرض کی بہت درست ارشاد ہوا غلام فوراً جاتا ہی یہ کہکر چالاک نے بانہاے عیاری ذات پیراستہ کیے جانسوز و برق کو بلا کر کہا جاتا ہون مین براے خبر اسد نامور جاتا ہون لشکر سے ہوشیار رہنا بہار وغیرہ کا حال نہ کھلنے پاے برق نے کہا انشاء اللہ جہان تک ہو سکیگا پردہ پوشی کیجائیگی چالاک تو اسی وقت روانہ ہوا برق براے خبر طرف بارگاہ ملکہ حیرت کے چلا لیکن چالاک مثل باد صرصر اڑتا ہوا آتا ہی حیران پریشان کہ بے نشان کہان جاؤن اسد نامور کی خبر کس سے پوچھون حقیقت مین بیقراری ملکہ مہ جبین کی بجا ہے عرصہ دراز سے کوئی پلٹ کے نہ آیا اگر صورت

فتح وظفر ہوتی نامہ دار تو آیا ایسے قبلہ وکعبہ نادان نہ تھے کہ لشکر کے حال سے غافل ہو جاتے فوراً
تشریف لاتے لیکن خدا انجام بخیر کرے اسد نامدار لوح لیکر آتے دل سے باتیں کر رہا ہو کہ سامنے
سے گرد عظیم بلند ہوئی چالاک مخفی ہوا سوچنے لگا کوئی ساحر آتا ہے خدا خیر کرے دامن گرد شگافتہ ہوا
دیکھا آگے دس علم نشان دس ہزار سوار کا پھریرون پر تعریف لات ومنات مرقوم ایک ساحر
غدار تاجدار تخت زرین پر سوار گرد مصاحبان نامدار ہاتھ میں حربہ ہائے سحر لیے ہوے پشت پہ
دس ہزار ساحر ایک ایک علم افسونگری سے ماہر اُس بارگاہ کا لدا ہوا اژدرہان آتش فشان کی
پشت پر وہ بادشاہ صحرائے سبزہ زار دیکھکر اسی مقام پر اُترا حکم دیا بارگاہ استادہ ہو ساحرون نے
کھولی بارگاہ میں خیمے استادہ ہوئے وہ ساحر داخل بارگاہ ہوا چالاک کو فکر ہوئی شاید یہ ساحر
ہمارے لشکر کے مقابلے کو جاتا ہے معلوم ہوتا ہے بڑے زبردست ہیں کیونکر حال مفصل دریافت
کرون اسی سوچ میں بیٹھا تھا خیال میں گذرا صبا رفتار بنکر چلون سب حال کھل جائیگا یہیں اسکی
گردن لو آگے نہ بڑھنے دو نہیں معلوم وہاں جاکر کیا قیامتیں برپا کریگا لشکر سرداران ظفر اثر
سے خالی ہے یہ سوچ کر رنگ و روغن جلدی نکال کر صبا رفتار کی صورت بنکر تیار ہوا جھاڑی سے
نکلا لشکر کیطرف سے منہ پھیر کر طرف صحرا کے چلا صبا رفتار کو سب خوب پہچانتے ہیں دو چار
نے کہا دیکھو ملکہ صبا رفتار جاتی ہیں کیدان نے جو دور سے دیکھا صبا رفتار طرار فرار نیچہ کمر میں
لگا ہوا زلفین چہرے پر بل کر رہی ہیں معلوم ہوتا ہے ناگنیاں حسن کو ڈستی ہیں آنکھیں قتل عاشق پر
کمر کستی ہیں کیدان اپنے مقام سے اُٹھا آواز دی ای ملکہ صبا رفتار ای شاہد ماہ رخسار کہاں
جاتی ہو یہاں تشریف لاؤ ہمارے شہنشاہ سرخیل جادو براے قتل مسلمانان چلے ہیں نہیں
معلوم ملکہ حیرت جادو کو ہمارے شہنشاہ کی خبر ہو چکی یا نہیں ہو چکی چالاک فوراً پلٹ پڑا
یہی تو مطلب دلی تھا سنکر اکر کہا کیدان صاحب مزاج تو اچھا ہے تجھے ہمکو پہچانا تم چاہ زمرد کے
میلے میں آئے تھے بڑے بیمروت ہو اب جو دیکھا پکارنے ہو کبھی تو نے ہاتھون سے نامہ بھی
نہ لکھا کیدان مرگیا ان باتون سے بے خنجر ذبح ہوا سمجھا یہ مجھپر مرتی ہیں استقبال کو بڑھے چلا آیا کہ
تھام لین چالاک نے ہاتھ بڑھا کر پنجے پکڑ لیے کہا گھر سے کچھ دیوانہ ہوا ہے میں ایسے نالائق
سے بات نہیں کرتی یہ کہکے ایک طمانچہ بھی مارا کیدان گال سہلا کے رہ گیا چالاک نے کہا

جا نگوڑے سرخیل جادو اپنے باپ کو خبر کر پلٹ کر تیرے خیمہ میں چلینگے گیدان خوشی خوشی در
سرخیل جادو سے خبر کی اُسنے حکم دیا بلاؤ چالاک بصورت صبار فتار اندر آیا سرخیل جادو
کو سلام کیا اور سامنے کھڑا ہوا کہا اے شہنشاہ ساحران کہاں سے تشریف لاتے ہو کیا قصد ہے
سرخیل نے کہا نامہ شہنشاہ طلسم ہوشربا ہمارے پاس پہونچا تھا کہ سامان لشکر کشی ہو میں
برائے شکار صحرا میں آیا تھا یہی فوج ظفر موج ہمراہ لیکر چل نکلا کہ لشکر حیرت میں خیر و عافیت کو پہونچ
جاتے ہی منظور ہے کہ سب سرداروں کو گرفتار کرکے ملکہ کے حوالے کروں چالاک نے کہا
بہت مناسب ہے آپکے تو بڑے اشتیاق میں ملکہ عالم تو روز آپکا ذکر کرتی ہیں سرخیل یہ سنکر
بہت خوش ہوا کہا ملکہ صبار فتار سچ کہو چالاک نے مسکرا کے سر جھکا لیا کہا میاں سرخیل میری
جوتی جانے میں کہیں گھر پوچھتی پھرتی ہوں مجھ سے ایسی باتیں نہ پوچھیے یہ کہکے جو شرما کے سر جھکا لیا
سرخیل مر گیا سو جان سے کہا مجھکو چاہتی ہو کہا اؤ ملکہ بیٹھو صبح کو ہمارے ساتھ چلنا چالاک نے کہا فوج
میں تمہارے لشکر میں رہوں صورت تو دیکھو نگوڑے خونی جنونی آنکھوں میں کھائے جاتا ہے میں
لوج آئی ہوتی اب تو مجھے ادھر باتوں کا ڈر پیدا ہوا دیکھو لو میرا کلیجہ دھڑکنے لگا مجھکو میرے سر کی قسم
میرے کلیجہ پر ہاتھ رکھکے دیکھو سرخیل نے جو ہاتھ بڑھایا سینہ پر ہاتھ رکھ لیا اور زور سے
چٹکی لی کہا تیرے ہاتھ کھینچنے والے کے ہاتھ کٹیں ان ہاتھوں میں کوڑھ ٹپکے میں دیکھوں تو مسلمانوں
کے ہاتھ آجائے ہیہات نکلے مرے کوئی دستگیری نہ کرے نگوڑے نے کس زور سے ہاتھ رکھدیا میرے
سینہ پر نیل پڑ گیا اسطرح جو چالاک نے باتیں کی سرخیل کے ہوش اڑ گئے جی میں کہتا ہے ایسی معشوقہ
طرحدار طرار فرار صاحب اختیار کسے ملتی ہے او سرخیل تیرا اقبال ہے آج رات کو مزے اڑاؤ زبردستی
ہاتھ تھام کے کرسی پر بٹھایا چالاک نے کہا اچھا میں بیٹھتی ہوں دیکھوں تو میرا کیا کروگے کیا کسی کو
کھا جاؤگے میں آج صبح کو ادھر ناحق آئی میں کیا جانتی تھی ایسے نگوڑے بدمعاش کا سامنا ہوگا
سنو میرے گلے کا ہار بنکے سرخیل ان باتوں پر بیتاب نغمات پر چھڑکا جاتا ہے باتوں باتوں میں
چھیڑتا ہے چالاک نے کہا دیکھو صاحب مجھ سے نہ بولو مجھے نہ چھیڑو میں لوٹ جاؤنگی ہزاروں
صلواتیں سناؤنگی سب سردار باتوں پر صبار فتار کے فدک ہو گئے اپنے افسر کو خطاب
کرتے ہیں حضور آپ بڑے خوش نصیب ہیں کیا زندگی مزیدار ملی ہے معشوق عاشق خصال خورشید جمال

معشوقوں میں سرفراز شعبدہ باز خوش خو یاسمن بو نازک بدن رشک گلشن سرخیل سو چھوں پر تاؤ
پھیر رہا ہے کتنا ہنس جب سنگار کیا ایسا ہی طرار پھنسا یا میاں یہ تو مال کھلائیگی افراسیاب کا لم
کا ننگی زنانے محلات میں جاتی ہے مسند دیجیے جواہرات کے اٹھا لائیگی سرشار کہنے میں بہت بیجا ارشاد
ہوا کیا معشوقہ دستیاب ہوئی سرخیل سوت جیجا ہے جب شام ہونے لگی چالاک اٹھا کہا تو صاحب
جاتے ہیں اب رات ہوا چاہتی ہے رات کو کہیں رہنا اچھا نہیں ہزار باتوں کا ڈر ہے تم ایسے پاجیوں
کے خیمے میں ہم رہینگے دن ہی کو لوٹے پڑتے ہو رات کو مجھے جلا کر بیٹھو تو میں کیا کروں سو با موا
برابر ہوتا ہے سرخیل نے کہا نہیں بی بی بیٹھو ہم تمہارے لیے الگ بارگاہ استاد کرا دیں تمکو
کسی طرح کی تکلیف نہوگی صبا رفتار نے کہا قسم کھاؤ تو میں ٹھہروں سرخیل نے کہا ملا لات
منات کی قسم تجھے کوئی نہ بولے گا چالاک نے کہا دیکھو نگوڑا کتنا چالاک ہے منہ میں مکار لگکر
قسم کھاتا ہے رنڈیوں کو مان میں نباتا ہے ایسوں کی بات کا کیا اعتبار نگوڑے سکار عندار
اپنی جوانی کی قسم کھاؤ تو مجکو اعتبار آوے سرخیل نے کہا اچھا ہاں ہاں یہ کہکے انگلی دانتوں
تلے دبائی کہا بس بس مجھے یقین آیا جوانی کی قسم نہ کھا تیری جوانی تجھے مبارک رہے
سرخیل نے کہا ملکہ چلو خلوت میں تم سے کچھ باتیں کرینگے حال سلیمان کا پوچھینگے صبا رفتار اٹھ
کھڑی ہوئی کہا چلو دیکھوں کیا کہتے ہو میاں سرخیل میں ڈرتی نہیں تم ڈاڑھی مونچھوں والے
ہو لیکن میں تمکو کچھ بھی نہیں سمجھتی ہوں اور طرح سے ہاتھ لگاؤ تو مارے جوتیوں کے ہاتھ پیر کاٹ
کے ڈالدوں سرخیل ہنستا ہوا اندر خیمے کے آیا کہا ملکہ مسند پر بیٹھو ایک دو جام شراب پیو
صبا رفتار نے کہا دیکھو تو نے جھگڑا نکالا آخر وہی چال چلا میں جانتی ہوں نگوڑے مردوے ہاتھ
پکڑنے کو بہانا کرتے ہیں بہتیری کر لیتے ہیں میں تیرے پھیروں میں نہ آؤنگی سرخیل پر ان باتوں
کی چھریاں چل رہی ہیں آخر باتیں کرتے کرتے چالاک نے گلابی کھینچی کہا تو شہنشاہ جو تمہاری
خوشی اور یہ اشعار پڑھے

نظم

کرے ہے شرع کا پاس تنک حرام شراب	حرام ہے نہیں لیکن تنک حسب اہم شراب
یہ ایسا ماہ مبارک یہ ایسا کا رسید	شروع دیکھ کے کیجیے ر صیام شراب
عوض ہے نشہ دنیا کا ذوق عقبے پر	دوام کھنچی ہے اس میکدے میں دام شراب

سرخیل تو مبہوت ہو رہا تھا بدون ردوقدح جام لے لیا پی گیا چالاک نے مسکرا کر کہا زہر ہلاہل
سرخیل پی گیا پیتے ہی گھبرا کہا ملکہ کلیجے میں شعلے بھڑکنے لگے چالاک نے کہا تلاش مینی کا یہی انجام
ہوتا ہے یہ جام زہر تھا کلیجہ کٹ کٹ کے نکل پڑیگا سرخیل گھبرا کے اٹھا بیہوشی تاثیر کر چلی تھی لڑکھڑا کے گرا
چالاک نے نعرہ کیا خنجر پکڑ کے جھپٹا قصد ہو سر کاٹ لوں پھر سوچا دس ہزار ساحران غدار
گرد اترے ہیں ابھی مرنے کے اعظم ہنگامہ ہوگا صدائے گیر و بگیر بلند ہوگی سب عیار زندہ بچانے
دینگے یہ سوچ کر کا پھر خیال میں آیا ای چالاک کیوں ڈرتا ہے اندھیرے میں نکلجانا تیر کوئی کیا کر سکے گا
خوف کیسا قبلہ و کعبہ کا قول ہے جب دشمن قبضے میں آئے اسکا چھوڑنا کیسا جو ہونا ہے وہ ہوگا خنجر
میان سے کھینچا چاہا سر کاٹ لوں یکایک زمین تھرائی دھواں نکلا چالاک ارے کہکے پیچھے ہٹا
پانوں ایک ایک سو من کا ہو گیا زمین شق ہوئی ایک ساحرہ نے سر نکالا تڑپ کے نکلی ایک دوہتھڑ مین
پر مارا چالاک بشکل صبار فتار لڑکھڑا کر گرا اس جادوگرنی نے آواز دی ستم ملکہ سہیل جادو غضب کیا
تھا میرے شوہر کو قتل کیا ہوتا چالاک ہاں ہاں کرنے لگا کہا ای ملکہ عالم میں ہوں عیار بچی شہنشاہ
کی ملکہ صبار فتار کمند انداز زبردستی میری آبرو لیتے تھے شراب پی گر پڑے میں نے خنجر کھینچا
کہ اپنا گلا کاٹ لوں اس کفے پر سہیل ہنسی مگر سر نہ اتارا شوہر کو ہوشیار کیا سرخیل کی آنکھ کھلی
زوجہ کو قریب پایا صبار فتار کے پانوں زمین تھامے ہے سہیل نے کہا صاحب یہ کیا سحر کہ
ہو تمھارا ہرجائی پن نہیں جاتا میں نے اسی واسطے سحر تیار کر رکھا تھا کہ جب تم کوئی مصیبت ہو
مجکو خبر ہو جائے باغ میں بیٹھی تھی بیر نے تدبیر بتائی کہ شوہر کو تمھارے ایک عیار قتل کیا چاہتا ہے
مثل برق تڑپ کر پہونچی یہاں صبار فتار کو دیکھا ہوا کا سامنا ہوا کیوں زبردستی کسیکی آبرو
لیتے ہو سرخیل نے شرما کے سر جھکایا چالاک نے کہا مجبور ہا کیجیے میں اب کبھی آپ کے لشکر میں
نہ آؤنگی ہائے جو ہوا صاحب سرخیل نے اندر چلے آئے یہ ہنگامہ دیکھا ایک نے کہا حضور ابھی
نہ رہا کیجیے کا عیاران اسلام اسیطرح صورتیں بدلا کرتے ہیں ہزاروں ساحر اسی دھوکے میں
مارا گیا گرم پانی سے منہ دھلائیے اگر اصل میں صبار فتار ہے صورت قائم رہیگی ورنہ روغن
اڑ جائیگا چالاک چیختا ہے ہٹیا ہے دیکھو ملکہ سہیل مجھپر کوئی پانی نہ ڈالے میرا دھرم ناس نہ کرے میں اپنی جان
دیدونگی لیکن کون سنتا ہے ایک جادوگر نے بڑھکر گرم پانی سے منہ دھلا دیا رنگ روغن عیاری کا

اُڑ گیا اب تو سب نے بخوبی پہچانا یہ ہوا عیار نامور فرزند خواجہ عمرو ہی اب تو مشکین باندھین
سہیل پیٹنے لگی کہا کیون صاحب جو مین حفاظت نہ کرتی یہ موسار بان زادے کا چھوکرا قتل
کر چکا تھا ہی ہی سیراج سہاگ لٹ جاتا ساحری جمشید نے اپنا فضل شریک حال کیا آپ
رونا گیا ضرور ہی سرخیل نے کہا مین ابھی اسکو قتل کرتا ہون سب عیارون کی میرے ہاتھ سے
قضا ہی ابتو مین ہوشیار ہو گیا مشہور تھا کہ عیارون پر کوئی دست انداز نہین ہو سکتا آسامری
جمشید نے اسکو گرفتار کرایا یہ کہکر حکم دیا جلد میدان خونی کی تیاری کرو جلاد حاضر ہون آپ
کشان کشان چالاک کو لے کر سرخیل و سہیل بیرون بارگاہ آئے یہ حال حسرت مآل لشکر
سب جادوگر دوڑے آکے دیکھا زن و شوہر غصے مین کانپ رہے ہین ایک عیار دُبلا پتلا حقیر
ذلیل مشکین بندھی ہوئین ہوش سب کے اُڑ گئے کہ یارو ابھی طرح اُس نے نہین پائے عیار
ہو گیا وہ جو کمیدان صاحب پہلے عاشق ہوئے تھے سردارون سے کہ رہے ہین کہ پہلے صورت
دیکھکر مین مائل ہوا تھا بولے دو سو خداوندون نے بچا لیا الٰہی کمبخت نے صورت زیبا نبائی
تھی کہ نظارۂ جمال سے دل بیقرار ہوتا ہر کوئی کیونکر پہچانے لیکن زوجہ شہنشاہ نے بڑا کام کیا
خوب اپنے شوہر کو بچایا ورنہ خاتمہ تھا یہان تو یہ ہنگامہ جلاد طلب ہو رہے ہین چالاک سر
جھکائے بیٹھا ہی لیکن حضرت برق فرنگی بعد چالاک کے بیقرار ہو کے نکلا کہ دیکھون مرشدزادے
کہان گئے اس صحرا مین آکے پہونچا دور سے دیکھا ہزارون ساحر جمع ہین ایک گنوار کی شکل
بنکے قریب آیا مرشدزادے کو زیر تیغ پایا دس ہزار ساحر گولے تیغ تارنج لیے کھڑے ہین زن و
شوہر غصے مین کھڑے کانپ رہے ہین برق نے حال مفصل دریافت کیا تڑپ گیا سوچا
کہ اسوقت ای برق فرنگی کیا تدبیر کرون کیونکر مرشدزادے کو بچاؤن اگر یہ قتل ہو گئے استاد
کا بازو ٹوٹ جائیگا کنارے آکے سوچنے لگا آخر ایک بات ذہن مین آئی بہ تعجیل تمام ایک
ساحر غدار کی شکل بنکر تیار ہوا نامہ مُہر سے افراسیاب کی بنایا موم کے سانپ بنا کے
بالون مین لپیٹے یہان ہنگامہ ہی جلاد سر پر چالاک کے آچکا سرخیل نے ایک حکم دیا دوسرا
حکم دیا چاہتا ہی کہ پہلو سے آواز آئی او سرخیل خبردار کیا کرتا ہی ستم اشرار جادو فرستادہ شہنشاہ
ہوشربا اگر ایک موے جسم عیار کا کم ہو گیا ایک زندہ نہ بچے گا سرخیل و سہیل نے پلٹ کے دیکھا

ایک ساحر غدار بلاے روزگار دریاے اشیاے سحر مین غوطہ مارے ہوے فرمان شہنشاہ ہاتھ
مین غصہ بات بات مین مثل برق جہندہ ہو ہو کرتا ہوا پہونچا جلاد کو ایک لات ماری جلاد منہ
کے بل زمین پر گرا اسنے جھک کر ہاتھ مین سرخیل کے دیا کہا او مغرور نہایت شہنشاہ کو تو نے
بہین کیا مابدولت کو بہت تکلیف ہوئی تین سو کوس کا راستہ پانچ منٹ مین طے کرنا پڑا کیا
تو نے شہنشاہ کو مجبور و ناچار سمجھا وہ یہ نہین سوچہ کے پیادے کے قتل پر قادر نہین ہین تو گرفتار
کرنے ہی آمادہ قتل ہوا دیکھ تو ابھی کیا از قیم ڈالتے ہین اسطرح برق فرنگی نے کلام کیا زن و شوہر
گھبرا گئے نامے کو لیکر سرخیل نے سر پر رکھ لیا بوسہ دیا سر نامہ پر مہر شہنشاہ پائی نامے کو کھولا
لکھا تھا ای سرخیل و سہیل مابدولت کو دریافت ہوا کہ تمنے چالاک بن عمرو کو گرفتار کیا ہے اسلیے
اپنے سفیر اشرار جادو کو روانہ کیا جلد اسکی معرفت قید چالاک بھیجو خبردار تامل نکرنا خداوند ہمارے
ہین جو انکو قتل کریگا اسکی قوم کو برباد کر دینگے یہ خداوند کے پیارے بندے ہین زن و شوہر دونون
کانپ گئے کہا ای اشرار جادو ہمین کیا عذر ہے لیجائیے اشرار نے کہا اپنا سحر اتارو ہم اپنا سحر قائم
کرین سہیل جادو کا سحر چالاک پر تھا سہیل بڑہی کہ مین سحر اتارون قضاے کار صبا رفتار کمند انداز
اڑی ہوئی آئی تھی اسنے جو دور سے لشکر سلطان دیکھا بے تکلف چلی آئی اسنے دیکھا میان برق
فرنگی ایک جادوگر بنکر کھڑے ہین نامہ شہنشاہ کا پڑھا جاتا ہے وہین سے صبا رفتار نے آواز دی
ای سرخیل خبردار چالاک کو روانہ کرنا یہ جو جادوگر ہے شاگرد رشید خواجہ عمرو برق فرنگی عیار ہے
اسکو بھی لینا برق جو پلٹا صبا رفتار کو دیکھا پکارتی ہوئی آتی ہے سہیل رک گئی لیکن سرخیل سے
برق نے کہا لے دوسرا عیار مثل صبا رفتار آپہونچا ای سرخیل لینا خبردار یہ جانے نپاوے
مکار کا کلیجہ تو دیکھو سرخیل نے پلٹ کر ایک دو ہتھڑ مارا صبا رفتار منہ کے بل زمین پر گری
سرخیل دوڑا صبا رفتار چیخی ارے او سرخیل کیا کرتا ہی مین کنیز شہنشاہ ہون برق فرنگی تو کہتا ہی
یہ عیار لشکر اسلام ہے او سرخیل مجکو نہ گرفتار کر نہین پچتایگا اشرار کہتا ہی کہ یہ ہرگز جانے نپاوے
مجکو مارنے اور اپنے بھائی کو رہا کرنے آیا تھا سرخیل گھبرایا مین کیا کرون آخر گھبرا کر صبا رفتار نے
کہا ای سرخیل ارے کمبخت مین عورت ہون یہ مجکو عیار بتاتا ہی اپنی زوجہ سے کہہ میرے قریب آئے پاجامہ
اتار کر دیکھ لے مرد و عورت کی شناخت ہو جائیگی یہ سنکر سہیل بڑہی اب برق فرنگی گھبرایا کہا ملکہ سنو تو

میں تجھ سے مفصل حال کہوں ابھی مجھ جادو کی سہیل اور اشتر زنگی کے بڑھی سر جھکایا کہا سہیان
اشتر جادو بیان کرو جیسے ہی سہیل نے سر جھکایا برق فرنگی نے جان دے کے کوکہ پر سہیل کے
خنجر مارا سہیل لڑکھڑا کر گری اندھیرا ہوا برق فرنگی نے آواز دی بھائی چالاک بھاگو اسی کے سحر میں
چالاک جنبلا شام نے بھی سہیل کے چالاک چھوٹا چالاک بھی ایک جادوگر کو مار کر بھاگا سرخیل معہ

ادھر سے تو آواز آئی نعرہ برق فرنگی

منم برق رفتار دخمہ گذار ۔ ستم برق لیکن گران بر ہزار

دوسرے پہلو سے آواز آئی نعرہ چالاک

بعیاری سن انم جست و چالاک ۔ بچشم دشمن اندازم کف خاک
ز آید باد گرد شیز گام ۔ خلیفہ اولم چالاک نام

اندھیرے میں دونوں عیار نعرے کرتے ہوئے بھاگے برق فرنگی تو بڑا شوخ مزاج ہی چلتے چلتے
صبا رفتار کے بھی ایک دھول ماری کہا کیوں خلیفہ ان پھر کبھی عیاری کرنے آؤ گی کر تم بچا ہو
جوتیاں کھاتی ہو پھر آتی ہو خلیفہ عمر قران کا پاس نہ ہوتا تو اسی ناک کاٹ لیتا نکو کان ہو جاتے
بہت ہلکان کرتی ہو کہیں عزت کی ناک کٹ گئی ادھر سواہاتھ پڑ جادو گی صبا رفتار نے غل مچایا ارے
لینا نگوڑا مجھے دھول ماری سرخیل مرنے سے جورو کے بدحواس ہو گیا سر پیٹنے لگا چیختا ہی ہائے
میری جورو کو مار ڈالا اب کون میرے ناز اٹھائیگا پہلو میں سلائیگا شغل ان کے مہربان تھی کھیان
جھلکر کھانا کھلاتی تھی جاڑے میں قوت باہ کی گولیاں بناتی تھی اب شفقت سے کون سر پر ہاتھ
رکھیگا گھر میرا برباد ہوا اے بی بی کچھ جواب تو دو سامری جمشید کی خدائی میں آگ لگے تمہاری جوانی
پر رحم نہ آیا تمہاری وضع داری کو یاد کروں کس بات پر فریاد کروں سیکڑوں آشنا کیے کبھی مجھ پر
ظاہر نہ ہوا میری دل دہی سے ہاتھ نہ اٹھایا گھر میں چار جگہ پردے پڑے رہتے تھے ہم جلسے فراق
دیکھتے تھے ایسی بی بی مہربان کہاں پاؤنگا گھل ہوتی باتیں تو اوروں سے سر ڈھکوایا نام میرا کیا
میری مردانگی مشہور کرتی تھیں میرے نام پر مرتی تھیں عورتوں میں منھ کرتی تھیں میرا شوہر بڑا [illegible]
ہے جب کسی غیر کو بلایا مجھ سے کہدیا میری خالہ کا بیٹا آیا ہے پردہ میں سب کچھ کیا کسی پر حال روشن نہ کیا تمام
سردار دوڑے نعلوں میں ہاتھ دے کر اٹھا لا عیار تو نکل گئے صبا رفتار کو قید سے رہا کیا سرخیل نے کہا اے

صبار فتار مین اپنی جان دونگا ابھی لشکر مسلمانان پر جاتا ہون جورو کے خون کے بدلے مین
اگر کل مسلمانون کو نہ مارا تو نام اپنا سرخیل جادو نہ پایا تم جاکر ملکہ حیرت کو خبر کرو ہر چند صبار فتار
نے سمجھایا ای سرخیل جادو صبر کرو ملکہ حیرت کی خدمت مین چلو جیسا حکم دین ویسا بجالانا سرخیل
جادو نے کہا مین نہ مانونگا اسی وقت ارتھی بنائی لاشہ سنبل جادو کا جلایا خود ہی جورو کا سر
پھاڑا ڈاڑھی مونچھین منڈوا لین کہا صاحبو سہاسے میرے کرپا کرم کون کرے روتا ہوا اپنا پشت اژدر
پر سوار ہوا نفیر سحر بجائی کل لشکر تیار ہوا بقہر و غضب تمام طرف لشکر اسلام کے چلا صبار فتار
بھاگی کہ مین جاکر ملکہ حیرت کو خبر کرون برق و چالاک ایک جھاڑی مین چھپے دیکھ رہے تھے
جب لشکر سرخیل لے کر چلا یہ دونون بھاگے ملکہ مہرخ کو جاکر آگاہ کرین لیکن بدحواس چالاک
سے برق فرنگی نے کہا ای عشرہ والا گھر بڑا غضب ہوا سردار باغبان و بہار وغیرہ لشکر مین
نہین ہین یہ ملعون جاکر گریگا کون اسکے وار کو سنبھالیگا خدا خیر کرے چالاک نے کہا حقیقت مین
بڑی خرابی ہی یہان دربار مین ملکہ مہ جبین الماس پوش نے تخت شہنشاہی پر جلوہ فرمایا کہ
برق و چالاک پہونچے بعد دعا و ثنا کے عرض کی ای ملکہ عالم جلد لشکر تیار کرایئے سرخیل جادو
فوج ساحران لے کر آتا ہی زوجہ اسکی ہمارے ہاتھ سے قتل ہوئی بچا کو بڑا غصہ ہی یہ سنتے ہی ملکہ
مہرخ اٹھین قصد ہوا لشکر کو تیار کرا لین کہ ابر تیرہ و تار سامنے سے اٹھا اس ابر مین رعد کی گرج
برق کی تڑپ مثل دل کافران سیاہ ابر ہیبت ناک اس ابر مین سے آواز آئی باشید
ای مسلمانان میری جورو کو عیارون نے قتل کیا ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا یہ کہکے ابر برسایا خود جوش
مین آکر گرا غفلت مین لشکر اسلام تباہ ہونے لگا جیسے قطرہ پانی کا پڑا جلکر رہ گیا صبار فتار
نے جاکر ملکہ حیرت کو خبر دی عرض کی ای حضور سرخیل لشکر اسلام پر جا پڑا جورو کو اسکی برق و
چالاک نے ملکر قتل کیا اسی غصہ مین سرخیل کو تاب نہ آئی دیکھیے دونون لشکر ملتے حیرت
جادو گھبرا کر باہر نکلی دیکھا ہنگامہ سحر برپا ہی سرخیل نے تنہا مسلمانون کو قتل کیا حیرت جادو
نے شمیمہ نقب زن کو حکم دیا کہ جاکر سرخیل جادو کو پھیر لاؤ کہنا بدون حکم افراسیاب
یہان آنا نہین چاہتا تمنے غضب کیا ہم سے بھی نہ پوچھا اب طبل بازگشت بجوا کر پلٹ آؤ ہم تمہارے
انتقام سے طبل جنگی بجوا دینگے شمیمہ نقب زن دبی اُتھی بھیجی اسوقت قریب لشکر اسلام

پہونچی کہ اب مہرخ بھی شعلہ رو و ملکہ مہ جبین تخت پر ملکہ سرخ مو سے کاکل کشا و ملکہ ہلال سحر طلعت
وغیرہ تخت ملکہ جبین کو گھیرے ہوے لشکر سرخیل سے لڑ رہی ہین لیکن واضح ہو کہ بہار و باغبان
و برق لامع و رعد و برق یہ سردار بہ سعد و اسد نامدار گئے ہین چالاک نے ادر ساحرون
کو انکی صورت بنا کر دربار مین بھیجا یہ ہنگامہ جو برپا ہوا وہ بیچارے لونڈی غلام
شغل باغبان و بہار کیا کر سکتے تھے یہ ہنگامہ جو ہوا اسی صورت پر نکل آئے موافق اپنی حقیقت
کے سحر کرنے لگے دور سے سرخیل جادو نے جو بہار کو لڑتے دیکھا گولا مارا وہ کنیز کیا روک
سکتی تھی گولا سر پر پڑا سر کے ہزار ٹکڑے ہوے لادم باغبان بہ شکل باغبان لڑنے لگے وہ
ہاتھ سے سرخیل کے مارے گئے جیسے گرے صورتین تبدیل ہوگئین شمیمہ نقب زن نے جو
دور سے یہ معرکہ دیکھا سمجھی یہ عیارون کی کارسازیان مکارون کی شعبدہ بازیان نہین معلوم
ہوا بہار و باغبان لشکر مین نہین ہین پلٹ کے ملکہ حیرت کو خبر دی حضور عیاران اسلام
بڑے کام کرتے ہین عرصہ سے بہار و باغبان وغیرہ لشکر مین نہین ہین عیارون نے لونڈی
غلامون کو انکی صورت بنایا تھا وہ سب اسوقت ہاتھ سے سرخیل جادو کے مارے گئے لیکن
آوازین نہین آئین سرخیل نے قیامت برپا کر دی اگر آپ بھی جا پڑین آج ہی لڑائی فتح ہو جاوےگی
فوج مہرخ کا سنبھالنا دشوار ہے یہ سنکر حیرت جادو سوار ہوئی نفیر سحر بجی ایک جانب سے مصور
جادو و ملکہ صورت نگار و مانی و بہزاد و قلم کش و ملکہ یاقوت و زمرد تمام سرداران حیرت سوار
ہوے بارہ لاکھ ساحرون سے حیرت جادو بہ کروفر چلی یہان ملکہ مہرخ نے لڑ کر لڑائی کو سنبھالا
سرخیل جادو پر جا پڑی آپسمین سحر ہو رہے ہین کہ گرد عظیم سامنے سے بلند ہوئی حیرت جادو
بارہ لاکھ ساحرون سے آ کر گری ایک طرف سے حیرت نے سحر کیا مصور نے تصویرین
نکالین یاقوت نے آگ برسائی زمرد نے نخلہاے صحرا کو سبز کیا لشکر مسلمانان تہ و بالا ہوا لاکھون
ساحر مارا گیا **نظم مصنف**

تزلزل زمین کو ہوا اسقدر — لرزنے لگے خوف سے دشت و در
فلک کو فراموش گردش ہوئی — پہاڑون کو سختی مین جنبش ہوئی
قیامت کا سامان عیان ہوگیا — رخ مہر گردون عیان ہوگیا
صداہاے اہو سے یہ شور تھا — عیان سحر و افسون کا یہ زور تھا
کسی پر گری برق خارا شگاف

ہوئے صف شکن ایک عالم میں آ　　کہیں بارش ابر کا شور تھا　　کہیں آتش سحر کا زور تھا
کہیں رعد گرجا زمیں شق ہوئی　　کہیں برق خاطف چمک کر گری　　صفوں میں تلاطم ہوا سر بسر
درختوں سے اڑنے لگے جانور　　نقیبوں نے بڑھ بڑھ کے لوکے کہے　　جوانو قدم اب نہ پیچھے ہٹے
لڑائی کی افتاد جھیلو گے تم　　یقین ہو کہ جانوں پہ کھیلو گے تم　　کدھر ہیں جوانان جنگ آزما
یہی وقت ہے کوشش جنگ کا

یارو دنیا ناپائدار ہے اسکا کیا اعتبار ہے ہر شے کے ۔ اسطے زوال ہے دیکھ ماہ تاباں کبھی بدر کامل کبھی ہلال ہے

نظم

گنج کوئی مار سے خالی نہیں　　دامن گل خار سے خالی نہیں
چاند کو کیا دیا حق نے شرف　　لگ گیا ہے ساتھ اسکے بھی کلف

یارو نام کرو بزرگوں کا نام روشن کرو سرخ رو ہو کر میدان کارزار سے قدم نہ ہٹے سفر پر تلوار میں کھاؤ عروس مرگ سے ہمکنار ہو بہادر دلاور نامدار ہو

فرد

بسیاہ بجا عروس موت کو　　دو طلاق اس زندگی کی سوت کو
رستم ہا زمین پہ بہرام رکھیا　　مردوں کا آسمان کے تلے نام رکھیا

دیگر

خمسہ

گئے کل سوئے گورستان جو ہم باخستہ حالی سے　　مقابر جتنے دیکھے ہتنے خستی پائمالی تھے
یہ دو مصرعے لکھے اُنجا بہ مضمون خیالی تھے　　مہیا گرچہ سب اسباب ملکی اور مالی تھے
سکندر جب گیا دنیا سے دونوں ہاتھ خالی تھے

دیگر

ہاتھ رکھے تھے سکندر نے کفن سے باہر　　ہائے سب کہیں کہ کچھ دست سکندر میں نہیں

دیگر

ہاتھ خالی آئے ہیں اور ہاتھ خالی جائینگے　　سب کمال اکڑ نا آخر خاک میں ملجائینگے

دیگر

کل پاؤں ایک کاسہ سر پر جو پڑ گیا　　یکسر وہ استخوان شکستہ سے چور تھا
آئی صدا کہ دیکھ کے چل راہ بے خبر　　میں بھی کبھی کسی کا سر پر غرور تھا

اے جوانان شیر دل وقت جانبازی و سرفروشی ہے دشمن کو ہٹا دو سناں ہائے تیز سے سینے ملادو دم شمشیر پر گلے رکھو طعام لذیذ موت کے مزے چکھو نقیبوں نے اسطرح کے اشعار پڑھے بہادر جھومنے لگے قبضہ شمشیر چومنے لگے نشہ بادۂ شجاعت سے مست ہو گئے سراپا سکے ہوش رہے مرنے پر آمادہ زندگی سے بیزار خواہان معشوق حرب و پیکار لیکن لشکر اسلام پر قیامت برپا ہوئی حیرت جادو نے زمین ہلادی یہ جو اشہر ثابت ہو گیا کہ بہار دیزہ رکن لشکر اسلام نہیں ہیں

چہار جانب سے لشکر حیرت جادو نے زور ڈالا ملکہ مہرخ نے بڑھکر ملکہ حیرت سے مقابلہ
کیا آواز دی کیوں بی مہرخ بوا بہار کو کہاں بھیجا بیڑا غرق کیا ایک کنیز کو بہ صورت بہار بنایا
اس بہار نقلی پر خزاں آئی پھول نہ کھلے رنگ نہ جما غنچۂ خاطر پژمردہ ہوا ہزار ہا سرو قد پامال
ہوئے مہرخ نے جواب دیا او حیرت کیسے بہار و باغبان ہم تکیہ بر پروردگار رکھتے ہیں اگر
قضا آئی ہے کون بچائیگا ورنہ تو کیا کر سکتی ہے حیرت جادو مہرخ پر جا پڑی سحر کیا برق چمک کر
مہرخ پر گری سر ملکہ مہرخ کا زخمی ہوا حیرت بڑھی کہ سر مہرخ کاٹ لوں پریشان ہو کر مسیح مو
نے مقابلہ کیا اسکا بھی وہی حال ہوا مسیح مو کا جینا وبال ہوا ہلال سحر افگن لڑی یہ بھی انگشت نما
ہوئی شکیل صف سے بڑھا کئی گولے حیرت پر مارے حیرت نے سب وار روکے اکھاکر
ترنج مارا شکیل نے ترنج کو کاٹا اسمین سے ایک خنجر پیدا ہوا شانہ پر پڑا شانہ قوت بازو
مہرخ کا نشانہ ہوا اب حیرت نے چاہا بڑھ کر ملکہ مہ جبین الماس پوش کو گرفتار
کرلوں دلارام و دیرزادی تخت ملکہ مہ جبین کا لیکر پیچھے ہٹی علم فوج اسلام سرنگوں ہوا اسپ
سرداران خدار بیقرار اشکبار کے پاؤں اٹھے ملکہ مہرخ اس زخمداری میں بھی لشکر کو لیکر بڑھتی ہے
فوج دل دہی نہین کرتی حیرت جادو مثل برق تڑپ رہی ہے مصور نے ہزاروں کو مارا صورت
نگار کا سحر چل رہا ہے ہر ایک نخل صحرا مثل شمع کافوری جل رہا ہے زمین تپ رہی ہے آگ برس رہی ہے شور
فریاد و الغیاث برپا ملکہ مہرخ نے پلٹ کے دیکھا بارگاہیں لٹنے لگیں لشکر اسلام پر شکست فاش
ہوئی نکل جانیکی تلاش ہوئی لیکن سرداران صف شکن ثابت قدمان کے محبت بہرون
منزل شجاعت جان دینے پر آمادہ لیکن زیادہ خرابی یہ ہے ملکہ مہ جبین دلاران خوش لقا مستغرق نام
طلسم کشا سحر بالکل نہین جانتین ایسا نہو قبضہ مین کافروں کے آجائین بڑا غضب ہو گا حیرت ملکہ
مہ جبین کی دشمن جانی ہے مہ جبین کو پاؤں تو قتل کردوں اسی کی ذات کا سارا فساد ہے اگر صحرا سے
حیرت ہی سے اسد غازی کو لے کر نہ بھاگتی یہ دن کاہے کو نصیب ہوتا ایسے ایسے خیالات جو
اہل اسلام کو آئے تخت ملکہ مہ جبین کو گھیر لیا چاہتے ہیں کہ اٹھ کر مر جائین لیکن ناموس طلسم کشا کو
بچائین سرخیل جادو مبہوت غم مین اپنی جورو کے لڑ رہا ہے اسقدر گولے مارے ہزاروں کو جلا دیا مسلمانوں
کو قتل کیا جھوم جھوم کے لڑ رہا ہے ملکہ حیرت کو اشارہ کرتا ہے اے ملکہ عالم مین نے بڑے صدمے اٹھائے

زوجہ قتل ہوئی گھر برباد ہوا غلام ناشاد ہوا اب آج ایک کو زندہ نچھوڑونگا قتل مسلمانان سے
منہ نہ موڑونگا حیرت کہتی ہے شاباش مرحبا افراسیاب تیرا بڑا مرتبہ کریگا کسی شاہزادی کے ساتھ
تیری شادی کردینگے بڑی دھوم سے خانہ آبادی کرینگے سرخیل جادوان باتون پر ملا حیرت کی
پھول گیا چلک چلک کر لڑنے لگا اب ملکہ مہرخ کو یقین کامل ہوا بارگاہین بھی لٹنے لگین صفین تمام
صف ماتم لشکر درہم و برہم بھاگی ہوئی فوج کارکنان ہشوار دستور ہر ایک کے ساتھ دس بجلے گئے
ہین ملکہ مہرخ نہایت کاردان صاحب عظم و شان شکست مین بھی جرأت آشکار دس قدم بھاگ کر
پھر ٹھہرین مگر مایوس اسوقت سب نے عرض کی اپنے پیدا کرنیوالے سے رجوع کیجئے اب جان
بچانا دشوار ہے ہر خرد و کلان مجبور و ناچار ہے وہ رحیم و کریم سمیع و علیم سامع الدعوات مسبب الاسباب
کارساز بے نیاز حکیم علیم حلیم ہر حال مین معین و مددگار ہے یہ سنکر ملکہ مہرخ نے تاج سر سے اتار احتیاج
بدرگاہ قاضی الحاجات ہوکر پکار اٹھین ارحم الراحمین مالک یوم الدین اسوقت بیکسی و بے بسی
مین جلد مدد کر اس بلا کو رد کر بیقرار ہوکے جو دعا کی سب غازی سرفروش بیقراری کا جوش فورا تیر
دعا بہدف مراد پر پہونچا آسمان پر سناٹا ہوا سب نے دیکھا ملکہ بہار جادو و باغبان قدرت و رعد
و برق و برق لامع و مخمور سرخ چشم و خواجہ عمرو و عیار قران ناسور ملکہ بہاران شمشیر زن و ملکہ زیور
محمل نشین صاحب عز و تمکین و لاہوت جادو جوان خوشخو تخت سحر پر سوار بصد کروفر نمایان ہوئے
لشکر مین پھر ہوا بہار آئی بہار آئی معین و مددگار ہمارے آپہونچے عمرو نے آواز دی یار غضب ہوا
لشکر معرض زوال مین ہے آج حیرت جادو جلال مین ہے جان بچا آن لینا لاہوت جادو نے
تخت زمین پر اتار اسپ سے چلے ملکہ بہار گلعذار بڑھی جھپٹ کر گلدستہ مارا ہوا سے سروجلی
ساحر جھومے آسمان سے پھول برسے طائرون نے زمزمہ سرائی کی غنچے مسکرائے بلبل زار کے پھول
کھلے ایک طرف باغبان قدرت آکے گر الگیند پھولون کا مارا برق لامع آڑی ترچھی گرنے لگی رعد
نے کانون مین ہاتھ رکھکے چیخ ماری صدہا لڑکھڑا کے گرے کان کے پردے پھٹے ان رعد کی برق گر گر
کے گری سیکڑون کے سر اڑا دیے لاہوت جادو جھومتا ہوا لشکر حیرت جادو پر آیا تو لہ مارا
سیکڑون جلے زیور محمل نشین نے غصہ مین کر کھینچ مارا طوق گلوگیر بنکر گلے مین ساحرون کے پڑا
سیکڑون ملازمان حیرت جادو اڑکر اسکے قفس در قفس پیچیدہ و رنجیدہ و کبیدہ عیار قران نے

بڑھ کر نعرہ کیا خواجہ عمرو نے سفید مہرہ بجایا جادوگر شکر لشکر مین گھس پڑا امرودون کی گرین ٹٹولنے لگا
حسبکی کمر مین کچھ پایا خبر ہوئی اگر کمر مین کچھ نہ نکلا کپڑے اسکے اتار لیے ایک لات ماری آواز دی دور ہو
عمر بھر کھایا کمایا ہمارے لیے کچھ نہ رکھا او ننگ خاندان تجکو برہنہ چھوڑونگا تیری ذلت سے منہ
نہ موڑونگا برق و چالاک جانسوز یا تو آگ کھڑے رو رہے تھے حقہ ہاے آتشبازی لیکر یہی گھسے
خوب آتشبازیان و نغین سیکڑون کو جلا دیا ضرغام شیر دل نے جنگی بان داغے یا دو حملون مین لشکر
حیرت جادو تہ و بالا ہے پیچھے ہٹا مسلمانون نے لشکر کے پڑاو پر قبضہ کیا اسد شیر دل کب بادرفتار پر
سوار ہوا نعرہ شیرانہ کیا نعرہ اسد صفت

اسد صف شکن شاہ عالیجناب — سن آئیم سرکوب افراسیاب
یل پیلتن نامور نامدار — نظر کردهٔ شیر پروردگار
چو تیغ بلی برکشم از غلاف — تزلزل فتد در میان مصاف

خورشید زرین سحر و شکیل بے عدیل ہمراہ رکاب اسد نامدار ہوے سحر و ساحری سے بچانے لگے
اسد شیر نگانہ بیباکانہ لڑتا ہوا بڑھا حیرت جادو نے بہار کو دیکھا جو گلنار رخسار پھولوں کی گلے مین
چھپا سوتے کا سر پر سرو قد گل اندام گلدستہ مارتی ہوئی آتی ہو گئی نگاہ مین جو نظر پڑی ڈالین سیکڑون جادوگرون
نے اپنے گلے کاٹ ڈالے بعضے نشۂ بادۂ سحر سے مست یہ شعر عبرت آثار سودا پڑھ رہے ہین

نظم

جاتے ہین لوگ قافلے کے پیش و پس چلے — دنیا عجب سرا ہے جہان آ کے بس چلے
کہیو صبا سلام ہمارا بہار سے — ہمکو چمن مین چھوڑ کے سوئے قفس چلے
اے غنچہ آنکھ کھول کے اک تو چمن کو دیکھ — جمعیت دلی پہ ترے پھول ہنس چلے
بڑھنے سخن کو مین بسر و چشم ناصحا — مانوں ہزار بار اگر دل سے بس چلے
نکلا جو دل سے نالہ تو سینے سے دود نک — سن مردمان قافلہ بانگ جرس چلے
صیاد اب تو کر دے قفس سے ہمین رہا — ظالم پھڑک پھڑک کے پر و بال گھس چلے
کام اس گلی سے مر سے یہ سودا گذر چکا — کیا تاب اک قدم جو ادھر بوالہوس چلے

حیرت جادو نے جو یہ ہنگامہ دیکھا کہ بہار نے ہزارون کو مار ڈالا کر جاری آئین سحر ہونے لگے
بہار نے گلدستہ مارا پھول برسے حیرت جادو جھوم گئی جھومتے جھومتے دستک دی اک طائر

پیدا ہوا از وجہ بادشاہ طلسم ہو اُس جانور نے اگر سر پر سایہ کیا حیرت کے ہوش و حواس درست
سحر و ساحری میں چست ہو کر تیغہ کھینچا بہار جادو پر جا پڑی تیغہ سحر بار بہار نے پھولوں کی سپر اٹھائی
لیکن سحر سے حیرت جادو کے سپر کٹی سر بہار جادو زخمی ہوا اب ملکہ حیرت نے دباؤ ڈالا
بہار جادو پیچھے ہٹی سدا کنیزیں بہار کی قتل ہوئیں حیرت پیچھا نہیں چھوڑتی بہار چاہتی ہے ذرا
مہلت ملے زخم سر باندھ کر سحر کروں حیرت دم نہیں لینے دیتی مثل شعلہ جوالہ چلی آتی ہے دونوں عارض
غصے سے سرخ کف منہ میں بھرا ہوا اس قہر و غضب میں حیرت جادو کی عجب آن بان ہو کسا قد
کاٹی بندھی ہوئی سینہ پر ابھار گلو احسن پر بہار لب یاقوت احمر دندان سلک گہر سیتین سپہر عارض
رشک قمر مار گیسو پیچ و تاب میں آنکھوں میں لال ڈورے وحشت کے چھپٹی ہوئی بہار پر جاتی ہے
لشکر میں غل ہوا بہار کو حیرت جادو نے گھیر لیا زخمی بھی کر چکی وہ سامنے بہار ہٹتی ہوئی
جاتی ہے حیرت قتل کیا چاہتی ہے اکثر ساحروں نے بڑھ کر حیرت پر سحر کیے اُن حربوں کو حیرت
نے ٹالا قریب ایک نخل کے بہار پہونچی ڈگمگائی شاخ نخل تھام کر رکی حیرت نے چاہا
تیغہ ماروں پہلو سے آواز آئی ملکہ عالم ہوشیار ہو جائیے حیرت نے پلٹ کر اپنی وزیرزادی
زمرد جادو کو دیکھا بدحواس آئی کہا حضور لیجیے مبارک شہنشاہ آ گئے وہ دیکھیے تخت آتا ہے
حیرت جادو پلٹی تخت کا پھیرنا کہ آواز آئی باش او حیرت کہاں جاتی ہے سنو شبے بہاے صدف
قلزم عیاری نہنگ دریاے زخاری صف شکن و صفدر خواجہ عمرو نام ہو یہ کہکر جو وہ حلقے کمند کے
مارے گردن و کمر میں حیرت کے پڑی ادے ہاے کے پلٹی حباب بیہوشی پڑے دھم سے گری بہار نے
پلٹ کے دیکھا حیرت جادو گر کر بیہوش ہوئی عمرو تو کمند چھوڑ کے بھاگا گلیم اوڑھ لی یہ آواز
دی اے بہار یہ جانے نہ پاوے بہار سح چند سر و اوچھی کہ حیرت کو گرفتار کروں زمین شق ہوئی
پنجہ فولادی پیدا ہوا حیرت جادو کی کمر میں پنجہ دیا میدان کارزار سے لے بھاگا ہر چند ساحروں
نے روکا پنجہ نہ رکا حیرت کو لیکے نکل گیا اب جو سرداران لشکر حیرت پر گرے ہزاروں کو قتل
کیا مصور جورو کا ہاتھ تھام کے بھاگا صاحب نقل چلو جان بچا کے تل چلو اُسکے بھاگتے ہی سب
ساحر بھاگے سرخیل جادو نے پلٹ کے دیکھا پڑاؤ حیرت جادو کا لٹ رہا ہے بارگاہ میں چل
کہیں سرخیل جادو گھبرایا لیکن بڑے زور شور سے لڑ رہا ہے جورو کے غم میں مبہوت تیغہ

خون آلودہ ہاتھ مین ساتھ والے اسکے بھی مارے گئے لشکر حیرت بھاگا جاتا ہی ہر چند اسنے غل مچایا
کون سنتا ہی کہ سامنے سے دلیران شمشیر زن لڑتی بھڑتی چلی آتی تھی سرخیل نے کئی ساحرون کو
سامنے ہیران کے مارا کسی کو آتش سحر سے جلا دیا کسی کو پانی برساکے ٹھنڈا کیا ہیران نے دور مین
سے للکارا او بھیا کیا کرتا ہی تین روپیہ کے پیادون پر امتحان سحر غیرت نہین آتی ہی سرخیل ملکہ ہیران
پر جا پڑا تیغ نکال کے مارا ساحر زبردست ہی ملکہ ہیران نے ترنج کا مارا اسمین سے ہزارہا شعلہ ہای
آتش نکلے اس ماہ آسمان خوبی کو شعلہ ہاے سرکش نے گھیرا مگر ہیران مثل برق جہندہ باران
سحر برسانی ہوئی شعلہ ہاے آتش بجھاتی ہوئی اس گنبد آتشین سے نکلی غصہ انتہا کا تھا
چہرے پر ہاتھ ڈالا اس گوہر دریاے حسن وجمال نے اختر مردار بدنہاد کو للکارا او نامرد
آنکھ چار کر اب تو کوئی وار کر سرخیل تیغہ کھینچ کر جھپٹا ملکہ نے خنجر دار کھکے اختر مردار پہ کھینچ مارا
ہر چند سحر کیا روکا اخر کب رکتا ہی سینہ پر اس بداختر کے پڑا البتہ کو توڑ کر پار گزرا سرخیل
تڑپکر ادھر گرا آندھی سیاہ اٹھی سنگ باری برف باری ہونے لگی آواز آئی کشتی مرا نام من
سرخیل جادو بہوا ابتو جتنے ساحر تھے سب بھاگے لاشے بھی اپنے افسرون کے نہ اٹھا سکے اہل
اسلام نے پڑاو لوٹ لیا خیمون مین آگ لگادی بارگاہ حیرت پر قبضہ کیا تین کوس تک بھگا گئے
ہوون کو مارا عمرو نے آواز دی بس بھاگے ہوے کا پیچھا کرنا مناسب نہین ہی سب سردار
فتح وظفر بعبد کرو فرزانی کو فتح کرکے پلٹے اسد نامدار کو مہرخ نے دیکھا بڑھکر بلائین لین ترقی
عمر و دولت کی دعائین دین لاہوت جادو وملکہ زیور محمل نشین کو خواجہ نے سب سردارون سے
ملوایا زن وشوہر نے پایہ تخت مہ جبین کو بوسہ دیا اکر داخل بارگاہ آسمان جاہ ہوے مہرخ نے
تمام کیفیت پوچھی اسد غازی نے شرما کے سر جھکالیا مگر خواجہ عمرو نے تمام کیفیت طلسم صندل
ودربند مہرو ماہ وحالات ملکہ زیور محمل نشین بیان کیے جسوقت خواجہ نے اپنی عیاری بشکل
سرہنگ کوہی ومقابلہ مہتر قران بیان کیا اور پھر بلاو چھوڑنا دنبل شہنشاہ خبات آنا ظاہر
کیا بارگاہ مین سب ہنستے ہنستے لوٹ گئے ملکہ زیور محمل نشین ولاہوت جادو نے کہا ای سرداران
تمامی یہ عیاری نہین کرامات تھی برق چالاک نے کان پکڑے قدمون کو خواجہ عمرو کے بوسے
دیے کہا حقیقت مین فن عیاری آپ کی ذات پر ختم ہی مہتر قران شرم سے سر جھکالے ہوے

عمرو کہتے ہین کیون میان قران ذرا سر تو اٹھاؤ اسقدر نہ شرماؤ تیس برس سے ہمارے ساتھ ہو مگر افسوس ہے کہ ہمکو نہ پہچانا بیہوشی کا عطر سونگھ لیا حضرت قران نے کہا استاد توبہ کرتا ہون کبھی جو آپ سے ہمسری کا نام لون گردن از مو باریک خواجہ عمرو کو ملکہ مہ جبین نے خلعت فاخرہ عطا کیا کل سردارون کو خلعت ملے گر بعد اسکے لوح مخمور و بہار نے کہا اب افراسیاب لوح کو ایسے مقام پر رکھیگا کہ طائر وہم خیال بھی نہ پہونچ سکیگا سب نے دیکھا کہ اسد غازی کو بہت حجاب ہے کہ لوح کا پانا اسکا رجادو کا دم سے کرلیجانا صاف چہرے سے ظاہر ہے کہ جان دینے پر آمادہ ہے عمرو نے ساحرون کو منع کیا کہ لوح کا ذکر نہ کرو شہزادہ محجوب ہوتا ہے آخر عمرو نے اسد غازی کو گلے سے لگایا آنسو پونچھے کہا اے نور نظر اے پارۂ جگر کیون ملول و حزین ہو انشاء اللہ اگر میری حیات باقی ہے لوح کا پتہ لگاؤنگا تمکو وہان تک پہونچاؤنگا ایسے اکثر اتفاق ہوتے ہین بعد رنج کے راحت اپنی فکر مین سب مصروف ہین مکار اسکا ملازم تمہارا خادم دے کر لوح لیگیا ہین جستجو مین مصروف ہوتا ہون اے فرزند نہ گھبراؤ سردارون نے بھی تسکین مین زبان کھولی مخمور و بہار و باغبان نے کہا حضور جلوگ جان و مال سے موجود ہین سنا ہے شناسان طلسم ہوش ربا نے ہر مقام پر تحریر کیا ہے کہ اسد نامدار فتاح طلسم ہوش ربا ہے مگر حضور طلسم وسیع ہے اسکے واسطے زمانہ چاہیے لیکن آپ کے دست حق پرست سے فتح ضرور ہوگا دل تردد منزل کو مسرور ہوگا اسد غازی کو سمجھایا جلسۂ عیش و نشاط آراستہ ہوا ساقیان ماہ رخسار جام مے گلنار لے کر حاضر ہوئے رقاصان ماہ طلعت خوبصورت حسین جمیل معشوقان مین سرفراز صاحب کرشمہ و ناز مصروف رقص و سرود ہوئے اہالیان لشکر

اسلام مصروف عیش و نشاط ہوئے انکو اس حال مین چھوڑیے

دو کلمہ داستان مصیبت مآل افراسیاب و ذکر حفاظت لوح طلسمی جان ہونے مین قلم

کیا دیکھتا ہے طائر بسمل کا اضطراب
بڑھ کر ہے اس سے عاشق بیدل کا اضطراب

امید وار مرگ سے کیون منہ چھپا لیا
اب کون لے گیا ہے قاتل کا اضطراب

تھی کسکی آرزو کہ سر شب سے تا سحر
دیکھا کیے ہین صاحب محفل کا اضطراب

مدت سے آرزو ہے کوئی لحظہ بیٹھ کر
تم بھی تو دیکھ جاؤ مرے دل کا اضطراب

ممکن نہین کہ عشق کی تاثیر کچھ نہ ہو
لیکن نہان ہے صاحب محمل کا اضطراب

اسکو قرار ہے اسے پرواز دمبدم	سیماب سے فزون ہے مرے دلکا اضطراب
قاتل یہ کوئی دم کا تماشا ہے دیکھ پھر	لیجائے گی اجل ترے بسمل کا اضطراب
تدبیر کچھ ضرور ہے بیٹھے ہو کیا نسیم	جاتا نہیں ہے آج مرے دل کا اضطراب

افراسیاب جادو وافتان وخیزان صرصر کو زیر شکم چھپا کر سحر کرتا ہوا بڑے زور و شور سے اس مصیبت سے نکلا مگر گریان و نالان گریبان پھٹا ہوا تاج سر پر نداردو اس حال زار سے باغ سیب مین پہونچا صرصر شمشیرزن صدمۂ موج ہوا سے بیہوش ہوگئی ہے کنیزان افراسیاب نے جو شہنشاہ کو اس حال مین دیکھا کہ شہنشاہ گرد و غبار مین اٹے ہوے کپڑے پھٹے ہوے پہنچی ہوئی کنیزین آکر قدمون سے لپٹ گئین گرد وغبار جھاڑنے لگین افراسیاب مسند پر آکر گرا بیہوش ہوگیا کنیزون نے گلاب کیوڑا بید مشک چھڑکا تلوے سہلائے بڑی دیر مین افراسیاب کو ہوش آیا سب نے پوچھا شہنشاہ خیر تو ہے صرصر کانپتی ہوئی اٹھی افراسیاب نے رنج مین کچھ جواب نہ دیا صرصر نے کہا صاحبو کیا پوچھتے ہو آج غضب ہوگیا ساربان زادہ زیور محل نشین و لاہوت جادو کو تسخیر کر کے لے گیا سرداران مقید کو چھوڑالیا آج کی عیاری بہ قول مسلمانان کرامات تھی جب وہ شاہ جنات نکل آیا گھوڑے نے دباؤ ڈالا مین نے تو پائجامے مین جھل جل موت دیا دیکھو تو سارا پائجامہ بھیگا ہوا ہے مین بجاری کیا ہون ناک روے شہنشاہ سے پوچھا افراسیاب نے کہا اے صرصر تو بتا خواجہ عمرو نے آنکھین کیونکر بدلین صرصر نے کہا اے شہنشاہ مین نہین بتا سکتی گھوڑے کی جیسی ہی آنکھین آج تو دیدۂ غزال سے بھی بڑی تھین سب طرح کے روغن مین بھی جانتی ہون لیکن آنکھین بدلنے سے نہین آگاہ نگاہ بدلنے کا نمونہ دکھلا دیا افراسیاب کہتا ہے یار دیہ تو بتاؤ کہ لوح کیا ہوئی اگر اسد غازی کے پاس ہوتی پتلہ سحر کا گرفتار نکر سکتا یہ ظاہر ہے کہ تابہ گاؤ تشتار پہونچا ایک مرد دیرباز دار تھا اُسنے بتلایا ہو گا تابہ چشمۂ آب پہونچا یا ہوگا صرصر نے کہا حضور ابھی یہ حال کھلجائیگا آپ آرام فرمائین شراب نوش کرین مین ابھی خبر لے کر آتی ہون عمرو دیران وغیرہ اب لشکر مین پہونچے ہونگے زیور و لاہوت نے بڑی نمک حرامی کی ارے صاحبو شہنشاہ پر باغ گرادیا اگر شہنشاہ طلسم بیدار نہوتے استخوان تک نہ بچتے ایسے کامل و اکمل تھے کہ نکل آئے افراسیاب نے کہا اے صرصر جلد جا و بارگاہ مسلمانان مین یہی ذکر

ہو رہا ہوگا صرصر نے قصد کیا یا نہانے عیاری آراستہ کر کے روانہ ہوئی کہ آسمان پر برق چمکی افراسیاب
نے سر اٹھا کر دیکھا پنجۂ طلسمی حیرت جادو کو گود میں لیے ہوئے حلقے کمند کے حیرت کے گلے میں
پھنسا دُھلا ہوا لباس پارہ پارہ کرتی آب رواں کی ٹکڑے ٹکڑے چھاتیاں کھلی ہوئیں یہ حال پر ملال
دیکھکر افراسیاب کے ہوش اڑ گئے کہا لو صاحبو زوجہ نے میری بڑی سخت مصیبت اٹھائی اگر غلامان
سامری نگہبان نہ ہوتے کون یہاں تک پہونچاتا جلد اُٹھ کر حیرت کو گود میں لیا پنجے سے پوچھا اسے
ملکہ کو کس حال میں پایا اُسنے دست بستہ عرض کی میدان کارزار میں میں نے دیکھا بی بی بیہوش پڑی
ہیں بی بہار گلدستہ لے کر مارنے چلیں تھیں غلام وقت پر پہونچا میدان کارزار سے لے بھاگا
افراسیاب پیٹنے لگا یہ تو چلا گیا اب جو دیکھا مرشد زادے مصور جادو جوڑ کا ہاتھ تھامے ہوئے
پیچھے پیچھے چلے آتے ہیں وزیرزادیاں با حال خراب اشکبار چیاب سر سے پا تک زخمی آکر پہونچیں
افراسیاب نے فغفور شہزادے سے پوچھا یہ کیا غضب ہوا میں تو اپنی مصیبت میں تھا ابھی سنبھلنے
نہیں ہونے پایا تم سبھوں کا حال دیکھکر اور زیادہ گھبراتا ہوں جلد حال بیان کرو کنیزیں ملکہ حیرت
کو لپٹ گئیں حلقے کمند کے گلے سے نکالے حلقہ ہائے کمند تا بہ استخوان پہونچ گئے تھے بڑی مشکل
میں حیرت کو ہوش آیا افراسیاب کو اس حال زار میں دیکھا اٹھتے ہی پیٹنے لگی بال کھولدیئے کہا
اے شہنشاہ میں تو بلا میں مبتلا ہوں تمہارا یہ کیا حال ہوا سر برہنہ بال پریشان افراسیاب نے
کہا مابدولت تو بیان کرینگے تم کہو کیا مصیبت پڑی حیرت جادو نے کہا تمہارے خراج گفتار تاجدار
سخن ناشنو بہرہ ہوئے جاتے ہیں یہ جانیں لڑائی میں پہونچے انکے ساتھ میں بھی خراب ہوتی ہوں عمر جیل
صاحب واسطہ دو کے آتے تھے تو سب عیار تو اپنی فکر میں پھرا کرتے ہیں چالاک نے جاکر عیاری کی
بہروا برق فرنگی پہونچا دونوں نے ملازسکی چہرہ کو مارا وہ اپنی جورو امان کے غصہ میں آ پڑے
گھوڑا نامرد ایسا ن کرتا تھا میری جورو مثل مادر مہربان تھی جب میں نے خبر سنی کھلا کلیجا لپٹ آ دوڑی
بچا ایک آتا ہی شمیمہ نے مجکو خبر دی بہار وغیرہ لشکر میں نہیں ہیں پس میں بھی جا پڑی میرے پہونچتے ہی
قیامت برپا ہوئی ساربان زادہ مع طلسم کشا و بہار وغیرہ آکر پہونچا میں گرمی جنگ میں عمرو
نے مجکو بیہوش کیا سرخیل مارا گیا میرے بعد لشکر کو کون روکتا یہ سنکر افراسیاب کے ہوش اڑ گئے
کہا اے یارو دیکھو کیا مشکل ہے اب صلاح بتاؤ اسد غازی لشکر میں پہونچا یہ سب سردار طلسم صندل

در بند قہر و ماہ کو فتح کر کے آئے آخر لوح طلسمی کیا ہوئی دیکھو سامنے یہ گلدستہ رکھا ہے پھول مرجھا گئے
ہو سے پتے زرد ہو گئے صاف ظاہر ہے کہ گلشن حیات گاو آتشبار پر خزان آئی ورنہ گلدستہ سرسبز
وشاداب رہتا جب گاو آتشبار مارا گیا اور لوح دستیاب ہوئی اسد غازی کئی مرتبہ دھوکا کھا چکا
عمرو نہایت ہوشیار ہے بڑا مکار و غدار ہے لوح لیکر اُسنے زنبیل میں رکھ لی ہوگی اب یہاں سے جدا ہو کر
گئے ہیں ساربان زادہ لوح نکالیگا طلسم کشا معروف طلسم کشائی ہوگا جب ملک داؤدیہ پر لوح
دستیاب ہوئی تھی غور" ساربان زادہ طلسم کشا کہلائے : دوسرا مرحلہ نہنگ آتش خوار پر پہونچ گئے
نہنگ نے ہزارہا مسلمان قتل کیے بڑی جستجو ہوئی لیکن لوح طلسم کشا کے پاس تھی نہنگ کی دہائی
بیکار ہوئی آخر اُسکی آبرو ڈوبی کشتی حیات طوفانی ہوئی طلسم کشا لوح دیکھکر جا پڑا کئی شبانہ روز
اس مرحلہ پر لڑا بہار وغیرہ بھی تھیں شریک طلسم کشا ہو ہیں یہ سبب لوح کوئی کچھ نہ کر سکا مرحلہ طلسم کشا
کا قبضہ ہو گیا نمک حرام رازداران طلسم اسد غازی کے ساتھ میں ایک دن تامل نہ کرینگے صرصر
بھی کہتی ہے حضور نے بیجا ارشاد فرمایا ساربان زادہ کی عیاری میں کرامات کر گیا اپنے خلیفہ قران
کو بھی چت پٹ کیا شاید کبھی قران نے کچھ غرور کیا تھا خواجہ عمرو نے اسکا بدلا لیا حضور جلد تدبیر
کریں فوجیں راہ میں جا کر اُتریں طلسم کشا بڑھنے نہ پاوے جنگ سحر شروع ہو جائے کنیز عیاری
کریگی لوح لائیگی سرما دابرق وزیر اعظم دستور معظم وزیر مشیر صاحبان تدبیر عرض کرتے ہیں حضور یہ
بات ہمارے خیال میں نہیں آئی کیا ضرورت تھی کہ لوح خواجہ عمرو کے پاس رہتی لوح دستیاب
ہوتی سوائے طلسم کشا کے اور کوئی اپنے پاس نہ رکھتا گاو آتشبار کا دستیاب ہونا دشوار تھا وہ تو
صحرا صحرا پھرتا ہے اُسکو کون پہچان سکتا ہے افراسیاب نے کہا گاو آتشبار تو ضرور مارا گیا اُسکے ہاتھ
کا بنایا ہوا گلدستہ مرجھایا گل حیات پر اُسکے پھرنا خزان کا آیا یہ سنکر سرما دابرق بھی گھبرائے کہا اے
شہنشاہ اب آپکا قول ذہن نشین ہوا بیشک طلسم کشا مرحلہ جات پر جائیگا ایک لمحہ بھی نہ رکیگا اب
طلسم کشا سے مقابلہ دشوار وہ جوان نامی و نامدار صف شکن تیغ زن لاکھوں میں یکہ و تنہا لڑتا ہے جادو جنگ
سحر سے ڈرتا تھا جنگ نہ کرتا تھا اب لاکھوں میں گھس پڑیگا وہ تلوار چلیگی کہ خون کے دریا بہ جائینگے
ہزارہا لاشے زمین پر گرینگے شیر سے کون مقابلہ کریگا ایسی باتیں جو وزیروں مشیروں نے
کیں افراسیاب جادو اور زیادہ گھبرایا حیرت جادو سر پیٹنے لگی کھڑی روتی ہے ہائے اب

طلسم ہوش ربا نہ بچے گا میرے شوہر پر طلسم کشا دست اندازی کریگا اسے رونا یہ ہے کہ میرے شہنشاہ
کے مزاج میں غصہ ہے جب ٹوٹے گا جا پڑینگے سحر تاثیر نہ کریگا وہ مرد سپاہی انکو عادت سحر کرنے کی نہیں
کیونکر راج سہاگ قائم رہیگا دیکھوں سامری جمشید کیا دکھاتے ہیں اے شہنشاہ جبدن سے یہ ہوا
تھا ہمارے اقلیم میں آیا تباہی کا سامنا ہے ہر روز آفت نو برپا ہوتی ہے ہمارے حال پر زمین ہوش ربا
روتی ہے سب پریشان اور حیران مضطر و ششدر متحیر غرق دریاے حیرت ہر ایک کو حال میں لوح
کے عبرت افراسیاب جادو خاموش بیٹھا ہے وہ جلسہ محفل خاموشان یکایک آسمان پر برق چمکی افراسیاب
نے دیکھا سکار جادو خوشی خوشی دریاے خون میں نہایا ہوا آکے پہونچا افراسیاب نے آواز دی
اے دوست صادق اے محب واثق پہلے لوح کا حال کہو اے برادر تجھے سنا ہوگا گاو آتشبار مارا گیا
تجھے آخر کیا کیا سکار جادو نے کہا اے شہنشاہ غلام آپ کا لوح لایا انتہا کا معرکہ پڑا غلام آپ کا بہادروں
سے لڑا افراسیاب مثل گل کے شگفتہ ہو گیا سکار نے لوح نکال کر پیش کی افراسیاب کے چہرے
پر سرخی آگئی سکار کو گلے سے لگایا کہا برادر حال تو بیان کر کہا حضور غلام اپنے مقام پر تھا بیٹھا حال
تھا کہ پیر عبادت گزار مرد یزدان پرست ہے حضور نے اسکو رازدار کیا اُسی نے طلسم کشا کو سب حال
بتایا طلسم کشا نے جا کر گاو آتشبار کو مارا مجکو علامت سے خبر ہوئی کہ گاو آتشبار مارا گیا مجکو یقین
کامل ہوا کہ اسی پیر زمین گیر نے بتایا ہوگا اول جاکے میں نے اسی کو مارا اُسی کی شکل بنکر سامنے طلسم کشا
کے پہونچا طلسم کشا مجکو دیکھکر بحال ہو گیا میں نے دم دے کر لوح لی اخضر جادو آپڑا بڑے
زور و شور سے اُسکو مارا فوج سے اسکی ازمبر کر نکلا ہزاروں کو قتل کیا جلدی میں طلسم کشا پر
دست انداز نہو سکا افراسیاب نے کہا اے خیرخواہ تو نے بڑا کام کیا اب اسد غازی کی کیا
حقیقت ہے یہ کہکے تاج کج کیا جھومنے لگا بلبلا کر بول اُٹھا میں شہنشاہ طلسم ہوش ربا اسوقت
نوبت نقارے بجنے لگے خوشی کے سامان ہوے نذریں افراسیاب کو گذرنے لگیں افراسیاب
نے لوح کو اپنے پاس رکھا حیرت جادو نے حکم دیا بھاری خلعت سکار جادو کو مرحمت ہوا باتی
بجے حاضر ہوے صداے مبارکباد بلند ہوئی طائفے خوشی کی خبر سنکر دوڑے جام ارغوانی گردش میں آیا
سب پھولے نہیں سماتے ہیں افراسیاب سب کی آنکھ نہیں ملاتا مونچھوں پر تاؤ پھیر رہا ہے حیرت جادو کہتی ہے
اب جا کر سب کو قتل کرونگی مہرخ و بہار کے خون سے ہاتھ بھرونگی اب سلطان بجلی کمان

جا بنگے طائفون نے دھوم مچائی نوبت نقارے بج رہے ہین نازنینان مہ جبین خوش الحان شریلی آوازین ناز و کرشمہ سے معمور حسن مین رشک حور بوٹا سے قد تانے مین طاق حسن مین سلیمۂ آفاق ایک ستارہ نے بڑھکر دامن افراسیاب جادو کا تھاما مچلنے لگی یہ غزل گائی

اس فروغِ چند ساعت پر ہنو مغرور شمع — صبح کو ہو جائیگی رزقِ دہانِ مور شمع

آپ بھر لیتی ہے اپنے اشک سے ناسورِ شمع — رکھتی ہے کب احتیاجِ مرہم کافور شمع

آج کی شب دیکھتی ہے یہ نیا دستور شمع — مجھ سے کچھ تم دور ہو اور تمسے ہے کچھ دور شمع

شعلہ رویون کی محبت نے اثر اتنا کیا — بعد مردن بھی ہے اپنا پاسبانِ گور شمع

بے نیازی ہے بشکلِ دیدۂ اعمیٰ مجھے — کچھ غرض رکھتا نہین گو پاس ہو یا دور شمع

عکس افگن ہین جو عارض قاتل سفاک کے — سینۂ ساطور مین ہے جوہرِ ساطور شمع

واہ ری قسمت حصولِ دیدِ خوبون کے لیے — آنکھ تو رکھتی نہین کیا دیکھے اپنا نور شمع

تیرگی ہے باعثِ آرام سوزی کے لیے — ہوتی ہے اے دل وبالِ خانۂ زنبور شمع

اسکو شب بھر سوز حاصل اسمین شعلے رات دن — کب بھلا رکھتی ہے میرا سا تنِ محرور شمع

آپ دھو لیتی ہے چہرہ اپنے آبِ اشک سے — احتیاجِ خدمتی رکھتی نہین منظور شمع

صورتِ سوسن غشی ہے صاحبانِ بزم کو — مانگ لائی ہے کہان سے جلوہ اے طور شمع

واے قسمت بے بضاعت سے حذر رکھتے ہین سب — بھاگتی ہے خانۂ مفلس سے کوسون دور شمع

پاکبازانِ محبت ہر تعلق سے ہین پاک — بعد مردن بے کفن پروانہ ہے بے گور شمع

جو کہ مہمانِ خدا ہین انکو پھر کیا احتیاج — اہلِ جنت کے لیے ہوگا جمالِ حور شمع

ہان اسے معشوق عاشق حال کہنا چاہیے — رکھتی ہے سینے مین اپنے جابجا ناسور شمع

ناز معشوقی نہ انداز عبارا اسمین ہے — مجھکو حیرت ہے ہوئی کس بات پر مشہور شمع

جسم بے خون زردی چہرہ دلیل کسل ہے — بے سبب کب ہے یہ صورت کچھ تو ہے رنجور شمع

یہ بھی عاشق ہے کسی کی جو ہوا ہے ایسا حال — جلوہ گر ہے صورتِ داغِ تنِ محرور شمع

صبح تک جلتی رہی لیکن نہ پوچھی تمنے بات — آپ کی محفل سے دل مین لے چلی ناسور شمع

مجھسے وہ روتی ہے مین روتا ہون تیرے خوف سے — اسطرف مجبور مین ہون اسطرف مجبور شمع

سینے میں سوز عشق تیرا اسمیں سوز ظاہری ‏ لائیگی ایسا کہاں سے سینۂ محرور شمع
کہتے ہیں اٹھ آ کے صدقے ہو کھلے بند نقاب ‏ ایک ہی جلوے میں اپنے ہو گئی بے نور شمع
بسکہ آنکھوں میں تصور آپکے عارض کا ہی ‏ آج محفل میں نظر آتی ہی مجھکو حور شمع
بدگمان جسطرح تم ناشاد جیسے میرا دل ‏ دو بلا میں ساتھ میں ہو کسطرح مسرور شمع
یہ بھی کیا میں ہون کہ جوہر گز نہین بنا یان رحم ‏ صبح ہی رخصت ہی اسکو ہو چکی بے نور شمع
واے غفلت قرب رخصت پر جو ہی اسکو نظر ‏ دیکھو تم تو ہنس رہے ہین رو رہی ہی دور شمع
بے زبانی سے ہی چپ سر کاٹکر پچتاؤ گے ‏ بدگمان ہوتے ہو کیون ایجان نہین مغرور شمع
آپ کے رخسار روشن نے ستائی اسکی قدر ‏ اب نظر آنے لگی مثل چراغ دور شمع
التماس آرزو کرتے تمھارے سامنے ‏ ہان مگر ہی خلقت خاموش سے مجبور شمع
ہٹ گیا منہ سے تمھارے گرد و پیش ای صنم ‏ پہلے نور صبح سے ہو جائیگی کافور شمع
کب میں محتاج ضیاے غیر عاشق ای نسیم ‏ داغ تن تابندہ میں دکھلائیگی کیا نور شمع

اسی ہنگامہ عیش و نشاط میں افراسیاب طرف سرداروں کے متوجہ ہوا کہا یارو بتلاؤ اب لوح کسکے سپرد ہو اگر اپنے پاس رکھون ایک سرہزار ہو وے صبح کہین شام کہین کیونکر حفاظت ہو گی مفت مصیبت ہو گی اگر ملکہ حیرت کے پاس رہی کل عیار دوسرو لر اسکے دشمن ہو جا ئینگے قتل کی فکر کرینگے میری جورو کا ہے کو بچیگی سیماب جادو کے پاس رکھی آخر کشتہ ہوا مہوسوں نے تلاش کرکے اسکو مارا کاؤ آتشباز کے پاس لوح پہونچی اسکو بھی ذبح کیا پس یارو لوح کو کیا کرون اپنے اپنے طور پر ہر ایک نے صلاح بتائی افراسیاب کو کسی کی بات پسند نہ آئی سوچتا یا عرصہ دراز تک خاموش رہا عندلیب فکر کو جستجوے گل مراد مین نغمہ سرا کیا آخر شاخ تمنا پر غنچہ مراد کھلا نخل فکر سرسبز و شاداب ہوا خوشی خوشی سر اٹھایا کہا یارو جو لوے مین بادولت کی انکا وہی تدبیر ہو گی یہ کہکے سرمایے فرمایا ایک نامہ تحریر کرو سرمانے قلم اٹھایا افراسیاب نے لکھوایا ای خیرخواہ دولت ساحر بے نظیر شہنشاہ زمہریر مین تم سے ملاقات کی ضرورت ہی بفور ملاحظہ نامہ ہذا اپنے کو جلد باغ سیب مین پہونچاؤ اسی مضمون کے چند فقرات لکھواکر نامہ ملفوف کیا سرنامہ پر مہر کی ساحر تیز رو کو دیا کہا در بند فیروزہ نگار پر جاؤ ملکہ فیروزہ سے کہنا سرفت دخان سیہ کو یہ نامہ پاس زمہریر جادو کے

جلد روانہ کرو ساحر گیا جا کر یہ نامہ ملکہ فیروزہ حاکم دربند فیروزہ نگار کو دیا فیروزہ طلب زمہریر
سُنکر دنگ ہو گئی اسی وقت دخان سیہ رو کو طلب کیا حال کہا دخان سیہ رو نے نامہ لیکر جو
طریقہ ہو اسی طور سے روانہ کیا جملہ حالات مفصل باز و نیاز دریاے نیل کے انشاء اللہ وقت پر تحریر
ہونگے دخان سیہ رو و فیروزہ بھائی بہن آپس میں صلاح کر رہے ہیں کہ زمہریر جادو کی کیوں طلب
ہو شہنشاہ طلسم کا امین کیا مطلب ہو فیروزہ نے کہا میرے ذہن میں نہیں آتا سامری جمشید
خبر کرین زمانہ کا انقلاب ہو آج کل افراسیاب بہت بیتاب ہو طلسم کشا جابجا خوب لڑا واسطے
لوح کے سر کر پڑا سنتے ہیں دو مرتبہ لوح طلسم کشا کو ملی افراسیاب نے ترکیب سے اپنے قبضے
میں کی اب نہیں معلوم کیا سر کہ گذرا کہ ہمارے بھائی صاحب زمہریر کو طلب کیا یہ باتیں تھیں
کہ زمہریر جادو دیو خصال عفریت مثال دریاے سلاح میں غوطہ مارے ہوے مغرور و متکبر پاس
فیروزہ کے آکر پہونچا فیروزہ اور دخان مردود براے استقبال زمہریر اُٹھے لاکر مقام صدر پر جگہ
دی کہا اے برادر جادو تمکو شہنشاہ طلسم ہوش ربا نے باغ سیب میں طلب فرمایا ہو نامہ تمھاری طلب
میں آیا ہو زمہریر بھی گھبرا گیا دخان سیہ رو نے کہا اے برادر جاے تامل نہیں ہو حکم شہنشاہ میں کیا
عذر ضرور جاؤ دیکھو کیا ارشاد فرماتے ہیں دخان سیہ رو نے بخوبی سمجھایا آخر زمہریر طرف باغ سیب
کے روانہ ہوا یہان افراسیاب نے بعد برخاست جلسہ عیش و نشاط صحبت تخلیہ قرار دی ہو صرف ملکہ
حیرت و چند وزرا و امرا حاضر ہیں جو افراسیاب کو منظور ہو وہ راز کسی سے بیان نہیں کیا لوح طلسمی
اپنے قبضہ میں ہو خاموش بیٹھا ہو حیرت نے پوچھا آخر اے شہنشاہ مقدسہ لوح میں کیا منظور ہو لشکر
کشتی بر سر جہرخ ضرور ہو افراسیاب نے کہا اے حیرت جادو ایک شب اور تامل کرو کل سامان
لشکر کشی ہوگا مقدسہ لوح میں جو تدبیر کرینگے تمپر ظاہر ہو جائیگا یہ باتیں تھیں کہ زمہریر جادو مثل
دیو سیہ رو آکر پہونچا افراسیاب نے تعظیم کی پہلو میں جگہ دی واضح راے ناظرین والا مقام ہو کہ
حاکم کوہ نیلم شہنشاہ نیلم و حاکم توسن حصار منتظم زندان خانہ طلسمی شہنشاہ توسن و ملکہ فیروزہ
و دخان سیہ رو و زمہریر جادو یہ سب متعلقان سلطنت شاہنشاہ لاجین تھے انھیں سب
نمک حراموں نے ملکر افراسیاب کو بادشاہ کیا سلطنت لاجین کو مٹایا اسی وجہ سے افراسیاب
ان سبھوں کی خاطر کرتا ہو علاوہ ازیں ساحران زبردست ہیں نامزدان طلسم ہوش ربا سکاری میں

بیٹھی دیکھتا اور اس زمرد پر جادو کے واسطے اور بھی ایک شرف حاصل ہوا ناظرین والا مقام
پر ظاہر ہو خاص دریاے نیل مین زمرد پر جادو رہتا ہی اسی وجہ سے نامہ بھی اُسکے پاس بہ مشکل
پہونچا اگر دخان سیہ رو نہ بتاتا زمرد پر جادو کا آنا دشوار تھا ہر نوع کیفیتین اپنے اپنے مقام پر
ظاہر ہونگی اس مقام پر افشاے راز مناسب نہین ہی ترتیب طلسم ہوش ربا انواع طور سے واقع
ہوئی چونکہ حقیر پر تقصیر نے جلد پنجم سے اس طلسم ہوش ربا کو آغاز کیا چار جلدین اول تحریر ہو چکین اگر
ابتدا سے تحریر کرتا حالات سلطنت شہنشاہ لاچین و بغاوت افراسیاب کی و کیفیت مفصل
طلسم ہوش ربا و حالات لوح طلسمی تحریر ہوتے کہ ناظرین پر بخوبی ظاہر ہو جاتا مگر انشاء اللہ اب بھی موقع
وقت پاکر ان حالات سے مفصلاً و مشروحاً آگاہ کرونگا جس سے بخوبی کیفیت ناظرین پر ظاہر ہو جاوے
ابھی تک کسی مقام پر قواعد طلسم ہوش ربا نہین تحریر کیے جب خیال آتا ہی قلب اس حقیر کا تھراتا ہی
بہ مشقت تمام اس ہوش ربا کو ممکن کیا جو صاحب اسکے مصنف مشہور ہین جناب میر احمد علی صاحب
مرحوم و مغفور انھون نے چند اجزا تحریر فرمائے وہ پردہ کتمان مین تھے جب حقیر نے ان اجزا کو پایا
داستانہاے لطیف و عیار پیشہ ظریف جا بجا بڑھائین قواعد درج کیے جلسہ رئیسان عالی مقام
مین اُسکو بیان کیا لکھنؤ مین شہرہ ہوا ہر رئیس و امیر مشتاق ہوا مقام ہاے متعدد پر بیان کرنے کا
اتفاق ہوا داستان جہانگیر اپنی ذات سے تصنیف کر کے شامل طلسم ہوش ربا کی محرر ہر چہار
جلد نے بھی تحریر فرمایا ہی کہ لونا کل پریزاد ان کا عشق ایرج نوجوان از ملکہ بران شمشیر زن وغیرہ
بہت سی داستانین اصل ہوش ربا کی نہین ہین مجکو دستیاب ہوئین مین نے تحریر کین یہ وہ داستانہاے
رنگین فصاحت آئین تصنیف کر کے ہوش ربا کو ہوش ربا بنایا یہ اُنکے قلم سے نہین معلوم کس وجہ
سے نکلا یا تعصب نے تحریر کرنے نہ دیا کہ یہ کل داستانین تصنیف کردہ منشی احمد حسین صاحب
قمر ہین حقیر کو داستان گوئی پر ناز نہین تمام رئیسان والا مقام ملا خاص و عام حقیقت سے حقیر
کی بخوبی ماہر ہین کہ یہ انقلاب فلکی اس امر کو اختیار کیا کثرت اہل و عیال و وجہ معاش نے
مجبور و ناچار کیا مگر بعنایت کریم کارساز مالک بے نیاز نثر خوانی مصائب آل عبا مین یہ حقیر و دست انداز
ہوا بہ تصدق چہاردہ معصوم سرفراز ہوا ورنہ شیوہ نثر خوانی سقدر کٹھن ہی صاحبان تصنیف اتنے
بڑے شہر لکھنؤ مین دو صاحب ہین تیسرا یہ حقیر اس زمرے مین درج ہوا چرہ ہاے نثر اپنی ذات

سے تحریر کیے خود نظم کیا مصائب و فضائل کے حال میں موافق حدیث شریف کے طولانی حالات
معراج جناب پیغمبر آخر الزمان و مولود مسعود شہنشاہ دو جہان و دیگر فضائل و مناقب موافق حقیقت خود
نظم و نثر میں درج کیے بالائے منبر مجالس ہائے جلیل میں اتفاق ہوتا ہے بلا جب سے نثر شروع
کی بیان کرنا داستان کا بہت شاق ہوتا ہے مجبور ہوں کہ اس فن خاص داستان سرائی میں رئیسان عظام
طلب فرماتے ہیں ترک مناسب نجانکر بہ مجبوری اختیار کیا ورنہ شائع ہونا اس طلسم ہوش ربا کا کسی طرح
منظور نہ تھا اب انشاء اللہ تا بہ جلد ہفتم اگر حقیری نے لکھا تو راز و نیاز طلسم ہوش ربا بہ تصریح تحریر
کرونگا ورنہ محرر دیگر کی جولانی میں آئیگا اسطرح تحریر فرمائینگا انشا البتہ جوش میں تحریر کیا ملاحظہ سے
ان ہر دو حصے جلد پنجم کے نکتہ سنجان عالی وقار و شاہان نامدار پر بخوبی واضح ہو جائیگا میری
تحریر کی کیا ضرورت ہے نظم

کجا بودم اکنون فتادم کجا	عنان سخن شد زدستم رہا	دگر بار در گفتگو آمدم
بدیدار نیکان نکو آمدم	نشست آدم بار دیگر بجوش	بفرمان حی الذی لا یموت

دریائے طبیعت نے جوش مارا کہ افسوس ایسا گوہر بے بہا یعنی طلسم ہوش ربا اسکی یہ کیفیت ہوئی
لیکن مقام شکر ہے کہ نکتہ سنجان خاص و عام جب اس تحفہ حقیر کو ملاحظہ فرمائینگے یقین ہے آبرو بڑھائینگے
افراسیاب جادو نے زمرد جادو کی تعظیم کی پہلو میں بٹھایا زمرد جادو نے بعد قدمبوسی تحریر
عرض کی اے شہنشاہ عالی جاہ باعث طلب غلام کیا ہوا نامہ فیض شمامہ پہونچا مناسب نہ تھا
کہ نہ حاضر ہوتا لیکن کمال حیرت ہے لوح طلسم ہوش ربا کی کیا کیفیت ہے اخبار ہائے مختلف سنے مسلمانوں
نے بہت سر اٹھایا صدہا ملک قبضے سے نکل گئے بڑے بڑے امیر ساحران زیر دست طلسم کشا
کے شریک ہوئے غلام کو عبرت ہے حضور کو اب تک غفلت ہے افراسیاب کو زمرد جادو سے
چھپانا منظور ہے ہنسکر جواب دیا اے زمرد جادو لوح تک کسکی رسائی ہے سوائے میرے کوئی حال لوح کا
نہیں جانتا اگر مسلمان سو برس لڑینگے طلسم ہوش ربا کی خاک چھانینگے لوح طلسم ہوش ربا نہ دستیاب
ہوگی خیال مفصل تم سے کہونگا تم سب صاحب میرے قوت بازو و زینت پہلو ہو تمسے کیا پردہ ہے چند
لونڈیاں غلام جو گھر گئے حسب دلخواہ مزاج میں آئیگا تسخیر کرونگا صرف کوکب روشن ضمیر سے فساد عظیم
ہے اسکی بھی فکر ہو چکی صبح و شام میں ایسا دبا پڑیگا وہ خود ہاتھ باندھ کر خدمت با ادب کرنے میں آئیگا

اپنی خطا معاف کرائیگا اگر ایسا نہ کریگا سلطنت فراقستان چھین لونگا ایک دن مین شکست دونگا آپ
تمھارے بلانے کا یہ اتفاق ہوا خود دل تمھاری ملاقات کا مشتاق ہوا اے زہرہ صحبت یاران ہمدم
غنیمت ہے آج شب بھر باغ سیب مین شریک صحبت ہو ناچ دیکھو آپس مین باتین کرین کل صبح
کو تمکو رخصت کر دینگا اپنے مقام قدیم پر جا کر رہنا تمھاری ذات سے آبروے دریاے نیل ہے
وہ دریاے فیض و خار تمھارا طفیل ہے اسطرح کی باتین کرکے افراسیاب نے جلسۂ عیش و نشاط آراستہ
کیا ساقی بچون کو حکم ہوا جام مے گلنار لیکر حاضر ہوئے ناچ گانا ہونے لگا افراسیاب نے باتون مین
زہرہ جادو کو بہلایا دام مکر مین پھنسایا کوئی اس راز سے آگاہ نہین کہ افراسیاب کو کیا منظور ہے
جب دو پہر سے شب تجاوز کر چکی افراسیاب نے صرصر کو اشارہ کیا ایک جام شراب مین بیہوشی ملا کر
زہرہ جادو کو پلا دی صرصر حیران کہ یہ کیسی ہوا بگڑی اپنے رفیق جانباز کو بیہوش کرنیکا قصد ہے مجبور و ناچار
انجام سے آگاہ نہ تھی جام مین بیہوشی ملائی اپنے ہاتھ سے زہرہ جادو کو جام دیا کہا لو برادر یہ جام
محبت ہے زہرہ جادو پی گیا پیتے ہی گھبرایا کہا اے شہنشاہ جسم سے شعلہاے آتش نکلتے ہین خود بخود
استخوان جلتے ہین افراسیاب نے کہا باغ سیب مین ہو گل و غنچے کی سیر کرو زہرہ جادو گھبرا کر اٹھا
اٹھتے ہی دل بیٹھ گیا لڑکھڑا کے گرا بیہوش ہوا افراسیاب نے زہرہ جادو کو گود مین اٹھایا
ایک کمرے مین لے گیا دروازہ بند کر لیا اب حیرت و صرصر و سرماہ ابریق حیران ہین کہ یہ کیا سامان
ہین لیکن افراسیاب جادو کہہ گیا کہ کوئی قریب ماہ دولت کے نہ آئے حیرت و صرصر آپس مین اشارے
کرتی ہین پھر شہنشاہ نے کیا کیا زہرہ بے پیر کو قتل کرینگے بیہوشی پلا کے بیہوش کیا حیرت نے منع
کیا اس مقدمہ مین کلام نہ کرو مقدمہ راز و نیاز ہے زہرہ ساحران معزز مین سرفراز ہے قتل نہ کرینگے نہین معلوم
کیا منظور ہے استادان سخنور نے تحریر فرمایا ہے دوپہر افراسیاب اس کمرے مین تنہا رہا کوئی واقف
نہوا کہ کیا کیا بوقت سحر دیکھا افراسیاب و زہرہ ہنستے ہوئے کمرے سے نکلے افراسیاب نے
خلعت فاخرہ سے زہرہ جادو کو مخلع کیا بہت سا جواہرات دیا کہا اے برادر سامری و جمشید کے تمکو
سپرد کیا تم بہ رو جا کر دریاے نیل مین رہو بدون طلب ماہ دولت بیرون دریاے نیل نہ آنا جو کچھ تمکو
منظور ہو گا بہ تحریر تمکو آگاہ کرینگے زہرہ جادو اٹھا افراسیاب سے رخصت ہو کر روانہ ہوا اور بند
و خانہ پر آباد و خان سیہ رو و فیروزہ فیروزہ پوش نے مجبت پوچھا اے برادر افراسیاب جادو نے

کیوں بلایا تھا زہر ریز جادو نے کہا کوئی باعث ثابت نہ ہوا شب بھر صحبت رہی بوقت سحر زر و جواہر
دیکر رخصت کیا مگر ای برادر جب سے میں ہو کے اٹھا مجکو اپنے جسم پر ایک گرانی معلوم ہوتی ہی ثابت
ہوتا ہی کہ ذرہ قوت کسی نے کوٹ کوٹ کر رگ و ریشہ میں بھر دیا ہی جب چلتا ہوں زمین تھراتی ہی جسم
گرانی معلوم ہوتی ہی آئینہ قلب پر حیرانی ہی دخان سیہ رو نے گھبرا کر کہا جب سے میں تمہارے پہلو
میں بیٹھا ہوں سحر بالکل بھول گیا فیروزہ نے کہا بھائی صاحب میرے بھی قلب پر دریائے حیرت
کا جوش ہی سحر و ساحری فراموش ہی زہر ریز جادو گھبرا کے اٹھا کہا بھائی صاحب نہیں معلوم افراسیاب
نے کیا کیا میرے جسم میں کیا بھر دیا مجکو خود اپنے حال پر عبرت ہی دل چاہتا ہی تلوار کھینچکر جا پڑوں
کسی سے لڑوں جرأت بڑھ گئی دخان نے کہا ارے بھائی صاحب شہنشاہ نیلم کے پاس جاؤ یہ
سب حال اُن سے بیان کرو وہ صلاح معقول دینگے زہر ریز جادو گھبرا کر تخت پر سوار ہوا طرف
کوہ نیلم کے چلا شہنشاہ نیلم ساحری محل میں بیٹھا ہی پہلو میں اسکا وزیر اعظم مواج جن گرداب آدم خوار
دوسری جانب مواج کا بیٹا لطمہ صدگوش دریا نوش اور تمام وزیران سلطنت و مشیران با ہوش
برشیر بسروران عالی وقار ساحران نامدار دربار شہنشاہ نیلم میں جمع ہیں دربار اسکا کیا دربار
افراسیاب سے کم ہی یہ صاحب شوکت و حشم ہی بُرج علم روبے نے عرض کی آپ کے برادر
بجان برابر زہر ریز جادو تشریف لاتے ہیں نیلم نے مواج کو حکم دیا استقبال کرکے بھائی صاحب
کو لاؤ سب امیر وزیر گئے زہر ریز کو لے کر سامنے نیلم کے آئے نیلم کی زہر ریز پر نگاہ پڑی دیکھا
دریائے سحر میں غوطہ مارے ہوئے قبضۂ شمشیر پر ہاتھ جھومتا ہوا مثل فیل مست نشہ سے بیقرار ہوا
لیکن آنکھیں ابلی ہوئیں ابرو پہ بل پڑے ہوئے کبر و نخوت چہرہ سے ظاہر نیلم نے گھبرا کر کہا
کیوں بھائی صاحب مزاج کیسا ہی صاف چہرے سے ظاہر ہی کہ آمادہ حرب و پیکار ہو آنکھیں سرخ
ابلی ہوئیں ابرو پہ بل پڑے ہوئے چال میں چھل بل زہر ریز جادو نے کہا میرا دوست شب کو
مجکو شہنشاہ نے بطور مہمان بلایا صبح کو رخصت کیا اسوقت سے میرا یہ حال ہی جی چاہتا ہی کسی سے
لڑوں اگر لامکان ہوں تو تلوار کھینچکر جا پڑوں دریا دلی کا جوش و خروش ہی بیہوشی کا ہوش ہی بھائی
دخان نے کہا تمہارے سایہ میں سحر بھول گیا یہ سنکر نیلم جادو سوچنے لگا گھبرا کر جواب دیا ای بھائی مجھے
بھی سحر فراموش ہی یہ سنکے زہر ریز جادو کے سایہ سے ہٹ گیا دور جا کر کھڑا ہوا اب جو خیال کیا سحر یاد

آگیا نیلم سر پیٹنے لگا کہا ای بھائی زمہریر بڑا غضب ہوا تمھارے سایہ مین سحر فراموش ہوتا ہی اب تو
دربار مین شہنشاہ نیلم کے ایک غل بلند ہوا براے امتحان سایہ مین زمہریر جادو کے بڑے بڑے
ساحر آتے ہین سحر بھول جاتے ہین کود کر الگ ہوتے ہین کہتے ہین لیجیے اب ہمکو سحر یاد آیا جادوگرون
کو کھیل ہوگیا زمہریر جادو بہت گھبرایا کہتا ہی ای نیلم کوئی تدبیر بتا دیجیے افراسیاب نے میرے ساتھ
کیا کیا نیلم نے کہا صاف ثابت ہوتا ہی تمھارے جسم مین افراسیاب نے لوح طلسمی رکھدی
یہ تو بڑی دشمنی کی اب مسلمان تمھین کو تلاش کرینگے سکندر بان زادے کے ہاتھ سے کیونکر بچو گے
اُٹھنے جا کر سیماب جادو کا پتہ لگایا گنبد نور مین بچا نہ اس ظالم سے جان بچانا دشوار ہی ای بھائی
تم ایک کام کرو سیدھے طرف دریاے نیل کے جاؤ قعر دریا مین جا کر چھپو خبردار کسی شادی غمی مین
نہ آنا صاف صاف کتاب سامری مین تحریر ہی دریاے نیل مین سات ہمزادون کے سر چرخ
مارتے ہین کبھی مخفی کبھی ظاہر تمھارے بھی ہمزاد کا اسمین سر ہی جب براے امتحان طلسم کشا بر سر
دریاے نیل جائیگا جسکے پاس لوح ہوگی اُسکے سر پہ ہاتھ پڑیگا لکھا ہی دوسرا ادھر یا خون کا قریب
دریاے نیل بہیگا مصفر گشت و خون ہوگا کا تنے بڑے طلسم ہوشربا مین سناٹا پڑ جائیگا اور تمھی سے
کیا کہون پوتھیون مین سب کچھ مرقوم ہی از روے نیاز طلسم ہوشربا مجھکو سب معلوم ہی یہ بھی لکھا تھا خاندان
کی ہمارے بڑی بربادی ہوگی شہنشاہ لاچین رہائی پائیگا سب سے پہلے ہمکو تمکو تلاش کرے گا
کیونکر جان بچائین گے کہان چھپینگے طلسم کشا کے ساتھ بڑے بڑے لوگ ہین گے طلسم کشا پر حال
ذرہ ذرہ روشن ہو جائیگا اور اگر سب کیفیت تم سے کہونگا گھبرا جاؤ گے لیس بہتر یہی ہی کہ سیدھے
طرف دریاے نیل کے جاؤ قعر دریا مین چھپو زمہریر جادو بہ جواس ہوش پراگندہ کہا بھائی صاحب
بڑا غضب ہوا مین بھائی بہنون سے نہ ملونگا شادی غمی سب ترک ہوئی نیلم نے کہا کوئی مرجاے
تمھین کیا کام ارے بھائی کیسی شادی کیسی غمی اپنی جان کو غنیمت جانو اندر دریا کے عیش و آرام
مین مصروف رہو سب سامان وہان تمھارے واسطے موجود ہی ہم سب تم سے چھوٹے افراسیاب
نے بُرا کیا بدون آگاہی یہ حرامزادہ حرکت کر گذرا اب ہمکو کچھ بن نہین پڑتا بیشک زوال طلسم ہوشربا
قریب آیا اسد غازی کے ہاتھ سے طلسم بچنا دشوار ہی اُسکا نام کتاب سامری مین لکھا ہی
بانیان طلسم نے تصویر کھینچی سر مو فرق نہین ہی یہی حسب و نسب لکھا ہی اب نگراؤن کی

خرابی ہو جین کر چلے وقت سعیت آیا لشکر غم والم نے گھیرا سامری جمشید کا پہنچے بارہ وآٹھ پہر
ہو جا پاٹ کرو پنڈتوں سے کہو ساعتیں نیک نکالیں جاپ کیا کریں شوالے جواؤ پنڈتوں کو
سرفراز کرو گئے برہمنوں کو ہمارے اقلیم سے نکال دو یہ سنگ دل آٹھ پہر تپھر ڈھلکایا کرتے ہیں کہ
کوئی بڑا مرے ہاتھی گھوڑا اٹھے ان حرامزادوں کا ہمارے اقلیم میں رہنا بہتر نہیں ہے اور میں بھی اب
مسلمان لشکر کشی کرونگا ای برادر زمہریر میں خود تمہاری ملاقات کو آؤنگا تمہاری آمد ورفت معطل ہی ان
باتوں کو سنکر زمہریر جادو کا رنگ رو متغیر ہو حیران حیران سن سا ہو گیا آخر شہنشاہ نیلم
سے ملکر رخصت ہوا نیلم نے کہا بھائی راہ میں بھی کسی دربند پر نہ ٹھہرنا ہر شخص کو یہی خواہش ہوگی کہ
پکڑ کے طلسم کشا کے حوالے کر دیں سامنے طلسم کشا کے سرخرو ہوں زمہریر جادو نے کہا نہیں بھائی
میں کہیں نہیں ٹھہرونگا قعر دریائے نیل میں جا کر چھپونگا سب سے رخصت ہو کے زمہریر جادو
طرف دریائے نیل کے روانہ ہوا یہ اب جا کر قعر دریائے نیل میں چھپے گا ذکر اسکا بروقت لشکر کشی دریائے
نیل تحریر ہوگا لیکن از اسباب خانہ خراب بعد جانے زمہریر جادو کے نیلم سوچوں پڑتا و پیچ
لگا تاج کو تسخیر کیا کہا ای وزیران مملکت وای مشیران سلطنت کسی کو خبر ہے کہ میں نے لوح طلسمی کو
کیا کیا سنو کو ما بدولت نے لوح کو توڑ ڈالا ٹکڑے ٹکڑے کرکے پر پرواز پیدا کیے اڑکر سر دریائے
قلزم پہونچا جس مقام پر طبقہ زمین کا پھٹا ہوا ہے گرداب سکندری اس مقام کا لقب ہے کبھی کسی
جہاز کا وہاں گذر نہیں ہوتا سکندر بمدد ارسطو اس مقام تک پہونچا تھا برج بنوا کر اسپر سیل نصب
کیا اسپر ایک پنجہ آراستہ کر دیا ہمیشہ وہ پنجہ جنبش میں رہتا ہے مراد یہ ہے کہ جہاز والے دور سے دیکھیں
اس جانب نہ جائیں اس مقام پر میں نے جا کر وہ ٹکڑے لوح کے پھینک دیے طلسم کشا سے کہو عمر بسر
کر اسے کون ایسا دیادل ہے کہ وہاں پہونچے اور لوح کو دستیاب کرے چلے جستجو میں اپنی آبرو تو بچائے
اب ایکدن میں ان مسلمانوں کو سنا دونگا ملکہ حیرت سامان لشکر کشی کرو مقابلہ مسلمانان میں
جاکر آنزو میں کسی ساحر زبردست کو روانہ کرتا ہوں وہ آکر مقابلہ کرے گا سب کی مشکلیں بند کر
کے لیگا لوح سے بخوبی اطمینان ہوا لوح کو میں نے شاہ دریائے قلزم میں پھینک دیا سارہان زاد
کو آگاہ کرو کہ اسد غازی کو لے کر تا بحد سکندری جائے خوب خوب سے کھلے کھلے جنگلوں سے مقام اوپر
مقام لوح اپنی زبان سے بتلاتے ہیں دریا دلی دکھاتے ہیں دیکھیں بی بہار و باغبان و مخمور کیونکر

جستجوے لوح کرتی ہین بہت دیر تک بلبلایا جوش مین بکا کیا لیکن سب کو حیرت ہوئی کہ افراسیاب
نے لوح کو کیا کیا غصہ مین تحفہ نایاب مٹا دیا حیرت جادو تخت پر سوار ہوئی مصور وصورت نگار
کو ہمراہ لیا جمعیت بارہ لاکھ ساحران غدار برائے مقابلہ لشکر مسلمانان چلی یہان ملکہ مہرخ وبہار وغیرہ
اپنی بارگاہ مین مصروف ہین عیش ونشاط مین کہ ہرکارون نے خبر دی لشکر حیرت بڑے زور وشور سے آتا ہی
سب سردار باہر نکل آئے دیکھا لالہ ابر گلنار پیدا ہوا حیرت جادو تخت پر سوار چار سو سردار پایہ تخت پر
ہاتھ رکھے ہوے پشت پر لاکھون ساحر حربہ ہاے سحر ہاتھ مین افسون ونیرنج بات بات مین حیرت
آکر اتری لشکر فرودگش ہوا ملکہ مہرخ نے برق فرنگی سے کہا جاکر خبر لاؤ لوح کا پتہ لگاؤ برق
بصورت ساحر لشکر حیرت مین آیا دیکھا حیرت جادو تخت پر بیٹھی ہے ساحرون سے ذکر کرتی ہی
لو صاحبو شہنشاہ نے لوح کو مٹایا خاک مین ملایا اب رازداران طلسم اسد غازی کو لے کر سفر
دریا کرین حد سکندری تک جائین غوطے خور مقرر ہون غوطے لگائین ٹکڑے لوح کے نکالین فتح
طلسم کرین برق یہ خبر وحشت اثر سنکر بارگاہ ملکہ مہرخ مین آیا تمام کیفیت لوح بیان کی رنگ
روے اسد متغیر ہوگیا بہار کو بھی انتشار ہوا مگر خواجہ عمرو نے کہا جھک مارتا ہی وہ بیشتر بھی
کہتا تھا میرے طلسم کی لوح نہین ہی آخر عنایت پروردگار سے جستجو کی لوح دستیاب ہوئی یہ خوب
یقین کامل ہی کہ اب افراسیاب نے لوح کو مقام محفوظ پر رکھا ہوگا انشاء اللہ تلاش کرینگے
اہل اسلام اس تدبیر مین حیرت جادو اس تقریر مین کہ افراسیاب جادو کسی ساحر زبردست کو
روانہ کرے طبل جنگ بجے دونون لشکرون کا حال وقت پر تحریر ہوگا

دو کلمہ داستان حیرت بیان زلزلہ قاف ثانی سلیمان صاحبقران عالی شان کہ
لقا بدار زرین پوش سے رخصت ہوکر طرف لشکر اسلام کے چلے ہین اور روانہ
ہونا سفر در آتشبار جادو کا برائے مدد زمرد شاہ باختری ودیگر حالات متعلق
داستان کے بیان ہوتے ہین سیاقی نامہ ازقی لکھنوی

اٹھ کے ذرا اے مرشد مستان کھول	بیدار رہو دیدۂ دکان کھول	قسمت مری سوتی ہی جگا دے
چھینٹا منھ پر شراب کا دے	سجدے کو جھکے سر خم مل	خوباں گ اذان صداے قلقل
شیشے سے شراب ناب نکلے	اس شرق سے آفتاب نکلے	جلوہ مین شراب تر بجون مین

گلگون کف دست کو کرون مین
منجن کو ہی مے کا درد کافی
دے توڑ کے شاخ گلبن تاک
غائب ہوا صبح کا ستارا
صد چاک ہی صبح کا گریبان
آواز جرس جگا رہی ہی
سرخاب نے غم کی رات کاٹی
گم مثل شرر ہوا چمک کے
وہ بانگ اذان نہا ہی شب کو
تارے تھے جو دیدۂ فلک کے
ہی بہر وضوے گل وہ پانی
گل لحن بلبور سنکے سن ہی
انگلی کیطرح چٹک رہی ہی
ہر گھر مین کھلین دَرون کی آنکھین

دے ساغر بادۂ دل آرا
رومال شراب کی ہو صافی
کلی کو شراب مشکبو دے
ظاہر ہوا مہر عالم آرا
آنکھین ملتے مین غنچے تر
شانون کو صبا ہلا رہی ہی
جو چاند کہ مار شب کا من تھا
جگنو کی طرح چھپا چمک کے
کہتے تھے جنھین چراغ کے پھول
تارے وہ نہان ہوے چمک کے
باغون مین نسیم چل رہی ہی
ہر مرغ کو بھیرون کی دھن ہی
پنہان ہوے اوس جاٹ کر مار
اندھی ہو مین شب پرو کی آنکھین
جوگی چل بسین کرکے اٹھکے

مینا کی طرح کرون غرارا
دانتون کو ہی اشتہا مسواک
صہبائے سبو پلے وضو دے
پرزے پرزے ہی گل کا دامان
چھینٹے دیتی ہی اوس منھ پر
مرنے رہ التفات کا ئی
وہ چاند کہ شمع انجمن تھا
جو شور تھا پاسبان کا شب کو
وہ غنچے سر دماغ کے پھول
شبنم تھی جو محو در فشانی
پریون کیطرح ٹہل رہی ہی
ہر ایک کلی مہک رہی ہی
ذرون کا ہوا نصیب بیدار
سوئے ہوے رات بھر کے اٹھے

غزل حسب مضمون مقام

نکلی جو تن سے جان حزین کی خطا نہ تھی — زرفت نے یہ سکھایا کہ دینے کی جا نہ تھی
آتش شعلے نے لپٹ کے سر اپنا جلا دیا — وہ حالت بھی میرے داغ جگر کی دوا نہ تھی
نزدیک صبح تھک کے وہ سویا سر مزار — پھر چشم ناز یار بجز شمع دا نہ تھی
تو وہ ہی جسکے دل مین زمانے کی ہی جگہ — مین وہ ہون ایک حبلی ترے دلمین جا نہ تھی
دل سے کمر کے ہونے کا مٹتا خیال کب — نقصان پاس وہم کی میرے دوا نہ تھی
اے شوق ذبح تو نے ابد تک جدا کیا — دم بھر بھی تیغ یار سے گردن جدا نہ تھی
خجلت سے ہوگیا ہی مس سرخ زرد رو — کب کیمیا وہ تھی جو تری خاک پا نہ تھی

کیا جانے کیوں ڈرا کیا اپنا دل سیاہ
زلف رسلسلۂ یار تھی کالی بلا نہ تھی

سایہ تو اپنا سمجھا ہے پر ہے یہ میری روح
اے جان سچ بتا مجھے الفت تھی یا نہ تھی

پھرنے لگی نگاہ بھی یوں میں قضا کی شکل
آنکھ اپنی مست کردہ سے ناز و ادا نہ تھی

ایسا ہی مجھ پہ دوست نہیں اشک گر پڑے
سب قہقہے لگاتے تھے گویا بکا نہ تھی

نرگس نے دیدے پھاڑ کے تم سے لڑائی آنکھ
نور ایک سمت آنکھ میں مطلق حیا نہ تھی

باد بہار ہجر میں صبح کا گئی ہوا
ہوتا چراغ داغ گل ایسی ہوا نہ تھی

ہر موئے جسم شعلہ ہے آندھی سے عشق کے
سارے چراغ گل تھے یہ جبتک ہوا نہ تھی

اس گل کا غنچہ دل کو چمن میں جلا گئی
باد سموم تھی مرے حق میں صبا نہ تھی

دل کی نہ لو بجھائی نہ سلگائی چشم تر
تھی آگ پانی خاک میں داخل ہوا نہ تھی

اے مہروش کبھی نہ کیا جو لگر بھی رحم
کیا تیرے ساتھ خلقت مہر و وفا نہ تھی

دونوں طرح رکھا ہیں غفلت میں عشق نے
تم میں تمہارے حسن کی صورت وفا نہ تھی

زخم جگر وہ تھا کہ نہ مرہم ملا کہیں
دل کو ملا وہ درد کہ جسکی دوا نہ تھی

صحبت سے روگ نالہ کشی کا لگا ہے پھر
یہ اے طبیب عین مرض تھا شفا نہ تھی

صحبت ہے روز حشر تلک اے عشق اب میں
جان بخش تھی مسیح تھی اپنی قضا نہ تھی

آئی قضا جو ہجر میں مجکو نہ ہوش تھا
آنے ہی تیرے ہوش جو آیا قضا نہ تھی

اے گل دراے سنگ میں کانٹا محال ہے
مجھ زار کی جگہ ترے دل میں بجا نہ تھی

مارا تھا تیر تاک کے پر لے اڑی ہوا
اُس ترک کی خطا نہیں میری قضا نہ تھی

دنیائے بیوفا سے محبت نہ میں نے کی
قابل نگاہ کرنے کے یہ بیوا نہ تھی

تربت میں بھی وہی شب تاریک ہجر ہے
ہمکو فنا ہوئی مگر اسکو فنا نہ تھی

صید آپ اپنا دل کی کشش سے شکار کو
مژگاں کی تیس تہ نگہ کا نشان نہ تھی

نکلا قبول باغ سے جامے کو پھاڑ کے
خوشبو ترے لباس سے گل کی قبا نہ تھی

چہرۂ داستان۔ مسافران علوم فسون سازی و نیرنگ سازان شعبدہ پردازی ہوم خانہ میں تحریر و تقریر کے مجکر یوں مصروف جنگ سحر سازی ہوتے ہیں شعر مصنف

سخن پیرایان شیرین حکایت	چنین تحریر سازد کلک حیرت

افراسیاب جادو بعد روانہ کرنے ملکہ حیرت کے باغ سیب میں مصروف عیش و نشاط زنان نازنیان
سہ جبین ہوا اجسام و ہیو گردش میں آیا فتح جنگ حمزہ وغیرہ کی کوشش میں تھا کہ آسمان پر برق
چمکی ملازم اہالیان دربند نے نامہ ہاتھ میں دیا افراسیاب نے پڑھا طرف سے لقا کے تحریر
بود اے بندۂ خاطی او مغضوب درگاہ خداوندی غضب سے قدرت کے نہیں ڈرتا قدرت
کو تیرے اقلیم میں آئے ہوئے عرصہ دراز گذرا اب تک برائے قدم بوسی قدرت نہ آیا تمام طلسم برا
خاک میں ملادونگا نقش طلسم ہوش ربا مٹادونگا جس ساحر کو سمجھتا ہے غرور کرتا ہے قدرت اسکو
غارت کردیتے ہیں قدرت کو کسی کا غرور پسند نہیں ہے اب اگر خود برائے قدم بوسی نہ آئیگا
ہاتھ سے میرے بندۂ خاص عمرو کے مارا جائیگا افراسیاب جادو نامہ پڑھکر کانپ گیا کہا صاحبو
غضب ہے ساری خرابیاں اسی وجہ سے ہیں کہ قدرت ناراض ہیں ما بدولت کو بڑے اغماض میں
اگر تنہا جائیں لیاقت کے خلاف اگر سامان لشکر کشی کریں گاؤں میں بار لشکر ما بدولت نہ سنبھال سکے
آب و آذوقہ راہ میں ممکن ہو لیکن آخر کس وقت جاؤنگا چشم زدن میں کل مسلمانوں کو مٹاؤنگا پھر
مشیروں کی جانب متوجہ ہوا کہا یارو تم میں کوئی ایسا ہے کہ برائے مدد خداوند لقا جائے مسلمانوں کو
قتل کرکے قدرت کو بالائے قبول ہو جائے یہ آفت طلسمی بھی دفع ہو قدرت مجھے نہیں تقدیر
کردیتے ہیں نہ کچھ سمجھتے ہیں نہ بوجھتے ہیں مگر یارو جو کوئی جائے خیال رکھے دربار قدرت میں جاکر
غرور نہ کرے مشیران افراسیاب سے ایک ساحر غدار مغرور آتشبار قہر و غضب میں آکر اٹھا کہا اے
شہنشاہ گیتی ستان بندہ جائیگا ہر چند کہ نام مغرور ہے بزرگوں کی عقل کا قصور ہے کیوں ایسا
نام رکھا غلام کے دل میں کبر و نخوت کی جگہ نہیں منکسر مزاج خاکساروں کے سر کا تاج اگر کوئی
غلام کو ہزار گالیاں بھی دے تو بھی نہیں بولتا شہنشاہ وہ کمرا ہیں غرور کا ذکر نہ آئیگا غلام اٹھکر
قدرت کو بالائے قبول ہو جائیگا افراسیاب نے کہا اے مغرور آتشبار دو باتوں کا خیال
رکھنا ایک تو عیاروں سے بچنا شاگردان عمرو و فرزندان خواجہ نامور ایک ایک بلائے روزگار
مکار غدار دوسرے صاحبقران زمان صاحب اسم اعظم آلہی مورد فیوض نامتناہی سے اپنے کو
اُس سے بچانا جب تک تدبیر بند کرنے اسم اعظم کی نہو مقابلہ میں حمزۂ عرب کے نجانا الجھنا جب تک ہو سکے

سب سے پیشتر اسم اعظم حمزہ نامور بند کرنا تب طلسم خبلی ہوا ناحوص کی عیاروں کی کیا حقیقت ہے اسم
اعظم حمزہ کی تدبیر کرونگا اسی ہفتہ مین قدرت کو بار سے قبول پہونچا کے حاضر ہونگا یہ کہکے ظفیر سحر
بجانی بارہ ہزار ساحران غدار کو اپنے ساتھ لیکر تخت پر سوار ہوا طرف لشکر اسلام کے چلا یہان
صاحبقران زمان بعد عظم ونشان نقابدار زرین پوش سے رخصت ہوکر مع لشکر کو یہان طرف
لشکر ظفر اثر کے چلے تھے دو منزل کوہ عقیق باقی تھا ایک صحرائے سبزہ زار مین آکر فروکش ہوئے
اگرچہ نہایت تعجیل کرایک شب سے زیادہ کسی مقام پر نہ رہون لشکر مین پہونچین بارگاہ استادہ ہوئی
ممتاز کوہی و بہرام گرد بن خاقان چین و مقبل وفادار ہمراہ بیرون بارگاہ جلوہ فرما صحرا کی کیفیت
مین معروف تھے یکایک سامنے سے صدائے گریہ وزاری بلند ہوئی دیکھا آگے ایک نوجوان سر و پا برہنہ
پشت پر کئی سو ملازم غلامان ترکی و رومی زخمدار بیقرار روتے پیٹتے چلے آتے ہین صاحبقران نے مقبل
سے اشارہ کیا ان سبکو ہمارے سامنے لا کسی نے انکو صدمہ عظیم پہونچایا مقبل نے جاکر اس جوان سے کہا
ای شخص چل تجکو صاحبقران بلاتے ہین نام صاحبقران سنکر وہ جوان افسردہ سامنے صاحبقران کے آیا
قدمون کو بوسہ دیا عرض کی ای شہنشاہ فریاد از دست قزاقان غلام کو حضور نے نہین پہچانا جسکو
آپ نے بیٹا کیا یعنی خواجہ آشوب و خواجہ بہلول پردہ قاف مین جو آپ کے ہمسفر رہے بقدر
آپ نے انکو جواہرات دیا کہ ہر شہر و دیار مین تجارت کرتے ہین حضور کی محبت کا دم بھرتے ہین انکا
گماشتہ ہون سہیل بازرگان نام اس وقت پر خطر سے گذرا سرہنگ قزاق نے مال و خزانہ لوٹ
لیا غلام مرے سب زخمی ہوئے ہم سب کو گرفتار کرکے قزاق لے گئے تھے آج یہ شکل چھوڑا یہ سنکر
صاحبقران کو نہایت غصہ آیا سہیل کو ایک خیمہ مین جگہ دی ملازم واسطے خدمتگاری کے مقرر کیے
فرمایا انشاءاللہ بوقت سحر جاکر اس دزد مکار سے نہ سمجھا تو نام اپنا صاحبقران زمان بجایا یہ تو خاک
مال اپنے ہارا ہوا شب بھر صاحبقران بیقرار رہے بوقت سحر بعد نماز سلاح پیغمبران ذات پر آراستہ
کیے پشت اشقر دیوزاد پر سوار ہوئے یکہ و تنہا طرف سرہنگ قزاق کے چلے سرداروں نے
عرض کی غلامان جانباز کو ہمراہ لیجیے سرہنگ قزاق بہت زبردست ہے فوج بھی بحساب بہت
بڑے شان جلیل کے اسنے خراسے لوٹے رستہ اسطرف کا تباہ کر دیا صاحبقران نے فرمایا مین
کسیکو ساتھ نہ لونگا یکہ و تنہا جاکر اسکو سزا دونگا مزاج صاحبقرانی سے سب صاحب واقف ہین

جھکا کر خاموش ہوئے صاحبقران طرف صحرا کے چلے یہان سرہنگ قزاق سرکوہ پر چھپا ہی
گرد تمام قزاق جنگل کی جانب سب کی نگاہ آیندو روندگی خبر لوٹ لینے کا ذکر ایک نے دیکھا ایک
جوان دریاے جواہر مین غوطہ مارے ہوے مرکب بشکل شیران سلاح بے نظیر جو والماس نگار بر بر
زرہ لاکھون روپیہ کے قیمت کی زیب جسم انور دیکھنے والے نے کہا اے افسر ہوا ایک سونے کی چڑیا آئی
ہے چلو شکار کرین سرہنگ نے سر اٹھا کر دیکھا بہت خوش ہوا کہا گھوڑا بے مثل ہے ایک نے کہا
بنگاہ غور دیکھیے گھوڑا تمین آنکھون کا ہے سرہنگ نے کہا مین منظور ہے چلیے ہماری نگاہ پڑی ایک
نے کہا مین صاحب جوہر ہون تلوار مین لونگا اس جوان کو دم دو نگا دوسرے نے کہا مین جھلک کے
کمان دوش سے اتار ونگا سیل تیر تیر تو دہ آرزو پر تاسری غرق ہوتا ہے ایک نے کہا مین اس جوان
کا دل دکھاونگا نیزہ چھین لونگا سرہنگ نے کہا یار دیہ تو بڑا کوئی شاہ جلیل ہے جرأت مین
بے عدیل ہے دریاے جواہر مین غوطہ زن ہے ظاہر مین بڑا صف شکن ہے ایک قزاق بل کرتا ہوا اٹھا
نیزہ ہاتھ مین لیا گھوڑے پر سوار ہو کر پہاڑ سے اترا صاحبقران حیران چار جانب دیکھتے
ہین کہ وہ قزاق سرکش کہان ہے اتنے مین بچا آنکھون سے نہان ہے کہ ایک طرف سے آواز آئی یہان
سپاہی صاحب جانیوالے ٹھہر جاؤ صاحبقران نے پلٹ کے دیکھا ایک جوان گھوڑے پر سوار
نیزہ ہلاتا ہوا آتا ہے بولا اے کوہ بہت سے قزاق جمع ہین صاحبقران پر سب کی نگاہ پڑی کوئی جال
کی تعریف کرتا ہے کوئی جواہر کو تاک رہا ہے صاحبقران نے فرمایا اے جوان کیا ہے کیون روکا اسنے
کہا لیس گھوڑے پر سے اترو ہتھیار کھول کر رکھدو سیدھے اپنی جان بچا کر چلے جاؤ صاحبقران نے
مسکرا کر فرمایا ہماری خطا کیا ہتھیار دینے کا کیا باعث اسنے کہا اے جوان یہ بیشہ شیران ہے دیکھ پہاڑ
پر مجمع قزاقان ہے کسی نے تجکو منع نہ کیا صبح کو ادھر چلا آیا جان کو غنیمت جان ہمین تیرے حال پر
رحم آیا صاحبقران نے فرمایا ہمیں کیسے سپاہی ہو ہمارے ہتھیار چھینتے ہو ہم تو بے لڑے بھڑے
نہ دینگے سب اپنے بھائیون کو بلا لو افسر کو پکارو جب تو وہ قہقہہ مار کر ہنسا سرہنگ سے
پکار کر کہا اے افسر یہ جوان طالب جنگ وجدل ہے کہتا ہے ہتھیار دینا سپاہگری مین خلل ہے حکم ہو تو
سمجھا دون نوک نیزہ پر اٹھا لون سرہنگ نے کہا زندہ بستہ حاضر کرو وہ جوان مثل شعلہ جوالہ نیزہ ہلاتا ہوا اینٹھتا
بتاتا ہوا قریب پہونچا سینہ بے کینہ پر تاک کے نیزہ مارا صاحبقران نے سنان نیزہ کو بچا کر

گلو گاہ پر ہاتھ ڈال دیا چھین کر نیزہ یوں پھینکدیا جیسے کسی طفل سے نیشکر چھین لیتے ہیں نیزہ جو نکل گیا
قزاقوں نے پہاڑ سے طعن کی غصے میں آ کے تلوار کھینچی صاحبقران پر ہاتھ مارا امیر نے بڑھ
بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈال دیا ایک طمانچہ بقہر و غضب مارا سر اُس خود سر کا جنبر گردن سے اڑ گیا لاشہ
دفعتہً زمین پر گرا اب تو سرہنگ کی آنکھوں کے نیچے اندھیرا آ گیا مثل فیل مست چنگھاڑتا ہوا
اکر گدن پر سوار ہوا پہاڑ سے اترا پشت پر بارہ ہزار قزاق لیکن سرہنگ نے سب کو منع کیا
تم کوئی دخل نہ دو میرے قوت بازو کو اس جوان نے مارا اپنے ہاتھ سے سزا دونگا اس عذاب الیم
سے مارونگا کہ ماہیان دریا دمزنان ہوں اُسکے حال زار پر رو دیں مجکو رحم نہ آئے گینڈا اچکا کر سامنے
صاحبقران کے آیا آتے ہی تگاور زن ہوا تین قدم مرکب صاحبقران سات قدم گینڈا اُسکا ہٹا
پٹھوں پر گینڈے کے جا رہا مشکل تمام اپنے کو روکا تلوار کھینچکر جا پڑا سب قزاق تماشا دیکھ
رہے ہیں سرہنگ و صاحبقران سے تلوار چل رہی ہے دو تین وار رد و بدل ہوئے تھے کہ صاحبقران
نے کلائی پر سرہنگ کی ہاتھ ڈال دیا سرہنگ لپٹ پڑا اسی طرح لپٹے ہوئے زمین پر آئے
کشتی ہونے لگی سب قزاق حیران کہ یہ جوان کون ہے ہمارے افسر سے برابر لڑ رہا ہے پہر کامل
کشتی ہوئی صاحبقران زمان نے قہر و غضب میں نعرہ کیا سرہنگ کو لے دوڑے سترہ اٹھارہ
قدم ریل کر لائے دونوں بازو تھام کر پکڑ مارا دونوں گھٹنے سرہنگ کے آشنائے زمین ہوئے
قصد ہوا کہ لنگر قائم کروں صاحبقران لنگر کب قائم ہونے دیتے ہیں کمر زنجیر میں ہاتھ ڈال کر اٹھا لیا
سر سے بلند کیا زمین پر دے مارا چاروں شانے چت گرا کود کر امیر چھاتی پر سوار ہوئے فرمایا
او سرہنگ حال اور شناختن پروردگار چہ سیکھو لی سرہنگ حیران کہا ای جوان نام نامی سے
اپنے آگاہ کر صاحبقران نے کہا ای سرہنگ قزاق آگاہ ہو منم زلزلہ قاف ثانی سلیمان دانا نوشیروان
سر کوب زمرد شاہ باختری نام نامی صاحبقران سنکر سرہنگ گھبرا گیا عرض کی حضور کا زمانہ ہم
بندہ ہیں دل میں سوچا ای سرہنگ اگر سرکشی کرونگا زندہ نہ بچونگا جان بچاؤ دم تزویر میں
اسکو پھنساؤ کر کے قدموں پر گر پڑا دل میں کینہ رکھکر مسلمان ہوا اس عرصے میں سرداران صاحبقران
بھی فرداً فرداً آ پہونچے صاحبقران نے فرمایا ای سرہنگ تو نے ان سوداگروں کا مال لوٹ لیا
جلد جو لشکر عرش کی آنکھوں سے خدمتگزاری کرونگا بالا کے کوہ تشریف لیچلیے دعوت قبول کیجیے

ممتاز کوہی نے ہر چند کہا ای شہریار یہ قوم کا قزاق ہے حضور سے دبا اتفاق ہے مال تاجرون کا لیا
اب طرف لشکر ملکہ مہ افسر کے کوچ کیجیے صاحبقران نے فرمایا دلشکنی مجھکو اسکی گوارا نہیں مال تاجرون کا
اسی وقت دلوا دیا وہ دعائین دیتے ہوئے رخصت ہوئے سرہنگ مکاری صاحبقران کو مع جملہ
سرداران نامی بالائے کوہ لایا قلعہ مین داخل ہوا صاحبقران زمان داماد نوشیروان نے سرہنگ کو بھی
کو مسلمان کیا قلعہ مین تشریف لاتے ہین تمام اہالیان شہر برائے زیارت جمال انور جمع ہونے لگے گلی
کوچے معمور ہو گئے لیکن سرہنگ قزاق ایک گوہر بے بہا کاشانہ عفت مین رکھتا ہے خوشرو خوشخو
سیمتن غنچہ دہن خورشید خد نامی ملکہ صنوبر قدبلا ایک کنیزون نے آکر عرض کی آپ کے والد
نامدار کو صاحبقران نے زیر کیا مسلمان ہو کر قلعہ مین لاتے ہین سب لوگ برائے تماشا جاتے ہین
صنوبر قد اکڑتی ہوئی اٹھی بالائے قصر آئی دیکھا زن و مرد کا تمام بازار مین جماؤ ہے تھوڑی دیر کے
بعد دیکھا سرہنگ قزاق چوب چاق ہاتھ مین لیے ہوئے اہتمام سواری مین مصروف تمام
قزاق پرے جمائے ہوئے بیچ مین صاحبقران زمان رعب دبدبہ چہرۂ اقدس سے عیان خود
زرین بالائے سر زرہ داؤدی زیب جسم انور کمان کیانی بالائے دوش ہزار ہزار تیرون کا ترکش مثل
دم طاؤس بائین جانب آنکھین رشک غزال آفتاب جمال فر و شوکت چہرے سے عیان فخر
رستم و سام و نریمان جمال اقدس دیکھکر بے اختیار آہ کی ہاتھ کلیجے پر رکھ لیا کمان خانہ ابروے
صاحبقران سے تیر مژگان چلے تو وہ دل پر لب معشوق ہوئے نگاہون کی چھریان قلب پر چلین
سنبھل نہ سکی سلطان عشق کی ملک قلب پر چڑھائی صبر و طاقت نے شکست کھائی غش کھا کے
گری کنیزون نے ہاتھون ہاتھ اٹھا لیکر محل مین آئین گلاب وغیرہ چھڑکا ہوش آیا مگر خاموش بجز
محبت کا جوش حیران حیران چہار جانب دیکھتی ہے دل کا عجیب حال آنکھین محبت صاحبقران
مین لال چہرہ مائل بزردی ہونٹھون پر خشکی آنکھون مین تری حواس مین ابتری یہ مہ جبین تو اس
حال پر ملال مین خاموش بیٹھی ہے کنیزون نے ہر چند پوچھا کچھ جواب نہ دیا جب کنیزون نے بہت
حیران کیا یہ کہدیا صاحبقران نے ہمارے باپ کو زیر کیا اب نہین معلوم ملک و مال کی کیا
تدبیر ہو مجکو اسی بات کا غم ہے اسوقت زیادہ کلام نہ کرو بلکہ بارگاہ مین جاکر خبر لاؤ دیکھو کیا ہوتا ہے ہمارا
ملک بادشاہ اپنے کسی سردار کو کرتے ہین باپ کو ہمارے ہمراہ لیجائینگے یا یہین چھوڑ جائینگے یہ خبر [illegible]

جاکر لاؤ کئی کنیزین مردانے کپڑے پہنکر چلین یہان سرہنگ قزاق صاحبقران کو لیے ہوئے
اپنی بارگاہ مین لایا مقام صدر پر بٹھایا چند سردار صاحبقران کے ساتھ ہین باقی لشکر زیر کوہ
فروکش ہوا اتفاق سے بہرام گردین خاقان چین رفیق قدیم صاحبقران صاحب شوکت و
شان بہ لشکر مین رہ گیا ممتاز کوہی و مقبل وفادار و دیگر چند سردار صاحبقران کے ساتھ ہین
سرہنگ کو فکر ہی کہ اس سرکش کو گرفتار کرون سزاے معقول دون فوراً محفل عیش و نشاط
آراستہ کی ساتھ والے اُسکے مکار غدار اشارے پر لگے ہوئے ہین جب ہنگامہ محفل گرم ہوا اُس وقت
اس بیحیا نے شراب مین بیہوشی ملائی ایک جام اپنے ہاتھ مین لیا تسلیم کر کے سامنے آیا عرض کی اس
جام کو نوش فرمایئے غلام کی آبرو بڑھایئے صاحبقران صاف باطن اُسکے سلام پر جیسے مطمئن مسکرا کر
جام نوش فرمایا کہا اے بہادر مجھو تکلیف نہ کرو کہا نہین اے شہریار آج اگر کلاہ فخر تا بعرش پہونچاؤن
زیبندہ و سزاوار ہی آپ ایسا بہادر نامی و نامدار صاحب جاہ و وقار اس ذرہ بیمقدار کو سرفراز کرے کیونکر
نہ یہ حقیر اپنے مرتبہ پر ناز کرے صاحبقران نے شرما کے سر جھکا لیا اب اُسنے پلٹ کر وہی شراب
سرداران صاحبقران کو پلائی چند عرصہ مین بیہوشی نے تاثیر کی صاحبقران گھبرا کر اُٹھے لڑکھڑا کے گرے
سب ساتھ والون کے بیہوش ہوئے سرہنگ نے نعرہ کیا شاگردون کو بلایا صاحبقران کو مسلسل
و مطوق کیا قید خانہ مین بھیجا قصد ہوا کہ جا کر لشکر صاحبقران کو تباہ کرون لیکن کنیز ملکہ صنوبر قد
مردانے کپڑے پہنے ہوئے دربار مین برائے خبر آئی تھی کل معاملہ اپنی آنکھون سے دیکھا گھبرا کے
پلٹی ملکہ صنوبر قد باغ مین ٹہل رہی ہی ہر سرو گل و لالہ سے دل بیزار آنکھون مین آنسو بھرے ہوئے
دل سے باتین کر رہی تھی کہ اے صنوبر قد عشق کا انجام کیا ہو گا کجا ذرہ کجا خورشید عالم داماد نوشیروان
صاحب جاہ و حشم جیکا لواے شوکت از پردہ دنیا تابہ قاف سرفراز دو بیٹیان نوشیروان کی آ
عقد مین آئین سنتی ہون ایک عقد پردہ قاف مین کیا بادشاہ پریزادان نے اپنی دختر
ملکہ آسمان پری فخر زہرہ و مشتری شرف اپنا جاکر عقد مین اُنکے دی مجھ ایسی ہزارہا کنیزین
محل مین پڑی ہونگی بس میری رسائی کیونکر ہو اے دل خانہ خراب کیون پیچ و تاب ہی لیکن افسوس
دامن صبر دست استقلال سے چھوٹا شیشہ دل سنگ محبت عشق سے ٹوٹا صبر و قرار و شعور عقل
کو کہان قرار آتش عشق شعلہ در گرمی محبت سے درد جگر اس خیال مین تھی کہ کنیز دوڑی ہوئی سامنے آئی

عرض کی حضور غم والم کو دل سے دور کریں سامان عیش و سرور کریں آپ کے باپ جہاندیدہ گرم و
سرد عالم چشیدہ مکر سے مسلمان ہوے تھے بیہوشی پلا کر صاحبقران کو پکڑ لیا قید خانے میں بھیجا اب
تیاری ہے کہ وہاں فوج کو لوٹنے جا کر تباہ کریں مال اسباب لوٹ لیں کمر بندی ہو رہی ہے یہ خبر وحشت اثر مثل
تیر دلدوز جگر پر سوز پر پڑا مطلب زخمی ہوا حیران ہو کر کنیز کی جانب دیکھا کہا سچ کہتی ہے عرض کی حضور
میرے سامنے گرفتار کیا حضور کے محل کی پشت پر جو مکان پختہ ہے اسی میں قید کیا سو جوانان صف شکن
برائے نگاہبانی قرار پائے ہیں کوٹھے سے چڑھ کر ملاحظہ فرمائیے کمر بندی لشکر میں ہو رہی ہے جا کر
بر سر لشکر حمزہ قیامتیں برپا کرینگے لڑائی کا تماشا چلکر ملاحظہ فرمائیے قریب تھا طائر روح قفس جسم سے
نکل جائے ضبط کر کے مع چند کنیزیں قصر پر چلی دل سے کہتی ہے اے فلک کج رفتار و اے گردون ناہنجار یہ
کیا خبر وحشت اثر سنائی ایسا شیر دل جلیل و رئیس یوں گرفتار پنجہ تقدیر ہوا دیکھیے اب کیا ہوتا ہے ملکہ
تو گھبرا کر کوٹھے پر آئی لیکن بہرام گردن خاقان چین انتظام لشکر میں مصروف ہے ایک ہرکارے نے
آکر خبر پہنچائی اے پہلوان دوران و اے کشور جہاں صاحبقران قلعہ میں جا کر قید ہو گئے
سرہنگ نے مکر کیا بیہوشی ملا کر پکڑ لیا یہ سنکر بہرام غصے میں کانپنے لگا سلاح جسم پر آراستہ کرنے لگا
سرداروں نے پوچھا کیا قصد ہے کہا یارو قصد کیا ابھی جا کر جان دونگا قلعہ میں دریاے خون بہادونگا
ایسا نہو یہ چور دزد مکار صاحبقران نامدار کو قتل کر ڈالے کو میوں نے عرض کی غلام ساتھ آئیں
ہمارا آقا ممتاز کو ہی بھی جا کر قید ہوا اسی وقت لشکر میں قرنا ہوئی چشم زدن میں لشکر تیار ہوا
بہرام پشت مرکب باد رفتار پر سوار ہوا ساٹھ ہزار فوج لیکر چلا محفوظ خاطر ہو سوا پہر دن باقی ہے جس وقت
بہرام جلوہ کر کے چلا نوبت نقارہ بجتا ہوا علمہاے زنگاری کے پھریرے کھل گئے شیران بیشہ نبرد
صفیں جما کر چلے صدا نوبت نقارے کی جو بلند ہوئی یہاں سرہنگ قزاق تدبیر کر رہے
تھے کہ دن کو قلعہ سے نکلنا مناسب نہیں ہے رات ہونے تو شبخون ماروں یکایک ہرکارے
دوڑتے ہوے آے عرض کی اے شہریار حضور نے بڑا دھوکا کھایا اور سرداروں کو آپ قلعہ میں لاے
لیکن سردار جلیل بہرام گردن خاقان چین جلالت آئین رفیق قدیم صاحبقران لشکر میں رہ گیا
اُسنے جو خبر پائی کہ آقا کو ہمارے گرفتار کر لیا مرنے پر کمر باندھ کر مع لشکر طرف قلعہ کے آتا ہے صدا
نوبت نقارے کی آرہی ہے نہیب تیغ شیر مردان عالم سے زمین تھرا رہی ہے سرہنگ نے گھبرا کر کہا

حقیقت میں یہ خیال نہ سا میں سمجھا سب سرداروں کو صاحبقران ساتھ لائے یہ کیا خبر تھی کہ بہرام
گرد لشکر میں رہ گیا جلد خندق پر آب کرو دروازہ قلعہ کا بند ہو توپیں مارو یہ کہتا ہوا بالائے قلعہ آیا
پل تختہ اٹھالیا دروازہ قلعہ کا بند کیا سامان جنگ سے قلعہ آراستہ ہو دور بین ہاتھ میں لیکر دیکھا
تیغ گرد بلند آگے بہرام اپنے پشت پر کوہ بیان نیلنام جب فوج نزدیک پہونچی سرہنگ نے ہوائی دوڑائی
یہی نشان تھا گولہ اندازوں نے توپوں کو سیدھا کیا منہن معلوم کان میں کیا پڑھکر پھونک لگا توپیں
سر کیں گرجیں آگ اُگلنے لگیں زمین کانپی آسمان شعلہ بار نے آگ برسا دی فوج اسلام جمی ہوئی
آتی تھی کئی ہزار اڑ گئے فوج کے پاؤں اُٹھے دور جاکر ٹھہرے سرہنگ نے کہا دیکھو کوئی گولہ
قضا کا پڑا لشکر مسلمانان کا کیا حال ہوا گولہ اندازوں نے ہاتھ روکا دھواں برطرف ہوا دیکھا
فوج اسلام دور جاکر ٹھہری سرہنگ نے حکم دیا خوشی کے نقارے بجنے لگے قزاقوں نے غل مچایا مارا
مسلمانوں کو بھگا دیا بہرام گرد نے جو یہ سحر دیکھا گرز گران سنگ آسمان رنگ ہشت پہلو کے قبضہ
پر ہاتھ ڈالا ایلیان فوج سے فرمایا آپلوگ تامل فرمائیں جب میں قلعہ کا پھاٹک جاکر توڑ دوں اُس وقت
تم سب صاحب آجانا اس پیر زمین گیر کا تماشا دیکھو یہ بوڑھا غلام صاحبقران کا کیا کرتا ہے ایلیان
فوج تھمے بہرام گرد نے مرکب بڑھایا آواز دی او قزاقان بھاگو کر سزا دیتا ہوں یہ کہکر طرف قلعہ
کے چلا قزاقوں کے ہوش اڑ گئے کہا کیا دل گردہ ہے توپ کے منہ پر آتا ہے سرہنگ قزاق
نے کہا گولے مارو کوئی تو گولہ قضا کا پڑیگا توپیں فیر ہوئیں گولے مثل اولے کے برسنے لگے رنگ
کی بجلی چمکی دھوئیں کا آسمان تیرہ و تار ہوا لیکن بہرام شیر دل گھوڑے کو جست کرتا ہوا گرز ہاتھ میں
کبھی پشت مرکب پر کبھی زیر شکم مرکب کبھی ایک رکاب پر اپنے کو گولوں سے بچاتا ہوا گھوڑے کو کاوے
ایڑیں پر لگاتا ہوا کبھی داہنے پر نکل گیا کبھی بائیں پر دور جاکر دم لیا پھر وہاں سے جیسے گھوڑے پہ
کود اگیا گولوں سے بچکر سنسناتا برابر خندق کے پہونچا نعرہ شیرانہ کیا نعرہ بہرام گرد

منم گرد بہرام خاقان چین	کہ از ہیبت من بلرزد زمین
غلام اسیر عرب ذوالوقار	پل صف شکن نامور نامدار

نعرہ بہرام گرد کی صدا جو بلند ہوئی زمین قلعہ کی کانپی سرہنگ گھبرایا کہا یارو ٹال کر دو در قلعہ
سے آواز نعرہ کی آتی ہے اب جو ہاتھ کو روکا روشنی ہوئی دیکھا بہرام گرد بر لب خندق متحمل ہا ہے

وقصد ہی خندق فراوان پہاٹک جا کر توڑ دون اہالیان فوج نے دیکھا کہ سردار ہمارا آتا بہ قلعہ ہو گیا
توپ چلنا ہوئی یہ بھی سب نوبت نقارے بجاتے ہوئے چلے گھوڑون نے طرارے بھرے صدا آتی
ساتھ لیے سرہنگ نے جو یہ معاملہ دیکھا ساری قزاقی بھولا ہوش و حواس پراگندہ کہا یارو اب
کیا کرون اور ملکہ صنوبر قد اپنے بام سے یہ سب سیر دیکھ رہی ہے کنیزین پشت پر جرأت
بہرام گرد دیکھ کر کہتی ہین کیون صاحب عاشقان صادق اپنے آقا کے ایسے ہوتے ہین ملاحظہ ہے
نادیدہ اسکو بچائے دیکھو کس جرأت سے ڈپٹ کے قلعہ لیا تا بہ خندق پہونچ گیا سب جانباز
چلے آتے ہین تلوارین کھینچی ہوئی نعرے پر نعرے کر رہے ہین وہ جرأت کے بہر جستین ہین صدا آتی
ہین باشیدا کو فراخان پہاٹک کھول دو ہمارے آقا کو لے کر نکل اڑو آقا نامدار ابھی خطا معاف
کرینگے اس مکر و عذر کا بدلہ نہ لینگے صنوبر قد کہتی ہے کیون صاحبو اب جو صاحبقران چھوٹین گے
قلعہ لوٹینگے مین تو ہاتھ باندھ کر سامنے حاضر ہونگی عرض کرونگی پروانہ شمع جمال ہون کنیزان سرکاری
مین درج فرمائیے انکو ضرور میرے حال پر رحم آجائیگا اور بے مثل ہین عورت پر کیا ہاتھ اٹھائینگے
مجکو دیکھ کر شرما جائینگے کنیزین کہتی ہین واری معقول تدبیر ہے حضور کی سلسل تقریر پر دیکھتے ہی
عاشق ہونگے خاتون محل قرار دینگے ہم سب حضور کے ساتھ جلینگے دختر نوشیروان ملکہ مہرنگار تاجدار عجم
و ملکہ گردیا بانو شاہزادی عالی وقار ملکہ گلشن آرا و ملکہ رابعہ زرلفت الملس پوش وغیرہ یہ سب
شاہزادیان حسن و جمال مین بے نظیر چہرے رشک ماہ منیر زوجات صاحبقران ہین صاحبان اولاد
بادشاہان جلیل کی دختران بلند اختران سب صاحبون سے ملاقاتین ہونگی سب بیبیان حضور کے
استقبال کو آئینگی باعزاز و اکرام محل مین لیجائینگی اسطرح کی جو باتین کنیزون نے کین ملکہ کا خوشی سے
چہرہ سرخ ہو گیا کہا صاحبو تمہارے منہ مین گھی شکر خدائے نادیدہ اپنا فضل شامل حال کرے
تم سبھون کے مرتبے بڑھاؤنگی لیکن جب صاحبقران محل مین آئین مین سلام کرکے سر جھکا لونگی
تم سلیقے سے باتین کرنا میری بیقراری کا ذکر نہ آنے پائے اب مین تم سب صاحبون سے صاف
کہتی ہون صبح سے تم سب پوچھتی تھین آپ کا کیا حال ہے کیون قلب پر ہجوم غم و ملال ہے مین جمال
باکمال دیکھ کر مائل ہوئی ابتک زبان سے نہ نکالا تھا لیکن تمسے بیان کرتی ہون جس وقت سے
جمال جہان آرائے صاحبقران زبان پر نگاہ پڑی دل کو بیقراری آنکھون کو شغل اشکباری ہر چند

سنبھالتی تھی دل نہ سنبھلتا تھا رہ رہ کے کوئی کلیجہ ملتا تھا کمبخت چاہنے والے کی بُری خرابی ہے
جبتک وہ آرام میں تھے یہ خیال میں تھا ہم اُن تک کیونکر پہونچیں گے جسوقت سے یہ خبر وحشت
اثر پائی کہ اُنکو قید کر لیا جی چاہتا تھا گریبان چاک کروں میں بھی سنگریزان پہنکر قیدخانے
میں اُنکے پاس جا بیٹھوں ثابت ہو اثر کہ اسکو سچی محبت ہے لیکن مجبور ہوئی یہ بھی مجھ بدنصیب سے
نہو سکا کہ ایسے وقت میں جا کر ساتھ دیتی لیکن شکر ہے اُنکا سردار نامدار بلوہ کر کے پہونچا قلعہ کو گھیر لیا
دار تو پہن سکے روک چکا اب دل کو کسی قدر تسکین ہے لیکن ای لالہ عذار اتنے عرصہ میں کلیجہ خون ہو گیا
نوبت بجنون پہونچی نظم دلپذیر

آمد بہار و داد بہ گلشن ندائے عشق
بلبل ہزار نالہ لبان و نوائے عشق
تشو دفا چو سبزہ ام از خاک بر دمد

یا رب اگر نہ شیخ آب ہوائے عشق
بیہودہ کاوش تو بہ بیضم طبیب چیست با عشق
درمان درد دانہ کند جز دوائے عشق

خواہی بہ صبر خو کن و خواہی بہ آب چشم
جز خون دیدہ ہیچ نباشد دوائے عشق
در بیستون بحسرت دیدار جان سپرد

فرہاد نامراد تو از نالہ ہائے عشق
مجنون از آن بدید لیلی نجوش نشد
تا بد صدائے درد ز بانگ صدائے عشق

کشتی اگر شکست نہ داریم بیم غم
بر سر بلا زم است مرا خدائے عشق
یاران بزم مژدہ دہ ہنگام ساقیست

محنتی درد و محنت بے انتہائے عشق

لالہ عذار وزیرزادی سے عرض کی ہاری دل نے بڑے مقام پر ساقی
کی کمند محبت قصر عالی تک پہونچی آپ خود شاہزادی والا قدر ہیں آسمان خوبی کی کامل بدر ہیں
آپ ملک حسن خوبی کی شاہ وہ آسمان جلالت کے ماہ آپ عندلیب شاخ نخل محبت وہ سرو نوخاستہ
حدیقہ ہمت و جرأت آپ چرخ حسن کی ماہ کامل وہ اقلیم شوکت کے شہنشاہ عادل ایک مسند پر
قران السعدین ہوگا ایک برج قصر میں اجتماع نیرین ہوگا حقیقت میں آپکو نہایت پسند فرمائینگے مجھے
ہی شمع جمال کو پروانہ بنجائینگے کوئی ایسی شاہزادی حورتمثال غنچہ دہن سرو قد گلعذار ماہ پیکر سیمین تن
سپاہگری میں طاق شہرۂ آفاق اُنکے عقد میں نہ آئی ہوگی لالہ عذار وزیرزادی نے جو اسطرح حسن و
جمال ملکہ کی تعریفیں کیں شرما کے سر جھکا لیا کہا خدا وہ وقت دکھائے قید و بند سے رہا کرائے
اب کنیزیں سب آگاہ ہوئیں کہ ملکہ صاحبقران ذیشان پر عاشق ہوئی ہیں آپس میں اشارے کنائے
ہونے لگے کسی نے اشارہ کیا خوب ہوا کسی نے کہا بہو اچھا ہوا کسی نے کہا ابوا ہی ہی باپ کے
قتل کی طالب ہیں دین بزرگوں کا چھوڑ دینگی خدائے نادیدہ کو سجدہ کرینگی ایک نے کہا ہم وردِ زبان

عشق و عاشقی کی اسکے شہروں میں بپا ہے جتنی شاہزادیاں حسین جمیل تھیں لئیق قرار پائیں وہ سب
انھیں کے خاندان میں آئیں ملکہ یعنی افروز دختر زمرد شاہ باختری جسکے حسن عالم سوز کا تمام دنیا
میں شہرہ تھا وہ اُنکے پوتے شاہزادہ خاور سیاہ پر مائل ہوئیں سلطنت کیسی خدائی کو چھوڑ کے
نکل گئیں انکے بطن سے شیر گیر صف شکن تیغ زن صاحب شوکت و شان شاہزادہ ایرج نوجوان
پیدا ہوا جسکی ہیبت شمشیر سے رستم و اسفندیار تھراتے ہیں محفل مردان عالم میں اُسکی جرأت و شوکت کے
ذکر آتے ہیں دوسری دختر خداوند ملکہ جہاں افروز اُنکے فرزند دلبند بدیع الزمان گردن کش لشکر
شکن کے قبضے میں آئیں اس شیر کی ایک زوجہ دختر خداوند معشوقہ دیگر ملکہ گوہر ملک شہزادی
جسکے بطن انور سے نور الدہر والا غندالسیا آفتاب طلعت ساطع و لامع ہوا جرأت کی اسکی دھاک [illegible]
میں بے نظیر زور و قوت میں پہلوان ہے کہاں تک اسکا ذکر کروں حسب و نسب کا شرف اُنکے خاندان پہ
تمام ہوا جرأت و شوکت کا ملکوں میں نام ہوا کنیزوں میں تو یہ چرچے لیکن ملکہ صنوبر قد چھپی ہوئی
دیکھ رہی ہے کہ بہرام گرد بن خاقان چین قریب خندق قلعہ پہونچا اہلیان فوج نوبت نقارے
بجاتے ہوئے قریب دیوار قلعہ آگئے اسوقت سرہنگ قزاق گھبرایا شیروں دلیروں کی جانب
متوجہ ہوا کہا یارو اب کیا کروں یہ شیر بیشہ جرأت نہنگ دریاے شوکت خندق کو تیرا چاہتا ہے اب
قلعہ کو کیونکر بچاؤں میں سمجھا تھا میرے قلعہ تک آنا دشوار ہے شب کو ان سبھوں پر شبخون مارونگا
فوج کو تباہ کرکے قید حمزہ عرب کی ایک خدمت خداوندی میں جاؤنگا طرۂ پیغمبری پاؤنگا اب
جان بچانے کی تدبیر کرو عیار اسکا قریب کھڑا ہے عقاب تیز پر نام بدطینت بدانجام بول اُٹھا ای افسر
ایک تدبیر ہے ابھی سب مسلمان پلٹ جائینگے شب کو میں اور تدبیر کرونگا یعنی ایک سردار نامدار
لشکر حمزہ میں آتی ہے عیاری کرکے پکڑ لاؤنگا اور سبھوں کو مارنا کیا دشوار ہے لشکر سے سردار بیکار جلد حمزہ
کو قید خانہ سے بلا لیجئے زیر تیغ بٹھاؤ تیجے بہرام گرد سے پکار کر کہیے کہ اگر اندر قلعہ کے آؤ گے
اپنے آقا کو زندہ نہ پاؤ گے ہم ابھی قتل کر ڈالینگے بعد قتل تم سے لڑینگے خوب معرکے پڑینگے ہو وقت
پلٹ جاؤ کل مصالحہ کی گفتگو کرینگے بخوف جان اپنے آقا کے فوراً پلٹ جائینگے شب کو میں عیاری
کرونگا بہرام گرد کو باندھ کر لاؤنگا یہ صلاح سرہنگ قزاق کو بہت پسند آئی ملحوظ خاطر ملازمین
رہے ملکہ صنوبر قد فریفتہ حسن و جمال صاحبقران یہ سب ہنگامے دیکھ رہی ہے بہرام گرد نے

قصد کیا خندق کے پار جاؤں سرہنگ نے حکم دیا صاحبقران کو سلسل و سلوق بالائے قلعہ
لائے بموجب صلاح عقاب زیر تیغ مجا پکار کر آواز دی ای بہرام گرد ذرا ادھر متوجہ ہو بہرام گرد
نے سر اٹھا کر دیکھا اپنے آقائے نامدار کو زیر تیغ پایا سرہنگ نے کہا ای بہرام گرد پلٹ جاؤ ورنہ
ابھی صاحبقران کو قتل کرتے ہیں اس شب کی ہمکو مہلت دو بوقت سحر خواہ مقابلہ یا طریقہ اصلاح جو ہمارے
تمہارے قرار پائیگا سمجھا جائیگا چند شروط ہم لکھکر بھیجینگے اگر تم قبول کر لوگے ہم تمہارے افسر کو
رہا کر دینگے اب اگر ایک قدم بھی بڑھاؤگے صاحبقران زمان کو زندہ نہ پاؤگے یہ حالات مصیبت
آیات دیکھکر فوراً بہرام گرد نے گھوڑا پھیرا گرز ہاتھ سے پٹک دیا پکار کر کہا ای سرہنگ برائے
خدا ہم ابھی واپس جاتے ہیں ہمارے آقائے نامدار سولائے قدر شناس کو صدمہ نہ پہونچاؤ اور
پہلوان جو تو کہیگا ہم قبول کرینگے لیکن صاحبقران غصے میں کاٹنے زنجیرین ہلانے لگے فرمایا ای
بہرام والا مقام ای بہادر نیکنام تو لڑ بھڑ کے یہانتک آیا اپنی مشقت ضائع نہ کر یہ مکار ہمکو قتل کرے
کچھ افسوس نہ کر خون کا معاوضہ ان جلادوں سے لینا بہرام گرد نے سر پیٹ لیا آواز دی ای شہریار
کاش کہ نابینا ہوتا اس مصیبت میں آپ کو نہ دیکھتا اس مکار نے بڑا فریب کیا آپ ایسے بہادر کو دھوکا
دیا دعوت کے پردے میں عداوت کی غلام سے حال زار حضور نہیں دیکھا جاتا ای سرہنگ
برائے خدا صاحبقران کو قید خانے میں بھیجے سرہنگ نے آواز دی ای بہرام جب تم پڑاؤ پر
پہونچ لوگے تب قید خانہ میں صاحبقران کو بھیجونگا بہرام روتا پیٹتا خاک اڑاتا ہوا مع فوج پلٹا جب
اپنے پڑاؤ پر پہونچا تب سرہنگ نے صاحبقران کو قید خانہ میں بھیجا آپ اپنی بارگاہ میں آیا
عقاب نے وعدہ کیا حضور شب ہونے دیجیے میں بہرام کو پکڑ لاؤنگا لیکن اس گرفتار دام گیسو
ذبیح خنجر ابرو ملکہ صنوبر قد نے جو یہ معرکہ دیکھا کہ بہرام پلٹ گیا صاحبقران قید خانے میں بھیجے گئے
گمانو روح عشق جسم خاکی میں تڑپا رہی ہوئی قصر سے اتری بے اختیار ہو کر رونے لگی بیقراری نے
سر اٹھایا دریائے اشک نے جوش مارا ہاتھوں نے چاہا گریبان چاک کریں خاک منہ پر ملیں **نظم**

دل طپاں شوق ہمکناری سے
ایسی نازک پہ شدت اندوہ
خار خار غم آشکارا ہوا

خفقان ضبط بیقراری سے
تنگی وحشت افزا تھی
شکل دل حباب پارہ پارہ ہوا

ایک جان اور غم کا وہ انبوہ
طپش دل قیامت آرا تھی
کیا نظر زخم اندرون آیا

چشم سے روتے روتے خون آیا
سینہ کاوی سے دل فگار ہوا
سر پٹکتے پٹکتے پھوٹ گیا
سر اٹھایا خروش پنہان نے
نفخۂ صور جوشش واویلا
نالۂ آخر فسون ہوا دل کو

نہ لیا صبر و قرار نے آرام
تیر حسرت جگر کے پار ہوا
آہ نے دل سے کیا اٹھا شور و شیون
اک قیامت کی آہ و افغان نے
جی کو اشک زمین نے خاک کیا
رہ گئے رکتے جنون ہوا دل کو

کھو دیا اضطرار نے آرام
دم اٹکتے اٹکتے ٹوٹ گیا
چارہ بابل کے لب اثر نے دھوین
شور محشر خروش واویلا
خواہش مرگ نے ہلاک کیا
چارہ سازون سے تفرقین کیا

حرف تسکین سے وحشتین کیا کیا

یون بیقرار ہو کے روئی کنیزین پھر الکین عرض کی کہ واری صبر

وجبر کیجیے ایسا ہو دشمنون کا دم نکل جاے حضور برق سینہ کہا صاحبو کیا کیجے دل کو سمجھاؤن طفل
اشک کو کیونکر بہلاؤن یا تو اس شہریار کو ساتھ شوکت و شان کے دیکھا سکارون نے فریب دیکر
گرفتار کرلیا بہرام نامدار نے اپنی جان بنائی لشکر کو بیچارہ تا بہ قلعہ پہونچا ہزارون بندگان خدا
مارے گئے اب بروقت پلٹنے کے ابتر کیا گذری ہوگی یہ صلاح کسنے بتلائی براے خدا جاکر خبر تو
لاؤ اب ہمارے باپ کو کیا منظور ہے وہ بہادر سراسر بے قصور ہے ایسا ہنو اسکے دشمنون کو
قتل کروا ڈالے اگر تم مین سے کوئی دستگیری نکرے مین آپ باہر نکلون جاکر دربار سے خبر لاؤن
آتا تو معلوم ہو کہ اب کیا صلاحین ہو رہی ہین یہ سکار غدار اس بہادر کے ساتھ کیا کرینگے انشاء اللہ
مکر کرنیوالے خود مر جینگے مین تو اب خداے نادیدہ کی قدرت کو دیکھتی ہون وہی انکو بچائیگا لیکن
خبر لینا ضرور ہے سوسن نے عرض کی واری مین جاتی ہون دیکھون کیا زبان درازیان ہو رہی ہین
ابھی خبر لے کر آؤنگی ملکہ نے کہا اے سوسن تیرا منہ موتیون سے بھر دونگی مفصل خبر لانا سوسن نے
کہا حضور ملاحظہ فرمائینگی یہ کہکر مردانے کپڑے پہنکر سوسن واسطے خبر کے چلی دربار مین سرنگ
کے آئی اسوقت یہ صلاحین ہو رہی ہین کہ صبح کو صاحبقران زمان کو قتل کر ڈالے یا قید کرکے
خدمت مین خداوندی کے بھیجے عقاب عیار کہ باجی کا فسر شب ہونے دیجیے مین جاکر
بہرام کو عیاری سے پکڑ لاؤنگا پھر مسلمانون کا لشکر تباہ کرتا کتنی بڑی بات ہے عیاری کر کرامات
ہے سوسن گوشے مین کھڑی سنا کی جب عیار طرار بانداز ان مع فوج سرہنگان ثابت و سیارگان فنطورہ
نیاہ ذات پر آراستہ کرکے بلا عیاری فلاسنلو فری پر صرف تک ودو ہوا سوسن نے دیکھا

عقاب بیحجاب نے بانہاے عیاری ذات پہار است کیے سرہنگ قزاق سے کہا ای شہریار
اب غلام برائے عیاری جاتا ہی یہ کہکر شلنگین لگاتا ہوا طرف لشکر اسلام کے چلا سوسن نے جو یہ خبر کہ
دیکھا روتی ہوئی خدمت مین ملکہ صنوبر قد کے آئی یہ تو گرفتار زندان مصیبت گرفتار محبس حسرت
ہوئی سراسر پریشان آثار حزن و ملال چہرے سے عیان گرد کنیزان خیر خواہ با حالت تباہ بجا رہی
ہین کہ سوسن آکر پہونچی عرض کی ملکہ عالم ستمگارون نے شہزادم کو کھچا یا خدا ان سب کو بچاے
عقاب عیار آپ کے باپ کا بہرام کو پکڑنے گیا ہی یہ صلاح قرار پائی کہ بہرام کو بھی گرفتار
کر دینگے لشکر اسلام پر شبخون مارین بعد اسکے صاحبقران وغیرہ کو لیکر خدمت خداوند لقا مین جائینگے
معاوضہ مین انعام و جاگیر پائینگے حضور صبح کو غضب ہو جاویگا یہ حال سنکر ملکہ صنوبر قد تڑپنے لگی کہا
تو صاحبو اب انکے بچنے کی کون صورت ہی اب بتلاؤ مین کیا کرون حقیقت مین جب وہ سردار
بھی گرفتار ہو جائیگا فوج بے سردار کے کیا لڑ سکیگی یہ مکار غدار الیسید طبس نامدار کو ذلت و رسوائی
پاس اس غول صحرائی نحوست کے لیجائیگا لقا جو دعواے خدائی کرتا ہی اپنی لیشت کی خبر نہین بات مین
اثر نہین لنگوٹے کی بیٹیان نکل گئین کچھ نہ کر سکا مین نے تو خداے نادیدہ کی دل سے الفت
کی دل قبول کیا ہی کہ خدا اکیلا ہی اوسنے وہ سو خدا کیسے لنگوٹے ایسے تیسے نام بھی سب سکرتے
ہین خداے نادیدہ کے لقب رحیم و کریم و سمیع و علیم مسبب الاسباب سامع الدعوات مجیب الدعوات
ان نامون کے صدقے ہو جاؤن رحمی اپنی دکھا دے قید سے صاحبقران رہا ہون ملکہ دوم
مصیبت مین مبتلا ہون گر صاحبو تم کوئی تدبیر بتاؤ جون جون رات گذرتی ہی خون گھٹا جاتا ہی
انکی مصیبت پر رونا آتا ہی سب نے کہا حضور ہم سطرح حاضر ہین جائین اپنی قدمون پر نثار
کرین ملکہ نے کہا میرا تو جی چاہتا ہی کہ میچہ کھینچکر قید خانہ پر جا پڑون دربانون سے لڑون صاحبقران
کو چھڑا لون یا سامنے اس شہریار کے جان دون سب نے کہا حضور یہ اسکا مطلب ہی دل کو پیچ و تاب کر
سو نگہبان سپاہی وہان مقرر ہین بڑے بڑے افسر ہین عورتین ان لنگوٹے مسندون پر لیو کر
غالب آئینگی لنگوٹے راند کے سانڈ مال بندگان خدا کہا کہا کے لتون کیطرح بھوسے مین جوتے
اٹھائی گیرے و دغاباز جعلساز دیکھیں ان مسبب سے سپاہی کے ساتھ کیا کر گیا جب جراءت مین زہر ہو
شراب مین بیہوشی ملائی یون گرفتار کیا اب عیار کو انکے سردار کے واسطے بھیجا ہی خدا ان

سب کو غارت کرے لالہ عذار وزیر زادی نے کہا حضور نہ گھبرائیں لونڈی ابھی چل کر صاحبقران
کو ہلاک کرتی ہے حضرت امیر نے بے سیری کی ایسی بات معقول تعلیم کی ہے قول شخصے سانپ مرے نہ لاٹھی ٹوٹے
دیکھیے چل کر سو فولیوں کا سر کچلیں گے اس مکاری کے بدلے لیں گے جلد عمدہ کھانا پکوائیے اسمیں
بیہوشی و سنکھیا و زہر ملائیے ہم خوان کسوا کر قیدخانے کے پاس جائینگے کہینگے ہماری ملکہ نے لقا
کی نذر مانی تھی کہ اگر مسلمانوں کے ہاتھ سے بچ جائینگے بندگان لات و منات کو عمدہ کھانا کھلائیں گے
وہ لوگ شوق سے بھلے لوٹ پڑینگے سب زہر مار کر کے مبتلائے خواب مرگ ہونگے سب کو قتل کر کے صاحبقران
کو چھوڑ لائینگے ملکہ صنوبر قد اپنی رفیق سے لپٹ گئی کہا بوا تیرے صدقے ہو جاؤں کیا معقول
بات تجویز کی ہے میں بھی یہ رائے پسند آئی لیکن میں بھی ساتھ لے چلنا لالہ عذار نے کہا
بسم اللہ اسی وقت کھانا تیار کرایا بیہوشی وغیرہ ملا کے خوان کسوا لیے کنیزوں کے سر پر رکھے
لالہ عذار ڈولی میں سوار ہوئی ملکہ نے سیاہ دوشالہ منھ سے لپیٹا زمرے میں کنیزوں کے اپنے
کو شریک کیا باغ سے نکلیں طرف قیدخانہ کے چلیں یہاں سو جوان ایک افسر گیدان درِ قیدخانہ
پر بیٹھے حفاظت کر رہے ہیں کوئی شراب پی رہا ہے کوئی گانجہ ملتا ہے دس پانچ ٹکڑے ملے ایک گھڑا
اوندھا کر کے کہا سپر چراغ روشن کیا سولی چمک رہی ہے صدائیں بلند ہیں ایک کہتا ہے چھ پیرا
داؤں ہے شش و پنج نہ کرو ناچار ہو سے گئی داؤں ہارے آٹھ نو دالا سات پانچ کر رہا ہے کھیل میں
مصروف ہیں گیدان صاحب کرسی پر بیٹھے ہیں مال لے رہے ہیں لعینوں نے چوسر بچھائی
تین لے نے چار لانے کہتے ہیں ایک کہتا ہے بھائی جگ نہ ٹوٹے پہلے رنگ کا داؤں اٹھے
بازی بے رنگ ہو چکی بازی گھٹ ہے اسنے داؤں قبول کیا لیکن لڑائی کی فکر کر رہا ہے کہتا ہے
کہ ایک نرد کے لیے رنگ بلاؤنگا لیکن سہ کی بازی جیتونگا سپاہیوں کا بیڑا ان شغلوں
میں مصروف ہے کہ گیدان صاحب نے دیکھا سامنے ایک ڈولی میں نازنین گلعذار پوشش کہاریوں
کے سر پر خوان پکارا کون آتا ہے لالہ عذار نے مسکرا کر کہا گیدان صاحب ہمکو نہیں پہچانا گیدان
نے جو اس مہ جبین کو دیکھا کھڑے ہو گئے کہا بی لالہ عذار صاحب اسوقت کیونکر آئیں کا اتفاق
ہوا لالہ عذار نے کہا کھانا نذر لات و منات کا ہے قیدیوں کے واسطے ملکہ نے بھیجا ہے فرمایا ہے
کہ جہاں جہاں قیدی ہوں انکو کھلا دو گیدان نے کہا شب کو قفل نہیں کھل سکتا ان قیدیوں

کے لیے بڑی تاکید ہی لالہ غدار نے کہا میاں افسر صاحب بڑے بیوقوف ہو الگ سے اب کون کھانے
جائیگا تم سب سپاہی تقسیم کر لو کمبخت قیدیون کو کھلوا دیا لیکن اِس کھانے کا رکھنا بہتر نہین ہے جاؤ
سامنے کھاؤ کمیدان نے کہا تمھاری خوشی لیا ہین ملکہ کے حکم سے اشارہ ہی خوان اترا کے کمیدان نے
اپنا دوہرا حصہ لیا سپاہی ماش کی دال کھانیوالے پلاؤ زردہ جو دیکھا ٹوٹ کے کھانے لگے لالہ غدار
ڈولی مین بیٹھی کہہ رہی ہے دیکھو صاحبو دانہ زمین مین نہ گرنے پاوے سبھون نے خوب کھایا کمیدان نے
دوہرا حصہ کھایا اب جو نشہ ہوا سو چپون پر تا دیکھا پھر نے لگے ایک پیادہ پیچھے بیٹھے بڑا باسونٹا ہاتھ مین
تھا ساتھ والون سے کہا بھائیو پہرے والو اس ہونے کو بچاتے ہو بہت سے کمیدانون کے سر کٹ
چکا ہی کمیدان نے قبضہ پر ہاتھ ڈالا کہا میان پیادے وہ کمیدان اور نامرد ہونگے ہم ہزار جوانون سے
اکیلے لڑتے ہین پیادے نے کہا اب اٹھ تو سر پھاڑ ڈالونگا کمیدان قبضے پر ہاتھ ڈال کے اٹھے بیہوشی
تاثیر کر چکی تھی لڑکھڑا کر گرے پیادہ لینا لینا کہ کے اٹھا وہ بھی گرا سب جوان بیہوش ہوے لالہ غدار نے کہا
آیئے صنوبر قد آگے بڑھی لالہ غدار نے کہا پٹھان سب کو قتل کرو ملا نہین صبح کو آفت ہوگی
نشان بتاینگے ملکہ نے کنیزون کو اشارہ کیا ان سب کو قتل کیا ملکہ قریب دروازے قیدخانہ کے
آئی کنجی سے قفل کا دروازہ کھلا گویا باب امید وا ہوا صاحبقران سر زنجیر پر سر جھکائے ہوئے ایک
جانب ممتاز کوہی وغیرہ بیہوش پڑے ہین پاؤن کی جو آہٹ ہوئی صاحبقران نے سر
اٹھایا دیکھا ایک نازنین سروقد گلعذار بھولی بھولی صورت سر جھکائے ہوئے دو تین کنیزین
ساتھ جوش محبت مین اندر آئی حجاب مانع ہوا جھجک کر ٹھہر گئی صاحبقران زمان نے فرمایا ای
شہنشاہ خوبی ای سرو باغ محبوبی ای رشک ماہ تابان اس شب تیرہ و تار مین کیونکر آنے کا اتفاق
ہوا آئی ہو تو سرفراز کرو خاک نشینون کی بہتری مناسب ہی ملکہ نے کچھ جواب نہ دیا لالہ غدار نے
بڑھ کر عرض کی ای شہریار ہماری ملکہ عالم کو تمھارے حال پر رحم آیا سنا کہ کل سرہنگ قزاق
قتل کریگا بے گناہون کے خون سے ہاتھ بھرنگا دیکھے نگہبانون کو قتل کیا منظور ہوا زندان مصیبت
سے آپ کو رہا کرین لائیے مین ہتکڑیون کی کیلین نکال دون صاحبقران نے فرمایا اگر وقت
رہائی قریب آیا تو اس قید کی کیا حقیقت ہی یہ فرما کر یکبارہ قید کو مانند تار عنکبوت توڑ کر پھینک دیا
خاردار لٹو تلون کے پار ہو گئے خون کے قطرے ٹپکے ملکہ صنوبر قد کو تاب نہ آئی ہان ہان

کر کے دو ڈبڑی دو پہلے خون پاک کیا کہا اچھی کیا خورشید طلعت صاحبقران نے سراپا کو دیکھ بہت
پسند فرمایا لیکن لالہ عذار نے کہا حضور اب جلدی کیجیے ساتھ والوں کو جلد بیدار فرمایئے مختار اور کی
و مقبل کی بھی قید کاٹیے ملکہ نے کہا اے شہریار میرے باغ میں چلیے صاحبقران نے فرمایا تمھارا
احسان ہو اگر میں اب بارگاہ میں اس مکار کی جاؤں لگا تخت اس ہیجا کا الٹ دو لنگا ملکہ نے کہا اے
شہریار دربار میں ان مکاروں کے جاؤ ہیں آپ تن تنہا جا کر کسی بلا میں مبتلا ہو جائیے گا اور عقاب
عیار آپ کے سردار کو گرفتار کرنے گیا ہے سرہنگ مع اپنے سرداروں کے لشکر میں جاگ رہا ہے اس
خیال سے کہ عقاب بہرام کو لے کر آئے تو آپ کی فوج پر جا پڑیں مال اسباب لوٹ لیں صاحبقران
نے فرمایا میں مثل چوہوں کے چھپ کر جاؤنگا ملکہ اس مقدمہ میں دخل نہ دو حضور قدموں سے لپٹ گئی
لالہ عذار نے بھی عرض کی حضور انکا عشق صادق ہے کسی طرح اکیلا جانا گوارا نہ کرینگی معشوق عاشق
خصال کا خیال واجب و لازم ہے پہلے انکو باغ میں پہونچایئے پھر جیسا ارشاد فرمایئے گا وہ تدبیر
ہوگی آپ کے اہالیان لشکر کو خبر کر دیجیے کہ تنہا جانا مناسب نہیں صاحبقران زمان ہنسے بیرون
زندان خانہ نے فرمایا کہ ملکہ عالم بسم اللہ اب تم اپنے باغ میں چلو تمھارے والد نامدار کی خدمت کر کے
حاضر ہوتا ہوں ملکہ نے دامن تھام لیا کہا حضور مجھے قتل کر کے جائیں میں حضور کو یکہ و تنہا جانے
نہ دونگی اور رو کر یہ اشعار پڑھنے لگی نظم

پھر آئی راہ سے ہنوز آہ جو راہ شوق
دل کا قلق جگر کی تڑپ ہے گواہ شوق
فوج شکیب و صبر کے اٹھ اٹھ گئے قدم
فریاد کس کی کس کی سنے بادشاہ شوق
دھوکے کہیں اسے غیر کو ہیں کیا پکار کر
دیکھا جو حسن نگاہ نے روز سیاہ شوق
جلوہ کسی کا جلد قیامت بپا کرے
اتنا نہیں کہیں کوئی گم کردہ راہ شوق
کوتاہ ہو جلال کی ہمت یہ دخل کیا

کیا ناتوان تھی اپنی نگاہ شوق
ناکامیوں نے اپنی اسے سر کر دیا
دل میں گزر جو آئے کے نشان ہے راہ شوق
بیساختہ جو تمکو گلے سے لگا لیا
کچھ شبہ نگاہ تھا کچھ اشتباہ شوق
پوشیدہ ہو وہ آنکھ کا تارا جو آنکھ سے
دل میں پکارتا ہے وہ دادخواہ شوق
امید بھی نہیں ہے وہ دیدار یار کی
دور و دراز کیسی ہی ہو جائے راہ شوق

کچھ لیلیٰ کے سامنے جو ہاں میں کیوں مجنون
پہنچے جو دل سے گرم نکلتی تھی آہ شوق
ہر راہ اپنی شالی بیداد ضبط ہے
مشتاق کی خطا نہیں یہ تھا گناہ شوق
کیا خوف ہجر کی شب تیرہ تار سے
کیونکر نہ بے چراغ رہے جلوہ گاہ شوق
آخر کو ہوا شوق میں کیا جانئے کیا ہوا
اب وہ نگاہ یاس ہے جو تھی نگاہ شوق
امیر سے کہا او ملکہ عالم یہ کیا خیال خام

مروان عالم میں رسوا ہو جاؤنگا ذکر ہوگا کہ صاحبقران شب تیرہ و تار میں قتل ہو چکا دشمنون سے چھپکر
گئے ملکہ کہتی ہے اے شہریار مین تو جانے نہ دونگی مہ جبین خوص سخنوں کی دیکھیے داری ستارۂ سحری
چمکا چاہتا ہے مرغ سحر نے آواز دی گریبان سحر چاک ہوا چاہتا ہے بڑی رسوائی ہوگی صاحبقران بھی
سمجھانے مین ملکہ کہتی ہے صاحبو میں کیا کرون میرا دل نہیں مانتا وہان سے جانے کے نام سے تڑپ
پھڑکتی ہے قضائے کار عقاب عیار لشکر میں بہرام کے پہونچا ایک گوشہ میں بیٹھکر نقب لگائی بہرام
کو بیہوش کیا پشتارہ باندھکر سے نکلا بھاگا بھاگ قلعہ مین آیا کوتوال سے ملاقات ہوئی اُسنے پکار کر
آواز دی کون آتا ہے عقاب نے کہا کوتوال صاحب میں ہوں برائے گرفتاری بہرام گیا تھا لایا ہے
سب مسلمانوں کو زیر تیغ کرینگے کل تو کر کے قلعہ کو بچایا اب لشکر بے سردار فرار بر قرار کرے گا مقابلہ میں
مروان عالم کے نہ ٹھہر سکیگا آج کل کا خاتمہ ہے کوتوال بھی پیادون کو ساتھ لیکر عقاب کے ہمراہ ہوا
پوچھتا ہوا اے عقاب کیا کمال کیا پرانے لشکر سے سردار کا لانا تمھارا ہی کام تھا عقاب بھو چھو کھینچ
تاؤ پھیرتا ہوا کہتا ہوا چلا آتا ہے کوتوال صاحب عیاری کرنا بہت مشکل ہے ہماری ذات سے قلعہ بچ گیا
سب کی جان بچی ورنہ حمزہ عرب ایک کو زندہ نہ چھوڑتا جس ملک میں مسلمانوں کا قدم گیا وہ ملک
اسلام آباد ہوا لشکر خداوند گو کیا تباہ کیا باخر ایسے شہر کو مسلمانوں نے قبضے میں کر لیا تمیس برس
صاحبقران لڑے آخر قدرت سے ملک چھوڑا اب کوہ عقیق پر تشریف لانے میں سلیمان عنبرین
موئے کو ہی مقابلہ مسلمانان مین تاترا ہے وہیں قید لے کر ہمکو بھی چلنا ہوگا ہمارے افسر کو طرہ پیغمبری
ملیگا قزاقی ترک ہو جائیگی یہ آپسمین باتین کرتے ہوئے قریب قید خانہ کے پہونچے کوتوال گھوڑے پر
سوار تھا دیکھا دروازے پر قید خانہ کے کچھ لوگ کھڑے میں لاشے پڑے ہوئے پھڑک رہے ہیں کوتوال
نے پکارا دروازے پر قید خانہ کے کون ہے ارے گھبانوں کو کسنے قتل کیا عقاب نے بھی آواز
دی کہ کیدان صاحب میں بہرام کو عیاری کرکے چھوڑا لایا خوشی کرو مشکل آسان ہوئی کیدان صاحب
جواب نہیں دیتے ہیں جو صاحبقران نے سنا دشمن ملا ہے چھوڑا کر فرمایا تو غضب ہوا میرے سردار کو دھوکا
چور لایا ممتاز کو بھی لینا ایسا نہ ہو میرے سردار کو قتل کروا دے ممتاز کو بھی جھوم کے آگے بڑھا للکارا
او بے حیا خبردار کہاں جاتا ہے مقبل نے چاہا بڑھوں صاحبقران نے فرمایا اے مقبل تم ملکہ کی حفاظت
کرو جیسے ہی ممتاز کو ہی آگے بڑھا کوتوال صاحب بلبلا کے جھپٹے کہا او یارو غضب ہوا قیدی

چھوٹ گئے تعصب کے ممتاز کو ہی پر نیزہ مارا ممتاز نے نیزہ خالی دیا سم گھوڑے کو قوال صاحب
کو اٹھا لیا چرخ دیکر زمین پر دے مارا کو قوال صاحب کو دکر الگ ہوئے مرکب کے استخوان ریزہ
ریزہ یہ نمط ہوا مرکب گیا کو توال نے پیادوں سے اشارہ کیا لینا جز دار قیدی بجانے پیادین
کو توالی چبوترے کے پیادے بھلا کب بڑھتے ہیں دور ہی سے کہہ رہی ہیں ارے ہتھیار پھینکدو
دیکھو غضب ہو جائیگا کو توال صاحب بہت غصہ کرینگے انکی عملداری میں چور آچکا نہیں رہنے پاتا
عقاب نے جو یہ معرکہ دیکھا آواز صاحبقران کی سنی گھبرا کر قصد ہوا کہ شتارہ لے کر نکل جاؤں
صاحبقران اسکی جانب بڑھے قریب آکر چاہا گرفتار کریں عقاب نے پنجہ مارا اسیر نے پنجہ چھین لیا
چاہا ہاتھ ماریں عقاب لشتارہ پھینک کر بھاگا عیار مشاق تڑپ کے نکل گیا صاحبقران نے بہرام
کو ہوشیار کیا بہرام نے اٹھتے اٹھتے کمندیں توڑیں ایک پیادے کو مار کر تلوار لی اشل فیل مست
جھومتا ہوا چلا کو توالی چبوترے کے پیادے دور سے لینا لینا کرتے ہیں قریب نہیں آتے عقاب
بھاگا ہوا سامنے سرہنگ کے پہونچا سرہنگ رات بھر جاگا ہے سب سردار بیٹھے ہیں عقاب کا
انتظار ہے کہ وہ آوے بہرام کو لاوے ہم لشکر تیار کرکے چلے اہل اسلام پر شبخون ماریں فراغت
حاصل ہو تسکین دل ہو کہ عقاب چیختا ہوا پہونچا آواز دی کہ شہنشاہ غضب ہوا کچھ دست حمزہ
کے قلعہ میں تھے نہیں معلوم عورتیں ہیں یا مرد مگر چالیس پچاس آدمی ہیں حمزہ برپا ہو گیا بہرام کو
مجھ سے چھین لیا کو توال نے گھیرا لیکن ان ایسوں کے روکے سے وہ لوگ کب رک سکتے ہیں دس پانچ
کو توالی چبوترے کے پیادے مارے گئے وہ لینا لینا کر رہے ہیں یہ سنتے ہی سرہنگ قزاق کے ہوش
اڑ گئے بارگاہ سے نکلا گھوڑے پر سوار ہوا لشکر میں غل ہوا ساٹھ ہزار قزاق سوار پیادے چلے یہاں
صاحبقران پیادوں سے لڑ رہے ہیں چاہتے ہیں کہ ملکہ کو نکال لیجاؤں باغ میں پہونچا دوں لیکن ممکن
نہیں کہ سامنے سے سرہنگ قزاق فوج قزاقان لے کر پہونچا چار جانب سے گھیرا امیر نے یہاں
ایک مرکب لیکر ملکہ صنوبر قد کو سوار کیا کنیزیں گرد سرہنگ نے جوان سیاہ پوشوں کو دیکھا آواز
دی ارے یہ کون لوگ ہیں جنھوں نے مسلمانوں کا ساتھ دیا بلوہ کرکے جو چلا ملکہ نے بھی تیر مارنا شروع
کیے گوشہ چادر چہرے سے ہٹ گیا روشنی صبح کی جو چمکی ہو جیسی کہ پانی پچانا منہ پیٹ لیا آواز دی
صنوبر قد تو نے یہ کیسی سرکشی کی مسلمانوں سے کیا کام تمھارا کرنے سے تجھکو کیا نفع ہوا ملکہ نے

تو کچھ جواب نہ دیا سرہنگ قزاق تلوار کھینچکر ملکہ پر چلا امیر نے ایک سوار کو مار کر گھوڑا لیا تلوار کسی
کی اُٹھان ممتاز و مقبل بیدل اَڑ رہے ہین صاحبقران نے للکارا او ظالم واسطرف کہان جاتا ہے مردان
عالم سے آنکھ چار کر ہم پر وار کر سرہنگ نے آکر ہاتھ مارا امیر نے روک کر وار کیا سرہنگ قزاق کا سر
زخمی ہوا بیچ مین قزاق آپڑے اپنے افسر کو بچا لیا لشکر مین صبح کو غل ہوا بہرام کو کوئی چرا لیگیا افسرون
نے کہا اہالیان قلعہ کا کام ہے چلو چلکر ہم بھی جان دین قزاقون سے مقابلہ ہے مکاری غداری انپر ختم ہے اسی
واسطے نابکارون نے مہلت لی تھی یہ فریب کیا بہرام کو چرا لیگئے بیچارے سمجھے ہونگے لشکر بے سردار کیا
کرے گا یہان سب سردار ہین فوراً آمادہ حرب و پیکار ہین لشکر تیار ہوا نوبت نقارے بجاتے طرف
قلعہ کے چلے ہرکارے نے بڑھکر خبر دی اے غازیان دیندار و اے مجاہدان شور شعار نعرہ صاحبقران
کی آواز قلعہ سے آتی ہے معلوم ہوتا ہے تلوار چل رہی ہے اب تو افسرون نے بلوہ کیا قزاق مصروف کارزار
تھے نگہبان سر قلعہ سے اتر آئے ہین افسرون نے آکر پھاٹک توڑا قلعہ مین گھس آئے دیکھا صاحبقران
آقا سے تلوار چل رہی ہے سردار مصروف جنگ ہین ایک جانب چند عورتین گوشہ پکڑے ہوئے
تیراندازی کر رہی ہین سرہنگ لوہے کاٹتا ہے ارے اس گیسو بریدہ کو پکڑ لو جیتے تھامے کشان
کشان میرے سامنے لاؤ اسکو سزا دون اسکا سر کاٹ لون فوج والے آگے گئے ملکہ کو مقبل نے اپنے
قبضے مین کیا صاحبقران کا رکب وغیرہ پہونچایا سلاح ذات پر آراستہ کرائے غرض صاحبقران سے زمین
تھرائی قزاق بھاگتے پھرتے ہین فوج کو یہان نے گھیر لیا ممتاز نے بھی ایک کو مار کر گھوڑا لیا سرہنگ کو
بھی جان بچانا مشکل پڑی امیر نے فرمایا اے مقبل حرمتونکے ساتھ سے لڑائی مین فرق پڑتا ہے قدم ٹکتے
نہین بڑھتا ناموس کا خیال اُنکے گرفتار ہونے کا ملال ملکہ کو اُس برج کے باغ مین پہونچا دے مقبل نے
ملکہ سے کہا ملکہ بہنا نخچی تھی لیکن بہرام لڑتا ہوا قریب آیا ملکہ کو پشت پر لیا اُچھلکر باغ مین پہونچا دیا ملکہ مشغول
دعا ہوئی پروردگار میرے مالک کو بچانا خیر و عافیت سے جمال باکمال دکھانا بہرام ملکہ کو پہونچا کر
آیا مصروف جنگ ہوا صاحبقران سے کہا اے شہریار اب بیخوف لڑیے ملکہ کو مین نے باغ مین
پہونچا دیا امیر تلوار کھینچکر بڑھے قزاقون کی جان پر بنی الٰہی شیران دشت نبرد سے کیا لڑ سکتے ہین
قریب ہے کہ فوج قزاقان شکست کھائے امیر کی قلعہ مین عملداری ہو جائے ہزارہا قزاق بھاگ کر
نکل گئے لیکن قضائے کار عفریت آتشبار جادو مع بارہ ہزار ساحران غدار کے جوش رہا سے آتا ہے

طرف کو عقیق گلزار سلیمانی کے جاتا ہی تخت پر سوار پشت پر ساحران غدار یکایک بگیر و بہ بند و بکش کی
صدا کان میں آئی سر جھکا کے دیکھا ایک قلعہ میں تلوار چل رہی ہی دریاے خون بہ رہا ہی ایک جادوگر کو
اشارہ کیا دریافت تو کر یہ کون لوگ ہیں جادوگر گوشہ قلعہ میں آیا مفصل احوال دریافت کر کے مغرور
کو خبر دی ای افسر صاحبقران افسر مسلمانان جنکے بارے میں افراسیاب جادو نے تاکید کی تھی کہ اپنے
اپنے کو بچانا وہ صاحب اسم اعظم محترم و محتشم وہی جوان قلعہ قراقان میں لڑا ہی یہ سنتے ہی مغرور خوش
ہو گیا کہا لو یارو گوہر مراد دستیاب ہو گیا میں ابھی اسکو گرفتار کرتا ہوں اس جوان کو لے کر خدمت
خداوند میں چلونگا یہ کہکر تخت سے اترا گوشہ میں آ کے چپکے چپکے سحر کرنے لگا صاحبقران ناواقف
غیر ساحروں سے مقابلہ اسم اعظم پڑھنے کی کیا احتیاط سحر سے مغرور آتشبار کے بیہوش ہو کر گرے
صاحبقران کا گرنا اب اسنے اپنے کو ظاہر کیا نعرہ کر کے گوشے سے نکلا کہا او سرہنگ زنگبار نامم
مغرور آتشبار جادو ملازم افراسیاب خوشخواب تو بارہ ہزار ساحر ابر سے نکلے صاحبقران
پر ٹوٹ پڑے بیہوشی میں اسیر کو گرفتار کر لیا گورے تیغ و ناچخ لشکر مسلمانان پر چلنے لگے ہزارہا
بندگان خدا قتل ہوئے ساحروں کو دیکھکر قزاقوں نے بھی دباؤ ڈالا لڑائی میں مصروف ہوئے
نامردوں کو جنگ کے وقت ہوئے مغرور نے پڑھکر سحر کیا بہرام و مقبل و ممتاز کو بھی زنگبرا
زنگبرا کے پشت ہاے مرکب سے گرے ساحروں نے بلوہ کر کے گرفتار کر لیا قلیل وقت باقی رہا مغرور
نے لشکر اہل اسلام کو شکست دی کچھ قتل ہوئے کچھ بھاگے بارہ ہزار جوان ساتھ صاحبقران
کے گرفتار ہوئے سرہنگ نے کئی سو من کی بیڑی جسم پر صاحبقران کے آراستہ کی مغرور کے سامنے
سرہنگ قزاق آیا تمام کیفیت بیان کی مغرور نے کہا ای برادر تم ہمارے برادر دینی ہو ہمارے
ساتھ چلو بخدمت خداوند چلتے ہیں تمکو بھی جاگیر وغیرہ دلوائینگے ایک دن میں کل لشکر حمزہ کا خاتمہ
کرونگا قدرت کو بالاے فیلول بٹھا کے پہنچائینگے شیر قدرت لقب پائینگے سرہنگ نے عرض کی
میں حضور کا تابعدار ہوں مجھکو بھی تمہارے سبب سے دیدار خداوندی نصیب ہوگا ورنہ میں
قزاق صحرا نورد کون ایسی صورت تھی کہ مشرف بزیارت خداوندی ہوتا یقین ہی خداوند نے خود یہ
تقدیر کی ہمارا اتحاد ساتھ ہوا مغرور آتشبار نے کہا اسباب وغیرہ تیار کرو صبح کو کوچ کرینگے مغرور
نے کہا ایک مہم بجا درپیش ہی نہایت پس و پیش ہی لیکن وہ رسم نکالی ہوئی قدرت کی ہی یعنی جنی یا پری

حمزہ پر عاشق ہوئی بات کو اگر قید سے رہا کیا سُن چکا ہون قدرت کی بیٹیان نورچکیدگان خالص
قدرت صاحبان حسن وجمال فرزندان حمزہ کے ساتھ نکل گئین کیا غضب ہو کر قدرت نے سکوت
کیا وہ رسم جاری ہو گئی شاہون کی بیٹیان مسلمانون پر عاشق ہوتین یہان بھی وہی تاثیر ہوئی حمزہ
کی رہائی کی تدبیر ہوئی اب وہ گلعذار جا کر اپنے باغ مین چھپی ہے ابھی جا کر اُسکو قتل کرتا ہون یہ مرد
سپاہی یہ بدنامی مجھ سے نہ اُٹھائی جائیگی بڑے بڑے بادشاہون نے نامے بھیجے مشتاق جمال ہو کے
مین نے شادی نہ کی کہتا تھا اپنے ہمسر کے ساتھ شادی کرونگا اب شادی کیسی جا کر ٹکڑے اڑا دونگا
نام صنوبر قد معشوقہ گلعذار سُنکر مغرور بھول گیا خیال آیا اس معشوقہ کو اپنے قبضے مین کرون کہا
ای پہلوان دوران ای گرشاسپ جہان وہ نازنین یہ حرکت کیا کرتی ساتھ والیون نے ورغلایا ہوگا
اب اس خطا کو معاف کرو اس بیگناہ کے خون سے ہاتھ نہ بھرو یا بدولت کو اپنی فرزندی مین میرے
ساتھ کتخدا بند مین ہو جاے بوڑھی بہرے سرہنگ قزاق نے سر جھکا لیا کہا آپ سے کیا انکار
ہو آپ کے کہنے سے نہ قتل کرونگا لیکن گرفتار تو کر لاؤن مغرور نے کہا ایسا نہو تم غصے مین قتل کر ڈالو مین
بھی ساتھ چلونگا سرہنگ نے کہا بہتر سرہنگ و مغرور مع چند رفقا گھوڑے پر سوار ہوے طرف
باغ کے چلے لیکن یہ سوختہ آتش محبت داغ خستہ شعلہ جوالہ مودت یعنی ملکہ صنوبر قد قفا نے سے صاحبقران
کے باغ مین آئی لیکن مثل بلبل نالان و مانند سیماب بیقرار سو کنیزین ساتھ بال کھلے ہوے اشک
حسرت آنکھون مین باغ مین مثل سرو ہے شکایت بخت واژگون وطالع نگون مین مصروف ساتھ
والیون سے کہتی ہو صاحب جا کر خبر لاؤ دیکھو تو میرے وارث پر کیا گذری وہ تو سیدھے سپاہی ہین کہین
گلعذار تو نے مزاج صاحبقرانی دیکھا ہر چند کار آزمودہ کار ہین لیکن مزاج سے مجبور ہو ناچار مین جو جس نے
کہا قبول کر لیا ہاے میر کہتا تھا کہ اگر قید سے رہا ہو تے ہی چلے آنے پر بلا کا ہے کو نازل ہوتی آخر ایک
خواص کو حکم دیا وہ واسطے خبر کے چلی ہو مدت قلیل مین واپس آئی لیکن آنکھون سے آنسو جاری چیختی ہوئی
ملکہ نے گھبرا کر پوچھا کیون ہوا یا ممن خیر تو ہے ہوش کی دوری غضب ہوا مغرور آتش باز جادو رہنے
والا طلسم ہوشربا کا بڑا سے مدد لقا جاتا تھا یہان آکے شریک ہوا اتفاق ہوا ہمرہ صاحبقران
زمان کو مع سرداران نامی گرفتار کر لیا آپ کے والد نامدار راضی ہوے کہ آپ کی شادی ساتھ اس ساحر
خر سی طینت بیہودہ خصلت کے کر دین آپ کے دیکھنے کو وہ بھیا آتا ہے آپ کے والد نامدار نے بھی خوشی ساتھ

ہیں آپکو دکھانے کو پسند کرایئگے یہ سنکر ہوش ملکہ صنوبر قد کے اُڑ گئے قریب تھا کہ آہ کے ساتھ دم نکلجائے
آہ کرکے گری بیہوش ہوگئی دانت بیٹھ گئے لالہ عذار روز زیر زادی پیٹنے لگی کہتی تھی صاحبو یہ کیا میری
گلعذار کو کیا ہوگیا کس دام بلا میں فلک نے پھنسایا نام سے غم والم کے نا آگاہ تھی کس عیش میں
گذرتی تھی دن عید رات شب برات اب کوئی لمحہ آرام نہیں یہ کہکے منہ پر تھوڑا کہکے آواز دی حضور آنکھیں
کھولیے وہ پھیا آیا چاہتے ہیں کچھ تدبیر کیجیے ملکہ نے گھبرا کے آنکھ کھولی طرف فلک کے دیکھکر آواز دی
شعر ای فلک ہاں عجب نقشے تو ہی باختی ٭ بارادم بودم و تو نامرادم ساختی ٭ اصطلح ہلاک کے رونی
سب کے کلیجے پھٹ گئے لالہ عذار نے عرض کی اب اس رونے سے کچھ نہو گا کوئی تدبیر کیجیے ورنہ
آبروریزی بہت قریب ہے ملکہ نے گھبرا کر کہا کیا کروں گلا کاٹ لوں اپنی جان دوں سوا اسکے کیا
چارہ ہے لالہ عذار نے عرض کی واری کیوں جان دیجیے پروردگار جان بچانے والا ہے ابھی آنے میں
اُنکے چند ساعتیں باقی ہیں مادیان عربی پر سوار ہوجیے باغ سے نکل چلیے افتان خیزان گرتے پڑتے
خضر بیابان رحمت پروردگار رہبری کرے تا بکوہ عقیق پہونچا دے چلکر بادشاہ لشکر اسلام سے
ملاقات کیجیے تمام کیفیت کہیے شاید وہ کچھ تدبیر کریں عیار بھیجیں یا اور جو مناسب وقت ہو وہ کرینگے
یہ راے لالہ عذار کی سبکو پسند آئی اُسی وقت مادیان صبا دم تیار کی چالیس کنیزوں نے ساتھ دیا نقابیں
چہروں پر ڈالیں پشت کا دروازہ باغ کا کھولا اُس پردہ نشین ناز نعم نے بخوف آبروریزی راہ صحرا
کی چلتے چلتے ملکہ نے کہا اس باغ میں آگ لگا دو لالہ عذار نے بارود رکھوا کر آگ لگا دی باغ جلنے لگا ملکہ
نے مادیان کو بڑھایا کوشش کیا طرف وادی ہلاکت کے رخ کیا یہ تو حیران و پریشان سمت کوہ عقیق روانہ
ہوئیں اُن سرگشتگان کوے مصیبت و آوارگان وادی محنت و بلا کا حال ذکر کیا جائیگا لیکن سرہنگ
و مغرور آتشبار قریب باغ آکر پہونچے دیکھا باغ جل رہا ہے دو چار کنیزیں جو بھاگ کر نکلی تھیں اُنکو
گرفتار کیا اُنسے حال پوچھا اُنھوں نے تمام کیفیت بیان کی مغرور آتشبار جل گیا کہا اے سرہنگ
تیری دختر محبت میں حمزہ کے ایسی بیقرار تھی آوارہ دشت محنت ہونا قبول کیا فوراً لشکر تیار کرو
راہ میں سے لینگے کیا مجال ہے جو نکلجائیں قیدیان بلا کو ہوادے پر سوار کیا اسی وقت لشکر تیار ہوا
صاحبقران کو مع سرداران نامی وکوہیان جانباز کے ہونیز سوار کیا بعدکو مغرور آتشبار
تخت پر سوار ہوا سرہنگ نے قزاقوں کو ہمراہ لیا فوراً قلعہ سے باہر نکلے نوبت نقارے بجاتے

ہوسے چلے لیکن مغرور آتشبار ہر کوہ و دشت مین ملکہ کو تلاش کرتا ہی ابھی تک دستیاب نہین ہوئین ملکہ ہجران کشیدہ آفت رسیدہ بیقرار اشکبار مادیان پر سوار چالیس کنیزین ہمراہ جسطرف صحرائے خارستان باقی ہی اسی جانب مادیان کو بڑھاتی ہی وضع ساے ناظرین رہے اب تا زمین مہ جبین کی تلاش مین مغرور آتشبار صحرا روی کرتا ہوا آتا ہی چاہتا ہی کسی مقام پر پاجاؤن اٹھا کر اپنے قبضہ مین کرون

دو کلمہ داستان حیرت بیان لشکر صاحبقران و حال بادشاہ جمجاہ و لشکر عفا بیان کیے جاتے ہین

عجب اپنی برگشتہ تقدیر ہی ۔ نظر مین قد یار شمشیر ہی
کمانون کی ابرو مین تاثیر ہی ۔ پلک جسکو سمجھے تھے وہ تیر ہی
جسے زلف کہتے تھے زنجیر ہی

عجب عشق قامت کی تاثیر ہی ۔ گلستان مین سرو چمن تیر ہی
مسلسل جنون مین یہ تقریر ہی ۔ اگر طوق قمری گلوگیر ہی
کڑی میری ہر آہ زنجیر ہی

تصور بھی تعویذ تسخیر ہی ۔ یہی وصل جانان کی تدبیر ہی
نہ ضبط قلبی کی تاثیر ہی ۔ ادھر رخ پہ گیسو کی زنجیر ہی
ادھر صفحہ دل پہ تصویر ہی

رقم ہوا اگر وصف رخسار کا ۔ عیان صفحہ ہو خط گلزار کا
دکھا دے قلم کاٹ تلوار کا ۔ کٹے عقدہ ابروے دلدار کا
اگر ناخن خامہ شمشیر ہی

بیان سے زیادہ ہی اسکا بیان ۔ کسی پر نہین حال ہرگز نہان
عیان ہی عیان ہی عیان ہی عیان ۔ جسے سب کہین آفتاب جہان
وہی یار خورشید تصویر ہی

مسیحا زمانے مین مشہور ہو ۔ لیا ہی جو دل میرا راضی ہون لو
برائے خدا ضد نہ اتنی کرو ۔ مجھے کوس کر ایک بوسہ بھی دو

دعا میں دوا کی یہ تاثیر ہے

جو ہستی میں آئے فنا ہو گئے | خفا جب سے اہل وفا ہو گئے
بلاؤں میں سب مبتلا ہو گئے | جنوں مبتلائے بلا ہو گئے

عجب پیر گردوں کی تاثیر ہے

نزاکت سے صدمہ ہے رفتار کا | نہیں بوجھ اٹھتا کبھی ہار کا
بیاں کیا کروں اپنے دل زار کا | میں قیدی ہوں اس گلبدن یار کا

جسے عشق پیچاں بھی زنجیر ہے

زمانے میں عاشق تو مشہور ہوں | غضب ہے کہ مجھ سے وہ مغرور ہوں
کلیجے میں کیونکر نہ ناسور ہوں | ملیں غیر ہم پاس سے دور ہوں

ابھی ابھی یہ تقدیر ہے

یہ شہرے ہیں عالم میں رفتار کے | کہ وارفتہ ہیں سرو گلزار کے
سخن میں بھی ہیں طلبگار کے | حمائل گلے ہاتھ ہوں یار کے

پڑے غل کہ گردن میں زنجیر ہے

حسینوں میں افضل ہے سب خلق میں | رہے رنگ گردوں اگر دیکھ لے
زمانے میں مشہور ہیں شعبدے | ستارے بنائے مہ و مہر کے

وہ تعویذ سر اور یہ زنجیر ہے

بلا میں شہنشاہ قیصر کی ہو | تصدق میں لازم ہے جاں اپنی ہو
دعا برق کرتا ہے آمین کہو | خدایا شفا جلد اختر کو ہو

عجب حسن اور تشہیر ہے

یہاں لشکر اسلام میں بادشاہ جاہ و شاہزادہ اسعد بن قباد جب صاحبقران کو عرصہ گذرا بادشاہ گھبرائے جواہر بن عمرو سے فرمایا افسوس کا مقام ہے صاحبقران برائے شکار گئے تھے ابتک واپس نہ آئے غلام نے کچھ خبر دریافت نہ کی جواہر نے کہا غلام کئی مرتبہ گیا دور تک تلاش کیا لیکن کہیں پتا شہنشاہ گیتی ستان کا نہ ملا غلام پھر جاتا ہے القصہ جواہر بن عمرو یا نانا سے عیاری

آراستہ ہو کر برائے تلاش اسیر یا تو غیرت صحرا کے روانہ ہوا دو دن کامل کوہ و دشت و بیابان میں
پھرا تھک کر ایک درۂ کوہ میں ٹھہرا اپنی حسرت و مصیبت پر بہت رویا لیکن عیار طرار خنجر گذار تاج خواجہ عمر
نامدار اپنے کو مخفی کر کے بیٹھا ہے کوئی آئندہ و روندہ پہچان نہ لے جاتا ہے نام عیاران کے ساحران غدار
دشمن لقا پرست رہزن جان پا جائینگے قتل کرینگے اس سوچ میں بیٹھا ہے کہ اے جواہر کدھر جاؤں کہاں تلاش
کروں شاید صاحبقران پر کوئی افتاد پڑی بندگان شہنشاہی کو تکلیف پہونچی بے سبب تشریف نہ
لانا غیر ممکن دل سے باتیں کر رہا ہے دم محبت صاحبقران کا بھر رہا ہے دیکھا سامنے سے گرد اڑی
ایک نقابدار بادلہ پوش مادیان عربی پر سوار چالیس نقابدار پشت پر لیکن حیران سرگردان شکل آہوے
وحشی جنگل میں دوڑے دوڑے پھرتے ہیں قریب درۂ کوہ جو سایہ دیکھا اسی جانب رو متوجہ ہوئے
وہ نقابدار گھوڑے سے اترا ساتھ والے بھی کود پڑے چونکہ مقام تنہائی پایا ہے اس افسر نے نقاب
چہرے سے الٹی جواہر کی نگاہ پڑی صاف ثابت ہوا کہ ابر ہٹ گیا ماہ تابان نکل آیا موے سر پریشان
سرگشتگی کا نشان گل عارض مرجھائے ہوے چہرہ چمن زعفران زار کی کیفیت دکھاتا ہے بات کرنے میں
غش آتا ہے یقین تھا کہ گر پڑے ایک مہ جبین نے بڑھ کر بغلوں میں ہاتھ دے کر کہا للہ اپنے کو
سنبھالیے رنج و الم کو تاب دیجیے گل سا چہرہ کمھلا گیا اعضا مثل تار عنکبوت لب پر مہر سکوت جو دل
میں رنج و ملال ہو زبان سے کہیے غبار خاطر ناشاد نکلے شاید تسکین حاصل ہو حقیقت میں انتہا کی
مصیبت ہے آوارگی دشت آفت ایسی پروردۂ مہد ناز و نعم پر یہ مصیبت مہینوں صورت آسمان
کی نہ دیکھی تھی حضور جب صحن باغ میں آتی تھیں صاحبان خیر خواہ آنکھیں بچھاتی تھیں نہ کہ یہ
یہ بیابان نوردی دشت پیمائی اب دو دانہ غیر ممکن پانی کو ترس گئے آنکھوں سے اشکوں کے بادل بہ
گئے سامنے چشمۂ آب ہے سیراب ہو جیے انشاء اللہ نشان جادۂ مقصد ملیگا ہواے عنایت رب اکبر سے
پھر غنچۂ آرزو کھلیگا اسطرح جو ساتھ والیوں نے سمجھایا اس نازنین حور وش پری پیکر نے بہ نگاہ حسرت طرف
آسمان کے دیکھا بیساختہ آہ کی زمین پر گر گئی کہا لاکھ عذر کیا کہ دل کو سمجھاؤں جسنے اس شہریار کو
قید سے چھوڑایا فلک ناہنجار نے زندان مصیبت میں پھنسایا ہم آوارۂ دشت ادبار مصیبت میں
گرفتار نہ یار نہ مددگار نہ مونس نہ غمگسار مجبور و ناچار حضرت عشق نے کس مرحلۂ مصیبت میں
لا کر پہونچایا کیونکہ یہ منزل سخت و صعب کٹے گی لشکر اسلام تک کیونکر رسائی ہوگی یہ کہکر یہ اشعار

عبرت آثار پڑھنے کی نظم

مخلصی پائے بلا سے دل مضطر کیونکر
توڑ سے حلقۂ زنجیر مقدر کیونکر

آنکھ جھپکے گی نہ مشتاق قضا کی ظالم
دیکھ کرتے ہیں نظارے تہ خنجر کیونکر

آنکھ اٹھا دیکھ ذرا جانب خنجر قاتل
گھورتا ہے مجھے ہر دیدۂ جوہر کیونکر

کھینچ شمشیر اگر دل میں ارادہ کچھ ہے
دیکھ مر جاتے ہیں جانباز ستمگر کیونکر

گر یہی ضعف رہا فرصت برخیز کے بعد
ناتوان جا سکینگے سر لب کوثر کیونکر

سر جھکایا نہ کبھی ناصیہ سائی کے لیے
سجدہ کھلائے گا مجھے خسرو خاور کیونکر

جو لکھا صفحۂ قسمت میں وہ مٹنے کا نہیں
مختصر کیجیے طومار مقدر کیونکر

کیا وفادار جفا پیشہ ہے دیکھو ظالم
دوستی کرتا ہے دم سے دم خنجر کیونکر

دھوم آئینہ رخسار کی سنکر تیرے
چین پائے گا تہ خاک سکندر کیونکر

ہر رگ تن میں ہے تیرے سے اثر مقناطیس
مخلصی پائے گا فصاد کا نشتر کیونکر

دیکھ ہر ہر سر مژگان کا تماشا ظالم
ڈوب جاتا ہے رگ جان میں یہ نشتر کیونکر

ساتھ مدت سے ہیں سرمایۂ سودا میرے
پھینک دون دامن برہنہ سے پتھر کیونکر

سنگ دل کو مرے نالوں پہ نہ رحم آئے گا
موم ہو جائے گا فرہاد سے پتھر کیونکر

آتش گرمی مضمون سے پھنکا جاتا ہے
نامہ لیجائے گا یار کبوتر کیونکر

صدقے اُس قوت بازو کے دل و جان سے نسیم
دیکھ اکھاڑا ہے علی نے در خیبر کیونکر

ان اشعار کو پڑھ کر اسطرح روئی کہ کنیزیں بھی بلک بلک کے روئیں گلعذاران چمن بر باد رخسار حور پیکر اسپر یہ مصیبت آب و دانے کی کی مزاجوں میں برہمی سب کی سب زمین خاک پر بیٹھ گئیں اپنے حال مصیبت مآل پر روتی تھیں اشکوں سے منہ دھوتی تھیں ان میں سے ایک کے منہ سے بے اختیار نکل گیا کیوں صاحبو ہم تم اپنے اختیار میں ہیں اسپر یہ بیقراری کہو صاحبقران پر کیا گذرتی ہوگی ظالموں نے قید کیا ہوگا قید آہن میں مبتلا دشمن آب و دانہ کاہے کو دینگے کیا کیا ظلم و بدعتیں ہو رہی ہونگی زنجیر آہن کی گردنی بجز ظلم ناآشنا کی طغیانی نام صاحبقران جو اس حوروش نے لیا جواہر بن عمرو گھبرا گیا ہر چند کہ حال مصیبت مآل اُنکا دیکھکر رو رہا تھا لیکن اپنے آقا کا جو نام سنا سرو انسانا بے زانی

بیقرار ہو کر درہ کوہ سے نکل آیا کہا کیوں ملکۂ عالم آرا آوارگان دشت مصیبت وای فراموش کنندگان
منازل عبرت آپ لوگوں کا کہاں سے آنا ہوا آپ کی باتوں سے تیر غم کا نشانہ ہوا مجھسے خوف نہ کیجیے
جن بزرگ کا آپ نے نام لیا ہیں انکے غلام کا غلام ہوں عیار خوش انجام ہوں میرے قبلہ و کعبہ خواجہ
عمرو بن امیہ ضمری نامدار ہیں انکا غلام خنجر گذار خاص صاحبقران کی تلاش میں نکلا ہوں آج تین
دن سے صحراے ہول خیز میں مارا مارا پھرتا ہوں آپ کو دیکھا گھبرا گیا اپنی مصیبت کو بھولا لشکر میں جبل
حیرانی پریشانی لقا ایسے ظالم سے مقابلہ بختیارک ایسے مکار کا سامنا ہر وقت خوف جان یورش
کو بیان مگر اسوقت سب کچھ فراموش ہے آپ کے حال سننے کا جوش ہے للہ جلد اپنا نام نامی بتایے حال
گذشتہ مصیبت سنایے ملکہ نے جو جواہر بن عمرو کو مہربان پایا یہ بھی ثابت ہوا کہ صاحبقران زمان
کا عیار ہے لشکر اسلام کا معین و مددگار ہے بیساختہ گلے میں ہاتھ ڈالدیے کہا اے [illegible] والا گہر جواہر
بن عمرو ای عیار صاحبقران نامور مطلع مصنف حال دل پر درد بیان ہو نہیں سکتا جو حال
زبان ہے وہ بیان ہو نہیں سکتا دیگر اشعار آبدار

افسوس پاے عیش جہان را قیام نیست
چندے نشان بخاک بلے کہ نام نیست
فرصت روز و شب ہمہ بدم خوش بار گز
پروانہ بالبوسے چمن محرم نیست
افتادگی سنا ہدہ پختہ مغزی است
در گوشہ قفس خطر و خوف دام نیست
از فکر زاد و راہ چہ غافل نشستہ
جاے بیا کہ سید ما بہم مدام نیست
سودا بجاے نامہ ہما بخوان درد

جز گردش زمانہ درین بزم جام نیست
آخر مآل کار ترقی تنزل است
ایفاے وعدۂ تو درین صبح و شام نیست
قاضی اگر بسوے تو قاتلم کند
کے آن ثمر بشاخ بماند کہ خام نیست
سوسن زجور گوید و رسا زبخت زر
این منزل خراب محل قیام نیست
می خواست تا بگلشن تماشا شوند قوم
افسوس راہ بہ شبین برسمال قیام نیست

نام و نشان مخواہ بہ عالم گذشتہ اند
جز کاستن بہ طالع ماہ تمام نیست
ما مرغ پرشکستہ گلزار عالمیم
خون مرا بگلہ اش انتقام نیست
آزادگی بہ این اسیری نمی رسد
ما را لمرغ بحث حلال و حرام نیست
از شیشۂ فلک طلب کرا ین دلی
خواہی ادب کشید کہ باش این عام نیست
استماع کے اشعار مصیبت خیز ملکہ

نے جو پڑھے اور ایسے فقرات قلب سوز زبان عجز بیان سے کہے جواہر بن عمرو نے دست بستہ عرض
کی ہم بھی مصیبت جھیلے ہوئے ہیں اپنے قبلہ و کعبہ سے عرصہ دراز ہوا جدا ہو گئے یاران ہمدم بہادر
باحشم ہوش ربا میں جا کر ایسے چھپے کہ جنکی خبر ملنا دشوار تلاش میں اسیر ہا تو قہر کے نکلے ہیں صد ہا رنج والم

کھائے لیکن آپ کے کلمات حسرت آیات نے دل وجگر کو بیقرار کردیا خانہ جسم غم والم سے بھر دیا اب
دل میں تاب باقی نہیں ہے کچھ حال خیریت مآل ہمارے آقائے نامدار کا سنایئے میں دور کو وہیں بیٹھا سن رہا
تھا کہ آپ نے کئی بار آقائے نامدار و مولائے قدرشناس کا نام لیا میں نے کئی بار بیقرار ہوکر کلیجہ تھام لیا
للہ بتایئے باعث آوارگی کیا ہوا ہمارے آقا کو کس حال میں چھوڑا ملکہ کو شدت غم والم سے کلام کرنے
کی تاب نہ تھی لیکن ملکہ لالہ عذار و جملہ ہمراہیان ملکہ نامدار نے تمام کیفیت صاحبقران کی تا ابتدا تا انتہا
بیان کی آنا مغرور آتشبار جادو کا غضب میں اپنی ابرو کے نکلانا کہتی جاتی ہیں اور اس طرح روتی ہیں
کہ دل سنگ بھی آب ہو سننے والے کا قلب بیتاب ہو جاتا ہے ہیں عمرو مثل تصویر تصور خاموش ملکہ
نشۂ محبت میں مدہوش لیکن لالہ عذار نے کہا اے چابک طرار اے فرزند خواجہ عمرو نامدار اے کلید قفل
لشکر اسلام اے مہتر خوش انجام ہم مصیبت زدوں کو اپنے لشکر میں پہونچا دو فرزندان صاحبقران
کو خبر کردو کہ مغرور آتشبار و سرہنگ قزاق قید صاحبقران کو لیے ہوئے جاتے ہیں اگر انکو چھوڑا
ایسا نہ ہو وہ بچا تا دربار لقا پہونچ جائیں سنتے ہیں لقا تمام صاحبقران کا دشمن ہے نہیں معلوم کیسا
غضب کریگا ہماری ملکہ تین دن سے اس صحرائے مصیبت میں آوارہ سرگردان مضطر پریشان آب و دانہ
نا ممکن ہوا پانی کبھی ملا کبھی نہ ملا لشکر اسلام میں پہونچ جائیں دام مصیبت سے رہا ہوں آرام پائیں ملکہ
یہ سنکر بے اختیار ہو کر روئی کہا صاحبو تم کو اپنی آرام کا خیال ہے مجکو صاحبقران کی بیکسی کا ملال ہے دشمنوں
میں قید صیاد بیدرد کے صید ہیں مہتر تم ہمارا خیال نہ کرو انکی رہائی کی تدبیر میں مصروف ہو ہمیں بس
دشت مصیبت میں آرام ہے عاشق صادق کا یہی انجام ہے ہم تو خاران صحرا کے ہمدم رہوں اس مثل
ریگ رواں میں ہم بھی گرد برد ہوں گریبان چاک کریں خاک منہ پر ملیں اس غزال صحرائے محبت کی
تلاش میں مصروف ہوں بیابان نوردی دشت پیمائی کے درپے ہوں اپنی تو یہ کیفیت ہے مصیبت
انگیز حکایت ہے اشعار آبدار

ہم رنگ لاغری سے ہوں گل کی شمیم کا — طوفاں یاد ہے مجھے جھونکا نسیم کا
چھوڑا نہ کچھ بھی سینے میں طغیان اشک نے — اپنی تو موج ہو گئی لشکر غنیم کا
یاراں نو کے واسطے مجھ سے خفا ہوا ہے — ہم کو نہیں ہے پاس نیاز قدیم کا
یاد آئی کافروں کو مری آہ سرد کی — کیونکر نہ کانپنے لگے شعلہ جحیم کا

از بسکہ ثبت نامہ ہی سوز تپ درون
واعظ کبھی ملا نہین کوئی نسے مین
کہتا ہی بات بات پہ کیون جان کھا گئے
مومن بھی کوہ ہب ہی مومن ہی وہ نہین
گرچہ مین میل بسا ہم دل چو مجنون در ہوست
بلبل شاگرد یم شد ہمنشین گل بباغ
در زبان تو نیم ظاہر گرچہ رنگ نا زام
در خموشا یم لیکن رو بہ خفر آوردہ ایم

دیگر

قاصد کا ہاتھ ہی یہ بعینہ کلیم کا
کیا جانون کیا ہی مرتبہ عرش عظیم کا
گویا کہ پک گیا ہی کلیجہ ندیم کا
جو معتقد نہین تری طبع سلیم کا
سر بصحرا ی زنم لیکن حیا زنجیر پاست
در محبت کاملم پروانہ ہم شاگرد ماست
رنگ من در من نہان چون رنگ برگ درحناست
زیب و زینت بس ہمینم نام من زیب النساست

جواہر بن عمرو نے کہا ملکہ حقیقت مین آپ پشت مرکب پر سوار ہو جیے مین ابکو لشکر اسلام مین پہونچا دون پھر نہ بیروائی صاحبقران مین مصروف ہون بڑے افسوس کی بات ہی آپ اب ہمارے ساقی ہے نامدار کی ناموس ہین کیون زندگی سے مایوس ہین کل اہل ایمان لشکر صاحبقران آپ کے واسطے جان دینگے اب آپ کو کون گرفتار کر سکتا ہی لشکر اسلام بہت قریب ہی چشم زدن مین آپ کو پہونچا دونگا اس کہنے پر جواہر کے کنیزون نے چاہا مرکب تیار کرین ملکہ گوشہ دوپٹہ کا منہ پر رکھکر رونے لگی کہا صاحبو تمہارا ایسا دل مین کہان سے لاؤن اپنے دل کا حال کیونکر سناؤن جب اس حال سے مین لشکر صاحبقران مین جاؤنگی ان شاہزادیون کو یہ خبر معلوم ہوگی کہ یہ ہمارے وارث کو گرفتار کرکے آئی ہی کوئی سبز قدمی کوئی بمن پیری کہیگا سایہ سے میرے وہ بیبیان عرامن کرینگی یہ روسے سیاہ اس لائق ہی کہ ان شاہزادیون کو دکھاؤن اس حال بنا سے سامنے زوجات صاحبقران کے جاؤن اب جواہر بن عمرو کو عجب مشکل ہی ملکہ کہتی ہی مین اس ہیئت سے لشکر اسلام مین نجاؤنگی پہاڑون سے سر ٹکراکر جاؤنگی جواہر بن عمرو حیران کہ مین کیا کرون یکایک بقدرت پروردگار صحرا سے گرد اُڑی جواہر نے دیکھا ستم ملتین وپیل کن کشندہ قویل ہندی ودویل ہندی شاہزادہ علم شاہ نوجوان فرزند رشید صاحبقران زمان برائے شکار صحرا مین آئے تھے شکار گاہ سے پلٹے ہوے آتے ہین بیلچے قراول میر شکار چند سرداران نامدار ہمراہ رکاب جعفر سمک یلدا قی عیار طرار نور نگاہ خواجہ عمرو نامدار بانامنے عیاری سے آراستہ تبت وخبر کرتا ہوا آتا ہی جواہر بن عمرو نے جو رستم کو آتے ہوے

دیکھا تو مثل گل کے شگفتہ ہو گیا ملکہ سے کہا اے ملکہ عالم فرزند رشید صاحبقران زمان آ پہونچے نقاب
چہرے پر ڈالی تھر تھر کانپنے لگی کہا بیٹا جواہر تونے میرا حال نہ سنا کیسی ذلت و رسوائی جگ ہنسائی
اے اپنے دل میں کیا کہینگے کہ یہ بدنصیب ہمارے والد کے فراق میں صحرا بصحرا پھرتی ہی یہ بدبخت نے ہمارے
والد کو قید کرا دیا جواہر نے کہا اے ملکہ عالم یہ فرزندان صاحبقران سعادتمند بلیس لئیق اگر خاطر خواہ
آنکھوں سے لگا لینگے پلکوں سے جاروب کشی کرینگے یہ کہکے جواہر بن عمرو آگے بڑھا سماک یلدقی کو آواز دی
سماک نے پلٹ کے دیکھا جواہر بن عمرو حیران و مضطر آگیا ہی علم شاہ نے بھی مرکب کو روکا جواہر قریب آیا
تمام کیفیت گرفتاری صاحبقران بیان کی کہا حضور اُتریں ملکہ سے ملاقات کریں بارگاہ استادہ کیجئے تمام
ملکہ سنکر رستم دوڑے سماک یلدقی سے کہا جلد بارگاہ استادہ کرو اُسی وقت خیمے بارگاہیں استادہ ہوئے رستم
یکہ و تنہا قریب درہ کوہ آئے ملکہ شرم سے گڑ گئی سر جھکا لیا علم شاہ نے جھک کر سلام کیا ملکہ نے بلائیں لین
علم شاہ نے کہا اے مادر مہربان بسم اللہ بارگاہ میں چلیے ابھی جا کر قبلہ و کعبہ کو رہا کرتا ہوں یا اپنی جان
دونگا حضور نہ گھبرائیں آپ نے ہمارے بزرگوں کی آبرو بچائی ملکہ کچھ جواب نہ دے سکی علم شاہ نے
قناتیں حائل کرا کے ملکہ کو لا کر خیمے میں داخل کیا ایک ایک کنیز کو بہ عجلت خیمے میں لا کر پہونچایا جب ملکہ
خیمہ میں داخل ہو چکیں علم شاہ نے سلاح جنگ ذات پر آراستہ کیے سماک یلدقی سے کہا بڑھ کر
دیکھو تو سرہنگ قزاق و مغرور آتشباز نابکار کس طرف سے آتا ہی ایسا نہو لشکر لقا میں پہونچ جائے
سماک و جواہر نے عرض کی آقائے نامدار ملکہ کو لے کر لشکر میں چلیے غلام خبر لائینگے مقدور نہ ساحران کہ عیاری
کرے صاحبقران کو چھوڑ جائینگے رستم نے کہا مدد سوائے خدا کے ہم کسی کی نہین چاہتے بادشاہ بجا فرمائینگے
مقدور سحر و ساحری تھا ڈر گئے اپنے ساتھ چلو سرداروں کو چھوڑا یا خود جا کر کیون نہ ملا لیا یہ فرما کر اشارہ
کیا اعلیٰ گرد زنگی و مالا گرد فرنگی سپہ سالار کار گذار حاضر ہیں کہا لشکر تیار کرواں دونوں خیر خواہان دولت
نے عرض کی حضور برائے شکار تشریف لائے تھے لشکر بہت کم ساتھ ہی حقیقت میں عیار بچ گئے ہین
یہ کام انتظام سے ہوگا ساحروں سے لڑائی باعث خرابی ہی رستم نے منہ پھیر لیا ملکہ صنوبر قد خیمے سے
دیکھ رہی ہی کہ فرزند رشید صاحبقران زمان عیاروں پر غصہ کر رہے ہین کہ جلد خبر لاؤ دیکھو وہ عیار
کدھر سے آتا ہی ملکہ صنوبر قد ساتھ والیوں سے کہتی ہی تھے شوکت و لیاقت فرزند صاحبقران کو
دیکھا کہ کس اعزاز و اکرام سے مجکو لائے کس لطف سے ملے اگلی کنیزوں سے میرا رتبہ کمتر ہی لیکن اپنے

بزرگ کا پاس کیا میں شرم سے مری جاتی ہوں کیونکر سامنے انکے بات کروں جی چاہتا ہے پاس بلا کر ان
اے شیر بیشہ صاحبقرانی حقیقت میں عیار سچ کہتے ہیں ساحروں سے مقابلہ بے بچکے کرنا مناسب نہیں ہے
ایک ماش کے دانے میں بہادر کو بیکار کرتے ہیں اسیوں سے بے بچکے لڑنا عقل سے بعید ہے عیار جاکر
عیاری کریں ان دغابازوں کو کر کے ماریں کیسے کہتی ہیں عرض و معروض کا چارہ نہیں لیکن بادشاہ
حقیقت میں اپنے وقت کے رستم ہیں اپنے باپ کا حال سنکر کسقدر برہم ہیں لیکن رستم لشکر کب چالیس
پانچہزار جوان تیار قصد ہے کہ بڑھیں لیکن اعلی گہر نے کہا تم اس مقام پر ٹھہرو ہماری والدہ جدہ
کی حفاظت کرو یا طرف لشکر کے لیکر چلے جاؤ اعلی گہر نے دست بستہ عرض کی کیونکر ممکن ہے کہ غلام ایسے
وقت میں ساتھ چھوڑے چند کس ہمراہ کر کے ساتھ ملکہ کا طرف لشکر کے روانہ کرتا ہوں مگر میں اسوقت
میں ساتھ نہ چھوڑونگا علم شاہ نے فرمایا اے سلطان سعادت نشان ہمارے ہمراہ رہنے سے
حفاظت ناموس صاحبقرانی نہایت مناسب ہے اعلی گہر نے کہا غلام ان باتوں کو نہ مانیگا فوج
اسقدر قلیل ساحروں سے مقابلہ کیونکر دل ہمارا قبول کرے علم شاہ نے کہا آپ سب صاحب اس
مقام پر ٹھہریں میں یکہ و تنہا جاؤنگا یہ ذکر تھا کہ صحرا سے گرد اڑی نشان آمد ساحران ظاہر ہوئے
جواہر بن عمرو نے کہا ہیہے شہریار وہ بچا آپہونچے سمک یلاقی سے جواہر نے اشارہ کیا تم
اپنے کو بہ تعجیل لشکر اسلام میں پہونچاؤ بادشاہ جہاں سے خبر کر دیو سنتے ہی سمک یلاقی طرف لشکر اسلام
کے چلا جواہر بن عمرو اپنی فکر میں مصروف ہوا رستم نے پری جاتی وہاں مغرور آتشبار و سرہنگ
قزاق مع قید صاحبقرانی آتے ہیں دور سے دیکھا کہ خیمے استادہ ہیں چند جوانان صف شکن مسلح
مکمل پیسے جائے کھڑے ہیں مغرور نے سرہنگ سے کہا ہرکارے کو بھیجو دیکھو یہ لوگ کون ہیں
ایک قزاق گھوڑے کو جھکا کے بڑھا لشکر رستم کے قریب آیا پکار کر آواز دی ہالاتا سرہنگ قزاق
مغرور آتشبار جادو دریافت کرتا ہے تمھارے افسر کا کیا نام ہے اس صحرا میں ٹھہرنے سے کیا کام ہے رستم
نے للکار کر آواز دی جاکر کہدے قابض ارواح کفاران ملک نوت ساحران فرزند رشید صاحبقران
زمان علم شاہ نوجوان تیری تنبیہ میں موجود ہیں بہتر یہ ہے کہ غاشیہ حکم کو دوش ہوش پر رکھکر مانند
غلامان حلقہ بگوش بصد دولت پر آکے حاضر ہو سرکاری کو ترک کرو ورنہ ہم خود آتے ہیں سزا اس مکاری
کی دینگے ایک کو بھی زندہ نہ چھوڑینگے سوار یہ سنکر بھاگا گیا اور آمد ساحران دیکھا خیمے میں

شل بید کانپ رہی ہی کہا لو صاحبو وہ ملعون ساحران غدار مکار نابکار قزاق لوٹیرے سب آپہونچے
یہ شیر یکہ و تنہا لیکن ہی لالہ غدار دیکھو وہ بچیا سب کے سب چلے آتے ہین انکو ذرا انتشار نہین اسے
سیر کیا پاس ہر خیمے کا انتظام کر رہے ہین سردارون سے یہی ارشاد ہی اور مہربان کو بچا دیجیو سوختہ
بخت کو جادو ہوت آئے خدا اس کشاکش سے بچائے وہ بچیا عورت گرفتار کرنے کا قصد کرے گا
یہ بکاری غداری کیا جانین دیکھیے کیا انجام ہوتا ہی ارے یارے خدا میرے پاس بلاؤن مین جبغرتی
کرون بجادون کہ ان ساحرون سے مقابلہ کرو کیترین کشتی ہین واری شیر بچھڑ گیا اب بے تکا کیے
ملے گا بیان تو یہ کلام ہی لیکن سماک یلدقی بھاگا ہوا شل ادھر صرف لشکر اسلام مین پہونچا دار اسے
ہند لندھور بن سعدان جانشین صاحبقران طرف بارگاہ سلیمانی کے جاتے ہین دونون فرزند
شیر دلیر قوت بازو زینت پہلو جنگ دیدہ کارزار سودہ شاہزادہ ارشیون پریزاد و فرادخوان
یک خنگ پشت پر ایک جانب عادل شیر دل و فاضل شیر دل و پہلوان ادرنگ و پہلوان گورنگ
مظفر شاہ یمنی و گوہر لک دکھنی و مرغ شاہ دولتابادی ہمراہ والا ہند لندھور بن سعدان چلے آتے ہین کہ سامنے
سے دیکھا سماک یلدقی بدحواس آتا ہی لندھور نے پکار کر آواز دی خیر ہی صاحب خیر تو ہی سماک
یلدقی نے بڑھ کر عرض کی ای جانشین صاحبقران امیر با توقیر قید ہو گئے ساحران غدار قزاقان
نابکار قید کرکے طرف لشکر لقا کے لاتے ہین رستم شکا سے آتے تھے مقابلہ لشکر کفار رہے
ہو جاتا ہی کیا اب بد رسوائی شروع ہو گئی ہو مین جاکر بادشاہ سے خبر کرون یہ سنتے ہی لندھور
بن سعدان پشت مرکب شبرنگ تازی پر سوار ہوئے ہندیون نے قبضون پر ہاتھ ڈالا کمانیان
پہنے لگین لیکن لندھور بن سعدان سب سے آگے بڑھ کر روانہ ہوا سماک یلدقی طرف بارگاہ سلیمانی
کے چلا قضا سے کاہر کارہا سے لشکر لقا وسواس و خناس و خوشامد و درآمد لشکر اسلام مین
موجود تھے یہ خبر دریافت کرکے بھاگے لقا اپنی بارگاہ مین بیٹھا ہوا تقدیرین گھڑ رہا ہی سلیمان جیرن
ہوئے کوہی و نگل شوکت پر تمام دربار کا قران پر دغاے معمور عمدہ شیطنت پر خواجہ گرداز لگین
ملک بختیارک شوم کا زیدہ بن بیٹھا ہوا مسخرہ پن کر رہا ہی کہتا ہی یا خداوندا کوئی تقدیر تو کیجیے لشکر
اسلام کو شکست دیجیے رہے کوئی ساحر افراسیاب جادو نے نہین بھیجا کہ ذرا لشکر مین چہل
پہل ہوتی لیکن یقین کامل ہی ہمارے مرشد پیر کامل نے افراسیاب جادو کو دم تک مین

گرد یا ہوگا یہ ہم سن چکے کہ اسد نامدار کو گنبد نور سے اکرنیاب لوح بھی حاصل کر لینگے افراسیاب کو قتل کرینگے ہوشربا کا اب بچنا دشوار تدبیر تقریر بالکل بیکار سلیمان عنبرین موے کوہی نے جواب دیا ملک جی آپ طلسم ہوشربا سے بخوبی نہین واقف ہین طلسم وسیع افراسیاب ساحر بے نظیر شیر وزیر خوش تدبیر نہر غالب تا دشوار عمرو ہزار کد وکاوش کریگا لوح طلسمی دستیاب ہوگی بختیارک کہتا ہی سبحان پیر مرشد کا قدم گیا اسد شیر دل جا کر جم گیا اب بدون قتل افراسیاب یہ لوگ واپس ہونگے یہ ذکر تھا کہ چار ون ہرکارے سامنے آگر پہونچے ہاتھ اٹھا کر یہ دعا دی قطعہ

ای فخر جہانبانی و فا ساقط از و	گو ہر بدین داری ورا ساقط از و
روزان وشبان از حق تعالے خواہم	مرکب وحدت خداوبا ساقط از و

بختیارک نے کہا پیش یاد کمو بجا لی کیا خوشخبری لائے ہرکاروں نے عرض کی ابھی خبر آئی ہی کہ والی ملو مغرور آتشبار سردار سرہنگ فولاق صاحبقران کو قید کرکے آپ کی خدمت مین لاتے تھے سب سردار برابر اسد ہای صاحبقران جاتے ہین علم شاہ نے وہان گھیرا لڑائی ہو رہی ہوگی یہ خبر فرحت اثر لشکر لقا پھول گیا قہقہا مار کر ہنسا کہا ای بندگان من دیدی قدرت مرا من چہ تقدیر کردہ ام چپکے چپکے لقا کرکے قدرت نے حمزہ کو قید کرادیا قدرت چلکے بدقدرت سے مسلمانون کو قتل کرینگے آج میدان لاشون سے بھر دینگے یہ کہکے اٹھا چونسٹھ ہاتی زنجیرہ بند ہوئے تخت اسپر کسا گیا لشکر مین فرنا ہوئی سلیمان عنبرین موے کوہی مسلح ہو کر گینڈے پر سوار ہوا سترہ سو نقارے پر چوب پڑی زلزلہ سا آگیا زمرو شاہ باختری مع بائیس لاکھ فوج کے چا بسیاران لشکر اسلام لشکر لقا مین ہر وقت موجود رہتے ہین خبرین دریافت کرکے پہونچے گذارش کیا کہ لندھور بن سعدان تو آگے چل چکے ہین نکمہ روانہ ہونے سے لشکر مین تہلکہ پڑ گیا جیسے سنا ڈیرہ ہی مین دبالی گھوڑے پر سوار ہوے چلے سماک بلدقی بارگاہ سلیمانی مین حاضر ہوا بادشاہ تمہارے کیفیت عرض کر رہا ہی کہ صاحبقران زمان قید ہو گئے ساحرون سے مقابلہ ہر قسم بکہ ونہا مین مزاج سے انکے حضور بخوبی ماہر ہین آتش خوبی کے رنگ ظاہر ہین انکو کون روک سکتا ہی یقین کامل ہی جا پڑے ہون لشکر ساحران غدار سے لڑ رہے ہونگے مغرور آتشبار ساحر زبردست فرستادہ افراسیاب اسکے سامنے جرأت کا کیا کام غلام نے منع کیا سیرا کہنا نہیں مانا سماک بلدقی عرض کر رہا ہی بادشاہ پریشان کہ نقارہ ہائے رزمی کی صدا کان

مین آئی گھبرا کر سر اٹھایا فرمایا دیکھو یہ غلغلہ کیسا ہے نقارے کیسے بجتے ہین کہ ہرکارے آکر پہونچے ہاتھ اٹھا کر
دعا دی دست بستہ عرض کی اے شہریار زمرد شاہ باختری کو خبر معلوم ہوئی کہ صاحبقران زمان قید ہوئے
مغرور آتشبار ساحر آتا ہے پانسو لاکھ فوج سے لقا سوار ہوا برائے مدد ساحر بدگوہر جاتا ہے یہ سنکر بادشاہ فلک
تمکین کر اٹھے بیرون بارگاہ آئے پشت مرکب خنگ سیہ قیطاس پر سوار ہوئے اب کون ٹھہر سکتا ہے پانچ ہزار
پانچ سو چیدہ سردار تاجدار بارہ سو جوانان زنگی تیرہ سو جوانان ترکی عقب مین شہنشاہ گیتی ستان کے لیکن
خبر اپنے قبلہ و کعبہ کی سنکر شاہزادہ قاسم نوجوان پشت مرکب شبرنگ پر سوار ہوئے گھوڑے کو کوتل کیا سب
سے پیشتر قاسم نکل گئے ایک جانب سے گل گلزار خلیل الرحمان نور دیدۂ مومنان و مسلمانان برہم زنندہ زمرۂ
بے ایمان صاحبقران بن صاحبقران نور الدہر بن بدیع الزمان گل فرزندان صاحبقران زمان بیقرار
ہوکے چلے لیکن دارائے ہند لندھور بن سعدان سب سے پیشتر چلے تھے دو کوس لشکر سے نکلے ہین عقب
مین جوانان ہندی چلے آتے ہین طرفہ رستم کے جاتے ہین کہ دیکھا زمرد شاہ باختری تخت پر مع فوج
کوہیان و لشکر ستمگاران و باختر بصد کروفر اور داروگیر کرتا ہوا جاتا ہے تخت بارک کی جو لندھور پر نگاہ
پڑی کہا یا خداوند یہ ہندی برائے مدد علم شاہ جاتا ہے یہین اسکو گھیر لو جانے نہ پاوے سلیمان عنبرین
موے کوہی نعرہ کرکے لندھور پر جا پڑا ہر چند لندھور نے چاہا کہ بچکر نکل جاؤن اپنے کو وہان پہونچاؤن
جہان صاحبقران زمان قید مین لیکن لشکر لقا نے چہار جانب سے گھیر لیا لندھور مجبور نعرہ کرکے جا پڑا نعرہ لندھور

جزیرہ ہاے دریا را گرفتم تا بہ ہندستان	دیگر	اگر نامم ہمیدانی منم لندھور بن سعدان
منم صاحب عمود و جانشین حمزہ در گردان		شہ ہندوستان رستم زمان لندھور بن سعدان

چونکہ فوج لقا کے ساتھ بے انتہا ہے لندھور بن سعدان کا نکلنا دشوار ہوا جسقدر ہندی آگئے تھے پیش
اپنے آقا کے ہوئے لیکن جوانان ہندی دفع دار صف شکن تیغ زن خانہ جنگیان اڑے ہوئے
چہرون پر زخم بار خود سے سر آگاہ نہین زرہ کا پہننا بیکار جانتے ہین دریاے جرأت کے نہنگ
نادہ جنگ مل کے اگلے جسم مین سینون پر تلوارین کھانے والے کلاہین چھوٹی سر پر گھونگر والے
بال بالاے دوش نشۂ جرأت سے مدہوش اگر کسی کوہی نے نیزہ مارا سینہ کو توڑ کر پار گزرا کوہی جیسے
قد کے جوان فیل پیکر پھر بار نیزے پر بلند کیا مگر وہ جوان جانباز مردون مین سرفراز مرنے کو سعادت
ابدی جانتے ہین سنان نیزہ پر جا کر پھر بار اچھر نیزے کی جسم سے پار گزری اس طرح اپنے کو برابر

دشمن کے پہونچا یا پلٹ کے قزولی ماری حریف نیچے آپ اوپر اس طرح جوانان شیر دل کوہیان دلیر خصال سے لڑ رہے ہیں جانبازی سرفروشی کر رہے ہیں جان دینے پر مرتے ہیں جو قتل ہو کر گرا تڑپنے تڑپتے آواز دی شکر پروردگار نمک خوار نمک سے اپنے آقاے نامدار کے ادا ہوا اپنے مالک پر فدا ہوا لاشے جابجا تڑپنے لگے ہزارہا ہندی کام آیا لندھور دریاے فوج لقا میں غوطے مار رہے ہیں کافروں کو للکار رہے ہیں یقین ہے لندھور کو کہ اس دریاے فوج لقا سے نکلنا دشوار ہوا افسوس اپنے آقاے نامدار تک نہ پہونچے دام فوج کوہیان میں پھنسے ہر چند کد و کاوش کرتے ہیں لیکن فوج کے بلوے لقیب آوازیں لگاتے پھرتے ہیں نوے گرگیوں کے سنگ جوانان صف شکن فوج دشمن پر جا پڑتے ہیں ہزارہا سر کٹ کر گر گئے عین گرمی جنگ ہی میں سکندر پہ جوب پڑی گرد علم بلند ہوئی دیکھا بادشاہ ہجاہ مع سرداران نامی و پہلوانان گرامی گھوڑے کو بڑھائے ہوئے گرد تاجداران جلیل لشکر ظفر کے کفیل نوبت نقارے بجتے ہوئے سامنے سے ظاہر ہوئے بختیار کے نے آواز دی دیکھو یارو بادشاہ اسلام کل لشکر کے طرف مغرور آفتاب جادو کے جاتے ہیں انکو بھی اسی مقام پر روک لو ای کوہیان صف شکن سرداران اسلام کو ٹوک لو یہاں سے بڑھنے نہ دو بادشاہ ہجاہ نے بھی دیکھا لشکر ہندوستان پر آفت برپا ہے ہزارہا جوان قتل ہوے لندھور بن سعدان زخمدار لیکن لڑائی میں مصروف ہنگامہ گیرودار بلند اہالیان ہندوستان دردمند بادشاہ ہجاہ کو تاب نہ آئی مرکب کو بڑھایا نعرۂ شیرانہ کیا نعرۂ بادشاہ

سنم شاہ شاہان فریدون حشم — بہار گلستان کاؤس وجم — سنم صف شکن صاحب عز وجاہ

یل نامور سعد عالم پناہ — کل سردار سات سو تاجدار تلواریں کھینچ کر لشکر لقا پر جا پڑے

دونوں لشکر مثل آب شور و شیرین مثل نور و ظلمت آپس میں ملگئے برق شمشیر چمکی دعائیں ملکر اٹھیں گھٹا گھنگھور چھا گئی سرہنگان بجرات مثل دیوں کے زمین پر گرے دریاے خون جاری ابر تیغ برس رہا ہے دریاے خون کی طغیانی خیار حیات مردان عالم طوفانی شعر: دو لشکر زلشکر درآمیختہ قیامت زگیتی شد انگیختہ نظم

چلے غول کے غول اور فوج کے فوج — گئے مومن و گبر باہم لپٹ — سواروں کے اک سمت بلے جو تھے

پیادوں سے گلے بگلے ہو گئے — لگے پھٹنے سر دامہ و ڈھول — دیے سر کے بال اپنے ظلموں نے کھول

فلک کا ہوا پر غبار آئنہ	تھا حیرت کے عالم میں چار آئینہ	ہزاروں زرہ پوش خنجر گذار
نیستانسے بھی بڑھ کے بھر نیزہ دار	وہ رستم لڑائی بھڑائی میں تھے	وہ سہراب جنگ آزمائی میں تھے
ہوا سامنا تیر چلنے لگے	نیاموں سے خنجر نکلنے لگے	بادشاہ جاہ مع سات سو

تاجداران عالی وقار مصروف کارزار جاتے ہیں صفوں کو توڑ کر نکلجاتیں لیکن کوہیوں نے صفیں باندھی ہیں لوہے کی تلواریں حائل اگر ایک صف توڑی دوسری صف قائم ہوگئی یہ تو سب اس مقام پر لڑائی میں مصروف ہیں لیکن رستم ہلیتن آمادہ کھڑے ہیں جیسے ہی لشکر ساحران قریب آیا پانچ ہزار جوانوں سے لشکر مغرور آتشبار و قزاقان نابکار پر جا پڑے نعرہ شیرانہ کیا نعرہ علم شاہ نوجوان

ارشاد لاد امیر عرب	ایست علم شاہ چو رستم لقب	علم شاہ رومی شہ فیل زور
کر بر تخت مرزوق افگند شور	اعلی گردو فرنگی دہالا گردو فرنگی ہاں ہاں کرتے رہے کہ ای شہریار	

لشکر ساحران ہر چند بے پایان ہے یہ کب مانتے ہیں فوج ساحر و غیر ساحر کو یکساں جانتے ہیں پہلے حملے میں فرنگیوں نے تیر مارے نیزے چلائے کئی سو ساحر مر کر گرے کئی ساحران زبردست رستم نے مارے اندھیرا ہوگیا ملکہ پردے سے دیکھ رہی ہے سر پیٹتی ہے دعائیں مانگ رہی ہے خداوند فرزند صاحبقران زمان کو بچانا خدانخواستہ اگر اسکے دشمنوں پر کوئی زوال آیا کہنے والے مجھ بدنصیب کو کیا کہیں گے ہنگامہ ساحران دیکھکر کنیزیں بھاگنے لگیں ملکہ حیران ایک ایک کو دیکھتی ہے مضطر و بدحواس کہتی ہے ہائے میں کدھر نکلجاؤں کیونکر میدان کارزار میں جا کر اپنی جان قدموں پر صاحبقران زمان کے نثار کروں رستم نوجوان کو نیزہ و تیر سے بچاؤں لیکن رستم نے جب ہزار دو ہزار جادوگر مارے ہونے سے ساحروں کے تمام میدان تیرہ و تار کافروں کو انتشار قریب تھا بھاگ نکلیں مغرور آتشبار صف سے آگے بڑھا ساحروں کو آواز دی او نامردو کہاں جاتے ہو ادھر آؤ افراسیاب کو جا کر کیا منہ دکھاؤگے وہ بادشاہ جابر و قاہر تمھارے زن و عیال کو قتل کرے گا ایک کو بھی زندہ نہ چھوڑے گا ذلیل و رسوا ہو کر مارے جاؤگے کیونکر جان بچاؤگے یہ کہتا ہوا آگے بڑھا اسکے للکارنے سے ساحر بھی ٹھہرے پلٹ پڑے سحر کرنے لگے شعلہ جادو ■ وزیر اسکا ساحروں کو گرماکے بڑھا بڑھتے ہی علم شاہ پر سحر کیا گھوڑا بدلگامی کرنے لگا شعلہ جادو نے بھڑک کر قزاقوں کو آواز دی او نامردو ابہاں سبکو مارلو میں نے ہاتھ پاؤں

بیکار کر دیے اب بھی نہ قتل کرسکو تو بڑے غضب کی بات ہو دیکھو تو مسلمانون کا کیا حال ہو حیران و پریشان مضطر
و شستہ در گھوڑے بدلگامیان کر رہے ہین ہاتھ بیکار لیکن پاؤن ثابت قدمی مین استوار حقیقت مین یہ لوگ
بڑے جانباز و سرفروش ہین اس بیہوشی مین بھی جرأت کے ہوش ہین ایک ایک نہنگ محیط دلاوری اگرچہ
بے بہاسے قلزم صفدری لیکن سحر مین دخل نہین رکھتے ہین موت کے مزے چکھتے ہین یہ سنکر فوج ذراعان
نے بلوہ کیا جو سپاہی بیچارے بیکار تھے اُس بیکسی بےبسی مین انکو قتل کرنے لگے رستم یہ تماشا
دیکھ رہے ہین کہ ساتھ والون پر قیامت برپا گھوڑا انکے پیے دوڑا دوڑا پھرتا ہو ران پشت مرکب
پر نہین جمتی لگام ہاتھ سے چھوٹی جاتی ہو سرسے شعلہ جادو کے آگ برستے لگی تیغہ کھینچکر طرف
علم شاہ کے چلا کہتا ہوا کہ لیسر حمزہ کو خود قتل کرونگا ہمارے ساتھ والے سب نامرد ہین مسلمان
سرخرو انکے چہرے زرد ہین جوانان صف شکن نے دیکھا شعلہ جادو ہمارے آقا کو قتل کرنے
آتا ہو گرتے پڑتے قریب اپنے آقا کے نامدار کے آئے سینے سپر کر دیے سنان نیزہ سے سینے
ملائے دم شمشیر پہ گلے رکھتے تھے چاہتے تھے ہم قتل ہون روح روان صاحبقران کو بچادین
ادھر صاحبقران پہلو مین حسانہ کو ہی ایک جانب مقبل و بہرام سب سلسل و ملوق ارابون
سے یہ معرکہ مصیبت خیز دیکھ رہے ہین زنجیرین ہلاتے ہین لیکن صاحبقران مضطر و پریشان حال
نور نظر دیکھکر گھبرائے بیقرار ہوکے دعا کی خداوندا میرے رستم کو بچانا یکایک دشت سے
گرد اڑتی دیکھا آگے آگے شاہزادہ خاور سپاہ قاسم نوجوان نبیرہ صاحبقران پشت پر بارہ ہزار
جوان یاقوت پوش بصد جوش و خروش آکر پہونچے قاسم نوجوان نے بڑھ کر نعرہ شیرانہ کیا نعرہ قاسم نوجوان

آفتاب مشرق دین پروری
زخم تیغ برابر و نیزہ بماہ
شہسوار دلدل پوشش خاوری
زآب دم تیغ شستم زمین
مالک قاسم آن شاہ خاور سپاہ
ہمہ باختر شد بزیر نگین

لیکن ہوس سے دیکھا قبلہ و کعبہ پر ہجوم ساحران بلوہ فزا فان ایک ساحر چاہتا ہو رستم کو قتل
کرون رفقا جان دے رہے ہین قاسم نوجوان نے کمان کیانی دوش سے اُتاری تیر کو
جوڑا شعلہ جادو کو تاکا جیسے ہی اُسنے چاہا کہ علم شاہ پر ہاتھ تلوار کا مارے قاسم نوجوان
نے تاک کر تیر مارا سینہ پر بیچا کے پڑا پشت کو توڑ کر پار گذرا شعلہ جادو اُلٹ گیا زمین پر
گرا ماری کا لاشہ جلنے لگا شجر بغض و حسد سے یہ ثمر حاصل ہوا تڑپ تڑپ کے جہنم واصل

ہوا آواز آئی کشتی مرا نام ہے شعلہ جادو وبرد قاسم تلوار کھینچکر لشکر کفار پر جا پڑا رستم نے بھی سحر شعلہ سے
رہائی پائی قاسم نے تیر دن کی بوچھار کی بہت سے نا ز تلوار سے بیدم کیے جوہر شمشیر براں دکھانے
طبقے زمین کے ہلا دیے لیکن مغرور کھڑا ہوا دیکھ رہا تھا کہ باپ بیٹون نے قیامت برپا کی شعلہ کو
مار ڈالا بس جوش میں بڑھا وہ قلیل باقی ہی بڑھ کر سحر کیا صاحب افراسیاب سحر و ساحری میں لاجواب
ایک ہی سحر میں علم شاہ و قاسم بیہوش ہو کر گرے دوسرا گولا مارا ساتھ والون پر آگ برسنے لگی کہیں بجلی
گری کہیں رعد گرجا کوئی تھرا کر گھوڑے سے گرا کسی نے گھبرا کر خود اپنا گلا کاٹ لیا نیزہ دار صفدر تیغ زن
مثل چوب خشک خاموش بیٹھے مدہوش دو گھڑی کے عرصہ میں اُسنے سب کو گرفتار کر لیا اسی طرح
علم شاہ و قاسم کو مع فوج بیہوش پڑا رہنے دیا کہا بدولت کو اُسوقت فرصت کم ہے مزاج برہم ہے جلد
پڑاؤ پر قبضہ کرو ہرکارہ اُس ہیجا کو خبر دے چکا ہے حضور ملکہ صنوبر قد بارگاہ میں داخل ہیں علم شاہ
فرزند امیر عالیجاہ نے بڑی خاطر و مدارات سے اُتارا خیمے میں داخل کیا چلکر ملکہ سے ملاقات کیجیے مغرور
آتشبار نے لشکر کو اسی مقام پر اُتارا سرہنگ قزاق کو اپنے پاس بلایا کہا آپ میرے بزرگ ہیں
آپ تشریف خیمہ ملکہ میں لیجائیے صاحبزادی کو سمجھا کر بدولت کی بارگاہ میں لائیے میرے قہر و
غضب سے ذرا ایسے ہی فرمائیے کہ مغرور آتشبار اب ایک مسلمان کو زندہ نہ چھوڑیگا صبح کو حمزہ و فرزندان
حمزہ کو اسی میدان میں جلا دیگا دیکھو دم بھر میں علم شاہ و قاسم کو بیہوش کر کے ڈال دیا فوج والے
بھی اسکے بیکار پڑے ہیں گھوڑے بھی کوتل دوڑتے پھرتے ہیں بس حکم سے ایسے زبردست کے
گردن تابی کرنا خون سے اپنے ہاتھ بھرنا ہے یہ بھی سمجھا دینا کہ ہوش ربا میں اتنا بڑا ساحر نہیں ہے
افراسیاب جادو نے کل اقلیم کا حاکم کیا ور بندہائے طلسم کا ناظم کیا تم ہوش ربا کی بادشاہزادی
کہلاؤگی سرہنگ قزاق نے کہا میں ابھی جا کر سمجھاتا ہوں حضور بارگاہ میں جلوہ فرما ہوں لباس تبدیل
کریں پوشاک فاخرہ پہنیں اسباب عیش و نشاط بھی مہیا ہو جائے میں بخوبی سمجھا کے لاؤنگا کسی
بات میں آپ سے انکار نہ کریگی مغرور آتشبار ان باتون پر سرہنگ کی پھول گیا نانا جان کہکر گلے سے
لگا لیا سرہنگ قزاق مغرور کو بارگاہ میں ٹھہرا کر طرف خیمہ ملکہ کے چلا تمام ساحرون نے خیمہ ہائے
علم شاہ قبضے میں کر لیے قزاق گرد خیمہ ملکہ کے اُترے ہیں ایک امر اور ہوا صبح ہوتے خالی ہوا لشکر اسلام
و لشکر لقا سے چار پہر دن تلوار چلی اہل اسلام نے دریائے خون بہا دیے سلیمان عنبرین مو سے کوہی

ہاتھ سے بادشاہ کے زخمی ہوا قریب شام بختیارک نے طبل بازگشت بجوایا اور جنگی سب سردار انتہا
کے زخمی ہوئے تھے بادشاہ سب کو ساتھ لے کر داخل بارگاہ سلیمانی ہوئے زخم دوزبان ہوئے نگین
بادشاہ نے آنکھوں میں آنسو بھر کے عیاروں سے کہا جا کر علم شاہ کی خبر لاؤ کہیں لقائیوں نے
وہاں شاہ کو بجانے دیا سردار انتہا کے زخمدار ہیں اب بیان سے قدم بڑھانا دشوار لشکر لقا مقابلے میں
اتر ہے آپ لوگ رات ہی کو خبر لائیں میں انتظار میں جاگ رہا ہوں گلباد عراقی و کلباد عراقی و جعفر
ابو الفتح اصفہانی و عمران خطائی و زیرک خطائی وغیرہ چالیس پچاس عیار برائے خبر علم شاہ
نامدار بادشاہ سے عیاری سے آراستہ ہو کر چلے دوسرا مقدمہ باز و نیاز ناظرین پہ واضح ہو کہ جس وقت سے
لڑائی کا ذکر تحریر ہوا جواہر بن عمرو کا حال نہ معلوم ہوا کہ کہاں گیا تا ایں خواجہ عمرو دستر والا گہر عیار
طرار فرار خنجر گزار یہ کیونکر عرض کروں کہ جان بچا کر بھاگ گیا یقین کامل ہے کسی کار ضروری میں مصروف
ہو بلکہ عیاری کرنے کا وقت ہو ناظرین پر واضح ہو گا اس مقام پر تحریر کرنا مناسب وقت نہیں چند
کہ نیاز مند نے کتاب تحریر کی مگر کتاب کو قاعدہ اشتیاق سے معمور کر دیا کتاب نادر کہ عیاری ہا سے
لطیف سے بھر دیا اس لحوظ سے کہ جواہر کا ذکر آئیگا جب سرہنگ مغرور سے رخصت ہو طرف خیمہ
ملکہ کے چلا مغرور آتشبار بھی گھبرا کر خیمے سے نکل آیا پکار کر کہا کہ اجان ٹھہر جائیے دیکھیے میں لباس تبدیل
کر آیا سرہنگ نے پلٹ کر دیکھا مغرور آتشبار دولھا بنکر نکلا ہے سہرا روئے اور ڈاڑھی میں وسمہ لگایا مہندی
بھی جلدی جلدی ہاتھوں میں مل لی تاج سر پر قبائے اطلس اسمیں گوٹہ ٹھپہ لگا ہوا بڑے بڑے آن بان سے
گلنٹے یاقوت احمر کے موتیوں کے مالے پہنکر نکلے ہیں ایک رومال منہ پر رکھے ہوئے خدمتگار پشت پر
چنگیر میں پھولوں کا گہنا لیے ہوئے ساتھ ایک کے ہاتھ میں سہرہ زرتار کا پھولوں کی بدھیاں عطر کی
شیشیاں سرہنگ دیکھکے شرما گیا مگر خوشی یہ ہے کہ انکا سسر اکھاڑ لگا کہا اچھا بیٹا تم بھی ساتھ چلو اپنی
دولہن کو سمجھانا تم سے پردہ کیا ہے مغرور بھی ساتھ چلا گیا آگے آگے سرہنگ عقب میں میاں مغرور پیچھے
خدمتگار دو دو رہ صاحبوں نے مبارکباد دی مغرور تھے ہیں ہیں کر کے سب کو سلام کیا کہا آپ
سب صاحبوں کی عنایت دو چار ظریف شاعران لطیف بھی ساتھ ہیں پھبتیاں کہتے ہیں کوئی کہتا
ہے نیچ کیا خوشنما ہے ایک کہتا ہے ہمارا آقا کیا خوب دولھا بنا ہے ایک کہتا ہے جلد امید بر آئی نانا نواسے کو گود میں اٹھا
لائے قہقہے کہتے ہیں کیا اتفاق ہیں دولھا کا باپ و نساق ہے کسطرح دولہا میاں جاتے ہیں کہ تحریر نہیں

کو حجاب آتے ہین جب قریب خیمۂ ملکہ صنوبر قد یہ سب پہونچے سرہنگ نے چاہا اندر جاے مغرور آتشبار
نے کہا ٹھیرئیے کچھ آواز آتی ہی حقیقت مین جسوقت سے خیمے پر ملازمان مغرور کا پہرا ہوا ملکہ صنوبر قد انتہا کی
بیقرار کنیزین خوف کے مارے بھاگ گئین جان بچا کر جا بجا چھپین یکہ و تنہا بیچ خیمہ مین وہ ماہ تابان یعنی
ملکہ صنوبر قد حیران و پریشان مضطر و ششدر باک باک کے رو رہی ہی کنیزون کے نام لیکر پکارتی
ہی کہ صاحبو تم کیون جدا ہوئین جو گذرتی ہماری جان پر گذرتی افسوس ہی اسوقت مین تم نے بھی ساتھ چھوڑا دیکھیے ہمارا
جنازہ کون اُٹھائیگا سواے صاحبقران کے اگر کوئی ہمکو ہاتھ لگائیگا ہمکو مردہ پاے گا
بہت پچھتائیگا اس خوشی مین اس غصے کو پڑھ رہی ہی مخمس

مجھسا بیکس کوئی پھر ہوگا بھلا میرے بعد
دیکھ لینا یہ تم اے اہل دنا میرے بعد
جسکا دل یون ہو غم و درد کی جا میرے بعد
بیکسی ہی نے نہ دنیا کو تجا میرے بعد
غم بھی مرقد پہ مری بیٹھے گا میرے بعد

وحشت آباد جہان چھوڑ گیا جب مجنون
نقد مہر مین تو سواے ملک عدم ہی ہون
رونق سلسلۂ عشق ہوا مین محزون
تیز رکھتا سر ہر خار کو اے وحشت جنون
شاید آجاے کوئی آبلہ پا میرے بعد

در زندان محبت کا عجب عالم ہی
کیا کہون شمع مین کیون چشم مری پرنم ہی
مجھے یہ راز وہی عشق سے جو محرم ہی
اپنے مرنے کا مجھے غم نہین پر یہ غم ہی
کون ہوگا ہدف تیر بلا میرے بعد

عالم عشق مین یکسان ہی فنا اور بقا
عشق وہ شی ہی کہ دکھلاے جو اعجاز اپنا
ہی جو ہستی مین ہم ربط وہی بعد فنا
کیا عجب مرقد لیلی سے جو نکلے یہ صدا
میرے مجنون ترا کیا حال ہوا میرے بعد

طبع نازک بھی قفس کی ہوا سے سیری
نہ کھلا باب اثر آہ رسا سے میری
گشت گلزار کی خواہش تھی خدا سے میری
مین نے زندان مین دی جان بلا سے میری
باغ عالم مین رہی گو کہ فضا میرے بعد

اے غم و درد رہو تم مرے دل مین ساکن
ہون جدا تجسے مین اللہ نہ دکھاے وہ دن

ایک دن چین نہیں ہی مرے دلکو تم بن　　اتنجو کرتے ہو بہت لطف و کرم تم لیکن

بھول جانا نہ مجھے بہر خدا میرے بعد

خوبرویوں سے ہی کچھ جی کا لگانا ہی خطا　　چاہیے یہ کہ نہ لے کوئی کبھی نام وفا
جائے حیرت ہی کہ جی جسکے لیے مین نے دیا　　بسکہ باعث تھا مین اُس شوخ کی بدنامی کا

سجدہ شکر ادا اُسنے کیا میرے بعد

زندگی مین نے وفائی مین بسر کی پیارے　　لی خبر تمنے نہ مجھ خستہ جگر کی پیارے
حال پہ میرے نہ گو آج نظر کی پیارے　　جیتے جی قدر بشر کی نہین ہوتی پیارے

یاد آئے گی تمھین میری وفا میرے بعد

ضبط گریہ کا نہین بسکہ مجھے ایک نفس　　ابر ہر لحظہ مری چشم کا جاتا ہی برس
گلشن دہر مری ذات سے شاداب ہی بس　　اُٹھ گیا مین جو جہان گذران سے تو ہوس

خاک چھانے گی بہت بادصبا میرے بعد

یہ اشعار پڑھ کر ملکہ رو رہی تھی سرہنگ دمغرور کے کان مین یہ آواز آئی سرہنگ نے مغرور سے کہا آپ ذرا ٹھہر جایئے دیکھیے وہ گیسو بریدہ ننگ خاندان واسطے صاحبقران کے رو رہی ہی اشعار مضمون زرق پڑھتی ہی مغرور وہ ملانے ہوئے دروازے پر ٹہلنے لگے سرہنگ بلا تکلف اندر خیمے کے آیا دیکھا ملکہ صنوبر قد آنکھین سرخ ہوئے سر سراسر پریشان بصورت آئینہ حیران فرش خاک پر بیٹھی رو رہی باپ کو دیکھکے آنسو پونچھ ڈالے خوف سے کانپنے لگی جھک کر سلام کیا سرہنگ نے سر سینے سے لگا لیا کہا ای نور نظر جو کچھ تمنے کیا وہ مقدمہ گذر گیا ہم سمجھے کنیزون نے تمکو بہکا کے اس حال کو پہونچایا حمزہ بیچارہ کیا ہی تمکو ایسا عمدہ شوہر تمھارے واسطے تجویز کیا صاحب شہنشاہ ہوش ربا سحر و ساحری مین یکتا جس نے چشم زدن مین حمزہ کو گرفتار کر لیا لڑائی مین علمشاہ و قاسم ایسے نوجوان کو بیکار کر دیا سب مثل مردے کے بیہوش پڑے ہین وہ بیچارہ خود دوڑا چلا آیا ہی اشتیاق مین تمھاری ملاقات کے در خیمہ پر ٹہل رہا ہی دول تو حمزہ مسلمان غیر کفو غیر ملت غیر مذہب دشمن افراسیاب علاوہ ازین چار پہر اُسکی حیات دنیا باقی ہین صبح کو ذلت و رسوائی قتل ہو جائیگا بعزت و آبرو تمکو طلسم ہوش ربا مین لیجائیگا سحر سکھائیگا صاحبان افراسیاب مین نام لکھا جائیگا صحبت مین ملکہ حیرت جادو کی رہو گی زر بعد جواہرات کا ملیگا افراسیاب

ایک شہر کا حاکم کر دیگا وہاں حرج وبال کو قتل کرنا شہنشاہ خوش ہونگے اسطرح سمجھا کے جوہر سنگ نے
بیٹی سے کہا صنوبر قد باپ کے گلے سے لپٹ کر رونے لگی کہا میں حیران ہوں کہ یہاں تک کیونکر آئی
لونڈیاں سمجھا کے یہاں تک نکال لائیں کہتی تھیں کسی شہر میں چلیے وہاں ایک گھر کرایہ کو لیکے ہم
آپ بیٹھیں گے بڑے بڑے امیر بادشاہزادے آپکے جمال کے مشتاق رہینگے ایسا ایک شاہ ہم لوگ بھی
کر لینگے آج کا نام کہیں گے جس محفل میں مجرا کرنے جائینگے لاکھوں روپے بیل تنے میں پائینگے غرض ان
کمبخت بدنصیب انکے مطلب کو نہ سمجھی یہاں لا کر اسیر حمزہ کے حوالے کیا وہ ٹکڑا سچا گھور گھور کے دیکھتا تھا
بڑی خیر ہوئی کہ آپ آگئے ورنہ میں معلوم کیا کرتا حمزہ سے مجھے کیا کام آپ جو حکم دیجیے میں بجا لاؤں لیکن
آپ خفا نہوں تو ایک بات کہوں ذرا ایک نگاہ اپنے دولہا کو دیکھ لوں صورت اچھی ہو اگر صورت بھی
بری ہو تو روپیہ والا ہو سر سنگ نے کہا بیٹا بادشاہ کی صورت میں بھی حسین کم ہے ذرا زیادہ ہی اور تم
اپنی آنکھوں سے دیکھ لو بڑی بات یہ ہے کہ تمھارے نام پر مرتا ہے جواہرات کے صندوقچے ابھی سے
ساتھ لایا ہے تمھاری خدمت میں پیشکش کرے گا بڑے مرتبے حاصل ہونگے یہ کہکے ہاتھ تھاما خیمے میں
روزن کیا کہا دیکھو بیٹا دولہا کھڑا ہے جیسے ہی ملکہ صنوبر قد کی سراپا پر مغرور کی نگاہ پڑی سر سنگ نے
دیکھا ملکہ پسینے پسینے ہوگئی شرما کے سر جھکا لیا سر سنگ نے کہا کہو بیٹا پسند کیا صنوبر نے کچھ جواب نہ دیا سر سنگ
خوشی خوشی باہر آیا کہا حضور دیکھیے مفصل حال کہا کنیزیں اسکو بہکا کے نکال لائیں حرامزادیوں نے یہ
تجویز کیا تھا کہ کوٹھے پر بٹھائیں گے مشغلین ناکتخدا بیٹھیں ہیں نے آپکا جمال آفتاب مثال دکھا دیا پسینے
پسینے ہوگئی حضور دیا کہ دن میں تو جانتا ہوں آپ پر عاشق ہوگئی اب میں نے سب طرح سمجھا دیا تشریف
لیجائیے ہم خوب جانتے ہیں میاں بی بی ایک ہو جائینگے ہم بیچ والوں کو کون پوچھیگا حضور ہمسے وعدہ
پختہ کیجیے منصب جاگیر ملے یہ جانبازی چھوٹ جائے جب کسی کو لوٹنے جاتے ہیں جان پر بنتی ہے روپیہ بڑی
مشکل سے دیتے ہیں لڑائیاں پڑتی ہیں تب لوٹ کے لاتے ہیں مغرور نے کہا بابا جان آپنے ایسی چیز مجھکو دی
بھلا میں اسکو بھول جاؤنگا عمر بھر تابعداری کرونگا کل مال اسباب آپ پر نثار ہے اب حضور باہر شہر میں نہ جائیں
بلکہ اپنی بارگاہ میں چلیے میں صبح کو حاضر ہونگا سر سنگ تو روانہ ہوا چند مصاحب لیے حفاظت دروازے
پر ٹھہرے مغرور پھولا پھولا ہنسی خوشی بہت سے ہاتھیں لیے ہوئے اندر بارگاہ کے آیا بیچ خیمہ میں اس ماہ تابان
کو دیکھا سر جھکائے ہوئے بیٹھی ہے آنکھوں سے دیکھو ہی تھی مغرور کو دیکھکر اٹھ کھڑی ہوئی برائے تسلیم شل ہلالی

شب اول ختم ہوئی زبان سے کچھ نہ کہا مسند کی جانب اشارہ کیا مغرور مر گیا چاہا اپنے جاؤن لگے ہین ہاتھ ڈال
ملکہ ہٹ کر بیٹھی کہا دیکھو صاحب گنوارون کی حرکتین میرے ساتھ نہ کرنا مجھے یہ باتین نہین پسند مین
ابا جان سمجھا گئے ہین کچھ نہین کر سکتی سب طرح کا ناکتخدا تیار ہی مگر چھری تلے دم ہوا آدمی کی طرح بیٹھو مغرور سُستیہ
اٹھکر بیٹھا باہر دوڑ گیا ملازمون سے کہا بیابان شراب کی کشتیان کباب کی طلب کین مصاحبون نے پوچھا کیسے
حضور کیا معاملہ ہی مغرور نے کہا وہ خود مرتی ہی بادولت کو دیکھ کر بیقرار ہو گئی اب جاکے شراب پلا کے مطلب
حاصل کرونگا تم سب قیدیون سے ہوشیار رہنا میرے سحر مین مبتلا ہین سب بیہوش پڑے ہین میرے سوا
کوئی ہوشیار نہین کر سکتا مابدولت اب صبح کو تشریف لائینگے جام بادۂ وصل سے سیراب ہونگے خوب مزے اڑینگے
نازنین حسین مہ جبین غنچہ دہن پری لکھی لیتی شفیق ہی کیا جو ملی ہی ابھی کمسن الھڑ بچے کے دن مبارک چست
و چالاک جو ناز کرے گی مین اٹھاؤنگا جان تک بھی نثار کرونگا سب نے کہا حضور شکر ہی سلطان جمشید واجب
و لازم ہی معشوق پری چہرہ دستیاب ہوئی مغرور نے کہا ایسا کارنامہ مین نے کیا جسکا معاوضہ یہ ملا اب
مین بادۂ محبت سے سرشار ہون وہ صورت دیکھی تیر مژگان تودۂ دل کو توڑ کر نکل گئے تابش آتش رخسار نے
کلیجے کو جلا دیا اب آپ سب صاحب اپنے اپنے مقام پر جائین رات کم باقی ہی مصاحب اپنے مقام پر گئے وہ
بیابان شراب کی ایک کشتی کباب کی مغرور لیکر اندر آیا ملکہ نے جو شراب دیکھی کھڑی ہو گئی پیچھے پکڑ لیے ایک
طمانچہ مارا دھیلے ہاتھ کا طمانچہ جو پڑا اتر غصے کی آواز ہوئی کہا کیون نگوڑے یہ شراب کیون لایا شراب پی کر
دھما چوکڑی مچاویگا ایسی باتین میرے ساتھ کرنا ہین تمھارے پاس نہ سوؤنگی تمھارے تیور برے معلوم
ہوتے ہین مین شراب نہ پیونگی نہ تمھین پینے دونگی اور طرح پر ہاتھ لگاؤگے تو اپنی جان اور تمھاری جان ایک
کرونگی سحر سے تیری بوٹیان کاٹ کر چیل کوؤن کو دونگی کمبخت میری جان لینے کا سامان کیا ہی خیال کرکے
دیکھو تیری نواسی معلوم ہوتی ہون یہ کہکے دونون کُلابیان شراب کی چھین لین اپنے دامن کے نیچے
چھپا لین مغرور ان حرکات پہ مر گیا ہاتھ جوڑنے لگا کہا ملکہ مین تمھارا غلام ہون محبت مین بدنام ہون
قدمبوسی تو حاصل ہو ملکہ صنوبر قد نے کہا کہ اس حسرت مین تم ہمیشہ رہو گے جفا مین سہو گے خبردار مجکو
ہاتھ نہ لگانا قریب نہ آنا یہان تو عاشق و معشوق مین یہ باتین لیکن زمرد شاہ باختری جب لڑائی سے
پلٹا بارگاہ مین آکر اترا بختیارک نے چپکے سے کہا یا خداوندا ہی مجکو ہرکارے نے خبر دی کل لشکر تو آپ نے
بیابان روک لیا قاسم و ظلمشاہ وہان جاکر لڑے مغرور نے سب کو پکڑ لیا یقین ہی آپ کے حکم کا مشتاق ہو

رات ہی کو یہان سے کوچ کیجیے مغرور سے کہکر مسلمانون کو قتل کرائیے اور مغرور کو ساتھ دے کر ان سب کو
گرفتار کرائیے بڑا خوف تو حمزہ کا ہی اگر حمزہ قتل ہوگیا مغرور کے ہاتھ سے تو بیچ گا لقا نے اسی وقت کوچ کو
لشکر مین کمر بندی ہوئی کہا چپکے چپکے نکل چلو اہل اسلام کو خبر ہونے پاوے ورنہ بادشاہ لشکر اسلام اگر بیدار
ہونگے رات کو تلوار چلیگی مطلب دلی حاصل نہوگا تمام سیہ روان شب تیرہ و تار مین طرف لشکر مغرور آتشبار کے
چلے عیاران اسلام براے خبر نکلے تھے جنگل مین بھٹکے پھرتے تھے ان سب نے دیکھا لقا مع لشکر جاتا ہی
پسیمین کہا لو یارو غضب ہوا لشکر اسلام کو لقا دہوکا دے کر چلا جا کر مغرور آتشبار کو بہکا کے بختیارک
آگ لگا دیگا ایسا نہو صاحبقران کو قتل کرا دین چلکر بادشاہ کو خبر کرنا واجب و لازم ہی رات بہر بہر
پچھلی باقی ہی عیار چلے بادشاہ بارگاہ سلیمانی مین بیٹھے تھے سردارون کی زخم دوزی کرائی ایک ایک
کی خبر لے رہے تھے ٹکیان مرہم سلیمانی کی زخمون پر چڑھائین مشتاق تھے کہ دیکھیں ہرکارے کیا خبر لے کر
آتے ہین کہ گلباد عراقی وغیرہ گھبرائے ہوے آئے عرض کی ای شہنشاہ گیتی ستان لقا لشکر کو تیار کر کے
طرف لشکر مغرور کے گیا غلامون نے یہ بھی خبر پائی قاسم و علم شاہ کو مغرور نے سحر کرکے پکڑ لیا صاحبقران
پیشتر سے قید مین ایسا نہو بختیارک جاکے دشمنان صاحبقران کو قتل کرائے بادشاہ دسنکر گھبرا گئے فرمایا
کیا مشکل ہی سب سردار زخمدار بہت سے ایسے ہین کہ پشت مرکب پر سوار ہونے کے لائق نہین ہین
لیکن ان سب کو خدا کے سپرد کیا یہ فرمایا اور اٹھے پشت مرکب پر سوار ہوے چند نامدار چند سردار ساتھ ستر
ہزار جوان ہمراہ لے کر چلے لقا لشکر کو لیے جاتا ہی بختیارک ترغیب دے رہا ہی یا خداوند چلتے ہی مغرور سے
فرمائیے گا ہمنے تمکو درجہ پیغمبری عطا کیا لیکن شب ہی کو تو صاحبقران کو قتل کر ڈال جتنے سردار ساتھ مین
سب کو چلتے ہی تہ تیغ کیجیے لقا خوشی خوشی جاتا ہی اب صنوبر قد کا حال سنیے مغرور باتون پر مرا جاتا ہی
صنوبر قد کے ناز و کرشمے کبھی مسکراتا کبھی ابرو پر بل آتا کبھی دھول ماردی مغرور کا تاج گرا پھر آپ ہی
تاج اٹھا کر سر پر رکھا چلے چلے ہاتھ باندھ کے عرض کی کیون نانا جان ناگوار تو نہین ہوا ایک دھول اور
لگا دین برا ایک تم بھی لگا لو بدلا ہو جائے کبھی بال پکڑ لیے کہا کیون نانا جان داڑھی پکڑ کے لٹک جاؤن
گل اسکو منہ موا وارا لنا ایسا نہو کوئی بچھو اسمین بیٹھا ہو گا اس بچس کا کیا کام مغرور خوش ہوتا ہی کہتا ہی ملکہ مغرور
شراب تو دو کہا حرام زادے تو قسم کھا مجھکو ہاتھ نہ لگانا مغرور بولا رات بہت کم باقی ہی اسوقت صنوبر قد
نے اپنے دست نگارین سے جام لبریز کیا کہا پی لے لیکن اسمین زہر ملا ہی خوشی مین اگر مغرور نے دو تین

اتنے بڑھا دیے لبوں سے لگا کے پینے لگا صنوبر قد نے کہا زہر مار دیکھو مسخرے ہم صاف صاف کہے چلے
کہنا ہمارا نہیں مانتا کلیجہ کٹ کے نکلا نکلا مغرور خوشی میں آکر پی گیا پیتے ہی گھبرا گیا کہا ملکہ میرے کلیجے میں آگ
لگ گئی شراب میں کیا تھا ملکہ نے کہا میں نے تو بتا دیا ارے شراب نوکشید تھی ذرا ٹھہر تو سہی مغرور گھبرا کے
اٹھا کہا ابھی بارگاہ میں جاؤں ڈگمگا کے تھوڑے چل کر گرا ملکہ نے چمک کر نعرہ کیا او بچیا ہم عیار ناموس
جواہر بن عمرو جب ہنگامہ لڑائی کا ہوا تھا تب رستے میں آکر ملکہ کو بیہوش کیا گوشے میں چھپا دیا آپ
بصورت صنوبر قد مغرور رہا تھا جانتا تھا کہ انجام یہی ہوگا سحر میں رستم کی رستی کیا چلیگی ضرور گرفتار ہو جائینگے
آخر یہ بچیا میرے پاس ضرور آئیگا تب اُسکو مارونگا جیسا ہوا تھا ضبط ہو سکا بچیا مارا مغرور کے دو ٹکڑے
ہو کے شعلہ بھڑکے لاشہ تڑپا جواہر نعرہ کرتا ہوا باہر نکلا دیکھا ستارہ سحری چمک چکا ہے شہنشاہ زرین پر
مہر تابان کی آمد آمد شد، مہر شہنشاہ انجم سپاہ نے شکست کھائی ہے فوج ثابت و سیارگان میں تہلکہ تارے
بھاگے چلے جاتے ہیں بعض جھلملاتے ہیں جلاد فلک کو جوش و خروش ہے ازغم تیغہ مہر بردوش علمشاہ
و قاسم کو مرتے ہی مغرور کے ہوش آیا گھوڑے کوتل بھر رہے تھے فوراً اُن پر سوار ہوئے لشکر کفار پر جا پڑے
جواہر بن عمرو ایک جادوگر کی شکل بنکر طرف قید خانے کے دوڑا جب قریب قید خانے کے آیا جہاں صاحبقران
قید میں نگہبانوں نے پوچھا میاں ساحر صاحب خیر تو ہے جواہر نے کہا اندھے ہو تمہیں کیا سوجھتا ہے دیکھو آگ
برس رہی فرزندان حمزہ کو ہوش آگیا شاید کسی نے ہمارے افسر کو مارا میں جاکر حمزہ کو قتل کر ڈالوں یہ
کہکے قید خانے میں گھسا صاحبقران سرنگوں بیٹھے تھے مغرور جو مرا ہوش درست ہوئے جواہر نے آتے
ہی ہتھکڑی پر پنجہ مارا کہا حضور جلدی اُٹھیے میں نے مغرور کو مارا قاسم و علمشاہ لڑ رہے ہیں ساحروں
کا بادہ ہوگا صاحبقران نے اُٹھتے اُٹھتے قید کو توڑا ممتاز کوہی و بہرام گرد بن خاقان چین و مقبل وفادار
بھی اپنے مقام سے اُٹھے یہ سب اسی بچیا کے سحر میں مبتلا تھے بیرون قید خانہ آئے ساحروں نے
جو صاحبقران کو آتے دیکھا ایسا لیا کہ اُٹھتے گئے تیغ تا بیخ چلنے لگے صاحبقران نے ایک ساحر کو مارکر
تلوار لی ممتاز نے دو چار کو چیر کے پھینکا یا پھر اپنے کئی ساحر مارے مقبل سہم کر گوشے میں آ کمان
کیانی دوش سے اُتاری خطا کاروں پر تیروں کی بوچھار کر دی لیکن میاں سرہنگ مغرور کو خیمے میں
بہو بچا کر اپنی بارگاہ میں آکر بیٹھے سرداروں نے پوچھا کیسے حضور ملکہ نے مغرور کو قبول کیا سرہنگ نے کہا
ایسا ساحر زبردست افراسیاب کا مصاحب کیونکر نہ قبول کرتی بھلا یہ وہ تو دیکھتے ہی عاشق ہو گئی عاشق

ومعشوق ایک جگہ بیٹھے ہونگے راز و نیاز کی باتین ہو رہی ہونگی ساتھ والون نے شرم کے سر جھکا لیے اپس مین
اشارے کرتے مین کیا غیرت ہے ہم تو جانتے تھے بہادر قزاق ہے لیکن چال کھلا یہ تو مساق ہے کیا خوشی خوشی
ساتھ سے کر گیا اب کیا چپ سے بیٹھے ہین کیا اچھی بات بیان کر رہے ہین ایک نے کہا ہم تو اسکی رفاقت
چھوڑ دینگے ہم سپاہی ہے طرفدار ہین مکار غدار نہین ہین انھون نے دھرم سپاہگری کا ڈبو دیا آبرو کو کھو دیا ننگ
کہہ رہا ہے ہمارا نواسا چندا داماد سے کہتے تم سب کو جادو سحر تعلیم کراؤنگا بڑا مرتبہ پاؤنگا یکایک نعرہ صاحبقران
کی آواز آئی زمین تھرائی گھبرا کے باہر نکل آیا دیکھا خیمہ جل رہا ہے علم شاہ و قاسم سرگرم جنگ دریاے
جرأت کے نہنگ ایک طرف صاحبقران لڑ رہے ہین ہنگامہ گیر و دار ہے ساحرون نے جو یہ ہنگامہ دیکھا
گھبرا کے لپٹا اپنے مقام سے اٹھے آواز کان مین آئی کشتی مرا نام ہے مغرور اکشار بودہ ہوش حواس اڑ گئے
غل مچاتے ہوئے نکلے ارے یار و ہمارے آقا کو کسنے مارا کیسی آواز دردناک آتی ہے دیکھا تلوار برسنے لگی
وہ جو سب بیہوش پڑے تھے تلوارین کھینچکر اٹھے ہین دریاے خون بہا رہے ہین نعرے پر نعرے بلند
ہین یہ جو اسکو ہی پہنچا ہوا اور بڑا کہتا ہوا یار و میرے داماد کو کسنے مارا دم بھر مین کیا قیامت برپا
ہو گئی جو ہوئی سلطنت بگڑ گئی اتنی گیسو بریدہ نے مارا جا کر سر کاٹ لونگا ایسا داماد صاحب اختیار کہان
پاؤنگا [illegible] نے کہا ای پہلوان آپ یہ کیا بیہودہ باتین کرتے ہین داماد داماد بکتے آپ کو شرم نہین آتی
اچھا ہوا ہمارا داماد مارا گیا ساحر مکار غدار سپاہیون کا دشمن ہم ابھی حمزہ سے لڑینگے آپ چوڑیان پہنکر
کنارے بیٹھیے بیٹی کو لیکر بھاگ جائیے سرہنگ قزاق رو رہا ہے کہ یارو جسکا گھر بنکر بگڑ جائے اسکے دل سے
پوچھو تم بے درد کیا جانو بقول میر یار علی جان صاحب شعر جسپہ بیتی ہو وہ کیا جانے؛ سچ ہے بیدرد
[illegible] قزاق ہنسے لیکن تلوارین کھینچکر جا پڑے ساحر بھی گھبرائے ہوئے لڑ رہے ہین لیکن
[illegible] یہ کیا ہوا ہمارے افسر کو کسنے مار لیا انکے سحر سے زمین ہل جاتی ہے کبھی قاسم گرے کبھی
علم شاہ بدحواس ہوئے اہلیان فوج مضطر و پریشان لیکن صاحبقران اسم اعظم پڑھکر ساحرون کو
قتل کر رہے ہین عین گرمی جنگ ہے کہ صحرا سے گرد اڑی زمردشاہ باختری تخت پر سوار پشت پہ فوج
بیشمار جھنڈیار کب خواصی مین دور سے جوانسے صداے ہا ہو سنی جادوگرون کے مرنے کی آواز زمین
آئین کہا تو خداوندگاری تقدیر الٹ گئی صاف معلوم ہوتا ہے رات کو عیاری ہوئی مغرور مارا گیا
مگر ابھی ساحر موجود ہین جلد چلکر شریک ہو جیے ساحرون کو لڑوائیے کیا عجب ہے فتح نصیب ہو

لقا نے وہین سے نعرہ کیا اے ساحرو نہ گھبراؤ قدرت اسکو پہنچے تو سے ہزار برس پیشتر تقدیر کی تختی کا مغرور
کو مغرور تھا اسکا جہنم مین پہنچین گے تمھارے ہاتھ سے زائی فتح کرادینگے یہ کہکے کل فوج کو حکم دیا ہان
مارو حمزہ کو مار لو ساحروں نے جو لقا کو دیکھا یا تو جمال کے مشتاق تھے یا صورت نحس کو دیکھکر ہنسنے لگے
ایک نے کہا یہ تو پرانا بچہ ہی ایک نے کہا غول بیابان وقت درسوائی ہی ایک نے کہا بھائی یہ شال ہمکو
بہت بھائی ہی قد اسکا سا لکو کا ستھا ہی ایک نے کہا آ تو کا بچھا ہی پھبتیان لقا پر ہونے لگین لیکن لشکر
لقا بجد و بے انتہا بھگلیے سبحان و باختر کے اول گیدڑ بھبکیان بہت بتاتے ہین بڑے زور و شور سے
آتے ہین یہ بھی دیکھا کہ ساحر معین و مددگار ہین اہل اسلام چند سردار ہین علم شاہ و قاسم سحر ساحران
سے بیکار اس حال زار مین مصروف کارزار صاحبقران آمد فوج لقا دیکھکر پریشان ہوئے ممتاز
کوہی سے کہا اے برادر اب بلوہ عظیم ہی خدا شر سے انکی ہم سبھون کو بچائے علم شاہ و قاسم زخمی
ہو چلے ہین ساتھ والے لڑ رہے ہین اس بلوے کو خدا سنبھالے یہ فرما کر پشت اشقر پر بیٹھی جبالی
دریا سے فوج مین غوطہ لگا کر ملاحظہ کیا ایک جانب ممتاز کوہی گھر گیا بہرام پہلا کھون جا پڑے مقبل
زخمدار علم شاہ و قاسم سحر ساحران سے مضطر و بیقرار صاحبقران کبھی اسم اعظم پڑھتے ہین علم شاہ و
قاسم کو بچاتے ہین تلوار کھینچکر سمت لشکر لقا جاتے ہین اس کشاکش مین صاحبقران بھی زخمی ہوئے
عالم یاس مین طرف آسمان کے دیکھا علم شاہ و قاسم نوجوان کے واسطے بیقراری مین بے اختیار پکار اٹھے نظم

تو اے رفیع مکانی کہ ساکنان فلک	بر آستان تو دارند میل دربانی
کہ حال خستہ دلان را تو خوب میدانی	چہ احتیاج بہ پیش تو حال دل گفتن

زبسکہ صاحبقران نے دعا کی ادھر سے گرد اڑی دیکھا بادشاہ جہجاہ
مع لشکر و سپاہ ایک جانب تاجداران جلیل ایک جانب سردار زخمدار لیکن ہمراہ شہنشاہ گیتی ستان چلے
آتے ہین بادشاہ نے جو یہ بلوہ دیکھا مرکب خنگ سیاہ قیطاس کو بڑھایا نعرہ کیا فوج لقا پر جا پڑے
لندھور و مالک و جمہور جہان سونڈطوس بہادر شہنشاہ تبرزن و رستم سرزمین مغرب
فرامرز عاد سغرلی ایک جانب سے نور الدہر بن بدیع الزمان و داراب کشورکشا و صفدر و
صف شکن شاہزادہ ہاشم تیغ زن و خورشید بن ہاشم و شاہزادہ اسفندیار شاہ گیلانی
دجوگان بن حمزہ و شاہزادہ شیر افگن فرزندان حمزہ صف شکن تلوارین کھینچکر لشکر لقا پر
جا پڑے ادھر لقا نے دانت نکال نکال کے پکار اکہا بندگان من دیدی قدرت مرا من چہ تقدیر کردم

کشتی شراب کا بند سے چل
ہر چیز نگاہ مین ہری ہو
صہبا کے سبو سے رنگ نکلے
برسات کا آگیا ہی موسم
بادل سے فلک ہی بادلہ پوش
خنجر بدوش ابر ہی برق
ہر رگ ابر تر ہی فصاد
ہر سمت لپک رہا ہی گوندا
اشجار کھڑی لگا رہے ہین
گردون پل قلزم زمین ہی
پھل تیغ دو دم کے [illegible]
قطرے سے یم روان [illegible]
فوارے [illegible]
خشکی کہین نام کو نہین ہی
ہر مرغ آبی سینے مین سرخاب
بارش کا ہوا ہی طول قصہ
آتی نہین دھوپ کہین چھاؤن
سورج کا پتہ نہین جہان مین
گر ہی بھی تو سایہ پیرہن ہی
زینت تو نہین بنا سپہر کی
منہ کے سوا کہین نہین ہی
ہی مطلع مہر مطلع ابر
گمراہیون کا منتظر زمانہ ہی

کیفیت سحر ایاغ دکھلائے
شیشے کو کدو سے ہمسری ہو
طوطی مرغ کباب بنجائے
عالم مین بہار کا ہی عالم
گھنگھور گھٹائین چھا رہی ہین
بجلی پہ گوش ابر ہی برق
کالے بادل گرج رہے ہین
پیمانہ ابر تر ہی اوندھا
تلوار کا باڑھ پر ہے پانی
ساحل کا کہین نشان نہین ہی
دریاؤن کے پاٹ بڑھ گئے ہین
دریا کا حباب پر گمان ہی
سو چین گرداب ہین نظر مین
پانی کے لیے فلک زمین ہی
مینڈے پانی مین چل رہے ہین
خشکی ہی جہان مین ایک حصہ
کھلتا نہین چاندنی کہان ہی
گر ہی تو شراب کی دکان مین
حیرت ہی کہ ماہ شب کہان ہی
رونق تو نہین سنا ہی سر کی
چمکا کرتی ہی روز و شب برق
عاشق کو کیا جنون نے بے صبر
سبزے سے رخ صنم زمین ہی

نشہ یہ مجھے سبز باغ دکھلائے
خم سے مے سبز رنگ نکلے
طاؤس لب شراب بنجائے
ہی ابر بہار پر سر جوش
زلفون کا سمان دکھا رہی ہین
جنبش کا بیے ہی نشتر باد
نقارۂ ابر بج رہے ہین
بادل جو چھڑی لگا رہے ہین
باغون مین کمر کمر ہے پانی
تا سنج و کدو کنول بنے ہین
گردون پہ حباب چڑھ گئے ہین
اس درجہ ہی آب کی روانی
کشتی کی طرح ہین پل بھنور مین
ہین بلبل و کبک ماہی آب
مینڈے کی طرح اچھل رہے ہین
رکھتی نہین خاک پر ہوا پانون
غائب ہی کہ عرش پر مکان ہی
گم دہر مین مہر کی کرن ہی
کیا جام شراب ارغوان ہی
لوگون کو یہ دھوپ پر یقین ہی
باقی نہین صبح و شام مین فرق
ہر چیز ہری نگاہ مین ہی
ہر سو فرش زمردین ہی

شاخ مرجان چمن کی ہی شاخ
ہر حوض مین سبز مچھلیان ہین
رخ پر خط یار سے نکلا
دل پھولون کے مثل پان ہرے ہین
ہر بیل انگور کی رسن ہی
غنچے شاخون پہ جھولتے ہین
عشاق کو صبر کی نہین تاب
پردے آنکھون کے پھٹ گئے ہین
لاکھوں ابر ہین ایک چشم تر مین
آنکھون مین سات سات دریا
بجلی کی کڑک سر آہ مین ہی
ممکن نہین رنگ ابر جم جائے
مضمون سے بہائے خوب دریا
برسات کا دونگڑا ہوا گرد

شاخ نرگس ہرن کی ہی شاخ
سبزے کو ہوا جو دی نمو نے
دریا مین سوار ہنکے نکلا
کوئل کو کی تپ پیہے بولے
تختہ ہر تختہ چمن ہی
سرخاب ملار گا رہے ہین
چشمون کی طرح ہی چشم پر آب
کی بارش ابر نے جنرا ابی
ہین سیکڑون بجلیان جگر مین
بھٹا نہین ابر اشکباری
برسات انکی نگاہ مین ہی
بس اے افق جنس لب کر
کوزے مین سمائے خوب دریا
اشعار نے وہ ترٹپ دکھائی

ہم صورت خضر باغبان ہین
دکھلائے بہار کے نمو نے
زخم دل عاشقان ہرے ہین
بلبل کو شجر بنے ہنڈولے
گل مارے خوشی کے پھولتے ہین
گردون تک پینگ جا رہے ہین
رو نے پر ایسے ٹوٹ گئے ہین
مردم بنے مرد بان آبی
اشکون سے ہوئے ہین ات دریا
گرتی نہین برق بیقراری
کیا بات جو سیل اشک تھم جائے
نیسان قلم کھلے برس کر
رخ ابر کا فکر نے کیا زرد
بجلی نادم ہوئی لجائی

بہار وہ حسینان گلبدن وگلعذاران غنچہ دہن غنچہ انجمن ساسعان مین یون نغمہ سرا ہین شعر سخن سنج وہ گوہر
دریاے ہوش ہچنین بخت گو سرداران گوش ہے جبکہ افراسیاب جادو نے لوح طلسمی سے فراغت پائی
ایک ایک سے کہتا پھرتا ہی کہ لوح طلسمی مین نے توڑ ڈالی ٹکڑے اسکے دریاے قلزم مین پھینکدیے مچھلیان اُس
گوہر بے بہا کو نگل گئی ہونگی اب اُسکی ماہیت سے کون آگاہ ہو سکتا ہی حال کیا ہی ہے سبکو حقیقت نہین
کون ایسا نہنگ دریاے جرأت ہوگا کہ اپنی جان سے تا بہ دریاے قلزم پہونچے اگر دستیاب بھی ہو تو کسکا مرگی
کیا طاقت ہی کہ جو لوح کو تلاش کرے حضرت جادو کو حکم ہوا مقابلہ مسلمانان مین لشکر جا کر آثار دیا بد دولتی بھی
کسی سردار زبردست کو برائے تنبیہ ملکہ مہرخ وغیرہ روانہ کرینگے یا خود آگے لیکر اپنے نام پر طبل جنگی بجوا مین گے اکدم
مین سبکا خاتمہ کرونگا یہان تمام اہل اسلام باغ زیور محل نشین سے فرصت پا کر آئے ہین بارگاہ
مین سامان عیش و نشاط ہوگا صاحبقران کو بہت بھاری خلعت ملا آپس مین صلاحین ہو رہی ہین

کہ اب لوح کی کیا تدبیر ہو برق نے خبر دی حیرت جادو نے سر دربار مجمل بمقدمہ لوح یہ مجملا بیان کیا باغبان
قدرت نے یہ فرمایا افراسیاب کو سودا ہوا ہے لوح کو کوئی توڑ سکتا ہے لیکن ہاں یہ خوب ثابت ہوا کہ گوکہ
مقام محفوظ پر لوح کو اسنے رکھا رسائی ہماری دشوار ہوگی لیکن بقوت الٰہی وتائید فیض نامتناہی لوح
طلسمی دستیاب ہوگی لیکن حقیقت میں خواجہ عمرو نے جو کار نمایاں کیے یعنی بشکل حیرت جادو حال لوح
طلسمی افراسیاب سے پوچھا اب افراسیاب ایسا دھوکا نہ کھائے گا اپنے ہمزاد سے بھی حال لوح طلسمی
نہ لیگا خواجہ عمرو نے اسد کو مطمئن کیا کہا بیٹا نہ گھبراؤ اپنا حال دل یاد کرو کہ تم بارہ ہزار قزاق لیکر سحر
طلسم ہوش ربا پر چڑھ آئے وہ جوانان صف شکن بھی تھے راہ میں چھوٹے یکہ و تنہا تا بشہر نارپسان پہونچے اکیلے ہی
صحرائے حیرت میں قید ہوئے اب اسوقت عنایت پروردگار سے پچاس ملک بلکہ اس سے کچھ زیادہ ہمارے
قبضہ قدرت میں ہیں فوج بیشمار سرداران نامدار ارکین طلسم ہوش ربا تمہارے شریک ہوئے اسقدر عظم و
شان حاصل ہوا کہ یکایک افراسیاب بھی نہیں مٹا سکتا وہ مالک بے نیاز ربکارساز یہ بھی سامان مہیا
کردیگا دامن مراد گلہائے آرزو سے بھر دیگا یہاں تو یہ ذکر ہوا اسد غازی کو جو بیقرار دیکھا سرداران نامی
نے تسکین دی لیکن حیرت جادو اگر داخل بارگاہ ہوئی مصور جادو نے حیرت سے کہا ہمارے نام
طبل جنگی بجواؤ تصویریں تیار کرتا ہوں ایک ہی دن میں سب کا خاتمہ کردونگا حیرت جادو نے کہا تم جو تشریف
اب باعث برکت صحبت ہیں سامری جمشید کے نواسے دشمنوں کے خون کے پیاسے صرف آپکی دعا کافی
ہے شہنشاہ فرما چکے ہیں کہ مقابلہ بہرح وغیرہ میں اترو ابھی طبل جنگ نے بجوانا کسی ساحر زبردست کو روانہ
کرینگے وہ ایکدن میں سبکو گرفتار کر لیگا نمک حرام غلاموں کی کیا حقیقت ہے بحکم سامری جمشید سبکو کچھ
ابھی اشارہ کروں طنابین آسمان کی زمین پر کھینچ دوں دیکھا تمنے کسطرح امید حصول لوح کی تھی یہاں تک
جمشید نے سامان دکھایا مکار جادو لوح لیکر آیا اب شہنشاہ نے دریا میں پھکوادیا اب میاں طلسم کشا بیکار ہیں
یہ ذکر تھا کہ آسمان پر برق چمکی ایک ساحرہ حسین آکر پہونچی ملکہ حیرت کو سلام کیا عرضی صنعت سحر ساز کی
ہاتھوں پر رکھکر پیش کی حیرت نے کھولکر پڑھا ملکہ صنعت سحر ساز نے بعد القاب شاہانہ تحریر کیا ہے اے خاتون
محل شہنشاہ اے زینت پہلوے عالیجاہ واضح ہو کہ کنیزوں نے کئی مرتبہ مسلمانوں سے لڑنے کا ارادہ کیا
جیسے جیسے سحر تیار ہوئے آپکو معلوم ہیں یہ بھی ظاہر ہو کہ ہاتھ سے عیاران اسلام کے میں نے بڑے بڑے رنج
اٹھائے اب اس کنیز نے حال لوح بخوبی دریافت کیا کہ شہنشاہ نے لوح طلسمی کو خاک میں ملا دیا میں تیاری

سحر میں مصروف ہوں مرگھٹ پر بشفقت تمام ایک قصر سحر بنایا ہے تین کوس تک حصار کر دیا ہے بدون حکم ہمارے
کوئی تا بہ قصر سحر نہ جا سکے چند باتیں ابھی باقی ہیں اندر اسی ہفتے کے حاضر ہو کر طبل جنگی بجواؤنگی جو جنگ
میں نے تجویز کیا ہے اسطور سے مقابلہ کرونگی حضور ملاحظہ فرماوینگی عیار مکار خدا ہر دم بھی کنیز کا نہ کچھ بگاڑ سکیگا
جو کچھ ساماں ہوگا پیش نظر اقدس ہوگا یہ کنیز خیر خواہ عرض رساں ہے کہ ایک ہفتہ لڑائی موقوف رہے طبل جنگی
نہ بجوا لیئے شہنشاہ سے بھی عرض کر چکی فرمان شہنشاہ بنام اس خیر خواہ قدیم کے آگیا کہ تمھین اختیار ہے پس
حضور سے بھی اطلاع کی ایک ہفتہ صحبت عیش و جشن مہیا رہے بعد ایک ہفتہ کے کل باغیوں کو مار
ڈالونگی بی بہار وغیرہ کا مزاج پوچھونگی حیرت جادو عرضی صنعت کی پڑھکر پھول گئی کہا مرشد زادے سماعت
فرمایا ہماری قوت بازو زینت پہلو ساحران ہوش ربا میں سرفراز ملکہ صنعت سحر ساز دل و جان سے
مصروف ہوئی سحر سامری مرگھٹ پر جھٹ پٹ تیار کر لیا قصر عالی بنایا اب قصور نہ کریگی حالات صنعت سے
ہم بخوبی آگاہ ہیں مقبول بارگاہ سامری و جمشید رازدار شہنشاہ ہوش ربا اسم باسمی سحر میں مثیل و یکتا
نقارے خوشی کے بجنے لگے برق لشکر میں بصورت ساحر موجود تھا نقارے جو خوشی کے بجے ایک ساحر
سے پوچھا اسوقت باعث خوشی کا کیا ہے اُسنے بیان کیا کہ نامہ ملکہ صنعت کا آیا ہے اسی ہفتے کے اندر اگر
مقابلہ کریگی وہ ترکیب کی ہے کہ عیار اُس تک نہ پہونچ سکینگے یہ خبر وحشت اثر سنکر برق فرنگی بارگاہ مہرخ
میں آیا تمام کیفیت سامنے خواجہ عمرو کے بیان کی خواجہ عمرو کرسی پر جلوہ فرما تھے کہا اب سمجھا ان باتوں
کی کیا فکر ہے مجھسے کسنے کہا تھا کہ تو یہ خبر لیکر آ محفل عیش و راحت میں غم کا ذکر کیا جب حرافزادی آئیگی دیکھا
جائیگا یہ تو بخوبی ظاہر ہے لشکا میں جو سب سے چھوٹا وہ بھی باون گز کا بلکہ صنعت ہم بخوبی اُس سے
ماہر ہیں وہ بھی اس حقیر پر غلام کو خوب پہچانتی ہیں کئی مرتبہ شکنجے میں کیا بچ گئیں انکی حرافزادی کو مارینگے
خبردار تو ایسی واہیات خبر لیکر نہ آنا یہ فرما کر حکم دیا اسکی گردن میں ہاتھ دو برق کو ہمارے سامنے سے ہٹاؤ برق
نے کہا اُستاد ہم خود ہی جاتے ہیں آپ کیوں غصہ فرماتے ہیں ملکہ مہرخ نے برق کو اشارہ کیا اسوقت باہر
چلے جاؤ اُستاد نشے میں ہیں برق نے خود ملکہ بہار سے کہا اُستاد کی بات کا کیا اعتبار عیاری وغیرہ تو
کچھ ہو نہیں سکتی باتیں بناتے ہیں عمرو نے یہ سن لیا کہا کیوں بے ہم بڈھے ہو گئے یہ کہکر کوڑا لیکے اٹھے
برق تڑپ کے بھاگا مہرخ نے خواجہ کا ہاتھ تھام لیا کہ اُستاد جانے دیجیے آپکا شاگرد ہے بیہودہ بکتا ہے برق تو
ٹہلتا ہوا بیرون لشکر آ کر ادھر ادھر دیکھا سامنے سے مہتر چالاک بن عمرو آتا ہے چالاک نے برق کو دیکھا

کیون بہت صاحب اسوقت کس فکر مین گرفتار ہو برق نے کہا اے مہتر دلالہ اُستاد کی عقل مین فتور آگیا ہر وقت
غصے مین رہتے ہین صنعت سحر سیار کرلی صبح و شام مین آیا جاتی ہی اُسکی فکر واجب و لازم ہی اُستاد جانے
یا مین ہم ملکہ حرا فزادی کو مارین چالاک نے کہا بھائی برق قبلہ و کعبہ کی باتون کا خیال نکرو اُنکا نام ہو گیا ہی بیچے
باتین بنایا کرتے ہین لوگ کہ عیاری ہو تو کیفیت کھلے آپنے دو صنعت حرافزادی کو ہم تم صلاح کرکے مار لیتے
قبلہ و کعبہ سے کیا ہوتا ہی اسد غازی اُنکے فرزند ہین یہان بات خوب بنی ہوئی ہی ہم دو ٹھول
ٹکے مین اوچی دوکان پھیکا پکوان اِن دونون نے آپسمین صلاح کی جانسوز آئے اُنھون نے کہا بھائی
ہم بھی تمھارے شریک ہین کہ ضرغام بھی آئے چارون ملکر صلاح کرنے لگے کہ جنگل سے تیر کے دوڑنے کی آواز آئی
دیکھا صاحب بندگان مہتر قران تشریف لاتے ہین قران نے چالاک و برق و جانسوز و ضرغام کو
دیکھا ہنس ہنس کے صلاحین کر رہے ہین قران کو سب نے سلام کیا قران نے پوچھا آج کیا صلاح ہو رہی ہی
برق نے کہا خلیفہ صاحب ہماری خبر لیجئے گا اُستاد بھی یاد کرین کہ برق نے کیا کار نمایان کیا وہ شہزادے
چالاک کو ساتھ لینگے صنعت سے کے جی چھڑا دینگے قران نے برق کا کان لیا کہا کیون بے اُستاد کو تو
ایسا سمجھا ہی عمر بھر ایڑیان رگڑ کے مرجاؤ گے مثل خواجہ عمرو کے ایک عیاری نکر سکو گے کیا باغ زمرد محل نشین
مین کیا کام کیا عیاری نہ تھی کرامات دکھائی برق و چالاک نے منہ پھلا لیا کہا جی ہان ہوگا قران نے
کہا بھائی مین تمھاری شرکت نہین کرونگا برق نے کہا آپ کو شریک کون کرتا ہی قران ہنستے ہوئے
طرف بارگاہ مہرخ کے چلے یہان ملکہ مہجبین نے حکم دیا وقت آخر ہو دن تھوڑا باقی ہی سائبان زربفتی بیرون بارگاہ
آراستہ ہو سب صاحب چلکر وہان تشریف رکھین بموجب ارشاد فیض بنیاد ملکہ عالم سائبان زربفتی کھنچا
تخت پر ملکہ مہجبین گرد سرداران عالی قدر ساحران نامدار ملکہ مہرخ و بہار و ملکہ سرخ موے کاکل کشا و ملکہ یاقوت
سحر انگیز وغیرہ آگے پیچھے رنگل شوکت پر شہسوار عرصہ یکتازی اسد بن کرب غازی پہلو مین شاہزادہ صندلان
صندلی پوش عاشق جمال صندلان ملکہ کو سجاد و ایک جانب محل نشین شوہر اسکا لاہوت جادو چھپا ساحران
نامدار نگلمہاے زرین پر تمکین منتظم لشکر اسلام صاحب شوکت و لیاقت باغبان قدرت سامنے تخت شہنشاہی
کے حاضر ہی یہ خبر حیرت کو پہونچی کہ بیرون بارگاہ مہجبین نے لشکر آراستہ کیا ہی یہ بھی باہر نکل آئی تخت
یاقوتی آراستہ ہوا بصد شوکت و صولت تخت پر آکے بیٹھی کل وزرا امرا نے چار جانب سے آکے گھیر لیا
دور امیر دارون کا بندھا حکم دیا ناچ شروع ہوا رقاصان پری طلعت روبروے تخت حیرت آکر ناچین

یار نے رنگین نشے مین شراب کے حیرت جادو اُسکا حسن عابد کش زاہد فریب چہرہ رشک آفتاب خیرو نایاب باتون مین شوخی آتش رخسار کی گرمی سب سردار۔ نگاہ حیرت جمال حیرت کو دیکھ رہے ہین پانچون عیار بچیان بانہائے عیاری سے آراستہ مثل حواس خمسہ خدمت مین حاضر ہین پانچون عاشق مزاج شوخ و شنگ اپنے اپنے حسن پر نازان طرز معشوقی مین سرفراز حیرت نے رقاصہ کو اشارہ کیا کوئی غزل معقول گا اُس بت طناز سیمین گل اندام نے گنگنا کے یہ غزل عاشقانہ مومن دہلوی کی شروع کی غزل

ٹھانی تھی دل مین اب نہ ملینگے کسی سے ہم
پر کیا کرین کہ ہو گئے ناچار جی سے ہم

ہنستے جو دیکھتے ہین کسی کو کسی سے ہم
منہ دیکھ دیکھ روتے ہین کس بیکسی سے ہم

مجھسے نہ بولو تم اسے کیا کہتے ہین بھلا
انصاف کیجے پوچھتے ہین آپ ہی سے ہم

اُس کو مین جا ملینگے مددلے ہجوم شوق
آج اور زور کرتے ہین بے طاقتی سے ہم

صاحب نے اُس غلام کو آزاد کر دیا
لو بندگی کہ چھوٹ گئے بندگی سے ہم

بے روئے مثل ابر نہ نکلا غبار دل
کہتے تھے اُنکو برق تبسم ہنسی سے ہم

منہ دیکھنے سے پہلے نہ کس دن وہ صاف تھا
بیوجہ کیون غبار رکھین آرسی سے ہم

لے نام آرزو کا کہ دل سے نکال لین
مومن نہون جو ربط رکھین بدعتی سے ہم

حیرت جادو نے مسکرا کر کہا کوئی غزل زیب النسا مخفی کی سنا صاحبان عصمت و عفت شاہزادیان اُس پری طلعت کے کلام کو بہت پسند فرماتی ہین گانیوالی تعلیم یافتہ صحبت حیرت پڑھی لکھی ہاتھ بڑھا کے غزل مخفی صفت حسن و جمال مین شروع کی ہاتھ بڑھا بڑھا کے بتانے لگی بالحان اس غزل کو گانے لگی

غزل زیب النسا مخفی

شدی در ملک خوبی صاحب تاج
رسیده پایۂ حسنت بمعراج
اگر خالی خراج حسن گیری
ز اقلیم بدن میگیر خراج
ز طوفان سرشک دیدۂ مخفی

بہ پابوس تو خوبان جملہ محتاج
بہ زلف تو بازلف پریشان
بہ بست یوسف مصری دہ باج
بخون بے گناہان ہمچو کم کن
شد آخر دامن سبزہ میّاج

بدست کس نیامد چین زلفت
متاع کفر و دین تا کرد تاراج
اگر پابند عشقت دل نے بود
بکن روشن چراغ حکم محتاج
ان اشعار کو پڑھکر داستان حیرت کا

مقام سنکے چھپنے لگی اسطور سے بتایا کہ اے اہالیان محفل جدھر میں شیخ حقیقت مین حسن و جمال پر حیرت کے دیکھنے وا

زلفین لگانیوالی کا زخمین عنبرین حیرت کی جانب اشارہ کرکے پریشانی ثابت کرنا سر جھکا کے ٹھنڈی چالین
بھرنا محفل مین ہمدلسے آہ یا واہ بلند ہوئی صرصر صبا رفتار سے کہتی ہے حقیقت مین اس وقت یگانیوالی
کمال رکھتی ہے لیکن اس لگوڑے ساباں زادے کا گانا ایسا ایسا سنا ہے کہ کسی کا اب گانا پسند
نہین آتا ڈی بجا کے کلیجہ نکال لیتا ہے وہان بھی بیرون بارگاہ جلسہ ہے بڑی صحبت ہے بچکر سے آئے
ہین یقین ہے عمرو سے فرمایش ہو سب عمرو کے گانے کے مشتاق ہین شاید لگوڑا ڈی بجاسے چلو تو اصبا تما
وان کا بھی جلسہ دیکھ آئین صبا رفتار نے کہا ہر رنگ مین لگوڑے عیار ہمکو تمکو پہچان لیتے ہین
ایسی لگوڑے باتین بناتے ہین طبیعت پریشان ہوتی ہے ابھی راہ مین مجھکو مہتر قران ملگیا تھا ہاے
واے کرنے لگا بوا مین نے چاہا کہ کھینچکر جا پڑون وہ لگوڑا خود ہی سر جھکا کے دیتا تھا لیکن حقیقت
مین بڑا جری بہادر عیار ہے اسکے قدم سے نام عیاری روشن ہے بڑے بڑے ساحرون کو آن
مارا کس قیامت کا بندہ چلتا ہے صرصر نے کہا سب کچھ ہے لیکن عمرو کا شاگرد ہے باغ زلو محل نشین
ہین میاں قران عمرو کو نہ پہچان سکے چت پٹ ہوگئے صبا رفتار نے کہا آپس مین کہی بری
ہوگی شمیمہ نقب زن تڑپ کر آگے بڑھی اسنے کہا حضور خفا نہون تو مین عرض کرون جسکا عیاری
نام ہے وہ برق فرنگی کا کام ہے نام عمرو کا روشن کرتا ہے مثل مشہور ہے لڑے سپاہ نام افسر کا سیان عمرو کو بنا کے
ٹھعادو یا شترارہ سنگ انداز بھڑک کر بولی بہتر ضرغام شیردل عیار طلسم کشا صاحب شرم و حیا بے مثل و
بے نظیر طرار فرار خنجر گذار لیث بڑے بڑے کام کرتا ہے شاہین چنگل آشنا ہنس پڑی کہا ہم جو جانسوز ہین
قران عجب عیار نامدار ہے اپنے اپنے عاشقون کی تعریفین کر رہی ہین صرصر نے منھ پھیر لیا کہا یہ سب عمرو
کے بنائے ہوئے ہین تمام عالم مین مشہور ہے ایک لاکھ چوراسی ہزار پیک بچہ خواجہ عمرو کا خدمتگار ہے
ایسا کون نامی و نامدار ہے یہ باتین حیرت نے سنین کہا بوا صرصر کیا تکرار ہے کہا حضور عیارون کا ذکر تھا مین نے
یہ کہا کہ عمرو سب کا استاد ہے یہ سب صاحب اور کچھ فرماتی ہین شاید ایسا ہی ہو مجھے کیا کام حیرت
نے مسکرا کے کہا عمرو کا نام دم سے چالاک کے روشن ہے بڑا عیار یکہ فن ہے اسی طرح کے ذکر محفل مین
درپیش ہین کہ یکایک آسمان سے لکا ابر سفید پیدا ہوا رعد کی گرج برق کی تڑپ نہایت تکلف سے چرخ
کرتا ہوا قریب لشکر حیرت آکر سویا حیرت نے سر اٹھا کر دیکھا فرمایا شاید کوئی سردار زبردست آتا ہے ابر
شق ہوا ہزارون برقین ٹوٹ کر زمین پر گرین وہ خوشبو آئی کہ دماغ جان معطر ہوگیا ملکہ حیرت کی نگاہ پڑی

عمارتیں بھی جابجا بصورت میدل حاضر ہیں دیکھا کئی ہزار کنیزان زرین پوش اپنے اپنے حسن میں یکتا ایک ایک گلعذار ماہ رخسار تخت یاقوت احمر پر ایک شاہزادی شکل ستارۂ سحری زیور میں ہوا لینگے لدی پہندی چہرہ ماہ تابان پیشانی نور آگین حسین مہ جبین بوٹا سا قد مدھیان گلے کا ہار سرو گلزار سے قد زیبا کو کیا نسبت الف وہ ایک آزاد کردۂ باغ حسن و خوبی پھولون کی رنگت روبروے عارض انور اڑی جاتی ہے جسم میں نکہتی بو خوشبوے مشک و عنبر شرماتی ہے زلف رسا تا کمر کاکلین چہرے پر آراستہ جنبر ناگنیون کا دھوکا جبہ اسکے رخ انور پر یعنی نور ظلمت کا نقشہ معلوم ہوا بوے زلف عنبر سے سارا میدان لبا ہوا عطر آگین مشک بیز سلسیل معنبر معطر بہ قول شاعر غزل

در صفت زلف عنبر بین

میں دیکھ کر یہ طول نہ کیون ہون فداے زلف
جز ابتدا نظر میں نہیں انتہاے زلف

حسرت ہی رہ گئی دل عاشق میں ہاے ہاے
شانہ نے کچھ بیان نہ کیا ماجراے زلف

یارب دراز ہو شب ہجران سے بھی زیاد
رہتی ہے یہ دعا مرے لب پر براے زلف

عاشق کے دل کو فکر دوئی سے نہیں فراغ
شانہ بھی سر لگائے ہوئے ہے قفاے زلف

عاشق کو دیکھ دیکھ کے ہوتا ہے پیچ و تاب
ثابت نہیں کسی کو ہے کیا مدعاے زلف

بختا جو بیقراری خاطر نے انتشار
ہم کہتے کہتے بھول گئے ماجراے زلف

میری بھی داستان کو اسی طرح طول ہے
جس طرح ہے دراز ترا ماجراے زلف

دیتا ہون اپنی جان اگر کیجے قبول
رکھتا ہون اور کیا جو تمھین دون بہاے زلف

پائی تمھارے سر پہ جگہ واہ رے نصیب
کیا ان دنون ہے اوج پہ بخت رساے زلف

اللہ رے ضبط عاشق بیچارہ مر گیا
اتنا بھی اسکے منھ سے نہ نکلا کہ ہاے زلف

تنگ ہے ہجوم شوق بھی ہے قہر اے نسیم
کیا کیا بلائین سہتے ہیں ہر شب براے زلف

زلفون کے پیچ و تاب ابروے خمدار رشک ہلال شب عید ہیں نزدیک طبع روشندلان یہ شاالعین بین خنجر کیون کلیجے پر زخم کھاؤن یا تیغ اصفہانی موے ابرو جوہر ہیں دندان درج دہان میں رشک گوہر ہیں لبون سے معجز نمائی ظاہر آب چاہ ذقن طیب و طاہر نزاکت میں بینظیر وہ حور پیکر پریوش تخت سے اتری ملکہ حیرت جادو کو تسلیم کی ملکہ حیرت نے ہاتھ پھیلا دیے سینے سے لگا کر فرمایا اے ملکہ حسین سحر ساز صاحب کرشمہ و ناز کیونکر آنے کا اتفاق ہوا عرض کی کنیز نے سنا کہ آج کل حضور کو بڑے ملال میں

بی بہار دخترہ کے بڑے جاہ و جلال مین سر پیٹنے کی جگہ ہی حضور دنیا کا خون سفید ہی بہتیرے معلوم آپ نے
عجیب ہی بی بہار آپ کی دشمن ہو مین سنتی ہون کہ ملک سے آج بدلگیا لیجیے پر بڑی بڑی افتادین پڑین بی بہار
صاحب طلسم کشا کو سے ہو گئین ذرا مجھسے تو بیان کیجیے کیا سحر کے گزرے ملکہ نے اپنے پہلو مین کرسی رکھوا
دی کہا بی بی تم یہ حال سنکر کیا کروگی سب انتظام ہو چکے دشمنونکی جان کر خوب دیکھ چکے اب ان سب کا بلا ازل
ہوا چاہتی ہی تمھاری مادر مہربان ساحران طلسم ہوش ربا مین ممتاز ملکہ صنعت سحر ساز جاکر گنبد بلوری
مین قصر سحر بنا کے حصار تیار کیے اب انکا نامہ آیا قسم دے کر لکھا ہی کہ اب آپ طبل جنگ نہ بجوائیے مین امداد کو پہنچی
کے آئی ہون باغیون کو مزا چکھا دونگی مثل باد خزان آپ آکے گرد نگی حسین نے کہا مادر مہربان کئی مرتبہ
زندگی مین یا پہلے ہی مرتبہ قصد کیا ہی حیرت نے ہاتھ کوٹ لیا کہا بی بی کیا کہون نگوڑے عیارون نے ناک
مین دم کیا ہی ملکہ صنعت نے بڑے بڑے سحر کیے سب سردار عاجز ہوے کوئی انکے سحر کو نہ روک سکا کوکب
نے اپنے سردار بھیجے لیکن عیارون نے ایسا ستایا ہر مرتبہ ملکہ نے ملال اٹھایا اب اسی واسطے انھون
نے یہ تدبیر کی ہی کہ عیار مجھ تک نہ آسکین سردارون کا گرفتار کرنا کتنی بڑی بات ہی حسین نے عرض کی آپ
والدہ کی تکلیف کی کچھ ضرورت نہین ہی حضور میرے نام پر طبل جنگی بجوائین مین سب سے سمجھ لونگی سب سے
زیادہ مجھے بی بہار صاحب کا خیال ہی میرے طور کے جو اختیار کیے ہین بہت بھول گئی ہین باغ بنانی
ہین یہ تو سحر ہمارا ایجاد کردہ ہی ہمارے باغ چلکر دیکھیے کیسے گلہاے رنگا رنگ نخلہاے سایہ دار درختہا
لطیف عندلیبان خوش لحن تمام باغ پر بہار عروس چمن سے بناؤ جوانان گلشن سے نکھار ایک ایک چمن بے نظیر
گل مہتاب سنگ ماہ منیر نرگس شہلا آنکھ دکھاتی ہی چشم معشوق شرماتی ہی شراب شبنم سے دور صبا کی مستانہ
چال ہر نخل سر سبزی سے نہال بی بہار ایسے سحر کیا جانتی ہین کبھی کوئی باغ بجز ان بنایا کسی کو رنگ شعبدہ
دکھایا حیرت نے کہا بی بی تم میری وزیرزادی کی صاحبزادی ہو کیا تمکو جھوٹا کرون بہار نے ایسے ایسے سحر
کیے ہزارون کے قلب الٹ دیے سیکڑون نے اپنے گلے کاٹ ڈالے مرشد زادے ہمارے مصور جادو
مثل تصویر خاموش تھے اشعار عاشقانہ پڑھتے تھے جان دینے پر راضی اگر افراسیاب آتا تڑپ کے مر جاتے
حسین نے مسکرا کر جواب دیا ہان حضور سنا ہی ہین وہ بڑی پرفن ہین میدان کارزار مین کیفیت کھلیگی
جو زخم ملا سے دون نور صنعت فزا ایسے کہ تنگ کے جنوا دون بھائی کو بھائی سے لڑوا دون آخر حیرت نے کہا بی بی
اپنی بارگاہ مین جاکر بیٹھو مین مناسب سمجھونگی تو شام کو طبل جنگی بجوا دونگی حسین یہ سنکر اٹھی اگر حضور شب کو

شب کو طبل جنگی نہ بجوائیں گی تو بہ دن عرض معروض رفت سحر بی بہار کو ٹوکو نگی ملکہ حیرت خاموش ہو رہی
جب حسین جا چکی وزیرزادیوں سے کہا دیکھو صاحبو چھوکری بڑی ضدّن ہے اگر کوئی افتاد پڑے تو بی صنعت
شکایت کریں کہ میری صاحبزادی کو نرد کا وہ اپنے سحر میں بھولی جاتی ہیں بوا بہار سے مقابلہ کرنیکو کہتی ہیں
وزیرزادی نے کہا حضور آپ ایک نامہ بی صنعت کو لکھیے صاف صاف تحریر فرمائیے آپکی صاحبزادی بی
ہمارے مقابلہ کو کہتی ہیں ہمنے لاکھ منع کیا نہیں مانا ہمارے کہنے کو خلاف جانا خوب آگاہ ہو کہ بہار کا لاگ کہ
کسیکو آگے نہیں ٹکا سا کہاں کہاں نہ پڑی نہیں لگا تنکے چنوا دیا اسکا کام ہو رنگ باغ سحر میں اسکا نام ہو پس صاحبزادی کو
لکھ بھیجیے کہ بدون ہماری اطلاع طبل جنگی بجوانے کا ارادہ نہ کریں بی بہار سے نہ لڑیں یا اپنی ماں کی تحریر دیکھکر
بجا ل کرینگی اسقدر نہ غل کرینگی حیرت کو یہ بات پسند آئی اسی مضمون مذکور کا نامہ بنام صنعت لکھ گلشن
اپنی کنیز کو دیا کہا گلشن تجو بی صنعت کو زبانی بھی سمجھا کہ صاحبزادی کو روکیں گلشن نامہ لیکر چلی برق
کھڑا دیکھ رہا تھا گلشن کا پیچھا کیا ٹہلتا ہوا چلا جب گلشن جنگل میں پہونچی برق فرنگی نے روغن عیاری کا
لگا کے صرصر کی شکل بنکر تیار ہوا آگے بڑھکر سایۂ نخل میں ٹھہرا گلشن بھی پہونچی صرصر کو دیکھکر پکارا تو ادھر
کہاں کھڑی ہو برق نے پلٹ کر کہا حضور حال نہ پوچھیے آجکل ہمکو مرنے جینے سے کام ہے عیاروں کی
فکر میں نکلی ہوں تم کہاں چلیں برق نے گلشن کو باتوں میں لگایا جب گلشن نے منہ پھیرا حلقۂ کمند کے
گلے میں ڈالدیے حباب بیہوشی مارا گلشن بیہوش ہو کر گری گلشن کو درۂ کوہ میں ڈالدیا رنگ روغن
عیاری کا لگا کر بصورت گلشن آراستہ ہوا نامہ پاس سے اُسکے لے لیا صنعت کیطرف سے پشت پر جواب
لکھا نور نظر پارۂ جگر طول عمرہ بعد دعاے ترقی حسن جمال ای ماہ فلک جاہ و جلال کہ بعد بکمال حرج افسونگری
اے نیر برج ساحری تمھارا حال بہر طور روشن ہے لیکن بی بی میں قسم کھا چکی ہوں مصروف عیش و نشاط ہو
طبل جنگی نہ بجواؤ ہم آکر اپنے سامنے بہار سے تمھارا مقابلہ کرائینگے بیشک تم بہار پر غالب آؤگی لیکن خبردار جو
لڑنے کا ارادہ نہ کرنا خوب بڑا سا مضمون برق نے لکھا لفظ لفظ سے الفت مادری ٹپکتی تھی اُس کاغذ کو لیکر
جھولی میں رکھا طرف بارگاہ حیرت کے چلا لبا تکلف بصورت گلشن لشکر حیرت میں داخل ہوا ہرچند کھٹکا
ہو کہیں صرصر نہ آجائے لیکن دل سے کہتا ہے کہ سمجھا جائیگا سینہ سپر کرکے بارگاہ حیرت میں آیا حیرت نے
کہا کیوں بی گلشن جلدی پلٹ آئیں برق نے کہا حضور میں بارگاہ تک نہیں گئی جنگل میں تھکا کھیل رہی
تھیں نامہ پڑھکر بہت خفا ہوئیں اسکی الٹی پشت پر لکھ دیا حیرت نے لیکر پڑھا مضمون مسطور مندرج تھا حیرت

بہت خوش ہوئی کہا لو گلشن یہ نامہ جا کر بی حسین کو دو زبانی بھی خوب سمجھا کر بی طبل جنگی بجواؤ گی تو
اماں جان بہت خفا ہونگی برق نے کہا حضور میں بخوبی سمجھا دونگی حیرت نے نامہ دیا برق بصورت
گلشن اٹھلاتا ہوا طرف بارگاہ حسین کے چلا راہ میں سب نے دیکھا گلشن کنیز ملکہ حیرت کی ایک ایک سے
جھگڑتی لڑتی ہوئی جاتی ہے کسی کا منہ چڑھا دیا کسی کے چٹکی کاٹ لی کسی کو انگوٹھا دکھا دیا کسی کو ہنسا دیا کسی کو
رولا دیا دیکھنے والے پھڑکے جاتے ہیں کہ دیکھو حسن پر گلشن کے بہار ہے کیا نازنین قطعدار ہے ملا سے روزنگار ہے
خال سینے پر کیا ابھار ہے برق ایک ایک کو گالیاں دیتا ہوا مست نگاہوں میں کھپے جاتے ہیں گو ٹیڑھے
نظر لگاتے ہیں در گور گھورنے والوں کی آنکھیں ٹیم ہو جائیں نگوڑے بھڑوے ٹٹولتے پھریں اندھے ہو کے
کنوئیں میں گریں حسین سے کنیزوں نے عرض کی بی گلشن آتی ہیں ملکہ حیرت نے شاید آپ کی مادر مہربان کا
نامہ لکھا تھا جواب آ گیا حسین نے کہا آنے دو میں آئی جان سے نہیں ڈرتی کنیزوں نے کہا نہیں حضور
بزرگوں کی بات کا ماننا ضرور ہے گلشن سامنے آئی حسین کو سلام کیا نامہ ہاتھ میں دیا گلشن کو کرسی دی برق
بلا تکلف اکرسی پر بیٹھا کہا اے ملکہ عالم آپ نے اپنی بارگاہ میں کچھ انتظام نہیں کیا ایسا نہ ہو کسی کی صورت بنکے
عیار چلے آئیں دشمنوں کو آنا ہو چکا ہے حسین ہنس پڑی کہا بوا گلشن دیوانی ہوئی ہو یہاں کوئی عیار آ کے
کیا کریگا آئیگا تو جوتیاں کھائیگا اچھا حضور نامہ پڑھیے حال کھل جائیگا حسین نامہ پڑھ کے بہت جھنجلائی کہا
امی جان کو سودا ہوا ہے میں ضرور بہار سے لڑونگی بی حیرت نے مجھے دبا ڈالا میری ماں کا نامہ منگا دیا اب تو
مجھے ضد ہو گئی ضرور مسلمانوں سے مقابلہ کرونگی برق نے کہا آپ کیوں غصہ کرتی ہیں آپکے اختیار ہے جس سے
چاہیے لڑیے کسی کو کیا دخل ہے گانا سنیے حسین نے کہا بوا گلشن مجھے گانا سننے کا بڑا شوق ہے ہماری عشق بالی
کو بلاؤ دیکھو بی گلشن ہماری خواص خاص علم موسیقی میں طاق شہرہ آفاق ہے کنیزیں دوڑیں ایک نازنین
سامنے آئی مسکراتی ہوئی زلفیں عارض پر بل کھا رہی ہیں نازک مزاج ملکہ حسین سے پوچھا کہ کیا حکم ہے
حسین نے کہا بی گلشن کو گانا سناؤ اُسنے اُسی وقت ساز درست کرایا خوب خوب گائی سب نے تعریف کی
لیکن بی گلشن بھولی بھی میں کچھ تعریف نہ کی حسین نے کہا کیوں بی گلشن ہماری خواص کیسی گائی گلشن نے
کہا حضور بے سری ہے حسین کو بہت ناگوار ہوا کہا بی گلشن تم بھی کچھ جانتی ہو گلشن نے کہا حضور ہاں کچھ آتی
ہیں شاید کاٹ کے پایہ کا نادر و ناکسی نہیں آتا خواص نے بھی کہا حضور بی گلشن کا گانا سنیے بڑی ترکیب
ہیں برق تڑپ کے سامنے حسین کے کھڑا ہوا کہا حضور سنیئے گنگنا کے برق نے تان ماری نے لگا بجلی چمکنے لگی اسم

اُترانے لگا ساون گانے لگا کبھی ٹھمریاں گائین کبھی بتانے بتاتے یہ غزل شروع کی غزل

عقل نے الفور یہ دیدارِ صنم نے کھو دی
وصل کی رات شکایات مین ہمنے کھو دی

گھل کے مرجانے کا پھل پایا یہ الفت چشم
کرلیے کشتہ مژگان صنم نے کھو دی

گرد عصیان سے نہین پاک دل دنیا دار
اس نگینے کی جلا نقش درم نے کھو دی

وصل خوش کر نہ سکا چھایا ہے ایسا غم ہجر
تھی جو تریاق کی تاثیر وہ سم نے کھو دی

ایک کاسے پہ کیا عار سے جہان کو ہمان
تھی جو کچھ جام کی توقیر وہ جم نے کھو دی

سوجھتا کچھ نہین رونے کے سوا اب مجکو
روشنی آنکھ کی اس وجہ درم نے کھو دی

صدق و کذب ایک سے شاکی ہین بجا کاذب سے
سچ تو سچ جھوٹ کی بھی قدر قسم نے کھو دی

سیم اور زر کی محبت ہے بتون کی الفت
گوہر دین کی ضیا جبکہ درہم نے کھو دی

اے شباب ایک تو پیری مین بھی راحت پائی
تھی تواضع مین جو تکلیف وہ خم نے کھو دی

کس نے کی جان قبول اُس سے جو کہتا ہے کوئی
ہنس کے کہتا ہے وہ بیباک کہ ہمنے کھو دی

ایسی برق نے جو تانین لگائین حسین نے موتیون کا مالا اُتار کر دیا کہا اے گلشن کیا کہنا تمھارے سامنے کون سر سبز ہو سکتا ہے گلشن نے دست بستہ عرض کی حضور دربار مین ملکہ حیرت جادو کے کمال کی بڑی خواہش ہے لاکھون روپیہ اپنے صرف کرتی ہین کامل کر کے ہم لوگون کو سکھاتی ہین ہم لوگ بھی کام کرتے کرتے نگاہ مین اُڑا لیتے ہین حضور عمرو عیار جو مشہور ہے اُسنے دربار مین ملکہ عالم کے آکر عیاری کی ایسا کمال کیا کہ سب کے ہوش اُڑ گئے ایسی معقول ساقی گری کرتا ہے کسی کو باقی نہین چھوڑتا مین نے بھی آنکھون سے دیکھا وہی ڈھنگ اُڑا لیا حسین نے کہا ساقی گری بھی کوئی چیز ہے شراب کا لانا برق نے کہا نہین حضور بڑے کمال کی بات عیاری کی گھات ہے پیشواز پہنکر ناچنا ہے منھ سے گانا ہاتھ سے بتانا سر سے لاکر شراب پلانا قطرہ نہ گرنے پائے راضی ہو جائے مین بھی اسوقت امتحان کرون حسین بہت خوش ہے کہا ہوا گلشن اگر دس جام کہ گرین آپ کا بھی انجام بخیر ہو تو انتہا کا کمال ہے برق نے کہا نہین حضور گرے کیونکر شروع کے مین بھی اس کام کو کرونگی حسین نے کہا مین حیرت سے کہ کہ تمھین مانگ لونگی گلشن کی وجہ سے بڑی ذل لگی ہے یگی برق نے کہا ہم آپ پر حاضر ہین خوب آپ کو راضی کرینگے حسین نے پیشواز اپنی منگوا کر دی برق نے زیب جسم کی زیور بھی حسین سے مانگ کر پہنا کہا حضور کچھ بجانے کی مجھے دیجیے جب ہم ساقی ہون تو کوئی باقی رہ جائے

حسین نے خوشی میں آکر کنجی میخانے کی حوالے کردی برق نے بتعجیل تمام شراب کو خراب کیا بیہوشی
ملائی چند گلابیاں آراستہ کرکے بارگاہ میں لایا حسین نے کہا دیکھو صاحب کس سلیقے سے شراب لائی ہے جو
نہ پیتا ہو اُسکا بھی جی چاہے برق نے پہلے تو ناچنا شروع کیا ایسی گت ناچا اہالیان محفل کہنے لگے کہ ہر چند
دکلان تعریفین کر رہا ہے برق نے اہالیان محفل کو پامال کر ڈالا ناچتے ناچتے جھکا جام بلورین لبریز کیا اٹھا کر
سر پر رکھا ٹھوکرین لیتا ہوا چلا اپنے کمال پر نازان یہ ساقی نامہ ورد زبان ساقی نامہ

ساقی سامان طرب کا دکھلا
آنکھیں بچھیں جائے فرش کمخواب
غمزہ ہو شراب ناب کا جوش
ڈوبے چشم کباب کے ہون
سارنگی ہو شیشہ مے رز
قلقل ہون بجرے کی ہم آواز
ساغر کرین وجد مست ہو کر

مجرا بنت العنب کا دکھلا
پشواز ہو صراحی مے رز
گھونگھٹ ہے دست رند مے نوش
طبلہ دست سبو بجائے
ہو سیخ کباب صورت گز
جو مست ہو تالیاں بجائے
تانین توڑین شکست ہو کر

ہو شیشہ بغل چشم سے ناب
محرم کی کٹوریان ہون ساغر
گھنگرو قطرے شراب کے ہون
بانگ قلقل ترانے گا سے
ساغر کرین جل ترنگ سے ساز
رقص اپنا چھلک کے ہو دکھائے
یہ ساقی نامہ اشعار مستانہ جو برق نے

گائے اہالیان محفل کے منہ میں پانی بھر آئے اگر زاہد صد سالہ ہوتا جوش میں قصد کرتا کہ ایک جام پیون
ساقی ماہ رخسار کا بوسہ لون ملکہ حسین سحر ساز تڑپ رہی ہے کہتی ہے آج گلشن نے محفل کو باغ جہان
کر دیا برق فرنگی کا ناز و کرشمے دکھانا تن تن کے تانین لگانا اشعار صفت شراب میں گانا اس مطلع کو
کس دھوم سے گایا مطلع

ساقی بنور بادہ برافروز جام ما
مطرب بگو کہ کار جہان شد بکام ما

حسین تڑپتی ہے کہ جلد جام شراب میرے پاس لائیے جام پیون انعام میں اسکو کنٹھا یاقوت احمر کا دون
برق فرنگی بتلا رہا ہے اہل محفل کو قتل کیے ڈالتی ہے کبھی سینے پر ہاتھ رکھکے سسکیان بھرتا ہے اور کبھی
شروع کی دوجن بیٹھ جائے لوگون پر چھریان پھر رہی ہین اہالیان دربار حسینون سے خواستگار حاضر
ہین چاہتے ہین گلشن کو بچائین اس ناز و کرشمے سے فرنگی نے اسوقت رنگ جمایا کہ من خنجر لگا ہوا دل میں ہے
کہ سارے جلسے کو بیہوش کرون حسین سحر ساز کو قتل کرکے بھاگون صنعت کی کمر ٹوٹ جائیگی ساری گرد
بھولیگی آج اُستاد تعریف کرینگے اہل اسلام دم محبت کا بھرینگے یہان کچھ فی عیار صاحب پہنچ رہا ہے برق

یہ عیاری ہمارا کام ہے اسکا نیک انجام ہے دل سے باتین کرتا ہوا بولی لونڈی پری جمال سر پر جام شراب زلفون مین بیچ ابر دستہ شمشاد لیے ہوے سامنے حسین کے پہونچا ساغر [illegible] شاہزادون کو شراب پلانا چاہتے حسین نے دونون ہاتھ بڑھائے جام سر سے [illegible] برق الجھن لگے ہوے اشعار پڑھتا ہے حسین نے جام ہاتھ مین لیا قصد کیا منہ سے لگاؤن ارادہ ہی کیا کہ ایک شعلہ بجلی کا سنہرہ پنجہ براے دستگیری حسین ظاہر ہوا جام پر گرا لپیٹے پنجہ مارا جام ٹکڑے ہو کر زمین پر گرا شعلہ نے آواز دی او حسین کیا کرتا ہے شراب نہ پینا انجام برا ہوگا جام ٹوٹ کر ٹکڑے ٹکڑے ہوا شراب شعلہ بنکر اڑگئی حسین نے آواز دی ارے تو کون ہے برق نے دیکھا کہ کار از دست رفتہ تیر از کمان جستہ خنجر کمر سے کھینچا جا پڑا نعرہ کیا نعرہ برق فرنگی

	منم برق رفتار و صحبت گزار		منم یکہ شیرین کران مہر برار

حسین نے اسے کو تخت سے گرا دیا خنجر تخت پر پڑا حسین نے ایک دستہ مارا برق گریبان کا کھلا چیخ نکلا ملکہ دیکھو مجکو بچاتا ملکہ حیرت کی لونڈی ہون حسین نے ایک اندازش کا مارا رنگ روغن عیاری اڑگیا اب سب نے دیکھا ایک انگریز پتلون جاکٹ پہنے ہوے زمین پر پڑا ہوا ہے حسین سر پیٹنے لگی او نگوڑے موئے سوتڑی کاٹے غضب کیا میرے دربار مین گھس آیا ابھی قتل کر دو مزا دے کر برق نے ہاتھ باندھکر کہا ملکہ مجھسے خطا ہوئی معاف فرمایئے اب کبھی ایسی حرکت نہ کرونگا لیکن انصاف کیجئے کیسی عمدہ عیاری کی ہے حضرت آپکا امتحان کرتا تھا کہ حضور دختر ملکہ صنعت صاحب لیاقت و شوکت ہین غرور تمہارا بیجا تھی ملکہ کی نوکری کرونگا ملکہ مہرخ و بہار نے میری بڑی ناقدری کی بارگاہ سے نکالدیا مجکو کیون فرماتی ہون آپ مجکو نوکر رکھیے مین ابھی جاکر مہرخ و بہار کا سر کاٹ لاؤنگا اسد کو اپنے ہاتھ سے قتل کرونگا مین نے آپکی اپنی بھی بڑی بڑی عیاریان کی ہین جب اول مین وہ آئی ہین سالار جادو بیس رولشکر کا حصہ دو قبیح سحر لیکر مین ہی بھاگا تھا پھر سالار کو بھی آپ مجکو نوکر رکھئے اپنی ان کے با [illegible] آپکی ماں کے پاس رہونگا پاؤن دبایا کرونگا آپ [illegible] دولو [illegible] [illegible] بیٹھے داری اس نگوڑے جعلساز کو قتل کیجیے [illegible]

حسین یہ حال حیرت آل دیکھکر [illegible] ہوگئی حیران [illegible] برق [illegible]

جاتا ہے کہتا ہے حضور کچھ فرمایئے سحر مجھ پر سے اُتار دیجیے میرے پاؤں ٹوٹے جاتے ہیں حسین نے کہا
بھلا مکار اب میں تجھکو چھوڑ دونگی جلا جلا کے مار ڈالونگی میں نہ کسی سے لڑی نہ بھڑی تو نے مجھ پر عیاری
کی برق نے کہا حضور ہم لوگوں کا یہی دستور ہے میرا کیا قصور ہے شعلہ جادو مصاحب حسین
بھڑک اٹھی کہا واری آپ کیوں اس نگوڑے سے زبان لڑاتی ہیں دیکھیے کیسا بڑھ بڑھ کر باتیں بناتا ہے
اپنے حقوق جتاتا ہے کہتا ہے میں نے سالار جادو کو مارا اچھا کام کیا میں ابھی اسکو قتل کراتی ہوں
میرے مقدمہ میں آپ دخل نہ دیجیے اگر یہ زندہ بچ گیا اور عیاروں کو حوصلہ ہوگا ابھی سر کاٹکر اسکا
نخل میں لٹکا دیا جاے لاشہ تشہیر ہو سب عیار آگاہ ہو جائیں آپ کے لشکر کی جانب منہ کر کے
نہ سوئیں نگوڑے اپنی جان کو روئیں یہ کہکر آواز دی جلاد کو بلاؤ برق نے جو دیکھا بی شعلہ رخسار
بہت گرم ہیں جب تو برق ٹھٹھا کہا بی شعلہ رخسار تمھاری قضا آگئی مجھکو بے وارث نہ جانیے گا ایک
لاکھ چوراسی ہزار بھائیوں کا بھائی ہوں خدا اُستاد کو سلامت رکھے اگر میرا ایک رونگٹا کم ہوا تمام
دربار کو خون سے لال کر دینگے تمھارے لشکر بھر کو پامال کر دینگے اور تمھارے دربار میں کیا میں اکیلا
آیا ہوں چالیس بھائی میرے داخل ہیں کوئی چوبدار کوئی حاجب کوئی دربان کوئی کنیز بنکر آیا
ہے کوئی داروغہ دم بھر میں تمھاری بارگاہ اُلٹتے ہیں خلیفہ مہتر قران نے نقب لگائی ہے فتیلے کو آگ دیا
چاہتے ہیں ذرا جان بچاؤ اسی میں خیر ہے کہ مجھکو چھوڑ دو ابھی بارگاہ اڑ گئی سب جلکر بھاگ جاینگے مالک تو
ہماری کچھ نہیں کہتی وہ تو قدر دان ہیں آپ جلاد کو بلاتی ہیں اچھا بلایئے شعلہ رخسار کانپی کہا حضور
بلا سے اسکو چھوڑ دیجیے زمین کا انتظام کیجیے حقیقت میں ایک ساحر فولاد بیہوشی خوار آیا تھا بارہ
روئین تن اُسکے ساتھ تھے سرداران اسلام کو گرفتار کر کے لیگیا تھا مشہور ہے مہتر قران نے
نقب لگا کر اسکو اُڑا دیا حضور ایسا نہو یہاں بھی کوئی زوال آوے یہ لڑے بھڑے تو یہ حال ہو حسین
نے کہا بھیگی کنارے نگوڑے عیار کیا کر سکتے ہیں ہم بھر میں سب کو دیوانہ بنا کے مارونگی مہرخ وبہار کو
سر میدان لٹکا دونگی جلد بلاؤ جلاد کو دیکھوں تو یہ نگوڑے کیا کرتے ہیں حسین کا غصے سے چہرہ سرخ
ہوگیا جلاد تلوار کھینچکر آیا دست بستہ عرض کی کیا حکم ہے حسین نے کہا برق کو قتل کر برق بہت
چیخا دیکھو ملکہ برا کرتی ہو میرا قتل کرنا اچھا نہیں ہے کبھی پکارتا ہے خلیفہ مہتر قران آگ دیدو نقب اُڑا دو
بھائی چالاک دوڑو یہ حرامزادی مجھکو قتل کراتی ہے دربار میں حسین کے کہا ہو بعضیاں گھبرا کر بارگاہ سے

نکل گئین ایک کہتی ہی ٹوٹا مجھے گری معلوم ہوتی ہی ایک کہتی ہی دیکھو زمین کی سی کچھ ہلتی آفت برپا ہوا
چاہتی ہی لو نکل چلو جان بچا کے نکل چلو اپنی جان ہی تو جہان ہی عیارون کے پھندے سے خدا بچائے
بائی نگوڑا معشوق بنا ہوا تھا اب جلادی کی باتین کرتا ہی اپنے بھائیون کو پکار رہا ہی بصورت میدان
آئے ہونگے حسین نے جو یہ ہنگامہ سنا کنیزون کو گھرکا ایک ایک کو جھڑک دیا کہا حرامزادیو کچھ دیوانی
ہوئی ہو زمین آسمان سحر بند کردون کیا کوئی عیاری کرسکتا ہی میری غفلت مین چلا آیا کل صبح کو دیکھنا
میدان نبرد قصابان بنا دونگی مع طلسم کشا مہرخ و بہار وغیرہ کو قتل کیا تو نام اپنا ملکہ حسین
سحر ساز نہ پایا مین اسکے ڈرانے سے ڈرونگی جو دل مین آئیگا وہی کرونگی اب تو کنیزین خاموش ہوئین جلاد
نے برق کو کھینچا گردن پر کوڑے کا خط دیا آواز دی اے ملکہ عالم حکم اول ہی مجھکو فرمائیے قتل کرنا میرا کام
ہی جلانا میرا کام نہین ایک ہاتھ مین سر کو تن سے قلم کرونگا تیغہ بڑھ دار بازو پر قوت اب اسکے قتل
مین کیا دیر ہی حسین نے کہا ہم نے خوب سمجھ لیا حکم اول دیا جلد قتل کر اب برق گھبرایا چار جانب
گھبرا کر دیکھنے لگا موت خباب کی آنکھون کے سامنے آئی پکار اٹھا اے کریم قتل سے بچائے بلائے
ناگہانی سے نجات دے

نظم

تجھے فضل کرتے نہین لگتی بار	نہ ہو تجھ سے مایوس امیدوار	کوئی کیونکہ محروم رحمت سے ہو
کہ آیا ہی قران مین لا تقنطوا	عصیان کے حجاب سے مغرور ہے	دامن گل آرزو سے مجبور ہے

شاہا ز کرم بر من درویش نگر	قطعہ	بر حال من خستہ دلریش نگر
ہر چند نیم لائق بخشایش تو		بر من منگر بر کرم خویش نگر

حسین سحر ساز چاہتی ہی کہ حکم ثانی دے کہ دربارگاہ پر ہنگامہ ہوا کنیزون نے بڑھکر عرض کی حضور
ملکہ صبا رفتار کمند انداز آتی ہین شاہ ملکہ حیرت جادو کو خبر ہوگئی زوجۂ شہنشاہ کو آپ کا بڑا خیال
ہی حسین نے کہا وہ ہماری مالک ہین گو مین حکم پایا ہو ان مہربان سے انکا مرتبہ زیادہ ہی صبا رفتار
کو بلا لو سب نے دیکھا صبا رفتار آئی بانداز عیاری سے آراستہ بڑھکر حسین کی سر سے پاؤن تک
بلائین لین ترقی عمر و دولت کی دعائین دین دست بستہ عرض کی حضور ملکہ عالم کو خبر پہونچی
کہ برق نے عیاری کی مگر آپ نے خوب پہچانا بڑی تعریفین کر رہی ہین لیکن فرمایا ہی کہ بی بی تم اسکو
قتل کرو ہمارے پاس بھیجدو ہم ابھی اسکو خدمت مین شہنشاہ کے روانہ کردینگے شہنشاہ

کو اختیار ہے یقین کامل ہے وہ اسکو طلسم باطن مین قید کرینگے کتاب سامری مین صاف لکھا ہے جہان اسکے
خون کا قطرہ گریگا وہ زمین آباد ہوگی تمھارے سامنے ایسون کا قتل ہونا بہتر نہین تم نام خدا ابھی
کم سن کنوار اپنڈا ایسی باتین سنا سب نہین حسین نے سر جھکا لیا کہا بی صبا رفتار لیجاو مگر حضور سے
عرض کرنا اب میرے نام پر نقرہ و طبل جنگی بجوائیے بیٹھے بیٹھے ان نگوڑون نے ستایا اب مین کسی کا کہنا
مانونگی ہمارے لوٹنے کی بڑی ہوس ہے صبا رفتار نے بڑھکر برق کی مشکین باندھین کہا حضور
سحر اپنا اتار لیجیے حسین نے سحر اتارا صبا رفتار نے پشتارہ برق کا اٹھایا سلام کرکے چلی صبا رفتار
لیکر نکل گئی کنارے پر لشکر کے آکر صبا رفتار نے میان برق کو کھولا کہا بھائی برق سلام تم
حضرت چالاک بن عمرو برق گلے سے لپٹ گیا کہا مرشد زادے بڑا کام کیا مگر یہ حرامزادی بڑی ہوشیار ہے
اسکا قتل ہونا بہت دشوار ہے چالاک نے کہا انشاء اللہ اور طور سے اسکو مارینگے پیچھا اسکا نہین
چھوڑینگے حسین تخت پر بیٹھی کہ جب پہونچی ملکہ حیرت جادو تشریف لاتی ہین حسین واسطے استقبال کے
اٹھی حیرت کو جھک کر سلام کیا لاکر تخت پر بیٹھایا دست بستہ عرض کی حضور برق فرنگی کو قید کیا
حیرت نے کہا کیسا برق حسین نے کہا ابھی صبا رفتار آئی قیدی کو لیگئی حیرت نے کہا بی بی مین
کیا جانون مین نے جوش محبت مین تمھاری مان کو نامہ لکھا گلشن جواب لاتی مین نے اسکو تمھارے
پاس روانہ کردیا کہ نوشتہ اپنی [illegible] مہربان کا دیکھو طبل جنگی نہ بجوا حسین نے کہا حضور وہ گلشن خواص
نہ تھی برق فرنگی گلشن بنکر آیا گل ملایا گدگداتا جاتا [illegible] ملاکر مجھے دی آپ کی عنایت
سے مین انتظام کر چکی تھی شراب شعلہ بنکر اڑ گئی مین نے گرفتار کیا بہت شکانا تھا ورنہ آتا تھا مین نے
جلاد کو بلایا کہ صبا رفتار آئی ابھی تو پشتارہ باندھکر لیگئی حیرت نے کہا بی بی عجب بات ہے عیاری
نہین کرامات ہے وہ [illegible] ابھی صبا رفتار بنکر لیگیا ہوگا سالہا سال جوسے یہی رنگ مجھے دیکھتے
آنکھین پتھرا گئین اب حسین کے ہوش اڑ گئے حیرت نے کہا گلشن کی تلاش کرو وہان گلشن کو گھسیارن نے
بیدار کیا گلشن روتی پیٹتی آئی حیرت نے پوچھا ارے تو کہان تھی کہا حضور کسی نے ننگا کرکے
مجھے درہ کوہ مین ڈالدیا ایک گنوار کی دھوتی مانگ کر باندھی حیرت نے غصہ کرکے سر جھکا لیا حسین کو
اور زیادہ غصہ آیا کہا ملکہ عالم واسطے سامری جمشید کا اب میرے نام پر طبل جنگی بجوائیے اب کنیز ان کی
مجھکو بیٹھے بیٹھے اس بد [illegible] فرنگی نے ستایا اب مجھے تاب نہین ہے حضور دخل نہ دین میدان

جنگ مین تماشا دیکھین دیکھیے کیا گل پھولتے ہین بی بہار سے لڑنے کی مجھے بڑی ہوس ہے حیف
اور وہ یہان آئین ان سب کا خاتمہ ہو انکو تکلیف نہو ان ایسے نالایقون کے واسطے اسقدر مشقت
کی ہو مرگھٹ پر مکان بنوایا حیرت نے کہا اے نور نظر عیارون نے سب کا ناک مین دم کر دیا
ہے جہان لمسند وہم و خیال نہ پہونچے یہ نگوڑے وہان پہونچ جاتے ہین اسی واسطے ملکہ صنعت
نے یہ مشقت اپنے اوپر گوارا کی تم اتنا احسان کرو تا آسنے ملکہ صنعت کے طبل جنگی نہ بجواؤ حسین
نے عرض کی حضور آپ نہ فرمائین کنیز اسوقت بڑے انتشار مین ہو بیلے لڑتے بھڑتے اس نگوڑے
مونڈی کاٹے نے آکر قیامت برپا کی اگر مین نے تدبیر کی ہوتی خاتمہ ہوا تھا تمام اہل دربار کو
مسخر کر لیا اگر حضور ملاحظہ فرماتین تمام دنیا کے گانے والون کا لطف نگاہ سے گر جاتا حیرت نے کہا
بی بی ہین سالہا سال گذرے یہ مصیبت جھیلتے دہن اژدر مین اپنے کو گرائے ہین برسون سے یہ مصیبت
اٹھاتے ہین کوئی صاحب ایسے نہین باقی ہین جنپر عیاری نہوئی ہو مسے شہنشاہ طلسم ہوشربا
افراسیاب جادو جسکا عدیل و نظیر زمانے مین نہین ہے اسپر عیاریان کین سالار بان زادے نے
کئی مرتبہ شہنشاہ کو بیہوش کیا انکی بدعت سے کوئی صاحب باقی نہین ہین شہزادے کو تختہ
بنایا حسین نے کہا حضور جو کچھ ان مکارون نے کیا اسکا بدلہ یہی ہے کہ جن جنکے انکو قتل کرنا چاہیے
اور برق و چالاک کو تو مین ابھی بلاتی ہون حیرت جادو نے کہا بیٹا ہمین جہانتک سمجھانا تھا ہم
سمجھا چکے ہم جانتے ہین تم ہمکو صنعت سے شرمندہ کرو گی وہ اگر ہماری دستگیر ہوگی یہی تقریر ہوگی
کہ آپ نے چھوکری کا کہنا کیون مانا یہ کہکر حیرت جادو اٹھی چلتے چلتے بہت سمجھایا حسین نے کچھ جواب
نہ دیا حیرت اپنے دربار مین آئی وزیرزادون سے کہا خدا خیر کرے بی حسین سحر ساز بیڈھب
بگڑی ہین برق نے مار لیا ہوتا مگر خیر یہ تھی کہ نگہبانی اپنی کر چکی تھین برق کو پکڑ لیا صبا رفتار
بنکر چالاک آیا چھوڑا لیگیا اب بگڑی بیٹھی ہین کہ برق اور چالاک کو مار رکھونگی اہل اسلام سے
لڑونگی یہ ذکر تھا کہ صرصر شمشیر زن آئی حیرت نے کہا صرصر تمنے سنا حسین دختر صنعت
تشریف لائی ہین پہونچتے ہی لگے میان برق جا پہونچے چالاک بھی دیکھ رہے تھے ان نگوڑے
عیارون مین برا ایسل ہے عیاری کرنا انکا کھیل ہے برق پکڑے گئے چالاک چھڑا لیگئے خدا ان دربار
مین حسین سے جا کر چھوکری کو سمجھاؤ کہ واسطہ سامری و جمشید کا اس جھگڑے مین نہ پڑو عیارون کا

بیچارہ کرد مصرع رسیدہ بود بلائے ولے بخیر گذشت ۔ صرصر نے کہا میں ابھی جا کر سمجھاتی ہوں صرصر تو
یہاں سے چلی حسین غصے میں ابھی کانپ رہی ہے کہتی ہے ابھی ایک سحر بنا کے بھیجونگی چالاک و برق
کو گرفتار کرا کے قتل کرونگی لیکن برق و چالاک لشکر اسلام میں پہونچے خواجہ صحبت میں مہرخ کے
بیٹھے ہیں کہ چرند و پرند پہونچے خواجہ کو پرچہ اخبار دیا کہ حضور برق و چالاک نے اس طرح عیاری کی برق
نے گلشن بنکر بڑی بہار دکھائی خوب گل پھولا خوب رنگ جمایا کئی ہزار روپیہ کی پشواز لی زیور بھی کچھ
لیا مگر پکڑا گیا چالاک نے بشکل صبا رفتار رہا کیا بس خواجہ کو سنا لیکر اٹھے ملکہ مہرخ نے کہا
حضور کہاں بڑی خوشی کی بات ہے آپ کے فرزند نے کس مزے سے آپ کے شاگرد کو بچا لیا
عمرو نے کہا آپ کیا جانیے یہ لونڈے عیاری کر کے کام کو خراب کرتے ہیں اب اسکو بھگا دیا ہم
رات کو جا کے گرفتار کر لاتے اب وہ حفاظت کریگی ہماری جان پر بنیگی یہ سب صاحب بیان کرتے
ہیں کہ وہ ساحرہ بڑی زبردست ہے کل کمال صنعت کی عالم ہے اقلیم افسونگری کی ناظم ہے پس اب بے
عیاری کیونکر ہو سکیگی خواجہ یہ کہہ رہے تھے کہ برق و چالاک خوشی خوشی آئے برق نے کہا استاد
آپ کے اقبال سے دربار میں حسین کے جا کر عیاری کی ایک پشواز پائی ہے وہ حاضر ہے عمرو نے
انکو گلے سے لگا لیا کہا بیٹا خدا تمکو سلامت رکھے ہم اب ضعیفی ہو جاتے ہو کر بوڑھا استاد تمہارا
فیاض ہے چار پیسے پیدا کرنے سے عاجز ہو چکا مستحق دروازے پر موجود رہتے ہیں لاؤ بیٹا نکالو
برق نے خوشی خوشی پشواز نکالی خواجہ نے لیتے ہی تہ در بغل کی اب برق کا ماتھا ٹھنکا کہا وہ زیور
تو لائیے برق نے کہا استاد اور کچھ نہیں ملا عمرو نے کہا ابے جھوٹے بڑا تو مکار ہے مجھکو پہلے ہی
خبر پہونچ چکی ہے جیسی کی پشواز تو دیدی نقدی اپنے پاس رکھی ہیں دربار میں اسکے موجود تھا ہم
رہا تھا سب چیزیں گن چکا ہوں طوق جڑاؤ ہے کڑے سیسے کے ہیں اور بہت سی چیزیں جنکی فرد میرے
پاس لکھی رکھی ہے آپ بتلائیے کہ کیا کیا چیز ہے اے فرزند سب چیزیں نکالو نہیں کیا دونگا اسکی سب کی
جمع قائم کر کے روپیہ نقد تمہاری زوجہ کے پاس بھیجدونگا لڑکے بالوں کی شادی میں کام آئیگا تمہارا
ایسے لڑکوں کو کب مانتا ہے اسنے کہا استاد جو میں نے پایا تھا وہ حاضر کر دیا جب تو خواجہ بگڑے کہا بیچارے
لونڈوں کے کھال کھنچوا دونگا اور تمہاری مشکیں باندھکر حسین کے پاس لیجاؤنگا کہونگا اسکو قتل کیجیے
برق نے کہا آپکو اختیار ہے ظلم بجور و ناچار کر جو لایا تھا وہ حاضر کیا لاکھ خواجہ کھینچ بیٹھے مگر برق نے زیور

نہ نکلا تب خواجہ نے اسکی گردن میں ہاتھ دیکر نکال دیا برق نے کہا استاد ہم خود جانے مین یہ کہکر برق
تو باہر نکل گیا خواجہ عمرو خیمے مین طرف لشکر حسین کے چلے خدمتگار بنکے لشکر حسین مین داخل ہوئے
برق نے دیکھا استاد غصے مین آتے ہین یہ بھی ایک جادوگر کی شکل بنکر لشکر صنعت مین آکر ٹھہرا خواجہ
دروازے پر ٹہلنے لگے دیکھا ایک کنیز شوخ و شنگ نوجوان ہنستی ہوئی نکلی آپ ہی آپ ہنسی کے مارے
لوٹی جاتی ہے ایک نے کہا بی سوسن آئی ہین سب کا منہ چڑھا ئینگی بڑی طرار ہین عمرو خدمتگار نوجوان
کی شکل بنا کر اٹھلاتا ہوا سامنے بی سوسن کے آیا سوسن نے منہ چڑھایا عمرو نے انگوٹھا دکھایا سوسن
کی زبان درازی تو مشہور ہی کہتی ہوئی بڑھی کہا کیون گھورے خدمتگار انگوٹھا کیسا دکھایا عمرو نے کہا
بی سوسن تمنے منہ کیون چڑھایا سوسن نے کہا میری یہی عادت ہے عمرو نے کہا ہمارے مزاج
کی بھی یہی کیفیت ہے بی سوسن تم مجھے نہین مین نے انگوٹھے سے اشارہ کیا سوانگ مے لائے آسکے
ہین چلئے انکا تماشا دیکھو کیا کیا لاکین کر رہے ہین سیف نکل گئے تم اتنی نہ نکل سکو گی سوسن بولی
کیون سے حکمت بازی کرتا ہے عمرو نے کہا تم تو ناحق خفا ہوتی ہو ذرا کنارے آؤ تمکو سمجھا دین اور
اشارے سے تم پر جان جاتی ہے ایک بات کہینگے تمکو ماننے نہ ماننے کا اختیار ہے اب تو بی سوسن
ساتھ ہو لیئن عمرو نے جیب سے نکالکر اشرفی دکھائی تو بی سوسن قدم اٹھا کے چلین عمرو آگے
بڑھا نخل کے سایہ مین آکر ٹھہرا بی سوسن یہ کہتی ہوئی آئین ارے کیا کہتا ہے جنگل مین مجھے کیون لایا
ہے عمرو نے کہا جان جہان ایک بات تو سنو سوسن قریب آئین مگر ہنسی کے مارے لوٹی جاتی تھین
کہتی جاتی ہین ارے دیکھ کوئی آنہ جائے ادھر سے راستہ ہے میری جٹھانی کا لڑکا سپاہیون مین نوکر ہے
وہ کہین نہ آجائے ارے تجھکو مار ڈالیگا بڑا غصہ ور جنونی ہے ہمیشہ تلوار کھینچے پھرتا ہے عمرو نے کہا ہتھیار
تو دیکھو سوسن نے ایک دو ہتڑ مارا کہا گھورے سے ہتھیار کیسا کیا مجھے ذبح کریگا عمرو نے کہا دیکھ جنگل سے کوئی
آتا ہے جیسے ہی سوسن مڑی عمرو نے حلقے کمند کے مارے حباب مارا سوسن کو بیہوش کر کے کنارے
ڈالدیا کپڑے اسکے اتار لیے اسی کی شکل بنکر بارگاہ مین ملکہ حسین کی آئے پشت پر حسین کے
مگس رانی کرنے لگے اب خواجہ فکر مین ہین کہ مین کوئی عیاری کرون کہ پردہ بارگاہ کا اٹھا اور صرصر
شمشیر زن تنتی ہوئی آئین حسین کو جھک کر سلام کیا حسین خیمے مین بیٹھی ہوئی تھی صرصر نے سلام کر کے
سر اٹھایا دیکھا عمرو سوسن بنا ہوا پشت پر ملکہ کے کھڑا ہے مگس رانی کر رہا ہے جی ہی جی

سے کہ حضور عمرو کھڑا ہی عمرو گھبرایا کہ یہ حرامزادی اب پہچان گئی ہے فوراً بتا دیگی بس عمرو نے کہا ای ملکہ
عالم دیکھیے ساربان زادہ صرصر بنکر آیا ہے صرصر گھبرا کر پیچھے ہٹی حسین نے کہا لینا گرنے پائے عمرو
عیار کو کنیزیں دوڑیں صرصر نے چاہا بھاگ کر نکل جاؤں لونڈیاں چاروں طرف سے ٹوٹ پڑیں صرصر نے
کسی کو حباب بیہوشی مار کے بیہوش کیا کسی پر حلقہ کمند مارا دو چار کنیزیں تڑپنے لگیں دو چار بیہوش
ہو گئیں عمرو نے کہا دیکھیے ساربان زادہ لڑ بھڑ کے نکل جانا چاہتا ہے حسین نے ہاتھ سے اشارہ کیا
آتش کا دانہ پھینک مارا صرصر پردے کے پاس پہنچ چکی تھی لڑکھڑا کے گری کنیزوں نے پکڑ لیا اب
صرصر چیخی ای ملکہ دہائی ہے ساربان زادہ سوسن بنا ہوا آپ کی پشت پر کھڑا ہے میں ملکہ حیرت کی
عیارہ ہوں عمرو نے سر جھکا کر کہا مجھکو پہچان لیجیے نگوڑا مجھکو عمرو بناتا ہے میں پرانی کنیز ہوں یہ
حضور جانتی ہیں کہ ہمیشہ سے بدتمیز ہوں سوسن نام البتہ زبان دراز ہوں لیکن آپ کی کنیزوں
میں سرفراز ہوں یہ نگوڑا مجھ پر تہمت لیتا ہے کٹ کھائی سنگوا کر چڑھ جائیے میں گوہ اٹھاؤں گی نہیں وار بچ
آزاد کر دیجیے مجھے مردوا ستاتا ہے اور صرصر پر مار پڑنے لگی کنیزیں کہتی ہیں کیوں موئے نگوڑے موذی کانے
تیرا شاگرد برق پہلے گلشن بنکر آیا تیرا بیٹا صبا رفتار بنکر ہوچکا اب تو صرصر بنکر آیا ہے اپنی ہوا باندھتا ہے
صرصر قل مچاتی ہے ای بی بی مجھکو بچائیے دیکھیے لونڈیاں مجھے مارتی ہیں عمرو نے دیکھا کہ معشوقہ پر مار پڑتی
ہے دل بیقرار ہو گیا ہاں ہاں کرکے بچانے لگے اشارے میں کہا کیوں جان جہان آج تمھاری ناک
کٹوا ڈالوں گا مشہور ہوگا عمرو کی جورو نکٹی ہے لوگ کہینگے نکٹی آئی نکٹی آئی میں شرما جاؤنگا صرصر بھی
جان سے بہ تنگ کر دروازے سے ایک جادوگر آیا اسنے بھی دیکھتے ہی کہا کہ ہاں صرصر نہیں عمرو ہے
یہ کہکے چھری لیکر چلا کہ اسکی ناک کاٹ لونگا صرصر گھبرائی یہ کون صاحب آئے سر اٹھا کر دیکھا کہ بھوریا
جادوگر بنا کھڑا ہے گھبرا گئی عمرو نے برق کو پہچانا برق نے اشارہ کیا کہ استاد اب اس اسباب کا
ذکر نہ کیجیے گا معاف فرمائیے ورنہ حسین سے کہدونگا کہ خواجہ سوسن بنے کھڑے ہیں عمرو نے
آنکھیں نیلی پیلی کرکے کہا ابے تیری شامتیں آئی ہیں تمھارے باپ سے کہونگا کہو تو تمکو خود جوتیاں
کھلواؤں حسین سے کہدے یہی حوصلہ باقی نہ رہ جائے صرصر نے یہ باتیں سنکر کہا بی حسین ذرا مسخر
سامری جمشید کا گرم پانی منگائیے اور عمرو کا شاگرد بھوریا بھی آگیا یہ جادوگر بنا کھڑا ہے برق
نے قہقہہ مار کے کہا واہ رے عمرو سبحان اللہ مجھکو برق فرنگی بتاتا ہے حضور وہ انہی سالی کی

بیر اُسکے کہ آسنے کپڑے اُتار لیے تھے حسین نے کہا میان صاحب تم کہان رہتے ہو کہا یہ سامنے اجاڑ
گانون بیڑ آباد ہے مین وہان کا ٹھاکر ہون میرا لڑکا پانچ برس کا کھیلنے نکلا تھا اسنے یہی صورت بنکے
کپڑے اسکے اُتار لیے ہم دوڑے مگر اسکو نہ پایا یہ ہوا کا خواص رکھتا ہے کبھی تو بصورت صرصر بنتا ہے کبھی جا
گانون کا گورت ہے اسنے بھی ڈھونڈھ بیچا کیا تھا اُسکی جورو زیور پہنے جو ہے نکلی اس ساربان زادے نے
اسکی ہنسلی اُتار لی ہم خوب پہچانتے ہین بیڑ آبادی چور ہے مین دیجیے ہم لیجائین جاکے اسکو چوپایہ بند چھینکے
بنیر پر اسکے سولہ کھی بنا لینگے پانی چھڑک کر باسینگے اب حسین اور زیادہ گھبرائی کہ ایک چوبدار آیا گوٹا
پگڑی باندھے ہوے بہت معقول چکن پہنے ہوئی شروع کا بابا ر بھاری جوتا ملکہ حسین کو سلام کیا کہا حضور
مین ملکہ حیرت کا مردہا ہون میرا عصا لیکر یہ بھاگ گیا تھا کئی مہینے مین نوکری سے معطل رہا اب مین نے
مہاجن سے قرض لیکر عصا بنایا تب نوکری ملی صرصر نے آنکھ ملائی دیکھا تو میان چالاک بن عمرو
ہین عمرو نے بھی پہچانا کہا میان مردے ہے خدا تمکو سلامت رکھے مین بیچاری ملکہ کی لونڈی خدمت
کرنیوالی مجھکو عمرو بتاتا ہے بھلا مین عمرو ہون مردے نے کہا نہین صاحب تم بیچاری کونسی کی
بیٹھنے والی تم مکر و فریب کو کیا جانو ای ملکہ حسین بی سوسن بڑی نیک ہین اس ساربان زادے
کو مین دیجیے ہم عصا انسے لینگے اب حسین گھبرائی کہ مین کیا کرون صرصر تو کہتی ہے کہ عمرو سوسن
بنا ہے زمیندار برق فرنگی چوبدار چالاک ہے اور وہ دونون گواہیان دیتے ہین کہ یہ صرصر نہین عمرو
ہے آخر مین صرصر نے کہا ای ملکہ عالم اگر حضور توجہ فرمائینگی تو مرد و عورت کی شناخت ہو جائیگی یہ تینون
لنگوڑے عیار مکار جعلساز جمع ہین مجھکو ذلیل کراتے ہین یہان آکے یہ جھگڑا ہے چوبدار زمیندار بی سوسن
صرصر کو گھیرے ہوے ہین چانون چانون ہو رہی ہے حسین خاموش حیرت کا جوش کہ مین کیا کرون کس
مصیبت مین پھنسی ہون ایسا نہو کوئی بیگناہ قتل ہو جاے حیرت جادو دستگیر ہونگی لیکن ایک کنیز
ملکہ حیرت جادو کی کسی کام کو آئی تھی یہ حال دیکھکر بھاگی ملکہ حیرت سے جاکر کہا حضور صرصر بڑی مصیبت
مین پھنسی ہے نہین معلوم صرصر ہے یا عمرو ہے حسین نے اسکو سحر سے پکڑا ایک زمیندار ایک چوبدار ایک کنیز
سوسن نامے یہ تینون گواہیان دے رہے ہین کہ یہ حقیقت مین صرصر نہین عمرو ہے صرصر کہتی ہے یہ تینون
عمرو و چالاک و برق ہین حضور صورتون مین بڑے فرق ہین آپ جلدی چلیے اگر صرصر ہو تو بچا لیجیے
سبکو پہچانیے لیکن جو سبکا افسر ہو اسکو گلا گھونٹے سزا دیجیے حیرت نے کہا تو سچ کہتی ہے عیار سا بڑا

کو مین بخت کیا آبجو گی گرا ٹرا غضب ہوا صرصر کو مین نے بچا بقا دیکھیے حسین کی جان کیونکر بچتی ہے
عیارون نے گھیر لیا سامری جمشید اسکی جان بچائین یہ کہکے اٹھی طرف بارگاہ حسین کے چلی یہان
بارگاہ حسین مین ہنگامہ صرصر نوبت بجان وکار بد بر استخوان زندگی سے بیزار مجبور و ناچار انتہائی کی
مجبوری ہے کہتی ہے حضور ایک کنیز کو حکم دیجیے گرم پانی لاکر میرا انکا مُنہ دھولائے حضور پر حال کھل جا
حسین مصاحبون سے کہتی ہے صاحبو مین کیا کرون سوسن کی جرنے بانی زمیندار صاحب کی نئی
کہانی چوبدار کا نیا قصہ اپنے مضمون کا حصہ مین کسکو معقول کرون کسکو سزا دون ایک کنیز نے بڑھکر
عرض کی حضور یہ ہنگامہ سنکر خاتون محل شہنشاہ ملکہ حیرت عالیجاہ تشریف لاتی ہین ابھی فیصلہ ہوا جاتا ہے وہ
ان مکارون کو خوب پہچانتی ہین یہ سنکر برق تڑپے چالاک عصا سنبھالکر پیچھے ہٹے سوسن یعنی عمر نے
کہا ای ملکہ عالم آپ کنارے آئیے مین مفصل آپ سے عرض کرون پردہ کا ہیکو دیکھون حسین چند قدم پیچھے
ہٹی سر جھکایا کہا بڑا سوسن بیان کرو میرے کان مین کہدو جیسے ہی حسین نے سر جھکایا عمرو نے تاج
سر حسین سے لیا ایک دولتی ماری ادھر برق نے ایک جادوگرنی کے خنجر مارا چالاک نے عصا اٹھا کر
ایک ساحر کو مارا اسکا سر پھٹ گیا بارگاہ مین اندھیرا ہوا حسین منہ کے بل زمین پر گری تینون عیار نعرے
کستے ہوئے نکل گئے حیرت آگے پہونچی دیکھا گیر و دار کی صدا بلند حیرت گھبرا گئی کہ یہ کیا ہوا کہ ہو وزیرزادی نے
ے کہا سامری جمشید مجھے یہ کرتی معلوم ہوتا ہے عیار مار پیٹ کر نکلگئے صرصر کی جان بچ گئی ہو تو یہی
بات ہے یہان حسین غصے مین اٹھی ہے صرصر اسی طرح پڑی تڑپ رہی ہے کہ حیرت آکر پہونچی
صرصر چیخی ملکہ عالم دوہائی ہے بی حسین نے میرا یہ حال کیا برق نالائق میری ناک کاٹ لیا تھا ہیں
یہان آکر بڑی بلا مین پھنسی حیرت نے آتے ہی صرصر کو سحر سے اچھا کیا حسین روتی ہوئی دوڑی کہا
حضور دیکھیے ساربان زادہ میرا تاج لیگیا محتاج کر گیا حیرت نے مسکرا کے سر جھکا لیا صرصر روتی ہوئی
اٹھی کہا حضور آج تو مجھ پہ بلوہ تھا آپ نہ آتین تو میری جان نہ بچتی آپ ہی کی خبر سنکر نگوڑے تینون بھاگ
گئے حیرت کو ستانا آگیا جواب دیا کہ صاحبو بڑے غضب کی بات ہے یہ نگوڑے ہر وقت بارگاہ مین گھس
آتے ہین ہمارا کہنا آپ لوگ نہین مانتین آخر اس نہ ماننے کا انجام دیکھا حسین نے کہا حضور
اب آپ جائیے مجھے نالائقون نے سر دربار ذلیل کیا مین اب نہ مانونگی حیرت نے کہا دیکھو
بی بی تمنے پھر وہی باتین نکالین واسطہ سامری کا اپنی ماں کو آجانے دو انکے سامنے چاہنا

اُٹھایا جیسا حکم دیں وہ کرنا میرے لیے بڑی رسوائی ہو جگ ہنسائی ہو حسین نے نیمچہ کھینچکر گلے پر
رکھ لیا کہا حضور اب کچھ نہ کہیں حیرت غصے میں اُٹھی حسین آکر تخت پر بیٹھی کنیزیں گرد خاموش
غصے سے چہرہ سرخ کسی سے کلام نہیں کرتی یہاں عیاران اسلام آکر دربار مہرخ میں پہونچے ملکہ
مہرخ کو پہلے ہی یہ حال اخبار گذرا کہ حسین کا تاج خواجہ اُتار لائے مالکہ اسد نے پوچھا نانا جان تاج ہم دیکھیں عمرو
نے کہا او دیوانے تجھے بھی یہی فکر رہتی ہے ہر کارے چھوٹے ہیں کوئی کسی کا تاج اُتار سکتا ہے تدبیریں
عیاری کے گئے تھے زمین پڑی برق و چالاک بگاڑ آئے وہ ہوشیار ہو گئی ملکہ مہ جبین نے کہا حضور
آپ ہوشیار رہیں حسین آپ کی دشمن ہو گئی ہے عمرو نے کہا میں آپکے باپ کا دشمن ہوں یہ کہکے عمرو
باہر نکلا خیال میں گذرا اگر گھڑی دو گھڑی کو ٹل جائیے بارگاہ میں ٹھہرنا بہتر نہیں ہے عمرو دل سے یہ
باتیں کرتا ہوا کنارے پر لشکر کے آیا یہاں حسین جو رنجیدہ بیٹھی آبشار جادو تنکے لشکر کا سپہ سالار
جوش و خروش میں سامنے آیا کہا حضور غلام کو بڑا قلق ہے حضور کا تاج عمرو لیگیا اگر حکم ہو بیان دلی کہا تھا کو
ساربان زمانے کی آبرو مٹاؤں کشتی حیات کو ڈبو دوں دام گرداب قہر و غضب میں پھنساؤں حسین
نے کچھ جواب نہ دیا مگر آبشار جادو نے تین پاؤں زمین میں مارے مثل قطرہ آب جذب ہو گیا اپنی
موج میں زمین کو کاٹتا ہوا چلا حسین نے خوش ہو کر کہا دیکھو چچا جان کو غصہ آگیا آتے ہی عمرو کو
مار ڈالینگے حسین سحر ساز تو بھولی بیٹھی ہے خواجہ عمرو کنارے پر لشکر کے کھڑے ہوئے فرمارہے تھے
برق کہاں گیا دیکھیے گنوار بنگیا تھا جس جادوگرنی کو مارا اُسکی انگوٹھیاں اُتار لایا ہے ڈھونڈھ کے اُسکو
لاؤ گردا گرد ساحر کھڑے ہیں ایک جانب سے شاہزادہ شکیل جادو قریب خواجہ کے کھڑا ہوا عرض کرتا ہے
اُستاد جانے دیجیے وہ بھور ہا بڑا فیلیا ہے آئیگا ہم انگوٹھیاں دلوا دینگے خواجہ فرماتے ہیں آپ لوگ
میرے شاگرد کے مقدمہ میں دخل نہ دیا کیجیے ہوشربا میں آکر اس انگریز نے بڑا روپیہ جمع کیا ہے بنگ
گھر میں بھیجدیتا ہے نوٹ بنوا رہا ہے ولایت چلا جائیگا وہاں بھیکر مزے اُڑائیگا یہ باتیں تھیں کہ یکایک زمین
شق ہوئی سب نے دیکھا کہ ایک اژدر سیہ فام کریہ منظر زمین سے پیدا ہوا عمرو کو دیکھا للکارا باش او ساربان آج
ملکہ حسین کے سر سے تو نے تاج اُتار لیا کچھ خوف نہ آیا یہ کہکے ایک گولا لشکر پر مارا اندھیرا
ہو گیا شکیل جب تک سحر دفع کرے عمرو کی کمر میں آبشار جادو نے پنجہ دیا سے اندھیرا لشکر میں برپا
ہوا ایک جادوگر آیا تھا خواجہ عمرو کو اُٹھا کر لیگیا شکیل نے دیکھا کئی ساحر جل گئے یہ خبر لشکر میں

مشتہر ہوئی خواجہ عمرو کو ایک ساحر نے گرفتار کیا اسد غازی بیقرار ہوکر بارگاہ سے نکل آئے فرمایا
مرکب ہمارا تیار کرو ایسا نہو نانا جان قتل ہوجائیں مین روے سیاہ کسی کو کیونکر دکھاؤنگا ملکہ
مہ جبین بھی رونے لگی ملکہ مہرخ و بہار سب سردار بارگاہ سے نکل آئے عجب طرح کا لشکر مین ہنگامہ
ہوا خورد کلان ادنی اعلی پیر و جوان سب کی زبان پر یہی جاری تھا کہ خواجہ بھی عیاری کر کے آئے
تھے دختر صنعت کو بڑی ذلت دی ایسا نہو قتل کر ڈالے سب سردار آمادہ ہوئے ابھی جاتے ہین
یا جان دینگے یا خواجہ کو چھڑا لینگے چالاک برق آئے اور سب کو مطمئن کیا کہا صاحبو کوئی صاحب
جانیکا ارادہ نہ کرین ہم پہلے جاکر خبر لے آئیں فوراً آکر عرض کرینگے یہ کہکر دونون عیار بھاگے طرف
لشکر حیرت کے چلے لیکن آلشار جادو عمرو کو لیکر نکلا سوچا اگر اسید جا لشکر حسین مین جاؤنگا تو لشکر
اسلام پیچھا کریگا صحرا کی طرف نکل گیا کہ دو چار کوس بڑھکر ملونگا لشکر مین ملکہ کے پہنچ جاؤنگا
یہان حسین سحر ساز بیٹھی ہے کہ ہرکارون نے خبر دی حضور آپ کے غمزدا آلشار جادو جا پہنچے
عمرو کو پکڑ لیا کوئی کچھ نہ کر سکا طرف صحرا کے گئے ہین لیکر آتے ہونگے حسین یہ سنکر بیحد خوشی سے ہنس
پڑی کہا صاحبو عمرو نابکار نے بڑا کام کیا اب ساربان زادے کو قتل کر کے دل ٹھنڈا کرونگی
کنیزین کہہ رہی ہین حضور آتے ہی قتل کیجیے ایک لمحہ توقف نہ فرمایئے نہین تو سرداران اسلام بڑا
فساد برپا کرینگے سنا ہے عمرو کے سب پر احسان ہین جو جہان قید ہوا عمرو نے عیاری کر کے اسکو چھڑا
لیا وہ سب عمرو کے ممنون و مشکور ہین حسین کہتی ہے تمہارے عقل کے قصور ہین یہان کیا آسکتے ہین
ہین تو عیارون سے ڈری جعلسازون کو کوئی کیونکر پہچانے سردار جو کوئی آئیگا سحر و ساحری مین
مقابلہ ہوگا کیفیت کھل جائیگی بڑا دعوی تو بجلی بہار سے ہے لوگ کہتے ہین کہ بہار کا کوئی مثل نظیر
نہین ہے دیکھنا دیوانہ بنادونگی اسم سحر نہ پڑھ سکین آگے نہ بڑھ سکین یہان کے سب سردار ڈرینگے
مجھے کیا خوف کسی کا کیا ڈر مین شہنشاہ کی ملازم نہین ہون اپنی ماں کی محبت مین چلی آئی جو دل
مین آئیگا وہ کرونگی یہی طالب ہون کہ نام ہو نیک انجام ہو مادر مہربان اگر فرمائین میری بیٹی نے
لڑائی فتح کی ذرا صاحبو بڑھ کر دیکھو چچا جان وہان سے تو نکلے یہان ابھی تک نہین آئے کنیزون
نے کہا حضور ساحرون سے لڑائی ہوئی ہوگی لڑ بھڑ کر آئینگے اور بھی دس بیس کا سر لائینگے یہان یہ باتین
ہو رہی ہین لیکن آلشار جادو عمرو کو لیکر طرف صحرا کے نکل گیا تین چار کوس بڑھ کے ایک مقام پر ٹھہرا

عمرو بیہوش و مدہوش تھا ٹھہر کر مشکیں باندھنے لگا عمرو نے گڑگڑا کر کہا میاں ساحر صاحب تسلیم عرض ہے
مجھے آپ کہاں لیے جاتے ہیں آتشبار نے کہا بھلا ساربان زادے یہ دن تجھکو یاد نہ تھا لیجا کر تجھکو دار پر
کھینچینگے اتنے بڑے رئیس اعلیٰ ملکہ حسین سحر ساز دختر وزیر اعظم مسکے دربار میں یہ ہنگامہ ڈال دیا انکی
نازک پر صدمہ پہونچایا عمرو نے کہا کہ حضور میں اس لائق ہوں غریب محتاج مجھے آپ کیا سمجھے آتشبار
نے کہا تو ساربان زادہ عمرو عیار ہے جب تو خواجہ بہت ہنسے کہا واہ واہ حضور یار دوست کیا میں تو
آپکا بھیک ہوں گویا آپ کا گدائی کو نکلا تھا میری سارنگی بھی وہیں رکھی ہے لیکے خواجہ گنگا کے تعلق میں
اُس جادوگر کے دو تین شعر نظم کرکے گانے اب تو آتشبار گھبرایا عمرو کو اُسنے کبھی بصورت اصلی دیکھا نہیں
تھا سوچنے لگا کہ اے آتشبار بری خبر ہوئی دربار میں ملکہ کے بڑی ہنسی ہوتی لوگ کہتے کہ گئے تھے عمرو
کو پکڑنے دھن میں گویے کو پکڑ لائے ہیں کیا جواب دیتا بہت شرمندہ ہوتا پھر جی میں کہتا ہے لیکن یہ
دھوکا تو دیتا ہے عمرو نے دیکھا اب اسکے تیور پر بل پڑے کہا حضور آپ کو میری بات کا یقین نہیں آتا
کل رات کو دربار میں ملکہ حیرت جادو کے جلسہ تھا بی مشتری کے ساتھ میں بھی گیا تھا بہت
انعام و اکرام ملا بانٹنے میں جھگڑا پڑا کئی ہزار روپیہ جمع تھے ملکہ حیرت جادو تک خبر پہونچی
کہ سب ڈھاڑی لڑے مرتے ہیں ہمکو سب کو بلوایا اپنے منشی کو بٹھا کر حساب بنوایا ہماری
قوم کے ایسے حرامزادے ڈوم ڈھاڑی آپس بھی لڑنے لگے آخر یہ ٹھہری کہ ملکہ عالم اس حساب پے
مہر کردیں تو حضور میرے پاس وہ کاغذ مہری موجود ہے اسمیں دوانی چوانی سب کے حصے انعام
و اکرام مناسب عام مگر فس لکھا ہوا ہے اسکو ملاحظہ کر لیجیے شہنشاہ کی سرکار سے جاگیر ملی
ہیں اسکے فرمان موجود ہیں اسکو حضور ملاحظہ کریں ہم کوئی شہدے لچے نہیں ہیں حضور گانو میں
محلے چلیے بنیے بقال سب ہماری آبرو کی تصدیق کرینگے اول تو جب ہمارے محلے میں پہونچیے گا
سارنگی طبلے مجیرے کی آواز کان میں آئیگی آپ جان جائینگے راگ ڈھاڑیوں کا محلہ ہے اور جو حضور
کو کچھ زوال آئیگا سو بھائیوں کا بھائی ہوں کوس کوس کے سب کچا جائینگے ننھے ننھے میرے
تڑپینگے اے حضور شبو ڈومنی میری جورو ہے سب میسون امیروں میں جاتی ہے کیسی عمدہ گاتی ہے حضور میرا
نام تان تمبور خان شبو ڈومنی کا میاں دس قدم چلے چلیے حضور آپ سے پردہ کیا ہے دو چیزیں سن لیجیے
آپ کی لونڈی نے دو چھوکریاں تیار کی ہیں وہ بھی حضور خوب ناچتی ہیں گھنٹہ بھر وہاں بیٹھیے گانا سنیے یہیں

یقین ہو حضور خالی سنیئے ایک گوری کھا کے چلے آیئے گا آتشبار گھبرا گیا کہا اچھا میاں تان توڑ خان اپنے گھر پر مجھے لیچلیے کہا حضور آپ کے تیور مجھے بُرے معلوم ہوتے ہین مین اپنی جورو کو آپ کے سامنے نہین کرونگا پردے مین بٹھا رکھونگی آپ مجھکو بڑے تماشبین معلوم ہوتے ہین جس وقت سے مین نے جورو کا نام لیا ہے آپ بیچین ہو رہے ہین اُس محلے مین اور دو چار گھر ایسے ہین مین اُنکو بلوا دونگا گانا بھی سنیئے مزے بھی اُڑائیے آتشبار نے سحر عمرو پہ سے اُتارا اسکو اُترتے ہی خواجہ اُچکنے کودنے لگے کہا میان آتشبار اب تمھاری موت آئی کہا میان تان توڑ خان یہ تم نے کیا کیا عمرو نے کہا حضور مین نے یہ بات کہی کہ جب گانیوالیون کے محلے مین جایئے گا مثل مشہور ہے ڈومنی کا مار سدا خوار کپڑے تک آپ کے بکوا لینگی لیکن مزے بڑے ملین گے اب بڑ بڑ باتین کرتے ہوئے آتشبار کو لگا کر لیچلے پوچھتے ہین کیون حضور کوئی دو چار روپے بھی پاس ہین نہین مین اپنا لوٹا مجبلی رہن رکھکر لے آؤن اب تو میرے آپ کے یارانہ ہوا ایسے ایسے تماشے دکھاؤنگا آپ کو خوب راضی کرونگا آتشبار نے کہا روپے تو نقد میرے پاس نہین ہین یہ موتیون کا مالا ہے کہا اچھا حضور چھوٹے صراف کے یہان گرو رکھا دینگے آتشبار نے کہا یہ مالا ملکہ حسین کا دیکھا ہوا ہے عمرو نے کہا حضور اب اسکا بچنا دشوار ہو ڈومنیان سر سہلا کر بیچا کھا لینگی ننگے ہوکے وہان سے آؤ گے لیکن مین تو موجود ہون اپنی پرانی دھوتی بندھوا دونگا ننگا آپ کو گھر نہ جانے دونگا لیکن یار تم بڑے طرار معلوم ہوتے ہو تم خود انکا ڈوپٹہ پائجامہ بکوا لوگے ہماری ڈومنیون کا محلہ لٹ جائیگا اپنی چاہت آپ ظاہر کرتا میان آتشبار خوش مونچھون پر تاؤ پھیرتے ہوئے ساتھ ساتھ عمرو کے چلے جاتے ہین سو قدم چلے ہونگے کہ عمرو جھجک کے لگا کہا او میان آتشبار ڈومنیون کا غول کا غول آتا ہے یا خانہ پھرنے کو نکلی ہین ایک ایک کو دیکھو گھبرا کے آتشبار نے منہ پھیرا عمرو نے حلقے کمند کے گلے مین ڈالدیے فرمایا لے اپنے باپ کو اب پہچانا نعرہ عمرو

عمروم کہ کلاہ از سر قیصر ببرم	رنگ از رخ خنگ بداختر ببرم	در مجلس خسروان چو گردم ساقی
تیغ و سپر و سبو و ساغر ببرم	جھنگا مارا آتشبار تھمکے بل زمین پر آگرا جب مارکے بیہوش کیا سب	

کپڑے اتار لیے چھاتی پر چڑھ کے خنجر سے حلال کیا ہنگامہ برپا ہوا آواز آئی کشتی مرا نام من آتشبار جادو چند ساحران لشکر حیرت ادھر آنکلے تھے یہ صدا سنکر دوڑے خواجہ تو ایک جانب بھاگ گئے جادوگرون نے آکر دیکھا مصاحب حسین کا لاشہ تڑپ رہا ہے گھبرائے کہ یارو اسکو کسنے مارڈالا ہے

لیکن اپنے ہم مذہب کا لاشہ یہاں جنگل میں نہ رہے لاشہ اٹھا کر دستے پیچھے طرف حسین کے روانہ ہوئے خواجہ اپنے لشکر کی جانب جاتے ہیں

دو کلمہ داستان حیرت بیان حسین سحر ساز لاشہ آبشار کا دیکھکر طبل جنگی بجوانا و دیگر حالات متعلق داستان بیان کیے جاتے ہیں مخمسہ

پیچ کرتے ہیں نئے ناز سے چلنے والے
مار ڈالینگے سر شام نکلنے والے
آفت جان ہیں یہ دل پاؤں سے ملنے والے
سانپ کا زہر وہ گیسو ہیں اُگلنے والے
آہو چشم چھلاوے کو ہیں چھلنے والے

بھول جانے سے ترے مورد بیداد رہے
مرنے والے جئیں کوچہ ترا آباد رہے
آرزو لیکے چلے دہر میں ناشاد رہے
کشتہ ہم بھی تری نیرنگی کے ہیں یاد رہے
اژدہانے کیطرح رنگ بدلنے والے

پوچھتے ہیں مجھے شام و سحر اتنا تو ہوا
شجر عشق سے حاصل ثمر اتنا تو ہوا
در پہ حاضر رہوں مدنظر اتنا تو ہوا
کشش عشق میں بارے اثر اتنا تو ہوا
ہم سے کہتے ہوئے منہ پھیر کے چلنے والے

رات کو یار کے آنے کی تمنا کی ہے
گریباں قمر کی ہیں نور کی جالا کی ہے
اک تڑپ یہ بھی ہمارے دل شیدا کی ہے
حسن نے روشنی خورشید کی پیدا کی ہے
شب کو باہر نہیں گھر سے نکلنے والے

نکلو ہے ذرا چاند سی صورت کو بچاؤ
سنو اک خوشخبری منہ تو ذرا آگے لاؤ
غازہ مل سکے نہ دل پر کسی ناکس کا لگاؤ
آئینہ رکھکے کیا ہے جو کبھی تمنے بناؤ
خاک میں مل گئے ہیں دیکھ کے جلنے والے

مجھسے سونگھی نہیں خوشبوئے سر زلف دراز
ہم تو مانند حنا زیر قدم ہیں ممتاز
وہ پریشانی خاطر سے رہینگے ناساز
پاؤں تک تیرے جو پہونچے نہیں اے مایۂ ناز
کف افسوس ہیں ہی ہاتھ میں ملنے والے

وحشت گردی سے کوئی پوچھ مرے لذّات
لاکھ منزل ہو کوئی سو ہوں نشیب اور فراز

جان برسون سے لڑاتے ہین ساز جانانہ　　گوش زد ہو تو کہین کوس سفر کی آواز

دل بکھرے ہونگے کمر باندھے چلنے والے

یاد بالون کی کبھی ہو تو کبھی گالون کی　　آنکھ کے تل کی محبت ہو کبھی خالون کی
ہمنشین تجکو خبر کیا ہو مرے حالون کی　　یہی سوزش یہی گرمی ہو اگر نالون کی

صورت موم ہین فولاد پگھلنے والے

سامنے آنکھون کے صحرا کی فضا ہی ہر صبح　　اتحاد گل و بلبل کا مزا ہو ہر صبح
بار ور نخل ہین سب فیض خدا ہی ہر صبح　　باغ عالم مین یہی اپنی دعا ہی ہر صبح

رہین سرسبز شجر پھولنے پھلنے والے

کوچۂ عشق و محبت ہی بلا خیز مقام　　اسکے آغاز کا ابتک نہ کھلا کچھ انجام
بیٹھتے اٹھتے پہونچ جائینگے ہم تو تا شام　　اٹھنے کمد و جوز مین پڑین گرچہ وہ گام

گر بھی پڑتے ہین بہت دوڑ کے چلنے والے

واہ رے دور ہی اس دور سے دل گھبراتا　　درد الفت نہین افسوس کسی کو بھاتا
حسن کا ذکر کہین سے نہین لب پر آتا　　نعمت عشق کا راغب نہین کوئی پاتا

مر گئے کیا غم و غصے کے نگلنے والے

رات دن ہجر کے صدمے ہین بہت دل پہ سہے　　یار بیرحم ہی احوال برا کون سے کہے
دونون ابلے ہوئے دریا تھے کہ دن رات بہے　　اشک باقی جو نہ آنکھون مین ہے تو [illegible]

جگر و دل مین لہو ہو کے نکلنے والے

کیا کرون تیری صفت او رتنا ای آتش　　قلب آتش نفسون کا نہ جلا ای آتش
عرض کرتا ہی ذکی سن لے ذرا ای آتش　　بس قلم صفحۂ ہستی سے اٹھا ای آتش

ڈھل چکے شعر جو تھے فکر سے ڈھلنے والے

قطعہ

اشنو نغمۂ کہ آمد بجان　　درین زیر پردۂ آسمان
درین پردہ آواز نالم چو نے　　باحوال جسم یا احوال سے

ملکہ حسین سحر ساز شگفتہ بیٹھی ہے گلعذاران سرو قد سمن بیکران خوشرو بصد شد و مد گرد اس ماہ آسمان
خوبی کے جمع ہیں یہی ذکر ہو رہا ہے کہ آتشبار نے جا کر عمرو کو گرفتار کیا لیکر آتا ہوگا عرصہ کیوں ہوا کسی نے کہا حضور
کہیں لڑائی بھڑ گئی کسی نے کہا وہ بڑے بدمزاج ہیں سب عیاروں کو پکڑ لائینگے آپ کے ساتھ جس
جس نے بے ادبی کی ہے سب کو سزائے کامل دینگے چالاک و برق کو ڈھونڈھتے ہونگے حسین نے کہا اسوقت
میرا خود بخود دل گھبرایا صاحبوں ذرا آگے بڑھکر دیکھو تو میرے خیرخواہ سپہ سالار پر کیا گذری یہ کہکر
خود اٹھی دروازے پر آ کے ٹہلنے لگی ملکہ حیرت کو خبر پہونچی کہ حسین سحر ساز نے اپنے سپہ سالار کو
برائے گرفتاری عمرو روانہ کیا ہے یہ تو خوب چھیلے ہوئے ہیں مسکرا کر کہا اور ایک کی جان لی جو کوئی
برائے گرفتاری عمرو گیا ہوگا وہ بھلا زندہ پلٹ کر آئیگا وزیرزادی سے کہا جاؤ دیکھو تو کیا رنگ ہے
حسین سے کہنا کہ دیکھو بی بی میری بات مانو زیادہ یہاں سرکشی نہ کرو عیاروں سے جان بچانا دشوار
ہے وزیرزادی یہ سنکر چلی دیکھا حسین دروازے پر کھڑی ہیں گرد کنیزیں ہیں حسین جلبسین گرد تر دد مشوش ہیں وزیرزادی
نے سلام کیا کہا کیوں حضور خیر تو ہے ملکہ عالم فرماتی ہیں کہ عیاروں کے واسطے زیادہ کوشش نہ کیجیے
حسین نے غصہ میں کچھ جواب نہ دیا کنیزوں نے کہا ہماری بی بی کے سپہ سالار صاحب یہاں
آتشبار جادو عمرو کو گرفتار کرچکے بلکہ قتل کیا ہوگا اور عیاروں کو ڈھونڈھ رہے ہونگے ہماری بی بی
جو بات کہتی ہیں وہی کرتی ہیں اب مسلمانوں کی جان بچانا دشوار ہے خاتون محل شہنشاہ کا گھبرانا
بیکار ہے یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ رونے پیٹنے کی صدا آئی دیکھا چند جادوگر ایک لاش لیے ہوئے چلے آتے ہیں
حسین نے گھبرا کر پوچھا صاحبو یہ کسکی لاش ہے سب نے کہا آپ کے سپہ سالار آتشبار جادو جنگل میں
مرے ہوئے پڑے تھے ہم لاش اٹھا لائے یہ سنتے ہی حسین نے منھ پیٹ لیا کہا ارے یہ تو بتلاؤ میرے
چچا کو کس نے مارا جادوگروں نے کہا حضور ہمنے قاتل کو نہیں دیکھا لاشہ پڑا تھا کنیزاں حیرت نے کہا
ہم سے پوچھیے عمرو نے قتل کیا ہوگا وہ نگوڑا کپڑے بھی اتار لیتا ہے ننگ خاندان قزاقوں کا استاد بانی جفا
ظلم و بیداد یہ سنکر حسین غصے میں کانپنے لگی کہا جا کر سب مسلمانوں کو مارونگی ایک کو زندہ
نہ چھوڑونگی میرے سپہ سالار کو مارا یہ کہکے اسباب سحر و ذات پر آراستہ کیا طاؤس زرین بال پر
سوار ہوئی نفیر سحر بجائی بارہ ہزار جادوگرنیاں ساحران زبردست حربہ ہائے سحر سے آراستہ ہوکر
سامنے آئے نوبت نقارے بجنے لگے زمین تھرائی حیرت بیٹھے بیٹھے گھبرائی کہا صاحبو دیکھو یہ کیا بلا نازل

ہوئی بغیر سحر کیون بھی کنیز دن نے بڑھکر عرض کی حضور حسین نے آلشار جادو کو بھیجا تھا شاید اُسنے
جا کر عمرو کو پکڑا انہین معلوم کس نے اُسکو قتل کیا لاشہ اُسکا دیکھکر جھلائی ہی لشکر تیار کیا ہی سر مسلمانان
جاتی ہی لشکر تیار ہو گیا حیرت جادو گھبرا کے دوڑی باہر آکے دیکھا حسین سحر ساز طاوس پر سوار
ہو چلی لشکر تیار ہو گیا علمہاے زنگاری کے پھریرے کھلے حسین کا قصد ہی کہ طاوس اُڑا دون
لشکر مسلمانان پر جا پڑون حیرت نے دوڑکر ہاتھ پکڑ لیا کہا بی بی تمنے کلیجہ خون کر دیا جس قدر ہم
سمجھاتے ہین ضد بڑھتی جاتی ہی ذلت اُٹھائی صرصر کی جان لی ہوتی ایسا سحر کیا ابتک اُسکی کمر
مین درد ہی آلشار کی جان و آبرو پر بنی اب اسوقت خود جاتی ہو کیا مسلمانون کو حلوا سمجھی ہو تمام ارکین
طلسم ہوش ربا وہان موجود ہین ملکہ مہرخ و بہار و ملکہ سرخ موسے کاکلکشا و ملکہ بلال سحر افگن
و باغبان قدرت وغیرہ کس کس کا نام لون ہاے کس کس کا پتہ بتاؤن اب وہ لوگ افراسیاب
سے مقابلہ کرتے ہین تمنے کھیل سمجھا ہی اور بے قاعدے جاتی ہو بطور مغلوبہ اگر ایسا ہی منظور ہی
تامل کرو شام کو طبل جنگی بجواؤ صبح کو میدان کارزار مین جاؤ فرداً فرداً مقابلہ ہو تمکو سحر کا لطف
ملیگا ہنگامے مین کیا کیفیت ظاہر ہوگی اور مغلوبے کے وہ لوگ اُستاد ہین سیکڑون شکستین کھائین
ہمیشہ اُلجھ کر اپنی جانین بچائین عین گرمی جنگ مین عیاری ہوتی ہی انکے معاملات مین آفتاب
عقل کو زوال سب صاحبان جاہ و جلال جیسا شہنشاہ نے کیا لونڈی غلامون کو سر چڑھایا
ویسا ہی مزہ پایا سب کو سحر بتا کے کامل کر دیا خانۂ دل ہر ایک کا خزانۂ افسونگری سے بھر دیا اب
وہ برابر سے جواب دیتے ہین ہمکو مشکل پڑتی ہی ایک ایک کنیز انکی بڑھ بڑھکے لڑتی ہی کس کس کو جواب
دوگی ایک ایک پرکالۂ آتش ایک ایک سرکش اسطرح جو حیرت جادو نے سمجھایا حسین رونے لگی
کہا حضور میرے دل کو بڑا قلق ہی میری قوت بازو مارا گیا لشکر میرا بے سردار ہو گیا اگر بدلہ لونگی الزام
لینگے سحر کس دن کے واسطے سیکھا تھا رفیق کو لڑنے کے لیے بھیجا یہ تو ناممکن ہی کہ مقابلہ و مجادلہ کرون
لیکن شب کو طبل جنگی بجواؤنگی صبح کو میدان کارزار مین ضرور جاؤنگی بڑی مشکل سے حیرت نے
سمجھا کے لشکر کی کمر کھلوائی حسین غصے مین بل کرتی ہوئی اکڑتی ہوئی کانپ رہی ہی حیرت
جادو واپس ہو کر اپنی بارگاہ مین آئی کہا صاحبو مجھکو سب طرح مشکل ہی شہنشاہ بھی فرمائینگے تمنے
نہ سمجھایا بالجملہ صنعت سحر ساز دختر شکایت کے کھونکنگی کہ ہماری صاحبزادی کو نہ بچایا کیون

لڑلے دیا صاحبزادی چار ناچار خدا یاد کرکے سامری جمشید کی بھی حقیقت نہیں جانتی ہیں
ایسے سخن ناشنو کو کون سمجھائے میرے خیال میں یہ آتا ہے کہ شہنشاہ کو اطلاع کروں شاید وہ کچھ
لکھ بھیجیں جو کہی مان جائے شہنشاہ نے جس دن سے لوح کا انتظام کیا جو نامہ آیا یہی مضمون تحریر فرمایا
کہ ہم جلد کسی ساحر زبردست کو روانہ کرینگے میں نے سنا ہے زال جادو بادشاہ قلعۂ تحت الشعاع کو
طلب فرمایا تھا اور دو بار زحمت بلا دریافت کیا تو ثابت ہوا حجرۂ اول کا مالک مشتعل جادو مصاحب
سامری حاکم اقلیم افسونگری لیکن بلانے میں ایسی شرطیں سخت ہیں کہ شہنشاہ نے قبول نہیں فرمایا
راز دار زال جادو ہے خود شہنشاہ وہاں تشریف لیجائینگے ضرور کسی تدبیر سے مشتعل جادو کو لائینگے
مشتعل آتے ہی سب کو جلا دیگا اسکو کوئی قتل نہیں کرسکتا محبت سامری میں اسنے اپنے کو دفن
کرا دیا خداوندوں سے مل گیا ہمارے شہنشاہ کی دائی امان ملکہ تاریک شکل کش خود فرماتی ہیں کہ
میں جاکر مسلمانوں کو قتل کروں پھر پھاڑ کر سب کو کھا جاؤں مگر انکا تشریف لانا قاعدۂ طلسم کے خلاف
ہے اسوجہ سے انکو نہیں لاتے حیرت جادو تو ان باتوں میں مصروف ہے شیفرن نے عرض کی آپ
ملکہ صنعت کو لکھ بھیجیں کہ صاحبزادی پر عیاروں نے بلوہ کیا وہ مسلمانوں سے کل ضرور لڑیگی
آپ خود تشریف لائیے صاحبزادی کو روکیے حیرت نے کہا میں نے تو پہلے ہی نامہ لکھا تھا مگر
برق نے اسکو روک لیا نہ جانے دیا ایسا نہو کوئی اور افتاد پڑے سب نے کہا ساحر تیزرو
روانہ کیجیے حکم دیجیے کہ راہ میں نہ ٹھہرے صنعت کے ہاتھ میں جاکر نامہ دے وہ آکے روکیگی
یہ رائے حیرت کو پسند آئی نامہ لکھا سب حال گذشتہ مندرج کیا طیران جادو کو دیا تاکید
کردی کہ خبردار راہ میں نہ ٹھہرنا طیران نے کہا حضور خوف عیاران سے میرے خود ہوش اڑتے
ہیں میں بیچ میں کہیں نہ ٹھہرونگا نامہ لیکر طیران ادھر روانہ ہوا لیکن حسین سحر ساز بصد عشوہ و ناز
تخت پر آکے بیٹھی یکایک لیلائے شب نے زلف عنبریں کھولی قیس ماہ بصد عز و جاہ دشت نجد فلک کے
مصروف جستجوئے معشوق ہوا حسین سحر ساز نے حکم دیا طبل جنگی بجے ہمہمہ خانہ آراستہ ہو ہم صبح
قتل مسلمانان سحر تیار کرینگے اسی وقت نقارۂ زری پر چوب پڑی چند در چند ہرکارے لشکر اسلام کے
نوچ حسین میں موجود تھے خبریں لیکر بھاگے یہاں ملکہ مہ جبین سریر جہانبانی پر اسد نامور بصد
سطوت و صولت و نگل یاقوت نگار پر گرد سرداران نامی ساحران گرامی جلوہ فرما مہتر عیاری

البشار کو مار کر تشریف لائے ہیں ملکہ مہرخ نے خبر سنکر خلعت فاخرہ مرحمت کیا مرغ زرین سنہرے ہوئے طبیعے مین چہک رہے ہیں ایک جانب مہتر برق و چالاک مضر خام و مہتر قران جانسوز بصد شوکت و شان حاضر دربار ہیں ذکر لشکر حسین ہو رہا ہے ملکہ مہرخ فرماتی ہیں صاحبو اُس چھوکری کا دعوی بیجا نہیں ہے صنعت نے اپنا ہمسر کر دیا ہے صندوق سینہ کو نقد ساحری سے بھر دیا ہے خوب بے سوچے رنگی پڑ کر موجود تھے کہ چوبداران سرکاروں کی آگے بڑھیں ہاتھ اٹھا کر دعا و ثنائے بادشاہی بجا لائے

نظم

اے شہ داد گر اے خسرو انصاف پرست　　اللہ اللہ رے عدالت کا ترے نظم و نسق
برق افگن ہو اگر روشنی طبع تری　　برق آئینہ ہو اور سنگ سیہ ہو ابرق
مشتری بھی تری شطرنج کا اک مہرہ ہے　　آفتاب ایک ترے گنجفہ کا گر ہے ورق
ابر ہو گرچہ مثال تہ نمد سیہ　　گر تری برق غضب جھاڑ دے اس پر تحقیق
تو شتابہ سے بھی چل اٹھے زیادہ وہ تتق　　آگ لگجانے میں دیر لگے ہووے معلق
ہو وے ہر سال مبارک تجھے عیش و شادی　　اور دشمن کو رہے ترے صد رنج و قلق

شہریار عالم کی عمر دراز ہو حسین سحر ساز نے ملکہ حیرت کا کتانہ ما طبل جنگی بجوا دیا لیکن اُسکا مقصد ہے ملکہ بہار جادو سے مقابلہ کرے اپنے سحر پر بہت پھولی ہوئی ہے ملکہ بہار جادو نے مسکرا کر عرض کی حضور اپنی کنیز کے نام پر طبل جنگی بجوائیں حضور کے اقبال سے اگر تنکے چنوا کر نہ مارا تو نام اپنا ملکہ بہار جادو نہ پایا ہر چند ملکہ مہرخ نے کہا عام طور پر طبل جنگی بجے بہار نے نہ مانا بہار جادو کے نام پر طبل جنگی بجا بہار نے اُسوقت کنیزوں کو حکم دیا بہار نے خیمہ میں اسباب سحر جمع کرو اسی وقت ملکہ نسرین عذار غنچہ دہن گل عذار نارنجی پوش یاسمن عذار سبکدوش اپنے اپنے مقام سے اٹھیں چمنستان میں آگ گلچینی کرنے لگیں گلدستہ ہائے گل بصد تحمل درست کیے رشتہ جان سے انکو باندھا بہار جادو بروقت برخاست اٹھیں اپنے خیمہ میں آئیں دیکھا کنیزان نگین تاج سرو قد غنچہ دہن حاضر ہیں بیچ میں چوکی سنگ مرمر سفید کی حوض میں آب صاف و شفاف ملو بہار نے غسل کیا ایک ساری آب رواں کی باندھی صاف ثابت تھا کہ جسم نور کو نور کے سانچے میں ڈھالا ہے یا برج نور میں ماہ تابان کا گذر ہوا بالون کو نچوڑا ابر تیرہ و تار سے موتی برسنے لگے گرد کنیزیں آگئیں آ ملکہ بہار نے غنچہ دہن وا کیا اسم سحر رنگین پڑھا پھول برسے غنچے چٹکنے لگے گلدستہ آراستہ ہوئے کیفی منیم

برسایا باغ سحر کے پھول کھلے چمن ہائے طلائی دررو دولت پر آراستہ ہیں نخل مومی بہت سے چمن ہائے طلائی
تیار کیے جب زلف لیلائے شب کمر سے گذری باہر آکر ملکہ بہار نے میدان کارزار میں پھول پھیلا دیے
درختوں میں پھول کی بدھیاں لٹکا دیں یہ سامان کرکے ملکہ بہار جادو خلوت میں بستر ناز پر آکر آرام فرمایا
کنیزیں خدمتگاری میں مصروف ہوئیں لیکن حسین سحرساز طبل جنگی بجوا کر اٹھی کنیزوں نے آکر
خبر دی حضور بہار نے اپنے نام پر طبل جنگی بجوا دیا اسکے بھی باغ حسن میں بہار ہے آپ ایسی گل پیرہن
سے آمادہ کارساز ہے یہ سنکر حسین سحرساز موم خانے میں آئی اسنے بھی خوب خوب سحر تیار کیے
لیکن عیاروں سے ایسا خائف ہوئی تھی گرد خیمے کے حصار سحر کیا چار اژدہے بنا کر بٹھا دیے
وہ اژدہے قلابہ آتشیں منہ سے چھوڑنے لگے عیاران لشکر اسلام اس فکر میں نکلے کہ چلکر حسین کو
ماریں جب سامنے بارگاہ حسین کے آئے دیکھا چار اژدہے بیٹھے ہیں جو اندر بارگاہ کے جانیکا قصد
کرتا ہے اژدہے منہ پھیلا کر دوڑتے ہیں پھر پھر کامل گرد خیمہ حسین کے چیخ مار راستہ جانیکا نہ ملا ناچار
پلٹے ناگاہ باغ فلک میں گل خورشید پھولا گلہائے سیارگان مرجھائے شاخ کہکشاں پھولی پھلی
نسیم سحر مستانہ وار چلی لشکروں میں تیاریاں ہونے لگیں ملکہ حیرت بارگاہ سے برآمد ہوئی ایک
بلندی پر تخت اپنا بچھوایا برائے تماشائے آمد لشکر اسلام نگاہ اٹھائی دیکھا لشکر ظفر اثر اسد نامور
کی آمد شروع ہوئی سب سے پہلے شاہزادہ خورشید زریں سحر ساٹھ ہزار ساحران نامدار سے
آکر پہونچا مرکب باد رفتار سے کود پڑا ساحروں کو قاعدے سے جمانے لگا جو سردار آیا میمنہ میسرہ
کے طور پر جم دیا یکایک حیرت نے دیکھا ہزبر بیشہ جرأت یکہ تاز میدان جلالت اسد نامدار پشت
مرکب باد رفتار پر سوار پہلو میں صندلان صندلی پوش مع ساٹھ ہزار جوانان صندلی پوشان
بصد علم و نشان چالیس قدم آگے بڑھکر زیر سایہ علم شیر پیکر نامور شہرہ قلب سپاہ میں تخت حشمت
جلالت آئین چالیس مشیر چالیس وزیر گرد تمام سرداران ذی ہوش پشت پر کنیزیں زریں پوش
جب یہ سب آ چکے آمد بہار جادو کی شروع ہوئی طاؤس زریں بال پر سوار پھولوں میں لدی
پھول عروس شب اول بنی ہوئی پشت پر کنیزان ماہرو حسین خوش خوش دف و دایرے بجاتی ہوئیں
رنگ کی پچکاریاں چل رہی ہیں اشعار بہاریہ گاتی ہوئیں شعر مصنف آج بیلا بٹ رہا ہے خوش ہے
بلبل باغ میں دستا خاصے گل زنانی ہیں زندگی باغ میں ادھر سے آمد حسین سحرساز بصد سوز

وگداز شعلے بھڑکتے ہوئے لالۂ ابر کڑکتے ہوئے حسینین ایک مرغ زرین پر سوار یہ بھی گلدستے بہت
سے ساتھ لائی ہو حسن مین بے مثال اول ملکہ حیرت کو سلام کیا صفین جمائین آراستگی میدان
کارزار ہوئی نقیبون نے نقابت کی نرگیت گا کا کہ کے حسینین نے اپنے مرغ زرین کو بڑھایا حیرت
جادو سے اجازت چاہی حیرت نے سر جھکا کر کہا بی بی جاؤ تمہین پونے دو سو خداوندون کے
سپرد کیا اللہ تمہارا نگہبان ہو لیکن بہت بچ بچ کے بہار سے مقابلہ کرنا حسینین نے کہا حضور
ملاحظہ فرمائینگی ابھی مشکین باندھ کر لاتی ہون برچھیان پھولون کی بل بہار نے ہاتھون مین لی ہین
یہی شکر بان نجائینگی حیرت نے کچھ جواب نہ دیا حسینین سحر ساز اپنے مرغ زرین کو اڑا کر میدان کارزار
مین آئی عجائب وغرائب سحر کے دکھائے پہلے سے بہت معقول پھول برسائے آواز دی بی بہار صاحب
آیئے ذرا ہم سے چار آنکھین کیجیے دیکھیے تو کیا لطف ملتا ہی دیکھین کسکا غنچۂ آرزو کھلتا ہی بہار گلعذار
نے طاؤس کو صف سے نکالا آکر پایۂ تخت ملکہ مہ جبین کو بوسہ دیا دست بستہ عرض کی اے سر چشمۂ حدیقۂ
کامرانی وای رنگ و بوے گلزار جہانبانی اجازت میدان مرحمت ہو ملکہ مہ جبین نے ہاتھ اسکے گلے
مین ہاتھ ڈالدیے کہا حضور صدقے ملازم آپ کے موجود ہین وہ جا کر اس مغرور کو جواب دینگے آپ
تامل فرمایے ملکہ بہار نے عرض کی حضور آپکے جد عالی تبار صاحبقران نامدار کا قانون ہی جو جسکا
نام لیکر پکارے وہی میدان کارزار مین نکلے ملکہ مہ جبین نے کہا آپ کو حافظ حقیقی کے سپرد کیا
ہمیشہ باغ حسن مین بہار رہے باد خزان کا جھونکا نہ چلے ملکہ بہار نے طاؤس بڑھایا اسد غازی کو
سلام کرکے میدان کارزار مین پہونچین حسینین سحر ساز نے جو ملکہ بہار کو آتے دیکھا اللہ کا رنگ گلدستہ اٹھایا
ملکہ بہار نے گلے سے پوٹلی اتاری پہلے گلدستہ حسینین کا چلا بہار نے بدستور چھینکا سب نے دیکھا
ابر تیرہ و تار گھر کر آسمان پر آیا جھونکے ہوا کے سرد کے چلے ابر سے بارش پھولون کی ہونے لگی سحر بہار
و سحر حسینین سے ہزارون طائران زمزمہ سرا پیدا ہوے بجستے پر ہاتھ ہوگئے زمزمہ سرا ہوئے اسوقت
میدان کارزار مین عجب کیفیت تھی بہار نے پھول برسائے حسینین نے دستک دی ٹھنڈی ہوا
چلی چشمے موج مارنے لگے غبار زرد نے میدان کو گھیر لیا سب کی نگاہون سے حسینین و بہار چھپ گئین
ابر تیرہ و تار نابود ہوا ایک باغ بیدر کا نکہ تیار ہوا چمن چمن اے غزلان لہلہاے رنگارنگ شگوفہ
ہاے بوقلمون سرو و شمشاد پابندی سے آزاد جوانان چمن شادان و فرحان غنچون کی چٹک پھولون کی

ہوا ہے باغ پر جوش بہار دو سہ چمن کی زیبائی شاخوں کی رعنائی ہر نخل پر ہزار ہا عندلیبان خوشنوا لغمہ تازہ دوا دان اشعار آبدار کو پھول پھول گا رہی ہیں اشعار رنگین

ہے آج جو یوں خوشنما نور سحر رنگ شفق	پرتو ہے کس خورشید کا نور سحر رنگ شفق
ہے جوش نسرین و سمن ہے لالہ و گل کا چمن	گلشن میں گویا چھا گیا نور سحر رنگ شفق
ہے سرو قد غنچہ دہن زیب چمن شان چمن	ہر سیم بر گلگون قبا نور سحر رنگ شفق
افشاں جبین پر سر بسر مہتاب و انجم جلوہ گر	اور گورے ہاتھوں میں حنا نور سحر رنگ شفق
لب پر تبسم ہے کہ ہے جوش بہار موج گل	دنداں پان خوردہ ہیں یا نور سحر رنگ شفق
ہر مجمع پیر و جوان اک طرفہ شرق ہے کروان	روشن دل و رنگین ادا نور سحر رنگ شفق
جام بلوریں میں ہے یوں عکس شراب لالہ گون	ہو جیسے کیفیت فزا نور سحر رنگ شفق
حسن گل مہتاب نے جوش گل سیراب نے	کیا باغ میں چمکا دیا نور سحر رنگ شفق
دیکھے چمن میں برگ گل آلودہ شبنم جو گل	خجلت سے پانی ہو گیا نور سحر رنگ شفق
ہے شوق کو بالیدگی ہے ربط کو چسپیدگی	کس رنگ ہوں مل کر جدا نور سحر رنگ شفق
ساقی مے عشرت سے بھر ساغر کہ ہیں ہم رنگ	آب و ہوائے جانفزا نور سحر رنگ شفق

جو حصہ دراز تک حمد آئین عندلیبان خوشنوا نے دیں در و دیوار ست اس باغ نگارین میں بہار کا بند و بست اس حدیقۂ نگارین میں صدہا نازنینان گلبدن خراماں پھر رہی ہیں لیکن بہار و حسین کا نشان نہیں معلوم ہوتا اس رنگ سحر سازی و نیرنگ بازی و افسوں طرازی کو دیکھ کر ملکہ حیرت و مہرخ وجد میں ہیں ہر ایک حیران کہ بہار و حسین یہ باغ بہشت آئین بنا کر کہاں مخفی ہوئیں سب کی نگاہ اسی جانب ہے ہر خورد و کلاں اس تماشا دیکھنے کا طالب ہے یکایک گوشۂ باغ سے دف و طرے کی آواز بلند ہوئی ملکہ مہرخ وغیرہ دیکھنے لگیں سب کی نگاہیں اٹھ گئیں دیکھا آگے ملکہ بہار گلعذار پشت پر چند نازنینان سمبین زہرہ ساز نگی کا بلند ہائیں کی گمک آسمان کو پہونچ رہی ہے سب سازندیں ساز کیے ہوئے ایک غارتگر ہوش بصد جوش و خروش سازندوں کے آگے رقص کرتی ہوئی دریا میں پھولوں کے تختہ زن نازنین پرفن خوش الحان غنچہ دہان سیم بر قمر پیکر اس غزل کی تانیں اڑاتی ہوئی چلی آتی ہے غزل

جانان ستم رسیدۂ من دادخواہ دل — دل باچہ کردہ است بجان من گواہ دل

بستانم انکہ این دو عدو خونبہائے جان — دل جرم چشم گوید و چشم گناہ دل

یارب بدرو بے اثری نالۂ جرس — گردیدہ برق قلزم اشک و آہ دل

دل گشت ناتوان و نداریم در نظر — جز نوک خنجر مژہ اش تکیہ گاہ دل

در برگ برگ گلے بچمن رنگ حسن اوست — صاحبدلان چو سیر کنند از نگاہ دل

اے شیخ گر بسوے حرم میروی چہ سود — با صاحب حرم نرسی جز براہ دل

یکشب اگر بہ بزم خودم جا دہی چو شمع — روشن شود بجان تو روز سیاہ دل

دلدار حرف ناشنو و خلق سوی اوست — گویم و رجانان بہ کہ حال تباہ دل

سودا بگو کجا بروم من ز دست دل — باشد اگر صلاح روم در پناہ دل

اس رنگ سے یہ نازنین تانین مار رہی ہی کہ نرگس شہلا نے آنکھیں کھولدین گل ہمہ تن گوش عندلیبان خوش نوا مدہوش شمشاد پا بگل ایک سو شور عنادل سنبل کو پیچ و تاب سوسن کو کلام کرنے مین حجاب اسی جوش و خروش مین ملکہ بہار نے دستک دیکر آواز دی اے حسین سحر ساز بوے گل بنکر کب تک اس باغ مین چھپے گی دیکھو تو یہ گل اندام کیا کیا غزلین گاتی ہی کیا خوب تانتی ہی آؤ اپنے اشعار آبدار سنو یہ صحبت یادگار رہیگی چار دن کو باغ مین بہار ہی تر و تازگی گل و لالہ دیکھو ہوا کے باغ کی سیر کرو گانا سنو ہم تمھاری ملاقات کے مشتاق ہین حقیقت مین آپ علم افسونگری مین طاق ہین کسکی مجال ہی جو تم سے آنکھ ملائے دیدہ بازی مین نرگس کی آنکھ چپکاتی ہو آگے سوسن کی زبان درازیان دیکھو وقت وداع عروس چمن ہی آتش گل شعلہ زن ہی لالے کے دل پر داغ گلچین و باغبان باغ باغ ملکہ بہار نے غنچہ دہن سے گل کلام اس حسن و خوبی سے پیشکش کیے طایران چمن اڑنے لگے حیرت جادو نے کہا یار و بہار نے غضب کا سحر کیا سحر حسین کا رنگ سنا دیکھو اب حسین آیا چاہتی ہی دیکھیں کیا رنگ لاتی ہی سب اسی جانب نگران بصورت آئینہ حیران مثل گیسو پریشان یکایک دوسرے گوشۂ باغ سے روشنی ظاہر ہوئی سب نے دیکھا حسین سحر ساز آگے آگے پشت پر چار سو نازنینان گلگون پوش لیکن گل عارض مرجھائے ہوے سنانے مین نمایان ہوئی بہار کو جھک کر سلام کیا پوچھا ملکہ عالم کیون مجھے بلایا باغ مین آج نیا گل کھلایا آپ

باغ کی مالک بن کے مثل بوئے گل بسین حکم دیجیے چمن سے باہر نکلیں بہار نے کہا تمکو کیا خوف و خطر
ہی باغ میں آنے کا یہی ثمرہ ہی تلوار کھینچو تب ہمیں تمہاری محبت کا یقین آئے دیکھو شرمندہ ہونا ہنسی
میں منہ موڑنا یہ سنتے ہی حسین سحر ساز نے کمر سے نیمچہ کھینچا چار سو کنیزوں نے خنجر کمر سے نکالے حسین نے
جھوم کر قصد کیا نیمچہ گلوے نازک پر رکھے حیرت چیخی صاحبو غضب ہوا ناگ سحر بہار جم گیا حسین
گلا کاٹنا چاہتی ہی یہ کہکر ایک دستک دی اور طیران جلد حسین سحر ساز کو پکار ناگ سحر بہار سنا
ہو کیا تو آسمان سے ایک طائر پیدا ہوا پر مارتا ہوا سر پر حسین کے پہونچا ایک چیخ ماری او حسین
ہوشیار ہو خواب غفلت سے بیدار ہو یہ کہکے ایک چیخ ماری طائر کے منھ سے شعلہ نکلا جلکر خاک ہو وہ
خاک سر پر حسین کے گری حسین کو ہوش آیا ہوش آتے ہی ایک گولہ نکال کر باغ پر مارا باغ جلنے لگا غنچوں نے
زبان بند کی آتش گل بجھ کر عندلیبان خوشنوا ایسی بھولیں کہ زمزمہ سرائی بھولیں گیسوے
سنبل کو پریشانی نرگس پہ حیرانی ہر ایک چشمے سے خون ابلا حباب چشم گریان نکلے آہ آتشبار سے بلبلوں
کے کلیجے بھن گئے یا تو وہ باغ پر بہار تھا جھونکا ہوا سے خزاں کا چلا چشم زدن میں سناٹا ہو گیا غبار
بلند ہوا سب نے دیکھا بہار ایک صحرا میں کھڑی ہی گل بوٹے جلے پڑے ہیں نخل خشک ہلے گرم
جل رہی ہی شاخ نخل آرزو جل رہی ہی وہ جو کنیزیں بہار کے ساتھ تھیں گل عارض انکے مرجھا گئے
مثل برگ خزاں دیدہ زمین میں گر پڑیں اور حسین للکارتی ہوئی جاتی ہی بہار نے آواز دی او چھوکری
حیرت نے تجکو بچا لیا وہ جو دو افراسیاب جادو کی ہی ہزار ہا ناگ اسکے قبضے میں ہیں گلا کاٹنے
پر آمادہ تھی اسنے طائر سامری بھیجکر بچا لیا حسین جو شرمائی فوج کی طرف دیکھا ڈھونڈھا کہ ساحر لیکر آئی
ہی سب جادوگر ترنج نارنج ہاتھوں میں سنبھالکر دوڑ پڑے حیرت نے اب بھی پکار کر کہا کہ اے حسین بس
پلٹ آؤ نہ مقابلہ کرو امتحان ہو چکا یہ بہار بلاے روزگار ہی اسکے چمن کا ہر ایک پھول خار ہی جب مادہ
کارزار ہوتی ہی زمین سحر چمن بس ہوتی ہی خدا اسکے رنگ سحر سے بچائے ہزاروں کے اسنے گلے کٹوا دیے
شہنشاہ کو بڑے بڑے رنج دیے حسین نے کچھ جواب نہ دیا بہار وہاں سے آگے بڑھی اس مقام
خزاں کو چھوڑا لشکر کو نے آتے ہوئے دیکھا مثل باد خزاں باغیوں پر جا پڑی ادھر سے ملکہ مہرخ کے
کاکلکشا کنیزان بہار ایک جانب سے ملکہ مہرخ نے فوج کو اشارہ کیا ساحران نامی سرداران
گرامی بہار کے نام پر جان دیتے ہیں اسباب سحر لیکر بڑھے حیرت نے دیکھا غضب ہوا یہ سردار ملکہ

حسین کو مار ڈالیں گے اُسنے بھی لشکر کو حکم دیا مصور چلا و دونو فوج کو لیکر بڑھا ملکہ حیرت نے للکارا او مصور تو
بڑا اچھا ہی ہمیشہ چوٹیان کھاتا ہی پھر اُسنے آتا ہی ایک جانب سے خورشید زرین سحر چہرہ کا صورت آفتاب
کی دکھائی مصور نے بھی تصویرین نکالین جیب سے مقراض سے تصویرون کو کاٹا کئی سو کے سر کٹ کر
گر پڑے بہار نے پلٹکر دیکھا مصور نے تہلکہ ڈال دیا پامال کرتا ہوا جاتا ہی حقیقت مین اسکے سحر سے
ساحرون کا قلب تھراتا ہی بہار نے چاہا طرف مصور کے پلٹون کہ دیکھا حسین بصد جوش و خروش
سحر کرتی ہوئی چلی آتی ہی باغبان قدرت مصور پر جا پڑا بہار و حسین سے سحر ہونے لگے حیرت ہر مرتبہ
بیچ مین آجاتی ہی حسین کو بچاتی ہی منتین کرتی ہی اسے بہار سے نہ مقابلہ کر حسین کہتی ہی حضور بے
بہار کے قتل کیے ہوئے مین نہ پلٹونگی لیکن حیرت نے پلٹ پلٹ کر دیکھا مصور سحر کرتا ہوا جاتا تا سقف
صورت نگار تخت پر سوار مانی و بہزاد و نقاش و قلم کش یہ بھی سحر کر رہے ہین تصویرین کھینچ کھینچ کر
مصور کو دیتے جاتے ہین کئی ہزار آدمی آتشے بیدردی سے قتل کیے او سے زنی پھرتی ملکہ زیور
محمل نشین آتی ہی صورت نگار نے اسیر کو مارا زیور نے ہنسی پکارکر کہا بی صورت نگار تمنے بھی سحر سیکھا یہ
کہکے اٹھا کے گولا مارا تخت صورت نگار کا ٹکڑے ٹکڑے برق تڑپکر گری سر زخمی ہوا کنیزان صورت نگار پر
زیور جا پڑی بی صورت نگار کی پردہ پوشی نہ ہوئی زیور محمل نشین نے سیکڑون کو دیوانہ بنا دیا وحشت بجد
کا رنگ دکھا دیا ہیر جا پڑی اس صف کو ویران کیا ملازمان صورت نگار کو یہ کیفیت کسی پر تیورون نے نگاہ سے
برق چمکائی کسی پر بجلی اتار کر پھینک دی ابر تیرہ و تار ظاہر ہوا موسلا دھار پانی برسا سیکڑون غرق
دریاے لعنت ہوے کبھی ہاتھ سے گرا اُٹھا کر پھینکا یا صد ہا کے گلے مین طوق و زنجیر پڑ گیا قفس و قفس
پیچیدہ زنجیر مین پھنسے ہوئے غل کرتے تھے سر ٹکرا کے مرتے تھے نہ تو زنجیر سے نکلنا دشوار تھا او نہ زنجیر زہرہ
مار تھا حیرت نے پلٹ کر دیکھا زیور محمل نشین نے تہلکہ ڈالدیا ہزارون کو قتل کیا کیا کیا لطف سے سحر کر
رہی ہی پلٹ کر وزیرزادیون سے کہا کیا کیا ساحر ہماری طرف کے شریک باغبان ہے دیکھو تو آثار سحر
زیور سے قیامت کے آثار عیان ہوئے مین خود بڑھکر لڑونگی کس کس کو روکون کس کس کو ٹوکون مین چاہتی
ہون اس چھوکری کو بچالون وہ نہین مانتی یہ کہکر طرف زیور کے چلی تھی کہ سامنے سے باغبان کا نعرہ ہوا
حیرت سے سحر چلنے لگا صورت نگار کو جو مصور نے زخمی دیکھا جورو کی مدد کو بڑھا للکارتا ہوا ہی بی بی یہ کیا
غضب ہوا سر تمھارا کسنے زخمی کیا اسکو زندہ نہ چھوڑونگا صورت نگار نے کہا صاحب زیور نے سیکڑون کو

مجنون بنا دیا سیان تم اُسکے سامنے بجا تا لیلی زلف کھلی ہی اندھیرا چھا گیا سیکڑون دیوانہ وار سر ٹکرا رہے ہین خود
جلالت آئین نگاہین سحر کی بھری ہوئین مصور نے کہا بلی بھتا ہے لا ضرور تو نگار زیور کی نگاہ پڑی للکارا
او مصور شہنشاہ داؤد کو دعا دے تجکو یہ دن نصیب ہوا کنارے دریا کے پڑا رہتا تھا ہمانے فلسے روپے
تجھے پاو بھر اناج دیتے تھے آٹھین تیری بسر ہوتی تھی شہنشاہ داؤد نے دیکھا یہ لونڈی بچہ بدنام کرتا ہی
جاگیر وغیرہ دیدی تجکو بازارس کیا آج ہم لوگون سے مقابلہ کرتا ہی تصویر کھینچ دیکھو تو کیا نقش ہی مصور نے
تصویر زیور جھولی سے نکالی زیور کی جانب پھینکی زیور نے کڑی نگاہ ڈالی تصویر جلی خاک ہو کر زمین
پر گری غبار زرد بلند ہوا اُس غبار سے ایک زنگی سیاہ رو پیدا ہوا خم مار کر سامنے مصور کے آیا للکار کر
آواز دی کیون بے لونڈے ہمارے مالک سے لڑتا ہی آ مجھسے تو مقابلہ کر مصور نے تو قلم چھینک مارا زنگی
نے اسکو قلم کیا لیکن زنگی برابر مصور کے ہو گیا کئی سحر مصور نے کیے پیالیان رنگ کی زنگی پر پھینکین زنگی
دریائے خون مین نہا گیا لیکن سحر کا مصور پر جا پڑا اب مصور نے تیغہ سحر مارا زنگی نے کلائی پکڑ کے تیغہ
چھین لیا گریبان مین ہاتھ ڈالا مصور سے کشتی ہونے لگی زنگی نے تیسرے پیچ مین کمر مین ہاتھ ڈال کے
اٹھا لیا زیور کی جانب متوجہ ہوا حضور کیا حکم ہوتا ہی زیور نے کہا بس اس بے ایمان کو لیجا کر حبس سحر مین قید
کر زنگی ہاتھ پر مصور کو چیخ دیتا ہوا لشکر سے نکلا صحرائے ہولناک کا رستہ لیا مانی و بہزاد غیر بیٹھے
تکتے دوڑے ہوئے سامنے حیرت کے آئے حیرت جادو باغبان قدرت سے لڑ رہی تھی اُسنے
باغبان کو زخمی کیا ایک جانب غل ہوا دیکھا صاحبان مصور روتے پیٹتے آتے ہین حیرت نے
پوچھا کیا ہوا عرض کی ملاحظہ فرمایئے حیرت جادو نے دیکھا مصور کا لباس پارہ پارہ ہنکا ڈھلا ہوا
ایک زنگی بدوش پر لادے ہوئے لیے جاتا ہی صورت نگار زنہار کھڑی ہیں رہی حیرت گھبرائی
پکار کر کہا مرشدزادے ہم سبکو ذلیل کراتے ہین یہ کہکے غول سے نکلی للکارا او زنگی سیاہ رو کہان جاتا ہی
اُس زنگی نے جواب بھی نہ دیا حیرت نے دیکھا صحرائے ریگستان کو طی کر چکا ہی نخلستان مین جا کر غائب
ہو جائیگا پھر اسکو کون پائیگا ایک گولا اٹھا کر طرف آسمان کے پھینکا آواز دی ای غلام سامری
مرشدزادے کو بچا سب نے دیکھا صحرا سے ایک فولادی تیلہ پیدا ہوا تیغہ کھنچا ہوا ہاتھ مین جست کر کر آیا
ہوا قریب اُس زنگی کے پہنچا زنگی نے جو فولادی تیلہ دیکھا مصور کو ہاتھ سے ڈال دیا تیغ کھینچ کا تیلے
پر جا پڑا ایکی وار کر گئے ہاتھ تلوار کا مار تیلے نے تلوار کو تلوار پر روکا الجھا و [illegible] ہاتھ

نکال کر سر کو تپایا مگر پسا تھا مارا زنگی کے دو ٹکڑے ہوئے جل کر خاک ہوا مصور کو اُس بیہوشی مین تیلے
نے اُٹھا لیا کاندھے پر ڈال کرکے بھاگا آسمان پر جا کر غائب ہو گیا صورت نگار نے گھبرا کر کہا بی بی
یہ کیا ہوا حیرت نے کہا نہ گھبراؤ مرشدزادے سحر مین زیور محمل نشین کے مبتلا تھے مین نے صدمۂ
عظیم اُٹھایا کئی سو کوس سے غلام سامری کو بلایا اُسنے زنگی کو مارا مرشدزادے کو پاس افراسیاب جادو
کے لیجائیگا وہ آب دیدہ سحر کے چھینٹے دینگے تب اُنکی آبرو بچیگی زیور محمل نشین نے پکار کر کہا اے حیرت
شرم نہ آئی یہ تمھارے مرشدزادے ہین نبیرۂ خداوند کہلاتے ہین ذرا سے شعبدے مین چت ہو گئے
کچھ نہ بن پڑا آخر تمنے اُنکا ہاتھ تھاما کیا عمدہ مذہب ہے حیرت جادو طرف زیور محمل نشین کے چلی
فوجین لڑ رہی ہین سحر ہو رہے ہین آگ برس رہی ہے صدہا آتش سحر مین جلے ہزارون پانی سے
ٹھنڈے ہوئے نقیب مذمت دنیا مین اشعار پڑھ رہے ہین نظم

سمجھ نہ دنیا کو گھر خوشی کا کہ اسمین لاکھون طرح کا غم ہے ❊ سنبھل کے لازم ہے پانون رکھنا کہ اسمین ٹھوکر قدم قدم ہے
رہا نہ کوئی نہ یان رہیگا سبھو نکو چلنا وہان پڑیگا ❊ کوئی ہے آگے کوئی ہے پیچھے ہر ایک کو یان سفر عدم ہے
یہ چند روزہ ہے دار فانی حباب سا ہے زندگانی ❊ کبھی ہے رنج اور کبھی ہے راحت نیا چلن اسکا دمبدم ہے
یہان نہ دارا ہے سکندر نہ ہے فریدون یہان نہ جم ہے ❊ سفر فنا کے ہوا انکو مقام فردوس ہے ارم ہے
لباس و آرائش و حشم یہ چند انفاس کے ہین جھگڑے ❊ نکل گئی روح جب بدن سے تو پھر کہان ناز و نعم ہے

نقیبون نے جو یہ اشعار پڑھے ناپائداری عالم فانی آنکھون کے نیچے پھر گئی لذت حیات دور روزہ
آنکھون سے گر گئی آج حیرت جادو کو بڑی مشکل پڑی ہے تڑپی پھرتی ہے ہر ایک سردار سے مقابلہ
کیا ناگاہ سر اُٹھا کر دیکھا شہسوار عرصۂ یکتازی اسد بن کرب غازی شیر نیستان فوج ساحران مین
لڑ رہا ہے صندلان صندلی پوش مصروف جان نثاری ملکہ گوہر جادو و عاشق صندلان صندلی
پوش رکاب اسد نامدار پہ ہاتھ رکھے ہوئے سحر ساحرون کا دفع کر رہی ہے ایک جانب شاہزادہ شکیل
فرزند دلبند ملکہ مہرخ سحر کر رہا ہے جب کسی نے سحر کیا اسد غازی کا گھوڑا بھڑکا اُس ساحر نے چاہا طلسم
کو بڑھا کر گرفتار کرون شکیل نے پڑھکر سحر دفع کیا اُس ساحر کو مارا کسی ساحر کو گوہر جادو نے ملکا یہ
جانباز سرفروش زیب اسد نامدار کے کسی ساحر کو نہین آنے دیتے سینہ سپر کیے ٹہرے ہین ملکہ حیرت
جادو نے جو یہ رنگ دیکھا جی مین کہتی ہے اے حیرت کوئی تحفہ اس جوان کے پاس نہین ہے اُس سپر پہ

جرأت و شوکت دریائے فوج ساحران میں غوطے مار رہا ہے کسی کو تیر سے مارا کسی کو نیزے پر اٹھا لیا کسی پر ہاتھ
تلوار کا مارا کسی پر گرز گران سنائے سمان رنگ ہشت پہلو کا وار کیا جو سر گرز پر پڑ گیا پاش پاش ہو گیا جی میں
سوچی کہ آج چراغ مسلمانان گل کر دوں اسد نامدار کو بڑھ کر ماروں یہ سوچ کر اسطرف سحر کرتی ہوئی چلی
اسکا سحر قیامت ہے کون روک سکتا ہے چہرہ پر عتاب زلفین عنبرین کو پیچ و تاب پھول سے عارض
گرمی آتش سحر سے کملائے ہوئے خون کے قطرے جسم پر سارا دوپٹہ افشانی معلوم ہوتا ہے اول اول
گوہر جادو نے بڑھ کر مقابلہ کیا حیرت نے للکارا کہ گوہر جادو تم کیوں اپنی آبرو دکھ پیچھے پڑی ہو
کبھی کسی ساحر سے زخمی ہوئی ہے تقریر سلسل حیرت کی سنکر گوہر نے بڑھ کر سحر کیا حیرت نے بروہائے خنجر
چمک کر آڑا گوہر کے گلے کا ہار ہوا ہر چند کہ اُسنے خنجر کو توڑا لیکن شانہ نشانہ ہوا شکیل جادو بڑھا مطلب کہ حیرت
کے سمجھ گیا کہ یہ اسد کی فکر میں آئی ہے وہ شیر دلیر ہیں اس روباہ صفت سے کیا منہ پھیرینگے غضب ہوا نعرہ
کر کے شکیل جادو جھپٹا گوہر جادو کو بچایا خود سحر کرنے لگا کئی سحر کیے حیرت کب اتنی ہے کہ کڑی نگاہ ڈالی چہرہ پان
چلکین برق گری شکیل کا زخمی کیا دوسرے پہ ساحروں نے دیکھا کہ حیرت اسد نامدار پر جاتی ہے اسد
نامدار خود نعرہ کر کے چلا ہے سرخ موسے کا گلکشا وغیرہ بھی چلیں ملازمان حیرت نے بلوہ کیا آخر مقام
پر گوہوں کے دنائے تیغ سحر کے سنائے کہیں آگ برسی کہیں دریا لہرایا کہیں تیروں کی بوچھار کہیں برق
شمشیر چمکی کہیں کانوں کی کڑک شعلہ ہائے آتش کی بھڑک گھوڑے کوتل بھاگے پھرتے ہیں سوار
مرکبوں سے گرتے ہیں پیل پہ پے جاتے ہوتے مرنے پر آمادہ کمر میں چست ارادے درست ایک کو
ایک کی شرم دریائے آتش میں کود پڑنے پر سرگرم لاکھوں کا کھیت ہوا حیرت یہی چاہتی ہے کہ الٹ سپاہ
ہتنا کا اسد غازی پر گردن پنجہ کمر میں دے کر نے نکلوں اُس مقام پر انتہا کی تلوار چلی سحر سے زمین
کانپ گئی خون کی ندی بہی سردار تو اس جانب متوجہ ہوئے ملکہ حسین سحر ساز نے جو مہلت پائی بہار
کو للکارا بہار نے قصد کیا تھا کہ میں بڑھ کے مدد اسد نامدار جاؤں دور سے دیکھ رہی تھی کہ سب
سردار اسی مقام پر مصروف جنگ و جدل ہیں حیرت جادو کی زلفین عنبرین پہ بل ہیں کہ آواز
آئی اے بہار کہاں جاتی ہے ستم ملکہ حسین سحر ساز تونے سر میدان مجھکو ذلیل کیا میں اب کیا تجھے
زندہ چھوڑونگی ملکہ بہار نے پلٹ کر طرف ملکہ حسین سحر ساز کے دیکھا کہا جا دور ہو کیوں شامتیں آئی
ہیں حیرت جادو نے تمکو بچا لیا اس مجمع میں چل سب کے سحر کے امتحان میں حیرت جادو طلسم کشا کا

قصد کر رہی ہو دیکھو ہمارے سردار کیا جانبازی کر رہے ہیں بادشاہ طلسم ہوش ربا کی جو رعونت ہے تم
کارزار میں آ اعیانِ طلسم ہوش ربا کارہ غدار ہیں زمانے میں ہر روز انقلاب ہے ملک بدلتے ہیں جنکو
پیچ و تاب ہے یہ قول شاعر نظم

نہ غافل رہ زمانے سے بسر لیجا بہشیاری — کہ خواب پاسباں ہے رگ کے طالع کی بیداری
یہ آنکھیں جوں صدف کب ابر نیساں پر نظر رکھیں — عطا اسکی نہ مانند میں گا تجھ جو دریا کی ہیں جاری
نہیں روشندلوں کو وسعت روزی زمانہ میں — کہ سر کو نان گاہے پاؤں گا آدمی سگ سے ساری
ہوا زاہد کو عشق خوش لباسان پیری کے عالم میں — پری پیکر آتش یاقوت سے جیسے میں چنگاری
نہ کھا داغ دل نے تن بدن میرے کچھ مجھ میں — بغل کے پہلو کی جیوں شمع کب تک ہو خبرداری
مداوا زخمی تیغ زباں کو نفع کیا مجھ سے — نہیں مرہم پذیرائی یا رب دم زخم ہو کاری
شہید رسم ملک عشق ہوں سودا کیے میں — جہاں جرم نگہ پر نقد جان و دل گنہگاری

ان کلمات کو سنکر حسین سحر ساز اور زیادہ جھلائی کمانا سحر نہ ہو کچھ سحر کر دکمال دکھائی سے تیر چھپا
تو بیس انسییں مل گئیں کنیزان بہار نے برسرکر چکاریاں ماریں کئی ہزار کنیزان حسین سحر ساز جل گئیں
حسین سحر ساز نے گوا نکال کر فوج بہار پر ملا ان پانچ کنیزوں کے سر ہیٹے جب تو ملکہ بہار کو تاب
نہ آئی آواز دی کہ او حسین سحر ساز تیری قضا سے کر آئی ہے یہ کہکر بی بہار گلدستہ تھام کر جیسے پھیکی
دیکھا جس ہر گلستاں میں سے اسکو چھپنا یا انحاس چلو پر اب نہیں آئی گلدستے بہار نے مارے
حسین سحر ساز نے پھول نہ بھتنے دیے نائران زمزمہ سرائی زبان بند کر دی بعد ازاں مردوں کو کباب
کر کے گرا دیا صدہا نخل جلائے آگ برساتی ہوئی ملکہ بہار پر جاتی ہے آتش خونی شعلہ مزاجی دکھائی ہے
اور ہر دو رستے حیرت جادو نے دیکھا ہوا سے رو عیسی دم مسیح نفس آئی اسے کہکے لٹی دکھیا بہار
ملکہ حسین سحر ساز سے سامنا پڑ گیا تو تدبیر گرفتاری اسکا نام میں لڑ رہی تھی نعرہ کرنے لگی
ارے حسین خبردار میرے پاس چلی آئیں سر دگر از ظلم و بدعت سے مقابلہ کر حسین اور زیادہ گرما گئی
پھر کھینچکر بہار پر جا پڑی حیرت نے دیکھا دونوں میں تیغ چلنے لگا بہار نے دیکھا چوٹ نہیں کھائی
جب حسین نے ہاتھ ارا ہزارہا شعلہ ہائے آتش نے بہار کو گھیرا بہار شل ہوئے گل آتش باغ
آتش بہار سے نکلتی ہے شاخ تمنائے حسین جلاتی ہے جب وہ پانچ دانے کیے پھر بھی کئی مرتبہ بہار

لڑکی ایک جھپٹ کر خونچۂ حسین نے اٹھا رہے بجائے سپر گلدستہ اٹھا دیا گلدستہ کٹا بوسے خوشبوئی کی تحسین
جھومی اس بہار ماہ رخسار نے خنجر ہلالی نیام انتقام سے کھینچا چمک کے ہاتھ مارا حسین نے سپر کو اٹھا دیا
لیکن بےمروت ہو چکی تھی خنجر پڑا سپر کے دو ٹکڑے جنیوے کا ہاتھ پڑا ایک ہاتھ اور سر تن سے
قلم ہوا حسین کا زمین پر گرا غبار سیاہ بلند ہوا حیرت نے گریبان پھاڑ ڈالا بہار نے جھوم کر نوچ کیا
تم بہار گلعذار ساحروں نے زمزمہ سرائی کی لیکن آندھی سیاہ اٹھی آواز آنے لگی کشتی مرا نام حسین
سحر ساز بود کنیزوں نے بہار کو گھیرا بہار نے مارے گلدستوں کے تتر بتر کر دیا جہان تو یہ ہنگامہ
برپا ہے یعنی لاشہ حسین تڑپ رہا ہے سنگ باری برف باری ہو رہی ہے ادھر میدان میں فوج حسین جا پہنچی
ہیں گھیر کر بہار کو مارتی ہیں بہار مثل برق تڑپ رہی ہے

دو کلمے داستان صنعت سحر ساز اشعار عبرت آثار کے بیان ہوتے ہیں

اس گلستان جہاں میں کیا گل عبرت نہیں　　سیر کے قابل ہے یہ پر سیر کی فرصت نہیں
عالم جسکا عشق اور جسکا عمل وحشت نہیں　　وہ فلاطون ہے تو ہو قابل صحبت نہیں
خواہ پھرتا ہے فلک اور خواہ پھرتی ہے زمین　　پر ہمارے واسطے یاں منزل راحت نہیں
بسمل تیغ محبت کا لب ہر زخم دل　　ہوتا وا بے شور و وا ویلا و وا حسرت نہیں
شربت میں گر پانی جو دے یار اپنے ہاتھ سے　　مرگ کی تلخی سے شیریں تر کوئی شربت نہیں
ہے نوشتے میں ترے بیمار کے صحت کہاں　　جسکے نسخے میں دوا کی نقط کو صحت نہیں
کھائے زخم تیغ قاتل جو بجا لائے نہ شکر　　کوئی بھی اس سے زیادہ کافر نعمت نہیں
خاک ہو کر بھی فلک کے ہاتھ سے ہمکو قرار　　ایک ساعت مثل ریگ شیشۂ ساعت نہیں
خانۂ ہستی کا اپنے صحن ہے دشت عدم　　روز گر کیجے چہل قدمی تو گر فرصت نہیں
میری وحشت پاؤں پھیلائے تو سپر دو نین جہان　　ہوں اگر اک عرصہ میدان تو کچھ وسعت نہیں
ایک دل اور اسپہ اتنے بار غم الله رے　　اور اس طاقت پہ ایسا کوئی بیطاقت نہیں
ذوق صورت کدے میں ہیں ہزاروں صورتیں　　کوئی صورت اپنے صورتگر کی بے صورت نہیں

ذکر جادو کا ہوں کہ حیرت جادو نے رات ہی کو براے صنعت سحر ساز نامہ لکھا تھا صنعت
سحر ساز گھٹ پر قصر سحر بنانے میں مصروف ہوئی پلٹ کر بارگاہ میں آئی ظلمات سے کہا دونوں کی

صنعت اور باقی ہو دیکھو تو کس طور سے ہم مسلمانوں سے لڑتے ہیں عیاروں کی کیا مجال جو ہم تک
آسکیں خاک میں ملا دیں گی ایک کو بھی زندہ نہ چھوڑ دینگی کہ آسمان پہ برق چمکی طیران جادو نے آکر نامہ
ہاتھ میں صنعت کے دیا طیران جادو کو دیکھکر صنعت کے ہوش اڑ گئے گھبرا کے پوچھا طیران خیر تو ہے
ہمیں ملکہ حیرت کو سب کیفیت اپنی لکھ چکی ہوں ایک ساحر کی بکو صحبت تھیں طیران جادو نے کہا نامہ
تو پڑھیے سب کیفیت ظاہر ہو جائے گی صنعت نے گھبرا کر نامہ کھولا تمام کیفیت آمد حسین سحر ساز
و عیاری عیاران اسلام و آمادگی حسین سحر ساز برائے جنگ بہار سب ملکہ حیرت نے مفصلاً لکھا تھا
صنعت سحر ساز پڑھتے ہی تھرا گئی کہا ہے ہے صاحبو چھوکری لشکر اسلام پر جا پڑی وہ ایک خندہ بھی کی
کا کہنا مانے گی یہ کہکر اسی طرح غصے میں اٹھی سحر کرکے بلند ہوئی ملکہ ظلمات و ملکہ گیسو کشا نے پکار کر
کہا حضور لشکر کو لائیں صنعت سحر ساز نے کچھ جواب نہ دیا پیچھے صنعت کے چار سو سردار چلے صنعت
نے لاکھ جلدی کی پانچ کوس لشکر اسلام باقی تھا کہ آندھی سیاہ چلی سنگ باری برف باری کو صنعت
سحر ساز نے دیکھا کان میں آواز آئی گستی مرا نام ہے حسین سحر ساز ہو دلپت ظلمات سے کہا ہے صاحبو
غضب ہوا ہاے میں لٹ گئی یہ کہکر شش شعلہ جوالہ کی ماوقت پہونچی جس طرح تحریر کر چکا ہوں لاشہ
حسین تڑپ رہا ہے کنیزوں نے بہار کو گھیرا بہار نے پھول برسا دیے گرد لاشہ حسین ہزاروں کنیزوں
کے لاشے پڑے ہیں صنعت نے وہیں سے نعرہ کیا اے ملکہ حیرت خوب رفاقت کا حکم فرمایا اس
گلعذار کا غنچہ آرزو نہ کھلا ہاے آپ نے بھی نہ روکا ملکہ تو شل آئینہ حیران شکل زلف پریشان تھا جب
ہوا کہا ای صنعت میں ناچار تھی بہت کہا صاحبزادی نے نہ مانا میں نے بہت کوشش کی قضا نے
اسکا دامن نہ چھوڑا صنعت نے کہا تو حضور نہیں سعادت خون حسین میں آگ لگا دونگی یہ کہکر ملکہ
صنعت سحر ساز لشکر اسلام پر گرمی جھول سے روئی کا گالا نکالا خوب بوئی دکھائی چند قطرے پانی
کے اسپر ڈالے اٹھا کر پھینکا لگا ابر سیاہ آسمان پر گھر آیا بوندیاں پڑنے لگیں جسپر ایک قطرہ پڑا جل گیا
کئی ہزار ساحر سحر صنعت سے جلے اسی حال پر بادل میں جھومتی ہوئی سامنے ملکہ بہار کے آئی کہا
او بہار ایسی سرو قد گلعذار غنچہ دہن کو مارا تجھکو کچھ ہمارا خوف نہ آیا بہار نے کہا کیا بیہودہ بکتی ہے کیا
لڑائی میں پان پھول بٹتے ہیں جسکا حربہ چل گیا صنعت نے کہا اچھا اب کیفیت کھل جائے گی بہار
سے اور صنعت سحر ساز سے خوب خوب سحر چلے سب نے دیکھا باغبان قدرت دیر

دو ٹکڑا کر ڈالا لیکن صنعت بہار جادو و پہاڑی بہار نے نیچہ سحر مارا صنعت سحر ساز نے سر آگے جھکا دیا
بہار اس سازش سے آگاہ نہ تھی نیچہ بہار نے تاج صنعت کا نامہ پر پڑا وہ چھا سا نشتر آیا سر سے فوارہ خون
کا نکلا قطرہ ہائے خون صنعت بہار پہ پڑے بہار لڑ کے زمین پر گری تڑپنے لگی صنعت نے کچھ
اس کے دانے پھینکے بہار جادو و ایک عندلیب خوشنوا کی صورت بنگئی صنعت نے دام سحر بچھایا
شکار اس طائر زیرک کو پھنسایا یعنی بہار کو اس قفس تنی میں بند کیا لاشہ حسین کا اٹھایا ظلمات
و گیسوکشا وغیرہ بھی پہونچ چکی تھیں نفس بہار ظلمات کو دیا حسین کا لاشہ لیکر زور بڑا واویلا کر
آواز دی کہ بی ضرغم دیکھو تو کیا غضب برپا کرتی ہوں سب کو تڑپا تڑپا کے نہ مارا تو مجکو صنعت سحر ساز
نہ کہنا ہر چند سرداران اسلام نے صنعت کو روکا لیکن صنعت کسی کے روکے سے نہ رکی مثل شعلہ جوالہ
بلند ہوئی ڈرتی جھڑتی نکل گئی صدہا کو قتل کر گئی بہار کو عندلیب خوشنوا بنا کر لیگئی ملکہ حیرت جادو
نے طبل بازگشت بجوادیا اہل اسلام پلٹے لیکن بہار کا بڑا قلق ہوا بارگاہ میں آکر ملکہ ضرغم پہونچیں خواجہ
عمرو بھی آئے ملکہ ضرغم نے کہا او خواجہ صنعت سحر ساز سے بڑی سی کانچی حسین کو بہار نے مارا لیکن
بہار کو صنعت گرفتار کر لیگئی عیاروں کو بھی سناٹا آگیا خواجہ عمرو نے کہا میں جا کر خبر لاتا ہوں
عمرو بیقرار ہوکے بھاگا بارہ کوس راستہ طے کرکے پہاڑ پہ آکے نگاہ اٹھائی دیکھا کہ صنعت نے
ایک قصر عالی بنایا ہے قرن لاکر فرج و فرش بچھا ایک سمت ایک مکان بطور زندان خانہ آراستہ
کیا ہے اسمیں لوہے کی سلاخیں لگائی ہیں عمرو نے دیکھا صنعت نے بہار کو بصورت عندلیب
اسی مکان میں چھوڑ دیا بہار اس مکان میں جا کر تڑپنے لگی سلاخہائے آہنی سے بہار سر ٹکراتی ہے
لیکن وہ ہلتی نہیں ٹوٹتی نہیں اور گرد لشکر صنعت ایک لکیر معلوم ہوتی ہے خواجہ عمرو سمجھ لئے کہ اس آستان
سے کچھ مراد ہے پہاڑ سے آتے قصد ہوا اول لشکر ہوں ہول دھڑکا خواجہ عمرو نے ایک انگوٹھی اتار کے
لکیر کے اس پار پھینکی مسافر کی شکل بنکر دور کھڑے ہوئے ایک گھسیارہ گٹھا گھاس کا لیے ہوئے آتا
تھا عمرو نے کہا بھیا گھسیارے گٹھا یہاں رکھدو ایک کام ہمارا کر دو وہ انگوٹھی ہماری پڑی ہے
اٹھا کے لادو ہمیں دے دو ایک روپیہ ہیٹے لو پھر جاکے اپنی گھاس بیچنا بال بچوں میں چین کرنا
اس روپیہ کی مٹھائی کھانا گھسیارے نے دیکھا میاں بڑے بھولے ہیں جلدی سے گٹھا اتار کر سر سے
رکھدیا کہا حضور روپیہ لایئے خواجہ عمرو نے کہا بھائی انگوٹھی ہماری یہیں لا کر دو ہمارے پاؤں

مین دو دہی اسوجہ سے وہانتک نہین جاسکتے روپیہ نکال کر دکھادیا گھسیارے کے منہ مین پانی بھر آیا
بیقرار ہو کے جیسے ہی لکیر کے پاس پہونچا وہ حصار سحر تھا دھم سے لڑکھڑا کے گرا عمرو نے دور سے دیکھا
ملازمان صنعت آئے اُس گھسیارے کو گرفتار کرکے لیگئے خواجہ عمرو وہان سے بھاگے سامنے صنعت کے
جب گھسیارے کو لیگئے صنعت سحر ساز نے کہا اے تو کون ہے کیون ادھر آیا گھسیارے نے کہا
ایک میان نے روپیہ دینے کو کہا تھا مین جو یہان آیا گر پڑا صنعت ڈری کہ کوئی عیار ہو میان
گھسیارے نہلائے گئے مار پڑی دُہائی دینے لگا کہا گستیان اب کبھی نزاد ہر آؤنگا سواے گھاس کھودنے
کے اور کوئی مزدوری نہ کرونگا صنعت نے اوراق جمشیدی مین دیکھا معلوم ہوا عمرو اسکو دیکر
پھنسا گیا صنعت نے کہا صاحبو سُنا تمنے سارباں زادہ آیا تھا گھسیارے کو پھنسوا کر چلا گیا
مین بھی تھی عیار دھوکے مین چلے آئین گے یہان دھر جائینگے لیکن سارباں زادہ واسطے فرصت
لقمان حکمت ہے لاشہ حسین کا جلوایا ظلمات جادو سے کہا تم خدمت مین ملکہ حیرت کی جاؤ
کہنا حضور طبل جنگی بجوائین مین وقت پر چند ساحر لیکر آؤنگی فرداً فرداً سردارون کو گرفتار کرونگی
ظلمات جادو بموجب حکم ملکہ صنعت سحر ساز طاؤس پر سوار ہو کر چلی یہان خواجہ عمرو بارگاہ
ملکہ ماہرخ مین آئے سب واسطے بہار کے متردد ہو رہے ہین خواجہ عمرو جو آئے سب شگفتہ ہو گئے
کہ کوئی صورت رہائی بہار نکالی ہوگی عمرو بے اختیار رو دیا کہا اے سرداران نامی بہار کی اب
رہائی دشوار ہے صنعت سحر ساز نے گرد اپنے لشکر کے حصار سحر کیا ہے اندر لشکر صنعت کے کوئی
نہین جاسکتا خدا نے مجھکو بچایا ایک گھسیارے کو گرفتار کراکے چلا آیا تمام کیفیت عمرو نے
سامنے سردارون کے عیارون کے بیان کر دی اور عمرو نے پکار کر کہدیا کہ خبردار کوئی ضد جانیکا
نہ کرے جو جائیگا حصار سحر مین پھنسے گا تمام سردار ونکو سناٹا آگیا ملکہ ماہرخ نے کہا پروردگار بہت
صنعت سے بچائے یہ اُسنے بڑا صدمہ عظیم اُٹھایا حسین کا قتل ہونا بڑا غضب ہوا آخر مین وہ
ہمیشہ سے کامل ہے اسماے افسونگری کی عامل ہے یہان تو یہ چرچے ہو رہے ہین لیکن برق تڑپ
کر نکلا کہ بارگاہ ملکہ حیرت سے خبر لاؤن کوئی تدبیر تا بہ صنعت سحر ساز پہونچنے کی نکالون یہ سوچتا
ہوا حیران و پریشان مضطر بیقرار ایک ساحر کی شکل بنکر طرف لشکر ملکہ حیرت جادو کے روانہ
ہوا لیکن دل سے کہتا ہے الٰہی کام بخیر ہو

دو کلمہ داستان حیرت بیان افراسیاب کہ باغ سیب میں آنا ہی بیان ہوتے ہیں

یہ عذر امتحان جذب دل کیسا نکل آیا	میں الزام اسکو دیتا تھا قصور اپنا نکل آیا
زشادی مرگ ہو کیونکر جو مژدہ قتل دشمن کا	کہ ہر گھر میں لیے شمشیر وہ روتا نکل آیا
ستم ای گرمی ضبط فغان و آہ چھاتی پر	کبھی بس پڑ گیا چھالا کبھی پھوڑا نکل آیا
کیا زنجیر مجکو چارہ گر نے کن جنون میں جب	عدو کے قتل کو وہ شوخ بے پردا نکل آیا
نکل آیا اگر آنسو تو ظالم مت نکال آنکھیں	ستمنا معذور ہی مضطر نکل آیا نکل آیا
ہمارے خونبہا کا غیر سے دعوی ہی قاتل کو	یہ بعد انفعال اب اور ہی جھگڑا نکل آیا
کوئی تیر اسکا دل میں رہگیا ہی کیا کہ آنکھوں سے	ابھی رونے میں اک پیکان کا ٹکڑا نکل آیا
دم بسمل یہ کسکے خوف سے ہم پی گئے آنسو	کہ ہر زخم بدن سے خون کا دریا نکل آیا
خدنگ یار کے ہمراہ نکلی جان سینے سے	یہی ارمان اک مدت سے جی میں تھا نکل آیا
بہت نازان ہو تو ای قیس وحشت پر دکھا دونگا	کتابوں میں کہیں قصہ جو مومن کا نکل آیا

افراسیاب داخل باغ سیب ہو کے لوح کا انتظام کر کے بہت خوش ہوا کہ آسمان سے برق چمکی دیکھا تیلہ فولادی مرشد زادے کو گود میں لیے آتا ہی افراسیاب نے کہا سامری جمشید خیر کرین تیلے نے لا کر مصور کو پہونچایا افراسیاب نے کہا ای غلام سامری خیر تو ہی مرشد زادے کس بلا میں تھے جب تم پہونچے تیلے نے دست بستہ عرض کی زنگی سحر ملکہ زیور محمل نشین مرشد زادے کو لیے بھاگا جاتا تھا ملکہ عالم نے مجکو پکارا مین وقت پر پہونچا زنگی سیہ رو کو مار مرشد زادے کو لیکر نکل آیا وہان میدان مین لڑائی ہو رہی ہی یہ کہکے تیلہ رخصت ہو گیا افراسیاب نے مصور کو ہوشیار کیا مصور کی آنکھ کھلی گھبرائے ہوئے تھے افراسیاب سے لپٹ گئے کہا ای شہنشاہ مین بہت ذلیل ہوا زیور نے مجکو بہت ستایا افراسیاب نے کہا مرشد زادے نگھبرایئے آپ اگر سنبھل کر سحر کرین کوئی دنیا مین آپکا مثل ہو آپ کے بزرگون نے سب کچھ تعلیم کیا ہی ایک دن تو سحر سامری صرف کیجیے مصور نے کہا شہنشاہ مابدولت گھبرا جاتے ہین بڑی خیر یہ ہوتی ہی کہ جوردہ ہماری ہمکو سنبھال لیتی ہی بڑی محبت رکھتی ہی صبح کو دودھ پلاتی ہی سردی مین کچلے کا شوربا پلاتی ہی مجمین بڑی طاقت آجاتی ہی افراسیاب ہنسنے لگا کہا مرشد زادے تم ایسے نہوتے تو مذہب کی کاہے کو خرابی ہوتی ابے

مفصل بتائیے مقابلہ کس سے پڑا ہے مصور نے تمام کیفیت حسین ظاہر کی کہا حضور بہار سے اُس سے
مقابلہ ٹھہرا ہے نام بہار سنکر رنگ روے افراسیاب متغیر ہوگیا کہا غضب ہوا بہار سے بچنا اسکا دشوار
ہے فوراً صرصر کو بھیجا کہا اے صرصر جلد جاکر خبر حسین سحرساز کی لاؤ بہار سے مقابلے میں کیا گذری صرصر
نے کہا بہتر ابھی جاتی ہوں مفصل خبر لے کر آؤنگی صرصر نے بانہاے عیاری ذات پر آراستہ کیے قصد کیا
کہ چلوں کہ ایک جادوگر نامہ حیرت کا لیے ہوے آیا اسمیں از افراسیاب کے دیا افراسیاب نے
پڑھتے ہی منہ بنایا مصاحبوں نے پوچھا شہنشاہ خیر تو ہے افراسیاب نے کہا بڑا غضب ہوا حسین
قتل ہوگئی دوسرا غضب یہ ہوا کہ بہار کو صنعت گرفتار کرکے لیگئی بڑی دقت سے قید کیا اب آمادہ حرب
دیکھا رہے سب سامان تیار ہے صرصر سے کہا تامل کرو خبر بادولت کو معلوم ہوئی مجکو یہ منظور تھا کہ چند
عرصے مقابلہ ہو کسی ساحر زبردست کو بلا کے یہ معاملہ اُسکے سپرد کرونگا وہ ایک دن میں خاتمہ کردیگا حسین نے
جاتے ہی بگڑی الجھائی آخر قتل ہوئی اب صنعت نے بڑا سامان کیا ہے حقیقت میں وہ بلاے بے درماں
ہے لیکن حیرت کو سمجھا دیا جاے کہ سقدر میں صنعت کے لشکر دخل نہ دو دیکھو اُنسے کیا گذرتی ہے سنیروان
سلطنت میں ایک ساحر ارچنگ جادو بیٹھا ہوا ہے اُسنے کہا اے شہنشاہ مجکو حکم ہو میں جاکر ملکہ عالم سے کل
کیفیت بتصریح عرض کرونگا افراسیاب نے ارچنگ کو قریب بلایا کہا اے ارچنگ اگر ہوسکے تو اپنے
تئیں پاس مخمور کے پہونچا دو اُس کمبخت کو یہ پیغام دو کہ شہنشاہ نے فرمایا ہے صنعت آمادہ حرب و پیکار
ہے سحر و ساحری میں بلاے روزگار ہے اُسکے سقدر میں شہنشاہ دخل دیسکیں گے کہ دختر بلند بخت انکی قتل
ہوئی کیا کہکے سمجھاؤں میں تم اِس زمانے میں نکل آؤ میں تمہاری خطا معاف کرونگا ارچنگ نے کہا میں ضرور
ذات مخمور پہونچونگا میرے انکے مدت سے رسم و راہ ہے مجکو نامدار کہا کرتی تھیں مادر مہربان کی ملازمت جلوہ
کر خوف سے حضور کے بھاگ کر نکل گئیں جان و آبرو کا خوف ہوا اکثر مجھے بلاتی تھیں ہر سقدر میں سرفراز
فرماتی تھیں مخمور میرا بہت لحاظ کرتی ہیں میں بہت اچھی طرح سمجھا دونگا اپنے ساتھ خدمت میں حضور کے لے
آؤنگا یہ بھی واضح رہے اگر میرا کہنا نہ مانے گی میں گردن پکڑ کے لاؤنگا بہت بری طرح پیش آؤنگا افراسیاب نے
کہا اے ارچنگ ثابت کیا کہوں جو کچھ فراق مخمور میں بیکراں حال ہے قلب پر ہجوم غم و ملال ہے راتوں کی
نیند جاتی رہی لطف زیست نہ رہا جسوقت تنہائی میں ملاقات ہو جاے میری جانب سے عرض کرنا

اے محبوب جانی واے یار جاودانی نظم

آنانکہ بدست تو دل زار فروشند
عشاق چو جنس دل اگر بار فروشند
خوش نیست نہ گزیند چہ کند شیخ کہ ایشان
ہر خار بنرخ گل و گلزار فروشند
مایوس نہ از قرار مشو دل کہ خریدار
باللہ کہ صاحب چہ قدر بار فروشند

صبر و خرد و دین ہمہ یکبار فروشند
با صورت دلداد و دستہ دل چہ بگویم
تا آنکہ وہ زن خرقہ بہ بازار فروشند
اندیشہ زکالائے دکاکین جہان کن
جسپان چہ شود جنس بہ انکار فروشند

گر جور تو غیبت بجماعت کہ و گر بار
چون مرغ اسیرے کہ بہ بازار فروشند
گر لذت درد لعب یار انگیز اخبار
اینہا ہمہ یکدست خریدار فروشند
از خوبی سودا بچہ زر دم حرف بگو

ارچنگ بجادو نے کہا شہنشاہ آپ ایسے کلمات نہ فرمائیں محمور میرے کہنے سے گردن تابی نہ کریگی میں خواہ بخشی خواہ نثار اپنی حضور تک اسکو لے آؤنگا افراسیاب نے کہا اگر محمور تک لیجائے میں سبب تشنیب و فراز اسکو سمجھا دو نکہ اب ان سب باغیوں کا کچھ بنیاد شوار ہے صنعت سحر ساز نے وہ سامان کیا ہے کہ دفعیہ جسکا ناممکن ارچنگ سے کہا غلام فوراً جاتا ہے حضور یہین تشریف رکھیں میں محمور کو لا یا یہ کہکے ارچنگ بجادو طرف لشکر اسلام کے چلا جب قریب لشکر اسلام پہونچا سحر سے اپنی صورت تبدیل کی ایک ساحر غریب کی شکل بنا داخل لشکر اسلام ہوا اسوقت ملکہ محمور سرخ چشم اپنی بارگاہ میں تشریف لائی ہے اسمین طبیبین جمع ہیں گرفتاری بہار کا ذکر ہو رہا ہے ملکہ محمور نے فرمایا صاحبو مقام خوف و خطر ہے صنعت سحر ساز کے سحر سے ہر ایک کے واسطے ضرر ہے بہار کے گرفتار ہونے نے دل کو بیقرار کر دیا کس حسرت و یاس سے گرفتار کرکے لیگئی میں نے قصد کیا لیکن اس ملعونہ تک نہ پہونچی کس مصیبت میں بہار کو گرفتار کیا لشکر میں بہار کا کوئی ہمسر نہیں ہے جب اسکے واسطے یہ کیفیت گذری تو وائے برحال دیگران کون اس سے ہمسری کریگا اس زمانے میں اسنے سحر کو بہت زور دیا ہی جینے سے مرگئے پر سحر جگا رہی ہے ہم لوگون کو ایک لمحہ لڑائی سے فرصت نہیں حصول کمال کی مہلت نہیں ہے گل اندام دل گھبراتا ہے جی میں ہے جا کر ایک نظر شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان کو دیکھ آئیں اس جری بہادر کو بیان کی کیفیت سنائین گل اندام نے کہا حضور راہ وہ عشق بند ہے اسی صحرا کی جانب صنعت نے قلعہ سحر بنایا ہے اسکے پہر نگہداشت میں مصروف ہے کہ ہر ایک کا حضوری کو گئی تھی اپنی آنکھوں سے دیکھا پانچ کوس کے گرد ہیں اسنے حصار سحر کیا ہے راہ گیر تک راستہ نہیں چلسکتا قاصد یا بندگان خدا ہلاک ہوے گئی تو اسنے غصہ میں پھونک دیے یہ سنکر ملکہ نے آہ کی کہا کہ گل اندام عاشقان صادق کو ہر وقت نظارہ جمال محبوب نصیب ہے منزل دور و دراز تصور سے

بہت قریب ہے بقول شاعر فرد منزلوں ہے بیابان سے خانۂ یار ، شوق کہتا ہے دو قدم بھی نہیں بہ دیگر

سینے پہ نقش داغ روشن بنائیں گے / دل کو چراغ وادی ایمن بنائیں گے
مرغ نگہ کے واسطے مسکن بنائیں گے / ابرو کو تیرے شاخ نشیمن بنائیں گے
رکھیں گے دل میں یاد دہان و میان یار / سینے کو راز غیب کا مخزن بنائیں گے
نالاں بتوں کے جور سے یہ ہوں کہ بعد مرگ / ناقوس ہڈیوں کے برہمن بجائیں گے
دوڑا ملا جو اس بت قاتل کی تیغ کا / زنار اسے گلے کا برہمن بنائیں گے
وہ مے پرست ہوں کہ پس مرگ بادہ خوار / شیشے کا میرے گنبد مدفن بنائیں گے
سیکھیں گے گر نہ داسن سے ہم بھی کوئی فسوں / گر آپ مار زلف کو رہزن بنائیں گے
واقف اگر وہ ہونگے مرے شوق قتل سے / نقاش بھی جھکی ہوئی گردن بنائیں گے
دکھلا کے دانت اپنے جلائیں گے خوب سا / اسطرح سو بتوں کا وہ دشمن بنائیں گے
کچھ رنگ لائینگے جو وہ مسی لگانے میں / گل سے دہن کو غنچۂ سوسن بنائیں گے
بعد فنا تصور دندان یار سے / مدفن کو اپنے ہیرے کی معدن بنائیں گے
دانتوں نشان دکھائینگے مدفن میں معجزے / آہن کو موم موم کو آہن بنائیں گے
چھائیں گے خاک وادی وحشت کی اے فلک / کانٹوں سے اپنے پانوں میں روزن بنائینگے

گل اندام نے اشک حسرت مخمور کے پاک کیے عرض کی حضور رحمت پروردگار سے مایوس ہوجیے کیسی کیسی مشکلیں پڑیں سب آسان ہوئیں اسیر بھی پروردگار فتحیاب کریگا بعد فتح اس لڑائی کے خداوند کریم سامان حصول لوح کریگا کوہ عقیق پر چلکر شاہزادہ نورالدہر کو خوشخبری سنائیے کہ لک اے شہریار مبارک ہو اسد غازی کو لوح ملگئی اب تدبیر فتح طلسم ہوگی اول تو یقین یہ ہے کہ خود صاحبقران تشریف لائینگے انکے ساتھ شاہزادہ والا قدر بھی آئینگے یہ ذکر تھا کہ ایک کنیز نے آکر عرض کی کہ ایک ساحرہ دروازے پر حاضر ہے کہتی ہے ملکۂ عالم سے کچھ عرض کرونگی مخمور نے کہا بلالو ارچنگ نے آکر سلام کیا ملکہ مخمور سمجھی کوئی سائل ہے کچھ طلب کریگا ارچنگ صورت بدلے ہوئے تھا ملکہ مخمور نے قریب بیٹھایا اسنے کہا مین کچھ تخلیے مین عرض کرونگا کچھ خیر خواہی منظور ہے خبر فرحت وسرور ہے ملکہ نے کنیزوں کو ہٹا دیا جب تنہا ہوئی تو ارچنگ نے کہا ملکۂ عالم آپ نے مجکو پہچانا

محمور نے کہا میں نہیں آگاہ ہوں کہا اے نور نظر ارجہنگ جادو میرا نام ہے شہیر سلطنت شہنشاہ طلسم ہوشربا
محمور نے گھبرا کر کہا اے ارجہنگ تم نے غضب کیا بلا تکلف میری بارگاہ میں چلے آئے اگر خدانخواستہ عمرو کو خبر
ہو جائے تو تمھارے واسطے خرابی ہے لیکن جلد کہو کس واسطے آئے ہو کیا مطلب ہے تاکہ میری بارگاہ سے چلے
جاؤ ارجہنگ نے کہا اے محمور تمھاری مادر مہربان مجھ کو بھلی لگتی تھیں ملکہ شبر جادو تمھاری خالہ ہیں
اگرچہ لشکر اسلام میں موجود ہیں وہ بھی ہمیشہ ہماری صلاح سے کام کرتی تھیں تم ابھی صاحبزادی ہو جو
دل میں آیا کر بیٹھیں دیکھا تم نے افراسیاب جادو نے کیا انتظام کیا لوح طلسمی کو توڑ ڈالا ٹکڑے اسکے
دریاے قلزم میں پھکوا دیے ملکہ صنعت نے یہ انتظام کیا مرگھٹ پردہ سحر بنایا کہ صبا و سامری جمشید
بھی نہیں دفع کر سکتے افراسیاب کو نامہ ملکہ صنعت کا پہونچا کہ اس ہفتے میں سب کو قتل کرونگی مجھے
تو تمھارے نام سے ایک محبت ہے میں گھبرا گیا شہنشاہ سے عذر کیا ملکہ محمور کی خطا معاف کیجیے
شہنشاہ نے کہا تمھاری خاطر منظور ہے جاؤ محمور کو بلا لاؤ ہم کچھ نہ کہیں گے اسی طرح ملک و مال عطا کرینگے
مصاحب خاص ہمدم باختصاص سمجھیں گے پس چلیے میں شہنشاہ سے خطا معاف کرا چکا اسی وقت
تاج و تخت عطا ہوگا یہ سنکر غصے سے چہرہ محمور کا سرخ ہو گیا کہا اے ارجہنگ تو نے بہت برا کیا
کہ میرا ذکر سامنے افراسیاب خانہ خراب کے کیا اس بیحیا سے مجھے کیا کام اب آپ تشریف لیجائیے ورنہ
ابھی مشکیں باندھ کے سامنے مہ جبین کے لیجاؤنگی صنعت کیا حرامزادی مکارہ ہے وہ کیا قتل کریگی فتح
و شکست پروردگار کے اختیار ہے بندہ مجبور ناچار ہے یہ باتیں کسی احمق سے جا کر کہو کہ لوح طلسمی کو
توڑ ڈالا دریاے قلزم میں پھکوا دیا کیا مجال افراسیاب کی لوح طلسمی کو توڑ سکے اگر لوح توڑ ڈالتا
طلسم ہوشربا میں آگ لگ جاتی انشاءاللہ لوح طلسمی حاصل کرینگے ہم تجھے سمجھاتے ہیں کہ سامری جمشید پر
لعنت کر خدمت میں عمرو کی تجھ کو لے چلیں بارگاہ آسمان جاہ میں جگہ ملے تمھاری کتاب میں صاف
لکھا ہے اسد نامدار طلسم کشا ہے قاتل افراسیاب جری لاجواب وہ ضرور افراسیاب کو قتل کریگا یہ
ہم بھی جانتے ہیں کہ افراسیاب نے لوح کو چھپایا کسی بڑے مقام محفوظ پر رکھا مگر [illegible]
غیبی خداوند لاریب ہر مقام کا نشان تعلیم کرے گا تکیہ پروردگار پر ہے نبیرہ صاحبقران نامدار
ہے آمد سرداران صاحبقران سے زمین تھرا گئی ساحران ہوشربا کو پناہ نہ ملیگی چل میں تیری خطا
معاف کرا دوں دربار اسد میں ہمکو سب طرح کا اختیار ہے ارجہنگ کلام شوکت نظام ملکہ محمور سے

ٹھہر گیا کالبد منحوس کو آ گیا گھبرا کے اُٹھا کہا بہت اچھا میں جاتا ہوں آپ غصہ نہ کیجیے میں افراسیاب سے کہکر
بلا آؤنگا آپ کی اطاعت کرونگا اسوقت مجھے فرصت نہیں ہے ملکہ مخمور نے کہا نکلجا او تم ایسے نامرد کی
شراکت کی ہمکو ضرورت نہیں ہے ارچنگ اُٹھا بندگی بندگی کہتا ہوا محل سے بھاگا ملکہ مخمور اُٹھکر بارگاہ میں
آئیں خیال میں آیا ایسی مہمل بات کا سامنے خواجہ کے کیا ذکر کروں لیکن ارچنگ ملعون لشکر سے نکلا ایک
نخل کے سایہ میں ٹھہر اسوچا کہ میں تو افراسیاب سے وعدہ کرکے آیا تھا کہ مخمور کو ضرور لاؤنگا اب جو
خالی ہاتھ جاؤنگا افراسیاب آزردہ ہوگا یہیں ٹھہروں رات کو تدبیر کروں یہ ملعون جانور بنکر ایک
نخل پر بیٹھ رہا یہاں ملکہ مخمور نے بعد برخاست دربار اپنی بارگاہ کا قصد کیا ارچنگ سایہ شاخ
نخل میں چھپا دیکھا کیا جب اُسنے دیکھا پہر رات باقی رہی سحر کرنا شروع کیا نگہبان دردولت مخمور سحر سے
اُس ملعون کے بیہوش ہوئے اب یہ نخل سے اُترا اندر بارگاہ ملکہ مخمور کے آیا دیکھا شمع ہائے موی کافوری
روشن ہیں بارگاہ مثل عروس شب اول آراستہ و پیراستہ ہے ملکہ مخمور آرام فرما ہیں چار کنیزیں بھی پاس
بیچارے نے یہاں بھی سحر کیا کنیزوں کو بیہوش کرکے قریب چھپرکھٹ کے آیا دوشالہ چہرہ زیبا سے ہٹایا سحر
کرنے لگا خوب سحر ملکہ پر کرکے جب سمجھا بیہوش ہوگئی ہوگی بقچہ کمر میں دیا بلند پروازی کرکے اُڑا قبہ بارگاہ
مخمور کو توڑ کر نکلا طرف صحرا کے چلا در دولت ملکہ مہ جبین پر ملکہ سرخ مو سے کاکلکشا برائے نگہبانی
حاضر تھیں دور سے نگاہ پڑی بارگاہ ملکہ مخمور پر ایک شرارہ چمکا گھبرا کر اپنے مقام سے اُٹھی آواز دی کوئی
حاضر ہے شاہزادہ شکیل جادو نور نگاہ ملکہ مہرخ گھوڑے پر سوار حفاظت بارگاہ و سد نامدار میں
مصروف تھا آواز دی کیوں حضور کیا ہے سرخ مو نے آواز دی شکیل ہمارے پاس آؤ جب یہ حاضر
ہوا ملکہ سرخ مو نے فرمایا اے نور نظر میں یہاں سے اُٹھ نہیں سکتی بارگاہ مخمور پر ایک شرارہ چمکا میرے
دل کو خوف پیدا ہوا ذرا بڑھ کر دیکھو تو خیر تو ہے شکیل چلا سامنے دوکان حلوائی کی تھی شکیل نے دیکھا
ایک شہدا عرقچی باندھے بیٹھا ہے آپ ہی آپ بڑبڑا رہا ہے کہتا ہے جان مال سب ہار گئے لیکن کیا خوف ہے جسدن
ہمارا رنگ آجاے گا سلطنتیں جیت لینگے رنگ نہ کھیلے تو ہم کیا کریں ہم تو رنگباز ہیں جواریوں میں
ممتاز ہیں ہمارا موقع آئے تو جان بدیں شکیل یہ سنکر ہنس پڑا کہا میاں شہدے صاحب کیا ہوا
شہدے نے کہا حضور کچھ نہیں شہدے ہیں شکستہ حال تو نہیں ہیں جوے کے واسطے شہدے
ہوے آپ کون ہیں کہاں جاتے ہیں شکیل ہنس پڑا کہا تجھے کیا بتاؤں شہدے نے کہا میں

دبتا ہوتے تو بہت خراب ہوئے شکیل کو غصہ آیا چاہا ایک ٹھوکر ماروں ایسی کہ ٹوٹ جائے شہد اچھا ذرا پوچھ لو کہ
اسکو کھڑا ہوا کہا اچھا کل ماروں نیزہ نزلہ جادو ہوں یہ شاہزادہ عمرو کا بیٹا ہے کرامت مل کا بیسوکو بھی گوش مند
ہوئے تھے قہقہے پہلا منہ والا شہد ہے نے ہاتھ بڑھایا کہ کان پکڑ کے اینٹھ دوں اور کہا اپنے بیگانے کو پہچانتا
نہیں ہے جو شکیل کی نگاہ پڑی آنکھوں سے پہچانا خواجہ عمرو ہیں شکیل لپٹ گیا کہا حضور معاف فرمایئےگا
آپ سے تو برے قیامت کے ہیں خدا کی عنایت سے خیمے بارگاہ میں موجود ہیں آپ اسطرح دوکان
میں حلوائی کی پڑے ہوئے ہیں عمرو نے کہا اے شکیل بے دلیل تمام عالم میرا دشمن افراسیاب رہزن اگر
اسطرح بسر نہ کروں تو اب تک جان نہ بچتی شکیل نے کہا حضور میرے خبر ملکہ مخمور جاتا ہوں ملکہ سرخ مو
کا کاکشتا نے خبر دی کہ ابھی ایک شعلہ وہاں بجز کا فرمایا کہ جا کے خبر لو یہ سنکر عمرو گھبرا گیا شکیل کے ساتھ
ہو لیا بارگاہ مخمور پر آ کے دیکھا چلے تو باعث خرابی یہ ہی کہ سب کنیزیں دروازے پر بیہوش پڑی ہیں
عمرو نے کہا اے شکیل غضب ہوا مخمور کو کوئی لے گیا شکیل نے بڑھ کر باران سحر برسایا کنیزیں بیدار
ہوئیں اندر بارگاہ کے آ کر دیکھا پلنگ خالی پڑا ہوا ہے قیہ بارگاہ شکست چند ونے اس کے پڑے ہیں
ہیں عمرو نے چہار جانب دیکھا کہا یہ عیاروں کا کام نہیں ہے کوئی ساحر لے گیا جاؤ تم لشکر میں ٹھہرو میں
پتہ لگا کر خبر لیتا ہوں شکیل نے کہا کیونکر ممکن ہے کہ میں حضور کو یکہ و تنہا جانے دوں میں بھی ساتھ چلونگا
عمرو نے کہا اچھا الگ الگ آؤ شکیل پر پرواز پیدا کر کے اڑتا ہوا چلا خواجہ عمرو نے جلدی میں صورت
بدل طرف صحرا کے چلے لیکن ارچنگ جادو ملکہ مخمور کو پنجے میں دبائے ہوئے طرف صحرا کے چلا لشکر
اسلام میں بہت دیر تک آیا جاہ و جلال سرداران لشکر کا دیکھا دل سے کہتا ہوا ایسا نو سردار تیرا
پچھاڑیں میں یکہ و تنہا وہاں لاکھوں ساحر ہیں سب زبردست بے مثل و بے نظیر میں ایک ساحر حقیر آنے
مقابلہ نہ کر سکونگا بلکہ تو فوج ساتھ لے ہوں اسی خیال میں چہار جانب دیکھتا ہوا جاتا ہے صبح ہو گئی
ہو گئی نیر اعظم بلند ہوا دور سے دیکھا ایک بارگاہ صحرا میں استادہ ہے ہزار ہا جادوگر آراستہ ہوئے ہیں
قضا رے کار ارچنگ کا بھائی خرچنگ جادو وہ بھی شکار کے صحرا میں آیا تھا ارچنگ اپنے بھائی کا
ارچنگ نے پہچانا یہ میرا بہت بھائی آسمان سے اترا آیا خرچنگ کو خبر ہوئی آپ کے بھائی صاحب
آئے ہیں بارگاہ سے نکل آیا جھک کر سلام کیا کہا بھائی صاحب خیر تو ہے ارچنگ نے کہا اے برادر
میں لشکر طلسم کشا میں گیا تھا مخمور کو گرفتار کر کے لایا ہوں یہ معشوقہ شہنشاہ کی ہے شاہ کو بہت عزیز

پایا بارے خیر خواہی آیا اُسکو گرفتار کیا لیکن یقین کامل ہے سرداران اسلام میری تلاش مین چلے ہونگے
تمھارا لشکر یکمنگ مین ٹھہر گیا جلد لشکر تیار کرو اس دشمن شہنشاہ کو لیکر بے پڑواں ہو باغ سیب مین
لے چلو بے حد انعام و اکرام ملیگا خرچنگ نے کہا ٹھہر جاؤ چہرے پر تمھارے اُداسی معلوم ہوتی ہے
ایک دو جام شراب کے پیو ہوش و حواس درست کرو سرداران اسلام کی کیا لیاقت ہے اگر آجائین تو
جلا کر خاک کر دون انکی کیا حقیقت ہے بجان گوہیانی نے تسکین دی مخمور کو لاکر بارگاہ مین بٹھایا
آپ دو تکیہ پر خرچنگ ایک جانب ملکہ مخمور کی آنکھ کھلی اپنے کو سلسل و مطوق پایا سامنے ارچنگ
و خرچنگ دونون نامرد شراب پی رہے ہین ارچنگ نے جو دیکھا ملکہ مخمور کی آنکھ کھلی پکار کر آواز دی
کیون مخمور نابد وحشت نے جو کہا تھا وہی کیا تجکو گرفتار کر لایا اب خدمت شہنشاہ مین لیے چلتا ہون
میری رائے پر کام کرو مین چلکر قدمون پر گرا دونگا ورنہ افراسیاب آتش قہر و غضب مین پھونک دیگا
مخمور کی زبان مین سوزن تھا ضبط کرکے اشارہ کیا او نامرد مکر سے گرفتار کرکے لایا ہے ناز کرتا ہے
زبان سے سوزن نکلی اسے تو مزہ دکھا دون ارچنگ نے کہا اب سوزن زبان سے شہنشاہ نکالینگے
معلوم ہوا قصد انگیز ہے وہان تمھارے قتل کی تدبیر ہے مخمور نے کچھ جواب نہ دیا عالم یاس مین سر کو
جھکا لیا خرچنگ نے لشکر کی تیاری کا حکم دیا لیکن یہی کہتا جاتا ہے ای برادر ارچنگ جلدی کیا ہے
پہر دو پہر مین چلینگے قیدی ہمارے قبضے مین ہے پھر کیا خوف ہے ارچنگ کہتا ہے بھائی میرا دل کانپ
رہا ہے اسکے مددگار آتے ہونگے انکے حماتی بہت ہین خرچنگ نے کہا کیا خوف ہے ہم کیا کسی سے پایہ
کمی کا رکھتے ہین یہ باتین ہو رہی تھین کہ لشکر مین غل ہوا ملکہ صرصر شمشیر زن آتی ہین ارچنگ
نے کہا ای برادر شہنشاہ نے مجکو روانہ تو کر دیا تھا لیکن بیقرار تھے صبا نجی کو بھیجا ہوگا جلد بلا دیکار
سے کہو کہ ای ملکہ صرصر ارچنگ جادو یہان موجود ہین ملکہ مخمور کو گرفتار کرکے لائے ہین لوگون نے
آواز دی ملکہ صرصر لشکر مین آئین جسکی نگاہ پڑی جمال جنیال صرصر دیکھکر عاشق ہو گیا بانکی وضع
طرار طرار سایہ سے بچے رم کرتی ہوئی زلفین چہرے پر سنبل کر رہی ہین خنجر کمر مین شگنا مین لگاتی
ہوئی چلی آتی ہے سردار حیران حیران جمال جنیال صرصر شمشیر زن دیکھتے مگر صرصر شمشیر زن نے کہا
تم دیکھنے والون کے دیدے پھوٹین گھٹنے ٹوٹین اندھے ہو جاؤ ٹوٹتے پھر دیکھیے کمبخت لگاہین
ڈالتے ہین میرا دل دھڑکتا ہے دیکھو نیڈا اپسیکا ہو گیا نظرین بانکی کھائے جاتی ہین ان کلمات کو

سنکر ایک نے کلیجہ پر ہاتھ رکھ لیا کہا ملکہ سلامت رہو صرصر نے کہا تم سب مرد ہو ہم تمہاری بھتی
کہاں میں تمہارے پھول اُٹھا میں کوئی بلائیں لیتا ہو کوئی تسلی حسن وجمال کی دعائیں دیتا ہو صرصر
آوازے سب پر پھبکتی ہوئی پردہ اُٹھا کے بارگاہ میں آئی دیکھا ملکہ مخمور رنجور رقیق بحرین مسلسل و
مطوق زبان میں سوزن ارچنگ وخرچنگ شراب پی رہے ہیں ارچنگ نے کہا اے صرصر کیونکر
آنے کا اتفاق ہوا صرصر نے پوچھا تم بتاؤ شہنشاہ سے کیا کہکے آئے تھے مخمور کو راضی بھی کیا
ارچنگ نے کہا اس آہوے وحشی کا رام ہونا دشوار ہے اسکو تو شہنشاہ کے نام سے نفرت ہوگئی
ہے شہنشاہ سے بغض وطعن کرتی ہے مسلمانوں کے نام پر مرتی ہے لیکن میں گرفتار کر لایا اب شہنشاہ
کو اختیار ہے خواہ قتل کریں خواہ بخشیں ملکہ صرصر نے کہا میاں ارچنگ یہ انکے نخرے غمزے ہیں
جب عاشق کو دیکھینگی بھول جائینگی ہمارے بھائی کے سامنے انکار ہے جس وقت شہنشاہ فرمائینگے
تمکو تاب طلسم ہوشربا کیا اپنے ہوش میں نہ رہینگی قدموں پر گر پڑینگی یہ کہکے ارچنگ جادو سے
چٹکی لی کہا کیوں جی تمنے بڑا غضب کیا لشکر اہل اسلام میں گھس پڑے بڑے بڑے وہاں جلاد
موجود ہیں اگر تمکو قتل کروا تے میں کدھر کی ہوتی جسوقت سے میں نے سنا میاں ارچنگ گئے
ہیں گھبرا کر لشکر مسلمانان میں گئی جنگل جنگل ڈھونڈھتی پھرتی ہوں ایک ایک سے پوچھتی پھرتی تھی
ہمارے شہنشاہ کے مصاحب کو تو نہیں دیکھا یہاں جب آئی تب قلب نے تسکین پائی شکر ہے
سامری جمشید کا کہ تمکو خیر وعافیت سے دیکھا ان باتوں کو سنکر ارچنگ مرگیا سمجھا کہ صرصر مجھپر
عاشق ہے کہا بی صرصر میرا کوئی کیا کر سکتا تھا کسی کی کیا مجال ہے کہ مجھ سے آنکھ ملا سکے گی سرداران
نے گھیرا سب سے ڈھیر کے نکالا بی مخمور کو نہ چھوڑا یہاں تک کشان کشان لایا اب یہاں صحبت
میں بیٹھو دو چار جام شراب نوش کرو یہ بارگاہ ہمارے بھائی کی ہے شام کو چلیں گے گرمی کی
فصل ہے لو ند چل رہی ہے صرصر نے مسکرا کر کہا ہم تم ایسی ہی خیمہ میں آرام کرینگے اس شرط پر ٹھہرتے
ہیں خس کی ٹٹیوں میں تخلیہ ہو جائے گا تنہائی میں ہم تم کچھ صلاح بھی کرینگے اب تو ارچنگ آپے
میں نہ رہا جلدی اپنے مقام سے اُٹھا کہا میں جاکر خیمے استادہ کراتا ہوں سب طرح کا سامان مہیا ہوگا
جب ارچنگ گیا وہاں جاکر خیمے استادہ کرانے لگا گلدستے چنے چھپر کھٹ آراستہ کیا اسباب عیش ونشاط
مہیا ہوا جب ارچنگ محفل سے جا چکا تب صرصر طرف خرچنگ کے متوجہ ہوئی کہا کیوں صاحب

یہ تمھارے چھوٹے بھائی ہین کہ بڑے خرچنگ نے کہا یہ میرا چھوٹا بھائی ہی صرصر نے مسکرا کر کہا صاحب
تم انکی عزت بڑھاتے ہو اپنا بھائی بناتے ہو تم شاہزادے معلوم ہوتے ہو انکی صورت پر تو صاف
ظاہر ہی کوئی لونڈی باندی گھر مین ہوگی والد آپ کے اُس سے مخاطب ہوے ہونگے انکے بطن سے ہین
تمھاری چاند سی صورت انکی کچھ حرکتین بھی خلاف ہین آج تو آپ کو دیکھکر دل بحال ہوگیا خرچنگ نے
کہا ماما اپنے گھر کی بات کیا کہین بس یہی کافی ہی کہ ہمارا بھائی ہی صرصر نے کہا آپ بڑے جلیل ہین دربار
مین شہنشاہ کے چلیے شہنشاہ کا یہ دستور ہی کہ خوبصورت جوانون کو بہت پسند کرتے ہین چلتے ہی
تمکو مصاحبون مین درج فرمائینگے تمھارا بڑا مرتبہ بڑھ جائینگے صاحب تمنے سنا ہوگا ایک وزیر کم ہوگیا
یعنی باغبان قدرت شریک مسلمانان ہوا شہنشاہ نے مجھ سے فرمایا تھا ای صرصر تم بڑی
جوہر شناس ہو ہمارے واسطے باغبان سے بہتر وزیر ڈھونڈھکر لاؤ مین مہینون سے تلاش
کرتی تھی کوئی نگاہ مین نہ جچا آج البتہ تمکو دیکھکر خیال گیا کہ شہنشاہ بہت پسند فرمائینگے مجھ سے بھی
خوش ہونگے عرض کرونگی جیسا کہ وزیر آپ چاہتے تھے ویسا ہی لائی بلکہ ایک کام کرو تمھور کو بھی
تمھین سے چاہو میان ارجنگ سے کچھ غمزہ کردو لیکن ہمکو نہ فراموش کرنا کہ وزیر بن بیٹھو ہماری بات
بھی نہ پوچھو ہمکو بڑا قلق ہوگا کیسا کہون جس وقت سے تمکو دیکھا نگوڑا دل تڑپا جاتا ہی کوئی اس دل
خانہ خراب سے پوچھے ارے کمبخت احق کو پھسل گیا تم شاہزادے مین بیچاری تین روپیہ کی عیار بھی
بلا دنیگے کاہے کو قبول فرمائیے گا خرچنگ کے بند قبا ٹوٹنے لگے مژدۂ وزارت سنکر جیو مینے انکا ہم
سنے جو نگاہین ڈالین ٹھنڈی سانسین بھرین محبت آمیز باتین کہین خرچنگ گڑگڑانے لگا کہ ماما
صرصر مین تو غلام ہون صرصر نے کہا غلام کی جان کو آگ لگے پہلے یہ بتلاؤ نگاہ ملتے ہی تمنے کیا کردیا
کیا کہون میرا دل کیا چاہتا ہی کچھ زبان سے نکل نہین سکتا دل ہی مزے اٹھاتا ہی مگر تمھارے بھائی
صاحب مجکو دیکھکر بہت بلبلائے ہین فرما گئے ہین کہ مین خیمہ استادہ کراتا ہون آج دوپہر کو یہین رہو
مین نے ہر چند کہا اپنا منھ تو بنواؤ تمھور کو جو گرفتار کرکے لائے ہین اپنے ہوش مین نہین ہین وہ
صاحب مین صاف کہون چاہو مجکو بعزت کہو میری تو تمپر جان جاتی ہی خرچنگ نے کہا مین
تابعدار ہون اس لونڈی بچے کی کیا حقیقت ہی کہ ہاتھ لگا سکتا ہی کہا صاحب وہ بڑے زبردست
ہین مجھ سے کہتے تھے صاحب میرا کہنا نہ مانوگی تو مین سحر کرونگا دیوانہ بناؤنگا صاحب مین جادو سے

ڈرتی ہوں کوئی سحر ہی نہ پڑھیں تو میں کیا کروں خرچنگ نے کہا نالائق کا سر توڑ ڈالوں وہ کیا سحر ہی
پڑھیگا آنے تو دو نالائق کو ہمارے سامنے سحر کیا کر سکتا ہی کہا صاحب جو کچھ کرنا سمجھ کر کرنا ایسا نہو وہ
نگوڑا لونڈی بچہ تم پر سحر کرے نگوڑا قصائی کا کتا ہی ایسا نہو تمھارے لیے کچھ خرابی ہو میں کدھر کی
نہ ہونگی مجھے تو ہر طرح مشکل ہی مگر کیا کروں دل پر جو گذری ضبط نہو سکا تمسے کہدیا میں تمسے سطرح
راضی ہوں یہانسے بھاگ چلو لیکن یہ لونڈی بچہ پیچھا کریگا مجھکو تمکو ڈھونڈھیگا وہ آوین انکو سمجھو لیت
سمجھا دو کہ مجھکو عہدۂ وزارت ملا ہے سرے سے قدموں میں دخل نہ دو صرصر کو ہاتھ نہ لگاؤ اجی صاف صاف
کہدو کہ ہماری بی بی ہیں کیوں چھپاؤں میں کیا کسی کی لونڈی باندی ہوں افراسیاب بھی کچھ
خدا ہیں بادشاہ ہیں میں انسے بھی نہیں ڈرتی نوکری پیشہ ہوں جی چاہا کی جی چاہا نکی یہ بیچارہ کس
قطار میں کس شمار میں ہیں میں سر پر بٹھا رکھونگی میاں خرچنگ سے راضی ہوں میرے مزاج میں
کسی کو کیا دخل ہی خرچنگ نے کہا ملازمہ گھبراؤ اس لونڈی بچے کو آنے دو میں بخوبی سمجھا دونگا یہ
کہکے مصاحبوں کی جانب پلٹا کہا صاحبو تمنے سنا میاں ارچنگ جو مجھسے لڑا میں تم لوگ چہار طرف سے
ٹوٹ پڑنا سحر نہ کرنے دینا مخمور کو ہم لیکر خدمت میں شاہ کی چلینگے ہمیں عہدۂ وزارت ملیگا تم
سبکو عہدہ ہاے جلیل دونگا سبھوں نے کہا حضور انکی کیا حقیقت ہی آپکا بھائی جانکر ہمنے بارگاہ میں
آنے دیا ابھی کہیے گردن میں ہاتھ دیکر باہر نکال دیں خرچنگ نے کہا آنے تو دو نامحرم عورت پر
ہاتھ ڈالنے کا ارادہ کرتے ہیں وہ ہمسے راضی ہی انکو کیا دخل یہ باتیں ہوتیں تھیں کہ میاں ارچنگ خیمہ آراستہ کرکے
ہنستے ہوئے آئے آتے ہی پکارا بی صرصر ذرا یہاں آنا مجھے تمسے کچھ کہنا ہی صرصر نے کچھ جواب نہ دیا خرچنگ نے
کہا بھائی یہاں آؤ ایک بات تو سنو صرصر کو وہاں کہاں بلاتے ہو ہوا کا وہاں کیا کام ہی ارچنگ نے
کہا بھائی صاحب تمہیں کیا دخل ہی میں تنہائی میں انسے کچھ کہونگا خرچنگ نے کہا بات تو سنو ارچنگ
خوشی خوشی سامنے آیا کہا بھائی صاحب تمہیں نہیں معلوم میں تنہائی میں صرصر سے کچھ باتیں کرونگا
خرچنگ نے کہا تمہیں نہیں معلوم ہمارے پاس نامہ شاہنشاہ کا آگیا ہی ہمکو عہدۂ وزارت ملا تمکو
شاہنشاہ نے موقوف کیا تم جاکر گھر میں صرصر و شب کو آگے تمسے سب کیفیت مفصل بیان کرینگے
سب حال بہتر ظاہر ہو جائیگا اسوقت اسی میں بہتر ہی کہ چپکے یہاں سے چلے جاؤ تکرار نہ بڑھاؤ ارچنگ
نے کہا تم مخمور کے بہکانے والے کون ہو میں رات بھر لشکر سلیمانی میں رہا اپنی جان کھپائی تم کیسی

باتین کرتے ہو کیسا نامہ کیسا پیام وزارت کیسی مین مشیر شہنشاہ عالیجاہ ہون ابھی جو مین شہنشاہ
سے کہہ دون طلسم ہوش ربا سے نکلوا دیے جاؤ میری وجہ سے پوچھے جاتے ہو اسوقت کچھ شراب کا
نشہ زیادہ ہو گیا آخر خر جنگ نے کہا ابے کچھ تیری شامت آئی ہی وزیر شاہنشاہ سے زبان لڑاتا ہی
ابھی گردن مین ہاتھ دلوا دونگا ارجنگ نے کہا مین مصاحب شاہنشاہ ہون ارے جوتیون سے
سر توڑ دونگا میٹھے بیٹے تجھے کیا ہو گیا ہی کیون بلبلاتا ہی صرصر میری معشوقہ جسے اُسنے وعدہ
کیا مین سامان مہیا کرکے آیا ہون محمور کی قید مین بیجاؤنگا تم ایسے لشکر مین جاتے تو ایسی جوتیان پڑتین
کہ سر مین ایک بال نہ رہتا مدت گئے بڑے بڑے جان نثار اسلام کو گرفتار کر لائے صرف گھڑی بھر کو
یہان ٹھہر گیا فوج کے بھروسے پر یہ باتین کرتا ہی وزارت تم ایسے گدھون کو ملیگی خر جنگ تیغہ پکڑ کے
اُٹھا صرصر سر جھکائے بیٹھی ہی کچھ نہین بولتین خر جنگ تیغہ کھینچکر جو اُٹھا ارجنگ نے گرز نکالا
کہا کھینچ کیا مار دون کہ سر چٹ جائے ہمارے سامنے تیغہ کھینچتا ہی خر جنگ نے دیکھا کہ یہ ساحر زبردست ہی
گرز اسکا چلا تو غضب ہو جائیگا سردارون کو آواز دی کہ لینا اس نالائق کو جبتک ارجنگ سحر پڑھے
چالیس پچاس ساحر چار جانب سے ٹوٹ پڑے ایک ہاتھ مین چار چار لپٹ گئے دس پانچ نے منہ پر
ہاتھ رکھ دیا کہ سحر نہ کرنے پائے خر جنگ نے دیکھا کہ ساحرون نے اُسکو پکڑا تڑپ رہا ہی ایسا نہو نکل جائے
جلدی مین ہاتھ تلوار کا مارا ارجنگ سحر نہ کرسکا سر کٹ کر جدا ہوا زمین پر گرا اندھیرا چھا گیا زمین کانپی
آواز آئی کشتی مرا نام مین ارجنگ جادو بود خر جنگ نے کہا لاش اس بیجا کا پھینکدو صرصر خر جنگ کے
ہاتھون سے لپٹ گئی کہا صاحب کیا کہنا کیا ہاتھ مارا ایک ہی ہاتھ مین سر گوڑے کا اُڑ گیا مگر تمہاری
جرأت کے صدقے تلوار سے خون پونچھو ذری سا خون چکھ بولیا ایسا نہو خون اس خود سر کا سر پر سوار
ہو کر بیان مین تمہارے غصے سے اسوقت ڈر گئی بڑے خوف جنونی ہو مین سمجھی تھی باتون مین
سمجھا دوگے تمنے مار ہی ڈالا خر جنگ نے کہا ای جان جہان وای آرام دل مشتاقان یہ کیا بیچارا
تھا لاکھون سے مین لڑا ہون جسوقت مجھکو عہدۂ وزارت ملیگا ایک ہی دن مین سب مسلمانون کا
خاتمہ کر دونگا | عیاران وغیرہ مجھسے کیا مقابلہ کرینگے کیا سحر کر سکینگے لیکن اسوقت تیری محبت نے
بیقرار کیا اب آرام سے بیٹھو قید ملکہ محمور لیکر چلینگے صرصر نے کہا صاحب ہمین تو اب عمر بھر کو چین
ملا غنچۂ سربستۂ آرزو کھلا نظم

بیٹھو رہتے نہ ملی ایسی کوئی جا دلچسپ
نہ لگا جی کہ نہ تھا سبزۂ صحرا دلچسپ

تنگ آئے ہین بہت خاطر برہم سے ہم
ساقیا دے کوئی پیمانۂ صہبا دلچسپ

بڑھ گئے آہ و فغان اور و دانسے آگے
نظر آیا نہ گر عرش معلیٰ دلچسپ

جاے آرام زمین کو تو نہ پایا افسوس
ہان مگر سنتے ہین ہی عالم بالا دلچسپ

کچھ تسلی نہوئی گلشن ایجاد سے آہ
ڈھونڈھیے اور ہی مسکن کوئی اچھا دلچسپ

ہین تری چشم فسون خیز سے نسبت کیا دون
آنکھ رکھتی نہین کچھ نرگس شہلا دلچسپ

دام گیسو سے تمنا سے رہائی ہی خطا
ہی دلاویز بلا .. مجھے سودا دلچسپ

سر سے پا تک نظر آتا ہی ہر اک شعلۂ نور
کیا بنائے ہین خدا نے ترے اعضا دلچسپ

جا بجا مسکن یاران فنا دوست ملا
نظر آتا ہی عدم کا مجھے رستا دلچسپ

کر دیا محفل خاموش نے افسردہ مزاج
ساقیا اٹھ گئے دورے سے مینا دلچسپ

لطف بوندون مین پسینے کی جو ہی عارض پر
اسطرح سے ہی کہان عقد ثریا دلچسپ

اس جفا کے بھی تصدق کہ تسلی بخشے
ظلم بھی ہو تو کوئی اک ستم آرا دلچسپ

کچھ پریشانی خاطر نہوئی صد افسوس
تھا اٹھا داغ درون سے کوئی شعلہ دلچسپ

ہوس سیر چمن کا ہی بیان کسکو دماغ
کیا نہین خانۂ زنجیر ہمارا دلچسپ

جان جاتی ہی ترے عاشق شیدائی کی
کسقدر ہی تری زنجیر مطلا دلچسپ

جاے دل سینے مین آئینہ نے رکھا اسکو
بسکہ تھا پارۂ عکس رخ زیبا دلچسپ

جا بجا ہین مے گلرنگ کے چھینٹے زاہد
خوب ہی آج تو ہی رنگ مصلا دلچسپ

نقش دل مانی و بہزاد نے اسکو سمجھا
کسقدر تھا تری تصویر کا نقشا دلچسپ

جز ترے نقشۂ تصویر ہزارون دیکھے
ڈالتے آنکھ نہ پایا کوئی اتنا دلچسپ

سرگذشت اپنی سنا رو نہ اسی طرح نسیم
کہ نہین اس سے زیادہ کوئی قصا دلچسپ

یہ اشعار آبدار معشوقہ کا عذار نے جو اپنی رنگین بیانی سے پڑھے خرچینگ مثل گلدستے کے پھول گیا دست درازی کرنے لگا صرصر نے اٹھا ہاتھ مارا کہا نگوڑے کچھ دیوانہ ہوا ہی الگ رہ اپنے ہوش سے باہر نہو بس جاؤ چلتے پھرتے نظر آؤ لو قدرت لات و منات

کی ہم پر مرتے ہیں نگوڑا فضول بھول پڑتا ہے چند دل اپنی صورت تو بچاؤ ہوش میں آؤ تو ہم پر بھی
دست اندازی کرتے ہیں ابھی جا کر شاہنشاہ کو خبر کرونگی مشکیں باندھی جائینگی منڈیاں کسی جائینگی
تمھاری چہرہ دیکھا پکڑی جائینگی میری پاپوش کو بھی خبر نہ ہوگی تم نے بھائی کو کیوں مار ڈالا تمہیں تو ڈرنا
چاہیے یہ بات مجھکو نہ بھائی تیری محبت میں بڑی رسوائی ہے لیکن کیا کروں دل خانہ خراب نہیں مانتا
جلسہ آراستہ کر گھڑی دو گھڑی میٹھی میٹھی باتیں کریں اور باتیں بھی ہو جائینگی کیا اسی بات کا ہو کا ہے
ہنسنا بولنا بڑی بات ہے اسے نگوڑے تجھے محبت نہیں تبھی شیطان کو تجھ پر جھڑک پکارتا ہے مجھے تیری
آنکھوں سے ہول آتا ہے تو چوتھے دن چھوڑ دیگا میں بدنام ہو جاؤنگی خرچنگ ہاتھ باندھنے لگا
کہا ملکہ عمر بھر میں بنا ہونگا کبھی گردن تابل نہ کرونگا صرصر نے کہا صاحب نہیں ابھی تو تم سیدھے ہو گئے
جب عہدہ وزارت ملیگا تب آپے سے باہر ہو جاؤ گے ہمسے آنکھ نہ ملاؤ گے میں صاف کہوں وزارت
کے لائق ہو ساحروں میں فائق ہو شاہنشاہ بہت عزیز رکھینگے دم بھر ساتھ نہ چھوڑینگے خرچنگ
ان باتوں کو سنکر پھولا جاتا ہے مقام صدر پر آکر بیٹھا ملکہ صرصر کرسی پر جلوہ فرما ہوئیں ساقی بچے سے
کہا کباب و شراب لاؤ مخمور سامنے بیٹھی یہ سب معاملے دیکھ رہی ہے حیران ہے خداوندا کس بلا میں
پھنسی گرفتار کرکے وہ یہاں لایا اب اس گدھے کا قبضہ ہوا لیکن آج صرصر کیسی باتیں کرتی ہے اسکی
تو عفت و عصمت مشہور ہے شاید ہمارے استاد نامدار تو نہیں آپہنچے اے مخمور یہ تو ناممکن ہے کہ
کوئی ہماری فکر نہ کرے ضرور خواجہ عمرو چلے ہونگے اسد نامدار کو بھی ضرور خبر ہوئی ہوگی ہمارے
شہریار کو کیونکر گوارا ہوگا ضرور عیاروں کو حکم ہوا ہوگا عیار تلاش کرتے ہونگے سردار چلے
ہونگے ضرور ہمکو ڈھونڈتے ہونگے صرصر کا حال کیونکر کھلے آج اسکی باتوں نے بہت بیچین کیا
عورت کو اسقدر چھچھورپن نہ چاہیے یا عاشق ہوئی ہے نگوڑا بیچارہ کیا ہے عمرو تو اسپر مرتا ہے کاٹنے میں کامل
عیاری میں بے مثل کیونکر اس بیچاری کی جانب متوجہ ہوئی اے مخمور زمیں شق ہو میں سما جاؤں ان
جھگڑوں کو اپنی آنکھ سے نہ دیکھوں اگر خدانخواستہ یہ خبر شاہزادہ نورالدہر کو پہونچی کیسے بیتاب
ہونگے یقین ہے وہ دشمن اپنے کو ہلاک کریں دیکھیے اب یہاں سے رہائی کیونکر ہو اگر خدانخواستہ افراسیاب
کے سامنے پہونچگئی فوراً قتل کریگا ہم لوگوں سے جلا ہوا ہے ایسے خیالات میں آنکھوں سے اشک
حسرت جاری ہوئے روتے روتے ہچکی لگ گئی لیکن صرصر شمشیر زن باتیں کرتے کرتے طرف ملکہ

مخمور کے متوجہ ہوئی کہا بی بی نہین کیا منظور ہے شاہنشاہ سے دشمنی کرنا سراسر عقل کا قصور ہے ہمارے
میان خرچنگ وزیر اعظم چلکر تمہاری خطا معاف کرا دینگے اب عذر نہ کرنا جان کا خوف نہ کرو انکے
سبب سے شہنشاہ کچھ نہ کہہ سکینگے باغیون کی صحبت مین تمکو کیا ملا خیر جو گذرا سو گذرا اب راہ پر آؤ
سامری و جمشید کو سجدہ کرو یہ سنکر ملکہ مخمور کو بہت ناگوار ہوا زبان مین لکنت ضبط کرکے جواب
دیا او صرصر کمبخت تیری شامت آئی ہے کسی کو وزیر کسی کو بادشاہ بناتی ہو ہمارے طریقے سے تو کبھی
آگاہ ہو مجھسے کلام نہ کر اگر تیرا اختیار ہے جلاد کو بلا ورنہ مین جہان جی چاہے وہان چلی ہم سوال و
جواب کرینگے سامری و جمشید پر لعنت کرینگے اب انکو کیا سجدہ کرینگے صرصر نے کہا آپکی قضا آئی
ہے افراسیاب ضرور قتل کریگا ملکہ مخمور نے جواب دیا تم نہ ہمکو بچا تا تمسے کوئی زیادہ نہ کریگا بس
صرصر سمجھ لیگا ابھی کہا بی مخمور تمہے زبان لڑائی ہوا ابھی ہم تمکو قتل کرینگے خرچنگ نے منع بھی
کیا ملکہ بیٹھو شراب پیو ہم قتل کرینگے یا سامنے شاہنشاہ کے لیجائینگے صرصر جھپک کر سامنے ملکہ
مخمور کے آئی بائین آنکھ کا تل دکھایا ملکہ مخمور نے خواجہ عمرو کو پہچانا تا تل گل سے شگفتہ ہو گئی
عمرو نے اشارہ کیا زنجیر کھلجا وگی بس بچیا کو قتل کرسکو گی زبان سے سوزن نکالون ملکہ
مخمور نے اشارے سے جواب دیا آپ کا اقبال قتل کریگا اس ملعون کی کیا حقیقت ہے بس
اُسی وقت صرصر نقلی یعنے خواجہ عمرو نے قتل کرنیکے حیلے سے سوزن زبان سے ملکہ مخمور کے
نکال دیا اور نعرہ کیا نعرہ خواجہ عمرو

کزان اُستاد عیاران عالم	سراپا دانش و عقل مجسم	بباغ دین ز مکرش آبیاری
جہان سر ہنگ و خنجر گذاری	بہر کشور بلاے جان کفار	عمرو آن شاہ عیاران عیار

خرچنگ گھبرایا کہ یہ کیا قیامت برپا ہوئی سوزن نکلتے ہی ملکہ مخمور تڑپ اُٹھی خرچنگ نے
آواز دی لینا گنہگار جانے نپاوے ساربان زادے نے بڑا مکر کیا میرے بھائی کو میرے
ہاتھ سے قتل کرا دیا بارہ ہزار ساحران طرفدار ملکہ مخمور نا ہار پر دوڑ پڑے ہر طرف سے
سحر ہونے لگے خواجہ عمرو تو لوٹنے مین اسباب محفل کے مصروف ہوے جو گھڑے چنگیر دان
عطردان پاندان خاصدان محفل کے سب اٹھا لیے مگر مخمور نے دیکھا بارہ ہزار ساحرون
کا بلوہ ہوا ہر سمت سے صداے بگیرو بہ بند بلند ہوئی مخمور بلوۂ عام مین اُڑ رہی ہے جسکو

داغ یاقوت احمر کا مارا وہ زرد ور خون منھ سے اگلنے لگا جسم مثل سرو چراغان جلنے لگا کبھی زیور سے سحر کرتی ہی انگوٹھیاں اتار کر پھینک رہی ہیں کسی کا سر پھٹا کسی کا ہاتھ ٹوٹا کسی پر برق بنکر گری کشت حیات کو اُسکے جلا یا خرچنگ جادو سحر ملکہ مخمور کو دیکھکر گھبرایا لاکھوں میں یکہ و تنہا یہ اکیلی ہی بارہ ہزار ساحروں کی کیا حقیقت جانتی ہی دم بھر میں بارہ ہزار کو رومال لیا افسرانِ فوج کو تاک تاک کے مارنا شروع کیا جب افسر کو قتل کیا فوج کے پیر اُٹھے خرچنگ ترغیب دے رہا ہی اسے پارو اسکو گرفتار کرو ساحر ہر مرتبہ بلوہ کرتے ہیں مخمور نے سنہرا و کردیا دریا خون کا بہا دیا خواجہ عمرو کبھی گلیم اُتار کر لشکر ساحران پہ جا پڑتے ہیں جادوگر کی صورت بنائی جس کسی ساحرہ کو تاکا گوز یور پہنے ہوئے زہی ہی خواجہ نے اسکو للکارا اُسنے گرز اُٹھایا چلی سحر کرنے خواجہ نے تیغ کھینچ مارا وہ بھی تیغ سحر ہی اسم عمرو پڑھکر ہاتھ مارا تیغ ٹوٹا چند قطرے پانی کے نکلے چھینٹیں اُسکے منھ پر پڑیں بیہوش ہوکے زمین پر گری عمرو نے قریب آکے خنجر مارا اُسکا خاتمہ ہوا عمرو نے زیور و لباس اُتار لیا ننگ خاندان کو برہنہ کرکے ڈالدیا پھر بھاگ کر گلیم اوڑھ لی اسطرح کئی ساحروں کو مارا قتل کرنے کے علاوہ مال لوٹنے کی بڑی خوشی ہی کسی ساحر کی پگڑی اُتار لی مردوں کی کمرین ٹٹولتے پھرتے ہیں ہرچند مخمور چاہتی ہی خرچنگ کو بڑھکر ماروں نامرد کو للکاروں لیکن وہ دور سے سحر کرتا ہی قریب ملکہ مخمور نہیں آتا غل مچاتا ہی یاروتم کیسے نامرد ہو ایک عورت کو نہیں پکڑ سکتے بعضے گستاخ جواب دیتے ہیں حضور آپ سے زیادہ ہم ہنین ہیں ذرا آگے تو بڑھیے مقابلہ کیجیے ہم بھی حاضر ہیں آپ کے حالات کے ناظر ہیں دور سے سحر کرتے ہیں قریب جاتا نہیں ایسی شیر زن سے مقابلہ آسان ہی دم بھر میں ہزاروں کو مارا زمین کانپ رہی ہی سب کو مار کر نکل جائیگی بہتر یہ ہی بھاگ چلیے خوب معشوقہ صرصر کو بنایا کیا ہوا بانہ ہی اب آندھی سحر کی اُٹھی ہی صرصر کو بلائیے جان بچائیے یہ سنکر خرچنگ جھلاتا ہی کہتا ہی یارو دہنے تنا گسدن کے واسطے نوکر رکھا تھا آگے بڑھو سحر کرو جھوٹے بکتے مخمور کو ہمارے سامنے لاؤ سخن بے چین کی باتیں نہ بناؤ ہمکو بہت ناگوار ہوتا ہی ہمیں شرم آتی ہی عورت کو کیا گرفتار کریں ساحر ہنستے ہیں صفوں میں غلغلہ ہی واہ رے عمرو تیر اکیا کہنا خوب میاں خرچنگ کو گدھا بنایا بھائی کو انکے پہلے قتل کرایا خوب رنگ جمایا اب خوشی تھی کہ وصل حاصل کرونگا عشق

مین جو بلا نازل ہوئی عمرو نے ملکہ محمور کو خوب ر الیسا اب جان بچانا مشکل ہو بقول شاعر رباعی

ہر لحظہ جو ناامید تر ہوتا ہون	بیفائدہ رو رو کے مین جی کھوتا ہون
قسمت کے لکھے کو رات دن روتا ہون	قسمت مین نصیب ... جو لکھا ہو وہ

اب بیان خرچنگ سرچشین تقدیر کے نکلے کو ردئین قضاے کار

محمور مصروف جنگ ہی اور ساحرون کا بلوہ ہزارون کو کیونکر قتل کرے تا بہ خرچنگ کیونکر پہونچے
گی کہ یکایک آسمان پر برق چمکی شاہزادہ شکیل جادو تلاش مین ملکہ محمور کے چلا تھا صحرا مین
ڈھونڈھتا پھرتا تھا کان مین آواز ساحرون کے مرنے کی آئی طرف صحرا کے متوجہ ہوا دیکھا محمور
لڑ رہی ہی ہزارون ساحرون نے گھیرا ہی خواجہ عمرو کے بھی نعرے کی آواز آتی ہی محمور نے
زمین ہاری ہی دیکھتے ہی شکیل اس مرے کو نعرہ کرکے گرا منم شاہزادہ شکیل بیدیل ملکہ عالم
نہ گھبرایئے گا غلام آپ کا آپہونچا گرتے گرتے ون سے کود مارا دس پانچ کے سر بیٹھے ساحر
دہائی دینے لگے بوچھا جو غضب ہوا ایک کو تو جواب دے نہ سکتے تھے کہ دوسرا آپہونچا یہ
وہ قیامت کے ساحر ہین جو افراسیاب سے زمین شمونہ پھیرین اب بڑی مشکل ہوئی
اب ملکہ محمور نے جو دیکھا شکیل جادو نے آکر ہنگامے کو روکا محمور نے خرچنگ کو تا کا
رنگ جنگ مغلوب سے خوب ماہر ہی جانتی ہی بہ دون قتل افسر لڑائی کا فتح ہونا دشوار ہی سحر
کرتی ہوئی طرف خرچنگ جادو کے چلی شکیل نے جمع کو روکا محمور نے آگ برسائی شکیل
نے دریاے سحر جاری کیا صدہا ٹھنڈے ہوے محمور نے دانہ یاقوت احمر کا مارا شکیل طرار
کھینچکر لڑا محمور نے سینک کی کمان بنا کر تیر ہاے سیکڑون کے سینے مشبک ہوے
خطاکار سہمے مثل تیر کے بھاگ چلے پر جائے ٹھہرے گوشہ ڈھونڈھتے تھے اپنی خطاکاری
پر نادم بھاگنے کے عازم شکیل پامال کر رہا ہی گچھا پیکان کا مارا بجاے قطرہ ہاے آب
تیر دل دوز برسنے لگے محمور لڑ بھڑ کر سامنے خرچنگ کے پہونچی خرچنگ کی نگاہ پڑی
کس آن بان سے محمور لڑتی بھڑتی چلی آتی ہی غنچہ سحر ہاتھ مین نگاتی دوپٹے کی بندھی
ہوئی چہرہ آفتاب عالمتاب حسن وجمال مین انتخاب یہ جیا گھبرا گیا محمور نے للکارا او نامرد
کہان جاتا ہی صرصر تیری معشوقہ کہان گئی اب عروس مرگ سے ہمکنار ہو زیادہ نہ مضطر
و بیقرار ہو خرچنگ نے گولہ سحر مارا محمور نے نگاہ سحر آگین ڈالی گولہ پھلا اُسی کی تیغ پر آ گرا

سونا ری داخل جہنم ہوئے اہالیان فوج کے مزاج برہم ہوئے آواز دی حضور کیا کہنا گاندو
ہاتھی اپنی فوج کو اسنے خرچنگ جلایا ساتھ والون نے بھی گرمایا طعن و تشنیع سے شرمایا تیغہ
سحر کھینچکر جا پہنچا ہاتھ تیغہ کا لگایا ملکہ مخمور نے سپر سحر کو اٹھایا وار اسکا رد کا خبردار کہکر تیغہ ہلالی
اس ماہ آسمان خوبی نے کھینچا قریب جاکر خبردار کہکے چپک کے ہاتھ مارا اس روسیاہ نے
چاہا بھاگون دام اجل مین گرفتار ہوچکا موت پاؤن تھامے ہی کب ہل سکتا ہی دام اجل سے
کہان نکل سکتا ہی تیغہ سر پر گرا سر اسکے جثہ کو کاٹا صندوق سینہ سے مانند سیماب تڑپکے
تیغہ گذرا شرمگاہ کے پھاٹک کو ویران کیا خرچنگ کے دو ٹکڑے ہوئے مخمور نے نعرہ
کیا وہ مار اشعلہ بجز کا ساحر زبردست تھا مرنے کی اسکے علامت بلند ہوئی آواز آئی کشتی مرا
نام من خرچنگ جادو بود اب مخمور و شکیل فوج خرچنگ سے لڑنے لگے فوج بھاگی
جاتی ہی یہ دونون قتل کرتے ہوئے جاتے ہین قضائے کار ملکہ صنعت سحر ساز نے
سرنگٹ پر جو قصر بنایا ہی جہان یہ معرکہ بپا صرف ایک کوہ درمیان مین تھا اسوقت بالائے
قصر ملکہ صنعت سحر ساز بیٹھی ہوئی سحر تیار کر رہی تھی کہ صدائے ہاے ہو کان مین آئی
گھبرا کر سر اٹھایا کہا اسے یارو کہان پر لڑائی ہو رہی ہی طلسم ہوش ربا مین غدر پڑ گیا
مسلمانون نے کہین قیامت برپا کی یا عیارون کی عیاری ہوئی یہ کہکر اپنے مقام سے اٹھی
طاؤس پر سوار ہوئی سحر کیا طاؤس اڑتا ہوا چلا بلند ہوکر نگاہ ڈالی دیکھا ایک لشکر بھاگا
جاتا ہی دو ساحران زبردست سحر کرتے ہوئے لشکر کو بھگاتے ہوئے جاتے ہین تمام صحرا
خون سے لالہ زار بنا ہوا ہی دو کوس تک لاشے ہی لاشے معلوم ہوتے ہین یارگاہین
سرنگون ہر سمت جوش دریائے خون ملکہ صنعت سحر ساز حیران ہوکر یہ کسنے سبکو قتل کیا اب
جو نگاہ ڈالی شکیل و مخمور کو پہچانا آنکھون مین خون اتر آیا وہین سے نعرہ کیا او شکیل کیا
بے ادبی کرتا ہی ملازم شاہنشاہی پہ یہ ظلم و بدعت شکیل نے دیکھا کہ صنعت مثل شعلہ
جوالہ آتی ہی گولہ مارا صنعت بھلا اسکے سحر کو کب مانتی ہی ایک تھپکی ماری گولہ چھٹکر زمین
پر گرا گرتے گرتے ایک دو ہتڑ مارا غبار بلند ہوا شکیل جادو چرخ کھا کر گرا صنعت نے
ایک دستک دی ایک ساحر سیہ فام قفس آہنی لیے ہوئے پیدا ہوا صنعت نے خاک

جھولی سے نکال شکیل پر ڈالدی شکیل نے غلطاک ساری اک بادل کی صورت بنکیا صنعت نے پکڑ کے قفس میں
بند کیا وہ قفس ساحر سیہ فام کو دیا آپ غصہ میں طرف مخمور کے چلی مخمور نے پلٹ کر دیکھا شکیل گرفتار ہوا
ساحر سیہ فام قفس لیے ہوئے جاتا ہی مخمور کو تاب نہ آئی ملکہ کا ارادہ ہے دیکھا کہاں جاتا ہی قفس میں شکیل کا تڑپنا
دیکھکر طائر روح مخمور قفس جسم خاکی میں پھڑکا چاہا ساحر پہ جا پڑے شکیل کو چھڑا کرے مگر ملکہ صنعت سحر ساز
بقہر و غضب تمام طرف ملکہ مخمور کے لپٹی کہا بی مخمور ادھر کہاں جاتی ہو تمنے شاہنشاہ پر بدعت کی بڑے
بڑے ساحر مارے اب میں کل سامان کرچکی ہوں ہاتھ سے ایک زندہ نہ بچیگا تمھارے واسطے مرگھٹ پر
سحر تیار کیا ایک ہفتے سے آب و دانہ ترک ہی مخمور نے دانہ یاقوت سحر کا مارا مگر ملکہ صنعت تو سحر کامل تیار
کرچکی دانے کو ٹکڑے ٹکڑے کردیا کئی سحر ملکہ مخمور نے کیے لیکن صنعت پر تاثیر نہوے مثل شعلہ جوالہ
سامنے مخمور کے آئی ایک دو ہتھڑ میں پہاڑ اور ہی غبار زرد اٹھا مخمور اسکو دیکھتے ہی بیہوش ہوئی مخمور کو
بشکل قمری بنا کے دوسرے قفس میں بند کیا دونوں قفس اس ساحر نے اٹھا لیے عمرو گلیم اوڑھے یہ
سب سحر دیکھ رہا ہی تعقب میں صنعت کے چلا صنعت خراماں خراماں طرف مرگھٹ کے جاتی ہی
اور کوہ سے باہر نکلی عمرو نے دیکھا سامنے وہی مقام ہی اب قصر سحر کو اور زیادہ صنعت سحر
ساز نے رونق دی ہی دونوں قفس لیکر حصار میں داخل ہو گئی وہ جو قیدخانہ برائے سرداران
اسد تیار کیا ہی باز و قمری کو اسی میں چھوڑ دیا آپ قصر میں جا بیٹھی مصروف عیش و نشاط
ہوئی عمرو حال حصار سے بخوبی آگاہ ہو چکا ہی اسپر بھی کئی راہ گیروں کو دم دیکر بھیجا جو لکیر کے
پاس پہونچا لکیر کا نغیر ہوا عمرو ناچار گریاں و نالاں پلٹا لشکر اسلام میں آیا دربار
میں سب سردار موجود ہیں جانسوز نے خبر دی ہی کہ مخمور کو کوئی ساحر چرا لے گیا ہی
شاہزادہ شکیل و خواجہ عمرو برائے جستجو تشریف لے گئے ہیں ملکہ مہرخ گھبرا رہی ہیں
کہ خبر پہونچی کہ خواجہ عمرو تشریف لاتے ہیں سب سردار دوڑ پڑے ہاتھوں ہاتھ خواجہ
کو لیکر دربار میں آئے ملکہ مہرخ نے دیکھا عمرو گرد و غبار میں اٹا ہوا لباس پھٹا ہوا نہایت پریشان
اس نامدار سے پوچھا نانا جان خیر تو ہی ملکہ مخمور رنجور کا کچھ پتا ملا عمرو نے تمام کیفیت بیان کی
کہ اول ارجنگ جادو مخمور کو لیگیا تھا میں بصورت ملکہ صرصر گیا ارجنگ کو ہاتھ سے
نخ جنگ کے قتل کرایا مخمور کو رہا کیا شکیل بھی عقب میں پہونچا اس زور و شور

سے ملکہ مخمور نے خرچنگ کو مارا لیکن عین وقت پر صنعت سحر ساز آگئی شکیل و مخمور
کو آتے ہی گرفتار کر لیا مین اُنکی جستجو مین گیا کئی راہ گیر پہنچے لیکن اندر نہ جا سکے حصار کا حال ہی
کوئی اجبا نہین سکتا باغبان قدرت نے کہا کہ صنعت سحر ساز کا سحر کامل تیار ہو گیا ہی
خدا اُسکے شر سے بچائے اب صنعت پر غالب آنا دشوار ہی بر لے ملکہ مخمور و شکیل بارگاہ
مین شور گریہ و زاری بلند ہوا سب عیار حاضر ہوے عمرو نے پکار کر کہا کہ یارو تا بہ
صنعت پہنچنے کی اب کوئی تدبیر نہین بیان کہین ملجائیگی تو بچہ قابض ہوگا اندر حصار
سحر کے کوئی نہ جا سکے گا چالاک نے برق کی جانب دیکھا آپس مین اشارے ہوے قبلہ
کعبہ کو کتنے وہ جس دن مزاج مین آئیگا حصار سحر مین چلے جائینگے صنعت خود بلا لیگی یہ بھی
بحال ہی کہ اندر حصار کے ہم نہ جا سکین چلو چلکے بارگاہ ملکہ حیرت جادو سے خبر لائین
دیکھین وہان کیا رنگ ہی برق و چالاک آپس مین صلاح کرکے چلے باغبان قدرت
بھی پریشان اُٹھا کنارے لشکر کے سر افکر رہا ہی کہ انجام کیا ہوگا انکو
تو اس حال مین چھوڑیے لیکن برق و چالاک بصورت ساحران دربار مین حیرت
کے آئے ایک جانب ٹھہرے ملکہ حیرت جادو تخت پر بیٹھی ہی ہرکارون نے خبر حرف
بحرف آکر بیان کی کہ شکیل و مخمور بھی گرفتار ہوے ملکہ صنعت سحر ساز پکڑ کر
دونون کو لیگئی بارگاہ مہرخ مین سبکو انتشار ہی ملکہ حیرت نے کہا اب بھی کمبختون کا
غرور نہین جاتا ملکہ مہرخ سرخ مو وغیرہ رومال سے ہاتھ باندھکر چلے آئین خطا معاف
کرا دونگی اب صنعت کے دام تزویر سے بچنا بہت دشوار ہی بڑا کمال یہ ہی کہ جو
اپنے کو عیارون سے بچائیگا ہمراہیان عمرو پر غالب آجائیگا اُسنے عیارون کا انتظام
کر لیا اب اُسکا کوئی کچھ نہین کر سکتا یہ ذکر تھا کہ ظلمات جادو فرستادہ ملکہ صنعت
آکر پہنچی حیرت جادو کو سلام کیا صنعت کا نامہ ہاتھ مین حیرت کے دیا کہا حضور ملکہ
عالم نے فرمایا ہی جو گذرا وہ تو معلوم ہوا ہوگا آپ طبل جنگی بجوا دیجئے کہ عین وقت پر
آجاؤنگی مسلمانون کو مزا سرکشی کا چکھاؤنگی حیرت نے نامہ پڑھا اُسپر جواب لکھدیا کہ جو
تمنے کہا اسی طرح کار بند ہونگی سب تمہاری اعانت کو موجود ہین تمھارے حالات کی

خبر شاہنشاہ کو بھی ہوئی ظلمات جادو جواب لیکر چلی برق و چالاک نے پیچھا کیا جب
لشکر سے ظلمات نکلی صرصر و صبا رفتار کی شکل بنکر یہ دونوں عیار دوڑے پکارا بی
ظلمات ٹھہر جاؤ ظلمات پلٹ پڑی دیکھا صرصر و صبا رفتار پکارتی ہوئی آتی ہیں سمجھی
شاید ملکہ حیرت نے کچھ اور فرمایا ہوگا ظلمات ٹھہر گئی ایک طرف چالاک آیا ایک طرف
برق تڑپ کے پہونچا خیال یہ کہ دو چار باتیں کریں حلقہ ہائے کمند مارکے گرفتار کریں ادھر
سے صرصر شمشیرزن آتی تھی اُسنے دور سے دیکھا میری شکل اور صبا رفتار کی صورت
پر دو عیارانِ اسلام وزیرزادی سے ملکہ صنعت جادو کی باتیں کر رہے ہیں گرفتار
کرنے کی فکر ہے صرصر نے دور سے آواز دی ای ملکہ ظلمات ہوشیار ہو جاؤ یہ دونوں
عیاران لشکر اسد تمھاری فکر گرفتاری میں آئے ہیں برق و چالاک دونوں بھاگے
چالاک تو جست کرکے ایک درۂ کوہ میں مخفی ہوا برق نے چاہا میں تڑپ کے نکل جاؤں
ظلمات نے سحر کیا برق زمین پر گرا ماش کا دانہ مارا رنگ و روغن عیاری کا اڑ گیا صرصر
نے کہا ای ظلمات اس بھوربے کو لیتی جاؤ پہلو میں ملکہ بہار کے قید کرو برق نے پکار کر
کہا استانی جسقدر بدعتیں چاہو کر لو انجام بہت برا ہی استاد گھوڑے کا دانہ دلوا کر مارڈالینگے
ہمیں لوگ کام آوینگے استاد جورو ون پر بڑی بدعت کرتے ہیں مکان میں قفل دیکے
چلے جاتے ہیں آگ تک چراغ جلانیکو میسر نہیں ہوتی ہم ہی کام آئینگے دمڑی کے پان
میسر ہونگے صرصر نے کہا کیا بیہودہ بکتا ہی ای ظلمات خبردار اسکو رہا نہ کرنا ظلمات
نے اُسکو میں پہنچہ دیا ظلمات لیکر آڑی چالاک بھاگا کہیں جا کر کسی سردار سے خبر کردوں
کہ برق گرفتار ہو گیا اگر تابہ صنعت پہونچ گیا پھر رہائی برق کی دشوار ہوگی ہمارا
چالاک ٹوٹا بازی ہاتھ سے گئی رنگ بدرنگ سب خراب ہوا داؤں اٹھنا دشوار ہوگا
ہمارا پیادہ قید ہوا پیادہ بھی وہ پیادہ کہ جو بادشاہ کو گھسکرا دیتا تھا اب بازی ہاتھ سے چلی
بہت دونوں پوبارہ پھینکی داؤں سخت ہی رنگ متغیر ہوا دل سے یہ منصوبے کرتا ہوا قریب
لشکر آیا تھا باغبان قدرت ایک نخل کے سایہ میں کھڑا تھا دیکھا چالاک بدحواس آتا ہی
پکار کے پوچھا کیوں مسترولا گھر خیر تو ہی چالاک نے کہا ای باغبان قدرت بڑا غضب ہوا

مین اور برق ظلمات جادو وزیرزادی ملکہ صنعت سحر ساز کو گرفتار کرنے چلا لیکن تعالی
صاحبہ انگشتین آنکھون نے قصور پر پا کیا مین تو بچا برق بیچارہ قید ہو گیا وہ سامنے ظلمات لیے
ہوئے جاتی ہی بس باغبان قدرت جھپٹا دیکھا ظلمات جاتی ہی للکارا او ظلمات برق
کو چھوڑ دے ظلمات نے جو باغبان قدرت کو آتے دیکھا آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا
باغبان نے گیند پھولون کا مارا ہاتھ پر ظلمات کے پڑا معلوم ہوا کسی نے شعلۂ آتش رکھدیا
اُف کہکے برق کو چھوڑا باغبان نے جھپٹکر برق کو ہاتھون پر روکا زمین پر قائم کیا
ظلمات کا گرز غصے مین باغبان پر گری باغبان نے برق کو بچایا سینہ سپر کردیا
برق تو بھاگ کر نکل گیا باغبان اور ظلمات سے سحر چلنے لگا باغبان قدرت وزیر
اعظم دستور معظم افراسیاب ہی سحر و ساحری مین انتخاب ہی ظلمات کو زخمی کیا قریب تھا
کہ گرفتار کرے یا قتل کرڈالے کہ شبگیر جادو کوتوال شہر ناپرسان چار ہزار جادوگرون
سے بارادۂ شکار آیا تھا اُسنے جو شعلے بھڑکتے دیکھے ادھر متوجہ ہوا اُسوقت آکر پہونچا کہ
باغبان نے ظلمات کو زخمی کیا تھا ظلمات چاہتی ہی بھاگ جاؤن جان بچاکے نکل
جاؤن باغبان تیغ کھینچکر سر پر پہونچا ہی شبگیر نے پہچانا دیکھا وزیرزادی صنعت کی
قتل ہوا چاہتی ہی وہین سے نعرہ کیا او باغبان خبردار کیا کرتا ہی ستم شبگیر جادو شہنشاہ
کے ساتھ نمک حرامی کی مسلمانون کا شریک ہوا باغبان نے پلٹ کر جو شبگیر کوتوال کو دیکھا کہا
او کمبخت بساط چوٹے چواریون کا افسر ہی ہم لوگون سے مقابلہ کریگا لیکن شبگیر نے کل فوج کو
اشارہ کیا گولے ترنج مارتے ہوئے چار ہزار ساحر بڑھے باغبان کو گھیر لیا باغبان
مثل فیل مست بڑھا ساحرون کو پامال کرتا ہوا چلا کسی کو ٹانگین پکڑکے چیر ڈالا کسی پر اوجھڑ
سپر کی لگادی دو دو کے سر پھٹ گئے ظلمات و شبگیر دونون باغبان پر سحر کرتے ہین
باغبان اُنکے سحر کو کب مانتا ہی دونون کے سحر کو دفع کرتا ہوا مثل شیر خشم آلود اُن روباہ
صفتون سے لڑ رہا ہی کئی سو ساحر مار ڈالے دیئے شبگیر کو ہر مرتبہ آواز دیتا ہی کوتوال
صاحب آپ آئیے گرفتار کیجیے اِن غریبون کو کیون قتل کراتے ہین اب شبگیر جادو
گھبرایا دیکھا کئی سو ساحر قتل ہوئے باغبان شکار کھیل رہا ہی شبگیر چاہتا ہی نکل جاؤن

باغبان نے کہا او بچیا تو کہاں جائیگا شکار کو ہمارے بچاو یا اسکو اور تجھکو دونوں کو قتل کرونگا یہ کہتا ہوا برابر شبگیر کے پہونچا اُسنے گھوڑا بھگایا باغبان نے ہاتھ چمکایا برق گری چاروں پیر گھوڑے کے اُڑ گئے شبگیر زمین پر گرا جب باغبان قریب آگیا تہور درویش بجان درویش ہاتھ تلوار کا مارا باغبان نے کلائی پر ہاتھ ڈالکے تلوار چھین لی کمر میں ہاتھ ڈالکے اٹھایا زمین پر مارا چھاتی پر چڑھ کے سر اُس خود سر کا قلم جسم سے کھینچ لیا لاشہ شبگیر تڑپا آواز آئی کشتی ہوا نام میرا شبگیر جادو وہ جو ہمراہیان شبگیر بھاگے ظلمات نے بھی فرار پر قرار کیا چالاک و برق دُرہ کوہ سے دیکھ رہے ہیں باغبان ان سبکو روندتا ہوا جاتا ہے جا بجا ظلمات کو مارتا ہوں یا گرفتار کروں صنعت کے قلب کو صدمہ پہونچے بیچ میں ہزاروں ساحر آجاتے ہیں پھر ظلمات بچتی ہے جب ظلمات جادو کو عرصہ ہوا ملکہ صنعت سحر ساز نے گیسو کشا سے کہا میں نے ظلمات کو خدمت میں ملکہ حیرت کی بھیجا تھا کہ وہ باتیں کہکر چلی آئے کیا سبب ہوا جو ابتک نہیں آئی گیسو کشا نے کہا واری ملکہ حیرت کے لشکر کے نام سے دل کانپتا ہے ہر وقت نگوڑے عیار وہاں موجود رہتے ہیں ذرا اوراق سامری ملاحظہ فرمائیے ہماری ساتھ والی پر کوئی افتاد نہ پڑی ہو نگوڑے عیاروں نے نہ گھیر لیا ہو وہاں تو دن بھر میں سیکڑوں مارے جاتے ہیں صنعت نے اوراق سامری کو اُٹھا کر دیکھا زانو پر ہاتھ مارا کہا لو گیسو کشا غضب ہوا ظلمات سے اور باغبان سے لڑائی ہو رہی ہے زخمی ہو چکی ہے یہ کہکر فوراً طاؤس سحر پر سوار ہوئی اسطرف چلی اُسوقت آکر پہونچی کہ باغبان شبگیر جادو کو قتل کر چکا فوج کو پامال کر رہا ہے کہ آسمان سے نعرہ ہوا تم ملکہ صنعت سحر ساز ہو باغبان شعبدہ باز عرصہ دراز تک نمک حرام اُڑا چکے لڑکوں کا گھروندا بنا چکے بادشاہ اسیر و زیر سب ننگے افراسیاب ایسے بادشاہ کو چھوڑا ایسے قدرشناس کی محبت سے منہ موڑا باغبان نے کہا او صنعت او گیسو بریدہ کیا بیہودہ بکتی ہے افراسیاب کے برابر کون ناقدر ہے اسی وجہ سے اسکے ملک میں غدر ہے ہر مرد سپاہی کی دل شکنی کرتا ہے بد زبان ناقدر شناس وہ کیا شرفا کو پہچانتا ہے کیا فتنہ مردان جام طلب تابع ہاجی پرست صاحبان لیاقت کا دشمن اہل ہنر کا رہزن ابھی تو یہ کیفیت ہے بقول شاعر نظم

دل جنس فروشندۂ بازار ہنر ہی — دیکھو تو کہین کوئی خریدار ہنر ہی
ناقدر شناسی سے خلائق کی جہان مین — جسکو ہنر آیا اُسے انکار ہنر ہی
آیا ہنر وہ کہ پھرین جس سے گئے بخت — اس عاصی کو مدت سے سروکار ہنر ہی
عاشق جو ہنر پر ہی ہنر اُسکا ہی عاشق — دلبر ہی ہنر جسکا وہ دلدار ہنر ہی
کعبے کو نہ پوجون مین ہنر مند جو ہوتے — ای شیخ یہ بندہ تو پرستار ہنر ہی
اظہار ہنر دان نہ کرون ہو نہ جہان قدر — دل اہل ہنر کا ہی سو غمخوار ہنر ہی
روکا ہی تغافل نے ترے مجھکو تو دام — صیاد ترا صید گرفتار ہنر ہی
دیکھی نہ ہنر کی کبھی بہت قدر جہان مین — ای وائے بران دل جو طلبگار ہنر ہی
رنگین سخنی اُسکی نے وہ خلق کو سودا — سودا یہ مگر طوطی گلزار ہنر ہی

صنعت نے جواب دیا آپ بڑے ذی کمال ہین صاحب جاہ و جلال ہین اب ہی ناقدری کا سلسلۂ مشکین باندھکر بیٹھاؤ گی قدسون پر اُسکے ناک رگڑواؤ گی تم سمجھے تھے مین نے ذلتین اٹھائین غافل ہوکر بیٹھ رہونگی مین مہینے تک عیش و راحت کو ترک کیا سحر کامل تیار کیا اب سامری و جمشید بھی میرا مقابلہ نہین کرسکتے صفین الٹ دونگی یہ کہکر زمین پر گری ظلمات کو پشت پر لیا باغبان پر سحر کرنے لگی باغبان اور صنعت کے سحر سے زمین کانپی فلک پیر چرخ مین صدہا نخل صحرا کے جل گئے طائر کباب ہوے ذرے زمین سے مثل چنگاریون کے اڑتے تھے جب سحر باغبان نے کیا صنعت شعلۂ آتش مین چھپ گئی لیکن مثل برق تڑپکے نکلی باغبان پر سحر کیا دریا نے باغبان کو گھیرا یہ نہنگ بحر جرأت اُسمین کودپڑا شعلۂ جوالہ بنکر دریا کو سُکھا دیا پانی کو خاک مین ملا دیا تمام لشکر والے بھاگ گئے ظلمات دور سے دیکھ رہی ہی ہوش و حواس پراگندہ دل سے کہتی ہی آج ملکۂ عالم ہاتھ سے باغبان کے کیونکر بچتی ہین بلاکے سحر ہو رہے ہین کسکی مجال ہی جو انکے بیچ مین جاسکے سامنے انکے زبان ہلاسکے دونون شہنشاہ اقلیم ساحری دونون کامل و اکمل علم افسونگری نہ اُسکا مثل نہ اُسکا نظیر جنگ مین دونون مصروف سحر و ساحری آمادہ نیرنگ بازی جو سحر صنعت نے کیا باغبان قدرت کو دفعیہ مشکل ہوا جب باغبان سنبھلا صنعت پر برق گری صنعت غرق زمین ہوکر بھی خاک اُڑاتی ہوئی نکلین

سے نکلی تین مہینے سے باہر آٹھ پہر اسی فکر مین رہی کہ سحر اسے نو تیار کرون جانتی تھی کہ بڑے بڑے
ساحرون سے مقابلہ پڑیگا تمام ارکین طلسم ہوش رُبا شریک عمرو ہو گئے ہین ایک ایک
تعلیم کردۂ افراسیاب سحر و ساحری مین انتخاب ہے وہی حال ملکہ صنعت نے دیکھا کہ باغبان
نے دُھوین اُڑا دیے طبقے زمین کے ہلا دیے صنعت کو جان بچانا مشکل ہوئی ایک مقام پر
صنعت نے غصے مین آکر پنجہ کھینچا باغبان طرف صحرا کے اشارہ کرتا ہے ایک طائر آکر دم
شمشیر صنعت پر گلزار رکھدیتا ہے گلا کٹوا کر باغبان کو بچاتا ہے جب باغبان نے ہاتھ مارا صنعت
نے یا سامری کہکے آواز دی زاغ و زغن درختون سے گرتے ہین پرون کا سر پر صنعت کے
سایہ کرتے ہین کئی زاغ سیاہ ذبح ہوے ایک مقام پر باغبان نے ملکہ ار تیغہ مارا ایک زاغ
سیاہ نخل سے اُترا چاہتا تھا سر پر صنعت کے سایہ کرے باغبان نے منہ سے آن کیا شعلۂ
آتش نکلا زاغ جل گیا اب تیغہ سر پر صنعت سحر ساز کے پڑا قریب تھا کہ دو ٹکڑے ہون
صنعت نے یا سامری کہکے اپنے کو زمین پر گرا یا تیغہ سر سے نکلا لیکن چادر خون کی چہرے
پر پڑی باغبان نے سایہ مین تلوار کے صنعت کو لیا چاہا ہاتھ مارون سر اس ملعونہ کا
اُتار دون اُسوقت صنعت نے گھبرا کر جھولی مین ہاتھ ڈالا ڈبیا خاک قبر جمشید کی نکالی گھبرا کر
کھولدی خاک اُڑی باغبان بیہوش ہوکے گرا صنعت نے بہ تعجیل سحر کیا باغبان غلالک
مارکر ایک عقاب کی شکل بنکر تیار ہوا فوراً باغبان کو بصورت عقاب قفس مین بند کیا
دو ٹیہ پھاڑ کر سر کو باندھا لڑکھڑاتی ہوئی چلی جاتی تخت سحر تیار کرون اُسپر بیٹھکر جاؤن کہ سامنے
بگولا گرد کا اُڑا دیکھا صرصر شمشیرزن آتی ہے پکارتی ہوئی ای ملکہ صنعت جا بچگو ملکہ حیرت
یلاق مین بڑا تنے صدمہ عظیم اُٹھایا ملکہ کو خبر ہوگئی اگر تامل کروگی وہ خود چلی آئیگی صنعت اسوقت
بیہوش ہو رہی ہے اتنا جواب دیا کہ ای صرصر اسوقت میرا جانا ممکن نہین ہے صرصر پاس آگئی
کہا دیکھیے ملکہ حیرت خود آتی ہین صنعت ادھر ملتفت صرصر نے کمند ماری نعرہ کیا منم چتر برق
فرنگی مارے کہکے صنعت پلٹی برق نے تڑاق سے حباب مارا صنعت دھم سے گری برق
پنجہ پکڑے جھپٹا کہ سر کاٹ لون باغبان کا بصورت عقاب گھبرانا اشارون سے صاف
ظاہر ہے کہ مجبور و ناچار ہون ای برق جلد اسکو قتل کر ہم بلا مین مبتلا ہین برق حال زار

باغبان دیکھکر تڑپ گیا کہا ابھی اس گیسو بریدہ کا سر کاٹے لیتا ہون سرکشی کی سزا دیتا ہون چونکہ
انقلاب ہر ستارۂ اہل اسلام کا گردش مین ہی قضاے کار ظلمات جادو زخمی ہوکر ایک نخل کے
نیچے گر پڑی تھی تڑپ رہی تھی جب اُسنے دور سے دیکھا کہ باغبان گرفتار ہو گیا بشکل شاخ نخل
پہ ہاتھ رکھکر اُٹھی اب جو نگاہ اُٹھا کر دیکھا صنعت چت پڑی ہی برق فرنگی نیمچہ لیے ہوے
جاتا ہی کہ سر کاٹ لون ظلمات بیقرار ہوگئی وہین سے نعرہ کیا او مُنھ رسیدے کیا کرتا ہی خبردار
دست خود از گہر مارہ ہم رسیدہ برق نے جو پلٹ کر ظلمات کو دیکھا آنکھون مین اندھیرا آگیا
دیکھا کہ گولا اُسکے ہاتھ مین ہی سحر کیا چاہتی ہی کچھ نہ بن پڑا تڑپ کے بھاگا ظلمات گرتی پڑتی
قریب ملکہ صنعت کے آئی حلقے کمند کے گلے سے نکالے پانی چھڑک کے ہوشیار کیا صنعت
گھبرائی ہوئی اُٹھی کہا ظلمات بڑا کام کیا اسوقت تو نے بچا لیا مین اپنے ہوش مین نہین بجلی
جلد مجھکو لیچل بہار کے ساحرہ سے مقابلہ پڑا باغبان نے دل ہلا دیا مین ہی ایسی زبردست تھی
کہ بچی باغبان کا کوئی کیا طلسم ہوشربا مین جواب دینے والا ہی اگر مین جینے مین ایسے
سحرہاے کامل تیار نہ کرتی آج بچنا دشوار تھا ظلمات نے فوراً تخت سحر تیار کیا ملکہ صنعت کو
ہاتھ تھام کر تخت پر سوار کیا نعش باغبان قدرت کا آگے رکھ لیا تخت اُڑایا طرف مرگمٹ
کے تخت اُڑاتی ہوئی چلی برق و چالاک نے پیچھا کیا چشم زدن مین تخت داخل حصار ہوا برق
بیقرار ہوا کہا بھائی چالاک تم ٹھہرو مین قریب قصر جاتا ہون انشاء اللہ قصور نہ کرونگا
چالاک نے کہا ای برادر قبلہ و کعبہ نے فرمایا تھا کہ صنعت سحرساز نے حصار سحر کیا ہی جو جاتا ہی
بیہوش ہو کر گر پڑتا ہی اُسکا تو امتحان کرو برق نے چالاک کو کنارے ٹھہرایا آپ جا کر ایک
گنوار کو لایا ایک تلنبے کا روپیہ دیا کہا یہ سامنے بوٹی لگی ہی توڑ لا جیسے ہی وہ گنوار قریب فصیل
پہونچا تھرا کے گرا ملازمان صنعت نشکین باندھ کر لے گئے اب برق و چالاک ناچار ہوے
روتے پیٹتے لشکر مین آئے یہان ملکہ مہرخ نے خبر پائی کہ باغبان براے رہائی برق گیا ہی
پریشان ہو رہی ہی کہ چند مددپہونچے تھے بڑھکر عرض کی برق و چالاک آتے ہین ملکہ مہرخ نے
کہا جلد بلاؤ دربار مین سب سردار بیٹھے ہین اسد نامدار خاموش ملکہ مہ جبین کو قلق بہا
کا دربار مین ہُو کا سناٹا پڑا ہوا ہی ہر گلعذار کا رنگ روے متغیر ہی سرو قد سرد و دیگر سرخ ہو

پریشان برق لامع تڑپ رہی ہو ملکہ مہرخ کے منھ پر ہوائیاں خواجہ عمرو سر جھکائے بیٹھے ہیں اسد
کو انتشار ہر خرد و کلان بیقرار اسوقت برق و چالاک آئے ملکہ مہرخ نے کہا اے صفدر والا گہر کیا
معرکہ گذرا باغبان قدرت کہاں ہیں چالاک و برق رونے لگے کہا اے ملکہ عالم کیا عرض کریں
فلک پر سر گردش ہی بیکار کہ و کاوش ہی آج باغبان قدرت ایسا لڑا کہ اگر افراسیاب ہوتا
دنگ ہو جاتا مہلت پاتا تا آخر ناچار ہو کر صنعت سحر ساز نے اُس صاحب شوکت و لیاقت کو
خاک قبر جمشید سے بیہوش کر کے سحر کا عقاب بنایا پھر قفس آہنی میں بند کر کے لیگئی چالاک نے
کہا بھائی برق نے اُسوقت بھی عیاری کی ملکہ صنعت کو بیہوش کیا ظلمات نے اندھیر مچایا
ہر نوع باغبان قدرت گرفتار پنجہ تقدیر ہوا کوئی فکر ہماری چل نہ سکی ناچار ہو کے پلٹ آئے
خواجہ عمرو نے کہا میاں برق صنعت سحر ساز کا چار لاکھ کا لشکر ہے وہاں جا کر عیاری نہ کی
تمہارے دوست میاں چالاک بھی ساتھ تھے برق نے کہا اُستاد آپ کے اقبال سے آج
نہیں گئے کل جائینگے عمرو نے کہا پہلے تدبیر تو بتاؤ چالاک نے کہا آپ سے کیا عرض کریں وقت پر
تدبیر و تحریر سب ہو جائیگی تابہ ملکہ صنعت جائینگے آپکے اقبال سے صنعت کو مارینگے ملکہ بہار
و باغبان قدرت و شاہزادہ شکیل و ملکہ مخمور قید ہوں ہم جا کر نہ پہنچیں ایسے سرداران
تہمتن کی رہائی کی فکر نہ کریں ملکہ مہ جبین الماس پوش سریر جہانبانی پر جلوہ فرما شاہزادہ
اسد نامدار نے قبضے پر ہاتھ ڈالکر فرمایا کہ آپ لوگ تامل فرمائیں انشاء اللہ جب تلوار مردان عالم
کی کھنچیگی حصار سحر دم بھر میں برطرف ہو جائیگا یہ کہکر صندلان صندل پوش کی جانب دیکھا اُن
نامی و پہلوانان گرامی کبھی قبضوں پر ہاتھ ڈالکر جھومنے لگے قبضہ شمشیر بے نظیر چومنے لگا ایک ایک کا جوش
جرأت میں چہرہ سرخ ہو گیا رنگ جرأت ٹپکنے لگا اسد نامدار تلوار ٹیک کر اُٹھا صندلان نے
آواز دی مرکب شہریار کا تیار کرو مردان عالم کے گھوڑوں پر کاٹھیاں پڑ جائیں جلد لشکر
صنعت سے لڑیں سر کے پڑیں خون کے دریا بہا دیں لشکر ساحران تہ و بالا کریں جلسہ سحر
و ساحری شکست ہو کوتوال تیغ جوہر دار کا بندوبست ہوا اسد جو تلوار ٹیک کر اُٹھے ساٹھ
ہزار جوانان صندل پوش بصد جوش و خروش اسد کے عقب میں بسم اللہ کہکر بڑھے سالاران
بارگاہ کے رنگ رو متغیر ہوئے ملکہ مہ جبین کے کلیجے پر چھریاں پھر گئیں بے اختیار روتی ہوئی تخت

سے انجین دامن اسد نامدار کا تھام لیا عرض کی ای شہریار وہان سحر و ساحری کا سقدر ہی سنا آپنے کی باغبان قدرت نے ایسا ساحر زبردست گرفتار پنجۂ تقدیر ہوا اسکی کا کچھ زور نہ چلا آپ قصد سرزمین اگر یہی ارادہ ہی کنیز کو ایک ہاتھ لگا دین مجھے زندگی کی آرزو نہین ہی سبکدوش کیجیے یا اپنے ہمراہ لیجیے آپکے سامنے پہلے کنیز کا خاتمہ ہو یہی آرزو ہی کہ جنازے کو میرے حضور کاندھا دین گو مین اپنے دست حق پرست سے سُلائین بالین قبر بیٹھکر تلقین پڑھین میری نجات ہو جاے روح گوشۂ قبر مین راحت پاے بقول شاعر نظم

صاف طینت کو کدورت ہی بدن کی خواہش | روح مین وہ ہون نہین ہی جسے تن کی خواہش

جو کہ معدوم ہین انکی ہو طلب لاحاصل | نہ کمر کی ہی تمنا نہ دہن کی خواہش

ہو مصیبت ہون تری الفت دیرینہ سے زون | نازکی پر ہی مرے داغ کہن کی خواہش

پڑ گئے دیدۂ گلستان کے ابھی سے لالے | رنگ دکھلانے لگی سیر چمن کی خواہش

اسقدر ہمکو غرض دوست سے غربت مین | کہ نہین صحبت یاران وطن کی خواہش

آرزوے سخن چند ہی تجھے قاتل | اسلیے ہی مرے زخمون کو دہن کی خواہش

کم نہین گوہر غلطان سے ہمارے آنسو | اے دل زار نہ کر دُرِ عدن کی خواہش

داغ ہین دل مین نہین سیر گلستان کی ہوس | باغبان تجھکو مبارک ہو چمن کی خواہش

صورت اشک سفر کردہ ہون آوارہ مزاج | نہ مجھے آنیکی ہوس ہی نہ وطن کی خواہش

ناتوانی سے ہون شکل کمر یار نہان | میری وحشت کو نہین طوق و رسن کی خواہش

سلسلہ رشتۂ گیسو سے ہوا ہی اپنا | نو اسیری مین ہوئی دام کہن کی خواہش

ہجر مین ہو ہیں دیدہ مین تیرے ہر دم | روح سے کام نہ رکھتے ہین بدن کی خواہش

پاک ہین فاقہ و سنجاب سے خاکستر پوش | خاکسارون کو نہین زیب بدن کی خواہش

خوب لپٹا ہی لحد سے پس مردن لاشہ | جسطرح ہوتی ہی دولھا کو دلہن کی خواہش

دار فانی سے ہی افسردہ مزاجی حاصل | سبزۂ دشت نہ گلزار وطن کی خواہش

غش پہ غش آتے ہین گھبراتی ہی قوت روح | کیون نہ بیجان ہو جسے سیب ذقن کی خواہش

ہو چلے دشت کے چکر مجھے گھر یاد آیا | شام غربت کو ہوئی صبح وطن کی خواہش

یاد آئی جسے ایذا طلبی کی خواہش	پھر طبیعت کو ہوئی رنج و محن کی خواہش
فائدہ کیا ہی بست ہرزہ کلامی سے نسیم	کیجیے اور طرت حسن سخن کی خواہش

اسوقت دربار میں شور گریہ وزاری بلند ہوا ملکہ مہرخ نے بڑھکر بلائین لین عرض کی اوشہہ والا آپکی جرأت پر کوئی طعن وتشنیع کرسکتا ہی آپ نور نگاہِ فراش راہ دین اسلام صعف شکن تیغزن جرار نامی و نامدار سرکوب کافران کشندۂ ساحران گل گلزار لیاقت سرو حدیقۂ سخاوت عندلیب خوشنواے بوستان امارت شاخ تمناے ریاض شوکت وجلالت ہین کسکی مجال ہی کہ آپ کے سامنے نام جرأت لے مگر حضور کی بہی تیغ آزمائی کا وقت آئیگا کوئی ساتھ نہ دے سکیگا حضور صرف تنہا ہونگے آپ کا پروردگار آپ کے ہمراہ ہوگا ہمزاد تک جدائی قبول کریگا کیا مجال کیا طاقت ہی کہ ہم مین سے کوئی حضور کا ساتھ دے سکے جب لوح طلسمی سرکار دولتمدار کو ملے فتح آرزو دیکھے لاکھون مین آپ اکیلے ہونگے فوج ضلالت کے ریلے ہونگے امتحان تیغ زنی صف شکنی ہوجائیگا اُن مقامات کے خیال مین قلب رستم واسفندیار تھرائیگا ابہی آپ بیجا قصد کرین وادی ہلاکت مین قدم نہ دھرین اگر آن نامردون کا زور چل جائے حضور کو گرفتار کرلین یا خدا نخواستہ کوئی صدمہ جسم نازک پر پہونچائین افراسیاب کو عید ہو فوراً دشمنون کو قتل کرے اب تو ہم آپ کو مثل پتلی کے پردہ ہاے چشم مین چھپائینگے خیر خواہانِ دولت کا عرض کرنا ظاہر ہوگا تمام سردار قدمون سے اسد نامدار کے لپٹ گئے ملکہ مہ جبین کی بیتابی پر سب رونے لگے ساحرون نے بڑھکر یہ بہی عرض کی اگر حضور بارگاہ سے قدم باہر نکالینگے ہم اپنے اپنے سر کاٹکر قدم اقدس پر نثار کردینگے بخوبی جانتے ہین کہ بالکل بیکار ہین اس طرح سے جو سب سردارون نے یک زبان ہوکر سمجھایا تلوارین کھینچ کھینچکر اپنے اپنے گلون پر رکھ لین اسد نے سر جھکا لیا فرمایا آپ لوگون نے اس غربت مین میرا ساتھ دیا ہین حقوق جانبازی وسرفروشی ادا نہین کرسکتا لیکن باغبان وبہار کا نہایت قلق ہی سب نے دست بستہ عرض کی خدا حضور کو سلامت باکرامت رکھے ایسی قدردانی فرمائی کہ افراسیاب کا ساتھ چھوڑ دیا سب نے سمجھا کر اسد نامدار کو بٹھایا مگر صرصر نے یہ خبر ملکہ حیرت جادو کو پہونچائی کہ باغبان قدرت کو ملکہ صفت سحر ساز گرفتار کرکے لیگئی حیرت جادو نے بڑی خوشی کی کہ افراسیاب کا نامہ پہونچا رقم تھا کہ ای

ملکہ عالم اب مسلمانون پر آفت نازل ہوئی ماہ دولت کو تسکین دل ہوئی ملکہ مخمور و ملکہ بہار و
شکیل و باغبان گرفتار ہوے اب تم مقدمہ مین ملکہ صنعت کے دخل نہ دینا جسکو چاہے
قتل کرے یا بخشے اُسنے اب ایسا سامان تیار کیا کہ اسیر غالب آنا اہل اسلام کا دشوار ہی یعنی اُسکی
ہمارے پاس آئی ملاحظہ سے معلوم ہوا ارجنگ و خرجنگ جادو و واصل جہنم ہوے دونون بھیا
بدباطن تھے خرجنگ نے ارجنگ کو مارا خرجنگ کو ملکہ مخمور نے قتل کیا عین وقت پر ملکہ مخمور کو
قوت بازو سے ماہ دولت نے گرفتار کر لیا اب شامت باغبان قدرت کی بھی آئی کہ نوالی شہر ناپرسا کو
مار الہذا طبل جنگی بجواؤ کیا عجب ہی کہ ماہ دولت بھی اگر مہلت پائین برائے سیر و تماشا تشریف لائین
دوسرا امر اور دامنگیر ہو کہ اس زمانے مین بعد سال بھر کے تلوۂ تخت الشعاع مین جشن ہوتا ہی زلزال
جادو و خیر خواہ ماہ دولت و انکا بادشاہ جلیل راز و نیاز حجرۂ ہفت بلا مین کفیل وہان بھی
شرکت ضرور ہی ایسے جلسے مین شریک ہونا باعث فتور ہی نام حجرۂ ہفت بلا کا پڑھکر حیرت
سر پیٹنے لگی کہا صاحبو جب نام اہالیان حجرۂ ہفت بلا کا آتا ہی میرا قلب تھراتا ہی مجہکو یاد ہی کہ
ایک مرتبہ برائے ملاقات ملکہ تاریک شکل کسی جگہ ہمارے شاہنشاہ نے دودھ پیالی
بر سر گنبد سیاہ لیگئے تھے مین نے جو دائی امان کی کالی کالی صورت دیکھی بیہوش ہوگئی آجتک
وہ صورت بجنسہ اُنکی آنکھون کے سامنے پھرتی ہی یہ باتین تھین کہ دوسرا تیلہ ملکہ صنعت کا آ
لیکر پہونچا اُسمین یہ مضمون تھا کہ اب مین کسی اپنے ملازم کو آپکی خدمت مین نہ بھیجونگی بی ظلمات
کو بھیجا جو پیر گذرا وہ حضور پر واضح ہوا ہوگا کل سر میدان آکر مسلمان سے مقابلہ کرونگی بیان
تو مین نے حصار سحر تیار کیا ہی کہ عیار نہ آسکین برائے میدان کارزار یہ انتظام ہی کہ بارہ ہزار
آدمی اپنے ہمراہ لیکر آؤنگی جس مقام پر ٹھہرونگی اتنی زمین بھی سحر سے مملو کرونگی تاکہ کوئی عیار
ملکہ میرے لشکر مین نہ جانے آئے چند ساعت مقابلے مین بسر کرونگی سردار لشکر اسلام مین بہت
مین اندر ایک ہفتے کے کل کا خاتمہ ہوگا اگر حضور طبل جنگی بجوائین عین وقت پر مین آجاؤنگی
حضور دربارگاہ سے ملاحظہ فرمائین حیرت نے اُسی وقت تیلے کو جواب نامہ دیکر رخصت کیا
ناگاہ آفتاب عالمتاب لرزان و ترسان آشیان مغرب مین جا کر چھپا عامل باعمل دافع افسون
ساحران پیر دہ گل خواندہ اسما پر تاثیر اعنی ماہ عالمگیر موکلان ثابت و سیارگان کو ہمراہ لیکر برائے

شہنشاہ ممالک گیتی تسبیح انجم ہاتھ میں اور اوراد وظیفہ میں مصروف ہوا ملکہ حیرت جادو نے حکم دیا نام پر ملکہ
صنعت کے طبل جنگی بجے اُسوقت لشکر ملکہ حیرت سے صداے طبل جنگی بلند ہوئی چند روز پہر سرکار سے
لشکر اسلام کے خبریں لیکر چلے بیان بارگاہ آسمان جاہ میں وہی ذکر در پیش ہے سرداران سعید کا پس و
پیش رہی یہی متشاور ہی کہ دیکھیں فلک کیا دکھاتا ہے یکایک ہرکارے سامنے سے حاضر ہوے زمین
ادب کو لب عبودیت سے بوسہ دیا ہاتھ اٹھا کر دعا و ثناے بادشاہی بجا لائے نظم

خسروا جلوہ ترا وہ طرب افزاے جہان — کہ تجھے دیکھ کے ہو عید بھی قربان قربان
حکم دے تو جو شہا واسطے قربانی کے — سعد ذابح بھی کرے ایسا چھری کو بران
گاؤ گردون نہ فقط خوف سے اُسدم کانپے — بلکہ ہو زیر زمین گاؤ زمین بھی لرزان
تو جو ہوجائے اسلام تو بتخانے میں — بت کرے قصد نماز اور کہے ناقوس اذان
نیر جاہ شب و روز ترا جلوہ فروز — مہر تابان کبھی ظاہر ہے کبھی ہے پنہان
قطرہ افشان ہو اگر تیرا سحاب ہمت — لگے پینے میں گہر بحر سے نکلے مرجان
اور گہر بھی ہوں وہ خوش آب جنھیں دیکھ کے تو — ہو قرۃ العین میں ہو گاہ زبا کو یرقان

شاہنشاہ گیتی ستان کی عمر دراز ہو دست شاہ و دشمن پامال حیرت جادو نے بنام ملکہ صنعت
طبل جنگی بجایا ہے خبر مشہور ہے کہ بوقت سحر بصد کر و فر صنعت سحر ساز لشکر ساحران لیکر بہ
مقابلہ سرکار دولت مدار آئیگی ملکہ مہرخ کو سناٹا آگیا مگر ضبط کرکے فرمایا ہمارے لشکر میں بھی بفضل
ایزدی طبل جنگی بجے براے نوازش نقارہ زری حکم دیکر ملکہ مہرخ نشیمن تخلیہ میں تشریف لائین
صندلان صندلی پوش کو بلایا کہا اے شیر بیشہ جرأت و اے جان نثار اسد باشوکت ہم جانتے
ہیں کہ تم جان نثار سردار نامدار ہو جہان اسد عالیمقدار کا پسینہ گریگا خون کا دریا بہا دوگے
لیکن بقول شیخ سعدی شعر ؎ بر جاے مرکب توان تاختن ؛ کہ جا سپر باید انداختن ؛ تمھارے
آقاے نامدار شیر بیشہ جرأت یکہ تاز میدان جلالت ہیں سحر و ساحری وہ شے ہے کہ ایک ماش
کے دانے میں اگر رستم ہو بیکار ہو جائے ایک غلام کے ہاتھ سے امان نہ پائے جب ہاتھ
پاؤن بیکار ہوے اگر دل میں جرأت ہے تو کیا تمنے کل کیفیت سنی کہ صنعت سحر ساز نے سحر
کامل تیار کر لیا ہم سبھون سے کل مقابلہ ہے لشکر میں سب ساحر ہیں اُڑینگے ہیر پھینگے جا تنگ ہوگا

دشمن کو پامال کرینگے اگر خدانخواستہ شکست فاش ہوئی جان بچانیکی تلاش ہوئی ہر طرح بھاگ کر نکلجائینگے کوئی اپنے
کو جانور بنائیگا کوئی پر پرواز پیدا کر کے اڑجائیگا لیکن تمھارے آقائے نامدار سحر و ساحری مین ایک لفظ
نہین جانتے سحر کرنا انکے مذہب مین حرام ہے تلوار کے دھنی دل کے غنی اگر دریائے آتش ہو جا پڑین اگر
خدانخواستہ صنعت سحر سازان پر دست انداز ہوئی ایکی مرتبہ اگر گرفتار ہوئے یاد رکھنا افراسیاب زندہ نہ
چھوڑیگا جس روز سے گنبد نور سے رہا ہوئے افراسیاب پوٹیان کاٹتا ہے کہ مین نے قتل مین کیون عرصہ
کیا پھر اگر ہم سب ملکر اپنی جان دینگے تو کیا پھل پائینگے پس مناسب ہے کہ اپنے آقائے نامدار کو ترغیب شکار دیکر
کسی صحرائے پر فضا مین لیجاؤ دو چار روز وہان بسر کرو لشکر مین نہ آنے دو اگر خدا نے فضل کیا ہمکو فتح حاصل
ہوئی عیاران لشکر جاکر تمکو اطلاع کرینگے اگر یہ خبر سن لینا کہ ہم لوگ کام آئے تقاضائے خیر خواہی یہ ہے کہ اپنے
آقا کو لیکر طرف کوہ عقیق گلزار سلیمانی کے نکل جانا لشکر مین صاحبقران زمان کے پہونچا ہم سبھون
کی جانب سے آداب و تسلیمات عرض کرنا کہنا کہ ان جانبازون کو اجل نے مہلت نہ دی کہ قدم بوسی
سے مشرف ہوتین اب معاوضہ خون کا اپنے جان نثارون کا افراسیاب سے
لیجیے گا ان کلمات حسرت آیات ملکہ مہرخ پر صندلان بیقرار ہوکر رویا مثل مرغ بسمل تڑپا
عرض کی ای بادشاہ لشکر اسلام ای ملکہ خوش انجام اسد نامدار وہ دلیر ہے جب اس راز سے
واقف ہوگا مجھکو نظرون سے گرا دیگا لیکن چونکہ مقدمہ جان ہے کوشش مجھپر واجب و لازم ہے
انشاء اللہ قبل از نماز سحر برائے شکار طرف صحرا کے لیجاؤنگا ملکہ مہرخ اٹھکر دربار مین آئین
دربار برخاست ہوا ساحران نامی اپنے اپنے خیمے مین آئے سحر کی تیاری مین مصروف ہوئے
الغرض لالان صندلی پوش خدمت مین اسد نامدار کے حاضر ہوا عرض کی ای شہریار ابھی
ہرکارون نے خبر دی کہ یہان سے قریب ایک صحرا پر بہار ہے وہان بحساب شکار ہے چلکر شکار
کھیلیے عمرو نے بھی آکر اسد کو سمجھایا کہ ای نور نظر ابھی لڑائی معطل ہے تم واسطے دو چار دن
کے شکار کھیل آؤ مین برائے رہائی باغبان و بہار جاتا ہون سب سردار مشورہ فکر و بیچ
مین مصروف ہین دربار بھی موقوف رہیگا قریب قریب شکار کھیلنا انشاء اللہ بعد
رہائی باغبان و بہار بشوکت ملا کلام طرف دریائے نیل کے سفر ہوگا جرأت و شوکت کا
تمھاری امتحان قریب دریائے نیل لیا جائیگا اب لشکر مین فی الحال تمھاری کچھ ضرورت نہین

ہو اسطرح پر جو خواجہ عمرو نے اس نامدار کو سمجھایا خیال میں آیا بزرگ ہیں جو فرماتے ہیں وہی مناسب ہوگا اسد نامدار نے اسی وقت صندلان صندلی پوش کو حکم دیا پہر رات رہے سے سامان شکار تیار ہو سرداران صف شکن تیغ زن نام سے صحرا کے باغ باغ ہوئے غم والم سے فراغ ہوئے اسی وقت تیاریاں ہونے لگیں پہر رات رہے عمرو نے اپنے سامنے اسد کو پشت مرکب پر سوار کرایا صندلان صندلی پوش کو مع اسباب شکار ہمراہ کر کے طرف صحرائے سبزہ زار کے روانہ کیا کنارے تک لشکر کے خود خواجہ پہونچانے آئے ملکہ مہرخ وغیرہ بھی برائے رخصت حاضر ہوئی ہیں ہر ایک کو یہی خیال ہے کہ دیکھیے آیندہ اپنے آقائے نامدار سے زندگی میں ملینگے یا اب عدم میں ملاقات ہوگی جوش دریائے اشک چشمہ چشم سے ظاہر ہوتا ہے لیکن آنسوؤں کو پی جاتی ہیں ہر چند ملکہ مہرخ نے ضبط کیا نہو سکا گرد اسد نامدار پھرنے لگی بلائیں لینے لگی ترقی عمر و دولت کی دعائیں دیں کچھ کلمات حسرت آیات بھی زبان سے نکلے اسوقت اسد نامدار نے مادر مہربان کو گلے میں ہاتھ ڈالدیے کہا اے مادر مہربان مجھپر آپ کے بڑے بڑے احسان ہیں آپکا مرتبہ مثل ملکہ زبیدہ شیر گیر ہے آپکا رنگ رو کیوں متغیر ہے آپ تفضل فرمایئے میں شکار کو نہ جاؤنگا ملکہ مہرخ نے ضبط کر کے عرض کی اے شہریار برائے شکار آپکا جانا واجب و لازم ہے کنیز اپنی بے اختیاری سے نادم ہے کچھ خدمتگزاری ہو سکی اسکا خیال ہے یہ بھی ملال ہے انسان کی زندگی کی کیا حقیقت ہے حباب لب دریا سے مثال بقول سعدی ہر نفسے کہ فرو میرود ممد حیات وچون بری آید مفرح ذات اگر یکدم نہ آیا رشتہ حیات منقطع ہوا اکثر کنیز کو عوارضات درپیش رہتے ہیں خیال حیات دو روزہ پس و پیش رہتے ہیں اگر کنیز کا عقب میں حضور کے انتقال ہوا امیدوار ہوں فوراً تشریف لایئے گا اپنے سامنے جنازہ اٹھوایئے گا کہ کنیز کا انجام بخیر ہو باغ دنیا کو چھوڑ کر بہشت عنبر سرشت کی سیر ہو اسد نامدار کی بھی آنکھوں سے اشک حسرت ٹپکے کہا اے مادر مہربان انشاء اللہ تعالے پروردگار آپکو حیات طولانی عطا فرمائیگا افراسیاب آپکے سامنے مارا جائیگا آپ تخت سلطنت طلسم ہوشربا پر جلوہ فرما ہونگی نانا جان کی ملاقات سے آپ مشرف ہونگی قبلہ و کعبہ قبلہ دین ستون اسلام کرب ذوی الاحتشام نقل کردہ بزرگان دین اُنکی سرپرستی فرمائینگے آپ کو ہمراہ

بیکر قلعہ زواہ امان حصار مین سامنے اور مہربان کے لیجا ینگے بزرگ کلمات زلزلہ قاف ماہ جمر گہر تاجدار
کی بصد شوکت و وقار زیارت فرمایئے گا ایک شاہزادی آپسے ملیگی جدہ ہماری ماہ نازروسی
سے انکی تعریفین کرینگی فرمائینگی تمنے ہمارے نور نظر کا ساتھ دیا پروردگار تمھاری لیاقت کو ترقی
دے سب صاحب آپکے نام سے آگاہ ہوگئے ہین سب آپکی ترقی عمر مین دعائین کرتے ہونگے عازمین
کی دعا بیکار ہنوگی آپ ضرور فتح طلسم ہوش ربا ملاحظہ فرمائینگی ملکہ مہرخ فرمانے سے اسد نامدار
کے باغ باغ ہوگئے رنج و ملال دل سے دفع ہوا کہا بسم اللہ برائے شکار تشریف لیجایئے
یہ کہکے رکاب سعادت انتساب سے ہاتھ ہٹایا اسد نامدار نے اشک حسرت پاک کرکے
مرکب باد رفتار کو طرف صحرائے سبزہ زار کے بڑھایا سواری اسد کی مثل باد بہاری روانہ ہوئی
خواجہ عمرو سرداران نامور روتے ہوئے پلٹے بارگاہ مین پہونچے دیکھا رات قلیل باقی ہے
لشکر خیل خیل فیل فیل طرف میدان کارزار کے روانہ ہو رہے ہین یکایک ملکہ مہ جبین
الماس پوش برآمد ہوئین ملکہ مہرخ سے پوچھا نانی اماں طلسم کشا آج برآمد نہین ہوئے
محل مین ملالان خون قبلکے تشریف لیگئے تھے تشریف نہین لائے ملکہ مہرخ نے رو کر جواب
دیا بی بی ہم رات بھر جاگے ہین تمھارے وارث کو انتہا کا سمجھایا برائے شکار روانہ کردیا
صنعت سحر ساز فسون ساز ایسی سکار دلدار کی آمد پر خیال ہوا ایسا نہو گرمی جنگ مین انکے
دشمنون کو گرفتار کرے پھر ہمارا کچھ زور نہ چلیگا ہم ایسے اگر ہزار دو ہزار قتل ہو جاینگے
جان نثاران دیگر مقابلہ کرینگے لڑائی کا خاتمہ نہوگا اگر انکے دشمنون پر کچھ گذر گئی پھر صفوف فوج کا
جمنا لشکر ظفر اثر کا پڑاؤ پر بہت دشوار ہوگا سو اسطے انکو ٹال دیا کسی طرح نجاتے تھے روقت
رخصت مجھکو جوش رقت ہوا خدا انکو سلامت رکھے رحم دل ہین مجھکو سمجھانے لگے اپنے بزرگون
کا نام لیا کہ وہ سب تمھارے واسطے دعا کرتے ہونگے مین نے ضبط کرکے رخصت کیا یہ سنکر
ملکہ مہ جبین بے اختیار رونے لگین عرض کی نانی اماں آپنے بہت نامناسب کیا کیا کہون خبر
فراق سنکر قلب الٹ گیا کلیجہ پھٹ گیا جی چاہتا ہے فقیر بنکر ہمراہ رکاب سعادت انتساب رہون
ہزارون جفائین سہون لیکن فراق نصیب نہو قلب مین بار فراق اٹھانے کی طاقت نہین
رہی ایسے کلمات معصیت آیات کہکر بیقرار ہوکے زار زار مثل ابر نوبہار روئین یہ اشعار

زیب النسا مخفی زبان پر جاری ہوئے نظم

ز شمع بخت خواہم ز مہر ہمکنان را | خواہم کشم بیک سو از مردمان عنان را
تا چشم باز کردہ صحبت وجود عشق است | فرصت شمر غنیمت دیدار دوستان را
گر وصل گل بہ بلبل آسان شود میسر | صد خار بودہ باشد در پا چو باغبان را
خورشید حسن ہر جا طالع شود ز اول | سازد ز زلف سنبل ترتیب سائبان را
تا چند بار محنت بر دل توان نہ آیم | یک جور عاشقے کن بیدرد ناتوان را
در چشم اہل بینش صافا لقا وئے نیست | در فصل نو بہاران در رنگ نو خزان را
آور بہ ہر دن ز گوشت این پنبہ ہائے غفلت | در دور بین نکتہ سنجان در کام کش زبان را
در راہ عشق مجنون باید گذشت از جان | خود کنار دریا دریائے بیکران را
مخفی بہ دام محنت گشتم اسیر آخر | چون مرغ ناز پرور گم کردہ آشیان را

اسوقت بارگاہ میں شور گریہ و زاری بلند ہوا ملکہ لالان خون قبا بھی بارگاہ سے نکل آئیں دیکھا ملکہ مہ جبین رو رہی ہیں لالان خون قبا نے ہمشیرہ صاحبہ کے گلے میں ہاتھ ڈالدیے پوچھا خیر تو ہے ملکہ مہ جبین نے فرمایا آپ محل میں جاکر آرام فرمائیں شہریار برائے شکار تشریف لے گئے ہم برائے مقابلہ ملکہ صنعت سحر ساز جاتے ہیں اگر زندہ پلٹے پھر آپ سے ملینگے ہمارے نام کے بھی سب دشمن ہیں حضور بخوبی آگاہ ہیں یہ سنکر ملکہ لالان خون قبا نے گھبرا کر کہا آپ سب صاحبوں کی راے میں ہمکو کیا دخل ہے ہم تو بالکل بیکار مجبور و ناچار ہیں آپ سب صاحبوں کے واسطے دعا کیا کرتے ہیں خدا فتح و نصرت نصیب کرے ملکہ مہرخ نے سمجھا کر ملکہ لالان خون قبا کو محل میں پہونچایا ملکہ مہ جبین الماس پوش تخت پر سوار ہوئیں ملکہ مہرخ نے پایہ تخت پر ہاتھ ڈالا ایک جانب ملکہ زیور محمل نشین دلاہوت جادو و اسرار جادو و ملکہ مارات زمین کن و لرزان و زلزلہ و گلزار چشم و زیور چشم وغیرہ سب نے تخت شاہنشاہی گھیر لیا آمادہ مرگ و مہیاے قضا طرف میدان کارزار کے روانہ ہوے عیاران لشکر اسلام لرزان و ترسان مضطر و بیقرار بخوف ملکہ صنعت طرف صحرا کے نکل گئے صورتین بدلکر ٹھہرے دوسری جانب سے ملکہ حیرت جادو نے ٹیکے کے اوپر تخت بچھوایا

وزیرزادیان شاہزادیان گئین اگر شہرین فوج نے پشت پر صف آرائی کی انتظار آمد ملکہ صنعت سحرساز
مین سب طرف صحرا کے دیکھ رہے ہین خواجہ عمرو بھی جنگل مین ایک گنوار کی شکل بنے ہوئے
دیکھ رہے ہین کہ یکایک صحرا سے گرد اڑی سب نے دیکھا ملکہ صنعت سحرساز تخت پر سوار
پہلوے تخت مین طاؤس زرین بال آسیر کاٹھی کسی ہوئی دوسرے پہلو مین ایک اژدر آتش
فشان آسیر کا شرہ کسا ہوا اسمین اسباب سحر گرد بارہ ہزار ساحران غدار لیکن سب سوار
کوئی پیدل ہمراہ نہین ہو اسی خیال سے سوار ہمراہ کہ عیاران لشکر اسلام کسی کی شکل بنکر ہمراہ
نہ چلے آئین اب دھوکا نہ کھائین ایک جانب ملکہ ظلمات جادو دوسری جانب ملکہ گیسو کشا
سب چاق و چوبند اسباب سحر سے آراستہ لباس حرب و ضرب سے پیراستہ اسقدر جلدی
صنعت لشکر کو دیکھ بجلی کی آنکھین سبکی جھپک گئین بیچ بن میدان چھوڑ کر لشکر اپنا ایک
جانب ٹھہرایا تخت سے اتر کر گرد ان بارہ ہزار سرداران کے حصار سحر درست کیا اس خیال
سے کہ میدان کارزار مین جا کر ان سردارون سے مقابلہ کرون اتنے عرصے مین ایسا نہو کوئی
عیار مکار آکر شریک لشکر ہو جائے تا بہم گھٹ بھی بچا ایسے ایسے صنعت نے انتظام کیے
کہ عیارون کا قریب آنا نہایت دشوار ہو ظلمات و گیسو کشا کو نگہبان قرار دیا کہا خبردار
ہم میدان کارزار مین جا کر مقابلہ کرینگے کوئی ساحر غیر آئندہ روندہ راہ گیر وغیرہ کو اپنے لشکر
سے قریب آنے نہ دینا ظلمات جادو و ملکہ گیسو کشا تو اس اہتمام مین مصروف ہین اسنے
اپنے طاؤس کو بڑھایا اول سامنے ملکہ حیرت جادو کے آئی سلام کیا عرض کی اے ملکہ عالم
واے خاتون محل شاہنشاہ محترم اجازت میدان دیجیے حضور نے خبر سنی کہ میان ماخبان
قدرت کو بھی مین نے گرفتار کیا جا نور بنا کر زندان خانے مین چھوڑ آئی عیارون کے لیے بھی
بخوبی انتظام ہو گیا ہم امیدوار ہین ابتلک کوئی عیار صاحب ہمارے لشکر مین برائے
عیاری تشریف نہ لائے بڑے حیف کی بات ہے کہ عیاران اسلام کو تو بڑے بڑے دعوے
تھے خواجہ عمرو کا قول ہے کہ ہم ہوا بنکر آسمان پر جاتے ہین قطرۂ آب بنکر زمین مین جذب ہوتے
ہین لیکن ہمیر عیاری نہوئی دیکھا حضور نے کیسا کیا انتظام کیا ملکہ حیرت نے صنعت
سحرساز کی بہت تعریفین کین کہا اے صنعت حقیقت مین تو نے ایسا انتظام کیا کسی سے

نہ ہوسکیگا عوض کی کئی مرتبہ سامان کیے بڑے بڑے دھوکے کھائے صاف ثابت ہوا عیارون
کا انتظام واجب و لازم ہی سردار سب دیکھے بھالے ہین جب قصد کیا گرفتار کر لیا آج جانبازی
کنیز کی ملاحظہ ہو حیرت نے کہا جاؤ تمکو خداوند لقا کے سپرد کیا صنعت نے طاؤس بڑھایا
میدان کارزار مین آکر نعرہ کیا ای فرقۂ خداپرستان جسکو تمنائے مرگ ہو نکل کر مقابلہ کرے
ملکی صنعت نے دیکھا صف لشکر پر اسد نامور نہین ہی سمجھ گئی کہین اسکو چھپایا ای صنعت
چشم زدن مین پیدا کرونگی پہلے ان سرکشون کی فکر واجب و لازم ہی جیسے ہی صنعت نے
نقیب دی اول ملکہ سرخ موے کاکل کشا حسین و رعنا اپنے طاؤس سے کودی
سامنے تخت ملکہ مہ جبین کے حاضر ہوئی اجازت طلب کی ملکہ مہ جبین کو شدت گریہ سے
کلام کرنے کا یارا نہ باقی تھا طرف آسمان کے اشارہ کیا یہ کنایہ تھا کہ خدا کے سپرد کیا وہ
حافظ و نگہبان ہی اسی کی قوت و توانائی پر اطمینان ہی ملکہ سرخ موے کاکل کشا ملکہ
مہرخ وغیرہ سے بغلگیر ہو کر شادان و فرحان طرف میدان کارزار کے روانہ ہوئی صنعت
نے سرخ مو کو جو آتے دیکھا آواز دی ای سرخموے کاکل کشا تو نے مجھکو پہچانا نہ ملکہ
صنعت سحر ساز قوت بازوے شہنشاہ طلسم ہوشربا ای ملکہ سرخمو کیون اپنے
کو دام مصیبتون مین پھنساتی ہی اب میرے ہاتھ سے رہائی دشوار ہی عیارون کو بھیج آکر
عیاری کرین جنکے بھروسے پر سلطنت قرار پائی لڑکون کے گھروندے بنے شیر و زیر و زار
پائے ایک ہفتہ گذرا بہار کو گرفتار کر کے مین لے گئی خواجہ سلامت ایک لمحہ بھر اپنے سردار
کو قید نہ رہنے دیتے تھے اب کیا ہوا جو بہار کو رہا نہ کیا سرخمو نے آواز دی کیا بیہودہ
بکتی ہی اگر قضا ہی ہماری آچکی ہی تو بیت سرنہی ہم زشمشیر حبیب ٭ ہر چہ آید بر سرن یا نصیب
ہونے سے ڈرنا کیا جو تجھسے ہو سکے قصور نہ کر اب ہم افراسیاب کی کیا اطاعت کرینگے جام
بادۂ دین اسلام ملت بیضا سے مست ہین شکر ہی کہ یزدان پرست ہین یہ سنکر صنعت نے
دو کھلانیکو گولہ پھینکا سرخمو نے کاٹا دو چار سحر ظاہری رد و بدل ہوے صنعت غصے مین
جا پڑی وہ سحر کا لال سکا پیٹنے یا سامری کہکر زمین پہ دو تہڑ مارا سرخمو زمین پر گری بیہوش
ہوئی ملکہ ظلمات نے بڑھکر قفس آہنی پیش کیا ملکہ سرخمو کو صنعت سحر ساز نے طائر

بناکر قفس مین بند کیا شل طائر گرفتار قفس سحر مین یہ گلعذار تڑپی سر ٹکرانے لگی شاہزادہ خورشید
زرین سحر واسطے مقابلے کے نکلا کیسا کیسا تڑپ کے چاہا کہ صنعت پر گرا لیکن صنعت پر
تاثیر نہوئی سحر آخر مین صنعت نے یہ تدبیر کیا شاہزادہ خورشید زرین سحر کو بھی ٹکڑا ٹکڑا صنعت
سحر ساز نے طائر بناکر اسکو بھی قفس آہنی مین بند کیا ظلمات کے سپرد کیا اُستادان سخنور نے
اس داستان حیرت بیان کو بصد شدومد یون تحریر فرمایا ہی کہ آج دوپہر تک صنعت نے گیارہ
سردار نامی وگرامی سحر کرکے گرفتار کیے اسی طرح طائر بنا لیے سب قفس اپنے ہمراہ لیے بعد زوال
نیر اعظم بصد کبر ونخوت ملکہ صنعت نے نعرہ کیا ای کلاہ چرخ ایک ہفتے کی مہلت دیتی ہون سحر
عابد وقت کہ تنے ملاحظہ کیا اندر اس ایک ہفتے کے آپس مین صلاح کرکے معرفت ملکہ حیرت
خاتون شاہنشاہ عالیجاہ تدبیر اصلاح کرو اگر اسکے خلاف ہوا بجاہ وجلال خداوندی اگلی
مرتبہ آکر اگر کل کا یہی حال نہ کیا تو سمجھنا ملکہ صنعت سحر ساز نہ کہنا یہ کہکر باگ کو منعطف کیا اپنے
لشکر مین آکر لب تخت اُڑاتی ہوئی جاہ وجلال دکھاتی ہوئی کلمات کبر ونخوت زبان پر بصد
کر وفر طرف سر گھٹ کے روانہ ہوئی مہتر برق وچالاک وغیرہ چھپے مسافر بنکے قصد ہوا اسکے
لشکر مین ملجائین پڑاو پلٹنے کو سیو بچائین وہان جاکر عیاری کرین اپنے سرداران ذی وقار
کو قید سے چھڑائین لیکن ملکہ صنعت سحر ساز نشت وبجا سے ہوشیار دور سے دیکھا کہ
ایک مسافر آتا ہی آواز دی او آنیوالے سایہ مین ہمارے لشکر کے مت آنا یہ کہکے گولہ اُٹھایا کہا
او مسافر سامنے سے ہٹ جا اپنی جان کو بچا ورنہ گولا پڑتا ہی تمکو ایسے دس ہزار مار ڈالونگی
کوئی دستگیر نہوگا تمہ ملکہ صنعت سحر ساز وزیر اعظم افراسیاب سرکوب مسلمانان آخر
بیچارہ برق فرنگی بھاگا درہ کوہ مین چالاک وجانسوز وضرغام موجود تھے اُنسے حال
کہا چالاک سے کہا مین نے اپنی آنکھون سے دیکھا کہو بھائی اب کیونکر عیاری کرین وہ
ملعونہ تو پاس قریب نہین آنے دیتی برق نے کہا ای مہتر والا گہر اول مین اُستاد نے اسقدر
عیاران اسیر کیے کہ وہ ہوشیار ہوگئی اب اسکو اپنا سایہ بھی عیار معلوم ہوتا ہی ہزارون کی جرأت
بھی نہین چلتی یہ باتین کر رہے تھے کہ اسی درہ کوہ کے سامنے سے لشکر صنعت گذرتا تھا
ضرغام نے اپنی آنکھون سے دیکھا کئی مسافر صنعت نے سحر کرکے قتل کیے جو سامنے آگیا اسکو

گو بارہا دور تک عیاروں نے پیچھا کیا لیکن صنعت کو غائب نہ پایا حیران و پریشان دیکھا کیے صنعت نے اندر حصار سحر کے داخل کیا زندان مصیبت میں سرداران مذکور کو بند کیا عیار روتے پیٹتے پلٹے لشکر میں آئے تمام کیفیت مہرخ سے بیان کی خواجہ نے کہا حصار سحر میں جانا بہت مشکل ہے چالاک نے کہا کل انشاء اللہ اندر حصار کے جاکر صنعت کو مار ڈالینگے یہ کہکر چالاک و برق و جانسوز و ضرغام شیر دل آپس میں صلاح کر کے واسطے عیاری کے روانہ ہوتے ہیں ذکر عیاری چالاک و خواجہ عمرو دختر زادان انشاء اللہ جلد ششم میں تحریر کرونگا حصہ دوم جلد پنجم کو اس مقام پر تمام کیا الحمد للہ کہ یہ کیفیت انجام ہوا

اشعار مصنف بہ مضمون ختم حصہ دوم جلد پنجم و نشان آغاز جلد ششم

قمر شکر خلاقِ کون و مکان
منور کنِ بزم قصرِ زمین
ہوں آگاہ اس بات سے ناظرین
ہو واضح کہ اس جلد پنجم کے بعد
فلک درپئے ظلم بیکار ہی
نکلتے ہیں عیار بھی فکر میں
کمیت قلم کی ہیں طراریاں
کہ کھل جائینگے حجرہ ہائے بلا
یہی صاف تقدیر کا پھیر ہی
عدو سرکشی پہ ہیں اسکو ٹوک
نہ شاعر ہوں میں اور نہ شاعر ہوں
خطا پر خطا آکے غالب ہوئی

نگار ندرہ جز و مشتہ آسمان
بتائید و لطف جہان آفرین
یہ ہی حصہ دیگر ہے ہمین
ہوا مہر مضمون نو کا طلوع
کہ صنعت سے درپیش پیکار ہی
کیے خوب صنعت نے سامان سحر
عمرو کی ہوں تحریر عیاران
عنایت پہ اسکی رہے دل غنی
کہ تاریک کا سحرا اندھیر ہی
ہر اک سے ہی یہ التماس اے قمر
حقیر و ذلیل و گنہگار ہوں
بشر ہوں بشر ہوں بشر ہوں بشر

فروزندہ شمع مہر مبین
ہوئی ختم جلد فصاحت قرین
بروز سعید و بہ اوقات سعد
چھٹی جلد کی اس جگہ سے شروع
ہیں سردار مہرخ اسی ذکر میں
بنے قصر افسون و ایوان سحر
در بدعت و ظلم وا ہوئے گا
کہ مشعل بھی دکھلائیگا روشنی
قمر توسن کلک کی باگ روک
چھپا ہیں مرے عیب کو سر بسر
مری عیب پوشی مناسب ہے جی
خطا ہیم بپوشند اہل ہنر

الحمد للہ کہ حصہ دوم جلد پنجم کا بعون اللہ تعالیٰ تمام ہوا

واضح رہے ناظرین والا مقام و مشتاقان خوش کلام ہو کہ یہ حصہ دوم جلد پنجم اس مقام پر ختم ہوا کہ لشکر ظفر اثر
زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران امیر عالیشان کوہ عقیق گلزار سلیمانی
پر مقابلۂ لقا سے بے بقا زد و کش ہے لقا نے نامہ برائے طلب مدد بسمت افراسیاب روانہ کیا ہے ابھی
کوئی ساحر افراسیاب نے نہیں بھیجا لقد روح و روان قاسم عالیشان ایرج نوجوان مع ملکہ انجم
ماہ رخسار و ملکہ شیشہ محو نوش و شاہزادہ صیقل آئینہ دار مع فوج بیشمار سمت ہوشربا روانہ
ہوئے ہیں پہونچنا انکا بھی گوش گذار ہوگا اور طلسم ہوشربا میں ہنگامہ عظیم برپا ہے اپنے ملکہ صنعت
سحر ساز نے مرگشت پر سحر سے ایک مکان عالیشان بنایا ہے چند سرداران مع رخ قید کر چکی ہے
بیضے کی حالت دی ہے چالاک و جانسوز و ضرغام و برق فکر عیاری میں چل چکے ہیں کہ
جاکر کسی تدبیر سے اندر حصار سحر کے پہونچیں سرداران نامی کو رہا کریں افراسیاب جادو باغ
سیب میں داخل ہے صنعت کو نامہ لکھکر بھیجا ہے کہ قتل و غارت مسلمانان میں تمکو اختیار ہے
ابدولت بھی وقت پر آئینگے صنعت سحر ساز نے سرداران نامی و گرامی کو ملکہ مہرخ کے قید
کیا ہے اول عیاری مہتر برق و چالاک و جانسوز و ضرغام گروہ نبطا اندر حصار سحر کے پہونچنا آخر
میں پہچانے جانا اور گرفتاری عیاران مذکور پھر بڑی دھوم سے عیاری خواجہ عمرو برابسینہ ادر
کی دولھا بنکے برات لیکر بشکل فرزند تاجدار جادو ناظم طلسم ہوشربا جانا اندر حصار سحر
صنعت سحر ساز کے اور ہمراہ ہونا مہتر قران کا بشکل سرفروش جادو پہونچنا تا بہ
قصر ملکہ صنعت چیلے سے نذر دینے کے اور قتل کرنا ملکہ صنعت سحر ساز کو رہائی جملہ سرداران
اور جنگ عظیم برپا ہونا بعد اسکے حجرۂ بلائے اول کا کھلنا اور آمد شعل جادو و عیاری
خواجہ عمرو و سحر کوکب اور مارا جانا شعل جادو کا اور روح قبض ہونا جملہ سرداران کی و عیاری
خواجہ عمرو و ذکر قتل شعل جادو و بربادی کنیزان سامری بر سر کوہ زبرجدی متعلق آفات
چہار دست و ذکر آمد نیرنگ دیگر نگ بہادران و حیرت و سوسن زبان دراز و ایرج
ملکہ حیرت و عیاری خواجہ عمرو و آمد ملکہ تارا بک صورت کش و دیگر حالات
حجرہ بلاے دوم و جنگ ایرج کہ سمت طلسم ہوشربا چلے ہیں و نیز حالات جنگ صاحبقران زمان
و ساحران افراسیاب و شکست زمرد شاہ باختری و دیگر حالات جلد ششم

ہوش ربا بشرط حیات انشاء اللہ تعالے لفظاً لفظاً تحریر ہونگے حالات حجرہ ہاے بلاد دیگر داستانہاے دلچسپ و رنگین اِس جلد ششم کی لائق ملاحظہ ناظرین والا تمکین ہونگی حقیر سراپا التقصیر اسکے شایع ہونے مین بہت جلدی کر رہا ہی البتہ بعض اُمورات جو اختیار راقم سے باہر ہین اُن مین مجبور و ناچار ہی لیکن بہت جلد انشاء اللہ تا بہ جلد ہفتم تحریر کرکے ملاحظہ شایقان والا مقام مین پیش کریگا یہ بھی واضح رہے کہ اِس زمانے مین یہہ سال بہر کے کا مذ تحت الشعاع مین تہا انکا حاکم زال جادو ہر ایک جلسہ ہوتا ہی تمام ساحران نامی و نامور طلسم ہوش ربا کے قلعہ مذکور پر جاکر جمع ہوتے ہین زال نے افراسیاب کو بھی نامہ لکھا ہی کہ اِس سال شاہنشاہ بھی تشریف لائین بقدسہ مشعل جادو حاکم حجرۂ بلاے اول ایک انجمن مشاورت منعقد ہوگی شرط لکھوینے حجرۂ بلا کے آپ سے عرض کرونگا اگر ان شرائط کو بجا لاے گا ضرور مشعل جادو سجادہ نشین سامری جو دو سو برس سے بجہت سامری و جمشید مین ایک حجرہ بناکر زمین مین اپنے کو دفن کرا چکا ہی تشریف لائیگا پس اُسکا آنا باعث افتخار بادشاہ طلسم ہوش ربا ہوگا ان مضامین خجستہ آئین کا ناظرین کو خیال رہے کہ کل مقدمات کو انشاء اللہ بشرط حیات جلد ششم مین لفظاً لفظاً تحریر کرونگا فقط والسلام والاکرام

قطعہ تاریخ مصنف جلد پنجم طلسم ہوش ربا

طبع گشتہ چو نسخہ بیمثل　　وا نبع رنج و فکر و حزن و ملال

نظم این رشک نظم فردوسی　　تیز این بہ زبوستان خیال

منفکر شدم چو در دل خود　　آی قمر بن براے مصرعۂ سال

این ندا آمد از لب احباب　　گلشن بیخزان علم و کمال

قطعہ تاریخ چکیدۂ کلک جواہر سلک جناب نواب میرزا محمد علینقی صاحب نبیرۂ نواب آصف الدولہ بہادر مرحوم و مغفور نور اللہ مرقدہ متخلص بہ محمد

حبذا ای کاشف رمز طلسم دلکشا　　مرحبا منشی لقب احمد حسین نامور

داستان گوے امیر حمزۂ صاحبقران　　خوش بیان و خوش کلام و خوش خصال و خوش سیر

واہ کیا تصنیف کی ہے یہ کتاب لاجواب — جمع ہیں جسمیں مضامین خیالی سربسر
جب بیان ہوتا ہے یہ افسانۂ فرحت فزا — ہوش میں بیہوش آتے ہیں یہ طرفہ ہے اثر
طبع جب ہونے لگی یہ داستان دلستان — فکر سالِ عیسوی دل میں ہوئی المختصر
ای محمد لکھدیا یہ مصرعۂ تاریخ طبع — پاک ہے جور خزان سے یہ گلستان قمر

قطعہ تاریخ ایضاً جناب نواب صاحب ممدوح

طبع چون شد طلسم ہوشربا — شدہ مطبوع طبع اہل مذاق
منشی فکر را بہ سال نوشت — شاہد فکر و شہرۂ آفاق

قطعہ تاریخ دوست صادق محب واثق جناب سلطان علی صاحب متخلص بہ حشر شاگرد جناب سید ضامن علی صاحب متخلص بہ جلال

ہو جاتے ہیں گم ہوش بشر کے اسے سنکر — بیجا نہیں نام اسکا اگر ہوشربا ہے
ہاتھوں میں بصد شوق لیے نقد دل و جان — ہر فرد بشر اسکا خریدار ہوا ہے
غش ہوتے ہیں حساد بھی اس طرز بیان پر — یہ طرز بیان سحر ہے اعجاز ہے کیا ہے
تاریخ کی سعی فکر کرا ہاتف نے پکارا — کیا ہوشربا شہرۂ آفاق لکھا ہے

قطعہ تاریخ ریختہ کلک گہر سلک شاعر نازک خیال شیرین مقال سعادت پناہ نجابت دستگاہ صاحب توقیر جناب سید علی جعفر صاحب متخلص بہ کثیر

احمد حسین منشی ذی اقتدار ہیں — لکھا طلسم ہوشربا عاشقانہ ہے
یکتا ہیں نظم و نثر کے فن میں وہ خوش بیان — عالم میں انکی مدح و ثناعت فسانہ ہے
سعدی و انوری و ظہوری کا ہے یہ قول — اس رنگ خاص میں تو قمر اب یگانہ ہے
حاسد کی مدّ ہے طبع رواں ہو تیز — انکے سمند فکر کو یہ تازیانہ ہے
دفتر نہیں جواہر مضمون کا ہے یہ گنج — قارون کی کب بساط میں ایسا خزانہ ہے
شیرانہ ہے اسد کی لڑائی کسی جگہ — بالکل کہیں یہ سحر کا سب کارخانہ ہے
آمد ہے اسطرح کہیں افراسیاب کی — جادو کا کٹنت دوش صبا پر روانہ ہے

نازان ہی اپنی چادر نیلی پہ چرخ پیر
آمد کہین ہی کوکب روشن ضمیر کی
عیاریان عمرو کی دکھاتی ہین خضر تین
یون فکر طبع سال مین دل نے کہا کہ گنیز

باران ہفت رنگ کا اک شامیانہ ہی
بزان سحر سازی کے فن مین یگانہ ہی
ساحر بھی تیر مکر کا اُسکے نشانہ ہی
اب تو جہان مین ہوشربا یہ فسانہ ہی ۱۳۰۰ھ

قطعہ تاریخ جناب منشی لچھمن پرشاد صاحب متخلص بہ صدر

کیا ہی اسکو جناب قمر نے خوب رقم
یہ کلک صدر نے تاریخ طبع کی لکھی

طلسم ہوشربا ہی طلسم ہوشربا
بصد خوب چھپا ہی طلسم ہوشربا

قطعہ تاریخ جناب منشی بھگوتی پرشاد صاحب متخلص بہ رونق

رقم شود چہ خوش داستان جناب قمر
ز روئے بام فلک ای روش ندا آمد

بہ نثر اہل کمال است دلکش بیان شاعر
طلسم ہوشربا طبع شد بہ رونق دہر

تقریظ ریختہ کلک جواہر سلک جناب منشی متھرا پرشاد صاحب متخلص بہ مہر

تماشا دیکھیے تمسے جس یوسف کا شہرہ تھا
وہ مضمون بنکے آج آیا ہی بازار معانی مین

تفسیر خوانان صحف تہذیب و اخلاق و سبحہ گردان تسبیح رق دو فاق کدھر ہین اور حرف شناسان ہمہ انصاف بین مین جواہر شناسی کی عینک لگا ئین دیکھین آج تجلی گاہ معانی دبستان سخندانی کس شمع جہان افروز و شعلہ تاریکی سوز سے بعینہ طور پہ نور کلیم اللہ ہی۔ وادی ایمن بلند پروازی وسینائے انشا پردازی کس آتش افروز جمال نازک خیالی تجلی بخش شمع شیرین مقالی کی تجلی گاہ ہی۔ واہ واہ کیا قدرت رب قدیر ہی کہ دبیر عطارد نظیر نے اعجاز فکر سے اپنے ہاتھ کو ید بیضا بنایا شاخ قلم کو شاخ نخل طور کے قلم سے بڑھایا ہی۔ نقاط گل شمع میدان کا چراغ گل کرتے ہین آندھی پائے جاتے ہین۔ حروف زبان قلم سے نکلکر صفحہ قرطاس پر آتے آتے کان و نون بجاتے ہین خامہ معجز بیان عصائے حضرت موسی کا اعجاز دکھاتا ہی سطور عبارت کو اشرد ہائے کلیم اللہ کی صورت بناتا ہی یہ آواز قرأت زبان قاری سے نکلکر بانگ لن ترانی کوت کرتی ہی۔ صدائے مرحبا سامع پر ندائے ارنی کا بہروپ بھرتی ہی۔ پیشانی قرطاس پر الف اللہ ہی یا وادی ایمن مین شمع میدان۔ عبارت مین حروف مدور ہین یا حضرت موسی کی چشم حیران

سبحان اللہ کیا کتاب لاجواب و نسخۂ انتخاب ہے جسکی خوبی کا اوُنکا اساتذۂ ماضی کو آغوش لحد مین سونے نہین دیتا واہ واہ کیا صحیفۂ بے نظیر و قصۂ دلپذیر ہے جسکے محاسن کا ہجوم سلک تعریف مین موتی پرونے نہین دیتا حروف ہین یا آئینۂ حلب نازک خیالی الفاظ ہین یا لعل یمن رنگین مقالی - جملے لآلی فصاحت کے عدن - فقرے غزالان مطالب کے ختن - مصرع لگہاے متانت کے گلزار - اشعار مشک ذہانت کے تاتار - سطور تیغ جادو نگاری کی اصفہان ہے - بحور حسینان مضمون آفرین کے مقابل دو پرستان ہے - آفرین منشی آسمان شیرین بیانی - سرو فرجریدۂ سخندانی صاحب فضل و ہنر جناب منشی احمد حسین قمر جنھون نے اِس قصۂ عجیب و غریب بحر ناپیداکنار کو کوزۂ ترتیب و تنظیم مین بند کرکے سحر سازان مضامین آفرین کو کرشمۂ لیاقت دکھایا بارک اللہ کیا نسخۂ جواہر نگار ہے یا مصحف رخسار حسینان صحیفۂ نادر روزگار ہے یا رحل نظر کا قران - ہر حرف نقش و نگار گلستان پر حرف رکھکر نقش فروغ جگانیوالا - ہر نقطہ خال روے حسینان کو بے نقطہ سنا کر اپنی خوبی کو نقطۂ انتخاب بنانے والا جملے جملۂ محاسن نگاری کا آئینہ بنکر عبارت جلالی کو درست کرنے والے فقرے کل خوبیون پہ نازان ہوکر فقرات واعظ پر فقرے چست کرنے والے نثر کی صفت مین نثراے فلک عاری - نظم ایسے پر نظم پروین ہزار جان سے واری مصرعے مصراع ہلالی کو گرد کرنے والے - اشعار مطلع خورشید کا رنگ زرد کرنے والے - بندون کی ردیف مین حسان عطارد بند - رباعیان مصنف رباعی اربعۂ عناصر کو دل پسند - قافیہ ناہید و خورشید کا قافیہ تنگ کرنے مین برق - ردیفون کو چمکنے مین خورشید کی طرح دعواے انا الشرق ہے اب ہم اس تقریظ کو ختم کرکے دعا کرتے ہین کہ رب معبود و واجب الوجود اس کتاب کو سرمۂ چشم اہل فن اور اسکی ہر جلد کو ہم شیرازۂ جلد زبان اہل سخن بناکے مصنف نازک خیال و ناشر ناصری شمائل کو صلۂ خیالات عمیم و اجر کوشش ترتیب و تنظیم دے آمین ثم آمین

خاتمۃ الطبع از طرف مصنف شعر

جگر کی آگ بجھے جلد جس سے وہ شولا	لگا کے برف مین ساقی صراحی بھر لا

اس حقیر ہیچمدان کی نثرخوانی و داستان سرائی تمام شہر مین زبان زد خاص و عام ہو رہی ہو تمام اعیان
عظام و شاہزادگان والامقام بہ عنایت رب الانام بہ توفیق تمام ماہر ہین اس نیازمند نے بہ
عنایت رب اکبر بعبارت سلیس و اشعار نفیس انشا پردازی کے ساتھ اس حصہ دوم کو لکھا
اب یہ خوشہ چین نشاران ناظرین باتمکین سے امیدوار ہو کہ میری خطائین دامن لطف سے
چھپا کر قلم اصلاح سے درست فرمائین

خاتمۃ الطبع از جانب کارپردازان مطبع

بخدمت ارباب ذوق و شوق التماس ہو کہ داستان امیر حمزہ صاحبقران ایک عجیب داستان
ہر دل عزیز اور ضخیم ہو جسکے مطالعہ کا ایک عالم مشتاق تھا مگر بوجہ نایابی کے علی العموم ہر شخص اسکے
مطالعہ سے محروم و مغموم تھا۔ کارخانہ نے اس امر بزرگ کا انصرام اپنے ذمہ لے لیا اور اس پوری
داستان کے ترجمہ و طبع کا انتظام کر لیا۔ اس داستان عظیم الشان کے آٹھ دفتر ہین دفتر اول
نوشیروان نامہ دو جلدین دفتر دوم کوچک باختر ایک جلد مین دفتر سوم بالا باختر ایک جلد
مین دفتر چہارم ایرج نامہ دو جلدین دفتر پنجم طلسم ہوشربا سات جلدین دفتر ششم
صندلی نامہ ایک جلد مین دفتر ہفتم تورج نامہ دو جلدین دفتر ہشتم لعل نامہ ایک جلد مین۔ منجملہ
انکے نوشیروان نامہ جلد اول اور کوچک باختر اور ایرج نامہ جلد اول چھپ کر تیار ہو اور برابر
فروخت ہو رہا ہی۔ اور نوشیروان نامہ جلد دوم اور بالا باختر اور ایرج نامہ جلد دوم
قریب الاختتام ہو اور باقی ہر سہ دفتر صندلی نامہ و تورج نامہ و لعل نامہ کے بھی ترجمہ و طبع کا
اہتمام ہو رہا ہی۔ اور دفتر پنجم طلسم ہوشربا کی ساتون جلدین جنکی اول چار جلد کا ترجمہ
ماہر ہمہ دان منشی محمد حسین جاہ مرحوم نے اور آخری تین جلد کا ترجمہ استاد داستانگویان
منشی احمد حسین قمر سلمہ نے از جانب مطبع فرمایا قدردانان کے ذوق سلیم سے تھوڑے ہی عرصہ مین
ہاتھون ہاتھ فروخت ہو گئین اور نوبت طبع مکرر کی آگئی چنانچہ طلسم ہوشربا کی جلد پنجم کا یہ حصہ دوم
مطبع منشی نولکشور صاحب سی۔ آئی۔ ای واقع لکھنؤ مین بار دوم بماہ۔ اکتوبر سنہ ۱۹۰۳ع

طبع ہو کر پسند عالم ہوا

[باغ] و بہار۔ معروف بہ قصہ چہار درویش بالتصویر۔
[ط]لسم فصاحت۔ قصہ عجیب و غریب از سید [محم]د حسین جاہ۔
آرایش محفل۔ قصہ حاتم طائی بالتصویر از سید حیدر بخش۔
ایضاً۔ بغیر تصویر حسب مراتب بالا۔
داستان امیر حمزہ۔ بالتصویر ہر چہار دفتر مسلسل ہندسہ مترجمہ مولوی عبداللہ و نظر ثانی مولوی سید تصدق حسین۔
[ف]سانۂ عجائب۔ معروف بہ فسانۂ عجائب از جناب مرزا رجب علی بیگ سرور۔
نو طرز مرصع۔ از محمد عوض۔
[گل]ستان حکمت۔ اردو ترجمہ انوار سہیلی۔ مترجمہ فقیر محمد خان۔
جام سرشار۔ بالتصویر مصنفہ پنڈت رتن ناتھ لکھنوی مشہور مصنف فسانہ آزاد و سیر کہسار جسنے ایک فیصلہ [حکم] لگا دیا کہ لطف مذاق خوبی و رنگینی عبارت کا معراج ہوا۔
فسانۂ آزاد۔ کامل ہر چہار جلد مصنفہ پنڈت رتن ناتھ در لکھنوی۔ تمام ہندوستانی ناولوں میں ایک دلچسپ اور مشہور افسانہ ہے۔
ایضاً۔ جلد اول حسب مراتب بالا۔
ایضاً۔ جلد دوم حسب مراتب بالا۔
ایضاً۔ جلد سوم حسب مراتب مذکورۂ بالا۔
ایضاً۔ جلد چہارم حسب مراتب بالا۔
الف لیلہ کہانی۔ بالتصویر از سید حیدر بخش متخلص حیدری

نوشیروان نامہ۔ جلد اول۔
کوچک باختر۔
بالا باختر۔
ایرج نامہ۔ جلد اول۔
مہدی نامہ۔
دوحۃ الابصار۔
ضیاء الابصار۔
شمس النہار۔
مطلع الانوار۔
خورشید الاسرار۔
نور الانوار۔
مشرق الآثار۔
تفریح الاحرار۔
قصہ سیاہ پوش۔ از عنایت اللہ صاحب متخلص قیس۔
ریاض تحقیق نادر۔ اردو شرح سکندر نامہ بری مصنفہ ماہر علوم جناب مولوی عبدالمجید صاحب ستوطن ہلی جامع و مکمل کوئی شرح ایسی تیار نہیں ہوئی۔
قصہ زاہد عشقی۔ مصنفہ شیخ برہان الدین احمد
جادۂ تسخیر۔ قصہ دلچسپ از نواب محمد حیدر علیخان بہادر
نانک نل دمنتی۔ مولفہ منشی نانک پرشاد۔
سنبل سجلیان۔ مشہور شاعر شکسپیر کے ڈراما سریع الفہم اردو نثر ترجمہ ہر فقرہ سلیس۔
قصہ قاضی جونپور۔ حق و عقل کا امتحان۔